گلستان باختر

منجملہ دفاتر

داستان امیر حمزہ صاحبقران

اس دفتر کا سلسلہ جلد پنجم حصہ دوم دفتر آفتاب شجاعت سے ملتا ہے جسکا تسلسل بطور خلاصہ جلدہای دفتر مذکور کے سرورق سے ناظرین کو معلوم ہوا ہوگا اب اس جلد گلستان باختر مین سلسلہ سخن اسطرح آغاز کیا گیا ہے اور چند کلمے داستان ضلالت نشان اُسی کافر بدست یعنی برجیس آفتاب پرست کے بیان کیے گئے ہین کہ پہونچنا برجیس کا کوہ عجائب پر اور قیام کرنا اُس جلے پر رضا پر ملاقات ہونا شنگان کی درویش حقایق آگاہ سے اور بعد درویش رہائی پانا سحر برجیس سے اور بے بھاگنا ارژنگ بن زردکا ملکہ ثریای یمین کو اور ایک صحرا مین قیام کرنا خبر پہونچنا برجیس کو اور روانہ کرنا صقای دلیر کا اپنے سردار کو برای قتل ارژنگ وچترنگ - فریاد کرنا ملکہ ثریای یمین کا - اتفاقیہ پہونچنا رفیع البخت کا اور صبہ جنگ قبضہ کرنا ملکہ پر اور شیفتہ جمال ہونا بھاگنا کفار کا نا سوداگر کا سودا گر حالات متعلقہ بہر داستان صعبت نشان غرق بحر حبت یعنی ملکہ ثریای یمین کا غرق ہونا اور رود مین اسی گرہ کے پھنسنا پھر خبر لینا ارژنگ وچترنگ کو ملکہ کی اور مقابلہ ہونا رفیع البخت سے پھر داستان شاہزادہ بدیع الملک نوجوان صاحبقران زمان کی رہائی شہنشاہ گوہر کلاہ از دست سیف جادو روانہ ہونا صاحبقران کا بیابان گرد آباد کو اور برای دریافت حال خواجہ خضران کو روانہ کرنا ذکر ملکہ ماہ طلعت دختری وجان عرس وغیرہ پوشیدہ وحیاری خضران وفتح قلعہ اسکندریہ قیام امیر ثالث یا استغلال بادشاہ کا و مجمع ہونا کل لشکر بادروان کا جانب منہ طاق اور مارا جانا برجیس آفتاب پرست کا سامنے صفدر جنگ کا شاہزادہ رفیع البخت نوجوان کے ایاب برجاسب بن طالب بن حمقوبل وپیچیدہ کا بیان آئین شہر طلسم وشاہزادہ ایرج نوجوان وملکہ جمیلہ قبا و یاقوت پوش ریب داستانین پیچیدہ عجیب بیان کرتے کرتے آخر مین داستان شجیع زرال بن خمخال بن جلسماع کا لکھا گیا ہے وحال جہانشاہ مغربی وضیب مغربی پر اس جلد کو ختم کیا ہے اور بہت سی داستانین رنگین بیان کی ہین بالجملہ دیکھئے

جلد اول

حسب لایمای سرآمد تاجران نامی رئیسان عالیشان گوہر بحر ریاست وامارت درہ دریای فتوت وشہامت جناب منشی پراگ نراین صاحب مالک مطبع منشی نولکشور لکھنو وکانپور ولاہور وغیرہ جناب لیت منگوی بیشال شیخ تصدق حسین داستان گو نے باہتمام تصحیح مولوی محمد اسمعیل ملازم قدیم مطبع - بہ نیابیش ناظم مسٹر ہمام بابو منوہر لال صاحب بھارگو سپرنٹنڈنٹ

بار اول [illegible]

مطبع منشی نولکشور لکھنو مین طبع ہوئی

فہرست گلستان باختر جلد اول

گلستان باختر

منجملہ دفاتر

داستان امیر حمزہ صاحبقران

اس دفتر کا سلسلہ جلد پنجم حصہ دوم دفتر آفتاب شجاعت سے ملتا ہے جسکا تسلسل بطور خلاصہ جلدہای دفتر مذکور کے سرورق سے
ناظرین کو معلوم ہوا ہوگا اب اس جلد گلستان باختر مین سلسلۂ سخن اسطرح آغاز کیا گیا ہے اور چند کلمے داستان ضلالت نشان آتشی
کا فردست یعنی برجیس آفتاب پرست کے بیان کیے گئے ہین کہ پہونچنا برجیس کا کوہ عجائب پر اور قیام کرنا اس جاے پر رضا پر ملاقات
ہونا شگفان کی درویش حقایق آگاہ سے اور بعد درویش رہائی پانا سوید جیس سے اور لے بھاگنا ارژنگ بن زمرد کا ملکہ ثریای تمکین
کو اور ایک صحرا مین قیام کرنا خبر پہونچنا برجیس کو اور روانہ کرنا معقای دیو پیکر اپنے سردار کو براے قتل ارژنگ و چترنگ - فریاد کرنا ملکہ
ثریای تمکین کا - اتفاقیہ پہونچنا رفیع البخت کا اور صعد جنگ قبضہ کرنا ملکہ پر اور شیفتہ جمال ہونا بھاگنا کفار کا آنا سوداگر کا مع دیگر
حالات متعلقہ پھر داستان حمیت نشان غرق بحر محبت یعنی ملکہ ثریای تمکین کا غرق ہونا اور روم مین ماہی گیر کے پھنسنا
پھر خبر لینا ارژنگ و چترنگ کو ملکہ کی اور مقابلہ ہونا رفیع البخت سے پھر داستان شاہزادہ بدیع الملک نوجوان صاحبقران زمان
کی رہائی شہنشاہ گوہر کلاہ از دست سیف جادو روانہ ہونا صاحبقران کا بیابان گرد آباد کو اور براے دریافت حال خواجہ خضران
کو روانہ کرنا ذکر ملکہ ماہ طلعت [illegible] بیان عرس وجہ پوشیدہ [illegible] خضران وفتح قلعہ اسکندریہ قیام ہمیر ثالث باستقلال باد شاہ کا
جمع ہونا کل نقابداروں کا جانب [illegible] طاق اور مارا جانا برجیس آفتاب پرست کا اور [illegible] رفیع البخت [illegible]
ابن طالب [illegible] کا بیان شہر عارضیہ وشاہزادہ ایرج نوجوان [illegible] یاقوت پوش [illegible] داستانین جدید و عجیب
بیان کرتے کرتے آخر مین داستان خروج زرال [illegible] حال [illegible] پر اس جلد کو ختم کیا
ہے اور بہت سی داستانین رنگین بیان کی ہین بالجملہ دیکھے

جلد اول

حسب الایماے سرآمد تاجران نامی رئیسان عالیشان گوہر دریاے ریاست و امارت در دریاے ثروت و شہامت جناب منشی پراگ نراین صاحب
مالک مطبع منشی نولکشور لکھنؤ کا [illegible] بتالیف سخنگوی بے مثال شیخ تصدق حسین داستان گو باہتمام تصحیح مولوی محمد اسمعیل
ملازم قدیم مطبع - بزیبایش تمام و حسن اہتمام بابو منوہر لال بھارگو سپرنٹنڈنٹ

بار اول [illegible]

مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین طبع ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہزار ہزار حمد و ثنا اُس خالق یکتا کے واسطے زیبا ہے کہ جسنے ایک لفظ کن سے اسی دفتر عالم کو خلق فرمایا اور نہ ورق آسمان ہفت اوراق زمین کو شیرازہ بند کیا۔ نظم

وہ خالق لائق حمد و ثنا ہے	کہ جس نے سب جہان پیدا کیا ہے	وہی ہے خالق ہر اوج و پستی
عدم اسکا اسی کی ہے یہ ہستی	کیا پیدا اسی نے کن فکان کو	مکان اپنا بنایا لامکان کو
قمر کو لوح نورانی عطا کی	ستارون کو درخشانی عطا کی	کیا قائم فلک کو اوج دیکر
روانی بحر کو دی موج دیکر	زمین پر غنچہ و گل کو کھلایا	ہوا کو نکہت گل سے بسایا

مگر اک دن یہ سب جلوے ہیں فانی ۔ اسی کی ذات ہے بس جاودانی

وہ ایسا جلوہ قدرت اور نور وحدت ہے کہ جو جسم و جسمانیات سے پاک و منزہ ہے اُس گل باغ یکتائی و بے ہمتائی مین دوئی کی بو بھی نہین گئی ہے پرتو اُسکا آئینہ مین بھی نظر آنا محال ہے وہ ایزد متعال اپنی آپ مثال ہے اِس صورت کدہ خاک کی تمام تصویرین اُسی کی یدِ قدرت و دست صنعت کا نمونہ ہین جسطرح تصویر گلی اپنے صانع کی مرتبہ و حقیقت نہین جان سکتی اسی طرح ہماری زبان بھی اِس صانع حقیقی کی کنہ معرفت نہین بیان کرسکتے اس میدان معرفت مین جولان گری اشہب فکر و دانش بے سود ہے وہ گو خود کسی جگہ نہین اور ہر جا موجود ہے آنکھ نہین رکھتا گر سب کچھ دیکھتا ہے کان نہین رکھتا مگر سبکی سنتا ہے۔ مکین و مکان زمین و زمان دشت و در شجر و حجر چرند و وحش و طیور۔ مہر و ماہ ریاحین و گیاہ خشک و تر بحر و بر سرد و گرم سخت و نرم نور و ظلمت برودت و حرارت شرق و غرب جنوب و شمال ابر و باد برق و رعد بہار و خزان درخت و گلستان شہر و صحرا کوہ و دریا۔ غرضکہ کل مخلوقات اُسی خالق پاک ذات کی پیدا کی ہوئی ہے جہانتک حمد و ثنا ہو کم ہے

اُس کے سامنے وسعت مبالغہ کی ہے تنگ ۔ اُسی کے سامنے لفظ کبیر بھی ہے صغیر

بعد حمد ایزد سبحان جولان گری کمیت قلم گرم عنان در میان نعت رسول زمن (زن) داد

لیکن یہ آرایش و زیبایش ہر دو جہان اُس مکین عالی مکان کے واسطے کی گئی جو محبوب خدا شفیع روز جزا باعث خلقت لوح و قلم زینت عرش اعظم ہے وہ کون کہ جناب احمد مجتبی محمد مصطفے صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم جنکی شان نزول مین خود خلاق عالم و عالمیان قرآن مجید و فرقان حمید مین یون ارشاد

ارشاد فرماتا ہی کہ لولاک لما خلقت الافلاک فقط

محمد بادشاہ دوسرا ہی / گنہگاروں کی بخشش کا سہارا
محمد شافع روز جزا ہی / محمد ہی امین راز سبحان
محمد عرش اعظم کا ہی تارا / محمد ہی نبی خاص یزدان
محمد تاجدار اہل انبیا ہی / محمد جلوہ نور خدا ہی

اب اس سے زیادہ کونسی بزرگی ہو سکتی ہی کہ خلاق عالم نے آپ کو اپنے نور سے خلق فرمایا اور اپنا رسول بنایا اگرچہ ایک لاکھ اسّی ہزار ہادی و رہبر منجانب خالق اکبر آئے اور اُنھون نے مخلوق خدا کو سیدھے راستے بتائے مگر یہ رتبہ کسکو ہاتھ آیا ناسخ ادیان باطلہ کون کہلایا نہ خدا نے اپنے نور سے خلق کیا وہ مرتبہ کسی کو دیا یہی نور ازل سے پیشانی آدم میں آیا اسی نور نے یکے بعد دیگرے انبیا و مرسلین کی پیشانیوں میں ظہور فرمایا۔ آخر میں دو حصہ ہو کر نصف عبداللہ کی پیشانی میں آیا اور نصف حضرت ابی طالب نے میراث میں پایا۔ نصف سے ظہور نبوت ہوا اور نصف سے اظہار امامت ہوا پہلے ختم المرسلین پیدا ہوئے پھر امام اولین اس عالم موجودات میں خانہ کعبہ میں ہو پیدا ہوئے جس کام کو انھون نے آغاز کیا اُسے اُنھون نے انجام دیا۔

گل افشانی شاخ قلم در منقبت وصی نبی مکرم علی اکرم علیہ السلام

نظم- زبان سے وصف حیدر کیا بیان ہو / زمین شعر رشک آسمان ہو
وہ حیدر جو ہی داماد محمد / وہ حیدر جو ولی خالق پاک / وہ حیدر جو وصی خاص احمد
وہ حیدر جو شہنشاہ عرب ہی / کہ جسکا فاتح خیبر لقب ہی / بتون سے جسنے کعبہ کو کیا پاک
جو مشہور جہان مشکل کشا ہی / مگر جسکے مراتب کے ہیں بہری / ہر اک عقدہ کو جسنے حل کیا ہی
وہ بندہ جسنے پہچانا خدا کو / خدا کے بعد ختم الانبیا کو / خدا کہنے لگے جسکو نصیری
بشر کیا کر سکے تعریف حیدر / خدا قرآن میں ہی جسکا ثناگر

الحاصل فضائل و خصائل و مراتب و مناقب غالب کل غالب مولانا علی ابن ابی طالب اسقدر ہیں جنکا بیان کرنا امکان سے باہر ہے۔ اسی میدان میں کمیت قلم کی روانی جاتی رہتی ہی اسی باغ میں بلبل خامہ کی زبان لال ہی اسی سرزمین پر سرسبزی فکر سبزہ کی طرح پامال ہی یہ جناب وہ دریا ہے زخار امامت ہیں جسمے گیارہ نہریں اور جاری ہوئیں یعنے گیارہ فرزند انکے یکے بعد دیگرے امام وقت ہوئے اور مرتبہ میں بہترین انام ہوئے بمصداق حدیث نبوی سب کے سب باعتبار رتبہ امامت کے برابر ہیں وہ حدیث یہ ہی - اللہم صل علے محمد و آل محمد و سلام اللہ علیہم اجمعین

جولانگری اشہب فکر بمیدان سبب تالیف کتاب

بعد حمد خدا و نعت محمد مصطفےٰ و منقبت علی مرتضیٰ و جمیع ائمہ ہدا علیہم التحیۃ والثنا عرض کرتا ہی یہ ہیچمدان کج مج زبان سے نا واقف راہ نکتہ دانی * گم کردہ جادۂ معانی * اول کوئین شیخ تصدق حسین داستان گو لکھنوی کہ اس وقت تک بفضل خدا و تائید ائمہ ہدا جلد و فاتر ہشیاں زرفشان داستان جناب امیر حمزہ صاحبقران عالیشان اس کمترین نے تالیف و تصنیف کرکے ہدیہ ناظرین باتمکین کیے جنکو ہنرمندان نیک طبیعت و سخن سنجان پاک طینت نے ملاحظہ فرما کر محنت و مشقت کی داد عنایت فرمائی

اور عیوب کو دامن عفو سے چھپایا بلکہ اس قطرۂ ناچیز کو اپنی قدر افزائی و دریادلی سے بحر ذخار بنایا اگرچہ پیرانہ سالی و داغ فرزند جوان نے مجھکو ناکارہ کردیا اور دل کو ضعف و نحافت کی حالت میں درد سے بھر دیا ؎ جزا کیا اُسکے جو پانے کا اک درد ۰ جو کروٹ لی گئی جس ناتوان سے ۰ لیکن قدردانان سخن نے متواتر تحریک فرماکر مجھکو مجبور کیا اور اس دل غمزدہ کو اس تسلی سے مسرور کیا تو مین نے بھی کمر ہمت کو چست باندھ کر جو شاخین جلد پنجم و حصہ دوم دفتر آفتاب شجاعت مین چھوٹ گئی ہین اور بسبب قید اجزا کے ناتمام رہگئی ہین انکو پھر آغاز کیا اور نیرنگی خیال کو اپنا دمساز کیا ہرچند کہ بعد دفتر آفتاب شجاعت کے مین نے طلسم لالہ زار سلیمانی لکھا جسکی وجہ سے یہ سلسلہ جو نے ہو گئے عرصہ گذر گیا تھا مگر متواتر خطوط آنے سے مجھے پھر ادھر متوجہ ہونا پڑا اور عجلت کے ساتھ لالہ زار سلیمانی کو ختم کرنا ضروری جانا۔ لہذا حسب الارشاد فیض بنیاد رئیس عالی مرتبت قدردان والا منزلت معدن جود و احسان منبع فضل سبحان اختر تابندہ برج اقبال و گوہر شب چراغ درج اجلال جناب منشی پراگ نراین صاحب دام اقبالہم و اجلالہم ملک التجار شہر لکھنؤ تتمہ طلسم نہ طاق الموسوم بہ گلستان باختر شروع کرتا ہون۔ اس دفتر مین ذکر خاتمہ صاحبقران بدیع الملک کے بعد طلسم باختر نہ طاق تحریر ہوگا جسمین اکوان تاجدار بادشاہ نہ طاق بھاگ کر پوشیدہ ہوا ہی اور سات سیکرون مین اُسنے اپنی روح کو محفوظ کیا ہی قاتل اسکے صاحبقران رابع ہونگے اور ذکر فیصلہ صاحبقرانی بھی ناظرین کو عجب لطف حاصل ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ دفتر مذکور ساڑھے ساتھ جزون کے تین جلدون مین ختم کیا جائیگا داستانین اس دفتر کی نہایت عجیب اور نئے عنوان کی ہونگی ہر جگہ جسمین تازگی عیاریون مین جدت سردارون کے مقابلے بہادرون کے ولولے عشق کی نیرنگیان آپس کی خانہ جنگیان یہ تمام باتین دیکھنے پر موقوف ہین ہرچند کہ یہ ناچیز خاک پائے اہل تمیز کسی قسم کی لیاقت نہین رکھتا جسپر نازان ہو مگر بمصداق مصرعہ ؎ ناز بران کن کہ خریدار تست ۰ جو کچھ فخر ہی وہ آپ ہی کی قدر افزائی پر جو کچھ ناز ہی الطاف و کرم پر ہے ؎ کرمہائے تو مارا کرد گستاخ ۰ ہرچند کہ سخن فہم و قدرشناس عالم مین بہت سے ہین لیکن ؎ بے نفیس اگر یوسف ثانی ہی تو کیا ہی ۰ جو بندہ نوازی کرے دل اُسپہ فدا ہی ۰ جسکی نظر پرورش نے اس ذرہ بیمقدار کو مہر درخشان بنایا اور اختر قسمت کو زیادہ چمکایا پروردگار عالم اس ممدوح مذکورۂ بالا کے دلی مطالب و مقاصد بر لائے اور دولت و اقبال کو بڑھائے۔ اشعار دعائیہ۔ الٰہی بخت تو بیدار بادا ۰ ترا دولت ہمیشہ یار بادا ۰ گل اقبال تو دائم شگفتہ ۰ بچشم دشمنانت خار بادا ۰ چونکہ بموجب اس ناچیز کا حق گوئی و حق پسندی ہی لہذا بجز شکریہ اپنے ہر محسن کا ادا کرنا واجب ہوا اس سلیع نامی کے نام بر آوردہ منشی امیر اولال صاحب کے اوصاف بھی مثل آفتاب کے روشن ہین جو کچھ نظر عنایت اپنے ماتحتون پر رکھتے ہین اُسکا جسقدر شکریہ ادا کیا جائے کم ہی وہ انتظام ہی کہ نہ ملازم پریشان نہ مالک کا نقصان حسن انتظام اسی کا نام ہی سردارون کا یہی کام ہی

نغمہ سرائی مرغ زبان در وصف گلشن آغاز داستان
وساقی نامہ

پلا ساقی شراب ارغوانی	کہ پیری مین کھلے جوش جوانی	بہ پیر مغان جھلکا کے دے جام

چلے دنیا مین ساغر کی طرح نام	وہ ساغر دے جو ہو رشک سحر ہو	ہو جبکہ نشہ اقبال منوچہر
وہ ساغر جس سے جام جم خجل ہو	جہان کی سیر سے آگاہ دل ہو	بہار تازہ ہو پھر باغ سخن مین
زبان کو بیقراری ہو دہن مین	رقم کرتا ہون اک رنگین فسانہ	درگوش جہان ہو یہ ترانہ
کسی جا ہون سفا مین جنون خیز	کسی جا ہو عبارت عشق انگیز	کہین نیرنگ سحر و ساحری ہو
کسی جا فوج کی جنگ آوری ہو	کہین دلداریون سے کام نکلے	کہین عیاریون سے کام نکلے

سب ارباب بصیرت سیر دیکھین | جو بین دل مین جو اسکو غور دیکھین

واضح رہے ناظرین با تمکین ہوکہ دفتر **آفتاب شجاعت** کے جلد پنجم کے حصہ دوم مین بیانتک
بیان کیا گیا تھا کہ جانشین **زلزلہ قاف** رستم میدان مصاف وارث میراث جہانستانی زینت بارگاہ
سلیمانی صاحبقران زمان یعنے بدیع الملک نوجوان بعد فتح طلسم **نہ طاق** و دیگر مراحل اہم و
شاق بیابان گرریاد مین بانتظار بادشاہ اسلام خیمہ زن ہین اور انتظار فرما رہے ہین کہ ظل اللہ ملکی
آئین نورین جانب خانہ کعبہ روانہ ہون اور بادشاہ لشکر اسلام قلعہ ہفت رنگ کو فتح کیے ہوئے مع
ملکہ کم جادو و جملہ سرداران لشکر اسلام جانب **نہ طاق** چلے آتے ہین مگر ہنوز راستے مین ہین اور
نامہ مقبول مقصود نہین پہونچے ہین اور شہنشاہ صف شکن بن سلطان سعد باغ گل افشان کی
جانب سے نہ طاق کو چلے آتے ہین یہ بھی ابھی راستے مین ہین ملکہ **گل افشان جادو** انکے ہمراہ
ہے دیکھیے یہ کب تک پہونچتے ہین اور شاہزادہ رستم ثانی مع **سہراب بن رستم** ثانی و شہریار عالیوقار
بیابان خزان بہار کو فتح کیے ہوئے نقابدار یاقوت پوش بنے چلے آتے ہین ملکہ افسونہ سحر ساز جادو
بھانجی الوان تاجدار کی مطیع اسلام ہوکر ساتھ ہوئی ہے اور شاہزادہ سہراب ثانی پر عاشق ہے انکا رخ
بھی نہ طاق کی طرف ہے لیکن **ایرج** نوجوان بعد روانہ ہونے **بلقیس بن قمودہ** کے اپنے لشکر سے
علیحدہ ہوگئے تھے اور نقابدار پر پوش بنے ہوئے چلے آتے ہین اس غرض سے کہ بلقیس غربت مین
تنہا چلا ہے ایسا نہو کوئی افتاد پیش آئے چنانچہ ایک مقام پر بلقیس کی مدد بھی کی تھی جب ایک سردار
انکے قتل کا درپے تھا اور داراب ثانی اور بلقیس ثانی نقابدار بنے ہوئے نقابدار ابلق سوار کے ساتھ
تھے نقابدار ابلق سوار بھی جانب نہ طاق چلے آتے تھے راستے مین اک مقام پر بلقیس بن قمودہ
اور داراب ثانی مین میل پر زور ہو رہا تھا مگر کسی سے میل کھینچ نہ سکتا تھا نقابدار ابلق سوار نے میل
کو کھینچ لیا تھا اور دہنہ پیدا ہوا تھا اُس سے دیو نکلنا شروع ہوئے تھے ان نقابدارون نے
دیوون کو قتل کرنا شروع کیا تھا مگر جو دیو قتل ہوتا تھا لاش اُسکی پھڑکتے پھڑکتے غائب ہوجاتی
تھی اور غار سے برابر دیو نکل رہے تھے اُسوقت ایک مرد درویش نے حجرہ سے نکل کر خبر دی تھی
کہ اے نقابدار ابلق سوار یہ دہنہ ہے طلسم باطن **نہ طاق** کا ہرچند کہ فاتح طلسم تمھین ہو مگر ابھی وقت
افتتاح نہین ہے اور یہ لوح تمھارے پاس ہے اس میل کو اسی مقام پر نصب کردو اور جہان جیا ہو
چلے جاؤ ورنہ اگر عمر بھر ان دیوون کو قتل کروگے تو یہ کم نہونگے یہ سنکر نقابدار ابلق سوار نے
میل کو اُسی دہنہ پر نصب کردیا تھا اُسوقت سے داراب ثانی اور بلقیس بن قمودہ انکے ساتھ ہوئے
ہین اور یہ بھی جانب طلسم نہ طاق چلے جاتے ہین کہ پہلے صاحبقران کی مدد کرین بعد فتح طلسم خود ادا
صاحبقرانی ہون مگر دیکھیے یہ کب تک پہونچتے ہین اور اسد غازی فقیر بنے ہوئے اپنے فرزندون کی قبر
میں بیٹھے ہین صبح کو نکل کر دورہ کرتے ہین اور گورغریبان مین ایک ایک قبر پر فاتحہ پڑھتے ہین اور دو

اور ملکہ روشن گہر ناموس بدیع الملک قلعہ نہ طاق میں قیام پذیر ہیں اور حاملہ ہیں۔ بطن سے انکے
شاہزادہ وحید الملک پیدا ہوگا کہ اسکا ذکر بھی آگے بیان کیا جائیگا اور دختر مہتر شعیب ثانی بھی
انھیں کے ہمراہ ہے یہ بھی حاملہ ہے اور اسکے بطن سے بھی جو لڑکا پیدا ہوگا اسکا ذکر بھی کیا جائیگا اور
شاہزادہ سکندر رستم فر بڑے جاہ وحشم کے ساتھ گنبد زرجد نگار کو فتح کیے ہوئے جانب نہ طاق
چلا آتا ہے تمام قاف کو اسنے اپنا مطیع کیا ہے اور یہ بھی موعود صاحبقران ہو کر چلا ہے سلیمان اعظم اور
سلیمان کوچک اسکے ہمراہ ہیں یہ بھی ہنوز طے مراحل و قطع منازل کرتا چلا آتا ہے اور شاہزادہ رفیع البخت
بھی بڑے جاہ وحشم کے ساتھ گنبد زرجد نگار کو فتح کیے ہوئے شیخ نور الدہر طرف نہ طاق کے
چلے آتے ہیں انسے اور سکندر رستم فر سے جو مرتبہ مقابلہ بھی ہو چکا ہے مگر ہنوز ایک دوسرے کے
حال سے بیخبر ہیں اسلیے کہ دونوں کے چہروں پر نقابیں ہیں اور برخیس آفتاب پرست بھی شہر شہر
کو برباد کیے ہوئے اور بہت سے ممالک اہل اسلام کو جلائے ہوئے طرف نہ طاق کے چلا آتا ہے
بہت بڑی جمعیت اسکے ساتھ ہے ارژنگ بن زمرد اور چترنگ بن زمرد بھی صورت اسکی دیکھکر
باوا آپ دعوائے خداوندی کر رہے تھے اسکے بندہ بے دام بنے ہوئے چلے آتے ہیں اسلم خان
بن لعل خان اور ولیم خان بن لعل خان بھی اسکے ہمراہ ہیں اور قماسپ بھی ساتھ ہے لیکن سب
مبہوت بنے ہوئے ہیں یہ بھی اس ارادہ سے چلا ہے کہ طلسم نہ طاق میں سب خدا پرستوں کو جہنم میں
داخل کروں مگر اب آفتاب جادو نے پوشیدگی اختیار کی ہے سوا وقت ضرورت کے یہ
ظاہر نہیں ہوتا ہے بلکہ اک لکا پر میں چھپا ہوا برخیس کے ساتھ ساتھ ہے اور ملکہ ثریائے سیمتن
بھی ساتھ ساتھ ہے ارژنگ بن زمرد اسپر عاشق ہو چکا ہے مگر قابو نہیں پاتا ہے وہ بھی کرسکے ان تمام
شاخوں کو سمیٹنا اور ناظرین کو نیرنگی زمانہ دکھانا ہے لہذا اول

چند کلمے داستان ضلالت نشان اسی کافر بد ست یعنی برخیس آفتاب پرست کے بیان کیے جاتے
ہیں۔ پہونچنا برخیس آفتاب پرست کا کوہ عجائب بہار پر اور قیام کرنا اس جائے پر فضا پر ملاقی
ہونا سخنگان کی درویش حقائق آگاہ سے اور مدد درویش ہائی پانا سحر برخیس سے اور لٹے پاگنا
ارژنگ بن زمرد کا ملکہ ثریائے سیمتن کو اور اک صحرا میں پہونچکر قیام کرنا۔ خبر ہونا برخیس کو بلوا
کرنا برخیس کا برائے قتل ارژنگ و چترنگ عنقائے دیو پیکر سردار کو قیام کرنا ارژنگ کا صحرا
میں فریاد کرنا۔ ثریائے سیمتن کا۔ اتفاقیہ پہونچنا رفیع البخت کا اور بعد جنگ قبضہ کرنا ملکہ پر اور
شیفتہ جمال ہونا۔ بھاگنا کفار کا آنا سوداگر کا اور باقی حالات متعلق داستان ہذا۔

خمہ بر آغاز داستان

اس گلی سے آگے تھا دہ برہمن چھوڑ دے	بالیقین موسی تجلی گاہ ایمن چھوڑ دے
مسکن اپنا فاختہ قمری نشیمن چھوڑ دے	کوئے جاناں دیکھ پائے گل تو گلشن چھوڑ دے

نکہت گل یعنی صبا کا بلکہ دامن چھوڑ دے

ہاتھ میرا کسطرح قاتل کا دامن چھوڑ دے
دوست سے دنیا عبث کیوں شکل دشمن چھوڑ دے

کسطرح رشتے کے پانے تیغ افگن چھوڑ دے
خنجر سفاک کو کیا میری گردن چھوڑ دے

جو کہ ہو آہن ربا کسطرح آہن چھوڑ دے

دلربائی کی جو لہر آئے تجھے ای بحر حسن
آشنائی کی جو لہر آئے تجھے ای بحر حسن

خوش ادائی کی جو لہر آئے تجھے ای بحر حسن
خود نمائی کی جو لہر آئے تجھے ای بحر حسن

صاف گنگا کی پرستش برہمن چھوڑ دے

کچھ نہیں پرواے مال و دولت عالم نہیں
یادگار اسکا بھی اُس رشک پری سے کم نہیں

کرتے ہیں خواہاں نقد جان سے بھی کب ہم نہیں
خاتم جم ہو جو اپنے پاس لے لے غم نہیں

پریشانی کا جو کھلا ہی سو رہزن چھوڑ دے

دھیان رہتی ہیں تجھے زلف پریشاں کی عبث
پیش چشم اندھیر ہیں گردون گرداں کی عبث

داغ تو کھاتا ہی عشق روے جاناں کی عبث
ظلم سہتا ہی شب تاریک ہجراں کی عبث

بس دل نادان خیال روے روشن چھوڑ دے

مدتوں سے کشمکش میں ہوں کر اب خوف خدا
طائر روح اس قفس سے جلد چھٹ جائے مرا

اپنے قیدی پر توجہ کی نظر کر تو ذرا
دام سے تن اور تن سے جان ہو جائے

کرکے بسمل مجھکو اب ای صید افگن چھوڑ دے

دفعتاً ہو جائے سب گلشن اُسے بیت الحزن
خار ہو جائیں نظر میں کیا سمن کیا نسترن

بھول جائے ہمصفیروں کی ابھی سب انجمن
ہاتھ میں اُس گل کے گر دیکھے چھڑی مرغ چمن

ہی یقین اے باغبان شاخ نشیمن چھوڑ دے

پاس جو اُسکے صراحی اور ساغر دیکھ لے
اک قیامت جان پر ہو موت ابھی گر دیکھ لے

اور اترتے حلق سے صہباے احمر دیکھ لے
گردن ایسی اُس بت بیکش کی ہی گر دیکھ لے

ہاتھ سے ساقی ابھی شیشے کی گردن چھوڑ دے

ہر کسی کی عقل کو چکر کوئی گردش میں ہی
شب کو کوئی خشش میں کوئی دن بھر کوئی گردش میں ہی

کوئی مثل پا تو مثل سر کوئی گردش میں ہی
رشتۂ طول امل سے ہر کوئی گردش میں ہی

پاے آسائش اگر رشتے کو سوزن چھوڑ دے

کب وہ ہو زور آوروں سے بچا دن جو ہو
نامور رہجائیں اسمیں بے نشانوں سے جو ہو

کام تیروں سے نہ نکلے اُن کمانوں سے جو ہو
پہلوانوں سے نہ ہو ہم ناتوانوں سے جو ہو

عشق کا وہ معرکہ ہی جو تہمتن چھوڑ دے

کیونکر اُسکی نرگسی آنکھوں پر آجائے نہ پیار
وہ نہیں موتی ہی نہیں نظریں کیے کوئی ہزار

صاف دکھلاتی ہیں یہ نرگس کے گلشن کی بہار
اُس پری کی خشمگیں آنکھیں ہیں کیونکر دل نہ ہار

دیکھ کر مجھکو نہ کیوں پلکوں کی چلمن چھوڑ دے

رنگ دکھلاتے ہیں کیا کیا گنبد دوار سے
تنگ کر رکھا ہی مجھکو اس دل بیمار سے

کیا ستایا ہی کسی کے عشق کے آزار نے
ان دنوں چھوڑا مرے گھر کا جو آنا یار نے

تو بھی ای روح رواں اب خانۂ تن چھوڑ دے

اک ہی پستی و بلندی کا اسے خوف و خطر
راست بازی آ گئی حصہ میں اسکے سر بسر
نعمد رکھتا ہے فلک کا یہ بھی گو بند نظر
ہو گیا اُس سرو قامت کی سواری کا اثر
اب الف ہونا بھلا کیا اسکا توسن چھوڑ دے

ایضاً

ہے روانی میں ہمارے اشک باری کا اثر
چال میں گلگون کی ہے باد بہاری کا اثر
بیقراری میں ہے دل کی بیقراری کا اثر
ہو گیا اُس سرو قامت کی سواری کا اثر
اب الف ہونا کھلا کیا اسکا توسن چھوڑ دے

جو ضروری بات ہو کب مانتے ہیں عقلمند
گھٹ کے یوں رہنا نہ اسکا آئیگا مجھکو پسند
ہے بہت نازک کہیں دل کو نہ پہونچے کچھ گزند
بھر نہ سینے کے نہ سب ناسور کر جراح بند
کوئی تو دل کی نظر بازی کو روزن چھوڑ دے

ایضاً

کیوں انھیں کرتا ہے تو اے بے ہنر جراح بند
رخنہ بڑھ جائیگا یہ ہونگے اگر جراح بند
رہ نہیں سکتے ہیں دم بھر یہ سب در جراح بند
بھر نہ سینے کے نہ سب ناسور کر جراح بند
کوئی تو دل کی نظر بازی کو روزن چھوڑ دے

دشتی کا پہلے مجھ وحشی کا دم بھرنے لگا
تین کر کے سر کو پاؤں پر دم سے نے لگا
دیکھ کر انداز وحشت پھر وہ کچھ ڈرنے لگا
جب میں چاک اپنے گریباں کی طرح کرنے لگا
قیس چلایا ارے صحرا کا دامن چھوڑ دے

کب سلیقہ ظلم کا ہے چرخ مینا کار کو
دیکھنا اس انقلاب عالم غدار کو
اک غریب آزاری آئی اس غریب آزار کو
رحم آنے نے غیر کو لیکن نہ آئے یار کو
دوست مجھکو قتل کر ڈالے جو دشمن چھوڑ دے

پاس سے موزوں کیے سرو قد و بالا کے وصف
ہر جگہ باندھے ہیں گلزار رخ زیبا کے وصف
وصف نرگس سے کیے ہیں چشم شوخ و بے پروا کے وصف
یک قلم لکھے ہیں ناسخ اُس گل رعنا کے وصف
جو مرا دیوان دیکھے سیر گلشن چھوڑ دے

بادیہ گردان وسعت خیال ورہ نوردان دشت مقال منازل و مراحل فکر کو اسطرح طے کرتے ہیں کہ جب برجیس آفتاب پرست فلکوں کو مثل پرستوں کے پھونکتا ہوا شہروں کو برباد کرتا ہوا قریب قلعہ سیماب کے پہونچا تو اسنے لشکر کو اسبے اُتارا خود داخل بارگاہ ہوا - اتنا لشکر جو سامنے قلعہ کے اترا تمام صحرا فوجوں سے مملو ہو گیا بازار لشکروں کے کھل گئے کٹورہ کھنکنے لگا بیچ میں فوج برجیس آفتاب پرست کی اُتری اور دہنی جانب لشکر ارژنگ بن زمرد اور بائیں جانب فوج چترنگ بن زمرد مقیم ہوئی - دیدبانوں نے اہل قلعہ کو خبر کی کہ اک لشکر کثیر آتا ہے علامات سے یہ پایا جاتا ہے کہ لشکر کفار ہے اُسوقت اہل قلعہ نہایت پریشان ہوئے دروازہ قلعہ کا بند کر کے توپ انتظام کر لیا کہ اگر اس طرف کا رخ کریں تو حتی الامکان اسنے لڑیں ورنہ اگر یہ اُدھر چلے گئے تو ہمیں کیا کام ہے کیوں رخ بڑھے - یہاں تو یہ چرچے ہو رہے تھے اور وہاں برجیس آفتاب پرست نے اک نامہ تحریر کیا مضمون

نامہ یہ تھا۔کہ اے اہل قلعہ آگاہ ہو کہ اسطرف گورنائب خداوند آفتاب تابان کا ہوا ہی اور خداوند کو بذریعۂ
علم غیب سے معلوم ہوا کہ تم لوگون نے خداے نادیدہ کی پرستش اختیار کی ہی اور اپنے خداوندان
قدیم کو چھوڑ دیا ہی اگرچہ وہ سب خداوند بھی ایک ہی مسخر نے تھے تاہم غنیمت تھا یہ تمھاری عقل
کیسے کھوئی گئی کہ نادیدہ خداوند کی پرستش اختیار کی۔لہذا تمکو آگاہ کیا جاتا ہی کہ یا تو سب کے سب
حاضر حضور ہو کر سجدہ کرو یا آمادہ مرگ و ہلاے قضا ہو جاؤ کہ خداوند ایک دم مین تم سب کو اپنے
شعلۂ غضب سے پھونک دیگے۔یہ نامہ تو لیکر نامہ دار جانب قلعہ سیماب روانہ ہوا اور یہان ملکہ
قریاے سیمتن نے برجیس آفتاب پرست سے کہلا بھیجا کہ آجکل طبیعت میری نادرست رہتی ہی اور
بسبب کثرت لشکر کے یہان کی آب و ہوا نادرست ہی لہذا اگر مناسب ہو تو میرا خیمہ لشکر سے دور
کسی صحرا مین نصب کرا دیجیے برجیس آفتاب پرست نے اسی وقت انتظام کر دیا اور اک خیمہ
لشکر سے کئی کوس کے فاصلہ پر صحراے سبزہ زار مین نصب کرا کے ملکہ کو سوار کرکے روانہ کر دیا
ملکہ قریاے سیمتن جا کر اس خیمہ مین اتری چند ہمنشین جلیسین اسکے ہمراہ تھین اور ترک سوارنیان
قریب ایک ہزار کے اور حبشنین بھی اسیقدر مسلح و مکمل براے حفاظت موجود تھین مگر ملکہ کے
خیمہ سے دور دور رہتی تھین کسی کو قریب آنے کا حکم تھا قریاے سیمتن کو جسوقت تنہائی ہاتھ آئی
تو اسنے تصویر شاہزادہ سہراب بن رستم ثانی کی نکالی اور اس تصویر کو دیکھ کر رو دی اور سہیلیون سے
کہا کہ افسوس کیسے کیسے ملکون مین پھرنے کا اتفاق ہوا مگر اب تک اس صاحب تصویر کا پتہ نہ ملا خدا جانے
یہ ظالم کہان ہی دیکھیے زندگی مین دیدار نصیب بھی ہوتا ہی یا نہین ایسا نہو کہ وقت آخر بھی دیدار نصیب
نہو اور ہمین مجبور ہو کر یہ کہنا پڑے کہ ؎ جہان سے حسرت دیدار یار لیکے چلے + چمن سے داغ
فراق بہار لیکے چلے + یا اگر وقت آخر دیدار میسر ہوا بھی تو کیا ملا اور اک حسرت کا ہوگا کہ زندگی مین
لطف زندگی نہ اٹھا سکے اسوقت ؛ خدانے آدمی کی صورت بنایا ہی جسطرح اس بیوفا پر ہمارا دل آیا ہی
ممکن ہی کہ بعد دیکھنے کے اسے بھی ہمارا خیال پیدا ہو جائے اور دعاسے دل پر آئے اسلیے کہ
مثل مشہور ہی دل سے دل کو راہ ہوتی ہی ؎ دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر + از روے کینہ
کینہ واز روے مہر مہر + لیکن بعد زوال شباب یہ چہرہ کی آب و تاب کہان رہیگی جو کسی کے خرمن
دل پہ بجلی گر سکے یا پرائے دل کو اپنا بنا سکے عہد پیری مین سوا موت کے کوئی پوچھنے والا نہین ہوگا
اس طرح کے کلمات حسرت آیات زبان پر لاتی تھی اور روتی تھی ہرچند سہیلیان سمجھاتی تھین مگر
سمجھانے کا اثر کم ظاہر ہوتا تھا کہ قریاے سیمتن کی محبت ترقی کرتی جاتی تھی اور وہ کسی طرح محبت
سہراب ثانی سے باز نہ آتی تھی آخر ہمنشینون نے ملکہ کا دل بہلانے کی غرض سے محفل رقص و سرود
آراستہ کی گائنین حاضر ہوئین اور انھون نے گانا شروع کیا۔غزل

اپنے کہنے کا نہین کمبخت دل ایسا دیا
اک امید عشق و راحت نے ہمین کیا کیا دیا
نشہ مین اسنے خم مے کو جو کل ٹھکرا دیا
دل تو دیتا تھا کسی صورت سے ٹھکرا دیا
اس نگاہ تند کی تاثیر اک اعجاز تھی
حلق کیسا دلپہ خنجر نے ترے چرکا دیا

اور سب تو خیر تو نے اے خدا یہ کیا دیا
درد دل لیکر کسی نے کیا تماشا کیا دیا
ایک اک ساغر نے ہر اک رند کا غش پہ
رہنما و مسفر ہی وادی وحشت مین کو لا
زخم سینے پر نہین دل کو مگر برما دیا
ٹنکے جانے کا غم تھے ایک تو قید بیجا

درد بخشا رنج بخشا دکھ دیا صدمہ دیا
جو نکلنے کا نہین ارمان بھی ایسا دیا
ہجر مین انکے تسلی دی دلا سا یا دیا
اک نگہ نے ہمین اٹھکر بڑا دھوکا دیا
کھینچ کے تڑک جاتا تھا جو تیغ زنی کے
تیری بیتابی نے اے دل در بھی کھڑا دیا

اب سمجھا ہی نہیں دل عشق کی اچھی بری
مسکراہٹ نے تمھاری بزم کو بھڑکا دیا
صدقے خرم التجا کی آئی منھ مانگی مراد
جسنے کچھ دل کی لگی کو اور بھی بھڑکا دیا
ہم نہ سمجھے تھے کہ یون لیکے رہیگا نگاہ
پڑ گیا ناسور دلمین تونے وہ چرکا دیا
گالیان بوسہ کے بدلے بیچ شادی کے غمون
بدگمانی نے اسے کیا جانے کیا دکھلا دیا

اُف فریب آمیز نظرون نے یہ کیا سمجھا دیا
پوچھ میری لاش کا اُس نے بھلا سمجھا دیا
سر جھکا اتنا کہ اُسکے پاؤن کو بوسہ دیا
تونے جوڑا باندھ کر بکھری ہوئی زلفون کا
تیری بھولی بھولی باتون نے بڑا دھوکا دیا
ہم نہ کہتے تھے کہ آہ دردمند اپنے ڈرے
مین نے کیا مانگا تھا تجھسے اور تونے کیا دیا
ناتوانی نے بنایا نقش پائے رفتگان

پہلے تھی کسکی نظر بے ربط باتون پر مری
جس کمر کو نازکی کے بار نے لچکا دیا
آنسوؤن کی آبپاشی مین تھا کیا اُٹھا
کاٹنا طول شب غم کا مجھے بتلا دیا
نیم بسمل کیون مجھے چھوڑا لگایا تھا جو تیر
ایک جھونکے نے ہوا کے زلف کو بکھرا دیا
میرے چشم تر سے آنسو ایکدم تھمتا نہیں
پھر نہ اُس جا سے اُٹھے جسنے جہان بٹھلا دیا

انتظار یار کی سختی نہ پوچھو آرزو
جسنے اک اُمید مین آنکھون کو پتھرا دیا

چونکہ اکثر اشعار اس غزل کے ملکہ کے حال زار سے مناسبت رکھتے تھے اور کچھ دل اُلٹنے لگا طبیعت پریشان ہوئی جی بہلنے کے عوض دم گھبرانے لگا صورت سہراب ثانی کی آنکھون کے نیچے پھرنے لگی اب ملکہ کو تو اسی حال پر ملال مین چھوڑیے اور حال ارژنگ بن زمرد ثانی دیجر نگ بن قیصر ثانی کا سنیے۔ سیاق مین بیان ہوچکا ہے کہ ارژنگ بن زمرد ملکہ ثریاے سیمتن پر عاشق ہے مگر قابو نہین پاتا ہے اور اتجو اور بھی مبہوت ہوگیا ہے کہ اُس غازہ سحر نے اسکو بر جبین آفتاب پرست کا بندہ بے دام اور مطیع بنادیا ہے۔ جسوقت خیمہ ملکہ ثریاے سیمتن صحرا مین برپا ہوا تو دل ارژنگ کا بہت گھبرایا سختگان بن سختگان سے کہا کہ ای شیطان درگاہ جسوقت تک ملکہ لشکر مین تھی دل کو تسلی تھی اگرچہ دیکھنا بھی ملکہ کا ممکن نہ تھا مگر یہ تو معلوم تھا کہ ملکہ اسی جگہ موجود ہے اُسکو سیر صحرا پسند آئی۔ پوشیدہ طور پر سنا ہے کہ ملکہ بھی کسی پر عاشق ہے کیا عجب ہے کہ اُسکا دل میری ہی جانب راغب ہوا سلیے کہ مجکو اُسکی محبت ہے تو اُسے بھی میرا خیال کہان تک نہوگا ملکہ اے سختگان کیا عجب ہے کہ ملکہ نے اسی وجہ سے صحرا نشینی پسند کی ہو کہ یہان بسبب اُسکے بھائی کے مین اُس سے مل نہین سکتا ہون اُسنے یہ موقع دیا کہ ہم جا سے تنہا پڑین اب نہ ملنا ہماری خطا ہے اُسکا قصور نہین ہے لہذا میرا قصد ہے کہ بہانہ شکار کرکے یہان سے جاؤن اور وہان ملکہ سے ملون اگر وہ رضامند ہو تو اُسی طرف سے لیکر چلدون سختگان نے کہا وہ جوتیان کھاؤگے کہ یاد کروگے چندیا پر ایک بال نہ رہیگا تم جو سمجھتے ہو کہ ملکہ بھی مجھپر عاشق ہے تو وہ عاشق ضرور ہے مگر سہراب ثانی پر تمھارا منھ اس قابل نہین کہ تیرکوئی حسین عاشق ہو ملکہ کیطرف اگر نظر بد سے دیکھوگے تو آنکھین پھوڑ دیجائینگی خدا پرست کے مال کو کافر ہاتھ نہین لگا سکتے۔ ورنہ خود ملکہ تمکو جوتیان لگائیگی۔ ان خیالات کو دل سے دور کرو مگر اپنی رہائی کی فکر کرو کہ ضروری چیز ہے تم خداوند زاد ہے ہوکر دوسرے کے بندہ بے دام بنے ہوئے ہو یہ بات تمھارے واسطے سوائی کی ہے مین نے سنا ہے کہ قریب اس صحرا کے اک درہ کوہ مین مرد درویش رہتے ہین کہ نام اُنکا درویش حقائق ہے وہ نہایت صاحب کمال شخص ہین اُنسے ملکر عرض حال کرو اگر اُنکو تمپر رحم آئیگا تو سب کام بن جائیگا اور کیا عجب ہے کہ اُنھین کی مدد سے معشوق بھی ملجائے تو ملجائے ورنہ غیر ممکن ہے ارژنگ بن زمرد نے کہا کہ پھر مجکو اُن درویش کے پاس لیچل سختگان اسیوقت چلنے پر تیار ہوا۔ ارژنگ بن زمرد نے جیز نگ کو بھی ساتھ لیا اور چند سرداران نامی مثل گرماسب اور اسلم اور دیلم وغیرہ کے اپنے ہمراہ لیکر مع سختگان طرف صحرا کے بہانہ شکار روانہ ہوگیا جسوقت قریب درہ کوہ کے پہونچا

دیکھا کہ اندر درہ کے اک مرد درویش جنکے موے سر و ریش بالکل سپید ہیں کوئی سوا سو برس کا سن ہے خرس کی کھال پر بیٹھے سبحہ گردانی کر رہے ہیں ارژنگ نے سامنے پہونچکر سلام کیا اور کہا کہ عرضے دارم - فقیر نے کہا بیان کرو ارژنگ نے اپنا حسب و نسب پوشیدہ کیا کہ یہ مرد خدا پرست ہے ایسا نہو نام آن کفار کا سنکے برخاستہ خاطر ہو جاوے درویش اس حرکت پر اسکی ہنسے اور کہا کہ تم مجھسے پوشیدہ کرتے ہو میں سب کچھ جانتا ہوں کہ تم بیٹے زمرد شاہ کے اور پوتے لقا کے ہو مسلمانوں سے قصاص خون لینے کے واسطے نکلے ہو یہاں برجیس آفتاب پرست کے دام تذویر میں پھنس گئے ہو خیر جو کچھ انجام تمھارا ہوگا وہ بھی پوشیدہ نہیں بیان کرنا اسکا بے سود ہے لیکن نصیحتاً تمکو سمجھائے دیتا ہوں کہ باپ دادا تمھارے ہمیشہ خدا سے برگشتہ حق کو بھول کر خود خداوند بنے اُسکا انجام یہ ہوا کہ خدا پرستوں کے ہاتھ سے مارے گئے اگر تم اُس طریقہ پر رہوگے تو تمھارا بھی انجام وہی ہوگا لہذا بہتر یہ ہے کہ اگر تم دین خدا پرستی اختیار کرو تو امیر ثالث تمھاری بہت عزت کرینگے تمھارے باپ سے زیادہ ملک و مال تمکو دینگے اور تمھاری معشوقہ بھی تمھیں کو ملیگی اگرچہ وہ شاہزادہ سہراب بن رستم پر عاشق ہے مگر شاہزادہ ملکہ سے دست بردار ہو جائیگا اور اگر دائرۂ اسلام میں آنے سے انکار کروگے تو مثل اپنے باپ دادا کے انھیں خدا پرستوں کے ہاتھ سے مارے جاؤگے اور ملکہ بھی ہاتھ نہ لگیگی ارژنگ نے یہ سنکر گردن جھکا لی سختگان نے عرض کی کہ حضور اس بلا سے تو نجات دیجیے کہ اک کافر کے دام تذویر میں پھنسے ہوئے ہیں ابھی تو نہ ادھر کے ہیں اور نہ ادھر کے - بقول شاعر ؎ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے ہم گئے دونوں جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے + نہیں معلوم کہ برجیس آفتاب پرست کی صورت میں کیا تاثیر ہے کہ جو اُسے دیکھتا ہے سجدہ کرتا ہے اپنے ہوش میں نہیں رہتا ہے اگرچہ بہت سے ساحر ہمارے ساتھ میں بھی ہیں مگر سب برجیس کے مطیع ہو گئے ہیں کوئی اپنے ہوش میں نہیں ہے درویش نے کہا کہ اُسکے پاس غازہ سحر ہے یہ اُس غازہ کی تاثیر ہے کہ جو دیکھتا ہے وہ سجدہ کرتا ہے جبتک وہ غازہ اُسکے چہرے سے دور نہوگا اس اثر کا مٹنا غیر ممکن ہے لہذا اُسکا وقت ابھی دور ہے یہ ممکن ہے کہ تم لوگوں کے سے اثر سحر برطرف ہو جاوے مگر ساتھ اسکے چند شرطیں ہیں - ایک تو یہ کہ جسوقت تم ہوش میں آجانا تو خدا پرستوں کو ایذا نہ پہونچانا بلکہ خود بھی مسلمان ہو جانا - دوسرے یہ کہ ملکہ کی طرف رخ بھی نکرنا کہ وہ معشوقہ ہے شاہزادہ سہراب بن رستم ثانی کی اگر یہ دونوں نصیحتیں یاد رکھوگے تو اچھے رہوگے ورنہ خدا پرستوں کے ہاتھ سے بہت ایذا اُٹھاؤگے ملکہ بھی ہاتھ نہ آئیگی سلطنت اور جان بھی جائیگی یہ فرماکر درویش حقائق نے اک شیشہ میں پانی پڑھ کر دیا اور کہا کہ جو اس پانی کو پیے گا اُسپر سے اثر سحر برطرف ہو جائیگا - ارژنگ اور جہرنگ نے وہ پانی پیا دونوں کے حواس درست ہوئے پھر سختگان اور فرماسب اور اسلم اور دیلم وغیرہ نے بھی پیا سب بھی ہوش میں آئے اور اُنکو معلوم ہوا کہ عقل پر اک پردہ پڑا ہوا تھا وہ اُٹھ گیا بس یہ سب گئے سب درویش حقائق سے رخصت ہوئے چلتے وقت درویش حقائق نے کہا اے سختگان جو کچھ تو نے اقرار کیے ہیں تو اُنکا پابند نہ رہیگا اور انجام میں پچھتائیگا خیر تجھے اختیار ہے سمجھا دینا ہمارا کام تھا سمجھا دیا - یہ فرماکر درویش تو خاموش ہو رہے اور ارژنگ اور جہرنگ وغیرہ رخصت ہو کر لشکر میں آئے اور اُس پانی میں اور پانی ملاکر اپنے تمام افواج فوج کو تقسیم کر دیا اور یہ سمجھا دیا کہ سب اپنے اپنے ماتحتوں کو پلا دیں سارے لشکر میں وہ پانی تقسیم ہو گیا

جب تھوڑا سا رہجاتا تھا اُسمین اور پانی ملا دیا جاتا تھا یہان تک کہ کل لشکر پرسے اثر سحر برطرف ہوا
سب نے اطاعت برجیس سے ہاتھ اُٹھایا اور ارژنگ وجیترنگ کے پھر مطیع ہوے اب ارژنگ نے
سختگان سے کہا کہ یہ سردار بہ بہانہ شکار تھوڑی تھوڑی فوج لیکر چل کھڑا ہو بعد کو ہم بھی چلین جب لشکر
سے علیحدہ ہولین تو چلکر ملکہ پر قبضہ کرلین اور اُسی طرف سے راہ صحرا اختیار کرین سختگان نے کہا کہ ابھی
ملکہ پر قبضہ کرنا اچھا نہین اسلیے کہ قول درویش کا غلط نہین ہوسکتا۔ پہلے سہراب بن رستم کو ڈھونڈھو
اور اُسکو مسلمان بنکر فریب دو۔ وہ اس خوشی مین ملکہ کو برجیس سے چھین کر تمھارے سپرد کردیگا پھر
موقع پاکر سہراب کو قتل یا اسیر کرلینا اور جہان چاہنا چلکر حکومت کرنا اسوقت کی دست اندازی کا نتیجہ
خراب ہے ارژنگ پر سے سحر تو برطرف ہوچکا تھا اب جنون خداوندی کا دورہ ہوا اور نشہ غرور مین
بکا ماکہ او شیطان تیرا کام بہکانا ہے جو تیرے کہے پر چلتا ہے خراب ہوتا ہے بھلا کوئی بھی اپنے معشوق
کو دوسرے کے سپرد کردیتا ہے جو سہراب ملکہ کو میرے حوالے کردیگا۔ یہ فقیر نے مغالطہ دیا ہے کہ
اسوقت سہراب یہان موجود نہین ہے ایسا نہو یہ ملکہ پر قبضہ کرلے۔ فقیر مسلمان ہے مسلمانون کی ہمدردی
کریگا یا میرے ساتھ دوستی کریگا یہی کیا کم ہے کہ اُسنے مجھپر سے سحر برجیس کا برطرف کردیا۔ مین اس رائے
کو تیری کبھی پسند نکرونگا سختگان نے کہا کہ پچھتاؤگے ارژنگ بن زمرد نے اُسی وقت سرداران
لشکر کو حکم دیا کہ اپنی اپنی فوجین لیکر صحرا کی طرف چلو اور ہمارے منتظر رہو۔ فوراً سردار اپنی اپنی فوج
ساتھ لیکر روانہ ہونے لگے بعد کے ارژنگ اور جیترنگ مع فرماسب و اسلم و دیلم و سختگان کوچ
کرکے ساتھ ہزار سوارون سے بہ بہانہ شکار جانب صحرا روانہ ہوگئے۔ برجیس آفتاب پرست خمار
خواب نامہ مین بیٹھا تھا۔ جام شراب ناب کو گردش تھی ناچ ہو رہا تھا۔ یہ ایسا سرشار تھا کہ اسکو کچھ خبر نہ تھی
کہ کیا ہوا اور کیا نہین ہوا۔ وہان ارژنگ اور جیترنگ مع لشکر اُس مقام پر پہنچے کہ جہان خیمہ ملکہ
ثریا سے سیمتن کا نصب تھا اور گرد خیمہ کے تھوڑے فاصلے سے حبشنین اور ترک سوارنیان پہرہ دے رہی
تھین۔ ارژنگ نے اپنے لشکر سے اشارہ کیا کہ انکا محاصرہ کرلو اُسیوقت چار ہزار سوارون نے گھیر لیا۔ بعد
اسکے اور لشکر بھی ارژنگ اور جیترنگ کا پہونچ گیا ترک سوارنیون نے روکا اور کہا کہ او بے ادبو نہین
جانتے کہ یہ دختر خداوند کا خیمہ ہے ادھر کہان آتے ہو چلے جاؤ ایسا نہو کہ تمپر غضب خداوندی نازل
ہو اور تم سب جل کے خاک ہوجاؤ یہ سنکر اُن سب نے تلوارین کھینچ لین اور کہا کہ کیسی خداوندزادی
یہ معشوق خداوند ارژنگ بن زمرد ثانی ہے خود خداوند اسکے لینے کو تشریف لائے ہین بہتر یہ ہے کہ ملکہ کو
محافہ مین سوار کرکے ساتھ کردو ورنہ ہم بزور شمشیر چھین لینگے ترک سوارنیون اور حبشنون نے کلمات
سخت کہے بس اُن سب نے تلوارین برسانا شروع کردین ترک سوارنیان بھی زخم لگانے لگین شور گیرودار بلند
ہوا لاشین زمین پر پھڑکنے لگین تھوڑی ہی دیر مین وہ جنگل ہزارون کا مقتل بنگیا یہ شور و غوغا جو بلند
ہوا تو ملکہ ثریا سے سیمتن نے اپنی ہمجولیون سے کہا کہ ارے دیکھو تو یہ غل کیسا ہے اُنھون نے خیمہ سے
نکلکر دیکھا تو خیمے کے چارجانب تلوار چل رہی ہے ترک سوارنیان اور حبشنین پسپا ہوتے ہوتے خیمہ
کی طرف چلی آتی ہین اُنھون نے حال دریافت کرکے ملکہ سے بیان کیا کہ غضب ہوا۔ ارژنگ بن زمرد
آپ پر عاشق تھا اسکو معلوم ہوا کہ آپ صحرا مین رہنے آئی ہین مع فوج آکر خیمہ کا چار جانب سے محاصرہ
کرلیا ہے ترک سوارنیان آپ کی لڑ رہی ہین مگر انکا کام اچھا نہین معلوم ہوتا اسلیے کہ ایک تو عورت مرد کی
لڑائی علاوہ اسکے فوج ارژنگ بیشمار ہے اور یہ صرف دو ہزار ہین اب پسپا ہو رہی ہین یہ سنکر ملکہ نہایت

پریشان ہوئی وہ صحبت برہم ہوگئی سہیلیان مارے خوف کے تھر تھر کانپنے لگین کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی۔
لیکن ثریا بے ستمگن نے استقلال کے ساتھ دروازہ خیمہ پر آکر جنگ کا تماشا دیکھنا شروع کیا اور یہ قصد
کیا کہ اگر یہ لوگ مجھپر قبضہ کرنا چاہین تو خودکشی کرون وہان ترک سوار جان اور جستنین بیبا ہوتے ہوئے
خیمہ تک آگئین اور اب اُنھون نے خوب قدم جماکر لڑنا شروع کیا کہ تھجے بیٹھنے کی جگہ بھی نہ تھی ملکہ نے دیکھا کہ
ان نمک حلالون کے قتل سے کچھ فائدہ نہین کہانتک لڑینگی اور کبتک اس انبوہ کو روکینگی اُسنے
کہا کہ اب تم جنگ نکرو اور ان لوگون سے کہدو کہ ہم ملکہ کو محافہ مین بٹھاکر تمھارے ساتھ لیے چلتے ہین
مگر ہم مین سے کوئی قریب محافہ کے نہ آئے اُن لوگون نے کہا کہ ہمین منظور ہی آنے والا خود ہی آئیگا ہم
کیا کرینگے یہ خبر جیتر نگ وارژنگ کو ہوئی کہ ملکہ ساتھ چلنے پر خود رضامند ہی۔ یہ دونون بیوقوف نہایت
خوش ہوے اور کہا کہ خبردار ملکہ کے حکم کے خلاف نکرنا ایسا نہو وہ ناراض ہو جائے اور سنگتکان
کی طرف دیکھکر کہا کہ اگر ملکہ ہماری شیدا نہوتی تو خود چلنے پر کبھی راضی نہوتی سنگتکان نے کہا کہ یہ
عورت کا چلتر ہی تم تو بیوقوف ہو جیسے تمھارے باپ اور دادا احمق تھے وہی حالت تمھاری بھی
ہی اُسنے دیکھا کہ ملازم میرے قتل ہوے جاتے ہین اور انجام یہی ہونا ہی تو کیون لڑوا کر انکو قتل
کرواؤن جہان موقع پائیگی تمھاری گردن دبائیگی اور صاف نکل جائیگی پھر کبھی ہاتھ نہ آئیگی ارژنگ
نے کہا کہ تجھکو قارورے مین بھلے نظر آتے ہین میرے اتنے بڑے لشکر کے محاصرہ سے نکلکر کہان
جاسکیگی سنگتکان توخاموش ہورہا اور وہان ملکہ محافہ مین بیٹھی اور ترک سوارنیون نے چار طرف سے محافہ
کو گھیر لیا سب انیسین جلیسین بھی ساتھ ہوئین اب بیچ مین تو ملکہ کا محافہ ہی گرد ترک سوارنیون اور
جستنون کی فوج اُسکے چار جانب لشکر ارژنگ اب تمام لشکر آکر جمع ہو گیا ہی قریب بارہ چودہ لاکھ
کے کابل لشکر سے ہین جب ارژنگ کو اطمینان ہوگیا کہ اب ملکہ قبضہ مین ہی تو اسے برجیس کا خوف
غالب ہوا کہ جسوقت اُسکو خبر پہونچیگی تو وہ چڑھ دوڑیگا پس اسنے راہ فرار پر قرار لیا اب یہ بھاگا بھاگ
دو دو منزل کی ایک ایک منزل طے کرتا ہوا چلا جاتا ہی محافہ ملکہ کا ساتھ ہی جس مقام پر قیام کرتا ہی ملکہ کے
پاس کہلا بھیجتا ہی کہ مشتاق جمال کو دیدار دکھادو ملکہ جواب مین کہدیتی ہی کہ دیکھنے سے کیا فائدہ
ایک ہی مرتبہ دیکھنا اور دکھانا اچھا ہوتا ہی ایسا نہو کہ بھائی تیرا تجھکو مجھسے چھین لے تو پھر مین بھی
بےبسی کی حالت مین ہو جاؤنگی اور تم بھی فراق مین تڑپوگے اطمینان کے وقت ملنا ان بہانون
سے ملکہ اپنے کو بچاتی چلی جاتی ہی اور دلمین روز دعا مانگتی ہی کہ خداوندا تو میرے حال پر رحم کر
تو میری طینت سے خوب آگاہ ہی کہ مین بھی مسلمان ہو چکی ہون اور شاہزادہ سہراب بن رستم
ثانی کی کنیز ہی چاہتی ہون مگر ان کافرون کے پھندے مین پھنس گئی ہون تو ہی نجات دینے والا ہی
مین نے سُنا ہی کہ تو نے اپنے بندون کی بڑی بڑی دقتون مین مدد کی ہی اب اس عاجزہ کا بھی تیرے
سوا کوئی سہارا نہین ہی تو بڑا کارساز اور عاجز نواز ہی کسی اپنے خاص بندے کو میری مدد کے واسطے
بھیج کہ مجھے ان کافرون کے ہاتھ سے بچائے مین ان بہانون سے کبتک اپنی عزت بچاؤنگی جبتک نہ مانیگا
تو جان دیدونگی مگر عزت کو ہاتھ سے نہ دونگی۔ یہ کہتی ہی اور روتی ہی لشکر محاصرہ کیے ہوے ہے
نکلجانے کا موقع بھی نہین پاتی ہی۔ سنگتکان نے ہنسکر ارژنگ سے کہا کہ دیکھو کیا بیوقوفی کرتے ہو وہ موقع
بھاگ جانے کا ڈھونڈھ رہی ہی بہانے بتا رہی ہی اس سے بڑھکر اسے زندگی مین موقع نہ ہاتھ آئیگا اور یہ مسلمان
ملکہ کی طرف رخ کرینگے کچھ ایسا ارژنگ کو بہکایا کہ اُسنے شب کے وقت پھر ملکہ پاس کہلا بھیجا کہ مین آیا ہون

ملکہ نے پھر ٹالنا چاہا اور بہانہ کیا- ارژنگ خود پیغامبر بنکر دروازہ بارگاہ پر چلا آیا اور یہ بہانہ پیام اندر
خیمہ کے داخل ہوا جسوقت سے آنکھ چار ہوئی کہا اے جان جہان و آرام دل مشتاقان آخر تمھنے ہمیں کو
دوڑایا اب مجھے دروازہ امید سے خالی نہ پھیرنا تمھیں شرم کرنا چاہیے کہ وہ شخص تمھارا غلام بنتا ہے جو
خداوند ابن خداوند ہے اور تم کچھ بھی التفات نہیں کرتیں یہ کہتا ہوا ملکہ ثریاے سیمتن کی طرف
بڑھا- ثریاے سیمتن حیرت زدہ ہوگئی کہ یہ کیا ہوا مگر جب دیکھا کہ یہ میری طرف بڑھ رہا ہے تو کہا آئیے
تشریف لائیے اس دن کی تو امید تھی سے ؎ رواق منظر چشم من آشیانۂ تست * کرم نما و فرود آکہ خانہ
خانۂ تست * ملکہ بھی یہ کہتی ہوئی پیچھے ہٹی اور اک مقام پر مسند بچھی ہوئی تھی وہاں آکر ارژنگ بن
زمرد سے کہا کہ تشریف رکھیے اور خواصوں کو آواز دی سب آگئیں چونکہ پہلے سے ملکہ کو اسکی جانب سے
کھٹکا تھا کہ ایسا نہو کسی وقت یہ دست اندازی کر بیٹھے تو عزت جاتی رہیگی جب یہ اپنی جان کو نہ ڈرا اور میرے
بھائی کے قبضہ سے مجھکو نکال لایا تو اب اُسے کسکا خوف ہے یہ بھی اک میری ہی خاطر ہے کہ بغیر رضامندی
مجھ تک نہیں آتا ہے اسنے خواصوں سے کہہ رکھا تھا کہ اگر شاید کسی وقت میں ارژنگ بن زمرد میرے
خیمہ میں چلا آئے تو تم بخوف و خطر اُسکو گھیر لینا کہ پھر دست اندازی نہ کر سکے جسوقت حسب الحکم ملکہ سب نے
گھیر لیا تو ملکہ ہٹ گئی اور اشارہ کر دیا کہ جہاں تک ہو سکے اسے خوب مارو آبرو جانے سے جان جانا بہتر ہے
پس ملکہ کا حکم پاتے ہی خواصوں نے ڈوپٹے اُتار اُتار کر ارژنگ کے اوپر پھینکنا شروع کیے ارژنگ
یہ سمجھا کہ یہ کیا مسخرہ ہے جسوقت ارژنگ پر ڈوپٹوں کا ڈھیر ہو گیا اور منھ آنکھ سر ہاتھ پاؤں سب چھپ
گئے تو سب خواصیں ٹوٹ پڑیں اور وہ لات وہ مکی ارژنگ کو مارنا شروع کیا جو ارژنگ گھبرایا اور
چیخنے لگا دو چار ترک سوانیاں بھی آگئیں اُنھوں نے تو خوب ہی گت بنائی جب ارژنگ نے اٹھنے کا قصد
کیا اُنھوں نے لات ماردی کہ پھر گر پڑا اتنا مارا اتنا مارا کہ ارژنگ بیہوش ہو گیا جب دیکھا ملکہ نے کہ اب یہ
بیدم ہو گیا ہوگا کہا کہ اسے لیجا کر صحرا میں پھینک آؤ کچھ عورتیں اسکو اُنھیں ڈوپٹوں میں لپیٹے ہوئے
لیجا کر پھینک آئیں ؛ ملکہ نے اپنی خاص خاص خواصوں کو ساتھ لیا اور پشت خیمہ کی طرف سے نکلکر دریا پر
آئی اور سب سے کہا کہ اب اس مقام پر قیام کرنا اچھا نہیں ہے اور بھاگنے میں گرفتار ہو جانے کا خوف ہے
لہذا ہم تو اس دریا میں پھاندتے ہیں اگر تقدیر رسیدہ ہی ہے تو خدا بیڑا پار لگا دیگا ورنہ مرنے کا تو ارادہ ہی
کر لیا ہے یہ کہتے ہی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور جانب فلک دیکھکر کہنے لگی کہ اے گردون دون تیری
سفلہ پروری جو جو سامان دکھاتی ہے اسکا انصاف خدا کے سامنے ہوگا جو اس ناز و نعمت سے پلی ہو-
خداوند کی بیٹی کہلاتی ہو وہ آج ایسی بے بس اور مجبور ہو کر جان دینے اور خودکشی کرنے پر آمادہ ہو جائے
اگرچہ باپ میرا اک کافر ساحر ہے مگر دنیا میں تو صاحب اعزاز ہے کہ بادشاہان اولو العزم اُسکی تعظیم کرتے
ہیں ہزارہا آدمی سجدہ کرتے ہیں مگر حق یہ ہے کہ اگر وہ خداوند حقیقی ہوتا تو میرے لیے یہ سامان مصیبت مہیا
ہونے اس سے پایا جاتا ہے کہ مالک تقدیر کوئی اور ہی ہے جس سے کسی کا زور نہیں چل سکتا اور لائق پرستش
بھی وہی ہے جو لوگ مخلوقات میں سے ہیں اور خلل اور لوگوں کے ہیں وہ خدا نہیں ہو سکتے اسلیے کہ اُن میں
صفت یکتائی کہاں رہی- جب ماں باپ بیٹا بیٹی بھائی بہن اُنکے ہوئے اور ہر طرح کی خواہش اُنکو ہوئی تو
یہ تمام باتیں محتاجی کی ہیں خداوندا یہ وقت میرا آخر ہے میں تجھی کو گواہ کرتی ہوں کہ میں نے تیری معرفت
حاصل کی اگر باپ میرا قدرت رکھتا ہوتا تو اپنی دختر کو اس بلا میں نہ پھنسنے دیتا مگر افسوس کہ کوئی ہادی و راہبر
دلا جو کامل طور پر تکمیل میرے عقائد کی کر دیتا بعد اسکے ملکہ کو اپنی ناکامی کا خیال آیا اور اک آہ سرد بھری

اور سہیلیون سے کہا کہ اگر بعد ہمارے اُس یار جانی کو یہ معلوم ہوا کہ ملکہ اس طرح ہماری محبت مین ڈوب مری
اور اپنی عصمت اور عزت کو بچایا تو اُسے کچھ نہ کچھ رنج تو ضرور ہی ہوگا آخر کہان تک جذب دل ارژنگ بیگانہ
سنتے تو یہی ہین کہ محبت مین بڑا اثر ہوتا ہے شیرین پر بعد فرہاد کے جنون عشق سوار ہوا اور آکر داخل قبر ہوگئی
مگر مین یہ نہین چاہتی کہ بعد میرے میری چاہ مین اُنکے دشمنون پر بھی ایسا اثر ہو کہ وہ اپنے کو ڈبو کر ہلاک
کرین مگر افسوس کہ فاتحہ سے بھی محروم رہینگے نہین معلوم قبر ہماری شکم ماہی مین ہو یا جانوران آبی مین
گوشت تقسیم ہوکر بڑبان نہ نشین ہوجا مین خیر آشنا تو ہوگا کہ پردہ تو ڈھنک جائیگا یہ حسرت نہ کرنا پڑیگی کہ

ہوئے مر کے ہم جو رسوا ہوئے کیون نہ غرق دریا	نہ کبھی جنازہ اُٹھتا نہ کہین مزار ہوتا

یہ کہکر خواصون کی طرف دیکھا اور کہا کہ تم سب میرے بعد تباہ ہو جاؤ گی خیر جاؤ تمکو خدا کو سونپا اگر زندہ
بچنا اور شاید اُس شہریار سے ملازمت حاصل ہو تو ہماری طرف سے کہدینا کہ اُس ناکام محبت نے
اپنی عصمت کو اس اس طرح بچایا آخر جان تمھارے نام پر نثار کی خیر محبت یہ ہے کہ اگر کسی حسین سے
ہم صحبت ہونا تو اس ناکام عشق کو بھی یاد کر لینا خواصون نے یہ کلمات حسرت آیات سنکر رونا شروع کیا
اور ملکہ سے لپٹ گئین چھوڑتی نہ تھین ملکہ نے کہا کہ اگر پاس نمک ہے تو خلاف حکم نکرو جو خدمتین بطور
وصیت کے تمسے کہدیتی ہون اُنکو بجا لانا ایسا نہو اُس موئے چوکی والے کے ملازم آکر مجھے گرفتار
کرلین تو غضب ہو جائیگا - بنا بنایا کام بگڑ جائیگا یہ سنکر خواصین ملکہ سے علحدہ ہوئین بعضی آمادہ ہوئین
کہ اودھر ملکہ دریا مین کودین ساتھ ہی ہم بھی اپنی جان شیرین کو تلف و برباد کردین بعضی جھجھک کر رہ گئین
ملکہ نے چھوٹتے ہی دریا کی طرف دیکھا اور یہ شعر پڑھا ؎ درین دریاے بے پایان درین طوفان
شورافزا ⁘ دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسیہا ⁘ یہ کہتے ہی جھم سے کود پڑی اور ساتھ ملکہ کے قریب
پندرہ خواصون کے دریا مین کود کر غرق ہوگئین جو باقی رہین انھون نے رونا شروع کیا انکے رونے
کی آواز سنکر ترک سوارنیان اور حبشنین دوڑ پڑین پوچھا کیا ہوا - اُنھون نے بیان کیا کہ ملکہ نے
اپنے کو دریا مین غرق کر دیا اب تو تمام ملازمین ملکہ کے جمع ہوگئے دریا مین جال پڑنے لگے ایک آدھ
خواص مری ہوئی نکلی باقی کسیکا پتا بھی نہ لگا کیا ہوئین اور کسطرف گئین یہان تو اک کہرام مچا ہوا
ہے - اب سنو حال ارژنگ بن زمرد شاہ کا جسے کہ سبکو خواصون نے مارکوٹ کر بحکم ملکہ صحرا مین
پھینک دیا تھا اُس طرف سے چند عیارون کا گذر ہوا دیکھا اُنھون نے کہ اک گٹھری سی پڑی ہوئی
ہے سمجھے کہ اسمین کچھ مال ہوگا اُٹھا لیگئے اور اک مقام پر جاکے کھولا تو دیکھا کہ خداوندزادے ہین وہ
حیران ہوئے کہ یہ کیا معرکہ ہے معلوم ہوتا ہے کہ خداوندون کا عید لینے کو کھڑے ہی تھے ہماری بدبختی خدا
پر ظاہر ہوگئی دیکھئے کیا سزا ملتی ہے - بعضون نے بھاگنے کا قصد کیا پھر یہ خیال ہوا کہ اب تو خداوند پر ظاہر
ہوگیا بھاگنے سے کچھ فائدہ نہین گرفتار ہو آئینگے سزا پائینگے اس سے یہی بہتر ہے کہ عذر کرین شاید توبہ
قبول ہو جاے کہ رحم بھی خداوند کی شان ہے اتنے مین ہوا جو لگی تو ارژنگ کو ہوش آیا آنکھ کھولی
ان سب نے سجدہ کیا اور توبہ کرنے لگے اور کہنے لگے کہ اب ہم کسیکا مال نہ چرائینگے - یہ شور سنکر ارژنگ
حیران ہوا کہ مین تو ملکہ کے خیمہ مین تھا یہ کہان آگیا اور یہ لوگ کیا کہہ رہے ہین - کہا ارے حرامزادو تم
کون ہو اور مجھے یہان تک کیونکر لائے تم مال چرانے کی توبہ کر رہے ہو مجھے اپنا مآل ہی نہین سوجھتی
دیکھا کہ کیا ہوگا ہاے وہ جوتیان ہی بہتر تھین اب یہ تو اپنے کہہ رہے ہین اور وہ [illegible] سینے کہتے ہین
غرضکہ ارژنگ نے کہا مجھے میری بارگاہ مین لیچلو وہ سب ارژنگ کو لیے ہوئے اُسکی بارگاہ مین

آئے ازژنگ نے بسبب شرمندگی کے اپنا حال کسی سے بیان نہیں کیا دل میں کہتا تھا کہ یہ سختگان کے
اغوا کرنے سے میں نے اپنے ہاتھوں جوتیاں کھائیں شدہ وہ مجھکو سمجھاتا نہ میں بے اجازت ملکہ کے خیمہ میں
جاتا۔ یہ اسی سوچ میں بیٹھا تھا کہ اک مرتبہ شور وغل کی صدا کان میں آئی ازژنگ نے ملازمین سے
کہا کہ دیکھو تو یہ غل کیسا ہے انھوں نے بعد دریافت حال آکر عرض کیا کہ جس ملکہ کو آپ بھگا کر لائے
تھے اُسنے دریا میں کود کے اپنے کو غرق کر دیا سب ملازمین اُسکے فریاد کر رہے ہیں بس یہ سنتے ہی
ازژنگ کے ہوش باختہ ہوگئے منھ پیٹ لیا اور سر و پا برہنہ تخت سے اُتر کر دریا کی طرف چلا حکم
دیا کہ پیراک اور ملاح جلد آکر تلاش کریں۔ جو ملکہ کو دریا سے نکالیگا اُسے خلعت وزارت دونگا اور
دولت دنیا سے مالامال کر دونگا یہ کہتا ہوا کنارے دریا کے پہونچا دیکھا کہ کنیزیں ملکہ کی خاک اُڑا
رہی ہیں اور رو رہی ہیں ازژنگ کو دیکھکر جوش غم و الم میں سب کوسنے لگیں کہ خدا اسکو غارت
کرے کہ اسنے ہماری ملکہ کی جان لی۔ ازژنگ بھی رو رہا تھا ملاح آکر جمع ہوئے اور غوطہ خوروں
نے غوطے لگائے مگر گوہر مقصد ہاتھ نہ آیا اور جال میں ماہی مراد نہ پھنسی آخر تھک کے بیٹھ رہے
ازژنگ نے اُسی مقام پر قیام کیا رات دن دریا کی طرف دیکھا کرتا تھا اور رویا کرتا تھا۔ ہرکارے
برائے خبر ہر طرف روانہ کر دیے گئے تھے اب اسے تو تلاش ملکہ میں مصروف رکھا جاتا ہو اور بیان

چند کلمہ داستان ضلالت نشان کافر بدست برجیس آفتاب پرست کے گذارش کیے جاتے ہیں

بزم سخن طوطی خوش نوا + بدین زمزمہ شد ترنم سرا + کہ جسوقت برجیس آفتاب پرست
کو یہ پہونچے کہ ازژنگ بن زمرد ثانی و چترنگ بن زمرد ثانی مع جملہ سرداران نامی و گرامی لشکر
سے علیحدہ ہوکر جانب صحرا روانہ ہوئے اور وہاں سے ملکہ کو اپنے قبضہ میں کرکے فرار ہوگئے تو برجیس
آفتاب پرست کو نہایت غصہ آیا سامنے اسکے اک سردار بیٹھا تھا کہ نام اُسکا عنقائے دیو پیکر تھا
اُس سے کہا کہ تو جاکر ملکہ کو مع سر ازژنگ بن زمرد کے لے آ۔ حسب الحکم عنقائے دیو پیکر ایک لاکھ
سوار کی جمعیت سے بہ تعاقب ازژنگ بن زمرد و چترنگ بن زمرد روانہ ہوا اور برجیس آفتاب پرست
کو جواب نامہ کا انتظار تھا اس سبب سے یہ مقیم رہا کہ اہل قلعہ سے فیصلہ کرلوں تو آگے روانہ ہوں اور
خود ازژنگ و چترنگ کو سزا پہونچا دوں کہ انھوں نے محسن کشی کی اور اپنے خداوند سے بدی کی۔ مگر
نہیں معلوم کہ یہ دائرہ اطاعت سے کسطرح باہر ہوگئے۔ اب حال نامہ کا سنیے کہ جس وقت نامہ دار
برجیس آفتاب پرست سامنے قلعہ سیماب کے پہونچا اور نہنگ جادو کو معلوم ہوا کہ نامہ دار
کفار کا آتا ہے اجازت دی دروازہ کھلوا دیا لوگ آکر نامہ دار کو لیگئے جسوقت نامہ دار سامنے نہنگ جادو
کے پہونچا نامہ دیا نہنگ جادو مضمون نامہ سے آگاہ ہوا تو اسے کمال تردد ہوا کہ اگر مقابلہ کرتا ہوں
تو علاوہ اپنی جان جانے کے تمام قلعہ سیماب برباد ہو جائیگا اور اطاعت اس کافر کی کرتا جنت کو چھوڑ کر
جہنم میں جاتا ہے۔ نامہ دار سے کہا کہ مجھے اطلاع ہوگئی اب تم جاکر کہدو کہ کل صبح کو میں خود آؤنگا اور جواب
نامہ کا زبانی عرض کرونگا۔ نامہ دار تو اُدھر روانہ ہوا یہاں نہنگ جادو نے اُمرا و روسائے قلعہ سیماب
کو جمع کرکے مجلس مشورہ مقرر کی اور یہ طے کیا کہ کیا کرنا چاہیے بقول نظامی سے پے مشورت مجلس آراستند
نشستند و گفتند و برخاستند + جب دوسرا دن ہوا تو نہنگ جادو نے دروازہ قلعہ سیماب کا

کھلوا دیا اور چند تحائف ساتھ لیکر جانب لشکر برجلیس آفتاب پرست روانہ ہوا۔ برجلیس آفتاب پرست نے بعض لوگوں کو براے استقبال روانہ کیا وہ آئے اور عزت و توقیر کے ساتھ نہنگ جادو کو لیگئے اور جاے مناسب پر بٹھالا نہنگ جادو نے سلام کیا برجلیس آفتاب پرست نے کہا کہ تو نے سجدہ نہ کیا نہنگ جادو نے کہا کہ مجھے صرف ایک عذر ہے جب وہ عذر نہ رہیگا تو مجھے سجدہ کرنے سے بھی انکار نہو گا۔ پوچھا برجلیس آفتاب پرست نے کہ وہ کیا عذر ہے نہنگ جادو نے کہا کہ ابھی تھوڑا زمانہ گذرا کہ اس طرف سے شاہزادہ سکندر رستم خو کا گذر ہوا انھون نے ساحرون کو لڑکر شکست دی اور اس قلعہ کو اسلام آباد کیا جب وہ اطاعت آپکی قبول کر لینگے ہمیں بھی کوئی عذر نہو گا چونکہ برجلیس آفتاب پرست بھی متردد تھا کہ ارژنگ بن زمرد اسکی بہن کو لے بھاگا تھا اسوجہ سے برجلیس نے قبول کیا نہنگ جادو نے تحائف شہر کے پیش کیے برجلیس نے قبول کیے اور خلعت دے کے رخصت کر دیا نہنگ جادو تو قلعہ سحاب مین آکر قیام پذیر ہوا اور برجلیس آفتاب پرست نے تیاری کا حکم دیا حسب الحکم لشکر تیار ہوا برجلیس کوچ کرکے تعاقب مین ارژنگ اور خنجر نگ کے روانہ ہوا۔ کو اب اسکا حال بھی وقت پر بیان کیا جائیگا۔ اب کچھ

چند کلمے داستان مصیبت نشان غریق بحر الفت و گوہر درج محبت نازک مزاج و نازک بدن ملکہ ثریاے سیمتن کے بیان کیے جاتے ہین

غزل برآغاز داستان

جاتے ہی ایام طفلی قہر ڈھاتا آگیا
بول اٹھی جوبن کہ اب ناوک لگاتا آگیا
ہر دل افتادہ مشتاق اک نگاہ لطف کا
ہان ہمیں بھی رات بھر آنسو بہاتا آگیا
نقل مین پیدا بھلا ہوتی ہے کب تاثیر اصل
باتون باتون مین اگر میرا فسانہ آگیا
انتہا مین یہ بیان ہو گیا سنتے ہین کب
رہتی سے دن گئے الم زمانہ آگیا
حلقۂ گیسو مین بہ پیچے دل کو دیکھ کے وصلے
بھیجے جنگلی کو ہمسے تلملاتا آگیا
سر گران کیونکر نہ ہو خوف شہادت سے کی
ہاتھ مین خنجر کے مرے تازیانہ آگیا

بے سکھائے دلبرون کو دل لبھانا آگیا
ان رسیلی انکھڑیون کو دل لبھانا آگیا
اب رگ و ہر آئینے نوردشت آگیا
نیک و بد کب دیکھنے دیتا ہے صحبت کا اثر
بلبلے بلبل کو نہ آئے غل مچانا آگیا
غش ہمیں آتے ہی اونسے رکھ لیا زانو پہ
بات تو یہ ہے کہ کچھ باتیں بنانا آگیا
اشتیاق اللہ رے میرے اشک ریز عشق کا
گھر سے نکلا تھا کہ آگے قیدخانہ آگیا
ہمصفیر و کوشش صیاد کیا تھی پر کہو
ترک ناداں کو مرے خنجر لگانا آگیا
لو بہشت کی ہاتھ سے مشق گلگشت چمن

خود ہی جب جوش نظر دل کا نشانا آگیا
لو مری قسمت کی گردش کا زمانہ آگیا
ہجر میں جاں بلب ہوا کیا شبنم دیکھکر
شمع سے ہمکو بھی اپنا جی جلانا آگیا
اُف ری ہشیاری کہ اٹھنے کو بہانہ ڈھونڈکر
شانہ ہلا سکو سوتی قسمت کا جگانا آگیا
صبر کا کیا ذکر جب وہ ہیں ستم ایجاد خواہ
حشر مین پھر تماشا اک زمانا آگیا
خود یہ شوق لذت بیداد نے کھوا دیا
تا قفس خود ملکے ہمکو آب و دانہ آگیا
بجا سمجھے نے نزی قاتل کی تخفیف ظلم
چال کیا آئی صبا کو خاک اڑانا آگیا

آرزو جو تھی چلے میدان جنون کی ہوا | دن مسرت کے گئے غم کا زمانا آگیا

ساقیا بیا شنوا سے ہمدم داستان * کہ بازآمد ہے بسر داستان * یہان تک بیان ہو چکا ہے کہ ملکہ ثریاے سیمتن ہرچند خواصون اور سہیلیون نے دریا مین کیا کہ غرق ہو گئی ہرچند ملاحون نے جال ڈالے اور کوشش کی مگر کہیں پتا نہ لگا اسی بنا پر ارژنگ بن زمرد اور نیز دیگر ملازمین ملکہ کو یقین ہو گیا

کہ ملکہ غرق ہوگئی یہ سب تو دریاے غم مین ڈوبے ہوے ہین کشتی دل طوفان فراق کے تھپیڑے
جھیل رہی ہی مگر حال ملکہ کا سنیے کہ گردش زمانہ نے اُسکو دام مین پھنساکر مثل ماہی بے آب کے تڑپایا
رکھا ہی ورنہ وہ بااقبال گوہر مراد پانے والی ہی ساحل مقصود تک پہونچ جانے والی ہی جسوقت غرق
ہوکر اُبھری ہی تو دور جاکر دوبارہ غرق ہوکر جو اُبھری تو پانی کے بہاو مین اور دور نکل گئی پانی پر ہاتھ
ہی ادھر اُدھر جو ہاتھ مارے تو دونون ہاتھ اسکے جال مین پھنس گئے اس مقام پر اک ماہی گیر جال
لگائے بیٹھا تھا اُسنے جو دیکھا کہ بجاے ماہی اک زن حسینہ جال مین پھنس گئی ہی جلدی سے جال کو
کھینچا فرما سے سیتمین کو باہر پانی کے نکالا ملکہ بہت سا پانی پیکر بیہوش ہوگئی تھی ماہی گیر نے اُلٹا کر کے
پیٹ سے پانی نکالا اپنے گھر لے گیا مین دیکھا بعد بہت دیر کے ملکہ کو ہوش آیا تو اپنے کو اک صحرا مین پایا اور
اک مرد ضعیف کو سامنے دیکھا پوچھا تو کون ہی ماہی گیر نے کہا کہ مین تو ماہی گیر ہون اب آپ بتائیے کہ آپ
کون ہین ملکہ نے اس بات کا کوئی جواب نہ دیا اور تھوڑی دیر تک سکوت کیے رہی کچھ سوچ کے پھر پوچھا
کہ تو کس شہر کا رہنے والا ہی اُسنے کہا کہ مین تو گاون مین رہتا ہون مگر یہان سے قریب اک شہر
ہی کہ اُسکو شہر خاقانیہ کہتے ہین خاقان شیر دل وہانکا بادشاہ ہی - اب آپ بتائیے کہ آپ کس تباہی مین
یہان تک پہونچین کسی جہاز پر سوار تھین وہ شکست ہوگیا یا کوئی اور صورت تباہی کی ظہور مین آئی
ملکہ نے کہا کہ مین کیا اپنا حال بیان کرون - غزل

نہ بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہون
بچھڑے ہوے ہون کاروان سے مسافر جریدہ ہون

ہین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون
مین کیا کہون کہ کون ہون [illegible]

ای آہ و نالہ مجھسے نہ بچکر چلو کہ مین
وہ کچھ کہ ہون سو ہون غم فرقت رسیدہ ہون

میرا حال پر ملال بیان کے قابل نہین ہی برا ہو اس زندگانی اور سخت جانی کا جسنے ڈوبنے کے بھی مرنے
دیا نہین معلوم ابھی کیا کیا ذلتین تقدیر مین لکھی ہین تو نے مجھکو ناحق دریا سے نکال لیا لہذا بہتر و
مناسب یہی ہی کہ تو کوئی بوجھ باندھ کر مجھے پھر اسی دریا مین غرق کر دے - ماہی گیر نے کہا کہ تم میری
جانب سے ہر طرح کا اطمینان رکھو مین بھی اپنی قوم مین شریف ہون وہ غلام نہین ہون جو دغا کرون
یہ مجھسے ہرگز نہوگا کہ تمکو دریا مین ڈبو دون بلکہ تمھاری پرورش کرونگا جو کچھ مجھے میسر ہوگا پہلے تمھارے
آگے رکھ دونگا آج سے مین یہ سمجھونگا کہ خدا نے مجھے گھر بیٹھے دختر عنایت کی یہ کہکر ملکہ کو پیٹھ پر لادا
اور خوشی خوشی اپنے مکان مین آیا زوجہ ماہی گیر نے جو دیکھا کہا یہ لڑکی تو کہان سے لایا ارے یہ تو کسی
شاہ و شہریار کی دختر معلوم ہوتی ہی تجھے یہ کیونکر ملگئی - ماہی گیر نے سب کیفیت بیان کی اور کہا کہ خدا
نے ہمکو گھر بیٹھے ایسی دختر عنایت کی تم کچھ خوف نکرو اور اسکی پرورش کرو - ملکہ کچھ زیور پہنے ہوے تھی
جب اطمینان ہوا کہ نیت ماہی گیر کی پاک ہی تو سب زیور اُتارکے ماہی گیر کی زوجہ کو دیدیا اور کہا کہ اسے
بیچ بیچ کر اب آرام سے زندگی بسر کیجیے اگر آپ مجھے دختر سمجھتی ہین تو مین بھی آج سے ماں سمجھونگی
ماہی گیر کی زوجہ نے زیور لیکر بطور امانت اپنے پاس رکھ لیا اور کہا کہ اے بیٹی اگر خدا چاہیگا تو مین تجھکو
اور زیور بنا دونگی یہ تیرا زیور تجھکو مبارک رہے ملکہ فرما سے سیتمین سو رہی اور ماہی گیر شہر مین چلا گیا
کچھ مچھلیان بیچ کر گھر مین آیا - اب ملکہ یہان رہنے لگی راتون کو چپکے چپکے بستر خواب پر رویا کرتی تھی نخوت
شہر اب فنا ہی کی لباس کے نیچے بیٹھنے پر رہتی ہی اُسکو تنہائی مین نکالکر دیکھ لیتی ہی اور روتی ہی ایک دن
ملکہ رو رہی تھی کہ ماہی گیر کی زوجہ نے دیکھ لیا قریب آ بیٹھی بلائین گردان ہوئی اور پوچھا کہ تم کیون روتی ہو
یہ تو ظاہر ہی کہ تم کسی امیر کی دختر ہو زمانہ نعمت سے پلی ہو یہان کی راحت بھی تکلیف سے کم نہین مگر جو

تمنے مجھکو دل سے مان کہا ہے تو اب حال اپنا نہ چھپاؤ دل کی بات زبان پر لاؤ جس شے کی خواہش ہو گی
اپنے مکان سے منگا دونگی ملکہ نے کہا کہ مین دختر اُس شخص کی ہون جسکو دعواے خداوندی ہے یعنی
میرا پدر جلیس آفتاب پرست ہے ہزارہا ملک خدا پرستون کے اُسنے برباد کر دیے یہ اُسی کا نتیجہ ہے کہ
آج اُسکی دختر اس تباہی مین پڑی ہے یہ کہکر رونے لگی۔ بعد اُسکے سارا ماجرا اپنا بیان کیا اور کہا کہ اگر
تم میری عزت کی حفاظت کرو گی اور مین اپنے عزیزون تک پہونچ جاؤنگی تو تم کو بہت کچھ دونگی اور کچھ
ایسی نصیحتین کین کہ زوجۂ ماہی گیر کو مسلمان کر لیا اور ماہی گیر کو بھی سمجھا بجھا کر مسلمان کر لیا حسب اتفاق
ایک روز ماہی گیر شہر مین گیا ہوا تھا اور زوجہ اُسکی ہمسایہ مین کسی ضرورت سے گئی ملکہ مکان مین
تنہا بیٹھی ہوئی تھی کہ اک کٹنی آگ مانگنے کی غرض سے گھر مین چلی آئی اور نظر اُسکی ملکہ پر پڑی۔
دیکھتے ہی سکتے مین رہگئی اتنے مین ماہی گیر کی زوجہ آگئی اُسنے کٹنی کو گھر سے نکالا اور کہا کہ خبردار
آج سے میرے گھر مین نہ آنا کٹنی کو کچھ تو طمع دامنگیر ہوئی کچھ اُسکے جھڑکنے پر کینہ پیدا ہوئی وہ سیدھی
شہر خاقانیہ کی طرف روانہ ہوئی جب داخل شہر ہوئی تو اک عرضی کسی سے اِن مضمون کی لکھوائی
کہ مین نے اک عورت خدمت بادشاہ کے واسطے تجویز کی ہے وہ ایسی حسین ہے کہ کبھی عمر مین اپنی نہ
دیکھی اور نہ یقین ہے کہ حضور نے دیکھی ہوگی۔ پتہ بتا دینا میرا کام ہے اور اس عورت پر قبضہ کرنا حضور
کا کام ہے کہ آپ حاکم شہر ہین اگر وہ عورت ایسی حسین نہو جیسی مین نے تعریف کی ہے تو حضور کو حق
خون اپنا بحل کیا اس مضمون کی عرضی لیکر سر راہ کھڑی ہو رہی جسوقت سواری خاقان شیر دل کی
اُس طرف سے گذری تو اس لگاتہ نے وہ عرضی خدمت مین بادشاہ کے پیش کر دی بادشاہ نے جو مضمون
عرضی پر نظر ڈالی نہایت خوش ہوا اور اک سوار کو بھیجکر اُس کٹنی کو بلوا لیا جب کٹنی بادشاہ کے سامنے
پہونچی سلام کیا۔ خاقان شیر دل نے کہا کہ وہ عورت کہان ہے کٹنی نے عرض کی کہ حضور کے شہر سے
قریب فلان گانون مین اک ماہی گیر رہتا ہے وہ عورت اُسی کے مکان مین ہے بادشاہ نے کٹنی کو بہت کچھ
انعام عطا فرمایا اور اک سوار بھیجکر ماہی گیر کو بلوایا جسوقت سوار نے جاکر ماہی گیر سے کہا کہ تجھکو بادشاہ
نے یاد کیا ہے تو وہ گھبرا گیا۔ زوجہ نے اُسکی پوچھا کہ کیون تم اسقدر پریشان ہو۔ اُسنے بیان کیا کہ
مجھکو بادشاہ نے یاد کیا ہے۔ زوجہ اُسکی سمجھ گئی کہ یہ سارے فسادات اُسی کٹنی حرامزادی کے برپا کیے
ہین۔ ماہی گیر ہمراہ سوار کے خدمت مین خاقان شیر دل کے روانہ ہوا جب سامنے پہونچا سلام
کیا۔ مگر خوف سے کانپ رہا تھا۔ بادشاہ نے کہا کہ تیرے گھر مین کوئی خوبصورت عورت ہے۔ ماہی گیر نے
عرض کی کہ ایک میرے بی بی اور ایک دختر کے سوا کوئی عورت نہین ہے۔ بادشاہ نے کہا بی بی تیری تجھکو
مبارک لیکن وہ اپنی دختر حسینہ کو خدمت بادشاہ مین پیش کر تجھے بہت کچھ انعام و اکرام ملیگا اور نظر خلائق
مین تیری عزت زیادہ ہوگی کہ بادشاہ کا خسر ہے ماہی گیر نے عرض کی کہ یون تو حضور حاکم وقت ہین جسطرح
چاہین پیش آئین لیکن جیسی حضور عزت فرماتے ہین اس سے زیادہ بے عزتی کی کوئی بات نہین ہے
یہ وہی مثل ہے کہ ناحق پر موچ کی بخیا ضرور پیوند مین پیوند خوب لگتا ہے آپ حاکم ہین رعایا بجاے اولاد
کے ہوتی ہے آپکو ایسی نیت نہ رکھنا چاہیے۔ وہ عادل کے بدلے ظالم مشہور ہو جائیگا کچھ ایسے نسل
کی لڑکی کہین ایسی حسین ہو سکتی ہے جو خدمت بادشاہ کے قابل ہو یہ لوگون نے حضور کو فریب دیا ہے
اور میری نظر مین تو وہ کیسی ہے کیون نہو بھلی ہی معلوم ہوگی اسلیے کہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے بادشاہ نے کہا
وہ جیسی ہو تجھے پیش کرنا پڑیگی دیکھا ماہی گیر نے کہ تیور بادشاہ کے بگڑے ہین کہا یہ تو مین پہلے ہی کہہ چکا

کہ حاکم سے کیا بس ہے مین آج کے تیسرے روز لیکر حاضر ہونگا اسلیئے کہ پھر مجھے اُسکی صورت دیکھنا کہان
نصیب ہوگی تین روز جی بھر کے اُسکی شکل دیکھ لون اور اُسے بھی سمجھا بجھا کر رضامند کر لون بادشاہ
یہ سُنکر خاموش ہو رہا چلتے وقت بہت سا روپیہ ماہی گیر کو دیا - پہلے تو ماہی گیر نے روپیہ لینے مین تامل
کیا کہ بادشاہ کا حق قائم ہو جائیگا پھر خیال آیا کہ نہ لینے مین یہ بدگمان ہوگا اگر اسی وقت قتل
کرا ڈالے یا قید کرنے کو کیا کرونگا - پھر کوئی تدبیر بھی بن نہ پڑیگی یہ سوچکر روپیہ لے لیا اور گھر مین
اپنے آیا - زوجہ سے تمام کیفیت بیان کی - اُسنے کہا کہ جواب کیا کروگے - ثریا بے سیتمن نے
جو یہ حال سُنا فلک کو دیکھا اور اک آہ سرد بھری کہ جدھر ہم جاتے ہین ایک نہ ایک بلا نازل ہوتی
ہی جو ہی وہ دشمن آبرو ہی خداوندا اس سے تو مجھے موت دیدے لیکن ماہی گیر نے بہت سی تسلی
و تشفی کی اور کہا کہ مین جا کر تدبیر کرتا ہون یہ کہکر مکان سے نکلا اور جانب قلعہ قاقانیہ روانہ ہوا
قلعہ دار اسکا عزیز تھا نام اُسکا فیروز قلعہ دار تھا اور نہایت مرد غیور اور بہادر تھا کہ جسکی سبب
اس مرتبہ کو پہونچا تھا - جسوقت ماہی گیر سامنے قلعہ دار کے پہونچا تو نہایت پریشان تھا - فیروز
نے پوچھا کہ آپ اسقدر پریشان کیون ہین - ماہی گیر نے کہا کہ بابا اب ہماری قوم بھی بدنام ہوا چاہتی
ہی بادشاہ بدنیت ہوگیا ہر ایک کی جورو بیٹی کو تاکتا ہی گھر مین بیٹھنا دشوار ہی عافیت تنگ ہی
اس زندگی سے تو مر جانا بہتر ہی تمکو خدا نے مرتبہ اعلی دیا ہی تمہارے پاس فریاد کو آئے ہین
یہ سمجھ لو کہ قوم مین غریب امیر سب برابر ہین جیسے ایک کی عزت گئی ویسے سب کی عزت گئی بادشاہ
سے نہین معلوم کسنے لگا دیا کہ اسکے دختر حسین ہی اُسنے مجھے بلا کر جبر کیا کہ اُسے میری خدمت مین
بھیجدے مین نے تین روز کا وعدہ کیا ہی اب تم کہو تو ناک اپنی اپنے ہاتھ سے کاٹ کے پھینکدون
اور لڑکی کو بادشاہ کی خدمت مین بھیجدون ورنہ وہ زبردستی چھین لیجائیگا - یہ سُنکر فیروز قلعہ دار
عرق عرق ہوگیا اور کہا کہ آپ اُس دختر کو لیکر اس قلعہ مین چلے آئیے مین بادشاہ سے لڑونگا
جبتک میری حیات باقی ہی کیا تاب ہی بادشاہ کی کہ آپکی دختر کی طرف نگاہ بد سے دیکھ سکے
یہ سُنکر ماہی گیر نہایت خوش ہوا اور ہزارون دعائین قلعہ دار کو دیتا ہوا اپنے گھر مین آیا اور
تمام کیفیت سامنے اپنی بی بی اور ملکہ ثریا بے سیتمن کے بیان کی ثریا بے سیتمن نے کہا کہ
مین نہین چاہتی کہ میری وجہ سے ہزارون خون ہون لاکھون آدمی تلف و برباد ہون اس سے میرا ہی
مرجانا بہتر ہی مین زہر کھا کر جان دیے دیتی ہون جب مین مر جاؤنگی تو آپ لاش میری اُٹھا کر
پھنکوا دیجئیگا - پھر بادشاہ اتنی بدسلوکی نہ کریگا - ماہی گیر نے کہا کہ بعد تمہارے میری زندگی پر خاک ہی
مین نے جو تمکو زبان سے دختر کہا ہی تو فی الحقیقت دختر ہی سمجھتا ہون - مثل مشہور ہی کہ مان بچے
بار بار زبان بچے ایک بار جو کہدیا وہ کہدیا اب تم شب کو میرے ساتھ قلعہ مین چلی چلو پھر دیکھا
جائیگا یہ کہکر دن بھر مین ماہی گیر نے سب نقد و جنس اپنا قلعہ مین بھیجدیا اور آپ شام کے وقت مع
اپنی بی بی و دختر جانب قلعہ روانہ ہوگیا فیروز نے اندر قلعہ کے مخصوص مقام پر اک مکان رہنے کو
دیا اور سامان قلعہ کو آمادہ کرکے دروازہ قلعہ کا بند کر دیا پل تختہ اُٹھوا لیا خندق پُر از آب کر دی وہان
بادشاہ کو یہ خبر گزری کہ ماہی گیر مع دختر بھاگ کر قلعہ مین گیا ہی اور فیروز قلعہ دار کہ وہ بھی ماہی گیر سے
آپ سے برخلاف ہوگیا ہی اُسنے ماہی گیر کو بسبب رعایت قرابت کے دامن پناہ کا دیا ہی اور سامان
جنگ کیا ہی یہ سُنکر بادشاہ نہایت برہم ہوا اور کہا کہ سچ ہی کمینے کو عزت ایسی سے نہ دینا چاہیے کہ ہر وقت

دغا کا خوف لگا رہتا ہے خبر کچھ پروا نہیں کہدو کہ لشکر ہمارا تیار ہو اور جسقدر ماہی گیر ہمارے شہر میں
ہیں سب کو نکال دو معلوم ہوا کہ یہ قوم نہایت سرکش اور نمک حرام ہے یہ حکم پاکر سواروں نے جاکر مکان
ماہی گیروں کے لوٹنا شروع کر دیے ماہی گیر فریاد کرتے ہوئے شہر سے نکل گئے جب یہ خبر فیروز
قلعہ دار کو پہونچی تو اسنے اپنے آدمی بھیجکر سب ماہی گیروں کو اندر قلعہ کے بلوا لیا اور رہنے کی جگہ دی
اُدھر بادشاہ لشکر کو لیکر آپڑا اور سامنے قلعہ کے پہونچکر لشکر کو اُتارا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ - یہ خبر
فیروز قلعہ دار کو پہونچی اسنے بھی نقارہ رزمی بجوایا تمام رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو خاقان
شیر دل نے قلعہ پر چڑھائی کی - فیروز قلعہ دار آکر فیل بند دروازے پر بیٹھا اور دوربین لگا کر دیکھنے لگا
گولنداز رنجک جتا مین روشن کیے ہوئے توپوں پر مسلط تھے کہ اشارہ پائیں اور فیر کریں اُدھر خاقان
شیر دل کہ نہایت مرد بہادر اور زبردستان روزگار سے ہے اپنے ہی بل پر سلطنت کرتا ہے بس اسنے
دو ہزار آدمی اپنے ہمراہ لیے اور قلعہ کی طرف چلا جسوقت دیکھا فیروز نے کہ اب سب زد پر آگئے ہیں
بس اسنے گولندازوں کو حکم دیا - اُنھوں نے توپوں پر بتی رکھی تو بجائے رعد آواز نوازش میں آیا کہ تمام
صحرا گونج گیا اور دھواں دھار ہو گیا - ہر طرف سوا دھوئیں کے کچھ نظر نہ آتا تھا کوئی پانچ سو آدمی ہمراہیان
خاقان شیر دل سے اُڑ گئے باقی پلٹ گئے اور خاقان شیر دل غصہ ہی میں بڑھا چلا آتا تھا - ایک
ہاتھ میں سپر ایک میں گرز برابر گولوں کو رد کرتا ہوا بر لب خندق جا پہونچا جسوقت ہوا سے دھواں منتشر
ہوا اور روشنی ہوئی تو اہل قلعہ نے دیکھا کہ زمین سرخ ہو گئی ہے سیکڑوں لاشیں پڑی ہوئی ہیں مگر
خاقان شیر دل لب خندق پر کھڑا نعرے مار رہا ہے کہ کیوں مکھڑا اون دیکھا تھے کہ کیا ہوا اب کہاں
جاتے ہو میرے ہاتھ سے یہ کہکر جو مرکب کو اشارہ کرتا ہے تو گھوڑے نے چاروں ٹاپیں دیوار کے
پشتہ پر جا رکھیں اہل قلعہ نے اوپر سے تیل کا کڑاہ بارود کی ہانڈی کرک کا بولا ماتے کا متوالا یہ سب
چیزیں پھینکیں - مگر خاقان شیر دل نے ان سب کو بھی خالی دیا اور گرز تانتے ہوئے دروازۂ قلعہ
کی طرف چلا کہ دروازہ توڑ کر داخل ہوں - وہاں قلعہ میں تلاطم ہو گیا - یہانتک کہ ملکہ فریا سے ستمگین کو
بھی خبر ہو گئی کہ بادشاہ دروازہ توڑ کر داخل قلعہ ہوا چاہتا ہے بس اسنے مضطرب ہو کر بال سر کے کھولدیے
اور کوٹھے پر چڑھ گئی کہ اگر لوگ میری گرفتاری کو آئیں تو اپنے کو کوٹھے سے گرا کے ہلاک کر ڈالوں
اور اگر خدا میری شرم لے تو کیوں اپنے کو ہلاک کروں - بس اسنے بال بکھرا کر دست نازنین جانب سما
بلند کیے اور عرض کرنے لگی کہ اے کس بیکسان و اے یاور غریبان میں مجبور ابجان لائی ہوں اور فلک
کی ستائی ہوں گردش تقدیر نے کیا کیا انقلاب دکھایا کہاں سے کہاں پہونچایا میرا حسن و جمال
میرے واسطے وبال ہو گیا کہ جو دیکھتا ہے وہ درپئے آبرو ہوتا ہے - تو ملک الموت کو حکم کر کہ وہ روح میری قبض
کرے کہ اس زندگی سے موت ہزار درجہ بہتر ہے یا میری عزت بچا اور مجھکو شاہزادہ گلشہراب ثانی سے
ملا - یہ کہکر رونے لگی اُدھر اہل قلعہ نے دعائیں مانگنا شروع کیں کہ یکایک جانب صحرا سے ایک گرد خفیف
بلند ہوا اور آتے آتے وہ گرد شق ہوئی دل گردے سے یک سوار نقابدار زمرد پوش پیدا ہوا یہ شاہزادہ
رفیع البخت میں اپنے لشکر سے بڑا ہے شکار علیحدہ ہوئے تھے راستہ بھول کر اسطرف آنکلے تو دیکھا
کہ اہل قلعہ فریاد کر رہے ہیں اور اک شخص گرز تانتے ہوئے دروازہ قلعہ پر کھڑا ہے چاہتا ہے کہ پھاٹک
توڑ کر داخل قلعہ ہوں رفیع البخت نے قریب آکر آواز دی کہ اے اہل قلعہ یہ کیا معاملہ ہے اہل قلعہ نے
کہا کہ اے جوان یہ بادشاہ ظالم اور بدنیت ہو گیا ہے رعایا کی عورتوں کو زبردستی قبضۂ تصرف میں لاتا

چاہتا ہی اس بنا پر لڑائی ہوئی آخر ہم لوگ مغلوب ہوے اب جان اور آبرو دونون بچانی ہی کوئی صورت
بچنے کی نظر نہین آتی یہ سنکر رفیع البخت نے خاقان شیر دل کو للکارا کہ او بادشاہ یہ کیا حرکت ہی تجھے
شرم نہین آتی کہ اپنی رعایا پر ظلم کرتا ہی خدا سے نہین ڈرتا ہی۔ بس بہتر یہی ہی کہ پلٹ آ اور اپنے ارادے
سے باز رہ ورنہ قسم بایمان ہو کہ ساری سرکشی دم بھر مین بھلا دونگا نام تیرا مثل حرف غلط صفحہ ہستی
سے مٹا دونگا۔ یہ سنکر خاقان شیر دل کو نہایت غصہ آیا باگ گھوڑے کی پھیری اور پکارا کہ او
نقابدار مفلوک روزگار تجھے کسی کے امور مین کیا دخل ہی۔ جب سرکش رعایا ہو تو اسکے ساتھ کیا
کیا جاے مثل مشہور ہی کہ ریاست بے سیاست نہین ہوتی ہی۔ ان لوگون نے سر اُٹھایا مین نے
انکے سرکوبی پر کمر باندھی تو جہان سے آیا ہی پلٹ جا ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا۔ مین اپنے بل پر
سلطنت کرتا ہون دوسرے کے بھروسے پر حکمرانی نہین کرتا ہون۔ رفیع البخت نے کہا کہ مین بغیر
اس جھگڑے کو مٹائے ہوے نہ جاؤنگا اور تجھکو سزا دونگا کہ آیندہ سے تو ایسی حرکتین نکرے۔
اُدھر اہل قلعہ نے جو آتا سہارا پایا اور فریاد کرنے لگے دُہائی کہ نام نقابدار کی دینے لگے یہ آوازین ملکہ کے
گوش زد ہوئین ملکہ ثریا سے سمتن نے پوچھا کہ کیا بات ہی کچھ عورتون نے بیان کیا کہ ایک نقابدار
جوانمرد پوش آیا ہی اور وہ ہماری کمک کرتا ہی خدا اُسے فتحیاب کرے۔ یہ سنکر ملکہ سر نرمے پر چڑھکر
دیکھنے لگی کہ وہ نقابدار کون ہی۔ یہان بعد گفتگوے بسیار خاقان شیر دل نے نیزہ مارا نقابدار
نے نیزے کو نیزے پر لگا نتھا طعنین چلنے لگین رد و بدل ہونے لگی۔ یہ معلوم ہوا کہ دو مار سیاہ زبانین
نکالکر گتھ گئے۔ گھوڑے اشارون پر پھر رہے تھے دونون تیغ گرد و غبار مین اسطرح پنہان تھے کہ
کبھی نظر آئے اور کبھی نہ نظر آئے سنانین مثل طرارون کے چمک رہی ہین کوئی تیس طعنون کی نوبت
آئی ہوگی کہ اک مقام پر نقابدار نے آواز دی کہ ہوشیار ہو نیزہ جاتا ہی۔ خاقان شیر دل نے ہرچند چاہا
کہ نیزہ ہاتھ سے نہ چھوڑون مگر وہ جھٹکا پڑا کہ صاف نیزہ نکل گیا۔ یہ معلوم ہوا کہ تیر شہاب چھوٹا اُدھر
تو نیزہ خمیدہ ہو کر زمین پر گرا اُدھر خاقان شیر دل نیزہ جھکا آب خجالت مین غرق ہو گیا اہل قلعہ نے
خوشی کے نعرے بلند کیے اور ہمراہیان خاقان شیر دل نے گردنین جھکالین بس خاقان پکارا کہ او
نقابدار غضب کیا تو نے کہ نیزہ اس شخص کے ہاتھ سے ہوائی کیا کہ جو آج تک بہرام فلک سے بھی
مقابلہ مین کم نہین رہا ہی مگر خیر کچھ پروا نہین نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی چال بازی تیغ بازی رستم
بازی جسکو حلال مشکلات عالم کہتے ہین۔ یہ کہکر تلوار ماری۔ رفیع البخت نے آتی ہوئی تلوار خالی مین
کرکے مرکب کو اشارہ کیا کہ وہ تلوار سے پہلے زیر بغل جا پہونچا پس رفیع البخت نے کلائی پر ہاتھ
ڈال دیا اور جھٹکا مارا کہ خاقان اوندھے منھ سامنے آ رہا۔ پس دوسرا ہاتھ بڑھا کر اور کمر زنجیر کا بند
پکڑ کے جو زور کیا تو فاش زین سے اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دیکر چاہا کہ زمین پر مارون خاقان نے
امان مانگی۔ فرمایا کہ امان بشرط ایمان ہی خاقان شیر دل نے قبول کیا رفیع البخت نے اُسکو چھوڑ دیا
اور کلمہ تلقین فرمایا۔ خاقان از سر صدق مسلمان ہوا اور عرض کی کہ اب مین کبھی دیا نکرونگا کہ بجز کسی صورت
کو اپنے تصرف مین لاؤن لیکن ایک بات کا امیدوار ہون فرمایا بیان کرو۔ خاقان نے عرض کی کہ
مین آپ کا غلام تو ہوا لیکن بغیر جانے پہچانے مجھے صورت اپنی دکھا دیجیے فرمایا کہ مجھے اپنے راز کے
فاش ہونے کا خوف ہی۔ خاقان نے کہا نہان کون ہی جو آپکو پہچانکر جلسے اخفاے راز منظور ہو آپ
ظاہر کریگا آخر مجھسے اگر کوئی پوچھے کہ تو اپنے آقا کو جانتا ہی تو مین کیا جواب دونگا چونکہ اس محل پر

افشائے راز کا خوف تھا۔ رفیع البخت نے نقاب چہرہ سے اٹھادی خاقان شیر دل صورت دیکھکر محو
ہو گیا۔ گرد پھرا اور کہا کہ خدا نے سبھی کچھ دیا ہے اور وجاہت ایسا حسن لیا۔ یہ سب کیفیت ملکہ نے بھی دیکھی
جسوقت رفیع البخت نے نقاب چہرہ سے اٹھائی اور نظر ملکہ کی پڑی تو یہ جھجک گئی کہ اسے یہ تو وہی
ظالم معلوم ہوتا ہے جسکی محبت نے تباہ کر دیا ہے پس ماہی گیر سے کہا کہ ذرا آپ جاکر اس جوان سے تو
کو بلا لائیے کہ مجھے اس سے کچھ باتیں کرنا ہیں مجھے اسپر کچھ شک ہوتا ہے۔ یہ سنکر ماہی گیر قلعہ سے باہر آیا
اور شاہزادہ رفیع البخت سے عرض کی کہ جس عورت کی بابت یہ ساری جنگ ہوئی ہے وہ آپ کو بلاتی
ہے اسے کچھ کہنا ہے۔ خاقان نے ماہی گیر کو پہچانا اور کہا اے شہریار اسی ماہی گیر کی دختر کے سبب
سے یہ فساد ہوا اگر آپ اسکے پاس جاتے ہیں تو میرا بھی خیال رہے۔ فرمایا میں ضرور پیام کہدونگا
اور سمجھاؤنگا بھی بشرطیکہ وہ قبول کرے اور کسی دوسرے کا ناموس نہو یہ فرما کر ماہی گیر کے ہمراہ
قلعہ میں داخل ہوئے اور اس مکان میں پہونچے جہاں ملکہ ثریا سے سیتن پردہ میں بیٹھی تھی
رفیع البخت پر نظر جو ملکہ کی پڑی بس اپنے تصویر سہراب ثانی کی نکالکر دیکھی تو کچھ خط و خال میں فرق
پایا بعد اسکے نام پوچھا۔ رفیع البخت نے نام اپنا بیان کیا اسوقت ملکہ نے کہا کہ آپ شاہزادہ سہراب
بن رستم ثانی سے بھی آگاہ ہیں فرمایا ہاں میں جانتا ہوں وہ میرا بھتیجا ہے ملکہ یہ سنکر رونے لگی اور پردہ
اولٹ کر قدموں پر گر پڑی رفیع البخت نے ایکبار ہی اسکے پاؤں اپنے نیچے ہٹا لئے اور فرمایا کہ حال
اپنا بیان کرو ملکہ نے کہا کہ آپ اسکے چچا ہیں تو میرے بھی چچا ہوئے جہاں آپ نے میری جان و آبرو
بچائی مجھے سہراب بن رستم تک بھی پہونچا دیجئے کہ میں انھیں کی کنیز ہوں اور انھیں کی محبت میں
اس درجہ کو پہونچی ہوں بعد اسکے اپنے بھائی کا حال اول سے آخر تک بیان کیا اور اپنے حسب و نسب
سے بھی آگاہ کیا۔ رفیع البخت یہ سنکر نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ میں تمہارے پہنچنے کا انتظام
کرتا ہوں یہ فرما کر باہر قلعہ کے آئے تھے کہ گرد اڑی اور تجمل گردش خیمہ لیے ہوئے آ پہونچا اسی طرح یکے
بعد دیگرے تمام سردار اور کل لشکر رفیع البخت کا آگیا۔ اہل قلعہ کی آنکھیں کھل گئیں اور خاقان
شیر دل کی نظروں میں بھی جاہ و جلال شاہزادہ رفیع البخت کا اور زیادہ ہوا۔ رفیع البخت نے خاقان
شیر دل سے فرمایا کہ اب میں جاتا ہوں۔ خاقان شیر دل نے عرض کیا کہ دعوت اس غلام کی قبول
فرمائیے ارشاد کیا کہ مجھے کوئی عذر نہیں لیکن زیادہ ٹھہر نہیں سکتا اسلیے کہ میرے والد ماجد نہ طالی گئے
ہوئے ہیں سنتا ہوں کہ وہ طلسم نہایت سخت ہے خدا جانے کیا گذرے کچھ حال بہت روز سے معلوم
نہیں ہوا۔ خاقان نے عرض کی کہ یہ غلام بھی ہمراہ رکاب ہے صرف آج کی شب قیام فرمائیے مختصر
دعوت قبول کیجیے صبح کو میں بھی ہمراہ چلونگا۔ رفیع البخت نے منظور کیا غرضکہ خاقان شیر دل
مع رفقا شاہزادہ رفیع البخت کو شہر میں لایا سامان دعوت مہیا کیا اور چلنے کی تیاری کی۔ جب
صبح ہوئی تو رفیع البخت مع خاقان شیر دل کوچ کرکے آگے روانہ ہوئے ملکہ کو محافہ میں بٹھا کر
ساتھ لے لیا تھا اور فیروز قلعہ دار کو خاقان نے اپنا قائم مقام کرکے واسطے انتظام کے
چھوڑ دیا تھا کہ اسکا حال پھر بیان کیا جائیگا۔۔ اب کچھ حال ارژنگ بن زمرد ثانی کا سنیے
کہ ہرکارے اسکے ہر طرف گئے ہوئے تھے کہ اگر زرجبین آفتاب پرست آتا ہو تو اطلاع دیں
یا شاید ملکہ کا کہیں پتا ملے تو آگاہ کریں۔ اک روز ہرکاروں نے آکر عرض کی کہ شقاے کوہ پیکر
زرجبین آفتاب پرست کی جانب سے آپکی ملاقات میں آتا ہے ارژنگ بن زمرد ثانی بڑا باخوف

غالب ہوا کہ اسی وقت وہاں سے کوچ کرکے چلدیا ہرچند سختگان وغیرہ نے سمجھایا کہ عنقاے
کوہ پیکر ساحر نہیں ہی تمھارے ساتھ ایسے ایسے پہلوان زبردست ہین کہ عنقا کو زیر و زبر کر ڈالنے کو
کافی ہین پھر کیون خوف کرتے ہو قرناسپ اور ویلم و اسلم نے بھی بہت کچھ سمجھایا مگر ارژنگ نے
کہا کہ اجتو مین قصد کوچ کر چکا یہ محل تقدیر پلٹنے کا نہین ہی جسوقت ارژنگ چلدیا اور عنقاے
کوہ پیکر اس مقام پر پہونچا تو اسکو معلوم ہوا کہ ملکہ نے اسی دریا مین کود کر اپنے کو غرق کر دیا
ارژنگ ملکہ کے غم مین بہت پریشان رہا آخر کسی طرف چلا گیا۔ عنقاے کوہ پیکر نے اپنے
ہمراہیون سے کہا کہ اب میرا جانا فضول ہی جسکے لینے کو چلا تھا اسکے ملنے سے تو نا امیدی ہو گئی اب
جلکر خداوند سے اطلاع کرنا چاہیے سب نے کہا کہ یہی مناسب ہی بس عنقاے کوہ پیکر اس مقام
سے پلٹ گیا اور برجیس آفتاب پرست کو ملکہ کے غرق ہوجانے کی خبر دی برجیس کو سناٹا سا
آگیا بظاہر تو کہا کچھ پروا نہین خداوند آفتاب تابان اسکو پھر زندہ کر دینگے لیکن جا کے پوشیدہ مین
جا کر بہت رویا اور طرف دطاق کے روانہ ہوا دیکھیے پہ کب پہونچتا ہی لیکن اب

چند کلمے داستان ارژنگ و چترنگ کے بیان کیے جاتے ہین۔ کہ خبر ملنا ملکہ کی اور مقابلہ ہونا رفیع البخت سے بعد شکست کھانے کے دونون کا بھاگ کر طرف گلستان باختر کے روانہ ہونا۔ باقی حالات متعلق داستان ہذا۔

غزل در آغاز داستان

یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا
اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا
یہ کہان کی دوستی ہی کہ بنے ہین دوست ناصح
کوئی چارہ ساز ہوتا کوئی غمگسار ہوتا
ترے وعدہ پہ جیے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا
کہ خوشی سے مر نجاتے اگر اعتبار ہوتا
رگ سنگ سے ٹپکتا وہ لہو کہ پھر نہ تھمتا
جسے غم سمجھ رہے ہو یہ اگر شرار ہوتا
کوئی میرے دل سے پوچھے ترے تیر نیم کش کو
یہ خلش کہان سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا
ہوے مر کے ہم جو رسوا ہوے کیون نہ غرق دریا
نہ کبھی جنازہ اٹھتا نہ کہین مزار ہوتا
یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالب
تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

سخن سازان یک ... سے ... | ارچین گو چند این رنگین فسانہ | کہ ارژنگ بن زمرد شانی

چترنگ بن زمرد شانی جو کوچ کرکے چلے تو جانے کے قریب شہر خاقانیہ کے انھون نے قیام کیا
رات بسر کی جب صبح ہوئی تو آکر بارگاہ مین بیٹھے اہل ہرکارون نے آکر خبر دی کہ عنقاے کوہ پیکر جو آپکی
تلاش مین آیا تھا وہ ملکہ کے غرق ہونے کا حال سنکر پلٹ گیا اطمینان رکھیے۔ بعد اسکے چوبدار نے آکر
عرض کی کہ اک سوداگر پردہ ظلمات کا رہنے والا اسود ظلمانی نام حاضر ہی اور امیدوار باریابی ہی سختگان
نے کہا بلا لیجیے اسکے پاس اشیاے نادرہ ہونگی ذرا جی بہلجائیگا غم دور ہوجائیگا۔ ارژنگ نے
سوداگر کو بلا لیا اسود ظلمانی حاضر ہوا سلام کیا ارژنگ نے اجازت بیٹھنے کی دی اسود ظلمانی بیٹھ
گیا مگر پریشان پریشان۔ ارژنگ نے پوچھا کہ خیر تو ہی تم کہان سے آتے ہو اور اسقدر پریشان کیون ہو
سوداگر نے عرض کی ایک تو مین اپنی تباہی سے پریشان ہون دوسرے آپکا چہرہ بھی متغیر پاتا ہون اس
سے اور بھی میری پریشانی زیادہ ہو گئی مجھے ظلمات سے چلے ہوے چھ مہینے کا زمانہ ہوا اتفاق سے جس
شہر مین پہونچا وہان ایسی حالت مین پہونچا کہ کچھ مال نہ بکا آخر مین شہر خاقانیہ مین آیا۔ یہان کا بادشاہ

نہایت جبر دل اور دریا دل تھا سنا کہ وہ بھی اپنے شہر میں نہیں ہے اور مسلمان بھی ہو گیا ہے کوئی عورت
ثریا سے سیمتن نام نہایت حسین کسی ماہی گیر کے یہاں تھی بادشاہ اس عورت پر عاشق ہوا۔ ماہی گیر
نے اُس عورت کو دے دیا آخر لڑائی ہوئی۔ نقابدار زمردپوش نے صحرا سے آکر خاقان کو زیر کیا اور
مسلمان کرکے اپنے ساتھ ملکہ اور خاقان کو لیکر جانب طلسم شغاق روانہ ہو گیا۔ بس یہ سنتے ہی
ارژنگ بن زمرد چونک پڑا اور سختگان سے کہا کہ تم کچھ سمجھے یہ سوداگر کیا کہتا ہے سختگان نے کہا
سچ کہتا ہے نہ خدا پرستوں کی موت لکھی ہے نہ ان لوگوں کی جو خدا پرستوں سے وابستہ ہوں سلطان
رستم ثانی کے فرزند سہراب پر عاشق ہے کسی نہ کسی طرح وہ سہراب تک پہونچ جائیگی اور تمہارے
ہاتھ نہ آئیگی ارژنگ نے قرماسب اور دیلم اور اسلم کی طرف دیکھ کر کہا کہو اب کیا کہتے ہو نقابدار
سے مقابلہ کروگے انھوں نے کہا کہ نقابدار تو کیا ہے اگر بہرام فلک مقابلہ کرے تو اس سے بھی
لڑینگے بس یہ سنتے ہی ارژنگ نے حکم کوچ دیدیا اور جانب نقابدار زمردپوش روانہ ہوا سوداگر
منہ دیکھ کے رہگیا کہ خدا اسکو غارت کرے ایک پیسہ کا سودا بھی کمبخت نے نہ لیا۔ اتنی بڑی خبر کی
شکرانہ کی شرم بھی نہ کی اگر میں ایسا جانتا تو یہ حال کیوں بیان کرتا اب حال رفیع البخت کا
سنیئے کہ یہ شکار کرتے ہوئے سیر صحراؤں کی دیکھتے ہوئے کوچ اور مقام کرتے چلے جاتے تھے
اک صحرا میں پہونچکر قیام کیا رات بسر ہوئی صبح کو ہنوز چلنے کی تیاری نہ ہونے پائی تھی کہ جانب
بیابان سے ایک گرد وغبار بلند ہوا کہ زیر آسمان اک آسمان خاکی نمودار ہو گیا گھوڑوں کی ٹاپوں
ہر کبوں کے شیحوں کی صدا کان میں آنے لگی ۔ شعر ۔ ستوران دران پہن دشت + زمین شش شد و
آسمان گشت ہشت + یہاں تک کہ آہستے آہستے دامنہ گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے نوسو علم نشان
نمایاں کم ستار کا پیدا ہوئے پھریرے علموں کے سیاہ و زنگاری تھے اور ہر پھریرے پر تعریف
ارژنگ دیو جترنگ تحریر تھی آگے آگے قرماسب بن عرماسب بن طرماسب بن طہماسب
بن عنقوبل دیو پروردہ پاد بارگاہ کالیے ہوئے آکر پہونچا اور مقابل لشکر رفیع البخت خیمہ برپا کیا
بعد اسکے دیلم و اسلم نہایت شان و شوکت کے ساتھ آکر خیمہ زن ہوئے آخر میں سواری ارژنگ
و جترنگ کی نہایت عظم کوشان کے ساتھ آئی۔ لشکر ادھر پڑا بازار لشکر کے کھل گئے تمام دن فوجوں
کی آمد اور قیام کرنے میں گزر گیا رات کو سب نے آرام لیا جب صبح ہوئی تو ارژنگ بن زمرد شاہ
نے دبیر سے کہا کہ اک نامہ نقابدار زمردپوش کو تحریر کر مضمون نامہ یہ ہو کہ اے نقابدار زمردپوش
میں نے سنا ہے کہ ملکہ ثریا سے سیمتن دختر آفتاب جادو تمہارے ساتھ ہے چونکہ ملکہ نے اپنے کو
غرق کرنا چاہا تھا دریا میں کود پڑی تھی اس مذمت پر کہ اُسنے خداوند کے ساتھ گستاخی اور ناز معشوقانہ کیا
تھا خداوند کو اُسکی بے ادبی بھی بھلی معلوم ہوئی لہذا اُسکو ڈوبنے سے بچایا اور ماہی گیر کے جال میں
پھنسایا بعد اُسکے کسی پر اعتبار نہوا تو یہ تقدیر کی کہ وہ نازنین تم تک پہونچی کہ تم نہایت مرد متدین اور امانتدار
ہو لہذا اب وہ وقت گزر گیا ملکہ کو ہماری خدمت میں بھیجدو خداوند تم ایسے بندوں کو بہت دوست
رکھتے ہیں اگرچہ تم لوگ خدا پرست ہو اور خداوند حقیقی کو نہیں مانتے مگر تمہاری راست بازی سے
خداوند تمکو فروغ دیتا ہے اور تمہارا فنا پسند نہیں کرتا اگر اس ملکہ کے موافق عمل درآمد کروگے تو
خداوند اور بھی تم پر رحمت نازل کریگا بلکہ تمکو صاحبقران زمانہ بنائیگا۔ جسوقت دبیر نے یہ نامہ لکھکے
تیار کیا تو ارژنگ نے آواز دی کہ ہے کوئی ایسا جو اس نامہ کا جواب نقابدار سے لاوے۔ یہ سنتے ہی

قرماسپ اپنے دنگل سے کود پڑا اور نامہ لیکر سر سے باندھا۔ خلعت پہنکر عرض کیا کہ اس کام کو یہ بندہ بے دام انجام دیگا۔ یہ کہکر چار ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر جانب لشکر نقابدار زمرد پوش روانہ ہوا۔ خبر نقابدار کو ہوئی کہ قرماسپ بغرض نامہ داری اس طرف آتا ہی چونکہ پردادا قرماسپ کا شاہزادہ نور الدہر کا رفیق رہچکا ہی اس لحاظ سے رفیع البخت نے اپنے کئی سرداروں کو براے استقبال روانہ کیا۔ وہ لوگ گئے اور قرماسپ کو ساتھ لیکر آئے۔ شاہزادہ رفیع البخت نے اسکے واسطے دنگل پہلے سے بچھوا رکھا تھا جب قرماسپ سامنے آیا سلام کیا۔ شاہزادہ نے بیٹھنے کی اجازت دی قرماسپ بیٹھ گیا۔ رفیع البخت نے ساقی کو اشارہ کیا اُسنے جام شراب لعل لکین بھر کر دیا۔ قرماسپ پی گیا اور کہا کہ یہ شراب تو نہایت لذیذ ہی ہمنے اسطرح کی شراب کبھی نہ پی تھی۔ شاہزادہ رفیع البخت نے مسکرا کر ارشاد فرمایا کہ یہ شراب نشہ نہیں رکھتی ہی مگر قوت شراب سے زیادہ رکھتی ہی اب اہل اسلام یہی شراب پیتے ہین اور وہ شراب جو عام طور پر رائج ہی اسکو حرام جانتے ہین قرماسپ نے نامہ پیش کیا شاہزادہ نے نامہ کو پڑھا نہایت غصہ آیا۔ جواب تحریر کیا کہ ای اژدر ناگ تجھے شرم نہین آتی کہ دعوائے خداوندی کرتا ہی تیرے باپ دادا نے دعوائے خداوندی کیا تو انکا کیا انجام ہوا اور تو کس فیض کو پہونچیگا۔ حالانکہ اُنکے پاس بڑے سامان تھے تو اس بیہودہ گوئی سے باز آ۔ اور ملکہ میرے پاس ضرور ہی مگر وہ عاشق ہی سہراب بن رستم ثانی پر۔ مین اُسے کیونکر تیرے سپرد کر دون۔ جب وہ تیری رضامند نہین۔ تو بھی اُسکا خیال دل سے بھلا دے مین جسکی امانت ہی اُسی کو پہونچا دونگا۔ اگر تجھے اپنے سرداروں پر دعوی ہو تو طبل بجا مجھے مقابلہ کرنے مین عذر و انکار نہین ہی۔ یہ جواب قرماسپ کے سپرد کیا اور خلعت دیکر رخصت کر دیا۔ قرماسپ نے لاکر جواب نامہ کا اژدر ناگ کو دیا۔ اژدر ناگ نے جو مضمون نامہ پڑھا نہایت غصہ مین آیا اور اُسی وقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگ ۔ فوراً نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی۔ خبر شاہزادہ رفیع البخت کو ہوئی۔ اُنھون نے بھی نقارہ رزمی بجوایا۔ دونون لشکر دن مین جنگ کی تیاریان ہونے لگین تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی اب وہ وقت آیا

نظم

لگے ہونے نظرون سے تارے نہان
ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند

چھپا نور مین جادۂ کہکشان
مسیحا نفس تھی نسیم روان

موذن اذان سے ہوئے بہرہ مند
اُٹھے لوگ لے کے انگڑائیان

صبح ہوتے ہی دونون گروہ ہوش سے اپنے اپنے دین و آئین کے موافق رسم عبادت کو ادا کرکے رخ میدان کارزار کا کیا۔ گھڑی بھر دن چڑھتے چڑھتے دونون طرف کی فوجین میدان مین آکر صف آرا ہو گئین۔ پھریرے نشانون کے اُڑنے لگے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال دونون جانب سے تبردار نکلے اور جھاڑی جھنڈ کاٹ کر میدان کو مثل آئینہ کے صاف کر دیا۔ بیلداروں نے زمین کی بلندی و پستی کی درستی نہایت تیز دستی سے کی سقون نے آبپاشی کرکے گرد کو بٹھالا جسوقت میدان درست ہو چکا تو لشکر اژدر ناگ سے قرماسپ نکلا اور سامنے تخت اژدر ناگ کے آکر اجازت میدان چاہی۔ اژدر ناگ نے کہا کہ جا تجھکو ایسی دست قدرت کے سپرد کیا یہ سنکر قرماسپ میدان مین آیا سرا پا میدان کا دکھایا نیزے کے ہاتھ نکالے جسوقت عرق عرق ہو گیا تو اک مقام پر ٹھہر کر اور دم کو آراستہ کرکے آواز دی کہ ای گروہ خدا پرستان تم مین سے جسکو اپنی زندگی ناگوار ہو وہ میرے مقابلہ کو نکلے اسلیے کہ حربہ میرا پیام قضا ہی بس یہ سنتے ہی لشکر رفیع البخت

نے تہمتن گرد نے بودا باگ کا لیا اور سامنے شاہزادہ کے آکر اجازت میدان مانگی شاہزادہ رفیع البخت
نے فرمایا کہ جاؤ خدا کے سپرد کیا مگر حتی الامکان اسکو قتل نکرنا کہ جوان اچھا ہے اور خود بھی بچے رہنا کہ حربہ
اسکا بے پناہ ہے تہمتن گرد نے عرض کی کہ اے شہریار میرا بھی قصد ہے کہ اس سے کشتی میں فیصلہ ہو
تو اچھا ہے - یہ کہکر باگ مرکب کی پھیری اور سامنے قرماسپ کے آیا بعد گفتگوے بسیار قرماسپ
نے نیزہ مارا تہمتن گرد نے نیزہ کو قرماسپ کے نیزے پر گانٹھا طعنین چلنے لگیں دو دو بدل ہونے
لگی گویا دو مار سیاہ زبانیں نکالے ہوئے لڑ رہے تھے - جب سنان سے سنان لڑتی تھی
شرارے نکلتے تھے بڑی دیر تک نیزہ بازی رہی آخر کام نہ نکلا نوبت بہ اینجا رسید کہ سنانین بتائین
نیزوں کی بیکار ہو گئیں ڈانڈیں ہاتھوں سے پھینک دیں قرماسپ نے دوڑ کر ساطور اپنا
ذرا اپنے پر سے لیا اور پکارا کہ اے جوان یہ ضرب میری طمانچہ ملک الموت کا ہے اور یہ کہکر اور ساطور کو سر پر
چرخ دیکر تہمتن کو دے مارا تہمتن گرد بھی رستم وقت ہے جیسے ہی دیکھا کہ ساطور سر پر آتا ہے مرکب کو
اشارہ کیا کہ گھوڑا اچھل کر زیر بغل آگیا - تہمتن گرد نے دونوں ہاتھ بڑھا کر میل کو پکڑ لیا اور جھٹکا مارا
کہ ساطور چھین لوں قرماسپ اپنے زور میں عیال مرکب پر آرہا مگر ساطور نہ چھوڑا اور سنبھل کر
جھٹکا مارا چاہا کہ ساطور چھڑا لوں مگر تہمتن گرد نے بھی ساطور ہاتھ سے نہ چھوڑا - زور ہونے لگے
مرکب سنگروں کی تاب نہ لاسکے بیٹھ بیٹھ گئے قرماسپ نے ساطور ہاتھ سے چھوڑ کر گریبان میں
ہاتھ ڈالدیا تہمتن گرد نے بھی ساطور کو پھینک دیا اور قرماسپ سے دست و گریبان ہو گیا -
زور ہونے لگے - اب تو دونوں لشکروں کے سوار گھوڑے بڑھا بڑھا کر قریب آگئے تماشا کشتی کا
دیکھنے لگے دونوں فیل مست اور اژدر دمان تھے کہ لڑ رہے تھے اگر یہ گیارہ قدم دوڑا لیجاتا تھا
تو وہ بھی اسیقدر پسپا کر دیتا تھا دیکھنے والے ہر چند اندازہ کرتے تھے مگر فرق نہ محسوس ہوتا تھا
یہاں تک کہ شام تک کشتی رہی اور مطلب نہ حاصل ہوا شام کو دونوں جانب سے روشنی آگئی
اور دو کاسہ شیر آئے دونوں نے پیے اور پھر لڑنے لگے دم بھر میں سارا دودھ پسینا ہو کر نکل گیا
تمام رات بھی وہی حالت رہی دوسرا دن ہوا - کہانتک بیان کیا جاسکے کہ تین شبانہ روز کشتی ہوئی
چوتھے روز قرماسپ نے دونوں ہاتھ تہمتن گرد کے پکڑ کے اور ریل کر لیجانا چاہا کہ قضاے کار
و اتفاقات روزگار سے پاؤں تہمتن گرد کا موشخانہ میں جاکر پھنسا ہر چند چاہا لیکن اسی جگہ قائم
کر لوں ممکن نہوا آخر پاؤں تہمتن گرد کا ٹوٹ گیا تہمتن سر سے پاؤں تک زرد ہو گیا اور تھرتھرانے
لگا قرماسپ سمجھ گیا بس لیٹ پڑا اور چاہا کہ باندھ لیجاؤں دیکھا تہمتن گرد نے کہ یہ مجھے اس حالت
میں بھی نہیں چھوڑتا ہے بس کوکھ پر قرماسپ کے ایسا گھونسا مارا کہ قرماسپ بیہوش ہو گیا اور
ادھر تہمتن گرد تعب سے بیہوش ہو گیا - سرداران ارژنگ قرماسپ کو اٹھا لیگئے اور رفیع البخت
اپنے سردار کو اٹھا لائے طبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے پھرے اور اپنے اپنے قیامگاہ پر آئے
تہمتن گرد کو شفاخانے بھیجا ادھر قرماسپ کو پہر بھر کے بعد ہوش آیا - ویلم خان بن لعل خان
نے پوچھا کہ کیا حالت ہے قرماسپ نے کہا اچھا ہوں صرف کوکھ میں درد ہے اگر حریف گھونسا نہ مار دیتا
تو میں اُسے باندھ لاتا - ویلم خان نے کہا اے قرماسپ پاؤں اُسکا بھی ٹوٹ گیا ہے اسی وجہ سے
اُسنے عاجز آکر یہ حرکت کی ورنہ ممکن نہ تھا اسلیے کہ تہمتن گرد بڑا بہادر ہے - قرماسپ نے کہا کہ پھر طبل
میرے نام پر بجے - ویلم و اسلم نے منع کیا اور کہا کہ تم اپنا علاج کرو جسوقت درد تمہارا دور ہو جائیگا اسوقت

مقابلہ کرنا ابھی ہم موجود ہین قرماسپ نے نہ مانا اور اپنے نام پر طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر شاہزادہ
رفیع البخت کو ہوئی کہ قرماسپ نے پھر اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہی - فرمایا کچھ پروا نہین خدا
مایجر دست کہدو کہ ہمارے یہان بھی کوس حربی بجے اسطرف بھی نقارہ رزمی بجا دونون لشکرون مین
تیاری جنگ ہونے لگی تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا
ہوے - بعد تیاری میدان نقیب نقابت کرکے ہٹنے ہی تھے کہ قرماسپ نے پورا باگ کا لیا اور
سامنے تخت ارژنگ کے آکر پیادہ ہوا اور اجازت میدان مانگی - ارژنگ نے ہاتھ پشت پر رکھا
اور کہا کہ مین نے تجکو نظر کردہ کیا اب کوئی تیری پشت زمین کو نہ لگا سکیگا - جا اور ان خدا پرستون
کا کام تمام کر - قرماسپ بہت خوش ہوا لیکن سختکان نے کہا کہ اے قرماسپ پشت اپنی دھو
ڈال - تیرے خداوند مین بوم کی خاصیت ہی اور یہ اثر انکا آبائی ہی - لقا نے بھی جسکو نظر کردہ کیا وہ بہت
جلد زیر ہوکر خدا پرستون کا شریک ہوگیا اور پھر خداوند کا ناطقہ بند کردیا - تیرا پردادا طہماسپ بن
عنقوبل دیو پر زور بھی پہلے خوب خوب لڑا - یہانتک کہ دو مرتبہ صاحبقران اول کو زخمی کیا - شیرویہ
بن حمزہ کو جان سے مارا لیکن جب خداوند نے نظر کردہ کیا تو زیر ہوکر حمزہ کا شریک ہوگیا اور پھر
ایسا ایسا لڑا کہ خداوند کا ناطقہ بند کردیا - ارژنگ ان باتون پر بہت خفا ہوا اور کہا کہ تو اعتقاد بندون
کے میری طرف سے ضعیف کریگا - وہ مصلحت تھی خداوند کی کہ طہماسپ کو غرور ہوا - غرور خداوند کو پسند
نہ آیا اُسے زیر کرادیا - علاوہ اسکے جب اُنھون نے دیکھا کہ لاکھون بندون کا خون ہوگا اور یہ ماننے
والے نہین ہین تو خداوند نے خود روپوشی اختیار کی اور ان بندگان سرکش کا تماشا گوارا نہ فرمایا تو
خداوندون کی مصلحت کیا سمجھ سکتا ہی - سختکان نے کہا کہ خیر آج ہی معلوم ہوجائیگا اگر ایسی ہی الٹی
مت خداوند کی ہوا کرتی ہی تو یون ہی سہی - قرماسپ سلام کرکے پشت مرکب پر بیٹھکر طرف میدان
جنگ کے آیا اور پکارا کہ اے نقابدار اگر سردار تمہارا مجھے گھونسا نہ مار دیتا تو مین اسکو باندھ لیجاتا مگر
خیر اُسنے اپنی جان بچائی اور آج میدان مین نہ آیا - رفیع البخت نے کہا کہ اے قرماسپ وہ تجھسے
زیر ہونے والا نہین ہی اگر باتون اُسکا دل ٹوٹ جاتا تو معلوم ہوتا - یہی وجہ تھی کہ اُسنے تیری کوکھ پر گھونسا
مارا قرماسپ نے کہا خیر جب وہ اچھا ہوگا اُس سے اُسوقت سمجھا جائیگا - اب کون ہی جو میرے
مقابلہ کو آئیگا - یہ سُنکر دیوانہ اسکے مقابلہ کو نکلا - اول نیزہ بازی ہوئی کام نہ نکلا - آخر قرماسپ نے
ساطور مارا کہ دیوانہ زخمی ہوا - لوگ دیوانے کو ہٹا لیگئے دوپہر مین قرماسپ کے ہاتھ سے نو سردار
رفیع البخت کے زخمی ہوے آخر خود شاہزادہ نے قصد کیا - تمام علمہاے زمردین جلوہ گری پر
آئے شاہزادہ نے مرکب کو بڑھایا اور شاہزادہ نور الدہر سے اجازت لیکر سامنے قرماسپ
کے آئے قرماسپ نے کہا کہ اے نقابدار بہتر یہ ہی کہ اطاعت خداوند ارژنگ کی اختیار کرو ورنہ
بہت ذلیل ہوگے اب کوئی میرا مقابلہ نہین کرسکتا اسلیے کہ مین نظر کردہ خداوند ہوچکا ہون شاہزادہ
رفیع البخت یہ سُنکر ہنسے اور فرمایا کہ اے قرماسپ تو طہماسپ سے شخص کا پوتا ہوکر ایسی بیعقلی
کی باتین بکتا ہی اسکے دادے مسخرے نے حمزہ صاحبقران کا کیا کرلیا ہمیشہ تقدیر بگھارتا رہا مگر
دال نہ گلی - یہ بھی اُسی خرنا شخص کا پوتا ہی تیرے دادا نے جسطرح لقا کی اطاعت چھوڑ دی تھی
تجھکو بھی چاہیے کہ اس شیطان کے بہکانے پر نہ آ اور معبود حقیقی کی پرستش کر قرماسپ نے
کہا کہ اے نقابدار بس زبان کو اپنی روکو مجھے جو چاہو سو کہو مگر خداوند کی شان مین کلمات سخت نہ کہو

مین حق پسند ہون اگر تم مجھکو زیر کر دو گے تو ظاہر ہو جائیگا کہ خداوند ارژنگ مین کچھ قدرت نہین ہی
مین تمھاری اطاعت اور تمھارے خدا کی پرستش اختیار کرونگا ورنہ تم میری اطاعت اور ارژنگ
کی پرستش قبول کرنا۔ رفیع البخت نے کہا مجھے منظور ہی اگر تو مجھے زیر کریگا تو بیشک مین تیرا دین
اختیار کرونگا اور تیری اطاعت مین بھی مجھے کچھ عذر و انکار نہو گا۔ یہ گفتگو سنکر سنگان نے کہا کہ بچے
قرماسپ سے تو ہاتھ دھو بیٹھے وہ جانتے ہین ارژنگ نے کہا کیا جھک مارتا ہی ادھر قرماسپ اور رفیع البخت مین
نیزہ بازی شروع ہوئی کوئی بائیس طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ رفیع البخت نے نیزہ ہاتھ سے قرماسپ کے ہوائی کیا
نیزہ تو مانند تیر شہاب کے بلند ہو کر زمین پر گرا مگر قرماسپ نیزہ برابجاب خجالت مین غرق ہو گیا اور دوڑ کر ساطور
اپنا ارببے پر سے اٹھایا اور پیچ و خم دیکر سر نقابدار زمرد پوش پر مارا نقابدار نے مرکب کو مرکب سے ملا کر ساطور
کو پکڑ لیا۔ قرماسپ نے ساطور چھوڑ کر گریبان مین ہاتھ ڈالدیا۔ رفیع البخت بھی دست و گریبان ہوئے
زور ہونے لگے مرکب لنگر دون کی تاب نہ لا سکے بیٹھ بیٹھ گئے۔ قرماسپ بھی گھوڑے سے کودا
رفیع البخت نے بھی زین خالی کیا۔ کشتی ہونے لگی پانچ شبانہ روز کشتی رہی پانچوان دن قریب
ختم تھا کہ رفیع البخت نے لنگر قرماسپ کا توڑا اور سر سے بلند کر کے زمین پر مارا اور مشکین باندھکر
لاہور تیز گام کے حوالے کیا اور طبل بازگشت بجا کر میدان سے پھر گئے اُدھر ارژنگ اور چیرنگ
نہایت پریشان اور بہت ہی اُداس پلٹ کر اپنی بارگاہ مین آئے افسران لشکر نے لباس رزم اُتارا
پوشاک بزم پہنی اور حاضر دربار ہوئے۔ دربار مین سناٹا پڑا تھا مثل مشہور ہی کہ افسردہ دل افسردہ
کند انجمنے را۔ ارژنگ کی افسردگی سے سب افسردہ تھے ادھر تو اسیری قرماسپ کا خیال اُدھر
ملکہ ثریا سے سیمتن کی جدائی کا ملال۔ طرہ اسپر یہ کہ معلوم تھا کہ ملکہ نقابدار کے لشکر مین موجود ہی اسی
تاؤ پیچ مین آکر اسنے پھر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اب خداوند کو غصہ ہی کل اس نقابدار کو کسی ذلیل
بندے کے ہاتھ سے زک دلوائینگے اسی وقت کوس حربی نوازش مین آیا ہرکارون نے شاہزادہ
رفیع البخت کو اطلاع کی کہ لشکر حریف مین طبل جنگ بجا ہی فرمایا کچھ پروا نہین کہدو کہ ہمارے
یہان بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگی۔ اسی وقت یہان بھی طبل جنگی بجا۔ دونون
لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو اہل اسلام
نے فریضہ سحری کو ادا کیا اور اسلحہ حرب تن پر آراستہ کرکے وعدہ گاہ مصاف مین آئے اُدھر
ارژنگ اور چیرنگ فوج فراوان ساتھ لیے ہوئے میدان مین آکر صف آرا ہوئے بعد آراستگی
صفوف قتال و جدال جوقت نقیب نقابت کرکے ہٹ گئے تو لشکر کفار سے اسلم خان بن توزج
ارژنگ سے اجازت لیکر میدان مین آیا خوب سلح خوری کی نیزے کے ہاتھ نکالے پھرایا میدان
کا دکھایا جب عرق عرق ہو لیا تو اک مقام پر ٹھہر کر نیزہ زمین پر گاڑا اور دم کو آراستہ کرکے پکارا کہ اے
نقابدار سبز پوش آگاہ ہو کہ مین وہ شخص ہون جسکے دادا نے اٹھارہ برس ملک باختر مین صاحبقرانی کی اور
اولاد حمزہ اُسکا کچھ نہ کر سکی اور میرا جد اعلی وہ شخص ہی کہ جو رستم داستان کہلاتا ہی تمام زمانہ اُسکے
زور و جرأت سے آگاہ ہی لیکن چونکہ بہنج نوجوان نے دین آفتاب پرستی کو ترک کرکے اسلام اختیار
کیا اس بنا پر اُنکے فرزند ارجمند توریج نے اُنسے انحراف کرکے مقابلے کیے اور وہ خدا پرستون کے
ہاتھ سے قتل ہوئے بس ہمکو بھی کد ہوئی کہ نام خدا پرستون کا صفحہ ہستی سے مٹا دین تمکو نصیحتاً
سمجھایا جاتا ہی کہ ملکہ کو ارژنگ بن زمرد ثانی کے سپرد کردو اور مذہب خدا پرستی کو ترک کردو تو بہتر ہی ورنہ

میرے ہاتھ سے مارے جاؤگے۔ یہ سنکر شاہزادہ رفیع البخت نے آواز دی کہ ای اسلم تمکو شرم نہین
آتی کہ جن اجداد کے نام سے اظہار بزرگی کرتے ہو انھین کے مذہب سے مخالفت بھی ظاہر کر رہے ہو
اولاد صاحبقران ہوکر دین صاحبقران سے منحرف اور اپنے عزیزون کے خون کے پیاسے ہو تمھین
تم پر ہاتھ اُٹھاتے شرم آتی ہے تمھارا قتل کرنا اپنے اعضا کا اپنے ہاتھ سے جدا کرنا ہے مگر مجبور ہون کہ تم
ایسا ننگ خاندان کوئی نہوگا۔ مین بھی تمکو از راہ نیکی سمجھاتا ہون کہ اطاعت سے اس کافر کے باز آؤ اگر
دعوے خون عزیزی ہے تو لڑنے کو مین منع نہین کرتا مگر عاقبت اپنی کیون خراب کرتے ہو کہ دنیا بھی
شلما و عقبیٰ بھی ہاتھ سے جائے۔ یہ سنکر اسلم نے کہا کہ اے رفیع البخت اگر تمھارا خدا عادل
ہوتا تو میرے باپ دادا قتل نہوتے بس اس بیہودہ گفتگو پر رفیع البخت کو تاب نہ رہی وہین سے
مرکب کی باگ لی اور سامنے اسلم کے ہوکر پکارے کہ بس اب اپنے گفتگو بیکار ہے معلوم ہوگیا کہ
قلب تمھارا سیاہ ہے تم کسی طرح راہ پر نہ آؤگے سبب اسکا وہی خرابی ہے جو تمھاری دادی کی
طرف سے ظہور مین آئی ہے نہ خلاف شریعت تمھاری پیدایش ہوتی نہ تم کافر ہوتے بس یہ سنتے ہی
اسلم سے تاب ضبط نہو سکی اور نیزہ سینہ بکینہ رفیع البخت پر مارا۔ رفیع البخت نے نیزہ کو اسلم
کے اپنے نیزے پر گانٹھا طعنین چلنے لگین نیزہ بازی ہونے لگی بند بندھنے لگے اور کھلنے لگے
گھوڑون کی گشت سے جو گرد اُڑی تو دونون سوار چھپ گئے اُس گرد و غبار مین نیزے اسطرح
چمک رہے تھے جیسے ابر غلیظ مین کوندا لپکتا ہے دیر تک یہی حالت رہی اک مرتبہ اُسی ابر مین سے
اک برق چمک کر بلند ہوئی اور زمین پر گری۔ گرد جو منتج ہوا سے بر طرف ہوئی تو دیکھا کہ ڈانڈا
اسلم کے ہاتھ مین ہے سنان نیزہ خاک پر چمک رہی ہے بس اسلم نے غیرت مین آکر ڈانڈا ہاتھ سے
پھینک دی اور تلوار کمر سے کھینچ کر رفیع البخت پر وار کیا۔ رفیع البخت نے سپر بلند کی تلوار
اسلم کی سپر کو کاٹ کر دو ٹکڑے ہوگئی خود مین در آئی تھی کہ رفیع البخت نے دستانہ مارا۔ تلوار اچھٹ کر
نکل گئی سر محفوظ رہا بس اسی غیظ و غضب مین رفیع البخت نے بھی تلوار ماری اسلم نے سپر کو چہرہ کی
پناہ کیا تلوار نے سپر کو مانند قرص پنیر کے کاٹا خود کو دو کیا چاہتا تھا اسلم کہ ہتانہ مارون کہ رفیع البخت
نے جھٹکا دیا تلوار تا جگرگاہ اُتر گئی اسلم پھڑک کر زمین پر گرا مرتے ہی اسلم کے دیلم کی نگاہون
مین دنیا تیرہ و تار ہوگئی اور تلوار کھینچکر رفیع البخت پر آپڑا اور برسنے لگا۔ رفیع البخت برابر وار
اسکے رد کرتے چلے جاتے ہین کہ اک مرتبہ رفیع البخت نے سپر کی اوجھڑ ماری۔ دیلم کے ہاتھ مین
چوٹ آئی مگر تلوار قبضہ سے نہ چھوٹی۔ دیلم نے پھر تلوار ماری رفیع البخت نے کلائی پکڑ لی اور
دوسرا ہاتھ دراز کرکے بند کمر پکڑ لیا۔ زور کیا۔ کوئی بالشت بھر قاش زین سے دیلم کو بلند کیا ہوگا کہ
گھوڑا دیلم کا بھاگ نکلا۔ دیلم ہاتھ پر بلند ہوا بس اُسنے غیرت مین آکے لنگر مارا کمر زنجیر کا بند
ٹوٹا۔ دیلم زمین پر گرا۔ ارژنگ سمجھا کہ دیلم مارا گیا۔ بس اُسنے کل لشکر کو اشارہ کیا کہ لینا اس
نقابدار کو جانے نہ پائے یہ سنتے ہی تمام فوج رفیع البخت پر آپڑی۔ ادھر سے شاہزادہ نور الدہر
بھی کل لشکر کو لیکر آپڑے تلوار چلنے لگی۔ دیلم نے اک سوار کو مار کر مرکب اُسکا اپنے قبضہ مین کیا
اور مرکب پر سوار ہوکر اہل اسلام کو قتل کرتا ہوا رفیع البخت کی طرف چلا۔ قضا سے کار راستے مین
نور الدہر سے سامنا ہوگیا۔ دیلم نے نور الدہر پر تلوار ماری۔ نور الدہر نے وار دیلم کا رد
کرکے کمر کا ہاتھ مارا کہ دیلم کے دو ٹکڑے ہوئے۔ یہ دیکھتے ہی ارژنگ نے جرنگ سے کہا

کہ اب رنگ لڑائی کا بدڈھب ہے کسی حیلے سے ٹلنا چاہیے ورنہ جان بچانا ان نقابداروں کے ہاتھ سے بہت دشوار ہے۔ جبر تنگ نے کہا جو آپ کی رائے اسلیے کہ آپ بڑے ہیں۔ سخنگان بولا کہ تقدیر اگر ز کہ ہمسے پوچھا بیچے یوں بجا آپنے کہا تو یہ نقابدار کید کے مار ڈالینگے فوج سے کہیے کہ تم جم کر مقابلہ کرو میں تقدیر فتح بنانے جاتا ہوں۔ یہ لوگ نقابداروں کو روکے رہینگے۔ آپ حکم دیجیے کہ کشتیاں تیار ہوں اور بیٹھ کے کشتیوں پر طرف ملک باختر کے روانہ ہو جائیے میں نے اک سوداگر کی زبانی سنا ہے کہ ساریق بن لقا بڑے خداوند کے چھوٹے بھائی نے خروج کیا ہے اور سامان خداوندی فراہم کر رہے ہیں وہ آپ کے چچا ہیں آپ کی عزت کرینگے دست شفقت پشت پر پھیرینگے۔ یہ سنکر ارژنگ اور جبر تنگ نے کہا کہ رائے اس شیطان کی بہت صحیح ہے غرضکہ اُسی وقت کشتیوں کی تیاری کا حکم پہونچ گیا اور کشتیاں تیار ہونے لگیں یہاں نقیبوں کو بلا کر سخنگان نے کہا کہ تمام فوج کو آگاہ کر دو کہ خداوند تمہارے واسطے تقدیر فتح بنانے جاتے ہیں تم خوب جم کر مقابلہ کرو اور بزدل نہو۔ یہ سنکر نقیبان بلند آواز نے تمام لشکر کو آگاہ کیا۔ اہل لشکر تو جان لڑا لڑا کے مقابلہ کرنے لگے اور ارژنگ و جبر تنگ مع سخنگان و دیگر چند رفیقان خاص خاص کشتیوں پر سوار ہو کر راہ دریا سے جانب باختر روانہ ہوگئے۔ یہاں رفیع البخت اور نورالدہر نے لشکر کو پامال کرنا شروع کیا۔ جس پہلوان نے سر اٹھایا ہوا وہ قتل ہوا جسقدر سرداران نامی تھے سب مارے گئے آخر لشکر کے قدم اکھڑ گئے بھاگنے کا قصد کیا مگر لشکر نورالدہر و رفیع البخت نے چار جانب سے گھیر لیا تھا راہ گریز بھی مسدود تھی بس ہر طرف سے صدائے الامان بلند ہوئی۔ رفیع البخت نے فرمایا کہ امان بشرط ایمان ہے سبنے بخوف جان ایمان قبول کیا رفیع البخت نے ہاتھ روکا اور حکم دیا کہ تلاش کرو ارژنگ اور جبر تنگ کو کہ کہاں گئے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ مکار راہ دریا سے فرار کر گئے۔ بس یہ سنکر تمام افسران لشکر ارژنگ بخدمت شاہزادہ رفیع البخت حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے شہریار عالیوقار پہلے تو ہمنے خوف جان سے ایمان لیا تھا مگر اب ہم بصدق دل مسلمان ہوتے ہیں ہمیں کلمہ پڑھائیے یہ سنکر شاہزادہ رفیع البخت نے فرمایا کہ سبب اسکا بیان کرو کہ پہلے بھی کیوں کلمہ پڑھا تھا اور اب بصدق دل سے کیوں مسلمان ہوتے ہو۔ انھوں نے عرض کی ارژنگ و جبر تنگ نے ہمیں دھوکا دیا کہ ہم تقدیر فتح بنانے جاتے ہیں تم مقابلہ کرو اس بہانے سے حرامزادے بھاگ گئے یہ سنکر شاہزادہ رفیع البخت بہت ہنسے اور سب کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا اور بہت کچھ مال اسباب ہاتھ آیا۔ اب شاہزادہ اس جمعیت کثیر کو اپنے ساتھ لیکر طرف نہ طاق کے روانہ ہوتا ہے لیکن پہلے

چند کلمے داستان ارژنگ و جبر تنگ کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ بعد کئی روز کے کشتیاں انکی ساحل پر پہونچیں۔ راہ دریا ختم ہوئی۔ اب یہاں سے سوار ہو کر طرف باختر کے چلے تیسرے روز داخل باختر میں ہوا۔ خبر ساریق بن لقا کو ہوئی کہ بڑے خداوند کے بوتے خداپرستوں کے ہاتھ سے شکست کھا کر آئے ہیں بس یہ سنکر ساریق نے اراکین دولت کو برائے استقبال روانہ کیا۔ لوگ آئے اور ارژنگ و جبر تنگ کو استقبال کر کے لیگئے اور دونوں نے ساریق کو سجدہ کیا ساریق نے دونوں کے سر سینے سے لگائے اور کہا

کر تم نہ گھبراؤ میں بہت جلد خروج کرنے والا ہون تم میرے ساتھ خروج کرکے خدا پرستون سے خون عزیزان کا بدلا لینا۔ ابھی پورا سامان خداوندی فراہم نہین ہوا ہے۔ یہ کہکے ان دونون کو تو باساشیم تمام مقیم کیا اور اسی وقت چند حکمنامہ جابجا ساحرون اور عیارون اور پہلوانون کو روانہ کیے مضمون یہ تھا کہ تم سب حاضر خدمت خداوند ہو بہت جلد خداوند خروج کرنے والے ہین۔ ایک نامہ چند عیارچیون کو بھیجا کہ یہ اپنے فن مین طاق و مشاق شہرۂ آفاق ہین انکی عیاریون کا حال بروقت مقابلہ عیاران اسلام بیان کیا جائیگا اب انکو تو انتظار ساحران و عیاران مین چھوڑا جاتا ہے اور بیان سے

چند کلمے داستان سطوت نشان شیر بیشۂ صاحبقرانی یکہ تاز عرصہ کشورستانی صاحبقران زمان یعنے شاہزادہ بدیع الملک نوجوان کے بیان کیے جاتے ہین — مخمس —

جب دردمند لاغر مثل غبار اُٹھے
مجبور ہوکے بیٹھے بے اختیار اُٹھے
دو بوجھ لیکے کیونکر اک جسم زار اُٹھے
مرقد سے بھی کسی کے کیون بیقرار اُٹھے
دو چار بار بیٹھے دو چار بار اُٹھے

ٹھوکر سے رہرؤون کی مثل غبار اُٹھے
جان آگئی دوبارہ بے اختیار اُٹھے
اک زلزلہ ہوا جب سب یکبار اُٹھے
افتادہ تیرے در کا کوے یار اُٹھے
دیکھا گئی قیامت وہ بیقرار اُٹھے

یہ بوجھ اور رکھ کر ناکردہ کار اُٹھے
کسکو اُٹھائے جس سے اپنا نہ بار اُٹھے
اک ظلم ناز کی کے غفلت شعار اُٹھے
تربت سے یون ہماری کچھ سوگوار اُٹھے
ہمکو دبا کے زیر سنگ مزار اُٹھے

کیا غم ہو اہل کعبہ یا اہل دیر دیکھین
تاثیر سوز پنہان اتنی تو خیر دیکھین
اظہار دوستی کی دشمن بھی سیر دیکھین
آنسو کسی کے نکلین ایسے کہ غیر دیکھین
اسطرح آج دود شمع مزار اُٹھے

یادش بخیر ہرگز ہمت نہ ہارتا تھا
کل تک جو کام بگڑا اُسکو سنوارتا تھا
سوچے کہ تم کہان ہو جو روز یا بچارتا تھا
کوچہ سے اُسکے دل تو ہمکو پکارتا تھا
گھبرا کے آج ہم بھی دل کو پکار اُٹھے

ہو خیر یا الٰہی سامان موت کے ہین
اذا لعیب الفت آفت مین گھر گئے ہین
پہلے تھا ایک اب دو قاتل بہم ہوے ہین
پیکان و درد دل مین باہم بھڑ گئے ہین
اک بیقرار بیٹھے اک بیقرار اُٹھے

جنبش و نشاط دل نے سامان بہم کیا ہے
جنتی کی ہوی ہر کیونکر اُسے مٹا ہین
پیکان مین جو ہو وہ شی کہان سے لائین
بیجوا رسید سے جن کرتے ہین یہ دعا ہین
اب کسی طرف سے ابر بہار اُٹھے

شیشہ سے کیا رہا ہو عکس پری سما کر
گنبد مین گونجتی ہے آواز تند جا کر

پڑتی ہی تیرہ تجلی اس آئنہ میں آکر | وہ برق وش ہو غائب جب اک جھلک دکھا کر
دل میں چھپے نہ کیونکر پھر بار بار رہتے

پہلے تھی کوئی عزت اور ہی نہ اب کسیکی | اپنے غرور میں وہ سنتا ہی کب کسیکی
کوئی کرے خوشامد کیون بے سبب کسیکی | نکلی نہ کوئی حسرت محفل میں جب کسیکی
مایوس ہو کے آخر امیدوار آتے

میں دل سے کیا بتاؤں کس انجمن کی باتیں | بیخود ہوں یاد کر کے کیسے دہن کی باتیں
جو سامنے نہیں ہیں اُس چمن کی باتیں | اے ہمنفس ہیں میری دیوانے پن کی باتیں
کیون تو جتاتا ہی مجھسے کسکو پکار آتے

فرقت میں ہیں سراپا درد و الم کی صورت | دیکھی نہو تو دیکھو ہمارے غم کی صورت
ہستی وہ ہے ہماری جو ہی عدم کی صورت | وہ ناتوان ہیں بیٹھے نقش قدم کی صورت
آتے بھی تو مثل گرد و غبار آتے

اُف رے جمال جانان تیری نظارہ سوزی | دیکھا نہ کچھ بھی گویا یوں دیکھی اک تجلی
اب بھی وہی ہے حالت کچھ دیر پہلے جو تھی | غفلت گئی نہ اپنی آیا نہ ہوش کچھ بھی
آنکھون کے سامنے سے جو گذار آتے

وہ بیقرار الفت ہر چند سنبھلے رہتے | پہلو نکال لیتے الزام دینے والے
آداب بزم قاتل پورے نہوتے ہمسے | دل میں درد دل کے جلدی جاتے رکھے
اپنے اختیار رہتے بے اختیار آتے

پوچھو نہ آرزو سے کیون ہمکو نہ اٹھتے | بس میں وہ اوروں کے تھا ہاں میں ہم ہو جسکے
مجبور ہو رہا تھا ایک ایک کے سبب سے | اٹھنے دیا نہ ہرگز اس دل کے بیٹھنے نے
محفل سے رے جگر ہم اسکی نزار آتے

یہ داستان جلد بخشم آفتاب شجاعت میں اس مقام پر چھوڑی ہے کہ صاحبقران زمان یعنے
شاہزادہ بدیع الملک نوجوان طلسم نہ طاق فتح کرکے وجلے میں جو راستے میں سیف جادو
ساحر ناگ شہنشاہ گوہر کلاہ کو اٹھا لیگئے تھے اور قران فیل سوار کے سپرد کر دیا تھا قران فیل سوار نے
قصد قتل کیا تھا کہ رستم فیل سوار کام میں مخل ہوا- شاہزادہ نے قید کو توڑ کر قران فیل سوار کو زیر کیا
اور مسلمان کرکے ہمراہ لیا- یہ خبر سیف جادو کو ہوئی اسنے آکر راہ روکی- خواجہ خضران نے عیاری کرکے
سیف جادو کو مارا اور شہنشاہ گوہر کلاہ آکر صاحبقران سے ملے- صاحبقران کوچ کرکے
بیابان گرد باد میں پہونچے اور برائے دریافت حال خواجہ خضران کو روانہ کیا- خضران بشکل درویش
مقبرہ درویش ریاضت کش میں پہونچا اور بفن عیاری سب کو مرید کیا اور ملکہ رضیہ خاتون وزیرزادی
سے کل کیفیت بیابان کی دریافت ہوئی اور تصویر ملکہ ماہ قلندری کی ہاتھ آئی- رضیہ تو انتظام عرس
کرکے خبر دینے کی غرض سے ملکہ کی خدمت میں گئی اور خواجہ خضران اس بہانے سے چلدئے کہ
میں اک ضرورت سے جاتا ہوں مگر تم یہیں موجود رہیو لوگ تو انکو فقیر باکمال سمجھتے ہی ہوئے تھے
انتظار میں بیٹھے رہے اور خواجہ خضران تصویر ماہ قلندری لیے ہوئے خدمت صاحبقران میں
حاضر ہوئے- ادہر انتظار خضران میں سخت پریشان اور دل میں پشیمان تھے کہ میں نے ناحق خضران کو

براے دریافت حال روانہ کیا مقام خطرناک ہی نہین معلوم اُس یار صادق پر کیا گذری اسی تردد
مین تھے کہ خواجہ خضران نمودار ہوے ۔ صاحبقران کو سلام کیا - امیر نے فرمایا کہ خواجہ کیا خبر لائے
خضران نے جواب دیا کہ ایسی خبر لایا ہون جس سے زیادہ خوشی کی خبر ہو نہین سکتی ۔ صاحبقران
نے فرمایا کہ بیان کرو بڑی خوشخبری تو یہ ہی کہ تم زندہ و سالم پلٹے خضران نے عرض کی کہ غلام آپکا
ایسا موم کا بنا ہوا نہین ہی کہ جسکا جی چاہے کھالے - یہ کہکر تصویر ماہ قلندری کی پیش کی صاحبقران
نے تصویر دیکھکر فرمایا کہ او ظالم ارے یہ کون ہی اور تصویر اُسکی کیونکر تیرے ہاتھ آئی خضران نے
کہا کہ یا صاحبقران یہ اک مصور کا کمال ہی - اُسنے تصویر خیالی کھینچی ہی ورنہ یہ اوصاف کسی انسان مین
کہان کہ ہر صفت موصوف ہو - صاحبقران نے فرمایا کہ ارے یہ تو نہ کہہ میرے سر کی قسم سچ بتا -
خضران نے عرض کی کہ یا صاحبقران یہ تصویر ملکہ ماہ قلندری کی ہی جو اس مقام کی بادشاہ ہی
یہ دختر ہے درویش ریاضت کش کی - بلاکشان جادو اسیر عاشق ہی اُسی کے لیے اُسنے یہ در چند
گرد باد بنایا ہی اور شرط اُسکی یہ ہی کہ جو نقابدار خاکی پوش کو زیر کرے وہ ملکہ کا شوہر ہی - بہت سے
عاشق ملکہ کے خاکی پوش کے ہاتھ سے مارے گئے بلکہ سال بھر کے بعد اپنے باپ کا عرس کرتی
ہی اور اس عرس مین لباس عروسی پہنکر شریک ہوتی ہی آخر مین مزار عاشقان پر جاکر فاتحہ پڑھ پڑھ کر
روتی ہی - مجھسے اور اُسکی وزیرزادی رضیہ خاتون سے ملاقات ہوئی تھی اُسنے یہ سب کیفیت بیان
کی اور اُسکو بھی ملکہ کی جوانی کا بیحد رنج ہی اور کیون نہو وہ تو ملکہ کی لکھزادی ہی - اصل تو یہ ہی کہ ایسی
حسینہ و جمیلہ کے حسن کی بربادی کا کسکو رنج نہوگا بلکہ اسی رنج مین رضیہ خاتون نے بھی اپنی شادی
منظور نکی ہاے بدیع الملک رضیہ بھی کیا غضب کی عورت ہی - صاحبقران نے فرمایا کہ اے
خضران مجھے کسی طرح ماہ قلندری کو دکھادے - خضران نے کہا کہ مشکل ہی وہان کوئی جا نہین سکتا
گرد مقبرہ کے حصار گرد و غبار ہی مین تو بادھری باندھ کر اُس گرد کو پھاندکر چلا گیا تمکو کیونکر لیجاؤنگا
صاحبقران نے فرمایا کہ جس طرح ممکن ہو مجھے لیچل - خضران نے کہا کہ یہ میرے امکان مین ہی کہ
کہو تو زنبیل مین ڈال لون - فرمایا استغفر اللہ اے خضران کیا تمنے نہ سنا ہوگا کہ جب صاحبقران
اول عقابین پر کھینچے گئے ہین تو عمر کئی بار صاحبقران تک پہونچا اور کہا کہ زنبیل مین ڈال کر نکال
لیچلون - صاحبقران نے منظور نکیا اور اپنی کسرشان سمجھے - آخر جب وقت رہائی آیا جبھی چھوٹے
مگر یہ ایسی ذلت کی رہائی تھی جس سے قید کی سختی کو بہتر جانا - اب مین بھی تو اُسی عہدہ صاحبقرانی
پر فائز ہون پھر کسطرح گوارا کرون باوصفیکہ قید بھی نہین ہون ایک عورت کے شوق مین اور
اسطرح جاؤن - یہ نہین ہو سکتا کوئی اور تدبیر بتاؤ - خضران نے عرض کی کہ تدبیر تو اور بھی ہی لیکن
اُسمین روپیہ کا بہت صرف ہی ہمسے دیا نہ جائیگا - فرمایا مین دونگا - خضران نے کہا کہو تو اک تخت
کرایہ کا منگاؤن اُسمین یہ صفت ہی کہ روحین اُس تخت کو اُٹھاکر لیچلتی ہین - دیکھنے مین وہ تخت
خود بخود بلند ہوتا ہی کہو تو منگواؤن - فرمایا کہ بھئی ضرور منگواؤ - اُسوقت خواجہ خضران نے تخت زنبیل
سے نکالا اور اُسمین طاؤس نصب کیے کہ جسوقت تخت اُڑے تو معلوم ہو کہ طاؤس اُڑائے لیے چلتے
ہین - بعد اُسکے تخت پر مسہری حضرت داؤد کی کمند آصفاے باصفاے باندھکر اُسکو آراستہ کیا -
آرایش مسہری کی قابل دید تھی - چہار جانب جھالر موتیون کی نصب تھی گچھے اندر مسہری سے
آویزان تھے جواہر بیش بہا ستونون مین نصب تھا - صاحبقران یہ سامان دیکھکر نہایت خوش ہوے

فرمایا کہ خواجہ یہ تو عجب چیز تمنے نکالی خضران نے کہا کہ یہ چیز کیا ہو روپیہ عجب چیز ہی جسکی بدولت سے
ایسی چیزین ہاتھ آتی ہین کرایہ بھی تو اسکا ایک ہزار روپیہ ہی۔ صاحبقران نے فرمایا کہ بھئی یہ کیسا مال ہی
جو ایک ہزار روپیہ روزانہ کے حساب سے لیتا ہی۔ خضران نے کہا کہ حضرت دادا کا یہ مال ہی مین بیچارہ
تو آٹھوین حصے کا مالک ہون سب رقم تو صاحب مال کو چلی جاتی ہی زنبیل اپنا کرایہ آپ ہضم کر جاتی ہی
جال الیاس کا کرایہ دریا مین ڈالدیا جاتا ہی۔ صاحبقران سنکے انگشت بدندان ہوکر فرمایا کہ
اے مرد عزیز بزرگون پر کیون تہمت رکھتا ہی۔ خضران نے کہا کہ میرا مال ہوتا تو مین اُسے صرف
نکرتا تم کیا جانو دادا صاحب کو بھی لوگ یہی خیال کیے ہوے تھے کہ بڑے مال والے اور قارون وقت
ہین اسی طرح کے خیالات والد ماجد کے متعلق رہے اب مجکو تو سب سے زیادہ مال والا تصور
کرتے ہین کہ تین آدمیون کی جمع کی ہوئی دولت اسکے پاس ہی اگر وہ دولت میری دولت ہوتی تو اپنے
صرف مین نہ لاتا تکلیف کیون اُٹھاتا۔ غرضکہ جب سب سامان تیار ہوگیا تو خضران نے کہا کہ بسم اللہ
تشریف لیچلیے۔ مگر ساتھ جاہ وحشم کے چلنا نا ممکن ہی۔ چلنا ہوگا تو تنہا اور فقیری بھیس مین۔
بدیع الملک ایسے مشتاق ہو رہے تھے کہ منظور کیا۔ مگر فرمایا کہ تم میرے چیلے ہوگے یا مجھے بناؤگے
خضران نے کہا کہ میری مجال ہی کہ آپ کو بالکا بناؤن مگر مرشد بھی نہین بنا سکتا اسلیے کہ آپ رموز
فقیری سے پورے طور پر آگاہ نہین ہین ہان یہ تدبیر اچھی ہی کہ مین یہ کہون کہ یہ میرے مرشد زادے
ہین جنکا مین مرید ہون یہ اُنکے فرزند ہین۔ یہ سنکر بدیع الملک کچھ شرمائے تھے کہ خضران نے
فقیری نورالدہر کی تصویر نکال کر پیش کی اور کہا کہ اسمین شرمانا بیکار ہی یہ تو تمھاری خاندانی بات ہی
پہلے تمھارے دادا ملک باختر مین فقیر بنے اور رفتہ رفتہ ملکہ گوہر ملک سے ملنے کی صورت نکلی بعد
اُنکے تمھارے والد شاہزادہ نورالدہر ملکہ جواہر پری کے عشق مین فقیر بنکر پہنچے اور جواہر پری
کا علاج کیا۔ لیکن اُسکے حال کھلا اور عقد ہوا۔ ایسا کچھ سمجھایا بجھایا کہ بدیع الملک خضران کے کہنے
مین آگئے اور فرمایا کہ جسطرح چاہو لیچلو۔ خضران نے کچھ موتی جلا لیے اور راکھ اُنکی چہرہ پر مل دی
اور مالے گلے مین ڈالدیے۔ شنجرفی کرتا پہنایا نیلی تہمت بندھوائی گیسو بٹ کے ادھر اُدھر چھوڑ دیے
ہیئت بدلنے کی ضرورت نہ تھی اسلیے کہ انکا کوئی پہچاننے والا تو وہان تھا ہی نہین۔ اب شاہزادہ
بدیع الملک سب سے رخصت ہوے اور حکم دیا کہ میری واپسی کے زمانے تک لشکر اسی مقام پر
قیام پذیر رہے اور آکر تخت پر متمکن ہوے خضران بھی برابر آکے بیٹھا۔ تخت کو اشارہ کیا
کہ بحکم پروردگار رحیم مقبرہ درویش ریاضت کش پر چل۔ فوراً وہ تخت اُڑکر بلند ہوا اور جانب
مقبرہ درویش ریاضت کش رواد ہوا۔ وہان بلکے منتظر تھے کہ شاہ صاحب نہین معلوم کہان
گئے ہین جو ابھی تک واپس نہین آئے۔ افسوس ایسا صاحب کمال درویش آکر چلا گیا مجھ اُسکے
ساتھ گستاخی وبے ادبی کی کچھ اُسکی قدر نہ کی۔ یہ اسی پشیمانی مین بیٹھے تھے کہ دیکھا جانب
آسمان سے اک تخت اُڑتا ہوا چلا آتا ہی بالاے تخت اک نمگیرہ زربفتی کھنچا ہوا ہی گرد بڑے
بڑے موتیون کی جھالر لٹک رہی ہی چارون کونے جواہر نگار ہین چار طاؤس زرین بال
تخت کو اُٹھائے ہوے ہین اور دو درویش اندر اُسی نمگیرہ کے بیٹھے ہوے ہین۔ جسوقت
تخت نیچا ہوا تو ان لوگون نے خضران کو پہچانا کہ یہ تو وہی درویش معلوم ہوتے ہین مگر
نہین معلوم کہ یہ دوسرے درویش کون ہین جنکو اپنے ساتھ لائے ہین معلوم ہوتا ہی کہ اک فا

جلوہ گر ہی تھے کہ تخت نیچا ہو کر زمین پر اُترا اور شاہ صاحب لے قدم مندھی سے نکلے لوگوں نے
دوڑ کر قدم لیے خضران نے جھٹ ٹھوکی اور دعا دی۔ اُن لوگوں نے پوچھا کہ آپ کہاں تشریف
لیگئے تھے اور یہ کون بزرگ آپکے ساتھ تشریف لائے ہیں خضران نے کہا کہ یہ میرے مرشد زادے
ہیں مہتاب شاہ انکا نام ہے میں انھیں لینے کو گیا ہوا تھا صورت بدیع الملک کی دیکھکر
لوگ وجد کرنے لگے کہ ایسے حسین فقیر بھی ہوتے ہیں غرضکہ خواجہ خضران نے اک مقام عمدہ تجویز
کرکے قیام کیا اور دونوں فقیر آسن جماکر بیٹھے۔ تنہائی کے وقت خضران بدیع الملک کو فقیروں کی
اصطلاحیں تعلیم کرتا رہتا تھا اور بعض بعض وقت باتیں کرتا بھی تھا تو جہاں بدیع الملک بولنے سے جھجھکے
خضران کہتا تھا کہ اسوقت میں ذرا بھی رعایت نکرونگا اسلیے کہ تمھارا استاد ہوں اگر اسی طرح جھجھکوگے
تو سارا بھید کھل جائیگا بنا کھیل بگڑ جائیگا۔ بدیع الملک اسکی صورت دیکھکر رہجاتے تھے۔ القصہ
اب وہ دن آیا کہ سامان عرس درست ہوا اور سواری ماہ قلندری کی نہایت جاہ و حشم کے ساتھ
آکر پہونچی بارگاہ ملکہ کی برپا ہوئی ملکہ رضیہ خاتون وزیرزادی منتظم تھی اسکی خوش انتظامی پر
بدیع الملک نے آفرین کی اور صورت ماہ قلندری کی دیکھکر تو محو ہو گئے اور یہ زبان پر آیا ع

شکلیں ہیں رنگ رنگ کی کیڑے بہار کے ‌ ‌ ‌ ‌ انسان پھول ہیں چمن روزگار کے

واقع میں کہ ایک کی صورت دوسرے سے نہیں ملتی اور پھر اعضا وہی ہیں کہ انھیں اعضا کی ترکیب
میں کیا کیا حسن اور کیا کیا خوبیاں دیکھنے میں آتی ہیں ہزارہا حسین نظر سے گذرے مگر ایسی حسین
عورت بھی نہیں دیکھی۔ بدیع الملک ہمہ تن محو تھے اور خضران رضیہ خاتون کی طرف غور سے
دیکھ رہا تھا اور مرا جاتا تھا کہ اگر یہ میرے ہاتھ آجائے تو لطف زندگی حاصل ہو۔ الغرض جب سواری
ملکہ کی اُتر چلی تو ملکہ نے رضیہ خاتون سے کہا کہ تمنے جس فقیر کی مجھسے تعریف کی تھی کہ وہ بڑا صاحب کمال
ہے دریافت تو کرو کہ وہ ہے یا کہیں چلا گیا۔ رضیہ خاتون نے لوگوں سے پوچھا۔ اُنھوں نے بیان کیا
کہ بعد آپکے تشریف لیجانے کے شاہ صاحب بھی کہیں چلے گئے تھے مگر آپ کے آنے سے پہلے
آبھی گئے ہیں اور ایک اور فقیر کو اپنے ہمراہ لائے ہیں کہ ایسا فقیر دیکھا نہ سُنا۔ مہتاب شاہ
نام اسم بامسمّی ہے حقیقت یہ ہے کہ چاند میں دھبا ہے اور اُسمیں دھبا نہیں ہے۔ یہ سُنکر رضیہ خاتون
کو اور اشتیاق ہوا ملکہ سے جاکر عرض کی۔ ملکہ بھی مشتاق ہوئی اور فرمایا کہ میں خود چلونگی کہ میرے
باپ کا حکم تھا کہ درویش کی ہمیشہ تعظیم کرنا کبھی چشم حقارت سے انکو نہ دیکھنا اسلیے کہ گو تم اسوقت
مالک تخت و تاج ہو مگر تم بھی اک فقیر کی دختر ہو اور اُسی فقیری کی بدولت یہ تاج و تخت ہاتھ آیا ہے غرضکہ
خواصوں کو ساتھ لیا اور رضیہ خاتون کا ہاتھ پکڑے ہوئے خضران کے مندھی کا راستہ لیا
یہ دیکھکر خضران نے بدیع الملک سے کہا کہ لے ہوشیار ہو جائیے ملکہ آتی ہے۔ بدیع الملک تو
یہ سنتے ہی بسبب خوشی کے کھل گئے ادھر خضران نے زنبیل میں ہاتھ ڈال ڈال کر گلدار تیلیاں نکالیں
کہ ہاتھوں میں اُنکے گلدستے اور پنکھیاں طلائی جواہر نگار تھیں کوئی مورچھل لیے ہوئے تھی اور آگے
مندھی کے فرش نہایت پرتکلف بچھوا کر کرسیاں جواہر نگار بچھوا دیں۔ ایک کرسی پر آپ جلوہ گر
ہوئے ایک پر بدیع الملک رونق افروز ہوئے اور چند کرسیاں خالی چھوڑ دیں جنمیں ایک کرسی
نہایت پرتکلف ملکہ کے واسطے ایک اُس سے کم درجہ کی رضیہ خاتون کے لیے اور باقی معمولی درجہ کی
مگر پرتکلف وہ بھی اور ہمراہیوں کے لیے۔ اتنے میں ملکہ مع رضیہ خاتون آکر بیٹھی۔ شاہ صاحب سے

یا واللہ ہوئی کہ ماہ قلندری کی نظر جو جناب شاہ پر پڑی محو جمال ہوگئی اور جناب شاہ بھی
ہمہ تن محو ہوگئے - رضیہ خاتون نے اسرار شاہ یعنے خضران سے کہا کہ کچھ اوصاف ان
شاہ صاحب کے بھی بیان کیجیے - خضران نے کہا کہ یہ میرے مرشد کے بیٹے ہیں تمھارے جانے
کے بعد میں انھیں کے لینے کو چلا گیا تھا تم کو اپنی ملکہ کے حسن پر بہت گھمنڈ تھا اور بجا نہ تھا کہ وہی
ہیں عورتوں میں ایسی حسین عورتیں کم پیدا ہوئی ہونگی ویسے مجھے بھی اپنے مرشد زادے پر ناز ہے کہ مردوں
میں ایسے حسین کم ہوتے ہونگے - رضیہ خاتون نے کہا بیشک قول آپ کا سچا ہے بعد اسکے چپکے
سے ماہ قلندری کے کان میں کہا کہ اے ملکہ جسکے باپ کا لڑکا ایسا صاحب جمال ہے وہ کیسا کامل
ہوگا - ذرا فقیر سے لگاوٹ کی باتیں کرو شاید مطلب تمھارا حاصل ہو جائے اور نقابدار خاکی پوش
پر کوئی بلا نازل ہو - یہ جوانی تمھاری مفت برباد ہوئی جاتی ہے - ملکہ ماہ قلندری نے کہا کہ تو کچھ
چھیڑ چھاڑ کر موقع ہوگا تو میں بھی بول اٹھونگی دل میں تو ماہ قلندری شیفتہ جمال ہو ہی چکی
تھی اب اور بھی سیماب بر آتش کی کیفیت ہوگئی - رضیہ خاتون نے جناب شاہ کی طرف دیکھکر
کہا کہ آپکا سن تو ابھی جوگ رمانے کا نہ تھا یہ کیسے آپ نے دنیا کو ترک کیا دیکھیے ہماری ملکہ
بھی درویش کی دختر نیک اختر ہیں مگر انھوں نے تو دل سے دنیا کو ترک نہیں کیا ہے - جب وقت
ترک آئیگا تو ترک کرینگی - لیکن انکی قسمت نے انکو لذت دنیا سے محروم کر رکھا ہے کہ شادی کر سکتی
ہیں نہ کسی سے مل جل سکتی ہیں کہنے کو ملکہ ہیں مگر مثل قیدیوں کے اس مقام پر ہیں - بلا کا شاتان
جادو اک ساحر ہے کہ اسنے نقابدار خاکی پوش کو اسی کام پر معین کیا ہے کہ جو شخص ملکہ کا خواستگار
ہو کر آئے اسکو نقابدار قتل کرے - سیکڑوں شاہ و شہریار پروانہ شمع جمال ہو کر آئے اور
آتش غم سے جلکر کباب ہوے - عمر کے آخری روز یہ حقیقت آپ پر اچھی طرح کھل جائیگی
جسوقت ملکہ لباس عروسی پہنکر مزار عاشقان پر جائیگی اسوقت یہ برپا ہوتا ہے کہ نقابدار خاکی پوش
اکرا سطرح میلے کو برہم کرتا ہے کہ ملکہ جی بھر کے رونے بھی نہیں پاتی - اگر ہو سکے تو یہ بھی کار ثواب ہے
کسی طرح اس نقابدار کے ظلم سے ملکہ کو بچایئے اور جسکے ساتھ مناسب جانیے انکا عقد کر دیجیے
کہ انکا شباب خاک میں مل رہا ہے - اور بہتر تو یہ ہے کہ ابھی آپ بھی ترک دنیا نہ کیجیے جب وقت
پیری آئیگا تو دیکھا جائیگا - یہ سنکر شاہ صاحب مسکرائے اور فرمایا کہ میں تو تارک دنیا ہو چکا
ہوں اگر دنیا دار ہوتا تو ملکہ سے بڑھکر کون عورت ہوگی - خوشا نصیب اسکے جسکو ایسی بی بی ملے رہا
نقابدار خاکی پوش کا انتظام خدا اس سرکش کو غارت کریگا مثل مشہور ہے کہ ہر فرعونی را موسیٰ -
اس ظلم کا بدلہ اسکو بہت جلد ملجائیگا - ظالم کا زمانہ بہت کم رہتا ہے - یہ باتیں سنکر ماہ قلندری سے
ضبط نہو سکا چپکے بولی کہ آپکے باپ بھی تو فقیر تھے آخر پھر آپ کیونکر پیدا ہوے اگر وہ جوانی ہی
میں تارک دنیا ہوتے تو آپ کیونکر پیدا ہوتے ترک دنیا سے یہ مطلب نہیں ہے کہ قطع نسل ہی کرو
یہ سنکر بدیع الملک سے کوئی جواب نہ بنا - گردن جھکالی اور خضران مسکرایا کہا کیوں مرشدزادہ
جواب کیوں نہیں دیتے - رضیہ خاتون ایک ہی چنچل تھی بولی - کہ انکا موشی نیم رضا معلوم ہوتا ہے
کہ راضی ہیں جو چپ ہو رہے اسرار شاہ نے بھی کہا کہ مضائقہ کیا ہے تمھاری مرشدزادی ہمارا
مرشدزادہ - اب بدیع الملک نے چپکے سے خضران سے اشارہ کیا کہ سامان دعوت مہیا کرو
خضران نے اسی وقت اٹھکر اک گوشہ میں جاکر زنبیل سے چند کنیزان پری جمال کو نکالا - انھوں نے جلد جلد

فقا تین لگا کر آن واحد مین اک کمرہ کی شکل بنا دی اور وہان دسترخوان بچھا کر تمام زمانے کی نعمتین
چن دین - ہر ہر ملک کے باورچیون کے ہاتھ کے نفیس کھانے لگانے لگے جب دسترخوان چنا
جا چکا تو آکر بدیع الملک سے اشارہ کیا کہ مرشد زادے خاصہ تیار ہے - بدیع الملک نے ملکہ کی طرف
دیکھکر ارشاد کیا کہ آج ہماری دعوت قبول کرو ملکہ نے شرما کر گردن جھکا لی اور کہا کہ یہ منصب تو میرا تھا
کہ مین دعوت کرتی اسلیے کہ آپ میرے مہمان تھے نہ کہ الٹی مین دعوت کھاؤن مگر کیا کرون کہ رد دعوت
مناسب نہین اور آپ کے رنجیدہ ہونے کا بھی خیال ہے - یہ کہکر اٹھ کھڑی ہوئی - سب آکر دسترخوان
پر بیٹھے - دیکھا تو عجب عجب قسم کے کھانے چنے ہوئے ہین کہ کبھی نہ دیکھے نہ سنے نہ کھائے -
سب نے ملکر کھانا کھایا اور بہت تعریف کی کہ پکانے والے دکھائی نہین دیتے اور کھانے اتنے
قسم کے گرم گرم موجود ہوگئے - واقع مین یہ فقیر بڑے صاحب کشف و کرامات ہین جتنی دیر مین
یہان سب نے کھانا کھایا اتنی دیر مین بارگاہ تیار ہوگئی کھانے کے کمرہ سے جو سب باہر نکلے تو
دیکھا کہ بارگاہ آراستہ ہے قوال اور گانیین موجود ہین کوئی مصر کا قوال ہے کوئی عدن کا کوئی فارس
کا کوئی ہندوستان کا - غرضکہ ہر مقام کے گانے والے موجود تھے ملکہ کے ہوش اڑ گئے کہ
یہ سب کہان سے آگئے اور اتنی جلد یہ بارگاہ کہان سے آکے برپا ہوگئی - جناب شاہ
نے ملکہ سے کہا کہ آج کا جشن ہمارے مسترشد بیٹے کی خوشی مین ہے شرکت اس جشن کی لازم ہے - ملکہ نے
بسر و چشم منظور کیا جناب شاہ مع ملکہ ماہ قلندری و رضیہ خاتون و اسرار شاہ آکر مسند
پر بیٹھے - قوالون کو یکے بعد دیگرے حکم ملا - انھون نے گانا شروع کیا آواز ساز بلند ہوئی رضیہ خاتون
نے چپکے سے ملکہ کے کان مین کہا کہ یہ خبرین جو نقابدار خاکی پوشش کو ہو جائینگی تو نہین معلوم کیا
قیامت برپا کریگا - ماہ قلندری نے کہا اس سے زیادہ کیا کرسکتا ہے کہ قتل کر ڈالیگا تو اس بے لطفی
کی زندگی سے مرنا بہتر - زمین ہونگی نہ یہ بندگان خدا قتل ہونگے - ملکہ ماہ قلندری اور رضیہ خاتون
مین یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ اک قوال نے یہ غزل حیرت آگین شروع کی - غزل

آرام کے تھے ساتھی کیا کیا - جب وقت پڑا تو کوئی نہین +
سب دوست ہین اپنے مطلب کے دنیا مین کسیکا کوئی نہین

گلگشت مین دامن منہ پہ دلو - نرگس سے حیا کیا ہے تمکو
اس آنکھ سے پردا کرتے ہو جس آنکھ مین پردا کوئی نہین

ہے لطف اس سے نہ عناد اس سے مجذوب کی بڑ ہین قول ہے
جو منہ مین آیا کہہ بیٹھے اور دل مین ارادہ کوئی نہین

ہر ایک تماشہ کو دیکھا جیسی جو بات کچھ بھی تو نہ تھا
دنیا ہے حباب بحر فنا اس دم کا بھروسا کوئی نہین

جو باغ تھا گل پھولون سے بھرا اٹکھیلیون سے چلتی تھی صبا
اب بلبل نہ گل کا ذکر تو کیا خاک اڑتی ہے اس جا کوئی نہین

آئینہ و ساغر ہے باہم حیرت مین ہے دل آنکھین پرنم +
یاد آنے مین اسکندر و جم - اب محو تماشا کوئی نہین

جب بند ہوئین آنکھین تو کھلا - وہ رونا کا تھا سارا جھگڑا

تخت اسکا اب ہی تاج اسکا - اسکندر و دارا کوئی نہیں
جو اونچے مکانوں والے تھے سب خاک کے نیچے جا کے چھپے
رہتے تھے جہاں ہر دم جلسے - اب دیکھو تو اس جا کوئی نہیں
گل جنکو اندھیرے سے تھا عذر رہنا تھا چراغان پیش نظر
اک شمع جلا دے تربت پر جنکے داغ اب اتنا کوئی نہیں
بیٹھے ہیں کہاں اہل مسند آغاز وہ تھا انجام یہ ہے + +
یا بزم طرب یا کنج لحد یا وہ مجمع یا کوئی نہیں + +
تمثال جہاں معشوق جو تھے سوتے ہیں پڑے مرقد لئے
یا مرنے والے لاکھوں تھے یا رونے والا کوئی نہیں
اے آرزو اسکا فخر نہ کر گو شعر کا فن اک ناز کتر
اس کام میں کیوں کی عمر بسر جسکا کہ نتیجہ کوئی نہیں

یہ اشعار عبرت آثار سنکر اہل محفل پر وہ حالت طاری ہوئی کہ چیخیں مار مار کر رونے لگے تصویر بے ثباتی دنیا کی آنکھوں کے نیچے پھر گئی - اُدھر تو شاہزادہ بدیع الملک فقیری لباس میں بیٹھے ہوئے رو رہے تھے اسوقت وہ لوگ یاد آرہے تھے جو آنکھوں کے سامنے چلتے پھرتے غائب ہو گئے تھے ادھر ملکہ ماہ قلندری کے پھول سے رخساروں پر جو اشک حسرت بہکر آتے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ گلاب پر شبنم آب پاشی کر رہی ہے بے اختیار یہ شعر زبان پر آیا

پھول تو دو دن بہار جانفزا دکھلا گئے | حسرت اُن غنچوں پہ ہے جو بے کھلے مرجھا گئے

ہائے ہم بھی اپنی جوانی کو کیا یاد کرتے تھے جیسے بچپنا ویسی جوانی - اسی طرح بوڑھے ہو جائینگے نہ ساون سوکھے نہ بھادوں ہرے بلکہ بچپنا تو ایسی نامراد جوانی سے ہزار درجہ اچھا کہ کسی بات کی تمیز ہی نہیں ہوتی ہے اب تو سب کچھ سمجھتے ہیں - غرضکہ عجب حالت طاری ہوئی کہ بزم نشاط بزم غم ہو گئی اسی حالت میں صبح ہو گئی رنگ محفل دگرگون ہوا - اس صحبت کی برہمی نے ایسا اثر کیا کہ بزم انجم میں بھی ابتری ہوئی مشعل ماہ گل ہوئی - ملکہ ماہ قلندری بدیع الملک سے رخصت ہوئی اور شاہزادہ کو عرس کی دعوت دی - بدیع الملک نے قبول کیا اسی دن کی شام سے عرس تھا - مقبرہ کی آرایش بیان سے باہر ہے - چراغان کا لطف چراغان فلک پر چشمک زن تھا - سامنے قبر کے اک شگیرہ زرتار چوبین جسکی جواہر نگار رکھنی ہوا تھا نیچے مسند پر تکلف بچھی تھی پہلے ملکہ ماہ قلندری آکر مسند پر جلوہ گر ہوئی بعد اُسکے اور اُمرا اور رؤسا آکر جمع ہونے لگے - ملکہ رضیہ خاتون معروف انتظام تھی قوال جابجا حجروں میں اُترے ہوئے تھے - آج کی شب جن لوگوں کو حکم ملا تھا وہ حاضر ہوئے تھے - اپنے اپنے ساز لیے ہوئے مستعد بیٹھے تھے جب وقت نماز مغرب کا گزر چکا تو گانا شروع ہوا - قریب دس بجے کے شاہزادہ بدیع الملک مہتاب شاہ بنے ہوئے مع خواجہ خضر ان تشریف لائے لیکن آخر خوانی شریک صحبت ہوئے اور وقت مناسب پر ملکہ سے رخصت ہو کر اپنے جائے قیام پر تشریف لے گئے - تین روز تک برابر صحبت عرس رہی خوب خوب قوال گاتے رہے روز آخر چھاندے اور مٹھائی تقسیم ہوئی - بدیع الملک کا حصہ نہایت تکلف کے ساتھ آیا - اب آج ملکہ نے لباس عروسی زیب تن فرمایا

اور اپنے کو مثل عروس شب اول آراستہ کرکے سہیلیوں کو ساتھ لیا اور مزار عاشقان کی طرف متوجہ ہوئی ایک ایک قبر پر فاتحہ پڑھتی تھی اور روتی تھی۔ دیکھنے والے بے تاب و بیقرار ہوے جاتے تھے۔ ملکہ کی زبان پر یہ شعر عبرت آگین تھا۔ ؎ کیسی نیند آگئی انکی مسافران رہِ عدم کو، کچھ ایسا سوے کہ پھر نہ جاگے تھکے ہم انکو جگا جگا کر، ملکہ کی آہ و زاری سے پتھر پگھلے جاتے تھے در و دیوار تھرا رہے تھے۔ بدیع الملک سے حالت ملکہ کی دیکھی نہ گئی خضران سے فرمایا کہ چلو۔ خضران شاہزادہ بدیع الملک کو لیے ہوے پلٹ آیا۔ ہنوز ملکہ مصروف گریہ و زاری تھی کہ جانب صحرا سے نقابدار خاکی پوش پیدا ہوا ہر چند کہ لوگ اسکی جفاؤں سے خوب آگاہ تھے کہ یہ بڑا ظالم ہے بعضے تو بخیال حفظ آبرو داغ کر چلے گئے تھے بہت سے ایسے محو تھے کہ انکو خبر ہی نہ ہوئی کہ کون آتا ہے۔ اتنے میں نقابدار خاکی پوش قریب پہونچ گیا اور اُسنے کوڑا برسانا شروع کیا اور حکم کیا کہ بس اب اس میلہ کو برخاست کرو۔ عرس کے لیے تین روز سے زیادہ کی اجازت نہیں ہے۔ لوگ روتے پیٹتے نقابدار کو بد دعائیں دیتے ہوے روانہ ہوے دوکانداروں کو دُکانیں بڑھانا دشوار ہوگئیں۔ سب گرتے پڑتے کوڑے کھاتے ہوے اپنے اپنے گھر کو روانہ ہوے۔ ڈر کے مارے زبان تو ہلا نہ سکتے تھے لیکن دل میں کوستے تھے کہ خدا اس نقابدار کو غارت کرے۔ جس مقام پر ابھی ہزاروں آدمی کا مجمع کیسی چہل پہل تھی وہ دم بھر میں سنسان اور ویران ہوگیا ہُو کا عالم نظر آنے لگا۔ یا ملکہ اپنی سہیلیوں سمیت باقی تھی یا صاحبقران اور انکا عیار خضران تھا۔ اب نقابدار خاکی پوش نے بجبر ملکہ کو بھی سوار کرکے اُسکے ملک کی طرف روانہ کر دیا اور بہت ڈرایا دھمکایا کہ تمھاری دعوت کی خبر بلاکشان جادو کو پہونچ گئی ہے خوب فقیر کی دعوت کھائی اسکا نتیجہ عداوت ہے۔ ملکہ روتی ہوئی سوار ہوئی اور اپنے گھر کی طرف روانہ ہوگئی۔ صاحبقران کو اُسکی بدعت بہت ناگوار گزری لیکن خضران نے تیور بدلے دیکھکر روکا اور منع کیا کہ یا صاحبقران سمجھ بوجھ کر ؎ نہ ہر جائے مرکب توان تاختن، کہ جاہا سپر باید انداختن نہیں معلوم کیا اسرار ہے کہ یہ نقابدار کسی سے زیر نہیں ہوتا ہے بلکہ زبانی ملکہ کے یہ بھی سُنا ہے کہ اسکے جسم پر کوئی حربہ اثر نہیں کرتا ہے۔ نقابدار خاکی پوش نے دیکھا کہ تمام میلہ برخاست ہوگیا یہانتک کہ ملکہ بھی سوار ہوگئی لیکن یہ دو فقیر کسی طرح نہیں جاتے۔ پس نقابدار گھوڑا بڑھا کر قریب آیا اور کہا کہ تم کیوں نہیں جاتے ہو۔ بدیع الملک نے کوئی جواب ابھی نہیں دیا تھا کہ خضران نے نقابدار کی طرف دیکھکر آواز دی کہ بابا ہم فقیر لوگ ہیں ہمارے ستانے سے کیا فائدہ۔ جب ہمارا جی چاہیگا چلے جاینگے۔ نقابدار نے کہا تمکو ابھی جانا پڑیگا۔ بس یہ سُنکر خضران نے تیور بدلے اور کہا کہ او نقابدار تو کسکے بل پر یہ سختی کرتا ہے شاید فقیروں سے تجھے سابقہ نہیں پڑا ہے تو یہ نہیں دیکھتا کہ ہم لوگ حصار کے پہلے آئے کوئی بھی اس حصار میں آسکتا ہے بس بہتر اسمیں ہے کہ تو یہاں سے چلا جا اور ہم سے تعرض نکر ورنہ سارا پردہ تیرا فاش ہو جائیگا اور یہ نقاب وقاب کھنچ جائیگی۔ اور لوگوں نے بھی نقابدار کو سمجھایا کہ انکے قیام سے آپکا کیا نقصان ہے۔ یہ فقیر بڑے صاحب کمال ہیں ایسا نہو انکو غصہ آجائے تو قیامت ہو جائیگی۔ آخر درویش ریاضت کش بھی تو فقیر ہی تھے پیر آخون سے کیسے کیسے کام کیے۔ یہ سنکر نقابدار خاکی پوش دل میں ڈرا اور ٹال کر چلا گیا۔ بعد جانے نقابدار خاکی پوش کے صاحبقران کو بہت غصہ آیا خضران سے کہا کہ جاکر نقارہ پر چوب لگا دو میں اس مردود سے

مقابلہ کرونگا یہ سُنکر خضران نے کہا کہ جہالت نکرو اگر لڑنا تھا تو اُسی وقت کیون نہ لڑے جب وہ
میلے کو برہم کر رہا تھا کہ ایک عالم تماشا بھی مقابلہ کا دیکھتا اب ٹالا ہی تو سمجھ بوجھ کے کام کرنا چاہیے
یہ تو اسی فکر مین ہین کہ کیا کرنا چاہیے مگر حال ملکہ ماہ قلندری کا سنیے کہ یہ جو اپنے قصر مین آئی تو روتی
ہوئی۔ محبت نے بدیع الملک کی دلمین ایسا گھر کیا کہ طرح طرح کے خیال پیدا ہونے لگے۔ رضیہ خاتون
سے کہا کہ تو میری جانب سے اک پیام مہتاب شاہ کو پہونچا دے وہ یہ ہی کہ جسطرح ایک جہالت
اُنھون نے نقابدار خاکی پوش کے ساتھ کی ہی آیندہ کوئی جہالت نہ کرین تمھین نہین معلوم کہ
نقابدار کے ذہن مین کیا آئی کہ وہ خاموش ہو رہا اور مثل اور لوگون کے اُنکو مقبرہ سے نہین نکالا
ورنہ اگر نقابدار بگڑ جاتا تو وہ کیا کر لیتے اگر لڑتے تو دشمن اُنکے نقابدار کے ہاتھ سے مارے جاتے
اسلیے کہ جو اُس سے لڑا سر بر نہین ہوا خدا جانے یہ نقابدار کون بلا ہی۔ تو اُنسے منع کر دینا کہ
خدا ایسا نکرنا کہ تم نقابدار سے مقابلہ کرنے پر آمادہ ہو جاؤ اور نقارہ پر چوب مارو تمھارے
مزاج مین جہالت بہت معلوم ہوتی ہی۔ اسی کو غنیمت جانو کہ روز عرس مین تمکو دیکھ سکتی ہون
اور تم مجکو دیکھ سکتے ہو اگر زندگی باقی ہی تو سال آیندہ تم ہمکو دیکھ لینا ہم تمکو دیکھ لینگے اگر لڑوگے
تو یہ امید بھی جاتی رہیگی اور مجھ مین یہ داغ اُٹھانے کی طاقت نہین رہی ہی۔ رضیہ خاتون
یہ پیام ملکہ ماہ قلندری کا لیکر خدمت بدیع الملک مین حاضر ہوئی۔ بدیع الملک رضیہ کو
دیکھکر نہایت خوش ہوے۔ پوچھا کہ ملکہ کا مزاج کیسا ہی خیر و عافیت سے تو ہین۔ رضیہ نے عرض
کیا کہ نہین معلوم اُنکو کیا ہو گیا ہی کہ کسی وقت اُنکے دل سے یاد آپ کی نہین بھولتی ہی حالانکہ ملکہ
نے کبھی کسیکی طرف التفات نہین کیا۔ اسوقت بھی مین بھیجی ہوئی ملکہ کی آپکے پاس آئی ہون اور
یہ پیام لائی ہون۔ یہ کہکر پیام ملکہ کا بدیع الملک کو دیا۔ بدیع الملک نے گردن جھکا لی اور فرمایا
سر تسلیم خم ہی جو مزاج یار مین آئے۔ میرا قصد تو واقعی یہی تھا کہ مین نقارہ بجا کر اُس
نقابدار سے مقابلہ کرون مگر ملکہ منع کرتی ہین تو خیر ایسا نہوگا دیکھا جائیگا اور کچھ تحائف ملکہ کیلیے
جاتے وقت دیے کہ یہ ہماری جانب سے مہتاب شاہ کو دینا۔ بدیع الملک نے اُن تحفون کو
خوشی سے قبول کیا اور خضران سے کچھ عجائب چیزین اور عمدہ جو لائق ملکہ کے تھین فرض ہول
لیکر رضیہ کے ساتھ کر دین اور ایک تصویر اپنی اسی شجرفی کرکے اور ریلی تہمت کی کھینچ کر بطور
یادگار کے دیدی اور رضیہ کو بھی بہت کچھ عنایت فرمایا۔ جسوقت رضیہ نے بدیع الملک
کے تحائف ملکہ کو دیے تو ملکہ کی آنکھین کھل گئین۔ دل مین کہا یہ فقیر کاہے کو ہی بادشاہ اولعزم ہی
لیکن ملکہ تصویر دیکھکر بہت خوش ہوئی اور رضیہ خاتون سے کہا کہ یہ خوب چیز تو نے لاکے دی ہی
اور اُسی وقت دوڑا لگا کر تصویر گلے مین پہن لی وہان کا حال سُنیے کہ شاہزادہ بدیع الملک کی
بیقراری رضیہ کے آنے سے اور زیادہ ہو گئی۔ خضران سے ارشاد کیا کہ اب مجھے ضبط نہین ہو سکتا
مین جا کر نقارہ پر چوب لگاتا ہون اور نقابدار خاکی پوش سے مقابلہ کرونگا خضران نے عرض کی کہ
اے شہریار جو طریقہ آپ کے بزرگون کا ہی اُسپر عمل کیجیے جب دعا آپ لوگون کی قبول ہوتی ہی تو پہلے
ہاتھ پاؤن ہلانے سے کب ہلانا چاہیے نہین معلوم کیا اسرار ہی کہ نقابدار ہر جہ باختہ نہین کرتا اور جو
اُس سے مقابلہ کرتا ہی وہ سر بر نہین ہوتا بدیع الملک نے راے خضران کی پسند فرمائی اور عبادتگاہ
برپا کرا کے شام سے داخل مسجد کہ پاس بیٹھے اور تمام رات عبادت بے نیاز مین گذاری قریب صبح

آنکھ لگ گئی دیکھا کہ اک مرد مسن درویش وضع تشریف لائے ہین اور فرماتے ہین کہ الحمد للہ
کہ آپ اس مقام تک ہونچ گئے۔ بدیع الملک نے نام پوچھا انھون نے کہا کہ مین درویش
ریاضت کش ہون ماہ قلندری میری ہی دختر ہی اور آپ کی قسمت کی ہی مگر بعد تکلیف کے
راحت میسر آتی ہی۔ تمکو چاہیے کہ یہان سے بیابان حیات کی طرف جاؤ اور درویش نحیف
گوشہ نشین سے ملاقات کرو اور یہ رقعہ میرا اُنکو دکھاؤ تو مطلب تمھارا حاصل ہوگا وہ بہت
بڑے درویش ہین اور میرے اُستاد ہین اور مین اس سے زیادہ تمھاری مدد نہین کرسکتا کہ
مجبور ہون مین بھی مارا ہوا بلاکشان جادو کا ہون۔ چونکہ قضا میری اُسی کے ہاتھ سے تھی
دھوکا کھا گیا ورنہ کیا حقیقت بلاکشان جادو کی تھی۔ یہ کہکر ایک رقعہ بدیع الملک کو دیا اور
درویش نظرون سے غائب ہو گئے۔ جب صبح ہوئی تو بدیع الملک بیدار ہوے فریضہ سحری کو
ادا کیا باہر عبادتخانہ کے تشریف لائے چہرہ سبب فرط مسرت کے سُرخ تھا۔ خضران انتظار مین
مضمحل ہی رہا تھا بدیع الملک کو دیکھکر پوچھا کہ کیا ہوا کوئی آثار مدد غیبی کے ظہور مین آئے یا نہین
بدیع الملک نے سب کیفیت خضران سے بیان کی خضران نے کہا کہ بسم اللہ کیجیے بدیع الملک
نے رقعہ کو اُٹھا کر پڑھا۔ اُس مین یہ بیابان حیات کا تحریر تھا کہ یہان سے جانب جنوب
روانہ ہو جاؤ۔ سات صحرا ملینگے ایک منزل سے دوسری منزل زیادہ سخت و صعب درپیش ہوگی
جسوقت بیابان حیات مین ہونچ گئے تو تمکو ایک شخص درویش وضع اک مقام پر بیٹھا ہوا ملیگا
وہ درویش نحیف کا بٹھایا ہوا نگہبان راہ ہی اُس سے میرا سلام کہنا اور کہنا کہ مین درویش
ریاضت کش کا نامہ بر ہون۔ وہ اپنی جگہ سے اُٹھیگا اور تمکو بعد امتحان راستہ بتائیگا تم اک چشمہ پر
ہونچ جاؤ گے پریون کے ذریعہ سے درویش تک تمھاری رسائی ہوگی۔ بدیع الملک نے رقعہ کمر مین
رکھا اور حسب ہدایت رقعہ ایک جانب روانہ ہوے۔ جاتے جاتے اک صحراے پُر بہار مین ہونچے
درخت نہایت سرسبز و شاداب تھے جا بجا چشمہاے آب پر طائرون کا ہجوم تھا میوے درختون
مین لگے ہوے تھے۔ بدیع الملک نے کچھ میوہ کھایا چشمہ سے پانی پیا وقت نماز ظہر کا تھا وضو کر کے
نماز پڑھی اور چل کھڑے ہوے شام کو اک درخت کے نیچے بیٹھ گئے تکیہ خدا پر کر کے آرام فرمایا
صبح کو حسب عادت نماز کے وقت آنکھ کھلی فریضہ سحری کو ادا کر کے چل کھڑے ہوے۔ اب ریگستان
ملا کوسون درخت کیسا کہ گیاہ بھی نہ تھی جا بجا ٹیلے ریت کے سطح ہوا مین عجب ہو کا سناٹا
تھا ذرات ریگ دھوپ مین اسطرح چمک رہے تھے کہ آنکھون مین چکا چوند ہوتی تھی تھوڑا دن
چڑھتے ہی بدیع الملک پر تشنگی نے غلبہ کیا جس طرف نظر اُٹھا کر دیکھتے ہین سوا ریگ کے کچھ نظر نہین
آتا زبان مین کانٹے پڑتے جاتے ہین لیکن شاہزادہ بدیع الملک چلے ہی چلے جاتے ہین۔ یہانتک کہ
ظہر اضحا کے قریب شام اک سبزہ زار مین گذر ہوا۔ ٹھنڈی سرد آئی جس سے تن بدن مین جان آئی
تشنگی مین خود بخود کمی ہونے لگی وہ حالت برطرف ہوئی۔ شام کو کنارے اک چشمہ آب کے ہونچے
پانی پیا وضو کر کے نماز پڑھی اور وہ رات اُسی چشمہ آب کے کنارے بسر کی صبح کو پھر چل کھڑے
ہوے۔ اب خارستان ملا۔ تمام زمین کانٹون سے بنی ہوئی تھی تمام صحرا مین چھوٹے چھوٹے درخت
خاردار لگے تھے جس کے دامن سے الجھتے ہر قدم پر کانٹے دامنگیر ہوتے تھے سے خارزار شعر زبان حال

سو بچ کے کانٹون سے چلے کی ہمنے یہ تدبیر | کہ مرد گمرہ تھلون مین نکلے داوری تقدیر

بہزار خرابی یہ جو تھا صحرا بھی طے ہوا اور باب چمنستان جنار میں پہونچے دیکھا کہ تمام صحرا
آتش بہار ہو رہا ہے - درختوں میں سرو چراغان کی شان ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مثل آسمان کے اس
زمین پر بھی شفق پھولی ہے بمشکل تمام یہ صحرا بھی طے ہوا - اور اب کوہستان پیش آیا اس صحرا کے
نشیب و فراز نے بھی چھوڑوا دیے جابجا درندوں اور گزندوں کا سامنا ہوا لیکن بدیع الملک نے
آنکھ مار کر رستہ کو صاف کیا کسی مقام پر اژدہے سے مقابلہ کرنا پڑا کسی جگہ شیر کو شکار کیا - کہیں
فیل صحرائی کو مارا یہ صحرا بڑی دقتوں سے طے ہوا اور اب بحر بیابان پہ بہار ملا - بدیع الملک نے
پھر اس مقام پر رات بسر کی اور صبح کو آگے روانہ ہوے - بعد طی مراحل و قطع منازل اک مقام
بلند پر پہونچے دیکھا کہ اک جھونپڑی میں اک مرد پیر بیٹھا ہوا ہے - بدیع الملک قریب اُسکے گئے
اور فرمایا کہ مجکو راستہ چشمہ کا بتا دو کہ میں بجا مبر درویش ریاضت کش کا ہوں - اُسنے کہا کہ شاید
آپ صاحبقران ثالث ہیں خیر اگر آپ در اصل صاحبقران ہیں تو درویش نحیف گوشہ نشین تک پہونچ
جائینگے ورنہ غیر ممکن ہے - یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھا اور جس بستر پر بیٹھا تھا اُسے اُٹھا کر کچھ مٹی ہٹائی
تو اک سنگ گران نمودار ہوا - [illegible] کے لیے اک کڑا اُس پتھر میں نقب تھا اُس شخص نے
بدیع الملک سے کہا کہ اگر آپ درویش تک جانا چاہتے ہیں تو اس پتھر کو ہٹائیے کہ بغیر اسکے
ہٹائے آگے راستہ نہیں ہے - بدیع الملک نے بسم اللہ کہکر کڑے کو مضبوط پکڑا اور نعرۂ اللہ اکبر
جگرت کھینچا جو زور کیا تو پتھر اپنی جگہ سے ہٹا اور وہیں نمودار ہوا - بدیع الملک اندر اُس [illegible]
نقب کے اُترے زینہ نمودار ہوا بدیع الملک نے اُس زینہ کو طے کیا تو ایک چشمہ نظر آیا - گرد اُس
چشمۂ آب کے عمارت بنی ہوئی تھی - بدیع الملک اُس عمارت کے ہر درجے میں جاتے تھے اور
نقش و نگار عمارت کے دیکھتے تھے اور اُسکے صانع پر آفرین کرتے تھے یہاں تک کہ پھرتے
پھرتے تھک گئے اور اک گوشہ میں بیٹھ گئے اور سوچنے لگے کہ اب کیا کروں اسکے آگے تو رقعہ میں
بھی کوئی ہدایت نہیں ہے - یہ اسی فکر میں بیٹھے ہوے تھے کہ اک مرتبہ پریاں آ آکر جمع ہونے لگیں
قریب سو سوا سو پریوں کے جمع ہو گئیں اور سب کی سب برہنہ ہو ہو کر اندر اُس چشمۂ آب کے اُتریں
اور نہانے لگیں جو جوان اور حسینیں تھیں اُنھوں نے آپس میں چہلیں شروع کیں اُسنے اُسکو
چھینٹا مار دیا اُسنے اسکو چھینٹا مار دیا - بدیع الملک بیٹھے ہوے تماشا دیکھا کیے - جب اُن سبھی نے
غوطہ لگانے تو بدیع الملک نے سب کے کپڑے چھپا لیے اور چھپ رہے - جب وہ سب نہا کر نکلیں
تو دیکھا کہ کپڑے غائب ہیں - اب تو پریاں نہایت پریشان ہوئیں اور اک شور ہوا کہ معلوم ہوتا ہے کہ
یہاں کوئی چور آ گیا - پریاں ادھر اُدھر ڈھونڈھنے لگیں مگر پریشان تھیں کہ نہیں معلوم کون ہے
جسنے ہم سب کو برہنہ دیکھا اُسکی آنکھیں پھوڑنا چاہیے - اتفاق سے وہ اک پریاں اُس مقام
پر بھی پہونچ گئیں جہاں بدیع الملک کپڑے چھپے ہوے بیٹھے ہنس رہے تھے - پریوں پر بھی
دیا رعب غالب ہوا کہ ہاتھ جوڑنے لگیں اور کہنے لگیں کہ آپ ہمارے کپڑے دیدیجیے - شاہزادہ
بدیع الملک نے کہا اس شرط پہ کہ مجھے درویش نحیف گوشہ نشین کے پاس پہونچا دو - اب اور پریاں بھی
آکر جمع ہو گئیں اُنمیں بعض پریاں بدیع الملک کو پہچانتی تھیں - باعث یہ تھا کہ یہ پریاں رہنے والی
کوہ مرواریہ کی تھیں اور اُسوقت وہاں موجود تھیں جبکہ عقد شاہزادہ نور الدہر کا ملکہ جواہر پری
دختر سلیمان پری کے ساتھ ہوا تھا اور ان سب کی سردار پری تھی اسنے بدیع الملک سے

عرض کی آپ یہاں کیونکر تشریف لائے والد ماجد آپ کے بخیریت ہیں۔ بدیع الملک نے
تمام سرگذشت اپنی سرداری کی سے بیان کی سرداری نے کپڑے پہنے اور شاہزادہ بدیع الملک
کو ہمراہ کیا اور طرف مسکن درویش نحیف گوشہ نشین کے روانہ ہوئی۔ جس وقت بدیع الملک سامنے
درویش کے پہونچے تو دیکھا کہ درویش نہایت معمر و مسن ہیں سجادۂ طاعت پر بیٹھے ہوئے ہیں مصروف
عبادت ہیں۔ پریوں نے درویش کو گھیر لیا۔ جس وقت درویش نے عبادت سے فراغ حاصل کیا تو
ان لوگوں کی طرف دیکھا۔ سب نے سلام کیا۔ درویش نے جواب سلام دیکر بیٹھنے کی اجازت دی
سب پریاں زمین پر بیٹھ گئیں۔ بدیع الملک نے بھی زمین پر بیٹھنے کا قصد کیا تھا کہ درویش نے
ہاتھ پکڑ کر برابر بٹھا لیا اور مزاج پرسی کے بعد یہاں تک آنے کا سبب دریافت کیا۔ بدیع الملک
نے سرگذشت اپنی بیان کی۔ درویش نے کہا ابھی تمکو بہت سے مرحلے طے کرنا ہونگے اسی بیابان
گردباد میں برسوں گذر جائینگے۔ یہ بیابان اسم بامسمی ہے خانۂ کعبہ تک تمہارا پہونچنا بہت دشوار ہے ان
بعد ان سب مراحل طے ہونے سے پہونچوگے اور اسی بیابان گردباد میں تمپر بہت بڑی بڑی
وقت سخت پیش آئینگی۔ بعد مرحلہ نقابدار خاکی پوش کے مرحلہ لنگوروں کا پیش آئیگا اسکے بعد
بلاکشان جادو سے سامنا ہوگا۔ وہ ساحر نہایت سخت ہے اسکے بعد مرحلہ قلعہ سکندریہ کا ملیگا
وہاں پر جبیس آفتاب پرست سے مقابلہ ہوگا اور تم نہایت پریشان ہوگے اسلیے کہ جبیس
آفتاب پرست کو کسی نے ایک فادہ ایسا بنا دیا ہے کہ جو صورت اسکی دیکھتا ہے اسی کا ہو جاتا ہے
جو وہ کہتا ہے بدل قبول کرنا پڑتا ہے۔ انشاء اللہ اسوقت میں تمہاری شرکت کرونگا اطمینان رکھو فی الحال
میں تمکو ایک آئینہ دیتا ہوں یہ قتل نقابدار خاکی پوش کے لیے کافی ہے۔ یہ کہکر آئینہ نکالکر بدیع الملک
کے سپرد کیا اور چند تحائف اور بھی دیے کہ جنکا ذکر وقت پر آئیگا۔ بعد اسکے کہا کہ اب جاؤ کہ مجھے زیادہ
باتیں کرنے کی فرصت نہیں ہے اور وہ پتھر اسی طرح نصب کر دینا جیسے ہٹا کر تم چشمہ تک پہونچے تھے
بدیع الملک نے سلام رخصت کیا اور پریوں کو ساتھ لیے ہوئے اس مقام پر پہونچے جہاں زینہ
بنا ہوا تھا۔ بدیع الملک اسی زینہ پر چڑھ کر باہر آئے۔ سب پریاں بھی ساتھ ساتھ باہر آئیں
بدیع الملک نے پتھر کو اسی مقام پر نصب کر دیا اور اس فقیر کو جو نگہبان راہ تھا انعام عطا فرمایا۔
اور پریوں کو ساتھ لیے ہوئے طرف مقبرہ درویش ریاضت کش کے روانہ ہوگئے وہاں خضران
انتظار میں بیٹھا ہوا تھا کہ شاہزادہ بدیع الملک پہونچے۔ تمام پریاں یہاں تک پہونچانے کو ساتھ
آئی تھیں جو بالائے خضران کو گھیرے بیٹھے تھے انھوں نے جو بدیع الملک کے ساتھ پریوں کو
دیکھا نہایت متعجب ہوئے اور دل میں کہتے تھے کہ جناب شاہ تو اسرار شاہ سے بھی زیادہ
باکمال معلوم ہوتے ہیں کہ پریاں انکی مطیع ہیں۔ بدیع الملک نے تمام حقیقت خضران سے
بیان کی اور فرمایا کہ اب میں نقارہ پر چوب لگاتا ہوں۔ یہ فرما کر چوب اٹھائی اور نقارہ پر اس زور
سے لگائی کہ نقارہ پھٹ گیا اور یہ خبر مشتہر ہوئی کہ وہ فقیر حسین جو میلے میں آیا تھا اور شریک عرس
ہوا تھا اسنے نقارہ پر چوب لگائی ہے۔ اور نقابدار خاکی پوش سے مقابلہ کریگا۔ نقابدار کو بھی
معلوم ہوا کہ اسی فقیر نے نقارہ پر چوب لگا دی ہے جسنے عرس برخاست کرنے کے وقت بھی سختی سے
گفتگو کی تھی اور چوب بھی ویسی لگائی کہ نقارہ پھٹ گیا۔ بس نقابدار کو نہایت غصہ آیا اور اسنے
تیاری مقابلہ کی کرنا شروع کی۔ لیکن ملکہ ماہ قلندری کو جو معلوم ہوا کہ جناب شاہ نے نقارہ

کمر ہمت کو باندھ کر نقارہ پر چوب لگائی ہو تو یہ نہایت پریشان ہوئی — رضیہ خاتون سے کہا کہ
غضب ہوا اُسنے میرے کہنے پر عمل نکیا آخر نقارہ پر چوب لگا ہی دی بلکہ مین نے سنا ہو کہ نقارہ
پھاڑ ڈالا ہو افسوس یہ داغ مجھے ایسا ہوگا کہ یقین ہو مین اِس صدمہ سے جانبر نہو سکونگی اور اگر
اپنی بیحیائی سے جیتی رہی تو زہر کھاکر جان دیدونگی- رضیہ خاتون بھی نہایت پریشان ہوئی جب
دوسرے روز صبح کو ملکہ بالاخانہ پر تشریف لائی اور کرسی پر جلوہ گر ہوئی- پس پشت ملکہ رضیہ نے
چوکی پر بیٹھکر رومال ہلانا شروع کیا ملکہ نے آج تمام زیور ولباس نگار پہنا ہو اور اپنے کو مثل عروس شب
اول کے آراستہ کیا ہو- دل مین یہ بات ٹھان لی ہو کہ جسوقت مہتاب شاہ نقابدار کے ہاتھ سے
قتل ہو اُسی وقت مین اپنی جان دیدون- اُدھر زیر قصر ملکہ عالم کا عالم جمع ہو رہا ہو کہ چلکر دیکھین کون
ایسا منچلا ہو جسنے نقابدار کے مقابلے پر کمر باندھی ہو سُنا ہو کہ وہ شخص نہایت خوبصورت ہو کہ ملکہ بھی
اُسپر شیفتہ ہو یقین ہو کہ جسوقت وہ قتل ہوگا تو ملکہ بھی اپنے کو قصر پر سے گرا دیگی دیکھیے اس مقابلہ کا
کیا نتیجہ ہوتا ہو ہمیشہ سے یہ سنتے آئے ہین کہ ظلم کا نتیجہ خراب ہوتا ہو کیا عجب ہو کہ آج نقابدار
خاکی پوش کو اپنی جفاؤن کا عوض ملجائے سنا ہو کہ وہ فقیر بڑا صاحب کمال ہو اگر ایسا نہوتا تو نقابدار
کے مقابلہ پر آمادہ نہوتا- غرضکہ ہر ایک اپنی اپنی کہتا ہو کہ اک مرتبہ بدیع الملک لباس فقیرانہ
پہنے ہوے ایک جانب سے نمودار ہوے- خضر اُنکے بھی فقیر بنا ہوا ساتھ ساتھ ہو اور پریون کے
غول کے غول پشت پر ہین حسن بدیع الملک کا دیکھکر ہر شخص دست بدعا ہوا کہ خدا اسی کو فتحیاب کرے
اور نقابدار اسی کے ہاتھ سے مارا جاے- بدیع الملک زیر قصر ملکہ پہنچے- نظر بدیع الملک کی
ملکہ پر پڑی اور نظر ملکہ کی بدیع الملک پر پڑی- آنکھ چار ہوتے ہی ملکہ کی آنکھون سے آنسو جاری
ہوے اور آواز دردناک سے کہا کہ اے شخص تو نے میرے کہنے پر عمل نکیا اپنی بھی جان دینے پر
آمادہ ہوا اور میری بھی جان لینے کا درپے ہوا- خیر تجھے اختیار ہو- اب نصیحت سے بھی کچھ حاصل
نہین ہو اسلیے کہ وقت گزر گیا- تو نے اُسوقت کی نصیحت میری نمانی اب اگر تو ملنے بھی تو نقابدار
بغیر مقابلہ کے کب مانتا ہو اسلیے کہ تو شرط کے موافق چوب نقارہ پر لگا چکا ہو اور چوب بھی اس طرح
لگائی ہو کہ نقارہ تک پھٹ گیا- یہ کہکر زار زار مثل ابر بہار کے رونے لگی- رضیہ کی آنکھون سے بھی آنسو
جاری تھے تمام مجمع پر اک عبرت چھائی ہوئی تھی کہ اگر یہ فقیر ہاتھ سے نقابدار کے مارا گیا تو ملکہ بھی
جان دیدیگی یہ چاند سی صورت پھر دیکھنے مین نہ آئیگی ہاے اسکی جوانی کیا برباد ہو رہی ہو خدا
نقابدار خاکی پوش کو غارت کرے لیکن بدیع الملک نے ہمت مردانہ کے ساتھ جواب دیا کہ
اے ملکہ تم نہ گھبراؤ خدا کو یاد کرو کہ مالک زندگی اور موت کا وہی ہو کوئی کسیکو بغیر اُسکے حکم کے قتل نہین
کرسکتا ہو کیا جان ہو نقابدار خاکی پوش کی کہ وہ مجکو قتل کر سکے ہان اگر موت میری بھی اُسکی کے ہاتھ
سے ہو تو مجبوری ہو ورنہ خاک مین خاکی پوش کو نہ ملا دیا تو نام اپنا مہتاب شاہ نہ پایا- ملکہ کو
ان کلمات سے گو دلتسکین ہوئی کہ اک مرتبہ جانب صحرا سے تیرہ گرد بلند ہوا اور آتے آتے وہ غبار
برطرف ہوا تو دیکھا کہ نقابدار خاکی پوش چالیس ہزار سوار سے گھوڑا مارے نہایت غیظ و غضب
کی حالت مین چلا آتا ہو اسکی آمد سے زمین تھرا رہی ہو- ملکہ کا تو رنگ اُڑ گیا دلمین کہا خدا اسکو غارت
کرے- بدیع الملک نے جو نقابدار کو اپنی جانب آتے دیکھا خود بھی مرکب پر سنبھل بیٹھے- نقابدار نے
آتے ہی آواز دی کہ کون او اجل رسیدہ کیا تو میرے حال سے بیخبر تھا جو تو نے مقابلہ کا قصد کیا

اور طرہ اُسپر یہ کہ نقارہ پر چوب اسطرح لگائی کہ نقارہ پھٹ گیا۔ اب تیرے قتل کے بعد مجکو اور نقارہ رکھوانا پڑیگا کہ جو اپنی جان دینے کو آئے وہ اسی ذریعہ سے مجھے خبر پہونچائے۔ بدیع الملک نے فرمایا کہ اب انشاء اللہ اسکی ضرورت ہی نہوگی جب تو ہی نہوگا تو نقارہ کا کیا کام ہے اسی سے مین نے نقارہ کو پہلے ہی پھاڑ دیا اور اس علامت کو بگاڑ دیا۔ یہ سُنکر نقابدار کو اور غصہ آیا پکارا کہ مین نے تجھپر رعایت جو کی اور عرس کے روز تجکو چھوڑ دیا تو تیری یہ جرأت ہوئی کہ میرے مقابلہ پر آمادہ ہوا شاید تو یہ سمجھا کہ نقابدار تجھسے دب گیا دیکھ تو تیری کیا حالت کرتا ہون۔ یہ کہکر اُسی حالت غیظ و غضب مین نیزہ مارا۔ بدیع الملک نے نیزہ کو نیزے پر کاٹا طعنین چلنے لگین دونون مرکب اشاہدون پر پھر رہے تھے سوا سنانون کی چمک اور گرد کے کچھ نہ معلوم ہوتا تھا۔ اک مرتبہ بدیع الملک نے نیزہ نقابدار کے ہاتھ سے نکالدیا۔ نیزہ کا نکلنا تھا کہ نقابدار نیزہ برابر آب خجالت مین غرق ہوگیا دیکھنے والون نے آپس مین سرگوشیان کین کہ اجتک نیزہ کسی نے نقابدار کے ہاتھ سے نہ نکالا تھا لیا عجب ہے کہ یہ شخص نقابدار پر فتحیاب ہو۔ بعضون نے کہا اسکا اعتبار نہین اسلیے کہ نقابدار پر حربہ اثر ہی نہین کرتا ہے اسکا مرنا غیر ممکن ہے۔ ملکہ کو بھی کسیقدر خوشی ہوئی۔ اب نقابدار نے جھلاکر گرز مارا۔ بدیع الملک نے کلہ گرز مین ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مارا کہ گرز ہاتھ سے نقابدار کے چھٹ گیا۔ بس نقابدار نے تلوار کھینچ لی۔ ملکہ کی نگاہین تو زور بازو کے صدقے ہوگئین دیکھنے والے وجد کرنے لگے اور کہنے لگے کہ اگر ایسا نہوتا تو اس ظالم کے مقابلہ کا قصد نکرتا لیکن نقابدار نے بدیع الملک کو آواز دی کہ نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حمال بازی تیغ بازی دست بازی جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہین۔ یہ کہکر نقابدار نے تلوار ماری۔ بدیع الملک نے جلدی سے کلائی پکڑ لی اور آئینہ نکالکر نقابدار کے سامنے کر دیا اور کہا کہ دیکھ تو اسمین کیا ہے۔ بس جیسے ہی نقابدار نے صورت اپنی آئینہ مین دیکھی دونون آنکھون سے دو شعلے نکلے۔ نقاب جلی اور تمام بدن مین نقابدار خاکی پوش کے آگ لگ گئی۔ دہڑ دہڑ جلنے لگا۔ بدیع الملک نے ہاتھ اُسکا چھوڑ دیا۔ نقابدار بھاگ کر اپنے غول مین چھپا جسکے قریب سے نکلا اُسکے بھی تن بدن مین آگ لگ گئی۔ تمام فوج بھی نقابدار کی جلنے لگی۔ اب یہ حالت ہے کہ نقابدار چارون طرف دوڑتا پھرتا ہے جدھر نکل جاتا ہے اُدھر سے لوگ بھاگتے ہین اور راہ دیتے ہین یہانتک کہ سب کے سب جل کر خاک ہوگئے آخر مین نقابدار خاکی پوش بھی جل کے خاک ہوگیا اور اُس خاک سے اک طائر پیدا ہوا اور بلند ہو کر پکارا۔ بدیع الملک اور خضر ان دیکھنے لگے کہ یہ طائر کیا پیدا ہوا۔ کہ طائر نے بزبان انسانی پکار کر کہا کہ او بدیع الملک تمنے ٹھیر نکر اس نقابدار کو مار تو دیا مگر اسکے عوض مین دیکھنا کہ تمپر کیسی بلا نازل ہوتی ہے مین جاتا ہون اور بلاکشان جادو کو آگاہ کرتا ہون یہ سُنکر بدیع الملک نے تیر مارنے کا قصد کیا تھا کہ طائر تال مار کر اُڑتا ہوا چلا گیا۔ اسکا حال آگے بیان ہوگا۔ یہان کی کیفیت سنیے کہ مرنے سے نقابدار کے اسقدر خوشی ہوئی کہ ہر طرف سے آوازین مبارکباد کی آنے لگین توپیان اُچھلنے لگین بازاری لوگ تالیان بجا رہے تھے سبھی کو تو نقابدار سے اک عداوت تھی سارا شہر ملکہ ماہ قلندری کی رعایا مین سے تھا۔ نقابدار کا جانی دشمن ہو رہا تھا مگر بس نہ چلتا تھا فوج بھی ملکہ ماہ قلندری کی عاجز تھی جب نقابدار خاکی پوش سے کسی سے مقابلہ ہوتا تھا تو یہ سپاہ بھی آکر تماشا دیکھا کرتی تھی جب نقابدار فتحیاب ہوتا تھا تو انسان فوج

گردن نیچی کیے ہوئے چلے جاتے تھے آج خدا نے وہ دن دکھایا کہ نقابدار نے ملک ہستی کو چھوڑ کر
عدم کی راہ لی - لشکر میں شادیانے بجنے لگے سب نے اپنی ملکہ کو سلام کیا سلامتی کی سلامی ہوئی
آج سے شادی کی ناامیدی بھی دور ہو گئی - ملکہ نے جلدی سے نقاب چہرہ پر ڈال لی کہ اب صورت
اپنی نامحرموں کو دکھانا نہ چاہیے اسلیے کہ شرط کے موافق میں قاتل نقابدار کی زوجہ ہو چکی لیکن
جسوقت طائر کی زبانی ملکہ کو یہ معلوم ہوا کہ یہ درویش وضع انسان بدیع الملک ہے جو صاحبقران
وقت اور سلیمان زمانہ ہے کہ پریان ۱۰ اسکے تابع فرمان ہیں تو ملکہ نے رضیہ خاتون سے کہا کہ بڑا
غضب ہوا ارے میں نہ جانتی تھی کہ یہ صاحبقران ہیں ورنہ اسنے انکے مرتبہ کے موافق باتیں کرتی -
یہ کہکر اپنے ملازموں سے حکم کیا کہ وہ سامنے والا قصر جو میرے باپ کی نشست گاہ تھی وہیں صاحبقران
کو لیجاؤ کہ وہاں سب سامان آسائش ہر وقت مہیا رہتا ہے کوئی نیا انتظام کرنے کی ضرورت نہوگی - یہ
کہکر گھوڑے سے نیچے اتری - بدیع الملک نے جو دیکھا کہ ملکہ قصر کے نیچے چلی گئی انھیں یہ خیال ہوا کہ
شاید ہمارے لینے کو آئی ہوگی لیکن دیکھا تو ملکہ نہیں آئی مگر اسکے ملازم آئے اور عرض کی کہ ملکہ عالم
ارشاد فرماتی ہیں کہ بالفعل آپ فلان قصر میں تشریف فرما ہوں میں کسی وقت حاضر ہونگی بدیع الملک
نے قبول کیا اور ہمراہ ان لوگوں کے اسی قصر میں داخل ہوئے - سب اسباب راحت مہیا تھے -
خضران سے ارشاد فرمایا کہ اب یہ لباس قلندری دور کرنا چاہیے اسلیے کہ طائر نے حال میرا کھولدیا
کہ میں کون ہوں اب بہروپیوں کی طرح وضع بدل کر پھرنا اچھا نہیں - خضران نے یہ سنکر لباس و حلیہ
بدیع الملک کا جو چلتے وقت زنبیل میں رکھ لیا تھا زنبیل سے نکالکر حاضر کیا اور عرض کی کہ اسکے
دونوں کا کرایہ آپ کو دینا ہوگا - بدیع الملک نے مسکرا کر فرمایا کہ اس لباس کا کرایہ بھی لوگے جو مجھے
پہنایا تھا - خضران نے کہا اسکی پوری قیمت لیجائیگی - جو چیز آپ کے استعمال میں آئی پھر وہ کرایہ
پر چلنے کے کام کی بھی تو نہیں رہتی خیرات کر دی جاتی ہے - فرمایا بہتر - اور اس لباس قلندری کو دور
کر کے اپنا لباس زیب جسم فرمایا اور تشریف فرما ہوئے - وہاں ملکہ نے رضیہ سے فرمایا کہ ارے
غضب ہوا میں تو اس شخص کو فقیر سمجھے ہوئے تھی مگر یہ تو وہی شخص نکلا جسکی خبر میرے والد نے
مجکو دی تھی جب وقت انتقال درویش ریاضت کش کا قریب آیا تھا تو میں نہایت ہراسان ہوئی
تھی میرے والد نے مجکو بہت کچھ تسلی دیکر ارشاد فرمایا تھا کہ اک وقت میں تیری مشکل آسان ہو جائیگی
اک شخص ثانی سلیمان صاحبقران زمان آئیگا وہ نقابدار خاکی پوش کو خاک میں ملائیگا اور
بلاکشان جادو کو مار کر اس طبقہ سے خار و خاشاک کو دور کریگا اور بہارستان اسلام اسکی ذات
سے یہاں پھیلیگی تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہی شخص ہے - اے رضیہ میں نے اس سے اسی طرح کلام
کیے جو اسکی وضع تھی - وہ دل میں اپنے کیا کہتا ہوگا - اب اس سے خطا اپنی معاف کرانا چاہیے
یہ فرما کر لباس فقیری اختیار کیا اک سیاہ رومال کی جھولی بنا کر ہاتھ میں لی اور اسمیں سونے کی
ٹکڑے رکھکر شنجرفی ساری باندھی - رضیہ نے بھی صورت اپنی فقیری کی بنائی اور ملکہ کے
ساتھ ہوئی - ملکہ قصر کے دوسرے دروازے کی طرف آئی اور کنجی دروازے کی ہلائی - جو نگہبان
اس دروازے پر بیٹھا تھا اسنے کہا کون - ملکہ نے فرمایا کہ جا کر صاحبقران سے عرض کر دو کہ اک
فقیرنی آپ کے پاس حاضر ہے اور کچھ غرض رکھتی ہے - خادم نے آکر صاحبقران سے عرض کیا -
بدیع الملک نے کہا کہ اچھا میں چلتا ہوں - یہ کہا خضران کو ساتھ لیا اور دروازہ پر آئے دیکھا تو

اک آفتاب محشر ہی کہ جلوہ گر ہی یعنے ملکہ ماہ قلندری لباس قلندری بھبوت منھ پر ملے ہوئے
جھولی سیہ رومالی کی ہاتھ میں گلے میں کنٹھا سلیمانی پڑا ہوا آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ یہ دیکھکر
بدیع الملک سے ضبط نہو سکا فرمایا اے ملکہ یہ کیا حالت بنائی ہی۔ ماہ قلندری نے عرض کی کہ
آپکے سامنے میری یہی حقیقت ہی جس صورت سے آپ مجکو دیکھ رہے ہیں اور آپ سے عفو تقصیر
چاہتی ہوں کہ میں آپ کے مرتبے سے آگاہ نہ تھی آپ لباس فقیری میں تشریف لائے تھے میں نے
جس لباس میں دیکھا اُسی طرح برتاو کیا۔ اب میں آپ کے سامنے فقیرنی بنکر آئی ہوں کہ میری
خطاؤں کو معاف فرمایئے۔ بدیع الملک نے خضران کی طرف دیکھکر ارشاد فرمایا کہ مجھسے یہ حالت
ملکہ کی دیکھی نہیں جاتی اور دوڑ کر ملکہ کو گود میں اُٹھا لیا اودھر خضران نے رضیہ خاتون کو اُٹھا لیا
اور اندر قصر کے لاکر بٹھایا اور بدیع الملک نے ملکہ سے ارشاد فرمایا کہ براے خدا اس لباس کو
دور کرو یہ تمھارے شایان نہیں ہی ملکہ نے کہا کہ میری تو ابتدا یہی ہی فقیری ہی سے میں شاہی
کے درجہ تک پہونچی ہوں۔ بدیع الملک نے فرمایا کہ موجودہ حالت پر خیال کرو۔ اب تو اس مقام
کی ملکہ ہو۔ غرضکہ رضیہ گئی اور لباس شاہانہ لیکر حاضر ہوئی۔ ملکہ نے لباس شاہی زیب جسم فرمایا
رضیہ نے بھی پوشاک بدلی اور محفل عیش آراستہ ہوئی ملکہ نے بدیع الملک سے کہا کہ میں نے
سنا ہی کہ آپ لوگوں کی عادت یہ ہی کہ محبت بڑھا کر روپوشی اختیار کرتے ہیں پھر خبر بھی نہیں لیتے
ہیں اگر یہی برتاو میرے ساتھ بھی کرنا ہی تو مجھے معاف کیجئے حالانکہ میری حالت وہی ہی کہ ؎
نہ تاب وصل دارم نہ طاقت جدائی + لیکن مجھے اس تڑپنے سے مرنا بہتر ہی ہاں اگر آشنا ہو کہ جہاں جاؤ
مجھے اپنے سے جدا نکرو تو کنیز ہوں ورنہ میری خواہش تو یہ ہی۔ دوہا۔ پریتم پیت لگاے کے
دور دیس مت جاو + بسو ہماری ناگری ہم مانگیں تم کھاؤ + بہ ملک وہاں بھی کم نہیں ہی۔ بدیع الملک
نے فرمایا کہ خیر دیکھا جائیگا لیکن اے ملکہ یہ تو بتاؤ کہ یہ حصار جو تمھارے ملک سے قریب واقع ہی
اسکی کیا اصلی حالت ہی یہ کسکا بنایا ہوا ہی اور کیونکر اس حصار کے پار انسان جا سکتا ہی ملکہ نے کہا کہ
اے شہریار میں اس حصار کو اپنے بچپن سے دیکھ رہی ہوں کہ یہ اسیطرح قائم ہی اور جو اسکے قریب
جانے کا قصد کرتا ہی وہ جل کر خاک ہو جاتا ہی۔ والد ماجد میرے باوصفیکہ فقیر تھے اور عامل کامل
تھے لیکن وہ بھی کبھی قریب اس حصار کے نگئے بلکہ اسکے پاس جاتے ہوے ڈراکیے۔ یہ حصار
کھنچا ہوا بلاکستان جادوگا ہی وہی اُس مقام کا حاکم ہی۔ جہان کہ یہ حصار کھنچا ہوا ہی۔ جب میں
سن تمیز کو پہونچی تو اُسکافر نے میری خواہش ظاہر کی۔ باپ نے میرے بسبب اختلاف مذہب
کے قبول نکیا اُسنے جلکر اس نقابدار خاکی پوش کو معین کیا کہ اگر ہمارے ساتھ شادی اسکی نہو تو
کسی کے ساتھ نہو۔ جو میرا خواہشمند ہو کر آیا وہ نقابدار کے ہاتھ سے مارا گیا یہاں تک کہ آپنے
آکر اس نقابدار کو مارا۔ بدیع الملک نے فرمایا کہ کوئی اور راستہ بھی بلاکشان جادوگر تک پہونچنے
کا ہی یا نہیں ہی۔ ملکہ نے فرمایا کہ مجھے تو نہیں معلوم لیکن اک مرد پیر دہقانی شاید جانتا ہو کہ وہ سرحد کا
رہنے والا اور بہت پرانا آدمی ہی۔ شاہزادہ نے اسکو طلب کیا۔ جب مرد دہقانی حاضر ہوا تو
بدیع الملک نے اُس سے پوچھا کہ تم شہر بلاکستان کی راہ جانتے ہو۔ اُسنے عرض کی راہ تو میں جانتا
ہوں لیکن وہ راہ بھی اب مسدود ہو گئی ہی۔ بدیع الملک نے فرمایا کہ وہ راستہ کسطرح مسدود ہوا ہی
اُسنے عرض کی کہ اک حکیم ہی کہ نام اُسکا حکیم طرطوس ہی اہل اسلام کا دشمن ہی خود لامذہب ہی اُسلے

کسی جزیرہ سے ایک جوڑا لنگور کا منگایا تھا اُن لنگوروں کے برابر فیل کے تھے اور دُمیں تیس تیس اور چالیس چالیس گز کی تھیں انگوٹھیاں اور بوٹیاں کھلانا شروع کیں اُن بوٹیوں اور بوٹیوں کی تاثیر سے وہ لنگور روئیں تن ہوگئے اور بمقدار کثرت اولاد ہوئی۔ اب اُنھیں لنگوروں کی نسل سے قریب تیس ہزار کے ہوگئے ہیں اور اُنسے ایک ملک بسا ہی۔ حکیم طرقوس بادشاہ بنا بیٹھا ہی۔ اس راستے کو اُس حکیم نے مسدود کردیا ہی اب کوئی نہ ادھر سے اُدھر جاسکتا ہی اور نہ اُدھر سے اِدھر آسکتا ہی۔ وہ لنگور بڑے ظالم ہیں نہ اُنپر حربہ اثر کرتا ہی نہ اُنکی قوت کو انسان کی قوت پہونچ سکتی ہی۔ ہر وقت مقابلہ دُم میں باندھ کر لیجاتے ہیں۔ یہ سنکر صاحبقران شہنشاہ پریشان ہوے کہ کیا جانوروں سے لڑنا پڑیگا۔ پھر دہقانی کو ملازم کرلیا اور فرمایا کہ جسوقت ہم اُسطرف چلینگے تو رہنمائی کے واسطے تجکو ساتھ رکھینگے۔ خضران نے کہا کہ تمکو تو ہوس ملک گیری کم نہیں ہوئی مجھ میں اب طاقت ایسی نہیں ہی کہ تمھارے ساتھ چلکر بندروں اور لنگوروں سے لڑوں۔ یہ نہ کہیے گا کہ خضران نے وقت پر دغا دی۔ میں ہرگز بندروں اور لنگوروں سے نہ لڑونگا آپ جانیں آپکا کام جانے۔ یہ سنکر بدیع الملک نے پریوں کو طلب کیا۔ اسرار پری حاضر ہوئی فرمایا کہ تم دو نامے ہمارے کسی کے ہاتھ بھجوا دو۔ اسرار پری نے عرض کی کہ میرے ساتھ چند پریاں نہایت تیز پرہیں آپ نامے عنایت کیجیے خدا نے چاہا تو بہت جلد جواب آجائیگا۔ بدیع الملک نے کہا کہ مجھے چند آدمیوں کو طلب کرنا ہی انتظام سواری بھی کردینا کہ مجھ تک سب بہت جلد پہونچ جائیں۔ اسرار پری نے عرض کی کہ جیسا ارشاد ہوتا ہی ایسا ہی ہوگا۔ الغرض صاحبقران نے ایک نامہ تو اپنے اہل لشکر کو لکھا کہ ہم اس مقام پر ہیں سب صاحب یہیں چلے آئیں اور ایک نامہ بادشاہ اسلام کو تحریر فرمایا۔ مضمون یہ تھا کہ میں باستظہار ظل اللہ بیابان گرد باد میں مقیم ہوں اور یہاں کچھ ایسی مصیبت درپیش ہی کہ ضرورت زیادہ عیاروں کی پڑیگی اور میرے ساتھ صرف خضران ہی لہذا خود بھی آنے کی جلد کوشش فرمایئے اور چالیس پچاس عیار منتخب کرکے میرے پاس بھیجیے۔ یہ دونوں نامے اسرار پری کو دیے۔ اسرار پری نے ہما پری کو تو ایکنامہ دیکر تہماطرف لشکر بدیع الملک کے روانہ کردیا اور دوسرا نامہ طیران پری کو دیکر چند تخت رواں ساتھ کردیے کہ جن لوگوں کو بادشاہ اسلام تمھارے ساتھ کردیں اُنھیں لیکر یہاں چلی آنا۔ ہما پری اُدھر روانہ ہوئی اور طیران پری اُدھر روانہ ہوئی اور بدیع الملک نے ملکہ سے فرمایا کہ تم اپنے لشکر کو تیاری کا حکم دو آج کے تیسرے روز ہم کوچ کرکے طرف دربند لنگوران کے جائینگے۔ ملکہ ماہ قلندری کے یہاں جو چند سردار اور تھوڑی سی فوج تھی اسکو تیاری کا حکم ملا فوج تیار ہونے لگی اور ایک بارگاہ آراستہ بار کرائی گئی۔ تیسرے روز شاہزادہ بدیع الملک نے ملکہ ماہ قلندری سے ارشاد کیا کہ اے ملکہ خدا حافظ ؎ جیتے رہینگے تو ملجائینگے ❊ نہیں تو کیے کی سزا پائینگے ❊ تجسے دل لگا کر عجب مصیبت میں جان پھنسی ہی کہاں تو خانہ کعبہ جارہے تھے کہاں پھر اُلجھاؤ میں پھنسے اب دیکھیے اِن اُلجھاؤوں کا نتیجہ کیا نکلتا ہی۔ ملکہ نے کہا میں خود دیکھتا رہی ہوں کہ میں نے تم سے کیوں دل لگایا بیٹھے بٹھائے جان کو اک روگ لگایا یہ ذہن میں نہ آیا۔ ؎ مسافر سے کوئی بھی کرتا ہی پیت ❊ مثل ہے کہ جوگی ہوے کسکے میت ❊ یہ باتیں سنکر رضیہ خاتون قریب آگئی آنچل سے ملکہ کے آنسو پونچھے اور یہ شعر پڑھا ؎ جو دل پر چوٹ کھا بیٹھے تو گھبرانے سے کیا حاصل ❊ کیا ہی جو اُسے

بھگتنگے پچھتانے سے کیا حاصل + صبر کرو خداوندگار یہ وہ شہریار عالیوقار ہی جسکا لقب صاحبقران ثانی مدام
ہر ہزارہا کافرون کو انھون نے مارا ہے سیکڑون خداوندیان بگاڑ دین بلاکشان جادو کیا بلا ہی جو انسے
مقابلہ کریگا انشاءاللہ بہت جلد اس مرحلہ کو فتح کرکے شاہزادہ تشریف لائیگا آپکا کام دل برآئیگا
اور یہ وہ لوگ ہیں کہ غلامون کو اور کنیزون کو تو بھولتے نہیں ہیں معشوق کو کیا بھولینگے۔ ایسے دل لگاکر
پچھتانا اپنے کو اپنی زبان سے تلون مزاج بنانا اور دوسرون کی نظرون سے گرانا ہی۔ ملکہ خاموش ہوئی
اور شاہزادہ نے قدم آگے بڑھایا۔ ملکہ نے بیتاب ہوکر یہ شعر پڑھا ؎ کلیجا کوئی تھام کر رہگیا ہی
اُدھر جانے والے ادھر دیکھ لینا + بدیع الملک نے پلٹ کر ملکہ کو دیکھا اور فرمایا کہ للہ اسوقت
ایسی باتین نکرو۔ ملکہ نے دوسرا شعر پڑھا ؎ زخم ہی شخص کا مزا جانے + جسکو ایذا ہو وہ کیا جانے
ختران نے دیکھا کہ بدیع الملک کو پسینا آگیا روہانسے ہوگئے۔ بس اسنے رفیعہ کی طرف دیکھکر
کہا کہ ملکہ کو سمجھاؤ یہ دوستی نہیں بلکہ دشمنی ہی۔ رفیعہ نے کہا کہ تیرا دل تو پتھر کا ہی کہ تجھکو پروا ہی نہیں
دوسرا ایسا دل کہان سے لائے ختران بدیع الملک کو لیے ہوے محل سے باہر آیا سلامیان
ہونے لگین۔ ملکہ ماہ قلندری کے چارون افسران فوج حاضر تھے اُنھون نے قاعدہ سے سلام
کیا بدیع الملک نے جواب سلام دیکر سہراب بلند کمان اور لہراسپ تیغزن کو حکم دیا کہ تم اتالیق بارگاہ
کا لیکر طرف دربند لنگوران کے بڑھو سہراب بلند کمان اور لہراسپ تیغزن تو بارگاہ لیکر روانہ
ہوے اور شاہزادہ بدیع الملک مع بہرام خاکستر پوش و نعمان تیرزن مع بیس ہزار سوار سے آہستہ
آہستہ سیر وشکار کرتے ہوے طرف دربند لنگوران کے چلے کہ پہلے جاکر بارگاہ برپا ہو لے تو
پہونچین تاکہ منزل پر آرام ملے۔ اب انکو تو رہبری مین چھوڑا جاتا ہی اور اول بیان سے کچھ حال
اُس نامہ کا بیان ہوتا ہی جو طیران پری لیکر بخدمت بادشاہ اسلام روانہ ہوئی تھی [illegible] قلعہ
سے کوچ اور مقام کرتے ہوے چلے آتے تھے اک صحرا مین خیمہ زن تھے تمام فوج سے جنگل بھرا ہوا
تھا بازار کھلے ہوے تھے گھوڑا کھٹنک رہا تھا کہ اک مرتبہ طیران پری سامنے بادشاہ اسلام کے
پہونچی اُسوقت کرسیون کی نشست تھی۔ بیرون بارگاہ بادشاہ اسلام بیٹھے ہوے سیر صحرا دیکھ رہے
تھے کہ طیران پری نے جھککر سلام کیا اور نامہ باادب سامنے بادشاہ اسلام کے پیش کیا۔ بادشاہ
اسلام نے نامہ لیا دیکھا تو نامہ صاحبقران نامدار کا ہی نہایت خوش ہوے جلدی سے لفافہ چاک
کرکے نامہ کو پڑھا جب مضمون نامہ سے آگاہ ہوے خبر خیریت بدیع الزمان سے نہایت خوش
ہوے لیکن مرگ عزیزان کا حال دیکھکر کمال محزون ہوے تھے جو لوگ جو نہ طاق مین مارے
گئے تھے کچھ اُنکا حال بھی مجملاً تحریر تھا اور طلب عیاران نامی کی تھی۔ بس اُسی وقت بادشاہ اسلام
نے جواب نامہ تحریر کیا اور برق ثانی و قران ثالث اور چالاک ثانی۔ سرہنگ ثانی نیرک ثانی
سحر ثانی۔ سعید ثانی۔ گلباد ثانی۔ کلباد ثانی ملک سنجانی عاشقی عیار بھی و دیگر عیاران نامی وگرامی
جنکی تعداد پچاس کی تھی بلاکر طیران پری کے سپرد کیے اور جواب نامہ دیا۔ خلعت سے سرفراز کرکے
رخصت کیا۔ طیران پری نے سب عیارون کو تخت پر بٹھایا اور ایک تخت پر وہ بھی بیٹھی اور جانب
بیابان گرد باد روانہ ہوئی۔ دوسرا نامہ ہما پری لیکر روانہ ہوئی تھی مشتمل بدیع الملک مین پہونچی
اور نامہ صاحبقران کا شہنشاہ گوہر کلاہ کے ہاتھ مین دیا۔ شہنشاہ گوہر کلاہ نے نامہ پڑھا
مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر تمام افسران فوج کو آگاہ کیا اور سب کے سب کوچ کرکے طرف

بیابان گردباد کے روانہ ہوئے مگر دیکھیے کس وقت پہونچتے ہیں۔ ہمایری جواب نامہ لیکر حیلی
صاحبقران ایک منزل تمام کر کے دوسری منزل ہی میں تھے کہ ہمایری نے جواب نامہ پیش کیا تحریر تھا
کہ حسب الحکم بہت جلد حاضر ہوتے ہیں تیسری منزل سے ہنوز قدم آگے نہ بڑھا تھا کہ طیران پری
بھی سب عیاروں کو لیے ہوئے پہونچ گئی اور نامہ بادشاہ اسلام کا پیش کیا۔ صاحبقران نے
نامہ بادشاہ کا سر پر رکھا آنکھوں سے لگایا بعد اسکے پڑھا۔ لکھا تھا کہ میں انشاء اللہ بہت جلد
آکر آپ سے ملتا ہوں اور یہ عیار حسب الطلب روانہ کیے گئے ہیں۔ بعد اسکے عیاروں نے
صاحبقران کی قدمبوسی حاصل کی۔ خواجہ خضران کے ہاتھ چومے۔ خضران نے سبکو گلے سے لگایا
اب یہ عیار بھی صاحبقران کے ساتھ ہیں اور امیر ثالث طے مراحل و قطع منازل کرتے چلے جاتے
ہیں لیکن اول کچھ حال اُس طائر کا سنیے جو نقابدار خاکی پوش کے سر سے نکلکر جانب بلاکشان
جادو روانہ ہوا تھا۔ جس وقت یہ سامنے بلاکشان جادو کے پہونچا سارا ماجرا نقابدار خاکی پوش
کے مارے جانے کا بیان کیا کہ اسطرح ایک درویش آیا اور اُسنے کہیں سے آئینہ لاکر بروقت مقابلہ
نقابدار کو دکھا دیا نقابدار جلکر خاک ہوگیا بعد کو معلوم ہوا کہ وہ نبیرہ حمزہ اول اور صاحبقران
زمانہ ہے لہذا میں آپ کو آگاہ کیے دیتا ہوں کہ اب راستے کو کسی اور ذریعہ سے مسدود کیجیے ورنہ
یہ ہوگا کہ بدیع الملک چڑھ آئینگے اور پھر اُنکے ہاتھ سے جان بچانا دشوار ہو جائیگی۔ یہ لوگ جس
ملک پر جاتے ہیں اُسکو تباہ و برباد کیے بغیر نہیں چھوڑتے ہیں۔ یہ کہکر طائر تو شعلہ کی طرح بھڑک کر
فرو ہوگیا لیکن بلاکشان جادو نے مصاحبوں سے کہا کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ بدیع الملک کون شخص
ہے کہ درویش نحیف گوشہ نشین نے اُسکا پاس مجھسے زیادہ کیا اور آئینہ قتل نقابدار اُسکو دیدیا۔
اب میں خود جاتا ہوں اور وہیں پر میں بدیع الملک کو مٹائے دیتا ہوں۔ یہ کہکر جھولی سحر کی طلب کی
مشیر جادو اور شہیر جادو اور اخمام جادو اور فرجام جادو نے منع کیا اور عرض کی کہ
بدیع الملک صاحب اسم اعظم ہے آپکا اُسکے مقابلہ کو جانا اچھا نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ ایک نامہ حکیم
طرقوس کو لکھیے کہ سوا بیابان لنگوران کے اور کوئی راستہ بدیع الملک کے آنے کا نہیں
ہے اگر حکیم طرقوس آپکے موافق رہیگا تو بدیع الملک یہاں تک نہ پہونچ سکیگا اور نوخیز جادو کو
بھیجکر ملکہ کو گرفتار کرا بھیجیے کہ اُسی کی ذات سے یہ تمام فتنہ و فساد برپا ہوئے ہیں یہ رائے مشیران
دولت کی بلاکشان جادو کو پسند آئی۔ اُسی وقت ایک نامہ بنام حکیم طرقوس تحریر کیا مضمون نامہ
یہ تھا کہ اے دوست صادق اب وہ وقت آیا جسکے خوف سے میں نے اپنے شہر کو حصار بندی کی تھا
اور آپنے یہ لشکر لنگوران تیار کیا تھا نقابدار خاکی پوش مارا گیا طائر سحر نے مجھکو حال مرگ
نقابدار خاکی پوش اور آمد بدیع الملک سے مطلع کیا سنا ہے کہ بدیع الملک بیابان لنگوران کی
راہ سے اسطرف آیا چاہتا ہے میں تمکو پیشتر سے آگاہ کیے دیتا ہوں کہ اگر اپنی اور ہماری جان اُس
دشمن قوی کے ہاتھ سے بچانا ہے تو سرحد کا بند و بست کرو اور بدیع الملک کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالو
ورنہ بہت دشوار ہو جائیگا ایک ساحر نامہ لیکے طرف حکیم طرقوس کے روانہ ہوا اور اُسکے بعد نوخیز جادو
کو حکم دیا کہ تو جاکر ملکہ ماہ قلندری کو گرفتار کرنا۔ نوخیز جادو اژدر سحر تیار کر کے طرف باغ ملکہ ماہ قلندری کی
کر روانہ ہوا۔ لیکن اول حال نامہ کا سنیے کہ جس وقت نامہ بلاکشان جادو کا حکیم طرقوس کو پہونچا حکیم
طرقوس نے نامہ پڑھکر پانچ سو لنگوروں کو طلب کیا جب وہ حاضر ہوئے تو اک پورے لنگور تو اُن

سب پر افسر کر کے حکم دیا کہ فوج انسانوں کی اس طرف آتی ہے تم جاؤ اور اُن سب کو گرفتار کر لاؤ۔ یہ حکم
سنتے ہی وہ سب لنگور جانب سرحد بیابان روانہ ہوئے اب یہ حال سہراب بلند کمان اور لہراسپ
تیغزن کا سنیے کہ پیش خیمے لیے ہوئے کوچ بکوچ منزل بمنزل چلے جاتے ہیں جو وقت قریب سرحد
بیابان لنگوران کے پہونچے تو دیکھا کہ جانب صحرا سے کچھ سیاہی نمودار ہوئی۔ یہ لوگ سمجھے کہ
سیاہ آندھی ہے اسی جگہ ٹھہر گئے بعد کچھ دیر کے دیکھا کہ اُس سیاہی میں سے پانچ سو لنگور جنکے قد
فیل کے برابر دُمیں چالیس چالیس گز کی بلند کیے ہوئے قلقاریاں مارتے چلے آتے ہیں بس
ان لوگوں نے اتالہ بارگاہ کا پشت پر لے لیا اور تلواریں کھینچکر آگے بڑھے۔ پہلے لہراسپ
تیغزن صف سے آگے بڑھا اور لنگوروں کو ڈانٹا کہ خبردار آگے بڑھنے کا قصد نہ کرنا یہ دیکھتے ہی
لنگور مثل لشکر کے پرے جما کر کھڑے ہوگئے اور ایک لنگور جو دراز قامت تھا صف سے نکلکر
سامنے لہراسپ تیغزن کے آیا اور مثل انسانوں کے گویا ہوا کہ اے شخص تو کس ارادے سے آیا ہے
جا پلٹ جا یہاں سے ورنہ سخت پریشان ہوگا۔ لہراسپ نے جواب دیا کہ او دراز دم تیری بھی یہ
حقیقت ہے کہ تو انسانوں کو ڈراتا ہے تو خود ہمارے سامنے سے ہٹ جا ورنہ مارا جائیگا۔ یہ سنکر اُس
لنگور نے دُم علم کی اور پکارا کہ بچ۔ لہراسپ نے تلوار کھینچ لی لیکن لنگور نے ایسی دم ماری کہ لہراسپ
تڑاپ کر گھوڑے سے گرا اور اسی اضطراب میں لنگور کو تلوار ماری۔ لنگور نے تلوار سپر پر روکی خود بھی بچا
ابکی مرتبہ لنگور نے دم مار کر کمر لہراسپ تیغزن کی دم میں لپیٹ لی اور زور کرکے لہراسپ کو بلند کر لیا
اور یوں ہی دم پر اُٹھائے ہوئے اپنے لشکر میں چلا گیا۔ سپاہیان لشکر لہراسپ کے رنگ فق
ہوگئے وہاں اُس لنگور نے لہراسپ کو اپنے ہمراہیوں کے سپرد کیا اور آپ پھر میدان میں آکر پکارا کہ
اب بھی تم لوگ پلٹ جاؤ ورنہ اسی طرح سبکو باندھ لیجاؤنگا۔ جب تمہارے افسر کی یہ حالت ہوئی کہ
کچھ نہ کرسکا اور بندھا چلا گیا تو تم کیا کر سکوگے۔ یہ سنکر سہراب بلندکمان کو غصہ آیا اسنے شانے
سے کمان لی اور ترکش سے تیر کھینچکر لنگور کی آنکھیں تاک کر تیر مارا۔ لنگور نہایت چالاک تھا تیر خالی
دیا اور جست کرکے قریب سہراب کے آگیا اور دم ماری سہراب نے تلوار ماری کہ دم اسکی قلم کردوں
لیکن تلوار نے کام نہ کیا اسلیے کہ لنگور کو حکیم نے مثل اسفندیار کے روئیں تن بنایا تھا بس لنگور
نے سہراب کو بھی دم سے باندھا اور کھینچ لیے چلا گیا۔ اہل لشکر دوڑ پڑے کہ سردار کو اپنے اس
جانور موذی سے چھین لیں۔ یہ دیکھکر سب لنگور بھی دُمیں کھڑی کیے ہوئے آپہنچے
دلاوروں نے تلواریں مارنا شروع کیں اور لنگوروں نے دموں کے کوڑے برسانا شروع کیے دم بھر
میں پانچ سو سپاہیوں کو لنگوروں نے دموں سے لپیٹا اور باندھے لیے چلے گئے باقیماندہ جان
بچاکر واپس آئے اور بارگاہ کو لیے ہوئے روتے پیٹتے بخدمت شاہزادہ بدیع الملک روانہ
ہوئے اُدھر حکیم طرطوس نے اک مکان وسیع بطور زندان کے بنوایا اور آہنگروں کو بلاکر زور
آہن کے تیاری کا حکم دیا کہ بڑے بڑے پہلوانوں کو اسیر کرنا ہے ہتکڑیاں بیڑیاں بہت بھاری جلد
تیار کرو۔ آہنگروں نے طوق زنجیر ہتکڑی بیڑی بنانا شروع کیے دوسرے روز پانچوں سو لنگور
پانچ سو سپاہیوں کو اسیر کیے ہوئے مع لہراسپ تیغزن و سہراب بلندکمان پہونچے حکیم
طرطوس نے ان سب کو زندان میں بھیجکر ایک نامہ بنام شاہزادہ بدیع الملک تحریر کیا مضمون نامہ
یہ تھا کہ اے بدیع الملک اگرچہ تم صاحبقران دوران ہو لیکن یہ وہ مقام نہیں ہے جہاں تمہاری

صاحبقرانی چل سکے۔ میرا ایک ایک لنگور اگر چاہے تو صاحبقرانی کر سکتا ہے اگر اپنی عزت بچانا چاہتے ہو تو یہاں سے چلے جاؤ۔ جو سردار تمھارے میری قید میں ہیں انکو بھی رہا کر دونگا اور اگر نہ مانوگے تو یاد رکھو مثل انھیں اسیروں کے تم بھی بند میں بیٹھے ہوگے اور زندگی بھر اس زندان بلا سے نہ نکل سکوگے میں ساحر نہیں ہوں کہ اسم اعظم کچھ کام کر سکے۔ جسوقت مضمون نامہ تمام ہوا تو حکیم طرقوس نے نامہ اک بہت بڑے لنگور کے سپرد کیا اور کہا کر جاکر یہ نامہ بدیع الملک کو دینا اور اسکا جواب اُنسے لانا لیکن وہاں اُنپر کوئی سختی نکرنا۔ لنگور نے نامہ ہاتھ میں لیا اور بیابان لنگوران سے طرف بدیع الملک کے روانہ ہوا۔ یہاں شاہزادہ بدیع الملک سیر و شکار کرتے چلے آتے تھے۔ بہرام خاکستر پوش و نعمان تیرزن ساتھ ساتھ تھے کہ اک مرتبہ دیکھا کہ لوگ سہراب بلند کمان اور لہراسپ تیغزن کے روتے پیٹتے چلے آتے ہیں۔ ان لوگوں نے بڑھکر پوچھا کہ کیا ہوا۔ اُنھوں نے تمام سرگذشت اسیری لہراسپ اور سہراب کی بیان کی۔ بدیع الملک کو نہایت تعجب ہوا کہ لنگوروں نے اتنے اتنے بڑے سرداروں کو اسیر کر لیا لیکن نہایت متردد ہوئے کہ کیا کرنا چاہیے یہ کسطرح کے لنگور ہیں جنپر نہ تلوار اثر کرتی ہو نہ زور میں وہ دبتے ہیں چونکہ شام ہو چکی تھی رات کو اُسی جگہ قیام کیا صبح کو حکم کوچ دیا خضران نے کہا کہ کدھر جانے کا ارادہ ہے بدیع الملک نے کہا جدھر جا رہے تھے کیا تمھیں نہیں معلوم ہے کہ میں جو قصد کر لیتا ہوں اُس سے باز نہیں آتا ہوں جبتک معاملہ یکسو نہ ہو جائے۔ خضران نے کہا کہ سیکڑوں لڑائیاں فتح کیں ایک میں شکست کھائی سہی غنیمت سمجھو کہ دو سرداروں پر خیر گزری تمھاری تو عزت بچی۔ بس پلٹ چلو جو مقصود تھا وہ حاصل ہو گیا کہ ملک قبضہ میں آگئی کسے بھی تنہا چھوڑ آئے ہو۔ بدیع الملک نے فرمایا کہ جسنے پیدا کیا ہے اُس سے زیادہ کوئی کسیکا نگہبان نہیں ہے۔ ابھی یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ جانب صحرا سے اک لنگور برابر فیل کے ہاتھ میں نامہ لیے ہوئے نمودار ہوا سب اُسکی طرف دیکھنے لگے لنگور قریب آیا اور پوچھا کہ صاحبقران کہاں تشریف رکھتے ہیں لوگوں نے اشارہ سے بتایا۔ لنگور نے بڑھ کر بدیع الملک کو نامہ دیا۔ بدیع الملک کو اور حیرت ہوئی کہ یہ تو مثل انسانوں کے باتیں کرتے ہیں جب نامہ پڑھا اور مضمون نامہ سے آگاہ ہوئے تو خضران نے کہا یا صاحبقران حکیم طرقوس سچ کہتا ہے انسان کو جانوروں کے مقابلہ میں جانا اپنی عزت گنوانا ہے۔ ایک روئین تن کے مقابلہ میں تو ہم خون پینا آجاتا ہے جہاں سب روئین تن ہوں وہاں کیا ہو سکیگا۔ بدیع الملک نے غصہ سے کہا کہ تجھے ہمارے امور میں کیا دخل ہے خضران نے بھی تیوری پر بل ڈال کے کہا کہ تمھاری تو یہ حرکتیں تمکو ذلیل کروائینگی تمکو ہوس ملک و مال بہت خراب کریگی۔ کچ لنگوروں سے لڑنے پر آمادہ ہو کل کتوں اور سیاروں سے مقابلہ کرنے کو موجود ہو جاؤگے واہ کیا صاحبقرانی ہے جسکے مقابلے نہ امیر اول سنے کیسے نہ امیر دوم لے یہ بات آپ ہی کے واسطے اُٹھ رہی تھی بسم اللہ آپ اپنے فعل کے مختار ہیں بندہ اپنی حرمت نہیں گنوانے کا۔ میں تو خانہ کعبہ جاتا ہوں جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ میرے ساتھ چلے اور جسکو بدیع الملک کا ساتھ دینا ہو وہ یہاں رہے۔ یہ کہکر خواجہ خضران اُٹھ کھڑے ہوئے اور عیاروں سے اشارہ کیا کہ چلو جن عیاروں نے اشارہ خضران کا سمجھا وہ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ صرف وہ چار عیار باقی رہ گئے خضران تمام عیاروں کو ساتھ لیے ہوئے جانب صحرا روانہ ہو گیا۔ ہر اک تعجب میں تھا کہ کیا کسی کی دوستی کا اعتبار کرنا۔ سچ ہے کہ بُرے وقت کا کوئی ساتھی نہیں ہے۔ خضران اپنے باد والے وقت

درمین بدیع الملک کو چھوڑ دیا جو عیار باقی رہگئے تھے بدیع الملک نے اُنسے بھی کہا کہ تم کیون نہ چلے گئے۔ اُنھون نے عرض کی کہ ہمارے دمون مین دم جبوقت تک باقی ہی ہم اِن قدمون کو ہرگز نہ چھوڑینگے بدیع الملک نے جواب نامہ کا تحریر کیا کہ اے حکیم طرقوس بڑے تعجب کی بات ہی کہ تم حکیم ہو کر خدا ناشناس ہو معلوم ہوتا ہی کہ تمھاری عقل سالم نہین ہی بلکہ ناقص ہی جو اسوقت تک تمنے اپنے پیدا کرنے والے کو بھی نہ پہچانا اور اک کافر کے شریک ہوے بہتر یہ ہی کہ دین خداپرستی کو اختیار کرو اور رفاقت بلاکشان جادو سے دست بردار ہو جاؤ ورنہ ایک آن مین غارت ہو جاؤ گے جس خدا نے تجکو اور تمکو بلکہ سارے عالم کو پیدا کیا ہی وہ ایسا قادر و توانا ہی کہ اُسکے آگے کوئی دانائی کسیکی نہین چلتی ہی سمجھ مین بھی نہ آئیگا کہ تم کسطرح غارت ہو گئے۔ یہ کلمات مین اُسی پیدا کرنے والے کے بھروسے پر کہتا ہون کہ جسنے مجکو صاحبقران بنایا ہی بعد ختم مضمون نامہ اُس لنگور کے سپرد کیا لنگور جواب نامہ لیکر جانب حکیم طرقوس روانہ ہوا اور جاکر نامہ حکیم کے ہاتھ مین دیا۔ حکیم طرقوس نے جو نامہ پڑھا غصہ مین آیا اور تمام لنگورون کو حکم دیا کہ لشکر تیار کرو ہم بدیع الملک سے لڑینگے اُسی وقت قریب تیس چالیس ہزار لنگورون کے جمع ہو گئے۔ چار لنگورون نے تخت حکیم طرقوس کا اُٹھایا اور جانب سرحد بیابان روانہ ہو گئے۔ ادھر شاہزادہ بدیع الملک کوچ کر کے نزدیک بیابان لنگوزان کے پہونچے اور خیمہ برپا کیا۔ ہرکارے واسطے دریافت حال کے روانہ ہوے بعد کچھ دیر کے آکر عرض کی کہ حکیم طرقوس چالیس ہزار لنگور اپنے ساتھ لیے ہوے بعزم مقابلہ چلا آتا ہی فرمایا کچھ پروا نہین۔ خدا ہے مابزرگ ست کہ اک مرتبہ جانب صحرا سے تق گرد و غبار بلند ہوا اور حکیم طرقوس چالیس ہزار لنگورون سے نمودار ہوا۔ ایک ایک لنگور فیل کے برابر دمون کو علم کیے ہوے۔ بعضے لنگورون کی دُمون مین پھریرے لگے ہوے تھے کہ وہی بجاے نشان لشکر تھے پھریرون کے رنگ سیاہ و زنگاری تھے اور اُنپر تعریف بتون کی مرقوم تھی آکر ان لنگورون نے بھی اک مقام پر خیمہ نصب کیا۔ حکیم طرقوس تخت سے اُترا داخل بارگاہ ہوا اُسی وقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگ فوراً نقارہ دزی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی۔ خبر شاہزادہ بدیع الملک کو ہوئی۔ فرمایا کچھ پروا نہین کہدو کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی۔ یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا اور دونون لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین۔ بدیع الملک خدا پر تکیہ کیے ہوے تھے لیکن اہل لشکر مین سخت انتشار تھا۔ ایک ایک سے رخصت ہو رہا تھا اور وصیت کر رہا تھا کہ کل کے روز دیکھیے کیا ہوتا ہی کون ان موذیون کے ہاتھ سے بچتا ہی اور کون مبتلاے بلا ہوتا ہی لیکن لنگور نہایت خوش تھے۔ اب انکو تو انتظار صبح مین چھوڑا جاتا ہی اور یہان سے

چند کلمے داستان مصیبت نشان ملکہ ماہ قلندری کے بیان کے جاتے ہین

کہ بعد رخصت ہونے شاہزادہ بدیع الملک کے یہ نہایت پریشان ہوئی بستر پر تکیہ لیٹ کے پڑ رہی بار بار یہ شعر زبان پر آتا تھا ؎ جو مین ایسا جانتی کہ پیت کیے دُکھ ہوے + نگر ڈھنڈورا پیٹتی کہ پیت نہ کریو کوے + ہاے کیا بری قسمت ہماری ہی کاش خدا نے صورت کے بدلے قسمت اچھی بنائی ہوتی۔ صورت کے اچھے ہونے نے عجب عجب مصیبتون مین پھنسایا ہی پہلے بلاکشان جادو خواستگار ہوا اُس سے جان بچی تو نقابدار خاکی پوش مسلط ہوا۔ جب خدا نے

اسکو بھی غارت کیا اور بدیع الملک سے دل لگایا تو اُنسے بھی مفارقت ہوئی ہماری قسمت مین
ہر طرح تڑپنا ہی رہا اپنی وہی حالت ہی کہ سہ دن گیا تھا کہ بلا سے شب فرقت آئی + ایک آفت
جو ٹلی دوسری آفت آئی + کیون رضیہ کیا اب پھر دیدار بدیع الملک میسر ہوگا یا نہین - رضیہ
ہرچند سمجھاتی ہی بہلاتی ہی کہ غم غلط ہو مگر اسکو ناامیدی نے ایسا گھیر لیا ہی کہ بدیع الملک
سے ملنے کی امید ہی نہین - کھانا پینا سب چھوٹ گیا ہی بیٹھی رویا کرتی ہی نہ سہیلیون کی باتون مین
دل لگتا ہی نہ سیر باغ سے جی بہلتا ہی اُداس اُداس پریشان پھرتی ہی جب سی لگ گئی
ہی تنہائی زیادہ پسند آتی ہی دل سے باتین کیا کرتی ہی تصویر خیالی بدیع الملک کی پیش نظر ہی
اگر کوئی باعث تسکین ہی تو یہی مشغلۂ آہ و زاری ہی ہمدم بیقراری ہی کبھی کہتی ہی سہ جنھین سمجھتے تھے
دیدار یار کے قابل + وہ آنکھین ہوگئین اب انتظار کے قابل + جمال تونے دکھا کر بگاڑ دی
عادت + یہ آنکھین اب نہ رہین انتظار کے قابل + کبھی یہ کہکر دل کو سمجھاتی تھی - سہ

جو دل پر چوٹ کھا بیٹھے تو گھبرانے سے کیا حاصل || کیا ہی جو اسے کھلتے پچھتانے سے کیا حاصل

کبھی حالت مایوسی مین یہ شعر ورد زبان ہوتا تھا سہ یاس ہی دل کو تیرے آنے سے +
ہمین جاتے ہین اب زمانے سے + زندگی اسنے تلخ کر دی ہی + زہر بہتر ہی رنج کھانے
سے + دو ہی دن مین نقشہ بدل گیا سرخ سرخ گالون پر زردی چھاگئی - شادی کرنے سے بال
پریشانی دل کی خبر دینے لگے آنکھون کی حسرت سرشک یاس بنکر نمودار ہوئی رضیہ خاتون نے
دیکھا کہ رنگ بیڈھب ہی اگر یہی حالت ترقی غم کی رہی تو بدیع الملک کے واپس آنے تک
انکا زندہ رہنا دشوار ہی بس اسنے صدقے قربان جاکر ہزار دن قسمین سر بدیع الملک کی دیکر
سیر باغ پر آمادہ کیا کہ ذرا باغ کی ہوا سے تفریح ہو بجہ خیال بیٹے ملک مجبور ہوکر رضیہ کے ساتھ ہولی
لیکن ہر گام پر پاؤن لڑکھڑاتے تھے ضعف سے غش پر غش آتے تھے - دیر تک سیر باغ
مین مصروف رہی لیکن غنچۂ دل نہ شگفتہ ہوا - کشت حسرت خشک رہی سوکھے دھانون پانی
نہ پڑا - دیکھنے والے کہتے تھے کہ سر منڈاتے اولے پڑنا اسی کو کہتے ہین - خدا باغ تمنا مین
بہار لائے گل مقصد کو نسیم رواق کھلائے جو وقت بلبلین قریب گل بیٹھکر چہکتی تھین
وہ ملکہ مباختہ یہ شعر پڑھکر رو دیتی تھی سہ تاڑے وہ پھرے ہوئے تمہے فلک نے جو دیے
جسنے کہ ہنس کے بات کی ہم بھی لپٹکے رو دیے + سبزہ سے بیگانہ وار رنج کے چلتی تھی درختون کا
سایہ آسیب کی طرح ڈراتا تھا لالہ کا سرخ رنگ دل مین آگ بھڑکاتا تھا نرگس کو دیکھکر نرگس شہلا
یاد آتی تھی سنبل پر نظر کرنے سے پریشانی سوا ہو جاتی تھی - سوسن کی زبان درازی پہ جیب
تک گئی تھی نکہت گل سے بغیر اپنے یوسف گل پیرہن کے دماغ پریشان ہوتا تھا سر مین درد
ہوتا تھا موج صبا سے دل پر آرہ چلتا تھا ہوا کے سناٹے سے دل ہاتھون اچھلتا تھا - بات
بات مین رو دیتی تھی دامن آنسوؤن سے بھیگ جاتے تھے کہ یکایک دریا ئب کہسار سے گرج
اور چمک پیدا ہوئی ہولے سے سرد چلی - طائر چہکنے لگے پھول کھل کھل کے لہلہانے لگے نظر رضیہ خاتون
کی بجلی کی چمک سے گھبرا کر دیکھے تو اسوقت عجب بہار ہی نیرنگ قدرت پروردگار ہی کیا سماں ہی گھٹا آئی
ہی فدا اس کی بہار دیکھیے اگر حکم ہو تو جام و صراحی لے آؤن - ملکہ نے اک آہ سرد بھر کر یہ شعر
ورد زبان کیا سہ شرع مین اپنی دا غنظ حکم ہین سبکشی کے وہ + یار جو دے حلال ہی خود جو پیے

حرام ہی ۔ اے رضیہ ایسی باتین نکر۔ بادل کو دیکھکر دل اُمنڈا آتا ہی بادل کی گرج سے دل مین
دھڑکن پیدا ہوتی ہی بجلی کی چمک سے ہوک سی اُٹھتی ہی یقین ہی کہ بارش کو دیکھکر تقاطرِ
اشک شروع ہو جائیگا۔ یہ سنکر رضیہ تو خاموش ہو رہی مگر وہ ابر پھیلنا شروع ہوا اور گرج
چمک زیادہ ہونے لگی۔ ہر لکۂ ابر اک برق معلوم ہوتا تھا کوندے کی تاب شمشیر سے مشابہ تھی
بجلی چمک چمک کر خرمن ہستی کے پھونک دینے کا قصد کر رہی تھی۔ ملکہ نے رضیہ سے کہا کہ
ارے یہ تو سامان قتل معلوم ہوتا ہی اے رضیہ یہ ابر ابر رحمت نہین بلکہ ابر غضب ہی۔ اسمین
ہزاروں بلائین پنہان معلوم ہوتی ہین اس ابر سے پانی کی جگہ آگ برسے گی یہ چمن سرسبز ہونے
کے بدلے خزان ہوا جاتا ہی دل اچھی خبر نہین دیتا۔ رضیہ نے کہا بی بی خدا نکرے بات یہ ہی
کہ جب بُرائیان دل مین بسی ہوتی ہین تو ایسی ایسی باتین ذہن مین آتی ہین لیکن ملکہ خوف زدہ
ہوکر اندر قصر کے چلی آئی۔ آنکھین بند کیے تھی کہ بجلی کی چمک نہ دیکھون۔ کانون پر ہاتھ رکھے تھی کہ
گرجنے کی صدا سنائی نہ دے۔ اب وہ ابر تمام باغ پر محیط ہو گیا اور بجائے قطرات باران شرارے
برسنا شروع ہوے اور طائران باغ نے شور کیا اور مانند طائران آتشبازی کے جل کر خاک ہونے
لگے نخل مانند نخل چنار کے دہک رہے تھے سبزہ جل کے رہ گیا۔ سارا چمن رشک بہار ہو گیا
اتو ملکہ کے ساتھ رضیہ بھی بھاگی اور یہ دونون جاکر اک حجرہ مین پوشیدہ ہوگئین جسوقت سب
جل گیا تو نوخیز جادو کا نعرہ ہوا اور یہ ملعون ملکہ کو ایک ایک گوشہ مین تلاش کرنے لگا۔
یہانتک کہ ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے اس حجرہ مین پہونچا جہان ملکہ اور رضیہ چھپی بیٹھی تھین بس
نوخیز جادو نے آواز دی کہ او گیسو بریدہ تیری ہی ذات سے بدیع الملک اس مقام تک پہونچا
اور اسنے نقابدار خاکی پوش کو مارا۔ دیکھ تو اس فتنہ پردازی کا نتیجہ کیا نکلتا ہی تجکو بلاکشان
جادو نے بلایا ہی۔ یہ کہکر اک رسن سحر مین دونون کو باندھ کر ساتھ لیا اور بعد نار ہی باغ اسی ابر
مین پوشیدہ ہوکر جانب بلاکشان جادو روانہ ہوگیا۔ یہان باغ پر عجب عبرت چھائی ہوئی تھی
تمام درخت وگیاہ وگل وثمر طائران خوش الحان مالی اور باغبان سب جل کر خاک ہوگئین مالک
باغ اسیر ہوکر کس بے بسی سے دشمن کی طرف روانہ ہوگئے لیکن اول حال نوخیز جادو کا سنیے
کہ جسوقت یہ ملعون سامنے بلاکشان جادو کے پہونچا تو اسنے قید ملکہ کی مع قید رضیہ خاتون پیش
کی۔ بلاکشان جادو ملکہ کی طرف مخاطب ہوا اور کہا کہ کیون او شوخ دیدہ و گیسو بریدہ مجسے تو تو
انکار تھا اور جوان حسین کو دیکھکر پھسل گئی اب وہ فقیری آن کدھر گئی تو نے میرے ایسے
رفیق نقابدار خاکی پوش کو قتل کرایا پھر بھی تجھے صبر نہ آیا کہ اب میرے قتل کی درپے ہوئی اور بارگو
اپنے دربند لنگوران کے راستے سے ادھر بھیجا غرض تو اسکا یہ تھا کہ مین تجھے اور اُسے دونون
کو قتل کرتا مگر تجپر عاشق تھا اسوجہ سے اتنی رعایت کرتا ہون کہ اگر اب بھی تو وصل میرا قبول کرے تو
تجھے چھوڑ دون اور جسطرح تو اپنے ملک مین حکومت کرتی چلی آئی ہی اُسی طرح حکومت کیا کر ورنہ
اسطرح قتل کرونگا کہ مرغان ہوا اور ماہیان دریا تیرے حال پر گریہ کرینگی۔ یہ کہکر بلاکشان جادو
خاموش ہوا کہ ملکہ کیا جواب دیتی ہی مگر ملکہ نے کوئی جواب نہ دیا اک سکوت تھا جو کہنے سے کم نہ تھا اب
بلاکشان جادو رضیہ کی طرف مخاطب ہوا کہ یہ سب کارستانیان تیری ہی معلوم ہوتی ہین تو ملکہ
کو سمجھا کر راہ پر لا ورنہ تجھے اور اسے دونون کو قتل کرونگا۔ رضیہ نے بھی کوئی جواب نہ دیا۔ یہ دیکھکر

بلاکشان جادو نے جلاد کو طلب کیا اور حکم دیا کہ سر ان دونون کے کاٹ کر۔ جلاد نے تلوار ماری کہ سر
ملکہ کا کٹ گیا۔ سر قلم ہوتے ہی گلوے بریدہ سے دھوان پیدا ہوا بلاکشان جادو سمجھا کہ سوز بغض نے
اسکو اندر ہی اندر پھونک دیا مگر اب وہ دھوان جو پھیلا تو جس ساحر کی آنکھون مین لگا وہ اندھا ہو گیا
اور اُسی دھوئین مین شرارے بھی چمکتے ہوے نظر آئے جو شرارہ جس ساحر پر گرا اسکو جلا کے خاک
کر دیا۔ یہ دیکھکر بلاکشان جادو بہت گھبرایا اور اسنے سحر کرنا شروع کیا کہ اُس دھوئین کو ہٹاوے
مگر سحر نے کام نہ دیا تمام جھولی سحر کی خالی ہو گئی۔ اور وہ دھوان فزون ہوا اور اب شرارے
چمکتے ہوے اسکی طرف بھی بڑھے جب بلاکشان جادو سحر کرتا تھا شرارے کچھ دور تھم جاتے
تھے پھر اُسکی طرف بڑھنے لگتے تھے بلاکشان جادو پیچھے ہٹنے لگا اور بعد بھاگنے کے اُسکے
کئی رفیق بھی اسکے مارے گئے اور تو خیر جادو کو تو پہلے ہی دھوئین نے گھیرا اور شرارون نے
پھونک دیا کہ یکایک جانب کہسار سے اک اژدر پران پیدا ہوا اور اُس اژدر پر ایک دیو کوئی سوار
بال اُسکے فتیلہ فتیلہ چھوٹے ہوے گلے مین بجاے زنار سانپ پڑے ہوے بازو پیر کہنی زانو
بت بندھے ہوے قہر کی صورت بھوت سی بھبوتی بیچا سی ڈرونی چہلے کی سی لال لال آنکھین کو نکل
آنے دیر تو دیکھنے سے غش و بیخود ہو جاے جسوقت اژدر اڑتا ہوا قریب پہونچا تو اسی ساحرہ نے
کچھ اسم سحر پڑھکر خون پیشانی چلو مین لیا اور اُس دھوئین پر مارا کہ تمام دھوان پھر اُسی لاشہ
بے سر مین سما گیا اور جو لوگ اندھے ہو چکے تھے مگر جلنے سے محفوظ تھے اُنکی آنکھون مین سحر
لگایا کہ آنکھین اُنکی روشن ہو گئین بعد اُسکے وہ ساحرہ اپنے اژدر سحر پر سے اُتر کر قریب بلاکشان
جادو کے آئی اور کان اینٹھ کر رسان رسان دو طمانچے مار کر کہا کہ مردوے تجھسے ہمنے منع کیا تھا
کہ ان فقیرون سے دم نہ مارنا مگر تو نے دانا اپنے سحر کے زور پر اُس خر درویش ریاضت کش پر
دست اندازی کرنا چاہی اُسکا نتیجہ دیکھا کوئی سحر بھی کام آیا تو سمجھا تھا کہ فقیر مر گیا تو دختر اُسکی
لاوارث ہو گئی یہ بھی نہیں معلوم کیا سبب تھا کہ اب تک نقابدار کی قید مین ملکہ رہی اور کسی نے
دخل نہین دیا۔ اب نقابدار مر گیا عہد ٹوٹ گیا۔ یہ درویش نحیف کا کام ہے کہ اُسنے ملکہ اور اُسکی
سہیلیون کو پہلے ہی بلا لیا اور نقلی تصویرین باغ مین چھوڑ کر تمہین دھوکا دیا اگر مین نہ آ جاتی تو
یہ آگ بغیر تجھے جلاے ہوے فرو نہوتی۔ بلاکشان جادو نے کہا کہ نانی امان آپ سچ کہتی ہین
مجھسے بڑی نادانی ہوئی۔ بہمن جادو نے کہا کہ تیرے کارن مجھے چلہ سے اٹھنا پڑا اب جن باقی
ہون اور چلہ تمام کر کے آونگی تا وقتیکہ مین نہ آون تو جنگ آغاز نکرنا۔ اگر بدیع الملک تیری تلاش
مین آمادہ ہو آنے دے ابھی تو تجھے حکیم طرطوس سے مقابلہ کرنا پڑیگا اسنے عرصہ مین مین آ جاونگی
یہ کہکر بہمن جادو تو اُس طرف روانہ ہوئی اور بلاکشان جادو اپنے کردار پر پشیمان ہو کر یہان مقیم ہوا
لیکن اب حال درویش نحیف کا سنیے کہ جسوقت اُنھون نے اپنے انتظام سے فرصت پائی اور
ملکہ کو اُسکی سہیلیون سمیت بلا لیا تو ایک نامہ شاہزادہ بدیع الملک کے نام تحریر کیا۔ مضمون نامہ
یہ تھا کہ آجتک تمہارے مزاج سے بچپنا نہین گیا ناموس کو اپنے کوئی ایسے خطرناک مقام پر تنہا چھوڑ
دیتا ہے اگر مین خیال نہ رکھتا تو کیا تم ملکہ کو زندہ بھی پا سکتے تھے۔ بعد تمہارے چلے جانے کے مصیبت
پیش آئی مگر مین نے ملکہ کو اپنے پاس بلا لیا ہے اب اطمینان رکھو اور جس کام کو گئے ہو اُسے انجام
دیکر واپس آؤ تو عقد ملکہ کے ساتھ کر لینا یہ مضمون لکھ کے نامہ کو طائر کے گلے مین باندھ کر اُڑا دیا

بدیع الملک بیرون بارگاہ بیٹھے ہوئے ہیں نقارہ ذری بج رہا ہی اُس طرف لنگور نقارے بجا رہے
ہیں چوبون کے عوض دُمین مار رہے ہیں اور لشکر اسلام کی طرف دیکھ دیکھ کر خوخیا رہے ہیں۔
بدیع الملک کبھی تو اُنکو دیکھ کر ہنستے ہیں اور کبھی دل میں سوچتے ہیں کہ یہ کس مصیبت کا سامنا ہے
خداوندا کیا ہماری صاحبقرانی اور عزت انھین لنگورون کے ہاتھ سے جائیگی بہرام خاکستر پوش
اور نعمان تیرزن حاضر ہیں اور بار بار بدیع الملک سے عرض کرتے ہیں کہ ای شہریار اگر ان لنگورون
پر تلوار نہیں اثر کرتی ہی تو ہم انھین کمند سے باندھ لائینگے۔ یہ جانور ہیں ہم انسان ہیں ہم صاحب عقل
ہیں یہ غیر ذوی العقول ہیں۔ ہزار تدبیرون سے انکو پست کرینگے یہ کیا کر لینگے۔ بدیع الملک سبکی
خاموش سُن رہے ہیں کہ جسکی چل جاے وہی صاحب عقل ہی ورنہ انسان جانور سے بدتر ہی کہ دفعتًا
اک طائر آکر شاخ درخت پر بیٹھ گیا اور بدیع الملک نے دیکھا کہ گلے میں اسکے نامہ بندھا ہوا ہی۔
کسیکا نامہ بر معلوم ہوتا ہی کیا عجب ہی کہ میرے ہی پاس نامہ لایا ہو اسلیے کہ مجھے غور سے دیکھ رہا ہی
بدیع الملک نے اسکی طرف دیکھ کر چمکارا طائر اُڑ کر ہاتھ پر آ بیٹھا۔ بدیع الملک نے نامہ گلے سے
کھول لیا اور پڑھا۔ مضمون نامہ پڑھکر سناٹے میں آ گئے کہ واقعًا اگر یہ درویش خبر نہ دیتا تو نہین
معلوم کیا مصیبت آتی۔ بدیع الملک نے جواب نامہ میں شکریہ فقیر کا تحریر کیا اور طائر کے گلے میں
باندھکر روانہ کر دیا۔ طائر زقیل مار کے اُڑا ہوا چلا گیا۔ بہرام خاکستر پوش و نعمان تیرزن وغیرہ نے
پوچھا کہ ای شہریار کسکا نامہ آیا تھا بدیع الملک نے ان لوگون کو بھی آگاہ کیا کہ بعد میرے چلے آنے
کے ملکہ پر یہ مصیبت پیش آئی تھی ملازم بلاکشان جادو کا بدلے گرفتاری ملکہ آیا تھا مگر درویش نحیف
گوشہ نشین نے ملکہ کو بچا لیا اب ملکہ وہین ہی۔ القصہ رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونون
لشکر میدان میں آکر صف آرا ہوے اُس طرف حکیم طرقوس اک تخت پر سوار تخت کو اُسکے چار لنگور
اُٹھائے ہوئے ایک لنگور پس پشت بیٹھا ہوا چتر اُسکے ہاتھ میں حکیم کے سر پر سایہ کیے ہوے
پشت پر دو چار سو سوار انسان۔ چند خادم و خدمتگار آگے آگے چالیس ہزار لنگور اُنمین کوئی دو سو
کا افسر کوئی ہزار کا سردار ایک بہت بڑا لنگور جسکی پیشانی پر سفید داغ اور نصف دُم سفید تھی وہ
تمام فوج کا افسر تھا۔ یہ سب کے سب پرے جما کر برابر سے کھڑے ہوے جو لنگور علمداری کے
عہدے پر تھے اُنکی دمون میں پھریرے سِلے ہوے تھے بجاے نشان وہ دم کو علم کیے ہوے
تھے بعضے لنگور باجے جنگی بجا رہے تھے نقارے پیٹ رہے تھے اگرچہ حکیم طرقوس نے انکو
بہت شائستہ کر رکھا تھا مگر پھر بھی وحشیانہ حرکتیں ان سے ظہور میں آتی تھیں اسلیے کہ کسیکی خلقت
نہیں بدل سکتی بقول سعدی ؎ عاقبت گرگ زادہ گرگ شود + گرچہ با آدمی بزرگ شود +
بعض لنگور درستی صفوف لشکر میں مصروف تھے بعض نقابت کر رہے تھے کچھ کڑکا کہہ رہے تھے
بعضے لنگور میدان میں نکلکر درستی میدان میں مصروف تھے کوئی جھاڑیان کاٹ رہا تھا اور کوئی
پستی و بلندی زمین کو درست کر رہا تھا بعض لنگور دمون سے جاروب کشی کر رہے تھے بعض چھڑکاؤ
کر کے گرد کو بٹھال رہے تھے۔ بدیع الملک حیرت سے یہ سب کرشمے دیکھ رہے تھے اور کہہ رہے
تھے کہ واقع میں اس حکیم نے ان جانورون کو خوب سدھایا ہی۔ غرضکہ جسوقت میدان تیار ہو چکا
تو اک لنگور سامنے حکیم طرقوس کے گیا اور اجازت میدان مانگی۔ حکیم طرقوس نے اجازت دی
وہ کودتا ہوا اور ہمہمہ کرتا ہوا میدان میں آیا اور لشکر بدیع الملک کی طرف دیکھکر پکارا کہ تم مین کسکی

شامت پہلے آئی ہے جو میرے مقابلہ کا قصد کر رہا ہے آئے اور تماشا دیکھے کہ کیا ہوتا ہے۔ بس یہ سنتے ہی
بہرام خاکستر پوش مرکب کو جھکا کر سامنے شاہزادہ بدیع الملک کے آیا اور عرض کی کہ کیا حکم ہوتا
ہے فرمایا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے۔ یہ سنکر بہرام خاکستر پوش نے رکاب سعادت کو بوسہ
دیا۔ بدیع الملک نے آستین مرحمت پشت پر جھاڑی بہرام خاکستر پوش سلام رخصت
کرکے بار دگر مرکب پر سوار ہو کے سامنے اُس لنگور کے آیا جو مبارزطلبی کر رہا تھا۔ لنگور نے آواز
دی کہ تو کس چیز کے بھروسے پر میرے مقابلہ کو نکلا ہے۔ بہرام نے کہا کہ مدد خدا اور اپنی عقل کے
بھروسے پر یہ خوب جانتا ہوں کہ حربہ تجھپر اثر نہیں کرتا ہے لنگور ہنسا اور کہا کہ کیا تمھاری عقل
حکیم طرقوس کی عقل سے زیادہ ہے بہرام نے کہا کہ اس بحث سے کام نہیں تو جس واسطے
میدان میں آیا ہے وہ کام کر۔ لنگور نے کہا کہ پہلے تم اپنا حوصلہ نکال لو پھر دیکھا جائیگا۔ بہرام
نے کہا کہ ہم اہل مذہب اسلام میں ہیں پیشدستی نکرینگے اگر خدا تیری ضرب سے بچائیگا تو دیکھا
جائیگا۔ یہ سنکے لنگور نے دم علم کی اور خبردار خبردار کہکے بہرام خاکستر پوش پر وار کیا۔ بہرام نے
دم کو خالی دیا جسوقت دم زمین پر پڑی خاک اُڑی۔ لنگور دم سے بہرام کو ٹٹولنے لگا کہ کمر اپنے
دم میں لپیٹ لوں۔ بہرام نے اتنا وقفہ پاکر کمند ماری کہ ساتوں حلقے گلے میں لنگور کے جا پڑے
لنگور گھبرایا کہ یہ کیا بلا آئی ہے چاہا دونوں ہاتھوں سے کمند کو گلے سے نکالوں ہاتھ بھی لنگور کے
پھنس گئے اب اگر کمند کو کھینچتا ہے تو گلا گھٹتا ہے اور نہیں کھینچتا ہے تو پھنسا ہوا ہے۔ بہرام خاکستر
پوش نے چاہا اسے یونہیں کھینچ لیجاؤں وہ اک کوہ تھا کہ جسکا اپنی جگہ سے جنبش کرنا غیر ممکن تھا
جب کھینچ کھینچ کے بہرام تھکا تو لنگور نے دوبارہ دم ماری کہ پشت پر بہرام کے پڑی یہ معلوم ہوا
کہ کوڑا پڑا۔ بہرام تڑپ گیا کمند ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ لنگور نے بہرام کو دم میں لپیٹ لیا اور
دم کو علم کیا۔ بہرام دم لنگور میں لٹک گیا مگر گردن اور ہاتھ کمند میں پھنسے ہوئے تھے پس لنگور
نے دونوں ہاتھ زمین پر مارے اور گردن کو بلند کیا تڑاق تڑاق ساتوں حلقے کمند کے ٹوٹ گئے
اور لنگور جست خیز کرتا ہوا بہرام کو دم میں باندھے ہوئے لیے چلا گیا۔ بدیع الملک نے سر جھکا لیا
دل میں کہا کہ اللہ ری قوت کہ کمند کو اسطرح توڑ ڈالا حکیم نے اپنے لنگور کو شاباش کہا اور
بدیع الملک کی طرف دیکھکر آواز دی کہ اسیطرح اک روز بلکہ تھوڑی دیر میں تم بھی بندھے
چلے جاتے ہوگے اب بھی اگر اپنی حفظ آبرو پر نظر ہے تو چلے جاؤ مگر اب کسی سردار کو تمھارے
نہ چھوڑونگا۔ بدیع الملک کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا اور پکارے کہ او ملعون جسکو خدا عزت دیتا
ہے اسے کوئی کیا ذلیل کر سکتا ہے اگر خدا کو میرا اٹھانا منظور نہیں ہے تو تیری کیا حقیقت ہے جو مجکو اٹھا سکے
وہاں لنگور نے جاکر بہرام کو اپنی ہمراہیوں کے حوالے کر دیا۔ لنگوروں نے جلدی سے بہرام
کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پاؤں میں بیڑیاں ڈالدیں گلے میں طوق خاردار پہنا دیا۔ حکیم طرقوس
نے اور ایک لنگور کو اشارہ کیا ابھی اس لنگور نے آکر اہل اسلام کو ٹوکا۔ بدیع الملک نے
قصد نکلنے کا کیا تھا کہ نعمان تبرزن نے عرض کی غلام کے ہوتے حضور کیوں تکلیف فرمائیں بعد
میرے حضور کو اختیار ہے یہ تو معلوم ہو چکا کہ جسطرح بہرام اسیر ہو گیا ہے اسیطرح میں بھی اسیر ہو جاؤنگا
مگر اپنے سامنے حضور کو جانے نہ دونگا۔ بدیع الملک خاموش ہو رہے اور نعمان تبرزن سامنے
لنگور کے آیا۔ لنگور پکارا کہ اے پہلوان دیکھا تو نے کہ بھائی پھر اسطرح تیرے بھائی کو باندھ لیگیا

کوئی تدبیر کارگر نہوئی نعمان نے کہا کہ اگر یہی قسمت مین لکھا ہی تو وہ اُسے باندھ لیگیا تو مجھے
باندھ لیجا مگر یاد رکھ کہ پھر فرعون نے راموسی اگر خدا کو ہمین ذلیل کرنا منظور ہی تو کسی اور کو تجھپر غالب
کریگا اسلیے کہ آزار رسانی خدا کو پسند نہین ہی لنگور نے کہا کہ انہین باتون سے اور ایسی ہی فضول
تقریرون نے تمہین اس درجہ کو پہونچایا ہی خدا کیسا اور رسول کیسے خدا عقل ہی اور رسول حکیم
طرقوس ہی نعمان نے کہا بس بیہودہ نہ بک لا حربہ اپنا کہ دیر ہوتی ہی مجھے تیرے سامنے کھڑے
ہوئے شرم آتی ہی کہ تو جانور مین آدمی۔ جو ہونا ہو وہ جلد ہو جائے۔ یہ سنکر لنگور نے دم
ماری۔ نعمان نے خالی دی جیسے ہی دم لنگور کی زمین پر پڑی نعمان نے دوڑکر تبر مارا کہ دم اسکی
کاٹ دون نہ دم ہوگی نہ یہ مجھے باندھ سکیگا تبر اس زور سے پڑا کہ لنگور بلبلا گیا مگر دم پر جو بھی
نہ پڑا لنگور نے پھر تڑپ کر دم ماری۔ نعمان نے پھر خالی دیکر ابکی سر پر لنگور کے تبر مارا کہ پھر
لنگور چیخ اٹھا اور ناچنے لگا اور سنبھل کے پھر دم ماری۔ نعمان نے پھر خالی دیا اور دوڑکر سینے
پر لنگور کے تبر مارا۔ لنگور نے پلٹ کر تبر کو منہ سے پکڑ لیا اور دم سے نعمان کو لپیٹ کر لے بھاگا
اہل اسلام متحیر دیکھ کر رہگئے اور لنگورون نے تالیان بجانا شروع کین چند لنگور نمل وزنجیر لیے ہوئے
بڑھے اور نعمان کو باندھے ہوئے لیے چلے گئے۔ حکیم طرقوس نے بدیع الملک کی طرف دیکھکر آواز
دی کہ اے بدیع الملک دیکھو اب بھی یہان سے چلے جاؤ ہر چند کہ مین تمہارا دوست نہین دشمن
ہون لیکن چونکہ تم صاحب عزت اور مرد نام برآوردہ ہو اس باعث سے مجھے تمہارے اوپر رحم
آتا ہی اور دل نہین چاہتا کہ تمہین کسی قسم کی ذلت حاصل ہو۔ صاحبقرانی اور شی ہی اور یہ اور باتین
ہین جو میرے برابر عقل وحکمت مین ہو اور برسون میری طرح ریاض کرے وہ میرے مقابلہ پر آسکتا ہی
یہان جرات وقوت کا کام نہین ہی بدیع الملک نے فرمایا اقبال بھی کوئی شی ہی یا نہین اگر خداوند
عالم نے مجکو صاحب اقبال کیا ہی تو تیری عقل ودانائی کچھ کام نہ آئیگی اور اگر بد اقبالی آ چکی ہی تو ایسی
زندگی سے موت بہتر ہی اب مین آتا ہون خبردار رہو۔ یہ فرماکر قصد میدان مین جانے کا کیا تمام
علم جلوہ گری پر آئے اور شاہزادہ بدیع الملک نے اپنا خاص اسلحہ پہننا شروع کیا اُسوقت تک
معمولی اسلحہ پہنے ہوئے تھے جو چیزین پہنتے تھے اُسکو پہلے آنکھون سے لگاکر رو رہے تھے اور وداع
کرتے تھے سپر گرشاسپ ہاتھ مین لی اور پشت پر لگائی تیغ عقرب سلیمانی کو قبضہ چوم کر زیب کمر کیا
گرز سام بن نریمان کو ہاتھ مین تولا اور فرمایا کہ آج تیری آخری ضربین ہین اور ان لنگورون
کے سر ہین پر تجھے معلوم ہی کہ انجام اچھا نہین مگر یہ حکیم بھی کیا یاد کریگا کہ کسی سے مقابلہ پڑا تھا اگر
ان لنگورون کو زندہ توپ توپ نہ دیا تو نام اپنا بدیع الملک نہ پایا۔ غرضکہ اسلحہ تمام لشکر سے
وداع ہوکر میدان مین آئے۔ حکیم طرقوس نے آواز دی کہ اے بدیع الملک اگر تم صاحبقران زمان
ہو تو مین بھی اُس لنگور کو تمہارے مقابلہ مین بھیجتا ہون جو صاحبقران لنگوران ہی۔ یہ کہکر اپنے
افسر فوج کی طرف دیکھا یہ لنگور سب سے دراز قد اور قوی بازو اور زبردست تھا دم اسکی اور
پیشانی کے بال سفید تھے اور بدن پر درد گی پڑے ہوئے تھے بس یہ لنگور حکم کے ساتھ ہی
جست کرکے سامنے بدیع الملک کے آیا اور پکارا کہ مین نے سنا ہی تجھے زیادہ زبردست تمام دنیا
کے انسانون مین کوئی نہین ہی اگر آج تجھپر مین غالب آیا گویا تمام زمانے پر غالب آیا پھر کوئی لنگور
اور کوئی انسان میرے برابر نہین ہی اگر تجھے مارا تو آج سے مین صاحبقران زمان ہون۔ بدیع الملک

اسکی باتین تعجب سے سن رہے ہین اور فلک کو دیکھتے ہین کہ یہ کیا بکتا ہی خدا کی قدرت ہی کہ آج ایک
لنگور میرے سامنے یاوہ گوئی کر رہا ہی جب وہ خوب بک چکا تو سلیمان زمان صاحبقران دوران
نے ارشاد کیا کہ جس واسطے آیا ہی وہ کام کر زیادہ بیہودہ بکنے سے کوئی فائدہ نہین ہی۔ یہ سنکر لنگور
نے کہا کہ اگر تم صاحبقران دوران ہو تو مین بھی صاحبقران لنگوران ہون جسطرح تمکو پیشدستی مین
عار ہی اسیطرح مجھکو بھی تامل ہی لہذا پہلے تم اپنا حربہ کرو۔ بدیع الملک صاحب نے فرمایا کہ مین نے آجتک
پیشدستی نہین کی تو کیا چیز ہی جسپر مین پیشدستی کرون۔ حکیم طرقوس نے اپنے افسر فوج کو آواز دی
کہ اے المست تو ابتدا کرنے مین توقف نکر اسلیے کہ ابتداے جنگ ہماری طرف سے ہو چکی ہی
تیرے ساتھ والے ابتدا کر چکے ہین۔ یہ سنکر المست لنگور نے دُم کو علم کیا اور خبردار کہکر
بدیع الملک پر وار کیا۔ بدیع الملک نے سپر گرشاسپ کو بلند کیا۔ ادھر تو دم لنگور کی سپر پر گری
ادھر سپر کے نیچے پیدا ہوے دم کو پکڑ لیا۔ لنگور نے زور کیا کہ دم چھڑاؤن مگر دست صاحبقران
سے کب چھوٹتی ہی۔ بہت زور ہو رہے ہین ہر چند لنگور تڑپتا ہی مگر دم نہین چھوٹتی اتو لنگور نے ارادہ کیا
کہ صاحبقران سے کشتی لڑکر انکو باندھ لون۔ صاحبقران اسکا ارادہ دیکھکر ہوشیار ہو گئے۔
لنگور نے جیسے ہی پلٹ کر ہاتھ گریبان مین ڈالنا چاہا بدیع الملک نے ہاتھ پکڑ لیا۔ لنگور
نے چکٹ ماری بدیع الملک نے گھونسا منھ پر مارا کہ دانت لنگور کے ٹوٹ گئے اور اتنے
گھونسے مارے کہ شام تک المست لنگور کو بیدم کر دیا۔ شام کو صاحبقران اسے باندھ لائے
حکیم طرقوس نے میدان سے پھرتے وقت کہا کہ اے بدیع الملک یہ تمہارا ہی کام تھا
کہ اس لنگور کو تمنے گرفتار کیا مگر یاد رکھو کہ کل تم گرفتار ہو جاؤگے۔ اب ایک ایک لنگور کا تمسے
لڑنا اچھا نہین ورنہ سب اسیطرح اسیر ہو جاینگے کل سب لنگور تمپر آپڑینگے اور تمکو باندھ لاینگے
یہ کہتا ہوا طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا بدیع الملک بھی اپنے قیدی کو لیے ہوے
داخل بارگاہ ہوے المست لنگور کو تو قید محکم کرکے زندان خانے بھجوا دیا اور آب وضو کرکے
دو رکعت نماز شکر بجا لاے اور دوسرے روز کے واسطے دعا کی کہ خداوندا یہ ایک تنہا کسیطرح
ہجوم اسکو مین سے اسیر کر لیا کل کیا ہوگا مین بانتنے لنگورون سے تنہا کیونکر مقابلہ کرونگا وہان
حکیم طرقوس نے جاتے ہی پسر طبل جنگ بجوا دیا۔ ادھر لشکر بدیع الملک مین بھی کوس حربی
دوازشش مین آیا دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی۔ حکیم طرقوس نے اپنے لنگورون
کو بلاکر سمجھا دیا کہ کل جو بدیع الملک میدان مین آئین تو پہلے ایک لنگور مقابلے کو نکلے جب وہ گرفتار
ہو جائے تو سب لنگور دوڑ پڑین اور بدیع الملک کو باندھ لائین لنگورون مین کوڑی بھر گئی کہ
کل سب ملکر حریف کو باندھ لینگے کہ حریف زبردست ہی۔ یہان بدیع الملک نے شب بھر اس تردد
مین کھانا نہین کھایا دعا مین مصروف رہے۔ اہل لشکر مین یہ مشورے ہوتے رہے کہ اگر یہ سب
لنگور ملکر ہمارے آقا پر حملہ کرین تو ہم سب بھی جا پڑین اور حکیم کو باندھ لائین۔ اسکے سوا کوئی
تدبیر نہین ہی۔ غرضکہ تمام رات اہل اسلام کو عجب پریشانی مین گزری یہانتک کہ گریبان سحر
چاک ہوا ستارے جھلملا جھلملا کر نظرون سے غائب ہوے۔ نسیم سحری کے جھونکون نے
جاگتون کو سلایا اور سوتون کو جگایا۔ گلہاے صحرائی سے لپٹنے لگے گشت کے سوارون نے خبرین کہلا بھیجین
لشکر جوق جوق گروہ گروہ میدان مین جانے لگا۔ اسطرف سے لنگورون نے آکر صفین جمائین

ادھر انسانوں نے پرے باندھے۔ سواری حکیم طرقوس کی نہایت عظم و شان کے ساتھ میدان میں آئی
ادھر سے بدیع الملک میدان میں نمودار ہوئے۔ بعد آراستگی صفوف قتال و جدال لعب عجیب
دیکھنے بیٹھے تھے قریب تھا کوئی لنگور میدان میں نکلے کہ جانب صحرا سے تتق گرد بلند ہوا۔ چونکہ تھا
گرد کا ظہور کیا جاتا ہے سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ گرد آتے آتے شق ہوئی
دل گرد سے بہت سے شیر برآمد ہوئے آگے آگے اک لنگور پشت پر ایک شخص قوی الجثہ تخت پر بیٹھا ہوا
تخت کو چار شیر اٹھائے ہوئے۔ حکیم طرقوس حیران ہوا کہ یہ کون شخص ہے۔ اُدھر بدیع الملک نے
دل میں کہا کہ خدا خیر کرے۔ یک نشد دو شد کا مضمون ہے۔ یہ کون بلا آئی۔ لیکن اُس شخص نووارد
نے جو دیکھا کہ ایک جانب فوج لنگوروں کی پرا باندھے کھڑی ہے اور ایک طرف لشکر بدیع الملک
ہے بس تیسری جانب یہ بھی اپنے لشکر کی صفیں جما کر کھڑا ہو رہا۔ بدیع الملک نے ہرکاروں کو
بھیجا تھا کہ دریافت حال کریں۔ وہ جا کر بے نیل مرام واپس آئے کہ کوئی انسان ہو تو اُس سے
دعو کا دیکر پوچھیں جانوروں سے کیونکر کلام کریں۔ لیکن حکیم طرقوس نے ایک لنگور سے کہا
کہ پکار کر پوچھ کہ آپ کون ہیں اور کس ارادہ سے آئے ہیں۔ لنگور نے حکیم نووارد سے پوچھا۔
حکیم نووارد نے بیان کیا کہ میں بھی اسی صحرا کے گرد و نواح کا رہنے والا ہوں اور نام میرا حکیم فیلسوف
ہے میں نے یہ لشکر شیروں کا تیار کیا ہے کہ ہر ایک ایک تمام فوج لنگوران کے آگے ملک الموت
کا حکم رکھتا ہے۔ اور ایک لنگور کو ایسا تیار کیا ہے کہ وہ ان سب کا سردار ہے۔ یہ سب تیاریاں آج
کے روز کے واسطے تھیں۔ مجھے معلوم تھا کہ اک دن حکیم طرقوس سے آزمائش کرنا ہوگی
آج معلوم ہو جائیگا کہ تمنے کیسا لشکر تیار کیا ہے اور ہمنے کیسا لشکر تیار کیا ہے۔ یہ سنکر حکیم طرقوس کو
نہایت غصہ آیا اپنے ایک لنگور سے اشارہ کیا کہ جا اور پہلے اس حکیم فیلسوف ہی کے لنگور کو
اسیر کر لا۔ پھر بدیع الملک سے سمجھا جائیگا۔ یہ سنکر اک لنگور جست و خیز کرتا ہوا میدان میں آیا اور تن کر
اُسنے لشکر حکیم نووارد کی طرف دیکھکر ہم زرا اور پکارا کہ او حکیم جری بھی یہ لیاقت ہے کہ تو حکیم طرقوس
کے مقابلے میں لشکر کشی کرے۔ بھیج کسی کو دیکھوں تو تیرے شیر کیسے ہیں۔ اور یہ ایک لنگور جو تیرے
ساتھ ہے اسکا گوشت جرک کی طرح ہم سب میں تقسیم ہو جائیگا۔ یہ سنتے ہی حکیم فیلسوف نے اپنے
لنگور کی طرف دیکھا اور اشارہ کیا کہ ہاں لینا۔ بس یہ سنتے ہی وہ لنگور جست کر کے سامنے اُس
لنگور کے آیا اور پکارا کہ میں سرمست لنگور لاجواب ہوں۔ یہ سنکر حکیم طرقوس کے لنگور نے دم اپنی
کو پیچیدہ کر کے اسے باندھ لیجاؤں۔ سرمست لنگور نے اپنی دم اُس لنگور پر ماری دیر تک مثل
کوڑوں کے دُمیں چلائیں اور ان سے آوازیں پیدا ہوئیں۔ دونوں لنگور بڑے گھاتیے اور نہایت
ہوشیار تھے دیر ہو گئی تھا کہ وہ باندھ لے تو وہ چوکتا تھا کہ یہ باندھ لے۔ تماشا دیکھنے والے کہتے
تھے کہ دونوں نہایت ہوشیار ہیں۔ اب دیکھیے کسکی فتح اور کسکی شکست ہوتی ہے۔ کبھی نظر جنگ
کے مآل پر ہے کہ اک مرتبہ دونوں کی دُمیں اُلجھیں اُسنے اپنی دم سے اُسکی دم باندھی اور اُسنے
اپنی دم سے اسکی دم کو باندھا۔ اب زور ہونے لگے۔ یہ اپنی طرف کھینچ رہا ہے اور وہ اپنی طرف
کھینچ رہا ہے دونوں لنگوروں کے منھ پھیرے ہوئے ہیں چوتڑ سے چوتڑ ملے ہوئے ہیں ہاتھ
ٹیکے ہوئے زور کر رہے ہیں کہ اک مرتبہ سرمست لنگور نے پلٹ کر اپنی دم سے منھ ملایا اور کھینچ
جدھر جایا بس اب جو دیکھا تو حکیم طرقوس کا لنگور کھینچ کر چلا اور سرمست لنگور اسے لیکر چلا گیا

اور لنگور خوخیاتے ہوئے بڑھتے تھے کہ ادھر سے شیر ببر دوڑ پڑے۔ لنگور شیروں کی ہیبت سے
رُکے۔ سرمست لنگور اپنے حریف کو پکڑ لایا اور شیروں کے حوالے کیا۔ شیر اُسے لیکر پشت خیمہ
حکیم فیلسوف کی طرف چلے گئے پھر نہ معلوم ہوا کہ وہ لنگور کیا ہوا۔ اب پھر سرمست لنگور
میدان میں آیا اور مبارز طلب ہوا۔ لشکر حکیم طرقوس سے ایک لنگور نکلا اور مقابلے کو سرمست
لنگور کے آیا۔ دونوں میں دیر تک ردوبدل رہی۔ آخر سرمست لنگور نے اسکو بھی دم سے
باندھا اور کھینچے ہوئے اپنے لشکر کی طرف چلا گیا اور شیروں کے حوالے کر کے پھر میدان
میں آکر جھومتا اور مبارز طلب کیا۔ پھر اک لنگور غصہ میں آیا اور دم جلنے لگی آخر سرمست لنگور
نے اسے بھی دم میں باندھا اور کھینچے لیے چلا گیا۔ حکیم طرقوس حیران ہے کہ یہ ایک لنگور ایسا
معلوم ہوتا ہے کہ میرے سب لنگوروں کو باندھ لیجائیگا۔ اُدھر بدیع الملک تعریف کر رہے ہیں
کہ اے حکیم فیلسوف تمھارا کیا کہنا واقع میں تمھارا علم حکیم طرقوس سے زبردست معلوم ہوتا ہے اگر
یہ نہ ہوتا تو ایک کو چالیس ہزار کے مقابلے میں دلاتے۔ حکیم فیلسوف نے کہا کہ بعد ان کے
تمھاری باری ہے مجھکو دست نہ سمجھنا۔ بدیع الملک نے کہا کہ خیر دیکھا جائیگا۔ غرضیکہ شام تک
سرمست لنگور نے حکیم طرقوس کے گیارہ لنگوروں کو گرفتار کیا اور شیروں نے پشت خیمہ
کیطرف لیجا کر پنجوں سے زمین کھود کر انکو زندہ توپ دیا۔ شام کو طبل بازگشت بجا۔ دونوں لشکر میدان سے
پھرے۔ ادھر بدیع الملک اپنی فرودگاہ پر آئے داخل بارگاہ ہوئے۔ ذکر حکیم تو دار دکا ہونے لگا۔ بدیع الملک
نے کہا کہ حکیم فیلسوف اسم بامسمی معلوم ہوتا ہے اسکا ایک لنگور حکیم طرقوس کے لشکر کی گرفتاری کو کافی ہے اتنے میں
دربانوں نے آکر عرض کی کہ وہی سرمست لنگور جسنے آج گیارہ لنگوروں کو اسیر کیا ہے نامہ حکیم فیلسوف کا لیے ہوئے
حاضر ہے۔ فرمایا بدیع الملک نے کہ بلاؤ۔ سرمست لنگور اندر بارگاہ کے آیا مثل انسانوں کے شاہزادہ
بدیع الملک کو سلام کیا۔ بدیع الملک نے اسکے واسطے چوکی بچھوا دی۔ سرمست لنگور آکر بیٹھا
اور نامہ حکیم فیلسوف کا بدیع الملک کو دیا۔ بدیع الملک نے نامہ کو پڑھا۔ مضمون نامہ یہ تھا کہ
اے صاحبقران زمان پہلوانی اور کشورستانی اور شے ہے اور علم و حکمت دوسری چیز ہے زور کا
مقابلہ زور سے ہوتا ہے اور علم کا مقابلہ علم سے ہوتا ہے پس حکیم طرقوس کی سرکوبی سوا میرے
دوسرا نہیں کر سکتا لیکن میں اس لشکر کے خرچ کا متحمل نہیں ہوں جو آپ کی طرف سے لڑدون
لہذا اگر آپ خرچہ جنگ کے ذمہ دار ہوں تو میں آپ کی طرف سے مقابلہ کرنے کو موجود ہوں ورنہ
اپنے گھر جاتا ہوں آپ جانیں اور حکیم طرقوس جانے۔ اگر خرچہ جنگ منظور ہو تو روزانہ چالیس ہزار
اشرفیاں تا اختتام جنگ دینا ہونگی۔ بدیع الملک نے قلم دوات منگا کر تحریر کر دیا کہ مجھے خرچہ
جنگ دینا منظور ہے۔ یہ فرما کر اسی ہزار اشرفیاں منگا کر سامنے سرمست لنگور کے رکھوا دیں اور
فرمایا کہ یہ دو روز کا خرچ اپنے ہمراہ لیتے جاؤ تیسرے روز پھر میں بھجوا دونگا۔ سرمست لنگور نے
توڑے اشرفیوں کے بار کرائے اور جواب نامہ لیے ہوئے طرف حکیم فیلسوف کے روانہ ہوا
راستے ہی سے سب اشرفیاں غائب ہو گئیں القصہ ادھر سرمست لنگور اپنے لشکر میں پہونچا
اور بارگاہ میں داخل ہوا اور حکیم فیلسوف سے تمام کیفیت بیان کی۔ اُدھر حکیم طرقوس کا حال
سنیے کہ جو میدان سے پھر کر بارگاہ میں آیا تو اسیر حکیم فیلسوف کا ایسا خوف طاری ہوا کہ اسنے
گنبد عجائب میں رہنا اختیار کیا اور اپنے وزیر بدتدبیر ہومان نامی کو طرف حکیم فیلسوف کے بھیجا

اور یہ کہلا بھیجا کہ اے برادر ہم تم ایک مقام کے باشندے ایک کام کے کرنے والے ایک مذہب کے
ہیں اور واقع میں کہ تمنے اپنا ایک لنگور ایسا تیار کیا ہے کہ اسکے مقابلے میں سارا لشکر ہمارا ہیچ ہے جو
فرق تھا وہ تمام عالم کے سامنے ظاہر ہو گیا اب آپس میں لڑنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے آؤ ہم تم ملکر
ان خدا پرستوں کا استیصال کریں کہ انھوں نے سوا اپنے دنیا میں کسیکو رہنے ہی نہیں دیا ہے
اور بدیع الملک وہ شخص ہے جو منتخب روزگار ہے اگر اسکو مار لیا تو تمام خدا پرستوں کو شکست دی اور
عالم بھر میں نام ہو گیا۔ ہومان وزیر یہ پیام حکیم طرطوس کا لیے ہوئے بارگاہ حکیم فیلسوف میں
آیا۔ شیر دل کو دیکھ دیکھ کر زہرہ ہومان کا آب ہوا جاتا تھا۔ جسوقت خبر حکیم فیلسوف کو ہوئی کہ
پیامبر حکیم طرطوس کا آیا ہے تو حکیم فیلسوف نے بلا لیا اور بیٹھنے کی جگہ دی۔ حکیم طرطوس کا پیام
ہومان وزیر نے بیان کیا۔ حکیم فیلسوف نے کہا کہ میرے سپہ سالار سرمست سے بیان کرو وہ
جیسا مناسب جانیگا تمکو جواب دیگا۔ ہومان نے سرمست سے بیان کیا سرمست لنگور نے
پوچھا کہ تمھارے حکیم صاحب کس مقام پر رہتے ہیں جو انکو نہ تو کوئی دیکھ سکتا ہے نہ کوئی ان تک
پہونچ سکتا ہے۔ ہومان وزیر نے کہا کہ حکیم صاحب نے بخوف عیاران لشکر بدیع الملک گنبد حجاب
میں رہنا اختیار کیا ہے اور چند انگشتریاں تیار کی ہیں کہ جسکے پاس وہ انگشتری ہوتی ہے اُسے گنبد حجاب
نظر آتا ہے ورنہ گنبد نظروں سے پوشیدہ رہتا ہے مجھے بھی چلتے وقت انگشتری عنایت ہوئی ہے کہ پلٹکر
جاؤں تو اُن تک پہونچ جاؤں۔ یہ سنکر سرمست لنگور نے کہا کہ اچھا جواب نامہ سمجھ کر دیا جائیگا
جبتک تم بیٹھو شراب پیو۔ یہ کہکر شراب طلب کی۔ ہومان نے کئی جام پیے اور کہا کہ یہ شراب کیسی
تھی کہ مجھے گرمی معلوم ہوتی ہے۔ یہ کہکر اُٹھا۔ اُٹھنا تھا کہ چھینک آئی سر نیچے تانگیں اوپر دھم سے
گرا۔ اسکا گرنا تھا کہ سرمست نے نعرہ کیا کہ منم شاہ عیاران عالم خواجہ خضران بن حمزہ ثانی بیکا
اور جلد لپکے ہومان کے ہاتھ سے انگوٹھی اتار کر آپ پہن لی اور رنگ و روغن عیاری لگا کر صورت
اپنی ہومان کی بنائی۔ پوشاک ہومان کی اتار کر زیب جسم کی ہومان کو زنبیل میں ڈالا اور
حکیم فیلسوف کی طرف دیکھکر کہا کہ اے فران ثالث تم اسی مقام پر قیام کرو میں جاکر اُس حکیم کی
فکر کرتا ہوں۔ یہ کہکر بشکل ہومان جانب لشکر حکیم طرطوس روانہ ہوئے واضح رہے ناظرین
باتمکین ہو کہ جسوقت پہلا نامہ حکیم طرطوس کا بدیع الملک کے نام آیا ہے اور حال گرفتاری سہراب
ولہراسب کا معلوم ہوا ہے تو خضران نے خیال کیا تھا کہ یہاں رہنے میں کوئی تدبیر نہیں بن پڑیگی
لہذا اپنے علحدگی کرنا مناسب ہے اور اسطرح کہ کسی کو گمان بھی نہو کہ خضران اس مقام پر موجود ہے
پس یہ سب عیاروں کو اپنے ساتھ لیکر صحرا میں نکل گئے تھے اور وہاں جاکر فران ثالث کو
حکیم فیلسوف بنایا اور آپ سرمست لنگور بنے گنبد اصفلاے اصفا کی دم بناکر لگائی اور تمام
عیاروں کو شیروں کی کھالیں پہنا کر فوج شیروں کی تیار کی اور بروقت پہونچکر گیارہ لنگوروں کو گرفتار کیا
یہ گنبد اصفلاے باصفا کی کرامت ہے کہ جس لنگور کو اسیر کیا وہ پھر رہا نہو سکا اور ایک انعام پوشیدہ طور پر
اور کیا ہے جسکا حال بروقت ظاہر ہوگا۔ الحاصل انگشتری پہنے ہوئے خواجہ خضران قریب گنبد حجاب کے
پہونچے اور پردہ اٹھا کر داخل گنبد ہوئے۔ یہاں حکیم طرطوس انتظار میں بیٹھا تھا کہ ہومان نقلی نے
پہونچکر سلام کیا۔ حکیم طرطوس نے پوچھا کیا جواب لائے۔ ہومان نقلی نے ایک ڈبیا سر بمہر نکالکر دی حکیم
طرطوس نے کہا یہ ڈبیا کیسی ہے ہومان نقلی نے کہا اسمیں جواب نامہ ہے غرض حکیم فیلسوف کی یہ تھی کہ سوا آپکے

کوئی اس تحریر کو نہ پڑھے اسواسطے اس حفاظت سے بھیجی ہے۔ یہ سُنکر حکیم طرقوس کو نہایت
اشتیاق پیدا ہوا کہ اسمین کیا لکھا ہے جو اسقدر حفاظت کی گئی ہے۔ بس حکیم طرقوس نے مُہر توڑدی
اور ڈبیا کھولی۔ ڈبیا کھلتے ہی بقچہ بیہوشی اُڑا اور حکیم طرقوس چھینک مارکر بیہوش ہوا۔ خضران
نے جلدی سے رنگ و روغن عیاری چہرہ پر ملکر صورت اپنی حکیم طرقوس کی بنائی اور حکیم مذکور کو
داخل زنبیل کرلیا اور ہومان اصلی کو زنبیل سے نکال کر ہوشیار کیا جب ہومان ہوش مین
آیا تو حکیم طرقوس نے پوچھا کہ تو کہان گیا تھا۔ ہومان نے کہا جہان آپنے بھیجا تھا وہین
گیا تھا۔ شراب پینے کے بعد مجھے ہوش نہ رہا کہ مین کہان ہون۔ حکیم نقلی نے کہا کہ وہ لوگ تیرے
مار ڈالنے کی فکر مین تھے مین نے تجھے حکمت کے زور سے بلا لیا۔ ہومان نے شکریہ ادا کیا
اور کہا کہ آپ کی بدولت جان بچ گئی۔ الغرض حکیم نقلی نے ہومان سے کہا کہ لشکر کو تیاری کا
حکم دو کہ ہم سویرے بدیع الملک کی ملاقات کو جائینگے اگر یون صلح ہوجائے تو زہے کامگاری ہے۔ اب
وہی عمل آئیگا کہ ؎ نہ ہر جاے مرکب توان تاختن ٭ کہ جاہا سپر باید انداختن ٭ حکیم فیلسوف
اسکی مدد کو آگیا ہے اور وہ حکیم نہایت زبردست معلوم ہوتا ہے ایک ہی روز کی معرکہ آرائی مین
اسکے ایک لنگور نے میرے کئی بارہ لنگور اسیر کیے اگر جنگ کو طول کھینچا تو سوا بھاگنے کے چارہ
نہوگا لہذا لڑائی بدیع الملک کے دم کی ہے چلکر بدیع الملک سے صلح کرلینا چاہیے۔ مثل
مشہور ہے کہ سارا دھن جاتا دیکھیے تو آدھا دیجے بانٹ۔ ماہ قلندری سے مین دست بردار
ہوتا ہون اور رضیہ کو بدیع الملک سے اپنے واسطے طلب کرونگا یقین ہے کہ بدیع الملک بھی
رضیہ کے دینے مین دریغ نکریگا۔ اور بلاکشان جادو بھی ماہ قلندری پر عاشق ہے رضیہ سے
اسکو بھی سروکار نہین ہے۔ ہومان نے کہا نہایت مناسب آپ کی رائے ہے مین جاکر لشکر کو تیار
کرتا ہون۔ یہ کہکر ہومان گنبد حباب سے باہر آیا اور اُن لنگورون کو جو افسری پر مامور تھے طلب
کیا اور حکم دیا کہ لشکر تیار ہو صبح کو حکیم صاحب بدیع الملک کی ملاقات کو جائینگے اُسی وقت لنگورون
مین تیاری ہونے لگی صبح تک سارے لنگور تیار ہوگئے۔ ہومان نے آکر عرض کی کہ لشکر تیار ہے
حکیم طرقوس نقلی نے تخت طلب کیا جب تخت حاضر ہوا تو حکیم طرقوس نقلی تخت پر بیٹھا
گرد و پیش چالیس ہزار لنگور ڈنکا ہوتا ہوا جلوس سواری لنگورون کے ہاتھ مین اس جاہ و حشم
کے ساتھ سواری حکیم طرقوس کی طرف لشکر بدیع الملک کے روانہ ہوئی۔ یہ خبر شاہزادہ بدیع الملک
کو ملی کہ حکیم طرقوس اپنی کل فوج ہمراہ لیے ہوے آتا ہے۔ یہ سُنکر بدیع الملک نہایت پریشان
ہوے لوگون سے کہا کہ ہمارے دوست حکیم فیلسوف سے اطلاع کرو۔ لوگون نے عرض کی
کہ ہمنے بغیر آپکے ارشاد کے جاکر حکیم فیلسوف سے کہا تھا۔ وہ کہتے ہین کہ کچھ اندیشہ نہ کیجیے
آتا ہے تو آنے دیجیے ارادہ اسکا فاسد نہین ہے وہ باتین صلح کی کریگا۔ بدیع الملک خاموش
ہو رہے اور جو سردار موجود تھے انکو براے استقبال حکیم طرقوس روانہ کیا جب حکیم طرقوس
داخل بارگاہ بدیع الملک ہوے بدیع الملک نے جاے مناسب پر بٹھایا اور پوچھا کہ اسوقت
کس غرض سے آنا ہوا۔ حکیم طرقوس نے عرض کیا کہ اصل یہ ہے کہ آپ صاحب اقبال ہین ضرور
آپکے واسطے مدد غیبی ہوا کرتی ہے اگر یہ حکیم فیلسوف نہ آجاتا تو ابتک آپ بھی سختیان زندان بلا کی
جھیلتے ہوتے لہذا آ جنگ دو سر دارد۔ کیا معلوم انجام مین کون شکست کھاے اور کون فتح پاے

اس سے بہتر یہ ہی کہ اب جنگ سے ہاتھ اُٹھائیے صلح پر آمادہ ہو جائیے۔ بدیع الملک نے کہا
کہ مجھے اپنے دربند سے راہ نکلجانے کی دیدو میرے تمھارے صلح ہی۔ حکیم طرقوس نقلی نے کہا کہ
راہ دینا اس شرط کے ساتھ مشروط ہی کہ ماہ قلندری کو آپ اپنے عقد میں لائیے اور رشیہ خاتون
کو میرے سپرد کیجیے۔ بدیع الملک نے فرمایا کہ استغفر اللہ رضیہ کا حفظ مجھپر ماہ قلندری سے زیادہ
واجب ہی اسلیے کہ وہ میرے رفیق قدیم خواجہ خضران کی منظور نظر ہی۔ حکیم طرقوس نے کہا کہ خضران
تو آپ کو اسطرح دغا دیکر چلا گیا اور آپ کو خضران کا اسقدر خیال ہی۔ فرمایا کہ اُسنے زندگی بھر ساتھ دیا
ہی اگر آج وہ چلا گیا تو پہلے کی نیکیاں اس سے نہیں مٹ سکتی ہیں۔ میں ہرگز اس امر کو منظور
نکرونگا کہ اُسکی معشوقہ کو تمھارے حوالے کردوں۔ خضران دل میں کہنے لگا کہ خیر ہمارا خیال
تو انکو ہی۔ اتنے میں حکیم فیلسوف بھی آگئے۔ بدیع الملک نے انکو اپنی داہنی جانب جگہ دی
اور دونوں حکیموں میں بعد مصافحہ کچھ اُسی زبان میں باتیں ہوئیں جسے کوئی نہ سمجھا۔ بس
حکیم طرقوس نے بدیع الملک کی طرف دیکھکر کہا کہ بہر طور مجھے اب آپ سے لڑنا منظور نہیں ہی
لہذا وہ لنگور میرا جسے آپ اسیر کر لائے تھے اُسے میرے حوالے کیجیے۔ حکیم فیلسوف نے بھی
سعی کی۔ بدیع الملک نے اُس لنگور کو بلا کر رہا کر دیا۔ حکیم طرقوس نے ہومان وزیر سے کہا کہ
مجھے کچھ باتیں صاحبقران عصر سے خلوت میں کرنا ہیں لہذا تم سب لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر فلاں مقام
پر جہاں ایک درخت بزرگ پیپل کا لگا ہوا ہی وہاں ٹھہرو میں صاحبقران سے باتیں کرکے وہیں
آتا ہوں۔ ہومان وزیر مع خادمان حکیم طرقوس و چالیس ہزار لنگور جاکر اُس مقام معین پر
ٹھہرا۔ بعد کچھ دیر کے ایک آواز مہیب پیدا ہوئی کہ معلوم ہوا طبقہ زمین کا اُڑ گیا۔ گھوڑے
لشکر کے آگاڑیاں پچھاڑیاں توڑا توڑا کر بھاگے فیلسوں کے کلیجے بیٹھ گئے صاحبقران کے کان
جھن جھنانے لگے۔ ہرکارے واسطے خبر کے روانہ ہوے کہ یہ کیا معرکہ ہی۔ بعد کچھ دیر کے
آکر عرض کی کہ یا صاحبقران جس مقام پر فوج لنگوروں کی ٹھہری ہوئی ہی وہ طبقہ زمین کا اُڑ گیا
سب لنگور جلے بھنے پڑے ہوے ہیں معلوم ہوتا ہی وہاں کسی نے پہلے سے سرنگ لگا
رکھی تھی۔ حکیم طرقوس نے رونی صورت بنا کر کہا کہ یا صاحبقران معلوم ہوا کہ آپکی
صاحبقرانی اسی دھوکے بازی کی ہی جب یوں مقابلہ نکر سکے تو میری فوج کو سرنگ سے اُڑوا دیا
بدیع الملک حیران ہوے اور فرمایا کہ بخدا نہ یہ میرا فعل تھا نہ میرے حکم سے ہوا۔ اور نہ
میرے لشکر میں اس درجہ کے عیار ہیں جو ایسا کام کر سکیں۔ اسوقت حکیم طرقوس نقلی نے
نعرہ کیا کہ منم خواجہ خضران یا صاحبقران آگاہ ہوجیے کہ اس غلام نے آپکی رفاقت سے
منہ نہیں موڑا مصلحت علیحدگی اختیار کی تھی اور یہ حکیم فیلسوف جو بنا ہوا تھا یہ قران
ثالث ہی اور سب عیار خیر سے ہوے ہیں اور وہ سر مسلک لنگوروں میں بنا ہوا تھا
آپ نے ایک لنگور کو بمشکل دو پہر میں اسیر کیا تھا میں نے ایک دن میں گیارہ لنگوروں کو
باندھ کر زمین میں زندہ توپ دیا اور انھیں عیاروں سے سرنگ لگوا رکھی تھی موقع پاکر سب کو
اُڑا دیا اور حکیم طرقوس میری قید میں ہی جیسا حکم ہو ویسا کیا جائے۔ یہ سنکر بدیع الملک نہایت
خوش ہوے خضران کو گلے سے لگایا اور فرمایا کہ نکالو اُس حکیم طرقوس کو۔ خضران نے
حکیم طرقوس کو زنبیل سے نکال کر ہوشیار کیا جونہی آنکھ حکیم طرقوس کی کھلی اپنے کو بارگاہ

بدیع الملک مین پایا- آنکھین بند کرلین سمجھا کہ مین خواب دیکھ رہا ہون- بدیع الملک نے کہا
کہ اے حکیم یہ خواب نہین بلکہ عین بیداری ہی- آگاہ ہو کہ تمام فوج تیری جو تو نے برسون مین
تیار کی تھی میرے عیار نے ایک آن مین غارت کردی اور تجھکو بھی اسیر کرلیا- اب شناخت
پروردگار عالم مین کیا لگتا ہی- حکیم طرقوس کے دل مین مقرر ہوا کہ بیشک یہ لوگ خود مین اثر
نہین خدا انکی مدد کرتا ہی ورنہ کیا ممکن تھا کہ کوئی تجھیر فتحیاب ہو سکتا- بس حکیم طرقوس
نے از سر صدق اسلام اختیار کیا اور عرض کی کہ یا صاحبقران میری خطا عفو ہو- بدیع الملک
نے تقصیر اسکی معاف کی- حکیم طرقوس نے خواجہ خضر ان کی نہایت تعریف کی اور بدیع الملک
سے عرض کی کہ امیدوار ہون کہ آپ میری دعوت قبول فرمائین تاکہ عزت میری نظر خلائق مین زیادہ
ہو- بدیع الملک نے دعوت حکیم طرقوس کی قبول کی- حکیم طرقوس بدیع الملک سے
رخصت ہوکر اپنے مکان کی جانب روانہ ہوا- وہان ملازمین حکیم طرقوس کے موجود تھے
جسوقت انکو خبر گرفتاری حکیم طرقوس کی معلوم ہوئی تھی تو نہایت پریشان ہوے تھے
لیکن جب انکو معلوم ہوا کہ آقا ہمارا آتا ہی تو نہایت خوش ہوے اور حکیم طرقوس کو
آگے لیکے- قدمبوسی اختیار کی- حکیم طرقوس نے ان لوگون سے حال اپنے مسلمان ہونے کا
بیان کیا اور کہا کہ جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ بھی دین خداپرستی کو اختیار کرے- سبنے کہا کہ جو
آپ کا مذہب وہ ہمارا مذہب ہم کسی راہ مین ساتھ آپ کا نہ چھوڑینگے- دین خداپرستی
بت پرستی سے بہتری ہوگا جب تو آپ نے اس دین کو اختیار کیا- غرضکہ یہ سب بھی از سر صدق
مسلمان ہوے- اب حکیم طرقوس نے اپنے قصر کو آراستہ کیا اور سامان دعوت بدیع الملک
کا بہت بڑا انتظام کیا اور شاہزادہ کا منتظر ہوا- تیسرے روز شاہزادہ بدیع الملک اپنے
اس تھوڑے سے لشکر کو لیے ہوے در بند لنگوران مین پہونچے- خبر حکیم طرقوس کو
ہوئی کہ صاحبقران تشریف لاتے ہین- حکیم طرقوس نے سہراب بلندلمان اور لہراسپ
تیغزن کو رہا کرکے خلعت دیے کہ یہ دونون اجتک اسی مقام پر قید تھے اور بہرام خاکشو
اور نعمان تبرزن وہین چھوٹ گئے تھے اور ہمراہ شاہزادہ بدیع الملک کے آئے- حکیم
طرقوس ان دونون کو بھی ساتھ لیے ہوے خدمت مین شاہزادہ بدیع الملک کے حاضر ہوا
بدیع الملک ہمراہ حکیم طرقوس کے داخل قصر ہوے لشکر صحرا مین اتر پڑا خیمے خرگاہ مین
زادو شیان چھولداریان قلندریان وغیرہ برپا ہوگئین سرداروں کی بارگاہین استادہ ہوگئین بازار
لشکر کے کھل گئے کثورہ کھنکنے لگا جنگل مین منگل نظر آنے لگا- چونکہ یہ مقام کوئی شہر تو تھا نہین
جہان آبادی ہوتی- صرف حکیم طرقوس نے اسکو آباد کیا تھا اور رہنے والے بھی اس مقام کے
لنگورستے تھے انکی رعیت کے موافق حکیم طرقوس نے اس صحرا کو آراستہ کیا تھا- گنجان درخت کثرت
سے تھے درختان میوہ دار کی کثرت تھی جسمین جابجا تھے بیچ مین حکیم طرقوس کا قصر عالیشان
تھا قریب دو چار سو مکان ملازمین حکیم طرقوس کے تھے- غرضکہ حکیم طرقوس نے
بدیع الملک کو لیجاکر قصر مین بٹھالا سردار گرد و پیش جمع ہین عیارون مین صرف خواجہ خضر ان
تو بدیع الملک کے ہمراہ رہے باقی تمام عیارون کے واسطے علیحدہ مقام معین ہوا تمام کو چراغان
ہوا- قصر کی آراستگی تو بیان سے باہر ہی- فرش تمامی کا بیچ مین مسند جواہر نگار بالائے مسند

چھوٹا سا شامیانہ زرتار کھنچا ہوا جھالر موتیوں کی لگی ہوئی۔ شیشہ آلات سے سارا قصر جگہ جگہ پر بقعۂ صحرا کے تمام درختوں میں قندیلیں انواع و اقسام کی آویزاں تھیں جنکی گلکاری شیشہ آلات کو بھی شرمندہ کرتی تھی۔ تکلف یہ تھا کہ جس وقت بدیع الملک کے سامنے دسترخوان بچھا اُسی وقت ہر جگہ دسترخوان بچھ گیا۔ اور ایک وقت میں سب نے اپنے اپنے مقام پر کھانا کھایا۔ کھانے بھی حکیم طرقوس نے نئی نئی طرح کے پکوائے تھے کہ کسی نے کبھی نہ کھائے تھے۔ بعد ختم دعوت ادھر اُدھر کی باتیں ہونے لگیں۔ بدیع الملک نے حکیم طرقوس کے انتظام کی نہایت تعریف کی اور فرمایا کہ اے حکیم طرقوس اب یہ بتاؤ کہ اس حصار خاکی سے کسطرح گذر ہو کر بلاکشان جادو تک پہونچیں۔ حکیم طرقوس نے یہ سنکر کچھ دیر تک سکوت کیا اور بعد سکوت کے عرض کی کہ اے شہریار اصل تو یہ ہے کہ رسائی بلاکشان جادو تک محال ہے میں بھی آجتک اندر اس حصار خاکی کے کبھی نہیں گیا باوصفیکہ مجھسے اور بلاکشان جادو سے حد کی دوستی ہے۔ میرے اور اُسکے ملاقات ہونے کی اک خاص جگہ ہے اُسکو بھی بس میں جانتا ہوں یا بلاکشان جادو جانتا ہے اور کوئی شخص واقف نہیں ہے اُسے بھی میں آپ کے سامنے عرض کیے دیتا ہوں قریب اُسی حصار خاکی کے اک دیرہ بنا ہوا ہے کہ اُسکو دیرۂ پوشیدہ کہتے ہیں اور اسمیں اک پتلی طلائی نہایت معقول آدمی کے قد سے بھی کچھ بڑی نصب ہے۔ آٹھویں روز بلاکشان جادو اُس دیرۂ پوشیدہ میں پرستش کے واسطے آیا کرتا ہے اور اُس پتلی سے حالات گذشتہ و آئندہ دریافت کیا کرتا ہے۔ وہ پتلی سب حالات بیان کرتی ہے۔ یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ پتلی بلاکشان جادو کے سحر کی ہے یا قدیم سے چلی آتی ہے۔ ہاں اتنا میں نے ضرور دیکھا ہے کہ جب بلاکشان جادو کچھ پڑھ کر ہار پھول چڑھاتا ہے اور ہاتھ باندھ کر اُس سے حالات دریافت کرتا ہے۔ تو وہ پتلی گویا ہوتی ہے۔ وہیں مجھسے اور بلاکشان جادو سے ملاقات ہوا کرتی ہے یقین ہے کہ قبل میرے جانے اور بیان کرنے کے وہ میرے حالات سے مطلع ہو گیا ہوگا بلکہ میں نے ایک مرتبہ بمقتضائے بے تکلفی اُس سے یہ بھی کہا کہ تم کیسے ہمارے دوست ہو کہ نہ کبھی ہمارے یہاں آتے ہو اور نہ ہمیں اپنے مکان پر بلاتے ہو۔ یہ راستے کی ملاقات ناپائدار سی معلوم ہوتی ہے۔ بلاکشان جادو نے یہ سنکر مجھسے عذر کیا کہ مجکو ملکہ سوزن جادو میری نانی نے منع کیا ہے کہ نہ تو کسی کے گھر پر جانا نہ کسی کو اپنے مقام پر بلانا خصوصاً حکیم طرقوس کو اسلیے کہ اک روز عمرو ثالث اُسی کے ساتھ مجھ تک پہونچکر عیاری کریگا۔ میں نے یہ بھی کہا کہ میں کہاں اور عمرو کہاں مگر بلاکشان جادو نے یہی عذر کیا کہ نانی اماں کے حکم سے مجبور ہوں۔ میں بھی خاموش ہو رہا کہ مجھے وہاں جانے کی اُسوقت تک کوئی ضرورت نہ تھی ورنہ یوں جو شخص اُس حصار خاکی سے گذرنا چاہتا ہے وہ جلکر خاک ہو جاتا ہے۔ اگرچہ میں حکیم ہوں مگر یہ کارخانہ سحر کا ہے میں اس سے گذر نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر کوئی ساحر اُس سے زیادہ زبردست ہو تو ممکن ہے کہ وہ اس حصار کو توڑ سکے یہ میرا کام نہیں وہ اور بات تھی کہ میں نے علم حکمت کے زور سے لنگوروں کو دوائیں کھلا کھلا کر اور سدھا کر ایسا تیار کیا تھا کہ وہ روئیں تن ہو گئے تھے اور انسانوں کی طرح بولتے تھے۔ یہ سنکر شاہزادہ بدیع الملک نے ارشاد کیا کہ کسکو طلحہ بن لندھور اور مملوک بن مالک اور بہمن شیر سوار اور قران فیل زور اور شہنشاہ گوہر کلاہ اپنے فرزند لبند کا انتظار ہے جسوقت لشکر میرا تمھارے دربند کی طرف روانہ ہوگا

تو مین نے نامہ اپنے سرداروں کو روانہ کیا تھا کہ فلان راستے سے مجھ تک پہونچو کہ مین دربند
لنگوران رجانے والا ہون نہیں معلوم کیا سبب ہوا کہ اسوقت تک وہ لوگ میرے پاس نہیں پہونچے
مجھے صرف اُن لوگون کے آنے کا انتظار ہی۔ جب وہ لوگ مجھ تک پہونچ گئے تو پھر مین تامل نکرونگا
اُس حصار کی طرف مع لشکر گھوڑے ڈالدونگا۔ یا تو بلا کشان جادو کو مع حصار مین نے پامال کردیا
یا اپنی جان دی اس زمانۂ انتظار مین اگر کوئی صورت نکل آئی تو خیر ورنہ جو کہہ چکا ہون وہی کرونگا
حکیم طرقوس نے عرض کی کہ اے شہریار ماسیرات زیادہ آچکی ہی حضور بھی آرام فرمائین مین بھی
سوؤن صبح کو اسکے متعلق میرے اور آپکے باتین ہونگی یہ سنکر شاہزادہ بدیع الملک اپنی
خوابگاہ مین تشریف لائے اور آرام کیا۔ خضران نگرانی کے لیے حاضر رہا۔ اُدھر حکیم طرقوس
اپنی خوابگاہ مین جاکر سو رہا۔ جب صبح ہوئی تو سب بیدار ہوے۔ بدیع الملک فریضۂ سحری کو
ادا کرکے وظیفہ پڑھتے ہوے خیمے کے ادھر اُدھر ٹہلنے لگے کہ اک مرتبہ جانب صحرا سے تنق گرد دکھائی
بلند ہوا کہ زمین سے آسمان تک سوا گرد کے کچھ نہ معلوم ہوتا تھا۔ حکیم طرقوس بھی آکر غبار
کی طرف دیکھنے لگا کہ یہ کون آتا ہی۔ بدیع الملک بھی نگران ہوے کہ اک مرتبہ ہوا نے مارا گرد کو
گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے ایک لاکھ فیل پیدا ہوے کہ تمام صحرا
کجلی بن نظر آنے لگا گویا صحرا سے متوالی گھٹا حجوم کر آگئی۔ بدیع الملک تو آمد لشکر دیکھکر سمجھے
کہ یہ طلحہ بن لندھور کے لشکر کی آمد ہی لیکن حکیم طرقوس کا دم فنا ہو گیا کہ یہ اتنے ہاتھی کہان سے
آگئے اور یہ کون بادشاہ آتا ہی جسکے لشکر مین اسقدر فیل ہین۔ بدیع الملک نے سرداران کو
واسطے استقبال کے روانہ کیا۔ حکیم طرقوس نے پوچھا کہ اے شہریار یہ کون ہی بدیع الملک
نے کہا کہ یہ افسر میمنہ فوج طلحہ بن لندھور بن سعدان گرد بادشاہ ہندوستان ہی مجھے انھین کا
انتظار تھا۔ اتنے مین طلحہ بن لندھور حاضر ہوا۔ دستبوسی صاحبقران سے مشرف ہوا۔ دیکھا
حکیم طرقوس نے کہ جوان خوشرو اور زبردست ہی۔ بدیع الملک نے طلحہ اور حکیم طرقوس سے ملاقات
کرائی اور تمام کیفیت حکیم طرقوس کی طلحہ سے بیان کی کہ یہ ایسے صاحب کمال شخص ہین کہ انھون نے
ایسی فوج لنگوران کی تیار کی تھی کہ خدا ہی نے فتحیاب کیا۔ مگر اب یہ مسلمان ہو گئے ہین یہ سنکر
طلحہ بن لندھور بھی حکیم طرقوس سے بغلگیر ہوے۔ اتنے مین دوسری گرد اٹھی اور دل گرد سے
اسی ہزار نیزہ باز نمودار ہوے اب کیقدر آفتاب بلند ہو آیا تھا دھوپ مین سنانون کی چمک
شرارون کا لطف دکھا رہی تھی۔ آگے آگے سب کے ملوک بن مالک مرکب پر کج بیٹھا ہوا نمودار ہوا
بدیع الملک نے انکے واسطے بھی لوگون کو برائے پیشوائی روانہ کیا۔ ملوک بن مالک آکر قدمبوس
ہوے بدیع الملک نے انکو بھی حکیم طرقوس سے ملوایا۔ ایک دوسرے کے حال سے آگاہ
ہوکر بغلگیر ہوے۔ حکیم طرقوس کو بھی معلوم ہوا کہ یہ میسرۂ لشکر صاحبقران کے افسر ہین پھر گرد اُڑی
اور بہمن خجیر سوار چالیس ہزار سوارون کی جمعیت سے پہونچا پھر گرد اُڑی اور قران فیل زور
چالیس ہزار سوارون سے آکر قدمبوس ہوا۔ اسی طرح دوپہر دن تک لشکر بدیع الملک کا آیا کیا
آخر مین سواری شاہزادۂ شہنشاہ گوہر کلاہ نہایت عظم وشان کے ساتھ آکر پہونچی سب
سردار انکے استقبال کو روانہ ہوے چند قدم بڑھکر بدیع الملک نے بھی استقبال کیا۔ زرگون
نے حکیم طرقوس سے کہا کہ یہ فرزند صاحبقران زمان ہین۔ حکیم طرقوس بھی برائے پیشوائی

آگے بڑھا اور شاہزادے کے قدموں پر جھکا۔ بدیع الملک نے حال حکیم طرقوس کا شہنشاہ
گوہر کلاہ سے بیان کیا۔ شہنشاہ گوہر کلاہ حکیم طرقوس سے بغلگیر ہوئے اور تازہ مسلم ہونے
کی وجہ سے نہایت خلق سے پیش آئے۔ پھر حکیم طرقوس نے سامان دعوت کیا۔ ہرچند شاہزادہ
بدیع الملک نے منع کیا کہ تم زیر بار ہوگے مگر حکیم طرقوس نے نہ مانا اور سب کی دعوت کی اور لشکر
صاحبقران کی بہت تعریف کی۔ بدیع الملک نے کہا کہ اے حکیم طرقوس ابھی تمنے دیکھا ہی کیا ہے
واقع میں خداوند کریم نے مجھے ایسا لشکر عطا فرمایا ہے کہ عالم میں کسی کے پاس ایسی فوج نہیں ہے
یہ تو چند سردار ہیں پورا لشکر بادشاہ اسلام کے ساتھ ہے جس وقت وہ تشریف لائینگے تو میری فوج
ظفر موج کو دیکھنا اور افسران فوج کو دیکھوگے کہ ایک ایک رستم وقت و سہراب زمانہ ہے۔ یہ ایسی
فوج خدا نے مجکو دی ہے کہ خود میرے عزیز رشک کرتے ہیں ہر ایک مرتبہ صاحبقرانی کی تمنا رکھتا
تھا مگر صاحبقران ثانی نے بوقت روانگی خانۂ کعبہ یہ عہدہ میرے سپرد کیا یہی سبب ہے کہ یہ لوگ
میرے تحت میں ہیں اور میرے لشکر میں شمار کیے جاتے ہیں ورنہ نہیں ہر ایک اپنے اپنے مقام
کا فرمانروا ہے طلیح بن لندھور بادشاہ ہندوستان ہیں شاہزادہ قمہور بن جمہور یہ بھی بادشاہ
ہیں اسی طرح جتنے سردار تم دیکھ رہے ہو یہ سب بادشاہ ہیں مگر میری رفاقت میں شہر و دیار ملک و
مال کو چھوڑے ہوئے مثل ملازموں کے میرے ساتھ ہیں بلکہ اس رشک میں اکثر عزیزوں نے
ساتھ چھوڑ دیا اور نکل گئے کہ صاحبقران ثانی نے یہ عہدہ بدیع الملک کے سپرد کیوں کیا۔ یہ سنکر
حکیم طرقوس نے عرض کی کہ اے شہریار فی الحقیقت اس عہدہ کے لائق تھے بھی آپ ہی دوسرا
اس مرتبہ کا مستحق نہ تھا۔ صاحبقران ثانی نے نہایت انصاف سے کام لیا جو آپ کو
صاحبقران کیا۔ الغرض حکیم طرقوس نے ان سب کی دعوت بھی نہایت تکلف کے ساتھ کی ہرچند
صاحبقران نے منع کیا کہ تم زیر بار ہوگے مگر حکیم طرقوس نے نہ مانا۔ جب دعوت سے فراغ
حاصل ہوا تو صاحبقران نے فرمایا کہ اے حکیم طرقوس لے خدا حافظ ہم تو اب حصار گرداب
کی طرف جاتے ہیں یا اس حصار کو توڑینگے یا اپنی جان شیریں کو تلف و برباد کرینگے۔ بعد ہمارے
تم لاش ہماری طرف خانۂ کعبہ کے روانہ کر دینا۔ بس اب مجکو جینے کی ہوس نہیں ہے دنیا میں
خواہ ایک روز جیے یا ہزار برس دونوں برابر ہیں۔ جب انجام فنا ہے تو جیسے آج ویسے کل۔
ان کلمات حسرت آیات پر سبکے دل بھر آئے اور حکیم طرقوس بھی رو دیا اور دست بستہ عرض
کی کہ اے شہریار میں چاہتا ہوں کہ جو منشور میرے آپ کے نام تمام رہگیا تھا وہ پھر سے آغاز کیا جائے
اگر یوں عقل و تدبیر سے کوئی کام نکل آئے تو سپہگری کو کیوں کام فرمایئے۔ یہ امر بالکل خلاف
عقل ہے کہ آپ سحر سے واقف نہیں اور حصار سحر میں چلے جایئے۔ آگ کا کام جلا دینا اور پانی کا کام
غرق کر دینا ہے۔ دیدہ و دانستہ آگ میں کودنا سراسر عقل کے خلاف ہے۔ میری رائے ناقص میں یہ بات
آتی ہے کہ میں یہاں سے دیرۂ پوشیدہ کی طرف برائے ملاقات بلاکشان جادو جاؤں۔ خواجہ
خضران ہیئت بدل کر میرے ساتھ ہوں اگر میں پڑے تو عیاری کرکے اسکو مارلیں۔ حصار خود ہی
شکست ہو جائیگا۔ بس یہ میرے امکان کی بات ہے اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کر سکتا۔ خضران
نے دیکھا کہ اگر میں نہیں جاتا ہوں تو بدیع الملک مردانہ وار حصار خاکی میں گھس جائینگے اور
دشمن انکے اپنی جان پر کھیل جائینگے۔ بس خضران بول اٹھا کہ یا صاحبقران حکیم طرقوس سچ کہتے ہیں

میں انکے ہمراہ جاتا ہوں آپ میرے واپس آنے کا انتظار کریں خدا چاہیگا تو میں بلاکشان جادو
کو یا تو زندہ پکڑ لاؤنگا اور یا وہیں میں قتل کر ڈالونگا۔ بدیع الملک نے فرمایا کہ تمہیں اختیار ہی خضران
اسی وقت اُٹھ کھڑا ہوا اور حکیم طرقوس سے کہا کہ چلئے حکیم طرقوس بھی اُٹھ کھڑے ہوئے
الغرض یہ دونوں آدمی سب سے وداع ہوئے اور بعد اُسکے خضران نے اپنی ہیئت تبدیل کی اور
حکیم طرقوس کے ساتھ ہوئے آگے آگے حکیم طرقوس پیچھے پیچھے خضران ایک جانب کو روانہ
ہوئے چلتے چلتے سرحد دربند لنگوران سے نکلے اک میدان نظر آیا۔ پہر پہر کی رہروی
میں وہ میدان ختم ہوا۔ قریب ایک درہ کوہ کے پہونچے اندر درہ کے داخل ہوئے جو وقت
درہ سے باہر نکلے تو اک باغ نظر آیا کہ نہایت سرسبز و شاداب تھا گلہائے بوقلموں کھلے ہوئے
تھے میوہ گوناگوں درختوں میں لگا ہوا تھا جانوران مختلف الالوان ادہر سے اُدہر اُدہر سے ادہر
اُڑتے پھرتے تھے۔ وسط باغ میں اک عمارت بلند بنی ہوئی تھی کچھ حاجب و دربان اُس عمارت
کے دروازوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اُن لوگوں نے جو حکیم طرقوس کو آتے دیکھا اپنی جگہ
سے اُٹھے اور حکیم صاحب کے پاس آکر عرض کی کہ ہمنے تو سنا تھا کہ آپ خدا پرستوں کی قید
میں ہیں پھر کیونکر رہائی ہوئی۔ حکیم طرقوس نے دل میں کہا کہ میری اسیری اسقدر مشہور ہوئی
کہ یہ لوگ تک واقف ہوگئے تو یہ راز بلاکشان جادو سے کب پوشیدہ ہوگا۔ معلوم ہوتا ہی کہ
پتلی نے سب حال بلاکشان جادو سے ان لوگوں کے سامنے بیان کر دیا۔ اُن لوگوں کو تو یہ
کہکر ٹال دیا کہ میں اسیر ضرور ہوا تھا مگر اپنی حکمت عملی سے چھوٹا۔ غرضکہ وہ لوگ حکیم طرقوس کو
لیے ہوئے اُس مقام پر آئے جہاں حکیم طرقوس قیام کرتے تھے دیکھا کہ سب سامان راحت
جمع ہی لیکن مسہری ایک ہی ہی۔ حکیم طرقوس نے اُن لوگوں سے کہا کہ آج میرے ساتھ میرا
شاگرد بھی آیا ہی لہذا اسکے واسطے بھی ایک مسہری بچھوا دو۔ ان لوگوں نے کہا کہ یہ آپکے ساتھ
رہینگے یا دوسرے درجہ میں۔ حکیم صاحب نے کہا کہ یہ ہر وقت میرے ساتھ رہینگے میں انکو اپنے
سے الگ نہیں رکھ سکتا۔ یہ سنکر اُن لوگوں نے خواجہ خضران کے واسطے بھی سامان آسائش
مہیا کر دیا۔ اب حکیم طرقوس نے اس مقام پر قیام کیا اور بلاکشان جادو کے منتظر ہوئے۔ رات
کو پہر بھر حکیم طرقوس اور خواجہ خضران میں تدبیر اسیری بلاکشان جادو کی باتیں ہوا کیں
اور دن کو حکیم طرقوس خواجہ خضران کو اپنے ساتھ لیکر اُس عمارت کے ہر درجہ کو دیکھتے تھے اور خواجہ
خضران کو آگاہ کرتے تھے کہ یہ مقام بلاکشان جادو کے ٹھہرنے کا ہی اور وہ مقام امرا و روسا
کے واسطے ہی۔ جو پرستش کے واسطے آتے ہیں۔ اور یہ مقام تمام پرستاروں کے واسطے ہی اور
جہاں پتلی طلائی نصب تھی اُسکو مقام پرستش بتلایا اور جھوٹ موٹ اُس مقام کا ادب بھی کیا
اسی طرح پھرتے پھرتے دروازۂ قصر پر پہونچے دیکھا کہ باغ میں سے ایک نازنین آفت ہوش
و درد گوش لباس پر تکلف پہنے ہوئے ایک ہاتھ پر تھال آسمیں کچھ حلوا کچھ پھول رکھے ہوئے
اور ایک ہاتھ سے لباس کو درست کرتی ہوئی گیسو کمند سنبھالتی ہوئی بیچینی کی ادائیں دکھاتی
چلی آتی ہی۔ معلوم ہوتا ہی کہ ابھی نئی بیاہی ہوئی ہی پوجا کرنے آئی ہی۔ خضران اسکی چال پر
لپس گیا اور حکیم طرقوس بھی نگاہ رغبت سے دیکھنے لگے وہ نازنین بھی گیسو کمند سے نگاہیں
لڑاتی ہوئی لگاوٹ کے ساتھ قدم بڑھاتی ہوئی اندر درہ کے گئی پیچھے پیچھے حکیم طرقوس اور

خواجہ خضران بھی چلے نازنین نے باندر پہنچتے ہی مورت پر بھوگ چڑھایا پھول چڑھائے اور رسوم
پرستش ادا کرکے ادھر اُدھر دیکھنے لگی۔ خضران نے حکیم طرقوس سے کہا کہ آپ پوشیدہ
ہو جائیے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تخلیہ ڈھونڈھتی ہے۔ حکیم طرقوس اور خواجہ خضران پیچھے ہٹ گئے
نازنین نے چاہا کہ مورت پر سے سونا اتار لوں جس یہ حرکت اسکی دیکھکر خواجہ خضران سمجھ گئے
کہ یہ عورت نہیں کوئی عیار ہے ہو نہو برق ثانی ہو۔ سوا اسکے ایسا روپ عورت کا کوئی نہیں بھر سکتا
جسمیں دھوکا کھاؤں چونکہ اور کوئی شخص سوا حکیم طرقوس اور اس نازنین کے یہاں نہ تھا
خواجہ خضران نے دوڑ کر ہاتھ اسکا پکڑ لیا اور کہا کہ سچ بتا تو کون ہے۔ جب نازنین نے دیکھا کہ راز
میرا فاش ہو گیا کہا۔ خلیفہ جی میں ہی ہوں برق ثانی۔ خضران نے کہا ابھی اس لوٹ مار کا
موقع نہیں ہے ورنہ سارا کھیل بگڑ جائیگا۔ لوگ آگاہ ہو جائینگے کہ عیار آ گئے۔ لہذا ابھی تم پوشیدہ
طور پر میرے ساتھ رہو میں تم سے پیشتر اس مقام پر آ گیا تھا اگر گرفتاری بلاکشان جادو کی
فکر نہوتی تو تمہارے آنے تک یہاں بعیرون ناچتا ہوتا کوئی شی بھی یہاں باقی نہوتی یہ تخلی اور
سب اسباب یہاں کا میری زنبیل میں ہوتا۔ برق ثانی نے کہا کہ جیسی آپکی رائے۔ خضران
نے کہا کہ اب سوا زنبیل کے ظاہر بھی پر تمہارا رہنے دینا صلاح نہیں ہے لہذا تم میری زنبیل میں
رہو کہ لوگ مشکوک نہوں۔ یہ کہکر برق ثانی کو زنبیل میں ڈال لیا اور مع حکیم طرقوس اپنے
مقام پر چلے آئے۔ جب وہ روز آیا جو بلاکشان جادو کے آنے کا تھا تو دیرہ میں نہایت
آراستگی ہوئی۔ ملازمین دیرہ قاعدہ سے ہو گئے ہر ایک اپنے اپنے عہدہ کے موافق وردی
اور تمغہ سے آراستہ ہو کے کھڑا ہو رہا اور حکیم طرقوس بیرون قصر برائے استقبال
بلاکشان جادو آکر کھڑے ہوئے دیکھا کہ جانب حصار گرد باد سے برق چمکی اور وہ حصار
شق ہوا اور ایک تخت جواہر نگار پیدا ہوا اُسپر بلاکشان جادو بیٹھا تھا اسطرح کہ اُسی تخت پر
ایک شیر بلاکشان جادو کی دہنی جانب تھا اُسپر بلاکشان جادو داہنا ہاتھ ٹیکے ہوئے تھا
اور ایک شیر بائیں جانب تھا اُسپر بایاں ہاتھ رکھے ہوئے تھا اور اُن شیروں کے ایک جانب
جواہر نگار پر تھے۔ پشت پر دو رفیق معظم جادو اور مقبول جادو بیٹھے ہوئے تھے بلاکشان
جادو لباس شاہانہ پہنے تھا تاج جو سر پر تھا وہ شاہنشاہی در بر ایک جھولی زربفت کی جو
سحر سے مملو کاندھے پر پڑی ہوئی ہاتھ میں ترسول دبا ہوا تخت مانند ہوا کے آکر باغ میں اُترا
حکیم طرقوس قریب تخت آئے بلاکشان جادو تخت سے اُترا حکیم طرقوس سے بغلگیر ہوا اور
پوچھا کہ آپ مریخ الملک کی قید سے کیونکر رہا ہوئے۔ حکیم طرقوس نے کہا کہ سوا فریب کے
اور کیونکر جان بچ سکتی تھی بلاکشان جادو نے ہاتھ حکیم طرقوس کا پکڑ لیا اور باغ میں ٹہلنے لگا
اور کہا کہ مفصل اپنی روداد بیان کیجیے۔ حکیم طرقوس نے حالات مقابلے کے بیان کیے۔ بعد
اُسکے حکیم فیلسوف نقلی کا آنا کہا اور اپنی گرفتاری کی کیفیت بیان کی بلاکشان جادو سنکر
ٹھٹھک گیا اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے عیاران لشکر اسلام بلائے بد ہیں حکیم طرقوس نے کہا بس یہی ہیں
کہ جنکے نام سے عالم عالم کانپتا ہے اور جنہوں نے میری عمر بھر کی ریاضت آن واحد میں مٹا دی پہلے
ایک عیار لنگور بنکے آیا اور اپنی مصنوعی دُم سے میرے گیارہ لنگوروں کو باندھ لیگیا بعد اُسکے
سرنگ لگا کر سب کو دم بھر میں اُٹھا دیا۔ آپ جانتے ہیں کہ میں کوئی ساحر نہیں قائل نہیں صرف

حکیم ہون دواؤن کی قوت سے مین نے لنگورون کی فوج اسطرح تیار کی تھی کہ سب کو روئین تن
بنا دیا تھا کہ جسمین اُنپر کوئی حربہ کارگر نہو۔ عیاران اسلام نے اُس فوج کو مٹا کر مجھے بے دست و
پا کر دیا۔ بدیع الملک نے میرے بھی قتل کا حکم دیدیا تھا مگر مین نے خوف جان سے بظاہر مذہب
اسلام اختیار کیا اور اپنی جان بچاکر بھاگا۔ اب اگر بدیع الملک مجھے پا جائینگے تو ہرگز زندہ نہ
چھوڑینگے۔ لہذا مین آپکے دامن دولت مین پناہ لینے آیا ہون کہ مجھے اپنے سے جدا نہ کیجیے
اسطرح مین آپکا سینہ سپر رہا اب آپ میرے پشت پناہ بنیے۔ بلاکشان جادو نے کہا کہ آپ
اطمینان رکھیے مین آپکی حفاظت کا کامل بندوبست کرونگا ذرا پرستش سے فراغت کرلون کہ مجھے
زیادہ ٹھہرنے کی کسی مقام پر اجازت نہین ہی۔ یہ کہکر حکیم طرقوس کا ہاتھ پکڑے ہوئے
اندر دیرہ کے آیا اور اُس طلائی مورت کے پاس بیٹھکر کچھ دیر پرستش کی۔ حکیم صاحب دل مین
ڈر رہے تھے کہ اگر کہین یہ کمبخت میری جانب سے مشکوک ہوا اور پتلی سے پوچھ بیٹھا تو سب راز
فاش ہو جائیگا لیکن چونکہ بلاکشان جادو۔ حکیم طرقوس کو اپنا دوست صادق سمجھتا تھا اور
زبانی حکیم طرقوس کے سب حالات سُن چکا تھا تو اسنے کچھ پتلی سے دریافت نکیا اور بعد پرستش
سے فراغ حاصل کرنے کے اُس مقام پر آکر بیٹھا جو اسکے واسطے آراستہ کیا تھا اُسمین یہ آکر
فروکش ہوا اور حکیم قرطوس نے اپنے دل مین شکر خدا کیا کہ الحمد للہ میرا راز افشا نہوا بلاکشان
جادو نے پوچھا کہ یہ دوسرے صاحب جو آپ کی ہمراہی مین ہین یہ کون ہین۔ انھون نے کہا کہ
حکیم سالون انکا نام ہی یہ میرے پیر بھائی اور بڑے ذی کمال ہین اور سب مجھسے پھر گئے مگر
میرا ساتھ انھون نے دیا اور میرے ہی ساتھ رہے۔ یہ سنکر بلاکشان جادو نے کہا کہ اب مین آپ کی
کیا تدبیر کرون۔ انھون نے کہا کہ اگر لشکر اسلام مین میری خبر پہونچ جائیگی اور اُن کو معلوم ہو جائیگا تو
کسی نہ کسی عیار کو بھیجکر مجھکو پکڑوا لینگے اور اب کی ضرور قتل کر ڈالینگے لہذا آپ مجھکو کوئی گوشہ ایسا
تنہا بتا دیجیے کہ وہان ہی بیٹھکر اپنی بقیہ عمر صرف کردون۔ بلاکشان جادو نے یہ سُنکر کہا کہ ای برادر
ملکہ سوزن جادو نانی میری کہ جنکی وجہ سے بیابان گرد آباد اور دیوار آتشین ہین یہ سب انکا سحر ہی
اور دن بھی ایسے سخت انپر آئے ہین کہ وہ گوشہ نشین ہو بیٹھی ہین اور مجھسے کہا کہ دس بارہ روز تک کہین
کچھ نہ کھانا اور نہ کسی کی صحبت مین بیٹھنا کہ یہ دن ہمارے اوپر نہایت سخت ہین اگر یہ دن نکل گئے تو
ہم پھر ایک خدا پرست کو زندہ نہ چھوڑینگے بلکہ یہان جو شراب و کباب کی صحبت نہین ہوئی اسکی یہی
وجہ ہی اور یہ جو پتلی طلائی سامنے ہی یہ بھی سحر نانی صاحبہ کا ہی۔ صرف اُنکی یہ اجازت ہی کہ جو کچھ پوچھنا
ہو اس پتلی سے پوچھ لو۔ اور تمھارے مقابلہ کی کیفیت بھی اس پتلی سے معلوم ہوئی تھی۔ مین نے
چاہا کہ مین بھی تمھاری طرف سے مقابلہ کرون مگر نانی صاحبہ نے منع کیا۔ یہ سُنکر حکیم طرقوس نے کہا کہ
میری تو کوئی تدبیر کرنا چاہیے ہی کہ مین بھی اپنے دوست کے اس مقام پر بیٹھون۔ بلاکشان جادو نے
ایک رقعہ لکھکر ایک نوکر کے پتلے کو دیا کہ وہ اسکو لیکر اُڑا اور چلا حکیم سالون کو بھی خفقان ہوا اور
حکیم قرطوس کو بھی خیال ہوا کہ کہین ایسا نہوا ہو کہ ہمارا حال اسپر کھل گیا ہو۔ حکیم قرطوس نے
پوچھا کہ یہ رقعہ آپ نے کنھین لکھا اسنے کہا کہ میرا ایک دوست ہی کہ نام اسکا توکشتاہ جادو ہی اور
اندر سرحد میری کے رہتا ہی مین وہان تمکو بھیجدونگا تم خاطر جمع رکھو۔ انھون نے کہا کہ بہتر ہی
اس اثنا مین وہ پتلا جو کہ نامہ اسکا لیکر گیا تھا واپس آیا اور ایک نامہ لاکر اسکو دیا۔ اسنے اُس نامہ کو

بڑھا اور خوش ہوا اور پھر اُسکو چاک کر ڈالا اور بعد اسکے ان دونون کو اپنے ہمراہ لیکر چلا اور ایک صحرا
مین آیا جہان کسی انسان کا گذر نہ ہوتا تھا۔ انھون نے دیکھا کہ اُس صحرا مین ایک بہت بڑا سفید پتھر
سنگ مرمر کا پڑا ہوا ہے اُسپر اُسنے کچھ اسمار سحر دم کیے کہ وہ پتھر اپنی جگہ سے حرکت کر کے خود بخود دوسری
طرف کو جا پڑا۔ اب انھون نے دیکھا کہ مثل نقب کے ایک غار ہو گیا اور اُسمین سے ایک زینہ
نمودار ہوا یعنی بلاکشان جادو مع ان دونون حکیمون کے اُس زینہ پر سے اُترے اور اُسکو
طے کر کے جو آگے تو دیکھا کہ ایک گنبد نہایت پُر تکلف ہے اور دس بارہ آدمی اُسکے اندر ہین اور اُنمین سے
ایک شخص آگے بڑھا اور اُسنے اُسکو باادب سلام کیا اور نام اُسکا قہر جادو ہے اور یہ داروغہ اُس
گنبد کا ہے اور اُسنے عرض کیا کہ یہ سحر خاص نوشاہ جادو کا ہے اور آپ اس مقام پر بلا تکلف تشریف
لائیے کیون نہو آپ بھی تو اپنے وقت کے سامری ہین اور آپ کی تشریف آوری کے قبل ہمین
حکم نوشاہ جادو کا پہونچا تھا کہ اگر بلاکشان جادو مع اور دو شخصون کے آئین تو اُنکو اپنے
پاس رکھنا اور بہت خاطر کرنا۔ یہ کہکر قہر جادو نے اُنکو اپنے ہمراہ لیا اور ایک کمرہ مین لاکر بٹھایا کہ وہ
کمرہ مخمل سے سجا ہوا تھا۔ بلاکشان جادو نے انکو اس راحت مین دیکھکر کہا کہ تو بھائی ہم جاتے
ہین بر وقت مقابلہ کے ہم تمکو طلب کرینگے۔ یہ کہکر اُسنے رخصت ہوا اور اُسی طرح سے اُس زینہ کو طے کر کے
اس صحرا مین آیا اور پھر اسی طرح کچھ اسمار سحر اپنی زبان پر جاری کیے کہ اُس پتھر نے اپنی جگہ سے
حرکت کی اور اسی طرح اسی مقام پر آ گیا اُسنے انکو مثل سابق کے اسی جگہ پر چھوڑا اور آپ
اپنے مقام پر روانہ ہوا۔ لیکن اب حال یہان کا سنیے کہ حکیم قرطوس سے حکیم ساوون نے
پوچھا کہ یہ سامنے اندر گنبد کے جو مسہری بچھی ہوئی ہے اور اُسپر ایک نازنین بیہوش پڑی ہے اور تین چار
عورتین اُسکے پاس بیٹھی ہوئی ہین یہ کیا اسرار ہے حکیم قرطوس نے کہا کہ اے برادر مین ان باتون
کو سمجھ نہین سکتا دیکھو جو کچھ کہ ہوگا اُسے دریافت کرینگے اب تو چلے بیٹھے ہوے تماشا دیکھو
حضران یعنی حکیم ساوون نقلی خاموش ہو رہے غرضکہ وہ دن تمام ہوا قریب شام ایک درخت
چنار اس مکان کے سامنے معلوم ہوتا تھا کہ دیکھا کہ تڑاق سے وہ شق ہوا اور اُسمین سے روشنی
لالٹین کی معلوم ہوئی سب اُس طرف دیکھنے لگے اور قہر جادو آگے بڑھا اور اُسی روشنی کے ساتھ
ایک ساحر نہایت مدبر لباس عمدہ پہنے ہوے ظاہر ہوا۔ قہر جادو سے پوچھا کہ وہ دونون مہمان
کہان ہین اُسنے کہا کہ ہین اور بہ راحت و آرام بیٹھے ہین۔ یہ سنکر حکیم قرطوس کو معلوم ہوا کہ
یہی صاحب مکان ہے۔ یہ بھی دونون اُٹھکر آئے اور صاحب سلامت کی اور آپس مین بغلگیر ہوے
اور یہ مع ان دونون آدمیون کے گنبد مین آیا کہ جہان اسکی مسند بچھی ہوئی تھی اُسپر آکر خوش ہوا
مع دونون آدمیون کے اور بعد مزاج پرسی کے اپنا نام ظاہر کیا اور ان دونون کے نام سے بھی
فائز ہوا۔ حالانکہ انکے نام اسکو قبل سے معلوم تھے اب قہر جادو کو اشارہ کیا اُسنے لاکر کشتیان
مے کی اور سامان عیش لاکر مہیا کر دیا روشنی المضاعف اُس گنبد مین کی گئی اور قہر جادو نے
اُٹھکر اُسی نازنین کو ہوشیار کیا اور اپنا سحر دفع کیا۔ یہ نازنین اُٹھی اور آہ جگر سے کھینچی اور کہا کہ
افسوس ہے کہ وہ کون ساعت منحوس تھی جو نکلے تھے + کہ پھر نہ دیدۂ مشتاق نے وطن دیکھا +
قہر جادو نے نگاہ تیز سے ملکہ کی طرف دیکھا اُسنے کہا کہ اس پہ جو گئے یہ مہرے تو نہ خفا ہو صیاد
قفس تنگ ہے اور تازہ گرفتاری ہے + افسوس کرتی ہون مین اپنے حال زار پر بقول شاعر

شعر۔ نہ تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے + گھٹ کے مرجاؤں یہ مرضی مرے صیاد کی ہے + اور یہ کہکر اُٹھ کھڑی ہوئی ساتھ پھر جادو کے اُس بیچ میں کہ جہاں حکیم اور نوشاہ جادو نے صحبت کو آراستہ کی تھی وہاں ملکہ بھی آئی نوشاہ جادو نے کہا تشریف رکھیے ملکہ بیٹھ گئی مگر کچھ ملال آلود نگاہ سے نوشاہ جادو کی طرف نگاہ کرتی تھی اور اپنی گردن جھکا لیتی تھی اور وہ شخص بنے پاس بیٹھے یہ شعر پڑھا نوشاہ جادو کی جانب کو دیکھکر ۔ خون ناحق کہیں چھپتا ہے چھپانے سے میر + کیوں یہ کہتے ہیں میری لاش پہ دامن ڈھکے + نوشاہ جادو نے کہا کہ اے ملکہ گلگونہ پری اتنا عرصہ تمھیں ہوا مگر تمنے ہمسے کبھی ہنس کے بات نہ کی اور یہ بھی جانتی ہو کہ تمھیں بغیر ہماری خوشی کیے رہائی نصیب نہ ہوگی ۔ یہ سنکر پری نے کہا انشاء اللہ اسی آرزو میں تم مرجاؤگے لیکن وصل سے کامیاب نہ ہوگے کسواسطے کہ ظلم سے کوئی بات ہو نہیں سکتی نوشاہ جادو نے ساقی کو اشارہ کیا اور کہا کہ خیر ملکہ معاف کرو یہ کہکر جام چلنے لگا ۔ اُسی عین سرور میں اسنے دو گویے کہ دام آنکا حالینی و قالینی تھا طلب کیا اور کہا کہ گاؤ ۔ انھوں نے تنبورا ملایا اور اُنکے سروں کو قائم کرکے یہ غزل شروع کی اس خیال سے کہ یہ عاشق مزاج بھی ہے اس غزل سے نہایت یہ محظوظ ہوگا اب خیال کا اور دھرپت اور ہوری کا اور ٹپہ کا گانا اسکو پسند نہ آئیگا اسوجہ سے انھوں نے غزل شروع کی وہو ہذا ۔ غزل

کھلی ہے کنج قفس میں مری زبان صیاد
میں ماجرا سے چمن کیا کروں بیان صیاد

اُجاڑا موسم گل ہی میں آشیان میرا
الٰہی ٹوٹ پڑے تجھپہ آسمان صیاد

نہ گل کھلینگے نہ چہکاریگا کوئی بلبل +
بہار باغ کو ہونے تو دے خزان صیاد

دکھا یا کنج قفس مجھکو آب و دانہ نے
وگرنہ دام کہاں میں کہاں کہاں صیاد

قفس پہ رکھنے لگا اب تو ہاتھ پھولوں کے
ہزار شکر ہوا مجھپہ مہربان صیاد

قفس کو شام سے لٹکا کے فرش خواب کے پاس
سنا کیا مری تا صبح داستان صیاد

میں کھینچوں دام میں بلبل تو آشیانہ جلا
بہم یہ مشورہ کرتے ہیں باغبان صیاد

کسی سے میں نے شکایت اگر کبھی کی ہو
الٰہی قطع ہو منقار سے زبان صیاد

اداس دیکھ کے سیر چمن دکھاتی ہے
بہت دنوں میں ہوا ہے مزاجدان صیاد

میں جھانکتا نہیں جاکے قفس سے بھی گل کو
نہ ہووے تا مری جانب سے بدگمان صیاد

فریب دانہ نہ کھاتا میں زینہار اے رند
نہ کرتا جال اگر خاک میں نہان صیاد

اس غزل کو انھوں نے تمام کیا دیکھا تو نوشاہ جادو اور گلگونہ پری کے مع حکیم فلطوس کے آنکھوں سے آنسو جاری ہیں لیکن حکیم ساانون مثل فرعون کے نگاہ تیز سے ہم دونوں کو گھورتے تھے اور کبھی ناک ٹیڑھی کر لیتے تھے اور کبھی منھ اپنا بھر لیتے تھے ان گویوں نے جو انکا ایسا رنگ دیکھا ایک نے ایک سے کہا کہ یا تو یہ شخص بالکل بے تالا ہے یا اسکو ہمارا گانا پسند نہیں آیا ۔ اُسمیں سے ایک نے پوچھا کہ اے حکیم صاحب اور سب صاحبوں نے تو ہمارے گانے کی داد دی اور خوش ہوے لیکن آپ نے ایسی ناک بھوں چڑھائی کہ ہمکو یقین ہوا کہ یا تو آپ بالکل بہرے ہیں یا آپ کو اسمیں کچھ ملال ہے ۔ اسپر حکیم ساانون نے کہا کہ تمنے اتنی دیر بکا اور تنبورا ملا اور نہ تمھیں گانے کا سلیقہ ہے نہ معلوم کن بے سروں اور بے تالوں میں تھے اپنی عمر خراب کی کوئی مزا بھی

تم مین نہ پایا۔ انھون نے کہا تو حضور چاہیے یہ ہی کہ کچھ کر کے دکھایئے تو ہمکو تجربے کا حال معلوم ہو جاوے اور ہم بھی معقول ہو جاوین۔ حکیم سالون نے حکیم طرقوس کی جانب دیکھا طرقوس نے کہا کہ اگر آپ کو اسمین مداخلت ہی تو آپ کیون نہین شغل کرتے ہین یہ صحبت تو آپ ہی کی ہی نوشاہ جادو نے کہا کہ یہ صحبت تو قدیم آپکی ہی اور یہ گویے بھی آپ ہی کے تابعدار ہین اور مین بھی آپکا دوست صادق ہون۔ یہ سُنکر حکیم سالون نے کہا کہ بہت اچھا۔ اور یہ کہکر تنبورا اُس گویے کے ہاتھ سے لے لیا اور اُسی جگہ کے اوپر جا کر بیٹھے اور تنبورے کو اب جو ملایا تو تمام کو محفل مین شور ہی شور بھر گئے اور سالون نے کہا کہ یہ موقع یکہ گانے کا تو نہین ہی لیکن خیر مین سردست تمکو یہ غزل سُنائے دیتا ہون وہو ہذا۔

غزل

کیا فائدہ جو غیر سے وہ ہمکنار ہی
یہ سبزہ لودمیدہ ہمین نوک خار ہی
دیکھا کہ ایک قبر پہ نرگس ہی سرنگون
آنکھین ہون مین اُسکی یہ جسکا مزار ہی

ہم سے تو اب تلک بھی وہ اردوار ہی
اک دن گیا جو گور غریبان کی سیر کو
پوچھا یہ اُس سے مین کہ کیون شرمسار ہی
عاشق ہوا تھا کافر بیرحم پر یہ شخص

آنکھون مین تجھ بغیر سین کی خوبی بہار
یعنی جہان بزرگون کا اکثر مزار ہی
کہنے لگی عزیز تو نرگس ہے مجھے نہ جان
اب تک اسے اُسی کا یہان انتظار ہی

غرضکہ محفل بھر کا یہ حال ہوا کہ تمام لوگ لوٹنے لگے اور طائر قفس مین جو تھے وہ پھڑ پھڑانے لگے اور چہکنے لگے اور دونون گویون نے پانون پکڑ لیے اور کہا کہ واقعی علم موسیقی آپ ہی جانتے ہین ہم لوگون کی گستاخی معاف ہو۔ حکیم صاحب کو نوشاہ جادو نے گلے سے لگایا اور بہت تعریف کی اور کہا کہ کسی تدبیر سے گلگونہ پری کو بھی آپ راضی کر دین کہ وہ آپکے گانے سے نہایت محظوظ ہوئی ہی۔ انھون نے کہا کہ اگر میرا اعتبار ہو تو کیا مضائقہ ہی کیونکہ مین مرد مسن ہون۔ مجھے نہ پری سے مطلب ہی نہ حور سے کام ہی اگر تم کہو تو مین تخلیہ کر کے اسے سمجھاؤن۔ اسنے کہا کہ مین منظور کرتا ہون بسم اللہ۔ حکیم سالون نقلی نے ملکہ گلگونہ پری کو سے کہا کہ ہم آپ سے کچھ علٰحدہ بات کرنا چاہتے ہین اگر آپ قبول فرمایئے تو انسب ہی۔ اسنے منظور کیا۔ اُسی مسہری پر جو تنہا الگ بچھی ہوئی تھی وہان دونون گئے اور حکیم سالون نے پوچھا کہ اے پری خدا جانتا ہی تو حال اپنا مفصل بیان کر مین اُسے کسی سے نہ کہونگا اور کیا عجب ہی کہ مین تیرا مطلب دلی حاصل کر دون۔ اسنے کہا کہ اے حکیم سالون مین اپنی کیفیت کیا بیان کرون اپنی تو وہ حالت ہی شعر اپنی تو یہ حالت ہی کہ جون بلبل تصویر + پرواز کی طاقت نہیں اور یاس چمن ہی + چونکہ تمنے قسم کھائی ہی مین تمسے اپنے راز پوشیدہ کا حال بیان کرتی ہون۔ مین قاف کی رہنے والی ہون اور گوہر ریزاد میرا باپ ہی ایک زمانہ مین پسر صاحبقران۔ شہنشاہ گوہر کلاہ بمقابلہ دیو گئے تھے انکو دیکھکر مین عاشق ہوئی اپنے باپ کا چلہ کیا وہ پردہ دنیا پر آچلے تھے مین اُنسے ملنے کو آئی تھی راہ مین یہ نوشاہ جادو اور قہر جادو یہ دونون ملے انھون نے مجھے اسیر کیا اور لا کر اس گنبد سحر مین مجھے قید کیا مین کسی طرح انکے دست ظلم سے نکل نہین سکتی ہون اور نہ مجھے انکا وصل منظور ہی۔ یہ سنکر حکیم سالون نے مسکرا دیا اور دل مین کہا کہ کیا حمزہ کی اولاد کو خدا نے خوبصورت اور شہرہ پیدا کیا ہی کہ قاف سے دُنیا تک جو دیکھتا ہی عاشق ہو جاتا ہی یہ تصور کر کے انھون نے کہا اے گلگونہ تجھے رہائی مبارک ہو کہ میرا نام خضران بن عمرو ہی اور شہنشاہ گوہر کلاہ بھی لشکر مین اپنے باپ بدیع الملک کے ہمراہ ہین اور مین بطلب عیاری آیا ہون اور اسے قتل کر کے تمھین انشاء اللہ رہائی دلوا دونگا تم خاطر جمع رکھو لیکن اسوقت ایسکے

ہاتھ کا ایک آدھ جام پینا اور ذرا اُسکو ابھی دینا تاکہ میرے سمجھانے کا اُسکو یقین ہو جاوے پھر تو تدبیر کرنے میں تعین رہا کرہی لونگا۔ ملکہ یہ سنکر نہایت ہی خوش ہوئی اور کہا بہت اچھا۔ حکیم سالون نقلی اُٹھکر نوشاہ جادو کے پاس آئے نوشاہ جادو کو کہا۔ شعر اے پیک راستان خبر یار ما بگو + احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو + انھون نے کہا کہ ملکہ کو بلوا لیجئے آپ کو میری تقریر کا حال و سمجھانا کا ابھی کھل جائیگا۔ اسنے قہر جادو سے کہا کہ ملکہ سے کہو کہ تشریف لائیے۔ اسنے جاکر کہا اور ملکہ اسکے ہمراہ آئی اور آکر شریک صحبت ہوئی اسنے جام ملکہ کو دیا ملکہ نے وہ جام اسکے ہاتھ سے لیکر پی لیا اور دوسرا جام اسنے بھرکر نوشاہ جادو کو دیا جام کو لیکر انجام کار کو نہ سمجھا اور حکیم سالون کی طرف دیکھکر پی گیا۔ اور حکیم صاحب کا نہایت شکریہ ادا کیا۔ غرضکہ یہ صحبت شب بھر گرم رہی جب وقت سحر قریب آیا تو اسنے کہا کہ آج آپکے اس گانے کی تعریف میں بلاکشان جادو سے کرونگا اُسکو بھی نہایت شوق ہے چلیے آپ میرے ساتھ میں آپکی صحبت اُنسے کرا دونگا۔ حکیم سالون نے کہا کہ ہم تو آپکے مہمان ہیں جہان جی چاہے لیچلیے اب قہر جادو سے اسنے کہا کہ تم ملکہ کے نگران رہنا اور بیہوش نکرنا ہم جاتے ہیں۔ یہ کہکر ملکہ سے رخصت ہوا اور برابر درخت کے آکر اسنے اسم سحر دم کیا وہ درخت پھٹا اور اسمین ایک در پیدا ہوا مع اپنے خدمتگار اور دونون حکیمون کے یہ اندر آیا۔ اس درخت کا تنا برابر ہو گیا ایک نقب سی تھی اسکو طے کرکے اب یہ اپنے گھر پر آیا اور اندر گھر کے مع ان سب لوگون کے داخل ہوا اور بخاطر تمام انکو بٹھایا اور نہایت انکی تعظیم و تکریم کی اور کھانا وغیرہ انکو کھلایا اور اُسکے بعد بلاکشان جادو کی ملاقات کو آپ روانہ ہوا اور انکو اپنے گھر میں چھوڑ گیا اور آپ راستہ طے کرتا ہوا قریب مکان بلاکشان جادو کے پہونچا اسکے ملازمین نے سلام کیا اور کہا کہ جائیے سوا آپکے اور کوئی نہیں جا سکتا ہے۔ جب یہ قریب پردہ کے آنکر پہونچا تو اس ملازم نے جو پردہ کے قریب تھا اسنے کہا کہ حضور نوشاہ جادو تشریف لائے ہیں۔ یہ سنکر بلاکشان جادو نے کہا کہ انکی ممانعت نہیں ہے فوراً بھیجدو۔ نوشاہ جادو گیا اور جاکر سلام کیا چونکہ یہ دونون ایک ہی استاد کے شاگرد ہیں اسوجہ سے یہ اسکا بہت خیال کرتا ہے پوچھا کہ آپکے مہمان اچھے ہیں اسنے کہا باقبال حضور دونون اچھے ہیں لیکن حضور حکیم سالون جو اُنکے ساتھ ہیں عجب ملیح کا کمال علم موسیقی میں اُنکو حاصل ہے کہ کل کی صحبت میں ایسا گائے کہ میرے دونون گویے کہ جنکو بارہا آپنے سنا ہے دنگ ہو گئے اور شاگرد ہوے واقعی یہ علم حکیم ہی کے لیے ہے اگر اس مقام پر تان سین بھی ہوتے تو وہ بھی انکے گانے پر عاشق ہو جاتے۔ یہ تعریف سنکر بلاکشان جادو کو بھی اشتیاق پیدا ہوا اور کہا کہ شاید میرے سامنے وہ نہ گائیں۔ عرض کیا کہ حضور وہ تو بہت ہی بے تکلف آدمی ہیں جب میرے سامنے اسطرح سے گائے تو حضور کے سامنے تو اس سے بھی اچھا گائینگے یہ سُنکر بلاکشان جادو نے کہا کہ وہ آسکتے ہیں اسنے کہا کہ وہ میرے ہی مکان میں ہیں۔ میں ابھی اپنے ہمراہ اُنکو مکان پر لے آیا ہون بلاکشان جادو نے کہا کہ آج شب کی صحبت میں شریک کرو۔ یہ سُنکر نوشاہ جادو رخصت ہو کر اپنے مکان پر آیا اور کہا کہ آج کی شب ہم آپ سب بلاکشان جادو کے وہان بسر کرینگے۔ میں نے جو آپکے گانے کی تعریف کی تو وہ بہت خوش ہوئے اور آپ کو بلایا ہے جب شب ہوئی تو یہ انکو اپنے ہمراہ لیکر مکان بلاکشان جادو پر آیا اور بلاکشان جادو نے پہلے سے یہ حکم دیدیا تھا کہ اگر نوشاہ جادو مع چند آدمیون کے آویں تو انکو روکنا نہیں جب یہ پہونچے

تو ملازموں نے آنکر سلام کیا اور کہا کہ چلیے آپ کا انتظار ہو رہا ہی بس جب یہ پردہ مرغ کے قریب پہونچے
تو وہ پردہ چرخی پر کھنچا اور یہ اندر داخل ہوے اور بلاکشان جادو کو سب نے سلام کیا۔ بلاکشان
جادو نے سب کو بیٹھنے کا حکم دیا۔ اب حکیم سالون کی نگاہ جو پڑی تو دیکھا کہ ساٹھ ستر نازنین زر در گوش
مرصع پوش دریاے جواہر میں غرق تا بہ فرق پوشاکیں رنگ برنگی زیباے تن کیے ہوے وہ حال تھا
شعر۔ شکلیں ہیں رنگ رنگ کی کرشمے بہار کے + انسان پھول ہیں چمن روزگار کے ہر نازنین
کی وضع و ترکیب نرالی ہی تھی۔ اس صحبت کو دیکھکر حکیم سالون نہایت ہی بشاش ہوے۔
اور بلاکشان جادو سے عرض کیا کہ واقعی آپ مزاج بھی شاہانہ رکھتے ہیں اور صحبت بھی آپ کی
ایسی ہی ہی کہ جسنے تجلیہ نوشیروان اور فغفور کا دیکھا ہو اُسکو البتہ آپکی صحبت کا مزا اُٹھیگا۔ یہ کہا اور
ایک آہ جگر سے سرد کھینچی۔ بلاکشان جادو نے کہا کہ یہ کیا سبب ہی اور یہ آہ سرد آپ نے کیسی
کھینچی ہی۔ عرض کیا حضور میں نے عجب عجب رنگ دیکھے ہیں۔ شعر۔ پاؤں ٹھکراتے تھے جنکے
سامنے جاتے ہوے + کاسۂ سر اُنکے دیکھے ٹھوکریں کھاتے ہوے + کل کی بات ہی کہ زمانہ
سامری و جمشید کہ جو موجد سحر تھے کیسے کیسے اُنکے مرید تھے اور خداوند اُنکو تصور کرتے تھے مگر نہ
خداوند رہے اور نہ وہ مرید رہے اس سبب سے میں نے آہ کی۔ یہ سُنکر حکیم طرطوس نے کہا کہ
یہ جلسہ خوشی ہی کہاں کہاں کا ذکر نکالتے ہو ہاں بلاکشان جادو کی خوشی یہ ہی کہ کچھ آپ شغل
فرمائیے کہ وہ سُنیں نہایت ہی قدردان ہیں۔ انھوں نے کہا کہ یہ آپ کو معلوم ہی کہ مجھے کوئی
طمع زر کی جانب نہیں ہی ہاں شوقیہ میں اس شغل کو کرتا ہوں۔ بلاکشان جادو سے ایک امر کو
دریافت کیجیے کہ میں ایک معشوق رکھتا ہوں کس قسم کا کہ جسطرح باپ بیٹے کو چاہتا ہی لیکن بغیر اُسکے
دیکھے مجھے چین نہیں ہی اگر آپ کہیں باوصفیکہ آپ لوگوں کا یہ قول ہی کہ یہاں کوئی نہیں آسکتا
لیکن میں اُسکو بُلوا سکتا ہوں جو اجازت ہووے۔ اور ساقی گری کا لطف اُسی سے ہی۔ بلاکشان
جادو کو تعجب ہوا اور کہا کہ بہت انسب ہی۔ غرضکہ حکیم سالون تنہا صحنچی میں آیا۔ اور اگر زنبیل سے
برق ثانی کو نکالا اور شکل نازنین تو وہ پیشتر سے بنا ہوا تھا آپ نے اُسکو لباس پہنا کر اور
سارا حال اپنے آنے کا اور صحبت کا بیان کیا۔ برق ثانی واقف ہوا اور انکے ساتھ روانہ ہوا
اب جو اہل محفل کی نگاہ پڑی سب کے سب دنگ ہو گئے اور کہتے تھے کہ ایسی شکل و شمائل کی عورت
ہمنے نہیں دیکھی کہ چہرے سے شرارت اور گرماگرمی اُسکی بھری ہوئی ہی۔ کوئی کہتا تھا کہ حکیم صاحب
کی ملازم ہی اور کوئی کہتا تھا کہ اس بڈھے کی ہوس نہیں گئی ہی۔ غرضکہ یہ سب ایسی ایسی ہی باتیں
کہا کیے لیکن بلاکشان جادو ہزار جان سے عاشق ہو گیا اور اُسنے پوچھا کہ اے حکیم سالون یہ
کیونکر یہاں پہونچی کیا معنی کہ یہ دیوار آتشی جو ہی اسکو کوئی پھاند کر نہیں آسکتا اور اسکے سایہ سے
جل جاتا ہی انکو آپنے کیونکر بلایا۔ اُنھوں نے کہا کہ آغا ناغا ایک دوست میرا ہی کہ اُسی کے پاس
یہ رہتی ہیں میں نے جو اسوقت طلب کیا تو اندر زمین سے لیکر وہ میرے پاس آیا۔ اسنے کہا بہت
ٹھیک ہی سواے اُسکے کوئی نہیں آسکتا اور نوشاہ جادو نے جو دیکھا تو دل میں خیال کیا
کہ واقعی یہ بڑے ذی کمال ہیں اور بلاکشان جادو نے بھی تعریف انکے علم و فضل اور عملیات کی
کی اور کہا کہ جلسہ شروع ہو غرض کہ حکم کے ساتھ ہی چلے تو وہ گائیں گائیں کہ انکے گانے کے لطف کا
کیا حال بیان کیا جاوے۔ حکیم سالون سے کہا کہ کچھ آپ بھی شغل فرمائیے اور یہ دور کہتا یعنی یہ

نازنین جو آپ کے ہمراہ ہے یہ بھی کچھ شغل کرین - حکیم صاحب نے کہا کہ یہ علم مےخواری جانتی ہے - انھون نے کہا کہ بہت خوب ہے مثل مشہور ہے کہ وہی پھول جو مہیسر چڑھے - حکیم نے اس آفتاب خصال کو حکم دیا تھا اس دختر نورس کو کہ تم بھی آغاز کردو یہ سنکر کشتی می کو اُسنے اپنے قبضہ مین کیا اور وہ شراب جو برنگ ارغوانی کے تھی اور کیتکی رنگ کی تھی اُسکے گلگون کو اُلٹ اُلٹ کر اُس شراب سے کچھ آنکھ ملا ملا کر یہ کہا کہ تو بھی اپنی تیزی دکھانا مثل شباب کے کیونکہ میرا بھی شباب ہے - تو دونین تجھکو پلاتی ہون اپنے ہاتھ سے - تو بھی مثل میری جوانی کے اپنی تندی دکھانا - بلاکشان جادو نے یہ اسکی شوخی اور ادا دیکھی - دل مین کہا کہ ساوون کو تو مار ڈالونگا اور اس نازنین کو اپنے قبضہ مین کرونگا - اب یہ میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگی - غرضکہ حکیم ساوون نے گانا شروع کیا - شعر

گھر کو چھوڑے ہوئے مدت ہوئی صیاد مجھے	کس شجر پر تھا نشیمن نہین یاد مجھے

بلاکشان جادو کی طرف مخاطب ہوکر یہ شعر پڑھا - شعر - دیکھیے کتنے ہین پر بال کتر ڈالتی ہے آج نکلا ہی پڑی آنکھ سے صیاد مجھے + اس شعر کو سنکر بلاکشان جادو نے اپنے دل مین کہا کہ حکیم ساوون بڑا ہوشیار آدمی ہے میرے تیورون سے شاید یہ پہچان گیا اور میرے دل کا حال معلوم کر لیا لیکن ادھر یہ حال تھا کہ طائر قفس یہ چاہتے تھے کہ پھڑک کر قفس کے باہر ہو جائین اس طرح گانے کی دھن مین سب مست تھے کہ اس گانے نے مست کر دیا - شعر

ہوا بندھ گئی اُس گھڑی اس غول	بسیرا لئے جانور اپنا غول - درختون سے لگ گا سے کے بادل
لگی جھومنے وجد مین واہ واہ +	اسطرح کا یہ رنگ بندھا ہوا تھا کہ چاہتے تھے کہ حکیم ساوون

عجب ہی نہ ہو - ادھر ساقی باہوش صراحی مرصع نگار و جام گلفام ہاتھ مین لیے ہوئے ایک کو جھکاتے نے کیے صدا یہ تھی کہ لاؤ - بلاکشان جادو پکار رہا تھا - شعر - ساقیا وہ شراب دے جسکا کاگ اُڑتا ہو جسکی بوتل کا + جام پر جام پیہم بلاکشان جادو کو پلائے اب دماغ اُسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا عالم بیخودی کا نظر آنے لگا بیساختہ کہہ اٹھا - اے محبوب مین صدقے تیری ادا پر اُس رنگ سے شراب پلانے پر بھی یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور چاہا اسنے کہ آغوش تمنا مین کھینچون نہ ہان ہان کہتی ہوئی پیچھے پاؤن ہٹی یہ اور آگے بڑھا کہ ہوا کا جھونکا بڑا کہ سرتے تا نگین اور بیہوش دھم سے زمین پر گرا - اسکے اُٹھانے کے واسطے وہ لوگ سب اسکے ملازمین دوڑے یہ سب مثل برگ بوسیدہ کے زمین پر گرے کہ یہ جام سب بیہوشی آمیز پلائے گئے تھے اور برق ثانی نے خوب بیہوشی اسمین ملائی تھی - غرضکہ یہ تماشا دیکھکر حکیم طرقوس نے کہا کہ سبحان اللہ کیا کام آپنے کیا ہے - خوش ہوکر جو کہ مال تھا وہ مدرز بنیل کر لیا - خضران نے اور برق ثانی نے بیچون پر ہاتھ ڈالا اور کہا تمام اس محفل کے آدمیون کے سر کاٹ لو - بس اب جو اول سے نوشاہ جادو سے لگا یگا اور تلوار ماری خط تک نہ پڑا - خضران بن عمر نے بلاکشان جادو کے ماری خط تک نہ پڑا حیران ہوکر حکیم طرقوس سے کہا کہ یہ کیا سبب ہے کہ تلوار کام نہین کرتی ہے انھون نے کہا کہ خواجہ خدا جانتا ہے مین اس راز سے واقف نہین ہون آپ بھی کسی کا سر کاٹ کے دیکھین غرضکہ جسپر تلوار ماری یہی حال ہوا کہ خط تک نہ پڑا - اُسوقت تو عمر ثانی نے حکیم طرقوس کو باہر کیے اور تھیلیاں بارود کی نکال کے اندر پھینکی چاہتا ہے کہ آگ دے کہ یک بیک بجلی فلک پر ایسی کڑکی کہ تمام وہ مکان جل گیا اور دیکھا کہ ایک شعلہ چمک کر زمین پر گرا - آواز آئی کہ ہم سوزن جادو

بس یہ سنکر خضران تو تیم اوتھ کر غائب ہو گئے اور اسنے حکیم طرطوس اور برق شانی کو پھر تقدیر کیا اور بلا کشان جادو کو مع انکے ملازمون کے جو بیہوش ہو گئے تھے ابر سحر برسا کر ہوشیار کیا بلا کشان جادو کی جو آنکھ کھلی تو پکارنے لگا کہ اے نازنین کہان گئی۔ شعر۔ حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد ✣ روی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد ✣ یہ لگا شعر پڑھنے۔ سوزن جادو نے آواز دی کہ آنکھ کھول اور غفلت کو دور کر دیکھ کہ یہ کون ہے ارے تجھکو یہ معلوم نہین کہ خضران بن عمر نے کام تیرا تمام کیا تھا وہ تو بھاگ گیا اور ان دو کو مین نے پکڑ لیا ہے ایک یہی جو صورت نازنین کی بنا ہے برق شانی ہے اور دوسرا حکیم طرطوس ہے اور وہ خدا پرستون سے ملگیا ہے مگر حسب اتفاق مین نے اسوقت تیرا حال جو دریافت کیا تو تجھے اس عالم مین پایا جو مین جھپٹ کر آئی اور یہ میری حفاظت تھی کہ ان لوگون نے تم سب کو قتل کرنا چاہا مگر کسی کا حربہ کارگر نہ ہوا کہ مین نے یہ سحر کر رکھا تھا لیکن یہ بارود کی پوٹلیان جو تیرے اوپر پڑی ہین یہ معتبر تجھکو پھونک دیتین اسلیے بچا ممکن نہ تھی اب جو یہ ماجرا بلا کشان جادو نے سنا ہوش اڑ گئے اور قدمون پر ملکہ سوزن جادو کے گرا اور کہا کہ نانی امان مجھسے واقعی بہت بڑا قصور ہوا اور بہت بڑی غفلت کی تھی مگر آپ نے تم سب کی جان بچا دی اور یہ کہکر حکم دیا کہ ان دونون کو قفس آہنی مین قید کرو یہ دونون قید کیے گئے اور گرد قفس کے چالیس چالیس ساحر مقرر ہوے سوزن جادو بیٹھے اور صحبت پھر سے آراستہ کی گئی اور سب اپنے اپنے عہدہ کے اوپر مقرر ہوے۔ اسنے کہا کہ آپ اب کھانے وغیرہ سے فراغت کرکے باہر جا اور لوگون سے کہا کہ خضران بن عمر کو دریافت و تلاش کرو کہ وہ کدھر نکلگیا۔ غرضکہ یہ لوگ اندرون دیوار آتشی کی خیال کرتے تھے اور ڈھونڈھتے پھرتے تھے مگر اسکو کہین نہ پاتے تھے اب یہان سے دو کلمہ داستان خضران بن عمر کے بیان کیے جاتے ہین کہ انھون نے اپنے دل مین کہا۔ شعر۔ قسمت تو دیکھیے کہ کہان ٹوٹی جاکمند ✣ دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہگیا ✣ اب اس دیوار آتشی کے پاس جانا بھی مشکل و دشوار ہے اور بھوک بھی لگی ہے یہ تصور کرکے باورچی خانہ کی سمت آپ آئے اور دیکھا کہ پکانے والی چپاتیان گرم گرم اتار رہی ہے آپ بھی بڑھیا کے پاس بیٹھ گئے اور لگے کھانے گلیم اوڑھے اسنے جو شمار کر دیکھا تو کئی دو چپاتیان معلوم ہوتی ہین اور بقایا کا پتہ نہین ہے اب جو اسنے گن کر اتارین تو دیکھا کہ اس عرصہ مین سب غائب ہین اسنے اپنے ساتھی کو آواز دی کہ مین آج تو بڑا اندھیر ہو رہا ہے کہ مین روٹیان پکا تی جاتی ہون اور کوئی کھاتا جاتا ہے اور کھانے والا معلوم نہین ہوتا۔ یہ سنکر آپ ہنس پڑے یہ وہان سے بھاگی اور یہ کہتی ہوئی کہ ہوا کھاتا بھی ہے اور ہنستا ہے۔ مثل مشہور ہے کہ ہنس ہنس کھائے پھوڑ کا مال یہ کہتی ہوئی بھاگی اور آپ نے پتیلیان اتار کر جن جن کھانون پر کچھ رغبت تھی خوب کھایا یہان جو پانچ چار عورتین لکڑیان لیکر دوڑین ہنس ہنس کرتی ہوئی کہ ارے کون ہے کوئی جن ہے یا بلا ہے یا وہی موا خضران بن عمر وہے۔ اتنے مین آپ وہان سے نکلکر اس مقام پر آئے کہ جہان جلسہ والیان تھین۔ وہان ایک مغلانی کا پاندان رکھا تھا اسے آپ نے اٹھا کر نذر زنبیل کر لیا۔ اسنے دیکھا کہ پاندان نہین ہے اسلیے کہا کہ کیا خوب۔ یہ میرا پاندان کون لیگیا ایسی دل لگی اچھی نہین معلوم ہوتی۔ ہے ہے میرے اسمین سولہ ٹکے پیسے اور تو دہرا لاچیان تھین اور چکنی کا چورا یہ سب سفت گیا وہ تو یہی کہہ کہہ کے رو رہی تھی اور آسے بی کیتلی سمجھا رہی تھین کہ بوا ہم سب کی

تما لاشی لیلو یہ کام ہم و گو نکا نہیں ہی معلوم ہوتا ہی کہ وہی موا خضران ہی یہ یہ کہتی رہی اب جو دیکھتی
ہی تو بال چھوٹے چھوٹے اسکے منھ پر آ گئے اور چوٹی ندارد اسنے کہا لو غضب ہو گیا کسی نے میرے
سر پر اپنا ہاتھ صاف کیا اب جو دیکھا تو کوئی دکھائی نہیں دیتا اور جنکی جنکی چوٹیوں میں بچکا گندھا ہوا
تھا اُن عورتوں نے کہا کہ بچکا رکھو رس نہیں۔ سے قوی لیلے یہ کہکر سب نے اپنی چوٹیوں سے
بچکا کھول کر زمین پر پھینکدیا اور کہتی تھیں کہ ہماری چوٹیاں تو کٹنے سے بچ جائینگی جسطرح مرغیاں دانہ
چن لیتی ہیں اس طرح انھوں نے بچکا چن لیا۔ اب یہاں سے بلاکشان جادو اور نوشاہ جادو
جھپٹے تو انھوں نے کہا کہ یہ اُلّو کے پٹھے میرا کیا کرینگے بس یہ کہکر یہ تو چمن کی طرف بھاگے۔ بلاکشان
جادو نے اپنی نانی سے آکر کہا کہ نانی اماں قیامت ہی وہ تو کہتا تا ہمیشا ہمارا احرام کردیگا تمام آدمیوں کو
مار ڈالیگا یا تو ہم ہی اس مکان سے نکل جائیں نہیں تو کوئی ترکیب اسکے پکڑنے کی بتلائیے اسنے
کہا کہ ایک مقام پر تم بیٹھو اور اپنی آپ تم حفاظت کرو اور میں تو اب جاتی ہوں۔ یہ باتیں ہو ہی
رہی تھیں کہ آپ نے مجمع میں کھڑے ہوکے ادھا سر اپنا گلیم کے باہر کرکے آواز دی کہ اُن اہل
جلسہ کو کہ حرامزادیو اپنے اپنے زیور اور اسباب کو پھینکدو نہیں تو تم سب کو مار ڈالونگا۔ اب
جو اِن عورتوں نے دیکھا تو سر معلوم ہوتا ہی اور کچھ نہیں معلوم ہوتا۔ یکبیک چیخیں مار کر بھاگیں
اور بعض نے زیور اُتار کر پھینکدیا اور بھاگ گئیں۔ یہ معرکہ دیکھکر بلاکشان جادو نے چند عورتوں
کو پہچانکے اپنی طرف کیا اور حصار سحر کردیا باقی نوشاہ جادو نے جو یہ معرکہ دیکھا تو اسنے
بلاکشان جادو سے کہا کہ میں تو رخصت ہوتا ہوں اسنے کہا کہ بھائی صاحب خدا حافظ ہے
اسنے ایک عورت سے کہا کہ ہمارا خدمتگار سو رہا ہی اُسے بلالا۔ اتفاقاً وہی خضران بن عمر بصورت
اُس عورت کے کھڑے ہوئے تھے آپ نے جلدی سے جاکر اُس خدمتگار کو ایک حباب مارا اور
اُسکو بیہوش کرکے داخل زنبیل کیا اور اسی کی صورت بنکر جلدی سے آپ آئے اور کہا کہ جلدی
نکل چلیے یہاں بڑا آشوب ہو رہا ہی میں الگ گوشہ میں چھپا ہوا تھا اور تماشا دیکھتا تھا کہ خضران
بن عمر نے قیامت برپا کردی۔ بڑے غضب کا آدمی ہی نوشاہ جادو نے بلاکشان جادو کو سلام کیا
اور رخصت ہوا اور مع اپنے خدمتگار کے اپنے مکان میں آیا النا ہوا مصرع۔ رسیدہ بود بلائے ولی
بخیر گذشت ٭ اپنے گھر میں آیا اور ساری روداد اپنی چند ملازموں سے بیان کی جب قریب شام کے
خیال گلگونہ پری کا آیا اُسوقت آہ سرد کھینچتا ہوا اُٹھا اور خدمتگار سے کہا کہ لالٹین کو روشن کردے
خدمتگار نے لالٹین روشن کی اور اُسی نقب سے قریب درخت کے پہونچے اور نوشاہ جادو نے
سحر کیا تو وہ درخت مثل در کے شق ہوگیا مع خدمتگار کے یہ اپنے گنبد سحر میں داخل ہوا۔ پھر جادو
نے استقبال کرکے جا کے عمدہ پر بٹھایا اور ملکہ گلگونہ پری کو موافق دستور لاکر حاضر کیا اور صحبت
کو آراستہ و پیراستہ کیا اُسوقت نوشاہ جادو نے پھر جادو سے کہا کہ وہ جو حکیم دوسرا تھا یعنی
حکیم سالون و عمرو عیار تھا اُسنے جاکر تمام محفل کو مع بلاکشان جادو کے بیہوش کیا اور ہم سب کو
مار ہی ڈالا تھا کہ ملکہ سوزن جادو نے آکر ہم سب کی جان بچائی میں تو رخصت ہوکر اپنے مکان پر چلا
آیا یہ سنکر ملکہ گلگونہ پری نے کہا افسوس کہ ایک مونس و غمخوار تھا اُسکا یہ حال ہوا۔ معلوم ہوتا ہی کہ ہماری
تقدیر میں رہائی نہیں بدی ہی یہ کہکر کچھ آبدیدہ ہوئی غرضکہ وہ گویے دونوں حاضر تھے اُنھوں نے
کہا کہ پیر مرشد واقعی عمرو بد بلا ہی جب تو ہم پر رسائی نہ کی اور غالب آیا ہم تو کہتے تھے کہ یہ بھید اور رہا ہی

یہ گو پہلے کا کام نہیں ہے اور آپس میں یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ ملکہ گلگونہ پری واسطے رفع حاجت کے
ہو کی پر چلی اسکے ساتھ لوٹا اٹھا ایک عورت ہمراہ ہولی جب قریب چوکی کے پہونچی ایک آہ کھینچی
اس ملازمہ نے پوچھا کہ جب سے عمرو کا ذکر ہوا آپ بہت اُداس ہو گئیں وہ سنکے کہا کہ کیونکر اُداس
ہوں امید رہائی قطع ہو گئی خداوند کریم اُسکی جان کو ان دشمنوں سے بچائے اور وہ پھر آئے اور
انکو بجلہ رہا کرے اُسوقت یہ عورت ہنس پڑی اور کہا کہ آپ گھبرائیں نہیں میں ہی عمرو ہوں یہ سنکر
یہ نہایت خوش ہوئی اور عمرو نے اپنی صورت اسکو انھیں حکیم کی بنا کر دکھادی اور کہا کہ ملکہ یہ نقل
تم نقل کر جاؤ میں تمہاری صورت بنکر ان سب کا کام تمام کر دونگا۔ اسنے ایسا ہی کیا۔ عمرو نے
اسکو خود داخل زنبیل کیا اور آپ اسی کی صورت بنکر صحبت میں آئی نوشاہ جادو نے گلگونہ پری
کی جانب کو دیکھا اور ایک آہ سرد دل پر درد سے اسنے کھینچی اور کہا کہ ملکہ بقول شاعر شعر

ہوا سے صحرا فضائے گلشن ریاضت عمر بے بقا ہے
مسافر و دیکھو لو تماشا سرائے فانی عجب سرا ہے

افسوس کرتا ہوں کہ آرزو تمہارے وصل کی لیکر مر جاؤنگا اور تمہیں میرے حال زار پر رحم نہ آئیگا
یہ سنکر گلگونہ پری آنکھوں میں آنسو بھر لائی اور وہ آنسو ٹپک کر گرے بقول شاعر شعر

نقل اشک اپنے نکل اک اسطرف اک اسطرف
گر گئے دونوں بچل اک اسطرف اک اسطرف

گلگونہ پری نے دونوں ہاتھ اپنے بڑھا کر اسکی گردن میں ڈال دیئے اور کہا۔ آج تک تو
میری یہ واقعی ہے کہ تمہیں بہت پریشان کیا لیکن اب مجھے معلوم ہوا کہ تم میرے عاشق ہو اس میں
کوئی شک نہیں ہے پس میں تمہاری کنیز ہوں اور جو کچھ کہ دنیا میں عاشق و معشوق کرتے ہیں اسطرح
سے تم بھی میرے ساتھ برتو۔ بس یہ سنکر نوشاہ جادو کو عید ہو گئی یقین تھا کہ شادی مرگ ہو جائے
اور اٹھکر گلگونہ پری کے گرد پھرا اور کہا کہ صدقے تیرے اس وعدہ کرنے کے کہ تو نے اپنے غلام
بے دام کو مول لیلیا اور میں بھی کبھی اپنے سر کو تیری اطاعت سے نہ اٹھاؤنگا۔ اہل بزم سنکر آواز
دی کہ مبارک ہو۔ گویوں نے جلدی جلدی اپنے طنبوروں کو ملایا وہ جو اسکی ہمجلیس تھیں وہ کہتی
تھیں کہ یہ عورت کی عقل پر پتھر پڑ گئے یا تو یہ انکار یا دفعتاً اسطرح کا اقرار کر لیا دیکھئے کیا دیتے
ہے۔ غرضکہ یہ تو اپنے مقام پر یہ کہہ رہی تھیں کہ کشتیاں مے کی لا کر خدمتگاروں نے حاضر
کیں اور نوشاہ جادو نے کہا کہ آج اسقدر چھکا دو کہ یہ ہوس میرے دل سے اٹھ جائے اور پھر بھی
کسی سے خواہش نہ مانگوں ملکہ ہنسی اور اشارہ کیا کہ ہماری شہری کو بھی درست کر دو کہ ہم سرشار ہو کر جو آج
تو اُسکے اوپر بار تو رہیں۔ یہ سنکر نوشاہ جادو نے یہ شعر پڑھا ؎ وعدہ وصل چون شود
نزدیک ۔ آتش شوق تیز تر گردد ۔ گلگونہ پری کی جانب اشارہ کر کے کہا ؎ چھکا دے مجھے آج ساقی
میرے ۔ ہوس تا نہ پھر کوئی باقی رہے ۔ ۔ گلگونہ پری نے کشتی مے کو اُٹھکر کھولا اور شراب گلگون
کو جام میں صراحی سے انڈیلا معلوم ہوتا ہے کہ بر بادی صحبت پر صراحی کی بھی ہچکی بندھ گئی تھی عجب طرح
رک رک کر شراب صراحی سے گر رہی تھی کہ جیسے کسی کمزور کی آنکھوں سے آنسو گرتے ہیں غرضکہ
جام کو لبریز کر کے اور گانی ڈوپٹہ کی مار کر ہاتھ میں اس جام کو لیا وہ ہاتھ کیسا تھا کہ مرجان معلوم ہوتا
تھا مہندی رچی ہوئی جو چہ زبان اسکے ہاتھوں میں پڑی ہوئی تھیں کہ جیسے شاعر لکھتا ہے ۔ ؎
سیہ چوری بدست آن نگاری ۔ بہ شاخ صندلی پیچیدہ ماری ۔ واقعی میں کہ یہ سامان قتل کا جو نوشاہ
جادو کا تھا اسپر چوڑیاں بھی گواہی دے رہی تھیں نگاہ جو بیساختہ اسکی اس سینہ صاف تختہ خوش رنگ

تو دیکھا اُسنے کہ دو گل خوش رنگ اُسکے سینہ پر نظر آتے ہیں۔ دوہا۔ کچھ کرے کرے اور چٹکنیں پیا کرت
میں شہ جاے ؛ ... جرأت ... ہو جاے ؛ یہ پڑھکر نوشاہ جادو
نے سر کو جھکا لیا اور نہایت شیدا اور فریفتہ ہو گیا۔ پس گلگونہ پری نے جام پڑھایا اور چند قطرے
اُسکے زمین کی جانب گرنے لگے۔ نوشاہ جادو سمجھ گیا اور لگا یہ کہنے۔ شعر۔ زمین تو زور پر ساقی کی
اور بھاتی ہے ؛ کہ پہلے جام کی جرعہ خاک پر گراتی ہے ؛ جو میں نے پوچھا کہا ساقی تو جیسے سودائی ؛ یو
ما حبیب لنشینی و بادہ پیمائی ؛ بیاد آر حریفان بادہ پیما را ؛ یاد کر فریدون و جمشید کو اور اُنکے
بادہ کشوں کو اور اپنی صحبت کو غنیمت جانکر اُس جام کو بے اندیشہ انجام اُسکے ہاتھ سے لیکر پی گیا۔ وہ
بیہوشی آمیز جام تھا ساقی اور جو اہل محفل تھے اُنسے بھی کہا کہ آج روز سعد ہے تم بھی پیو ؛ یہ کہکر تمام حاضران
اہل محفل کو پلانا شروع کیا اور سب نے تسلیمیں کر کرکے اُن جاموں کو بے اندیشہ انجام پینا شروع
کیا ہر شخص کے واسطے وہ جام جام موت تھا اور گھڑی بھر تک صدا نوشا نوش و ہوشا ہوش کی
بلند رہی۔ دھاڑی بجے جو بیٹھے تھے وہ کہتے تھے کہ صدقے جاؤں آج تو ایسی شراب پلائی آپنے کہ
پردہ آفتاب سے موت جھانکتی ہے اور کہتی تھی۔ شعر۔ اجل لگائے ہوئے تاک ہر کسی پہ ہے ؛
بہوش باش کہ عالم رواروی پہ ہے ؛ کبھی پکارتا تھا۔ شعر۔ قافلہ بادبہاری کا رواں ہو جاویگا
آخرش یہ باغ پامال خزاں ہو جاویگا۔ ادھر یہ اپنے مقام پر اُس نشۂ شراب میں جھکتے تھے اُدھر گلگونہ
پری ہنستی تھی اور کہتی تھی کہ اس نشہ کی ترنگ میں جو سوجھ جاتی ہے وہ پیش نگاہ ہو جاتی ہے انکو
اسوقت یہی موجود رہی ہے یہ کہکر آپ اپنی مسہری کی طرف چلی اور مسہری پر آ بیٹھی اور دل میں کہتی تھی
کہ ابتک نوشاہ جادو نہ بیہوش ہوا یہ کیا سبب ہے۔ نوشاہ جادو نے جو ملکہ کو مسہری پر دیکھا تو خیال ہوا
کہ یہ تو اپنے وعدہ پر صادق ہوئی اب تو کون بیٹھا ہوا ہے۔ یہ سمجھکر یہ اپنے مقام سے اُٹھا اور چلا
اجل یہ شعر پڑھتی تھی ؎ چلا ہے اور دل راحت طلب کیا شادماں ہو کر ؛ زمیں کو ہے جانا رنج دیکھی
آسماں ہو کر ؛ بس چند قدم ہی آگے بڑھا تھا کہ جھونکا اب جو ہوا کا لگا بس سر نیچے پاؤں اوپر
تڑاق سے زمین پر گرا اور گرتے ہی بیہوش ہو گیا۔ تمام اہل محفل اُسکے اُٹھانے کے لیے
دوڑے جو چلا وہ گرا اور گر کر بیہوش ہو گیا جو باقی تھے وہ یہ شعر پڑھتے تھے ؎ لگا کر منھ سے
منھ بوسہ دیا اسنے نہ ہو نوٹنکا ؛ سکندر رہگیا پیاسا ہو تجکر آبحیواں پر ؛ یہ کہتے ہی کہتے وہ گرا اور
بیہوش ہو گیا۔ اب جو دیکھا کہ تمام محفل کا حال دگرگوں ہے فرش چیں بہ چیں ہے اور ہر جگہ شکنیں
آگئی ہیں اور صراحی کی ہچکی بندھی ہوئی ہے جام کسی مقام پر لوٹتا ہے اور لوٹا پڑا نظر آتا ہے۔ گلگونہ پری
لقلقی نے اصل گلگونہ پری کو نکالا اور یہ رنگ صحبت کا دکھایا اور کہا کہ منم خضران بن عمرو۔ گلگونہ
پری نے اپنی شبیہ دیکھ کر دونوں ہاتھ اسکے چوم لیے اور کہا کہ کار سے کردی سچ ہے۔ شعر
باوجودیکہ پر و بال نہ تھے آدم کے ؛ وہاں پہونچے اُس جا پہ فرشتے کا بھی مقدور نہ تھا ؛ اور بہت تعریف
کی اور کہا کہ انکا کام اب تمام کیجیے پس خضران نے کہا کہ مناسب ہے اور جو اسباب کہ محفل تھا وہ
سب لیکر نذر زنبیل کیا اور تیغہ آبدار کو کھینچکر ان سب کو ذبح کیا اور کاٹ کر مع قہر جادو کے تمام
صحبت کو خون سے لال کر دیا۔ آواز گیر و دار کی بلند ہوئی اور تمام عالم سیاہ ہو گیا اور وہ گنبد اُڑ گیا
بعد تھوڑی دیر کے جو روشنی ہوئی تو آواز یہ آتی تھی۔ مارا جوان کشتی نام میں نوشاہ جادو بود و
قہر جادو بود۔ اسی طرح سے آوازیں آتی تھیں اور وہ شیاطین اپنے سر کو پیٹ کر چلاتے تھے

پس بعد تھوڑی دیر کے وہ علامت سحر برطرف ہوئی اور چند آدمی کہ جو باقی رہگئے تھے چنانچہ وہ گویے اور
مصاحبین گلگونہ پری کے اُنکو خضران نے ہوشیار کیا اور کہا کہ دیکھو یہ وہی صحبت ہے اہل صحبت
خواب مرگ مین گرفتار ہین - ان گویون نے جو آنکھ کھولکر یہ رنگ دیکھا تو طنبورے اور طبلون کو
دیکھکر کہا کہ پیر مرشد ہماری جان بخشی کیجیے جسنے جیسا لیا تھا ویسا پایا اور یہ کہکر ایک سمت کو وہ تو بھاگے
اور جہان جو خیال کیا نہ تو وہ گنبد ہے نہ وہ صحبت ہے لاشین پڑی ہوئی ہین اور ایک کوہستان مین
ہم کھڑے ہین کہ گلگونہ پری نے اپنے بازو کو مُنھ سے بجاب دی کہ دیکھا کہ دونون دیو تخت لیے
ہوے سامنے سے پیدا ہوے اور عرض کیا کہ ہمکو مہینون ہوگئے کہ ہم آپ کو ڈھونڈھ رہے ہین اور
ہم نے آپکو نہ پایا - گلگونہ پری نے کہا کہ ہم قید سخت مین ایک ساحر کی گرفتار ہوگئے تھے اس شخص
کی بدولت آج ہم رہا ہوے اور خضران سے کہا کہ اے خضران بن عمرو ہمارے حال سے شہنشاہ
گوہر کلاہ کو آگاہ کرنا اور انشاءاللہ تعالے ہم بہت جلد اُنسے اور آپ سے ملینگے کہ ہمارے والدین کو بہت
تشویش ہوگی اب ہمارا جانا بہتر ہے خضران نے کہا کہ بہت مناسب ہے اور یہ بھی ملکہ نے کہا کہ اگر آپ
کہیے تو مین آپکو اپنے ساتھ لیتی چلون یا جہان کہیے وہان آپکو پہونچوا دون - خضران نے کہا کہ اے
ملکہ نہ معلوم مجھے کہان کہان جانا ہوگا کیونکہ برق ثانی اور قرطوس بلاکشان جادو کی قید مین ہین
بغیر اُنکی رہائی کے مین کہین نہین جا سکتا خدا حافظ ہے - پس ادھر تو یہ پری سوار ہو کر مع اپنے
مصاحبون کے چلی اور اُدھر خضران بن عمرو بھی روانہ ہوے - اب یہان سے

دو کلمے داستان حیرت بیان خضران بن عمرو کے بیان کیے جاتے ہین یعنی جانا خضران بن عمرو عیار کا طرف حجرۂ پوشیدہ کے اور وہان پہونچکر برق ثانی اور حکیم قرطوس کو چھڑانا اور رہا کرانا اور مار ڈالنا بلاکشان جادو کا باقی متعلق داستان ہذا

راویان اخبار و ناقلان آثار اس روایت کو یون بیان کرتے ہین کہ خضران بن عمرو بہ
صورت ایک مسافر پریشان کی حجرۂ پوشیدہ کی جانب روانہ ہوے اور کچھ بہت سے چیتھڑے
بدن مین لپیٹے ہوے اور کچھ زخم سے پیپ لہو وغیرہ بہتا ہوا اس صورت سے قریب حجرۂ پوشیدہ
کے پہونچکر خضران بن عمرو فوراً بیہوش ہوگیا - اہل حجرہ یعنی جہنت وغیرہ نے آکر دیکھا اور اسکو اندر
اُٹھا کر لیگئے جب اسے ہوش آیا تو پوچھا کہ تمھارا آنا کہان سے ہوا - انھون نے کہا کہ یہان سے
دو سو کوس پر میرا گھر ہے لیکن اپنے مرض کا حال اس تیلی سے پوچھنے کو آیا ہون اگر آپ لوگون کی
توجہ ہو تو مجھے وہان کی زیارت سے مشرف کرا دیجیے - ان لوگون نے کہا کہ بہتر ہے - اُنھون نے لاکر
ایک مقام پر بٹھا دیا اور وہ لوگ جو اُسکے پاس بیٹھے تھے علیحدہ ہوے - انھون نے حکمت پاکر
اُس تیلی کو جال مارکر نذر زنبیل کیا اور سارے وہ کپڑے اپنے اُتار کر اور شکل اپنی تندرستون کی
بناکر باہر نکلے اور کہا کہ یارو مین سب طرح سے اچھا ہو لیا سامری و جمشید کی عنایت سے مین
اچھا ہوا - یہ سب جہنت اس حال کو دیکھکر بہت خوش ہوے اور معجزہ سمجھکر اُنکے تمام کپڑے دکھو کھ ڈالا
اور تبرک سمجھکر سب نے لے لیا اور اُس دہمہ کو چراغان کیا اور شادی کرا دی کہ ایک مسافر اسطرح سے

آیا تھا اُسکے اوپر سامری وجمشید نے یہ عنایت کی - یہ شخص تو رخصت ہوا اور بلاکشان جادو کو بھی
اطلاع دیگئی اس کرامت تازہ کی - یہ بھی وہان سے چلا - یہان آکر راہ مین نوشاہ جادو کی حد پر جو پہنچا
تو دیکھا کہ لاشین پڑی ہوئی ہین اور گنبد کا نشان بھی نہین معلوم ہوتا - اسنے سر اپنا پیٹ لیا اور
کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ خضران بن عمرو نے آکر ان سب کو مارا یا تو اس مقام پر کوشش نوفتی آیا تھا
با ملول ہوکے طرف حجرہ پوشیدہ کے چلا کہ وہان جاکر تجلی سے دریافت کرون - یہان خضران بن عمرو
نے جائے تجلی کے ایک بہت بڑا پتلا سونے کا کھڑا کیا اور اُسکے اندر آپ بیٹھے اور آپ نے سفید مہرہ
لگاکر جو پھونکا تو تمام در و دیوار ہل گئے اور چھت نکل نکل کر اپنی کوٹھریون سے یا سامری و یا جمشید
کہتے ہوئے بھاگے کہ کبھی اتنی بڑی آواز انھون نے سنی نہ تھی اور لگے کہنے کہ اب کوئی نہ کوئی
آفت تازہ آنیوالی ہے چلین چل کے دیکھین تو اور جھانک کر اب جو انھون نے دیکھا تو بجائے تجلی کے
ایک بہت بڑا سا پتلا ہے سب نے سجدہ کیا اور کہا کہ حضور ہم سے کیا خطا ہوئی - آواز آئی کہ بلاکشان
جادو کو ہمارے آنے کی اطلاع دو کہ ہم تمھاری مصیبت سنکر بہشت سے آئے ہین - یہ سنکر لوگ باہر
آئے ہی تھے کہ سامنے سے بلاکشان جادو نمایان ہوا - ان سب نے بعد سلام کے حال شیوا اور
تجلی کا چھپنا بیان کیا اور کہا کہ خداوند خود تشریف لائے ہین - بلاکشان جادو ہمراہ ان لوگون کے اُس
مقام پر آیا اور اب جو دیکھا تو بجائے تجلی کے ایک پتلا جلوہ گر ہے اور آواز اسمین سے بجو دی باکل
پیدا ہوئی کہ یہ بھی ڈر گیا اور عرض کیا کہ آپ پر سب حال روشن ہے جو کچھ کہ ہمسے خطا ہوئی ہو اُسے معاف
فرمائے - آواز آئی کہ خضران بن عمرو نے یہ ظلم کیے اور تم سے کچھ نہو سکا اور نوشاہ جادو کی جان
مفت گئی - اسنے آکر بہشت مین ہمسے فریاد کی لیکن ہم فریاد بیکسان سے دل پگھلا اور اسی نے مجھکو یہان
بھیجا اور کہا کہ اُس بانی فساد خضران بن عمرو عیار کو پکڑ لاؤ اور یہان سے لے آئے اور تو نے اسوقت تک
برق ثانی اور حکیم قرطوس کو کیون نہ قتل کیا گو وہان قتل ہونا آدمی کا دشوار ہے کہ وہ سحر تیری نانی
سوزن جادو کا ہے پس بہتر یہ ہے کہ اُن دونون کی قید کو لاؤ اور خضران کو مجھسے لے اور ان سب کو ملاکر
یعنی برق ثانی اور حکیم قرطوس اور خضران کو قتل کر کہ انھون نے میرے بہت سے بندون کی مفت
جان لی - بلاکشان جادو نے سجدہ کیا اور خوش ہوا - اُس پتلے نے ایک طرف سے ایک شخص کو
ہاتھون مین ہتھکڑیان اور پاؤن مین بیڑیان اور منھ سے بولنے سے عاجز اسکو نکال کر بلاکشان جادو
کو دیا اور کہا کہ اسکو قتل کرو - یہ خضران ہے - خوش ہوکر بلاکشان جادو نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ
او حرامزادے تو نے بڑی شورشین مچائی تھین اور تو نے بہت سے آدمیون کو ذبح کیا - کیا تو جانتا
نہ تھا کہ ہمارے سر پر اور ہمارے دیوتا جمشید ہمارے حال پر توجہ کرینگے اُس دن تمھارا پتہ بھی نہ لگیگا
او بد انسان یا دیو کوئی جاتا مانحا لغو بکے گا نہین وہ بیچارا کیا جواب دیتا کہ گینہ عیاری اُسکے حلق مین
اَڑا ہوا تھا اور اُسمین سوئیان لگی ہوئی تھین اور یہ بیچارہ نوشاہ جادو کا خدمتگار تھا - یہ لاچاری
مین کہتا تھا - دوہا - کا کہون کاسے کہون کیون سو کو تیہارے ۱ گونگے کا سپنا جیو سمجھ سمجھ
پچھتائے ۱۲ - کہ سامری وجمشید مجھے کیا قصور ہوا تھا کہ جو مین اس بلا مین مبتلا ہون اور
کچھ کہہ نہین سکتا - یہ تو اسی سوچ مین تھا کہ ایک ظالم نے آکر تلوار ماری اسکا تو کام تمام ہوا اور
بلاکشان جادو نے خوش ہوکر حکیم قرطوس اور برق ثانی کو بھی بلوایا اور یہ دونون حاضر ہوئے
اور چند آدمی انکی قید کو لیے ہوئے آگئے بلاکشان جادو نے ان دونون کو اسکی لاش دکھائی اور

کہا کہ دیکھو تمہارے اُستاد جو تھے اُنکا خداوند نے یہ حال کیا اور دیکھو وہ کس حالت میں ہیں اور اب
تم بھی اُنسے ملحق ہوا چاہتے ہو یہ سُنکر حکیم قرطوس نے کہا کہ او ظالم ہمیں کچھ اسکی پرواہ نہیں ہے تو
ہمارے کلمہ کا شاہد رہنا کہ ہم خدا پرست ہیں۔ یہ سُنکر اسنے عرض کیا کہ اے خداوند جمشید
انکی گفتگو کو حضور نے سُنا۔ آواز آئی کہ اگر نمک حلال ایسے نہ ہوتے تو یہ کاہیکو خداوند نادیدہ کو
سجدہ کرتے اب بھی ان کمبختوں کو یہ خیال نہیں آیا کہ ہم گفتگو کرتے ہیں اور حال گذشتہ بیان
کرتے ہیں اور اُسپر بھی انکی طبیعت ہمپر مائل نہیں ہوتی بس یہ اُس مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں کہ جو
خاص جہنم میں جانے کی ہے اور آواز دی کہ اے حکیم قرطوس تو دیکھ خضران کو اس فریب سے
آیا تھا کہ جس نے بلاکشان جادو کو قتل کرو تو دیوار آہنی ٹوٹے۔ جتلا کہ میں سچ کہتا ہوں یا دروغ
کہتا ہوں۔ حکیم قرطوس نے کہا کہ تو کہتا سچ ہے یہی قصد تھا کہ کوئی طرح سے خداوند کریم اس بلا کو
سر صاحبقران سے دفع کرے اور اگر خضران داخل بہشت ہوئے تو انشاء اللہ ہم بھی اس
منزل سخت کو طے کیے لیتے ہیں اب تجھے اختیار ہے ہمارے قتل کا بھی حکم دے۔ بلاکشان جادو نے
کہا کہ حضور یہ نہایت ہی سخت ہے اور مجھکو اس سے یہ امید نہ تھی کیونکہ ایک زبدہ کا اسے خلل کیا تھا
اور مجھسے بدوستی پیش آتا تھا نہ معلوم وہ کیا کلمہ تھا کہ جو خدا پرستوں نے پڑھا دیا کہ اسکا دل بالکل
ہمارے اوپر کی طرف سے پھر گیا اور اسوقت بھی نہیں مانتا۔ بس یہ سُنکر جمشید نے مقہور ارا
کے تمام شیوالہ کو پیچ اُٹھا اور آواز دی کہ ان دونوں کو ہمارے پاس لے آؤ۔ یہ لیکر برابر اُس جھلکے
لیکے پھر بلاکشان جادو کو حکم ہوا کہ اُس کوٹھری میں ان دونوں کو لیجاؤ اور چھوڑ دو تم سب باہر
چلے جاؤ پھر ہماری قدرت کا تماشا دیکھو ان سب نے ایسا ہی کیا اور ان دونوں کو اُس کوٹھری
میں چھوڑ کر علیحدہ چلے گئے اسکے بعد خضران پتلے سے نکلکر ایک شکل مہیب بناکر سامنے حکیم قرطوس
کے آیا اور کہا کہ ای خداپرست یہ مفسد و ریان اور برق ثانی سے کہا کہ تو اپنی جان کو عزیز رکھ خضران
کا کام میں نے تمام کیا برق ثانی نے کہا کہ اگر آپ لیجیے دیں آپکے شیوالہ میں رہوں ممنون
میں اپنا نام لکھاؤں اور جو کلمہ آپ کہیں وہ میں پڑھوں اسکے بعد حکیم قرطوس سے کہا کہ تم کیا
کہتے ہو حکیم نے کہا کہ یہ عیار ہیں جو کچھ چاہیں کہیں انھیں اختیار ہے مجھے اپنی زندگی بعد اپنے
دوست خضران بن عمرو کے ہرگز ہرگز نہیں منظور ہے۔ بس او کافر تو جلد قتل میرا دے اور انکو اپنا
کلمہ پڑھا انھیں اختیار ہے۔ بس یہ تقریر محبت آمیز خضران نے سنکر دل میں کہا کہ واقعی یہ کیا
ثابت قدم ہے اور کیا میرا دوست ہے حق کہ یہ پورا خدا پرست ہے بس یہ تصور کرکے آواز دی کہ اے
حکیم قرطوس تجھے مبارک ہو خلعت نجات ہے میں ہوں خضران بن عمرو میں نے تجھکو بھی داخل زنبیل کیا
اور یہ جگہ میں اپنی عیاری سے قائم کر کے اسمیں پنہان ہوں اب بہتر یہ ہے کہ تم لوگ میری اطاعت
ظاہری کرو تا کسی طرح سے اس بلاکشان جادو کو میں اپنے دام میں لاؤں اور قتل کروں۔ ان
دونوں نے عرض کیا کہ ہم بہ اطاعت پیش آئینگے۔ خضران نے کہا کہ کیوں برق ثانی تو نے
یہ اقرار کیا تھا کہ میں آپ ہی کا کلمہ پڑھونگا اور آپ ہی کا بندہ ہو جاؤنگا۔ برق ثانی یہ سُنکر
ہنسا اور کہا کہ اے خضران میں نے دلمیں تصور کیا تھا کہ فردا یہ کوئی غول ہے اگر یہ جھکا
دم پہ تو میں اپنے برادر خضران کا بدلا اس سے لونگا اس وجہ سے میں نے یہ کلمہ کہا تھا۔ خضران
ہنسے اور کہا کہ واقعی عیار مکار تو ہوتے ہی ہیں بغیر مکر عیاری نہیں ہو سکتی۔ یہ کہکر کہا تم جاکر

دمین بیٹھو اور شور کرو اور یہ کہو کہ ہم توبہ کرتے ہین ہمارے قلب کو اس خدا پرست یعنی بدیع الملک
نے پھیر دیا تھا اب ہم خداوند توبہ کرتے ہین ہمارے قصور کو تو معاف کر بس تمھارے شور سے
مین گرجونگا اور تم عذر کرتا اور کہنا - بلاکشان جادو سے کہ اب ہمنے توبہ کی ہے اور خداوند کے سامنے
توبہ کرتے ہین یہ کہکر اور سمجھا کر یہ تو اسی پتلے مین چلے گئے اور ان دونون نے توبہ کا شور مچایا
اور کہا کہ ہماری خطا کو اے خداوند جمشید معاف کر دے - بس شور ہوا انھون نے کہا تو اسنے
بھی سیف بہرہ کو بھونکا اور آواز دی کہ آؤ اے بلاکشان اور دیکھو ان لوگونکا حال اب جو بلاکشان
جادو کئی لوگونکو لیکر اندرون دیرہ آیا تو دیکھا کہ یہ دونون کے دونون رو رہے ہین اور توبہ کر رہے ہین
یہ ماجرا دیکھکر سب کے سب برائے سجدہ جھکے اور کہا کہ واقعی ہے کہ کرامات قدرت نے اپنی ظاہر
کی اگر خداوند نے انکا قصور معاف کیا ہے اور یہ راہ راست پر آگئے ہین تو ہمنے بھی انکا قصور معاف کیا
اور اب یہ ہمارے برادر ایمانی ہین اور کہا کہ اب اے حکیم تم گریہ موقوف کرو کہ تمھارے اس رونے
سے ہمارا دل دکھتا ہے اور خداوند نے اپنی کرامت تازہ کو ظاہر کیا اور یہ کہکر اسنے حکم دیا کہ یہان
سامان جشن برپا کرو اور خداوند کو نعمت دنیا سے خوش کرو اور کھانا وغیرہ کھلاؤ - یہ کہکر اس مقام کو
فرش وغیرہ سے آراستہ کیا لیکن حکیم کا اور برق ثانی کا رونا موقوف نہ ہوتا تھا اور برق ثانی
یہ کہتا تھا کہ جیسا بہشت مجھے دکھایا ہے جب تک کہ خداوند یہ وعدہ نکریگا کہ اسی بہشت مین جگہ دیگا
جب تک مین تو اپنے گریہ کو موقوف نہین کرونگا - یہ سنکر بلاکشان جادو نے کہا کہ اے حکیم قرطوس
مین خداوند سے عرض کرتا ہون تم دونون کی جانب سے اور اسنے کہا کہ یا خداوند کہ جو تونے جلوہ
دکھایا ہے تو اسی مقام پر انکو جگہ دینا واسطہ اپنی قدرت کاملہ کا - یہ سنکر اس پتلے سے آواز آئی کہ
خیر تمھاری سعی اور خاطر سے ہمین منظور ہے اسلیے کہ ہم نہین اسی مقام پر جگہ دینگے - بلاکشان
جادو نے وہی پیام آکر دیا - انھون نے بھی از بسکہ سنا تھا بشاش ہوکر منھ ہاتھ دھو کر یہ بھی دونون
وہان بیٹھے اسی اثنا مین دیکھا کہ اس پتلے سے ایک سوراخ سا پیدا ہوا اور وہ کھلتا وہان تک پہونچ گیا
اور حکم ہوا کہ ہماری دعوت کا سامان اسمین دو کہ ہمارے ساتھ بہت سے لوگ آئے ہوے ہین
ان سبنے مٹھائی اسمین ڈالنا شروع کی اور وہ سب کی سب غائب ہوتی جاتی تھی آواز
آئی کہ جسکو نقد دینا ہو وہ اپنا نام لکھکر دے - بلاکشان جادو نے یہ سنکر بہت سا روپیہ اور پیسہ
دیا اور اسمین ڈال دیا اسکے بعد سب نے اپنی اپنی ہمت کے موافق اسی چھید مین ڈالنا شروع
کیا اور کہتے تھے کہ یہ کرامت جو ظاہر ہوئی ہے کبھی یا روسنی بھی نہ تھی کہ جو شے گئی اسکا پتہ ہی نہ معلوم
ہوا - واقعی ہے کہ خداوند ہمارے پیر شاد کو اہل بہشت پر تقسیم فرماتے ہین خوشا نصیب کہ یہ ہماری دولت
اور ہماری نذر اہل بہشت کے کام آئی اور یہ کہکر صحبت کو آراستہ کیا اور گانے بجانے کا چرچا شروع
کیا اور تمام حاضرین محفل آکر جمع ہوے اسوقت بلاکشان جادو نے عرض کیا کہ خداوند لشکر شاہزادہ
بدیع الملک میری سرحد پر آگئے ہین اور جسکو آپنے قتل کرایا ہے یعنے خضران بن عمرو کو اسنے
بہت بڑی بڑی فتحین پائی تھین امیدوار اس امر کا ہون کہ اسی طرح سے بدیع الملک کو بھی
مع اسکے سردارون کے قتل کر ڈالین یا وہ مطیع خداوند ہو خضران نے تصور کیا کہ ایسا نہو کہ یہ راز
افشا ہو جائے اور سوزن جادو کو اطلاع ہو جاوے تو غضب ہو جاویگا یہ سمجھکر کہا کہ اے
بلاکشان جادو مین ان سب کو طلب کرتا ہون اور حکیم قرطوس اور برق ثانی سے بلوائے بھیجتا ہون اور

ان دونون کو مین روانہ کرتا ہون تو خاطر جمع رکھے یہ لکھکر آپنے جلدی سے اندر اُس چلے کے ایک نامہ لکھا
کہ اے شاہزادہ عالی مرتبت واسطے میرے دعا کیجیے کہ مین بسلسلۂ عیاری حجرہ پوشیدہ مین
ہون اور مین ان دونون کو آپ کی خدمت مین بھیجتا ہون اور اگر خداوند کریم نے چاہا تو مین اسے
قتل کر کے بہت جلد حاضر حضور ہوتا ہون بس امیدوار ہون کہ آپ بدل میرے لیے ضرور دعا
فرمایئے گا اس نامہ کو تمام کر کے انھون نے آواز دی کہ اے طلسم قرطوس اور اے برق ثانی یہ
نامہ ہمارا لیکر پاس بدیع الملک کے جاؤ اور کہنا کہ یہ نامہ نہین ہے بلکہ سرفراز نامہ ہے جلد اپنے تئین
یہان پہونچاؤ یہ کہکر اور نامہ دیکر رخصت کیا۔ یہ تو وہان سے روانہ ہوئے۔ اب یہان آپ نے دو طبق
نہایت عمدہ برفی کے نکالے اور یہ فرمایا کہ یہ تمکو ارشاد خداوند کا عنایت ہوتا ہے تم اسکو کھا کر مصروف
جشن ہو کہ تمکو سرور زیادہ ہوگا۔ وزیر اسکا ہومان جھپٹ کر آیا اور وہ طبق انھون نے مٹھائی
کے دیے اور دیکھا ہومان نے کہ ایک ہاتھ پری کا معلوم ہوتا ہے اور سات طباق خضران نے
بھرکر ہومان کو دیے اور کہا کہ ان سب کو ان سب پر برابر تقسیم کر دو۔ ہر شخص اُٹھ اُٹھ کے تسلیمین
کرتا اور حصہ لینے مین سبقت کرتا تھا۔ ہومان نے تمام مٹھائی سب آدمیون پر تقسیم کی اور لا کے سامنے
بلاکشان جادو کے بھی ایک طشتری مین مٹھائی رکھی۔ بلاکشان جادو نے قصد کھانے کا
کیا تھا کہ ساتھ ہی اسے خیال آیا کہ خضران مر چکا ہے ایسا نہو کہ یہ کوئی اور عیار ہو کہ وہ بیہوش کر کے
ہم لوگون کو قتل کرڈالے دوسری بات یہ ہے کہ نانی صاحبہ نے بھی یہی کہا تھا۔ یہ سوچ کر ہومان
کی جانب کو دیکھا اور چپکے سے کہا کہ اے ہومان مجھے یہ اندیشہ ہے کہ مبادا ایسا نہو کہ اس مٹھائی کے
کھانے سے مین بیہوش ہو جاؤن۔ ہومان نے عرض کیا کہ اگر ایسا شک ہے تو آپ کیا دریافت
نہین کر سکتے۔ بلاکشان جادو نے کہا کہ ہان ہو سکتا ہے۔ ہومان نے کہا مناسب ہے پہلے دریافت
فرمالیجیے پھر نوش کیجیے گا۔ اسنے ایک ڈلی برفی کو اپنی ہتھیلی پر رکھ کر اسم سحر دم کیا اور کہا کہ
بیان کر کہ تجھ مین کیا تاثیر ہے۔ آواز آئی کہ مین بیہوشی آمیز ہون جو مجھے کھائیگا بیہوش ہو جائیگا۔
اسنے پوچھا کہ یہ کسنے تجھے درست کیا ہے۔ اسنے بیان کیا کہ خضران بن عمرو عیار نے۔ یہ سنکر یہ گھبرایا
اور کہا کہ یہ بتا پہلے قتل کون ہوا۔ برفی سے آواز آئی کہ یہ خدمتگار شاہ جادو کا تھا۔ یہ سنکر رنگ
چہرہ بلاکشان جادو کا اُڑ گیا لیکن آپ بھی چھپے ہوؤن مین سے جھانک رہے تھے اور دیکھ رہے
تھے۔ اسکو جو کھانے مین عرصہ ہوا تو آپ نے کھٹک گیا کہ کچھ دال مین کالا ہے چپکے گلیم اوڑھکر آپ
چلے سے باہر نکل گئے ادھر بلاکشان جادو نے اسم سحر دم کر کے ایک گولا آتش چلے کی جانب کو
مارا کہ وہ گولا جسم چلے پر جو پڑا تو نکلا ہمہ تن شعلۂ آتش ہوگیا اور جلنے لگا اور آگ تمام ڈیرہ مین لگ گئی
بلاکشان جادو اور ہومان باہر نکل آئے اور آپ بھی گلیم اوڑھے ہوئے انکے ساتھ نکلے باقی
لوگ جو بھاگے تو انپر بیہوشی تاثیر کر گئی وہ بھی ایسے وہین رہ گئے ہمراہ جلنے لگے اور وہ سب کے سب
چلاتے تھے کہ ارے ہم تو مفت جلے جاتے ہین۔ مگر اس آگ سے انکو مفر نہ تھی اور وہ سب جل کر
خاک سیاہ ہوگئے اُسوقت اسکو قرار ہوا۔ اب ہومان نے کہا کہ چلیے یہ مقام ٹھہرنے کا نہین ہے۔
اسنے تخت سحر پر بیٹھنے کا قصد کیا تھا کہ دیکھا سامنے ایک نازنین نہایت مہ جبین بقول شاعر ؎
برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن + مرادون کی راتین جوانی کے دن + سامنے پیدا ہوئی ہاتھون مین
اُسکے مہندی رچی ہوئی اور پیرون مین بھی لگی ہوئی بوریہ بچھا کے اُس دشت خالی مین بیٹھے ہوئے

اور ایک ساری آدھی باندھے اور آدھی اوڑھے ہوئے زار زار مثل ابر نوبہار روتی ہوئی اور کہتی ہوئی کہ ہائے یہ کس جیاد نے اس دیرہ کو جلا دیا اور میرے ارمانون کو مٹا دیا مین بھی اسی آگ مین جلکر اپنی جان دونگی اور ستی ہوجاؤنگی کہ میرے دل مین جو شعلے اٹھ رہے اور بھڑک رہے ہین اور اسی آگ مین مین اُنکو بجھاؤنگی۔ یہ کہکر اس آگ کی سمت کو چلی لیکن ہومان وزیر کی نگاہ جو پری یہ ہزار جان سے عاشق ہوا۔ اور اسنے دیکھکر بلاکشان جادو سے کہاکہ حضور یہ خون ناحق آپکے ذمہ ہوگا اس عورت کو بلایئے ایسا ہی ہو تو غلام اسکی تیمار داری اور تسکین قلب کردیگا کیونکہ یہ حسینہ مفت مین جلجائیگی اُسوقت مجھے بھی رنج ہوگا۔ بلاکشان جادو نے آواز دی کہ ادھر آ۔ یہ وہان سے ہٹی اور کہتی تھی ۔ غزل

بلائے جان یہ تیلے خاک سے پیدا کرتے ہین ۔ پری کو بند شیشہ مین یہ آدم زاد کرتے ہین
کمر باندھی ہی گلچینون نے غارت پر گلستان کے ۔ اجاڑا بلبلون سے خوان کا صیاد کرتے ہین
جنون کے عشق نے آخر دکھایا رنگ دل کو بھی ۔ برہمن پردۂ ناقوس مین فریاد کرتے ہین
کوئی ذرہ تو اسکا تا بدامن اڑ کے پہونچیگا ۔ بیشت خاک تیری راہ مین برباد کرتے ہین

یہ کلام محبت آمیز کہتی ہوئی قریب بلاکشان جادو کے آئی اور کہاکہ کیون مجھے بلایا ہی۔ کسواسطے مجھے جلنے نہ دو۔ بلاکشان جادو نے کہاکہ تو کیون اپنی جان دیتی ہی۔ اسنے کہاکہ میرا محبوب ابھی دیرہ مین تھا اور کسی نے اسکو پھونک دیا ہی خداوند اُسے بھی غارت کرے کہ مین اس اپنی جوانی کو کسکے ساتھ بسر کرونگی اس سے بہتر یہ ہی کہ مین بھی جل کر خاک ہوجاؤن کہ ایذاسے دنیا سے بچون اسوقت ہومان نے کہاکہ جب یہ بلاکشان جادو نے ان سب کو پھونک دیا ہی کہ اُسنے بڑے بڑے ظلم کیے تھے تو گھبرا نہین۔ بلاکشان جادو اس آتش سے تیرے شوہر کو بعد آٹھ روز کے نکال دینگے اور زندہ کردینگے اب تو انکے ساتھ جل کہ اب اسوقت زندہ کرنا مناسب نہین ہی تو فتنہ یہ مجبور ہوئی اور کہاکہ جیسا کچھ مرضی حضور ہو وہی مناسب ہی اب اسنے تخت پر اپنے بٹھا لیا اور مع ہومان وزیر کے یہ وہان سے چل کھڑا ہوا کہ اسنے آہ کھینچی۔ پوچھا اسنے کہ اب آہ کھینچنے کا کیا سبب ہی اُسنے اپنے سینہ پر سے ایک طرہ پھولون کا مثل گلدستہ بنا ہوا نکالا اور کہاکہ یہ مین نے اپنے اُس محبوب کے واسطے تیار کیا تھا ہائے افسوس کہ ان پھولون کی بو بھی وہ سونگھنے نہ پائے۔ بلاکشان جادو نے اسکے ہاتھ سے وہ گلدستہ لے لیا اور سونگھا تو بوے عطر عروس پیدا ہوئی۔ ہومان وزیر کو رشک ہوا کہ محبوب تو میری تھی آپ نے کیون لے لیا۔ یہ کہکر وہ گلدستہ ہومان نے بلاکشان جادو کے ہاتھ سے لیکر خود سونگھا اور کہاکہ آپ کو یہ نہ چاہیے تھا کیونکہ مین نے اپنا معشوق اسے قرار دیا تھا۔ بلاکشان جادو کو یہ سنکر نہایت طیش آیا اور وہ زمین سے ایک تھپڑ مارا۔ ہومان تھپڑ کھا کر نیچے تخت کے گرا اور گرتے ہی بیہوش ہوگیا اسوقت بلاکشان جادو افسوس کنان اپنے تخت کو اُسی مقام پر اُتار کے آیا اور قریب اسکے ہو نکلا اسلیے چاہا کہ اُٹھاؤن۔ ادھر بیہوشی نے اسکو بھی بیہوش کردیا تھا اور اپنی تاثیر کرچکی تھی یہ بھی برابر ہومان کے گرا یہ نازنین جو پاس بیٹھی ہوئی تھی ایک بارگی جب کہ اسنے آواز دی کہ منم عمران ابن عمرو اور یہ کہکر نعرہ کرکے تلوار بلاکشان جادو کی گردن پر ماری کہ سر اسکا جسم سے جدا ہوا اور دوسرا ہاتھ وزیر ہومان پر مارا کہ اسکا بھی سر قلم ہوا۔ آواز گیرودار کی بلند ہوئی اب اُس نازنین کی حالت سنیے

نکل کر چلے گئے اور کہا کہ یہی مصلحت ہے کہ یہاں سے نکل چلو اسی وجہ سے حکیم قرطوس اور برق ثانی
کو انھوں نے روانہ کر دیا تھا کہ جو کچھ ہو وہ مجھی پر گذرے یہ تو چلے لیکن بلاکشان سے ایک جانور
پیدا ہوا اور لاش بلاکشان جادو پر کئی مرتبہ پھرا اور یہ شعر پڑھتا تھا۔ شعر۔ جس سر کو غرور آج ہے
یہاں تاجوری کا + کل اس پہ یہیں شور ہے اک نوحہ گری کا + آفاق کی منزل سے گیا کون سلامت
اسباب لٹا راہ میں یاں ہمسفری کا + تاک میر جگر سوختہ کی جلد خبر لے + کیا یار بھروسا ہے چراغ
سحری کا + یہ پڑھکر جانور خدمت میں ملکہ سوزن جادو کے آیا اور عرض کیا کہ بلاکشان جادو کو
خضران بن عمرو نے مار ڈالا برابر دیرہ پوشیدہ کے اور یہ کہکر آپ جل گیا۔ بس سنکر بال اسنے
اپنے سر کے نوچے اور خاک اڑاتی ہوئی اُس دشت پرخار میں آئی اور دیکھا کہ دیرہ بھی جل گیا
اور ایک مقام پر الگ لاشیں ہوماں اور بلاکشان جادو کی پڑی ہیں اسنے لاشوں کو اٹھایا
اور لیکر اپنے مکان پر آئی اور چند ساحروں کو اطلاع دی جب وہ جمع ہوئے تو اسنے اُن دونوں کو
موافق رسم کے جلوا دیا اور اُن ساحروں سے یہ کہا کہ ابھی میں بھی اپنے تئیں جلا دیتی اور جاتی
لیکن یہ خردمندی اور عقلمندی کے خلاف ہے جب تک زمین بدیع الملک اور اسکے عیار قاتل
بلاکشان جادو کو نہ پھونک دونگی جب تک مجھے قرار نہ آئیگا یہ کہکر اسے مقام پر مع اُن ساحروں
کے آئی یہ تو یہاں اپنے سحر کو درست کرتی ہے۔ اب حال خضران بن عمرو کا بیان ہوتا ہے کہ یہ
بلاکشان جادو کو مار کر قریب لشکر کے پہنچے ادھر بدیع الملک بھی حکیم قرطوس اور برق
ثانی کی زبانی سن چکے تھے اور رقعہ پڑھ چکے تھے نہایت انکو تشویش تھی کہ خضران ابتک نہیں
آئے کہ ساتھ ہی ہرکاروں نے آکر مجرا گاہ پر سے مجرا کیا اور عرض کیا کہ خضران تشریف لائے ہیں
اسقدر شاہزادہ بدیع الملک کو خوشی ہوئی کہ آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور در بارگاہ تک مع طلحہ
بن لنہا ہو کے آئے کہ سامنے سے خضران نمودار ہوئے اور مجرا کیا شاہزادہ نے گلے سے لگایا اور
انکو انکی جگہ پر اجازت بیٹھنے کی دی اور شاہزادہ نے واقعہ سب دریافت کیا۔ انھوں نے مارنا
بلاکشان جادو کا اور اپنی عیاری کا حال بیان کیا۔ سب عیاروں نے نہایت ہی وجد کیا اور کہا
کہ جامہ عیاری پروردگار عالم نے آپکے دادا اور آپکے باپ اور آپ ہی کے لیے قطع کیا ہے اور خلعت
فاخرہ انھیں شاہزادہ نے عنایت کیا اور ہر شخص نے موافق اپنی لیاقت کے انکو نذریں دیں
خضران نے پوچھا کہ حضور دیوار کی کیا کیفیت ہے۔ شاہزادہ بدیع الملک نے فرمایا کہ وہ تو اسی طرح
قائم ہے خضران نے کہا کہ بغیر سوزن جادو کے مرے یہ دیوار ٹوٹنے کی نہیں کہ یہ اُسی کا خاص سحر
ہے اور بلاکشان جادو اُسی کا ساختہ پرداختہ تھا کہ جسکو میں نے مارا۔ یہاں تو یہ باتیں ہو رہی
تھیں اب اُدھر کا حال سنیے کہ سوزن جادو نے اسکے رسومات مذہبی سے فراغ حاصل کر کے
اقرار جادو کو بلایا اور اُس سے کہا کہ یہ نامہ میرا بدیع الملک کو پہونچا دے۔ اسنے عرض کیا کہ
بہت خوب۔ وہ نامہ لیکر خدمت میں شاہزادہ بدیع الملک کے آیا ہرکاروں نے خبر دی کہ
ایک ساحر نامہ سر سے باندھے ہوئے قریب بارگاہ حاضر ہے۔ شاہزادہ نے فرمایا کہ بلا لو۔ یہ حاضر
ہوا اور اسنے آکر جوانان صف شکن و تہمتن گردن کش کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ شاہزادہ نے
کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ فرمایا۔ یہ سلام کر کے بیٹھ گیا۔ آپ نے ساقی کو اشارہ کیا کہ بھائی تو ہمارا
مہمان ہے اور تو خاطر جمع رکھ کہ ایلچی را زوال نیست۔ اسنے سلام کر کے وہ جام ساقی کے ہاتھ

سے لیا اور پکارا کہ یہ نامہ دار ملکہ سوزن جادو۔ آپ نے اُسکے ہاتھ سے نامہ لیا اور عبارت نامہ پر
غور فرمانے لگے لکھا تھا کہ ای شاہزادہ بدیع الملک تمھارے لشکر کے جلا دینے کی کوئی حقیقت نہین ہی
لہذا مین تمھین آگاہ کرتی ہون کہ تم اپنا بندوبست کرو کہ کل مین قیامت کبری تمھارے لشکر پر
نازل کرونگی اور اگر جان کو بچایا چاہو تو خضران بن عمرو کو بدست اقرار جادو روانہ کرو اور آپ
اپنے لشکر کو یہان سے لیکر روانہ ہو جاؤ کہ کاہیکو اتنی جانون کو مین اپنے وقت آخر مین قتل کرون
اور خاک مین ملاؤن یہ مضمون نامہ پڑھکر شاہزادہ نے سب کو آگاہ کیا اور فرمایا کہ مین سب صاحبون
سے یہ عرض کرتا ہون کہ آپ لوگ مجھسے کنارہ کیجیے کیونکہ آفت آسمانی ظاہر ہی اگر ٹالے تو ٹلے گی
ان سب نے متفق ہو کر یہ کہا کہ اگر ہزار جانین ہون تو آپ پر نثار کر دینگے اور کبھی دو قدم بھی
پیچھے میدان اجل سے نہ ہٹینگے پس یہ سنکر خضران اُٹھ کھڑے ہوے اور شاہزادہ سے عرض
کیا کہ ایک میرے جانے سے یہ بلا دور ہوتی ہی آپ مجھے اقرار جادو کے ساتھ روانہ کرین کہ
بعد میرے مرجانے کے اور جانین سب صاحبون کی تو بچینگی اور میرے والد ماجد سے جو ملاقات
ہو تو میرا حال کہیے گا اور یہ اسباب عیاری اور کسی کو دیکر عیار بنایے گا پس یہ سنکر بدیع الملک
بیساختہ رونے لگے اور فرمایا کہ اے خضران اگر کوئی شخص مجھکو سات بار قتل کرے اور پھر مین زندہ
ہون تو مجھسے یہ کبھی نہ ہوگا کہ تجھ سے یار صادق اور دوست موافق سے جدا کرون بلکہ یہ اور
جو حضرات میرے ہمراہ ہین انہین سے کسی کو یہ مانگے دیکھ لے کہ مین دیتا ہون یا نہین دیتا ہون
یہ کلام محبت آمیز اور مردانہ وار سنکر سب کے سب نہایت خوش ہوے اور عرض کیا کہ آپ ایسے
ہین کہ اپنے تابعدارون کا ایسا ہی خیال رکھتے ہین۔ شاہزادہ نے اسی نامہ کی پشت پر لکھا۔ بعد حمد
خدا کے کہ اے سوزن جادو کہ مین یہ خوب جانتا ہون مصرع۔ دشمن اگر قوی ست نگہبان
قوی ترست ۔ تو کسی طرح سے ہم لوگون کے قتل کرنے مین کمی نہ کرنا اور اگر ایک خدمتگار کو بھی تو چاہے
کہ مین بھیجدون تیرے پاس تو یہ ناممکن ہی۔ یہ لکھکر حوالہ اقرار جادو کے کیا اور یہ زبانی فرمایا کہ ای
اقرار جادو تو جا کر یہ نامہ ہمارا دے لیکن اقرار جادو نے اس عالی ہمتی پر وجد کیا اور یہ کہا کہ اے
شہریار مین دوستی سے عرض کرتا ہون کہ آپ لوگون مین سے ایک بھی باقی نہ رہیگا اور خاک تک
یہان کی جلا کر وہ اُڑا دیگی کہ اُسکا سحر یہ دیوار آتشی کا نہایت ہی زبردست ہی۔ یہ عرض کر سکتا ہون
کہ اگر سامری بھی اس آگ کو چاہین کہ بجھا دین تو یقین ہی کہ بڑی دشواری اُنکو بھی پڑے لیکن آپ
اُسکے سحر سے واقف نہین ہین۔ شاہزادہ نے فرمایا کہ اے اقرار جادو جو منظور خدا ہوگا وہی ہوگا
یہ کہکر خلعت دیا۔ اقرار جادو ان سب کے حال پر افسوس کرتا ہوا رخصت ہوا اور بعجلت تمام خدمت
مین ملکہ سوزن جادو کے حاضر ہوا اور تمام سرگذشت اپنی بیان کی اور وہ نامہ اسنے کہ جو جواب اسکے
نامہ کا تھا ملکہ کو دیا۔ ملکہ نے مضمون نامہ کو پڑھا اور پڑھکر نہایت غصہ آیا اور کہا کہ افسوس کرتی ہون
کہ ان سب کی قضا میرے ہی ہاتھ سے تھی اقرار جادو نے بیان کیا کہ ایک عیار کو تو وہ اپنے مثل
بھائی کے سمجھتے ہین اگر آپ خدمتگار کو بھی مانگتین تو وہ ایسے بامروت ہین کہ اسکا دینا بھی پسند نہ کرتے
اور یہی ہوا کہ دو ڈھائی لاکھ آدمی نے مرنا اختیار کر لیا ہی پس یہ سنکر سوزن جادو نے کہا کہ
جب قضا آتی ہی تو ایسی ہی انسان کو سوجھتی ہی اور یہ کہکر تخت سحر پر آپ سوار ہوئی اور آکر اُس
حصار مین رات کو فروکش ہوئی اور سویرے اُٹھی اور تخت سحر پر سوار ہو کر حصار سے بلند ہوئی

اور بلند ہو کر اسنے وہ اسم سحر دم کیا کہ تمام دیواریں اُڑ گئیں اور آسمان پر دھوان سا ہو کر ابر ہو گیا اور
تمام دنیا پر چھا گیا - یہ سب خدا پرست نماز صبح سے فراغ حاصل کر چکے تھے انھوں نے جو دیکھا کہ ابر شعلہ ریز
ہمارے لشکر پر آتا ہے عرض کیا لوگوں نے شاہزادہ بدیع الملک سے کہ آج وہی روز قیامت ہے کہ
جسکی بابت ملکہ سوزن جادو نے آپ کو اطلاع دی تھی خضران نے آکر عرض کیا کہ تبرکات آپ اپنے
جسم مبارک پر آراستہ کیجیے کہ آگ آپ کا کچھ نہ کر سکے - شاہزادہ نے یہ کلمہ سنکر فرمایا کہ تمسے مجھے
تعجب ہے کہ یہ سب تو بغیر تعویذ اور دعا کے رہیں اور میں نہیں - یہ فرما کر جو کچھ پہنے بھی تھے وہ بھی سب
اُتار ڈالا اور ایک سبک پیراہن جسم مبارک پر پہن لیا اور فرمایا کہ یہی کفن ہمارا ہو جاویگا اور خضران
سے خطاب کیا کہ تیرے پاس گلیم عیاری ہے کہ آتش سحر اسپر اثر نہیں کر سکتی بس تو اوڑھ کر نکلجانا
اور میرے مرنے کی خبر بادشاہ اور میرے عزیزوں کو دینا یہ میں خوشی سے کہتا ہوں - خضران نے
عرض کیا کہ یہ دادا جان میں بات تھی کہ اپنی جان کو بہت عزیز رکھتے تھے اور میں اس دنیاے ناپائدار
کو خوب جانتا ہوں کہ اگر کوئی شخص دو ہزار برس کی زندگی کرے تو بھی اُسکو ایک روز فنا اور
ناپید ہونا ہوگا — اسنے بھی یہ کہکر وہ لباس عیاری اُتار ڈالا اور ہلکا سا پیراہن پہن لیا اور
سامنے شاہزادہ کے آکھڑا ہوا اور اپنے کلمہ کا شاہد کیا اور جو اندر بارگاہ کے تھے وہ بھی باہر نکل آئے
اور لگے ابر کو دیکھنے وہ ابر جھوم کر گرد لشکر کے آکر چھا گیا اور سب جمع من حلقہ ابر کے آگئے اُسوقت
اسنے آواز دی یعنی ملکہ سوزن جادو نے کہ اب اپنی کوئی فکر کرو اور آسمانی خدا سے مدد چاہو -
یہ سب استغاثہ کر رہے تھے کہ دیکھا کہ ہر چہار سمت سے آگ دہکنے لگی اور برسنے لگی جو لوگ قریب
تھے وہ آتش اُنپر گری اور وہ جلنے لگے اور باقی سب نے دست مناجات درگاہ قاضی الحاجات میں بلند
کیے اور اپنے قلبوں کو رجوع کیا ازجانب پروردگار عالم اور عرض کرنے لگے رباعی - اے آنکہ بملک
خویش پایندہ توئی + وز دو من شب صبح نمایندہ توئی + کار من بیچارہ قوی بستہ شدہ + بکشاے
خدایا کہ کشایندہ توئی + کوئی عرض کرتا تھا - رباعی - تو آن رفیع مکان کہ ساکنان فلک +
بہ آستان تو دارند میل دربانی + چہ حاجت است بہ پیش تو حال دل گفتن + کہ حال خستہ دلان را
تو خوب میدانی + اے پروردگار عالم تو حال دل سے خوب واقف ہے اس علامہ شیطان کی بلا
کے ہاتھ سے نجات دے اور ہمارے حال زار پر رحم فرما - کوئی اس کبت کو شان جناب حیدر کرار میں
پڑھتا تھا - کبت - سگرو سنسار پکارت ہے جبرئیل کا انجم تحسین بنا ہو + تین سو برس آگے سے
ناہر سے سلمان کو چھڑایو + من منتی کرون اے سنگھ دا میری بار کیون دیر لگایو + سو بگرداب بلا
افتادہ ام یا مصطفےٰ دستی + بہ بحر غم گرفتارم علی مرتضیٰ دستی + ز حالات شب معراج دانستم بدل کہ
چرا دستم نگیری یا علی ببر خدا دستی + یہ سب کے سب مناجات اور استغاثہ اپنے پروردگار عالم
سے کر رہے تھے کہ انکا تیر دعا ہدف مراد پر بیٹھا کہ دیکھا کہ ازجانب کوہ ایک ابر عجب شان و شوکت
کا نظر آئی دیا کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ اب یہ جو ابر آجائیگا تو بالکل شام ہو جاویگی جسکے بارے میں کبیشر نے
کبت - کاری کاری دھوم رہی دھوان سی دھند دھاری + کاری کاری کجراری جیسی فاختائی جوڑی
بیچ جو دکھائی دیت + نیلی اور پیلی بجوری اور سفید نارنجی سہانی آئی ہے + یہ گھٹا رت جو رکا ہم بہت
چھوڑائی ری جو گن جگائی ہے + شعر - جھومتی آئی ہے متوالی گھٹا + ہے مسیت آج کی کالی گھٹا +
یہ دیکھ کر سوزن جادو نے کہا کہ اگر یہ گھٹا آکر برسےگی تو میری آتش سحر کو بھی بجھا دیگی بقول

کر رہی تھی کہ وہ گھٹا اسکے ابر پر چھا گئی اور خداپرست شور کرتے تھے کہ یہ ابر رحمت ہمپر آ گیا۔ کوئی
کہتا تھا کہ کیسی سرگرمی سے ہمنے دعائیں کین کہ خدا نے اُسکا اثر بہت جلد دکھایا ہماری شمع حیات گل
نہ ہونے پائی۔ غرضکہ اُس ابر سے بارش شروع ہوئی اور لیس لخت ایر دیکھا کہ ایک مرد بزرگ ایک
مرگ چھالہ پر بیٹھا ڈاڑھا زیر ناف ہاتھ میں ایک تسبیح ساڑھے تین سو دانہ کی کچھ اسم پڑھتا ہوا چلا
آتا ہی لیکن کیفیت بارش سے وہ آگ لگی کہ بجلی ہوگئے اور سمٹ کر ایک طرف کو جلنے لگی اور اُسقدر
سمٹی کہ ایک شعلہ بنگئی آواز دی انھون نے اُس آگ کی طرف دیکھکر یعنی اُس بزرگ نے کہ اے
آتش کھا لے اس سوزن جادو کو اور کہا ایسا کہ مثل ہیزم خشک کے جلا کر اُسکو راکھ کر دے اور کچھ
پڑھکر اسپر کچھ دانے کھینچ مارے وہ آگ اپنے مقام سے اُٹھی اور چلی انھون نے آواز دی کہ
سوزن جادو کھول دہن اپنا ہم ضعیف حجرہ سلیمان خداپرستون کو تو نے قتل کیا تھا اور
بیڑا اُٹھایا دیکھ کہ اب تجھے کس عذاب الیم سے مارتا ہون کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا تیرے
حال پر گریہ کرینگے پس اسنے اب دیکھا کہ وہ آتش میرے اوپر آتی ہی اسنے آواز دی کہ اے سحر قدیم
تم آواز آئی کہ ہم اپنے قابو مین نہین ہین پس جب اسنے دیکھا کہ وہ آتش نہین رکتی اُسوقت اسنے
اسم سحر دم کرکے منھ اپنا کھول دیا اور کہا کہ آ تیری جگہ میرے کلیجہ مین ہی پھونک دے اور اپنے
منھ سے تمام آتش کو اسنے کلیجہ مین رکھ لیا اور اپنے سر کے بال اسنے نوچ کر اب جو اُڑائے تمام
ابر کو اُن پرون کے پراگندہ کر دیا اور اُس آتش نے اسکے جگر کو پھونکنا شروع کیا۔ پس اب جو یہ
یہان سے اُڑی تو درویش صاحب اُس ابر کی نگرانی کرتے تھے اور اوسے بچانا چاہتے تھے کہ اسنے
پہلو پر آکر اُف ہوئی تو دیکھا کہ درویش کے اوپر وہ آگ گری اور درویش پڑھنے نہ پائے کہ انھین
بھی آگ لگ گئی اور جلنے لگے۔ آواز دی کہ اے شاہزادہ عالی مرتبت بدیع الملک میری لاش
کو منتشر نہونے دینا اور دفن کر دینا پس جلا کر انھین اب　　بھی شعلہ ہوگئی یعنی آگ کا اور اسکا جسم
ہمہ تن آگ ہوگیا اور اسنے آواز دی کہ اب کوئی ایسا ہی کہ مجھکو روکے سب دعا کرو کہ تمھارا مددگار تو
مرچکا ہی اب کوئی آئے اور یہ لشکر ایک گروہ پر گری پانچ ہزار خداپرست اُس مقام پر جمع تھے آگ
اُنکے دامنون سے جو لگی تو ہمہ تن شعلہ آتش بہار ہوبہ کر ڈکار کر پھر اُڑی اور دوسرے گروہ کو
اسنے شکار کرنے کا قصد کیا اور اُن سب نے بھر اپنے ظہرن کو رجوع کیا طرف پروردگار عالم کے
اور کہا کہ واسطہ تجھکو محمد و آل محمد کا اس آفت اور اس بلا سے ہمین نجات دے۔ یہ دعا کر رہے
تھے کہ دیکھا کہ سامنے سے ایک تخت تکیہ دار کہ چار طاؤس آتشبار اسکو اُٹھائے ہوئے اور
تخت پر ایک شخص بیٹھا ہوا اور تاج مرصع نگار بالائے سر اور دونون ہاتھ تکیہ پر رکھے ہوئے چلا آتا
ہی اور پوشاک شاہانہ در بر کیے ہوئے اور گلدستہ گرد تخت رکھے ہوئے سامنے سے نمایان ہوا
اور ان لوگون کے استغاثہ کی آواز گردون دون تک پہونچتی تھی بلکہ اس آواز پر یہ اسطرف کو آگیا اور
اسنے دیکھا کہ یہ شعلہ بھڑک کر سبکو پھونک رہا ہی اور یہ اور ایک گروہ کو پھونکنے چلی ہی کہ اسنے
ایک گلدستہ اُسکی طرف اُٹھا کر کھینچ مارا وہ جوان اُن لوگون پر چادر آہنی ہوگیا اب جو یہ شعلہ گرا
تو جھکر زمین پر آگیا۔ صاحب تخت تکیہ دار نے آواز دی کہ ہم آفتاب زرین علم ٹھہر اوسی مقام پر
رہ اور کہا ٹھہر اُس مقام پہ یہ کہکر کچھ پڑھا اور دوسرا گلدستہ مارا کہ اُس گلدستہ نے آکر حصار گرد
اُسکے کرلیا اور وہ شعلہ گرد اُسی حصار کے لپک لپک کر رہتا تھا نہ زمین مین غرق ہوسکتا تھا نہ

اسمان پر جاسکتا تھا اب جو آفتاب زرین علم نے پلٹ کر دیکھا تو شاہزادہ بدیع الملک صاحبقران
سوم پیراہن بزم پہنے ہوے استغاثہ درگاہ خالق مین کر رہے ہین یہ اپنے تخت پر سے جلدی
کودا اور جھک کر اسنے مجرا کیا۔ شاہزادہ ■ نے اسکو جو دیکھا تو فرمایا کہ اے بھائی ابتک مین عالم رویا مین
ہون یا مین بیدار ہون مجھے یہ ثابت نہین ہوتا کہ آفتاب زرین علم کہان ہین یہ کہان مین معلوم نہین ہوتا
حضرت ان سے عرض کیا کہ نہین ماشاء اللہ آپ بیدار ہین اور یہ آفتاب زرین علم ہین اور ماہ خوبان نے
اس شعلہ کو بند کیا ہے بس یہ سنکر شاہزادہ نے آغوش تمنا پھیلادی اور اسنے سر اپنا قریب سینے
پہونچایا۔ شاہزادہ نے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ اسوقت تمہارا کیونکر پہونچنا ہوا۔ عرض کیا
کہ مین اس بلا کو گرفتار کرون تو پھر حضور سے عرض کرونگا یہ کہکر ایک شیشہ آتشین ہاتھ مین لیے
ہوے کچھ اسم سحر پڑھتا ہوا قریب سوزن جادو لعینے شعلہ کے پہونچا اور کہا کہ او لکاتہ سامری
کی تاتی تو نے اس جہان فانی سے یقین تھا کہ ان سب خدا پرستون کی ہستی نشادی ہوگی۔ لیکن
قاضی الحاجات پروردگار عالم نے مجھے اس مقام پر بھیجا بس اس شیشہ مین آجا اور کچھ دعا
کہ یہ شعلہ سمٹ کر اسی شیشہ مین آگیا۔ ایک ڈانٹ پر لگا کر اسے لیکر بخدمت شاہزادہ بدیع الملک
آیا اور کہا کہ حضور یہ شعلہ کسی وقت گل نہ ہوتا اور تمام خدا پرستون کو جلا کر خاک سیاہ کردیتا مجھ
کو یہ تابعدار سراپا انکسار تباہ ہی حضور مین روان دوان تھا کہ ادھر سب کے استغاثہ کی آواز
میرے بھی گوش زد ہوئی خیال مین آیا کہ یہ کونسے بیکس ہین کہ جنکی آہ مظلومان میرے دل کے
پار ہوئی جاتی تھی اسوقت مین یہان آیا تھا کہ یہ معرکہ دیکھا الحمد للہ کہ اس بلا کو مین نے گرفتار
کیا اب امیدوار ہون کہ ایک غار عمیق کھدے اسی وقت اس غار کو کھدا کے تیار کیا اور آتشی
اس شیشہ کو رکھا اور مٹی ڈال کر اسکو بند کیا اور کچھ پڑھا اور کچھ پتھر اس مقام پر قائم کیے اور
ساتھ شاہزادہ کے آیا اور بدیع الملک نے وہ نعش اس پیرمرد کی جلی ہوئی اول اٹھوائی اور
بعد اسکے اور جو لوگ جل گئے تھے ان سب کو ایک مقام پر دفن کیا مثل گنج شہیدان کے
اور مقبرہ اسی بیابان گرد آباد مین طیار کیا اور نہایت ہی ساتھ افسوس کے قرآن خوانی وغیرہ فرمائی
اور بجائے پانی چھڑکنے کے شاہزادہ عالیوقار نے آنسو اسکی تربت پر یعنی تربت پیرمرد پر گرائے
اور کہا کہ اس بزرگوار نے نہایت محنت اور جان فشانی کی اور نہایت پاس اسلام کیا کہ اسکا شکریہ
مجھسے ادا نہین ہوسکتا۔ یہ کہکر بارگاہ مین تشریف لائے مع اپنے ملازمون کے اور جو کچھ کہ
ساحر ملازم ملکہ سوزن جادو و بلاکشان جادو تھے حاضر ہوے ان سب کو آپ نے کلمہ تلقین
فرمایا اور ہدایت اسلام کی وہ سب کے سب مسلمان ہوے اور جو وہ بنیاد سحر تھی وہ ٹوٹ گئی
اور اب وہ ایک صحراے وسیع نظر آنے لگا۔ شاہزادہ عالی مرتبت یعنی بدیع الملک نے حال
بادشاہ اسلام اور سردارون وغیرہ کا دریافت کیا۔ آفتاب زرین علم نے کہا کہ سب خیریت ہے اور عرض
کیا کہ اسوقت تک جو آپکا کوئی خط نہ پہونچا تو بادشاہ کو بہت تشویش ہوئی اور مجھسے فرمایا کہ اگر تم
اسمین کوشش کرو اور شاہزادہ کا پتا لگاؤ تو یقین ہے کہ پتہ لگجائیگا۔ مین بحکم بادشاہ کے آپکی
تلاش مین چلا۔ یہان آنکر یہ سانحہ دیکھا اور خداوند عالم نے اسکو واصل جہنم کیا اور مین حاضر حضور
ہوا۔ اب آپ کا کیا عزم اور کیا قصد ہے فرمایا کہ بادشاہ اسلام کو اور سب لشکر کو اسی مقام پر تم بلالو
کہ یہ راہ خانہ کعبہ کی بہت صاف اور درست ہے اور قریب ہے کہ مین چل کر صاحبقران اول و دوم کی

زیارت سے مشرف ہون اور اگر تقدیر مین ہو تو آنحضرت جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے بھی مشرف ہون - یہ تذکرہ تھا کہ دیکھا کہ چند آدمی نمایان ہوے اور اُن آدمیون نے عرض کیا کہ ہم شاہزادۂ بدیع الملک کے پاس جانا چاہتے ہین - خادمون نے آکر عرض کیا - بدیع الملک نے اُن کو بلا لیا - آدمیون نے بعد سلام عرض کیا کہ ہم فرستادۂ ماہ قلندری ہین - انھون نے دریافت کرایا ہی کہ درویش کا پتہ نہین معلوم ہوتا ہی جیسے لشکر پر گئے تھے - شاہزادہ یہ سُنکر بہت افسردہ ہوا اور فرمایا کہ انتقال کیا اور بسبب تیری محبت کے ہاتھ سے ملکہ سوزن جادو کے شہید ہوگئے اور طلحہ بن لندھور و آفتاب زرین علم وغیرہ کو برائے استقبال ملکہ ماہ قلندری روانہ کیا یہ سب گئے اور طاؤسی ساگر مع ملکہ ماہ قلندری و رضیہ خاتون کے سوار کیا اور لیکر خدمت مین شاہزادۂ بدیع الملک کے چلے لیکن ماہ قلندری کو نہایت صدمہ اس درویش کی وفات کا ہوا اور بہت روئی جیسے اپنے باپ کو روئی تھی - غرضکہ یہ سب کے سب داخل بارگاہ ہوے ملکہ کے واسطے الگ خیمہ برپا ہوا - خضر ان نے آفتاب زرین علم سے ساری کیفیت ملکہ کے عشق کی بیان کی اور کہا کہ آپ اپنے لڑکے کے عقد شاہزادہ کا اپنے سامنے کرتے جایئے - انھون نے کہا کہ بہت مناسب ہی دوسری ملاقات مین آفتاب زرین علم نے عرض کیا کہ جی چاہتا ہی کہ آپ کا عقد ہو اور مین اُسمین شریک ہون - بحمد اللہ کہ بیابان گرد آباد فتح ہوگیا - اب آپ کو کیا تامل ہی - شاہزادہ نے فرمایا کہ درویش کے مرنے کا ایک زخم تازہ ہی اسوجہ سے مین تامل کرتا ہون - آفتاب زرین علم نے عرض کیا کہ یہ تو ہوتا ہی چلا آتا ہی آج جو زندہ ہی وہ کل کہان ہوگا اور جو کل زندہ تھے اُنکا آج پتہ نہین لگتا ہی

کیسے کیسے جوان پری پیکر ✤ سوتے ہین خاک پر پڑے اکثر ✤ بعد مرنے کے یہ کھلا ہمپر

خوب بستی ہی خاک کے اندر ✤ بس حضور اب ان باتون کو خیال نہ فرمایئے اور اس امر نیک سے بھی فراغت کیجیے - شاہزادہ نے فرمایا کہ پندرہ ہزار ملازم میرے شہید ہوے دوسرے ابھی اُنکا چہلم بھی مین نے نہین کیا - عرض کیا کہ یہ عقد بھی امر واجب ہی شاہزادہ نے قبول کیا - تاریخ مقرر ہوئی - ایک روز مین ان دونون صاحبون کا عقد ہوا - شاہزادہ کا عقد ہمراہ ملکہ ماہ قلندری ہوا خضر ان کا عقد رضیہ خاتون کے ساتھ ہوا - اُس شب نیک مین یہ دونون حاملہ ہوئین - ملکہ ماہ قلندری کے بطن سے بعد گذرنے ایام مقررہ کے شہراب الملک پیدا ہونگے کہ نہایت جری اور بہادر ہونگے اور بہت بڑے فقیر دوست ہونگے اور بطن رضیہ خاتون سے مہتر رضوان پیدا ہونگے کہ یہ بھی بڑے بڑے کام کرینگے اُنکا ذکر گلستان باختر مین اپنے مقام پر انشاء اللہ تعالے آئیگا کہ خداوندی شمائل بن لقا کی عرض کیا دریگی - اب بیان حال بیان کیا جاتا ہی کہ آفتاب زرین علم نے اس امر نیک سے بھی فراغ حاصل کرکے شاہزادہ سے رخصت طلب کی آپ نے آفتاب زرین علم کو گلے سے لگایا اور فرمایا کہ اے آفتاب زرین الم مین تو چاہتا ہون کہ مفارقت تمھاری نہو لیکن بغیر تمھارے بھیجے بادشاہ اسلام مع لشکر کے آ نہین سکتے بس بہتر یہ ہی کہ تم تشریف لیجاؤ اور سارا حال میرا بیان کرنا اور درجہ بدرجہ سلام و تسلیم بادشاہ و جملہ اہل لشکر کو عرض کرنا - آفتاب زرین علم نے اپنا تخت سحر درست کیا اور خضر ان کو گلے سے لگایا اور تمام اہل بزم سے مع شاہزادہ کے رخصت ہوکر یہ روانہ ہوے خدمت بادشاہ اسلام منزلون کو طے و طی کرکے قریب لشکر بادشاہ کے اسکا گذر ہوا - عجب طرح کی اہل لشکر اور بادشاہ کو شکر خوشی ہوئی اور حال بادشاہ

نے آفتاب زرین علم سے دریافت کیا کہ کیا کیفیت شاہزادۂ بدیع الملک کی تھی معائنہ اور مشاہدہ کی
انھوں نے عرض کیا کہ بفضلہ تعالے باقبال حضور بیابان گرد آباد کو فتح کیا اور میں اُسوقت پر پہونچا
ہوں کہ سوزن جادو نے پندرہ ہزار آدمی جلا دیے تھے۔ لیکن میں نے جا کر اُسے گرفتار کیا اور
دفن کیا اُسکو بڑی پختگی کے ساتھ تاکہ نکلنے نہ پاوے کیونکہ اگر وہ مقام پائیگا تو یقین ہی کہ پھر بھی وہ کچھ قیامت
برپا کریگی۔ باقی ملکہ ماہ قلندری کا عقد ساتھ شاہزادہ کے اور رضیہ خاتون کا عقد ساتھ خضر ان
کے۔ بیان کیا۔ بادشاہ اسلام اور سرداروں کو اس خبر فرحت اثر کو سنکر نہایت مسرت ہوئی اور
خوشی ہوئی اور شکر خدا بجا لائے اُسوقت آپ نے لشکر کی طیاری کا حکم دیا اور عدیل بن عادی سے
فرمایا کہ بارگاہ آسمان جاہ کا انتظام کر کے تم آگے چلو ہم بھی پیچھے آتے ہیں بس یہ سنتے ہی انھوں
نے بارگاہ آسمان جاہ کو اپنے ہمراہ لیا اور جتنے کہ رفقا سے کامل تھے اور افسران ذوالوقار تھے
اُنکو بھی انھوں نے اپنے ہمراہ لیا اور دوسرے دن بادشاہ سوار ہو کر چلے اب یہ تو چلتے ہیں انھیں
راہ میں چھوڑا جاتا ہی کہ انکا حال بر وقت پہونچنے کے بیان کیا جائیگا اب وہ کلمہ داستان شاہزادہ
بدیع الملک بیان کیے جاتے ہیں۔ کہ انھوں نے اس بیابان گرد آباد کو اپنے جمال نورانی
سے نہایت منور و روشن کیا اور مسجدیں تعمیر کرائیں اور ملکہ ماہ قلندری کے نام یہ سب ملک کیا اور
حکیم قرطوس کو یہاں کا حاکم مقرر کیا اور آپ انتظام میں بادشاہ سے تھے کہ اسی اثنا میں اسمار قوی بازو
کہ یہ پہلوان یکتا ہی اٹھ کر کھڑا ہوا اور اسنے دست بستہ عرض کیا کہ ہم لوگ شیر شکار ہیں عرصہ ہوا کہ
یہ تابعدار سیر شکار میں مشغول نہیں ہوا اگر حضور کا حکم ہو تو میں شکار پر جاؤں کہ یہاں شکار زیادہ ہی
کہ کوئی کھیلنے والا یہاں پہونچا نہیں ہی۔ شاہزادہ نے یہ کلام انکی زبان سے سنکر سکوت کیا اور
دیر کے بعد یہ فرمایا کہ خلل ہے اور جو میرے رفیق ہیں اگر وہ بھی کہیں تو میں انکار کر سکتا ہوں
یہ امر دشوار ہی۔ اسنے عرض کیا کہ تابعدار نے کبھی کسی امر کی تکلیف بندگان عالی کو نہیں دی ہی سوائے
اسوقت کے۔ اس میری گستاخی اور بے ادبی کو معاف فرمائیے اور اپنے صاحبوں میں میرے
کلام کو رد نہ فرمائیے۔ شاہزادہ نے فرمایا کہ خیر تمھیں اجازت دو دن کی دیتا ہی لیکن اور کوئی صاحب
اب اسطرح کی جرأت نہ فرمائیں اور میں اب کسیکو اجازت نہیں دونگا یہ سنکر سب خاموش ہو رہے
اسیوقت اسمار قوی بازو نے یہ کلام نیک انجام سنکر شاہزادہ کو تسلیم کی اور آکر سامان شکار بہم کیا
اور چند اپنے رفیقوں کو ساتھ لیا اور ایک خیمہ واسطے اپنی آسائش کے ہمراہ لیا اور باقی باز جرہ اور
کچھ جوڑیاں ولایتی کتوں کی ساتھ لیں اور مع بازداران سبکو ہمراہ لیکر یہ روانہ ہوا۔ غرض کہ
تھوڑی راہ طے کر کے قریب باغ فیروزہ نگار کے آکر پہونچا اور صحرا اسے نظر آیا کہ دیکھا اسنے کہ
یہ صحرا نہایت ہی سبزہ زار اور گلہائے رنگین سے سب بوقلموں ہو رہا ہی اور گل جیسا جو اس صحرا میں
کھلا ہوا ہی عجب خوشرنگ معلوم ہوتا ہی اور نگاہ جو اسکی درخت سرو پر پڑی تو دیکھا کہ قمریاں بھی
کہے بیاد پروردگار عالم کہ زبان بے زبانی سے حمد و ثنا کر رہی ہیں لیکن جا بجا سرو کے درختوں پر
قمریوں کا ہجوم۔ کہیں تیہو کا شور کہیں نعرۂ حق سرہ کی دھوم علی العموم صدا سے مرغ سحری سے
وہ صحرا مرزبوم تھا خود جنت فیض لزوم تھا عجب خوشگوار وادی مینا کار زمردنگار تھا جو اشجار
تھا میوہ دلدار تھا۔ سامنے باغبان قدرت کے گوناگوں ساز تھا۔ سطح دست گلشن پستی اور بلندی سے ہموار تھا
کوسوں تک سبزہ نیلگوں لالہ زار تھا۔ شعر۔ گل بو تھا اُس دشت میں بیخار تھا + سبزہ رشک سبزہ

رخسار تھا + غرضکہ یہ دیکھکر اس پہلوان زمان نے حکم دیا کہ خیمہ ہمارا اسی مقام پر برپا ہو جب
خیمہ برپا ہو چکا اور سب ملازم آکر پہونچے وہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا نسیم بہار کے جھونکے دل ناتوان کو
توانا کرتے تھے اور کوئی جوان یہ شعر پڑھتا تھا نالہ بے اختیاری مین - شعر - سونا کسی ہمدرد
کا لپیٹ کر دم گلے سے + ٹھنڈی وہ ہوا صبح کی اور نور کا تڑکا + غرضکہ اُس صحرائے دلکش کا
حال کیا بیان ہو سکتا ہے بس اسمار قوی بازو اپنے خیمہ مین مع اپنے رفقا کے آیا اور اسنے عبادت
خداوند عالم سے فراغ حاصل کیا اور قرول وغیرہ لیکر تلاش شکار مین مصروف ہو کر چلا
آکر ان لوگون نے تلاش کیا تو ایکجگہ پر چند آہو اس سبزہ زار مین اُنھین نظر آئے - آکر اسمار قوی بازو
سے عرض کیا کہ آپ سوار ہون کہ اب شکار قریب ہے - اُسی وقت یہ مرکب پر سوار ہوا چند ملازمون کو
اپنے ساتھ لیکر چل کھڑا ہوا اور دیکھا سامنے کہ چند آہو نظر آئی دیے اسنے حلقہ کرکے گھیر لیا اور
رکھ لیا اُنکو تیرون کی بارش پر وہ آہو صید ہوے اُنھین ذبح کیا - نہایت اسمار قوی بازو خوش
ہوا اور اسنے دیکھا کہ ایک آہو سامنے سے اور بھاگا ہوا جاتا ہے بس جلدی سے یہ گھوڑے پر سوار
ہو کر اُسکے پیچھے ہوا اور جا کر اُسے گھیرا ہر چند کہ رفقا نے عرض کیا کہ حضور اتنے شکار تو ہین اگر ایک
شکار بچگیا تو کیا لیکن اسنے اُنکے کلام پر توجہ نہ کی اور ایک تیر مارا کہ وہ تیر اسکی پیشانی پر پڑا وہ
گرا اور تڑپ کر پھڑکنے لگا اب جو یہ گھوڑا اڑا کر قریب اُس آہو کے پہونچا تو دیکھا کہ ایک اور تیر اسکے
پیچھے پر معلوم ہوتا ہے - انھون نے اُسکو اٹھایا اور ذبح کیا اور اُسکو لیکر اُسی مقام پر جہان اور آہو
صید کیے ہوے پڑے تھے لا کر ڈال دیا مگر انکو اندیشہ ہوا کہ دیکھیے اسکا کیا انجام ہوتا ہے کیونکہ جسکا
یہ صید ہے وہ بھی کہین نہ آتا ہو - یہ اپنے ملازمون سے کہہ ہی رہا تھا کہ دیکھا کہ سم مرکب کی آواز جو
صحرا سے پیدا ہوئی سب اُس طرف کو دیکھنے لگے کہ دیکھا ایک جوان زبردست سامنے سے نمایان
ہوا اور قریب ان لوگون کے پہونچا اور اس مجمع کو دیکھکر پکارا کہ میرے صید کو کسنے صید کیا ہے -
اسمار قوی بازو نے بڑھکر کہا کہ اے برادر مجھے اسکی نسبت کا حال معلوم نہ تھا مین نے اسے
صید کیا - ایک یہ شکار ایک اسکے علاوہ اور لیجیے اور مجھے معاف فرمایئے - یہ سنکر اسنے کہا کہ یہ کام
لاچارون کا ہے کہ جو اپاہج ہون اور اسکے سزاوار سے تم واقف نہ تھے - اسمار قوی بازو نے کہا
کہ جو آپ سمجھیے وہ بہت بجا ہے لیکن اب اسے قبول فرمایئے - اسنے کہا کہ اب ایک شرط ہے کہ اس
آہو کو اپنے کاندھے پر رکھکر میرے مقام تک پہونچا دو - اسمار قوی بازو یہ کلام اُس
بد انجام سے سنکر ہنسا اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تجھے اپنی جرأت اور شجاعت پر دعوی ہے اگر دعوی ہے
تو آہو کو بیچ مین رکھا ہوا ہے جو زبردست ہوگا یہ اُسی کا شکار ہے اور یہ کہکر گھوڑے کو اسنے
بڑھایا اور برسر مقابلہ آیا - اُسوقت اسنے کہا کہ یہ بات مجھے بھی پسند آئی - ملازمون نے پس
آہو کو بیچ مین رکھ دیا - اب اس شخص نے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ تمھارا نام دریافت کرون کہ
تمھارا کیا نام ہے مین نے اس قسم کے آدمیون کو نہ دیکھا تھا - انھون نے کہا کہ میرا نام
اسمار قوی بازو ہے اور مین ملازم شاہزادہ بدیع الملک ہون کہ جنھون نے بیابان گرد آباد
کو فتح کیا ہے اسے عزیز تو بھی اپنے نام و نشان سے اب واقف کر اسنے کہا کہ اے شخص مین سپہ سالار
ہون بہلول شیر شکار کا کہ جو مالک قلعہ سکندریہ کا ہے اور دو لاکھ فوج میرے پاس نام ہے یہ کہہ رہا
تھا کہ چند سوار اسکے بھی ملازم آپہونچے اب اسنے کہا کہ ہان بکار خود مشغول باش - تلوارین نکالین

کھینچین اور لگی تلوار چلنے ایک ایک کی ضرب کو خالی دیتا تھا اور دو بجلیان سی کوندرہی تھین
دونون فن جنگ مین کامل تھے ایک ایک کی چوٹ نہ کھاتا تھا۔ اسوقت دیکھا تو دروازہ باغ
فیروزہ نگار کا کھلا اور ایک نقابدار گلگون پوشش اُس دروازہ سے نمایان ہوا۔ مرکب بد سوار
ذاب مین تلوار لگی ہوئی اور پشت پر سپر پڑی ہوئی چلا آتا ہی جب قریب ان دونون کے پہونچا
آواز دی کہ باش او بے ادبو اس مقام پر خون ہونے کا حکم نہین ہی تمنے اس سبزہ روئیدہ کو
خون آہو سے رنگا ہی اور خراب کیا ہی کہ یہ سبزہ روتا ہی اور تمھین بددعا دیتا ہی اور اسپر یہ تکلف ہی
کہ تم اپنا بھی خون بہانا چاہتے ہو۔ یہ کہکر اور جھپٹ کر ان دونون کے بیچ مین آگیا۔ ان دونون
نے نشانہ پاکر اس نقابدار گلگون پوش پر تلوارین مارین۔ اس نقابدار نے دہنا ہاتھ ایک کے بند دست
پر ڈالا اور بایان ہاتھ دوسرے کے بند دست پر ڈال کے دونون کی تلوارین چھین لین اور کمر بند پر
ہاتھ ڈال کر دونون کو فاش زمین سے اُٹھا لیا یہ سب ملازم کھڑے دیکھا کیے اور وہ نقابدار ان
دونون کو لیکر طرف باغ فیروزہ نگار کے چلا اور اندرون باغ داخل ہوا اور دروازہ بند ہوگیا
یہ سب ملازمین اس زور کو دیکھکر حیرت مین آئے اور واسطے اپنے مالک کو خبر دینے کے واسطے
روانہ ہوے۔ اول شاہزادہ بدیع الملک کو معلوم ہوا کہ اسمار قوی بازو کا خنجر لوگ
لیے ہوے آتے ہین اور خود وہ نہین معلوم ہوتا۔ آپنے بہت بڑا اندیشہ کیا اور کہا کہ خدا خیر
کرے مین اسی واسطے منع کرتا تھا نہ معلوم کیا افتاد پڑی۔ بلاؤ انکے ملازمون کو اور حال دریافت
کرو۔ یہ سنکر حضار انجمن اُن لوگونکو بلا لائے اور ساری حقیقت اُنسے دریافت کرکے شاہزادہ سے
باغ فیروزہ نگار کا حال بیان کیا اور کہا کہ وہان ایک نقابدار گلگون پوش پیدا ہوا اور وہ جو
کہ جسکے آہو کو انھون نے صید کیا تھا اُس سے تلوار چلی کہ نام اُسکا معلوم ہوا عازم صف شکن
ہی اور سپہ سالار بہلول خیر شکار مالک قلعہ سکندریہ کا ہی۔ شاہزادہ نے یہ کلام سنکر فرمایا کہ اب
مین انھین کیا کام کرون خود جاؤن یا کسی کو اس باغ پر بھیجون۔ ملازمون نے عرض کیا کہ جسکو ارشاد ہو
وہ جاوے یا ایک جام رکھیے کہ وہ اسکو پیے کہ جو جاوے کیونکہ یہ طرز قدیم ہی شاہزادہ عالیہمت نے ایک
جام بقاصد باغ فیروزہ نگار رکھا اور یہ فرمایا کہ چاہتا ہون کہ تم مین سے کوئی بہادر جاوے کہ
سزا اُس نقابدار کو دے اور اسمار قوی بازو کو اُسکے پنجہ سے رہا کرے بس یہ سنکر ایک پہلوان اپنے
جگہ پر سے کود پڑا کہ نام اُسکا طلحہ بن لندهور تھا شاہزادہ عالی مرتبت نے فرمایا کہ اے طلحہ
تمھارا جانا تو خلل میرے خاطر کے ہی۔ بس طلحہ نے سلام کرکے اُس جام کو پیا اور کہا مصرعہ اللہ
باقی و من کل فانی ٭ لگا منھ سے پیالہ و یہ بات ٹھانی ٭ کہ انشاءاللہ تعالے اس جنگ کو مین
سر کرکے بہت جلد حاضر حضور ہوتا ہون اور یہ کہکر اپنی فوج کو حکم دیا۔ اُسی وقت چالیس ہزار
جوانان صف شکن دشمن مسلح و مکمل ہوگئے اور اپنے ہمراہان سب کو لیکر اور رقیق شکن بارگاہ
سے رخصت ہوکر طلحہ بن لندهور طرف اس مقام کے روانہ ہوے اب انکو تو پہونچنے دیجیے کہ
انکا حال بیان ہوگا۔ اب حال قلعہ سکندریہ کا بیان ہوتا ہی کہ ملازم عازم صف شکن بادشاہ کے
پاس پہونچے اور ساری روداد شکار کی اور باغ فیروزہ نگار سے نقابدار گلگون پوش کا آنا اور
دونون کو اٹھا لیجانا ان لوگون نے بیان کیا بہلول خیر شکار نے یہ خبر وحشت اثر سنکر اپنے وزیر حقان
سے کہا کہ تمکو معلوم ہی کہ کوئی قریب باغ فیروزہ نگار کے ٹھہر نہین سکتا اسنے جاکر کیون وہان پر

شکار کھیلا اور کیون جاکر جنگ آغاز کی میری تو یہ مجال نہین ہی کہ مین جاکر اُس باغ فیروزہ نگار کو تاراج کر دون دوسری خبر یہ معلوم ہوئی کہ بیابان گرد آباد خاک مین ملگیا اور سوزن جادو بھی قتل ہوئی اور کوئی شخص بدیع الملک ہی کہ وہ اپنی فوج لیکر یہان پڑا ہوا ہی کیا عجب ہی کہ وہ اس طرف کو بھی قصد کرے اور اسکے ہمارے مقابلہ ہووے اے وزیر ہماری اب اسمین کیا راے ہے وزیر نے کہا کہ حضور میری راے تو یہ ہی کہ وہ خدا پرست نہایت زبردست ہی اپنے سردار کی رہائی کی کوشش کریگا اگر وہ رہا ہوگیا تو عادم صف شکن بھی رہا ہوگا۔ اسکے بعد آپ کے اور انکے مقابلہ رہ گیا اور بعد فتح باغ فیروزہ نگار انکو اختیار ہی۔ بہلول شیر شکار نے اس تقریر کو اپنے وزیر کی نہایت پسند کیا اور کہا کہ بہتر ہی اب طلحہ بن لندھور کا حال گذارش کیا جاتا ہی کہ طلحہ قریب صحراے باغ فیروزہ نگار کے پہونچا اور کیفیت اُس صحراے پرفضا کی دیکھکر اسکا دل نہایت باغ باغ ہوا اور خیمون کو اپنے سامنے اس باغ فیروزہ نگار کے برپا کیا اور لشکر کو اپنے اُتارا۔ اور آپ اس جستجو مین تھا کہ کیونکر اطلاع ساکنان باغ کو دیجاوے۔ یہ تصور کر رہا تھا کہ دروازہ خود بخود باغ کا کھلا اور ایک حبشی اُس دروازہ سے پیدا ہوا اور قریب لشکر کے آیا۔ پوچھا اسنے کہ یہ لشکر کسکا ہی اور کیا ارادہ یہ شخص رکھتا ہی وہ لوگ اس حبشی کو لیکر پاس طلحہ بن لندھور کے آے طلحہ نے بعد صاحب سلامت کے اس سے پوچھا کہ تمھارے آنے کا کیا باعث ہوا۔ حبشی نے کہا کہ مین خود ہی تم سے پوچھتا ہون کہ تمھارا آنا مع فوج کے اسکا کیا سبب ہی۔ انھون نے ساری روداد اسیری بازو کی اور مقابلہ عادم صف شکن کا بیان کیا اسنے کہا کہ اس جگہ پر کوئی خون ناحق یا فساد نہین کر سکتا۔ ان لوگون نے اگر یہان سرکشی کا ارادہ کیا بس نقابدار گلگون پوش ان دونون کو پکڑ لیگیا۔ انکی رہائی اب دشوار ہی۔ میری دانست مین آپ اپنی فوج کو لیکر چلے جایئے اگر نہ جایئے گا تو صدمہ آپ کو بھی پہونچیگا مین اسواسطے آپ کو سمجھاتا ہون کہ آپ خدا پرست ہین اور مین بھی خدا پرست ہون۔ طلحہ بن لندھور نے کہا کہ بغیر اُنکے رہا کیے اگر چاہو کہ مین یہان سے بالشت بھر بھی ہٹ جاؤن تو یہ ممکن نہین۔ حبشی نے مجبور ہوکر کہا کہ اگر آپ کو مقابلہ ہی منظور ہی تو اپنے یہان طبل جنگ بجواؤ تاکہ معلوم ہو کہ تم مقابلہ کروگے اور جو کچھ حال ہی اُسکو بھی جاکر اپنے مالک سے عرض کر دونگا۔ یہ کہکر حبشی اُٹھ کھڑا ہوا اور طلحہ بن لندھور نے حکم دیا کہ نقارہ رزمی پر چوب پڑے۔ یہان تو نقارہ رزمی پر چوب پڑی یہ لوگ صبح کا انتظار کرتے ہین اُدھر اُس حبشی نے جاکر ساری روداد نقابدار سے عرض کی۔ نقابدار نے کہا کہ بہتر ہی۔ غرضکہ وہ بھی انتظار صبح کرنے لگا اور وہ زمانہ شب کا برطرف ہوا اور صبح نمودار ہوئی۔ نماز صبح سے ان لوگون نے فراغت کی تمام لشکر مکمل و مسلح سامنے اُس صحراے سبزہ زار کے ہوا۔ طلحہ انتظار کر رہا تھا کہ دیکھا دروازہ باغ فیروزہ نگار کا کھلا اور نقابدار گلگون پوش کوئی سات آٹھ آدمیون کو اپنے ہمراہ لیے ہوے اور ایک اژدہا پیکر گرز رکھے ہوے اور تمام اسلحہ سے اپنے کو آراستہ و پیراستہ کیے ہوے باہر باغ کے آیا اور ایک طرف کو نہایت رعب و دبدبے سے کھڑا ہوا۔ موافق دستور کے چند نقیبون نے نقابت کرکے فراغ حاصل کیا۔ نقابدار نے اپنے مرکب کو میدان مین کودا کر مبارز طلبی کی اور یہ کہا کہ اے شخص تو اپنے تئین آپ عذاب مین ڈالتا ہی اچھا نہین کرتا یہ سنکر طلحہ نے اپنے مرکب کو جولان کیا اور مقابل نقابدار گلگون پوش

پہونچکر نیزہ پر ہاتھ ڈالا۔ ادہر نقابدار نے بھی ارادہ سمجھکر نیزہ لیا۔ ان دونون مین ردو بدل ہونے
لگی۔ قریب سو سوا سو طعن کے بعد نیزہ طلحہ بن لندہور کے ہاتھ سے نکلگیا۔ طلحہ نیزہ پھراب خجالت
مین گڑ گیا۔ اور آواز دی کہ نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی چال بازی تیغبازی راست بازی بس یہکر
اسنے گرز کی طرف اشارہ کیا اسکے ملازم نے جھپٹ کر گرز طلحہ کو دیدیا۔ اُدھر اسنے بھی گرز کاندہے
پر سے لیا اور آکر مقابل ہوا۔ طلحہ نے گرز کو سیدھا کیا اور کہا کہ لگا ضرب مین مشتاق تیری ضرب
کا ہون۔ بعد گفتگوے بسیار کے نقابدار نے گرز مارا۔ طلحہ نے گرز کو روکا گرز پر اور سمہا سے
مرکب سے جو گرد اڑی تھی اسمین یہ چھپ گیا۔ عیار اسکا آیا تو دیکھا کہ طلحہ پر ایک عالم بیہوشی
کا نظر آتا ہے۔ غرض اسنے آواز دی کہ حریف نیزہ زن ہے طلحہ نے آنکھین کھول دین اور تیہ
مرکب اُس گرد سے باہر آیا اور آواز دی۔ ؎ تو ضرب زدی ضرب من نوش کن + ہمہ شادی
از دل فراموش کن + یہ کہکر آپ بھی اسنے ضرب کی۔ نقابدار کا بھی مرکب تحت گرد مین
غرق ہوا۔ بعد تھوڑے عرصے کے دیکھا تو نقابدار گرد کے باہر آیا اور آکر ضرب نقابدار سے
ہوئی تو پھر طلحہ کا وہی حال ہوگیا۔ اکی ضرب مین مرکب طلحہ کا مرگیا یا پیادہ اُس گرد سے نکلا
اور نقابدار کی جانب کو چلا۔ جبکہ نقابدار بھی گھوڑے پر سے کود پڑا۔ آپسمین کشتی لگی پڑنے
جو پیچ وہ باندھتا تھا یہ کھول دیتا تھا اور جب یہ باندھتا تھا تو وہ کھولدیتا تھا۔ اسی اثنا
مین زمانہ دوپہر کا گذر گیا۔ آخر مین زور بڑے کشمکش کے لگے ہونے۔ اکی زور مین نقابدار
نے دونون شانے طلحہ کے پکڑکر اور سینہ مین دیکر دو تین قدم پیچھے ہٹایا اور پھر مارا کہ دونون
گھٹنے طلحہ کے زمین سے لگ گئے کمر زنجیر اسکی پکڑکر اب جو طلحہ نے پھر مارا پہلے ہی زور مین تا
گھٹنون کے لے آیا اور دوسرے زور مین تا سینہ اور تیسرے زور مین بالاے سر لایا اور کہا
کہ واقعی ہے کہ تو نہایت ہی زبردست ہے۔ یہ کہکر باغ کی جانب کو مع طلحہ کے روانہ ہوا۔ ہمراہی
طلحہ بن لندہور جو فوج تھی اُسے بڑا تعجب ہوا اور سب کے سب حیران اور پریشان ہوکر
خدمت مین شاہزادہ بدیع الملک کے روانہ ہوے۔ اُدھر دروازہ باغ کا بند ہوگیا ادھر تو
سب کے سب شاہزادہ عالی مرتبت کی خدمت مین پہونچے اور ساری روداد عرض کی شاہزادے
بدیع الملک نے سُنکر نہایت تعجب کیا اور حکم دیا کہ ہمارا لشکر تیار ہو۔ طلحہ کا زیر ہونا مجھے نہایت
تعجب ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی اسرار ہے۔ اور یہ کہکر آپ نے تیاری کی اور فرمایا کہ مجھے اسی واسطے
شکار کی ممانعت کی تھی لیکن اسرار قوی بازو غضنفر کے اجازت لی اور ہمین بلا مین ڈالا
غرضکہ خضران نے عرض کیا کہ لشکر تیار ہے۔ اسی وقت فوج فراوان کو اپنے ساتھ لیکر شاہزادہ
روانہ ہوا اور راہ کو طی کرکے شاہزادہ مع فوج قریب باغ فیروزہ نگار کے پہونچا۔ لشکر کو وہان
اُتارا اور آپ اپنے خیمہ مین فروکش ہوے اور خضران کو بلایا اور کہا کہ اے برادر کیا صورت
کیجاوے۔ خضران نے عرض کیا کہ لشکر کے آمد کی خبر ضرور ساکنان باغ کو ہوئی ہوگی کوئی نہ کوئی
شخص جسطرح سے طلحہ کے پاس آیا تھا آپکے پاس بھی آئیگا آپ خاطر جمع رکھیے۔ شاہزادہ
نے اسکے کلام کو پسند کیا اور وہ شب وہان بسر کی جب زمانہ صبح کا ہوا اور نماز سے انھون نے
فراغت کی دیکھا کہ سامنے سے دروازہ باغ کا کھلا اور وہی حبشی سامنے سے پیدا ہوا اور لشکر مین
آیا خضران نے اسکا استقبال کیا اور پاس شاہزادہ بدیع الملک کے اُس حبشی کو لا کے

شاہزادہ نے نہایت تواضع وتعظیم کی اور اس حبشی کو بٹھایا اور فرمایا کہ اے برادر یہ کیا اسرار ہے کہ طلسم
لندھور سے پہلوان کو نقابدار گلگون پوش پکڑ کے لیگیا اور اس باغ کا اسرار ہمپر ثابت نہ ہوا
لہذا تم بیان کرو کہ یہ جا کونسی ہے اور کون یہاں کا مالک ہے کہ جو اس صحرائے پر فضا میں اپنا مسکن
قرار دیکر رہا ہے اور یہ جو کوئی شخص یہاں آتا ہے اور برسر مقابلہ ہوتا ہے اسیر کر لیا جاتا ہے اسکی کیا وجہ ہے
حبشی نے عرض کیا کہ ہمیں کسی امر کے بیان کرنے کی اجازت نہیں اور نہ ہم کچھ سکتے ہیں سوائے اسکے
کہ اس راز کو خدا ہی جانے یا نقابدار گلگون پوش کچھ جانتے ہونگے لیکن اتنا آپ سے بھی
عرض کرتا ہوں کہ نقابدار سے مقابلہ میں آپ بھی عہدہ برآ نہ ہونگے گو آپ سب صاحب دیو کش
اور شیر شکار دنیا سے تا قاف مشہور ہیں اور بڑے بڑے کارنمایاں آپ نے کیے ہیں لیکن
یہاں عہدہ برآئی مشکل ہے۔ شاہزادہ نے یہ کلام سنکر اپنے سر کو جھکا لیا اور فرمایا کہ یہ کوئی
سبب ہے اور معلوم ہوتا ہے اے خضران خلعت حبشی کے واسطے لاؤ۔ خضران نے خلعت
لاکر حاضر کیا۔ شاہزادہ نے خلعت حبشی کو عنایت کیا اور کہا کہ میں نقابدار سے ملاقات کرنا
چاہتا ہوں حبشی نے کہا کہ اول تو ناممکن ہے لیکن میں جاکر عرض کرتا ہوں کہ آپ کے اخلاق اور
مروت نے مجھکو اسیر کیا ہے ضرور میں آپکا پیام گلگون نقابدار کو دونگا اور جب تک آپ طبل
نہ بجائینگے اسوقت تک کوئی برسر مقابلہ آپ سے نہ آئیگا۔ یہ کہکر حبشی شاہزادہ سے رخصت
ہوا۔ خضران تھوڑی دور تک ساتھ ساتھ پہونچانے کو آیا۔ حبشی نے رخصت کیا اور یہ اندر باغ
کے گیا اور دروازہ باغ کا بند ہوگیا۔ خضران نے حال بند ہونے دروازہ اور حبشی کے داخل
ہونے کا بیان کیا اور ادھر حبشی نے نقابدار جسا گرپوش کی صحبت میں پہونچکر حال شاہزادہ
بدیع الملک کا بیان کیا اور کہا کہ آپ کی ملاقات چاہتے ہیں اور مجھ سے حال پوچھا مگر میں
کیا بیان کر سکتا تھا کیونکہ اس راز سے میں خود نہیں واقف ہوں۔ نقابدار نے یہ تقریر حبشی کی
سنکر کہا کہ اے حبشی مجھے اجازت کسی کے ملاقات کی نہیں ہے اگر بدیع الملک دو دن روز
رہکر چلے جائینگے تو اچھے رہینگے نہیں بعد میں چار روز کے جیسا کچھ مجھے حکم ہوگا ویسا کرونگا۔
حبشی نے یہ تقریر سنکر کہا کہ آپ کی اجازت ہے کہ میں جاکر انکو آگاہ کردوں۔ نقابدار نے کہا کہ
مناسب ہے۔ حبشی خدمت میں شاہزادہ بدیع الملک کے آیا اور اسنے عرض کیا کہ چار روز کے
بعد آپ اس لشکر کو اپنے لیکر اگر چلے جائینگے تو محفوظ بلا رہینگے ورنہ معلوم کونسی آفت لشکر
اسلام پر آئے کہ اجازت یہاں چار روز رہنے کی ہے۔ شاہزادہ کو یہ تقریر سنکر نہایت تعجب
ہوا اور فرمایا کہ دیکھا جاویگا اور حبشی نے پھر دوبارہ کہا کہ اگر آپ طبل جنگ نہ بجوائینگے تو کوئی
مقابلہ کو آپ کے نہ آئیگا۔ اور یہ کہکر حبشی رخصت ہوا اور داخل باغ ہوا۔ اب شاہزادہ
بدیع الملک نے خضران بن عمرو سے کہا تمھاری اس میں کیا رائے ہے۔ میں طبل جنگ بجوا کر
اس نقابدار سے مقابلہ کروں یا نکروں۔ خضران نے دست بستہ عرض کیا کہ میری رائے اگر حضور
لیتے ہیں تو بعد نماز مغربین کے آپ حق تعالے سے دعا کیجیے کہ یہ اسرار ہمپر سے اور منکشف ہو
کیا عجب ہے کہ امداد غیبی ہو اور یہ حال آپ پر نمایاں ہو۔ شاہزادہ نے تقریر خضران کی سنکر
فرمایا کہ بات صلاح کی ہے۔ خیر انشاء اللہ تعالے آج ایسا ہی کیا جائیگا۔ غرضکہ وہ دن تمام کرکے
ایک چھوٹی سی مارکی برپا کراکے قریب نماز مغرب شاہزادہ مع خضران کے اس میں

تشریف لیگئے اور نماز مغرب مین ساتھ خضران کے ادا کی اور بندوبست گدربانی کی کرکے خضران رخصت ہوئے
اور شاہزادہ نے سجادۂ اطاعت پر بیٹھکر گریہ وزاری شروع کی اور عرض کرتا تھا درگاہ خالق عزوجل
مین کہ اے پروردگار عالم اے جامع المتفرقین اے رب العالمین اے خالق کل وجز اے کریم رحیم
واسطے مجھکو اپنے حبیب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُنکے وصی برحق جناب علی مرتضے کا
یہ عاجز بیتر میرے اوپر آشکار فرما۔ یہ کہتے تھے اور عرض کرتے کرتے کوئی چار گھڑی رات باقی ہوگی
اُسوقت آنکھ اُنکی خود بخود بند ہوگئی دیکھا اُنھون نے عالم رویا مین ایک بزرگوار لباس نفیس اور
خوشبودار پہنے ہوئے کہ جسمین سے عجب طرح کی خوشبو پیدا تھی سرہانے بیٹھے تشریف لائے
اُنھون نے جھک کر مجرا کیا اور عرض کیا کہ آپ نے مجھے سرفراز فرمایا۔ اس بزرگ نے ارشاد
کیا کہ تمھاری آہ وزاری اور بیقراری اور تمھارے استغاثہ نے میرے بھی قلب کو بیچین کیا اور
پروردگار عالم نے تمھاری اس فریاد کو سنا اور تیر دعا تمھارا ہدف مراد پر بیٹھا بس مجھے حکم ہوا کہ
جاؤ اس راز پوشیدہ سے آگاہ کرو اس سبب سے مین تمھارے پاس آیا یہ رقعہ مین تمھارے
سجادہ کے نیچے رکھے دیتا ہون اسمین جو لکھا ہوا ہے اوسپر تم عمل کرنا اور اسی رقعہ سے کام
کرنا۔ شاہزادہ کو یہ سنکر نہایت سرور ہوا اور عرض کیا کہ حضور کا اسم مبارک کیا ہے اگر کوئی پوچھے
تو اس سے کیا کہون کہ حضور نے مجھے ایسے سخت وقت مین یون سرفراز کیا ہے۔ فرمایا کہ تمھین میرے
نام سے کیا کام اور اس رقعہ کے ذریعہ سے تم آپ سمجھ جاؤگے اور یہ رقعہ کہ اسمین لفظین تمھارے
مطلب کی خود بخود پیدا ہونگی۔ گو رقعہ چھوٹا ہے لیکن جب اللھم صل علے محمد کہکر پڑھوگے تمھارا
مطلب نکل آئیگا۔ یہ فرماکر ایکبارگی بارگاہ سے غائب ہوگئے اور بدیع الملک کی آنکھ کھل گئی
دیکھا تو خضران قریب بارگی کے کھڑا ہوا ہے آپ نے بلایا اور فرمایا کہ مجھے بشارت ہوئی لاؤ وضو
کو جب پانی حاضر ہوا آپ نے وضو فرماکر نماز صبح ادا کی مع خضران کے اور رقعہ کو آپ نے ملاحظہ
کیا۔ اول اُس رقعہ مین لکھا تھا کہ یہ اسم اُحسن دہ بار پڑھنا جو سامنے بیابان فیروزہ نگار کے
معلوم ہوتا ہے اسکے بعد یعنی پڑھنے کے ایک مرغ آئیگا وہ تمھین اپنی پشت پر بٹھاکر جہان لیجاوے
وہان چلے جانا جہان وہ اُتار دے پھر رقعہ کو پڑھنا اور جیسا کہ حکم ہو ویسا عمل کرنا۔ شاہزادہ [illegible]
اُس رقعہ کو لیکر اور خضران کو سناکر لشکر مین آئے اور آپ نے اہل لشکر اور خضران سے یہ فرمایا کہ اگر
مجھے چار روز سے زیادہ دن گزر جاوین تو مین تمھین اجازت دیتا ہون کہ لشکر کو لیکر اس صحرائے
فیروزہ نگار سے چلے جانا اُس مقام کو کہ جہان لشکر آیا تھا۔ یہ تمھین اجازت دیے جاتا ہون خبردار
بعد میرے کوئی مقابلہ کرنے کا قصد نہ کرے۔ سب نے عرض کیا کہ کیا مجال ہے۔ غرضکہ شاہزادہ سبکو
سمجھا کر رخصت ہوا اور خضران سے کہا کہ بھائی تم لشکر کی نگہبانی کرنا اور بہت ہوشیاری سے رہنا۔ یہ سنکر
خضران آنکھون مین آنسو بھر لایا اور عرض کیا کہ کیا کہون کہ اگر میرا بھی کام ہوتا تو مین بھی آپکے
ہمراہ چلتا۔ لیکن میرا ذکر کہین اس رقعہ مین نہین ہے۔ شاہزادہ نے کہا کہ تمھارا رہنا یہان بہت مناسب
ہے۔ یہ کہکر شاہزادہ ان سب سے رخصت ہوکر کوہ فیروزہ کی جانب روانہ ہوا جب قریب کوہ فیروزہ
پہونچے تو دیکھا کہ عجب کوہ پُرتکلف معلوم ہوتا ہے یعنی جو درخت کہ اسپر خورد قسم قسم کے نظر آتے
ہین وہ عجب بہار دیتے ہین اور نسیم بہار اُن درختون سے ملکر جو جاتی ہے۔ اُن درختون کے پتون کا
کھڑکنا اور عندلیبان چمن کا زمزمہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاہ و شہریار کی صحبت ہے اور گانے بجانے کا

مشغول ہو رہا ہے۔ شاہزادہ کو ایک محویت حاصل ہوئی اور اس کوہ کے اوپر پہنچ گئے اور سامان کوہ
دیکھکر ایک مقام پر بیٹھ گئے اور معلوم ہوا کہ یہ چہچہا طائران خوش آواز کے ہیں اور ہوا سے جو ٹہنی
ہلتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ دف و دائرے بجتے ہیں۔ اب یہاں سے حال ملاقات ہونا
درویش سے اور آنا مرغ زرین نگار کا اور باغ عجائب کی سیر کرنا بیان کیا جاتا
ہے شاہزادہ نے اُس مقام پر بیٹھکر اُس رقعہ کو نکالا اور جو اسماء لکھی کہ اسیر کنندہ تھے اسے پڑھا
بعد اسکے تمام ہونے کے دیکھا کہ ایک مرغ سامنے سے زرین بال پیدا ہوا اور بخدمت شاہزادہ
بدیع الملک حاضر ہوا اور گویا ہوا کہ آپ درویش صدر نشین کی ملاقات کے لیے جو میرے پاس
آئے ہیں آپ کو لے چلوں۔ شاہزادہ کو اسکی گویائی سے نہایت تعجب ہوا اور دل میں کہا کہ
پروردگار عالم نے اسے گویا کیا ہے۔ اسکا حال جسنے پیدا کیا ہے وہی خوب جانتا ہے اور یہ کہکر اُسکی
پشت پر سوار ہوئے۔ مرغ لیکر انکو اُڑا۔ راہ کو طے کرکے یہ قریب ایک باغ کے کہ دیواریں اُسکی نہایت
پُر تکلف اور اونچی تھیں پہنچا اور پھر اُڑکر اس پار آیا اور شاہزادہ کو اُتار دیا اب جو انھوں نے دیکھا
کہ تمام باغ جواہر نگار نظر آتا ہے ہر قسم کے نخل طلائی و نقرئی اور تنہ انکے الماس نگار ہیں اور پھل
بھی اُسمیں جواہرات کے لگے ہوئے ہیں تاک انگور جو پھیلی ہوئی تھی وہ بھی جواہر نگار تھی خوشہ
انگور کے زمین کے بوسے لیتے تھے اور تمام زمین سونے کی تھی اُسپر یہ چمن خدا کی قدرت سے
نمایاں تھا اور جسقدر طائر تھے وہ بھی سب جواہر نگار تھے۔ اور تعریف پروردگار عالم کی بہ رقت
بہ زبان فصیح کرتے تھے اور باغ ایسا جگمگ کرتا تھا کہ نگاہ نہ ٹھہرتی تھی۔ غرضکہ شاہزادہ نے
ایسا باغ دیکھکر صفت پروردگار عالم کی اور کہا کہ خالق نے ایسے بندے پیدا کیے کہ جو ایسے باغ
کی سیر میں مصروف رہتے ہیں۔ یہ فرما رہے تھے کہ سامنے سے ایک شخص کہ نام اسکا جواہر جنی ہے
اور منتظم باغ بھی ہے یہ آیا اور شاہزادہ کو جھُک کر اسنے سلام کیا۔ شاہزادہ نے جواب سلام دیا بس
اسنے عرض کیا کہ آپ نے اس باغ کی سیر کی۔ فرمایا کہ ہاں میں نے دنیا پر کوئی باغ ایسا نہیں دیکھا
سوائے آج کے اور پوچھا شاہزادہ نے کہ آپ کا کیا اسم مبارک ہے۔ اسنے کہا کہ میرا نام جواہر جنی
ہے اور ملازم ہوں قطب صدر نشین کا کہ جو مالک اس باغ کے اور میرے ہیں۔ شاہزادہ نے
فرمایا کہ یہ عظمت کسطرح سے پروردگار عالم نے عطا فرمائی۔ جواہر جنی نے عرض کیا کہ یہ رفیق خاص
حضرت سلیمان علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے ہیں۔ بعد وفات جناب سلیمان علیہ السلام انکو دنیا سے
نہایت ہی نفرت ہوئی اور بلکہ اہل دنیا سے بھی جدے انھوں نے عبادت پروردگار عالم میں
بسر کی اور زہد حاصل کیا اُسکا یہ پھل پایا کہ پروردگار نے ایسا باغ انھیں اپنی قدرت کاملہ سے عنایت
فرمایا اور اب بھی انکو عبادت خدا سے فرصت نہیں ہے۔ ہر طرح کے کمالات جناب احدیت
نے انکو عطا فرمائے ہیں اور کیا مجال ہے کہ کوئی طائر بھی اس قصر کو طے کرکے نکل جائے اگر کوئی طائر
اُڑکر آ بھی جاتا ہے تو وہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گر پڑتا ہے یہ آپ ہی کے واسطے تھا کہ الماس جنی
اس باغ میں آپ کو اُتار گیا لہٰذا یہ بھی ملازم قطب صدر نشین کا تھا اسکو یہاں سے نکال دیا
اور یہ بصورت مرغ ہوکر آپ کے پاس آیا اور اگر آپ اُسکی بھی سعی فرمائینگے تو کیا عجب ہے کہ آپکے
فرمانے سے اسکی بھی خطا معاف ہو جاوے۔ شاہزادہ نے کہا کہ انشاء اللہ تعالےٰ ایسا ہی ہوگا
یہ کہکر جواہر جنی رخصت ہوکر خدمت میں قطب صدر نشین کے حاضر ہوا اور عرض کیا کہ صاحبقران

ثالث تشریف لائے ہین - یہ رقعہ جناب حضرت سلیمان علیہ السلام کا انکو بشارت ہوئی ہے اور رقعہ انکو
دیا اور بذریعہ اُس رقعہ کے مرغ زرین پر سوار ہوکر تشریف لائے ہین - قطب صدر نشین نے کہا
کہ جاؤ اور لے آؤ پس جواہر جنی خدمت مین شاہزادہ کے آیا اور کہا کہ بسم اللہ تشریف لے چلیے
آپ کو قطب صدر نشین صاحب نے یاد کیا ہے - یہ مع جواہر جنی برابر اُس گنبد کے جو ہو پہنچے تو
انھون نے دیکھا کہ وہ گنبد نہایت پر تکلف بنا ہوا ہے اور تمام جواہرات بیش بہا مین جڑے ہوے
ہین - جسکے باغ کی تعریف ناممکن تھی اُسکے گنبد کی کیا تعریف ہو سکتی ہے اور انھون نے تمامی عمر
ایسا باغ نہین دیکھا تھا - اور دو ملازم در گنبد پر استادہ ہین - جواہر جنی جو انکے ہمراہ تھا وہ لیکر
انکو بخدمت قطب صدر نشین پہونچا - قطب سرو قد اُٹھ کھڑا ہوا اور انکی بہت تعظیم و تکریم کی
اور جاے عمدہ پر انکو بٹھایا - بعد مزاج پرسی کے شاہزادہ نے کہا کہ آپ اہل دنیا سے نہین
ملتے اور تنہائی آپ نے پسند کی - قطب صدر نشین نے کہا مصرع - ہیچ آفت نہ رسد گوشۂ
تنہائی را + اے صاحبقران اہل دنیا کے فریب اور مکر مین نے جو دیکھے تو نہایت ہی مجھے
قبیح معلوم ہوے اور یہ قصد کیا کہ یہ تھوڑی عمر میری عبادت پروردگار عالم مین بسر ہو جاوے
یہ اُسکی عنایت ہے کہ اُسنے ایسا سامان میرے لیے مہیا کر دیا یہ اُسکی خاوندی ہے اور آپ کے
تشریف آوری کا باعث بھی سمجھ گیا اور یہ کہکر جواہر جنی سے فرمایا کہ طلیحہ بن لندھور اور اسمار
قوی بازو اور عازم صف شکن ان سبکو لے آؤ - اُسی وقت یہ تینون قیدیون کو لے آئے - آپ
انھون نے دیکھا کہ عازم صف شکن تو بقید شدید مبتلا تھا اور یہ دونون بلا قید تھے - اس باغ کو
جو ان لوگون نے دیکھا نہایت ہی وجد کیا اور شاہزادہ بدیع الملک کو جو پہلو سے قطب
صدر نشین مین فروکش دیکھا تو طلیحہ بن لندھور نے اسمار قوی بازو سے کہا کہ واقعی میرے
آقا کا کیا مرتبہ ہے - شاہزادہ نے قطب کی جانب کو دیکھا اور کہا کہ یہی دونون ملازم میرے
ہین - ان دونون نے جھک کر شاہزادہ اور قطب کو سلام کیا - قطب نے بیٹھنے کا اشارہ کیا
یہ دونون سلام کرکے بیٹھ گئے اُسوقت عازم صف شکن نے قطب سے عرض کیا کہ اے
قطب حق آگاہ مین چاہتا ہون کہ ملازمون اور غلامون مین شاہزادہ کے شمار کیا جاؤن اور
کلمہ حق حضور مجھے تعلیم فرمائین اور مین لعنت کرتا ہون دین کفر پر - معلوم ہوا کہ حق پرست
آپ ہی لوگ ہین - یہ سُنکر قطب صدر نشین نے اسکی جانب جو بغور دیکھا تو طوق و
ہتھکڑیان خود بخود کٹ گئین اور اسکے قدمون کے بوسے لینے لگین اور بیڑیان الگ جدا ہو گئین
کیونکہ یہ دائرہ اسلام مین آگیا تھا - قطب نے شاہزادہ سے کہا کہ کلمہ تلقین فرمایئے آپنے
کلمہ تلقین فرمایا - یہ کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا اور اُٹھین دونون یعنی طلیحہ بن لندھور اور
اسمار قوی بازو کے پاس یہ بھی بیٹھ گیا - قطب صدر نشین نے جواہر جنی سے اشارہ کیا
دسترخوان بچھاؤ - جواہر جنی نے کہا کہ بہت خوب یہ کہکر دوسرے کمرہ کی جانب روانہ ہوا اور بعد تھوڑی
دیر کے آکر عرض کیا کہ چلیے اور خاصہ تناول فرمایئے - یہ سُنکر قطب مع شاہزادہ اور ان لوگون کے
اُٹھے اور اُس مقام پر آئے اب جو انھون نے دیکھا تو جتنے ظرف وہان ہین وہ سب جواہر نگار ہین
اور جتنے کھانے ہین سب جواہر کے معلوم ہوتے ہین - شاہزادہ مع قطب و اپنے ملازمین کے
آکر بیٹھے تو قطب نے کہا کہ بسم اللہ نوش فرمایئے - مگر شاہزادہ حیران تھا کہ یہ تو سب جواہر کا معلوم

ہوتا ہے لیکن بسم اللہ کرکے انھوں نے کھانا شروع کیا مگر جو نوالا کھاتے تھے وہ اس ذائقہ کا تھا کہ
انھوں نے کبھی نہیں کھایا تھا نہایت ہی صفت شاہزادہ نے کی۔ قطب نے کہا کہ یہ سب عنایت
اُس پروردگار عالم کی ہے کہ وہ پتھر میں بھی ذائقہ دیدیتا ہے غرضکہ کھانے سے فراغ حاصل کرکے
اپنے مقام پر آئے۔ اُسوقت شاہزادہ نے پوچھا کہ یہ الماس جنی جو مجھے لیکر آیا تھا اس سے
کیا قصور ہوا کہ جو راندۂ بارگاہ جناب ہوا اور یہ نقابدار گلگون پوش کون ہے کہ جو طلسم کے پہلوان
کو اسیر کرکے باغ فیروزہ نگار میں لیگیا تھا اسوقت قطب نے یہ حقیقت ظاہر کی اور بیان کیا
کہ وہ جو نقابدار گلگون پوش ہے نام اُسکا سلیمہ بانو ہے یہ بے وارث ہوگئی تھی میں نے اُس
کی خاطر سے وہ باغ اور وہ صحرا آراستہ کیا ہے اُسمیں وہ رہتی ہے اور ایک [illegible]
کی لکھدی کہ کوئی پہلوان دنیا کا اگر اس سے آکر ہم مقابل ہو تو بفضل تعالے ہرگز اُس پر نہ غالب
آئے یہ باعث اُسکے زیر کرنے کا ہوا۔ اگر آپ پسند کریں تو آپکا عقد میں آپکی بھی نذر کروں شاہزادہ
نے عرض کیا کہ جناب میں مرضی خداوند عالم پر ہوں کہ جو اُسنے زور مجھے عنایت کیا ہے وہ کیا کم
ہے اور آپکی یہ بھی عنایت ہے جو آپنے ارشاد فرمایا اور خداوند عالم نے میرے تمام خاندان کو قوت
عنایت فرمائی ہے۔ صاحبقران اول نے اسکو نہیں پسند کیا اور دوسرے صاحبقران دوم نے
بھی نہیں منظور کیا اور اب میں صاحبقران سوم ہوں میں بھی اسکو نہیں منظور کرتا ہوں اسقدر
امیدوار ہوں کہ آئندہ جو کبھی مجھپر سختیاں واقع ہو جاویں اُسمیں جناب مدد فرمائیں۔ قطب
صدر نشین نے جو یہ کلمات جرأت آمیز سنے نہایت تعریف کی اور کہا کہ میں ایک تعویذ آپ کو
دیتا ہوں کہ جسوقت آپ کو میری ضرورت ہو اُسوقت مجھے آپ یاد فرمائیے گا میں فوراً اس مقام
پر پہونچ جاؤنگا۔ یہ کہکر درویش نے قلمدان اپنا منگایا اور ایک تعویذ بہت لکھا اور شاہزادہ
کو دیا۔ انھوں نے اُس تعویذ کو لیکر سلام کیا اور پھر یہ پوچھا کہ تعویذ تو میں نے پایا مگر الماس جنی
کی خطا مجھپر نہ معلوم ہوئی۔ درویش نے فرمایا کہ نقابدار گلگون پوش یعنے سلیمہ بانو پر یہ کمبخت
عاشق ہوا اور راز اُسنے اپنا مجھپر ظاہر نہ کیا اور پوشیدہ کیا اور اُس سے سوال کیا جب اسکی
حقیقت سے میں ماہر ہوا تو مجھے نہایت صدمہ ہوا کیونکہ یہ سب کے سب قوم اجنہ سے ہیں اور میں
بھی قوم جن سے ہوں اُسنے مجھسے کیوں نہ بیان کیا۔ میں نے اسے اپنے باغ سے نکالدیا ہے
شاہزادہ نے عرض کیا کہ میری خاطر سے اب اسکے قصور کو معاف فرمائیے اور سلیمہ بانو کے ساتھ
اسکا عقد بھی ہونا مناسب ہے اور میں یہ پوچھتا ہوں کہ سلیمہ بانو کو یہ نیزہ بازی اور گرزبازی کی
کسنے تعلیم کی کہ طلسم سا نیزہ باز اور اُسکے نیزہ کو نکال دیا۔ قطب نے ہنسکر کہا کہ یہ تاثیر اُسی تختی
کی ہے اور یہ تعلیم جواہر جنی کی ہے جو سامنے کھڑے ہیں کہ انھوں نے بڑے بڑے لوگوں کو دیکھا
ہے اور سیکھا ہے کہ جب کہ میں نے اہل دنیا سے پردہ کیا یہ بھی میرے پاس چلے آئے اسی سے سلیمہ بانو
کو اُس مقام پر رکھا ہے کہ وہ ہم سے ہمکلام نہ ہو اور اسی وجہ سے اُسکے لیے باغ فیروزہ نگار
الگ بنوا دیا اور میں اہل دنیا سے علیحدگی چاہتا ہوں۔ شاہزادہ نے عرض کیا کہ الماس جنی کی
خطا کو معاف فرمائیے۔ قطب نے بُلاکر اسکی خطا کو معاف کیا اور جواہر جنی کو اجازت دی کہ اسکا
عقد کل شب کو ہمراہ سلیمہ بانو کے آپ جلد دیجیے گا۔ جواہر جنی نہایت خوش ہوا اور الماس جنی
بھانجہ جواہر جنی کا تھا قطب نے حکم دیا کہ جتنے خیمہ ہیں باغ فیروزہ نگار میں اُنکو بخاطر شاہزادہ

بدیع الملک رہا کر دیا اور فہمایش کر دیا کہ اب اس بیابان میں آکر کبھی اس قسم کی سرزنش
نہ کرنا نہیں تو سزا پاوگے - جواہر جنی نے کہا کہ بہت خوب - شاہزادہ بدیع الملک نے یہ کلام
سنکر نہایت ہی شکریہ قطب صاحب کا ادا کیا اور عرض کیا کہ لشکر میرا انتظار میرے میں پڑا ہوگا اور
میرے انتظار میں خضران کو غبار میرا بہت نہایت پریشان ہوگا - قطب نے یہ کلام سنکر فرمایا کہ میں
زیادہ آپ کو روک نہیں سکتا جیسی مرضی مبارک ہو اور یہ کہکر چار ورق کاغذ کے نکالے اور کچھ
کچھ لکھا کہ وہ مثل تخت کے ہو گئے - شاہزادہ سے فرمایا کہ آپ انھیں تختون پر چارون آدمی بیٹھیے
اور یہ اسم آپ پڑھیے کہ یہ اسم جناب سلیمان کے ہے - اسکی وزیر نے تو اسباط مہیا تھا مگر
خداوند تعالی کے نام کی برکت سے یہ آپ کو جہان کہیے گا پہونچا دینگے یہ کہکر وہ اسم ان چارون کو
تعلیم کیا اور یہ کہا کہ لشکر میں پہونچکر اس کاغذ کو دھو ڈالیے گا کہ نقش اسکے مٹ جائیں اور یہ اسم
بھی آپ کو نہ یاد رہینگے کیونکہ میں نے آپ کو یہ اسم بخشے نہیں ہیں - شاہزادہ نے فرمایا کہ یہی
خوب ہے کہ ہم انکو بھول جائیں یہی ہمارے لیے مناسب ہے - اب شاہزادہ اٹھا اور سلام کیا -
درویش یعنی قطب صدر نشین نے گلے سے لگایا اور کہا کہ بعد ان ملاقاتون کے اب کا قصد ہے کہ
میں خانہ کعبہ پہونچون - حال نیت شاہزادہ کو جو بیان کیا تو شاہزادہ پر اور بھی انکا ذاتی تھا ظاہر
ہوا - غرضکہ شاہزادہ مع ان چار آدمیون کے تخت پر الگ الگ بیٹھے اور وہ اسم پڑھنا شروع
کیا یہ چارون تخت اونچے ہوے - شاہزادہ نے کہا کہ ہمکو ہمارے لشکر میں پہونچا دو - یہ
چارون دیوار ہاے باغ کو طے کر کے لشکر کی جانب کو چلے - یہان فوج میں سب کو انتظار تھا
کہ آج دوسرا دن ہو گیا شاہزادہ کی خبر نہیں معلوم ہوئی - خضران کبھی کوہ فیروزہ پر آتا تھا اور
کبھی چھپ کر دروازہ باغ فیروزہ نگار کو دیکھتا تھا کہ دیکھا اسنے بہت سے لوگ اس باغ سے
نکل کر چلے آتے ہیں اسنے دیکھا اور قریب پہونچکر پوچھا کہ تم کون لوگ ہو اور کہان جاتے ہو اور یہان
کیونکر رہتے - انھون نے کہا کہ جو بے ادبی ہم سے ہوئی تھی اس صحراے فیروزہ نگار میں اسکی
پاداش میں ہم قید ہوتے تھے لیکن صاحبقران بدیع الملک جب درویش صاحب کے پاس
تشریف لیگئے سو انھون نے ہم گرفتارون کی رہائی کے لیے سعی فرمائی - ہم سب انکی وجہ سے رہا
ہوے اور دین اسلام ہم لوگون نے بھی قبول کیا اور جواہر جنی نے کلمہ ہم لوگون کو تلقین فرمایا
اور ہم مسلمان ہوے - خضران کو یہ سنکر نہایت خوشی ہوئی اور ان سب کو اپنے ہمراہ لیے ہوے
طرف لشکر کے آیا اور اہل لشکر کو یہ خوشخبری سنائی تمامی اہل لشکر نہایت خوش و مسرور ہوے - یہ
باتین ہو رہی تھین کہ دیکھا سامنے سے بدیع الملک اسی طبقات لباشہ پر بیٹھے ہوے بڑھے ہوے چلے آتے
ہین تمام اہل لشکر پر لے استقبال کو گئے اور شاہزادہ لباشہ پر سے اترا اور داخل بارگاہ ہوا -
خضران کو اور تمامی افسران فوج کو گلے سے لگایا سب کے سب نہایت خوش ہوے اور سب نے
عرض کیا کہ یہ کیا اسرار الہی تھا ہم پر بھی اگر مناسب ہو تو منکشف فرمائیے - شاہزادہ نے جانا
مرغ زرین پر سوار ہونا ملاقات کا ہونا جواہر جنی سے اور پھر جانا قطب صدر نشین کے پاس اور انکی
مہربانی و شفقت کا حال بیان کیا - اور تعویذ کا ملنا یہ سب ارشاد کیا - نہایت خوشی اہل لشکر کو ہوئی
اب آپ نے عازم صف شکن کی نہایت تعریف کی اور پوچھا عازم صف شکن سے شاہزادہ
عالی وقار نے کہ ہم تمہارے واسطے خیمہ برپا کراے ہیں - اسنے عرض کیا کہ حضور بہلول شیر شکار نے

جری اور بہادر ہی اور یہ مالک قلعہ سکندریہ ہی اور اولاد رستم سے ہی اور مالک دو لاکھ فوج کا ہی چنانچہ میں
سپہ سالار لشکر ہوں اگر ارشاد عالی ہو تو یہ تابعدار سراپا انکسار جاوے اور بادشاہ کو بھی آگاہ کرے
اور رہائی کی کیفیت بیان کرے اور ہدایت کروں کہ وہ بھی اس سعادت سے محروم نہ رہے اور کیا عجب
ہی کہ وہ دائرہ اسلام میں آجاوے اور نہیں تو جو لائق میرے ہیں میں آؤنگا [illegible] بیٹے ہمراہ لیکر چلا آؤنگا
شاہزادہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تمہیں امید ہی تو خیر ورنہ میں کسی ایلچی کو روانہ کرتا ہوں اسنے عرض کیا کہ
میرا ہی جانا بہت مناسب ہی - شاہزادہ نے ایک مرکب خوشنما اور دو سو آدمی اسکے ساتھ کر کے اسکو
قلعہ سکندریہ کی جانب کو روانہ کیا یہ تو ادھر جاتا ہی اور شاہزادہ یہاں بانتظار عازم صف شکن
مرجع گفتن ہوتا ہی - اب حال عازم صف شکن کا بیان کیا جاتا ہی کہ جب یہ قریب قلعہ سکندریہ
کے پہونچا خبر اسکے آنے کی بہلول شیر شکار کو ہوئی اسنے برائے استقبال چقماق وزیر اور چند
افسران فوج کو بھیجا - ان سب نے آنکر اسکا استقبال کیا اور بخدمت بادشاہ لائے - بادشاہ
بھی نہایت خوش ہوا اور حال رہائی اسنے پوچھا اسنے ساری حقیقت شاہزادہ بدیع الملک
کی اور درویش قطب صدر نشین کی بیان کی اور سیر باغ بیان کی اور رہائی اپنی مع تمام قیدیوں
کے بخاطر بدیع الملک بہت لطف کے ساتھ بیان کی اور عرض کیا کہ دین اسلام عجب ہی [illegible]
[illegible] اخلاق ہیں اسی سے یہ جیتے اور جیتے ہیں - بہلول شیر شکار نے یہ کلام سنکر
کہا کہ کیا تیرا بھی ایمان کچھ بدل گیا اور اے خداوند لات اعلی اور [illegible] اور خداوند شمائل
میں [illegible] خداوندی سے کیا تو پھر گیا - اسنے کہا کہ خداوند میں نے جو خیال کیا تو کسی کی کوئی حقیقت
اور ہستی [illegible] لوگ خراب کنندہ [illegible] کان خدا تھے اور ہیں واقعی [illegible] میں نے
ان [illegible] ہیں جو شاہزادہ عالی مرتبت کا ہی اسکو میں نے ضرور اختیار کیا اور
یا حضور [illegible] بھی اس دین باطلہ کو ترک کیجئے اور اسپر لعنت بھیجئے اور دین حق
اختیار فرمائیے - یہ سنکر بہلول شیر شکار [illegible] اپنے تخت پر گر پڑا اور [illegible] تو نے نہیں کرنا
اور چقماق وزیر سے کہا کہ تو نے کلام اس بدانجام کا سنا میں حکم دیتا ہوں کہ اسکو اسیر کر لو - بس
[illegible] اسنے فوج اور لشکر کو اشارہ کیا بادشاہ نے جو حکم دیا سب نے تعمیل حکم شاہی کی - لوگ اسکی
گرفتاری کو چلے یہ بھی اپنے دل پر سے کود پڑا اور اسنے تیغ آبدار کو کھینچا اور یہ کہا کہ اے
بادشاہ بدلا نیکی کا یہی ہی کہ میں نے تجھے راہ راست پر لگایا مگر افسوس ہی کہ تیری قسمت میں یہ نیکی
نہیں ہی ادھر سے یہ لوگ بڑھے اور انکی اسپر تلوار چلنے اور یہ بھی لڑنے لگا اور یہ لڑتا ہوا صحن
بارگاہ میں آیا اسکے خادم نے جلدی سے مرکب لاکر حاضر کیا - یہ پشت مرکب پر بیٹھا اور مشغول
جنگ ہوا وہ جو دو سو آدمی اسکے ہمراہ تھے وہ بھی تلواریں کھینچکر کفار پر آپڑے اور یہ لڑتا ہوا
دروازہ بارگاہ کے باہر ہوا اور یہاں بادشاہ نے حکم دیا کہ یہ نکل کر جانے نہ پاوے اب اتنا
فوج کا مجمع اسکے گرد ہو گیا مگر یہ مع اپنے ہمراہیوں کے جواب دے رہا تھا اور دعا کرتا تھا کہ پروردگار
عالم اگر میں قتل ہو جاؤں تو میری لاش بخدمت شاہزادہ عالیوقار پہونچ جاوے کہ میں دفن
ہو جاؤں اور شاہزادہ عالیوقار اپنے ہاتھ سے مجھے دفن کر دیں یہ دعا کر رہا تھا کہ یہاں چند ہرکاروں
نے شاہزادہ بدیع الملک کو خبر دی اور سارا حال بد دعا دینے کا عرض کیا - شاہزادہ نے آپ
قصد کیا تھا کہ طلحہ بن لندھور نے عرض کیا کہ غلام کے ہوتے آقا کو جانا مناسب نہیں - یہ کہکر

طلحہ نے اپنی فوج کو حکم دیا اسیوقت تمام فوج اسکی بہت جلد تیار ہوگئی طلحہ سلام کرکے اور گھوڑے پر
سوار ہوکر طرف قلعہ سکندریہ کے روانہ ہوا اور بہت تیزی کے ساتھ یہ چلا آتا ہے اور عازم صف شکن
پہلوان قیصل کشتی گیر کے ہاتھ سے زخمی ہوچکا تھا اور اسپر چند تلوارین پڑ چکی تھیں یہ زخم کھا کر گھوڑے
پر جم رہا تھا اور شیر غران کے مثل اُن کفار سے لڑ رہا اور حملہ کر رہا تھا اور بیاد شاہزادہ شعر پڑھتا
تھا۔ شعر۔ کہیو اے باد صبا مرا ہے شہید ابترا + کوچہ یار مین گر ہو کبھی جانا ترا ۱۲ اور کبھی یہ کہتا تھا
اہل فوج سے کہ تم ہمارے ہمیشہ ماتحت رہے اور آج ہمیں اپنی تیغ آزمائی آزما رہے ہو لیکن اتنا
کرنا کہ جب ہم مر جائیں تو یہ کرنا۔ شعر۔ ہماری لاش پھرا ہے یہ کرنا دفن لیجا کر + چراغ حسرت
رکھدیگا کوئی گور غریبان پر + ایسے کلمات یاس آمیز کہہ رہا تھا کہ دیکھا بقدرت پروردگار کہ ایک
بگولہ گرد صحرا سے پیدا ہوا۔ اب جو اس گرد کا شگافتہ ہوا تو آواز نعرہ کی پیدا ہوئی کہ علم طلحہ بن
لندھور بن سعدان اے کافران بے ادب مین آپہونچا ہون تمھاری بے ادبی کی سزا دینے کو یہ
کہکر اور تلوار کھینچ کر مع اپنی فوج کے کہ جو چالیس ہزار تھی حملہ آور ہوئے اور ایک ہی حملہ مین
انھون نے مع اپنی فوج کے ہزارہا کو داخل جہنم کیا اور مرکب جھکا کر عازم صف شکن کے برابر
پہونچ گئے اور کہا کہ اے برادر خاطر جمع رکھنا کہ مین آپہونچا اور شاہزادہ کو بہت بڑا تیرا خیال ہے
عجب نہین کہ خود بھی تشریف لائین یہ سُنکر اسے ایک نہایت سرور اور مسرت حاصل ہوئی کہ ایک
قیصل کشتی گیر نے آواز دی کہ اے طلحہ بن لندھور میری حیات مین تم چاہو کہ اسکو زندہ لیجاؤ
اور خود زندہ پھر جاؤ یہ ممکن نہین یہ کہکر اور مرکب جھکا کر سامنے طلحہ کے آیا اور نیزہ دست چپ
سے اُٹھا کر اور دہنے ہاتھ مین پکڑ مارا طلحہ نے اُس تیغ آبدار سے اُسے قلم کیا۔ اسنے تیغہ آبدار کا
وار کیا۔ طلحہ نے اُسکی تلوار کو سپر پر گانٹھ کر اپنے سر پر سے اس بلا کو دفع کیا اور پکارے۔ شعر
تو ضربے زدی ضرب من نوش کن + ہمہ شادی از دل فراموش کن + یہ شعر پڑھکر اب جو انھون
نے تیغہ آبدار کا وار کیا اسنے ڈھال کو اُس ڈھال ہاتھ سے چہرہ کی پناہ کیا۔ لیکن یہ برق خرمان
اب جو اُس ابر سیاہ پر گری تو مثل قرص پنیر کے کاٹا اور خود پر آئی۔ طلحہ بن لندھور نے اب
جو بقوت تمام جھٹکا مارا تو سر سے گذر کر تا سینہ اُتر گئی اور بوسہ قاش زین کا لیکر الگ ہوئی کہ لاش
اسکی دھم سے زمین پر گری اور غوغا ہوا کہ قیصل کشتی گیر کو طلحہ نے قتل کیا اور عازم صف شکن
کو ہمراہ اپنے لیے جاتا ہے۔ یہ کلام اُس بد انجام یعنی بادشاہ نے جو سنا نہایت اسکو غصہ آیا اور
اُسی وقت اسنے اپنا گھوڑا طلب کیا اور جلدی سوار ہوکر برائے مقابلہ طلحہ بن لندھور روانہ ہوا اور
پہونچکر آواز دی کہ ارے تو نے بڑا غضب کیا کہ قیصل کشتی گیر کو قتل کیا کہ وہ میرا بڑا سردار تھا اور
اس ناہنجار عازم صف شکن کو چھڑائے لیے جاتا ہے دیکھو تو مین کیسی بلاے ناگہانی اور مصیبت آسمانی
تجھپر ڈالتا ہون بس یہ سُنکر پڑھا کہ دیکھا کہ ایک کھڑکھڑاہٹ فلک پر پیدا ہوئی اور پہلو مین خضران
بن عمرو بھی شکل تبدیل کیے ہوے موجود تھے انھون نے آواز دی کہ اے طلحہ کچھ دعا پڑھو کہ
کوئی آفت آسمان سے آیا چاہتی ہے بس یہ کلام پورا ادا ہوا تھا کہ ایک بجلی کڑکی اور کڑک طلحہ
کے سامنے گری اور اُس سے دو پنجہ پیدا ہوے ایک پنجہ نے طلحہ کو اور دوسرے پنجہ نے عازم صف شکن کو
اُٹھا لیا خضران یہ معرکہ دیکھکر نہایت پریشان ہوا اور فوج کو اسکی فوج سے علحدہ کیا لیکن پہلوان غمخوار رہے
اس پنجہ کے گرنے سے حیران تھا کہ یہ کیا آفت ہوئی اور یہ کیا سبب ہوا۔ اپنی فوج کو لیکر

بہلول اپنے قلعہ کی جانب کو چلا ادھر خضران بن عمرو فوج طلحہ بن لندھور کی اپنے ہمراہ لیکر بخدمت
شاہزادہ بدیع الملک حاضر ہوا اور سارا حال لڑائی کا اور جرأت طلحہ بن لندھور کی اور قمیعض کشتی گیر
کا مارا جانا اور دونوں کا گرنا اور طلحہ کا اور عازم صف شکن دونوں کو اٹھا لیجانا بیان کیا۔ شاہزادہ
کو بڑا تعجب ہوا اور فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے یہ فعل کسی ساحرہ کا ہے اور ہماری جان اتنے ساحروں
سے بھی نہیں معلوم ہوتی ہے یہ کہکر آپ ہی حکم دیا کہ کل لشکر قلعہ سکندریہ پر چلے۔ اسی وقت تیاری
ہوگئی اور اس راہ کو طی کرکے صحرائے سکندریہ میں پہونچکر شاہزادہ عالی مرتبت نے خیمہ اور بارگاہ
اپنے برپا کرائے اور سب سردار وغیرہ اپنے اپنے خیمہ اور خرگاہ میں اترے اور سب نے آکر شاہزادہ کو
مجرا کیا اور اپنے دنگلوں اور کرسیوں پر بیٹھے۔ شاہزادہ نے ایک نامہ بنام بہلول شیر شکار لکھا
اور بعد حمد خدا اور نعت رسول کے مضمون یہ تھا کہ اے بہلول شیر شکار میں تجھکو مرد سپاہی
سمجھے ہوئے تھا لیکن اس فعل سے مجھے معلوم ہوا کہ تو نہایت بزدلا اور نامرد ہے کہ بچوں نے تیرے
سرداروں کو اٹھوا لیتا ہے اور ساحروں کے بھروسہ پر مقابلہ کرتا ہے۔ یہ نامہ لکھکر آپ نے رکھ دیا
اور فرمایا کہ کوئی ہے ایسا کہ جواب باصواب اس نامہ کا بہلول شیر شکار سے لے آئے اور کوئی میر
نامہ بر۔ آنے پائے یہ سنکر اسمار قوی بازو اپنے دنگل پر سے اٹھ کھڑا اور عرض کیا کہ اس خدمت
کو انشاء اللہ تعالے غلام بجا لاویگا اور یہ کہکر رسم جام جو ہوتا ہے اسنے اسکو پیا اور سپر وغیرہ سے اپنے
کو آراستہ و پیراستہ کرکے اور وہ نامہ لیکر طرف بہلول شیر شکار کے چلا اور بارہ ہزار فوج کو اپنے
ہمراہ لیا راہ کو طی کرکے جب قریب بارگاہ کے پہونچا اور یہ خبر بہلول شیر شکار کو معلوم ہوئی کہ نامہ دار
آیا ہے۔ اسنے چقماق وزیر کو حکم دیا کہ جاکر نامہ دار کو لاؤ۔ یہ برائے استقبال گیا اور نامہ دار کو لیکر داخل
بارگاہ سلطانی ہوا۔ بہلول نے اسمار قوی بازو کو دنگل پر بیٹھنے کا حکم دیا اسنے موافق رسم فدایشان
صاحب سلامت کی کسی نے جواب نہ دیا۔ ساقی نے جام شراب بحکم بہلول پیش کیا اسمار نے کہا کہ ہم
اس شراب کو نہیں پیتے اسوجہ سے کہ تم کافر ہو فقط جواب نامہ لینے کو ہم آئے ہیں اور نامہ میں چار
کلمہ سخت اور چار کلمہ سست لکھے ہیں تمھیں لائق یہ ہے کہ اس کاغذ سے کچھ بے ادبی نہ کرنا بہلول
شیر شکار نے اس نامہ کو لیا اور پڑھا اور نہایت متعجب ہوا۔ اور اسنے پشت نامہ پر یہ لکھا کہ میں قسم
کھاتا ہوں کہ اسوقت تک مجھے اس بچہ کا حال معلوم نہیں ہے۔ میں نے قمیعض کشتی گیر کی لاش
کو ڈھونڈھوایا تو اسکی لاش بھی میدان کارزار میں نہ ملی میں خود اسمیں حیران ہوں لیکن چقماق
وزیر کی زبانی یہ ثابت ہوتا ہے کہ قمیعض کشتی گیر کے پاس کوئی ساحرہ آتی تھی اور وہ اسپر عاشق تھی بلکہ
اکثر کشتیوں میں بمدد ساحرہ مذکورہ یہ زبردست رہا ہے اور اگر رستم بھی ہوتا تو زیر ہو جاتا اب مجھے
یہ کیفیت ظاہر ہوئی ورنہ میں اس سے بالکل بے خبر تھا اور جو کچھ آپ نے لکھا بہت بجا لکھا۔ آپ کو یہ
امر معلوم نہ تھا میں مقابلہ آپسے اس طرح کرونگا کہ جسطرح پہلوان پہلوان سے اور بہادر بہادر
سے مقابلہ کرتا ہے اور مہتر شمیم اپنے عیار کو میں نے حکم دیا ہے کہ تو اس واقعہ سے مجھے باہر کر
دو کل سے اسی کوشش میں گیا ہوا ہے اگر حال اسکا معلوم ہو جاویگا تو اس ساحرہ سے خود مخالف
ہونگا اور میں اس لڑائی کو پسند نہیں کرتا ہوں کہ میں بھی اولاد رستم سے ہوں۔ ایسی رکیک باتوں
کو اور ایسے نامردے پن کو میں بھی ذلیل سمجھتا ہوں اور نامہ میں نے کل پڑھا اور اسکا جواب لکھا
ہے کہ میں طبل جنگ آج کے تیسرے روز بجواؤنگا آپ مجھسے مقابلہ فرمائیے۔ انشاء اللہ تعالے

آپ کو داد مردی و مردانگی کی دونگا یہ کہکر اسنے نامہ اسمار قوی بازو کو دیا اور کہا کہ جو کلمے کہ شاہزادہ نے
لکھے وہ اس حرکت ظاہری پر لکھے کہ جس سے مین واقف نہ تھا مین نے اُن کلمون پر نگاہ نہ کی لیکن
اُسکا بدلہ نہین چاہا اور خلعت منگوایا اور اسمار قوی بازو کو عنایت کیا اور زر و جواہر کی کشتیان
بھی دین اور یہ کہا کہ تمکو ہمارے خلعت اور ہدیہ سے انکار نہ کرنا چاہیے کیونکہ ہم بھی سپاہی ہین
اور بادشاہ اس قلعہ کے اسمار قوی بازو نے قبول کیا اور جو لوگ کہ ہمراہ تھے انکو حکم دیا کہ خلعت
وغیرہ سب خدمتگارون اور چوبدارون کو تقسیم کر دو ہمراہیون نے سب مال و اسباب و خلعت اُن
لوگون کو جو ملازم بہلول شیر شکار تھے دیدیا بہلول شیر شکار نے پوچھا کہ ہمنے تو تمہین دیا اور
تمنے اُسے تقسیم کیا۔ کیا قبول نہین کیا۔ اسنے عرض کیا کہ مین ایسے غنی کا ملازم ہون کہ مجھے کسی
مال کی پرواہ نہین ہے مین نے آپکا کہنا کر لیا۔ بہلول شیر شکار خوش ہوگیا اور اسمار قوی بازو بادشاہ
اور اہل بارگاہ سے رخصت ہوکر مرکب پر سوار ہوکر بخدمت شاہزادہ بدیع الملک روانہ ہوا یہان
مہتر خضران نے بھی اُس مال مین لوٹ مار کر لی تھی یہ پیشتر بارگاہ مین آکر پہونچے اور نہایت تعریف
اسمار قوی بازو کی نامہ داری کی کی اور کہا کہ بخیر و خوبی آپکا نامہ پیش کیا اور جواب نامہ لیکر آتا ہے
شاہزادہ کو نہایت خوشی ہوئی اور اسمار قوی بازو کا استقبال کرایا اور داخل بارگاہ ہوکر اسنے
جواب نامہ پیش کیا اور اپنے دنگل پر سلام کرکے بیٹھ گیا۔ شاہزادہ مضمون نامہ سے واقف ہوکر
خضران کی جانب متوجہ ہوا اور فرمایا کہ یہ کیا سبب تھا۔ عرض کیا کہ جب اُسکو خود نہین معلوم ہے تو
مین کیا سمجھ سکتا ہون فرمایا کہ اگر تم خبر قلعہ کی اور عازم صف شکن کی لاؤ تو مین تمہین لاکھ روپیہ
دیتا ہون۔ خضران نے ہنسکر کہا کہ جناب زبان سے کہدیا جب دینے کا وقت آتا ہے تو حیلہ و حوالہ ہوتے
ہین یہ مثل مشہور ہے کہ چاندی دیکھے چینتا اور مکھ دیکھے بیوہار - اگر یہ منظور ہے تو رقعہ عنایت
ہو۔ شاہزادہ نے ایک رقعہ لاکھ روپیہ کا لکھکر دیا اور فرمایا کہ بعد فتح قلعہ سکندریہ کے دونگا لیں
اسباب عیاری اپنے تن پر آراستہ کرکے خضران بھی تلاش مین اس ساحرہ کے اور ڈھونڈھنے
سردارون کے روانہ ہوئے - احوال شمیم پرندہ کا کہ وہ عیار بہلول شیر شکار ہے بیان کیا جاتا ہے
کہ یہ تلاش کرتا ہوا قریب ایک باغ کے پہونچا وہان دیکھا کہ کچھ لوگون کی آمد و رفت معلوم ہوتی ہے
اسنے بھی اپنی شکل کو تبدیل کرکے مثل اُنھین عورتون کے بنکر اندر باغ کے آباد دیکھا اُسکے بوا مات
چمن مین ایک عورت بطرز سوگوار ایک قبر پر بیٹھی ہے لیکن ساحرہ معلوم ہوتی ہے اسنے اُن عورتون
سے دریافت کیا کہ یہ ملکہ کب تک یہان فروکش رہتی ہین اور یہ سامان کیا ہے اُن عورتون نے کہا کہ
کیا تو اس باغ مین کبھی آئی نہین جو تو ہمسے پوچھتی ہے۔ یہ آواز ساحرہ نے بھی سُنی پوچھا کہ یہ کون ہے
اسنے بڑھکر عرض کیا کہ مین بھی آوارہ و سرگشتہ ہون کیونکہ مجھے کنیز گیر جب سے کہ مارا گیا اور اُسکی
لاش کا پتہ نہ لگا تو مین روتی ہوئی ڈھونڈھتی پھرتی ہون کیونکہ مین اُسکی بہن ہون جب وہ مارا گیا
تو افسوس ہے کہ مین نے اُسکی لاش بھی نہ دیکھی اور اُسکی مٹی مین شریک نہ ہوئی۔ شعر۔ نہ پوچھو
اہل محشر ہمسے دیوانون کی بیتابی + یہان مجمع سنا ہان بھی تلاش یار مین آئے + یہ کلام سُنکر
لاہوت جادو نے کہا کہ اے بہن یہ قبر اُسی کی ہے اور مین اُسی کی سوگ نشین ہون اور یہ کہکر اسکے گلے
لپٹ کر خوب روئی اور اسنے پُرسا قرار واقعی دیا اور وہان سے لیکر باغ کی بارہ دری مین آئی اور گرم
صحبت آراستہ کی اور طعام وغیرہ منگوا کر آپ بھی تھوڑا کھانے لگا اور اُس سے بھی کہا کہ کھاؤ اسنے کہا

کہ آج تین روز ہوئے کہ میرے منھ پر کھیل تک اُڑ کر نہیں گئی - یہ سُنکر اُسنے قسمیں دین اور کہا تو اب
صبر کرو اُنکے قاتلوں کو میں تمھارے سامنے قتل کرتی ہوں اور تم بھی دعویدار خون قمیص کشتی گیر ہو
غرضکہ سمجھا بجھا کر دسترخوان بچھایا گیا اور سب نے کھانا کھایا اور اس عورت کی بہت خاطر کی اور اسکے
بعد اسنے حکم دیا کہ اُن دونوں قیدیوں کو لے آؤ دو چار عورتیں اُن دونوں قیدیوں کو لائیں اور لاکر
اُنکو بٹھایا - یہ عورت جو اُنکی بہن تھی سامنے طلحہ بن لندھور کے آئی اور کہا کہ اے شخص تو کتنا
سخت دل اور بیدادگر ہے کہ تونے ایسے جوان خوش رو کو مارا اور ترس نہ آیا - یہ کلام سُنکر اسنے یعنی طلحہ بن
لندھور نے کہا کہ لڑائی میں اور ہوتا ہی کیا ہے اگر وہ مجھے مار ڈالتا تو میری بھی بہن کشتی وہ بھی یون ہی
گریہ کرتی - اور قضا و قدر میں کیا چارہ ہے - اب ہم تیری اور ملکہ لاہوت جادو کی قید میں ہیں تم بھی
اپنے دل کے پھپھولے پھوڑ لے اور ہمیں قتل کر ڈال - یہ کلام سُنکر لاہوت جادو نے بار آنے
اور کہا کہ واقعی یہ بات ہے کہ جو لڑیگا یا قتل کریگا یا قتل ہو جاویگا - یہ سچ کہتا ہے اگر آپ قبول کیجیے
تو میں ایک رائے دوں - لاہوت جادو نے کہا کہو کیا قباحت ہے میرا تو کوئی ایسا سمجھانے والا
بھی نہیں ہے کہ مجھے سمجھائے تم میری تقدیر سے ادھر آ گئیں - اسنے کہا کہ اب قمیص جادو تو پھر کر
نہیں آ سکتے پس آپ اس اپنے غنچہ دل کو شگفتہ کریں اور چند دنوں کی زندگی ہے میرے بھائی نے
بھی یہ شخص قطع دار اور جری معلوم ہوتا ہے میری رائے ہے کہ بجائے قمیص کشتی گیر کے آپ
اس سے عقد اپنا کر لیجیے تو بہت مناسب ہے - یہ شعر آپنے سنا ہے کہ نہیں تو جاوید گوئے
کے کچھ نہیں موقوف • اگرچہ وہ نہ سہی اور اُسکا بھائی نہ سہی • یہ کلام شادی انجام سنکر ملکہ نے
کہا کہ واقعی تو میری نہایت ہمدرد ہے - ہے بھی یہی اس دنیا میں کوئی نہ کوئی شغل اپنے دل کے
بہلنے کا اس قدر کا ضرور کرنا چاہیے میں تیری بات کو پسند کرتی ہوں اگر تیری یہ مرضی ہے تو تو انہیں
کوشش کر لیکن اپنے حال سے بھی مجھے آگاہ کر کہ شوہر تیرا ہے یا نہیں ہے - اسنے سر کو جھکا کر کہا کہ
اٹھارھوان برس میری شادی کو ہوا لیکن شوہر میرا ایک لڑائی میں مسلمان کے ہاتھ سے مارا گیا
اور میں بیوہ ہو گئی جب سے میں اسوقت تک اپنے گھر میں بیٹھی رہی اور میری فکر میرا بھائی
قمیص کشتی گیر کرتا تھا وہ بھی مارا گیا - اب میں دامن حضور میں آ کر لپٹی ہوں یقین کرتی ہوں کہ
اس ستم خاک بسر کو میری آپ اپنے دامن دولت سے جھاڑ کر نہیں پھینکیں گی اسکا بھی کوئی ٹھکانا
آپ ضرور کر دینگی کیونکہ میں تنہا اب آپکو چھوڑ کر نہیں جاؤنگی یہ کلام تسلیم بندہ چارہ ہے سنکر
ملکہ لاہوت جادو نہایت خوش ہوئی اور اسنے گلے سے لگایا اور کہا کہ لو انکو بھی ہمارے کہنے کو
مانناکہ یہ دوسرا جو ہے اس سے تم عقد کر لینا اسی باغ میں ہم تم دونوں ساتھ عیش و طرب سے کے بسر
کرینگے - اسنے یہ کلام سنکر سر کو جھکا لیا اور کہا کہ آپ بزرگ ہیں مجھے آپ سے زمانے کا عذر ہو تو
امیدوار ہوں کہ آپ یہ پوشاک سوگ اتار کر لباس مکلف سے آراستہ ہو کر دلکش ہو جیے اور ان دونوں
جوانوں کو بلوا لیجیے میں انکو سمجھا بجھا کر رضامند کرونگی ملکہ نے خیر باد کہکر کہا کہ اگر تم میرا سوگ
اترواتی ہو تو میں تمھاری خوشی سے سوگ اتارتی ہوں اور یہ کہکر اپنے مقام پر گئی اور رنگ بدن ساحری
سے اپنے کو آراستہ کر کے اور اپنی صورت ایک نازنین کی بنا کر مسند پر خوش ہوئی اور جو عورتیں
تھیں انھوں نے کہا کہ یہ کیا بلا کی عورت ہے اور کیا خوش بیان ہے کہ جسکے بیان سے یہ قہر اور غم و الم
ملکہ کے دل سے اسنے سب بھلا دیے واہ ری تیری خوش بیانی اور ملکہ کو از دو وصل طلحہ بن لندھور

کردیا اب دیکھین اُسے کیونکر سمجھاتی ہو ایک آدھ دُمین سے بولی کہ عجب جادو کی عورت ہو ایسی ہی
کٹنیان شاہزادیون کو گمراہ کردیتی ہین۔ غرضکہ یہ سب تو یہ باتین کیا کین اُدھر لاہوت جادو نے اُس عورت
کو بلایا اور کہا کہ دیکھو تو یہ امین کیسی معلوم ہوتی ہون۔ اسنے سر سے پانک بلائین لین اور دونون
اُنگلیان اپنی چٹکائین اور خاک وہانکی اُٹھا کر منقل آتشی مین ڈال دی اور کہا کہ چشم بد دور آپ
تو پری معلوم ہوتی ہین اور یہ کہکر چلی کہ مین آنکھون سے اس کام کو بجالاؤنگی اور قریب طلحہ بن
لندھور کے آئی اور اُسنے کہا کہ اے خدا پرست مین نے تیری جان بخشی کی فکر ایسی کی ہو کہ دولت بھی اور
مال بھی اور نازنین بھی سیر باغ بھی تجھے حاصل ہو آ میرے ساتھ کہ مین چلکر تجھے اُس نعمت کو دکھا
لاؤن اور تو میرے کہنے کو قبول کر۔ طلحہ نے سُنکر کہا کہ وہ کونسی نعمت ہو اسنے کہا کہ میرے ساتھ آ وہ یہ
کہکر اسنے انکو اُٹھایا اور لیکر سامنے ملکہ کے آئی ملکہ نے طلحہ سے کہا کہ بیٹھ جاؤ طلحہ بن لندھور بیٹھے اور
کہا کہ تیرا کیا مطلب ہو اسنے کہا کہ اس زن پاکیزہ نے تجھسے جو کچھ کہا ہو اگر اُسکو منظور کریگا تو دنیا کی
راحت پاویگا۔ طلحہ اس کلام کو سُنکر ہنسے اور کہا کہ او دلالہ ابھی تو یہ سوگ نشینی تھی اور ابھی ایک
زن حیاک کے کہنے سے تو نے صحبت بزم آراستہ کی ہو کیسکو تیرے قول اور فعل کا کیا یقین ہو
اور تو جانتی نہین کہ مین رفیق شاہزادہ بدیع الملک ہون ہمارے یہان ساحرہ سے وصل
حرام ہو اگر تجھے تمناے قتل ہو تو قتل کر اور دل سے اس حسرت کو بھلا دے کیونکہ یہ امر دشوار اور ناممکن
ہو بلکہ اسکو خواب پریشان تصور کر۔ یہ سنکر یہ رونے لگی اور کہا کہ مین تم نے دیکھا کہ یہ خدا پرست کیا
کہتا ہو اسنے یہ سُنکر کہا کہ تجھکو شرم چاہیے۔ شعر۔ تجھکو دیوانے ذرا شرم نہین آتی ہو ٭ خواب مرگ
بھی کہین انسان سے پری آتی ہو ٭ یہ شعر سُنکر اُسنے کہا کہ او دلالہ یہ تیرا ہی تو فساد ہو ملکہ لاہوت
جادو نے کہا کہ اسکو زندان خانہ مین لیجاؤ۔ یہ تو زندان خانہ مین داخل ہوئے اور اسنے عازم صف شکن
کو بلایا اور ساری روداد اس سے بیان کی لاہوت جادو جب کہہ چکی تو عازم صف شکن نے کہا کہ
بہت بجا وہ کہتے کہ ہم بھی اس شادی کو حرام جانتے ہین اُسوقت لاہوت جادو نے کہا کہ مین نے
ہمشیرہ قیصر کشتی گیر سے تیرے عقد کی تیاری کی تھی اور اپنا عقد ساتھ طلحہ بن لندھور کے تجویز
کیا تھا اسنے کہا کہ تو نے جھک مارا اور گو کھایا بس بدمزہ ہو کر اسنے زندان خانہ مین اسکو بھی داخل
کیا اور بعد اسکے چیخین مار کے رونے لگی کہ افسوس ہماری تقدیر مین عیش کا سامان نظر نہین آتا
ہاے ہماری سو برس کی عمر ہوئی ہمکو سواے فراق معشوق کے وصل میسر نہوا۔ اس عورت نے کہا
کہ بہن کیون گھبراتی ہو ہنسنا چاہتا ہو تو مین انھین قدمون پر آپکے گروادونگی اگر یہ بھی مین نے
نہ کیا تو پھر کیا کمال کیا وہ جو عورتین اسکو گرد کھڑی تھین کہنے لگین سچ ہو جس سے چاہے وہ جو
گرادے ایک دم مین اسنے ملکہ کے دل کو پلٹ دیا اور کہا یہ بلا کی عورت ہو ملکہ لاہوت جادو نے
کہا کہ بوری کی آپ قدر دمین۔ یہ بیشک سمجھا کے آئیگی۔ یہ عورت رخصت ہو کر زندان خانہ کی جانب
کو چلی اور داخل زندان خانہ ہوئی اور وہان تخلیہ کرکے اسنے عازم صف شکن سے کہا کہ پہچانا
تو مجھکو مین کون ہون۔ مین ہون حضرت غیم بندہ بشکل تبا لگا کر مین یہان آیا ہون اور تم دونون کو
مین نے یہان پایا تم دونون رضامند ہوجاؤ تو مین اس ساحرہ کو بیہوش کرکے قتل کرون اور
تمکو لیچلون۔ یہ کلام سُنکر عازم صف شکن نہایت خوش ہوا اور کہا کہ حضرت جی سبحان اللہ کیا کام
کیا ہو اب تم بسرو چشم قبول کرینگے۔ طلحہ نے بھی تعریف کی اور کہا کہ اسوقت عیاری خضران کا حق

مہتر شمیم پرندہ سے حاصل ہوا یہ سمجھا کر شمیم وہان سے پھرا اور آکر ملکہ سے کہا کہ آپکو مبارک ہو کہ وہ دونون رضامند ہو گئے کسیکو بھیج کر بُلوا لیجیے۔ یہ کہکر پہلو مین ملکہ کے بیٹھ گیا اور چند عورتون کو اسنے زندان خانہ مین بھیجا اور انکو بلوایا یہ دونون آگئے۔ لاہوت جادو نے کہا کہ اب تمھارے دل مین کیا ہے۔ انھون نے کہا کہ ہمین آپ کی اطاعت ہر طرح سے منظور ہے یہ سُنکر لاہوت جادو نہایت خوش ہوئی اور قید سحران پر سے اُتار لیا اور ان دونون کو شریک بزم کیا اور صحبت ناچ و گانے کی کی۔ طبلے کے اوپر تھاپ پڑی جبار شو آواز مبارکباد بلند ہوئی ناچ رنگ ہونے لگا۔ یہ آواز دور تک جانے لگی دیکھا کہ دروازہ باغ پر ایک کلاونت تھا نہایت گویا عمدہ آکر پہونچا اور اُسنے باواز کہا کہ ہمکو بھی شریک اس صحبت مین کرنا چاہیے۔ ایک آدھ خواص نے آکر خبر دی کہ ایک بوڑھا گویا ہاتھ مین لئے ہوئے دروازہ باغ پر منتظر ہے اور اجازت آنیکی چاہتا ہے۔ حکم ہوا کہ بلا لو غرضکہ اسنے آکر رنگ صحبت دیکھا ایک ایک کو سلام کیا اور کل حال سے آگاہ ہوا اور عرض کیا کہ مین قاضی بھی ہون مین ہی انکا عقد بھی پڑھ دونگا اور یہ کہکر نے اسنے لب سے لگائی اور گانے لگا اور یہ غزل عاشقانہ شروع کی وہو ہذا غزل

آشفتگی کے عشق مین سامان ابھی سے ہین
پیش نگاہ خواب پریشان ابھی سے ہین

ہم ابتدا مین زیست سے ہین انتہا کے تنگ
عاشق تمھارے موت کے خواہان ابھی سے ہین

اس دلبری کا دیکھیے کیا ہو مآل کار +
دل دیکے تمکو ہم تو پشیمان ابھی سے ہین

نیچی نظر حیا سے ہے آنکھی مگر یہان +
سینہ سے پار ناوک مژگان ابھی سے ہین

ڈر مجھکو کیا درازی دست جنون کا ہو
خود تار تار جیب و گریبان ابھی سے ہین

محتاج فصل گل کا ہمارا جنون نہین
ہم وحشیون کے چاک گریبان ابھی سے ہین

حاجت نہین کہ زورون پہ آئے بہار جنون
دیوانے تیرے قابل زندان ابھی سے ہین

رکھا نہین ہے وادی وحشت مین ہمنے پاؤن
پیاسے لہو کے خار بیابان ابھی سے ہین

پر ہم وہ فتنہ گر ہو شب وصل شام سے
آثار صبح حشر نمایان ابھی سے ہین

محشر مین خاک خون کا دعوی کرونگا مین
مجھکو وہ قتل کرکے پشیمان ابھی سے ہین

گو دل ہمارا ضبط اُنھین نے لیا نہین
لیکن ہماری جان کے خواہان ابھی سے ہین

جس وقت کہ کلاونت نے یہ غزل تمام کی سب کی آنکھون سے آنسو جاری تھے پس انھون نے غزل کو موقوف کیا اور عرض کیا کہ اب اپنے کام مین آپ مصروف ہون۔ یہ عورت جو بیٹھی تھی اس گویے کی چالاکی سے نہایت پریشان ہوئی اور دل مین کہا کہ اے شمیم پرندہ یہ کوئی عیار معلوم ہوتا ہے کیونکہ نہ ایسا گانا سنا تھا اور نہ ایسی گفتگو سنی تھی یہ اپنے دل مین سمجھا اُٹھی اور کہا کہ میان گویے تمنے ہمارا جی خوش کیا تمھارا کیا نام ہے۔ انھون نے کہا کہ حضور مجھے مہوت کی قواز کہتے ہین اسنے کہا کہ بیٹھے مین شراب پلاؤن آپ بھی میرے ہاتھ کا ایک آدھ جام پیجیے ملکہ نے کہا کہ تم بیٹھو یہ پلانے کا گویا حاضر ہے اور اسکی آرزو بھی نکل جانے دو کہ آج وہ بے باغ سے جائے تو باغ باغ ہو جائے اور دل اسکا شگفتہ ہو جائے۔ یہ عورت مجبور ہو کر بیٹھ گئی گویے نے صراحی مرصع نگار اور جام گلفام کو اُٹھایا اور پیاسا مرنی کہکر اور جام لبریز کرکے پہلے ملکہ کو پلایا دوسرا جام اس نازنین مہ جبین یعنے مہتر شمیم پرندہ کو دیا۔ اسنے وہ شراب پیکر ایک بتاسا کھا لیا

کہ اسے کچھ شک سا معلوم ہوا اتنے عرصہ مین آپ نے دورہ کرکے تمام محفل کو جھکا دیا لیکن مہتر شمیم پرندہ
نے جو جام پیے ساتھ رفع بیہوشی کے پیے اور رفع بیہوشی کا انتظام کرلیا۔ اب جو گوبے نے دیکھا کہ
سب کی آنکھون مین سرور نشہ شراب کرگئی یہ جو عورت ہے اسکی آنکھ صاف صاف نظر آتی ہے دل مین کہا
کہ یہ عورت بیہوش ہوگئے نہین معلوم ہوتی۔ اُسوقت گوبے نے آواز دی کہ اے دولھن مجھے کچھ اپنے
کنارہ پہ اُٹھا کھڑی ہوئی اور آپ ایک تنہا مقام پر اسے لائے اور اُٹھا کر آپ نے حلقہ کمند کے
مارے مگر یہ اُس کمند سے اسطرح نکلی کہ جیسے گل سے خوشبو یا عینک سے نگاہ یا کمان سے تیر نکلجاتا ہے
اور اسنے آواز دی کہ ای ملکہ پکڑو پیچھے اسکو یہ کوئی عیار ہے اب ملک لاہوت جادو جو چھپتی تھی اور چونکا جو
ہوا کا لگتا ہے سر نیچے اور ٹانگین اوپر دھم سے زمین پر گری اور گرتے ہی بیہوش ہوگئی۔ اسوقت تمام
اہل محفل کو دیکھا ادھر آپ نے حلقہ کمند دوبارا مارا کہ مہتر شمیم پرندہ اُلجھ گیا۔ آپ نے پکڑ کے باندھ لیا
اور پوچھا کہ تو کون ہے اسنے کہا کہ پہلے آپ فرماییے کہ آپ کون بزرگوار ہین کہ آپ نے اتنا بڑا دربار مجھ سے
چھین لیا۔ فرمایا نام میرا خضران بن عمرو ہے مین بھی تلاش مین اس ساحرہ اور طلیحہ بن لندھور
کے چلا تھا۔ جب قریب اس باغ کے آیا تو صدا ہوشا ہوش اور نوشا نوش کی جو بلند تھی آسنی دیوار
پر مین آیا اور بصورت گویا داخل باغ ہوا۔ اور یہان آنکر یہ سامان دیکھا اور سب حال دریافت کیا
اور شراب بیہوشی مین تنے ان سب کو پلائی لیکن تیرے بیہوش نہ ہونے پر مجھے بھی خیال ہوا کہ یہ
کوئی عیارہ ہے پس اب مین تجھے پاس صاحبقران کے لیے چلا ہون اور یہ لیکر اور اسکو بیہوش
کرکے نذر زنبیل کیا اور لاہوت جادو کی بھی زبان پر تکلہ سوزن کرکے اسکو بھی نذر زنبیل کیا اور
دونون سردارون کو ہوشیار کرکے مرکب کرا کے اپنی زنبیل سے نکال کر دیے اور سارا اسباب
اُس مکان اصلی کا جو تھا وہ سب لوٹ لیا۔ اسکے ملازمون کو ننگا چھوڑ کر یہ خدمت مین شاہزادہ
بدیع الملک کے آکر پہونچے۔ شاہزادہ نے اپنے سردارون کو دیکھا نہایت خوش ہوے اور خواجہ
کی تعریف کی اور خلعت عنایت کیا اُسکے بعد آپ نے مہتر شمیم پرندہ کو نکالا۔ یہ حیران ہوگیا کہ مین کہان
تھا اور کہان آگیا۔ شاہزادہ کو اسنے سلام کیا آپ نے اسکو قید سے رہا کیا۔ اسنے کل حال ہدایت
بہلول شیر شکار کے اور اس امر سے ناواقف ہونا بیان کیا اور اپنی تلاش کا حال بیان کیا۔ شاہزادہ
نے بہلول شیر شکار کی نہایت تعریف کی اور فرمایا کہ مین بھی اس امر کو نہ جانتا تھا جو ایسا نامہ لکھا اسنے
پرندہ میری طرف سے معافی مانگنا۔ اسنے عرض کیا کہ ایسا ہی ہوگا۔ مذہب کے بارہ مین خضران نے
پوچھا اسنے عرض کیا اب تو قریب مقابلہ کا زمانہ آگیا ہے جو بادشاہ اقرار مذہب کریگا تو مین اُس سے
پہلے مسلمان ہوچکا۔ ابھی یہ پردہ ہے اسکو باقی رکھیے۔ خواجہ نے قبول کیا۔ شاہزادہ نے خلعت دیکر
مہتر شمیم پرندہ کو رخصت کیا۔ غرضکہ یہ قریب اپنی بارگاہ کے پہونچا اور سارا حال بادشاہ سے بیان کیا
یہ سنکر اس عذر پر بدیع الملک کی نہایت اسنے تعریف کی اور حکم دیا کہ طبل جنگ بجے کہ ہم اشتیاق
مقابلہ شاہزادہ کا بدل رکھتے ہین۔ یہان تو نقارہ پر چوب پڑی اور ادھر خضران نے اُس ساحرہ کو کہ
نام جسکا لاہوت جادو ہے زنبیل سے نکالا اور سوال ایمان کیا اسنے انکار کیا۔ حکم ہوا کہ اسکی گردن
ماری جاوے۔ غرضکہ جلاد نے مقام قتل پر لاکر اسکو قتل کیا سب کو نہایت خوشی ہوئی ادھر ہرکارے
سامنے سے پیدا ہوے اور آکر عرض کیا۔ بعد دعا و ثنا کے کہ بہلول شیر شکار نے طبل بے درنگ
بجوایا ہے چونکہ اسکا اشتیاق شاہزادہ کو بھی تھا حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے اور یہ شعر فرمایا

ے ببینیم کہ تا کردگار جہان + درین آشکارا چہ دارد نہان + یہان طبل جنگ نوازش مین آیا کہ آواز
گوش گردون دون تک اُس طبل کی جاتی تھی ادھر سب کے سب سردار مشتاق صبح کے ہو کر
اپنے اپنے آلات حرب و ضرب کو درست کرتے تھے- ایک جانب کو سلاح دار اپنے اپنے طلایہ پر
ہوشیار رہتے اور وہ زمانہ شب کا سارا اس ہوشیاری سے تمام ہوا- وقت صبح نمودار ہوا شاہزادہ
عالی مرتبت نے نماز صبح سے فراغ حاصل کیا اور تمام فوج کو اپنے ہمراہ لیکر طرف میدان کارزار کے
روانہ ہوے اور میدان کارزار مین پہونچکر صفین آراستہ کین اُسوقت دیکھا تو بہلول شیر شکار
دلاکھ فوج کی کثرت سے سامنے سے نمایان ہوا اور اسنے بھی صفین آراستہ کین اور اپنی فوج
سے کہا کہ اللہ رے شوق جنگ کہ شاہزادہ بدیع الملک میدان کارزار مین میری فوج سے پہلے تشریف
لائے- واقعی ہے کہ صاحبقران سوم مرد مردانہ اور شیر فرزانہ ہے بس اشارہ ہوا اور سلحدار برق
رفتار پستی اور بلندی کی درستی پہ تیزدستی کرنے لگے اور سقے آبپاشی مانند ابر بہار کے فوارون
سے کرنے لگے اور گرد و غبار کو بٹھانے لگے اُسوقت نقیبون نے صفون سے نکلکر جوانون کی طرف
رخ کیا اور پکارے کہ کسکا ایسا نصیب ہے آجکا مقابلہ لائق دید ہے جو نام کرکے مرجائیگا اُسکے لیے
روز عید ہے- دوہا- رومی مصری کہاوری کرمانی سب جوان + آج ڈٹ کر رن بیچ خوب کرو گھمسان
جو تلوارن سے قتی چڑھے وہ بیکنٹھ کو جائے + جو جگ مین جیتا بچے وہ غازی کہلائے
بیاہ لیجا گو عروس موت کو + دو طلاق اس زندگی کی سوت کو + جب نقیبان خوش آواز اسطرح
میدان کارزار مین نوا پرداز ہوئے میدان مین ایک سناٹا سا ہوگیا- بہلول شیر شکار نے اپنے
[illegible] بمانند بہار کے جو اُسکی زیر ران تھا جولان کیا اور میدان کارزار مین آیا اور
مرکب کی جولانی پھر اور نیزہ بازی کی دکھائے سلاح شوری کی اور پکارا کہ اے خداپرستان
و اے زبردستان جسے کہ آرزوے موت ہو وہ آئے لیکن آرزو یہ رکھتا ہون کہ صاحبقران
خود تشریف لائین اور مجھے داد مردی و مردانگی کی دین کہ مین اور کسی سے مقابلہ کرنا نہین چاہتا
جب شاہزادہ نے یہ کلام سنا طلحہ اور اسمار قوی بازو اور عازم صف شکن ان سب کو منع کیا
اور آپ اپنے مرکب کی باگ لی- شعر- کیا مرکب نوخیز تھا داد + ہو پہنچا نہ صبا کا دست کوتاہ
رہ جاتے اُڑ جاتا تھا وہ فلک سیر + مہمیز کے ذکر سے تھا آگ سیر- اس مرکب کے لیے تازیانہ ہوا
تیر ستے راکب کی زلفین ہو جاتی ہین- غرضکہ صاحبقران مرکب کو روک کر حملہ کا درپے ہوے اور
آپس مین سپر سے سپر اور مرکب سے مرکب ملگیا- ڈھائی قدم مرکب بہلول شیر شکار کا ہٹ گیا
اور ایک قدم شاہزادہ کا مرکب ہٹ گیا پر جیون تیر ہاتھ پڑے اور لگی نیزہ بازی ہونے بس
سوا سو طعن مین نیزہ شاہزادہ نے اسکے ہاتھ سے ہوائی کیا اسنے شرمندہ ہوکر تیغہ آبدار کو کھینچنا
شروع اور کھینچ لیا اور ہان ہان کہکر سر پر شاہزادہ کے اتارا- آپ نے تیغہ کو نگاہ مین رکھا
اور سپر کو گا ہٹکر تیغہ کو رد کیا اور بند دست پر ہاتھ ڈال دیا اور لگا آپس مین جھٹکا چلنے
اور اسی عالم مین صاحبقران نے آواز دی کہ اگر قسمت آزمائی کرتا ہے تو فرش خاک پر آ- ہم کیون
نے کیا قصور کیا ہے- اور نیز شاہزادہ کو بھی یہی منظور تھا کہ یہ پہلوان میرے ہاتھ سے نہ مارا جائے
اسوجہ سے آپ نے بند دست اسکا پکڑا تھا- غرضکہ دونون بہادر کود پڑے گردہ سپر پہ ہتھیار
رکھ رکھ کے دامن ہمت کو گردانکر دونون مشغول بہ کشتی ہوے جنجلے سے دوا ہر من بایل ست

بجٹ جانے مین اسطح سے نیچے اور اوپر ہونے لگے دستیان ساقہ زیر دستون کے ہونے لگین
ٹھکورے کا ہوا تھا عجب طرح کی صدا دیتا تھا - غرضکہ جو پیچ یہ باندھتے تھے وہ اُسکے پیچ سے نکلجاتا
تھا اور جو وہ پیچ باندھتا تھا یہ توڑکر کے علیحدہ ہو جاتے تھے دونون لشکر تحسین اور آفرین کی
صدائین بلند کرتے تھے - غرضکہ وہ دن اسی کشتی مین تمام ہوگیا اور زمانہ شب کا آیا - بہلول شیر شکار
نے عرض کیا کہ شب واسطے آسایش کے اور دن واسطے جنگ وغیرہ کے ہوتا ہی تو بہتر یہ ہی
کہ آپ شب کو استراحت فرمائین اور دوسرا بھی آتا ہے - شاہزادہ نے فرمایا کہ اے بھائی اگر
یون ہی کشتی رہیگی تو ہم تم ہر روز لڑا کرینگے اور علیحدہ ہو جاینگے یہ کشتی فتح نہ ہوگی اس سے بہتر یہ ہی
کہ دو ٹوک مقابلہ ہو جاوے اور دو ٹوک ہو جانا اچھا ہی یا تم مجھے زیر کرو یا مین تمھین زیر کرلون -
شاہزادہ نے روشنی کے لیے حکم دیا تمام صحرا مین چراغان ہوگیا لوگ مشتاق کشتی گرد اکھاڑے
کے جمع ہوگئے اور تماشا کشتی کا دیکھنے لگے اور یہان کشتی ہونے لگی یہانتک وقت سحر نمودار ہوا -
وہی عالم کشتی کا تھا اُسوقت بہلول نے جھنجھلا کر اور دونون بازو شاہزادہ کے پکڑ کر اور سر سینہ مین دیکر
خوب زور کیا اور لیکر چلا ڈیڑھ قدم لپپا کر لیگیا اور جھٹکا مارا پایان گھٹنا زمین سے آشنا ہو
کمر بند زنجیر پکڑ کر اسنے زور کیا کچھ نہ ہوسکا شاہزادہ اُٹھ کھڑا ہوا اور پھر مشغول کشتی ہوا یہانتک
کہ یہ دن بھی تمام ہوا اور شب بھر پھر کشتی ہوا کی یہانتک کہ صبح ہوئی آج تیسرا دن ہی کہ خضران
نے قریب آکر عرض کیا کہ دادا کی طرح خوب عقد کرتے ہو دو چار جوروین اور کر دا اب زور تم مین
نہین رہا بس بہتر یہ ہی کہ سامان صاحبقرانی کسی اپنے جوان فرزند کو دو - بس یہ سُنکر شاہزادہ سمجھا کہ
مجھے کسی مقام پر اسنے کم پایا بس دونون بازو بہلول شیر شکار کے پکڑ کر اور سر سینہ مین دیکر
اسطرح لے دوڑے کہ جسطرح بلبل گل کو منقار مین داب کر اُڑجاتی ہی چودہ قدم لپپا کیا اور جھٹکا
مارا کہ دونون گھٹنے اسکے زمین مین غرق ہوگئے بس وہان سے کمر زنجیر کے بند کو پکڑ کر اب جو پہلا مارا
تو پہلے زور مین تا بہ زانو کھینچ لیا لا کہہ یہ تڑپا اور پھر کا دوسرے زور مین تا بہ سینہ اور تیسرے زور
مین بالاے سر بلند کر لیا کہ اسکو پسینا موت کا آگیا - شاہزادہ بدیع الملک نے چرخ دیکر چاہا کہ
زمین پر اسے دے مارون کہ ساتھ ہی اسنے آواز دی کہ اے شہریار امان فرمایا کہ امان بشرط ایمان
عرض کیا اسنے کہ تا زندہ ہون غلام بندہ ہون - از بسکہ شاہزادہ کو نہایت ہی غصہ تھا کیونکہ خضران کے کہنے
سے اور بھی آپ آتش افروختہ ہوگئے تھے - شاہزادہ نے زمین پر اسے اُتار دیا اور خضران
کی جانب دیکھکر کہا کہ کوئی تو نے کمی بیشی دیکھی تھی اسنے کہا کہ اگر یہ نہ کہتا تو یہی ہوتا کہ اگلا جھولا
بگلا جھولے ساون کی رت آئی یہی ہوتا اور یون ہی لڑا کرتے اس کہنے پر بدیع الملک بھی ہنس
پڑے اور بہلول شیر شکار نے اپنی فوج کو آواز دی کہ ابھا اقلاس مین شاہزادہ سے دیر ہوا
اب اسکا جو دین ہی وہی مین اُسکو سچا اوڑنگا اور مین بخوشی کہتا ہون کہ جسکو یہ منظور نہو وہ میرے
لشکر سے نکل جاوے - یہ کلمہ سنکر ان سب نے عرض کیا کہ یہ تو دین حق ہی اگر کسی بت کو بھی آپ
سجدہ کرتے تو ہم بھی اُسکو سجدہ کرتے یہ سُنکر بہلول شیر شکار بہت خوش ہوا ہمراہ شاہزادہ
عالیمقدار کے میدان کارزار سے روانہ ہوا اور بارگاہ مین حاضر ہوا اور عرض کیا - جو آپ کے
مذہب مین آئے اور آپکا دین متین اختیار کرے وہ کیا کرے - شاہزادہ نے اپنی زبان معجز
بیان سے کلمہ تلقین فرمایا جسکی وجہ سے کفر اسکے آئینہ دل سے دور ہوا اور نور اسلام نے اسکے دل کو منور

حملہ کیا یہ خوش ہوا۔ شاہزادہ نے خلعت نہایت پر زر اسکو مرحمت فرمایا۔ اسنے عرض کیا کہ اب اس تابعدار
کو اجازت ہو کہ میں اپنی فوج کو اور اپنے اہل شہر کو کلمۂ حق تعلیم کرون۔ شاہزادہ نے اجازت دی۔ یہ آیا
اپنے قلعہ مین سبکو جمع کرکے اسنے کلمۂ حق سب کی زبان سے جاری کرایا۔ کل مردان فوج مع رعایا
سب خدا پرست ہوے اور تجویز مسجدون کی ہو گئین صدا اللہ اکبر کی ہر طرف سے بلند ہونے
لگی اور یہ سوار ہو کر بخدمت شاہزادہ بدیع الملک روانہ ہوا۔ اب یہان شاہزادہ بدیع الملک
نے بیابان گرد اباد کو مثل آئینہ کے شفاف اور صاف کیا اور راہ خانہ کعبہ ادھر سے بہت قریب
ہے۔ سابق مین عرض کیا ہے کہ جب سے خواب انھون نے دیکھا ہے اسوقت سے انکا دل نہایت بے چین ہے
کہ چل کر جلد زیارت صاحبقران اول و دوم کی کرون کہ ہرکارون نے خبر دی کہ بہلول فرشتہ
خصلت شہر مین اسلام کو جاری کرکے بخدمت حضور آ پہونچا ہے۔ آپنے سردارون کو برائے استقبال
روانہ کیا۔ سردار اسکو بہت اچھی طرح سے لائے اور یہ داخل بارگاہ ہوا اور بعد سلام اور تسلیم کے
اسنے عرض کیا کہ مین نے قلعہ سکندریہ مین بپاہ دعوت حضور مع لشکر کے کی ہے کیونکہ یہ صحرا اسکے
اور وہ قلعہ مستحکم ہے آپ وہان تشریف لے چلیے۔ شاہزادہ نے قبول فرمایا اور کہا کہ بہتر ہے۔ شاہزادہ
نے فوج کو حکم دیا کہ سب چلو۔ غرضکہ شاہزادہ مع اپنی فوج کے داخل قلعہ ہوا اور قلعہ اسکندریہ
دیکھکر نہایت خوش ہوا اور جب سب سردار نامدار و امرا عالیوقار اپنی اپنی جگہون پر متمکن ہو چکے
اسنے سامان عیش جو باہم کیا تھا لیکے شراب خانہ ساز ساقی کو دی اور کہا کہ جام چلے۔ غرضکہ جام
متواتر چلنے لگے اور صدا نوشا نوش اور نوشا نوش کی بلند ہوئی طوائفان خوشجمال نے اپنا اپنا
کمال بار بار دکھانا شروع کیا اور ہر دل کو محظوظ و خورسند کرنے لگین غرضکہ شاہزادہ عالی
مرتبت بہلول کی اطاعت سے نہایت ہی خوش ہوے اور اسکو خلعت سپہ سالاری لشکر
عنایت فرمایا اور اسکے پاس تمام اور بھی فوج علاوہ اس فوج کے کی۔ اب اسنے عرض کیا کہ حضور
طعام تیار ہے کیا حکم ہوتا ہے۔ شاہزادہ نے فرمایا کہ بھائی کیا کوئی ہم کو عذر ہے کہ تو برادر دینی ہمارا ہے
ہمیں قبول ہے۔ یہ کہکر مع اپنے سردارون کے آپ تشریف لے گئے اور خضران سے فرمایا کہ آؤ کھانا
کھاؤ دیکھا تو خضران رو بقبلہ ہوے ہین برق ثانی نے کہا کہ حضور یہ جو نفس کے دولھا ہین
یہ کھانا بغیر کچھ لیے ہوے نہ کھاوینگے۔ شاہزادہ اس کلام پر ہنس پڑا اور فرمایا کہ مجھے یاد آیا کہ
مین نے لاکھ روپیے دینے کا اقرار کیا تھا اور اسی وقت آپنے روپیہ دلوا دیا اور پھر خضر کو
شریک کرکے سب نے کھانا کھایا اور فراغ حاصل کیا۔ اب اس قلعہ مین شاہزادہ مقیم ہے انتظار
بادشاہ اسلام کر رہا ہے۔ اور یہان سے

چند کلمے داستان شوکت بیان صاحبقران عالیشان کے بیان کیے
جاتے ہین۔ اس طور سے کہ امیر ثالث بعد فتح قلعہ اسکندریہ قلعہ مذکور مین قیام
پذیر ہین اور انتظار بادشاہ اسلام کا کر رہے ہین اسی حالت مین پہونچنا
برجیس قباب پرست کا اور جمع ہونا کل نقابدارون کا جو طرف نہ طاق کے

چلے تھے اور بعد مارے جانے برجیس آفتاب پرست کے آپس میں آزمائش زور و طاقت ہو کر ہر ایک کا حال کھلنا اور باہم دگر ملنا۔ باقی حالات متعلق داستان ہذا۔ مخمسہ

فکر میں تیرے ہی تھا جو عاشق بیچارہ تھا ۔ وصل کا خواہاں کبھی گہ در پئے نظارہ تھا
دیدہ تھا حیرت زدہ خود گم دل صد پارہ تھا ۔ منتظر یہ جستجو میں تھا تو وہ آوارہ تھا
شیفتہ تیرا ہی تھا جو ثابت و سیارہ تھا

اک تمنا ہے تو آنکھ آنسو رونے کی نہیں ۔ بس ہوس ہے آبرو سے ہاتھ دھونے کی نہیں
آرزو ہے یاں دل حیران کے کھونے کی نہیں ۔ ہے جو حسرت تو سراپا چشم ہونے کی نہیں
حاصل اس آئینہ خانے میں فقط نظارہ تھا

تھا کبھی معشوق اپنا بھی کوئی مہرو صنم ۔ کیوں نہ یاد آئیں وہ باتیں کیوں نہ ہو دلکو الم
دیکھ کر یہ حال بڑھ جاتا ہے اپنا اور غم ۔ جب شب مہ میں چکور اڑتا ہے مر جاتے ہیں ہم
بلبلوں کا بھی کبھی مارا کوئی رخسارہ تھا

جی جو بھر آتا تھا میں دوری دلدار میں + ۔ جوش زن تھا خون دل گیا دیدہ خونبار میں
تھا سماں مینہ کی جھڑی کا آنسوؤں کے تار میں ۔ کھول کر دل جب میں روتا تھا فراق یار میں
چشم تر بیتی تھی ہر موئے مژہ فوارہ تھا

کسکی چشم تر نے دی دریاے اخضر کو شکست ۔ خون دل کے قطروں سے ہر ایک گوہر کو شکست
آنسوؤں کی فوج سے موجوں کے لشکر کو شکست ۔ سیل گریہ نے یکے دی سمندر کو شکست
جو حباب آیا نظر اک اژگون نقارہ تھا

ہر جگہ ہوتی ہے انسان کی تواضع اے فلک ۔ ہو گدا یا کہ سلطان کی تواضع اے فلک
سب ہی کو لازم ہے مہمان کی تواضع اے فلک ۔ ایک شب تو وصل جانان کی تواضع اے فلک
چار دن مہمان جسکے گھر میں میں بیچارہ تھا

ہوش اڑ رہے آیا سیہ کاری کا اپنے دھیان جب ۔ مطمئن پھر دل کبھی سے ہوا میں رند کب
بزم غم کس دن نہیں مجھکو ہوئی بزم طرب ۔ روز و شب سے حال کا لکھتا تھا پرچہ روز و شب
کاتب اعمال میری ڈیوڑھی کا ہرکارہ تھا

ہیں مجھے معلوم سارے عشقبازی کے طریق ۔ میں ہوا پیدا محبت کا پئے جام رحیق
بچپنے ہی سے مرے سودا و وحشت میں رفیق ۔ ابتدا ہی سے جنون عشق کامل تھا رفیق
شاخ گل بید مجنون سے مرا گہوارہ تھا

وحشت دل کا بیان کرتا کسی سے میں تو کیا ۔ کلفت دل کا بیان کرتا کسی سے میں تو کیا
صورت دل کا بیان کرتا کسی سے میں تو کیا ۔ حالت دل کا بیان کرتا کسی سے میں تو کیا
عشق میں اک مصحف رخسار کے سیپارہ تھا

گو تعارف تھا بہت کچھ قیس مجنون سے ہمیں ۔ آگہی تھی خوب اس شیدا و مفتون سے ہمیں
لیکن اب پایا گیا حال دگرگون سے ہمیں + ۔ یہ ہوا ظاہر اتنا لیلے مجنون سے ہمیں

اپنا دیوانہ تھا اپنے واسطے آوارہ تھا

رات دن سے کے رنج و غم اپنی جدائی مین نہ پوچھ
ہمیہ جو گذرے ستم اپنی جدائی مین نہ پوچھ
شدت درد و الم اپنی جدائی مین نہ پوچھ
حال دنیا کا صنم اپنی جدائی مین نہ پوچھ
سینہ وہ تھا ہمارا اور سنگ خارہ تھا

اس طرف ناگہ جو سودا سے محبت لیگیا
جتنے تھے جانباز سب پر گو سے سبقت لیگیا
اشتیاق قتل مجکو بعد مدت لیگیا
کوچۂ قاتل مین جب شوق شہادت لیگیا
سر تھا گردن پر اپنی بار صد پشتارہ تھا

طرفوا کا شور کلمہ کا وہ غل ہر بار کا
شادمانی کی خبر دیتا تھا غم مجھ زار کا
جمع تھین فوجین کی فوجین وقت تھا دیدار کا
بلبلنا سر میرے ماتم مین عزیز و یار کا
قلعہ فتح محبت کے فتح کا نقارہ تھا

در پے آزار ہی میرے رہے یہ اہل کین
پاس سے راحت کسی کے ہاتھ سے پائی نہین
جسکو پہلو مین جگہ دی چٹکیاں ہی اُسنے لین
اہل عالم سے ہمیشہ آتش ایذا مین مومن
مردم دنیا نمک سے مین دل صد پارہ تھا

نقشہ نویسان معرکۂ جدال و صورت کشان عرصۂ قتال اشہب کلک کو میدان قرطاس پر جولان کرکے اسطرح واقعات کی صورت نمائی کرتے ہین کہ جب صاحبقران ثالث یعنی بدیع الملک قلعہ اسکندریہ کو فتح کر چکے اور بہلول شیر دل بھی مطیع ہو گیا ہے اسنے بڑی دھوم سے صاحبقران کی دعوت کی اور عرض کی کہ جبتک بادشاہ اسلام تشریف لائین حضور اسی مقام پر قیام فرمائین کہ یہ جگہ نہایت دلچسپ ہے۔ امیر ثالث نے عرض بہلول شیر دل کی قبول فرمائی اور بانتظار بادشاہ اسلام قیام پذیر ہوئے۔ اب خبرین ملتی جاتی ہین کہ بادشاہ اسلام چند ہی روز مین یہانتک پہونچ جائینگے۔ چونکہ لشکر بے شمار ظل اللہ کے ہمراہ ہے اسوجہ سے منزل پر جلد پہونچنا وقت سے خالی نہین ہے ایک روز بہلول شیر دل نے عرض کی کہ یہان سے قریب اک صحرا ہے وہان شکار بکثرت ملتا ہے اگر مناسب ہو تو جبتک ظل اللہ تشریف لائین آپ سیر و شکار مین مصروف ہو کر دل بہلائین۔ امیر باتوقیر نے ارشاد کیا کہ اے بہلول اصل یہ ہے کہ ؎ زندگی زندہ دلی کا ہے نام ✦ مردہ دل خاک جیا کرتے ہین ✦ طلسم نہ طاق مین آکر وہ وہ عزیز بچھڑ گئے ہین اور ایسے ایسے رفیق درجۂ شہادت پر فائز ہوئے ہین کہ جنکی تصویرین آنکھون کے سامنے پھر رہی ہین اور کوئی دم یاد اُنکی میرے دل سے نہین بھولتی ہے آیا آصف نجم طلعت کو یاد کرکے روؤن یا امیر الزمان کے لیے آنسو بہاؤن یا اسد شاہ کی کے جوان فرزندون کو یاد کرون۔ اسطرح کا ایک صدمہ ہو تو انسان کو انسان صبر بھی کرلے دنیا ہے کہ لیکن ایسے ہزارہا داغ دل پر ہین اگر تمہارا دل شکار کی طرف راغب ہے تو جاؤ مین تمکو اجازت دیتا ہون مگر مجھے یہین رہنے دو۔ بہلول شیر دل نے عرض کی کہ پھر میرا جانا عبث ہے اور بالکل بے محل اسلیے کہ جب آپ دل تشریف لیجائین تو مین جاکر کیا کرون۔ صاحبقران نے دیکھا کہ اسکا دل شکار کی جانب بہت راغب ہے مگر میری وجہ سے یہ اپنے ارادے کو فسخ کرتا ہے۔ فرمایا کہ میرے سر کی قسم اے بہلول تم جاؤ بلکہ کچھ شکار بادشاہ کے لیے بھی بھیجدینا۔ یہ سنکر بہلول مجبور ہوا اور پانچ سوار اپنے ہمراہ

بلکہ برائے شکار روانہ ہوگیا- روزانہ شکار خدمت صاحبقران میں پیش کیا کرتا تھا- ایک روز امیر بادلگیر
فصیل قلعہ پر تشریف فرما تھے کہ جانب صحرا سے ایک گرد غلیظ بلند ہوا- ہرکارے واسطے دریافت
حال کے روانہ ہوئے بعد کچھ دیر کے آکر عرض کی کہ برجیس آفتاب پرست کوئی کافر پیدا ہوا ہی کہ
وہ دعوائے خداوندی کرتا ہی لشکر اسکا اس طرف چلا آتا ہی- یکایک دامنہ گرد شگافتہ ہوا اور دل کو
سب کے وسوسہ علم ہائے آفتاب پیکر سنہرے پھریرے کھلے ہوئے اوپر تعریف غیر اعلام آفتاب تابان
کی بجائے سبع تحریر- بڑے بڑے پہلوان علم اٹھائے ہوئے فیلان مست پر سوار بلکہ جیسے بجتے ہوئے
علموں کو جلوہ فتح ہوا- نعرے یا خداوند آفتاب تابان ہو یا خداوند برجیس کے ہوتے ہوئے نکلے چونکہ
وہ سب کے سامنے قلعہ سکندریہ کے پہونچے تو لشکر اُتر پڑا بارگاہیں برپا ہونے لگیں - بازار
لشکروں کے کھل گئے گھوڑے کھنکنے لگے تمام صحرا فوجوں سے مملو ہوگیا- جہاں تک نظر کام کرتی تھی
سوائے آدمیوں کے کچھ نظر نہ آتا تھا- آخر میں سواری برجیس آفتاب پرست کی نہایت عظمت
وشان سے آئی پہلے جلوس سواری گذرا بعد اسکے دیکھا کہ برجیس آفتاب پرست نقاب چہرہ پر
ڈالے ہوئے تخت پر سوار چلا آتا ہی- صاحبقران غور سے اسکی جانب دیکھتے رہے جب وہ بھی لشکر
داخل بارگاہ ہوا تو امیر شالث نے خواجہ خضران سے ارشاد کیا کہ بھئی اس راز کو دریافت کرو کہ آخر
یہ روپوشی اسنے کس سبب سے اختیار کی ہی- خضران نے کہا کہ مجھے معاف کیجیے ایک لاکھ اسکی
ہیبک بچہ موجود ہی کسی اور سے کہیے آپ کو معلوم ہی کہ میں بھی مثل داوا صاحب کے دریا اور ساحر
اور لقا بدا سے خوف کھاتا ہوں اور مثل اُنکے طامع نہیں ہوں کہ روپیہ کے پیچھے جان دوں -
نہیں معلوم کیا اسرار ہی جو اسنے اپنے چہرہ نحس کو یوں چھپا رکھا ہی- امیر نے فرمایا کہ سنگھ اس سے
بحث نہیں کہ تم آپ خبر لاؤ یا اور عیاروں سے دریافت کراؤ- اتنا معلوم ہوجانا چاہیے کہ اسکے
منہ چھپانے میں کیا بھید ہی تم شاہ عیاران ہو عیاروں سے حکم کرو- خواجہ نے عیاروں کو بھی
برائے دریافت حال روانہ کیا اور خود بھی جاکر دریافت کیا اور دوسرے روز صبح کو حاضر حضور
صاحبقران ہوکر عرض کیا کہ یا امیر اسکی روپوشی کی بہتری سنا ہی کہ صورت پر اسکے غازہ سحر لگا ہوا
ہی تاثیر اسکی یہ ہی کہ جو شخص برجیس کی صورت نحس پر نظر کرتا ہی بے اختیار ہوکر اسے سجدہ
کرتا ہی اور پیرو کے واسطے مطیع ہوجاتا ہی- اسکا فرمانے یہ اتنی بڑی جمعیت اسی بنا پر جمع کی ہی
سنا ہی کہ ارژنگ بن زمرد ثانی و جیترنگ بن زمرد ثانی بھی مطیع ہوگئے تھے مگر سنگھنگان
کی کارگزاری سے وہ تو نکل گئے اور اسکی بہن کو بھی لے بھاگے مگر میرے نزدیک بہن اسکی اُن
مردوں کے ساتھ تو کیا بھاگتی ہے کوئی معشوق ہی اس پر وہ زنگاری میں + بلکہ تمھارے ہی
کسی عزیز کے حصہ میں آئی ہوگی کسی وقت حال اسکا آشکارا ہوجائیگا- اور اسکے ساتھ باپ اسکا
آفتاب جادو آفتاب بنا ہوا ابر میں پوشیدہ رہتا ہی بروقت ضرورت ظاہر ہوتا ہی اور
لشکر حریف کو دم بھر میں پھونک دیتا ہی- ہزارہا ملکوں کو تباہ کرتا ہوا چلا آتا ہی- اب اس
مقام پر پہونچا ہی اور ارادہ اسکا ہی کہ آپ سے بھی مقابلہ کرے- بدیع الملک یہ سنکر نہایت
پریشان ہوئے اور کہا اے خواجہ ہم دیکھتے ہیں کہ ابھی خانہ کعبہ تک پہونچنا نصیب میں نہیں ہی
خیر جو مرضی خدا کی- کہدو کہ لشکر ہمارا حسب قصد اندر قلعہ کے ہی یہ بھی باہر نکلے اور بارگاہ سلیمانی
برپا ہو- حسب الحکم صاحبقران عالیشان اسی وقت بارگاہ سلیمانی برپا ہوئی اور سب سردار باہر

قلعہ کے نکلے۔ صاحبقران بھی داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے ادھر برجیس آفتاب پرست نے
ایک روز تو آرام لیا دوسرے روز صبح کو پوچھا کہ اس قلعہ میں کون مقیم ہے۔ ہرکاروں کی زبانی
معلوم ہوا کہ صاحبقران ثالث طلسم نہ طاق کو فتح کرکے آئے ہیں اور اس قلعہ میں مقیم ہیں
اب ارادہ انکا خانہ کعبہ جانے کا ہے۔ یہ سنکر برجیس آفتاب پرست نے کہا کہ نامہ ہماری
طرف سے لکھا جائے مضمون نامہ یہ ہو کہ اے بدیع الملک میں نے سنا ہے کہ تمنے قدیم
طریقہ اہل دنیا سے ترک کرایا ہے اور سب کو خدائے نادیدہ کا پرستار بنایا ہے۔ یہ اچھا نہ کیا خیر
گذشتہ را صلواۃ آئندہ را احتیاط۔ تمکو چاہیے کہ اب پرستش آفتاب تابان کی اختیار کرو اور
مجکو سجدہ کرو کہ میں نائب خداوند آفتاب تابان ہوں اگر خلاف اسکے کروگے تو یہ سمجھ لو کہ ایک دم
اور ایک نفس میں گھوڑے تمہارے لشکر کو پھونک دونگا یا مطیع بنا لونگا اور تمہارے
بنائے کچھ نہ بنیگی۔ اور درصورت اطاعت تمکو اور ترقی دونگا اور اپنی جانب سے بھی صاحبقران
بناؤنگا۔ مجکو طریقے تم بندگان برگشتہ کے نہایت پسند ہیں جسوقت مضمون نامہ ختم ہوا دبیر نے
مسودہ بناکر پیش کیا برجیس آفتاب پرست نے نامہ پر مہر اپنی ثبت کرکے عنقاے
دیو پیکر کو دیا اور کہا کہ جلد اسکا جواب باثواب لیکر خدمت خداوندی میں حاضر ہو۔ یہ سنکر
عنقاے دیو پیکر اس نامہ کو لیکر چار پانچ سو سوار واسطے تزئین کے ساتھ لیکر روانہ ہوا۔
یہ خبر صاحبقران ثالث یعنی شاہزادہ بدیع الملک کو ہو چکی چونکہ بدیع الملک کو زبانی
خضر ان کے معلوم ہو چکا تھا کہ برجیس آفتاب پرست کافر بد ہے اور اسنے سیکڑوں شہر
پھونک دیے ہیں خدا جانے کیا اسرار ہے کہ جو اسکے چہرہ پر نظر کرتا ہے وہ مطیع منقاد ہو جاتا ہے
ایسا نہو نامہ دار کے ساتھ بھی کوئی بلا ہو اس لحاظ سے تمام اہل لشکر سے ممانعت کردی کہ
کوئی نامہ دار کو نہ روکے بلکہ دو اک سرداروں کو براے استقبال بھی بھیجا اور عنقاے
دیو پیکر کے واسطے اک دنگل آپ نے بچھوا دیا۔ جسوقت عنقاے دیو پیکر حاضر دربار ہوا
پکارا کہ سلام میرا ہو اس شخص پر جو برجیس آفتاب پرست کو نائب خداوند اور آفتاب کو
خداوند جانے۔ یہ سنکر اہل اسلام نے لاحول پڑھا۔ عنقاے دیو پیکر سمجھا کہ انھوں نے
جواب سلام دیا۔ دلمیں نہایت خوش ہوا اور باشارہ صاحبقران دنگل پر بیٹھ گیا۔ صاحبقران
نے ساقی کو اشارہ کیا اسنے جام شراب دیا۔ عنقاے دیو پیکر پی گیا جب نشہ شراب ناب
سے دماغ اسکا گرم ہوا پکارا کہ منم نامہ دار خداوند برجیس آفتاب پرست۔ فرمایا صاحبقران
نے کہ لاؤ نامہ بس عنقاے دیو پیکر نے بے عذر نامہ دیدیا۔ صاحبقران نے نامہ کو پڑھ
سنکر فرمایا کہ جواب نامہ ہماری طرف سے تحریر کیا جائے کہ اے برجیس آفتاب پرست
تونے کیا نہیں سنا کہ کتنے کافروں نے قبل تیرے دعواے خداوندی کیا اور کیسے کیسے سامان
اُنکے ساتھ تھے کتنی کتنی بڑی اُنکی سلطنتیں تھیں لیکن آج زمین سے کسیکا پتا بھی نہیں
سب کے سب انجام میں کس ذلت و خواری سے مارے گئے تونے بھی وہی بیہوشی اختیار
کی۔ خدا کی دی ہوئی سلطنت پر ایسا بھول گیا کہ اپنے پیدا کرنے والے کو بھی بھول گیا۔ اس نشہ
بدبخت کو دور کر ہوش اپنے درست کرکے چشم انصاف سے دیکھ اور اپنے پیدا کرنے والے
کے سامنے ان حرکات سے توبہ کر عبد ہو کر معبود نہ بن ارے بادشاہی بھی خدائی سے کم نہیں ہے

اگر تو راہ راست اختیار کریگا تو مین علاوہ تیرے ملکون کے اور بھی بہت سے شہرون کی بادشاہت تجھے دونگا اور اگر اس بیہودہ گوئی سے باز نہ آئیگا تو دنیا اور عقبیٰ دونون مین سزا پائیگا - جواب نامہ کا تحریر کرا کے عنقاے دیو پیکر کے سپرد کیا اور خلعت دیکر رخصت کیا - عنقاے دیو پیکر نہایت شاد و خرم صاحبقران سے رخصت ہوکر جانب بارگاہ برجیس آفتاب پرست روانہ ہوا - برجیس آفتاب پرست کو دمبدم کی خبر ہرکارون کے ذریعہ سے پہونچ رہی تھی برجیس اخلاق صاحبقرانی پر وجد کر رہا تھا اور ظاہر کہتا تھا کہ بدیع الملک نے اپنے خداوند کو پہچان لیا جو اسکے نامہ دار کی اسقدر عزت کی یقین ہے کہ وہ جسوقت صورت دیکھیگا فوراً مطیع ہوگا جو لوگ اسکے مطیع تھے وہ کہہ رہے تھے کہ بھلا کون ایسا صاحب جنتم ہوگا - جو آپ سے خداوند کو نہ پہچانے گا - بارگاہ برجیس مین تو یہ باتین ہو رہی ہین اور عنقاے دیو پیکر جواب نامہ لیے ہوے خلعت پہنے خوشی خوشی لشکر صاحبقران سے نکلکر اپنے لشکر کی طرف چلا جاتا ہے کہ پہلو کی سمت سے گرد اڑی اور اس گرد سے کچھ فیل کچھ آرا بے نظر آئے جنپر بہت سے آہو چیتل پاڑھے وغیرہ صید کیے ہوے بار تھے - عنقاے دیو پیکر نے جو دیکھا منھ مین پانی بھر آیا کہا یہ کسکے صید کیے ہوے ہیں - اُن لوگون نے بیان کیا کہ بہلول شیر شکار مالک قلعہ اسکندریہ جو کہ اولاد رستم بن زال سے ہے اُسکے شکار ہین برائے نذر صاحبقران لیے جاتے ہین عنقاے دیو پیکر نے کہا کہ یہ شکار لائق نذر خداوندہی جاؤ اور اپنے مالک سے کہو کہ نصف شکار ہم خداوند کے واسطے لیے جاتے ہین نصف تم بدیع الملک کے واسطے لیجاؤ - یہ کہکر نصف آرابے اور ہاتھی اپنے ساتھ لے لیے اور اپنے لشکر کی طرف بڑھا - یہ خبر بہلول شیر دل کو ہوئی کہ کوئی عنقاے دیو پیکر نامی پہلوان کفار سے رسم ایلچی گری ادا کرنے آیا تھا اُسنے نصف شکار آپکا لے لیا اور کہا ہم نذر خداوند کو لے جائینگے بلکہ آدھا شکار اپنے ساتھ لے لیا ہے - یہ سنتے ہی بہلول شیر دل آگ ہوگیا اور وہین سے باگ گھوڑے کی لی - دیکھا کہ سامنے اک دیو پیکر پانچ سو سوار سے چلا جاتا ہے بہلول شیر دل نے للکارا کہ او گیدی کہان جاتا ہے مین آ پہونچا - عنقاے دیو پیکر نے باگ کو پھیرا - جسوقت سامنا ہوا تو بہلول شیر دل نے کہا کہ تو نے پہلوان ہوکر گیدڑ کا خصلت پیدا کیا کہ پرائے صید کو کھانا چاہتا ہے جسطرح شیر شکار کرے اور لومڑیان کھائین تو وہ اسطرح ملتا ہے کہ جب شیر کے آگے سے بچتا ہے تو گیدڑون کو نصیب ہوتا ہے اسی طرح جب ہمارے یہان شکار کیے ہوے جانور تقسیم ہو لینگے اُسکے بعد بچا کھچا تجھے بھی ملجائیگا - یہ سنکر عنقاے دیو پیکر طیش مین آیا اور پکارا کہ او سرکش بجنے تو میرے ساتھ نیکی کی کہ تیرا شکار خداوند کی نذر کے لیے لیچلا تاکہ وہ تجھپر رحم فرماکر قلعہ تیرا تجھکو بخش دے اور تو یہ سخت کلامی کرتا ہے بہلول شیر دل نے کہا او مسخرے وہ تیرا خداوند کیا مسخرا ہے جسکی خوشامد کرون انشاء اللہ ایکدن مثل اسی شکار کے وہ بھی شکار ہوگا - بس یہ سنکر عنقاے دیو پیکر کو تاب نہ رہی اور اُس نے نیزہ اپنا بہلول شیر دل کے حوالے کیا - بہلول شیر دل نے جلدی سے ترچھے ہوکر وار اُسکا خالی دیا اور اپنا برچھا سنبھالا دونون مین نیزہ بازی ہونے لگی چند ہی طعن مین بہلول شیر دل نے نیزہ ہاتھ سے عنقاے دیو پیکر کے نکالدیا - عنقاے دیو پیکر کی نگاہون مین زمانہ تیرہ و تار ہوگیا - پکارا غضب کیا

تونے کہ نیزہ میرے ہاتھ سے نکالدیا مگر کچھ پروا نہین اسلیے کہ نیزہ بازی خلال بازی گرد بازی
حمال بازی تیغ بازی راست بازی جسکو حلال مشکلات عالم کہتے ہین یہ کہکر تلوار ماری - بہلول
شیر دل نے نگاہ تلوار کے دھار سے لڑادی اور جیسے ہی تلوار قریب آئی ہاتھ بند دست پر
ڈال دیا اور ایسا جھٹکا مارا کہ عنقاے دیو پیکر سا سردار اوندھے منھ عماری مرکب پر آرہا -
پس بہلول نے دوسرا ہاتھ دراز کرکے اور کمر زنجیر کا بند پکڑکے جو زور کیا تاش زین سے
اُٹھالیا اور اُسی طرح ہاتھ پر بلند کیے ہوے خدمت مین صاحبقران کے حاضر ہوا اور شکار بھی
اپنے چھین لایا ہمراہیان عنقاے دیو پیکر رنجیدہ طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوے یہان
صاحبقران نے بہلول شیر دل سے عنقاے دیو پیکر کو لیکر خلعت دیا اور خواجہ خضران کو
ساتھ کرکے پاس برجیس آفتاب پرست کے بھیجدیا - پہلے برجیس کو یہ خبر پہونچی کہ کوئی
بدیع الملک کا شکار لیے چلا آتا تھا عنقاے دیو پیکر نے وہ شکار چھین لیا یہ سنکر وہ سردار آکر
لڑا اور عنقاے دیو پیکر کو پکڑ لیگیا - برجیس آفتاب پرست کو کمال رنج ہوا بعد اُسکے یہ خبر
پہونچی کہ صاحبقران نے اُسکو خلعت دیکر رہا کردیا ہے اور اپنے یہین کے رفیق خواجہ خضران
کو براے حفاظت ساتھ کرکے بھیجا ہے خواجہ عنقاے دیو پیکر کو لیے ہوے آتے ہین یہ سنکر
برجیس آفتاب پرست نہایت خوش ہوا اور اخلاق صاحبقرانی کی تعریف کی اور کہاکہ اگر
یہ بندہ راہ راست پر آگیا تو اس سے بہتر کوئی بندہ نہو گا - اتنے مین خواجہ خضران عنقاے
دیو پیکر کو لیے ہوے پہونچے - برجیس آفتاب پرست نے اندر بارگاہ کے طلب کرلیا - خواجہ
کو پہلے تو تامل ہوا کہ ایسا نہو وہ ملعون بے نقاب بیٹھا ہو اور مین صورت نحس اُسکی دیکھکر اپنے
آقا سے برگشتہ ہو جاؤن - پھر یہ خیال ہوا کہ اگر نجاؤنگا تو برجیس اپنے دل مین کہیگا کہ رفیق
صاحبقران مجھسے ڈر گیا - بسم اللہ کہکر داخل بارگاہ ہوے دیکھا کہ برجیس چہرہ پر نقاب
ڈالے بیٹھا ہے - خواجہ نے سلام کیا - برجیس آفتاب پرست نے خضران کو بیٹھنے کا حکم دیا -
خواجہ بیٹھ گئے اور پیام بدیع الملک کا پہونچایا کہ صاحبقران نے ارشاد کیا ہے کہ تمھارے سردار
نے بہت زیادتی کی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ زیر ہوکر اسیر ہوا مگر چونکہ یہ برسم ایلچی گری آیا تھا لہذا
مین نے اسکو تمھارے پاس بھیجدیا ہے اور مجکو براے حفاظت ساتھ کیا ہے - برجیس نے
کہاکہ کیا تم تمام سرداران لشکر اسلام سے زبردست ہو جو تمھین براے حفاظت ساتھ کیا
خواجہ خضران نے کہاکہ مین تو زبردست نہین ہون حکم صاحبقران زبردست ہے وہ اگر ایک
مور ضعیف کو بھی ساتھ کردین تو وہ پیل مست سے زیادہ ہے - لوگون نے برجیس آفتاب پرست
سے کہاکہ یا خداوند یہ بہت بڑے شخص ہین ہر چند کہ یہ پہلوان نہین ہین عیار ہین مگر
انکے آگے نہ پہلوان کی حقیقت ہے نہ ساحر کی یہ اُس شخص کے پوتے ہین جسنے بڑے
خداوند لقا سے بے لقا کی داڑھی مونڈ ڈالی اور اُسکے منھ پر موتا مگر خداوند لقا اُنکا کچھ بھی
نکرسکے یہ بھی اسی طرح جامع الکمالات ہین ابھی خداوند انکے اوصاف سے آگاہ نہین ہین
اور علم موسیقی مین تو انکا مثل و نظیر قاف سے تا قاف نہین ہے - گانا اسکا سحر کی تاثیر رکھتا ہے
برجیس آفتاب پرست نے خواجہ سے کہاکہ کچھ علم رمل و نجوم کو بھی تمنے حاصل کیا ہے خواجہ
نے کہا حسب ضرورت جانتا ہون اگر کوئی شخص گم ہوگیا ہو تو اُسکا پتا بتا دیتا ہون - دین

ایسے بُرے بیچار لیتا ہون بدحالی خوش حالی کی خبر دیتا ہون مگر افسوس ایسے ناقدرے کے پاس ہون کہ بھوکون مرتا ہون۔ برجیس آفتاب پرست نے کہا کہ تم ہمارے پاس رہا کرو ہم تمکو مالا مال کر دینگے۔ خواجہ نے فرمایا کہ ابھی مین بدیع الملک کا ساتھ نہین چھوڑ سکتا اسلیے کہ دغا کیا کہیگی اور آپ کو بھی تجھپر کیونکر اعتماد ہو سکتا ہی کہ جسنے اپنے ایک مالک سے دغا کی وہ ہمارے ساتھ کیا کریگا۔ برجیس آفتاب پرست نے کہا تمنے مجکو سجدہ کیون نہ کیا۔ خواجہ نے فرمایا کہ مجھے سجدہ کرنے مین بھی عذر یہی ہی کہ جسوقت بدیع الملک سجدہ کرلینگے پھر مجھے بھی کوئی عذر نہو گا اور پہلے سجدہ کرنے مین میرے لیے بدنامی ہی اور آپکا کوئی فائدہ نہین۔ دیر آید درست آید۔ چونکہ برجیس آفتاب پرست کے دل کو ملکہ ثریا سے ستمن کی یاد نے پریشان کر رکھا تھا اور اسکو فکر تھی کہ نہین معلوم بہن پر کیا گذری اور علاوہ اسکے خواجہ کے گانے کا بھی اشتیاق تھا۔ خواجہ سے کہا کہ آج تم یہین قیام کرو کل ہی جانا خضران نے کہا کہ مجھے کوئی عذر نہین لیکن اتنا ہونا چاہیے کہ صاحبقران کو اطلاع اس بات کی ہوجاسے کہ مجھے آپ نے روک لیا ہی مین اپنی خوشی سے نہین ٹھہرا ہون برجیس آفتاب پرست نے کہا کچھ مضائقہ نہین مین صاحبقران پاس اسیوقت کہلائے بھیجتا ہون لیکن بغیر تمھارے وہان کوئی حرج تو نہو گا۔ خواجہ نے کہا نہین میرے سے ہزار دنی وہان موجود ہین برجیس نے اک نامہ تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ عیار آپکا میرا مہمان ہی چونکہ آپ نے انتہا کے خلق و مروت کو کام دیا اگرچہ خطا عنقا سے دیو پیکر ہی کی تھی مگر اسکو رہا کر کے میرے پاس بھیجدیا مین نہایت خوش ہوا آپکے عیار کو مین کل صبح کو آپ پاس بھیجدونگا۔ یہ نامہ ایک سردار کو دیکر روانہ کیا۔ جسوقت نامہ صاحبقران کو پہونچا اور بدیع الملک مضمون نامہ سے آگاہ ہوے خاموش ہو رہے۔ ایلچی کو خلعت دیکر رخصت کیا اسلیے کہ صاحبقران کو معلوم تھا کہ خضران خالی پھرنے والا نہین ہے بہت کچھ برجیس آفتاب پرست سے لے مریگا۔ وہان برجیس آفتاب پرست نے محفل عیش آراستہ کی اور صحبت تخلیہ کی ہوئی چند مصاحب خاص برجیس کے اس صحبت مین شریک تھے پہلے دو ایک گانے والیان گا کر رخصت ہوگئین بعد اسکے خضران سے کہا گیا کہ خواجہ تمھارے گانے کی بے حد تعریف سنی ہی اور مجکو نہایت اشتیاق ہی کہ تمھارا گانا سنون خضران نے کہا کہ جو کچھ مجھے آتا ہی سنائے دیتا ہون۔ یہ کہکر خواجہ نے گانا شروع کیا۔ غزل

وہ دل کا شیشہ کہ جسپر غرور میں نے کیا	اسے وہ ملتے ہیں پھر سے چور میں نے کیا
سب آج خاک تمھارا غرور میں نے کیا	دکھایا آئینہ تمکو قصور میں نے کیا
کرم یہ آپکے نہ کیا کیا غرور میں نے کیا	یہ لطف بخشیدہ یا جو قصور میں نے کیا
کہا جو تو نے دل ناصبور میں نے کیا	بتا دے تو ہی کہ پھر کیا قصور میں نے کیا
نگہ اٹھا کے اشارے بھی غیر سے نہ کیے	کسیکو بزم میں اتنا غیور میں نے کیا
تری طرف سے دلاسے دیے تسلی دی	بہت خیال دل ناصبور میں نے کیا
مری وفا نے بتائے جفا کے ڈھنگ تمھیں	سکھا کے ناز و ادا رشک حور میں نے کیا
جواب سخت تو اکثر سے دے کے پھر گئے	تمھارا شیشۂ دل چور چور میں نے کیا
تمام قصہ کہا اسنے اپنے جلنے کا	جو دل سے اپنے کبھی ذکر طور میں نے کیا
ادا سے لیکے مرے دل کو تم مکر گئے تھے	اب اعتبار تمھارا ظہور میں نے کیا

مٹا دیا اُسے دیکر فلک نے رنج و ملال
نہ کوئی تجھ سا محبت میں مجھ سا بیکا
بھڑک کے کہتی ہی ہر وقت آتش غم ہجر
ادا سے اور وہ روٹھے مرے منانے پر
تری طرف سے کبھی دل نہ بدگمان ہوا
عدو سے پوچھ کے یون مائل جفا ہونا
لیا جو بوسہ تو پھر خوب گالیان کھائین
ملال دل مین نہ لایا کبھی محبت مین
دکھا دیا جو کسی بت کو ہمنے بولا شیخ
جگہ دی آنکھون مین مہمان تمھین کیا دل مین
جو منہ لگاتے نہ گستاخ اسقدر ہوتا
نہان تھا اسمین جو اظہار عشق کا پہلو
نگاہ کیون نہ لڑائی لڑاکے اسیر
کسیکی یاد کسی کے خیال مین شب ہجر

جو دل مین جمع نشاط و سرور مین نے کیا
یہ راہ وہ ہی کہ جسپر عبور مین نے کیا
تمھارے سینے کو آخر تنور مین نے کیا
قصور مجھسے ہوا پھر قصور مین نے کیا
جو وہم بھی کبھی آیا تو دور مین نے کیا
خیال و پاس وفا اب ضرور مین نے کیا
سزا مجھے اُسکی ملین جو قصور مین نے کیا
اس آئینہ کو کدورت سے دور مین نے کیا
قصور مجھ سے ہوا ذکر حور مین نے کیا
تمھارے پاس سے رنجش کو دور مین نے کیا
قصور تمنے کیا یا قصور مین نے کیا
زبان سے حرف شکایت کو دور مین نے کیا
قصور کچھ نہ کیا یہ قصور مین نے کیا
کمال خواب کو آنکھون سے دور مین نے کیا

دیر تک خواجہ خضران گاتے رہے کچھ ایسا اثر پہنچا برجیس آفتاب پرست کے ہوا کہ روتے روتے نقاب بھیگ گئی۔ خواجہ نے گانا موقوف کیا اور برجیس کی طرف مخاطب ہوکے کہا کہ آپ کی حالت نے مجھ ایسا اثر کیا کہ بیچین کردیا آپ کو کون ایسا غم ہی۔ برجیس آفتاب پرست نے کہا کہ تمکو تو علم نجوم و رمل مین بھی کمال ہی تمھین بیان کرو۔ خضران نے کہا کہ ہان سیکھا تو تھا لیکن ترک کردیا۔ مین غور کرتا ہون۔ یہ کہکے کچھ دیر سوچے۔ چونکہ برجیس آفتاب پرست کے حالات انھون نے پہلے ہی دریافت کرلیے تھے بیان کیا کہ معلوم ہوتا ہی آپ کو اپنے کسی عزیز کی مفارقت کا رنج ہی اور وہ عزیز نہایت قریب کا ہی جیسے ایک درخت کی دو شاخین ہون۔ اور زہرہ کا مقام ملال مین ہونا بتا رہا ہی کہ وہ عورت ہی کیا عجب کہ آپ کی بہن آپ سے جدا ہوگئی ہو۔ بس یہ سننا تھا کہ تمام حاضرین اُچھل پڑے اور وجد کرنے لگے۔ برجیس آفتاب پرست بھی نہایت خوش ہوا اور بولا کہ خواجہ واقعی مین جیسی تمھاری تعریف سنی تھی اس سے بڑھکے پایا۔ خضران نے ایک آہ سرد بھری اور کہا کہ افسوس کوئی قدردان نہ ملا ورنہ ایسے ناقدرے کے یہان کیون پڑے ہوتے۔ برجیس آفتاب پرست نے کہا کہ پھر ہمارے یہان کیون نہین چلے آتے ہو حمزہ کا ساتھ چھوڑ دو مین تمکو دہ چند تنخواہ دونگا اور تمھاری بہت عزت کرونگا۔ یہ سنکر خواجہ خضران نے کہا کہ اب تو وہ زمانہ قریب ہی کہ آپ کے اور صاحبقران کے معاملہ یکسو ہو جائینگا اُسوقت مجھے کوئی عذر نہوگا آج اگر مین حمزہ کا ساتھ چھوڑکر آپکا ساتھ دونگا تو زمانہ پھر نمک حرام کہیگا اور آپ خود کیا خیال کرینگے۔ برجیس خاموش ہو رہا مگر اور لوگون نے پوچھا کہ خواجہ یہ تو بتائیے کہ جو شخص جدا ہوا ہی وہ کبھی ملیگا بھی یا نہین۔ خواجہ نے کہا کہ گذشتہ احکام کا بتا دینا آسان ہی لیکن آئندہ کی نسبت حکم لگانے مین موکلون کو بہت کچھ بھینٹ دینا ہوتا ہی جب وہ سچا حکم بتاتے ہین۔ برجیس آفتاب پرست نے کہا کہ جو کچھ صرف ہوگا مین دینے کو موجود ہون لیکن سچ سچ معلوم ہو جائے

خواجہ نے تاڑ لیا کہ یہ رنگا ہوا اسپار ہی اسمین ذاتی مادہ کسی طرح کا موجود نہین ہی - غرضکہ موکلون کے
بہانے خواجہ نے بہت سارا روپیہ برجیس سے لیا اور کہا کہ میرا نام طمع مین بہت بدنام ہی لہذا مین
آپ کے سامنے روپیہ تقسیم کیے دیتا ہون یہ کہکر مٹھی بھری اور کہا کہ لو میان شبراتی یہ تمھارا حق ہی
لو میان جمعراتی یہ تمھارا حصہ ہی یہ کہتے جاتے ہین اور مٹھیان بھر بھر کے ہاتھ بڑھاتے ہین اور اس
چالاکی سے داخل زنبیل کر لیتے ہین کہ کسی کو ثابت بھی نہین ہوتا کہ روپیہ کہان گیا - سب نے کہا کہ
واقعی ہین جو لوگ آپ کو لالچی بتاتے ہین محض اتہام کرتے ہین - غرضکہ خواجہ نے سب روپیہ
نذر زنبیل کر لیا اور بعد کچھ دیر سکوت کرنے کے برجیس آفتاب پرست سے کہا کہ ملکہ زندہ و
سالم موجود ہی اور ابھی تک اسکی عصمت مین بھی فرق نہین آیا ہی لیکن نہایت پریشان ہی
اگر کچھ صرف اور گوارا کرو تو آج رات ہی کو مین اک عمل پڑھون اگر آج کے تیسرے روز ملکہ نہ
آجائے تو مجھے خضران نہ کہنا - برجیس آفتاب پرست نے کہا جسقدر روپیہ کہیے مین دون -
خواجہ نے اس بہانے سے بھی کئی ہزار اشرفیان لیکر نذر زنبیل کر لین اور کہا کہ اب مین رخصت
ہوتا ہون - برجیس نے کہا کہ خواجہ اب کل عمل پڑھنا آج رات ہی کتنی باقی رہگئی ہی - خواجہ
نے کہا جیسی آپ کی خوشی ہو مین ہر وقت مین موجود ہون - غرضکہ رات خواجہ نے اسی مقام
پر گانے بجانے مین گذاری صبح کو برجیس آفتاب پرست سے رخصت ہوے - برجیس نے
اصرار کیا کہ عمل نہین پڑھتے - خواجہ نے کہا کہ عمل کے واسطے صحرائیت کی ضرورت ہی اگرچہ
یہ بستی صحرا ہی شہر نہین ہی لیکن کثرت مردم سے جو بات شہر مین حاصل ہوتی ہی وہی اس
صحرا مین حاصل ہی - لہذا یہان عمل کا پڑھنا مناسب نہین معلوم ہوتا ہی - برجیس نے کہا
کہ بعد عمل خوانی کے پھر مجھسے آکر ملیے گا - خواجہ نے فرمایا کہ ضرور ملونگا - القصہ چلتے وقت برجیس نے
خواجہ کو خلعت دیا اور بہت کچھ زر و جواہر دیکے رخصت کیا خواجہ نے مال موذی تعبیب غازی
کہکے سب رقم داخل زنبیل کی اور وہان سے لشکر بدیع الملک کی طرف روانہ ہوے بدیع الملک
نماز صبح ادا کرکے بیرون بارگاہ ٹہل رہے تھے کہ خضران نے پہونچکر سلام کیا اور عرض کی کہ آ
بدیع الملک مین دہی سعی کر چکا اب آگے اقبال تمھارا ہی اگر خدا نے چاہا تو آج کے تیسرے روز
برجیس آفتاب پرست تمھاری قید مین ہوگا - بدیع الملک نے پوچھا کسطرح اسکی کیا صورت
ہوگی - خواجہ خضران نے تمام کیفیت برجیس کو اپنے سے راضی کرنے کی بیان کی اور کہا کہ کل
برق ثانی کو ثریاے سیمتن بناکے یہان سے لیجاؤنگا اور برجیس کو باندھ لاؤنگا - یہ سنکر
بدیع الملک خاموش ہو رہے اور خواجہ خضران نے دوسرے روز یہ انتظام کیا کہ کچھ عیارون کو
اپنے ہمراہ لیکر طرف صحرا کے نکل گئے اور صورت اپنی اک سوداگر کی بنائی کچھ مال و اسباب تجارت
زنبیل سے نکالکر بار کرایا اور برق ثانی کو سمجھا دیا کہ مین تجھے ثریاے سیمتن کی صورت بناتا ہون
اور برجیس سے ملائے دیتا ہون اب اُسے گرفتار کر لانا تیرا کام ہی - برق ثانی نے عرض کی کہ
انشاء اللہ دیکھیے گا ضرور اسیر کر لاؤنگا - غرضکہ خواجہ خضران اک تصویر بھی ثریاے سیمتن کی اپنے
ہمراہ لیتے آئے تھے اور برجیس آفتاب پرست سے تصویر عمل پڑھنے کے بہانے مانگ
لائے تھے اس تصویر کو خواجہ نے نکال کر سامنے رکھا اور رنگ و روغن عیاری لگا کر صورت
برق ثانی کی ثریاے سیمتن کی ایسی بنائی اور لباس اسی وضع قطع کا پہنا کر محافہ مین بٹھا کر

اپنے ساتھ لیا اور طرف لشکر برجیس آفتاب پرست کے روانہ ہوے۔ جسوقت قریب لشکر پہونچے قافلہ کو اپنے اُسی جا چھوڑا اور آپ تن تنہا داخل لشکر ہوے سیر لشکر کی کرتے ہوے نزدیک بارگاہ برجیس کے پہونچے۔ چوبدار سے کہا کہ جا کر اطلاع دو کہ اک سوداگر حاضر ہی اور امیدوار باریابی ہی۔ جسوقت چوبدار نے جا کر برجیس آفتاب پرست سے بیان کیا برجیس نے کہا بلا لو خضران سوداگر بنے ہوے سامنے پہونچے سلام کیا۔ برجیس آفتاب پرست نے بیٹھنے کی اجازت دی۔ خضران سلام کر کے بیٹھ گئے پوچھا برجیس نے کہ تمہارا آنا کس طرف سے ہوا اور نام تمہارا کیا ہی۔ خواجہ خضران نے بیان کیا کہ مجھے سواد شامی کہتے ہین ملک شام کا رہنے والا ہون ابکی سفر دریا درپیش ہوا طوفانون کی سختیین اُٹھاتا ہوا قریب شہر خاقانیہ کے پہونچا بہت کچھ مال و اسباب میرا اس سفر بحری مین دریا برد ہو گیا مگر اک گوہر بے بہا ایسا ہاتھ آیا کہ سب مال اُس پر سے نثار تھا دیکھا مین نے کہ اک مقام پر کچھ عورتین ڈوب رہی ہین مین نے جال پھنکوا دیے اُسمین سے چار عورتین نکلین باقی غرق ہو گئین۔ جب حواس اُنکے درست ہوے اور اُنسے حالات پوچھے تو معلوم ہوا کہ تین کنیزین اور ایک سردار ہی۔ کنیزون کی زبانی معلوم ہوا کہ یہ ملکہ ثریا سے سیمتن دختر خداوند آفتاب جادو ہین مین نے اُنکو نہایت عزت کے ساتھ رکھا اور اُنسے وعدہ کیا کہ آپ پریشان نہون مین آپ کو آپ کے بھائی سے ملا دونگا اسوقت سے مین نے راہ بدلی اور حضور کو دریافت کرتا ہوا چلا بمشکل اس مقام تک پہونچا خیر شکر ہی کہ حضور کی ملازمت حاصل ہو گئی محنت میری ٹھکانے لگی۔ برجیس یہ سنکر نہایت خوش ہوا اور کہا کہ اے سواد شامی تو نے مجھپر بڑا احسان کیا خیر مجھسے بھی جو ہو سکیگا اسکا عوض تیرے ساتھ ایسا کرونگا کہ تو بھی خوش ہو جائیگا۔ اب جلد ثریا سے سیمتن کو مجھے دکھا دے کہ بغیر اُسکے روح میری بے چین ہی۔ سوداگر نے عرض کی کہ قافلہ میرا صحرا مین اُترا ہوا ہی خیمہ مین فروکش ہین حضور تشریف لیچلین اور اپنے ہمراہ لے آئین۔ یہ سنکر برجیس آفتاب پرست اُسی وقت اُٹھ کھڑا ہوا اور چند رفقاے خاص کو ہمراہ لیکر ساتھ سواد شامی کے اُس مقام پر آیا کہ جہان قافلہ سواد شامی کا اُترا ہوا تھا دیکھا برجیس نے کہ بہت بڑا قافلہ سواد شامی کے ہمراہ ہی اور اک خیمہ نہایت پرتکلف بپا ہی اُسمین دروازون پر چلمنین پڑی ہوئی ہین۔ ترک سوارنیون کا پہرہ ہی۔ سواد شامی نے بڑھ کر چلمن اُٹھائی اور برجیس آفتاب پرست اندر اُس خیمہ کے داخل ہوا دیکھا کہ ملکہ ثریا سے سیمتن مسند پر جلوہ افروز ہی اور دو کنیزین خاص اُن سے لگی کھڑی ہین اور ایک مورچھل جھل رہی ہی نظر جو ثریا سے سیمتن کی برجیس پر پڑی اپنی جگہ سے اُٹھی اور بھیا کہکے دوڑ کر لپٹ گئی اور چیخین مار مار کر رونے لگی۔ خواصون نے شکایت کی کہ آپ خداوند زادے ہوکر بہن کو ایسا بھول گئے کہ بالکل خبر نہ لی قسمت ایسی ہو تمہین نہ اپنی عزت اور ننگ بن ادم کے ہاتھ سے بچا تین جان پر کھیل گئین دریا مین کود پڑین مگر جان کو آبرو پر سے قربان کر دیا اُنکی زندگی تھی کہ قافلہ سوداگر کا آ گیا اور دریا سے نکالا۔ بہت سی ہمجولیان ڈوب گئین خیر ملکہ کی جان بچائی ملکہ برجیس سے لپٹی رو رہی تھی اور برجیس آفتاب پرست ملکہ سے لپٹا رو رہا تھا دیر تک یہی ہنگامہ برپا رہا ملکہ کسی طرح برجیس سے علیحدہ نہ ہوتی تھی روتے روتے ہچکیان بندھ گئی تھین

خواصین کہہ رہی تھین کہ اے ملکۂ آفاق یہ وقت خوشی کا ہے نہ کہ رنج کا خداوند نے یہ دن دکھایا کہ آپ
پھر اپنے بچھڑے ہوئے بھائی سے ملین خدا کا شکر بجا لایئے اُدھر برجیس آفتاب پرست
نے سمجھایا کہ اب نہ رو وُہ وقت مصیبت گزر گیا یہ ساعت خوشی کی ہے کہ پھر ہم تم یکجا ہوئے غرضکہ
بمشکل خریاے سیتمن علٰحدہ ہوئی۔ برجیس آفتاب پرست محافہ ملکہ کی سواری کے واسطے
اپنے ہمراہ لیتا گیا تھا ملکہ کو محافہ مین سوار کیا اور اپنے ساتھ لیکر چلا۔ سوداگر سے کہا کہ کل
صبح کو ہمسے ملاقات کرنا اسوقت حاضر ہونا تمھارا مال بھی خرید لیا جائیگا اور ملکہ کے بچانے کا صلہ بھی
ملیگا اطمینان رکھو۔ یہ کہکر برجیس مع محافہ ملکہ داخل بارگاہ ہوا تمام لشکر مین جا بجا چرچا
ہونے لگا کہ آج ہماری ملکہ کو خدا پھر لایا حالانکہ کوئی امید ملکہ کے ملنے کی نہ تھی مگر خداوند
آفتاب جادو ایسا خداوند نہین ہے جس سے کوئی جیتنے پائے اگرچہ ارژنگ بھی خداوند زادہ تھا
مگر ملکہ پر قابو نہ پاسکا۔ ہر طرف شادیانے بج رہے تھے ہر شخص حسب حیثیت خوشی کر رہا تھا
برجیس آفتاب پرست جو بارگاہ مین پہونچا ملکہ محافے سے اُتری جسقدر کنیزین ملکہ کی اس مقام
پر موجود تھین انھون نے آکر گھیر لیا بلا گردان ہوئین تصدق اُترنے لگے۔ یہان خواجہ خضران
کو بیٹھے بیٹھے خیال آیا کہ یقیناً ملکہ پر سے تصدق اُتریگا یہ مال مفت ہاتھ سے جائیگا بس صورت
اپنی فقیر کی بنا کر پہونچے اور دروازۂ بارگاہ پر شور کیا کہ ملکہ سلامت فقیرون کو بھی خوش کرو
ہر ایک ملازم نے حسب لیاقت فقیر کو دیا اور جسقدر تصدق ملکہ پر سے اُترا تھا وہ سب بھی خواجہ
نے لیا اور وہان سے واپس آکر پھر سوداگرون کے بیٹھ رہے۔ ساتھ کے عیارون نے پوچھا
کہ آپ کہان تشریف لیگئے تھے انکو خبر دیدیا کہ لشکر کفار کی خبر کو گیا تھا کہ ایسا نہو حال پیر کھل گیا ہو
اور راز فاش ہوگیا ہو تو اور کچھ تدبیر کیجائے اب خدا سے دعا کرو کہ برق ثانی اپنے ارادہ
پر کامیاب ہو یہ کسیکو نہ معلوم ہونے پایا کہ خواجہ مال لوٹ کے لائے ہین۔ الحاصل دوسرے
روز برجیس آفتاب پرست آکر دربار مین بیٹھا اور حکم دیا کہ جاکر سوداگر کو بلالاؤ سلوک گئے اور
آکر بیان کیا کہ خداوند آپ نے یاد کیا ہے۔ سوداگر نے مال و اسباب و مختلف شہرون کا
لوٹا ہوا زنبیل مین بھرا تھا پہلے سے نکال رکھا تھا اپنے ہمراہ لیکر طرف بارگاہ برجیس آفتاب
پرست کے روانہ ہوئے اجازت پہلے ہی سے ہو چکی تھی بغیر دریافت داخل بارگاہ ہوئے
سلام کیا۔ برجیس نے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ سوادشاہی سلام کرکے بیٹھ گئے۔ پہلے تو برجیس آفتاب
پرست نے ایک لاکھ اشرفی ملکہ کی خدمات کے صلہ مین دی بعد اسکے پوچھا کہ کیا کیا مال تمھارے
پاس ہے۔ سوادشاہی نے فہرست مال کی پیش کی۔ برجیس نے فہرست پڑھکر کہا کہ مال سامنے
لاؤ۔ سوادشاہی نے مال اپنا منگا کر دکھانا شروع کیا وہ وہ چیزین برجیس نے دیکھین کہ
کبھی نہ دیکھی تھین۔ غرضکہ بہت سا مال خواہش سے اور بہت سا رعایتاً مول لیا بعد اسکے خلعت
رخصتانہ دیکر سوداگر کو رخصت کیا خواجہ سب مال و اسباب بیچ کر اور روپیہ نقد کرکے وہان سے
مع قافلہ جانب صحرا روانہ ہوئے اور کچھ تھوڑا بہت ساتھ والون کو دیکر کہا کہ تم لشکر مین چلو مین
تھوڑی دیر بعد آؤنگا۔ یہ سنکر عیار تو طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئے اور خواجہ خضران ہیئت اصلی
پر آکر دوبارہ لشکر برجیس آفتاب پرست مین آئے۔ خبر برجیس کو ہوئی کہ خواجہ خضران آئے
ہین۔ برجیس نے معززین کو براے استقبال روانہ کیا۔ جسوقت خواجہ خضران داخل بارگاہ ہو

قبل اسکے کہ خواجہ کچھ کہیں برجیس آفتاب پرست پکارا کہ خواجہ واقعی میں تمھا مثل و نظیر نہیں ہی ہم حکم ثالث کی اطاعت بیکار کرتے ہو اب میں تمکو ایک دم اپنے سے جدا نکرونگا۔ خواجہ نے کہا کہ میں خود آپ ایسے قدردان کو کب چھوڑنے والا ہوں مگر بعد فیصلہ جنگ ابھی مجکو معاف رکھیے برجیس خاموش ہو رہا کہ خوشی آپکی۔ برجیس نے خواجہ کو بطور خلعت کے بہت کچھ دیا اور کہا کہ میری خوشی یہ ہی کہ آج کی رات تم اور میرے مہمان ہو کہ میں نے اپنی بہن کے ملنے کا جلسہ خوشی منعقد کیا ہے صرف تمھارے انتظار میں کہ بغیر تمھارے جلسہ رقص و سرود کا لطف نہیں ہی۔ خواجہ نے کہا کہ خوشی آپ کی۔ برجیس نے تیاری جشن کا حکم دیا اسی وقت جشن کی تیاری ہونے لگی دن بھر میں سب انتظام ہو گیا۔ اگر حال تیاری جشن کا تحریر کیا جاوے تو طول بیجا ہو گا لہذا مختصراً عرض کیا جاتا ہی کہ تمام لشکر میں چراغان تھا افسران لشکر کے خیمے آراستہ تھے ہر جگہ ناچ ہو رہا تھا شراب کے دور چل رہے تھے آوازیں ہوشیا ہوش اور نوشا نوش کی بلند تھیں اور بارگاہ برجیس آفتاب پرست کی تیاری تو بیان سے باہر ہی۔ ایک درجہ میں چلمن پڑی تھی اور برق ثانی فریاسے سیمتن بنا ہوا اسی چلمن کے آڑ میں بیٹھا تھا۔ تمام بارگاہ روسا و امرا سے بھری ہوئی تھی۔ خواجہ قریب برجیس آفتاب پرست کے بیٹھے ہوئے تھے طائفے مجرا کر کے انعام لیتے جاتے تھے اور رخصت ہوتے جاتے تھے۔ قریب صبح برجیس آفتاب پرست نے خضران سے کہا کہ آپ بھی کچھ گائیے۔ خضران نے بھی گانا شروع کیا یہ غزل

جلا کر خاک کرنا شوق سے ہر استخوان میرا
یہ پردہ فاش کرتا پڑھ کے اک سوز نہان میرا

کہوں کس سے سنیگا کون رازوں کو نہاں میرا
اسی کو لے گئے تم ایک دل تھا رازدان میرا

قفس سے جب نظر کرتا ہوں دلمیں یہ دھواں اٹھا
خوشی سے باغبان نے جلا دیں آشیان میرا

چمک سی آج اٹھتی ہی سے سینہ میں رہ رہ کر
کسی محفل میں ہوتا ہو گا درد دل بیان میرا

مٹا جاتا ہی اک عالم ادائے دلستانی پر
خبر انکو نہیں وہ لے رہے ہیں امتحان میرا

اسیر دام ہوں اک آرزو صیاد رکھتا ہوں
قفس لیجا کے رکھو آنا قریب آشیان میرا

ہنسے دیتے ہیں سب دیوانہ الفت کی باتوں پر
سمجھ ہی میں کسی کے اب نہیں آتا بیان میرا

سر محشر وہ انکا سر کو شرما کے جھکا لینا
وہ میرا پوچھنا تم لے سکو گے امتحان میرا

جگر کی طرح دلمیں بھی پڑے ہیں آبلے لاکھوں
خدا و ندا کسیکو تو نہ کرنا رازدان میرا

نکلتے ہیں خبر کرتا ہوں جب آ میں غضب فرقت
کریگا مجھکو رسوا اے جہان سوز نہان میرا

کسی جا بیٹھ کے بھی چار آنسو رو نہیں سکتا
جب انکے در سے اٹھ آیا ٹھکانا پھر کہاں میرا

اسیر تازہ ہوں میری زبان صیاد کیا جانے
کہوں کس سے بچا لو جل رہا ہی آشیان میرا

سخن فہم و سخندان جنکو سب بیتاب کہتے ہیں
ہو گا حضرت ناطق سا بیشک قدردان میرا

غرضکہ اسیطرح مختلف چیزیں صبح تک خواجہ خضران گاتے رہے انکے گلے کی تاثیر سے تمام محفل میں سناٹا تھا۔ ہر شخص تصویر بنا بیٹھا تھا برجیس آفتاب پرست وجد کے عالم میں جھوم رہا تھا جسوقت طلوع آفتاب کا وقت آیا صحبت برخاست ہوئی سب امرا و روسا اپنی اپنی بارگاہ کی طرف روانہ ہو گئے یہاں ملکہ نے خواجہ کو طلب کیا خواجہ قریب چلمن کے گئے۔ ظاہری باتیں اور تھیں باطنی باتیں اور تھیں در پردہ برق ثانی نے خواجہ سے دیری

برجیس کا مشورہ کر لیا اور انعام واکرام دلوایا۔ اشارہ سے کہا کہ ہمارا بھی حق اسمین ہی۔ خواجہ نے
کہا کہ دیکھا جائیگا۔ بعد اسکے خواجہ خضران برجیس آفتاب پرست سے رخصت ہو کر طرف
بدیع الممالک کے روانہ ہوے یہان عیار پہلے پہونچ گئے تھے سب کیفیت بدیع الملک سے
بیان کی تھی۔ آج خواجہ خضران بھی پہونچے اور کہا کہ اے بدیع الملک اب اگر اقبال تمھارا یاور ہی
تو کل برجیس آفتاب پرست اسی قلعہ مین ہوگا۔ مین برق ثانی کو ملکہ ثریاے سیمتن بنا کر
اُسکی گرفتاری کے واسطے چھوڑ آیا ہون۔ یہ سنکر بدیع الملک نہایت خوش ہوے اور فرمایا
کہ خواجہ اگر یہ تدبیر بن پڑی تو کسیکی تکسیر بھی نہ پھوٹیگی اور جنگ سر ہو جائیگی۔ غرضکہ اب یہ تو
بانتظار برق ثانی بیٹھے ہین لیکن اول حال برق ثانی اور برجیس آفتاب پرست کا سنیے
کہ بعد چلے آنے خواجہ خضران کے ثریاے سیمتن نقلی نے برجیس آفتاب پرست سے کہا
کہ مین چاہتی ہون اب آپ سے دم بھر جدا نہون جو صدمے مین نے آپ کے فراق مین
اٹھائے ہین انکو میرا ہی دل جانتا ہی زندگی تھی کہ پھر آپ تک پہونچ گئی ورنہ مین نے خودکشی
کر لینے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکیا تھا۔ اسلیے کہ بغیر جان دیے عزت بچنا غیر ممکن تھی۔
برجیس آفتاب پرست نے ملکہ ثریاے سیمتن کا سر سینے سے لگایا اور بعد تسلی و تشفی
کے کہا کہ اب مین تمکو خود اپنے سے دم بھر جدا نکرونگا اپنی ہی بارگاہ مین تمکو رہنے دونگا کہ
ہر وقت کے حال سے باخبر رہون اور بعد مرحلہ خداپرستان ارژنگ کو تمام دنیا مین ڈھونڈھ کر
ایسی سزاے سخت دونگا کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا اُسکے حال پر گریہ کرینگے۔ یہ سنکر
ثریاے سیمتن نے سر جھکا لیا۔ اُسوقت برجیس آفتاب پرست نے حکم دیا کہ ہماری ہی بارگاہ
مین ہماری بہن کے رہنے کے واسطے بھی اسی بارگاہ مین سامان مہیا کر دیا جاے۔ اُسی وقت
ایک کمرہ مین سب سامان مہیا کر دیا گیا اور ملکہ ثریاے سیمتن نقلی رہنے لگی۔ جب رات کا وقت
ہوا اور برجیس آفتاب پرست اپنی خوابگاہ مین سونے کے واسطے گیا تو برق ثانی ملکہ
ثریاے سیمتن بنا ہوا اپنے بستر خواب سے اٹھا خواصون نے پوچھا کہ اے ملکہ اسوقت
کہان تشریف لیچلین برق ثانی نے جواب دیا کہ مین نے اک خواب پریشان دیکھا ہی اپنے
بھائی کو دیکھنے جاتی رہون۔ خواصون نے عرض کی کہ اے ملکہ وہان کسی کے جانے کا حکم
نہین ہی۔ برق ثانی نے تیوری پر بل ڈال کے کہا کہ یہ حکم ملازمین کے واسطے ہی یا ہمارے
لیے ہی۔ یہ کہکر خوابگاہ برجیس آفتاب پرست مین آیا کہ کسی تدبیر سے اسکو بیہوش کر کے
لے نکلون۔ وہان خواجہ انتظار مین ہونگے لیکن قضاے کار و اتفاقات روزگار کہ برق
ثانی اس حال سے بیخبر تھا کہ برجیس چہرہ سے نقاب دور کر کے سوتا ہی اس غرض سے کہ
شاید دشمن میری گرفتاری یا قتل کے لیے آئے تو صورت دیکھتے ہی فرمان بردار ہو جاے
جیسے ہی برق ثانی ثریاے سیمتن بنا ہوا قریب مسہری کے پہونچا اور نظر برق ثانی کی
صورت نحس پر برجیس آفتاب پرست کے پڑی بے اختیار ہو کر سجدہ مین گیا اور قلب ہیئت
پلٹ گیا۔ بس جلدی سے برجیس آفتاب پرست کو جگا دیا اور ہاتھ باندھ کے کہنے لگا کہ خطا
میری معاف ہو مین نے حضور کی خدمت مین بڑی بڑی گستاخیان کی ہین کہ نائب خداوند
کو اُسکی بہن کی صورت بنکر دھوکا دیا اور گرفتار کرنے کی فکر مین آیا تھا مگر ہزار ہزار شکر ہے

خداوند آفتاب تابان کا کہ میرا سرتے راہ راست پر لگا دیا خدا بڑا کرے خضران بن عمرو عیار
کا کہ اُسکی وجہ سے مین اس گناہ عظیم کا مرتکب ہونے چلا تھا۔ برجیس آفتاب پرست یہ باتین
سُنکے گھبرایا پوچھا تو کون ہی۔ برق ثانی نے کہا کہ غلام تازہ برق ثانی عیار ہی اور وہ سوداگر
خضران تھا۔ غرضکہ تمام حال برجیس سے بیان کردیا اور یہ راز فاش ہوگیا۔ برجیس آفتاب پرست
کے ہوش اُڑ گئے کہ واقعی مین عیاران لشکر اسلام بلا ہے بیدرمن اگر مین نے قبل سے
انتظام نہ کیا ہوتا کہ نقاب چہرہ سے اُتار کر نہ سوتا تو ضرور گرفتار ہو جاتا اس دزد مکار خضران
نے بڑا فریب دیا تھا۔ برق ثانی تو بغیر قید کیے ہوے اسیر سحر ہوگیا اور خوب خوب راز اسکے
بیان کیے بس برجیس آفتاب پرست نے غصہ مین آکر ایک نامہ بنام شاہزادہ بدیع الملک
تحریر کیا۔ مضمون نامہ یہ تھا کہ اے بدیع الملک معلوم ہوا کہ تمنے اسطرح خداوندان شمال
مین اور انھین عیارون کے بھروسے پر صاحبقرانی کرکے دین اسلام کو پھیلایا ہی مگر چونکہ مین
نائب خداوند برحق ہون تمھارا عیار برق ثانی مجھے اسیر نہ کرسکا بلکہ مطیع ہوکر سب حال اُسنے
مجھسے بیان کردیا لہٰذا اب مجھے تمھارا اعتبار جاتا رہا بہتر یہ ہی کہ یا تو خضران کو اسیر کرکے بھیجو
اور یا آمادہ مرگ و مہیاے قضا موجود ہو کہ مین طبل جنگ بجاتا ہون کل میرا اور تمھارا سامنا
ہی اگر یہی حال تمھارا بھی ہو جو برق ثانی کا ہوا ہی تو بے تکلف نائب خداوند آفتاب تابان
دکھنا۔ جسوقت نامہ دار برجیس کا دروازۂ بارگاہ صاحبقران پر پہونچا اور خبر بدیع الملک کو
ہوئی کہ نامہ دار کفار آیا ہی بلا لیا جگہ بیٹھنے کی دی نامہ دار نے نامہ دیا۔ بدیع الملک نے
نامہ کو پڑھا۔ پشت پر جواب تحریر کردیا کہ اے برجیس آفتاب پرست جو تجھ سے ہوسکے
قصور نکر مین خداے حقیقی پر شاکر ہون جو وہ چاہیگا وہ ہوگا تو کیا کرسکتا ہی تجھ ایسے بہت
سے کتے بھونکتے رہے ہوے اور مار ڈالے گئے مین خداوند قادر و قہار کے بھروسے پر
صاحبقرانی کرتا ہون جسنے سب کو پیدا کیا ہی مین نے کسی عیار کو تیری گرفتاری کے واسطے نہین
بھیجا تھا وہ خود سے گئے تھے اور خضران میرا بھائی ہی مین کبھی اُسے گرفتار کرکے نہ بھیجونگا
اُسکے سر کے ساتھ میرا سر ہی تو پہلے بدیع الملک کو اسیر کرلے پھر خضران کا نام لینا اور تجھے شرم
نہین آتی کہ مجھے تو عیارون کی مدد کا طعنہ دیتا ہی اور آپ چہرہ پر غازہ سحر ملکر مقابلہ کرنے آتا ہی
یہ کونسی مردانگی ہی مکارون کے سرکوبی کے لیے عیارون کو متعین کیا ہی۔ یہ جواب نامہ کا تحریر کرکے
روانہ کردیا۔ خضران نہایت حیران تھا کہ برق ثانی کے مسحور ہونے کا کیا سبب ہوا افسوس کرتا ہوا
کمین بگڑ گیا اُدھر جواب نامہ کا جو برجیس آفتاب پرست کو پہونچا نہایت برہم ہوا اور اُسی وقت
حکم دیا کہ بجے طبل جنگ۔ نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی۔ ہرکارے لشکر اسلام
کی خبر لیکر خدمت مین شاہزادہ بدیع الملک کے آئی اور بعد دعا و ثناے شاہی بجالانے کے
عرض کی کہ لشکر حریف مین طبل جنگ بجا ہی۔ یہ سُنکر صاحبقران زمان نے بھی فرمایا کہ ہمارے
یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی۔ خضران یہ حکم لیکر نقارخانہ مین پہونچا اور
نقارچیون کو آگاہ کیا سب نے نذرین گزرانین خواجہ نے نذرین لیکر داخل زنبیل کین اور ایک
چوب نقارہ پر لگائی پھر تو نقارہ خانہ رعد آواز جوش و خروش مین آیا اور صداے طبل بلند
ہوئی کہ گوش گردون دونکر ہوگئے ؎ ز نقارہ آواز آمد برون ؎ کہ دون سخت دون ست گردون دون

صدائے طبل جنگ بلند ہوتے ہی دونون لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین بہادرون نے
سلح سنجوگ کو درست کیا جابجا لشکر کے سپاہیون مین چرچے ہونے لگے کہ دیکھیے کل کیا ہوتا ہی
سنا ہی کہ برجیس آفتاب پرست جسوقت نقاب چہرہ سے دور کرتا ہی تو جو شخص صورت اسکی
دیکھتا ہی وہ اُسے سجدہ کرتا ہی خدا اس ظالم کے ہاتھ سے ایمان اور جان دونون کو بچائے۔
اسنے ہزارہا ملک تباہ کردیے لاکھون بندگان خدا کو برگشتہ کردیا ہی مگر صاحبقران باقبال بھی
انھون نے بھی بڑے بڑے سرکشون کی سرکوبی کی ہی خدا انکی مدد کرتا ہی کیا عجب ہے کہ وقت
برجیس کا برابر آگیا ہو اور اُسکو مزا سرکشی ملے۔ ادھر کفار آپس مین باتین کرتے تھے کہ دیکھیے کل
کیا ہوتا ہی اسلیے کہ کل ایسے شخص سے سامنا ہی جو صاحب اسم اعظم ہی اُسکے سامنے اس
غازۂ سحر کا پردہ فاش ہو جائے تو عجب نہین ہی۔ غرضکہ ہر شخص اپنے اپنے خیال کے موافق
پیشین گوئی کرتا ہی سوار گشت کے پھر رہے ہین آوازین ہوشیار باش و بیدار باش کی بلند ہین
افسران فوج سویرے سے سو رہے ہین کہ علی الصباح اُٹھکر میدان مین جانا ہی بعض کو انتظار
صبح مین نیند نہین آتی ہی بستر پر کروٹین بدل کر صبح کی ہی اسی کیفیت مین وہ وقت آیا کہ۔ نظم
لگے ہونے نظرون سے تارے نہان + چھپا نور مین جادۂ کہکشان + موذن اذان سے ہوسکے
بہرہ مند + ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند + مسیحا نفس تھی نسیم روان + اُٹھے لوگ لیلے انگڑائیان
صبح ہوتے ہی گشت کے سوارون نے کمرین کھولین اور سونے والے بستر خواب سے اُٹھکر
اپنے اپنے آئین و مذہب کے موافق مصروف عبادت ہوے اور بعد فراغ اسلحہ جنگ تن پر
آراستہ کرکے متوجہ میدان کارزار ہوے۔ اسطرف سے اہل اسلام چلنے لگے ادہر اُس طرف
سے کفار جوق جوق گروہ گروہ آکر میدان مین قائم ہونے لگے لیکن پہلے سواری شاہزادہ
بدیع الملک کی میدان جنگ مین پہنچ گئی اور لشکر مرتب ہوا۔ سرداران لشکر مثل طلحہ بن بلند ہمو
صعلوک ابن مالک۔ مقبول بن مقبل۔ اسلطے قوی بازو۔ قران فیل زور۔ بہلول بن بہرام
وغیرہ اپنے اپنے مرتبہ کے موافق صفوف لشکر سے دس دس بارہ بارہ قدم آگے بڑھکر کھڑے
ہوے اور عزیزان صاحبقران مثل شاہزادہ ہاشم تیغزن شہنشاہ گوہر کلاہ علقمہ بن جمہور
فرزیل بن فرامرز عاد مغربی وغیرہ سب کے سب بیس بیس قدم صفوف لشکر سے
آگے بڑھکر کھڑے ہوے اور بدیع الملک چالیس قدم صفوف سپاہ سے آگے بڑھکر
برتبہ صاحبقرانی قائم ہوے۔ سر پر علم زرین کھلا ہوا جسوقت لشکر اسلام آراستہ ہو چکا تو
دیکھا کہ سامنے سے سواری برجیس آفتاب پرست کی نہایت عظم و شان کے ساتھ نمودار ہوئی
سرداران فوج تخت برجیس کو گھیرے ہوے تھے بڑے بڑے سردار اسکے ساتھ بھی ہین مگر
برجیس گویا آفتاب جادو کا بھروسا ہی یا غازہ سحر پر جو اسکے منھ پر ملا ہوا ہی۔ نظر برجیس کی جو
جانان لشکر اسلام پر پڑی محو حیرت ہوگیا کہ واقعی مین کیا کیا جوان بدیع الملک نے فراہم
کیے ہین لیکن تھوڑی دیر کے بعد یہ سب میری اطاعت مین ہونگے۔ تخت اسکا لشکر سے بیس قدم
آگے بڑھکر قائم ہوا۔ برجیس نے بدیع الملک کی طرف دیکھکر آواز دی کہ کیون اے شاہزادہ
بدیع الملک تمکو اسقدر جلدی ملک عدم جانے کی ہی کہ مجھسے پہلے میدان مین آپہونچے مگر خیال
تمھارا غلط ہی۔ مین نائب خداوند آفتاب جادو ہون میرا یہ کام نہین ہی کہ جن لوگون کو خداوند

پیدا کیا اور زمانے مین معزز و ممتاز گردانا مین انکو شاد دون بلکہ تم سب کو اپنا مطیع کر کے راہ نیک
پر لگاؤنگا تم اپنے دل مین کچھ خوف نکرو فرمایا بدیع الملک نے کہ مین مرنے سے نہین ڈرتا
ہون اگر خیال ہی تو یہی ہی کہ خداوند عالم مذہب برحق مین میرا خاتمہ کرے اور تو گیا ہی جو مطیع بنائیگا
مین حکم خدا کا مطیع ہون تجھ ایسے بہت سے کاذ حباب بحر زخار کی طرح ابھرے اور پست
ہو گئے کہ کسیکا نشان بھی باقی نہ رہا ہنوز یہی گفتگو ہو رہی تھی سلسلہ تقریر کا قطع ہوا تھا کہ از پردہ
بیابان گردی برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و چیرہ چیرہ سر گرد برآسمان رسیدہ و پاے گرد
در زمین پیچیدہ زیر آسمان اک آسمان خاکی نمودار تھا۔ بقول شاعر ؎ زسم ستوران دران
پہن دشت ✤ زمین شش شد و آسمان گشت ہشت ✤ دونون جانب کے ہرکارے برائے
دریافت حال روانہ ہوے اور آن واحد مین آکر بیان کیا کہ بادشاہ لشکر اسلام دارا بے بن
جمشید کی سواری بڑے جاہ و حشم سے آتی ہی بس یہ سنتے ہی شاہزادہ بدیع الملک نے
تمام سرداروں اور عزیزون کو برائے استقبال روانہ کیا اور خود بھی منتظر ہوے کہ بادشاہ قریب
آئین تو خود بھی پیشوائی کے واسطے روانہ ہون کہ یکایک عدیل بن عادی پیشخیمہ لیے ہوے نمودار
ہوے اور بدیع الملک سے پوچھ کر جاے مناسب پر بارگاہ سلیمانی استیادہ کرنے لگے
اب اُس گرد سے علمہاے مختلف اللون نمودار ہوے جنپر تعریف الٰہی اور نعت رسالت پناہ کی
برقوم تھی۔ کئی ہزار علم چمک رہے تھے چھوٹ انکی زمین پر پڑ رہی تھی نگاہین خیرہ ہوئی جاتی
تھین۔ اب بیچے کے بجنے اور دمے کے دمے چلتہ پوش اور بکتر پوش اور جوشن پوش
اور زرہ پوشون کے نمودار ہوے اول لندھور ثانی آکر پہونچے انکی فوج سے تمام صحرا جنگل بن
نظر آنے لگا خیمہ زنگاری برپا ہوا طلمہ بن لندھور ہجائی نے بغلگیر ہوے۔ لندھور ثانی نے
بدیع الملک کی قدمبوسی حاصل کی بعد اسکے اسی ہزار نیزہ بازون سے مالک ثانی نمودار ہوے
انکا خیمہ جانب میسرہ لشکر مقابل خیمہ لندھور ثانی برپا ہوا اب اور سردارون کی آمد شروع ہو گئی اور
یکے بعد دیگرے آنے لگے۔ ایک لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے فضل تتاری پہونچا اور ملازمت
بدیع الملک کی حاصل کی بعد اسکے خسرو ایرانی تین لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے خیمہ زن ہوا
بعد اسکے سہیل مازندرانی دو لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے پہونچا۔ پھر مہران طوسی اتنی ہی
فوج سے آیا پھر ارباب کابلی ایک لاکھ فوج کابلی ہمراہ لیے ہوے آکر خیمہ زن ہوا پھر بہمن رومی
اور عنتر چینی اور ہزبر طتاق اور مظفر زرد انجابادی اور برجیس مشتری حصاری اور نعمان
باختری اور سالوس خاوری۔ غرضکہ ہر ہر مقام کے فرمانروا جو شہنشاہ عدالت پناہ ظل اللہ بادشاہ
اسلام کے فرمانبردار تھے سب آکر پہونچے۔ واضح راے ناظرین با تمکین ہو کہ جن مقامات کا ذکر
ہوا ہی انکے بادشاہ جو لوگ پہلے تھے وہ راہی ملک عدم ہوے جو نام اب تحریر کیے گئے ہین
یہ انکی اولاد کے نام ہین الحاصل تمام دن فوجین آیا کین اور تمام صحراے گرد آباد فوجون سے
مملو ہو گیا۔ آدمیون کا جنگل نظر آتا تھا آخر مین جلوس شاہی نمودار ہوا۔ آگے آگے شتر سوار نقارچیان کا نوبت بجاتے
ہوے گرد کو بٹھاتے ہوے بعد اسکے ماہی مراتب اسکے بعد غول بیرق بردارون کے پھر نیزہ بردار
گزرے پھر خاص بردار خاصیان ہاتھون مین لیے ہوے پوشاکین نہایت زرق برق پہنے ہوے
ہوے کمرون مین قمچین جواہر نگار لگی ہوئی آخر مین تخت بادشاہ اسلام دارابے بن جمشید کا

نمودار ہوا۔ اکل سردار مع صاحبقران زمان بڑھے اور پیشوائی کرکے بادشاہ اسلام کو لائے۔ غل شادی
داخل بارگاہ سلیمانی ہوے۔ صاحبقران آگے بڑھے بادشاہ اسلام نے ہاتھ بدیع الملک کا
پکڑ کے تخت پر کھینچ لیا اور لپٹ کر بہت روئے۔ بدیع الملک نے کہا کہ اس طلسم نطاق نے
ہمارے خاندان کا ستیاناس کر دیا تمام عزیز و احباب قتل ہوگئے اک ماتم تازہ برپا ہوگیا۔ بادشاہ اسلام
بھی اُن لوگوں کو یاد کرکے بہت روئے چونکہ آمد بادشاہ اسلام میں شام ہوگئی تھی بادشاہ لشکر
اسلام متواتر سفروں سے خستہ بھی ہوگئے تھے اور بدیع الملک کو دعوت و ضیافت بھی بادشاہ کی
کی منظور تھی۔ ایک نامہ برجیس آفتاب پرست کے نام تحریر کیا۔ مضمون نامہ یہ تھا کہ بالفعل ایک
مدت کے بعد بادشاہ لشکر اسلام کی قدمبوسی حاصل ہوئی ہے لہذا میں چاہتا ہوں کہ بادشاہ کی دعوت
کروں اسمیں ایک ہفتہ صرف ہوگا۔ لہذا میں تمسے آٹھ روز کی مہلت مانگتا ہوں کہ بعد آٹھ روز کے
طبل جنگ بجوانا۔ جسوقت یہ نامہ برجیس آفتاب پرست کو پہونچا اور برجیس آفتاب پرست مضمون
نامہ سے آگاہ ہوا اسلئے بھی جو اس کثرت لشکر کو دیکھکر باختہ ہوگئے تھے خوشی سے منظور کیا اور کہا
کہ میں آٹھ روز بعد طبل جنگ بجواؤنگا۔ برجیس آفتاب پرست پر لشکر اسلام کی ہیبت بھی غالب ہے
اور دل میں خوش بھی ہوتا ہے کہ اگر یہ سب میرے مطیع ہوگئے تو عالم میں کون ایسا ہے جو مجھسے مقابلہ
کر سکیگا۔ لیکن جسوقت بدیع الملک کو معلوم ہوا کہ برجیس نے مہلت دیدی ہے بس انھوں نے
سامان دعوت کا حکم دیا تمام قلعہ سکندریہ آراستہ ہوا اور دعوت بادشاہ کی اندر قلعہ کے نہایت
تکلف کے ساتھ ہوئی جسوقت کھانے سے فراغت ہو چکی تو صحبت آراستہ ہوئی۔ بدیع الملک
نے تازہ رفقا کو بادشاہ سے ملایا اور بہلول شیر شکار کی نہایت تعریف کی اور فرمایا کہ یہ بہادر
اس قلعہ کا مالک اور اولاد رستم سے ہے۔ اک رفیق بہلول شیر شکار کا نہایت چرب زبان تھا
بول اُٹھا کہ حضور کو یہ بھی معلوم ہے کہ انکا لقب شیر شکار اور شیر دل کیوں ہے۔ بدیع الملک نے
فرمایا کہ بیان کرو۔ اسنے کہا کہ دو شیر صحرائی منگوا کر تماشا دیکھیے کہ یہ کیونکر شیروں کو غصہ دلا کر
لڑواتے ہیں۔ بہلول نے آنکھ دکھلائی اور کہا کہ تم بھی کن شیر کشوں کے سامنے میری تعریف کرتے ہو
بارگاہ صاحبقران میں وہ وہ دلیر ہیں کہ فیل کش دیو کش ہیں انکے سامنے کوئی جرأت کرنا ایسا ہے
جیسے تماشا دکھانا ہوتا ہے۔ بدیع الملک نے کہا اے بہلول یہ ضرورت نہیں ہے کہ ایک شخص کے
جوہر ظاہر ہو چکے ہیں تو دوسرا اپنے جوہر نہ دکھائے برابر والے سے داد ملتی ہے۔ بہلول نے
عرض کی کہ یہ میری حقیقت ہے میں ان بہادروں کے برابر کا بھی تو نہیں ہوں بلکہ انکے غلاموں
کی بھی برابری نہیں کر سکتا۔ الغرض بادشاہ اسلام نے حکم دیا کہ دو شیر صحرائی لائے جائیں اسیوقت
دو کٹہرے شیروں کے منگا کر صحن بارگاہ میں رکھے گئے۔ بہلول نے بڑھکر دونوں کے دروازے
کھول دیے شیر غراتے ہوے کٹہروں سے باہر نکلے۔ بہلول نے دونوں ہاتھوں سے دونوں کی
گردنیں پکڑ کر سر ٹکرا دیے شیروں کو غصہ آیا اور ایک دوسرے کو دیکھکر غرانے لگا۔ بس بہلول نے
دونوں کو سامنے کرکے چھوڑ دیا اور آپ الگ ہو رہا۔ شیر چھوٹتے ہی لڑنے لگے یہانتک کہ
لڑتے لڑتے مر گئے تمام اہل دربار نے تعریف کی لیکن طلحہ بن لندھور نے کہا کہ یہ تو اک تماشا ہے
جرأت کی شان تو یہ ہے کہ خود مقابلہ کرکے مارا ہوتا شیر کو شیر سے لڑوا دینا یہ اک فطرت کا کام تھا
جرأت کا کام نہ تھا۔ بہلول نے کہا کہ اے دارائے ہند میں یہ جانتا ہوں کہ آپ فیل کش و ضیغم شکار ہیں

ہین اور یہ بندہ ضعیف ہے مگر اتنی قوت رکھتا ہی کہ انکو ٹکڑا ٹکڑا کر کے ہلاک کر دیتا مگر یہ اک دلّگی کی بات تھی اور شاہون کے دکھانے کا تماشا تھا مین پہلے ہی عذر کر چکا ہون کہ مین آپ صاحبون کے غلامون کی بھی برابری نہین کر سکتا ہون - پھر یہ آپ کا فرمانا بیکار ہی اور بدیع الملک نے بھی فرمایا کہ اے طلحہ بن تندخور اسوقت تعریف اسی بات کی ہوئی کہ دونون کو آپس مین لڑوا کر کام تمام کر دیا جانور اور آدمی کا فرق دکھا دیا کہ انسان کی جرأت محل اور موقع سے ہوتی ہی اور جانور کی جرأت عقل سے خارج ہوتی ہی تمھاری جرأت اور شیر کی جرأت مین بھی فرق ہی جب دو حریف آپس مین لڑ کر مر جائین تو خود مقابلہ کرنے کی کیا ضرورت ہی - یہ سُنکر طلحہ تو دل مین شرمندہ ہو کر خاموش ہو رہا اور بہلول نہایت خوش ہوا - اب ادھر اُدھر کی باتین ہونے لگین - بادشاہ اسلام نے اپنی تمام سرگذشت بیان کی اسی سلسلہ مین ذکر نقابدار ابلق سوار کا بھی آگیا نقابدار کی بادشاہ نے بیحد تعریف کی اور جو احسانات نقابدار ابلق سوار کے تھے سب بیان کیے کہ اس اس طرح میری مدد کی اور ملکہ گم گم جادو کو طلسم گنبد بے در سے رہا کر کے میرے سپرد کر گئے اور مین جہانتک اندازہ کرتا ہون یون تو بڑے بڑے بہادر اولاد امیر اول مین موجود ہین مگر اسوقت بعد آپ کے اگر شان و شوکت صاحبقرانی کہین پائی جاتی ہی تو وہ نقابدار ابلق سوار ہی ہی عجب نہین ہی کہ صاحبقران رابع وہی ہو - بدیع الملک یہ سنکر متحیر ہوے اور خاموش ہو رہے جب بادشاہ اسلام اپنی سرگذشت کا قصہ تمام کر چکے تو بدیع الملک سے فرمایا کہ مجھسے جدا ہونے کے بعد جو جو سوانح آپ پر گزرے انکو آپ بھی مفصل بیان کیجیے - بدیع الملک نے پہونچنا دریاے نسیان پر اور فکر نوج مین پریشان ہونا انجام مین حال عشق ملکہ روشن گہر اور مارنا آئینہ اندام جادو کو بعد اُسکے ذکر فتاحی نہ طاق مین واقعہ آصف انجم طلعت کے عشق کا اور ساتھ حیات روشن جمال کے جل کر جان دینا بیان کیا اور ہاتھ سے انکو ان تاجدار کے مارا جانا امیر الزمان - عین الزمان - نور الزمان - فرزندان اسد نوجوان و دیگر اعزا و احبا کا بیان کیا - بادشاہ اسلام سنتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے کہ اس طلسم نہ طاق نے خاندان کا خاتمہ کر دیا - اب صاحبقران نے پھر بیان کرنا شروع کیا بعد فتح بیابان گرد آباد و شکست مرحلہ بلاکشان جادو کا ملاقات ہونا قطب مسند نشین سے اور تقدس قطب کا بیان کیا - یہ سنکر بادشاہ اسلام کو نہایت اشتیاق ہوا اور فرمایا کہ اگر ممکن ہو تو قطب صاحب کو تکلیف دیجیے کہ مین بھی انکی زیارت سے مشرف ہون - بدیع الملک نے کہا کہ مین اسیوقت نامہ تحریر کرتا ہون اگرچہ وہ قطب ہین اور مثل مشہور ہی کہ قطب از جا نمی جنبد مگر عجب نہین ہی کہ میرا نامہ دیکھکر چلے آئین اور اگر انکو آنے مین تامل بھی ہوگا تو مین ایسے حیلے سے بلاؤنگا کہ یقین ہی پھر انھین کچھ بھی عذر و انکار نہوگا - یہ فرما کر اک نامہ شوقیہ تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ اک مدت کے بعد بادشاہ اسلام کی ملازمت حاصل ہوئی ہی اور اسی خوشی مین مین نے دعوت کی ہی لہذا مین چاہتا ہون کہ آپ بھی اس دعوت کو قبول فرمائین اور مجھے امید ہی کہ آپ ردّ دعوت نکرینگے اور بہتر ہوگا کہ نذر جناب ابراہیم کی آپ ہی دین کہ آپ ایسے مقدس شخص کی نذر یقین ہی کہ ضرور ہی قبول ہوگی اور بادشاہ اسلام بھی آپ کے دیدار کے نہایت مشتاق ہین - یہ نامہ لکھکر کسی قاصد کے ہاتھ جانب باغ فیروزہ نگار روانہ کیا - قاصد خط لیکر

اُس طرف چلا گیا اور یہان صاحبقران نے سامان نذر کی تیاری کا حکم دیا اور قلعہ کی آرایش کا طریقہ
بدل دیا گیا وہان نامہ قطب صاحب کو پہونچا اور قطب مسند نشین مضمون نامہ سے آگاہ ہوکے
اپنے دونون رفیقون سے کہا کہ پچاس برس سے مین نے جگہ یہ چھوڑی تھی مگر اب مجبور ہون کہ
اُس شخص نے مجھکو طلب کیا ہی جو صاحبقران زمان ہی اور وحید دوران ہی لہذا مین چاہتا ہون
کہ اے الماس جنی اور جواہر جنی تم میرے ہمراہ چلو- دونون جن جو رفیق بھی اسکے ہین اور
شاگرد بھی ہین چلنے کو تیار ہوے- قطب سجادہ نشین نے ان دونون رفیقون کو اپنے پہلو مین
بٹھالیا اور سجادہ کو اشارہ کیا- سجادہ اُڑکر چلا- یہان بدیع الملک انتظار مین بیٹھے ہوے
تھے کہ جانب آسمان سے سجادہ اُڑتا ہوا نظر آیا- بدیع الملک برائے تعظیم اُٹھ کھڑے ہوے
اور بادشاہ لشکر اسلام نے بھی سروقد تعظیم دی- قطب صاحب کا سجادہ زمین پر ٹھہرا قطب صاحب
اُترے بادشاہ اسلام اور صاحبقران زمان نے مصافحہ کیا بادشاہ نے چاہا کہ قطب صاحب کو تخت
پر برابر اپنے بٹھانا چاہا- قطب سجادہ نشین نے انکار کیا اور کہا کہ یہ جگہ آپ ہی کے بیٹھنے کی ہی
اور اپنا وہی سجادہ بچھا کر بیٹھ گئے- بپاس ادب تمام سردار کھڑے رہے بادشاہ اسلام اور
بدیع الملک نے زمین پر بیٹھنے کا قصد کیا تھا کہ قطب سجادہ نشین نے اپنے پاس سجادہ پر بٹھالیا
باتین ہونے لگین اب شام ہوئی خضران نے آکر عرض کی کہ نذر کا سامان درست ہوگیا ہی یہ سن
سنتے ہی بدیع الملک نے قطب سجادہ نشین سے کہا کہ تشریف لے چلیے- قطب اپنی جگہ سے اٹھے
اور بدیع الملک کے ساتھ بارگاہ سے اُٹھکر قلعہ مین تشریف لائے- دیکھا کہ ہر درجہ مین دسترخوان
بچھے ہوے ہین شمعین سرخ و سبز روشن ہین چنگی ہوے تمام قلعہ معطر ہو رہا ہی روشنی سے تمام قلعہ
جگر جگر کر رہا ہی- قطب صاحب نے پہلے ہی درجہ کو دیکھکر نذر دینے کا قصد کیا تھا کہ بدیع الملک نے کہا
کہ اگر ہر مقام پر آپ کو تکلیف دیجائیگی تو شام سے صبح ہو جائیگی اور آپ نہایت پریشان ہونگے
یہ فرما کر ہاتھ قطب صاحب کا پکڑے ہوے آگے بڑھے اور ہر درجہ کو دیکھتے ہوے مقام صدر
پر پہونچے- یہان نذر کی آراستگی احاطہ تحریر سے باہر ہی- خیر نذر اُس اُس قسم کی تھی کہ درویش نے کبھی
آنکھ سے بھی نہ دیکھی ہوگی اسلیے کہ یہ تو تارک لذات ہین گویا آج پہلے پہل ان نعمات کی خوشبو
قطب صاحب کے دماغ مین پہونچی اُدھر ہر درجے مین لوگ پہونچ گئے- بدیع الملک نے بادشاہ
کے ہاتھ سے شمعین روشن کرائین- قطب صاحب نے نذر دی- جو لوگ اس درجے کے لائق تھے
وہ ساتھ بادشاہ اور صاحبقران اور قطب صاحب کے یہان شریک نذر ہوے باقی ہر مرتبہ کے
لوگ درجہ بدرجہ دوسرے درجون مین شریک نذر ہوے- جب دعوت و ضیافت سے فراغت حاصل
ہو چکی تو سامان رقص و سرود بارگاہ شاہی مین مہیا ہوا اور قطب صاحب کے قیام کے واسطے
قلعہ مین اک جاے عمدہ تجویز کرا کے انھین کے مزاج کے موافق سامان درست کر دیا گیا اور خواجہ مہر
اور خواجہ ماہ دونون پوتے خواجہ بزرجمہر کے آکر قطب صاحب سے ملے مصافحہ کیا- کچھ قوال
بدیع الملک نے یہان سے بھیجدیے تھے کہ وہ حقانی چیزین گائین اور قطب صاحب کو خوش
کرین- یہان فقیرانہ مذاق کی صحبت آراستہ تھی اور قوال گا رہے تھے لوگون کو حال آ رہے
تھے-

غزل

آرام کے تھے ساتھی کیا کیا- جب وقت پڑا تھا کوئی نہین-

سب دوست ہین اپنے مطلب کے دنیا مین کسیکا کوئی نہین

گلگشت مین دامن منھ پہ تو نرگس سے حیا کیون ہی تمکو
اس آنکھ سے پردہ کرتے ہو جس آنکھ مین پردا کوئی نہین

جو باغ تھا گل پھولون سے بھرا کلیون سے چلتی تھی صبا
اب سنبل و گل کا ذکر تو کیا خاک اڑتی ہی اس جا کوئی نہین

آئینہ و ساغر بربط و خم حیرت مین ہی دل آنکھین پرنم
یاد آتے ہین اسکندر و جم اب محو تماشا کوئی نہین

ہر ایک عمارت کو دیکھا جیسی وہ بات کچھ بھی تو نہ تھا
ہستی ہی حباب بحر فنا اس دم کا بھروسا کوئی نہین

جو اونچے مکانون والے تھے سب خاک کے نیچے جا لیٹے
رہتے تھے جہان ہر دم جلسے اب دیکھو تو اس جا کوئی نہین

جب بند ہوئین آنکھین تو کھلا دو روز کا تھا سارا جھگڑا
تخت اسکا نہ اب ہی تاج اسکا سکندر و دارا کوئی نہین

کل جنکو اندھیرے سے تھا خطر رہتا تھا چراغان پیش نظر
اک شمع جلا دے تربت پر جز داغ اب اپنا کوئی نہین

بیٹھے ہین کہان اہل مسند اعزاز وہ کچھ انجام ہی بد +
یا بزم طرب یا کنج لحد یا بادہ و سبو یا کوئی نہین

قتال جہان معشوق جو تھے سوتے ہین پڑے مرقد کے تلے
یا ملنے والے لاکھون تھے یا رونے والا کوئی نہین

اے آرزو اسکا فخر نہ کر گو شعر کا فن ہی ناز گستر
اس کام مین کیون کی عمر بسر جسکا کہ مدعا کوئی نہین

الغرض اسی طرح کی عبرت آمیز غزلین جو قوالون نے گائین قطب صاحب بہت روئے یہان رات بھر یہ صحبت گرم رہی اور وہان بادشاہ اسلام مع صاحبقران عالیمقام و سرداران ذوالاحترام بارگاہ شاہی مین بیٹھے ہوئے ناچ دیکھا کیے جب وہ صحبت برخاست ہوئی اور دوسرے روز صاحبقران مع بادشاہ قطب صاحب سے ملنے کو تشریف لائے اور قطب صاحب نے رخصت طلب کی تو صاحبقران نے نہایت عذر کیا کہ ہر چند مین نے آپکو تکلیف بہت دی مگر بغیر تکلیف دیے کوئی چارہ بھی نہ تھا اسلیے کہ بعد آج کی ملاقات کے اب شاید روز دنیا ملاقات ہو تو ہو۔ قطب صاحب نے کہا کہ اگر زندگی باقی ہی تو انشاء اللہ کبھی پھر ملاقات ہوگی بدیع الملک نے کہا کہ اب زندگی ہی کی امید تو اٹھ گئی ہی اسلیے کہ سامنا اس شخص سے ہی جسنے ہزارہا بندگان خدا کو برگشتہ کر دیا ہی کسی نے اسکو غازہ بنا دیا ہی اس غازہ کے اثر سے جو شخص صورت اس ملعون کی دیکھتا ہی وہ سجدہ کرتا ہی۔ مین نے آپ کی دعوت کیواسطے اس سے مہلت طلب کی تھی اب صرف دو روز اور باقی ہین پھر طبل جنگ بجیگا۔ میرے عیار نے اسکی گرفتار کرنے کی خوب تدبیر کی تھی کہ برق ثانی کو اسکی بہن کی صورت بنا کر ترجیس کے پاس

چھوڑ دیا تھا مگر جب موقع پاکر برق ثانی برجیس کو بیہوش کرنے کے ارادہ سے چلا تو نقاب اُسکے
چہرہ سے ہٹی ہوئی تھی برق صورت دیکھتے ہی کافر ہوگیا برجیس کو سجدہ کیا اور تمام حالات بیان
کردیے خدا ہی اُس کافر کے ہاتھ سے ایمان اور جان کو بچائے تو بچ سکتی ہی ورنہ غیر ممکن ہے
یہ باتیں سُنکر قطب نے گردن جھکائی کچھ سوچنے لگے اور الماس جنی نے اشارہ سے کہا کہ
قطب صاحب اگر جا مینگے تو اُسکے غازہ کو خاک میں ملا دینگے اُنسے بیان کیجیے صاحبقران نے
اشارہ میں جواب دیا کہ میں نے اظہار تو کر ہی دیا اب اگر قطب صاحب کو کوئی تدبیر کرنا ہوگی تو
خود ہی کرینگے میرے کہنے کی کیا ضرورت ہی۔ غرضکہ کچھ دیر کے بعد قطب صاحب نے گردن
اُٹھائی اور بدیع الملک کی طرف دیکھکر فرمایا کہ میں اک انگوٹھی دیتا ہوں یہ کسی ایسے شخص کو
دیجیے جو کسی حیلہ سے برجیس تک پہونچ سکتا ہو وہ اسکے نگینہ کو چہرۂ برجیس پر مل دے
اثر غازہ سحر کا باطل ہو جائیگا۔ یہ سُنکر خضران نے کہا کہ قطب صاحب آپ نے بھی وہ
تدبیر نکالی کہ میری جان غضب میں پھنسے جو آتا ہی وہ ہمارا ہی دشمن ہوکے آتا ہی یہ مجھی سے
کہینگے کہ تم جاؤ۔ بدیع الملک نے کہا اے مرد عزیز تو جسکے کرنے کا کام ہوتا ہی وہی خوب کرتا ہی
شکر نہیں کرتے ہو کہ خدا نے تمھیں اس قابل کیا کہ تم سے ہماری غرض نکلتی ہی۔ قطب صاحب
نے بھی فرمایا کہ سوا تمھارے دوسرا اس کام کو انجام نہیں دیسکتا ہی اور انگوٹھی ہاتھ میں خضران
کے دی۔ بدیع الملک نے کہا کہ خواجہ جلد انتظام کرو اسلیے کہ اب دو ہی روز مہلت کے باقی
ہیں۔ اسکے بعد طبل جنگ بج جائیگا پھر تمکو بھی عیاری کا موقع نہ ملیگا۔ خضران انگوٹھی پہنکر روانہ ہوا
اور قطب صاحب نے بدیع الملک سے کہا کہ اب جبوقت تک یہ مرحلہ سر ہولیگا اُسوقت تک میں
یہیں قیام کرونگا لیکن اول حال خواجہ خضران کا بیان کیا جاتا ہی کہ یہ جو انگوٹھی لیکے چلے تو کسی سے
ذکر بھی نہیں کیا تن تنہا جانب صحرا روانہ ہوگئے اور اک درخت کے نیچے بیٹھکر سوچنے لگے کہ
کیا ترکیب کرنا چاہیے کہ برجیس ملعون تک رسائی ہو اب وہ ملعون مجھسے کھٹک گئی ہی غرضکہ
ہاتھ دیکھا ہاتھ کی پُشت دیکھی تین سو ساٹھ پیکر ہاتھ باندھکر سامنے آ کھڑے ہوے اُنمیں سے
ایک کو پسند کرکے صورت اپنی خاص تراشوں کی سی بنائی اور آگے روانہ ہوے جاتے جاتے
قریب دریا پہونچے قضاے کار و اتفاقات روزگار سے برجیس آفتاب پرست کا خاص [illegible]
آج دریا پر نہانے کی غرض سے آیا تھا ملازمین کا اُسکے مجمع تھا۔ خضران نے اُن لوگوں سے
پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں اور کیا ہی اور انکا کیا نام ہی۔ اُن لوگون نے کہا کہ کیا تم نہیں جانتے
میاں ہنسا نہانے آئے ہیں اسوقت انکی ایسی چڑھی بارگاہ ہی کہ امرا و روسا اُنسے سہمے ہوے
ہیں نائب خداوند آفتاب کے آگے انکا بڑا کہنا سنتا ہی۔ بس یہ سُنکر خواجہ آگے بڑھے
اور قریب میاں ہنسا کے پہونچکر سلام کیا میاں ہنسا نے جواب سلام دیکر پوچھا کہ تم کون
ہو۔ خواجہ صورت تو اپنی تبدیل ہی کیے ہوے تھے کہا کہ آپ ہی کی قوم سے ہوں میرا پیشہ
بھی خاص تراشی ہی پھر پوچھا تم کس ملک کے رہنے والے ہو اور یہاں کیونکر آئے اور نام تمھارا کیا ہی
جواب دیا کہ مجھکو کھیلکے کہتے ہیں اور ملک سبائل کا رہنے والا ہوں برباد ہوا ہوں خدا پرستوں
کہ ان ملعونوں نے خداوندی رطبے خداوند لقاے بے لقا کی تباہ کردی اُسوقت سے ہم سب
تباہ ہوگئے۔ یہ منظور ہوا کہ اپنے دین قدیم کو بدلیں اور خداے نادیدہ کا سجدہ کریں۔ وطن

ترک کیا مگر تہ بہت نہیں چھوڑا میان ہنسا نہانے سے فراغت کر چکے تھے کہا کہ اگر تمہیں
روزگار کی تلاش ہے تو میں کہیں ٹھکانے لگا دونگا تمھاری اچھی طرح بسر ہوگی تم جبتک میرے یہان رہو
گھیسا نے سر جھکا کے کہا کہ بڑا احسان ہوگا۔ الغرض میان ہنسا گھیسا کو ساتھ لیے ہوے اپنے
مکان پر آئے ایک جگہ رہنے کے واسطے دی کھانا وغیرہ بھیجا نہایت آرام سے رکھا جب رات
ہوئی تو مہمان کے خیال سے میان ہنسا گھیسا کے قریب سوئے رات کو گھیسا نے آہ آہ کرنا شروع
کی میان ہنسا نے کہا کہ کیون طبیعت کیسی ہے گھیسا نے کہا کہ میرے پیٹ مین درد ہے ہنسا اٹھ
کے قریب آئے پیٹ سہلانا شروع کیا اور کہا کہ کوئی چورن منگا وٗن گھیسا نے کہا کہ چورن منگانے
کی ضرورت نہیں ہے میرے پاس میری دوا موجود ہے چونکہ مجھے اکثر اس قسم کی خلش ہوا کرتی
ہے تو مین دوا اپنے پاس رکھتا ہون یہ کہکر اک پڑیا جیب سے نکال کر دی اور کہا کہ اسمین لوبان ہے
اسے آگ پر ڈالکر اس سے پیٹ میرا سینکا جائے تو ابھی درد ختم جائیگا ورنہ یونہین صبح تک تڑپا
کرونگا میان ہنسا نے آگ منگا کر پیٹ انکا سینکنا شروع کیا لیکن لوبان بیہوشی آمیز تھا دھوان
جو اسکا ہنسا کی ناک مین پہونچا چھینک مار کر بیہوش ہوگیا چونکہ رات زیادہ آگئی تھی کوئی خادم
و خدمتگار بھی اس جگہ موجود نہ تھا اسوجہ سے خواجہ نے اٹھا اطمینان تمام آئینہ نکالکر صورت
اپنی ہنسا کی سی بنائی اور پوشاک ہنسا کی اتار کر آپ پہنی اور ہنسا کو زنبیل مین ڈال لیا اور
آپ ہنسا بنکر لیٹ رہے جب صبح ہوئی تو گھر مین گئے بی بی سے ہنسا کی کہا کہ صاحب اسوقت
یہان کا رنگ بے طور معلوم ہوتا ہے لہذا بہتر یہ ہے کہ جو مال و اسباب ہمراہ ہے اسکو وطن مین بھیجدینا
چاہیے۔ رنگ ایسے ہین کہ یقین ہے سرکار ہماری لٹ جائیگی اور یہ خدا پرست ایک تنکا بھی کسیکے
پاس نہ چھوڑینگے۔ بی بی نے کہا کہ ہمتو پہلے ہی کہتے تھے کہ مال و اسباب ساتھ نہ لیچلو ایسا نہو کہ
راستے مین کوئی افتاد پڑے سفر کا معاملہ ہے تمنے نہ مانا اور وہ بلا سے سر لگا دی ہے کہ مین حفاظت
کرتے کرتے مری جاتی ہون رات رات بھر جاگا کرتی ہون کہ کہین کوئی آدمی ہی نہ مال اٹھا دے
تو ہم کہین کے نہ رہینگے تمھاری زندگی بھر کی کمائی جاتی رہیگی تو خدا کے واسطے جلدی اس
مال کو لیجاؤ۔ بھٹ پڑے وہ سونا جس سے ٹوٹین کان۔ نام تمھارا ہے موئے چوٹے تاک
لگائے رہتے ہین اگر یہ مال رہیگا تو اسکی بدولت اک دن جان جائیگی۔ یہ کہکر کنجی کنجیون کا
پھینکدیا اور کہا کہ وہ صندوق جو میرے پلنگ کے سرہانے رکھا ہے اسمین سب ہے انھون
نے جا کر صندوق کھولا اور سب مال و اسباب زر و جواہر نکال داخل زنبیل کر لیا۔ اتنے مین
چوبدار نے آکر پکارا گھبرا کر میان ہنسا باہر نکلے قضا کار یہی روز برجیس کے خط لکھوانے کا
تھا۔ چوبدار نے کہا کہ جلد چلیے مالک نے یاد کیا ہے خواجہ ہنسا بنے ہوے چوبدار کے ساتھ ہولیے
اور خیمہ مین برجیس آفتاب پرست کے پہونچے۔ برجیس نے نقاب چہرہ سے الٹی ہنسا نے
مسکرا کر کہا کہ مین تو آپکا مدت سے بندہ ہوچکا ہون اس امتحان کی کیا ضرورت ہے۔ برجیس آفتاب
پرست نے کہا کہ یہ زمانہ نہایت ہوشیاری سے گذارنے کا ہے ابھی کل کی بات ہے کہ برق فرنگی
میری بہن کی شکل بنکر آیا اور میری گرفتاری کے قصد سے میری خوابگاہ مین آیا مگر میری احتیاط کام
آئی کہ نقاب چہرہ سے ہٹی ہوئی تھی برق ثانی میری صورت دیکھتے ہی بیہوش ہوا اور تمام راز
اسنے مجھسے بیان کر دیے۔ حضرت عیار بدیع الملک سوداگر بنکر اسکو میرے پاس لایا تھا اگر مین ہوشیار

ہوشیاری سے کام نہ کرلیتا تو غدار ستون کی قید مین بیٹھا ہوتا اور تمیز تو مجھے ہر طرح کا اطمینان ہے
غرضکہ میان ہنسا نے خط بنانا شروع کیا اور منھ پر بالی لگانے کے بعد نے انگوٹھی پھیر دی جسقدر اثر
غازہ سحر کا تھا باطل ہوگیا۔ خضران نے خط بنایا اور وہان سے انعام واکرام لیکر واپس یا۔ رستے مین
اک نالہ ملا خضران نالہ مین اُتر گیا اور اصلی ہنسا کو زنبیل سے نکالکر ہوشیار کیا۔ آنکھ جو ہنسا کی
کھلی تو ایک دریا نیا ہم شبیہ دیکھا۔ گھبرا گھبرا کر ادھر اُدھر دیکھنے لگا کہ کیا مین خواب پریشان دیکھ رہا ہون
میان ہنسا نقلی نے کہا کہ او مردود جو نامت یہ خواب نہین بلکہ عین بیداری ہے مین ہون خواجہ خضران
مین نے تجکو ایسا بنکر بیہوش کیا اب شناخت پروردگار حقیقی کے بارے مین کیا کہتا ہے ہنسا
نے کہا کہ ہزار جانین ہون تو نام پر خداوند آفتاب کے نثار ہین بس یہ سنتے ہی خضران نے
خنجر مار کر کام اُسکا تمام کیا اور طرف لشکر اسلام کے چل کھڑے ہوے۔ یہان بدیع الملک منتظر
بیٹھے تھے کہ خواجہ نے پہونچکر سلام کیا۔ صاحبقران نے فرمایا کہو بھئی شیر یا بھیڑ۔ خضران نے
کہا کہ غلام آپکے ہمیشہ شیر رہے ہین بھیڑ دشمن ہون خدا کے فضل وکرم سے مین نے اپنے
کام کو انجام دیا۔ بدیع الملک نہایت خوش ہوے خواجہ نے تمام حال اپنی عیاری کا کہا۔ قطب
صاحب ہنسا کیے۔ چونکہ آج مہلت کا آخری روز تھا شام ہوتے ہی برجیس آفتاب پرست نے
حکم دیا کہ بجے طبل جنگی۔ اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارے کی گرجی ہرکارے لشکر
اسلام کے یہ خبر لیکر خدمت بادشاہ اسلام مین آئے اور بعد دعا و ثناء شاہی بجالانے کے عرض کی
کہ فوج حریف مین کوس حربی بجا ہے بادشاہ اسلام نے فرمایا کچھ پروا نہین کچھ دور کہ ہمارے
یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی نقارہ رزمی نوازش مین آیا
دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین لشکر برجیس نہایت خوش تھا کہ ہم لوگ تو نا فتحی ہین
اسلیے کہ کبھی لڑنے بھڑنے کی ضرورت ہی نہین پڑتی ہے جو صورت خداوند کی دیکھتا ہے وہ خود ہی
مطیع ہو جاتا ہے۔ کل یہ تمام خدا پرست آفتاب پرست ہو جائینگے اور نائب خداوند کو سجدہ کرینگے
ادھر اہل اسلام مین جابجا تذکرے ہو رہے تھے کہ افسوس تو یہ ہے کہ لڑنے والا ہو تو اُس سے
لڑین مارین یا مر جائین یہان تو کچھ اور ہی سامان ہے کہ لڑنے بھڑنے کا موقع ہی نہین آتا بلکہ
صورت نحس اس کافر الکفر کی دیکھی وہ سجود ہو گیا آنکھون پر پردے پڑگئے اسکا کیا علاج ہے
دل کی دل ہی مین رہی جاتی ہے۔ بعض کہتے تھے کہ وہ وقت گذر گیا اب اور زمانہ ہے۔ یہ قطب صاحب
کا آنا علت سے خالی نہین ہے یہ اک بزرگ خدا رسیدہ اور صاحب کمال شخص ہین ضرور انھون نے
کوئی نہ کوئی تدبیر لی ہوگی یا کرینگے۔ اگر قطب صاحب کو عوام کا خیال نہوگا تو صاحبقران اور عمر
صاحبقران کا خیال ضرور ہی ہوگا۔ ہر شخص اپنے مقام پر اپنے خیال کو ظاہر کر رہا تھا لیکن ان
لوگون کو انتظار صبح مین چھوڑ کر

چند کلمے داستان شوکت بیان صاحبقران بن صاحبقران یعنی شاہزادہ رفیع البخت نوجوان کے بیان کیے جاتے ہین

بیا بشنو ای ہمدم راستان * کہ باز آمدم بر سر داستان * سابق مین یہان تک بیان
ہو چکا ہے کہ شاہزادہ رفیع البخت نے قرماسف بن طرماسپ بن طہماسپ بن عنقول

دیو پروہ کو جن رونسکی کشتی مین زیر کیا ہے اور قرماسپ لعین کی قید مین ہے - دیلم و اسلم مارے گئے
اور ازرنگ بن زمرد اور حبترنگ بن زمرد فرار ہوکر ملک باختر مین سکونت پذیر ہوئے شاہزادہ
رفیع البخت نے قرماسپ کو سمجھایا کہ دین اسلام اختیار کرے مگر اُسنے منظور نکیا اور کہا کہ اگر مین
مسلمان ہو جاؤنگا تو زمانہ یہی کہیگا کہ اسنے خوف جان سے اپنے دین قدیم کو چھوڑ کر مذہب جدید
اختیار کیا لہذا اس ننگ وعار کی زندگی سے تو مر جانا بہتر ہے - رفیع البخت نے اُسکو قتل نہین
کیا بلکہ قید رکھا اور کوچ بکوچ منزل بمنزل طرف نہ طاق کے روانہ ہوئے - اک مقام پر پہونچکر
شام ہوگئی - صحرا نہایت سرسبز و شاداب تھا - رفیع البخت کو فضا صحرا کی نہایت پسند آئی
مرکب سے اُتر پڑے رات بسر کی صبح کو نور الدہر سے عرض کی کہ اگر مناسب ہو تو ایک روز
یہان رہکر شکار کی کیفیت بھی دیکھ لیجیے نور الدہر نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے اُسیوقت سامان
شکار درست ہوا اور رفیع البخت مع شاہزادہ نور الدہر جانب صحرا برائے صید و شکار روانہ
ہوگئے صرف جھمتن گرد کو برائے حفاظت قید قرماسپ چھوڑ دیا اور سب سردار ہمراہ لے
لیے - یہ تو صید و شکار کرتے ہوئے چلے جاتے ہین لیکن اسی صحرا مین اک مقام پر قلعہ بہمن دزد
کا تھا کام اُسکا یہ تھا کہ جو کوئی سوداگر یا رئیس اس طرف سے گزرا اور اُسکو خبر ملی وہ فوج قزاقون
کی لیکر آیا اور قافلہ کو لوٹ لیگیا چونکہ مرد بہادر اور زبردستان روزگار سے تھا کبھی کسی سے
زیر نہوا تھا - بہمن دزد اپنے قلعہ مین بیٹھا تھا کہ اُسکے گوئندون نے خبر دی کہ اک لشکر آکر اس
صحرا مین اُترا ہے افسران فوج برائے صید و شکار گئے ہوئے ہین میدان خالی ہے چلکر لشکر کو لوٹ
لینا چاہیے اگرچہ فوج بہت بڑی ہے لیکن چیدہ لوگ مصروف شکار ہین لشکر سے سپاہی اگرچہ
لاکھون کیون نہون مگر آپ ایسے رستم شکوہ سے کب مقابلہ کر سکتے ہین یہ سُنکر بہمن دزد نہایت
خوش ہوا اور بارہ ہزار قزاق اپنے ہمراہ لیکر قلعہ سے نکلا اور گنجان درختون کی آڑ مین جانب
لشکر رفیع البخت روانہ ہوا - مخبرون نے یہ بھی بیان کر دیا تھا کہ ایک خیمہ کے گرد سخت پہرا ہے
اور وہ خیمہ کنارہ پر لشکر کے برپا ہے عجب نہین ہے کہ خزانہ اُسی خیمہ مین ہو - بہمن دزد اُسی خیمہ کی
طرف چلا جہان تک درختون کی آڑ مین چھپا ہوا آیا کہ ہر ایک باخبر نہو جائے جب قریب
پہونچ گیا اور میدان ملا بس سب نے اک دم گھوڑے ڈالدیے اور یہ جو چار سو سوارون پر جو اُس
خیمہ کی حفاظت کر رہے تھے اُتر پڑے - یہ بیچارے غافل تھے انکو اس آفت ناگہانی کی کیا
خبر تھی قزاقون نے آتے ہی گھیر لیا اور تلوار برسانا شروع کر دی آن واحد مین وہ بیچارے
کچھ قتل ہوئے کچھ بھاگ نکلے بہمن دزد جلدی سے خیمے کے اندر گھس گیا یہان کیا دیکھا کہ نہ
مال ہے نہ خزانہ ہے بلکہ اک شخص ہاتھون مین ہتکڑیان پاؤن مین بیڑیان گلے مین طوق پہنے بیٹھا ہے
اُسوقت بہمن دزد سمجھا کہ معلوم ہوتا ہے اس قیدی ہی کی حفاظت کا یہ سامان تھا - بہمن دزد
دل مین نہایت شرمندہ ہوا اور اسے یہ خیال پیدا ہوا کہ آیا ہون تو خالی کیا جاؤن - پس اسنے
ادھر اُدھر دیکھا اک مقام پر اسلحہ قرماسپ کے رکھے ہوئے تھے بہمن اُس طرف بڑھا اور ساطور
وغیرہ قرماسپ کا لینے لگا قرماسپ نے کہا کہ اے دزد مکار دولتمندون کو لوٹ کہ تیرا بھلا بھی ہو
سپاہیون کے ہتھیار لینے سے کیا فائدہ - بہمن دزد نے کہا کہ ہم لوگ جدھر آ پڑتے ہین
پھر خالی نہین پلٹتے اگر کچھ نہو تو مٹھی مٹھی خاک ہی اُٹھا لیتے ہین کہ خالی نہ پھرین تو یہ کی حالت مین ہے

اب یہ چیزیں تیرے کس کام کی ہیں قرماسیب نے کہا میرے کام کی نہیں تو تیرے بھی کام کی نہیں ہیں اسلیے کہ یہ اسلحہ نہایت بھاری ہیں تو انھیں اپنے تن پر آراستہ کرکے لڑنے کے قابل بھی نہ رہیگا بہمن دزد نے کہا کہ کچھ ہو میں ان اسلحہ کو ضرور لونگا۔ بس یہ سنکر قرماسیب کو غصہ آگیا اور کہا تو عجب طرح کا نامرد ہے کہ تیرا کی اسلحہ لینا چاہتا ہے یہ چیزیں لڑکر لیجاتی ہیں اگر میں قید نہوتا اور تو مجھے زیر کرلیتا تو اسکا لینا تجھے زیبا تھا یوں لیا تو کیا۔ بہمن دزد نے کہا کہ قید ہونے پر بھی زبان کی تیزی نہ گئی چپکا بیٹھا رہ تیری شاتبین نہ اینچ۔ بس یہ سنتے ہی قرماسیب کا چہرہ سرخ ہوگیا اور اُسنے غصہ میں قید توڑ ڈالی اور بہمن دزد کی طرف چلا۔ بہمن دزد نے تلوار ماری قرماسیب نے ہاتھ کلائی پر ڈال دیا۔ بہمن نے چاہا کہ ہاتھ چھڑا لوں لیکن ممکن نہوا بس یہ بھی لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی۔ کبھی یہ اُسے کھینچ لاتا ہے اور کبھی وہ اسے کھینچ لاتا ہے زور ہو رہے ہیں کلے چل رہے ہیں۔ بہمن کو جو قرماسیب کی قوت کا اندازہ ہوا دل میں کہا کہ میں اسے ایسا نہ سمجھتا تھا ورنہ ہرگز نہ اُلجھتا۔ اسلیے کہ جب قرماسیب بہمن کو پکڑ لاتا تھا تو نکلنا دشوار ہوجاتا تھا اور جب بہمن دزد قرماسیب کو پکڑ لاتا تھا تو وہ آسانی سے نکل جاتا تھا یہاں تو یہ کیفیت ہے اور بیرون قلعہ قزاقوں سے اور اہل لشکر رفیع البخت سے تلوار چل رہی ہے خون برس رہا ہے جو لوگ محافظ قید کے تھے وہ یورش کرکرکے آتے تھے کہ ایسا نہو کہ یہ دزد قیدی کو مار ڈالیں تو ہمپر سخت الزام آئیگا۔ ادھر قزاق جان لڑا رہے ہیں کہ ایسا نہو ہمارا مالک گرفتار ہوجائے خوب گھمسان کی تلوار چل رہی ہے زمین پر خون برس رہا ہے ہر طرف تلواریں لاکھوں ہیں سپروں کی سیاہی بادل کیطرح چھائی ہوئی ہے اس نوبت کی خبر تہمتن گرد کو ہوئی کہ کوئی قزاق آیا ہے وہ قیدی کے خیمہ میں گھس گیا ہے لازموں سے اُسکے اور محافظان خیمہ سے تلوار چل رہی ہے بس یہ سنتے ہی تہمتن گرد کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر یہ دزد قرماسیب کا دوست ہے اور ملکر ہاں نکل آیا ہے تو اسکو بھی گرفتار کرنا چاہیے کہ شاہزادہ رفیع البخت میرے ہی بھروسے پر مال و اسباب اور یہ قیدی یہاں چھوڑ گئے ہیں اگر قرماسیب رہا ہوکر نکل گیا تو شاہزادہ مجھسے سخت ناراض ہوگا اور اگر اس دزد نے قیدی کو مار ڈالا تو بھی بدنامی میرے سر آئیگی بس یہ سوچ کے اور جلدی سے مرکب پر سوار ہوکر خیمہ دوڑا۔ عقب میں تہمتن گرد کے بہت سے سواروں نے گھوڑے ڈال دیے جسنے دیکھا کہ تہمتن گرد مقابلہ حریف کو جاتا ہے وہ ساتھ ہولیا۔ خیمہ کے قریب تک پہونچتے پہونچتے کئی ہزار آدمی ہوگئے۔ بس تہمتن گرد نے جو دیکھا کہ قزاق صفیں باندھے ہوئے خیمہ کو روکے ہوئے لڑ رہے ہیں تو اسنے تلوار میان سے لی اور نعرہ کرکے تلواریں مارتا ہوا چلا جو قزاق سامنے آیا اسکو تلوار ماری کوئی کمر پر سے دو ٹکڑے ہوکے گرا کسی کے مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے جتنے عرصہ میں اور کوئی سد راہ ہوئے کو بڑھے تہمتن اور آگے بڑھ گیا۔ جب دیکھا قزاقوں نے کہ یہ کسی کے روکے نہیں رکتا جو سامنے ہوئے جاتا ہے مارا جاتا ہے تو انھوں نے مارے خوف کے خود راہ دیدی بس تہمتن گرد خیمہ میں مع مرکب چلا آیا یہاں دیکھا کہ قرماسیب کے ہاتھ پر اک شخص بلند ہے اور امان امان کہہ رہا ہے اور قرماسیب اُسکو کلمہ تلقین کررہا ہے ہنکر یاں بیڑیاں الگ ٹوٹی پڑی ہیں تہمتن گرد کو دیکھتے ہی قرماسیب نے بہمن دزد کو چھوڑ دیا اور آپ اپنی جائے اسیری پر جا بیٹھا اور تہمتن گرد سے کہا کہ آہنگروں کو بلا کر قید میں کیا

درست کرادو تہمتن گرد نے کہا اے برادر اب تمھارے قید رکھنے کی کچھ ضرورت نہین ہی معلوم
ہوگیا کہ تم خوف دنیا کی وجہ سے دین کو چھپاتے ہو ورنہ فی الحقیقت مسلمان ہوچکے ہو ورنہ دوسرے
کو کیون ہدایت اس دین مبین کی کرتے۔ قرماسیب نے کہا کہ چونکہ مین مسلمانون کا قیدی ہون
اسوجہ سے مین نے دین اسلام کی ہدایت کی ورنہ اسکے خلاف اپنے دین آبائی کی طرف راغب
کرتا۔ تہمتن گرد نے کہا کہ اے قرماسیب اس جہالت سے کیا فائدہ بس اب ان باتون کو چھوڑ دو
شاہزادہ رفیع البخت تمھارا ذکر اکثر فرماتے ہین اور کہتے ہین کہ اسکا دادا میرے دادا کا رفیق
تھا اگر یہ بھی میرا رفیق بنتا تو مین نہایت خوش ہوتا اور یہ بھی فرماتے تھے کہ ابتدا مین اسکا دادا
بھی دین کے قبول کرنے مین اسیطرح انکار کرتا تھا پھر بشکل مسلمان ہوا تھا شاید یہ بھی چند دن کے
بعد اس دین مبین کو اختیار کرلے یہ اپنے آبائی طریقہ پر جاتا ہی قرماسیب نے کہا کہ اے تہمتن گرد
میری خوشی اسیمین ہی کہ تم مجھے اسی طرح سے قیدی بناکر بٹھادو مجھے قید کے توڑنے کی از حد
شرمندگی ہے مگر مجبور تھا بغیر قید توڑے چارا ہی نہ تھا کہ حریف سر پر آگیا تھا یہان تو یہ بحث
ہورہی ہی بہمن دزد چور بنا کھڑا ہی۔ باہر اہل لشکر نے تمام قزاقون کو پکڑ لیا کچھ بھاگ گئے اور
کچھ مارے گئے شدہ شدہ یہ خبر شاہزادہ رفیع البخت کو پہونچی کہ کسی قزاق نے روز خون
مارا ہی یہ شکار سے واپس ہوہی چلے تھے قریب لشکر کے پہونچ گئے تھے کہ یہ خبر وحشت اثر سنی
انھون نے بھی گھوڑا ڈال دیا اور جلد جلد قدم اٹھاتے چلے ساتھ تمام افسران فوج اور خود
شاہزادہ نورالدہر بھی تھے یہان اسوقت پہونچے کہ لڑائی کا خاتمہ ہوچکا تھا۔ تہمتن گرد اور
قرماسیب مین بحث ہورہی تھی۔ رفیع البخت نے اندر خیمہ کے پہونچتے ہی پوچھا کہ یہ کیا
معاملہ ہی تہمتن گرد نے اپنا چشم دید واقعہ بیان کیا۔ قرماسیب نے پھر دین اسلام سے انکار
کیا اور کہا کہ یون مین حاضر ہون اپنے خادمون مین مجھے شمار کیجیے لیکن مذہب کے اختیار کرنے
مین لوگ ضرور کہینگے کہ قرماسیب نے جان کے خوف سے ایمان بدل ڈالا حالانکہ یہ مین کہہ چکا ہون
کہ یہی دین برحق ہی مگر اختیار نکرونگا مجھے بدنام ہوکر جینا منظور نہین ہی یہ سنکر شاہزادہ رفیع البخت
نے بہمن دزد کی طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ تو سارا واقعہ بیان کر بہمن دزد نے عرض کی کہ
بیشک جب مین انکا اسلحہ لینے کی غرض سے بڑھا تو انھون نے منع کیا تھا مگر مین نے نہ مانا
اسوقت انھون نے غصہ مین آکر قید توڑ ڈالی اور گھڑی بھر کی کشتی مین مجھے اٹھا لیا اور
جب مین نے امان مانگی تو شرط دین اسلام قبول کرنے کی پیش کی مین نے قبول کیا اتنے مین
یہ جوان یعنی تہمتن گرد آگیا اسکو دیکھ کر انھون نے پھر قید ہونے کی خواہش ظاہر کی اور دین
تمام اسلام سے انکار کرتے ہین۔ مین اس حیرت مین ہون کہ جو مجھے مسلمان کرنے پر آمادہ تھا
اب وہ خود اس دین مبین سے انکار کیون کرتا ہی۔ رفیع البخت یہ روداد سنکر نہایت خوش
ہوئے اور فرمایا کہ الحمد للہ کہ مراد میری بر آئی۔ طہماسیب بھی اسیطرح زیر ہوکر دادا صاحب کا
رفیق بنا تھا اور قرماسیب کی طرف دیکھکر ارشاد فرمایا کہ اے قرماسیب اگر تم ظاہر بظاہر دین
اسلام نہ قبول کروگے تو کوئی مسلمان تمھارے ساتھ اکل و شرب نکریگا اور نہ مین ہی رفاقت
مین تمکو رکھ سکتا ہون اور نہ قید ہی مین رکھ سکتا ہون اسلیے کہ یہ معلوم ہوگیا کہ باطنا تم مسلمان
ضرور ہوچکے ہو۔ اور مسلمان کو قید رکھنا گناہ ہی لہذا اب یا تو ظاہر بظاہر دین اسلام اختیار کرو

یا میرے لشکر سے نکل جاؤ۔ یہ سنکر قرماسپ نے گردن نیچی کرلی اور آنکھون سے قرماسپ کی آنسو جاری ہوگئے اور رفیع البخت سے دست بستہ عرض کی کہ غلام کو قدمون سے جدا نہ کیجیے مین ابھی مسلمان ہوتا ہون۔ یہ کہکر کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا۔ بدیع الملک نے قرماسپ کو گلے سے لگایا بہمن دزد بھی مسلمان ہوا اور قلعہ مین جاکر اپنی تمام فوج کو مسلمان کیا۔ رفیع البخت کو اپنے قلعہ مین لایا بڑی دھوم سے دعوت کی۔ رفیع البخت نے پیشہ قزاقی کے ترک کرنے کی فہمائش کی۔ بہمن دزد نے قبول کیا۔ تین روز رفیع البخت نے اس مقام پر قیام کیا بہمن دزد کے مہمان رہے چوتھے روز تہمتن گرد سے فرمایا کہ تم پیش خیمہ ہمارا طرف نہ طاق کے لیکر چلو ہم بھی آتے ہین۔ یہ سنکر اسی وقت تیاری ہونے لگی اور پیش خیمہ لیکر تہمتن گرد روانہ ہوا۔ بعد اسکے شاہزادہ رفیع البخت وجملہ رفقا کوچ کرکے طرف طلسم نہ طاق کے روانہ ہوے بہمن دزد بھی انکے ساتھ ہولیا۔ اب انکو تو مصروف رہروی رکھا جاتا ہی دیکھیے یہ کب پہونچتے ہین لیکن اول

چند کلمے داستان فیروزی نشان صاحبقران دوران شاہزادہ بدیع الملک نوجوان و برجیس آفتاب پرست کے بیان کیے جاتے ہین۔ غزل برآغاز داستان۔

ہزارون بار تم تو کر چلے ہو امتحان میرا — کیا کیون چاک سینہ دل تھا پہلو مین نہان میرا
فلک تیرا اسطرح تھا جیسے قلب ناتوان میرا — فشار قبر سے جو بچ رہا تھا استخوان میرا
ترقی پر شب ماتم یہ تھا سوز نہان میرا — بجھا دیتا تھا شمعین جلکے اک اک استخوان میرا
نہ کم کم چاندنی اب ہو ستارے ہین نہ رونق کی — سحر کے ہوتے ہی بدلا ہوا ہے کچھ مکان میرا
اٹھائین دست نازک سے وہ خنجر ذبح ہوتا ہو — مین گرکیون امتحان انکا وہ کرلین امتحان میرا
خدا محفوظ رکھے سیکڑون دسواس آتے ہین — نہ ہنس ہنس کر وہ دیکھین زخم قلب خونچکان میرا
فشار ایسے قبر دیتی ہی تو دل رکھنے کو یہ کہدے — گلے اک عمر کے بعد اب ملا ہی مہربان میرا
ستارے جھلملاتے ہین تو شمعین بجھتی جاتی ہین — سحر کے پہلے گھر جانے کو ہی کیا مہمان میرا
لحد پر پاؤن سے لکھنے کا کوئی انداز ہے یہ بھی — دبا جاتا ہی تربت مین تو قلب ناتوان میرا
در جانان پر آکر حسرتین بھی مر گئین دل بھی — پہونچکر آج منزل پر لٹا ہی کاروان میرا
چراغ عالم افروز جوانی بجھ گیا شاید — لحد سے کم نہین تیرہ ہی کچھ ایسا مکان میرا
کہین ایسا نہو مر جاؤن مین حسرت ہی حسرت مین — جو لینا ہو تو لے لو سب سے پہلے امتحان میرا
مرا دل حسرتون کو چھوڑ کر رخصت ہوا مجھ سے — کدھر کا رخ کیے ہی یوسف بے کاروان میرا
تڑپ کر برق گرنے کی ادا خود مجھسے کہتی تھی — دھوان اٹھنے سے پہلے جل چکا تھا آشیان میرا
لہو تھا خشک آتی دیر تک ہر ایک کے دل کا — لیے تھا ہاتھ مین جب تک وہ قلب خونچکان میرا
لہو ہو آبلے کا گرمجوشی مین قیامت تھا — لگی وان آگ جنگل مین قدم ہوتا جہان میرا
مرے لخت جگر بہنے سے سب آنکھون [illegible] — بنا رستہ ہی منزل نیا ہے کاروان میرا

گری بجلی تو میں نے آشیان کو یاس سے دیکھا	نہیں معلوم میں پہلے جلوں یا آشیان میرا
اُدھر پچھلے پہر کی چاندنی نے خود کفن پہنا	اِدھر رخصت ہوا گھر سے مرے وہ میہمان میرا
جو اسکے جا و بید دل مین چھپتے تھے وہ کام آئے	اُلجھکر رہگیا کانٹوں مین آخر آشیان میرا

راویان اخبار و ناقلان آثار اسطرح روایت کرتے ہین کہ دونون طرف طبل جنگ بج رہا ہے دونون لشکر انتظار صبح مین تیاریان کر رہے ہین اٹھارہ لاکھ کا لشکر برجلیس آفتاب پرست کے ساتھ ہی اور اتنی ہو بدیع الملک کی فوج بے شمار ہمراہ بادشاہ لشکر اسلام سے آملی ہی جسطرف نظر اُٹھاکر دیکھو سوائے فوج کے کچھ نظر نہین آتا اسوقت تک سرداران لشکر برجلیس آفتاب پرست کو مقابلہ کا اتفاق نہین پڑا ہی اسلیئے کہ گویا یہ لوگ آرایش کے طور پر ساتھ ہین ورنہ برجلیس آفتاب پرست تو خود ہی میدان مین آکر نقاب اُلٹتا ہی اور اثر سے غازۂ سحر کے لوگ اُسکے مطیع و فرمانبردار ہوجاتے ہین لڑنے بھڑنے کی ضرورت ہی نہین پڑتی لیکن اہل اسلام نے جو کیفیت مقابلہ برجلیس آفتاب پرست کی سنی ہی تو بہت ہی پریشان ہین آپس مین مشورے ہورہے ہین کہ یارو صورت نحس اس ملعون کی نہ دیکھو بلکہ جسوقت یہ میدان مین آکر زیب دے اور نقاب پر اپنے ہاتھ ڈالے اُس وقت جا پڑو اور تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالو جب اتنا بڑا لشکر جلیگا کوئی نہ کوئی تو ضرور ہی پہونچ جائیگا۔ اسمین جو لوگ حال آفتاب جادو سے آگاہ ہین وہ بیان کر رہے ہین کہ ایک بلا اُسکے ساتھ اور بھی ہی جس سے مفر مشکل ہی یعنی لاکار مین چھپا ہوا اک آفتاب ساتھ ساتھ ہی اگر ہم لوگ جان جوکھوں قریب برجلیس آفتاب پرست کے پہونچ بھی گئے تو وہ آفتاب ابر سے نکلکر جلادیگا۔ غرضکہ ان باتوں مین رنگ عالم دگرگون ہوا فوج انجم نے شکست کھائی ماہ عالمتاب کا چہرہ فق ہوا آمد خسرو خاور سے روے فلک پر زردی چھاگئی تیرگی شب کا فور ہونے لگی شمعین جھلملا جھلملا کر خاموش ہوگئین چراغ بھڑک بھڑک کر گل ہوگئے طلایہ کے سواروں نے گشت موقوف کی بہادروں نے بستر خواب کو چھوڑا۔ انگڑائیان لیکر اُٹھے حوائج ضروری سے فراغ حاصل کرکے رسم عبادت کو ادا کیا بعد اُسکے اسلحہ حرب تن پر آراستہ کرکے راہی میدان کارزار ہونے لگے دو گھڑی دن چڑھے دونون طرف کی فوجین میدان کارزار مین پہونچ گئین اور صف آرائی ہونے لگی اُسطرف برجلیس آفتاب پرست تخت جواہر نگار پر بیٹھا ہوا نقاب چہرہ پر اسکے پڑی ہوئی نمودار ہوا۔ اس طرف سے سواری بادشاہ لشکر اسلام اور امیر عالیمقام کی آئی۔ بعد آراستگی صفوف قتال و جدال دونون طرف سے بیلدار برق رفتار میدان مین آکر پستی و بلندی زمین کی درستی بصد تیز دستی کرنے لگے اور کام کو اپنے انجام دیکر میدان سے پھرے سقون نے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھالا میدان مثل آئینہ کے صاف و شفاف ہوگیا اب نقیبان خوش آواز سرودستانہ لیکر ہر ایک صف کے پاس آئے اور دردآمیز لہجہ مین اشعار عبرت آمیز پڑھ پڑھ کر سمان ناپائداری دنیا کا دکھانے لگے جس سے بہادروں کی رگوں مین خون شجاعت نے جوش مارا اور موت کا نقشہ پیش نظر ہوگیا بس اک مرتبہ برجلیس آفتاب پرست لے تخت اپنا آگے بڑھوایا اور سامنے لشکر بدیع الملک کے میدان مین آکر زیب دی کہ باخبر اے گروہ خدا پرستان یعنی بندگان گمراہان آگاہ و خبردار ہو جاؤ کہ آج تک سمجھنے بوجھنے کیا اُنکا انتقام تمسے نہ لیا جائیگا اسلیئے کہ تم اپنے خداوند کو پہچانتے نہ تھے

لو آج صورت اپنے خداوند کی دیکھ لو اور پہچان لو کہ تمھارا خداوند کیسا ہی۔ خداپرستون نے جواب
مین ان کلمات کے سخنان سخت زبان پر جاری کیے جس سے برجلیس آفتاب پرست کو غصہ آگیا
پس اسنے نقاب پر ہاتھ ڈالا اور بند نقاب کھولکر نقاب چہرہ سے اُلٹی اور آواز دی کہ
ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد کہ منم نائب خداوند آفتاب برجلیس آفتاب پرست پس
ادھر تو اسنے نقاب چہرہ سے اُلٹی اودھر اہل اسلام نے صورت نحس اسکی دیکھتے ہی قہقہہ مارا
برجلیس سمجھا کہ یہ لوگ خوش ہو رہے ہین کہ ہمنے خداوند کو دیکھا پس اسنے آواز دی کہ اے
بندگان گمراہ اب تو تم راہ پر آگئے ہوگے پھر کیون نہین خدمت خداوند مین حاضر ہوتے ہو شاہزادہ
بدیع الملک نے نعرہ کیا کہ او ملعون ایک غازہ سحر کے بھروسے پر خداوند بنے چلا تھا وہ قلعی
تیری کھل گئی۔ خضران نے جاکر رنگ غازہ کا مٹا دیا ادھر وہ لوگ جو دل سے برجلیس کے مطیع
نہوے تھے بلکہ صرف اثر غازہ سحر سے ایمان اُنکے برگشتہ ہوگئے تھے اب جو ملعون نے صورت
برجلیس کی دیکھی دل مین سوچے کہ ہم اسی ملعون کو اپنا خداوند سمجھتے تھے یہ تو ایک خر نا شخص ہی
وہ لوگ لشکر برجلیس سے علیحدہ ہوگئے۔ برجلیس آفتاب پرست حیران تھا کہ یہ کیا معاملہ
ہی۔ برق ثانی بھی برجلیس کو گالیان دیتا ہوا لشکر سے علیحدہ ہوا اور خدمت شاہزادہ بدیع الملک
مین چلا آیا۔ اِدھر اہل اسلام نے قہقہے مارنا شروع کیے اور عیاران لشکر اسلام نے تالیان بجانا
شروع کین۔ برجلیس آفتاب پرست نہایت خفیف ہوا وزیر برجلیس نے کہا کہ خاص ترازخ آپکا
مارا گیا خضران ہنسا کی شکل بنکر آیا اور منھ پر آپ کے ہاتھ پھیر کر اثر غازہ سحر کو باطل کر گیا
اب کچھ ہوتا نہین ہی سوا شرمندہ ہونے کے۔ یہ سنکر برجلیس نے تخت اپنا میدان سے ہٹوا لیا
اور عنقا سے دیو پیکر کی طرف دیکھ کر اشارہ کیا کہ جا میدان مین او ران خداپرستون سے اس
بے ادبی کا معاوضہ کر عنقا سے دیو پیکر میدان مین آیا اور نعرہ کیا کہ اے گروہ خداپرستان
ابھی تم غضب خداوند سے بیخبر ہو دیکھو معلوم ہوا جاتا ہی کہ خداوند مجبور نہین ہی جسکو تمنا ے
مرگ دامنگیر ہوے قضا ہو وہ میرے مقابلہ کو آئے پس یہ سنتا تھا کہ لشکر اسلام سے حسام گیسو دراز
نے پودا باگ کا لیا اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر مرکب سے کودا۔ پایہ تخت کو بوسہ دیکر
اجازت خواہ میدان مصاف ہوا۔ بادشاہ اسلام نے آفرین مرحمت پشت پر تھپکی دی اور فرمایا
کہ جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے حسام گیسو دراز نے سلام رخصت کیا اور دوبارہ پشت مرکب پر
بیٹھکر سامنے عنقا سے دیو پیکر کے آکر آواز دی کہ او بیحیا تجھے شرم نہین آتی کہ ابھی کل کی بات ہی
جو بہلول شیر دل نے تجھے دم بھر مین زیر کر لیا تھا اگر صاحبقران زمان رہا نہ کر دیتے تو مارا جاتا یا
قید مین پڑا ہوتا۔ لا حرب ابھا۔ معلوم ہوتا ہی کہ آج اجل تیری دامنگیر ہی۔ عنقا سے دیو پیکر نے کہا
وہ وقت اور تھا یہ وقت اور ہی یہ کہکر نیزہ سنبھالا اور سینہ حسام پر وار کیا۔ حسام گیسو دراز نے
نیزہ کو نیزہ پر گا تھا طعنین چلنے لگین کوئی دوبارہ طعنون کی نوبت آئی ہوگی کہ حسام نے نیزہ
عنقا سے دیو پیکر کے ہاتھ سے نکال دیا پس نیزہ کا نکلنا تھا کہ عنقا سے دیو پیکر نیزہ برابر آب
خجالت مین غرق ہوگیا۔ اہل اسلام نے قہقہہ مارا برجلیس آفتاب پرست کو دوہری ذلت
ہوئی۔ پس اس ملعون نے جانب آسمان دیکھکر آواز دی کہ یا خداوند آفتاب آپ بھی اپنے
بندگان خاص کی خبر نہین لیتے اور بندگان گمراہ پر اپنا غضب نہین نازل کرتے ادھر تو برجلیس نے

منھ سے یہ الفاظ نکلے اُدھر لکا ایر سر کا اور آفتاب پیدا ہوا۔ یہان عنقاے دیو پیکر نے تلوار
کھینچ لی اور حسام گیسو دراز پر وار کیا۔ حسام نے وار اسکا آسیب سپر رد کرکے چاہا تھا کہ مین
اپنا بھی وار کرون کہ ایک مرتبہ ایک برق کڑک کر آفتاب سے جدا ہوئی اور حسام پر گری کہ تمام جسم
مین آگ لگا دی اور حسام گیسو دراز مثل پتلا کاغذ کے جلکر خاک ہوگیا۔ یہ دیکھکر اہل اسلام
نہایت پریشان ہوے لیکن شاہزادہ بدیع الملک کو حسام کے اسطرح جلکر مرنے کا نہایت صدمہ ہوا
اور یہ خیال گزرا کہ ایسا نہو کہ اور کوئی نکلکر واسطے مقابلے کے جاوے۔ بس انھون نے آواز دی کہ
خبردار اب کوئی اسکے مقابلے کے واسطے نہ نکلے مجھسے یہ نہین دیکھا جاتا کہ میری آنکھون کے
سامنے میرے رفیق جل جل کر مرین اور قصد خود نکلنے کا کیا۔ بادشاہ لشکر اسلام نے تخت
اپنا زمین پر رکھوا دیا اور مرکب طلب کیا۔ یہ دیکھکر بدیع الملک قریب بادشاہ اسلام کے
آئے اور عرض کی کہ ظل اللہ کا کیا ارادہ ہے بادشاہ نے فرمایا کہ جسطرح آپ نے کل اہل لشکر
کو مقابلہ سے منع فرمایا ہے اسیطرح مین آپ کو منع کرتا ہون کہ میدان جنگ مین تشریف لیجایئے
جسطرح آپ سے اپنے رفیقون کا غم نہ اُٹھیگا اسیطرح مجھسے آپکا صدمہ نہ اُٹھیگا بہتر یہ ہے کہ
مین خود ہی جاکر مقابلہ کرون۔ بدیع الملک نے عرض کیا کہ آپ پشت پناہ اہل اسلام ہین
اگر ہم لوگون کے ہوتے میدان مین جائینگے تو زمانہ کیا کہیگا بادشاہ اسلام نے کہا کہ کچھ ہی کیون
نہو مین آپ کو ہرگز نہ جانے دونگا۔ یہان یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ قطب مسند نشین قریب آئے
اور کہا کہ آپ دونون صاحب تماشا دیکھیے مین جاتا ہون اور اس آفتاب کی قلعی دم کے دم مین
کھولے دیتا ہون۔ بدیع الملک اور بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ آفتاب سے تو باطنی مقابلہ ہے
ظاہر مین تو ایک پہلوان سے سامنا ہے آپ مرد حق شناس تارک دنیا نحیف و زار ہین پہلوان
سے کیونکر مقابلہ کیجیے گا۔ قطب نے ہنس کے کہا کہ آپ تماشا دیکھیے کہ کیا ہوتا ہے اگر خدا نے
مجھے آفتاب جادو سے مقابلہ کی قوت دی ہے تو پہلوان سے مقابلہ کرنے کی بھی طاقت
عنایت کی ہے۔ بدیع الملک نے خیال کیا کہ اب سوا اسکے چارہ بھی نہین ہے کہ یہی جائین کیونکہ
تمام اہل لشکر کو تو بدیع الملک روک چکے ہین اور بدیع الملک کو بادشاہ اسلام نے روک
لیا ہے اور وہ بادشاہ کو خود روکے ہوے ہین۔ غرضکہ قطب صاحب نے اپنے سجادہ کو اشارہ
کیا۔ سجادہ انکا اُڑتا ہوا میدان مین پہونچا ایک جانب جواہر جنی ایک طرف التماس جنی بیٹھے
ہوے تھے۔ فقیر جوڑا باندھے خنجر کی کرتے پہنے ہوے سجادہ پر تشریف فرمائے۔ یہ خبیث
آفتاب پرست حیران تھا کہ یہ کون شخص ہے اور کیا مقابلہ کریگا۔ جسوقت سجادہ قطب صاحب
کا اُڑتا ہوا سامنے عنقاے دیو پیکر کے پہونچا عنقاے دیو پیکر نے صورت قطب کی دیکھی
پکارا کہ تم کسطرح لڑوگے۔ قطب صاحب نے جواب دیا کہ تو وار اپنا کر عنقاے دیو پیکر
تلوار کھینچکر قطب کی طرف بڑھا۔ قطب نے جواہر جنی کی طرف ہاتھ اٹھایا اور آواز دی کہ لاؤ
جواہر جنی نے ایک شیشہ پر از آب پیش کیا۔ قطب نے ڈاٹ اُسکی کھولکر پانی چلو مین لیا
اور جیسے ہی عنقاے دیو پیکر قریب پہونچا قطب نے چھینٹا پانی کا مارا۔ پانی نے جسم پر پہنچتے
ہی آگ کا کام کیا۔ ہر قطرہ آب چنگاری بنگیا۔ چادر پانی کی چادر شعلہ ہو گئی تمام جسم مین
عنقاے دیو پیکر کے آگ لگ گئی اور مثل حسام گیسو دراز کے یہ بھی جلنے لگا۔ ہرچند اسنے

فریاد کی کہ یا آفتاب تابان مجھے بچائیے مگر ممکن نہوا دم بھر مین جلکر خاک ہوگیا - برجیس آفتاب پرست
یہ دیکھکر حیران ہوا اور اسنے جانب آسمان دیکھکر آواز دی کہ یا خداوند آفتاب اس درویش نے
بڑی گستاخیان کر رکھی ہین اگر آپ مین قدرت خداوندی ہی تو اسکو جلا دیجیے کہ اسنے میرا دل جلا
رکھا ہی - ادھر تو یہ کلمہ برجیس کی زبان سے نکلا اُدھر بالاے آسمان سے آفتاب جادو نے بھی
دیکھا کہ فقیر نے غضب کیا پورا پورا بدلہ لیا کہ جسطرح وہ خدا پرست جل کر خاک ہوا تھا اسیطرح اسنے
عقاب دیو پیکر کو بھی جلا دیا اور آخر خادم سحر کا تھنا بھی اسی کا فعل ہی بس دیکھا سب نے کہ
یکایک رنگ آفتاب کا سرخ ہوا اور آفتاب تھرتھرایا اور ایک کڑاکے کی صدا پیدا ہوئی اور آفتاب
شعلۂ جوالہ بنکر فقیر کی طرف چلا جیسے ہی قریب پہونچا اور قصد کیا کہ فقیر کو جلاکر خاک سیاہ کردے کہ
قطب سجادہ نشین نے کچھ پڑھکر سر ہلایا اور حق کا نعرہ مار کر جو تمبڑا اپنا کھول دیا - جو دیکھے کا
کھولنا تھا کہ اک لقہ دود سیاہ کا اُسمین سے نکلا اور بلند ہوکر اُس شعلۂ جوالہ سے لپٹ گیا -
دیکھنے والون نے کہا آفتاب کو گہن لگا ہی اب اُس دود سیاہ سے شاخین پیدا ہونے لگین
ور شکل مار سیاہ کے ان مارون نے چاہا کہ آفتاب کو لپیٹ لین - آفتاب نے چرخ مارنا شروع کیا
ساتھ آفتاب کے وہ دود سیاہ بھی چرخ مارنے لگا - آفتاب چاہتا ہی کہ اس دود سیاہ سے
بچکر نکل جاؤن اور دود سیاہ آفتاب کو گھیرے ہوے ہی اور مار سیاہ آفتاب کو لپٹے جاتے
ہین دیکھنے والے تعجب کر رہے ہین اور یہ مصرع پڑھ رہے ہین کہ ع - چشمۂ خورشید مین بھی
سانپ لہرانے لگے + بڑی دیر تک آفتاب چرخ مارا کیا آخرکار آفتاب تھک کر تھما اور دود
سیاہ نے بالکل اُسکو لپیٹ لیا تو اُس سیاہی سے آواز فریاد آنے لگی اور وہ سیاہی آفتاب
کو اسیر کیے ہوے قریب درویش کے آ گئی - قطب صاحب نے آواز دی کہ کیون اے آفتاب
جادو بس اسی بوتے پر دعوی خداوندی کا تھا تجھے شرم نہ آئی اپنے خالق حقیقی کو بھول گیا دیکھ
اُس معبود برحق کی پرستش کا یہ اثر ہی کہ تجھ ایسے ساحر مجھ فقیر کا کچھ نہین کر سکتے - یہ کہکر وہی
شیشہ آگے بڑھا دیا سیاہی آفتاب کو لیے ہوے وہان شیشہ کے ذریعہ سے اندر شیشہ
کے داخل ہوگئی - آفتاب جادو تو اک ماہی سرخ بنکر اُس پانی مین تیرنے لگا اور سیاہی جو
دھوان بنکر شیشہ سے نکل گئی - اب درویش نے آواز دی کہ اے آفتاب جادو شناخت
صانع حقیقی کے بارے مین کیا کہتا ہی - اندر سے شیشہ کے آواز آئی کہ مین نے خوب پہچان لیا
کہ مین ہی اپنا اور تیرا دونون کا خداوند ہون - مجھکو یہ گھمنڈ ہی کہ جس نے اسے قید کیا ہی نہین جانتا
کہ خداوند نے برن جلا ہی - بس یہ سنکر فقیر کو نہایت غصہ آیا اور کچھ پڑھکر دستک دی اُسیوقت
جانب صحرا سے اک طاؤس زرین بال پیدا ہوا اور سامنے قطب کے آکر بالاے ہوا قائم ہوا
کہ کسواسطے مجھکو یاد کیا ہی - درویش نے شیشہ سامنے طاؤس کے دے مارا شیشہ تو چور چور ہوگیا
پانی بہہ گیا اور مچھلی مثل ماہی بے آب کے تڑپنے لگی بس طاؤس نے مچھلی کو منقار سے اُٹھا کر
نگل لیا اور تال مارکے اڑتا ہوا جانب صحرا روانہ ہوگیا بس یہ دیکھتے ہی برجیس آفتاب پرست
کی آنکھون مین دنیا تیرہ و تار ہوگئی کہ اس فقیر نے چراغ خداوندی گل کر دیا - آفتاب جادو کو
مارا خادم سحر مٹا دیا بس لشکر کی طرف دیکھکر آواز دی کہ بہادرو اس درویش کو جانے نہ پائے -
یہ سنتے ہی اٹھارہ انیس لاکھ آدمی کا لشکر یورش کرکے فقیر کی طرف چلا ادھر بدیع الملک اور بادشاہ

لشکر اسلام نے بھی اپنی فوج کو اشارہ کیا کہ لیا ان کافروں کو یہ قطب صاحب سے بے ادبی
کرنے کا قصد رکھتے ہیں اور قطب صاحب کی عظمت کو نہیں پہچانتے کئی کرور کا لشکر ادھر سے
بھی یورش کرکے چلا ادھر قطب صاحب نے اپنے سجادہ کو اشارہ کیا کہ وہ بلند ہونے لگا اور اسقدر
بلند ہوا کہ تیر کی زد بھی جاتی رہی اور یہاں مومنین اور کافرین میں جنگ ہونے لگی دفعتاً ابروں
کی کالی گھٹائیں ہر طرف چھا گئیں کوندا برق شمشیر کا لپکنے لگا بارش خون ہونے لگی بازار موت گرم
ہوا۔ جنس جان کی ارزانی ہوئی امن وامان کی گرانی بلکہ جائے امن نایاب تھی۔ فوجوں کے
دونوں جانب سے ریلے تھے۔ پھڑکتے ہوئے کشتوں کو گھوڑے روندتے پھرتے تھے۔
کوتل گھوڑے کشتہ سواروں کے جو چراغ پا ہوکر پیادوں کی صف پر جا پڑتے تھے تو ہلچل مچ جاتی تھی
ہر طرف سے بگیر و بزن کی صدائیں بلند تھیں کسی طرف نیزوں کا نیستان نظر آرہا تھا کہیں
کمانوں کی کڑک اور تیروں کی بوچھار ہو رہی تھی بزدلے گوشہ چھپنے کا ڈھونڈھ رہے تھے بہتیرے
جاتے بچتے مگر نشانۂ تیر قضا ہو رہے تھے۔ عاملوں کو جلد کشتی فراموش تھی۔ زاغ اجل پر کھولے
ہوئے اڑتا پھرتا تھا کسی طرف تبرداروں کے غول کے غول نخل حیات انسانی کو قلم کر رہے
تھے۔ کہیں گرز بازی سے طبقہ زمین کانپ رہا تھا۔ گھوڑوں کی ٹاپوں سے زمین تھرا رہی تھی
کاسہائے سر چور چور نظر آتے تھے کہیں شمشیر جانستان سے رشتۂ حیات قلم ہو رہے تھے
اک شور قیامت انگیز برپا تھا۔ تمام سبزہ صحرا کا لالہ رنگ ہو رہا تھا زمین پر بھی شفق پھولی تھی آسمان
سے خون برس رہا تھا۔ مرکبوں کے گھٹنوں تک غرق زمین تھے۔ خون کا سیلاب آیا ہوا تھا
بازو زرہ پوشوں کے اسطرح پھڑک رہے تھے جیسے ماہی اسیر دام ہوکر تڑپتی ہے سیریں شل مچھلیوں
کے تیرتی پھرتی تھیں نہنگ اجل اس دریائے خون رواں میں روحوں کو نگلتا پھرتا تھا۔ اک
عجب ہنگامہ برپا تھا۔ ہر جیس آذاب پرست پکار پکار کہہ رہا تھا کہ ہاں یاروان بے ادبوں کو
جانے نہ پائیں۔ بدیع الملک علمدار لشکر کی طرف بڑھتے چلے جاتے تھے اور سرداران لشکر اسلام
نے بھی قیامت برپا کر رکھی تھی کہ ہر طرف کشتوں کے پشتے اور لاشوں کے انبار لگا دیے تھے۔
اب سرداران لشکر تو صفوں توڑتے ہوئے آگے بڑھ آئے ہیں اور سپاہ سپاہ سے لڑ رہی
ہے یہاں تک کہ عین گرمی جنگ میں بدیع الملک سے اور ارجاس کوہ پیکر سے سامنا ہوا ارجاس
کوہ پیکر بدیع الملک کو دیکھکر پکارا کہ مجھے تجھ سے مقابلہ کا اشتیاق تھا مگر ہمارا خداوند اپنے
بندوں کو ہمیشہ پناہ میں لیے رہا کبھی لڑنے ہی نہ دیا ورنہ تم لوگ اسقدر گستاخ ہونے پاتے
ایک میں تم مسلمانوں کے واسطے کافی ووافی تھا۔ لا حربہ اپنا دیکھوں تو کہ تو کیسا صاحبقران ہے
بدیع الملک نے فرمایا کہ او ملعون میں نے تجھ ایسے بہت سے پہاڑ ڈھا دیے ہیں تیری کیا
حقیقت ہے مگر مجبوری یہ ہے کہ ہم لوگوں میں پیشدستی کی عادت نہیں ہے تو پہلے اپنا وار کرلے جب
طمانچہ تیرے حربہ سے بچ جائیگا تو دیکھا جائیگا۔ یہ سنکر ارجاس کوہ پیکر نے نیزہ مارا۔ بدیع الملک
نے نیزہ اسکا قلم کیا بس ارجاس کوہ پیکر نے غصہ میں آکر تلوار ماری جو بدیع الملک نے کلائی
پکڑ لی اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر جو نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کر زور کیا ارجاس کو
مثل برگ درخت کے ہاتھ پر بلند کرکے اچھالدیا۔ ایک ہی وار ارجاس کوہ پیکر ایسا بلند ہو گیا کہ تمام
اہل لشکر کو نظر آنے لگا گرتے وقت صاحبقران نے تلوار مار کر دو رنگ ہوائی کی اور اسی جوش میں

پکار اُٹھے کہ ایہا الناس دیکھتے تھے کہ مین نے خدا کے فضل و کرم سے ایک روز مین اٹھارہ لاکھ لشکر کو تہ و بالا کر دیا اور سارا سامان خداوندی اُس کا فریبے دین کا مٹا دیا۔ اس اس طرح کے مقابلے صاحبقران اول و امیر ثانی کے زمانے مین بھی نہ ہوے تھے۔ بس یہ کلمہ اُنکی زبان سے نکلتا تھا کہ جانب صحرا سے تتق گرد شفق گون بلند ہوا کہ تمام صحرا زمین سے آسمان تک سرخ نظر آنے لگا لوگ یہ سمجھے کہ سرخ آندھی آئی ہی سب دیکھنے لگے کہ یہ کیا آفت آئی ہی کہ یکایک ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو وہ ان گرد شگافتہ ہوا دل گردے کئی سو علم نشان کئی لاکھ سوار کا پیدا ہوے پھریرے علمون کے سُرخ رنگ تھے اور انپر بخط سپید تعریف الٰہی اور نعت رسالت پناہی مرقوم تھی بعد اُسکے آگے آگے تین نقابدار سبز پوش پیدا ہوے پشت پر اُنکے اسی بیاسی سرداران سرخپوش اور اُنکے عقب مین کئی لاکھ سوار و پیدل یہ بھی سب کے سب سرخپوش تمام صحرا مین آگ لگ گئی سمون سے مرکبون کے رن بولنے لگا۔ پر جلیس آفتاب پرست کا رنگ زرد ہو گیا کہ یہ آفت اور آگئی بقول شخصے کہ سع ایک آفت نہ ٹلی دوسری آفت آئی ٭ یہ سرخپوش بھی آئے تو حریفون ہی کے طرفدار نکلے اُدھر نقابدارون کا شان و وقار دیکھکر اہل اسلام بھی متحیر تھے کہ یہ کون ہین اور کہان سے آئے ہین نقابدارون نے آتے آتے ہی پہلے تو ایک مقام پر ٹھہر کر لشکر کو قائم کیا بعد اُسکے نقابداران یاقوت پوش مین سے نقابدار خرد نے اپنے علمدار لشکر کی طرف دیکھا کہ اُسنے علم کو جلوہ دیا اور عکس علم کا علمہاے لشکر کفار پر ڈالا بس جسقدر علم لشکر کفار کے تھے سب مین آگ لگ گئی اور جلنے لگے دم بھر مین تمام نشان جل گئے نشان بردار خالی ہاتھ کف افسوس ملکر رہ گئے ناظرین کو خیال ہوگا کہ دفتر آفتاب شجاعت مین ذکر اس نقابدار کا آچکا ہی یہ وہی نقابدار ہی جو پردہ قاف سے آیا ہی اور جسنے راستہ طلسم گنجورہ کا صاف کیا تھا اور مدد درویش سے شعلہ لعل سرخ بنگیا تھا۔ پہلے اس نقابدار نے اُس لعل کو اپنے تاج مین نصب کیا تھا کہ جس تاجدار سے سامنا ہو تاج اُسکا جل جاے مگر پھر کچھ سوچ کر اپنے علم کے پرچم مین آویزان کر دیا کہ اسکے عکس سے لشکر حریف کے علم کو جلاؤنگا انمین دو نقابدار کلان ہین ایک خرد ہی اور ایک نقابدار باغ بیابان خزان بہار کے مرحلے سے جدا ہو گیا تھا نقابدار سبز پوش بنا ہوا تنہا آرہا ہی دیکھیے وہ کب پہونچتا ہی۔ الحاصل اب نقابدار نے علمدار سے اشارہ کیا کہ لشکر بدیع الملک کے علمون کو بھی جلا دے دونون نقابدارون نے منع کیا کہ ایسا نکرو اسلیے کہ علم اژدہا پیکر نشان امیر اول کی ہی اسکا جلانا اچھا نہین علاوہ اسکے یہ یادگار حکیم بزرجمہر کی ہی اور شباب کی رفعت کا نمونہ ہی ایسا نہو کہ خفت حاصل ہو مگر نقابدار خرد نے نمانا اور اپنے نشان بردار سے کہا کہ تو اپنا کام کر۔ بس اُسنے پھر علم کو جلوہ دیکر عکس اُسکا علم اژدہا پیکر پر ڈالا شعلہ لپک کر چلا یہ علم اس ترکیب کا بنا ہوا ہی کہ پھریرے مین اسکے جابجا بہتسے شگاف ہین جسوقت ہوا بھر کر اُن خلکون مین سے نکلتی ہی تو آواز یا صاحبقران پیدا ہوتی ہی اور علم مین بھی کلنگ کی شکل بنی ہوئی ہی بس جیسے ہی وہ شعلہ جھپٹ کر اس علم پر آیا اس علم بردار نے اس ترکیب سے اُس شعلے کو اپنے علم پر روکا کہ شعلہ دہن نہنگ مین آگیا اور گل ہو کے رہ گیا نقابدار یاقوت پوش کو یہ خفت حاصل ہوئی اسی شرمندگی مین لشکر پر جلیس آفتاب پرست پر گھوڑا ڈالدیا ساتھ ہی نقابدار خرد کے دونون نقابدار کلان بھی چپ چل کھڑے ہوے اور اُنکے عقب مین تمام لشکر نقابدار دوڑا

چلا یہ معلوم ہوا کہ آتش قہر الٰہی اُس گروہ کفار کے جلانے کو بڑھی اول نقابدار خود مثل پرکالۂ آتش
کے آکر گرا اور تلوار برسانا شروع کی۔ خضران دل میں کہہ رہا تھا کہ آج بدیع الملک کی زبان سے
ایسا کلمہ نکلا ہے جس سے بوے غرور آتی ہے خدا خاتمہ اس جنگ کا بخیر کرے۔ اُدھر نقابدار نے
آتے ہی قیامت برپا کر دی لشکر کفار کو اُلٹ پلٹ کر دیا اور نقابدار خود صفوں کو توڑتا پروں کو
مسمار کرتا ہوا مثل تیر شہاب کے چلا۔ کبھی اس مقام پر نظر آیا کبھی اُس جگہ دکھائی دیا۔ ایک
پرکالہ آتش تھا کہ یہاں چمکا اور وہاں لپکا اس صف میں ڈوبا اُس صف سے نکلا اگر بدیع الملک
اور سرداران بدیع الملک ایک صف کو توڑتے ہیں تو نقابدار تین تین چار چار صفوں کو توڑتا
پروں کو مسمار کرتا چلا جاتا ہے۔ برجیس آفتاب پرست نے بھی یہ آمد نقابدار یاقوت پوش
کی دیکھکر اپنے ملازموں کو آواز دی کہ یارو اس سرکش کو دیکھو یہ میری طرف بڑھ رہا ہے یہ
لشکر کے پرے کے پرے آکر سد راہ ہوگئے یہاں سے وہاں تک آہنی دیواریں کھڑی ہوگئیں
اب جو نقابدار یاقوت پوش نے اپنے مرکب کو زانو میں مسلا اور اُس فوج میں ڈوبا تو برابر
علمدار لشکر کے نمودار ہوا ادھر علمدار لشکر بجلے ہوے نشان کا خالی بانس ہاتھ میں لیے ہوئے
تھا کہ نقابدار یاقوت پوش نے ڈپٹا اُسنے تلوار ماری۔ نقابدار نے وار اُسکا رد کر کے جو ہاتھ
تیغۂ آبدار کا مارا تو علمدار کو مع علم قلم کیا اور نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر پھر اُس دریاے
لشکر میں غرق ہوگیا دیکھا بدیع الملک نے کہ نقابدار نے کس شد و مد کے ساتھ علمدار کو مار کر
اور اب یہ برجیس آفتاب پرست کی فکر میں ہوگا۔ بس انھوں نے بھی علمدار میسرہ لشکر کو مار کر
برجیس آفتاب پرست کی طرف رخ کیا۔ نقابدار تو گھات سے لڑ رہا تھا ایک کو مارا دوسرے
کو ٹھوکر سے پرے کے ہٹا دیا کسیکو تلوار چمکا کر دھمکایا وہ رکا اور یہ اور آگے بڑھ گیا شاہزادہ
بدیع الملک سرگرم لڑتے ہوئے جا رہے تھے یہ ہنوز تخت برجیس سے دور تھے کہ نقابدار
یاقوت پوش قریب تخت پہونچکر نمودار ہوا اور نعرہ کیا کہ او ملعون لا حرب اپنا برجیس آفتاب پرست
نے کہا او بندے بے ادب کیا کرتا ہے خداوند سے اپنے یہ بے ادبی نقابدار نے کہا کہ او ملعون
کب چھوڑتا ہوں تجھکو۔ برجیس نے تلوار ماری نقابدار نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا مروڑ کر ہاتھ
تلوار چھین کے پھینک دی اور بایاں ہاتھ بڑھا کر کمر زنجیر کا بند پکڑ کر جو زور کیا برجیس کو بجاے
سپر ہاتھ پر بلند کر لیا اور تکبیر کا نعرہ کیا۔ آواز نعرہ نقابدار سنکر جو بدیع الملک نے دیکھا تو برجیس
کو ہاتھ پر نقابدار کے بلند پایا بس سارا ولولہ بدیع الملک کا پست ہوگیا۔ اُدھر نقابدار نے
لشکر کفار کو قتل کرنا شروع کیا۔ جسنے تلوار اُٹھائی نقابدار نے برجیس کو آگے کر دیا اُسنے ہاتھ روکا
کہ اپنے مالک پر تلوار کیونکر لگاؤں۔ نقابدار نے اپنا وار کر کے اُسکا خاتمہ کر دیا۔ اب لشکر نقابدار بھی
آپڑا ہے خوب گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے لشکر کفار پر دو طرف سے دباؤ پڑا ہے تو قدم پیچھے ہٹتے
جاتے ہیں اہل اسلام لشکر کو دباتے ہوئے اور پسپا کرتے ہوئے پڑاؤ تک آگئے ہیں وزیر برجیس
نے دیکھا کہ آفتاب جادو مارا گیا برجیس اسیر ہوگیا اب سبھی قتل چاہتے ہیں اگر تھوڑی دیر اور
یہ خدا پرست سرگرم جنگ رہے تو آج ہی شکست فاش ہو جائیگی بس اُسنے طبل امان بجوا دیا
شاہزادہ بدیع الملک نے تلوار روکی تمام خدا پرستوں نے قتل کفار سے ہاتھ کھینچا اور دونوں
لشکر علحدہ ہوگئے اُدھر نقابدار برجیس آفتاب پرست کو اسی طرح ہاتھ پر بلند کیے ہوئے پھرا اُدھر

بدیع الملک نہایت غمگین و افسوس کنان پلٹے بختران نے دل میں کہا کہ یہ اُسی کلمۂ غرور کا نتیجہ ہے جو بدیع الملک کی زبان سے نکلا تھا ورنہ کیا ممکن تھا کہ سامنے صاحبقران دوران کے اک نقابدار بازی لیجائے بدیع الملک کو رنجیدہ دیکھکر قطب سجادہ نشین قریب آگئے اور کہا کہ اب جنگ سر ہوگئی یہ خوشی کا مقام ہے نہ کہ رنج کا لیکن میں آپکو پژمردہ پاتا ہوں اسکا کیا سبب ہے بدیع الملک نے کہا کہ اسمیں شک نہیں کہ فضل خدا آپکی توجہ کے ساتھ مبذول ہوا کہ جنگ فتح ہوئی لیکن انجام میں اس نقابدار کی شرکت سے بڑی بدمزگی ہوئی یہ تو مثل ہوگئی کہ دُکھ سہیں بی فاختہ اور کوے میوے کھائیں۔ ساری مشکلیں تو ہمنے اور ہمارے دوستوں نے جھیلیں اور آخر میں یہ نقابدار آیا اور مالک لشکر کو گرفتار کیے ہوے چلا گیا۔ یہ سُنکر قطب سجادہ نشین خاموش ہو رہے۔ بدیع الملک وہاں سے پھر کر داخل بارگاہ سلیمانی ہوے تمام سرداران نامی وگرامی آ آکر اپنے دنگل پر متمکن ہوے سپاہیوں نے ہتیار اوپر پہونچکر کمر کھولی۔ ذکر جرأت و دلاوری نقابدار کا ہونے لگا۔ مملوک بن مالک اور مالک ثانی اور ہاشم بختران اور علقمہ بن جمہور وغیرہ تمام سرداران دست چپ ذکر نقابدار کا کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اس نقابدار نے شان علمشاہ رومی کی دکھادی۔ بدیع الملک کو یہ باتیں تلخ معلوم ہو رہی تھیں مگر خاموش بیٹھے ہوے تھے۔ یہاں کا تو یہ رنگ ہے اب اُدھر کی کیفیت سنیے کہ نقابدار یاقوت پوش بھی اپنے لشکر سمیت پلٹ کر قریب بارگاہ پہونچا۔ بارگاہ یاقوت نگار اسکی برپا ہو گئی تھی نقابدار نے اپنے عیار کی طرف دیکھ کر برجیس کو زمین پر پھینک دیا اور کہا کہ باندھ لے مشکیں اس کافر بدکیش کی جیسے ہی برجیس زمین پر گرا عیار نے جلدی سے کمند تاری کی یہ کھیاکنے کا قصد کرے لیکن اب جو نظر پڑتی ہے تو اندر کمند کے آدمی کے بدلے کتا نظر آیا اور زمین پر گرنے سے چوٹ جو لگی تو اسنے چیخنا شروع کر دیا بوں بوں کی صدا بلند ہوئی عیار نے نقابدار کی طرف دیکھکر عرض کی کہ عجیب واقعہ ہے جو کبھی نہ پیش آیا تھا۔ جبتک یہ آپ کے ہاتھ پر بلند رہا اسوقت تک تو آدمی تھا اب کتا معلوم ہوتا ہے یہ میری نظر کی غلطی ہے یا فی الحقیقت ایسا ہی ہے۔ نقابدار نے جو خیال کیا تو واقعی میں آدمی نہیں بلکہ کتا معلوم ہوتا ہے۔ دونوں نقابدار کلان بھی قریب آگئے اُنھوں نے کہا کہ یہ ساحر ہو تو عجب نہیں اسنے سحر سے اپنی ہیئت تبدیل کی ہے ایسا نہ ہو کمند توڑ کے نکل جاے اسے جلد قتل کر یہ سُنتے ہی عیار نقابدار نے تیغ کمر سے کھینچکر مارا کہ ٹکڑے کے دو ٹکڑے ہوے۔ کتا تڑپ کر ہلاک ہو گیا اور ہیئت نہ بدلی۔ عیار نقابدار نے کہا کہ اے شہریار یہ تو کتے کا کتا ہی رہا اگر ساحر ہوتا تو مرنے کے وقت کچھ علامات سحر ظاہر ہوتے اور بعد مرنے کے یہ ہیئت اصلی پر آجاتا۔ نقابدار نے کہا کہ خیر کیا واقعہ ہے عیار نے عرض کی کہ عقل نہیں کام کرتی نقابدار نے دونوں نقابداران بزرگ سے پوچھا کہ میں نے کتا پکڑا تھا یا برجیس آفتاب پرست کو اسیر کیا تھا۔ اُنھوں نے فرمایا کہ تمنے تمام عالم کے سامنے برجیس آفتاب پرست کو اسیر کیا اور یہاں تک ہاتھ پر بلند کیے ہوے لاے بلکہ بدیع الملک یہ شان و شوکت تمھاری دیکھکر منفعل ہوگئے تھے اسمیں کچھ اسرار ضرور ہے جو سمجھ میں نہیں آتا۔ نقابدار نے ہرکاروں کو طلب کیا اور کچھ ہرکارے طرف لشکر برجیس آفتاب پرست کے روانہ کیے اور کچھ ہرکارے لشکر اسلام کی طرف بھیجے کہ جاکر حال دریافت کرو اگر برجیس اپنے لشکر میں ہو تو بارگاہ میں گھس کے پکڑ لاؤ اور اگر لشکر اسلام میں ہو تو چھین لاؤ تاکہ دیکھوں میرا کوئی کیا کر لیتا ہے ہرکارے یہ حکم پاتے ہی

دونون جانب روانہ ہوئے نقابدار دروازۂ بارگاہ پر ٹہلنے لگا۔ ہر چند نقابداران کلان نے سمجھایا کہ اندر
بارگاہ کے چلکر کمر کھولو آرام سے بیٹھو جیسا کچھ ہوگا دیکھا جائیگا مگر نقابدار خرد نے نہ مانا اور عرض
کیا کہ اب برجیس کو گرفتار کیے بغیر کمر نہ کھولونگا کوئی ایک گھنٹہ بعد پہلے ہرکارے لشکر برجیس
آفتاب پرست سے واپس آئے اور بعد دعا و ثنا بجالانے کے عرض کی کہ لشکر کفار مین تو واویلا اور
وامصیبتا کی آوازین بلند ہین لشکر متفرق ہوا جاتا تھا بمشکل ناقوس وزیر نے سبکو روکا ہے اور تسلی
دی ہے کہ سردار تمھارا خداوند ہے وہ ایسا نہین ہے کہ بندون کی قید سے رہا نہو سکے یہ بھی کوئی مصلحت
ہوگی کہ اُسنے اپنے کو اسیر کروا دیا ہے اگر برجیس اپنے لشکر مین ہوتا تو یہ حالت لشکر کی نہوتی بعد اسکے
وہ ہرکارے آئے جو لشکر اسلام کی طرف گئے تھے اُنھون نے عرض کی کہ اے شہریار بدیع الملک
بارگاہ سلیمانی مین رنجیدہ بیٹھے تھے کہ اک مرتبہ الماس جنی کوئی ہے۔ وہ آیا اور اُسنے برجیس آفتاب پرست
کو خدمت صاحبقران مین پیش کیا اور عرض کی کہ آپ کیون رنجیدہ ہین لیجیے اسے قید کیجیے چاہے
قتل کیجیے۔ یہ سنکر بدیع الملک نہایت خوش ہوئے اور برجیس کو زندانخانہ مین بھجوا دیا۔ بس یہ سننا
تھا کہ نقابدار ایک نگاہون مین دنیا تیرہ و تار ہوگئی کہا کہ مین ابھی جاتا ہون اور بدیع الملک سے
برجیس کو چھینے لاتا ہون اب انھون نے جنون کے بھروسے پر صاحبقرانی شروع کردی ہے اور
دیکھنا تو باتون ہی باتون مین کیسا ذلیل کرتا ہون یہ کہکر گھوڑے کی باگ اُٹھائی اور مثل شعلہ جوالہ
کے طرف لشکر بدیع الملک کے روانہ ہوا چونکہ طبیعت سے نقابدار خرد کے دونون نقابدار کلان بخوبی
آگاہ تھے دیکھا کہ یہ غصہ مین چلا ہے وہان پہونچکر خدا جانے کیا بے ترکیبی کر بیٹھے ساتھی ان دونون
انھون نے بھی پیچھے باگون کے لیے ہمراہ اسکے اور سردارون نے بھی قصد کیا تھا کہ پلٹ کر نقابدارون
نے منع کردیا لشکر اور افسران لشکر تو اسی جگہ ٹھہر گئے لیکن تینون نقابدار مثل برق جہندہ کے
مرکبون کو اڑائے ہوئے چلے آتے تھے چونکہ لشکر انکے ساتھ نہ تھا کسی نے انکے روکنے کا قصد
بھی نہ کیا علاوہ اسکے معمولی افسرون کی کیا تاب ہے کہ ان نقابدارون کو ٹوک بھی سکتے یہ تینون
نقابدار لشکر کو طے کرتے ہوئے چلے جاتے ہین ہرکارون کی زبانی معلوم ہوچکا تھا کہ برجیس
فغفور زنگی کی قید مین ہے۔ فغفور زنگی ایک ہزار سوار سے نگرانی کر رہا ہے جس خیمہ مین برجیس آفتاب
پرست مقید ہے اسی کے سامنے فغفور زنگی اسلحہ لگائے بیٹھا ہے گھوڑا برابر کھڑا ہوا ہے ایک ہزار
زنگی خیمہ کو گھیرے کھڑے ہین اور یہ خیمہ قریب بارگاہ سلیمانی کے برپا ہے اسی جانب سے یہ نقابدار
خرد چلا آتا ہے اور ساتھ ساتھ نقابدار خرد کے دونون نقابداران کلان بھی آرہے ہین کہ دفعتاً
نظر فغفور زنگی کی نقابدار خرد پہ پڑی دیکھا کہ نقابدار اسی طرف چلا آتا ہے پس اسکو خیال گزرا کہ
ایسا نہو یہ برجیس کی فکر مین آتا ہو کیونکہ یہ اس راز سے واقف تھا کہ پہلے نقابدار ہی اسے
گرفتار کر لیگیا تھا۔ قطب صاحب کا رفیق جواہر جنی خدا جانے کسطرح اسکو لے آیا اور یہ میری
حفاظت مین دیا گیا ہے اگر نقابدار برجیس کو لیگیا تو سخت بدنامی ہوگی۔ پس اسنے آواز دی
کہ او نقابدار کہان آتا ہے اور کسواسطے آتا ہے ارادہ اپنا بیان کر۔ نقابدار نے کہا کہ مین اپنے
دزد اور مال دونون کی فکر مین آیا ہون یعنی برجیس آفتاب پرست کو لے جاؤنگا اور جسنے
برجیس کو لاکر بدیع الملک کے حوالے کیا ہے اسے اس گستاخی کی سزا دونگا۔ فغفور زنگی یہ
سنتے ہی جلدی سے پشت مرکب پر بیٹھکر سدراہ ہوا اور پکارا کہ او نقابدار بے ادب نہین جانتا

کہ یہ کسکا قیدی ہے اور کسکی قید میں ہے تو کیا جان رکھتا ہے جو اسکو مجھسے لیجائیگا۔ نقابدار نے غیظ و
غضب میں آکر فغفور زنگی کو سخت سست کہا اور فرمایا کہ دور ہو میرے سامنے سے ورنہ نشانہ قضا
ہوگا پھر گوشئہ امن نہ ہاتھ آئیگا۔ فغفور زنگی نے یہ سنکر تلوار کھینچ لی اور کہا کہ کیا مجھکو تو موم کا سمجھا
ہے بس جیسے ہی نقابدار قریب پہونچا فغفور زنگی نے تلوار ماری نقابدار نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا
اور دوسرا ہاتھ بڑھا کر کمر زنجیر کا بند پکڑ کر جو اُچھالا تو فغفور زنگی چالیس ہاتھ بلند ہوگیا۔ نقابدار
منتظر ہوا کہ گرے تو چور رنگ کردوں کہ دوسرے نقابدار نے آواز دی کہ تم جاکر قیدی کو قبضہ میں کرو
اسے میں قتل کیے ڈالتا ہوں۔ یہ سنتے ہی نقابدار نے تو گھوڑا آگے بڑھا دیا خیمہ تو قریب ہی تھا
تلوار ماری کہ خیمہ چاک ہوا۔ بس نقابدار مع مرکب داخل خیمہ ہوگیا ادھر فغفور زنگی جو گرا تو نقابدار دوم
نے اسکو بالا ہی بالا ہوا ہاتھ پر روک کر تیسرے نقابدار کی طرف اُچھال دیا کیونکہ انکو قتل فغفور زنگی کا
منظور نہ تھا بلحاظ اسکے کہ یہ مسلمان ہے تیسرے نقابدار نے بھی اسکو بالا ہی بالا روک کر آہستہ سے
اُچھالدیا اور آپ آگے بڑھ گئے۔ فغفور زنگی چوتڑوں کے بل زمین پر گرا بہت چوٹ آئی کہ
اُٹھنے کے قابل نہ رہا۔ اب تینوں نقابدار خیمہ میں پہونچ گئے اور فغفور زنگی بسبب رعب کے
مانع نہ ہوئے کہ جب ہمارے افسر کی یہ حالت ہوئی تو ہمارے روکے یہ کیا رُکینگے لیکن نقابداروں
نے دیکھا کہ خیمہ خالی ہے ہتھکڑیاں بیڑیاں اُتری پڑی ہیں اور برجیس آفتاب پرست ندارد ہے
یہ حیران تھے کہ اب اسے کون لیگیا۔ اُدھر بدیع الملک دربار برخاست کرکے خوابگاہ میں جانے
کو تھے کہ خضران نے جاکر عرض کی کہ اے شہریار غضب ہوا۔ نقابداروں نے آکر فغفور زنگی کو
گیند دہر کا کردیا اور وہ برجیس کو لینے آئے تھے۔ برجیس آفتاب پرست کا پتا نہیں عجب نہیں
کہ نقابدار غصہ میں اور کوئی بے عنوانی کر بیٹھیں۔ بس یہ سنتے ہی بدیع الملک وہی لباس
شب خوابی پہنے ہوئے خیمہ سے باہر نکل آئے ادھر یہ تینوں نقابدار خیمہ برجیس سے نکلکر طرف
خیمہ بدیع الملک کے چلے ہی تھے کہ بدیع الملک سے سامنا ہوگیا بس نقابدار خرد نے کہا
کہ اسی منھ پر دعواے صاحبقرانی ہے گرفتار کیے گیا برجیس کو اور قید میں آپ نے رکھا یہ کیا
شعبدہ تھا۔ کبھی امیر اول اور امیر ثانی نے بھی ایسی حرکت کی تھی کہ شعبدہ بازوں سے بہاد
بہادروں کے مقابلے میں کام لیے ہوں اب جسطرح بنے میرے قیدی کو لاؤ۔ بدیع الملک
نے فرمایا کہ میں نے برجیس سنکر گرفتار کرلانے کا حکم نہیں دیا تھا ہاں جواہر جنی نے جسوقت
اسے لاکر مجھے سپرد کیا ہے تو میں نے زندانخانے تک بھجوا دیا تھا اور اب مجھے معلوم نہیں
کہ برجیس کیا ہوگیا۔ نقابدار نے کہا کہ وہی جواہر جنی اب بھی لیگیا ہوگا بلائیے اسکو شاہزادہ
بدیع الملک نے اُسیوقت جواہر جنی کو بلا بھیجا جسوقت پیام بدیع الملک کا جواہر جنی کو پہونچا
اُسوقت جواہر جنی قطب سجادہ نشین کی خدمت میں حاضر تھا۔ خضران نے مفصل بیان کردیا
تھا کہ اسطرح بگڑ کر نقابدار آیا ہے اور اپنے قیدی کو طلب کرتا ہے قیدی زندانخانے سے گم ہوگیا ہے
یہ سنکر قطب سجادہ نشین بھی جواہر جنی کے ساتھ ہوئے اور خدمت بدیع الملک میں آکے ملاقات کی
مسکرائے اور فرمایا کہ برجیس آفتاب پرست کو کوئی ساحر لیگیا ہے اب برجیس ہماری قید میں نہیں
ہے اسکے پہلے بیشک ہم نے برجیس کو بلا لیا تھا اسے نقابدار اب تم جاؤ جیسا کچھ ہوگا کل صبح
کو ظاہر ہو جائیگا آپس میں فساد کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہے یہ سنکر غصہ نقابدار کا فرو ہوگیا چونکہ

فقرا کی سب عزت کرتے آئے ہیں امیر اول سے لیکر بدیع الملک تک تمام اولاد صاحبقران فقرا کو مانتی ہے
اسوجہ سے نقابدار کچھ نہ کہہ سکا ورنہ اگر یہ حرکت کسی دوسرے کی ثابت ہوتی تو نقابدار بہت بری
طرح پیش آتا۔ چلتے وقت نقابدار نے اتنا تو کہا کہ خیر دیکھا جائیگا اور تینوں نقابدار گھوڑے
دوڑاتے ہوئے اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوگئے بدیع الملک نے قطب صاحب سے پوچھا
کہ اب اسے کون لیگیا۔ قطب صاحب نے بیان کیا کہ پوچھنا اسکا بیکار ہے صبح کو معلوم ہوجائیگا
یہ کہکر قطب صاحب بھی اپنے گوشہ کی طرف روانہ ہوئے۔ بدیع الملک اپنی خوابگاہ میں جاکر
سو رہے نقابدار اپنے لشکر کو روانہ ہوئے۔ لیکن اب

چند کلمے داستان اُس کافر بدمست برجیس آفتاب پرست کے بیان کیے جاتے ہیں

راوی بیان کرتا ہے کہ اسی بیابان گرد باد میں اک ساحر رہتا ہے کہ نام اسکا جاموش زہرخوار
فیل سوار ہے چار سو ساحر اسکے مطیع ہیں جسوقت اسکو یہ خبر پہونچی کہ برجیس آفتاب پرست
کوئی شخص ہے کہ اُسنے دعوائے خداوندی کیا تھا آفتاب جادو اُسکا باپ بزور سحر آفتاب
بنا ہوا اسکے ساتھ تھا۔ خداپرستوں نے آفتاب جادو کو مارا اور آج برجیس کو بھی گرفتار
کرلیگئے بس یہ سنتے ہی جاموش زہرخوار کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر میں برجیس کو اہل اسلام کی قید سے
رہا کرکے اُسکی طرف سے لڑکر اس جنگ کو سر کرونگا تو برجیس مجکو آفتاب جادو کے مقام
پر تصور کریگا اب میں خداوند ہونگا اور برجیس کو نائب اپنا مقرر کردونگا بس یہ سوچ کر اپنے مقام
سے چلا اور قریب زندان کے پہونچکر ایسا سحر کیا کہ تمام نگہبان مجلس بیہوش ہوگئے جاموش
زہرخوار فیل سوار برجیس کو نکال لیگیا اور اپنے یہاں بحفاظت تمام رکھا جب صبح
ہوئی تو اک ساحر کو پاس ناقوس وزیر کے روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ افسران فوج کو لیکر
واسطے پیشوائی کے آؤ۔ مالک تمہارا ہمارے پاس بحفاظت موجود ہے۔ جسوقت پیامبر
جاموش زہرخوار کا ناقوس وزیر کے پاس پہونچا ناقوس نہایت خوش ہوا اور سرداران
لشکر کو ساتھ لیکر مع سامان شاہی روانہ ہوا۔ جاموش زہرخوار نے کہا کہ آپ چل کر طبل جنگ
بجوائیے میں آتا ہوں برجیس آفتاب پرست جاموش زہرخوار سے رخصت ہوکر اپنے لشکر
کی طرف نہایت جاہ وتجمل کے ساتھ روانہ ہوا۔ ہرکاروں نے یہ سب خبریں اُدھر شاہزادہ
بدیع الملک کو پہونچائیں اور ادھر نقابداروں کو حال برجیس آفتاب پرست سے مطلع
کیا یہ سنکر نقابداروں کا وہ ارادہ ملتوی رہا جو پہلے تھا ورنہ یہ بدیع الملک کے مقابلہ پر
طبل جنگ بجوانے والے تھے اب نقابداران کلاں نے کہا کہ جو ملعون آیا ہے تو پھر طبل جنگ
بجوائیگا اسوقت دیکھا جائیگا۔ اب اسکو گرفتار نکرنا چاہیے وہیں قتل کرڈالنا۔ یہاں تو یہ مشورے
ہورہے تھے اور وہاں برجیس آفتاب پرست داخل بارگاہ ہوا لشکر میں آفتاب پرستوں
کے طبل شادمانی بجا اتنے میں سواری جاموش زہرخوار فیل سوار کی آئی۔ برجیس بذات خود
اسکے استقبال کے واسطے چلا کچھ اہل اسلام بھی تماشا دیکھنے کی غرض سے راستے میں کھڑے
ہوئے تھے دیکھا ملعون نے خود اک جوگی ہاتھی پر سوار لنگ کھاروے کا آدھا باندھے

آدھا اوڑھے جھول سحر کی لگی ہوئی بت شانے سے کہنی تک بندھے ہوے ماتھے پر قشقہ کھنچا ہو بال فتیلہ فتیلہ چھوٹے ہوے پشت پر چار سو ساحر جھولیان سحر کی سنبھالے ہوے ترسول پنسول چمکاتے ہوے یہ دیکھکر اہل اسلام پلٹ کر کچھ لشکر بدیع الملک میں آئے کچھ لشکر نقابدار میں آئے اور سب کیفیت بیان کی وہان جاموش زہر خوار فیل سوار نے آتے ہی حکم دیا کہ کچھ نامہ و پیام کی ضرورت نہین ہے آپ طبل جنگ بجوائیے۔ برجیس آفتاب پرست نے کہا کہ ایک دو روز آسایش کیجیے دعوت قبول فرمائیے پھر دیکھا جائیگا جاموش نے کہا کہ ربانی آپ ہی کے معلوم ہو چکا ہے کہ عیاران اسلام نہایت ہوشیار و مکار ہین توقف اچھا نہین جب جنگ سے فرصت ہوگی تو جسقدر چاہیے گا دعوت و ضیافت کر لیجیے گا۔ یہ سنکر برجیس نے اسیوقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگ فوراً نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی ہر کارے یہ خبر لیکر پھرے ادھر شاہزادہ بدیع الملک کو اطلاع ہوئی کہ کوئی شخص جاموش زہر خوار فیل سوار ہے کہ وہی برجیس کو رہا بھی کرنے گیا ہے اور اسی کی امداد کے بھروسے پر برجیس نے پھر طبل جنگ بجوایا ہے فرمایا کہ خیر و ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگی اسی وقت یہان بھی کوس حربی نوازش میں آیا تیاری جنگ ہونے لگی ادھر نقابدار یا قوت پوش بھی مطلع ہوا اور لشکر نقابدار میں بھی طبل جنگی بجا اب تینون لشکرون میں تیاریان جنگ کی ہو رہی ہین لوگ آپس مین جا بجا بیٹھے ہوے چرچے کر رہے ہین کہ دیکھیے کل کس صورت سے مقابلہ ہوتا ہے اور کیا ٹھہرتی ہے۔ جب معین برجیس کی ساحر ہے تو بیشک نہ کچھ مصیبت ضرور پیش آئیگی اسلیے کہ ساحر اور غیر ساحر کا مقابلہ ہو نہین سکتا ادھر جاموش زہر خوار نے اور اسکی فوج نے آگیاریان روشن کرائین بخور گوگل لوبان رائی کالے دانے وغیرہ کا ہونے لگا ہر طرف نعرے یا سامری یا جمشید کے بلند تھے۔ سب اپنے اپنے سحر جگا رہے بیرون کو پکار رہے تھے۔ غرضکہ تمام رات یہی کیفیت مین بسر ہوئی یہانتک کہ ستارہ سحری چمکا اور آثار سحر نمودار ہوے جانوران صحرائی بزبان بے زبانی مصروف ذکر سبحانی ہوے انسانون نے اپنے اپنے رسم مذہبی کے موافق عبادت رب بے نیاز سے فراغ حاصل کرکے رخ میدان کارزار کا کیا دو گھڑی دن چڑھتے چڑھتے تینون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہو گئے اسطرف برجیس آفتاب پرست تخت پر سوار چتر اسکے سر پر پھرتا ہوا۔ اگرچہ تاثیر غازہ سحر کی مٹ چلی ہے مگر اب بھی برجیس کے منھ پر نقاب پڑی ہوئی ہے بسبب شرمندگی کے یہ گبر ناہنجار کسیکو منھ نہین دکھاتا ہے جسوقت صفین آراستہ ہو چکین اور میدان تیار ہو چکا تو نقیبون نے نقابت کی کوکیتون نے کڑکا کہا بہادر جوش شجاعت مین جھومنے لگے قبضۂ شمشیر کو چومنے لگے نقابدارون کی تو یہ حالت ہوئی کہ پرکالہ آتش بنگئے آنکھون سے خون ٹپکنے لگا کہ ناگہ لشکر کفار سے جاموش زہر خوار نے اپنے فیل کو بڑھایا اور میدان مین آکر پکارا کہ باش اے گروہ خدا پرستان و فرقہ مسلمانان جسکو تمنا ہے مرگ و آرزو اپنے قضا کی ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو اسلیے کہ جو آئیگا میرے ہاتھ سے بچنا اسکا دشوار ہے مین تم لوگون سے بہت جلا ہوا ہون اسلیے کہ تمنے ملک کے ملک ساحرون کے برباد کر دیے ہین سیکڑون سلطنین اُلٹ دین خداوندیان برباد کر دین جبتک تم سبکو خاک مذلت پر نہ گرا دونگا مجکو صبر نہ آئیگا بس یہ سنکر نقابداران شعلہ مزاج کے تیور بد ہوے اور افسران لشکر نقابدار نے جا پڑنے کا قصد کیا ہی تھا کہ زمین قوی بازو

مرکب کو پاشنہ مارا گھوڑا تڑپ کر صف لشکر سے علیحدہ ہوا۔ اور لوگ تو رک گئے کہ دیکھا چاہیے
یہ کیا کرتا ہے مگر ژوپین قوی بازو سامنے نقابدار خرد کے آیا۔ اجازت میدان چاہی فرمایا نقابدار
نے جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے ژوپین قوی بازو نے سلام رخصت کیا اور دوبارہ مرکب پر بیٹھ کر
سامنے جاموش زہرخوار فیل سوار کے آیا اور آواز دی کہ او ملعون کیا تو لاف وگزاف کر رہا ہے
میں تیری خدمتگزاری کو موجود ہوں لا کیا حربہ رکھتا ہے۔ یہ سنکر جاموش زہرخوار ہنسا اور اپنے
سر پر اپنے ہاتھ ڈالا اور اک بال سر کا توڑ کر کچھ اسم سحر اس بال پر دم کیا اور سامنے ژوپین کے
پھینکدیا وہ بال زمین پر گرتے ہی دراز ہوا اور بڑھنے لگا یہانتک کہ دست و پا سونڈ دانت دم
سب چیزیں پیدا ہو گئیں اور وہ بال اک ہاتھی کی شکل بنکر ژوپین کیطرف چلا اور قریب پہونچتے ہی
گھونسا سونڈ کا تناکر مارا ژوپین نے سونڈ اسکی پکڑلی اور اپنی طرف کھینچا کہ اس فیل کو کھینچ لوں
فیل تو اپنی جگہ سے نہ سرکا جہاں تھا وہیں رہا لیکن سونڈ ہاتھی کی کھینچ آئی اور جتنا ژوپین نے
زور کرکے کھینچا اسیقدر سونڈ دراز ہو گئی آخر ژوپین نے عاجز آکر سونڈ چھوڑ دی اور تلوار کے
قبضہ کی طرف ہاتھ دوڑایا کہ اسے قتل کر ڈالوں بس سونڈ ہاتھ سے چھٹتے ہی ہاتھی نے ژوپین کو
سونڈ میں لپیٹ لیا۔ ہاتھ تلوار کے قبضہ پر جا کے رہگیا ہنوز تلوار نہ کھینچی تھی کہ ہاتھی نے ژوپین
کو سونڈ میں لپیٹ کر اٹھا لیا اور جانب صحرا روانہ ہو گیا۔ سب منھ دیکھتے رہگئے نقابدار کو اپنے
رفیق کی گرفتاری کا نہایت ملال ہوا۔ اُدھر جاموش نے پھر مبارز طلب کیا۔ سنکر نقابدار سے
ارژنگ شیر دل میدان میں آیا۔ بعد گفتگوے بسیار جاموش نے اسکی طرف بھی اک بال سر
کا توڑ کر پھینک دیا اور اس بال نے ہیئت ہاتھی کی پیدا کی اور سونڈ علم کرکے ارژنگ
شیر دل کی طرف چلا چونکہ اس سے پہلے گرفتار ہونا ژوپین کا ارژنگ نے دیکھ لیا تھا یہ
سوچا کہ اس ہاتھی سے زور کرنا بیکار ہے تلوار کمر سے کھینچ لی اُدھر تو ہاتھی نے قریب پہونچتے ہی
گھونسا مارا ادھر ارژنگ نے تلوار ماری کہ سونڈ اسکی قلم کر دوں مگر تدبیر الٹی پڑی اور ہاتھی نے
اسے بھی سونڈ میں لپیٹ لیا ہاتھ تلوار کی کمر لگی سونڈ پر خط بھی نہ پڑا ہر چند ارژنگ نے
زور کیا مگر کچھ نہوا ہاتھی ارژنگ کو باندھے لیے چلا گیا۔ اب تو سلسلہ بندھ گیا کہ ایک اسیر ہوا
اور دوسرا نکلا دوسرا اسیر ہوا تیسرا مقابلہ کو پہونچا وہ اسیر ہوا چوتھا چلا شام تک اتنا دفعہ
ہو گیا کہ لشکر بدیع الملک کا کوئی سردار مقابلہ کو جا سکتا۔ اور بدیع الملک خود بھی اپنے رفقا
کو روکے رہے کہ تماشا دیکھتے جاؤ کہ ہوتا کیا ہے۔ غرضکہ شام تک ستائیس سردار نقابدار کے
اسیر ہو گئے طبل بازگشت بجا ہر ایک لشکر اپنے فرودگاہ کی طرف متوجہ ہوا۔ بدیع الملک کو بھی
نقابدار کے سرداروں کا رنج تھا اور نقابدار تو بیحد ملول تھا اسطرف برجیس آفتاب پرست نے
چاہا کہ دعوت جاموش کی کروں۔ جاموش نے قبول نکیا اور کہا کہ عیاران لشکر اسلام بڑے مکار
ہیں آپ خود بیان کر چکے ہیں کہ مجھے یوں فریب دیا اور یوں فریب دیا۔ لہذا میں اپنے مقام پر
جا کر اپنی حفاظت اچھی طرح کرونگا۔ قیدیوں کو جاموش نے برجیس کے حوالے کرنا چاہا تھا لیکن
برجیس نے انکار کیا اور کہا کہ انکو بھی آپ اپنے ہی حفاظت میں رکھیں۔ جاموش یہ سنکر جانب
صحرا روانہ ہوا ہر کارے لشکر نقابدار اور شہ بدیع الملک سے جاموش کے تعاقب میں چلے
جسوقت جاموش زہرخوار فیل سوار اپنے مقام پر پہونچا لشکر اسکا آمد آمد سے دریا کے

جاموش زہرخوار نے اک حجرہ بنایا ہی اسمین رہتا ہی اور پانی دریا سے کاٹ کر حجرے مین لایا ہی
اُسی پانی سے سب کام لیتا ہی رات کو دروازہ حجرہ کا صحرا کی طرف سے بند کر لیتا ہی اور دریا کی سیر
کیا کرتا ہی کہ کوئی دشمن نہ آجائے لشکر اسکا قریب حجرے کی نگہبانی کیا کرتا ہی۔ الحاصل
جب جاموش زہرخوار فیل سوار حجرہ مین پہونچا چند دانے ماش کے پڑھکر سامنے رکھے جو ہاتھی پر
سردار کو لیے ہوئے آیا جاموش نے ایک دانہ ماش کا کچھ پڑھکر اور کسی جانور کا نام لیکر مارا وہ
سردار اُسی کی شکل بنگیا اور اُڑتا ہوا چلا گیا کسیکو جاموش نے تیتر بنا کے اُڑا دیا کسیکو بٹیر بنا کے
چھوڑ دیا جو گورے رنگ کے لوگ تھے اُنمین کسیکو بگلا کسیکو قاز بنا کے اُڑا دیا۔ کالی صورت والون کو
کوے اور جھنجنگے کی صورت بنا دیا۔ ستائیس سردار ستائیس شکلون کے بنا دیے کہ آپس مین
جانور ہوکے بھی باتین نہ کرسکین وہ تو اُڑتے ہوئے چلے گئے اور جاموش اپنے حجرے
مین داخل ہوا۔ یہان برجیس آفتاب پرست نے پھر طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر بدیع الملک اور
لقا بدار سرخجوش کو ہوئی انکے لشکرون مین بھی کوس حربی بجا تیاریان جنگ کی ہونے لگین۔
برجیس آفتاب پرست دل مین نہایت خوش ہی مگر یہ کھٹکا لگا ہوا ہی کہ ابھی وہ فقیر نہین موجود
ہی جسنے آفتاب جادو کو مارا ہی اور قلعی میری خداوندی کی کھولدی ہی ایسا نہو کہ جاموش
پر بھی کوئی بلا نازل ہو۔ الحاصل رات تیاری جنگ مین گزری صبح کو تینون لشکر صف آراے
میدان کارزار ہوئے جسوقت صفین آراستہ ہو چکین تو صحرا سے جاموش زہرخوار چارسو سلحدارون
کو لیے ہوئے فیل سحر پر سوار نمودار ہوا اسکی آمد سے لشکر برجیس مین طبل شادمانی بجا اور سردار
واسطے استقبال کے روانہ ہوئے جاموش نے آکر برجیس سے ملاقات کی اور وہان سے پھر کر
میدان مین آیا اور پکارا کہ اے خداپرستو دیکھا تمنے کہ کل کسطرح مین نے تمھارے ہمراہیون
کو اسیر کیا نہ زور چل سکا نہ تلوار نے کام دیا۔ آج بھی وہی ہوتا ہی لہذا اب بھی جانو اور پہچانو کہ
خداوند سامری و جمشید مین کیا قدرت ہی کہ مور ضعیف کا فیل مست کچھ نہین کرسکتا ادھر نام
سامری لیکر ایک ماش کا دانہ مار دیا اور رستم وقت بھی ہوا تو بے حس و حرکت ہو گیا لہذا بہتر و مناسب
تمھارے حق مین یہی معلوم ہوتا ہی کہ دین سامری پرستی کو اختیار کرو اور دین خداپرستی کو چھوڑ دو
ورنہ جو حال کل کیا تھا وہی آج بھی کرونگا۔ یہ سنکر اہل اسلام کو غصہ آیا آج لقا بدار نے اپنے
سردارون کو روکے رکھا ہی کہ ذرا لشکر بدیع الملک کا بھی تماشا دیکھو یہ لوگ تو آج رکے رہے
لیکن لشکر بدیع الملک کے جو سردار کل تعسکر کے بچ گئے تھے آج نکل ہی پڑے پہلے جس شخص
نے قدم میدان کارزار کی طرف بڑھایا قران فیل سوار تھا جسوقت یہ سامنے جاموش زہرخوار
کے پہونچا جاموش زہرخوار نے کہا کہ تو ہاتھی پر چڑھکر میرے مقابلہ کا بنکے آیا ہی لا حربہ اپنا
قران فیل سوار نے کہا کیا تو نہین جانتا کہ اہل اسلام پیشدستی نہین کرتے ہین بس سنتے ہی
جاموش زہرخوار نے اسی طرح ایک بال اپنے سر کا توڑ کر اور کچھ پڑھ کر زمین پر پھینکا اُسنے
شکل فیل مست کی پیدا کی جاموش نے آواز دی کہ باندھ لے اس سرکش کو اور اسکے فیل کو بھی
ادھر قران فیل سوار نے گرز اپنا سنبھالا اور منتظر ہوا کہ فیل قریب آئے تو ضرب گرز سے پست
کرون لیکن فیل جو قریب آیا تو قران فیل سوار کے فیل نے سونڈ اپنی بڑھا دی دونون فیل آپس مین
لڑنے لگے قران فیل سوار نے مستک پر فیل جاموش کے گرز مارا لیکن کچھ اثر نہوا۔ اُس فیل نے

جھلا کر سونڈ اپنی دراز کی اور قران فیل سوار کو مع فیل اُٹھا کر لیے ہوئے صحرا کی طرف روانہ ہوگیا
یہ دیکھکر اسماسے قوی بازو کو تاب نہ رہی مرکب کو جھکا کر سامنے جاموش کے آیا اسکی بھی وہی
حالت ہوئی اب سلسلہ شروع ہوگیا کہ جو نکلا وہ اسیر ہوا جو نکلا وہ دسیر ہوا شام تک بیس سردار
لشکر اسلام کے اسیر ہوئے طبل بازگشت بجا ادھر لشکر اسلام کے دونوں گروہ اپنی اپنی قیامگاہ
کی طرف متوجہ ہوئے ادھر برجیس آفتاب پرست نوبتی کے نقارے بجاتا ہوا داخل بارگاہ
ہوا اور جاموش فیل سوار صحرا کی طرف روانہ ہوگیا آج بھی اسنے جاکر سب سرداروں کو بازیچہ
قزاق جرا شکرا وغیرہ بناکر چھوڑ دیا اور آپ اپنے حجرہ میں چلا گیا- برجیس نے پھر طبل جنگ
بجوا دیا- میری بیدلنذری میں ایک ایک سردار دونوں لشکروں کا نکلتا تھا اور اسیر پنجہ لقدیر ہوتا تھا
آج بھی قریب پندرہ سرداروں کے لشکر بدیع الملک سے جاکر اسیر ہوئے اور چودہ سردار لشکر
نقابدار کے گرفتار ہوگئے اور پھر جاموش نقارہ شادمانی بجاتا ہوا میدان سے پھر گیا یہ رنگ
دیکھکر بدیع الملک نے عیاروں پر تاکید کی اور فرمایا کہ تمھیں شرم نہیں آتی کہ ہمارے ہوتے
سرداران لشکر اسلام اسیر ہوں اور تم سے ایک ساحر گرفتار نہو سکے- ادھر نقابدار نے اپنے عیار
سے کہا کہ کیا اسکا منتظر ہے کہ خضران باکوئی اور عیار لشکر اسلام اس ساحر کو مار کر نام پیدا کرے اب
دونوں لشکروں کے عیار بفکر عیاری چلے یہاں برجیس آفتاب پرست نے پھر طبل جنگ
بجوا دیا تھا تیاریاں جنگ کی تینوں لشکروں میں ہو رہی تھیں لیکن اول کچھ حال مہتر برق ثانی
کا سنیے کہ یہ بھی اسی فکر میں چلا تھا کہ اگر بن پڑے تو جاکر جاموش کو ماروں لیکن کوئی تدبیر
ذہن نشین نہ ہوتی تھی کہ اک مرتبہ دیکھا برق ثانی نے کہ اک شخص ساحر وضع ایک ہاتھ میں پوریاں
ایک میں دونا کبابوں کا لیے ہوئے لشکر کی طرف سے آرہا ہے اور صحرا کی طرف جارہا ہے برق ثانی
جلدی سے اک چھوکری کی صورت بنکر بیچ راستے میں بیٹھکر رونے لگا- آواز گریہ جو اُس راہرو
کے کان میں پہونچی بیتاب ہوگیا کہ کون عورت اس درد کے ساتھ رو رہی ہے ادھر ادھر دیکھنے لگا
یکایک نظر اسکی برق ثانی پر پڑی دیکھا اُسنے کہ اک چھوکری بارہ چودہ برس کی چاند کی صورت
بال پریشان کیے ہوئے بیٹھی زار و قطار رو رہی ہے اسکو ترس آیا اور قریب اس عورت کے گیا پوچھا
تو کیوں روتی ہے- اُس چھوکری نے سسکیاں بھر بھر کر بیان کیا کہ میں اپنے شوہر کے ساتھ میکے
سے سسرال جاتی تھی لشکر اسلام کے سواروں نے آکر گھیر لیا اور میرے شوہر سے مجھکو طلب کیا
بھلا کون ایسا ہے جو اپنی خوشی سے اپنی حرمت دینا گوارا کریگا- شوہر نے میرے انکار کیا سواروں سے
تلوار چلی شوہر میرا بہادر تھا کئی کو مارا آخر خود بھی مارا گیا میں اُس ہنگامہ سے بھاگ کھڑی ہوئی
اور اس مقام پر پہونچی اب میں تنہا بے وارث و والی کہاں جاؤں کیا کروں اُسکو رحم آگیا- کہا
میرے ساتھ چل میں تجھکو بہت آرام سے رکھونگا اُس چھوکری نے کہا ایسا نہو میری وجہ سے
تجھپر بھی آفت آئے یہ مسلمان بلا سے بدتر ہیں میرا پیچھا نہ چھوڑینگے اُسنے کہا کہ تم اطمینان رکھو مسلمان
میرا کچھ نہیں کرسکتے ہیں میں اُس شخص کا خواص خاص ہوں جسنے مسلمانوں کی عاقبت تنگ
کر رکھی ہے تین دن میں قریب سو سوا سو سرداروں کے گرفتار کرلیے ہیں اور اُنکو جانور بنا بنا کر
چھوڑ دیا ہے کہ کوئی آئے تو رہا بھی نہ کرسکے- یہ سنکر وہ چھوکری خوش ہوئی آنسو آنچل سے پونچھتی
ہوئی اُسکے ساتھ ہوئی- خواص جاموش زہر خوار کا خدمت میں [illegible] کے پہونچا کھانا

رکھ دیا چھوکری بھی ساتھ تھی جاموش نے پوچھا ارے یہ کسلیے آیا اُسنے تمام سرگذشت راہ
کی بیان کی جاموش چپ ہو رہا مگر اسکو خیال گذرا کہ سنا ہی عیاران اسلام بلاے بد ہین ایسا
نہو فریب دین ہوشیار رہنا چاہیے جب رات زیادہ آئی تو جاموش نے خواہش کی پاؤن دبانے
کیواسطے پکارا برق ثانی نے کہا کہ مین پاؤن دبا دون یہ سنکر جاموش کے کان کھڑے
ہوے کہ اس سن کی عورت اسقدر بیباک بیحجاب نہین ہو سکتی اُسنے کہا تو حقہ بھر لا۔ برق
اسکا تو منتظر ہی تھا کہ یہ کوئی کھانے پینے کی چیز مجھ سے مانگے جلدی سے اپنے مقام سے
اُٹھکر حقہ تازہ کیا چلم جمائی حقہ کے پانی مین بھی بیہوشی ملا دی تمباکو مین بھی بیہوشی آمیز کر دی
اور آگ پھونک کر حقہ سامنے جاموش کے لگا دیا۔ جاموش زہر خوار نے چلم ہاتھ مین لیکر
کچھ اسم سحر پڑھا اور کہا کہ تجھمین کی دوسری چیز تو نہین ملی ہی چلم مین سے آواز آئی کہ مجھ مین
بیہوشی بقدر مین مثقال کے ملی ہوئی ہی پوچھا جاموش نے کہ یہ چھوکری کون ہی آواز آئی کہ یہ برق
ثانی عیار لشکر اسلام ہی آپ کو بیہوش کرنے کے ارادہ سے آیا ہی بس یہ سنتے ہی جاموش
زہر خوار کے ہوش باختہ ہوگئے جلدی سے کوئی اسم سحر پڑھکر زمین پر دو ہتڑ مارا اور گرکی
آواز دی زمین نے برق ثانی کے پاؤن پکڑ لیے۔ جاموش قریب آیا اور چند دانے ماش کے پڑھکر
مارے کہ برق ثانی اک بھتنگی کی صورت بنگیا۔ جاموش نے اسکو بھی اڑا دیا یہ بھتنگی مایوسی
کے ساتھ اک درخت کی شاخ پر جلکے بیٹھ رہی بھنگون نے جو دیکھا کہ اک نئی بھتنگی اسکے بیٹھی
ہی ٹھونگین مارنے لگے بھتنگی اڑکر دوسری شاخ پر بیٹھی اور عیار جو فکر عیاری مین آئے تھے
یہ ہوشیاری جاموش کی دیکھکر پھر گئے کہ اب آج موقع نہ ملیگا اور حال گرفتاری برق ثانی
کا لشکر مین بیان کیا وہان جاموش نے یہ عہد کیا کہ اب سوا تنہائی کے ایک خادم بھی پاس
اپنے نہ رہنے دونگا ایسا نہو پھر دھوکا اُٹھانا پڑے دشمن اپنی گھات مین ہی اسی وقت
سے اسنے دروازے حجرہ کے اندر سے بند کر لیے اور صبح کر دی وہان میدان جنگ مین دونون
طرف کی فوجین آکر صف آرا ہو چلی تھین کہ جاموش زہر خوار بھی پہونچا اور آج کی میدانداری
مین بھی اسنے قریب چالیس سردارون کے گرفتار کیے اور شام کو طبل بازگشت بجواکر پھرا ہوا
چلا گیا قیدیون کو جانور بناکے اڑا دیا اور آپ کھانا پینا اپنے ساتھ لیتا گیا تھا جاتے ہی
دروازے حجرے کے چارون طرف سے بند کر لیے اور کھانا کھانے کے بعد سو رہا۔ وہان
بدیع الملک خضران پر بہت خفا ہوے کہ تمھارے کیے کچھ نہین ہو سکتا عمر اول و عمرو ثانی
نے کیسے کیسے کام کیے تم سے ایک ساحر گرفتار نہین ہو سکتا۔ خضران نے عرض کی کہ یا صاحبقران
آپ ہی کے نمک کی قسم کھاکے کہتا ہون کہ مین نے عیارون پر بھی تاکید کی ہی خود بھی فکر مین تھا
مگر کیا کرون کہ قابو نہین پاتا اگر بے ترکیبی کے ساتھ عیاری کی اور تدبیر نہ بن پڑی گرفتار کرنے گئے
اور خود گرفتار ہوگئے تو اسکا کیا حاصل ہوگا لیکن اگر یہی خوشی آپکی ہے تو آج یا اُسے
گرفتار کرکے لاؤنگا یا خود اسیر بلا ہونگا جانی مدبھرونگا۔ یہ کہکر خضران نے باہاے عیاری
تن پر آراستہ کیے اور پاسے شاطری مارتا ہوا لشکر سے نکلکر جانب مسکن جاموش زہر خوار
روانہ ہو گیا جسوقت صحرا مین قریب دریا کے پہونچا دیکھا کہ درختون کے نیچے جابجا اگیاریان
روشن ہین بخور گوگل لوبان رائی سرسون کالے دانے وغیرہ کا ہو رہا ہی لٹھے پا سامری

دیا جمشید کی بلندی میں ساحر اپنے اپنے سحر جگا رہے ہیں خضران درختوں کی آڑ کرتے ہوئے لباس
شبروی تن پر آراستہ کیے ہوئے حجرے کی طرف چلا تو دیکھا خضران نے کہ ایک بھیڑیا بھی چلا
آتا ہے لیکن کسی ساحر پر حملہ نہیں کرتا ہے کسی مقام پر ٹھہر کر خاک اُڑا دیتا ہے کہیں کھیر و کرنے لگتا ہے
خضران حیران تھا کہ یہ کسی پر حملہ کیوں نہیں کرتا۔ بھیڑیے کا قاعدہ یہ ہے کہ جب یہ خاک اُڑاتا ہے
تو حملہ ضرور کرتا ہے لیکن یہ بھیڑیا خاک اُڑا کر اُسی غبار کے پردہ میں اور آگے بڑھ جاتا ہے
خضران اس بھیڑیے کو دیکھتا ہوا قریب حجرے کے پہونچا دیکھا کہ دروازے حجرے کے
اندر سے بند ہیں خضران حیران تھا کہ اب کیا ترکیب کروں اسی فکر میں حجرے کے چہار طرف
پھرنا شروع کیا جب اُس طرف پہونچا جدھر دریا تھا تو دیکھا کہ ایک نالی دریا سے آئی ہے اور اندر
حجرے کے گئی ہے خضران اکڑوں بیٹھکر سوچنے لگا کہ کیا کرنا چاہیے۔ قضائے کار جاموش زہر خوار
کی آنکھ سوتے سے کھل گئی اور اسکو پیاس معلوم ہوئی بس جاموش نے نہری سے پتھر
ہٹا دیا اور پانی بہکر دریا سے اندر حجرے کے جانے لگا۔ نظر خضران کی جو پڑی اور دیکھا کہ پانی
نہری کے ذریعہ سے اندر جا رہا ہے بس جلدی سے خضران نے بہت سی بیہوشی اسی پانی میں
ڈال دی اور یہ خیال کیا کہ اب جاموش زہر خوار اگر اس پانی سے کلی بھی کریگا یا منھ بھی دھولیگا تو
بیہوش ہو جائیگا۔ اس ملعون نے اپنے نزدیک بڑی ہوشیاری کی ہے کہ پانی بھی دریا کا پیتا
ہے تاکہ کوئی بیہوشی نہ دے سکے وہاں جاموش نے پانی پیا اور اسی پانی سے منھ ہاتھ بھی دھویا فوراً
پیٹ میں درد پیدا ہوا گرمی سی معلوم ہوئی۔ جاموش کھڑے ہو کر دامن سے ہوا دینے لگا۔ ہوا
لگتے ہی بیہوشی نے طمانچہ مارا اور جاموش چھینک مار کر دھم سے گرا۔ گرتے ہی بیہوش ہوا
خضران نے جو دھماکے کی آواز سُنی سمجھ گیا کہ جاموش بیہوش ہوا اب یہ سوچا کہ کسطرح اندر
اس حجرے کے جاؤں۔ سوچتے سوچتے اسی نہری کو تجویز کیا۔ ایک پتھر لگا کر راہ پانی کی روک دی
اور جو پانی نہری میں بھرا ہوا تھا جلدی سے اُسکو اُلیچ کے پھینک دیا اور ناک پر فتیلہ رفع بیہوشی
چڑھا کر اسی نہری کے رستے اندر حجرے کے آیا دیکھا کہ جاموش زہر خوار بیہوش پڑا ہوا ہے
قضائے کار و اتفاقات روزگار خضران کو چھینک آئی اور دونوں فتیلے ناک سے نکل پڑے
یہاں بیہوشی گھٹی ہوئی تھی ایک ہی مرتبہ کے سانس لینے میں خضران بھی بیہوش ہو کے گرا
لیکن اب حال اس بھیڑیے کا سنیے جسے خضران نے آتے ہوئے دیکھا تھا وہ دراصل
مہتر شاپور شیر دل تھا نقابدار سے کہکر چلا تھا کہ میں جاتا ہوں اور جاموش کو گرفتار کیے لاتا ہوں
چنانچہ شاپور بھیڑیا بنا ہوا یہاں تک پہونچا اور اوپر حجرے کے چڑھ گیا اور وہاں بیٹھکر چھت
کاٹنا شروع کی اور جھانک کے دیکھا تو عجب تماشا دیکھا کہ ایک طرف جاموش زہر خوار بیہوش
پڑا ہوا ہے اور برابر اُسکے خضران پڑا ہوا ہے۔ شاپور سمجھ گیا کہ یہاں بیہوشی کا اثر بہت ہے
پس شاپور نے جلدی سے پٹی رفع بیہوشی درست کر کے دماغ پر چڑھائی اور نیچے اتر کر خضران اور
جاموش دونوں کا پشتارہ باندھا اور دروازہ حجرے کا کھولکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا جب
صبح جا پہونچا چونکہ حسب قاعدہ طبل جنگ بج چکا تھا صبح ہوتے ہی لشکر میدان میں جانے
لگے۔ نقابدار اپنے خیمہ سے نکلکر چلا ہی تھا کہ مہتر شاپور شیر دل دونوں پشتارے لیے ہوئے
پہونچا اور سامنے نقابدار کے ڈالدیے اور کہا کہ آپ کے اقبال سے جاموش کو بھی گرفتار کیا

اور خضران کو بھی اسیر کر لیا نقابدار نے کہا دونوں کو ہوشیار کرو۔ شاپور نے جاموش کی زبان
پر نگلہ سوزن کر کے اُسے ہوشیار کیا اور خضران کو بھی ہوشیار کیا۔ نقابدار نے خضران سے
مخاطب ہو کر فرمایا کہ بس اسی منھ پر دعوائے عیاری ہے اور شاہ عیاران بنا ہے یہ وہ منھ کہ شاپور
بلاشعور کو مارے اور تو مرے بھاگے۔ عمرو ثانی اور بدل عمرو کا وارث قرار پا جائے ہمارے زمانہ
صاحبقرانی میں یہ نا انصافی کبھی جائز نہ سمجھی جائیگی بہتر یہ ہے کہ تو بانہائے عیاری ہمارے عیار
کے سپرد کر۔ یہ سنکر خضران نے جواب دیا کہ اے نقابدار مثل مشہور ہے کہ بن بڑے کی فقیری کیا
اچھی عیاری اک فریب کا کام ہے جس میں بڑا خواجہ عمرو اول کہ جنسے عیاری ایجاد ہوئی اور
جو اس فن خاص میں اپنا مثل و نظیر نہ رکھتے تھے اُنھوں نے کئی دھوکے کھائے ہیں اور گرفتار
ہو گئے ہیں اور ادنے ادنے عیاروں نے بڑے بڑے کام کیے ہیں اگر آج میں اسیر ہو گیا
اور آپکا عیار کامیاب ہوا تو یہ ایسی بات نہیں ہے جسپر میں بانہائے عیاری آپکے عیار کے
حوالے کر دوں جسوقت آپ اسیر صاحبقرانی سے لینگے اُسوقت میں بھی بانہائے عیاری دیدونگا۔ یہ
سنکر نقابدار کو غصہ آیا اور کہا کہ باندھ دو اسکو ستون بارگاہ سے اور لاؤ تو میرا کوڑا ہرکارہ
اہل اسلام کے یہ سب واقعہ دیکھ رہے تھے جلدی سے خدمت میں شاہزادہ بدیع الملک
کے روانہ ہوئے بدیع الملک اسلحہ تن پر آراستہ کر رہے تھے کہ ہرکاروں نے جا کر عرض کی کہ
اے شہریار بڑا غضب ہوا چاہتا ہے نقابدار یاقوت پوش کا عیار خواجہ خضران اور جاموش
زہر خوار دونوں کو پکڑ لایا ہے نقابدار خضران کو کوڑوں سے مارا چاہتا ہے اگر ایسا ہوا تو عیاروں
کی بڑی بے عزتی ہو جائیگی اسلیے کہ خواجہ خضران اسوقت قائم مقام اُس شخص کے ہیں جو مہتر
عیاری قطب فلک خنجر گذاری تھا اور اب اُنکو بھی سرکار سے شاہ عیاران کا خطاب ملا ہے
بس یہ سنتے ہی بدیع الملک طیش میں آئے تلوار ٹیک کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ قسم
ہے سر صاحبقران اول کی کہ اگر میرے پہونچنے سے پیشتر نقابدار نے خضران کو ایک کوڑا بھی
مار دیا تو بارگاہ نقابدار میں خون برسا دونگا یہ کیا حرکت نقابدار نے کی ہے یہ فرماتے ہوئے قریب
مرکب کے آئے اور بیٹھ کر پشت مرکب پر جانب لشکر نقابدار روانہ ہوئے وہاں نقابدار کو
صرف دھمکانا منظور تھا یہ غرض نہ تھی کہ خضران کو کوڑے مارے کہ دفعتاً آواز سم مرکب کان
میں آئی پلٹ کے دیکھا تو بدیع الملک گھوڑا اُڑاتے ہوئے چلے آتے ہیں یہ دیکھکر
دونوں نقابدار کلاں اُٹھ کھڑے ہوئے اور چند قدم برائے پیشوائی بڑھے۔ بدیع الملک
گھوڑے سے اُتر کر قریب آئے دونوں نقابداروں نے بدیع الملک کو صدر میں جگہ دی
لیکن نقابدار کو چاب نہ اپنی جگہ سے اُٹھا نہ سلام کیا۔ یہ حرکت اور بھی بدیع الملک کے
خلاف گذری لیکن یہاں دیکھا تو جیسا سنا تھا وہ سامان نہیں ہے دونوں نقابداران کلاں
نے پوچھا کہ یہ اسوقت تنہا بغیر اطلاع کس وجہ سے آپ نے تکلیف فرمائی بدیع الملک نے
جو کچھ ہرکاروں کی زبانی سنا تھا بیان کیا۔ نقابداروں نے کہا کہ یا صاحبقران ہرکاروں
نے غلط نہیں بیان کیا تھا لیکن ہرکارے کسی کے دل کا حال کیونکر دریافت کر سکتے ہیں
صرف خضران کے دھمکانے کی غرض سے یہ کلمہ کہا گیا تھا کہ کوڑا لاؤ ورنہ بے خطا اک مسلمان
کو تعذیر دینا کب جائز ہے۔ ہم بھی مذہب اسلام رکھتے ہیں علاوہ اسکے خضران کے مرتبہ سے

آگاہ ہین کہ اب یہ قائم مقام ہی خواجہ عمرو کا صرف اسواسطے دھمکایا کہ آیندہ ایسی عیاری
نکرے اور اشارہ اپنے عیار کو دیا کہ خضران کو کیون لائے عیار نقابدار نے جلدی سے خضران
کو کھول دیا اور کرسی بیٹھنے کو دی۔ خضران بدیع الملک کی پشت پر آکر مگس پرانی کرنے لگا
بدیع الملک کا غصہ فرو ہوا پوچھا کہ یہ نقابدار کو جانک کچھ سخت مزاج معلوم ہوتے ہین نقابدارن
نے کہا کہ چونکہ اسوقت تک انکو دعواے ہمسری ہی اور یہ طالب بانہاے صاحبقرانی کے ہین
اسوجہ سے انھون نے تعظیم نہین دی۔ بدیع الملک نے فرمایا کہ بحث طلب کرتے ہین تو جان
تک حاضر ہی اور اگر بزور شمشیر بانہاے صاحبقرانی کی طلب ہی تو جو شخص مقابلہ کرکے مجھے زیر
کرے وہ بانہاے صاحبقرانی لے لے مجھے کچھ عذر نہوگا۔ نقابدار خرد نے جواب دیا کہ انشاءاللہ تعالیٰ
سر میدان آپ سے بانے لے لینگے صاحبقرانی بھیک مانگ کر نہین لیجاتی ہی اگر ہمارے بازو مین
زور ہوگا تو لے لینگے۔ بدیع الملک نے کہا کہ مجھے اسمین کچھ عذر و انکار نہین ہی۔ بعد ان
باتون کے نقابدارون نے اپنے عیار سے کہا کہ جاموش زہرخوار کو ہوشیار کرکے اُس سے
پوچھو کہ مذہب کے معاملے مین کیا کہتا ہی عیار نقابدار نے جاموش کو بھی ستون بارگاہ سے
باندھ کر ہوشیار کیا اور قلم دوات اُسکے سامنے رکھکر ہدایت دین اسلام کی۔ جاموش زہرخوار
فیل سوار نے لکھ دیا کہ سو جان سے ہون تو نام پر خداوند سامری و جمشید کے نثار ہین بس
یہ مضمون دیکھکر نقابدارون نے حکم قتل دیا۔ اُسی وقت جلاد حاضر ہوئے اور جاموش کو
کھینچتے ہوئے قریب چبوترہ ریگ کے لائے اور ایک جلاد تلوار کھینچکر براے قتل جلاد پیترے
بدل بدل کر قریب جاتا تھا اور پیچھے ہٹ آتا تھا۔ یہانتک کہ تیسرا حکم نقابدار نے دیا کہ قتل کر
اس ملعون کو بس جلاد نے دوڑکر تلوار زبان سے جاموش زہرخوار کی کھینچ لیا اور کہا کہ جو کچھ
کرنا ہو کر تو مین ہون دوست تمھارا اخواے زنگی جان پر کھیل کر اور بفن عیاری جلاد بنکر
یہانتک پہونچا اور تمکو رہا کیا بس یہ سنتے ہی ادھر سے شاپور خنجر پکڑکر دوڑا اور نقابدار خود بھی
تلوار پکڑکر اُٹھے۔ بدیع الملک بھی اُٹھے کہ یہ اس ملعون نے کیا کیا۔ لیکن جاموش زہرخوار کی
زبان سے کلمہ چھینتے ہی اُسنے اُف اُف کرنا شروع کیا تو منھ سے جاموش کے دھوان سا نکلا
اور تاریکی پھیلنے لگی۔ نقابدار کو بدیع الملک نے منع کیا کہ اب موقع نہین ہی اسسے نکلجانے دو
پھر دیکھا جائیگا۔ نقابدار نے نہ مانا اور مثل پرکالہ آتش کے اُس تاریکی مین درآیا تلوارین مارنے
لگا لیکن وہ تاریکی بلند ہوگئی اور آواز پیدا ہوئی کہ خبردار اسوقت تو مین جاتا ہون کل سر میدان اگر
ایک ہی روز مین تم سب کا خاتمہ نکیا تو نام اپنا جاموش زہرخوار نہ رکھا۔ یہ کہتا ہوا جاموش تو
مع اخواے زنگی اپنے مکان کی طرف روانہ ہوا یہان بدیع الملک نقابدار سے رخصت
ہوئے خضران کو خلعت دیکر نقابدارون نے بدیع الملک کے ساتھ کردیا بدیع الملک نے عیار
کو لیے ہوئے خوشی خوشی خدمت مین بادشاہ اسلام کے آگئے یہان سے برابر ہرکارون کی ڈاک
بیٹھی ہوئی تھی دمبدم کی خبر مل رہی تھی سردار تیار بیٹھے تھے کہ اگر صاحبقران کی خدمت مین کوئی گستاخی
نقابدارون کی جانب سے ظہور مین آئیگی تو چلکر تلوار برسائینگے لیکن خدا نے خیر کی کہ صاحبقران مع
خضران آکر پہونچے خبر آمد صاحبقران سنکر تمام سردار استقبال کے واسطے آئے اور امیر ثالث
کو باعزاز تمام لیکر بارگاہ سلیمانی مین آئے بسبب گرفتاری و رہائی جاموش کے اُسدن میدانداری موقوف

رہی- جو فوجیں صبح کو میدان جنگ میں پہونچ گئی تھیں وہ بھی بسبب بادشاہان لشکر کے نہ آنے کے
میدان سے واپس آئیں برجیس آفتاب پرست کو جب معلوم ہوا تھا کہ جاموش گرفتار ہو گیا
تو یہ نہایت پریشان تھا اور سوچتا تھا کہ طبل جنگ اسنے بجوا دیا تھا لیکن ہر جوانگیا مارے خوف کے میدان
میں نہ جاتا تھا جب رہائی جاموش کی خبر ہرکاروں نے بیان کی تو برجیس نہایت خوش ہوا اور
اسنے نقارہ شادمانی بجوایا اور پوشیدہ طور پر واسطے ملاقات جاموش گیا- جسوقت ملاقات ہوئی
تو برجیس نے تصدق اتروائے جاموش زہرخوار نے کہا کہ آپ آج پھر طبل جنگ بجوا دیجئے کل
ایک ہی روز میں میں کل خدا پرستوں کا خاتمہ کر دونگا- میں نے عبرت دلانے کی غرض سے جنگ کو
طول دیا تھا کہ شاید یہ لوگ اب بھی راہ پر آجائیں مگر معلوم ہوا کہ نہیں یہ لوگ ہرگز راہ پر نہ آئینگے
اب انکا مار ڈالنا جملہ واجبات سے ہے- برجیس نے کہا کہ میں کچھ فوج اور چند عیار آپ کی
حفاظت کے واسطے چھوڑے جاتا ہوں- جاموش زہرخوار نے کہا اسکی کچھ ضرورت نہیں ہے
آج میں اچھی طرح اپنی حفاظت کا انتظام کرونگا کہ ہوا بھی مجھ تک گذر نہ کر سکیگی اور اب آپ
تشریف لیجائیے یہاں آپکا زیادہ ٹھہرنا اچھا نہیں ہے برجیس تو وہاں سے رخصت ہو کر اپنے
لشکر میں آیا اور جاموش زہرخوار نے اغوانے زنگی کا شکریہ ادا کیا کہ حقیقت میں تم نے میرے ساتھ
حق دوستی ادا کیا اگر خداوند سامری و جمشید نے مجھے ان مسلمانوں پر فتحیاب کیا تو میں بھی
تمھارے ساتھ اسکا حق ادا کرونگا یہ کہکر جاموش زہرخوار نے اپنی سرحد کے گرد سرکنڈے
گاڑ کر انپر نیلا پیلا زرد زنگاری سوت لپیٹ کر کچھ اسم سحر پڑھا کہ تاریکی سی چھا گئی بعد کچھ دیر
کے جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ چہار جانب اک دیوار دخانی قائم ہو گئی ہے دروازہ اندر جانے کا
کسی طرف نہیں ہے جاموش زہرخوار نے جب کامل انتظام کر لیا تو آپ اندر حصار سحر کے بیٹھکر
سحر تیار کرنا شروع کیا جسکا حال بوقت میدان داری معلوم ہوگا- یہ تو اس انتظام میں معروف
رہا اور سحر تیار کر رہا ہے لیکن احوال لشکروں کا سنئے- کہ برجیس آفتاب پرست نے شام
ہوتے ہی طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر صاحبقران عالیشان کو ہوئی یہاں بھی کوس حربی نوازش میں
آیا ادھر نقاروں نے بھی طبل بجوا دیا- اب تینوں لشکروں میں تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں
عیار پھر بفکر عیاری روانہ ہوئے لیکن جسوقت قریب حصار پہونچے اور دیکھا کہ کسی طرف سے
راستہ اندر جانے کا نہیں ہے تو عیار مجبور و ناچار ہو کر واپس آئے لیکن حضرت قران ثالث نے
اپنے عیاروں سمیت اندر حصار کے سنگ اندازی کرنا شروع کی کہ کوئی پتھر تو جاموش زہرخوار کے
سر پر بھی پڑہی جائیگا- جاموش زہرخوار بیٹھا ہوا معروف سحر خوانی تھا کہ دفعتاً پتھر برسنے لگے تو
گھبرا کر اپنی جگہ سے اٹھا اور بیرون حصار آیا دیکھا کہ چند عیار گوپھنیں لیے ہوئے سنگ اندازی کر رہے
ہیں بس اسنے وہیں سے کچھ اسم سحر پڑھکر گیری کی آواز دی زمین نے پاؤں پکڑ لیے جاموش
زہرخوار قریب آیا انکو بھی طائر بنا بنا کر اڑانا شروع کیا- قران ثالث کو کوا بنا کر اڑا دیا اور پھر جا کے
معروف سحر خوانی ہو گیا- ہرکاروں نے یہ خبر دونوں لشکروں میں پہونچائی کہ جو عیار بفکر عیاری
گئے تھے وہ بھی اسیر بلا ہوئے- ادھر طبل جنگ تو بج ہی چکا تھا جب صبح ہوئی تو تینوں لشکر
میدان میں آکر صف آرا ہوئے ہنوز کوئی میدان میں نہ نکلا تھا کہ جانب صحرا سے جاموش زہرخوار
نمودار ہوا آج یہ ملعون نہایت غیظ و غضب میں آیا ہے کہ ایک دم میں سب کو مٹا دونگا- جب

لشکر برجیس مین پہونچا تو اپنے لشکر کو لشکر برجیس مین شامل کیا اور آپ اپنے فیل سحر کو بڑھا کر
میدان مین آیا اور پکارا کہ اے گروہ خدا پرستان معلوم ہوا کہ تمھارے ساتھ دوستی کرنا اپنے
حق مین عین دشمنی ہی آج جسکو تنہا سفر ملک عدم منظور ہو وہ میرے مقابلہ پر نکلے اور جسکو تمام قافلے
کے ساتھ جانا منظور ہو وہ انتظار کرے بہر صورت مجھے منظور ہی کہ آج ہی خاتمہ جنگ ہو جاوے
نقابدار خرد نے نکلنے کا قصد کیا تھا کہ نقابدار کلان نے بازو پکڑ لیا اور کہا کہ ساحر کے مقابلہ مین جا کر
اپنی عزت کھونا ہی ادھر شاہزادہ بدیع الملک قصد کر رہے تھے حضرات منع کر رہا تھا کہ قطب صاحب
نے سجادہ بڑھایا اور بدیع الملک سے کہا کہ آپ تامل کیجیے دیکھیے آج اسکے باپ دادون کا کیا
انجام ہوتا ہی یہ فرما کر سجادہ اپنا اڑاتے ہوے سامنے جاموش زہر خوار کے آ گئے۔ برجیس
آفتاب پرست نے جو صورت قطب صاحب کی دیکھی دم فنا ہو گیا پکارا کہ اے جاموش
زہر خوار فیل سوار اس فقیر سے بہت ہوشیار رہنا۔ اسنے اُس شخص کے والد ماجد آفتاب جادو
کو مارا ہی مچھلی بنا کر اک طاؤس صحرائی کو کھلا دیا آخر غازہ سحر کا میرے چہرہ سے مٹا دیا جاموش
زہر خوار نے کہا کہ ابھی اسی فیل سے چروائے ڈالتا ہون یہ کلمہ سُنکر قطب صاحب نہایت
ہنسے اور فرمایا کہ دیکھون تو تیرا فیل سحر کیسا ہی بس یہ سنتے ہی جاموش زہر خوار نے اسی طرح بال
اپنے سر کا توڑ کر زمین پر پھینکا کہ وہ بال بالیدہ ہو کر فیل مست بنا اور قطب صاحب کی طرف چلا
جیسے ہی قریب پہونچا قطب سجادہ نشین نے کچھ پڑھ کر اُس کو ڈانٹا کہ بس کھڑا رہ فیل اُسی جگہ
تھم گیا۔ پھر ہر چند جاموش زہر خوار نے اپنے سحر کو زور دیا مگر فیل اپنی جگہ سے نہ سرکا اُسنے جھلا کر
دوسرا بال سر کا توڑ کر پھینکا اور چند دانے رائی سرسون کالے دانے سے پڑھکر اُس بال کی
طرف پھینکے پھر اک فیل مست پیدا ہوا اور قطب صاحب کی طرف چلا جیسے ہی قریب پہونچا
قطب صاحب نے اُسے بھی آواز دی کہ ٹھہر جا۔ اسی جا ہاتھی تھم گیا۔ جاموش متواتر ہاتھی بنا بنا
کر للکار رہا تھا مگر جو فیل قریب آتا تھا ٹھہر جاتا تھا ہر چند جاموش سحر کو زور دیتا تھا مگر جو فیل
جس جگہ تھم جاتا تھا پھر آگے نہ بڑھتا تھا آخر کار جاموش زہر خوار عاجز ہوا اور اُسنے خود آگے
بڑھنے کا قصد کیا۔ ادھر درویش نے آواز دی کہ اب میرے عمل کی قوت بھی دیکھیگا یہ کہکر
منھ پر ہاتھ پھیرا ایک بال ریش کا ہاتھ مین آ گیا درویش نے ریش کے بال کو کچھ پڑھکر زمین
پر پھینکا کہ وہ شیر ببر ہو کر ڈکارا۔ درویش نے آواز دی کہ لیا ان ہاتھیون کو۔ بس یہ سنتے ہی شیر
جھپٹ کر ہاتھیون پر جا پڑا۔ ہاتھیون نے بھی شیر کو گھیرا۔ شیر کا طمانچہ اور ہاتھیون کے گھونسے
چلنے لگے شیر نے جس ہاتھی کو طمانچہ مار دیا وہ چیخ کر بیٹھ گیا اور شیر لپک کر دوسرے ہاتھی پر جا رہا
جتنے ہاتھی تھے شیر نے سب کو زخمی کیا کسی کی سونڈ نوچ لی کسی کی مستک زخمی کر دی کسیکا پیٹ
چاک کر دیا ناخون شیر کے شمشیر کا کام کر رہے تھے جاموش ہر چند اپنے سحر کو زور دیتا ہے اور
ہاتھیون کو للکارتا ہی کہ تم اسقدر ہو یہ ایک ہی اگر ایک ایک طمانچہ شیر کی سونڈ مین لپیٹ کر
کھینچ لو تو شیر کے پرزے اُڑ جاینگے مگر شیر برق جندہ بنا ہوا ہی کہ ہاتھی سونڈ بڑھا کر بچانے
ہی مین تھے نے اسکو طمانچہ مارا اسپر جا رہا اسکا پیٹ پھاڑ دیا جب جاموش زہر خوار ہر طرح عاجز ہوا تو
گولہ فولادی جھولی سے نکالا اور پھر اسم سحر پڑھتا ہوا قطب صاحب کیطرف چلا۔ قطب سجادہ نشین
نے جو جاموش کو اپنی طرف آتے دیکھا کچھ اسم پڑھنا شروع کیا اُدھر جاموش اسم سحر پڑھ رہا تھا

ادھر قطب صاحب مصروف وردِ اسمائے موکلین تھے جیسے ہی جاموش نے گولہ مارا قطب نے ہاتھ
کا اشارہ کیا گولہ پلٹ کر جاموش کی طرف چلا۔ جاموش نے جلدی سے پھر کوئی اسمِ سحر پڑھا کہ اسی
درویش کی طرف پلٹا دون مگر ممکن نہوا اُدھر قطب صاحب زور دے رہے تھے کہ گولہ نہ ہٹے
دو طرف کا زور جو پڑا تو گولہ چرخ کھا کر فیل جاموش کی مستک پر پڑا فیل نے چرخ مارا جاموش
فیل پر سے کود پڑا اور سر اپنا نوچنے لگا اور بال کھسوٹنے لگا۔ جو بال زمین پر گرا وہ فیل بنکر قطب صاحب
کی طرف چلا۔ قطب صاحب نے جلدی سے اک شیشۂ آبِ چیدہ کا نکالکر پانی اسکا چلو مین لیا
اور سر پر جاموش کے چھینٹا مارا پانی پڑتے ہی ہر قطرہ نے چنگاری کا کام دیا۔ سر مین جاموش
کے آگ لگ گئی بال جاموش کے جلنے لگے جاموش اپنا سر پیٹنے لگا۔ خضر ان نے آواز دی
کہ ای جاموش تین بالون کو توڑکر تو فیل بناتا تھا۔ قطب صاحب نے اُس دڑھبلے ہی کو پھونک دیا
عیارون نے تالی دی لشکرِ اسلام سے قہقہے کی صدا بلند ہوئی کفار نہایت ذلیل و خوار ہوئے جاموش
نے ہرچند سحر کیے مگر آگ نہ بجھی۔ پہلے بال جلگئے پھر دماغ مین جاموش زہر خوار کے آگ لگ گئی
اور دماغ مثل روغن جلنے لگا اور آخر کو آگ تمام جسم مین پھیل گئی جاموش زہر خوار مانند پتلہ
آتشبازی کے جلنے لگا۔ یہ دیکھکر تمام ساحر ہمراہیان جاموش زہر خوار کو سلے تیغ تاریخ پکڑکر
قطب صاحب کیطرف چلے کہ اسے مارلو اسکو غضب کیا اسنے کہ ہمارے سردار کو جلا دیا یہ جانتے
نہ پائے۔ جتنے عرصہ مین یہ لوگ قریب پہونچے اُتنی دیر مین جاموش زہر خوار ہمہ تن شعلہ
بنکر ہاتھیون پر گرا کہ سب جل کر خاک ہوگئے بعد اسکے شعلہ بنا ہوا اپنے ہمراہیون پر گرا کہ سب کو
جلا کر خاک کر دیا اور خود بھی مانند چراغ صبح کے بھڑک کر خاموش ہوگیا۔ مرنا تھا اسکا کہ اک قیامت
کبریٰ برپا ہوئی آندھی چلی خاک اُڑی آتش بازی و برف باری دیر تک ہوا کی بیرون نے
خاک اُڑائی جب مجبور ہوئے تو آواز دی کہ مارا جوان کشتی نام من جاموش زہر خوار فیل سوار
جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم۔ ادھر تو بیرون شور و غل کرکے روانہ
ہوئے اُدھر ہوا سے دود سحر برطرف ہوا اور روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش جاموش کی مع چار سو
ساحرون کے جھلسی ہوئی پڑی ہی۔ اہل اسلام نے نعرہ ہائے خوشی بلند کیے قطب صاحب کے
زور عمل کی تعریف ہونے لگی لیکن برجیس آفتاب پرست کی آنکھون مین دنیا تیرہ و تاریک ہوگئی اسنے
لشکر کو آواز دی کہ ارے اس فقیر کو جسطرح بنے مار لو کہ اسنے ہمکو زندہ درگور کر دیا۔ پہلے باپ کو
مارا پھر ایسے محسن کو مار ڈالا یہ بھی زندہ جانے نہ پائے بس یہ سنتے ہی سترہ اٹھارہ لاکھ کا لشکر
پیدل اور سوار یورش کرکے چلا۔ بدیع الملک نے یہ دیکھتے ہی قطب صاحب کو آواز دی کہ بس
اب آپ درمیان سے ہٹ جائین اب موقع آپ کے لڑنے کا نہین ہے۔ یہ فرما کر مع فوج یہ بھی
چل کھڑے ہوئے سرپٹ گھوڑے اُٹھا دیے کہ ایسا نہو حریف قطب صاحب تک پہونچ جائے اُدھر
لقا بدارون نے دیکھا کہ پھر جنگ مغلوبہ کا سامان ہی ایسا نہوا بکی مرتبہ بدیع الملک برجیس تک
پہونچ جائین بس انھون نے بھی مع لشکر اپنی جگہ سے حرکت کی اور طرف لشکر برجیس آفتاب
پرست کے گھوڑے اُٹھا دیے اتنے اتنے بڑے تین لشکر جو اپنے مقام سے چلے زمین کو زلزلہ
آگیا گھوڑون کی ٹاپون سے گرد اُٹھی قطب صاحب نے جلدی سے سجادہ کو بلند ہونے کا اشارہ
کیا۔ سجادہ بلند ہونے لگا۔ برجیس آفتاب پرست نے دیکھا کہ فقیر نکلا جاتا ہی اور بدیع الملک کا جن

کچھ بنا نہین سکتا ہون پس اسنے کمانداروں کے غول کو آواز دی کہ یہ فقیر جانے نہ پائے اسکو
تیرون پر رکھ لو کمانداروں سے تیر برسے قطب صاحب بخور تیرون کی زد سے دور ہونے پائے تھے
کہ تیر بسر ہو گئے پس قطب صاحب نے کچھ اسم پڑھکر ہاتھ سے اشارہ جو کیا تو وہ سب تیر جو
اس طرف آتے تھے اُسی طرف پلٹ گئے چار سو کماندار مارے گئے جو تیر قطب صاحب کی
طرف پھینکا تھا وہ تیر اُسی پر پڑا - اب قطب صاحب تو سجادہ اُڑا کر بلند ہو گئے اور تینون لشکر
لگے تلوارین کھینچ گئین سپرون کی سیاہ بدلیان چھا گئین گھوڑون کی تگاورون سے ہیبتناک
آواز پیدا ہوئی - یہ معلوم ہوا کہ زمین دھوان دھار بنکر گرجنے لگی اور اب اُٹھین بادلون سے
بارش خون شروع ہوئی سر اولون کی طرح برسنے لگے بجلی تلوار کی چمک چمک کر گرنے لگی اُدھر
برجیس آفتاب پرست اپنے لشکر کو للکار رہا تھا کہ اے بندگان خوش اعتقاد یہی وقت ہی اگر آج
تمنے کمی کی تو کچھ نہ کیا مناسب و لازم یہ ہی کہ ان بندگان بے ادب کو سزائے معقول دو ورنہ یہ
تمھارے خداوند کی خدمت مین گستاخی کرینگے سرداران لشکر برجیس آفتاب پرست جانین
لڑا رہے تھے اور برجیس آفتاب پرست کو بچا رہے تھے لیکن سرداران لشکر اسلام مین ہر شخص کا
یہ ارادہ تھا کہ آج برجیس آفتاب پرست کو ہمین گرفتار کرین ایسا نہو کہ اُسی دن کی طرح پھر نقابدار
یاقوت پوش اس شکار کو اوپر ہی اوپر اُچک لے جائے - شاہزادہ بدیع الملک کو پاس بس
صاحبقرانی تھا اور یہ خیال تھا کہ کسی طرح برجیس آفتاب پرست کو مین ہی گرفتار کرون کہ جنگ کا خاتمہ
میرے ہی نام ہو اُدھر نقابدار یاقوت پوش غل برکالہ آتش کے لشکر کفار پر حملہ آور تھا کبھی یہان
نظر آیا کبھی وہان دکھائی دیا ساتھ نقابدار کے دونون نقابدار خرد و کلان بھی لڑتے ہی چلے آتے
تھے اور برابر نقابدار کا دل بڑھا رہے تھے کہ ہان جوان کیا کہنا ہی آج یہ کافر تمھارا ہی شکار ہے
مگر دیکھو بدیع الملک قریب آتے جاتے ہین ایسا نہو کہ وہان تک پہونچ جائین اور تم رہجاؤ یہ کہتے
ہوئے اور بھیڑ کو چھانٹتے ہوئے برابر چلے جاتے تھے جو پہلوان سہراب ثانی یعنے نقابدار خرد
کی جانب بڑھتا تھا اُسے نقابدار کلان ڈک کر اپنی طرف متوجہ کر لیتا تھا سہراب بن رستم ثانی صفون کو توڑتا
پہرون کو مسمار کرتا ہوا برابر چلا جاتا تھا اب جو دو طرف سے اتنی اتنی بڑی فوجون کا دباؤ پڑا لاکھون
کا کشت و خون ہوا تو لشکر کفار کے قدم پیچھے ہٹنے لگے اور برجیس آفتاب پرست نے بھی
بھاگنے کا قصد کیا تھا کہ یکایک از پردہ بیابان گردی برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر بر
بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ زیر آسمان اک آسمان خاکی نمودار ہوا دیکھا تو گرد یہ آئی
اور وہ آئی یہانتک کہ ہوا نے مارا گرد کو - گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے نقابدار
زمرد پوش پیدا ہوا پشت پر نقابدار کے کئی لاکھ جوانان سبز پوش تھے علمون کے پھریرے بھی
سبز تھے اور اُن پر بخط طلائی تعریف الٰہی اور نعت رسالت پناہی مرقوم تھی برجیس آفتاب پرست
نے پھر قدم جما دیے اور لڑنے لگا کہ شاید کوئی ہمارا طرفدار ہو اور ان سرکشون سے معاونت کرے
لیکن نقابدار زمرد پوش نے جو یہ ہنگامہ گرم دیکھا خبر تو پہلے ہی ملچکی تھی کہ لشکر برجیس آفتاب
پرست سے اور اہل اسلام سے مقابلہ ہو رہا ہی پس نقابدار نے بھی گھوڑا اٹھا دیا ساتھ نقابدار
کے لشکر نقابدار بھی تلوارین کھینچ کر چلا یہ سبز پوش بھی نعرے کر کے لشکر برجیس آفتاب پرست
پر گرے - بدیع الملک حیران تھے کہ یہ زمرد پوش کہان سے آ گیا اُدھر نقابدار یاقوت پوش بھی

نہایت متحیر تھے لیکن زمرد پوشون نے وہ راہ بھی مسدود کر دی جدھر برجیس بھاگنے کے ارادے سے
پچھلے پاؤن سرک رہا تھا لہذا چار و ناچار اسکو قدم جمانا پڑے کہ راہ فرار مسدود ہو چکی تھی۔ اب
تین طرف سے لشکر کفار پر دباؤ پڑا ایک طرف سے تو بدیع الملک بڑھے آتے تھے ہمراہ انکے تمام
جوانان صف شکن صفون کو توڑ رہے تھے لاشون پر لاشین گرا رہے تھے ایک جانب سرخ پوشون
نے خون کے دریا بہا دیے تھے سم مرکبون کے حنائی ہو رہے تھے سبزے نے لالہ کا رنگ پیدا
کیا تھا مثل آسمان کے زمین پر بھی شفق پھولی تھی ایک سمت سبز پوشون نے آتے ہی قیامت
برپا کر دی انکی تلوارین بجلی کیطرح چمک چمک کر گر رہی تھین خرمن حیات آفتاب پرستونکی جل رہی
تھی کشت حسرت پامال نظر آتی تھی سرسبزی کی امید نہ تھی نخل شقاوت قلم ہو رہے تھے باغ امید
سے یہ پھل ملا تھا کہ تلوارون اور تیرون کے پھل مل رہے تھے عرصہ حیات تنگ ہو رہا تھا عجب
طرح کا ہنگامہ برپا تھا پہلوانان لشکر برجیس آفتاب پرست نے جی چھوڑ دیے تھے۔ تخت برجیس
کو سب نے گھیر لیا تھا اسی تلاطم مین بدیع الملک قریب برجیس جا پہنچے رعد دون رعد آواز نے
ڈکا اور کہا کہ او خدا پرست کدھر آتا ہی نہین جانتا کہ برجیس نائب خداوند آفتاب ہمارا مالک ہی
اگر وہ ناراض ہو جائیگا تیر غضب نازل کر دیگا بہتر یہی ہی کہ پلٹ جا بدیع الملک نے کہا اے
ملعون کیا جھک مارتا ہی۔ آفتاب غروب ہو گیا اور نائب آفتاب باقی ہی اسکو کہن لگا جا ہٹ جا ہی تو خود
میرے سامنے سے دور ہو ورنہ مارا جائیگا تو دنیا بھی خراب ہوگی اور عقبی بھی بگڑیگی ابد الآباد جہنم
کے واسطے جہنم مین جائیگا یہ سنکر رعد دون رعد آواز پکارا کہ گستاخی سے کلمات زبان تیری جل جائیگی
نائب خداوند رحم دل ہی جو ایسی سختی نافرمان بندون کی اٹھاتا ہی اور کچھ نہین کہتا یا اسکو یہ خیال
ہوگا کہ میرے بندگان خاص اسکا جواب دے رہینگے یہ بات تو زبان سے جواب دینے کے لائق نہین
ہی بلکہ تلوار سے جواب دینے کے قابل ہی یہ کہکر بدیع الملک پر نیزہ مارا بدیع الملک نے نیزہ اسکا
تلوار سے قلم کر دیا اسنے تلوار ماری۔ بدیع الملک نے وار اسکا پشت شمشیر پر کاٹکر جو تلوار ماری
تو راکب و مرکب کے چار ٹکڑے ہوئے لاش جو اس قوی تن کی زمین پر گری دھماکا ہوا اسکو قتل
کرتے ہی بدیع الملک نے مرکب کو جو رانون مین مسلا تو گھوڑے نے الف ہو کر دونون پاؤن تخت
برجیس آفتاب پرست پر جما دیے۔ ادھر نقابدار یاقوت پوش کو جسیم دراز قامت نے روکنے کا
قصد کیا جب نقابدار رنگ کا تو جسیم نے تیر مارا نقابدار نے تیر کو تلوار سے قلم کیا اسنے چاہا گریبان مین
ہاتھ ڈال دون نقابدار نے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر اچھال دیا کہ چالیس ہاتھ جسیم سا قوی تن بلند ہو گیا
نقابدار خود نے چورنگ کاٹنے کے قصد سے اچھالدیا تھا مگر جب دیکھا کہ بدیع الملک قریب پہنچ
گئے ہین ایسا نہو شکار کو لیجائین پس اسنے بھی گھوڑے کو رانون مین مسلا مرکب نقابدار کا بھی
بے نظیر ہی ایک ہی جست مین اسنے بھی تخت برجیس پر پاؤن جما دیے اُدھر جسیم جو زمین پر گرنے لگا
نقابدار کلان نے دو ٹکڑا اسکو چورنگ ہوا لی گیا اُدھر نقابدار زمرد پوش کو ارقام زرد چشم نے
روکا تھا اور تلوار اٹھائی تھی کہ نقابدار نے کمر کا ہاتھ مارا ارقام زمین پر گرا اور نقابدار زمرد پوش
برجیس آفتاب پرست پر جا پڑا۔ برجیس نے جو دیکھا کہ ایک چھوڑ تین تین آفتین ایک وقت مین
آ پڑین انکا ٹالنا غیر ممکن ہی تو اسنے تخت سے کود کر بھاگنے کا قصد کیا لیکن دیکھا تو تین ہاتھ اسکا
نے کمر زنجیر مین پڑ گئے اور کشمکش ہونے لگے ادھر تو بدیع الملک کا ہاتھ بند کمر پر پڑا اُدھر نقابدار

یاقوت پوش کا ہاتھ پڑا ایک طرف نقابدار زمرد پوش کا ہاتھ پڑا۔ بدیع الملک نے اپنی طرف کھینچا نقابدار
یاقوت پوش نے اپنی جانب کھینچا۔ نقابدار زمرد پوش نے اپنی طرف کھینچا اسی کشمکش میں زنجیر
کمر ٹوٹی ساتھ ہی اک برق سی بھی چمکی اور نعرہ ہوا کہ ہاش اے گروہ خدا پرستان خبردار و ہوشیار
باشید کہ منم دریا موج جادو غلام خاص خداوند سارق بن لقا بس اب تم لوگوں کی تباہی کا زمانہ
قریب ہے اسلیے کہ خداوند سارق بن لقا ایسے زبردست خداوند کا خروج ملک باختر سے ہوا جنہوں نے
ہے چونکہ تمنے بڑے خداوند لقا نے لقا کو بھی پاس نکیا اور اُنپر بڑے بڑے ظلم کیے لہٰذا خداوند نے
اس دار فانی کو ترک کرکے عالم جادو کی سکونت اختیار کی اب خداوند سارق آنکا انتقام لینگے
اور اب برجیس آفتاب پرست کو بھی گلستان باختر میں پاؤگے اور کہیں نہ پاؤگے۔ یہ کہکر
دریا موج جادو تو برجیس آفتاب پرست کو لیکر روانہ ہو گیا اور ادھر ان نقابداروں کے ہاتھوں میں
صرف ایک ایک ٹکڑا زنجیر کمر کا رہگیا۔ خضر ان نے آواز دی کہ ایہا الناس دیکھو لوکہ تم دونوں
نقابداروں کے ہاتھ میں دو دو تین تین گز زبان ہیں اور صاحبقران کے ہاتھ میں اب بھی اتنا بڑا
ٹکڑا ہے کہ اگر چاہیں تو اس سے ایک آدمی کو اسیر کرکے اسکی مشکیں باندھ سکتے ہیں جب دیکھا
نقابداروں نے کہ واقعی یہ بات سچ ہے تو اپنے اپنے ہاتھ سے ٹکڑا زنجیر کا پھینک دیا ساتھ ہی
بدیع الملک نے بھی ٹکڑا زنجیر کا پھینک دیا۔ ناقوس وزیر نے دیکھا کہ اب لڑائی کا خاتمہ ہو گیا
اسنے آواز امان دی۔ نقابدار یاقوت پوش قریب اسکے موجود تھا اسنے تلوار سے چمکایا اور فرمایا کہ
امان بشرط ایمان ناقوس نے کہا قبول ہے بدل و جان۔ نقابدار نے ہاتھ روکا اور کلمہ پڑھایا ناقوس
وزیر از سر صدق مسلمان اور نقابدار یاقوت پوش کا مطیع ہوا۔ اب تو ہر طرف سے امان کی آوازیں
آنے لگیں۔ اہل اسلام نے تلوار روکی جنگ موقوف ہوئی۔ بہت بڑا حصہ لشکر برجیس آفتاب پرست
کا مع ناقوس وزیر مسلمان ہوکر نقابدار یاقوت پوش کے ہمراہ ہو لیا اور ایک حصہ لشکر کا بدیع الملک
کا مطیع ہو گیا اور ایک حصہ نقابدار زمرد پوش کا شریک ہو گیا۔ غرضکہ سارا لشکر تین تیرہ بارہ باٹ ہو گیا
کچھ خزانہ نقابدار یاقوت پوش کے ہاتھ آیا کچھ مال و جواہر بدیع الملک نے بھی پایا کچھ نقابدار
زمرد پوش کو ملا۔ اب یہ تینوں لشکر با فتح و فیروزی طبل ظفر بجاتے ہوئے میدان جنگ سے پھرے
بدیع الملک بارگاہ سلیمانی میں آئے۔ نقابدار یاقوت پوش اپنی بارگاہ یاقوت نگار میں آیا نقابدار
زمرد پوش نے اک مقام پر اپنی بارگاہ فورا لگین برپا کی لباس رزم اتارا پوشاک بزم پہنی چونکہ آج
سبھی تھکے ہوئے تھے رات کو کسی نے دربار نہیں کیا اور اپنے اپنے بستر خواب پر محو آسائش ہو
لیکن جسے دھیان جنگ کا رہتا ہو کب اسکی آنکھوں میں نیند آتی ہے۔ نقابدار یاقوت پوش
نے ہرکاروں کو برائے دریافت حال ملکہ فریبائے سیمتن روانہ کیا کہ دیکھو تو ملکہ کہاں ہیں ہرچند کہ
جو فتح خدا نے مجکو عنایت کی ہے اسکو نہیں دی کہ ایک مرتبہ برجیس کو میں نے گرفتار کیا مگر اسکی
قضا نہ تھی کہ پھر رہا ہو گیا دوبارہ بھی وہ میرے پنجہ میں آگیا تھا مگر اور لوگ بھی پہونچ گئے اور
پھر وہ کافر نکل گیا وزیر برجیس کا میرا مطیع ہوا خزانہ ہاتھ آیا مال ملا مگر ملکہ فریبائے سیمتن کا پتہ
نہ لگا تو یہ سب خاک ہے رات کے بارہ بج چلے ہیں مگر نقابدار یاقوت پوش لینے شاہزادہ مہراب
ثانی بیچینی کی حالت میں دروازۂ خیمہ پر ٹہل رہا ہے عیار دریافت حال کو گیا ہوا ہے کہ ملکہ کہاں گئی
اور کیا ہوئی۔ یوں ہی ٹہلتے ٹہلتے نقابدار کو صبح ہو گئی اور فریبائے سیمتن کا پتہ نہ لگا۔ نقابدار کی

اُلجھن سوا ہونے لگی طرح طرح کے خیالات آنے لگے کبھی یہ گمان ہوتا ہی کہ کہین ایسا تو نہین کہ ملکہ نقابدار زمردپوش
کے قبضہ مین آگئی ہو کبھی سرداران بدیع الملک کی جانب خیال گیا آتش رشک شعلہ افگن ہوئی کبھی یہ
شک گزرا کہ شاید رقیبوں کے ساتھ ملکہ کو بھی پکڑ لیگیا ہرکارے قریب صبح پلٹ کر آئے اور
اُنھون نے عرض کی کہ اے شہریار کہین ملکہ کا پتا نہین ملتا۔ شاہزادہ سہراب ثانی مجبور ہوکر اپنے
خیمہ مین آیا نماز صبح پڑھکر آرام کیا جب وقت بیداری کا آیا خادم نے جگایا شاہزادہ سہراب
بن رستم نے ہاتھ منھ دھونے سے فراغت کی خاصہ تناول فرماکر بارگاہ مین تشریف لائے یہان
شاہزادہ رستم ثانی اور شہریار نامدار پہلے ہی سے تشریف فرما تھے سردارون کا ہجوم تھا نامور
وزیر بھی حاضر خدمت تھا باتین ہو رہی تھین کہ اک مرتبہ ہرکارون نے آکر عرض کی کہ جو سردار حضور
کے اور لشکر بدیع الملک کے ہاتھ سے جاموش کے گرفتار ہوگئے تھے وہ سب آتے ہین نقابدار
نے سرداران موجودہ کو برائے استقبال روانہ کیا لوگ گئے اور اُنکو باعزاز و اکرام لائے اُدھر بدیع الملک
کو اپنے سردارون کی خبر ملی اُنھون نے بھی شاہان ہفت ملک کو استقبال کے لیے بھیجا جسوقت
سرداران بدیع الملک آئے بدیع الملک نے پوچھا کہ تم کس زندان تاریک مین گرفتار تھے کہ تمھاری خبر
نہ ملی اور کیونکر بغیر اعانت رہا ہوئے اُن لوگون نے عرض کی کہ جاموش نے ہمکو جانوران پرند بناکر
اُڑا دیا تھا کل شام کے وقت دفعتاً ہمپر بیہوشی طاری ہوئی اور درختون سے زمین پر گرے
جب ہوش آیا تو اپنے کو جامۂ انسانیت مین پایا شکر خدا بجالائے اور حضور کی خدمت مین حاضر ہو
سب کو تعجب ہوا قطب صاحب نے بیان کیا کہ یہ سب سحر مین جاموش کے گرفتار تھے جب وہ مارا گیا تو یہ رہا
ہوگئے یہان تو یہ ہنگامہ گرم ہی اب وہان کی سنیے کہ نقابدار یاقوت پوش نے بھی اپنے سردارون سے
پوچھا تو معلوم ہوا کہ اسطرح اسیر بلا ہوئے تھے بعد اس ذکر کے نقابدار خرد نے نقابدار کلان سے
عرض کی کہ اب فیصلہ ہو جانا چاہیے نقابدار کلان یعنے شاہزادہ رستم ثانی نے اُسیوقت اک نامہ تحریر
کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ صاحبقران حال کی جانب سے صاحبقران سابق کو معلوم ہو کہ جب کوئی چیز پرانی
ہوتی ہی تو وہ کمزور ہو جاتی ہی اور بدل ڈالی جاتی ہی لہذا آپ کی صاحبقرانی کو بہت زمانہ گزر گیا اب
آپ ضعیف ہوے اور یہ کام جوانون کا ہی ضعیفون کا ہرگز نہین ہی لہذا بہتر و مناسب یہی معلوم ہوتا ہی
کہ اب آپ عزت و آبرو کے ساتھ صاحبقرانی سے دست بردار ہوکر اسائۂ صاحبقرانی میرے سپرد
کیجیے اس سے کچھ فائدہ نہین ہی کہ اہل عالم کے سامنے زیر ہوکر بعزتی سے دینا پڑے اسلیے کہ اب
آپ ضعیف ہوے اور مین جوان ہون اور یہی ہوتا چلا آتا ہی آپکے قبل صاحبقران ثانی اور اُنسے
پیشتر صاحبقران اول کا زمانہ تھا جس سلسلے سے صاحبقرانی آپ تک پہونچی اسی سلسلے سے مجھے
بھی ملنا چاہیے اور اگر یون نہ منظور ہو تو آزمایش زور و قوت ہو جائے جسوقت یہ نامہ تحریر کرکے
رستم ثانی نے سنایا شہریار نامدار نے بھی مضمون نامہ کا پسند کیا مگر سہراب ثانی نے کہا کہ آپنے
نرم الفاظ لکھے ہین ذرا سختی سے لکھنا چاہیے تھا رستم ثانی نے کہا اے فرزند سپہگری کی شان
جہالت ضرور ہی مگر بے تہذیبی شان سپہگری نہین ہی بزرگ کی بزرگی پر نظر رکھنا چاہیے سہراب خاموش
ہو رہا۔ رستم ثانی نے نامہ عقاب بلند کمان کو دیا اور فرمایا کہ جاکر امیر ثالث سے جواب نامہ کا لا
عقاب بلند کمان نے نامہ سر سے باندھا سپر و شمشیر لگاکر بارگاہ سے نکلا اور پانچ سو سوار اپنے
ہمراہ لیکر جانب لشکر بدیع الملک روانہ ہوا جسوقت یہ خبر شاہزادہ بدیع الملک کو ہوئی کہ نامہ دار

نقابدار آتا ہی تو بدیع الملک نے سرداروں کو واسطے استقبال کے بھیجا اور کرسی واسطے نامہ دار کے
بچھوا دی جسوقت نامہ دار داخل بارگاہ سلیمانی ہوا بادشاہ اسلام اور امیر قائم مقام کو مجرا گاہ پر سے
مجرا کیا اور بعد اُسکے سلام علیکم کی آواز دی سبنے جواب سلام دیا امیر ثالث نے کرسی کی طرف بیٹھنے کا
اشارہ کیا۔ عقاب بلندکمان سلام کرکے بیٹھ گیا اور نامہ پیش کیا بدیع الملک نے نامہ کو پڑھا اُسکے
اور جواب تحریر کیا کہ اے نقابدار سنئے کہ تو نوجوان اور مرد زبردست و بہادر ہی اور مین مرد
ضعیف ہون لیکن اسامۂ صاحبقرانی ایسی چیز نہین ہی جو بغیر آزمایش دیدیا جائے یا تو باجازت
امیر ثالث کے مین یہ عہدہ تمھارے سپرد کر سکتا ہون یا اگر مقابلہ مین تم بجبیر غالب آؤ تب یا بغیر اسکے
ناممکن ہی لہذا یا تو انتظار کرو اُس کا کہ مین خانہ کعبہ پہونچ کر تمھاری صاحبقرانی کیواسطے
اجازت حاصل کرون اگر وہ اجازت دینگے تو تم صاحبقران کہلانا یا طبل جنگ بجواؤ مین مقابلہ
کے واسطے موجود ہون یہ حق اُسی کا ہی جو سب سے زبردست ہو یہ جواب تحریر کرکے عقاب
بلندکمان کے سپرد کیا اور خلعت منگوا کر نامہ دار کو دیا۔ عقاب بلندکمان خلعت پہنکر جواب نامہ
لیے ہوئے خدمت مین نقابدار کی حاضر ہوا اور جوابنامہ پیش کیا شاہزادہ رستم ثانی نے مضمون
نامہ کا پڑھا اور سنا اپنے فرزند دلبند شاہزادہ سہراب ثانی سے ارشاد فرمایا کہ یہ تو سمجھی ہوئی بات
تھی مگر حجت تمام کر لی اب تم طبل جنگ بجنے کا حکم دو اُسی وقت شاہزادہ سہراب بن رستم ثانی
نے حکم دیا کہ بنام ہمارے اور صاحبقران وقت کے طبل جنگ بجے کہ کل اک عالم کے سامنے
فیصلہ صاحبقرانی کرنا ہی حسب الحکم نقابدار خرد اُسیوقت نقارۂ زرمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ
کی گرجی ہرکارے لشکر بدیع الملک کے خدمت مین بدیع الملک کے آئے اور بیان کیا کہ نقابدار
کوچک نے اپنے اور آپکے نام پر طبل جنگ بجوایا ہی۔ بدیع الملک نے فرمایا کچھ پروا نہین کہدو
کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگی۔ یہان بھی نقارخانہ سلیمانی نوازش
مین آیا تیاریان جنگ کی ہونے لگین اُدھر نقابدار زمردپوش بیٹے شاہزادہ رفیع البخت کو معلوم
ہوا کہ نقابدار یاقوت پوش نے طبل جنگ بجوایا ہی اور قصد نقابدار کا ہی کہ صاحبقران زمان سے
مقابلہ کرے۔ انھون نے بھی کوس حربی بجوا دیا۔ اب تینون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی
نقابدار زمردپوش تہیہ کیے ہوئے ہی کہ ادھر نقابدار یاقوت پوش نے لشکر سے مرکب نکالا
ساتھ ہی مین بھی گھوڑا اُٹھا دونگا۔ اور والد و جد کو اس طفل سے ہرگز مقابلہ نہ کرنے دونگا
دادا اسکے نور الدہر ہمراہ ہین مگر یہ ابھی نقابدار بنے ہوئے ہین۔ اور رفیع البخت بن بدیع الملک
انھون نے بھی سمجھا دیا ہی کہ ضرور بالضرور نقابدار خرد کے مقابلہ کو جانا اُدھر صحبت بدیع الملک مین
نقابدار زمردپوش کا بھی ذکر آتا ہی لوگ کہہ رہے ہین کہ زمردپوش بھی مرد بہادر و زبردست معلوم
ہوتا ہی لیکن یاقوت پوش کی طرح آتش مزاج نہین ہی بدیع الملک نے کہا کہ نہین معلوم کیا بات ہی
کہ جبسے مین نے اس زمردپوش کو دیکھا ہی دل بیچین ہی خدا جانے یہ زمردپوش کون ہی لیکن اب
کچھ حال نقابدار یاقوت پوش یعنی شاہزادہ سہراب بن رستم کا سنیے کہ طبل جنگ بج چکا ہے
تیاریان جنگ کی ہو رہی ہین سہراب کو اُنکے زیر کردہ سردار گھیرے بیٹھے ہین تعریفین کر رہے ہین اور
کہہ رہے ہین کہ بدیع الملک نے اچھا نہ کیا جو اسامہ صاحبقرانی دینے مین تامل کیا اور مقابلہ پر آمادہ
ہو گئے سامنے مردان عالم کے ذلیل ہونا پڑیگا نا قوس وزیر بھی حاضر ہی شاہزادہ سہراب بن رستم

نے دینا اسلحہ درست کر کے صحبت برخاست کی کہ رات آرام سے بسر ہو اسلیے کہ صبح کو اُس شخص سے
مقابلہ کرنا ہی جو صاحبقران وقت ہی جسوقت تمام سردار رخصت ہو گئے اور ناقوس وزیر نے بھی جانے
کا قصد کیا شاہزادہ سہراب کو خیال آیا کہ اس سے حال ملکہ کا شاید معلوم ہو جائے یہ خیال کر کے
ناقوس وزیر کو روکا اور فرمایا کہ مجھے تم سے کچھ پوچھنا ہی ناقوس وزیر ٹھہر گیا جب تخلیہ ہوا تو شاہزادہ
سہراب بن رستم ثانی نے فرمایا کہ اے ناقوس یہ تو بتلاؤ کہ اس ہنگامہ میں ملکہ کیا ہوئی ناقوس
یہ سُنکر روہانسا ہو گیا چہرہ پر ناقوس کے آثار حزن و ملال ظاہر ہوے عرض کی اے شہریار ملکہ کا
حال کچھ نہ پوچھیے کہ قابل عبرت ہی یا اس بداعمالی کا نتیجہ ہی جو اُسکے باپ اور بھائی سے ظہور میں
آئی کہ معبود حقیقی کو چھوڑ کر خدا بن بیٹھے تھے ویسا ہی خدا نے ذلیل کرا دیا۔ اے شہریار ملکہ
ثریاے سیمتن کا قصہ عجب مصیبت خیز قصہ ہی جب پرجبین آفتاب پرست کوہ عجائب بہار
پر پہونچا ہی اور نامہ حاکم قلعہ سنجاب کو تحریر کیا ہی تو ملکہ اسوقت تک ہمراہ تھی ارژنگ بن زمرد
ثانی ملکہ پر عاشق تھا مگر بے اختیار تھا اسلیے کہ جنگ میں از غایۂ سحر سے وہ خود مع لشکر اُسکا
مطیع ہو گیا تھا۔ لیکن کوہ عجائب بہار پر ارژنگ کو کوئی درویش ایسا ملگیا کہ اُس نے وہ اثر
ارژنگ کے دل سے ہٹا دیا اور فوج بھی اسکی ہوش میں آگئی بس ارژنگ بن زمرد ثانی نے
فکر کی کہ ملکہ کو لے نکلوں چونکہ وہ بھی کسیکی عاشق تھی کوئی تصویر ملکہ کے گلے میں رہتی تھی اُس تصویر
سے تخلیہ میں باتیں کیا کرتی تھی لوگ یہ کہتے تھے کہ کسی بت کی تصویر ہی اور بغرض پرستش گلے میں
پڑی رہتی ہی مگر میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ وہ کسی صنم کی تصویر ہو گی رفتہ رفتہ ملکہ کی یہ حالت ہوئی
کہ غم میں گھل گھل کر بیمار پڑ گئی طبیبوں نے یہ راے دی کہ ملکہ کے واسطے صحرائی ہوا زیادہ مفید ہی
اسوجہ سے خیمہ ملکہ کا فوج سے دور برپا ہوا کرتا تھا ارژنگ موقع پاکر ملکہ کو لے بھاگا جب ملکہ کا کوئی قابو
نہ چلا تو اپنے کو دریا میں گرا کر جان دیدی یہ کہکر رونے لگا شاہزادہ سہراب ثانی نے جو یہ واقعہ
جانگداز سُنا بے اختیار آنکھوں سے آنسو گر پڑے جوش محبت نے تو بہت کچھ فرمائشیں کیں مگر
ضبط اور خودداری نے رسوائی سے بچایا۔ ناقوس تو اُٹھ کر چلا گیا لیکن شاہزادہ سہراب بن رستم
کو اُسیوقت تپ آگئی سیارہ ثانی عیار اسوقت بھی حاضر تھا چونکہ بچپن کا رفیق ساتھ کا
کھیلا ہوا تھا اُس سے کسی بات کا پردہ نہ تھا۔ یہ حالت سہراب کی دیکھکر گھبرایا اور خدمت میں
اپنے آقاے کلاں شاہزادہ رستم ثانی کے گیا اور عرض کی کہ بڑا غضب ہوا۔ طبل جنگ بج چکا ہی
اور شاہزادہ کو بخار آگیا ہی۔ اب صبح کو مقابلہ کیونکر کرینگے اور غضب یہ ہی کہ طبل جنگ بھی اپنے ہی
نام بجوا چکے ہیں۔ یہ سُنکر رستم ثانی نہایت پریشان ہوے جلدی سے سہراب کے خیمہ میں آئے
دیکھا تو سہراب بخار میں بیہوش پڑا ہی بس اُسی وقت رستم نے عقاب بلند کمان کو طلب کیا جب
وہ حاضر ہوا تو اُس سے کہا کہ تو اسی وقت بدیع الملک کے پاس جا اور میری طرف سے بیان کر
کہ لقا بداختر جسنے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا تھا اور دعویدار صاحبقرانی تھا وہ تو ایسا بیمار ہو گیا ہی کہ
لائق مقابلہ نہیں ہی اگر یقین نہو تو آپ آکر خود حالت دیکھ جائیں لہذا اگر مناسب ہو تو مقابلہ موقوف
رکھا جاے کہ جسکو ولولہ مقابلہ کا تھا وہی بیمار ہی لڑنے میں ہمکو بھی عذر نہیں مگر جسکے نام طبل بج چکا
ہی وہ لڑنے کے قابل نہیں عقاب بلند کمان یہ پیام رستم ثانی کا لیکر خدمت میں شاہزادہ بدیع الملک
کے روانہ ہوا۔ بدیع الملک جلوہ گاہ میں جا چکے تھے خبران بہرہ دے رہا تھا کہ عقاب بلند کمان پہونچا۔

خضران سے کہاکہ خواجہ آپ صاحبقران سے میرے حاضر ہونے کی اطلاع کرین۔ خضران نے جاکر
شاہزادہ بدیع الملک سے بیان کیاکہ عقاب بلندکمان نقابدار کی طرف سے کوئی پیام لیکر آیا ہی
بدیع الملک نے کہاکہ اسوقت کونسا پیام وسلام کا موقع تھا۔ خضران نے عرض کی کہ اسے ٹھہریار
آسکے چہرہ سے پریشانی اور گھبراہٹ پائی جاتی ہی نہین معلوم ایسی کونسی ضروری بات ہی جو نقابدار
نے اسوقت کہلا بھیجی ہی نہ ملنا آپکا اخلاق صاحبقرانی کے خلاف ہی۔ بدیع الملک نے کہاکہ اچھا
بلاؤ صاحبقران مسہری پر لیٹے رہے اک چوکی برابر مسہری کے بچھادی گئی۔ عقاب بلندکمان کو طلب
کیا۔ عقاب سامنے حاضر ہوا تسلیم بجالایا۔ صاحبقران نے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ عقاب بلندکمان سلام
کرکے بیٹھ گیا۔ صاحبقران نے فرمایاکہ اسوقت تمھارے آنے کا کیا سبب ہی خیر تو ہی عقاب بلندکمان
نے عرض کی کہ نقابدار یاقوت پوش نے کہلا بھیجا ہی کہ جس بہادر نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا تھا وہ
بیمار ہوگیا ہی ہان مجھے کوئی عذر نہین ہی صاحبقران نے فرمایاکہ ہماری جانب سے کہدیناکہ ہمارے
اور نقابدار کے کوئی دشمنی یا عداوت تو ہی نہین فقط آزمایش زور وطاقت کی غرض سے طبل جنگ
بجا تھا اگر وہ نقابدار یاقوت پوش بیمار ہوگیا ہی تو جنگ موقوف رکھی جائے جب نقابدار کو
صحت ہوگی اُسوقت مقابلہ ہوجائیگا۔ یہ فرماکر خضران سے ارشاد کیاکہ کہدو تمام نقارخانون مین کہ
اب طبل نہ بجائین کہ مقابلہ موقوف رہا خضران نقارخانون کی طرف روانہ ہوا اور عقاب بلندکمان
بدیع الملک سے رخصت ہوکر خدمت مین شاہزادہ رستم ثانی کے آیا اور عرض کی کہ صاحبقران ارشاد
فرماتے ہین کہ جنگ موقوف رکھیے جب نقابدار یاقوت پوش کو صحت ہوجائیگی اُسوقت طبل جنگ
بجوا دیجیے گا۔ مین یہان سے کہین بھاگا نہین جاتا ہون۔ رستم ثانی نے بھی اپنے لشکر کے نقارخانے
اسی وقت بند کرادیے جنگ موقوف رہی جب وقت صبح کا ہوا رستم نے اطبا کو طلب کرکے
نبض دکھلوائی۔ طبیبون نے پہچان لیا اور کہاکہ یہ مرض جنون عشق کا ہی اگر اسیوقت سے اسکا تحفظ نہ کیا گیا
تو جان کا خوف ہی بہتر و مناسب وقت یہ معلوم ہوتا ہی کہ انکو کسی صحرا مین بھیجدیجیے کہ یہ سیر وشکار
مین اپنا دل بہلائین۔ شاہزادہ رستم ثانی نے سہراب سے کہاکہ اے فرزند تم شکار کو چلے جاؤ
نقابدار کو غنیمت ہوا گویا بے مانگے مراد ملگئی بس اسیوقت حکم دیاکہ لشکر ہمارا سامان شکار ساتھ
لیکر طرف کوہ سنبلہ کے چلے ہم بھی آتے ہین۔ اسی وقت لشکر نقابدار یاقوت پوش سے شکار
پر ساتھ جانے کے واسطے بارہ سو تیرانداز منتخب ہوے سامان صید وشکار درست ہوا اور
دوسرے روز صبح کو نقابدار یاقوت پوش جانب صحرا روانہ ہوا طبل جنگ موقوف رہا لیکن اب یہان سے

چند کلمے داستان شہر عارضیہ کے بیان کیے جاتے ہین کہ لوگ اُس
مقام کے تحقیق مذاہب مین مصروف ہین اور حق جوئی کر رہے ہین غزل
برآغاز کلام

ملا دو خاک مین تم لیتے لیتے امتحان میرا	نشاں ڈھونڈھتے پھرنا کہاں ہے بے نشاں میرا
ترقی پر ہی اے ہمدرد دیکھ درد نہاں میرا	کوئی پردہ نشین کیا آج ہوگا میہمان میرا
نہ بھولیگی مجھے اُسوقت کی بھی بے رخی دل کی	ہوا تھا مہربان دم بھر کوئی نامہربان میرا

لحد میں بھی وہی صورت ہے آزار محبت کی
نہ پائی مر کے بھی صحت غلط نکلا گمان میرا

تسلی کو وہ سینے پر عدو کے ہاتھ کیوں رکھیں
نہو درد جگر یارب نصیب دشمنان میرا

غرض سیر گلستان سے ہے اے صیاد لیں تنی
قفس لاکر وہاں رکھدے جہاں تھا آشیان میرا

غبار اپنی سواری کا جو دیکھا انکو یاد آیا +
یوہیں آتا تھا اٹھتا بیٹھتا اک ناتوان میرا

محبت تیری از خود رفتگی سے کھو دیا مجھکو
دو عالم سے گیا گو ر ٹھکانا اب کہاں میرا

جلال اپنا کسے قاتل بتاؤں ان حسینوں میں
بہت جو کھوٹے بنتے ہیں انھیں پر ہے گمان میرا

راویان شیرین زبان و حاکیان رنگین بیان اس داستان نصرت نشان کو یون تحریر کرتے ہیں کہ نقابدار ابلق سوار یعنے شاہزادہ عادل کیوان شکوہ بیابان بادگرد سے پھرے ہوے چلے آتے ہیں شاہزادہ داراب ثانی نقابدار نیلی پوش بنے ہوے ہمراہ ہیں۔ زور نقابدار کو ہان سے گئے ہیں اور سمجھ گئے ہیں کہ صاحبقران رابع یہی ہیں اور شاہزادہ بلقیس بن قمہور بھی نقابدار گلابی پوش بنے ہوے نقابدار ابلق سوار کے ساتھ ہو لیے ہیں طرف طلسم نطاق کے چلے آتے ہیں راستے میں خبر پائی کہ طلسم نطاق فتح ہو گیا اور شاہزادہ بدیع الملک صاحبقران ثالث بیابان گردباد میں مقیم ہیں بس یہ سنکر نقابدار ابلق سوار نے عنان مرکب کو طرف بیابان گردباد کے پھیرا اور طی مراحل و قطع منازل کرتے ہوے چلے جاتے جاتے اک صحراے پر بہار میں ہو پہنچے فضا اس صحرا کی پسند آئی شاہزادہ بلقیس بن قمہور نے کہا کہ اگر مناسب ہو تو ایک روز یہان قیام کر کے صید و شکار کا لطف اٹھائیے کل کوچ کر کے بیابان گردباد کی طرف چلیے نقابدار ابلق سوار نے بخاطر بلقیس منظور کیا۔ بارگاہ انجم حصار برپا ہو گئی شکرا و بحری بلقیس بن قمہور اور داراب ثانی اور نقابدار ابلق سوار تلاش شکار میں چلے جاتے جاتے اک مقام پر غول آہو کا نظر آیا ان تینوں دلیرون نے گھوڑے اٹھا دیے اور آہو بھاگے ہر ایک نے ایک ایک آہو کو تاک لیا پہلے نقابدار ابلق سوار نے تیر سر کیا کہ آہو صید ہوا۔ نقابدار نے گھوڑے سے کود کر آہو کو ذبح کیا۔ نقابدار نیلی پوش نے بھی کچھ دور جا کر جو تیر مارا تو انکا آہو بھی صید ہوا لیکن نقابدار گلابی پوش یعنے شاہزادہ بلقیس بن قمہور نے جس آہو کا تعاقب کیا وہ جھکائیاں دیتا ہوا درختوں کی آڑ پکڑتا ہوا دور نکل گیا بلقیس بھی ساتھ ہی ساتھ چلا آیا۔ آہو تو کسی کھوہ میں چھپ رہا اور شاہزادہ بلقیس حیران و سرگردان پھرنے لگے یہانتک کہ راستہ بھولے اک مقام پر ٹھہر کر ادھر ادھر دیکھنے لگے تو سواد شہر معلوم ہوا بلقیس نے شہر کی طرف کا رخ کیا اور چل کھڑے ہوے جاتے جاتے داخل شہر ہوے لوگوں سے پوچھا کہ نام اس شہر کا کیا ہے اور یہاں کس الطرف ہے معلوم ہوا کہ نام اس شہر کا عارضیہ ہے عارض شاہ یہان کا بادشاہ ہے دریافت کیا کہ مذہب یہانکے لوگوں کا کیا ہے انھوں نے بیان کیا کہ پہلے تو سب بت پرست تھے مگر اب لامذہب ہو گئے ہیں اسلیے کہ جبتک حقیقت کسی مذہب کی کامل طور پر ثابت نہو گی اسوقت تک ہم لوگ کوئی مذہب اختیار نکرینگے بادشاہ ہر مذہب و ملت کی تحقیق کر رہا ہے۔ یہ سنکر شاہزادہ بلقیس بن قمہور نے نقاب چہرہ سے اٹھا دی اور سمجھ لیا کہ اس مقام پر پردہ داری کی ضرورت نہیں ہے واسطے کہ کوئی جاننے والا یہاں ہے نہیں جو راز فاش کریگا جن لوگوں سے حالات دریافت کر رہے تھے انھیں ایک شخص تھا کہ نام اسکا بصیر تھا مرد شریف اور صاحب خلق تھا اسنے جو صورت شاہزادہ بلقیس بن قمہور کی دیکھی سمجھ گیا کہ یہ کوئی شاہزادہ و شہریار زادہ ہے بصیر نے عرض کی کہ آپ اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمائیے

ور زادہ اپنا ظاہر کیجیے کہ یہاں کس غرض سے تشریف لائے اور کہاں جانے کا قصد ہے بلقیس نے اپنا
نام بتایا اور فرمایا کہ میں آہو کے پیچھے راستہ بھولکر اسطرف آگیا چونکہ شام ہوگئی ہے اس سے یہ نیت
ہوا کہ رات اسی جگہ بسر کروں صبح کو دیکھا جائیگا۔ بعیر نے عرض کی کہ اے شہریار اس شہر میں
کوئی کاروان سرا وغیرہ ابھی نہیں بنی ہے مسافروں کو یہاں بہت تکلیف ہوتی ہے خصوصاً آپ
ایسے مسافر کو جنکے ساتھ کوئی سامان نہیں ہے اگر مناسب ہو تو اس غریب کو سرفراز فرمائیے کہ
میری عزت افزائی ہوگی بلقیس نے قبول کیا۔ بعیر شاہزادہ بلقیس کو اپنے ہمراہ مکان پر اپنے
لایا اور بہت خاطر مدارات کی رات بلقیس نے اسی مقام پر بسر کی جب صبح کو چلنے کا قصد کیا تو
بعیر نے عرض کی کہ اگر آپ کا جی چاہے تو آج اک تماشا دیکھتے جائیے فرمایا کیا تماشا ہے بعیر نے
عرض کی کہ اک راہب ملک باختر سے آیا ہے وہ کچھ وعظ و پند کریگا اور تمام اہل شہر سنینگے چونکہ
شہر میں کوئی ایسا مقام نہیں جہاں تمام اہل شہر جمع ہو سکیں لہذا اس محفل کے لیے صحرائے
مغرب معین ہوا ہے تمام جنگل میں خیمہ اور نمگیرے استادہ ہوے ہیں ایک بلندی پر کرسی
راہب کے واسطے بچھا دی گئی ہے اگر وعظ اسکی دلپذیر ہوگی تو تمام اہل شہر اسکا مذہب اختیار
کرلینگے بلقیس نے کہا کہ میں آج نجاؤنگا بلکہ اس صحبت وعظ میں شریک ہونگا لیکن مجھے بھی کسی بلند مقام
پر جگہ دینا کہ میں بھی تمام اہل شہر کو دیکھ سکوں اور اہل شہر مجھکو دیکھ سکیں۔ بعیر نے سکوت کیا اور
بعد تھوڑی دیر کے جواب دیا کہ اور کسی کے واسطے تو یہ امر ممکن ہونا محال تھا لیکن آپ کے واسطے
ہو سکتا ہے اسلیے کہ بلند دو ہی مقام ہیں یا راہب کے بیٹھنے کا یا بادشاہ کے قیام کا ان دونوں مقاموں
پر سوا کوئی شخص نہیں بیٹھ سکتا ہے مگر چونکہ بھائی میرا وزیر ہے بادشاہ کا میں آپکو اُسکے ساتھ کر دونگا
اُسے تقرب بادشاہ کا حاصل ہے اگر آپ اُسکے ساتھ ہونگے تو بلند مقام پر پہونچ جائینگے یہ کہکر
شاہزادہ بلقیس کو ہمراہ لیا اور خود سوار ہوکر اپنے بھائی کے مکان پر پہونچا جس وقت سواری وزیر
کی محل سے برآمد ہوئی تو بعیر نے سلام کیا اور کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں آپ اس شہریار کو اپنے ساتھ
بزم وعظ میں لیجائیں یہ میرے محسن ہیں اور اس شہر میں مسافرت کی حالت میں ہیں وزیر نے
قبول کیا اور بلقیس کو اپنے ساتھ لیے ہوے طرف بزم وعظ کے روانہ ہوا جس وقت یہ لوگ صحرا میں
پہونچے تو دیکھا کہ مجمع خلائق سے تمام صحرا مملو ہے وزیر کو دیکھکر لوگ پیشوائی کو بڑھے نہایت عزت
و حرمت کے ساتھ لیگئے بعد وزیر کے سواری بادشاہ کی نمودار ہوئی وزیر نے استقبال کیا
بادشاہ آکر تخت پر جلوہ افروز ہوا اور اراکین دولت پس پشت کرسیوں پر رونق افروز ہوے
اک کرسی پر شاہزادہ بلقیس بھی بیٹھ گئے۔ راہب کو حکم ہوا کہ وعظ بیان کرے۔ راہب بلندی پر
گیا اور کھڑے ہوکر اُسنے بہت کچھ تعریف لقاے بے بقا کی بیان کی بعد اُسکے ذکر خروج سارق
بن بقا برادر لقا کا بیان کیا اور کہا کہ دیکھو خداوند ایسا ہونا چاہیے کہ اُسے دیکھ سکیں اُس سے
حال دل کہہ سکیں اور وہ جواب دے سکے ایسا خداوند برحق نہیں ہے جو نہ بات کر سکے نہ جواب
دیسکے یا حکم اُسکے سخت ہوں کہ زندگی کو موت سے بدتر بنا دے بت پرستوں کو چاہیے کہ چشم انصاف
سے اپنے بتوں کو دیکھیں اور خداوند سارق کی قدرت کو دیکھیں اور اپنے دل سے انصاف کریں کہ کون
خداوند حقیقی اور لائق پرستش ہے ہمارا خداوند جاگتی جوت کا خداوند اور خاندانی خداوند ہے کہ اُسکا
باپ خداوند بھائی خداوند خود خداوند ہے ساتھ ہی اسکے احکام اسقدر سہل اور دلپسند کہ دشواریاں

اُسلنے کو سون دور مثلاً جو مرد غریب ہی اور استطاعت نہین کہ عقد کر سکے تو دو تین آدمی شریک ہو کر ایک
عورت سے عقد کرین اور مطلب دل بر لائین۔ راتین انصاف کے ساتھ تقسیم کرلین اگر اُس تقسیم
کے خلاف وہ عورت کسی کے تصرف مین آجائیگی تو سب کے عقدون سے خارج ہو جائیگی اور لڑکے
بھی اُسکے حرامی قرار پائینگے اور اگر ترتیب کے ساتھ ایک ایک شب ایک ایک شوہر کی خدمت مین
رہیگی تو جس ترتیب سے وہ خدمت شوہر کی کریگی اُسی ترتیب سے اولاد کی تقسیم بھی ہوگی کہ پہلا لڑکا
پہلے شوہر کا دوسرا دوسرے کا تیسرا تیسرے کا قرار پائیگا۔ یہ مسئلہ سُنکر شاہزادہ بلقیس تو لاحول
پڑھنے لگے بعض صاحب فہم ہنسنے لگے لیکن بہت سے جاہل خوش ہوے اور ساریق پرستی پر
مائل ہو گئے چنانچہ فرزیل وزیر بھی ساریق پرستی پر مائل ہوگیا۔ پھر راہب نے اور مسئلہ بیان
کیا کہ جسطرح ایک مرد کئی عقد کر سکتا ہے اسیطرح اگر عورت بھی کئی عقد کرے تو مضائقہ نہین
اسلیے کہ عورت کو مجبور کر کے رکھنا خلاف انصاف ہی۔ اس بات پر آوارہ مزاج عورتین نہایت
خوش ہوئین اور اُنھون نے بھی ساریق پرستی کا قصد کر لیا۔ پھر راہب نے تیسرا مسئلہ بیان کیا کہ
جو لوگ خاندانی ہین اگر اُنکے خاندان مین لڑکے یا لڑکا نہ ممکن ہو تو حقیقی بھائی بہنون مین عقد
کر دیا جاے مگر خاندان کے خلاف شادی نہ کی جاے اسلیے کہ ابتدا خلقت انسان کی یو ہین ہوئی
ہی بعض حماقت زدون نے اس قول کو بھی بہت پسند کیا اسیطرح راہب نے خلاف شریعت
اسلام و دیگر مذاہب بہت سے مسئلے جو شیطانی طریقون سے بھرے ہوے تھے بیان کیے
اور آخر مین کہا کہ اور جسے جو کچھ پوچھنا ہو پوچھ لے یا جس مسئلہ مین شک ہو سمجھ لے ورنہ اس
مذہب برحق کو اختیار کرے۔ یہ سُنکر بادشاہ نے اپنی رعایا کی طرف دیکھ کر کہا کہ تم مین ہی کوئی
ایسا جو راہب کی باتون کا جواب دیسکے سب سرنگون ہوے کہ راہب کی طلاقت لسانی سے
دب گئے تھے لیکن شاہزادہ بلقیس بن تہمور نے فرمایا کہ اگر مجھے اجازت ہو تو مین کچھ سوال اس
راہب سے کرون بادشاہ نے کہا کہ ضرور پوچھو۔ شاہزادہ بلقیس راہب کی طرف مخاطب ہوے
اور ارشاد فرمایا کہ تمنے پہلا مسئلہ جو بیان کیا کہ کئی شخص ایک عورت سے عقد کر سکتے ہین لیکن ترتیب
مین فرق نہ آئے اور اولاد کی تقسیم بھی ترتیب سے ہوگی کہ انصاف مین فرق نہ آنے پاے
یہ انصاف نہین ہی بلکہ بالکل ناانصافی ہی۔ یہ کیونکر معلوم ہو سکتا ہی کہ وہ لڑکا جو پہلے ہوا ہی وہ پہلے
نطفہ سے ہی۔ اگر دوسرے کے نطفہ سے ہی اور پہلے کو ملگیا تو انصاف ہوا یا ناانصافی ہوئی اسی بنا
شارع دین اسلام نے مرد کے مرجانے اور طلاق دیدینے کے بعد عدۃ معین کی ہی تاکہ معلوم ہو جائے
کہ عورت حاملہ تو نہین ہی نہ اس صورت سے عقد جائز ہی اور نہ یہ تقسیم اولاد درست ہی اگر مرد مین ادا
استطاعت نہو تو اُسکو چاہیے کہ جبتک وہ عورت کو اپنے عقد مین رکھ سکتا ہو رکھے بعد کو طلاق
دیدے۔ یہ مسئلہ انصاف پسندون کو نہایت مرغوب ہوا دل لوگون کے دین اسلام کی طرف
مائل ہوے۔ راہب سے جواب نہ بن پڑا پھر بلقیس نے دوسرے مسئلہ کا یہ جواب دیا کہ عورت مثل مرد
کے اگر کئی عقد ایک وقت مین کریگی تو پھر نطفہ کا پتا نہ ملیگا اسی بنا پر عورت کو مجبور کیا گیا ہی یہ بات
بھی سب نے پسند کی اور راہب سے اسکا جواب بھی نہ بنا۔ پھر تیسرے مسئلہ کا جواب بلقیس نے
یہ دیا کہ جب ابتدا خلقت آدم کی ہوئی ہی تو ایک لڑکا صبح کو پیدا ہوتا تھا اور لڑکی شام کو پیدا ہوتی
تھی اتنا فاصلہ دونون مین مناکحت کے لیے کافی تھا اور غرض اسکی یہ تھی کہ خلقت جلد ترقی ہو جائے

اور معبود کی عبادت کرنے والے پیدا ہوں اب خلقت کا طریقہ بدلگیا عقد کا طریقہ بھی بدلگیا اب
کسی ملت و مذہب میں بھائی بہن میں عقد جائز نہیں اور نہایت شرمناک بات ہے یہ سنکر سب نے
باواز بلند آفرین کہی اور کہا کہ مذہب اسلام سے بہتر کوئی مذہب نہیں ہے اب شاہزادہ بلقیس نے
اصول دین اسلام کے موافق تعریف پروردگار عالم بیان کرنا شروع کی کہ خدا وہ ہے کہ جسنے سبکو پیدا
کیا ہے اور اُسکو کسی نے پیدا نہیں کیا ہے یہ کیسا خداوند کہ جسکے باپ ہے اور بھائی ہے خداوندی ایسی
چیز نہیں جسکو خاندانی کہا جا سکے - خدا کا خاندان کیسا جب اُسکی صفت واحد و یکتا ہے تو وہ کسکو
پیدا کر سکتا ہے خود کسیکا پیدا کیا ہوا نہیں ہو سکتا - سارق بھی اک انسان ہے جسطرح اور مخلوق
خدا ہے اسیطرح وہ بھی اک بندہ معبود ہے مگر بندہ بے ادب و کافر ہے جسطرح لقا اور فرعون وغیرہ کی
خداوندی خدا پرستوں نے مٹا دی اسیطرح اک روز اسکی خداوندی بھی مٹ جائیگی پس یہ سنکر
راہب نے کہا کہ تمھارے خدا میں کچھ ایسی قدرت بھی ہے جو بندے کی خواہش سے ظاہر ہو
بلقیس نے فرمایا کہ بیشک تو نے خدا کی قدرت دیکھا میں اپنے خدا سے دعا کرتا ہوں ابھی معلوم
ہو جائے کہ حق پر کون ہے - راہب نے کہا کہ تم آگ میں کود سکتے ہو اس بھروسے پر کہ خدا تمھارا
تمکو بچا لیگا بلقیس نے فرمایا کہ بیشک اگر میرا خدا چاہے تو آگ گل ہو جائے میں آگ میں پھاندنے
کو موجود ہوں مگر تیرا خداوند بھی تجھے بچا سکتا ہے راہب نے کہا کہ اگر تمھارا خدائے نادیدہ تمکو
بچا سکتا ہے تو میرا خدا بھی مجکو بچا سکتا ہے کیونکہ وہ جاگتی جوت کا خداوند ہے یہ سنکر شاہزادہ بلقیس
بن قہمو بادشاہ کی طرف مخاطب ہوا کہ کسی مقام نشیب پر آگ روشن کرا دیجیے - عارض شاہ نے
اسیوقت حکم دیا لوگوں نے جنگل کی لکڑیاں کاٹ کاٹ کر ہیزم کا انبار کر دیا اور آگ روشن کر دی -
بلقیس بن قہمو نے آکر راہب کا ہاتھ پکڑا اور قریب اُس آتش کے آئے راہب بھی قریب آیا
مگر شعلوں کو دیکھکر جھجکا اور بلقیس سے کہا کہ پہلے تم آگ میں پھاندو بلقیس نے کہا کہ میں تنہا
اس آگ میں گرون یہ کہکر ہاتھ راہب کا پکڑا اور جست کی راہب پتے کی طرح ہاتھ میں انکے چلا
ویسے ہی بلقیس آگ میں گرے ہاتھ راہب کا چھوڑ دیا کہ ایسا نہو اسکے ساتھ میں بھی جل جاؤں
پس آگ میں گرتے ہی راہب تو جلنے لگا اور جس مقام پر شاہزادہ بلقیس گرے تھے وہاں کی
آگ گل ہو گئی اور شاہزادہ بلقیس صحیح و سالم اس آگ میں سے نکل آئے راہب کی ہڈیاں
تک جلکر خاک ہو گئیں یہ دیکھکر تمام ساکنان شہر عارضیہ نے کلمہ پڑھا اور از سر صدق مسلمان ہوگئے
لیکن فرزیل وزیر کے دل میں بغض شدید پیدا ہوا اور اسے یہ فکر ہوئی کہ کسی طرح اس شخص کو زک
دینا چاہیے کہ تمام شہر بادشاہ سے زیادہ اسکا مطیع ہو گیا ہے چونکہ بادشاہ ابھی تک شاہزادہ کا
دوست تھا نہایت عزت و حرمت کے ساتھ شہر میں لایا اور تیاری جشن کا حکم دیا - اُدھر تو تیاری
جشن کی ہونے لگی اِدھر فرزیل وزیر نے بادشاہ سے کہا کہ آپ کس خواب غفلت میں ہیں
کیا سلطنت سے دل بھر گیا ہے ایسے شخص کا رہنا اچھا نہیں ہے جسکا زمانہ بھر مطیع ہوا ایسا نہو اسکی
نیت برگشتہ ہو تو جسوقت وہ چاہیگا سلطنت چھین لیگا کچھ ایسا بادشاہ کو سمجھایا کہ عارض شاہ
بھی ڈرا اور کہا کہ پھر کیا تدبیر کروں کہ یہ بلا دور ہو فرزیل نے کہا کہ بہت آسان ہے دعوت میں بیہوشی
دیکر گرفتار کیجیے اور قتل کر ڈالیے یہ رائے بادشاہ کو پسند آئی - غرضکہ یہی ہوا کہ بادشاہ نے نہایت
دھوم سے دعوت کی اور دعوت میں شاہزادہ بلقیس کو بیہوش کر کے تیاری میدان خونی کا حکم دیا

اور بلقیس کو زندان میں بھجوا دیا۔ اب یہاں تو سامان قتل ہو رہا ہے لیکن دل کچھ حال داراب ثانی اور
عادل کیوان شکوہ کا سنیے کہ جس وقت یہ اپنے اپنے آہوؤں کو ذبح کر چلے تو تلاش میں بلقیس بن کیتو
کی روانہ ہوئے۔ جاتے جاتے شام ہو گئی مگر کہیں پتہ نہ ملا آخر اک مقام پر قیام کر کے ہرکاروں کو
برائے تلاش روانہ کیا جب صبح ہوئی تو اتنا پتا ملا کہ یہاں سے قریب کوئی شہر ہے کہ نام اسکا شہر
عارضیہ ہے عارض شاہ وہاں کا بادشاہ ہے اُسی طرف اک سوار گلابی پوش گیا ہے نقابدار ابلق سوار
طرف شہر عارضیہ کے روانہ ہوئے ہنوز قریب شہر نہ پہونچے تھے کہ دیکھا کچھ لوگ روتے پیٹتے
چلے آتے ہیں۔ نقابدار گھوڑا بڑھا کر قریب اُن لوگوں کے تشریف لائے اور فرمایا کہ تم لوگ کہاں سے
آتے ہو اور تمھارے گریہ و زاری کا کیا سبب ہے اُنھوں نے بیان کیا کہ ہم شہر عارضیہ سے آتے
ہیں ایک راہب ہمارا وعظ و پند کرنے آیا تھا لیکن نقابدار گلابی پوش نے مباحثہ میں اُسے معقول کر دیا
بعد اُسکے دونوں آگ میں پھاندے راہب تو جل گیا اور وہ گلابی پوش زندہ رہا تمام شہر عارضیہ
مسلمان ہو گیا۔ یہ سُنکر نقابدار نہایت مسرور ہوئے اُسی جگہ قیام کیا کہ اب کل جا کر بلقیس سے
ملینگے۔ جب صبح ہوئی تو ہنوز نقابدار نے کوچ نہ کیا تھا کہ دیکھا اک شخص روتا پیٹتا چلا آتا ہے اور
یہ کہتا جاتا ہے کہ سفر میں ساتھ والے سے اتنی غفلت نہ چاہیے سچ کہا ہے کہ یار وہی جو ساتھ دے
نقابدار نے اُس شخص کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ تو یہ کیا سمجھ کی بات کہتا ہے صاف بیان کر ایک
ہمارا ساتھی بھی گم ہے اتنی خبر ملی ہے کہ وہ شہر عارضیہ میں عارضی طور پر مقیم ہے اہل شہر اُسکے مطیع
ہوئے ہیں۔ یہ سُنکر اُس شخص نے کہا کہ اب وہ وہاں قتل ہوا چاہتا ہے میں وہ شخص ہوں جسنے اپنے
گھر میں نقابدار گلابی پوش کو اُتارا تھا نام میرا العبیر ہے پہلے سب نے اس شہریار کی اطاعت اختیار
کی اب قتل کا سامان ہے اتنی طاقت میری نہ تھی کہ میں اُسے بجبر جیل سے رہا کر سکتا اس بنا پر میں
شہر سے نکلا کہ شاید کوئی اُسکا دوست اور مددگار ملجائے تو اُسے خبر کر دوں بس یہ سنتے ہی نقابدار
ابلق سوار نے جلدی سے مرکب طلب کیا اور لشکر کو حکم دیا کہ جلد تیار ہو کر طرف شہر عارضیہ کے
آئے ہم چلتے ہیں۔ یہ فرما کر گھوڑے کی باگ اُٹھائی۔ شاہزادہ داراب ثانی بھی ساتھ ہی چل کھڑے
ہوئے مگر دیکھیے کس وقت پہونچتے ہیں۔ اب کچھ حال شہر عارضیہ کا سنیے کہ جس وقت صبح ہوئی تو عارض شاہ
تمام ارکین دولت کو ہمراہ لیے ہوئے صحرا میں اُس مقام پر پہونچا جہاں میدان قتل تیار تھا
تماشائی جمع ہو گئے فوج دو رویہ کھڑی ہوئی خلق کا ہجوم ہوا لوگ افسوس کر رہے تھے اور کہہ رہے
تھے کہ بُرا ہوا اس بادشاہ کا جسنے ایسے راہب کے قتل پر کمر باندھی ہے سپہ سالار عارض شاہ کا سرمست
تیغ زن نہایت بہادر تھا اُسنے بڑھکر عرض کی کہ یوں تو آپ بادشاہ وقت ہیں آپ کو اختیار ہے ہمیں
رموز مملکت میں کوئی دخل نہیں مگر اپنی عقل ناقص کے موافق ظاہراً قتل اس گلابی پوش کا اچھا
نہیں اسلیے کہ خون بیگناہ میں ہاتھ بھرنا عقل و انصاف کے خلاف ہے ایسے بادشاہ ظالم مشہور
ہو جاتے ہیں اور انجام اُنکا خراب ہوتا ہے۔ عارض شاہ نے کہا کہ جسکی طرف سے خوف جان و
مال ہو اُسکا زندہ رکھنا اچھا نہیں۔ سرمست تیغ زن خاموش ہو رہا بحکم بادشاہ داروغہ زندان نے
قید شاہزادہ بلقیس کی حاضر کی۔ بلقیس نے جو اپنے کو مسلسل و مطوق دیکھا بہت حیران ہوا کہ
مجھ سے کونسی ایسی خطا سرزد ہوئی جسکی یہ سزا میرے تجویز کی گئی ہے بادشاہ نے صورت بلقیس
کی دیکھتے ہی جلاد سے حکم دیا کہ اسے قتل کریں۔ یہ سُنکر شاہزادہ بلقیس کو یقین مرگ ہوا۔ فرمایا

کہ او محسن کش تو بادشاہ ہوکر اسقدر بودا ہی کہ مجھے دغا سے گرفتار کیا میں تن تنہا ہوں تیرے پاس
دولاکھ کی فوج ہی۔ اب بھی ہتکڑیاں بیڑیاں میری کھلوا دے تو دیکھ کہ کیا ہوتا ہی۔ بادشاہ نے کہا کہ
اسی خوف سے تو میں تجھے قتل کرتا ہوں کہ تو جب جائیگا سلطنت لے لیگا بلقیس نے کہا کہ اگر قضا
میری نہین ہی تو تو مجھے کیا قتل کرسکتا ہی بادشاہ نے کہا کہ کیا تمھارا خدا اب بھی بچا سکتا ہی بلقیس نے
کہا کہ اگر خدا کو منظور نہین ہی تو کیا مجال ہی تیری کہ تو مجھے قتل کرسکے بس یہ سنکر بادشاہ نے جلاد
سے اشارہ کیا کہ جلد اسکو میرے سامنے سے لیجا اور قتل کر یہ سنتے ہی جلاد بلقیس کو جو حجرۂ ریگ
لایا چاہا کہ آنکھوں مین پٹی باندھوں فرمایا یہ کیا کرتا ہی یہ طریقہ اُن لوگوں کے واسطے رکھا گیا ہی
جو موت سے ڈرتے ہین تو اپنا کام کر جلاد مریخ خصال نے بادشاہ کی طرف دیکھا اور عرض کی کہ
کیا حکم ہوتا ہی بادشاہ نے کہا قتل کر جلاد نے کہا اے شخص جو تجھے کہنا ہو کہہ لے جو تمنا ہو کہہ لے
کہ اب وقت کوچ تیرا نزدیک ہی بلقیس نے کہا کہ مجھے جس سے کہنا تھا کہہ چکا تجھسے اور تیرے
بادشاہ سے کچھ نہین کہنا ہی۔ جلاد نے دوسرا حکم پوچھا۔ بادشاہ نے کہا کہ قتل کر جلاد نے
سہ بارہ پوچھا اور کہا کہ سمجھ بوجھ کر حکم دیجیے اسلیے کہ مار ڈالنا میرا کام ہی جلانا میرا کام نہین ایسا نہو
کہ بعد کو آپ پچھتائیں۔ بادشاہ نے کہا خوب سمجھ کر حکم دیا ہی تو اسے قتل کر ڈال بس جلاد نے
چیترا بدلا اور سرمست تیغزن نے منھ اپنا پھیر لیا کہ مین اس جوان حسین و بیگناہ کو قتل ہوتے نہ دیکھوں
اور جو جو رحم دل تھے منھ پھیر پھیر کر رونے لگے کہ یکایک جانب صحرا سے دو بگولے گرد کے
نمودار ہوے سب دیکھنے لگے کہ یہ گرد کیسی ہی یکایک وہ بگولے قریب ہوپہنچے اور گرد مین سے دو
نقابدار نمودار ہوے ایک ابلق پوش اور ایک نیلی پوش تھا آتے ہی اُن دونوں نے نعرے
کیے اور تلواریں کھینچکر اُسطرف بڑھے جدھر جلاد نقابدار گلابی پوش کے سر پہ تلوار کھینچے کھڑا تھا
بادشاہ نے جو دیکھا کہ یہ نقابدار طرفدار گلابی پوش کے معلوم ہوتے ہین اور رہائی کی غرض سے
اسطرف آرہے ہین لشکر کو حکم دیا۔ روکیا دونون طرف سے فوج بڑھی۔ ادھر گلابی پوش نے جو دیکھا
کہ وقت رہائی آگیا بس اسنے بھی ہاتھ ہتکڑیوں کے بیڑیوں مین ڈالکر جو زور کیا تو قید کو مانند تار عنکبوت
کے پارہ پارہ کرکے پھینک دیا جلاد نے یہ کہکر جلدی سے تلوار ماری کہ قیدی چھوٹ گیا نہایت سرکش معلوم
ہوتا ہی۔ بلقیس نے کلائی پکڑلی ہاتھ مروڑکر تلوار چھین لی اور ایسا ہاتھ مارا کہ جلاد کے دو ٹکڑے ہو گئے
بادشاہ نے آواز دی کہ ارے قیدی نے قید توڑ ڈالی مارلو اسکو جانے نہ پائے۔ کچھ سوار دوڑے
لشکر کے ادھر کا بھی رخ کیا بلقیس نے اک سوار کو مار کر گھوڑا اُسکا چھین لیا اور بیٹھ کر پشت مرکب پر
لڑنے لگا اب لشکر مین تین طرف ہنگامہ برپا ہوا تین نقابدار مانند چاند کے اُس ابر فوج مین
ڈوبتے تھے اور نظر آتے تھے۔ عارض شاہ للکار رہا تھا کہ مارو ان سرکشوں کو جانے نہ پائین
سرمست تیغزن یہ معرکہ دیکھکر نقابدار ابلق سوار کی طرف چلا اور پکارا کہ او نقابدار ابلق پوش
تیرا ہی فتنہ برپا کیا ہوا ہی کہ قیدی کو قید توڑنے کی جرات ہوئی ورنہ ممکن نہ تھا ہر چند کہ پہلے مجھے
خود اُسکے قتل کا افسوس تھا لیکن اب فرض ہوا مجھ کو اپنے بادشاہ کی طرف سے لڑوں لو حربہ اپنا
یہ کہتا ہوا قریب نقابدار ابلق سوار کے پہونچا نقابدار ابلق سوار نے کہا کہ پہلے تو وار کر مین حملہ نکرونگا
اسلیے کہ سبقت کرنا اہل اسلام کا دستور نہین ہی یہ سنکر سرمست نے تلوار ماری نقابدار ابلق سوار
نے کلائی پکڑلی اور بایان ہاتھ بڑھا کر کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا تو قاش زین سے بلند کر لیا

سرمست نے امان کی آواز دی۔ فرمایا۔ امان بشرط ایمان ہے۔ سرمست نے قبول کیا۔ ادھر
شاہزادہ داراب ثانی نے دوڑ کر عمدہ لشکر کو مارا اور شاہزادہ بلقیس لڑتا ہوا قریب تخت
عارض شاہ کے پہونچگیا اور عارض شاہ کی طرف دیکھکر آواز دی کہ دیکھا تو نے قدرت خلاق
عالم کو عارض شاہ نے شرمندگی کی حالت میں تلوار ماری بلقیس نے کلائی پکڑی اور کمر بند
پکڑکر اٹھالیا عارض شاہ نے کہا کہ واقعی میں دین اسلام دین برحق ہے کسیطرح تمھارے بچنے
کی امید نہ تھی یہ بھی خدائی شان تھی کہ کس بارک وقت میں کمک پہونچی ہے اب میں امان چاہتا ہوں
اور کبھی منحرف نہونگا۔ شاہزادہ بلقیس نے عارض شاہ کو چھوڑدیا۔ اسی مرتبہ عارض شاہ کلمہ پڑھکر
از سر صدق مسلمان ہوا اور قزل وزیر نے بھی کلمہ طیبہ پڑھا۔ یہانتک کہ تمام شہر اسلام آباد ہوا
تعاقب میں لشکر نقابدار بھی آگیا۔ سکہ بادشاہ لشکر اسلام کے نام پر جاری ہوا تین چار روز قیام
کرنے کے بعد نقابدار ابلق سوار نے سرمست تیغزن کو پیش خیمہ سپرد کیا اور فرمایا کہ تم بیابان
گردباد کی طرف چلو میں بھی آتا ہوں۔ یہ حکم پاکر سرمست تیغزن چالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر
روانہ ہوا۔ بعد اسکے شاہزادہ عادل کیوان شکوہ بھی مع فوج ظفر موج و داراب ثانی جانب
بیابان گردباد روانہ ہوئے کہ انکا حال تو پھر تحریر کیا جائیگا لیکن اول

چند کلمے داستان گرشاسپ زمان شاہزادہ ایرج نوجوان نقابدار سرپوش کے بیان کیے جاتے ہیں

راوی کہتا ہے کہ جسوقت ایرج نوجوان کو شاہزادہ بلقیس کی طرف سے اطمینان ہوگیا تو تنہا
صحرا نوردی کرتے ہوئے چلے جلتے جلتے اک صحرا میں پہونچکر گھوڑے کو چھوڑدیا کہ وہ چرنے لگا
خود زین پوش بچھاکر بیٹھ گئے سیر صحرا میں معروف تھے کہ اک مرتبہ آواز گریہ کان میں آئی دیکھا
کہ سامنے سے کچھ لوگ روتے پیٹتے چلے آتے ہیں جب قریب پہونچے تو شاہزادہ ایرج نے
پوچھا کہ تم لوگ کیوں روتے ہو تمپر کیا واردات گزری انھوں نے بیان کیا کہ درد دل اس شخص سے
کہتے ہیں جو دادرسی کرے فرمایا اگر میرے امکان میں ہوگا تو میں تمھاری امداد کرونگا۔ انھوں نے
کہا کہ اس صحرا میں اک دیوانہ رہتا ہے کہ وہ ہمیشہ قزاقی کرتا ہے ہمارا قافلہ جو اسطرف سے گزرا اسنے
آکر سب مال و اسباب لوٹ لیا ہم تباہ ہوگئے کہیں کے نہ رہے اس صحرا میں بھیک بھی تو ملتی
فرمایا کہ تم میں افسر قافلہ کون ہے۔ یہ سنکر اک شخص آگے بڑھا اور اسنے عرض کی کہ میں سردار
قافلہ ہوں یہ سب میرے ملازم ہیں نام میرا سہیل یمنی ہے لیکن اب فقیر ہوگیا۔ دیوانے نے کہیں کا
نہ رکھا۔ یہ سنکر شاہزادہ ایرج نوجوان نے فرمایا کہ تم میرے ساتھ چلو میں تمھارا مال دلادونگا
اور دیوانے کو اسکی سرکشی کی سزا دونگا۔ سہیل یمنی نے کہا کہ اے شہریار آپ مسافر جری بہادر
معلوم ہوتے ہیں مگر تنہا ہیں ادہام دیوانے کے پاس فوج ہے تنہا آپ کیا کرینگے میں آپکی جان کا
خواہاں نہیں ہوں ایسے مال سے باز آیا جو جان کو خطرہ میں ڈالے یہ سنکر ایرج نوجوان نے فرمایا
کہ کچھ پروا نہیں تم میرے ساتھ چلو میں لشکر شکن ہوں میرے تنہا ہونے سے اندیشہ نکرو خدا
مالک ہے۔ یہ فرماکر گھوڑا کسا اور پشت مرکب پر بیٹھکر قافلے کو ساتھ لیا اور جانب بیشۂ ادہام دیوانہ
ہوئے۔ جسوقت قریب مسکن ادہام دیوانے کے پہونچے تو مخبروں نے ادہام دیوانہ کو خبر دی کہ ایک

قافلہ آتا ہی چلکر اسے بھی لوٹیے۔ یہ سُنکر اوہام دیوانہ چوبدست پکڑ کر اُٹھ کھڑا ہوا۔ بارہ ہزار دیو اُ
زنجیرین کھڑکھڑاتے ہوے ساتھ ہو لیے۔ آمد سے اُن دیوانوں کی صحرا گونج رہا تھا قافلے والون
کے زہرے آب آب ہوے جاتے تھے لیکن شاہزادہ ایرج نوجوان کو مطلق اندیشہ نہ تھا کہ
مین تنہا ہون جسوقت اوہام دیوانہ سامنے آیا پکارا کہ اے قافلے والو اگر تمکو اپنی جان بشیرین عزیز
ہو تو یہان سے چلے جاؤ اور مال و اسباب رکھتے جاؤ ورنہ مال کے بچانے مین جان کا خطرہ ہے
یہ سُنکر ایرج نوجوان مرکب کو بڑھا کر سامنے اوہام دیوانہ کے آ گئے اور فرمایا کہ او دزد مکار
اب لٹے ہوے قافلے کو کیا لوٹیگا یہ وہی لوگ ہین جنکو تو لوٹ چکا ہی۔ دیوانے نے کہا کہ تو بھی
دھوکا دیتا ہی جو جس مقام سے زرک اُٹھا کر جائیگا وہ پھر اُدھر کا رخ بھی تو نہ کریگا اور اگر یہی ہی تو
ابکی مرتبہ کپڑے تک اتروا لونگا۔ ایرج نوجوان نے فرمایا کہ پہلے تو میرے کپڑے اُتار لے پھر سب
لوگون کو وہی لباس بھی تیرے سپرد کر دینگے۔ اوہام دیوانہ قریب آیا اور کہا کہ تیرا گھوڑا بہت اچھا ہی
پہلے گھوڑے سے اُتر کر مرکب میرے حوالے کر۔ ایرج نوجوان نے فرمایا کہ او بڑی سارا حینون تری
ناک کے رستے نکال دونگا اگر تجھ مین قوت ہو تو میرا مرکب لے لے معلوم ہوا کہ تو مطلب کا ہوشیار
ہی یہ بھی دیوانگی ہی کہ دوسرونکا مال چھین لیتا ہی اپنا مال دیوانے پن مین کسیکو نہین دیتا سنبھال ہتھیار
اپنے۔ یہ سُنکر دیوانے نے چوبدست پر ہاتھ ڈالا اور کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ تو جان سے اپنی عاجز آ
لے اسے کہ یہ پیام ہی ملک الموت کا یہ کہکر چوبدست گران سنگ کو سر پر چرخ دیکر نقابدار بپوش
پر وار کیا۔ ایرج نے دونون ہاتھ بلند کرکے وسط چوبدست پر ہاتھ ڈال دیا اور چوبدست چھین لی
دیوانے نے گریبان مین ہاتھ ڈال دیا۔ ایرج نوجوان نے دوسرا ہاتھ بڑھا کر کمر مین ڈالا زور ہونے
لگے دیکھا ایرج نے کہ کشتی ہونے مین عرصہ گزریگا پس جیسے ہی دیوانے نے ایرج کو اپنی طرف
کھینچا ایرج نے اپنے ہاتھ کو کس دیا کہ دیوانہ زین فرس سے بلند ہو گیا۔ ایرج نوجوان نے سر پر چرخ
دیکر زمین پر مارنے کا قصد کیا تھا کہ دیوانے نے شور امان بلند کیا۔ فرمایا اب امان بشرط ایمان ہی
دیوانے نے کہا ایمان کیا چیز ہی مجھے قبول ہی۔ ایرج نوجوان نے اوہام دیوانہ کو چھوڑ دیا اور
کلمۂ طیبہ پڑھایا۔ دیوانہ از سر صدق مسلمان ہو گیا اور اپنے ہمراہیون سے کہا کہ مین نے اطاعت
اس شہریار کی اختیار کی جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ دین اسلام کو اختیار کرے۔ سب نے کہا کہ ہمین
آپ کی اطاعت سے کام ہی جو آپ کا مذہب وہ ہمارا مذہب۔ اب ایرج نوجوان نے دیوانے
سے کہا کہ تمنے جسقدر اسباب اس قافلہ کا لوٹا ہی اسکے سپرد کرو اور آیندہ سے اس پیشہ کو ترک کرو
مخلوق خدا کو آزار دینا جائز نہین ہی۔ اوہام دیوانہ نے تمام اسباب سہیل یمنی سوداگر کا اُسکے سپرد
کیا بلکہ کچھ اپنی طرف سے بھی دیا۔ سہیل یمنی ایرج نوجوان کو دعا مین دیتا ہوا روانہ ہو گیا اور ایرج
کو یہ بیشہ ایسا پسند آیا کہ اُسی مقام پر قیام کیا اور اوہام دیوانہ سے کہا کہ صحرا مین پہرے قائم
کرو کہ کوئی شخص اسطرف سے نہ آنے جانے۔ اوہام دیوانے نے اُسی وقت چہار جانب پہرے قائم
کر دیے قضائے کار و اتفاقات روزگار کہ سرمست تیغون جو شمسہ عارضیہ اماله بارگاہ انجم حشم
کا لیے ہوے نہایت عظم و شان سے ساتھ چالیس ہزار سوار ہمراہ لیے ہوے چلا آتا تھا کہ سرمست
کا اُسی بیشہ کی طرف سے ہوا وہ نگہبان جو دیوانے کی طرف سے معین تھے اُنھون نے روکا کہ ادھر
سے جانے کا حکم نہین ہی۔ سرمست تیغون نے کہا کہ ہم جسطرف سے چاہینگے جائینگے جسمین قوت ہمارے

روکنے کی ہو وہ روک لے اُن لوگون نے جاکر اوہام دیوانہ سے خبر کی کہ اک شخص پیش خیمہ کیکا بے ہو
اسطرف سے جانا چاہتا ہی روکتے ہین تو نہین مانتا ہی بس یہ سُنا تھا کہ اوہام دیوانہ اپنی چوب دست
اُٹھائے ہوے روانہ ہوا جسوقت سرمست تیغزن سے سامنا ہوا دیوانے کہا کہ او سرکش کیا تیری قضا
تجھے اس طرف لائی ہی نہین جانتا کہ یہ مسکن نقابدار ببرپوش کا ہی اور نقابدار کا یہ حکم نہین کہ کوئی بر
اس طرف جانے اور بہت سے راستے پڑے ہین اُدھر سے چلا جا۔ یہ سُنکر سرمست تیغزن نے
کہا کہ تو نہین جانتا کہ یہ پیش خیمہ نقابدار ابلق سوار کا ہی یہ اسی طرف سے جائیگا۔ اوہام دیوانہ نے
کہا کہ ابلق سوار کوئی دور نگا ہی۔ یہ کلمہ سننے کی تاب سرمست کو کب تھی بس اسنے بے اختیار ہو کر اوہام
دیوانہ کو تھپیڑا مارا اور آواز دی کہ او دریدہ دہن جو منھ مین آتا ہی بکنے لگتا ہی کسی کے رتبہ کا بھی خیال ہے
اُسکا ایک رفیق ایسا ہی کہ تجھے اور تجھ سے ببرپوش کو دم بھر مین باندھ لے۔ یہ خبر شاہزادہ ایرج
نوجوان کو پہونچی کہ اُس سرکش نے دیوانہ کو ایسا تھپیڑا مارا کہ کلہ دیوانے کا فگار ہوگیا بس اُسی وقت
ببرپوش بھی نشست مرکب پر بیٹھ کر روانہ ہوے۔ یہان دیوانہ تھپیڑ کھا کر سرمست تیغزن سے لپٹ پڑا
تھا۔ شانے پر چکت ماری سرمست نے پھر تھپیڑا مارا اتنے مین ایرج نوجوان پہونچ گئے۔ دیوانے سے کہا
کہ الگ ہٹ جا۔ دیوانہ ہٹ گیا اور سرمست نے کہا کہ اے ببرپوش یہ کیا حرکت ہی کہ تمنے راہ روکی ہی
راہروون کو تکلیف دیتے ہو۔ ببرپوش نے کہا کہ شیرون کے جنگل مین جو آتا ہی وہ شکار ہوتا ہی سرمست
نے کہا جو شیر کش ہین وہ شیرون کو بھی شکار کرتے ہین۔ اس کلمہ کی تاب نقابدار ببرپوش کو کب تھی
فرمایا بس دریدہ دہنی نہ کر ورنہ کلے پھاڑ ڈالونگا لا حربہ اپنا سرمست نے نیزہ ببرپوش کے حوالے
کیا ببرپوش نے نیزہ کو نیچے پر گانٹھا اور دوسرین طعن مین نیزہ ہاتھ سے سرمست کے نکال دیا۔
بس نیزہ ہاتھ سے نکلتے ہی سرمست تیغزن نیزہ برابر آب خجالت مین غرق ہوگیا تلوار کمر سے
کھینچ لی اور ببرپوش پر وار کیا۔ ببرپوش نے کلائی پکڑ لی اور جھٹکا مارا کہ سرمست تیغزن ایسا جون
اوندھے منھ عیال مرکب پر آرہا۔ ایرج نوجوان نے دوسرا ہاتھ بڑھا کر کمر زنجیر کا بند پکڑ کر نعرہ اشہد
اکبر جگر سے کھینچکر زور کیا تو سرمست کو اُٹھا لیا اور سامنے اوہام دیوانہ کے پھینک دیا اور کہا کہ باندھ لے
مشکین اسکی اور مار تھپیڑ۔ اوہام دیوانہ نے سرمست کو باندھ کر خوب تھپیڑ مارے۔ نقابدار ببرپوش
نے اک ڈورا بارگاہ مین باندھ کر دوسرا سرا اُسکا اک درخت کی شاخ مین باندھ دیا اور ہمراہیان
سرمست سے کہا کہ جاکر اپنے سردار سے کہدو کہ جسے دعوا ہو وہ آکر بارگاہ لے جاے۔ یہ سُنکر ہمراہیان
سرمست تیغزن اُلٹے پاؤن خدمت مین نقابدار ابلق سوار کے روانہ ہوے اور نقابدار ببرپوش
اِدھر اُدھر ٹہلنے لگا سرمست کو بھی اک درخت سے بندھوا دیا ہمراہیان سرمست جو خدمت مین نقابدار
ابلق سوار کے پہونچے ساری سرگذشت بیان کی اور کہا کہ ببرپوش نے اک ڈورا بارگاہ مین باندھ کر
درخت کی شاخ سے باندھ دیا ہی اور کہا ہی کہ جسکو دعوے ہو وہ آکر بارگاہ لیجائے بس یہ سُنتے ہی
نقابدار گلابی پوش یعنی شاہزادہ بلقیس بن قہور نے کہا کہ مین جاتا ہون اُدھرا بھی بارگاہ اُس
ببرپوش سے لاتا ہون۔ یہ کہکر مرکب کو جولان کیا اور طرف بیشہ اوہامیہ کے روانہ ہوے یہان
ببرپوش انتظار مین ٹہل ہی رہے تھے کہ گرد اُڑی اور نقابدار گلابی پوش پیدا ہوا جیسے ہی نظر
گلابی پوش کی ببرپوش پر پڑی پکارا کہ او ببرپوش تو نے بڑی سرکشی پر کمر باندھی ہی نہین جانتا
کہ یہ رفیق کسکا تھا جسکو تو نے تھپیڑ کھلوائے ہین لا حربہ اپنا دیکھ تو کیا ہوتا ہی۔ ببرپوش نے کہا

کرین تجھپر پیشدستی مگر دنگا تجھے دعوے ہے تو لا حربہ اپنا۔ گلابی پوش نے نیزہ مارا۔ ایرج نے نیزہ کو نیزے پر لگا تھا طعنین چلنے لگین اثنا مقابلہ مین گرد اڑی اور نقابدار نیلی پوش اور ابلق پوش بھی آگئے یہان ببر پوش اور گلابی پوش مین طعنین چل رہی ہین سنانون سے چنگاریان اڑ رہی ہین گھوڑے بجلی کی طرح چمک رہے ہین نظر نہین جمتی ہے۔ ابلق پوش نے جو دیکھا تو نقابدار نیلی پوش سے کہا کہ رنگ بد تعجب ہے یہ ببر پوش مرد آزمودہ کار اور زبردست معلوم ہوتا ہے۔ یہان تو ذکر ہی تھا کہ ببر پوش نے نیزہ ہاتھ سے گلابی پوش کے نکال دیا ادھر تو نیزہ مانند تیر شہاب کے بلند ہو کے زمین پر گرا ادھر گلابی پوش نے دیکھا کہ سامنے نیلی پوش اور ابلق پوش کے مجھے ذلت ہوئی بس دوڑ کر گرز مارا ببر پوش نے کل گرز مین ہاتھ ڈال دیا اور لنگر ضرب کا سنبھالا نقابدار گلابی پوش نے گرز ہاتھ سے چھوڑ کر گریبان مین ہاتھ ڈال دیا چاہا ببر پوش کو کھینچ لون مگر کہان ممکن تھا۔ ببر پوش نے بھی کمر زنجیر کے بند مین ہاتھ ڈالدیا مرکب لنگرون کی تاب نہ لا سکے بیٹھ بیٹھ گئے زور کشاکش کے ہونے لگے ہر مرتبہ گلابی پوش چاہتا تھا کہ ببر پوش کو کھینچ لون مگر کیا تاب تھی۔ ببر پوش چاہتا تھا کہ ایک ہی روز مین گلابی پوش کا لنگر توڑ دکھاؤن دونون غصہ مین بھرے ہوے تھے چاہتے تھے کہ فیصلۂ جنگ جلد ہو جاے مگر ممکن نہ تھا یہانتک کہ اسی کشمکش مین شام ہو گئی۔ دونون جانب سے روشنی آگئی اور ایک ایک کاسۂ شیر آیا۔ دونون دلیرون نے پیا اور پھر اسی دودھ کو پسینے مین نکال دیا۔ کہانتک بیان کیا جاے کہ تین دن اور چار راتون تک کشتی ہوتی رہی لیکن دونون کی ایک حالت پائی یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ کون کسکو زیر کریگا لیکن نقابدار ببر پوش کو غصہ آگیا آواز دی کہ او چھوکرے تو اتنک مجھسے الجھا ہوا ہے سنبھل یہ کہکر جو زور کیا گیارہ قدم پس پا کر لیگئے ہرچند بلقیس نے لنگر قائم کرنا چاہا قائم نہو سکا یہ معلوم ہوا کہ قوت نقابدار ببر پوش کی دونی ہو گئی۔ گیارہ قدم پر پہونچ کر گلابی پوش ذرا سنبھلا تھا کہ ببر پوش نے جھٹکا مارا دونون جھکنے زمین کی طرف جھکے ہنوز بلقیس اس جھوک سے سنبھلنے نہ پایا تھا کہ ببر پوش نے تر بچھے ہو کر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر جو زور کیا تو گلابی پوش ہاتھ پر بلند نظر آیا۔ نقابدار ببر پوش نے اوہام کے حوالے کیا اوہام نے انکو بھی اسیر غل و زنجیر کیا اور گرد دونون قید ہونے کے پہرا دیوون کا قائم کر دیا زنجیرین انکی درختون کے تنون سے باندھ دین اور ببر پوش طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا رات آرام سے بسر کی دوسرے روز پھر طبل جنگ بجا۔ نیلی پوش دل مین ڈرا ہوا تھا کہ اسنے گلابی پوش کو اس بہادری سے باندھا ہے کہ ہمین اپنا بھی خوف ہے اسلیے کہ گلابی پوش مجھسے کچھ کم نہ تھا اور ابلق پوش کو بھی اک خیال سا پیدا ہو گیا کہ ببر پوش سے مقابلہ کرنا آسان امر نہین ہے جو کرور علمشاہ کے سنے تھے وہ حالت ہی بلقیس ایسے زبردست کی ضرب گرز کا ہاتھون سے روک لینا انسان کا کام نہین دیو بھی ہوتا تو اسی ضرب کے لنگر سے پست ہو جاتا۔ غرضکہ رات بھر طبل جنگ بجا کیا صبح کو دونون لشکر میدان مین آے ادھر نقابدار ابلق سوار کا کل لشکر آگیا تھا تمام صحرا فوجون سے مملو تھا ادھر ببر پوش کے ساتھ مین صرف پانچ ہزار دیوانے اور اوہام دیوانہ تھا باقی دیو نے بھی صحرا کی حد بندی کمین مصروف تھے جسوقت ببر پوش اپنی صفین درست کر کے کھڑا ہوا تو نقابدار نیلی پوش نے اجازت حاصل کی اور میدان مین آکر پکارا کہ اے ببر پوش معلوم ہوا کہ تو کوئی بڑے عظیم ہے لیکن مین بھی وہ شخص ہون

جو دیو کش اور شیر افگن ہے۔ یہ کل کا مقابلہ نہو کہ تمنے تین روز مین گلابی پوش کو باندھ لیا۔ یہ سنکر بیرپوش
مقابلہ نیلی پوش مین آئے اور فرمایا کہ اے نقابدار تجھپر کیا موقوف ہے مین عالم بھر کے لیے بلا ہے
بیدرمون تجھسے مقابلہ کرنا ملک الموت سے لڑنا ہے اگر خیریت اپنی جان کی چاہتا ہے تو پلٹ جا۔ نیلی پوش
نے کہا کہ مردان عالم نے جو ارادہ کر لیا وہ کر لیا۔ کیا اب مین بغیر فیصلہ کیے ہوے میدان سے
پلٹ جاؤنگا لا حربہ اپنا۔ نقابدار بیرپوش نے کہا کہ تجھپر سبقت کرنا حرام ہے۔ نیلی پوش نے کہا کہ مین
لڑونگا ضرور اگر تو سبقت نکریگا تو مین آپ سبقت کرونگا۔ یہ کہکر نیزہ کو گردش دیکر نقابدار بیرپوش پر
وار کیا نقابدار نے خالی دیکر نیزہ پر نیزہ ذرا طعنین چلنے لگین دیر تک نیزہ بازی رہی۔ بیرپوش نے
دیکھا کہ یہ کسی جگہ چوٹ نہین کھاتا ہے بس جیسے ہی نیلی پوش نے نیزہ سے نیزہ کو پیچیدہ کر کے
اُبھارا بیرپوش نے ہاتھ ڈھیلا کر دیا چاہا نیلی پوش نے کہ نکالدون نیزہ۔ ادھر تو ہاتھ نیلی پوش کا
بلند ہوا اُدھر بیرپوش نے ہاتھ سے ترچھا جھٹکا مارا کہ سنان مانند شرارے کے اڑکر دور گری خالی ڈنڈا
نیلی پوش کے ہاتھ مین رہگئی۔ نیلی پوش نے بھر بند باندھنے کا قصد کیا تھا کہ نقابدار ابلق پوش نے
کہا سنان نکلگئی نیزہ پھینک دو بس نیلی پوش نے خفیف ہوکر نیزہ پھینک دیا اور دوجھ کر اپنا گرز
آرا بے پرسے لیا اور سر پر پیچ دیتا ہوا بیرپوش کی طرف چلا اور آواز دی کہ اس ضرب کو ضرب گلابی پوش
کی طرح ہاتھو نہ روکو تو معلوم ہو۔ دلمین نیلی پوش کے یہ تھی کہ میری ضرب ہاتھون سے نہ رکیگی اگر بیرپوش
روکیگا تو مارا جائیگا مین بمقابل گلابی پوش کے بازی لیجاؤنگا کہ جس سے وہ زیر ہوا اسکو مین نے مارا
ادھر گلابی پوش قید مین دیوؤن کے اک درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تماشا لڑائی کا تو دیکھ ہی رہا تھا
جب ضرب گرز کی نوبت آئی تو دعا کی کہ خداوندا عزت تیرے ہاتھ ہے بیرپوش اسکا گرز بھی میری طرح
چھین لے ورنہ یہ طعنین دے دیکر مار ڈالیگا۔ وہان بیرپوش کو غصہ آگیا جیسے ہی نیلی پوش نے گرز مارا
بیرپوش نے دونون ہاتھ بلند کردیے ایک ہاتھ کلہ گرز مین ڈالدیا اور دوسرے ہاتھ سے ایسی جھٹکی دی
کہ گرز نکلگیا۔ نیلی پوش بیحد خفیف ہوا۔ ابلق پوش حیرت سے تصویر بنگیا دل مین کہتا تھا کہ بیرپوش
واقعی شیر ببر ہے اس سے مقابلہ کرنا ہر ایک کا کام نہین ہے وہان نیلی پوش نے شرمندہ ہوکر تلوار کھینچی
اور آواز دی کہ نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی ختال بازی تیغ بازی راست بازی جسکو حلال مشکلات
جہان کہتے ہین یہ کہتا ہوا جھپٹا اور سر بنا کر کمر کا وار کیا اپنے امکان بھر لگی ہی نہ رکھی تھی مگر بیرپوش
نے ضرب کو اشارہ کیا کہ زیر بغل آگیا کلائی پکڑی زور ہونے لگے۔ نیلی پوش نے بھی کمر مین ہاتھ ڈالدیا
پینگ چلنے لگے مرکب پنگرون کی تاب نلاکے بیٹھ بیٹھ گئے۔ بیرپوش نے نیلی پوش کو مرکب پر سے
کھینچ لیا چاہا کہ اٹھالون ممکن نہوا۔ بیرپوش بھی گھوڑے سے کود پڑا کشتی ہونے لگی دو چار شبانہ روز
کشتی رہی۔ چوتھے روز شام کے وقت بیرپوش نے اسکا بھی لنگر توڑا اور سر سے بلند کر کے زمین
پر مارا کمند سے مشکین باندھکر اوہام دیوانہ کے سپرد کیا اسنے انکو بھی مسلسل و مطوق کر کے
اک درخت سے باندھ دیا۔ دو سو دیوؤن کے پہرے قیدیون کے گرد قائم ہین ابلق پوش
نہایت رنجیدہ میدان سے پھر کر داخل بارگاہ ہوے جی تو چاہتا تھا کہ ابھی طبل جنگ بجوادیتے
مگر مجال نہ تھی کہ حریف کو تھکے ہونے کا عذر ہو طبل نہین بجوایا۔ دوسرے روز جھلا کر خود بیرپوش
نے طبل جنگ بجوا دیا۔ یہ خبر نقابدار ابلق پوش کو ہوئی۔ انھون نے بھی کوس حربی بجوایا رات
اشتیاق جنگ مین بسر ہوئی صبح کو نقابدار ابلق سوار ابلق پوش نے صرف پانچ ہزار سوار مسلح

اپنے ساتھ لے لیے اور باقی لوگوں کو بغیر اسلحہ کے میدان کی اجازت صرف تماشائے جنگ دیکھنے کی غرض سے دیدی اسلیے کہ بیر پوش کے ساتھ بھی صرف پانچ ہزار سوار مسلح ہوتے تھے جب یہ اس شان سے میدان میں پہونچے اور پرے جما کر کھڑے ہوئے تو بیر پوش نے کہا اے ابلق سوار ابلق پوش تمھارے پاس فوج تو بہت بڑی ہے پھر اسقدر کم فوج لیکر کیوں آئے ہو۔ ابلق سوار نے کہا کہ یہی اس کی طور پر ہے جنگ تو صرف میرے اور آپکے ہے۔ بیر پوش یہ سنکر دل میں سمجھے کہ یہ شخص بڑی آن بان کا معلوم ہوتا ہے عجب نہیں کہ اس سے لطف جنگ حاصل ہو بس مرکب کو چھیڑ کر میدان میں آئے اور کہا کہ پھر دیر کرنے سے کیا فائدہ ہے جو کچھ ہونا ہو ہو جائے ابلق سوار بھی مرکب کو اڑا کر سامنے آئے اور کہا کہ مجھے کوئی عذر نہیں ہے بیر پوش نے کہا کہ حربہ اپنا لاؤ۔ ابلق پوش نے کہا کہ میں صاحبقران ہوں سبقت نکرونگا۔ یہ سنکر بیر پوش پکارے کہ اے نقابدار ابلق پوش تم تو صرف دعوے سے صاحبقرانی کرنے چلے ہو میں او وہ شخص ہوں کہ بارہ برس صاحبقرانی کر چکا ہوں یہ کلمہ زد میں زبان تو نکل گیا مگر پھر بیر پوش کو خیال آگیا کہ ایسا نہو اس اشارہ سے ابلق پوش مجھے پہچان لے اسلیے کہ یہ تمام عالم جانتا ہے کہ زمانہ کفر میں میں ہی نے بارہ برس تک باختر میں صاحبقرانی کی ہے مگر نقابدار ابلق سوار کو ان باتوں کی کیا خبر لیکن ابلق پوش نے سبقت نہ کی۔ بیر پوش نے کہا کہ طبل جنگ بجوانے اور میدان کے آنے میں میں نے ابتدا کی اب ابتدائے مقابلہ تم کرو۔ ابلق سوار نے پھر بھی نہ مانا بیر پوش نے کہا کہ اگر سبقت نہیں کرتے ہو تو جدھر سے آئے ہو ادھر واپس جاؤ تمھارے رفیقوں کو رہا کر دونگا نہ بارگاہ دونگا۔ یہ دیکھا عادل کیوان شکوہ نے کہ بغیر سبقت کیے چارہ نہیں ہے بس نیزہ کو آڑا ترچھا ہلانا شروع کیا اور مرکب کو پھیرا ادھر بیر پوش نے بھی مرکب کو پھیرا ابلق پوش نے خبردار خبردار کہکر بیر پوش کو نیزہ مارا۔ بیر پوش نے نیزہ کو نیزہ پر گانٹھا ضربیں چلنے لگیں دیکھنے والے متحیر تھے کہ بند بند ہٹتے اور کھلتے نظر آتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ اک بال بندھا ہوا ہے آسمان و زمین سنانیں اڑ گئیں خالی ڈانڈیں ہاتھوں میں رہ گئیں بس ڈانڈوں کو پھینک پھینک گرز اٹھائے ابلق سوار نے اپنا گرز گران سنگ سنبھالا اور بسر بہ حیلے دیگر سر بیر پوش پر وار کیا۔ بیر پوش نے اپنے گرز کو چہرہ کی پناہ کیا مگر ضرب نقابدار کی ضرب صاحبقران ہے۔ گرز بر گرز پڑتے ہی تراقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تتق گرد و غبار بلند ہوا کہ بیر پوش مع مرکب چھپ گیا ابلق پوش نے آواز دی کہ زدم و لیست گردم غبار بیر پوش دوڑ کر قریب آگیا پانی کے چھینٹے دیکر گرد کو بٹھالا دیکھا کہ بیر پوش صحیح و سالم موجود ہے۔ ہر بن مو سے پسینا جاری ہے لیکن ہاتھ مانند ستون فولادی کے قائم ہیں عیاروں نے آواز دی کہ اے شہریار ہوشیار رہیے کہ حریف لاف زنی کر رہا ہے۔ بیر پوش گرد سے باہر آئے مرکب کو زمین سے نکالا اور آواز دی کہ او نقابدار تیرا دعوی بھی بیجا نہیں ہے مگر تو براے مقابلہ صاحبقران جانے والا ہے اس ضرب کو بھی اٹھا لے کہ تجھے یاد رہے۔ یہ کہکر گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو جو کو ■ پندرہ سو من کی ضرب کو اٹھایا اور سر پر پھیرا کر سر نقابدار ابلق سوار ابلق پوش پر وار کیا۔ ابلق سوار نے بھی اپنے گرز کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا گرز پر گرز جو پڑا یہ معلوم ہوا کہ پہاڑ پر پہاڑ گرا۔ ابلق سوار کو بھی چھٹی کا دودھ زبان پر آگیا لیکن کہتا تھا کہ واقع میں اس نقابدار کا دعوے بیجا نہیں ہے بیشک اسنے صاحبقرانی کی ہوگی یقین ہے کہ اگر بلقیس اور داراب سے گرز بازی ہوتی تو لنگر بھی نہ سنبھل سکتا۔ ادھر بیر پوش نے

آواز دی کہ بو خبر نقابدار ابلق پوش کی عیار ابلق سوار کا دوڑ کر قریب آیا گرد گرد کے چیخ مار کر اندر گرد
کے در آیا دیکھا تو واقع میں نقابدار ابلق سوار بھی عرق عرق ہیں لیکن ہاتھ قائم ہیں اور زبان
پر واہ واہ کی صدا بلند ہے عیار نے آواز دی کہ اے شہریار حریف کو جواب دیجئے یہ تعریف کا
محل نہیں ہے۔ ابلق سوار نے کہا کہ میرا نام عادل کیوان شکوہ ہے میں دشمن کی بھی تعریف
کرتا ہوں کسی کے کمال کو چھپانا پسند نہیں یہ کہکر مرکب کو اشارہ کیا گھوڑا طبقۂ زمین کا لیے ہو
نکلا گرد کے باہر آکر تالیاں جھاڑیں اور آواز دی کہ اے نقابدار بیر پوش سچ تو یہ ہے کہ تم سے مقابلہ
وہی کر سکتا ہے جو صاحبقران وقت ہو بلا کی ضرب تم نے لگائی لیکن اس ضرب کو رد کر جاؤں
یہ کہکر اپنا گرز گران سنگ بلند کیا اور سر پر جچا تلا وار کیا۔ ایرج نوجوان ایسا ہی زبردست بہادر
تھا کہ اس ضرب سے عادل کیوان شکوہ کے زندہ بچا۔ لیکن مرکب مارا گیا۔ پس ایرج نوجوان
گرد سے نکلکر تلوار کھینچی اور قصد کیا کہ نقابدار ابلق پوش کو بھی زیر کر ڈالوں۔ ابلق سوار گھوڑے سے
کود پڑے اور کہا کہ جانور کا کیا قصور ہے قصوروار تو میں ہوں جسکی ضرب سے گھوڑا آپ کا
مارا گیا۔ بیر پوش نے تلوار پھینک دی اور دامن زرہ گردانی ادھر ابلق پوش نے بھی ہتھیار
رکھ دیئے اور زرہ کے دامن کے دامن گردان لے کر بازوؤں میں ہاتھ پڑ گئے زور ہونے لگے
پانچ شبانہ روز کشتی رہی چھٹے دن بھی دونوں کے زور و طاقت میں کوئی فرق نہ تھا پسینے سے
زمین پر کیچڑ ہو گئی تھی لڑیاں زرہ کی ٹوٹ ٹوٹ کر گر گئی تھیں اک مرتبہ کچھ دیوانوں نے آکر
بیر پوش سے عرض کی کہ ہم بھی تماشا کشتی کا دیکھنا چاہتے ہیں۔ فرمایا لے آؤ۔ دیوانوں نے
گلابی پوش اور نیلی پوش اور سرمست تیغزن کو لاکر قریب بٹھا دیا۔ یہاں زور ہوتے ہوتے
بیر پوش نے خدا جانے کیا پیچ کیا کہ زرہ کے ڈال ہولی کڑی نقاب میں ہاتھ نقاب کے بند
ٹوٹ گئے اور نظر بلقیس کی چہرۂ ایرج نوجوان پر پڑی۔ ابلق پوش سے کہا کہ بس اب ذرا دور کہ خلاف
ادب ہے اے یہ تو ایرج نوجوان ہیں بس یہ سنتے ہی جھجک کر ابلق پوش علیحدہ ہوا۔ ایرج نوجوان نے
ابلق پوش کی نقاب بھی نوچ لی اور کہا کہ جب میرا حال تم پر ظاہر ہو گیا تو اب تم کیوں منہ چھپائے ہو
ادھر داراب و بلقیس نے خود نقابیں اٹھا دیں۔ ایرج نوجوان کو سلام کیا ابلق پوش نے نہایت
ادب سے سلام کر کے گردن نیچی کر لی۔ ایرج نے بلقیس کو تو پہچان لیا مگر ابلق پوش کے حال سے کون
واقف تھا اتنا تو خال و خط سے معلوم ہو گیا کہ یہ جوان بھی ہاشمی ہے اور اولاد صاحبقران سے ہے مگر
دل ایرج کا نقابدار ابلق پوش کی طرف کھنچ رہا بے اختیار سینے سے لگا لیا اور فرمایا کہ تم کوئی عزیز
ضرور ہو اب بتا دو کہ فرزند کس کے ہو۔ یہ سنکر نقابدار ابلق سوار نے اک چیخ ماری اور ایرج سے لپٹ کر
رونے لگے۔ ایرج کی آنکھوں سے بھی بے اختیار آنسو جاری ہوگئے جس وقت رقت کم ہوئی تو نقابدار
ابلق سوار نے عرض کی کہ میں اس شخص کا فرزند ہوں کہ جو اس تمنا میں دنیا سے گزر گیا کہ اپنے فرزند
کو دیکھے۔ اماں میری اس تمنا میں پھرتی ہے کہ کبھی صورت اپنے باپ کی دیکھ لوں۔ خدا کا شکر ہے کہ
میں تو آپ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ ایرج نے فرمایا کہ یہ معما تو کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔ ابلق سوار
نے کہا کہ جس وقت صاحبقران طلسم تحت الارض پر گئے ہیں اور آپ صاحبقران سے بگڑ کر در دشت
صائم النہار کے مہمان ہوئے تھے تو کسی شاہزادی سے عقد کیا تھا۔ یہ سنکر ایرج نوجوان کو داغ
فرقت ملکہ صنم سرخپوش کا تازہ ہو گیا فرمایا ہاں طلسم ابلق کی شاہزادی ملکہ صنم سرخپوش سے میرا عقد

ہوا تھا لیکن شب عروسی کے بعد پھر مجھے شکل دیکھنا نصیب نہوئی۔ نقابدار نے عرض کی حضور خوش
میری جدہ ماجدہ ہیں جس روز سے آپ سے مفارقت ہوئی ہے اسوقت تک انھوں نے لباس رنگین
یا زیور نہیں پہنا۔ یہ سنکر ایرج کی آنکھوں سے آنسو گر پڑے اور دوبارہ پوتے کو گلے سے چمٹا کر بہت
روئے بلقیس کی قید دور کر کے گلے لگایا داراب کو رہا کیا سب آپس میں ملے اب یہاں دو تین دن
قیام کرنے کے بعد ایرج نوجوان نے کچھ باتیں عادل کو تعلیم کیں اور خود بھی ساتھ ہوے اور
سب کے سب نقابیں چہروں پر ڈالکر طرف بیابان گردباد کے روانہ ہوے دیکھیے یہ کب پہنچیں
لیکن جسوقت نقابدار نے بدیع الملک سے بذریعہ اپنے عیار کے کہلا بھیجا تھا کہ میں تا صحت نقابدار
یاقوت پوش مہلت چاہتا ہوں۔ شاہزادہ بدیع الملک نے مہلت دی اور اُسی پیامبر سے بجواب
اسکے کہلا بھیجا کہ برلے عیادت میں بھی آتا ہوں اس نے آکر خبر نقابدار کلان کو دی اور کہا کہ خود بھی
شاہزادہ بدیع الملک نے آنے کا قصد کیا ہے لیکن یہاں بسبب علالت نقابدار یاقوت پوش خرد
کے ایسا انتشار تھا کہ تمامی لشکر میں تلاطم تھا اور نقابدار یاقوت پوش کی یہ حالت تھی کہ تپ بہت شدت
سے تھی جسکی وجہ سے کبھی اٹھ بیٹھتے تھے اور کبھی مضطرب ہو جاتے تھے ایک مدہوشی سی طاری تھی
اور کبھی غش آجاتا تھا اسی عالم میں خبردار نے خبر دی کہ شاہزادہ بدیع الملک اور شہنشاہ گوہر کلاہ
اور طہماسپ ثانی اور دو شخص ہیں جنمیں دو شخص ایسے ہیں کہ انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حکیم فرنگ جہر ماہ نے حکیم
بھیجے ہیں اور بیٹے دریا دل والا گوہر ہے ہیں اُسی وقت نقابدار کلان نے برلے استقبال اپنے بادشاہ
کو لیا اور تا در بارگاہ آئے کہ بدیع الملک بھی سامنے سے نمودار ہوے اور یہ بھی گھوڑے سے کود پڑے
اور نقابدار کلان ان سب صاحبوں کو لیے ہوے اندر بارگاہ کے آئے اور انکو جائے صدر پر
بٹھایا اور عرض کیا کہ اسوقت کی تکلیف کی میں معافی مانگتا ہوں کہ اسوقت میرے ہوش و حواس بجا
نہیں ہیں۔ بدیع الملک نے فرمایا کہ آپ نے میری عزت افزائی فرمائی کہ اس عالم میں بھی آپ نے مع بادشاہ
میرا استقبال فرمایا اور مجھے ہر طرح کی راحت دی ہے آپ کا نہایت ممنون ہوں اور میں اپنے ساتھ
ان دو دن حکیموں کو لایا ہوں اگر آپ کی اجازت ہو تو یہ بھی نبض دیکھیں۔ نقابدار نے منظور کیا اور
اپنے ہمراہ لیکر اُس مقام پر آئے کہ جہاں وہ نقابدار سرخ پوش لیٹے ہوے آہ آہ کر رہے تھے
حکیموں نے جاکر نبض کو ملاحظہ کیا اور ایک نسخہ لکھا اور جو جو حکماء کامل یہاں کے تھے اُنھیں وہ
نسخہ دکھایا اور یہ کہا کہ اگر رائے ہو تو صحرا میں انکا بھیجنا مناسب ہے کہ ہوا بھی وہاں کی انھیں موافق
ہے اور کیا عجب ہے کہ اس حال سے افاقہ بھی بہت جلد ہو سب نے اتفاق کیا اور انکی رائے کو پسند
کیا۔ اُسوقت نقابدار کلان نے کہا کہ یہ تو بیابان گردباد ہے اسکے علاوہ اور کوئی مقام بھی ہے۔ شاہزادہ
بدیع الملک نے ارشاد فرمایا کہ اس صحرا میں ایک کوہ سنبل ہے کہ اسکی عجب کیفیت اور بہار ہے کہ ایکطرف
کو نرگس شہلا اور ایک طرف سنبل ہے اور طائران خوش بیان درختان خودرو پر جو اسکے گرداگرد ہیں
چہچہہ زن ہیں اور ایک نہر نہایت ہی خوشگوار آب سرد اور شیریں کی بہتی ہے اُسکو نہر نہ کہنا چاہیے بلکہ
چشمہ حیات کہنا چاہیے ہے وہاں اگر یہ فروکش ہوں تاکہ چہچہے عندلیبان چمن کے سنیں اور کیفیت بہار
گلہاے رنگارنگ کی دیکھیں اور پانی اُس نہر کا پئیں۔ یہ سنکر نقابدار کلان نے نقابدار عیار کو حکم دیا
کہ تو جاکر اس کوہ کو دیکھ آ۔ یہ سنتے ہی نقابدار عیار روانہ ہوا اور وہاں پہنچ جاکر تمام حالت اُس کوہ کی معائنہ
و مشاہدہ کی اور بعجلت تمام واپس آکر تمام کیفیت اُس کوہ کی بیان کی اور کہا کہ وہ قعی عجب جا بےنظیر ہے

ہر کیا عجب ہے کہ شہزادہ عالیوقار کی طبیعت وہان جاکر بہلجائے اور صحت ہوجائے۔ اسی وقت
نقابدار نے ہمراہ اسکے خیمہ وغیرہ سب کچھ دیکر مع جیبون اور افسانہ گو کے کہ وہ بھی انکا دل بہلائین
اور چار طوائفین پری چہرہ و خوش آوازین انکے ہمراہ کیے طرف اس کوہ کے روانہ کیا۔ شاہزادہ
بدیع الملک بھی مع ہمراہیون کے نقابدار کو دعائین دیتے ہوے طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوے
اور لشکر مین پہونچکر نہایت تعریف نقابدار کلان اور نقابدار یاقوت پوش کی کی اور کہا کہ یہ لوگ نہایت
مردم دانہ ہین مگر نہین معلوم ہوتا کہ یہ گل کس گلستان کے ہین اور کس سرو کے قمری ہین اگر کسیطرح
یہ اپنے تئین مجھپر ظاہر کردیتے تو میرا دل نہایت خوش ہوتا وہ یہ کہ میرے ہی عہد ہوکر آئے ہین اور
مجھی سے مقابلہ چاہتے ہین۔ بادشاہ نے یہ کلام سنکر ارشاد فرمایا کہ یہ تو آپکو معلوم ہے کہ جب
پروردگار عالم کسیکو کسی لائق کرتا ہے تو اسکے حاسد بہت پیدا ہوجاتے ہین چنانچہ صدہا ملک آپ نے فتح کیے اور ہزارہا
کو زیر کیا اور کتنوں کو بندگان خدا کو راہ راست بتائی۔ یہ لوگ شوکت صاحبقرانی کو آپکی ملاحظہ
فرماتے ہین تو رشک کرتے ہین اور جلتے ہین کہ اس منصب جلیل کو ہم بھی حاصل کرین یہ شعر
کیا آپ نے نہ سنا ہوگا بقول شاعر۔ شعر۔ بغض و حسد سے خالی صحرا کو بھی نہ پایا + کیا کیا جلا جلا کر
ساکھو ببولانہ ڈھاک بن ہین + یہ کینہ ہر شخص کے دل مین ہے ان سرخ پوشون کی لباس سے یہ ثابت
ہوتا ہے کہ یہ بھی آتشین ہین۔ بدیع الملک نے عرض کیا کہ کتا حضور کا بجا ہے جیسا حضور نے ارشاد
فرمایا ہے وہ بہت درست اور راست ہے۔ اب یہاں سے

دوسکلیے داستان فرحت انجام یعنی پہونچنا نقابدار یاقوت پوش کا کوہ سنبلہ پر اور ملاقات ہونا نقابدار زمرد پوش سے اور مطلب دلی کا حاصل ہونا۔ و باقی حالات متعلق داستان ہذا

راویان شیرین بیان اس داستان شوکت نشان کو یون بیان کرتے ہین کہ جب خیمہ قریب
کوہ سنبلہ کے برپا کر چکے اور نقابدار یاقوت پوش کو اس صحرائے دلفزا مین لیکئے تو وہان کی ہوا کے
سرد نے دماغ جان مین صحت پہونچائی کہ نقابدار نے آنکھین کھولین عیار نے عرض کیا کہ منزل مقصود
پر حضور پہونچے صحرا کو ملاحظہ فرمایئے یہ سواری پر سے اترے اور تمام طائران جو چہکتے تھے انکا تماشا
دیکھتے ہوے اور زمزمہ انکے سنتے ہوے اپنے خیمہ مین تشریف لائے اور فرمایا کہ ہمارے ہمراہ
جو طائر قفس مین ہین مع انکے قفس بھی اسی صحرا مین آویزان کیے جائین کہ انکی وجہ سے یہ طائر صحرائی
چہکتے رہین اور بولین کہ انکی آوازین مجھکو نہایت بھلی معلوم ہوتی ہین اسی وقت لشکر سے وہ طائر جو
پلے ہوے تھے منگوائے گئے اور بموجب حکم لٹکا دیے گئے ادھر عیار نقابدار نے نقابدار کلان کو خبر
دی کہ اگر خداوند کریم نے چاہا تو شاہزادہ بہت جلد صحت پائیگا اور یہی حکیمون اور نجومیون سے
بھی سنے ہوے تھے نقابدار کلان یہ سنکر بہت خوش ہوے۔ اور باقی کل طیور جو شاہی تھے مثل
بلبل و کوئل و کوکلا و پپیہا اس طرح کے جو طائر خوش بیان تھے وہ روانہ کیے گئے اور وہ بھی مثل
سابق کے درختون مین لٹکا دیئے گئے۔ اب وہ صحرا گلستان ارم ہوگیا۔ نقابدار نے نقاب کو
اٹھا دیا اور صحرا کو ملاحظہ کرنا شروع کیا۔ اس وقت ان طائرون کا چہچہانا اور آوازین انکی نہایت

لطف دینے لگین نقابدار یاقوت پوش کہتا تھا اپنے دل مین - شعر - سیر گلشن کرون یا جا کے
مین صحرا دیکھون ٭ ہون مین حیران کہ دو آنکھون سے میا کیا دیکھون - شاہزادہ یعنی نقابدار
پھرتا تھا اور خوش ہوتا اور کوہ کو دیکھتا تھا اتفاق کو دیکھا تو آبشار پانی کی جو نہر مین گرتی ہے وہ
عجب لطف دیتی ہے - یہ معلوم ہوتا ہے کہ سر کوہ پر کسی نے سہرا منقش کا باندھ دیا ہے یہ
کوہ سنبلہ نہین ہے بلکہ دولھا ہے - عیار نے عرض کیا کہ حضور نے یہ بھی تماشا دیکھا فرمایا کہ یہ غمزدہ
ہماری طرح ہے یہ آبشار نہ سمجھو اسکے بھی دیدۂ پرنم سے یہ آنسو بہ رہے ہین خدا کسیکا دل نہ دکھائے
معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوہ بھی کسیکا عاشق ہے - عیار ہنسنے لگا اور یہ شعر پڑھا - شعر - سمجھ لیتے ہین
مطلب اپنے اپنے طور پر سامع ٭ اثر رکھتی ہے آتش کی غزل مجذوب کی بڑ کا ٭ یہ کہکر اسنے
جو لوگ کہ محرم راز تھے انھین بلایا اور صحبت ناچ و رنگ کی ہونے لگی - اور دبی آتش عشق
اسکے سینے مین بھڑکنے لگی اور یہ اسکے ورد زبان تھا - اشعار - کوئی حرم کو کوئی بتکدہ کو جاتے
ہین ٭ کوئی تلاش معیشت مین جان کھپاتے ہین ٭ مین تجھسے پوچھتا ہون اے دل کدھر تو جاتے
ہین ٭ تو بھر کے آنکھ مین آنسو یہ کیا سناتے ہین ٭ علی الصباح چو مردم بکار و بار روند ٭ بلاکشان
محبت بکوے یار روند ٭ کبھی بیٹھ سکتے تھے - شعر - ایک مدت پائے چنار رہے اک مدت گلخن
تابی کے ٭ برسون ہوئے مین گھر سے نکلے اس عشق نے خانہ خرابی کے ٭ اور یہ شعر زبان
پر لاتے - شعر - مجھے اے دست تیرا حجاب ایسا ستاتا ہے ٭ کہ دشمن بھی مرے احوال پر
آنسو بہاتا ہے ٭ اگر کچھ بات کہتا ہون مزا الفت کا جاتا ہے ٭ وگر خاموش رہتا ہون کلیجہ
منہ کو آتا ہے ٭ - مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد ٭ وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان
سوزد ٭ عیار کی جانب دیکھکر کہا کہ طبیبون سے کہدو - مصرع - اے طبیبو مرے جینے کے کچھ
آثار نہین مت کرو فکر دوا ٭ - کہکر اس جلسہ کو برخاست کیا اور آپ تڑپ تڑپ کے
ایسی انداز سے یہ شعر پڑھتے تھے اور صرف عیار انکے پاس بیٹھا تھا یہ حالت انکی بیقراری کی
تھی کہ نقابدار زمرد پوش نے اجازت شکار نقابدار بزرگ سے لی اور عرض کیا کہ کوئی لڑائی اور
مقابلہ ابھی نہین ہے اگر آپکی اجازت ہو تو دو ایک روز مین سیر شکار ہی مین مصروف رہون
نقابدار بزرگ نے تصور کیا کہ اسکا روکنا مناسب نہین ہے اور فرمایا کہ کسی کے لشکر مین جانے کا قصد
نہ کیجیے گا اور کسی کے صید کو صید نہ کیجیے گا - اچھا بسم اللہ آپ برائے شکار تشریف لیجائیے اور
خبر سے غافل نہ ہوجیے گا اور مجھے خبر دیتے رہیے گا اور بہت دور نہ جائیے گا - انھون نے عرض
کیا کہ انشاء اللہ تعالے مطابق کلام حضور ہوگا اسمین فرق نہ ہوگا - یہ عرض کرکے انھون نے
اپنے عیار کی جانب دیکھا اور فرمایا کہ اسباب شکار بہم کرکے روانہ کرو - نقابدار بزرگ نے فرمایا
کہ کوہ سنبلہ کی جانب کو نہ جانا کہ وہان نقابدار یاقوت پوش علیل ہوگیا ہے اسواسطے کہ اسکے لیئے
وہ دار الشفا یا اسپتال قرار دیا گیا ہے عرض کیا کہ نہین مین اور طرف شکار کھیلونگا - یہ کہکر
اور نقابدار بزرگ کو سلام کرکے باہر آئے - تمام سامان شکار جو عیار نے فراہم کیا تھا اسکو آگے
روانہ کیا اور شاہزادہ گھوڑے پر سوار ہوکر اور اپنے عیار کو ہمراہ لیکر برائے شکار روانہ ہوا جس وقت
کہ اسباب وغیرہ مقام شکار پر پہونچ گیا تو خیمہ وغیرہ برپا ہوا - تھوڑی دیر کے بعد یہ بھی پہونچ گئے
اور جو لوگ کہ شکار فراہم کرنے والے تھے انھون نے شکار ڈھونڈھنا شروع کیا - شاہزادہ نے

کچھ دیر خیمہ مین استراحت کی اور اُسکے بعد اسباب شکاری زیبائے تن کیا اور آپ بھی گھوڑے پر سوار ہوکر مع رفقا چلے تو دیکھا کہ ایک طرف سے گلۂ آہوان کا چلا آتا ہی شاہزادہ نے رفقا کو اشارہ کیا تمام رفقا نے اُس گلہ کو گھیر لیا اور یہ سب کے سب صید افگنی کرنے لگے لیکن اُن آہوان مین سے ایک آہو بے پروا طرارہ بھر کر اور جب شاہزادہ کا تیر اُسکے پٹھہ پر اوچھا سا پڑا وہ بھاگا شاہزادہ نے کہا کہ تم لوگ اسی مقام پر رہو مین جب تک کہ اسکے کباب نہ کھاؤنگا مجھے تسکین نہوگی یہ کہکر شاہزادہ نے گھوڑا اسکے پیچھے ڈالدیا لیکن عیار کو ہزار طرح کے اندیشہ تھے یہ بھی پیچھے پیچھے روانہ ہوا اور یہ آہو اسقدر بھاگا کہ آکر قریب کوہ سنبل کے پہونچا کہ دوسرا تیر اس شاہزادہ عالیوقار نے مارا کہ یہ زمین پر گرا سامنے سے عیار نے آواز دی کہ سبحان اللہ یہ سنکر شاہزادہ نے اُسے تکبیر کو پہونچایا کہ اتنے مین عیار نقابدار آیا اور چاہا کہ مین بار اسکا لیکر جلون کے سامنے لیکے کچھ خیمہ اس صحرائے پرفضا مین نظر آئے عیار سے فرمایا خبر لاؤ کہ یہ خیمہ کسکے ہین اور یہان کون مقیم ہی عرض کیا کہ آپ کو اس سے کیا کام ہی انھون نے کہا کہ کیون نہین کام ہی کون ایسا شہریار و شاہزادہ ہی کہ جو اس مقام پر مقیم ہی آخر کو عیار چلا قریب اُن خیمون کے اپنی صورت کو درویش نما بنا کر قریب ایک خیمہ کے آیا اور وہان کچھ سوال کرکے بیٹھ گیا وہ خیمہ ایک طوائف کا تھا اُسنے فقیر سمجھ کر کچھ کھانے کو بھیجا اور یہ کھانا کھا کر اور خیمہ پر جانے کا قصہ ذکر کیا کہ یہان کے افسر جتنے ہین وہ پوشیدہ ہین اگر اور کہین جاؤ گے تو اجنبی سمجھ کر مار ڈالے جاؤ گے۔ جسنے کہ یہ کام دیا تھا اُس سے انھون نے کہا کہ فقیر کو تو کوئی نہین مارنگا لیکن یہ نئی بات مین نے سُنی کہ یہ کیا یہ کون شخص ہی کہ جو دشمن فقیرون کا ہی اُسنے کہا کہ یہ نقابدار با قوت پوش ہی اور علیل ہوکر یہان آیا ہی ہر شخص کی مخالفت اور منافی ہی اسوجہ سے ہم تمکو سمجھائے دیتے ہین کہ یون ہی پلٹ جاؤ۔ وہ خیمہ جو معلوم ہوتا ہی وہ خیمہ نقابدار بہادر کا ہی انکا دل ٹھکانے نہین ہی یہ کہکر کچھ اور نقد بھی دیا اور کہا کہ جاؤ اور دعا کرو کہ خداوند کریم اُنکو جلد صحت کلی عطا فرمائے۔ عیار یہ خبر لیکر وہان سے اُلٹے پاؤن خدمت مین اپنے شاہزادہ کے آیا اور ساری روداد اُس شخص نے جو کہی تھی بیان کی انھون نے کہا کہ اب تو مین کباب اُسی کے خیمہ مین لگاؤنگا اور اُس بڑی کو بھی کھلاؤنگا چاہے اسمین میری جان جائے یا رہے یہ کہکر چلے جب قریب خیمہ پہونچے آتے ہوئے ان لوگون نے دیکھا اور بیساختہ عیار نے آواز دی کہ ادھر [illegible] زنانہ ہے یہ سنکر نقابدار ہنسا اور کہا کہ یہان زنانہ کا کیا کام ہی ہم تو آتے ہین یہ کہکر یہ نقابدار خیمہ مین داخل ہوا اور دیکھا تو ایک جوان رعنا نہایت حسین نعرہ آہ آہ کے مار رہا ہی اور ایک عالم بیخودی کا طاری ہی اب جو اسکی آنکھ کھلی تو اپنے سر پر ایک نقابدار کو پایا جھنجھلا کر اُٹھ بیٹھا اور تلوار کو اُٹھایا جو قریب اُسکے رکھی ہوئی تھی اور اُسی عالم مین کہا کہ او بدلحاظ بیصفیک تجھہ سے میرے آدمی نے منع کیا مگر تو نے خیال نہ کیا تجھے تیری قضا لائی ہی اور یہ کہکر تلوار اُٹھا کر سر نقابدار کے چلائی نقابدار نے پھر کہا کہ اے شخص اگر تو قتل میرا اس جرم پر گوارا کرتا ہی تو مین حاضر ہون مین اس بے ادبی کی خود سزا چاہتا ہون۔ شعر۔ اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا + سر تسلیم خم ہی جو مزاج یار مین آئے + جب یہ کہا تو انھون نے تلوار کو روکا۔ انھون نے کہا کہ باعث تمہارے آنے کا کیا ہوا۔ انھون نے کہا کہ مین یہ سمجھا تھا کہ یہ خیمہ کسی بہادر کا ہی اور آہو کو مین نے صید کیا تھا اُسوقت یہ خیال ہوا کہ اس خیمہ مین جا کر کباب اس آہو کے مین لگاؤنگا اور خود بھی کھاؤنگا اور صاحب خیمہ کو بھی

کھلاؤنگا اگر ایسا مین جانتا کہ آپ ایسے دل چلے وہان موجود ہونگے تو کبھی ایسا مین قصد نہ کرتا اُسوقت
اُس نے یعنی سہراب بن رستم نے سر جھکا لیا اور کہا کہ کباب تو مین نہ کھاؤنگا مگر اگر تم آئے ہو تو
بیٹھو۔ انھون نے کہا مین ایک نقل بیان کرونگا مجھے یاد آگئی ہی کہ جو خدا تمھارا ہی وہ میرا ہی لیکن
مین تجھسے بیان کرتا ہون کہ اُس پاک پروردگار عالم و خالق عزوجل نے ایک لاکھ چوبیس ہزار جو نبی
برحق بھیجے تھے اُسمین سے ایک ہی کہ نام اُنکا ابراہیم علیہ السلام تھا ایک روز شب کو وہ عبادت
کر رہے تھے کہ آواز آئی اے ابراہیم جسوقت تم نماز صبح پڑھکر اپنے گھر سے نکلنا جو شی کہ پہلے
سامنے آجائے اُسے کھالینا اور دوسرے مقام پر جو شی نظر آئے اُسکو دفن کردینا اور تیسرے
مقام پر جو پہونچنا اور جو چیز دیکھنا تو اُس سے تنفر کرنا اور بھاگنا۔ یہ سنکر انھون نے عرض کیا کہ
انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ غرضکہ انھون نے وہ شب بسر کی جب وقت صبح نمودار ہوا تو یہ نماز صبح
سے فراغت کرکے گھر سے صحرا کی جانب چلے تھوڑی دور بڑھکر دیکھا تو ایک پہاڑ
دکھائی دیا انھون نے تصور کیا کہ خدا کا حکم بجالاؤنگا اور اسے کھاؤنگا یہ کہکر اسطرف کو بڑھے جو جو یہ
اُسکے قریب جاتے تھے وہ پہاڑ کم ہوتا جاتا تھا۔ جب بالکل قریب پہونچ گئے تو دیکھا کہ ایک
تھال ہی اور اُسمین حلواے گرم رکھا ہوا ہی اور اُسمین سے دھوان یعنی بھاپ اُٹھ رہی ہی جو
اُنھین پہاڑ نظر آئی دیتا تھا بس یہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر بیٹھ گئے اور اُسکو تناول فرمایا
ایسا ذائقہ اُسکا تھا کہ اپنی عمر مین انھون نے ویسی نعمت دنیا مین نہ کھائی تھی یہ شکر کرتے
ہوے آگے بڑھے دیکھا کہ ایک طباق زروجواہر سے مملو ایک مقام پر رکھا ہوا ہی انھون نے
اُس طباق کو زمین کھودکر اُسمین دفن کیا اور قصد کیا کہ آگے بڑھون دیکھا تو وہ طباق مملو زر
وجواہر پھر نمایان ہوا۔ ابکی انھون نے تا بکمر کھود کے دفن کیا اور پھر چلے پھر دیکھا کہ وہ طباق
اُسی مقام پر رکھا ہی۔ تیسری مرتبہ انھون نے قد آدم کھودکر دفن کردیا اور چلے دیکھا کہ وہ طباق
پھر رکھا ہوا ہی۔ انھون نے تصور کیا کہ مجھے جو حکم تھا اُسے بجالایا نہین معلوم یہ کیسے مقدر کا ہی
یہ کہکر آگے بڑھے تو دیکھا انھون نے کہ سامنے ایک لاش سڑی ہوئی پڑی ہی کہ جسے کوئی جانور
بھی نہین پوچھتا اور ایسی بدبو ہی کہ وہان کوئی آدمی ٹھہر نہین سکتا بس یہ معرکہ دیکھکر وہان سے
توبہ توبہ کرتے ہوے بھاگے اور اپنے مکان پر آکر پہونچے وہ دن بسر کیا اور شب کو انھون
نے استغاثہ درگاہ باری تعالی مین کیا اور عرض کیا کہ اے خالق مین اس راز سربستہ کو نہ سمجھا
کہ یہ کیا تھا۔ مین چاہتا ہون کہ مجھے اس سے آگاہ فرما۔ آواز آئی کہ جو تمھین پہلے چیز ملی تھی وہ کیا تھی
عرض کیا کہ وہ حلوا تھا کہ جسکو مین نے بموجب تیرے حکم کے کھایا اور کبھی اپنی حیات مین ایسی
ذائقہ کی چیز نہ کھائی تھی اُسوقت ارشاد ہوا کہ وہ غصہ تھا وہ جو کوئی کھا گیا اور جو اسکو برداشت
کریگا اُسے اُس نعمت کا حال معلوم ہوگا۔ اور دوسرے مقام پر جو طباق مملو بہ زروجواہر دیکھا تھا
وہ اے ابراہیم نیکی ہی کہ اسے لاکھ چھپاؤ مگر نہین چھپتی ہی اور وہ تیسرا مقام جہان کہ تمنے لاش سڑی
ہوئی دیکھی تھی وہ غیبت ہی جو کوئی کسی کی غیبت کریگا اور کسی کے پردے کو فاش کریگا یہی گوشت
اُسکو مین کھلاؤنگا تو اے جوان اس نعمت کا حال اور غصہ کا حال تو نے سنا۔ سہراب نے
سر کو جھکا لیا اور کہا کہ بڑا معلوم ہوتا ہی کہ کچھ معلم گری بھی آپ نے کی ہی اور مجھ سے کہتے ہی آپ کو
یاد ہین کہ جو آپنے مجھے سنائے اور آگاہ کیا معاف فرمایئے۔ اب آپ کباب لگانے کا حکم دیجیے

اور کھا یئے یہ کہکر ایک نعرہ آہ کا مارا اور یہ شعر پڑھا ؎ دن کٹا فریاد مین اور رات زاری مین کٹی
عمر کٹنے کو کٹی پر کیا ہی خواری مین کٹی + اور گاہے یہ شعر پڑھتا تھا ؎ شب فراق تو جو تیون
کٹی بہ نالہ و آہ + یہ دن پہاڑ سا کیونکر کٹے میرے اللہ + گاہے یہ شعر پڑھتا تھا ؎ جھٹپٹا وقت
ہی جیتا ہوا دریا ٹھہرا + صبح سے شام ہوئی دل نہ ہمارا ٹھہرا + اُسوقت نقابدار نے کہا کہ اے
عزیز یہ کیا حال تیرا ہی مجھے بھی اس سے آگاہ کر شاید کہ ہمین بیضہ برآرد پر و بال - یہ کلام
نیک انجام سنکر اسنے بیان کیا کہ یہ امر نہایت ہی دشوار ہی اسکا سننا اچھا نہین ہی کیونکہ جو مرض
لا علاج ہوتا ہی اسکی دوا نا ممکن ہی اسی طرح میرا فسانہ ہی ہان تمھارے آنے سے اتنا ہوا کہ
میرا جی کچھ تھوڑا سا بہل گیا لیکن میرا حال قابل بیان نہین ہی کیونکہ تم خیال کرو کہ ؎ ابھی تو
وہ حالت ہی کہ جون بلبل تصویر + پرواز کی طاقت نہین اور یاس چمن ہی - اور یہ کہکر اسکی
آنکھون سے آنسو بہنے لگے اُسوقت نقابدار نے ارشاد فرمایا کہ اے دوست تدبیر ہر غمی کی فرض
ہی اور امید مین صبر بھی لازم ہی کیا تو نے سنا نہین ہی مصرع - صبر تلخ ست ولیکن بر شیرین دارد
یہ فرما کر کہا کہ کچھ تو مین بھی سمجھ گیا ہون لیکن بغیر تمھارے بیان کیے کما حقہ نہین سمجھ سکتا اُسوقت
سہراب نے نعرہ کھینچنا شروع کیا اور آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور اسطرح گویا ہوا کہ اے نقابدار
سنو پہلے ہم بڑی دور سے اس بیابان گردباد کے اشتیاق مین آتے تھے اور برجیس آفتاب
پرست کے مقابلہ کا نہایت اشتیاق تھا وہ ہوا اب اسکو بجہ طرف گلستان باختر کے
اٹھا لیگیا اور بات یہ ہی کہ اُسکی بہن ثریا سے ستمینہ پیکر کا عاشق ہون اُسی کے اشتیاق مین یہان
پہونچا تھا - بعد چلے جانے برجیس آفتاب پرست کے اسکے وزیر نے کہ نام اُسکا طاؤس ہے
مجھسے یہ روداد ملکہ کی بیان کی کہ وہ گوہر نایاب دریا بے پایان جفا سے ارژنگ جن
مردود کے زندگی سے تنگ ہوکر دریا مین کود پڑی اور غریق رحمت الٰہی اب اُسکا پتہ نہین معلوم ہوتا بس اب اگر
اُس سے ملاقات ہوگی تو حشر مین ہوگی اسوجہ سے مین اپنی حیات کو برا سمجھتا ہون اور
چاہتا ہون کہ جلد اس ملک فانی سے طرف ملک جاودانی کے کوچ کر جاؤن - نقابدار نے یہ کلام
سنکر فرمایا کہ اے بھائی خدا کو یاد کرو کہ وہ پروردگار عالم ایسا ہی کہ مردون کو زندہ کرتا ہی اور
زندون کو مردہ کرتا ہی اور وہی بچھڑون سے ملا دیتا ہی کیا تمنے حضرت آدم علیہ السلام کا حال
نہین سنا ہی کہ جب جنت سے مطرود کیے گئے تو حضرت آدم الگ چلے گئے اور حضرت حوا
علیہا السلام الگ چلی گئین اور حضرت آدم فراق جناب حوا مین تین سو برس تک روتے رہے
آخر کو خداوند کریم نے انکے حال پر رحم کیا اور انکی زبان پر وہ کلمہ جاری ہوا یعنے اشہد ان
لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ علیا ولی اللہ وصی رسول اللہ - اُسوقت پروردگار
کو رحم آیا اور کہا کہ دعا تمھاری قبول ہوئی اور دیکھا کہ جناب حوا اور مین ایک ہی مقام پر تو
بیٹھا ہون - پس یہ امر سب راست ہین اگر تم بھی اپنے قلب کو رجوع کرو اور مین اسمین
کوشش کرتا ہون اور ایک اسم پڑھتا ہون کہ یقین ہی کہ ملکہ ابھی تم سے آکر ملجائے لیکن ساتھ
اس شرط کے کہ یہ کباب جو تیار ہوکر آتے ہین دو چار تم بھی کھاؤ اور مین بھی کھاؤن کیونکہ
میرے کھانے کا وقت گذر گیا ہی اور انداز سے معلوم ہوتا ہی کہ تمھارے کھانے کا بھی
وقت گذر گیا ہو اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہی کہ شاید آپنے کھانا کئی روز سے نہین کھایا ہی اُسوقت

دوسرے نقابدار نے عرض کیا کہ آج تیسرا یہ تمھارا روز ہوا ہی کہ قسم اناج سے منھ پر کھیل بھی اُڑ کر
نہین گئی ہی جب ایسی ہی پیاس وغیرہ معلوم ہوتی ہی تو کچھ شربت وغیرہ نوش فرما لیتے ہین اگر
آپ اسمین کدو کاوش کرین تو شاید کچھ نوش فرمائین - نقابدار نے آواز دی کہ لاؤ کباب
اسی وقت پلیٹین کبابون کی حاضر کی گئین - نقابدار نے کہا کہ کھاؤ - انھون نے کہا کہ یہ تو مجھسے
نہ ہوگا - انھون نے کہا کہ مین قسم کھاتا ہون کہ مین تمکو ملکہ خرپاسے سیمتن سے ضرور ملادونگا
اسنے کہا کہ کیا تم کوئی بڑے عامل ہو فرمایا کہ ہان - اسنے کہا اگر ایسا نہوگا تو مین تمھارا سر کاٹ ڈالونگا
انھون نے کہا بہتر ہی آپ ایسا ہی سمجھینگا اور مین نے اپنا خون بھی آپ کو بحل و معاف کیا
اور از براے خدا اسکو کھاؤ اور نہایت شفقت اور مہربانی سے نقابدار عالیمقدار نے کباب سہراب
بن رستم کے منھ مین دیا - انھون نے وہ کباب کھایا اور آپ بھی اس نقابدار نے کھایا -
اب انھون نے پانچ چار کباب خود بھی کھائے اور سہراب بن رستم کو بھی کھلائے - جب
کھانے سے فراغ حاصل ہوا تو انھون نے کہا کہ اے نقابدار اب تو سبیل ملکہ کے ملنے کی کرو نہین تو
تم نے یہ دامن سپہ گری سے جو اپنا منھ چھپایا ہی اتنی تلوارین مارونگا کہ مثل آہو کے تمھارا
گوشت بھی روان دوان ہوگا - یہ سُنکر نقابدار ہنسا اور کہا کہ مجھے عالم مین کوئی گوشہ تنہا
بیٹھنے کا بتا دیجیے تاکہ اسمین بیٹھکر مین عمل پڑھون اور چند بخورات منگا دیجیے اُسوقت اسنے
اپنے عیار کو حکم دیا کہ جو یہ کہین وہ انکو جلد لا دے اسی وقت اس عیار نے یعنی سیارہ ثانی
نے تمام چیزین جو جو انھون نے کہی تھین حاضر کین اور ایک گوشہ تنہا انکے لیے بتا دیا اُسوقت
یہ اس مقام پر جا کر بیٹھے اور اسنے اپنے عیار سے کہا کہ گرد اسکے پہرا مقرر کر دے ایسا نہو کہ یہ
نقابدار مجھے دھوکا دیکر بھاگ جاے وہی حال ہو بقول شاعر - شعر - نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے ہوے نہ ادھر کے ہوے + گئے دونون جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے ہوے نہ
اُدھر کے ہوے - سیارہ نے چارطرف کو تیرانداز دور دور کو مقرر کیے اور کہا کہ شاید یہ نقابدار
نکلنا چاہے تو جسطرف سے یہ نکلنے کا قصد کرے فوراً تیرون کو سر کرنا کہ حکم میرے آقا کا یہی ہے -
غرضکہ یہ بندوبست عیار نقابدار نے کیا اور دل مین ہنسا اور یہ خیال کیا کہ لگی ایسی ہی ہوتی ہی
جیسا کہ یہ انتظام کر رہا ہی - اس اثنا مین نقابدار نے اپنے عیار یعنی لاہور کو طلب کیا اور ایک
رقعہ لکھکر اس مضمون کا اسے دیا - مضمون اسکا یہ تھا کہ اے ملکہ سیمتن الحمدللہ کہ وقت تمھارا
اور سہراب کا قریب آگیا ہی اور یقین ہی کہ تم اُس سے جلد ملوگی بس تمھین لازم ہی کہ دیکھتے ہی
رقعہ ہذا کے فوراً اپنے کو جسطرح کہ بنیگی ہو اسی طرح مجھ تک پہونچاؤ کہ مین خیمہ سہراب مین ہون اور
اگر عرصہ تمھارے آنے مین ہوگا تو پھر زندہ سہراب کو نہ پاؤگی اور یہ جو مین نے
کیا ہی تو اب مجھسے حالت تمھارے مریض کی دیکھی نہین جاتی - یہ رقعہ لکھکر لاہور کو دیا اور وُہ
روانہ کیا - ادھر اب جو اسنے دیکھا تو سہراب نے ایک نعرہ آہ کا مارا اور یہ شعر ورد زبان کیا شعر

اب تلک دھوم مین بجا جتنین مری رسوائیان	ضعف اگر گرتا نہ میری پردہ داری اندنون
ضبط کا دعوے تھا آخر ہجر مین جلا اُٹھے	اے ہوس یہ کیا ہوئی خوشیخی تمھاری اندنون

یہ شعر پڑھکر پھر ایک عالم بیہوشی کا اسیر ہوگیا - نقابدار حال اسکا دیکھتے تھے اور افسوس کرتے تھے
اور کہتے تھے کہ لا ہونے پڑا ہو صدمہ کیا - غرضکہ یہ تو یہان اسطرح اپنے دل سے مشورہ کر رہے تھے

کہ اس اثناء مین لاہور قریب ملکہ ثریا کے سیمتن کے پہونچا اور جاکر اسنے رقعہ پیشکش کیا۔ پڑھکر ملکہ
نے رقعہ کو اسیوقت انتظام سواری کا کیا اور دو مہریان جو محافہ ملکہ کا اٹھاتی تھین وہ سب کی سب اپنی اپنی
وردیان پہنکر جلدی سے تیار ہوئین وہ کرتیان کمخواب کی جو کمخواب مین آلی زین وہ زیبائے تن
کیین اور حاضر ہوئین۔ کمخواب کی کرتیان وہ انکے پاؤن کی پھرتیان کہ صبا سے تیز بھی انکے پاکی پر گرد
تھی ایسی انداز سے محافہ لائین اور لاکر حاضر کیا۔ ملکہ اسی لباس سے اس محافہ مین آبیٹھی آگے
آگے لاہور اور پیچھے محافہ ملکہ کا لیے ہوے کوہ سلیل کی جانب چلا آتا ہی۔ یہان عرصہ جو ہوا تو
سہراب نے آنکھین کھولکر یہ شعر پڑھا۔ شعر۔ آنکھون مین دم آیا ہی وہ ابتک نہین آیا +
قاصد نہ کہین بھولا ہو رستہ میرے گھر کا + آواز دی کہ اے نقابدار کیا اسم تمام ہوگیا یا مین ہی
تمام ہو جاؤنگا جب یہ اسم تمام ہوگا۔ نقابدار نے کہا کہ اے سہراب تو نے تو ہمارے قتل کا بیڑا
ہر چہار طرف کر دیا ہی بھاگ سکتا نہین بقول شاعر۔ سه انھین گو کہ بارھوان سال ہی یہ وصال
مین یہ مقال ہی + ابھی تو ترس ابھی تو ترس ابھی تو ترس ابھی تو ترس + ترے برسے جو چڑھنے لگے
خبر نہ تڑپ تو بلبل زار بس + جلیگا قفس جلیگا قفس جلیگا قفس جلیگا قفس + تو شہید کی
ابر سیہ سے کہہ وہ شراب پیتے ہون جسجگہ + وہین جا برس وہین جا برس وہین جا برس وہین
جا برس + نقابدار نے یہ اشعار پڑھکر کہا کہ صبر کر اور دل مین کہتا تھا کہ نہ معلوم کیا سبب ہی کہ جو
اتنا عرصہ گیا۔ مین وہان جا سکتا نہین۔ اسی اثناء مین دیکھا کہ یکبیک چند مہریان محافہ کو لیے
ہوے در سہراب پر آئین اور محافہ کو رکھ دیا اور عرض کیا کہ ملکہ صاحبہ تشریف لائی ہین کوئی یہان
ہی۔ تو پہلے سیارہ ثانی عیار باہر نکلگیا اور کہا بسم اللہ انکو اتار دو۔ مہریون نے محافہ اندر خیمہ کے
لگا دیا ملکہ اتری یہ معلوم ہوا کہ ہلال نمودار ہوا یا وصفیکہ یہ نازنین نہایت پریشان تھی لیکن بقول
شاعر۔ شعر۔ وگرنہ ماہ کو اک شب کمال رہتا ہی + یہ آدمی ہی کہ برسون جمال رہتا ہی + اس نازنین
نے جو تصویر تھی اسکو دیکھا اور اس مریض کو دیکھا تصویر مطابق پائی۔ ادھر اس مریض عشق نے
بھی اپنی شبیہ کی طرف دیکھا اور کہا۔ شعر۔ سیخ کباب بن کے جو لیتا ہون کروٹین + او بادہ نوش
اب بھی آنچ بن میسیدہ ہون + بس یہ کہتا تھا کہ ملکہ پڑھی اسقدر فرحت ہوئی کہ گمان شادی مرگ
ظاہر ہوا اور آواز دی تھی۔ شعر۔ مرنا تو مقدم ہی زبان نکلجائے + سر زانو یہ ہو تیرے اور جان نکلجا
بس یہ کہکر سہراب بیہوش ہوگئے اور ہاتھ پاؤن ٹھنڈے ہوگئے۔ ملکہ نے یہ حال دیکھکر نقابدار
سے کہا کہ خدا ہی رحم کرے کہ اس تن بیجان مین جان آئے۔ نقابدار نے کہا کہ ابھی کاکل مشکین کی
بو سنگھاؤ تو سہراب کو ہوش آئے۔ ملکہ نے کہا کہ اسوقت مجھے ایک نقل یاد آئی ہی وہ یہ کہ مین نے
سنا ہی کہ جب چوہا مر جائے تو اُسے گوبر سنگھاؤ تو وہ جی اٹھتا ہی بھلا میرے بالون کے سنگھانے
سے کیا فائدہ ہوگا۔ نقابدار نے کہا کہ یہ وقت مذاق کا نہین ہی۔ اسنے اپنا آنچل اسپر ڈالا اور زلف
عنبرین کی بو سنگھانے لگی۔ نقابدار نے فرمایا۔ شعر۔ خون ناحق کہین چھپتا ہی چھپانے سے ترے
کیون یہ بیٹھی ہین مری لاش پہ دامن ڈالے + سه مکر جلنے کا قاتل نے نرالا ڈھب نکالا ہی
سچ تو ہے پوچھتا ہی اسکو کسنے مار ڈالا ہی + تھوڑی دیر مین کچھ سانس کی آمد و رفت شروع ہوئی
ملکہ نے سجدہ شکر کیا اور کہا کہ میرے خالق عز و جل نے رحم فرمایا اور مجھ مصیبت زدہ کی دادرسی کی
بس سہراب نے آنکھین کھولین اور پھر بند کرلین اس خیال سے کہ یہ خواب مین دیکھ رہا ہون لیکن

که بیداری مین یه تصویر پھر نه دکھائی دے۔ ملکه اسکا عندیه سمجھ گئی اور کہا که آنکھین کھولو یه خواب نہین
ہی عین بیداری ہی۔ جب یه کلام ملکه کا سُنا تو آنکھین اسنے کھولدین اور اُٹھ بیٹھا اور کہا که اے
نقابدار مجھے معلوم ہوا که تو نہایت ہی کامل ہی کسی درویش کا تو شاگرد ہی اور تیرا کمال ظاہر ہے
که تو نے ملکه کی شبیه کو بلا دیا ملکه کہا مین کہا اِس کلام پر نقابدار ہنس پڑے اور کہا که تم خود ملکه
سے پوچھ لو که تم پر کیا گذری۔ سہراب نے کہا که ای ملکه بیان کرو که تم یہان کیونکر آئین حالانکه مجھے
یقین نہین ہی که تم زندہ ملکه ہو۔ ملکه نے کہا۔ شعر۔ کیا پوچھتے ہو ہمدم مجھ جسم ناتوان کی + رگ
رگ مین نیش غم ہی جیسے کہان کہان کی + المختصر اصل یه ہی که ارژنگ بن زمرد میری تصویر پر
عاشق ہوکر آیا میرے بھائی نے اس سے مقابله کیا اُسکے جادو سحر منھ پر ملا تھا اسنے سجدہ کرا یا لشکر مین
رہنے لگا۔ حسب اتفاق یه تمھاری تصویر جو ہی میرے ہاتھ آئی مین ہمہ تن عاشق ہوئی اُسی جستجو
قریب کوہ دریا تھا وہان دل بہلانے گئی۔ یہان اسکے وزیر حقائق نے ایسی سازش کی که مجھے
پالکی پر سحر سے اچھا کر دیا۔ یه میری تلاش مین کوہ پر پہونچا پس مین نے اسی مین بچاو جانا کہ مین
دریا مین کود پڑون یه خیال کرتی ہی مین دھم سے دریا مین کود پڑی۔ بقول شہریار ضرب المثل مشہور ہی
جاکو راکھے سائیان مار نه ساکے کوے + بال نه بیکا کر سکے گو دو جگ بیری ہوے شعر اگر تیغ عالم بجنبد
زجاے + نبرد رگی تا نخواہد خداے + غرضکه خداوند کریم نے میری کشتی تن کو ساحل مراد پر پہونچا دیا
اک ماہی فروش نے مجھے ڈوبتا دیکھکر نکالا اور اپنی دختر بنایا اور اپنے گھر لے گیا وہان چند
روز گذرے تھے که وہان کے بادشاہ کو معلوم ہوا وہ درپے میری آبرو کا ہوا اور مجھے ایک قلعه
مین لیگیا که وہ صاحب قلعه اس ماہی گیر کا عزیز تھا یه خبر بادشاہ ملک یعنی ضیغم شیر شکار کو ہوئی
وہ قلعه پر چڑھ دوڑا اور حمله کرکے چلا مین نے خدا سے دعا کی اور قصد کیا که انگوٹھی الماس کی
چبا جاؤن که دیکھا که گرد اٹھی۔ یه نقابدار زمرد پوش تنہا اگر اس مجمع مین پہونچے اور ہم لوگون کا
گریه سنکر اسکو منع کیا اسنے نه مانا آخر کو اس سے جنگ کی انھون نے اسکو زیر کیا اور سوال
کلمه کا کیا آخر کار وہ مسلمان ہوا مین نے اس نقابدار سے کل تمھارا حال بیان کیا انھون نے
فرمایا که جسطرح ہو سکیگا تمھین وہان تک پہونچا دونگا که میرا بھی قصد بیابان گرد باد کا ہی اُسوقت
سے مین اسی شہریار عالیوقار کے ہمراہ ہون۔ بس یه سُنا تھا که اسمین توانائی آگئی اور کہا که
اے مسیحاے زمان تو نے میرے اوپر وہ احسان کیا ہی که بس تا زندہ ام بندہ ام یه کہکر
چلا مگر پاؤن لڑکھڑاتے تھے اور یه شعر پڑھتا تھا۔ شعر۔ حال ہی مجھ ناتوان کا مرغ بسمل کی
تڑپ + ہر قدم پر ہی گمان یان رہگیا وان رہگیا + اور قریب نقابدار کے پہونچکر اسنے عرض کیا
که خدا کے واسطے میری اُن گستاخیون کو جو حضور کی جناب مین ہوئی ہین معاف فرمائیے گا اور
آپ اپنے نام نامی اور اسم گرامی سے فدوی کو آگاہ فرمائیے۔ نقابدار نے کہا که باعث اس
نقاب ڈالنے کا یه ہی که بروقت مقابله کے۔ نقاب کھلنے کی اور ابھی معاف فرمائیے اسنے کہا
که ہرگز نہین مجھے تو آپ نے بے پردہ کر دیا اب مین کب مانتا ہون اور یه کہکر اسنے بند نقاب
پر ہاتھ ڈالدیا اور نقاب کو چہرہ پر سے ہٹا دیا۔ نقاب کا ہٹنا تھا معلوم ہوا که گویا آفتاب بادل
مین سے نکل آیا اسنے کہا که جو ایسا حسین اور شکیل ہو اور وہ ہرگز از جانب ملکه توجه نکرے ایسا
ثابت قدم اور صاحب وضع کون ہوگا معلوم ہوتا ہی که یه کوئی خاندان صاحبقرانی سے ہی ہاے یه

دیکھکر کہا کہ آپ کو قسم ہے اسی پیدا کرنے والے کی کہ جسنے تمام عالم کو خلق فرمایا کہ مجھسے آپ اپنے خاندان
کا حال نہ چھپائیے کیونکہ آپ میرے محرم ہو جائیے اور مین آپکا محرم ہو جاؤن۔ انھون نے کہا کہ اے
شخص نام میرا رفیع البخت ہے اور مین بیٹا ہون شاہزادہ بدیع الملک کا کہ جسنے تم مقابلہ کرنے
آئے ہو اور مین طلسم آب گینہ سلیمانی کو فتح کرکے آتا ہون کیونکہ نانا میرے نوذر حق پرست کو چند
ساحرون نے مار ڈالا تھا اسی غم مین میری مان کا بھی انتقال ہوا لیکن دریابار جادو نے ایک
مقبرہ انکا بنا دیا تھا حسب اتفاق کہ شاہزادہ بدیع الملک اس طلسم پر تشریف لیگئے تو وہ زمانہ
تھا کہ میری مان اور ماموون کو اُس بادشاہ طلسم نے نہایت سحر مین تیار کیا اور میری مان کو نصف
طلسم کا بادشاہ کیا اور اپنے بیٹے کو وزیر کیا جب کہ بدیع الملک نے نصف طلسم کو فتح کیا میری
والدہ کے سے عقد کیا اور مزار پر نانا کے آئے تو اسوقت بعد فاتحہ کے بیہوش ہوگئے تو نانا نے خواب مین
کہا کہ اے شاہزادے تمھارے یہان ایک لڑکا پیدا ہوگا تم نام اُسکا رفیع البخت رکھنا کہ وہ میرے
قاتلون کو قتل کریگا اور میرے خون ناحق کا بدلا اُس سے ہوگا اور یہ محضر جو دیتا ہون وہ اسکو تم
دے دینا۔ غرضکہ جب پیدا ہو کر پرورش پائی اور لشکر مین آیا تو میرے والد نے مجھے وہ محضر دیا
مین نے اپنے نانا کے قاتلون کو مارا اور اپنے نانا مرحوم کے خون کا عوض لیا اور طلسم کو فتح
کرکے بیابان گردباد مین داخل ہوا اور دوسرے نقابدار بزرگ جو ہین اُنکا حال مین نہین
بیان کرسکتا اب تم کو لائق و لازم ہے کہ یہ امر کبھی افشا نہونے پائے اسکو مین جانتا ہون یا تم جانتے
ہو۔ اسنے عرض کیا کہ میرا نام سہراب بن رستم ہے اور جو ساتھ میرے نقابدار ہین شہریار عالیوقار
ہین وہ ایرج نوجوان کے صاحبزادے ہین ایک میرے والد اور دوسرے میرے چچا یہ نہایت
زور آور اور بہادر ہین فی الحال والد کا میرے پتہ نہین ہے نہین معلوم لشکر سے کسطرف نکل گئے
اُنکی مجھکو بھی تلاش ہے اور یہ کہکر دونون آپس مین گلے ملے اور بغلگیر ہوئے اور پھر سے نقابین
چہرون پر ڈال لین۔ یہ معرکہ دیکھکر سیاوہ ثانی بہت خوش ہوا اور سیدھا لشکر نقابداران مین
پہونچا اور آکر نقابدار سے عرض کیا کہ مبارک ہو۔ نقابدار زمرد پوش نے علاج لیکے فرزند
دلبند کا کیا اب ماشاءاللہ سے وہ اچھے ہین جو مرض تھا وہ دفع ہوگیا یعنی یہ کہ ملکہ ثریا
سیمتن سے انکو ملا دیا چلیے اب اپنی بہو کو لے آیئے۔ یہ سنکر نقابدار کو نہایت خوشی اور مسرت
ہوئی اور سب سے کہا کہ چلو۔ اسوقت جسقدر سوار تھے اپنے کو آراستہ کرکے حاضر ہو
اور بہت سے محافہ اور بھی ساتھ لیے اور جو بادشاہ اس لشکر کا تھا وہ اور جو بادشاہ اُس لشکر
مین تھے وہ اپنی اپنی فوج کو آراستہ کرکے خدمت مین نقابدار کے آئے اور رنگ برنگی باجے
بجنے لگے نشان باذون کے پھریرے کھل گئے کہ جسطرح سے دولھا کی برات جاتی ہے آپس مین یہ
کہتے ہوئے کہ نام اسکا یعنی کوہ کا کوہ سنبلہ ہے جسکو ڈر تھا کہ پریشانی حاصل ہوگی لیکن اسنے
وہ خوشی کی راہین دکھلائین کہ جسکا شکریہ ہم لوگ ادا نہین کرسکتے یہ کہتے ہوئے قریب کوہ کے پہونچے
نقابدار زمرد پوش نے کہا کہ اے بھائی خدا حافظ و ناصر ہم جاتے ہین دیکھو تو اس جنگل مین کیا
تمھاری کل فوج تمھین لینے کو آئی ہے اب تم سدھارو اور ہم بھی جاتے ہین نقابدار جو وجوش تھا
کہا کہ پہلے مجھے وہان تک پہونچا تو دیجئے۔ اس گفتگو کے بعد نقابدار سرخ پوش کلان کو جو خبر ہوئی
کہ نقابدار جاتا ہے انھون نے بہت جلد اپنے کو پہونچا کر نقابدار کو آغوش تمنا مین کھینچا اور بغلگیر ہوا

اور کہا کہ اے محسن عجیب تمنے کام کیا کہ جسکا شکریہ ہم ادا نہین کر سکتے اب ہماری بارگاہ تک چلیے
انھون نے کہا کہ یہ ایک راز ہے اسکو آپ افشا نہ کریئے انشاء اللہ مین بہر شریک آپ کا ہونگا۔ اور
یہ کہکر نقابدار رخصت ہوکر اپنے عیار کو لیکر طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوے یہان ملکہ سریا سے
سیتمن کو محافہ جواہر نگار مین سوار کرکے زر و جواہر تصدق کرتے ہوے اپنی بارگاہ کی جانب
لے چلے اور جو محافہ کہ انکے لینے کو آئے تھے وہ سب ساتھ تھے۔ غرضکہ یہ اس راہ کو طی کرکے بارگاہ
مین آئے اور ملکہ کو ناموس مین اُتارا اور حمام وغیرہ کرا کے ایک جامے عمدہ پہنا کر بٹھایا۔ ادھر یہ نقابدار
یاقوت پوش بھی اپنی بارگاہ مین آئے اور سب بارگاہ مین بیٹھے اور صحبت ناچ و رنگ اور غلغلہ
ہوشا ہوش و شاباش کی بلند ہوئی۔ کہ یہ روز روز عید سے کم نہ تھا اب نقابدار زمرد پوش نے
اپنے لشکر مین پہونچکر دو رکعت نماز شکریہ ادا کی اور عرض کیا کہ مین امانت عہد سے ادا ہوا اور اے
پروردگار عالم تو نے مجھے ثابت قدم رکھا تیری ہی بندہ نوازی تھی نہین تو یہ وہ مقام تھا کہ قدم
ڈگ ہی جاتے ہین یہ دعا کرکے اپنے لشکر سے فرمایا کہ بارگاہ کی جانب کو چلو یہ سب لشکر اسباب
شکار بار کرکے طرف بارگاہ کے روانہ ہوے بہت سے صید و شکار اپنے ہمراہ لیکر خدمت مین
نقابدار بزرگ کے پہونچے۔ جھک کر مجرا کیا۔ نقابدار بزرگ نے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ بہت
تمنے دیر کیا، اسکا کیا سبب تھا عرض کیا کہ مین مشغول شکار رہا کیونکہ میرا دل کسی قدر رنگ گیر تھا
اس وجہ سے دیر ہوا میری خطا کو معاف فرمایئے گا۔ نقابدار نے کہا کہ آج سر چوشون مین بہت
بڑی دھوم دھام ہے نہین معلوم کہ خداوند کریم نے انکو کیا خوشی عنایت فرمائی ہے یہ تذکرہ تھا کہ
جوڑی ہرکارہ کی حاضر ہوئی اور عرض کیا۔ بعد دعا و ثنا کے کہ نقابدار جو علیل تھے تندرست
ہوئی اور جسکا وہ عاشق تھا وہ وہان پہونچ گیا سب کو اسکی خوشی ہے اور نقابدار کو کوہ سنبل
سے بارگاہ مین لے آئے یہی خبر واقعیت ہے اور کچھ لوگ جستجو کر رہے ہین کہ یہ کون تھا جسنے اسکے
محبوب سے ملا دیا بعضے کہہ رہے ہین کہ یہ سب باعث نقابدار زمرد پوش کا ہے نقابدار بزرگ نے کہا
کہ کچھ تمہاری شرکت ہوئی عرض کیا کہ ہان ملکہ سریا سے سیتمن کہ جسپر وہ عاشق تھا اسے ملا دیا
انھون نے شاباش اور مرحبا کہا اور اپنے اپنے دنگل برآئے سب صاحب متمکن ہوئے
غرضکہ یہان نقابداران سر چوشون مین محفل ناچ و رنگ موقوف ہونے کے بعد نقابدار سر چوش کلان
نے کہا کہ اے فرزند مین نے طبل جنگ کہ کیا تھا واسطے مقابلہ بدیع الملک کے جب تمہارا یہ حال ہوا
تو مین نے طبل جنگ موقوف رکھا اب کیا رائے ہے۔ انھون نے سر جھکالیا اور عرض کیا کہ کیونکر عرض
کرون یہ امر قابل بیان کرنے کے نہین ہے پوچھا کہ کیون عرض کیا کہ اس راز کو منع کیا ہے نقابدار اسکے
اگر آپکا جی چاہے تو آپ شاہزادہ بدیع الملک سے مقابلہ کیجیے ورنہ مین تو زبان ہار چکا ہون کہ
ان لوگون سے مین مقابلہ نہین کرونگا آپکو اختیار ہے۔ یہ سنکر شہریار عالیمقدار نے فرمایا کہ اے فرزند
جس زمانہ مین مین عالم کفر مین تھا۔ سامری رب سے غرض تھی اور مجھکو یہ ثابت تھا کہ یہ میرا باپ ہے
تو مین نے بہت سے ملک لیے اور بہت سے مقابلہ کیے لیکن جب کہ بدیع الملک سے مقابلہ ہوا
تو بعد پانچ روز کے مجھے انھون نے زیر کیا اور مین عاشق نقابدار الماس پوش یعنی ملکہ ماہ جبین خانم
دختر امیر ثانی پر ہوا تھا جب نقاب انکی ہٹی اور مین نے چہرہ انور انکا دیکھا تو مین عاشق ہوگیا لیکن
بعد زیر ہونے امیر ثانی سے میرا شجرہ ملایا گیا تو معلوم ہوا کہ مین بیٹا ایرج گو جوان کا ہون اور پرلیا نے

فرنگی نے مجھے صحرا سے پایا تھا غرضکہ جب سب یہ قبول دیے تو پریشانی فرنگی اور میں بھی مسلمان
ہوا تو صاحبقران نے ازراہ عنایت کے میرا عقد مہ چہرہ بانو کے ساتھ کر دیا میں بھی لشکر میں چند روز
دیکر فرنگستان کو آیا ایک لڑکا میرا نہایت ہی شہزور و صف شکن کہ نام اُسکا سکندر رستم خوف
اُسکا بھی ایک عرصہ سے پتا نہیں ہی پھر میں کیا مقابلہ بدیع الملک سے کروں تم بتلاؤ کہ تم کس سبب
سے دعوی صاحبقرانی نہیں کرتے انھوں نے عرض کیا کہ نقابدار جو محسن میرا ہی وہ ضرور میدان
کارزار میں آئیگا تو میں ہرگز مقابلہ نہ کرونگا اور چلا آؤنگا اُسوقت سب میں ہنسی ہوگی یہ تذکرہ آپس میں
ہو ہی رہا تھا کہ جوڑیاں ہرکاروں کی گردن میں اٹی ہوئی سامنے سے نمایاں ہوئیں اور آکر عرض کیا شعر
الٰہی در جہان باشی با قبال + جوان بخت و جوان دولت جوان سال + زمین ادب کو بوسہ دیکر عرض کیا کہ
مغرب کی جانب سے ایک تق گرد نہایت عظیم الشان بلند ہوا تھا غلام گئے اور خبر لائے کہ بہت
بڑا لشکر فراوان جند۔ نقابدار لیے ہوئے مع بارگاہ کے آتے ہیں یہ خبر سنکر نقابداروں نے آپس
میں کہا کہ دیکھیے یہ نقابدار کیا رنگ لاتے ہیں اسیطرح سے شاہزادہ بدیع الملک کو ہرکاروں
نے خبر دی اور نقابدار زمرد پوش کو بھی ہرکاروں نے اسیطرح خبر دی تمام لشکروں میں ایک
ہلچل پڑی ہوئی تھی اور جوڑیاں ہرکاروں کی برابر خبر دے رہی تھیں کہ یہ آئے اور وہ آئے کہ دیکھا
داہنی طرف فوج بدیع الملک کے وہ نقابداروں کی فوج آگئی اور دیکھا کہ زیر آسمان ایک اور آسمان
خاکی ہی اور نہایت عظیم فوج ہی۔ شعر ز سم ستوران دران پہن دشت + زمین شش شد و آسمان
گشت ہشت + بعضے زمین بر فلک اوج بود + سپہر بر سپہ فوج بر فوج بود + پھر ایسے فوج کے جھنڈے ہو
اور آگے آگے علم ہدایت نشان اور کچھ فیل سوار اور کچھ مرکبوں پر سوار زرہ پوش اور کچھ بکتر پوش
اور چار آئینہ پوش یہ سب کے سب خاموش مرکبوں کو ملاتے ہوئے نور سمت بارگاہ آسمان جاہ کو لیے
ہوئے داہنے پر آکر لشکر بدیع الملک کے آراستہ کرنے لگے غرضکہ سات لاکھ فوج آکر قریب بارگاہ ہوئی تھی
اب جو دیکھا تو نقابدار سبز پوش بیچ میں اور ایک نقابدار ابلق پوش اور ہاتھی کے اوپر ایک نقابدار سرخ پوش
اور چار نقابدار مانند شیران کے چلتے آتے ہیں یہ ثابت ہوتا ہی کہ ان نقابداروں میں یہ دو نقابدار نہایت
معزز معلوم ہوتے ہیں اور پشت کے اوپر تخت بادشاہ کا پر تھا کے مورچھل ہوتے جاتے اور تمام وزرا
اور اراکین سلطنت گرد بیٹھے ہوئے نہایت عظم و شان سے نمایاں ہوئے اور دیکھا ان سبھوں
کہ علم ہدایت نشان پر تعریف خداوند عالم کندہ ہی اور علم صاحبان اسلام معلوم ہوتا ہی ان لوگوں سے
کہا کہ الحمد للہ کسی ساحر اور کافر سے مقابلہ نہیں ہی اگر ہی تو ان کی خدا پرستوں سے ہی غرضکہ ان لوگوں نے
اپنے خیمہ دو چوبے اور سہ چوبے اور راوٹیاں اور بارگیاں برپا کیں اور مسکین فروکش ہوئے اور شاہزادہ
بدیع الملک نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اے قبلہ اقتدار معلوم ہوتا ہی کہ سب یہ حریف ہمارے ہی ہیں
کیونکہ عہدہ جلیل رب الجلیل نے مجھے عنایت فرمایا ہی یعنی مجھے صاحبقران کیا ہی تو یہ سب اُسی کے عہدہ
کے عدو ہوکر آئے ہیں بخدا اگر کوئی لائق نہیں اس عہدہ کے ہوتے میں اُسی وقت دست بردار ہوتا
ہوں بادشاہ نے فرمایا کہ جناب احدیت عزشانہ نے عہدہ آپ ہی کے لیے خلق کیا ہی یا جسکے لیے
اب مناسب ہوگا اُسکو یہ ہدایت جناب احدیت کی جانب سے ہوگی کیونکہ جسوقت صاحبقرانی
امیر ثانی کی ہوئی ہی تو مکہ معظمہ سے نسیم بن عباس علم لیکر خدمت فیض درجت میں امیر اول کے آئے
اور عرض کیا کہ عبد المطلب آپکے والد ماجد نے علم بھیجا ہی اُسکو بہ توقیر امیر ثانی نے لیا اور اُسکو چوما

ہمین لکھا دیکھا کہ آج سے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جاری ہوا کہ حضرت نے خروج کیا اور ظاہر
ہوئے اور کلمۂ ابراہیم موقوف ہوا اور ہمین حکم یہ ہوا کہ تم خانہ کعبہ مین آؤ اور یہ حمزہ ثانی کہ جو تمھارا
بیٹا ہی اب اسکو حکم صاحبقرانی عنایت ہوا ہی پس صاحبقران اسے پڑھکر اپنے تمام اعوان و اقارب
کو جمع کیا اور جو عقد کرنا تھے انسے بھی فراغت کی اور جنکو جو ملک تقسیم کرنا تھے وہ ملک دیے اور
بارگاہ کو طلسم آصف بن برخیا مین رکھکر اور یہ شرط کرکے کہ جو نورالدہر اور ایرج نوجوان کو زیر کریگا وہ صاحبقران
ہوگا اور بارگاہ کو اس طلسم سے لائیگا پس وہ صاحبقران ہی یہ فرماکر امیر خانۂ کعبہ کو روانہ ہوئے
آپکو یقین کیا تردد ہی صاحبقران ثالث نے یہ تقریر بادشاہ اسلام کی سنی اور سکوت کیا اور اس
تقریر کو قطع کیا ایک دن اور ایک شب گذر گیا شاہزادہ بدیع الملک نے حضرات سے فرمایا کہ
کچھ حال ان نقابداروں کا نہ معلوم ہوا کہ کیا ارادہ رکھتے ہین۔ عرض کیا کہ انکی خبر کا لانا بھی تو دشوار ہی
جو کچھ ہوگا وہ معلوم ہو جائیگا۔ یہ تذکرہ ہو رہا تھا کہ ہرکاروں نے خبر دی کہ نقابداروں کا ایک
ایلچی بہ سمت حضور بارہ ہزار جوانان جرار اپنے ہمراہ لیے ہوئے آتا ہی اور باقی اور کسی سمت کو
اسکا ارادہ نہین پایا جاتا ہی شاہزادے نے فرمایا کہ آنے دو اور یہ کہکر آگے برائے استقبال سرداروں
کو روانہ کیا اور یہ فرمایا کہ اگر ادھر آتا ہو تو اسکو نہایت عزت سے لے آنا۔ طہماس ثانی کو آپ نے
حکم دیا یہ سرداروں کو لیکر چلے تو دیکھا واقعی اسی سمت کو آتا ہی۔ انھون نے بڑھکر استقبال کیا
اور اپنے ہمراہ اس نقابدار سرخ پوش کو لیکر آئے۔ نقابدار نے آواز دی کہ منم نامہ دار نقابدار
ابلق پوش شاہزادے نے ایک دنگل انکے واسطے بچھوا دیا اور کہا کہ تشریف لائیے ایلچی سلام کرکے اس
دنگل پر جلوہ گر ہوا کہ ہرکاروں نے خبر دی کہ ایک لشکر سامنے سے پھر نمایاں ہوا ہی طلایہ نے
دیکھا تو تین نقابدار پشت کوب مرکب سے مرکب ملائے اور انکے پیچھے کوئی پانچ چھ لاکھ فوج
کا مجمع ہی اور وہ بھی لباس سرخ پوشی اپنے اپنے تنون پر آراستہ کیے ہوئے چلے آتے ہین اور انکا
ارادہ روبرو آپکے لشکر کے اتارنے کا ہی اسوجہ سے کہ بارگاہ انکی سامنے آپکے لشکر کے برپا ہو چکی ہی
شاہزادے نے فرمایا خیر الحمدللہ آنے دو طلحہ بن قدحور نے جو شاہزادہ صاحبقران سے عرض
کیا کہ معلوم ہوتا ہی کہ ان نقابداروں کی سرخی سے جنگل مین آگ لگی ہوئی ہی اسقدر کثرت سے تو کبھی سرخ پوش
آتش بافروز زبان کرتے ہوئے نہین آئے تھے۔ صاحبقران نے ہنسکر فرمایا کہ اے طلحہ پیچھے
آتش بائین پہلو مین آتش داہنے پہلو مین آتش اور روبرو بھی آتش۔ سب نقابداروں نے
داہنے اور بائین مجھی کو گھیرا ہی کیا عجب ہی کہ انکی آہ شرربار مجھے جلا کر خاکستر کر دے مرضی خدا مین
کیا چارہ ہی۔ مصرع۔ دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تر است + یہ کہکر اپنے ساقی کو ایلچی کی جانب
اشارہ کیا کہ یہ جام ایلچی کو پلا جب ایلچی نے دو تین جام پیے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا بولا منم نامہ دار
انھون نے کہا کہ نامہ مجھے مرحمت ہو۔ ایلچی نے وہ نامہ بخدمت صاحبقران پیش کیا آپ نے اس نامہ
کو حسب معمول بادشاہ اسلام کے ہاتھ مین دیا۔ بادشاہ نے اس نامہ کو لیکر میر منشی کو دیا اور کہا کہ
الفاظ نامہ سے ہمین آگاہ کرو اسنے لفافہ کو برطرف کیا اور اس نامہ کو بہ آواز بلند پڑھنے لگا۔
بعد حمد خدا و نعت رسول کے تحریر تھا کہ اے صاحبقران سوم یہ عہدہ واسطے جراروں کے ہی کہ
جیسے آپ مستقر ہین اب یہ جی چاہتا ہی کہ اس عہدۂ جلیل کو اور اسباب صاحبقرانی کو ہم بھی حاصل
کرین اور آپ کا قصد بھی خانہ کعبہ جانے کا ہی اگر وقت ہمین اسکے پائیے تو ہمین عنایت فرمائیے اور اگر

یہ منظور ہو کہ ہماری قوت کو ملاحظہ کیجیے تو ہم حاضر ہیں اسکی بھی آزمایش کر لیجیے اور یون تو آپ ہمکو یہ
عہدہ کیون دینگے کیونکہ اور بھی بہت سے لوگ اسی عہدہ جلیل کے لینے کے جمع ہوئے ہیں تو
اس سے بہتر یہ ہی کہ آپ کو تکلیف مقابلہ کی ضرور دیجائیگی یون کیونکہ آپ اسے گوارا فرمائینگے یہ ایلچی
اسواسطے حاضر کیا گیا تاکہ ہم سب کو معلوم ہو کہ مرضی اقدس مین کیا ہی۔ صاحبقران ثالث نے جواب
نامہ بحکم بادشاہ یہ لکھا کہ اسیواسطے اس راہ کو آباد کو طی کیا کہ مین جلدی خانہ کعبہ کو پہونچون اور اس عہدہ کو
جو اس کا لایق ہو اسکے سپرد کرون کیونکہ یون ہی مین نے بھی پایا تھا اور بہت مناسب ہی کہ تم طبل جنگ
بجاؤ اور جتنے اسکے دعویدار ہین وہ طبل جنگ بجائین نہیں ہین جس سے مغلوب ہو جب ڈنکا
وہی صاحبقران ہوگا بغیر اسکے پانے صاحبقرانی اور اسباب صاحبقرانی اور بارگاہ سلیمانی اور
علم اژدہا پیکر سنبھال نہیں سکتے اور مین خوب جانتا ہون کہ یہ سب مجمع ایسا ہوا ہی کہ صاحبقران
اول کے سامنے بھی یہ مجمع نہ ہوا تھا کہ ہم سب نے بہرے اور چڑھائیان کی ہین خیر مقابلہ
بھی قابل دید ہونگے کہ ایسے مجمع کبھی نہین ہوے تھے اتنا لکھکر نامہ کو بند کیا اور ایلچی کو خلعت
فاخرہ اور دو نامہ دیکر رخصت کیا۔ غرضکہ یہ ایلچی راہ کو طی کر کے بخدمت نقابدار ابلق پوش
اور ببر پوش کے آیا اور آکر عرض کیا کہ نہایت ہی صاحب اخلاق شاہزادہ بدیع الملک یعنی
صاحبقران کو مین نے پایا اور جواب نامہ بہت ہی خوشنمائی کے ساتھ عنایت فرمایا یہ حاضر ہی
نقابدار ابلق پوش نے اس نامہ کو لیکر پڑھا اور نقابدار ببر پوش نے ایک آہ دل سے کھینچی
اور فرمایا۔ شعر۔ قافلہ باد بہاری کا رواں ہو جائیگا + آخرش یہ باغ پامال خزاں ہو جائیگا + یعنی
اگلی باتون کا تصور کر کے اسنے یہ شعر پڑھا تھا اور افسوس کیا تھا اور اس صدمہ سے کوئی دقت
نہ ہوا۔ اُس وقت نقابدار ابلق پوش نے حکم دیا کہ اسی وقت نقارہ جنگی پر چوب پڑے
بحکم نقابدار اسی نقارون پر چوب پڑی کہ گوش گردون دون کیے ہونے لگے یہ خبر لشکر صاحبقران
مین ہوئی۔ بادشاہ نے فرمایا کہ ہمارے یہان بھی طبل بجے اسیوقت نقارہ سکندری اور سلیمانی
پر چوب پڑی کہ انکی آوازین ان اسی نقارون پر غالب آئین۔ شعر۔ بجا اسطرف فوج مین
طبل جنگ + اڑا فیل گردون کے چہرے کا رنگ + اب تو لشکر دمرد یوش مین بھی طبل بجا اور
وہ نقابدار جو آخر مین لشکر لیکر آئے تھے انکے یہان بھی طبل بجا ہر طرف آواز نقارون کی بلند ہی اور
ہرکارے بہم خبرین ہر ایک کے لشکر کی پہونچا رہے ہین اور سردار اندیشہ صبح مین بسر کرتے کو اجازت
طلب کرتے ہین کہ دربار سے جا کر کچھ انتظام مرگ کرین کیونکہ ایسے لشکر اور ایسے مقابلے کبھی کاہے کو ہوے
تھے کہ تمام دشت فوجون سے مملو ہی اور یہ سب کے سب خدا پرست ہین اگر جنگ مغلوبہ ہوگی
تو ایک ایک کے سامنے سے نہیں ہٹیگا عجب طرح کا کل کھیت پڑیگا تو اسی پر اوروں کا ضروری
ہین اُنسے فراغ حاصل کر لو کہ اتنا دن اور رات تمہارے واسطے غنیمت ہی کہ نہ معلوم کل صبح کو کون ہووے
اور کون نہ ہووے وا قعی ان لوگون نے جو جسکا ممنون اور مشکور تھا اور جو جس جس کا قرضدار
تھا وہ قرض ادا کرتا تھا اور جسنے کسی کو ستایا تھا وہ اپنے قصور کو معاف کراتے تھے اور منت کرتے
تھے کہ بھائی جو کچھ کہ ہم سے خطا ہوئی ہی اُسے بحل کرو کیونکہ سامنا عاقل کا ہی اس سے بہتر یہ ہی کہ ہمین
معاف کر دو وہ کہتے تھے کہ تم خود ہمین معاف کر دو غرضکہ یہ لوگ اسی تردد مین شب بسر کیا بعضے
اور جوانان تہمتن اپنے اپنے ہتھیارون کو درست کیا بعضے اور زرہین دیا بعضے اور آپس مین اسی طرح

چھپ رہے غرضکہ یہ شب تمام ہوئی اور وقت سحر نمودار ہوا اور وہ وقت ہوا۔ **اشعار۔** لگے
ہونے نظروں سے تارے نہاں + چھپا نور میں جادۂ کہکشاں + موذن اذان سے ہوے
بہرہ مند + ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند + رخ شمع مائل بہ زردی ہوا + لباس فلک لاجوردی ہوا +
صدائے اللہ اکبر چاروں لشکروں میں بلند ہوئی کیونکہ چاروں لشکر خدا پرستوں کے اس بیابان
گرد نباد میں جمع تھے اور آرزوے مرگ میں اور شجاعت میں یہ رات ان جوانان صف شکن نے
بسر کی غرضکہ ہتھیار لگا لگا کر اور اپنے اپنے مرکبوں پر سوار ہو ہو کر اپنے اپنے افسروں کے پاس آئے اور
فوجیں باہم ہو ہو کر طرف میدان کارزار کے روانہ ہوے ہر شخص نے پہونچ پہونچ کر فوج کو آراستہ
کرنا شروع کیا مقابلہ حریف۔ یہانتک کہ چاروں لشکر عجب وصفوف دعا سے میدان کارزار میں آکر جلوہ فرما
ہوے اسوقت دیکھا کہ بیلدار برق رفتار پستی و بلندی کی درستی میں تیز دستی کرنے لگے جھاڑی جھنکاڑ کاٹ کر
تمام میدان کو صاف کر دیا۔ سقوں نے آبپاشی ما تنزا برار کی جب یہ سب اپنا اپنا کام کر چلے تو زمین
سے کہ عجب خوشبوئے مردانہ وار آنے لگی جیسے نسیم بہار کے پیغام قضا لانے لگی اسوقت نقیبان خوش آواز
سرو دستانہ وار بکر نقابت کرنے لگے۔ **اشعار۔** پروئی سفر کی کھادری کمر باندھی سب جوان +
آج رن بیچ خوب کرو ڈٹ کر گھمسان + تلواروں کے منھ پر جو جیے وہ شہید کہلائے + جو جنگ
میں جلتا بچے وہ غازی کہلائے + بیاہ لیجاؤ عروس موت کو + دو طلاق اس زندگی کی سوت
کو + خیال کرو۔ **شعر۔** پاؤں جنکے سامنے فانے کے تھرانے ہوے + کاٹ کے سر انکے دیکھے
ٹکڑوں میں کھانے ہوے + اے جوانان لشکر اسلام آج تم بھی اپنے دادا اور باپ کا نام اس میدان
کارزار میں روشن کرو۔ **شعر۔** رستم رہا زمیں پہ نہ بہرام رہ گیا + مردوں کا آسمان کے تلے نام رہ گیا
نقیب نامردوں کے رقیب دلاوروں کے حبیب قریب قریب ہر لشکر کے یہ سنانے لگے۔ **شعر۔** لڑو
لڑائی کا یہ دن ہے آج + یہاں سکۂ تیغ کا ہے رواج + سلیمان کی حشمت سے کیا کام ہے + جو مر جاوے
اور جیتے تو نام ہے + سکندر نہ دارا نہ جمشید ہے + کسے زندگانی کی امید ہے + فریدوں نہ وہ گنج دارا
رہا + نہ تخت جمشید پر ہمایوں رہا + کہاں یوسف مصر عالی مقام + تہ خاک سوتے ہیں باقی ہے نام +
تمہیں بھی مناسب ہے اے خاص و عام + وہی بات کرنا کہ ہو جس میں نام + مر کے جیتے قبضہ ذوالفقار
زمانے میں کچھ تو رہے یادگار + یہ صدائے نقیبان سنکر جوانان صف شکن سب کے سب
چومنے لگے اور تلواروں کے قبضہ چومنے لگے ایک ایک منتظر تھا کہ دیکھیے مقابلہ میں کسکی طرف
سبقت ہوتی ہے اور کون گلشن کی عجب طرح کی بہار زیر آسمان نمایاں تھی کہ ایک طرف کو صحرائی
نقابداران سرخ پوش کے لشکر میں یہ بہار تھی کہ معلوم ہوتا تھا کہ آگ لگی ہوئی اور ایک طرف
کو لشکر سبز پوش اور زمرد پوش کا جو جمع تھا اس سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ کیا خدا کی قدرت ہے کہ
اس آگ کے سامنے سبزے کا قائم ہونا کہ آگ اس سبزے کا کچھ نہیں کر سکتی۔ اک طرف کو لشکر جابر بن
یعنی بدیع الملک۔ عالم سکوت کھڑا تھا صفیں ایسی ایسی برابر آراستہ تھیں کہ جیسے اچھے
خوشنویس کے ہاتھ کی سطریں ہوتی ہیں۔ علم اژدہا پیکر کو طوق حیران گردیے ہوے کھڑا تھا
یا صاحبقران یا صاحبقران کی آواز بلند تھی اور پھریرا جو ہلتا تھا تو اس سے ثابت ہوتا تھا کہ دست
دعا پھیلا کر علم نے صاحب لشکر کے لیے اپنے پروردگار عالم سے دعا کرتا تھا غرضکہ اسی طرح سے
علموں کا جھکنا اور پھریروں کا کھلنا پھر قبضۂ نور کا چمکنا اور پرہماؤں کا زر برسانا علم جھومنا۔ عالم شجاعت

جب دیکھا کہ ان لشکروں سے کوئی سبقت نہیں کرتا تو دیکھا کہ نقابدار ابلق کے لشکر میں باجا جنگی بجا
معلوم ہوا کہ ارادہ نکلنے کا کوئی کریگا۔ سب ادھر متوجہ تھے کہ دیکھا نقابدار ببر پوش گرز علم کیے ہوئے
اُس لشکر سے نکلکر میدان کارزار میں آیا اور مشغول سلح شوری ہوا۔ ایسے ایسے فن نیزہ بازی کے
دکھلائے کہ جتنے لشکری تھے وہ وجد کرتے تھے اور ہر چند وفنون سپہ گری پر داد دیتے تھے کہ نقابدار
ببر پوش نے مرکب کو ٹھا کر اشارہ کیا کہ لاؤ ایک ارابہ کہ اُسکے اوپر دو گولے پانچ پانچ سو من کے
رکھے ہوئے ہوں۔ وہ ارابہ ملازم لیکر حاضر ہوا اور اُسمیں زنجیریں موافق روک تھینے کے پڑی تھیں
اور نقابدار ببر پوش نے آواز دی کہ ایہا الناس یہ وہ میں کام دکھاتا ہوں اور وہ زور دکھاتا ہوں
کہ سلف سے آجتک کسی نے یہ زور نہ دکھایا ہوگا اور یہ کہکر گولے کو اٹھایا اور اُچھال کر گرز مارا کہ
یہ بلند ہو گیا جھپٹ کے دوسرے گولے کو بھی لیکر اسی ترکیب سے اُڑایا۔ جب تک یہ گولہ اول آیا
اُسوقت مرکب کو جھکا کر اس طرح سے تھپکی دی کہ وہ بلند ہوا دوسرا جب نشیب میں آیا اُسکو پھر
بلند کیا مرکب مثل بجلی کے چمکتا تھا اور یہ گولوں کو ہوائی کر رہا تھا اور کل لشکر یہ تماشا دیکھ رہے
تھے اور تعریف کر رہے تھے اسیطرح سے آٹھ سات دفعہ بلند کیا اور اُسکے بعد گرز کو زمین پر پھینک کر
جھپٹ کر ایک گولے کو روکا اور پھر جب دوسرا آیا تو اُسے بھی روک لیا سب نے تعریف کی کہ واقعی
ہے یہ امر کہ جو نقابدار ببر پوش نے اس میدان کارزار میں دکھایا اور یہ بازو اور قوت ظاہر کی یہ ہم
لوگوں نے نہیں دیکھا تھا۔ اب ببر پوش نے کھڑے ہو کر آواز دی کہ ایہا الناس یہ پانچ پانچ سو من
کا یہ گولا ہے بس جسمیں کہ یہ قوت ہو وہ تو لائق مقابلہ ہے اور نہیں تو مجھسے لڑنے کا قصد نہ کرے
کہ سوائے ذلت کے اور کچھ اُسکے ہاتھ نہ آئیگا۔ بس یہ سنکر نقابدار زمرد پوش بزرگ لشکر سے
اپنے مرکب کو بڑھایا اور یہ آواز دی کہ اے نقابدار ببر پوش یہ کام بچانہ مقیموں کا ہے کہ یہ گولا روکا
اور اُسکو اچھالا اور پھر اُسے روکا معلوم ہوتا ہے کہ تونے صحبت اُن لوگوں کی اٹھائی ہے اور مشق
اُنکی کی ہے اور نام اُن بزرگوں کا لیتا ہے کہ جنھوں نے بہت بڑے بڑے کام کیے ہیں اور اب چاہتا
ہے کہ میں فوق لیجاؤں یہ چھوٹا منھ بڑی بات ہے بس یہ کہکر نقابدار زمرد پوش نے اپنے گھوڑے
کو بڑھایا اور کہا کہ اُن لوگوں نے معیوب جانکر ایسے کرشمہ نہیں دکھائے اب تو دیکھتا ہے تو دیکھ
بس یہ کہکر وہی دونوں گولے اُٹھا لیے اور اُٹھا کر گرز سے آپ سے بلند کیا اور دوسرا گولا اُٹھا لیا
اور اُسکو بھی گرز سے بلند کیا اور جسطرح کہ اُسنے کیا تھا اُنھوں نے بھی ویسا ہی کیا اور ایک بات
زیادہ دکھائے کہ گرز کو زمین پر ڈالکر دونوں گولوں کو ایک داہنے ہاتھ پر اور دوسرے کو بائیں ہاتھ پر روک
لیا اور ارابہ پر جاکر رکھ دیے اور اپنے گرز کو اُٹھا لیا اسوقت لشکروں میں اک شور تھا اور شاہزادہ
بدیع الملک یعنی صاحبقران سوم نے چند قدم مرکب کو بڑھا کر کہا کہ اے نقابدار عالی مقدار آپ
نے وہ کام کیا ہے کہ جسکے دیکھنے کی آنکھیں مشتاق تھیں اور یہ کہکر اور آستین اُلٹ کر بڑھے تھے
کہ میں بھی اسی طرح ان نقابداروں کو اپنا زور دکھاؤں اسوقت نقابدار زمرد پوش بزرگ نے
اُنکے ارادہ کو دیکھا اور یہ فرمایا کہ آپ اس زور سے اپنے تئیں محفوظ رکھیں کیونکہ میں جب اس
ببر پوش سے مقابلہ کر چکوں تو پھر میرے بعد آپ کو اختیار ہے کہ اس سے ہم مقابل ہوں
اور اب میں اس سے بغیر مقابلہ کیے جا نہیں سکتا۔ یہ نقابدار کا فرمانا اور صاحبقران کا سر جھکا کے
کہنا کہ جسمیں آپ کی خوشی ہو۔ اُنھوں نے کہا کہ اب میں میدان میں آ چکا ہوں اور اسکی کیا حقیقت

ہی اس سے زیادہ آپ زور دکھا سکتے ہیں کہ آپ کو پروردگار عالم نے صاحبقران کیا ہی اور ستون
دین اسلام کیا ہی اگر یہ فرضاً آپ پر کر کے لوگ آتے ہیں تو بلاشک صاحبقرانی نہیں ہیں بلکہ آپ آگے
ہیں اور زمان صاحبقران عالیشان میں بھی ایسا ہی ہوا اور ہر ایک اولاد صاحبقران نے یہی چاہا
کہ ہم حاصل کوئی لیکن سب زیر رہے اور با طاعت حمزہ صاحبقران کی رہے انشاء اللہ تعالیٰ
آپ سے بھی یہ لوگ سرداری نہ لیجائینگے کہ آپ کو کچھ سمجھکر امیر ثانی نے صاحبقران کیا اور آپ
خانہ کعبہ تشریف لیگئے اب اگر کوئی اس عمدہ جلیل کو چھین سکے بغیر اعانت رب الجلیل کے تو ہو نہیں سکتا
یہ سُنکر صاحبقران یعنے بدیع الملک نے دل میں کہا کہ خدا اس نقابدار کو اس ببر پوش سے
مقابلہ میں برحمت رکھے اور یہ کہکر زیر سایۂ علم اژدہا پیکر کھڑے ہوئے ادھر نقابدار زمرد پوش
بزرگ نے فنون سپہ گری بخوبیہاں مرکب کی دکھائیں اور نیزہ کو ہلایا اور گرز کو کئی بار اُچھالا اور
رو کا گھوڑے کو تھام کر آواز دی کہ اب کیا قصد ہی ببر پوش نے کہا کہ حاضر ہوں بس یکلخت
مرکبوں کو ہٹا ہٹا کر اب جو بارادہ تکاور آئے اور تکاور چلے تو مرکب دونوں کے آکر بھڑ گئے سر سے
سر سینہ سے سینہ اسطرح سے لگ گیا کہ جیسے دو پہاڑ ٹکراتے ہیں گل پیر سے خرارے آتش کے
اُڑے۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ پھول آتشبازی ان سیروں سے نکل گئے اور مرکب ان دونوں کے
ہٹ ہٹ گئے خیال ہو گیا دو پانچ پانچ قدم ہٹ گئے اور کئی قدم زیادہ ببر پوش کا مرکب ہٹ گیا
بس بائیں پر سے ببر پوش نے نیزہ لیا اور نیزہ کو چرخ دیکر سینہ نقابدار زمرد پوش پر مارا زمرد پوش
نے سنان کو سنان پر کا شکر نیزہ کو بلند کیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ آہ عاشقوں کی باہم ملکر سوئے
آسمان جاتی ہیں نیزے نہ معلوم ہوتے تھے بلکہ وہ ایسی آہیں تھیں کہ جیسے بہت دونوں کے بچھڑے
ملے ہیں اور بھالوں سے جو شرارہ نکلتے تھے وہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کوئی ہلتا ہی اور اس کے منھ
سے پھول جھڑتے ہیں۔ غرضکہ یہ دونوں مشغول بہ نیزہ بازی ہوئے صدا ئے چقاچاق بلند تھی
کہ جس نیزہ بازی کے بارے میں شاعر کہتا ہی۔ شعر۔ دو نیزہ دو بازو دو مرد دلیر ۔ تو گوئی کہ یک
عرش کرسی بزار ۔ دونوں لشکروں میں شور تھا کہ یہ جنگ قابل دید ہی جناب حمزہ صاحبقران کے
وقت میں بھی شاید ایسی جنگ نہوئی ہوگی اور چاروں لشکر چپ چاپ کھڑے ہوئے رنگ جنگ
دیکھ رہے تھے ایک ایک سے بات کرنے کی مہلت نہیں پاتا تھا اُسی طرف کو نگران تھا جو بند کہ نقابدار
ببر پوش باندھتا تھا اُسکو زمرد پوش رد کرتا تھا اور جہاں زمرد پوش بند اپنا باندھتا تھا وہاں ببر پوش
اُسکو کھوتا تھا۔ غرضکہ اسیطرح ساڑھے تین سو ہاتھ نیزہ کے چلے۔ مصرع۔ نہ او را ظفر نہ آنرا ظفر
نہ آنرا ظفر نہ او را ظفر ۔ آخر میں دونوں بہادروں نے تیر پر تیر مار کر مثل آہ عاشقان پاک کل
معشوقان سے جبیدہ کر کے جھٹکے مارے کہ سنانیں علحدہ ہو کر زمین پر گریں پہلے ببر پوش کی
پھر زمرد پوش کی ڈانڈیں انھوں نے پھینک کر گرزوں پر ہاتھ ڈالے اور آواز دی کہ خیر نیزہ بازی
قبول بادی گرز بازی تیغ بازی جیسا بازی کہ اسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہیں۔ شعر۔ بیا تا چہ ای
زمرد نشان ۔ کمان کیانی و گرز گران ۔ غرض ببر پوش نے اپنے گرز کو چرخ دیا کہ کلاگرز سے آواز
فنا فنا کی پیدا تھی بس تیسرے چرخ میں گرز کو سر نقابدار زمرد پوش بزرگ پر مارا نقابدار نے ان کی
کرکے اپنے گرز کو چہرہ کی پناہ کیا اور ضرب کو اسکی گرز پر روکا ایسا تڑاقا ہوا کہ معلوم ہوا کہ دو پہاڑ
گر پڑے یا آسمان زمین پر پھٹکر گر پڑا اور گوش گردوں کر ہوگئے۔ ایک تق گرز کا جو اُٹھا تو نقابدار

تحت گرد میں پوشیدہ ہوگیا۔ شاہزادہ مبلیع الملک کا دل ہل گیا اور یہ فرمایا کہ یا ابو تراب اس نقابدار کو
بچائیے گا۔ یہ تو یہ کہہ رہے تھے ادھر نقابدار ہیر پوش نے آواز دی کہ زدم و لیست کردم۔ ہے کوئی ایسا شخص
کہ جو نقابدار کی جاکر خبر لائے یہاں تک یہ ہو چکی تھی۔ افسوس کرتا ہوں کہ میں اسکے نام و نشان
سے واقف نہ ہوا اور یہ غرق زمین ہوا نقابدار تو یہ کہہ ہی رہا تھا کہ نقابدار زمرد پوش کا عیار چھاگل
پانی کی لیے ہوئے برابر غبار کے آیا اور اندر داخل ہوا دیکھا کہ نقابدار کی آنکھیں بند ہیں اور از فرق
تا بہ سینہ جاری ہے۔ عیار نے آکر آواز دی کہ اے شہریار مزاج مبارک کیسا ہے دوسری آواز پر
زمرد پوش نے آنکھ کھولی اور فرمایا کہ یہ معلوم ہوا کہ ساتوں آسمان میرے سر پر پھٹکر گر پڑے واقعی ہے
کہ نقابدار ہیر پوش مرد مرداد اور شیر فرزانہ ہے اور یہ کہکر مرکب کو انھوں نے پاشنہ ماری کہ مرکب
چمک کر غبار کے باہر آیا اور آواز دی کہ گرا زدی وگرا لیست کردی اور یہ کہکر نقابدار نے اپنے گرز کو بلند کیا
اور کہا کہ او نقابدار ہوشیار رہو۔ شعر تو ضرب زدی ضرب من نوش کن + ہمہ شادی از دل فراموش
کن + یہ کہکر اور گرز کو چرخ دیکر سر نقابدار ہیر پوش پہ مارا اسنے بھی اُٹھا کر گرز کو چہرہ کی پناہ کیا اُسی
عنوان سے تڑاقا پیدا ہوا کہ زمین اور آسمان ہل گئے اور یہ بھی تحت گرد میں غرق ہوگیا۔ نقابدار
زمرد پوش یہ ضرب کرکے الگ کھڑے ہوگئے ادھر نقابدار ابلق پوش اور جملہ لشکروں میں شور تھا
کہ خدا اس ضرب سے اس ہیر پوش کو بھی بچائے کہ عجب طرح کی ضرب ہے کہ جس سے ہیر پوش بھی یقین تھا
کہ ہلکان ہوگیا ہو اُسوقت نقابدار ابلق پوش نے اپنے عیار کو حکم دیا کہ جلدی خبر نقابدار ہیر پوش
کی لا کہ اُنکا کیا حال ہے اور یہ بھی ابلق پوش نے اپنے افسروں سے بیان کیا کہ اگر میرے دم میں
دم ہے تو کیا میں زمرد پوش کو زندہ جانے دونگا۔ غرض کہ یہ عیار گرم غبار کے اندر آیا اور پکار کے
آواز دی کہ اے بہادر مزاج کیسا ہے حریف میدان میں انتظار کر رہا ہے بس تین آوازوں کے بعد
انھوں نے آنکھ کھولی اور سینہ تا بہ ناف انکے بھی جاری تھا اسوقت فرمایا کہ گرز صاحبقران کا مزہ
آج مجھے اُٹھا۔ نہیں معلوم یہ کون ظالم ہے اور یہ نقابدار کون بلا ہے۔ بس یہ کہکر انھوں نے بھی
اپنے مرکب کو پاشنہ ماری کہ چمک کر مرکب باہر آیا معلوم ہوا کہ ایک شعلہ تھا کہ تحت گرد کے باہر ہوگیا
اور دم کو آراستہ کرکے اور گرز سنبھال کر اس ہیر پوش نے بھی جھپٹکر گرز مارا۔ زمرد پوش نے اسکے
گرز کو روکا اور انکی رکابوں کے اوپر اپنے پاؤں قائم کیے اسکی ضرب کو روک کر ادھر جھپٹکر پھر گرز
مارا کہ ہیر پوش نے بھی اپنے گرز کو گرز پر روکا لیکن صدمے سے مرکب ہیر پوش کا مرگیا اب جو اپنے
اپنے مرکب کو دیکھا کہ مرکب کی کل ہوگئی بس یہ کود کر گھوڑے پر سے نقابدار زمرد پوش کے مرکب کے
مارنے کی فکر میں چلا نقابدار زمرد پوش اسکی فکر کو سمجھ گئے تھے یہ بھی جلدی سے گھوڑے پر سے
کود پڑے اسنے کمان میں جلدی سے تیر کو جوڑ کر انکے مرکب کی پیشانی پر مار دیا کہ مرکب انکا بھی جان بحق
تسلیم ہوا زمین پر گرا بس زمرد پوش کو نہایت ہی صدمہ پہونچا اور گرز کو پھینک کر جھپٹکر لپٹ
گئے اور لگے زور ہونے اب تو دونوں ہمت کو گردان کر اور گرد و پیر پر ہتھیار رکھکر گتھے مثل
اہرمن یا مانند فیل مست کے یہ آپس میں ٹکرانے لگے اور لگے پیچ کشتی کے ادا کرنے سب لشکر بھی قریب
قریب ہوگئے اور یہ کہا کہ شکر ہے خدا کا کہ اب ان میں جان جانے کا خطرہ نہیں ہے کسواسطے کہ ہم
لوگوں کو ان نقابداروں سے عجب طرح کی محبت پائی جاتی ہے خداوندا انکی حرمتوں کو دیکھا نیوالا ہے
اب یہاں سب کے سب بیٹھ گئے کسی نے کرسی بچھوا دی اور کسی نے چار جامہ بچھوا دیئے اور سب کے

تماشا کشتی کا دیکھنے لگے اب وہ میدان کارزار مثل اکھاڑے کے ہو گیا اور دو کانزا را بھی اپنی دوکانیں
گرد شکر نے لگا کر الگ بیٹھ گئے اور خیال کیا کہ یہ کشتی آج ختم ہوتے نہیں معلوم ہوتی لیکن ادھر ان دونون
پہلوانون مین دستیان ساتھ زبردستون کے ہو رہی تھیں اور عجب عجب طرح کے پیچ آپس مین کر رہے تھے
کہ دیکھنے والون کو اک وجد حاصل ہوتا تھا۔ شاہزادہ بدیع الملک یعنی صاحبقران بادشاہ اسلام سے
یہ عرض کرنے لگے کہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ لڑائی سے نقابدار زمردپوش بزرگ کی کہ صاحبقران ثانی نقاب
چہرہ پر ڈالکر ببر پوش سے ہم مقابل ہین اور ببر پوش بھی ایسا شخص ہے کہ جوانون و پیچون کے توڑ کر رہا ہے
غرضکہ وہ دن تمام ہونے لگا اور ان دونون مین اور زور بڑھنے لگا۔ اب آفتاب تابان اپنے مرکز سے
آشیانہ کی سمت کو روانہ ہوا اور آمد ماہتاب ہوئی اسوقت جانبین سے روشنی کو حکم دیا گیا اور کشتی کو
طول ہوا اسوقت دو جام لگا دیے گئے ان دونون بہادرون نے کھینچ لیے اور پسینہ کی راہ دود
و شکر کو بہا دیا اور مشغول اپنی کشتی کے ہوے اسیطرح وہ شب ساتھ کشتی کے تمام ہوئی دیکھا سپیدے
وقت سحر نمودار ہوا یہ لوگ نماز صبح پڑھ پڑھ کر پھر متوجہ کشتی ہوے غرضکہ راوی شیرین کلام
اس داستان شوکت نشان کو یون بیان کرتا ہے کہ پانچ دن تک کشتی برابر رہی اسوقت نقابدار ابلق پوش
نے کہا کہ اے ببر پوش اگر مناسب ہو تو یہ کشتی علیحدہ کیجاوے کہ نقابدار زمردپوش بھی کسیطرح سے
کم نہین معلوم ہوتا اور ہم لوگون کی اب آنکھین نیند کے مارے بند ہوئی جاتی ہین بس یہ کلام
سنکر نقابدار ببر پوش کو یہ خیال ہوا کہ معلوم ہوتا ہے کہ میرے زور مین اسے فرق معلوم ہوتا ہے
جو یہ کلمہ زبان پر لایا ہے بس اسنے اب پکڑ کے بازو دونون زمرد پوش کے اور بیکر مثل بجلی کے
جھٹک کر بھاگا اور پیچھا کرنے لگا۔ پانچ قدم بڑھکر اک جھٹکا مارا کہ بایان گھٹنا نقابدار زمردپوش
بزرگ کا لگا اور ببر پوش نے کمر بند زنجیر کا پکڑ کے یکبار اک بالشت بھر زمین سے زمردپوش
اونچا ہو گیا۔ یہ دیکھکر یکہ جو مارا تو پھر زمین کے اوپر آگیا غرضکہ ببر پوش نے یہ دو زور کرکے خوا سے
کیے لیکن نقابدار نے جنبش اپنے مقام سے دی اب جو بعد اس زور کے اٹھا تو پھر کشتی ہونے
لگی ببر پوش نے ایک ہاتھ جو مارا تو اتفاق سے وہ نقاب جو چہرہ پہ نقابدار زمرد پوش کے
پڑی تھی اسکے بند ٹوٹ گئے اب جو اسکی نگاہ پڑی تو دیکھا اسنے کہ شاہزادہ نورالدہر ہین اسنے
اپنے ہاتھ کو روکا انھون نے بھی جھنجھلا کر اسکی نقاب کو نوچ لیا دیکھا تو ایرج نوجوان ہین اسوقت
ایک نعرہ آہ ایرج نوجوان نے اور برابر اسکے ایک نعرہ آہ نورالدہر نے مارا اور دونون آپس مین
لپٹ گئے اہل فوج نے دیکھا اور گھبرائے کہ یہ کیا واقعہ ہے کہ ابھی تو یہ دونون لڑ رہے تھے یا ابھی
دونون اسطرح سے رو رہے ہین پس اب جو قریب آکر لوگون نے دیکھا تو ایرج نوجوان اور
نورالدہر ہین کہ ایک ایک کے کاندھے پر سر رکھے رو رہا ہے اب اہل فوج بھی آکر اور قریب پہونچکر
شریک گریہ ہوے۔ شاہزادہ بدیع الملک نے اپنے باپ کو دیکھا یہ بھی دوڑکر اور کمر سے
لپٹ کر چیخین مار مار کر رونے لگے اور عرض کیا کہ اے والد ماجد یہ ہم لوگ خواب دیکھتے ہین
یا درحقیقت آپ کو دیکھ رہے ہین کیونکہ آپ اور ایرج نوجوان کی خبر تو یہ سننے مین آئی تھی کہ
خدانخواستہ آپ اور ایرج نوجوان بیابان کاہ و ملح مین ساتھ امیر ثانی کے جو آپ گئے تھے
وہان جل گئے اور تیس رہ آدمیون سے حمزہ ثانی نکلکر بخدمت امیر قدیم ہو پہنچے اور یہی
معلوم ہوا کہ وہین سب کے سب جل گئے نورالدہر نے فرمایا کہ یہ داستان عظیم الشان ہے اسکو

انشاء اللہ مین بیان کرونگا۔ اس اثنا مین بادشاہ بھی تخت پرسے اُتر آئے اور ان دونون صاحبون کا
ہاتھ پکڑکر طرف اپنی بارگاہ یعنی بارگاہ سلیمانی کے لیکر روانہ ہوے اور لشکر اپنی اپنی فرودگاہ کی
جانب چلے لیکن نقابدار یاقوت پوش کے ساتھ ہوتے۔ اور نقابدارون مین سے ایک سہراب اور ایک
رستم ثانی اور ایک شہریار عالیوقار یہ بھی بارگاہ سلیمانی کی جانب کو چلے اور نقابدار زمرد پوش
یہ بھی ہمراہ ہوا اور دو نقابدار کہ جنمین ایک نقابدار ابلق پوش ہے وہ اپنی فوج کو لیکر اپنی فرودگاہ
کو چلا گیا اب جو نقابدار یاقوت پوش مین اور تھے وہ اپنی فوج کو لیکر اپنی فرودگاہ کی جانب روانہ
ہوے غرضکہ یہان بادشاہ اسلام مع ان سردارون کے بارگاہ سلیمانی مین تشریف لائے
جو دنگل کہ ایرج کا تھا غاشیہ اسکا اٹھاکر اسیر ایرج کو بٹھایا اور جو دنگل کہ نورالدہر کا تھا
اُسپر انکو بیٹھنے کا حکم ہوا اور جو دنگل کہ دربار مین خالی تھے وہ نقابدار جو ہمراہ آئے تھے انپر
بیٹھے اُسوقت بادشاہ نے مخاطب ہوکر نورالدہر سے پوچھا کہ یہ نقابدار کون ہین انھون نے
کہا کہ یہ جو نقابدار زمرد پوش ہے یہ پوتا میرا رفیع البخت ہے کہ جسنے طلسم نورآگین کو فتح کیا اور مجھے
رہا کیا اور اپنے نانا کے خون کا بدلا اُن کفارون سے لیا اور بڑے شدومد سے اس طلسم کو
مٹایا شہنشاہ گوہرکلاہ نے دوڑکر نقاب انکے چہرہ سے اُتاری اور آپس مین سب گلے ملکر بغلگیر
ہوے اور نہایت ہی خوش ہوے۔ بدیع الملک نے بھی گلے سے لگایا۔ بادشاہ نے اسکے بعد
مخاطب ایرج نوجوان کی جانب ہوکر فرمایا کہ یہ نقابدار یاقوت پوش کون ہین انکے حال سے
بھی ہمین آگاہ کیجیے انھون نے بیان کیا کہ یہ رستم ثانی ہین اور یہ سہراب بن رستم ہین اور یہ
شہریار عالیوقار ہین بادشاہ نے انکی نقابون کو بھی دور کیا اور ایک ایک کو ساکنان بارگاہ
نے گلے لگایا۔ ملوک بن مالک نہایت ہی شاد و بشاش ہوے اور بادشاہ سے عرض کیا
کہ حضور دریافت فرمائین کہ سہراب نے کیا کام کیا ہے ایرج نے بیان کیا کہ اس فرزند دلبند نے
میرے یہ کام کیا ہے کہ جب مین قاف مین گیا تو دیو ادرنگ نے مجھے طلسم مین پھنسایا اور شہریار
عالیوقار کو بھی پھنسایا اسنے اس طلسم کو فتح کیا اور ہم سب کو رہائی دلوائی اور سب انھین کے
زور و طاقت ظاہر کرنے کے لیے اس شدومد سے کل فوج کو لیکر آئے تھے اب بادشاہ نے
پوچھا کہ آپ دونون صاحبون کا آتش سے بچنے کا کیا سبب ہوا انھون نے کہا کہ ہمکو آتش مین سے
ایک پنجہ ہمین اُٹھا لیگیا تھا ایک ساحرہ تھی وہ ہمکو اُٹھا لیگئی تھی اور طالب وصل ہوئی تھی جوقت
کہ ہمنے انکار کیا تو اُسنے ہمین قید کیا اسی کی قید مین ہم تھے کہ اس شاہزادہ نے جب اپنے
باپ اور چچا کو رہا کیا اور اس ساحرہ کو مارا تو ہم بھی رہا ہوے۔ اسکی شدومد دیکھکر ہم بہت خوش
ہوے اور یہ ملک جسقدر کہ فتح کیے ہین یہ سب اسنے اپنی جرأت اور قوت سے فتح کیے ہین اور
یہ تمام فوج اسنے اپنی قوت سے فراہم کی ہے۔ بادشاہ یہ سنکر بہت خوش ہوے اور نورالدہر نے
بھی یہی حال اپنے رہا ہونے کا بیان کیا اور کہا کہ جو کچھ کہ ایرج نوجوان نے بیان کیا ہے من وعن
میرا واقعہ بھی یہی ہے۔ رفیع البخت نے بھی اپنی قوت بازو سے یہ سب فوج پیدا کی ہے مین بھی انکے
ہمراہ آیا لوگون نے سنکر کہا کہ یہ مقابلہ جو ایرج سے اور باپ سے ہوا برسون سے لوگ اس مقابلہ
کے مشتاق تھے سب نے زور و طاقت ماشاء اللہ تبارک اور انکا دیکھا اور سب کیفیت سب پر
کھل گئی اور جیسا کہ اسیر بانوقیر فرماتے تھے کہ یہ دونون شہریار زینت لشکر ہے ہین تو واقعی

ایسا ہی تھا کہ اُسوقت بادشاہ نے حکم دیا کہ خلعت سلیمانی سے ان سب کو سرفراز کرو۔ اُسیوقت
ان سب کو خلعت بھاری بھاری دیے گئے اور یہ لوگ سرفراز کیے گئے اور نذرین خوشی کی سب نے
بادشاہ کو دین اُسوقت بادشاہ نے مخاطب بہ ایرج نوجوان ہوکر یہ فرمایا کہ مین یہ نہین سمجھ سکتا کہ
نقابدار ابلق پوش کون صاحب ہین کہ جنکے ساتھ آپ سے تھے۔ ایرج نوجوان نے عرض کیا کہ حضور حقیقت
پوری تو مین نہین جان سکتا لیکن معلوم ہوتا ہی کہ یہ بھی ہمارے خاندان سے یعنی خاندان صاحبقران
سے ہین نقابدار ابلق پوش اور وہ کہ دونون نقابدار سرخپوش اُسکے ہمراہ ہین وہ بھی ہمارے خاندان کے
ہین اور ابھی مین اُنکی حقیقت بیان نہین کرسکتا ہون۔ آپ نے پوچھا کہ دوسرا لشکر جو نقابدارون کا ہی
یہ لوگ کون ہین۔ ایرج نے عرض کیا کہ مین انکو بالکل نہین جانتا اور یہ معلوم ہوتا ہی کہ ان لوگون کو
دعوی صاحبقرانی ہی اگر انھین یہ منظور ہوتا تو جیسے کہ ہم لوگ ظاہر ہوے تھے یہ بھی لوگ چلے آتے
اس سے ثابت ہوتا ہی کہ یہ بغیر مقابلہ کے حاضر نہ ہونگے اور انکو دعوی صاحبقرانی کا پورا پورا ثابت
ہوتا ہی یہ سنکر بادشاہ نے سکوت اختیار کیا بدیع الملک نے کہا کہ اے ایرج نوجوان مین خود ہی
چاہتا ہون کہ جسکا جی چاہے اس عہدہ کو لے اور شرطین جو صاحبقرانی کی ہین وہ بجالائے
اور مین خانہ کعبہ کو چلا جاؤن کیا مضائقہ ہی اگر یہ مجھسے مقابلہ کرینگے تو مین اسلئے حاضر ہون لیکن اسوقت
کی خوشی لشکر اسلام کی بیان سے باہر ہی کہ ابھی ایک جوڑی ہرکارون کی سامنے آئی اور بعد دعا و
ثنا کے عرض کیا کہ نقابدار یاقوت پوش کے لشکر مین طبل جنگ اور نقابدار ابلق پوش کے لشکر
مین بھی طبل جنگ بجا ہی یہ خبر سنکر بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ افسوس ان لوگون نے اتنی بھی
راہ نہ دیکھی کہ ان صاحبون کی کہ جو عرصہ کے بچھڑے ہوے تھے اچھی طرح دعوت کر لیتے اور تھوڑی
راحت ہو جاتی اور اسباب راحت جمع کر کے خوشی کرتے لیکن یہ فلک نہین چاہتا اس
گردون دوار کی یہی خاصیت ہی کہ راحت کا یہ نیش زن ہی یہ فرما کر حکم دیا کہ طبل جنگ ہمارے
یہان بھی بجے حکم پاتے ہی یہان بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑی سب سردار رخصت ہو کر
اپنے اپنے حرب وضرب کو آراستہ کرنے لگے جب سب تیار ہوے تو طلایہ دار اپنے اپنے عہدہ
پر طلایہ پھرنے لگے اور صدا ہوشیار باش اور بیدار باش کی لشکرون مین بلند تھی اور سب سردار
با انتظار سحر بسر کر رہے تھے کوئی معروف نماز شب تھا اور کوئی معروف دعا تھا کہ اے پروردگار عالم
کل پھر خیر و عافیت سے ان دوستون سے ملانا اور کوئی نقابدار ابلق پوش کے لشکر کی صفت
کر رہا تھا اور کہتا تھا کہ ابلق پوش ایسا بہادر اور جری معلوم ہوتا ہی کوئی کہتا تھا کہ یہ نقابدار
یاقوت پوش بھی کچھ کم نہین ہی کیونکہ اسنے بڑے بڑے دریا سے لشکر پر عبور کیا ہی اور جو واسطے مقابلہ کے
آیا ہی کچھ تو سمجھ کر یہ آیا ہی کہ یہ تینون نقابدار نہایت جری اور بہادر معلوم ہوتے ہین اور انھین
باتون مین وہ زمانہ شب کا ختم ہوا اور آواز مرغ سحر بلند ہوئی اور وقت وہ آکر پہونچا کہ تمام غنچہ
سیارگان گلشن آسمان بر جہان تہان خورشید خاور کی جھلک سے یک بیک چمک چمک کے
پردہ اطلس زرنگاری فلک مین منھ چھپانے لگے اور جھونکے نسیم کے باغ گلشن جنت نعیم سے
آنے لگے سے جھونکا جو درختون کو لگا سرد ہوا کا + مرغان چمن کرنے لگے ذکر خدا کا + ادھر
نمازیون نے نماز صبح سے فراغ حاصل کیا اپنے اپنے مرکبون کو طلب کیا اور ہتھیارون سے
اپنے اپنے کو آراستہ کرکے اور گھوڑون پر سوار ہو کے پرے کے پرے بخدمت صاحبقران روانہ ہونے لگے

ادھر بادشاہ اسلام تخت سلیمانی پر بشکل نورانی بیٹھے ہوئے تاج شاہی بالائے سر اور جارقبہ شہنشاہی
در بر کیے ہوئے اس کروفر سے تخت شاہی برآمد ہوا اول مجرا شاہزادہ بدیع الملک اور نور الدہر کا
ہوا اور دوم ایرج نوجوان کا ہوا اور بعد اسکے سہراب بن رستم و شہریار عالی وقار اور رستم ثانی کے
مجرے ہوئے باقی تمام اہل قوم کا مجرا لیتے ہوئے بادشاہ طرف میدان کارزار کے روانہ ہوئے اور
نقابدار بھی اپنی فوجوں کو لیکر طرف میدان کارزار کے عازم ہوئے اور صف میدان میں لشکروں نے
آراستہ کیں جلیہ داروں نے جلیہ کاری سے فراغ حاصل کیا اور سقوں نے بھی آبپاشی سے
فرصت کی نقیبوں نے بھی نقابت سے فراغت کی میں نے اسواسطے اس لڑائی کو طول نہیں دیا
کہ نقابدار ابلق پوش کی لڑائی کل حال عرض کیا جائیگا نیز مقابلہ متواتر آپڑے ہیں اسوجہ سے
میں نے اسکو طول نہیں دیا ہے غرضکہ ایک سناٹا سا میدان کارزار میں پڑا ہوا تھا اور ہر ایک یہ
خیال کرتا تھا کہ دیکھیے کون سبقت کرتا ہے اس میدان کارزار میں کہ نقابدار کے یہاں یعنے
نقابدار سرخ پوش کے یہاں باجے بجے اور نقابدار یاقوت پوش جھپٹ کر مرکب کو میدان کارزار
میں لے آئے۔ فنون سپہ گری اسنے میدان میں پہونچکر سبکو دکھائے لشکر منتظر تھے کہ جلودہ ہوکے
دہ برلے مقابلہ نکلے اسنے جب فنون سپہ گری سے فراغ حاصل کیا تو لشکر بدیع الملک کی جانب
کو اسنے آواز دیکر کہا کہ ہے تم میں سے کوئی ایسا کہ مجھ سے نکلکر جنگ کرے بس یہ سنتے ہی شاہزادہ
رفیع البخت اپنے مرکب کو چھیڑ کر بخدمت بادشاہ آئے اور گھوڑے سے کودکر بادشاہ کو مجرا
کیا اور عرض کیا کہ غلام رخصت ہوکر میدان کارزار کو جاتا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ تم ابھی نو وارد
ہوا اور سردار کیا نہیں ہیں جو تمنے سبقت کی ہے عرض کیا کہ اس نقابدار کا ادھر کو رخ کرکے پکارنا
نقابدار کو ثابت ہوتا ہے کہ اسنے مجھی کو پکارا ہے فرمایا کہ سپردیم بپروردگار عالم انھوں نے رخصت ہوکر
اور گھوڑے پر سوار ہوکر اور بدیع الملک اور نور الدہر کو مجرا کرکے میدان کی جانب اپنے مرکب کو جولان
کیا اور اسطرح روانہ ہوئے کہ جیسے شیر اپنے شکار پر جاتا ہے۔ نقابدار نے بھی اپنے مرکب کو سیدھا
کیا اور گھوڑے کو جھکا کر قریب اسکے مرکب کے آیا اور نیزے اور آنکے تکاور چلی اور دونوں کے کب
تکاوروں سے الگ ہوئے دیکھا کہ کسیطرح کی کمی و بیشی نہیں ہوئی بس پلٹ کر کے برچھے
آگے سے ترچھے ہوکر لگے چلنے عجب طرح کا لطف اس نیزہ بازی میں معلوم ہوتا تھا کیونکہ دونوں ہم سن
معلوم ہوتے ہیں لوگ تحسین و آفرین کی صدا بلند کرتے تھے اور تعریف کرتے تھے آخرکار سنانیں
بنانیں بیکار ہوگئیں اسوقت نقابدار سرخ پوش نے گرز پر ہاتھ ڈالا اور آواز دی کہ خبردار مصرع بلا ہے جا
سے جاہل بے حوصلہ دل کا ۔ مثل اس شعر کے سنسانہ دے کے اپنے یاروں کو ۔ نیند کی
بھی چلی مدداروں کو ۔ بس ۔ کہکر اور گرز کو علم کرکے سر رفیع البخت پر مارا۔ رفیع البخت نے بھی گرز کو
گرز پر روکا ایک تڑاقا ہوا کہ گوش کر دون ودون کر ہوگئے اور گرد جسم مرکب سے اڑی اس گرد میں
رفیع البخت معلوم ہوا کہ گرد برد ہو گئے عجب طرح کی ضرب تھی کہ جس سے صاحبقران پکارا تھے کہ
الٰہی رفیع البخت کی خیر ہو کہ بڑا بہادر ہے جب گرز نقابدار نے مارا ہے نقابدار علیحدہ ہوکر پکارا کہ اس جوان
کی خبر لینا چاہیے کہ کیا اسکی جان حزیں پر گذری۔ اسوقت خضران بن عمرو گردی جانب یاسے
شاطری مارتے ہوئے دوڑے اور گرد جا کر دیکھا تو دونوں ہاتھ مانند ستون فولادی کے اٹھے ہوئے
ہیں لیکن شاہزادہ کی آنکھیں بند ہیں اسنے آواز دی کہ اے شاہزادہ رفیع البخت مزاج کیسا ہے

یا چھٹا بالی کا دون۔ گھبرا کے انھون نے آنکھین کھول دین اور فرمایا کہ اے خواجہ نسیم یارن
خود نقابدار ایسا بہادر ہی کیا خوب ضرب کی کہ جس سے مزہ چھٹی کے دودھ کا زبان پر آگیا
اور چاہا کہ گھوڑے کو مہمیز کرون اور نکلون مگر مر گیا تھا خضر ان نے کہا کہ گھوڑا تمھارا مر گیا
پس رفیع البخت گھوڑے پر سے کود پڑے اور دامن ہمت کو گرد انکر اور گھوڑے کو ہاتھ
پر علم کرکے غبار سے نکلے اور کہا کہ اے نقابدار اس کو لے۔ یہ کہکر مثل گیندے کے اسکی
جانب کو پھینکا جب قریب سر نقابدار آیا انھون نے تلوار ماری کہ دو ٹکڑے مرکب کے ہوئے
اور اسکی آنتین اور خون وغیرہ جو نقابدار پر آیا تو یہ خون مین لال ہوگیا اور آنتین گلے مین
مثل ہار کے پڑ گئین۔ نقابدار نے پریشان ہوکر رفیع البخت کی طرف دیکھا۔ رفیع البخت نے
کہا کہ اُلٹی آنتین گلے مین پڑی ہین یہ وہ مثل ہے۔ تم تو سرخ پوش تھے اور سرخی خون مرکب کی
تمھاری نقاب سرخ کو چمکا رہی ہے اور مین دیکھتا ہون کہ تم تو لی آنسوؤن سے رو رہے ہو
پس یہ کلام سنکر نقابدار نے چاہا کہ مین رفیع البخت کو اس زبان آوری کی سزا دون کہ نقابدار
دوم نے منع کیا اور کہا کہ چلو یو شتاب اتارو کل اس سے مقابلہ کیجئے۔ یہ سنکر نقابدار خاموش ہو رہا
اُدھر لشکر مین لوگ مسکرانے لگے۔ نقابدار پہلے یاقوت پوش کو نہایت ندامت ان لوگون
کے ہنسنے کی بھی ہوئی تھی غرضکہ یہ پھرا ہوا مثل شیر کے جھلاتا ہوا اپنی بارگاہ کی جانب کو
روانہ ہوا۔ ادھر ابلق پوش بھی اپنے دوستون سے کہتا ہوا کہ بڑی شوخی رفیع البخت نے
ساتھ اس نقابدار کے کی اگر مجھسے ایسی حرکت کرتے تو مین لشکر کو لال خون سے کر دیتا یہ کہتا ہوا
[illegible] گاہ کو نقابدار ابلق پوش روانہ ہوا اور ادھر رفیقان رفیع البخت یہ کہتے تھے کہ یہ
[illegible] جیسے شاہزادہ ہی کا کام تھا کہ مثل گیند کے کھینچ مارا اگر یہ تلوار اسکے نہ مارتا تو کاہے کو
[illegible] ذلت اُٹھاتا غرضکہ یہ بھی داخل بارگاہ ہوئے اب ادھر نقابدار کا حال عرض کیا جاتا
ہے کہ یہ [illegible] آلودا اپنی بارگاہ مین آیا نقابدارون نے کہا کہ تم ملال کیون کرتے ہو کل تم خود
بدلہ [illegible] ملال سے رہنا کہ آج رفیع البخت نے تمھارے ساتھ شہد پن کیا ہے اور نئی بات کی
[illegible] ساتھ قاف سے آیا تھا اسنے جو ملال آلودہ دیکھا اپنے شہریار عالیوقار کو
[illegible] نہین لیکن یہ تصور کیا کہ ہے تو چلکر اس رفیع البخت کو کھا لے یا تا نگین جسپر کا
[illegible] وہ دیو ہے کہ جسنے تمامی دیوان قاف کو اپنی ضرب سے اور زور سے عاجز کر دیا
[illegible] یع البخت کے جاتا ہے ادھر نقابدارون نے طبل جنگ کو حکم دیا ہرکارون نے یہ خبر
[illegible] ن مین پہونچائی طبل جنگ سب لشکرون مین بجنے لگا پھر تیاری صبح کو جنگ کی ہوگی ادھر
بادشاہ نے بعد دربار کے سبکو رخصت دی اور رفیع البخت سے فرمایا کہ کل تم مقابلہ مین اس
نقابدار کے نہ جانا۔ انھون نے عرض کیا کہ حکم شاہی بہت بجا ہے اسے مین منظور کرتا ہون لیکن اگر
اسنے میرا نام لیا تو [illegible] یہ کے ادھا پسر سہراب بن رستم بول اُٹھے کہ اگر اجازت ہو تو مین اس نقابدار سے
مقابلہ آپکے عوض کرون رفیع البخت نے کہا کہ بھائی مین ابھی زندہ ہون ہان میرے مارے جانے کے بعد جو
تمھارے مزاج مین آئے کرنا سہراب خاموش ہو رہے غرضکہ بادشاہ نے سب کو رخصت کیا اور آپ بھی
داخل محل ہوئے ادھر رفیع البخت اپنی بارگاہ کے قریب آ چکے تھے کہ دیکھا کہ ایک دیو چوب اپنے ہاتھ مین لیے ہوئے
سامنے آیا اور للکارا کہ او رفیع البخت کہان جاتا ہے کہ تو نے میرے آقا کو ملال دیا ہے مین تجھے کھا لونگا یہ کہکر اسنے اپنی

چوب کو چرخ دیکر سر پر شاہزادہ کے ماری شاہزادہ نے اسکی چوب کو خالی دیا اور جھپٹ کر جس وقت
کہ وہ چوب زمین پر گری دونون پانون اُسپر رکھ دیے اور ایک ہکہ جو مارا تو ہاتھ سے چوب اسکے
نکل گئی اور انھون نے دوڑ کر اسکی شاخ پر ہاتھ ڈال دیا اور دوسرے ہاتھ سے دوسرا شانہ پکڑ کے
انھون نے ہکہ دینا شروع کیا یہ چاہتا تھا کہ مین بلند ہو جاؤن لیکن ممکن نہ تھا آخرکار اسیطرح جھٹکی
دیکر ہکہ جو انھون نے مارا تو یہ دوہرا ہو کر زمین پر گرا۔ شاہزادہ نے جھپٹ کر دونون کان اسکے مروڑ
کر کھینچ لیے یہ کانپنے لگا اور کہنے لگا کہ اللہ اکبر ایسے ہی شہزور بھی مین تو اپنے آقا ہی کو جانتا تھا
لیکن یہ اُنسے کچھ کم نہین ہین شاہزادہ نے دونون کان جو اکھڑے تھے انکو کہا کہ اسکو اٹھا لیجا
مجھے جان سے کیا مارون کہ آقا تیرا میرے ہاتھ سے ایسا تنگ آیا کہ تجھ ایسے دیو کو میرے کھانے
کے لیے بھیجا تھا اگر سخت نوالہ نہ ہوتا تو نگل جاتا جا دور ہو میرے سامنے سے کہکر اسنے چپکے
سے کانون کو اُٹھا لیا اور لشکر نقابدار یاقوت پوش کی سمت کو آیا۔ نقابدار نے دیکھا تو خون اسکے
کانون سے بہتا ہوا تھا انھون نے پوچھا کہ اے دیو تجھے یہ ایذا کسنے دی کہ تو کانون پر ہاتھ
رکھے ہوے اور خون تیرے کانون سے بہتا ہوا آیا ہے تجھے خون مین کسنے نہلایا اسنے دیکھ کر
کہا کہ جسنے آپ کو خون مین نہلایا تھا۔ اُسی خونی کے کھانے کے واسطے مین گیا تھا غرضکہ وہ
اتنا بڑا شہزور ہے کہ اسنے میری چوب چھین کر اور کان میرے علیحدہ کر کے مجھے چھوڑ دیا۔ بس یہ
سنکر نقابدار نے کہا کہ او مردود مجھسے مین نے کہا تھا کہ تو جا تو کیون گیا تو نے بٹہ میری سپہ گری
مین لگایا بس یہ کہکر اُٹھا کے تفنگ اب جو انھون نے ماری تو سینے چرخ مارا نقابدار نے تلوار
کھینچکر اسکی دوال کمر پر ماری یہ مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہو گیا اور جو نقابدار تھے وہ سب آے
اور پوچھا کہ یہ کیا واردات ہوا اسے کیون مار ڈالا۔ نقابدار یاقوت پوش نے ساری روداد بیان کی
اور کہا کہ اسنے مجھے نادم کیا۔ نقابدارون نے کہا کہ خیر جو کچھ کیا خوب کیا کل اسکی لاش کو میدان
کارزار مین لیکر چلینگے اور ساری اُسکی روداد بیان کرینگے۔ غرضکہ یہ کہکر اسکی لاش کو حکم دیا کہ
اسکی لاش کو ارابہ پر رکھکے میدان کارزار مین لانا اور نقابدار سے کہا کہ اب ہم جاتے ہین
اور آپ بھی استراحت فرمائیے اور صحبت کو برخاست کیجیے۔ غرضکہ نقابدار بھی وہان استراحت
کے لیے گیا اور یہان وہ شب کرچکے اشتیاق مین تمام سرداران نامی اور نامور بسر کر رہے تھے
کہ جلد پروردگار عالم صبح دکھائے کہ پھر شکل میدان ہم لوگ جا کر دیکھین اور نقابدار کا مقابلہ ہو
جا کر دیکھین یہانتک کہ صبح نمودار ہوئی اور وہان لشکرون مین بجنے لگین کوئی بجا را
دیکھو وہ بولتا ہے مرغ سحر + صبح صادق کی یہ نشانی ہے + صدائے اللہ اکبر بھی لگے کانون
مین آنے لگی وضو کر کے نماز اُس بے نیاز کی ادا کرنے لگے۔ بعد فراغ نماز غازیان دین اپنے
اسلحہ ہتھیارون کو سجنے لگے اور مرکبون کو طلب کرنے لگے جب مرکب حاضر ہوئے اپنے اپنے گھوڑون
پر بیٹھ کر اپنے اپنے افسرون کی خدمت مین آئے مجرا اور سلام کر کے اپنے اپنے افسران کو لیکر
بخدمت بادشاہ اسلام آئے ادھر بادشاہ اسلام کی سواری مثل باد بہاری کے نظر آئی سب مجرا
اور سلام کر کے اپنے اپنے مقام پر آئے یعنی دست راستی دست راستکو اور دست چپی دست چپ کو چلے
ہوے آگے آگے نقیب نقابت کرتے ہوے طرف میدان کارزار کے روانہ ہوے اور پہونچکر
صفون کو درست کیا میمنہ اور میسرہ اور قلب اور ساقہ اور کمینگاہ سات صفون کو آراستہ کیا

تخت بادشاہ قلب لشکر مین مثل دل کے آراستہ تھا اور آگے علم اژدہا پیکر کا پھریرا کھلا ہوا
ہر دہن سے آواز یا صاحبقران یا صاحبقران کی آتی تھی اور باقی دہنون سے مشک اور عنبر کی
خوشبوئین صحرا کو معطر کرتی تھی۔ ہوا جو آتی تھی وہ اپنے دامن کو خوشبوے مشک اور عنبر سے
بھر کر اور لوگون کے دماغ جانکو پہونچاتی تھی جس طرح پیامبر کوئی پیام دیتا ہے۔ غرضکہ دیکھا کہ لشکر
ابلق پوش بڑی دھوم دھام سے میدان کارزار مین آکر آراستہ ہوا اور پھر دیکھا کہ نقابدار
یاقوت پوش کی بھی فوج آکر آراستہ ہوئی اور جب صفین درست ہو چکین تو وہ نقابدار
جوان نقابدارون مین بزرگ تر تھا اُسنے لاش دیو کو آگے کردیا اور یہ فرمایا کہ بجنسہ یہ ابلق طینت
خیمہ رفیع البخت کو روانہ ہوا اور یہان اسنے اس شہریار سے زک دینے کا قصد کیا شہریار نے اسکو بخرا
مقتول و بگور روانہ کیا۔ نقابدار نے اسی وجہ سے اسکو قتل کیا تاکہ یہ گمان نہ فرمائین کہ اسمین فریب
نقابدار یاقوت پوش کی تھی سب نے متفق اللفظ یہ کہا کہ ہم خوب جانتے ہین کہ نقابدار کبھی
ایسے فعل کو گوارا نہین کرینگے یہ فقط دیو کی حماقت تھی کہ میرے آقا کو جو ملال ہے تو مین اسکا یہ
بدلہ کرون۔ یہ سنکر کسیقدر نقابدار یاقوت پوش بشاش ہوا اور جب نوائین دشمن کے نقیب نقابت
کرکے نکل گئے اسوقت نقابدار نے پھر اپنے مرکب کو چھیڑا اور آکر میدان کارزار مین آواز دی کہ
مین ہر شخص سے مقابلہ کرنا نہین چاہتا ہون کہ اسکو ایک عمر تک چاہیے پس جو اس لشکر کا مالک
اور صاحبقران ہو وہ مجھسے آکر مقابلہ کرے یہ صدا اسکی سنکر شاہزادہ بدیع الملک یعنے
صاحبقران سوم نے اپنے مرکب کو زیر سایہ علم سے بڑھایا اور خدمت مین بادشاہ اسلام کے حاضر
ہوے اور عرض کیا کہ اجازت حضور کی چاہتا ہون۔ بادشاہ نے فرمایا ؎ سپردم بتو مایۂ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را ٭ جیتے جی حوالہ پروردگار عالم کیا بسم اللہ یہ رخصت ہوکر طرف میدان
کارزار کے روانہ ہوے اور قریب نقابدار یاقوت پوش کے پہونچے ہرچند کہ شہنشاہ گوہر کلاہ
سہراب بن رستم کا قصد تھا کہ نقابدار سے اور ہم سے مقابلہ ہو لیکن اسنے صاحبقران کو پکارا تھا
بایں سبب مجبور ہو گئے اور ہونیکر صاحبقران سوم نے آواز دی کہ او نقابدار یہ گوئے میدان ہے
نقابدار نے برچھا ہاتھ مین علم کیا اور ترگادو مرکب کی سے موقوف رکھا اور ہان ہان کہکر اسنے
بند صاحب سینۂ اقدس پر مارا۔ آپ نے سنان برسنان لگا تھی اور نیزہ کو بلند کیا اور تگی نیزہ بازی
ہونے کہ جسطرح دو افعی بھن پر بھن مارتے ہین اور شرارہ آگین سے جو نکلتے تھے وہ بالاے
آسمان جاتے تھے یہ دونون کے دونون مشغول بہ نیزہ بازی تھے جو وہ بند باندھتے تھے یہ کھول
دیتے تھے جو وہ باندھتے تھے یہ کھول دیتے تھے یہ اسکی گھات مین تھے کہ کہین اسکو غافل
پاؤن تو نیزہ اسکے ہاتھ سے نکال دون لیکن انھون نے بند صاحبقرانی سے اسکے نیزہ کو جھٹکا
دیا کہ یقین ہوا کہ مین جگہ سے ہاتھ نقابدار کا ٹوٹ جائیگا لیکن ڈانڈا اسکے ہاتھ سے نہ نکلا اور
سنان اسکے نیزہ سے نکل گئی اور ڈانڈا اسکے ہاتھ مین رہگئی اور نقابدار نے گرز ہاتھ مین لیا
اور کہا کہ اے صاحبقران مین آپ کو ہوشیار کرتا ہون کہ میرا گرز بغیر جان لیے اُٹھتا نہین یا آپ
نہ ہونگے یا مرکب نہ ہوگا یہ اسنے خلق سے کہا صاحبقران نے کہا کہ لا ضرب بہادری کی اسنے چرخ
دیکر سر پر اس گرز کو صاحبقران کے مارا صاحبقران نے دونون پاؤن رکابون مین استوار کرکے
اسکے گرز کو روک لیا مرکب کو یہ بھی نہین معلوم ہوا کہ کچھ بھی میرے اوپر لنگر ہی گرز اسکا سر پر سے

علیحدہ ہوا اب جو دیکھا تو اسی مقام پر بدیع الملک کھڑے ہوئے ہیں اور گرد بھی دوڑنے پائی
سب لشکروں میں صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی اور سب نے کہا کہ جب تو پروردگار عالم نے انکو
صاحبقران کیا ہے ادھر صاحبقران نے فرمایا کہ اے نقابدار سے تو ضرب زدی ضرب من نوش کن
ہمہ شادی از دل فراموش کن۔ اور یہ کہکر انھوں نے بھی ایک گرز مارا نقابدار نے گرز کو گرز پر روکا
ایسا تڑاقا ہوا کہ پرند اور چرند اپنے اپنے آشیانوں کو چھوڑ کر بھاگ گئے لیکن یہاں رستم
مرکب کی گرد سے نقابدار گرد برد ہو گیا تھا اور سب کی آنکھوں سے پنہاں ہو گیا اسوقت شاہزادہ
بدیع الملک نے لشکر نقابدار کی جانب کو دیکھکر کہا کہ میں افسوس کرتا ہوں کہ آپ دریدہ پیری کی پردے
سے ہوکر آئے ہیں اور نقابیں چہروں پر ڈال لیے ہیں یہ نہیں ثابت ہوتا کہ کون ہے اب اسوقت
مجھکو تو زیادہ نقابدار کا صدمہ ہے شہریار ایرج سے کہہ رہے تھے کہ اے والد ماجد اس نقابدار
کے مقابل میں میرا جی خود بخود سینہ میں جوش کھاتا ہے جیسے کہ تیغ گرد میں چھپا عجب حال میرے دل کا ہے نہ معلوم اس
نقابدار کی محبت نے کہاں سے مجھے آ گھیرا ہے۔ ادھر تو یہ باتیں تھیں کہ ادھر نقابدار یاقوت پوش کلان نے اپنے
عیار کو حکم دیا کہ جا کر غبار میں دیکھ کہ کیا حال نقابدار کا ہے بس یہ عیار گرد غبار کے جیخ مار کر اندر گھس گیا دیکھا تو
نقابدار پسینہ پسینہ ہے اور دونوں ہاتھ سر سے بلند کیے ہوئے گرز ہاتھ میں لیے ہوئے اور آنکھیں بند کیے
ہوئے کھڑا ہے عیار نے آواز دی کہ اے شہریار مزاج مبارک کیسا ہے انھوں نے تیسری آواز پر آنکھ کھولی
اور فرمایا کہ اللہ اکبر یہ معلوم ہوا کہ پہاڑ میرے سر پر گرا اور آسمان پھٹ پڑا۔ واقعی ہے کہ لائق صاحبقرانی یہی
ہیں اور گھوڑے کو دیکھا کہ یہ مرکب لنگ ہو گیا بس یہ کود پڑے اور اس غبار سے مثل شعلہ جوالا
کے نکلے اور تلوار کھینچ کر چاہا کہ انکے مرکب کو بھی لنگ کروں۔ بدیع الملک نے فرمایا کہ الحمد للہ کہ تمکو
میں نے زندہ پایا میں شکر کرتا ہوں۔ خدائے کریم کا کہ یہ تمھارا گرز اول جو تھا آپ نے تمھارے سر کو
جھکایا دیکھو تو گھوڑے پر کون ہے اور پیدل کون ہے بس یہ کہکر گھوڑے پر سے آپ بھی کود پڑے کہ
یہ قریب آ چکا تھا کہ اسنے وہی تلوار صاحبقران پر ماری انھوں نے بند دست اسکا پکڑ لیا اور گریبان
میں اسکے ہاتھ ڈال دیا آمادہ بہ کشتی پا کر اسنے بھی تلوار کو پھینک دیا اب دامن ہمت کو گردان گردان کر
گردہ سپر پر ہتھیار رکھکر مشغول بہ کشتی ہیں دونوں صاحب ہوئے لشکر نے جو یہ معرکہ دیکھا تو سب کے سب
سمٹ کر گرد ان پہلوانوں کے آ گئے اور لگے تماشا دیکھنے ایک جھگڑا کشتی کا بندھا ہوا تھا کہ جیسے دو
بجلیاں کوندتی ہیں یا دو بلبل ہیں کہ گتھ گئے ہیں یا دو فیل مست ہیں کہ باہم ٹکرا رہے ہیں غرضکہ جو پیچ
یہ باندھتے ہیں وہ نقابدار اسکو رد کر دیتا ہے اور جب نقابدار انکو اپنے پیچ میں اسیر کرتا ہے تو یہ اسطرح
نکلجاتے ہیں کہ جیسے عینک سے نگاہ یا گل سے بو یا کمان سے تیر نکلتا ہے یہانتک کہ لڑتے لڑتے
یہ دن تمام ہو گیا اور شام ہو گئی طرفین سے انتظام روشنی اسیوقت ہو گیا رات کا دن ہو گیا اور
کشتی رہی جب صبح ہوئی وہی زور رونکا عالم تھا کیسی مقام پر نقابدار قابو میں صاحبقران کے نہیں
آتا تھا اور نہ نقابدار کے قابو میں صاحبقران آسکے تھے یہانتک کہ لڑتے لڑتے وہ بھی دن تمام
ہو گیا اب سبکو یقین ہوا کہ پانچویں روز یہ کشتی فتح ہوگی لیکن اسی لڑائی میں پانچواں دن بھی
تمام ہو گیا اب تو لشکر دن میں یہ کلام ہر شخص اپنی زبان پر لاتا تھا کہ یہ نقابدار واقعی ہے کہ دعوے
صاحبقرانی اسکا بجا ہے غرضکہ آج ساتواں روز ہوا اور کوئی پہر دن باقی ہوگا حضرات نے کہا کہ اگر تم لوگ مجھ
وعدہ کرو تو میں اس کشتی کا اختتام کرا دوں ہر شخص نے قبول کیا اور کہا کہ اب تو نیند کے مارے ہم

گے ہی پڑتے ہیں تو فوا جے ہم سب اسقدر ملکہ دینگے بس یہ سُنکر خضران قریب بدیع الملک
کے آیا اور کہا کہ واہ صاحبقران کبھی نقابدار تین قدم آپ کو لیجاتا ہے اور کبھی چار پانچ قدم آپ ہٹا دیتے
ہیں معلوم ہوتا ہے کہ اس اینچی آنچا میں کیا عجب ہے کہ ایک سال آپ تمام کریں دوسری بات یہ ہے کہ اسقدر
آپ نے حملے کیے کہ وہ زور نقیص ہوگیا اور ابھی نقابدار ابلق پوش کہ جسکو دعوے صاحبقرانی
ہے آپس سے مقابلہ باقی ہے خدا آپ کو ہمیں اس سے نجات دے۔ بس یہ جو سُنا بدیع الملک نے
تو یہ خیال آیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اسنے کسی مقام پر زور فیر الکم پایا ہے بس یہ سمجھکر دونوں بازو نقابدار کے
پکڑ کر اور سینہ میں دیکر اب نیکر چلے جہاں اسنے لنگر قائم کیا وہیں لنگر اسکا اکھاڑ دیا۔ غرضکہ
ساتھ ہی قدم پر جھٹکا مارا دونوں گھٹنے زمین سے آشنا ہوے تھے کہ یکایک کمر بند زنجیر کا پھر جو نکہ
مارا تو دیکھا کہ بالاے سر ایک گل مثل گل گلاب کے انکے ہاتھ پر چاک رہا ہے یہ سنتے آواز دی کہ سبحان اللہ
یہ زور صاحبقرانی ہے اور ساتھیوں نے چرخ دیکر چاہا تھا کہ زمین پر ماروں کہ ایک نقابدار نے بڑھکر
آواز دی کہ اے بدیع الملک جنکو سر سے بلند کرتے ہیں انکو خاک ذلت پر نہیں گراتے ہیں یہ
کوئی خیر نہیں ہے جو تم نے دیوہ ہے ہے اور آپس میں آزمایش زور و طاقت سبھی نے کی ہے اگر اسنے تم سے مقابلہ
کیا تو کوئی نئی بات نہیں کی یہ تو امیر اول کے زمانے سے ہوتی چلی آئی ہے جو آیا وہ دعوی دار
صاحبقرانی ہوکر آیا قاسم نے مقابلہ کیا علم شاہ لڑے تمھارے دادا بدیع الزمان نے مقابلہ کیا خود تمھینے
آزمایش زور و طاقت کی۔ یہ سُنکر بدیع الملک نے آہستہ سے نقاب چہرہ پر سے دور کی اور زمین
پر چھوڑ دیا دیکھا کہ اک نوجوان سبزہ آغاز چہرہ مانند ماہ شب چاردہ کے روشن و منور گیسوان خلیلی
چہرہ پر بل کھا رہے ہیں خال و خط ابراہیمی نمودار ہیں چہرہ پر آثار شرمندگی کہ میں نے کیوں اپس
ہما ہی سے مقابلہ کیا جو زیر ہوا بدیع الملک حیران تھے کہ یہ کسکی آنکھوں کا تارا کسکا آرام جان ہے
کہ نقابدار سیاہ پوش نے آواز دی اے شہریار بڑھو اور اپنے فرزند کو پہچانو کہ سکندر رستم ہے
یہی ہے یہ تمھارے فراق میں فقیر بنکر بارہ برس کے سن میں نکلا تھا اسنے اپنی فقیری سے یہ
شان و شوکت شاہانہ پیدا کی خدا کا شکر بجا لاؤ یہ سُنکر کہ یہ شہریار کا لخت جگر امیر ثانی کا نواسہ ہے
بدیع الملک نے بھی شفقت بزرگانہ کی سکندر رستم کو کلیجے سے لگایا تمام عزیزان دوڑ پڑے
شہریار نے فرزند کو گلے سے لگایا پیشانی کو بوسہ دیا رستم ثانی نے مثل سہراب کے سکندر پر
دست شفقت پھیرا ایرج نے پوتے کو پیار کیا پھر تو سبھی نے سکندر کو گلے سے لگایا۔ یہاں تو
خوشی ہو رہی تھی بدیع الملک نے بڑھکر نقابدار سیہ پوش سے معانقہ کیا اور عرض کیا کہ اب
آپ بھی اس حجاب کو اپنے اور میرے درمیان سے دور کر دیجیے کہ آپ سے بوے بزرگی آتی ہے
دل میرا بیتاب ہے مجھے شبہ صاحبقران اول کا ہوتا ہے۔ یہ سُنکر نقابدار کلان یعنے نقابدار سیہ پوش
نے نقاب چہرہ سے دور کی اور کہا اے فرزند امیر اول تو نہیں مگر ہاں انکا غلام ہوں سلیمان اعظم
میرا نام ہے بس صورت سلیمان اعظم کی دیکھکر بدیع الملک لپٹ گئے اور زار زار مثل ابر نو بہار
کے رونے لگے اور کہنے لگے کہ آپ نے بڑے دادا صاحب کو یاد دلا دیا۔ نور الدہر نے جو سلیمان اعظم
کو دیکھا یہ بھی دوڑ کر گلے سے لپٹے اور کہا کہ چچا صاحب مزاج مبارک کیسا ہے اب اس طرف سب
متوجہ ہوے جو سکندر سے مل چکتا تھا وہ سلیمان اعظم کی طرف آتا تھا لیکن ایک نقابدار سبز پوش
کی نقاب ابھی باقی تھی۔ سلیمان اعظم نے بیٹھ کر آواز دی کہ اے سلیمان کو چپک تم کیوں منتظر

چھپانے کھڑے ہو سارا پردہ سکندر کی ہمراہی کا تھا اب وقت نقاب کا گزر گیا چہرہ اپنا دکھاؤ۔
سب سے ملو۔ یہ سنکر سلیمان کوچک نے بھی نقاب اپنے چہرہ سے دور کی اور سب عزیزون سے
مدت کے بعد ملے نقارہ شادمانی بجنے لگے بدیع الملک سبکو ساتھ لیے ہوئے داخل بارگاہ سلیمانی
ہوئے تمام سردار اپنے اپنے دنگلو پر بیٹھے دنگل علمشاہ رومی اور دنگل شاہزادہ خاور
سیاہ ملک قاسم جنکو مدت سے غاشیہ پڑا ہوا تھا حسب تجویز صاحبقران دونون دنگلون پر
سے غاشیے ہٹائے گئے دنگل علمشاہ رومی رستم داستان شاہزادہ سکندر رستم کو عنایت
ہوا اور دنگل شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم سہراب بن رستم کو عنایت ہوا ان دونون شاہزادون
نے بادشاہ اور صاحبقران کو نذرین دین رفیع البخت کو دنگل بدیع الزمان کا مرحمت ہوا۔ آج
عجب طرح کا ہنگامہ مسرت اس بارگاہ مین تھا شہریار جو سے نہ سماتا تھا کہ خدا نے مجھے ایسا
فرزند عنایت کیا جو میرے جد امجد رستم پر داستان کا قائم مقام ہوا جب دوسرا روز ہوا تو شاہزادہ
بدیع الملک خیمہ مین سلیمان اعظم کے گئے اور بعد مزاج پرسی عرض کیا کہ مین آپکے چہرہ پر آثار
حزن و ملال دیکھتا ہون اسکا کیا سبب ہے اور ہمزہ سکندر رستم بھی کے نقاب دار بنکر آنے کا کیا سبب
ہوا۔ سلیمان اعظم نے یہ سنکر آہ سرد کھینچی اور آنکھون سے آنسو جاری ہوئے اگرچہ بدیع الملک
ابھی تک سلیمان اعظم کے رنج و ملال سے بیخبر تھے مگر انپر بھی ایسا اثر ہوا کہ بے اختیار ہوکر رونے لگے
جب گریہ و زاری کم ہوئی تو سلیمان اعظم نے فرمایا کہ مین مصیبت اپنی تمام عزیزون کی سامنے بیان
کرونگا تم بارگاہ مین چلو مین بھی آتا ہون یہ سنکر صاحبقران سلیمان اعظم سے رخصت ہوکر بارگاہ
سلیمانی مین تشریف لائے بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افروز تھے سردار حاضر ہوتے جاتے تھے
اور اپنے اپنے دنگل پر بیٹھتے جاتے تھے یہانتک کہ سارا دربار سردارون سے مملو ہوگیا آخر مین
سلیمان اعظم اور سلیمان کوچک تشریف لائے سب انکی تعظیم کو اٹھے بادشاہ نے قریب اپنے جگہ
دی صاحبقران نے کہا کہ اب کیفیت قاف کی مفصل بیان فرمایئے۔ یہ سنکر سلیمان اعظم نے
رقت کو ضبط کرکے ارشاد کیا کہ اے فرزند قاف کا حال کیا پوچھتے ہو سارا قاف خدا پرستون سے
صاف ہوگیا ایسی ہوائے خزان چلی جسنے گلستان ارم کو صحرا بنادیا گردش گردون سفلہ پرور نے
ایسا انقلاب دکھایا کہ رئیسان قاف زیر زمین پنہان ہوگئے اور ابلیس پرستون کا دور دورہ ہوگیا
خدا پرست خدا کے پاس چلے گئے اگرچہ اس پر آشوب زمانے مین یہ رستم زمان یعنی سکندر رو جود
نے ان سرکشان قاف کو مارا ہے اور پست کیا ہے کہ ابلیس پرستون کے جی چھوٹ گئے حوصلے سب
پست ہوگئے طلسم نیرنگ قاف کو فتح کیا ایک جو نیرنگ قاف مین موجود ہے اور یہ جو پریزاد لعبہ
سپہسالاری سکندر کے ہمراہ ہے نام اسکا مظہر پریزاد ہے یہ سالار ہے سکندر کا بعد اسکے تمام نیرنگ قاف
کو اس فرزند نے فتح کیا دیو سپید اور دیو بہمن گرزن کو اپنا مطیع کیا جسکا چوبیس سو من کا گرز تھا
لیکن شاہی قسمت کی کم ہوئی۔ اسی نیرنگ قاف کی لڑائی مین سیاہ ملک سیاہ قبا مارے گئے
ارشیون پریزاد فرہاد خان بکفرل غرسنگ بن لندھور سب مارے گئے انجام مین اسی فرزند کی مدد
سے فتح حاصل ہوئی پھر کوہ مروارید پہ عین عرس مین جبکہ تمام رئیسان قاف جمع تھے دیو
آتشباز نے آکر ستم کو دیا دونون فرزند سہراب کے داراب اعظم اور سکندر اعظم سات
سات آٹھ آٹھ برس کے سن مین ایسے لڑے کہ صفین بچھادین مگر شہید ہوئے پھر تو دیوون نے

تمام میلے کو پامال کر دیا صدف پریزاد اور بہار پری اور ہمشیرہ ہماری ملکہ عادل قاف و ملکہ سلطان
اور والدہ ماجدہ اور اسیطرح کل رنگینیان قاف عورت اور مرد نشانہ سنگ حوادث ہو گئے - دیو
آتشبار نے ایسی سنگ باری کی کہ سبکو بستر مرگ پر سلا دیا آخر مین اسی فرزند نے اُس دیو بدکار
کو مارا اور مقبرہ جناب سلیمان کو دست بدعت سے اُس دیو کے بچایا تمام قاف ویران ہو گیا
وہان سے ہم لوگون نے رخ گلستان ارم کا کیا لاشین دفن کرتے تھے کہ مر جھک گئی قاف کو
خدا کے سپرد کر کے اس فرزند کے ہمراہ پردہ دنیا کا رخ کیا کہ تم سبکو بھی دیکھ لین تو خانہ کعبہ چلے جائین
یہ کہکر سلیمان اعظم چیخین مار مار کر رونے لگے تمام دربار مین سناٹا پڑ گیا کل عزیزان صاحبقران
اشک برسا رہے تھے کہ آسمان پری سب کی بزرگ تھی اور سلیمان اعظم نے کچھ اشعار عبرت آگین
پڑھ پڑھ کر زخمہا سے تازہ پر اور نمک پاشی کرنا شروع کی - اشعار - اندنون فصل خزان تھی جو
گیا گلشن مین + تھے جہان گل وہان دیکھا تو ہین اب خار فقط + سبزہ شاداب شجر ہین نہ وہ
شاخین پُر بار + ٹنڈ سوکھے ہوئے استادہ ہین دو چار فقط + ٹھنڈی ٹھنڈی نہ ہوا ہین
ہین نہ وہ فرحت ہی + لو کے اب جھونکے وہان چلتے ہین ہر بار فقط + چھیو ٹا کرتے تھے شب روز
جہان فوارے + اب روان ہوتے ہین وان آنسون کے تار فقط + ہین نہ مجرمست وہ جینون
کے نہ وہ خندہ گل + بوم بیٹھے ہوئے اکجا ہین دو چار فقط + برگ گل بھی نہ پڑا رہنے جہان
پاتا تھا + اب جو دیکھا تو ہی انبار خس و خار فقط + صدر پر چار شغالون نے لیے ہین مسکن +
نغمہ بلبلین پر نظر آتے ہین کئی خار فقط + مین نے چاہا کہ یہ احوال کسی سے پوچھون + کوئی آیا نہ نظر
لائق گفتار فقط + غور سے جبکہ نگہ کی تو یہ دیکھا مین نے + ہین نمایان + ہین قبرون کے کچھ آثار
فقط + شمع مرقد ہی نہ گل ہی نہ کوئی فاتحہ خوان + حسرت و یاس ہی بس مونس و غمخوار فقط +
خوش مزاجی کی نہ وہ باتین نہ وہ ناز و ادا + حال مین اپنے ہر اک اب ہی گرفتار فقط + فاختہ
دے رہی ہی اپنی زبان مین یہ صدا + چشم عبرت سے یہ دیکھین اولی الابصار فقط + جائے
فانی ہی یہ اسپر نہ بھروسا رکھین + رہو اے غافلو انجام سے ہشیار فقط + حال یہ دیکھکر
جب مین وہان نکلا بالکل + دل سے کہتا ہوا یہ ہی ہی ناچار فقط + کیون دلا دیکھ لیا یان کا تماشا
تو نے + درحقیقت ہوس دنیا ہی بیکار فقط + کجروی تو نے یہ محزون کو دکھائی کیا خوب + تیری
نیرنگی ہی سب چرخ ستمگار فقط + ان اشعار عبرت آثار نے آتش مشتعل پر روغن کا کام کیا
شعلہائے غم اور بھڑک اُٹھے کچھ دیر کے بعد رقت موقوف ہوئی اب بدیع الملک نے نطاق
پر ہو کر اپنی تباہی کا حال بیان کیا بارگاہ سلیمانی بزم ماتم ہو گئی جب کوئی سردار عزیزان
صاحبقران سے آکر شریک بارگاہ ہوتا تھا تو جشن خوشی منعقد کیا جاتا تھا سکندر ایسے رستم خوگار
اور یہ سنانا گر ایسے وقت مین آنا ہوا جبکہ دل سب کے دردمند ہو رہے تھے یہ تمام خبرین نقاب
ابلق سوار کو بھی ہو نچین نقابدار بھی اپنے اپنے مقام پر محزون و غمناک بیٹھے رہے دل مین کہتے
تھے کہ ہم اپنی مصیبت کس سے کہین ہم سب سے زیادہ دردمند ہین مگر افسوس کہ اس غم و الم
کی حالت مین چھیڑ چھاڑ اچھی نہین اور دیر کرنے مین دم اُلجھتا ہی کسیطرح ان لوگون کو اپنے
عزیزون کے غم سے فی الجملہ سکون ہو تو نامہ بھیجون تیسرے روز بلقیس بن قمو لیکے نقابدار
گلابی پوش نے کہا کہ یہ قید دنیا مین ہوتا ہی رہتا ہی آپ جس کام کے لیے آئے ہین اسکا سلسلہ

آغاز کیجیے یعنی نامہ بھیجیے۔ بدیع الملک آگ تا ہوے ہیں عجب نہیں ہے کہ بے لڑے بھڑے
باہنماے صاحبقرانی آپ کے سپرد کر کے چلے جائیں نقابدار ابلق سوار نے فرمایا کہ مجھے یہ بھی منظور
نہیں کہ میں بغیر آزمائش باہنماے صاحبقرانی لے لوں مگر نامہ لکھتا ہوں دیکھیے کیا جواب آتا ہے۔ یہ
فرما کر نامہ اپنے ہاتھ سے تحریر کیا اور خود ہی شاہزادہ داراب ثانی نقابدار نیلی پوش کے سپرد کیا
کہ یہ ذرا سلیم الطبع اور متحمل مزاج ہیں اور کہا کہ آپ جا کر جواب نامہ کا صاحبقران سے لے آئیے
اور کسی طرح کی زیادتی نہ کیجیے گا نامہ جس صورت سے طلب کریں دیدیجیے گا سارا اعزاز مقابلہ کے
وقت معلوم ہو جائیگا ظاہری تعظیم و تواضع سے کوئی فائدہ نہیں یہ سنکر داراب ثانی نے لے
نامہ سے با مدعا اور تیاری چلنے کی کر دی۔ یہ تو آپکے دوسرے روز نامہ لیکر روانہ ہونگے اور ذکر
نامہ داری کا پھر کیا جائیگا۔ اول کچھ حال بزم صاحبقران کا سنیے کہ جسوقت گریہ و زاری موقوف
ہوئی تو بدیع الملک نے سلیمان اعظم سے کہا کہ کیا کہوں مجبور ہوں کہ اب میرا دل دنیا سے
خود ہی اکھڑا ہوا ہے اور چاہتا ہوں کہ جا کر کرشان احد سے خوش ہوں امیر دل کا لوں مجھے
ایک ایک دم شمشیر سے کم نہیں ہے ورنہ میں خود آپکے ہمراہ چلکر قاف کو پھر سے اسلام آباد کرتا
اور اولاد جناب سلیمان کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر سلطنت پر بٹھاتا تمام ملک خدا پرستوں کے آباد کرتا
پھر میں تو مجبور ہوں مگر آپ بڑے فرزند صاحبقران اول کے ہیں بجاے صاحبقران ہیں آپکو
چاہیے کہ پہلے قاف کو آباد کر دیجیے پھر ارادہ خانہ کعبہ جانے کا کیجیے۔ ایرج نوجوان نے سلیمان اعظم کی
طرف مخاطب ہو کر کہا کہ جب میں نے طلسم لالہ زار سلیمانی کو فتح کیا تھا اسوقت سلیمان صاحبقران
سے ملاقات ہوئی تھی اور پھر دنیا پر بعد مقابلہ بدیع الملک صاحبقران وقت کے امیر ثانی نے انکو
صاحبقران قاف کرا دیا تھا وہ کہاں ہیں کہ قاف کی بربادی ہو گئی اور انھوں نے کچھ خبر نہ لی
سلیمان اعظم نے کہا کہ وہ شہر سلطانیہ میں ہیں۔ اور علیل تھے اسوجہ سے وہ آ نہ سکے بلکہ اسی
علالت میں سرکشوں نے انکو بھی جا جا کر تنگ کیا تھا مگر خدا نے انکی حفاظت کی۔ ایرج
نے کہا کہ آپ یہاں سے پہلے شہر سلطانیہ میں تشریف لیجائیے اور وہاں سے سلیمان صاحبقران
کو اپنے ساتھ لیکر قاف کو مسخر کر کے اسلام آباد کیجیے اور انسے کہیے کہ اب تم گلستان ارم میں
قیام اختیار کرو اسکے بعد رخ خانہ کعبہ کا کیجیے تو مناسب ہے سلیمان اعظم نے فرمایا کہ اے ایرج
نوجوان اگر اب بھی دشمن انکے علیل ہوتے یا خدا نکردہ کوئی افتاد پیش آئی تو کیا ہوگا۔ مثل
مشہور ہے کہ سورما چنا بھاڑ نہیں پھوڑتا ہے اکیلا آدمی کیا کر سکتا ہے یہاں کی صاحبقرانی میں
کتنے معین مددگار موجود ہیں جسوقت صاحبقران زخمی ہوے ہیں یا کوئی اور مصیبت پیش آئی
ہے جس سے لائق مقابلہ نہیں ہوتے تو اور لوگ مقابلہ کرتے رہیں اسیطرح اگر چند سردار یہاں سے
بھی میرے ساتھ چلیں تو یہ مرحلہ سر ہو سکتا ہے ورنہ غیر ممکن ہے۔ اور اے بدیع الملک مناسب
تو یہی ہے کہ تم چلو اور ساتھ تمھارے نور الدہر بھی ہوں کہ انکی سسرال بھی وہاں ہے چلکر اپنے خسر
کے گھر کی تباہی کو مٹائیں کوہ مروارید کو آباد کریں تم لوگوں کے نہ ہونے سے یہاں کوئی حرج
نہیں ہے اسلیے کہ سکندر رستم دوکت سہراب سا تہمتن زاد رفیع البخت سا تمھارا جانشین موجود ہے
یہاں اگر کوئی کافر سرکشی کریگا تو اسکے صاحبقران وقت اسکی سرکوبی کو موجود ہیں یہ سنکر بدیع الملک
نے فرمایا کہ اچھا ابھی آپ قیام فرمائیں اور استراحت کریں سردست نقابدار ابلق سوار ابلق پوش

جو اسکے محکوم ہیں طرۂ پیغمبری تقسیم کرکے اپنا پیغمبر اور مرسل قرار دیا ہی تاکہ وہ بزور و ظلم مذہب سارق
پرستی کو رواج دیں اور بخیر ملکوں میں جا جا کر وعظ و پند کرتے ہیں اور مثل شیاطین کے بہکاتے
پھرتے ہیں اور چونکہ زمانہ لقا سے بے لقا کے حالات زبانزد خلائق ہیں اسوجہ سے سارق نے
بڑے بڑے بند و بست کیے ہیں کہ حال انکا بروقت لشکر کشی اہل اسلام بیان کیا جائیگا لیکن اول
حال دریا موج جادو کا سنیے کہ یہ بھی طلب کیا گیا تھا یہ اپنے ملک سے ملک باختر کو جا رہا تھا
راستے میں اسنے برجیس آفتاب پرست پر اہل اسلام کی چڑھائی دیکھی بس اسنے بیکو برجیس کی
طرف سے لڑنے کا قصد کیا مگر اپنے سحر سے اجازت چاہی تو پیروں نے اسکے اسکو منع کیا بس دریا موج
جادو نے برجیس آفتاب پرست کو اٹھا لیا اور اسکو لیے ہوئے ملک باختر میں آیا سارق بن لقا
ملعون بالاے مقطول بیٹھا ہوا تھا کہ جانب آسمان سے اک ابر دریا موج نظر آیا یہ معلوم ہوتا تھا
کہ بالاے ہوا دریا موجیں مارتا ہوا چلا آتا ہی یہاں تک کہ آتے آتے وہ دریا کے مواج سامنے
مقطول سارق بن لقا کے قائم ہوا اور اُس دریا میں سے اک ساحر نمودار ہوا ساتھ اسکے اور بھی
اک بادشاہ وضع آدمی تھا سارق بن لقا نے پوچھا کہ تو کون ہی- دریا موج جادو نے اپنا نام بتایا
سارق نے کہا کہ تجکو آنے میں بہت دیر ہوئی دریا موج جادو نے عرض کی کہ میں بیابان گرد باد
کی طرف سے آیا وہاں اہل اسلام سے آفتاب پرست برسر مقابلہ تھے آفتاب پرستوں نے شکست
کھائی یہ بادشاہ لشکر آفتاب پرستان ہی یہ بھی اسیر ہوا چاہتا تھا میں اسے لیکر ادھر نکل آیا- اسی
الجھاوے کے سبب سے کسیقدر حاضر ہونے میں دیر ہوئی- سارق نے برجیس آفتاب پرست
مخاطب ہوکر کہا کہ کیوں اے بندہ بیوقوف تُنے جو آفتاب کو خداوند کہلوایا اور آفتاب کو سجدہ کیا
تو یہ تیری سمجھ میں نہ آیا کہ آفتاب بھی اک ذرہ خاک خداوندی ہی اُسی کی یہ سزا تجھے دیگئی کہ تُو نے
خدا پرستوں کے ہاتھ سے شکست کھائی اور اس ذلت و خواری کو پہونچا اگر تو اپنے خیالات
قدیم سے باز آ اور اپنے خداوند حقیقی کو پہچان تو میں پھر تجھے اُسی مرتبۂ اعلیٰ کو پہونچا دوں- برجیس
آفتاب پرست بے دست و پا ہوچکا تھا بغیر اطاعت کے چارہ کار ہی نہ تھا عرض کیا کہ یا خداوند مجھسے
تجھسے قصور ہوا اور میں واقف نہ تھا ورنہ ایسی خطا نہوتی امیدوار معافی ہوں اب جو ارشاد خداوند
ہوگا اُسے بسر و چشم بجا لاؤنگا بس یہ سنکر سارق بن لقا نے برجیس کو خلعت دیا اور کہا کہ تجھے
بھی اپنا پیغمبر بناؤنگا چندے قیام کر کہ سامان پیغمبری تیرے واسطے فراہم ہولے برجیس نے
خلعت پہنکر سلام کیا اور عرض کی کہ اگر مناسب ہو تو مجھے قلعہ آفتاب نما کی طرف جانے کی اجازت
دیجیے کہ میں وہاں بھی آپکی خداوندی کا اثر پھیلاؤں وہ میرا ملک ہی اور وہاں سب میرے
مطیع ہیں میرے خلاف حکم ہرگز نکرینگے- یہ سنکر سارق بن لقا نے کہا کہ آج کے تیسرے روز میں
تجکو قلعہ آفتاب نما کی طرف طرۂ پیغمبری دیکر روانہ کرونگا اور برجیس کے قیام کے لیے اک جلسہ
نفیس عنایت ہوا کچھ خادم و خدمتگار متعین ہوگئے اور دریا موج جادو کو حکم ہوا کہ تو اسکی حفاظت
کر جسوقت برجیس آفتاب پرست اپنے مقام پر گیا تو ارژنگ بن زمرد اور چیرنگ بن زمرد نے
سارق سے کہا کہ بہن برجیس کی ملکہ فرماے سیمتن نہایت حسینہ و جمیلہ تھی لیکن دریا میں
ڈوب کر مرگئی اور اسنے مواصلت میری قبول نہ کی آپ اسے پھر سے زندہ کر دیجیے کہ ملکہ
فرماے سیمتن کے بغیر زندگی دشوار ہی- یہ سنکر سارق بن لقا نے کہا کہ اچھا نہ گھبراؤ قدرت

اُسے زندہ کر دینگے اور ایکی اُسکا دل ایسا بنا دینگے کہ وہ تمھاری محبت کا دم بھرنیگی - ارژنگ نے
کہا پھر وہ روز سعید کب آئیگا یہان تو ایک ایک ساعت ایک ایک سال کے برابر ہی - ساریق نے
کہا جس روز برجیس آفتاب پرست یہان سے روانہ ہوگا اُس روز مین ثریاے سیمتن کو
پیدا کرونگا اسلیے کہ اگر اسکے سامنے اُسکی بہن کو ملک عدم سے بلاؤنگا تو وہ کہیگا کہ میرے حوالے
کردو وہ بھی بندہ ہی اُسکی خاطر واجب ہو جائیگی اِس سے دو روز اور صبر کرو یہ سنکر ارژنگ بن
زمرد خاموش ہو رہا جب تیسرا دن ہوا تو برجیس رخصت طلب ہوا - ساریق بن لقا نے کہا
کہ اے برجیس دیکھو رحمت خداوندی کو کہ تمنے اپنی بہن کو بخوشی ہمارے حوالے نہ کیا اور ذخیرۂ
قدرت یعنی ارژنگ بن زمرد ثانی کے ساتھ شادی کرنے سے انکار کیا تو ہمنے بھی اُسے اپنا ہر
غرق دریا کرکے اپنے بہشت مین بلاکر حور بنا دیا اور تمھاری اُس بدسلوکی کا کچھ خیال کرکے تمکو
پناہ دی اور عزت بخشی برجیس آفتاب پرست نے کہا کہ ~ ما بندہ کمینہ و تو [illegible]
بنگر فرق میان من و تو چیست بگو ۔ بیشک مین قصوروار ہون مگر اتنا امیدوار ہون کہ اگر آپکی چشم
کرم میرے حال پر ہوئی ہی تو چاہتا ہون کہ ایک نظر مجکو بھی میری بہن کو دکھا دیجیے ساریق بن
لقا نے کہا کہ کیا مضائقہ ہی اگر تمھارے پاس کوئی تصویر ثریاے سیمتن کی ہو تو مجھے دو کہ
مین اسیکو بھیجدون وہ پہچان کر اور تصویر سے مطابق کرکے اُسے بہشت سے ڈھونڈھ لاوے
چونکہ برجیس آفتاب پرست ثریاے سیمتن کو بہت دوست رکھتا تھا مختلف لباس و وضع کی تصویرین
اُسنے کھنچوائی تھین ایک دو تصویرین ہر وقت برجیس کے پاس رہتی تھین برجیس نے اک تصویر
نکالکر ساریق کو دی ساریق نے وہ تصویر مہتر ضحاک عیار کو دی اور کہا کہ جاکر غلمان جادو کو دیدے
کہ اس صورت کی عورت کو جلد بھیجدے غلمان جادو کا کام یہی ہی کہ وہ دروازۂ بہشت پر بیٹھا رہتا ہی
جو تصویر ساریق اُسکے پاس بھیجتا ہی وہ غازہ سحر ملکر اسی صورت پر کسی عورت کو بناکر بھیجدیتا ہی چنانچہ
مہتر ضحاک عیار نے جو تصویر ثریاے سیمتن کی تھی غلمان جادو کو دی غلمان جادو اندر بہشت
ساریق کے گیا وہان سے اک کنیز کو سکھا پڑھا کر فوراً اُسکی غازہ سحر ملکر تصویر ثریاے سیمتن سے
مشابہ بنائی اور لاکر مہتر ضحاک کے حوالے کیا مہتر ضحاک نے ثریاے سیمتن نقلی کو محافہ مین سوار
کیا اور لیے ہوے پاس ساریق بن لقا کے آیا - ساریق نے برجیس سے کہا کہ پردہ اٹھاکر پہچانو کہ
تمھاری بہن ہی یا اور کوئی ہی - برجیس نے اُٹھکر پردہ محافہ کا اپنے ہاتھ سے اُٹھا دیکھا تو وہی
مین ثریاے سیمتن بیٹھی ہی بس اسنے بہن سمجھکر اُسکو گلے سے لگایا اور بہت رویا اور پلٹ کر ساریق
کو سجدہ کیا اور کہا کہ بیشک آپ خداوند برحق ہین اور تمام اہل دربار جسمین سترہ سو پہلوانان بردست
بیٹھے تھے جھومنے اور وجد کرنے لگے اور ارژنگ بن زمرد بھی نہایت خوش ہوا - ساریق نے برجیس
آفتاب پرست سے کہا کہ اب آج تم اپنے ملک کو نجاؤ بلکہ مجھسے روپیہ لو اور سامان شادی کا کرکے
بخوشی اپنی بہن کی شادی ذخیرۂ قدرت کے ساتھ کردو اسکے بعد مین تمکو طرۂ جیغہ زری دیکر رخصت
کرونگا - برجیس نے بخوشی اِس بات کو قبول کیا اور کہا کہ مجھے اب کسی بات کے قبول کرنے مین
کبھی عذر و انکار نہوگا مین جان چکا کہ آپ خداوند برحق ہین ساریق بن لقا نے اُسیوقت برجیس آفتاب
پرست کو قلعہ طاؤسیہ مین بھجوا دیا اور چالیس ہزار سوار براے حفاظت بھیجدیے اور بہت کچھ
زر و جواہر واسطے سامان عروسی کے برجیس آفتاب پرست کو بھجوا دیا اور ارژنگ کی طرف سے

سامان کتخدائی آپ کیا تیسرے روز برجیس آفتاب پرست نے کہلا بھیجا کہ یہاں سب سامان درست ہے
الحاصل رسوم شادی ادا ہونے لگے جب برات کا دن ہوا تو تمام شہر میں چراغاں ہوا جابجا مجتمعین
رقص و سرود کی جمین بالا سے قیطول وہ روشنی تھی کہ نظر نہ کام کرتی تھی بہشت ساریق میں محفل
آراستہ تھی اور دوشون کا مجمع تھا تمام عزیزان ساریق بن بقا جمع تھے اور ارکین خدا و نمری حاضر
تھے صدر میں مسند بچھی تھی اسپر ساریق بیٹھا ہوا تھا ارزنگ بن زمرد پہلو میں بیٹھا تھا اک

پری جمال یہ غزل گا رہی تھی غزل

ہوا جو خاک بھی تو آسمان غبار رہا
جگر میں تیر رہا آبلے میں خار رہا
ہنسی ہنسی میں گرائیں بجلیاں
اسی زمین پہ کوئی شب کو بیقرار رہا
یہ آفتاب کی حد تھی کہ لو نکلنے لگی
نہ اک چراغ سحر تک سر مزار رہا
جہاں کا خون جسے بھا گیا بیا میسنے
وہ اس طرح مرے ماتم میں سوگوار رہا
ہمیں ہنسا کے جہان کی شکایتیں ہم سے
اسی سے کھل گیا جس حد کا انتظار رہا
مری لحد پہ فقط شمع دل جلاتے تھے گیا
وہ ایک حسن کے پردے میں سوگوار رہا
خدا دکھائے نہ دے شام غم وہ طرز نگاہ
لحد بنی وہ کلیجا مرا فگار رہا +
لحد بھی خاک ہوئی ایک قبر آیا

یہ کس ہوا پہ ہمیشہ مرا غبار رہا
نہ آئے وہ نہیں وعدہ تو انتظار رہا
ہزار جائے شکستہ مرا مزار رہا
تمہارے تیر تجھے چارہ نظر کرتے رہے
بہت دنوں جو کسی آبلے میں خار رہا
تمہارے تیر میں چھید کر لیا ہے کیونکر
جگر میں تیر نظر آبلے میں خار رہا
لحد شگفتہ ہر لب پہ یا تبسم ہے
یہ زندگی تھی کہ ہر وقت اک فشار رہا
سمجھ گیا خبر اضطراب تھی مجبوری
فلک بھی بار کے پردے میں اشکبار رہا
ہنسا کے دل کو رلایا یہ کیا کیا تم نے
چراغ بجھنے پہ جیسا سیاہ دنیا رہا
نشانی ناوک جانان کی چاہیے تھی
نہیں رہا نہ شکستہ مرا مزار رہا
نہ زیست کا کوئی جاوید اعتبار رہا

نظر میں ملے جو کھلے تو بیقرار رہا
حیات کا نہ انھیں کا کچھ اعتبار رہا
بنے ہیں گھر میں نشان بربان گر کے
رہے جگر میں جو یہ دل نہ بیقرار رہا
ہوا سے پردہ کھلا دوستو کی ارمان سے
وہی یہ دل ہے کہ برسوں جو بیقرار رہا
اک کو آج سے نے کا ہو گیا اک شوق
یہ اسکا ہیچ ہے مر کر جو بیقرار رہا
مری نگاہ سے روزن ہو گیا فتح چمن
رہا وہ دل میں تو پھر دل نہ بیقرار رہا
لحد پہ رات کو رویا ملا بلبل کے صدا
قفسیوں کا بھی تیرے نہ اعتبار رہا
اسی میں دفن ہوئی حسرت دل مردہ
لگا وہ تیر مگر دل مرا فگار رہا
جو گل علیل ہوئے تھے وہ آج مر بھی گئے

تمام رات یہ محفل رقص و سرود آراستہ رہی صبح کو ساریق برات بڑے دھوم دھام سے لیکر قلعہ طاؤس
کی جانب روانہ ہوا سڑکوں پر دو رویہ ہجوم خلائق تھا جس وقت برات قلعہ طاؤسیہ میں پہونچی یہاں بھی
محفل آراستہ ہوئی ناچ شروع ہوا اور اک نازک اندام نے یہ غزل شروع کی غزل

خلاف مجھسے ہمیشہ مزاج یار رہا
قضا ہی آئیگی یہ بھی نہ اعتبار رہا
ہمیں دفن ہوتے ہی جا پہونچا کو بچانا تھا
ٹھہر گیا جو ذرا درد بیقرار رہا
نکال لیجئے سینے سے ناوک قاتل
ہمارا بخت بھی مثل نگاہ یار رہا
دل اٹھنے دے تو دیا ہی مگر نہیں معلوم

گناہ کچھ نہ کیا پھر گناہگار رہا
گزرتے ہیں کوچہ محبوب میں گواہ ہے
نشان کے لیے خالی مرا مزار رہا
وہ آئے ہونگے ہمیں یہ خیال تیغ کی
دل و جگر سے ہزار اپنے ہوشیار رہا
وہ اتفاق سے دیکھی شب جو آئے تھے
اب اسکا یار کو یا مجھکو اختیار رہا

لگا کے دل کو کسی پر نہ اختیار رہا
تمام عمر یہاں کوئی بیقرار رہا
کچھ ایسا خوگر ایذا ہوا ہوں عشق میں میں
اٹھیں ہمارے جنازے کا انتظار رہا
سوا بھی کے نہ سیدھا ہوا محبت میں
تو ہوش رفتہ کے آنے کا انتظار رہا
مگر نہ چاہیے تھا ترک بادہ نوشی کو
جگر تمہارا نہ زندوں کو اعتبار رہا

یہان تو محفل رقص و سرود آراستہ تھی اور ان رسوم شادی ادا ہو رہے تھے قریب شام رات قلعہ سے
رخصت ہوکر گلستان باختر مین آئی۔ ارژنگ خوشی خوشی عروس کو لیکر داخل محل ہوا۔ براتی رخصت ہوے
اسی شب سارق بن البقا نے جبین آفتاب پرست کو کچھ ساحر اور کچھ پہلوان ساتھ کرکے اور عمر اپنا
مقرر کرکے طرف قلعہ آفتاب نما کے روانہ کیا جبین تو غرۂ پیغمبری لشکر اسلام سے جلتا ہے کہ اسکا حال
پھر بیان ہوگا اول حال ارژنگ بن زمرد کا سنیے کہ یہ رات کو وصل عروس سے کامیاب
ہوا جب صبح ہوئی اور صورت عروس کی دیکھی تو ہیئت بدلی ہوئی پائی حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہے
دوڑا ہوا خدمت مین سارق بن البقا کے آیا عرض کی یا خداوند شب کو نیا معرکہ گزرا کہ مین وصل
عروس سے کامیاب ہوا اسوقت تک صورت عروس کی ویسی ہی تھی اسوقت ہیئت بدل گئی۔
سارق بن البقا بھی حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہے اسنے مہتر ضحاک کو طلب کیا اور غلمان جادو پاس
کہلا بھیجا کہ یہ کیا سبب ہوا کہ ہیئت بدل گئی کیا سحر خام تمنے کیا تھا مہتر ضحاک پاس غلمان جادو
کے گیا وہان دیکھا تو غلمان جادو اپنے عہدے کے موافق دروازہ بہشت پر نہین ہے ضحاک نے
دریافت کیا معلوم ہوا کہ آج غلمان جادو اپنے مکان پر گیا ہے مہتر ضحاک وہان سے غلمان جادو
کے مکان پر گیا وہان رونا پیٹنا مچا ہوا تھا گھر سے غلمان جادو کے آواز گریہ آرہی تھی مہتر ضحاک
نے دریافت کیا کہ کیا ہوا۔ ایک دایہ نے غلمان جادو کے گھر سے نکلکر بیان کیا کہ بی بی نے غلمان
جادو کے اُسے کھانے مین زہر دیدیا بابت دونون سے آپس مین لڑائی رہتی تھی عورت کی آواز کی
مرد کی جان لیتی ہے یہ بیوقوف اُس سے دست بردار نہوا آخر اپنی جان دی مہتر ضحاک نے آکر سبب
کیفیت چپکے سے سارق کے کان مین بیان کی اور عرض کیا کہ یا خداوند غلمان جادو کے مرنے
سے اثر سحر باطل ہوگیا اور یہ عورت جسکو غلمان جادو نے فریب سے سیمتن بنا دیا تھا اپنی ہیئت
اصلی پر آگئی سارق بن البقا نے اسی وقت ایک فرمان بنام رضوان جادو تحریر کیا کہ تمکو تمھارے
بھائی کا عہدہ سپرد کیا گیا۔ مہتر ضحاک نے یہ فرمان رضوان جادو کو دیا رضوان جادو دروازۂ
بہشت پر معین ہوا اور پھر اس نازنین کو بعادہ سحر ملکہ ثریا سیمتن کی صورت بنا دیا سارق
بن البقا نے ارژنگ کو سمجھا دیا کہ اب صورت اسکی تبدیل نہوگی اطمینان رکھو اتنے مین جوڑی
ہرکارون کی آئی اور عرض کی کہ بیشہ سرستان سے عربک دیوانہ چالیس ہزار دیوانون سے
حسب الطلب حاضر ہوتا ہے ساڑھے سات سو من کا ساطور باندھتا ہے سارق بن البقا نے
سردارون کو واسطے استقبال کے روانہ کیا لوگ گئے اور نہایت عزت سے ساتھ عربک دیوانہ
کو لیکر آئے۔ سارق کی طرف سے سامان دعوت مہیا ہوا اب ایکسو ستره سو سوار جنمین ایک
ایک رستم وقت و بہرام روزگار تھا جمع ہو چکے تھے سارق نے اپنے پہلوانون کی طرف دیکھا
اور للکار کر نعرہ مین پکارا کہ جو سامان خداوندی مین نے فراہم کیا ہے کبھی کسیکو نصیب بھی ہوا ہوگا
اگر چاہون اور اشارہ کردون تو طبقہ زمین کو پلٹ دون خدا کے ستون کو اگر زور و طاقت پر گھمنڈ ہے
تو میرے یہان ایسے ایسے پہلوان ہین کہ جنکے ڈر سے بہرام قبل سے گور مین چھپ رہا اور رستم
جہان فانی سے بھاگ گیا۔ اسوقت صحبت مین سنگان بن سنگان موجود تھا اسنے کہا یا خداوند
اگرچہ آپ نے اس زمانے مین ایسا ہی سامان فراہم کیا ہے کسی کے پاس نہوگا لیکن بڑے
خداوند کا سامان بھی کچھ کم نہین تھا ایسے ایسے ساحر تھے جنکا مثل و نظیر نہ تھا اور مسلمان سحر سے

ناواقف تھے مگر اُنکے ساتھ عیار وہ بوسے بید ربان ہین کہ بورسے عظلیا باد کو شاد یا جسمین سب
ساحر ہی ساحر بستے تھے پہلوانان خداوندکو سرداران حمزہ نے زیر کرکے مطیع کیا جو اپنے تھے
وہ بیگانے ہوگئے جو پسینے پر لہو گراتے تھے وہ اپنے ہی لہو کے پیاسے ہوگئے اور عیارون کی
بھی ایک نہ چلی عیار حمزہ نے خداوند کی داڑھی مونڈی نتیجہ یہ ہوا کہ خداوند کو بھاگتے رستہ نہ ملا
اور خداوندین بوم کی خاصیت پیدا ہوگئی کہ جہان بھاگ کے گئے اور جسنے دامن پناہ کا دیا وہ بھی
تباہ و برباد ہوگیا آپ بھی ان سردارون اور ساحرون پر سمجھ لیجے کہ یہ لوگ سرداران حمزہ ثالث سے
مقابلہ کرنے کے قابل نہین ہین یہ سنکر ساریق بن لقا کو بہت ناگوار ہوا اور سرداران ساریق بھی
بہت بگڑے کہ اسنے ہمکو ایسا بے وقعت سمجھ لیا ہی عریک دیوانہ کہ ابھی نیا نیا آیا ہوا تھا اسنے کہا کہ
اگر مجھکو بھیجدیجیے تو ایک مین اکیلا خدا پرستون کے استیصال کے واسطے کافی ہون سنجگان نے
کہا کہ یا خداوند بہتر یہ ہی کہ آپ یہان سے چند مصورون کو بھیجکر تصویرین خدا پرستون کی طلب کیجیے
اور اُنسے کہدیجیے کہ جس پہلوان کی تصویر کھینچیں اُسکے آلات حرب کا وزن بھی تحریر کرتے لائین
اُسوقت ان لوگون کی آنکھین کھلینگی کہ وہ کیسے زبردست ہین اور کتنے ثقیل حربے باندھتے ہین
اور اس دیوانے کو مصورون کی حفاظت کے واسطے ساتھ کر دیجیے بلکہ دو اک عیار بھی ساتھ کر دیجیے
اور اُنسے کہدیجیے کہ چلتے وقت اگر دو اک نامی سردار یا خود صاحبقران ملجائین تو اُنکو اسیر کرتے لائین
اور یون خدا پرستون سے چھیڑ کرنا بھڑ کے چھتے کو ڈھیلا مارنا ہی اس رائے کو ساریق نے پسند کیا
اور جہتر الجسم اور جہتر فسی اک اور چند مصورون کو حکم دیا کہ ہمراہ عریک دیوانہ کے جائین سنجگان
نے کہا کہ ایک سردار اور بھی ساتھ کر دیجیے کہ وہ اس دیوانہ کو روکے رہے ایسا نہو کہ یہ سرمستی پن
کی لے اور خدا پرستون کے ہاتھ سے پٹے۔ یہ سنکر ساریق نے اقہر فیل زور کو بھی ساتھ کر دیا
یہ سب کے سب وہان سے کوچ کرکے طرف بیابان گردباد کے روانہ ہوے اب دیکھا چاہیے
کہ یہ کب پہونچتے ہین لیکن اب

چند کلمہ داستان شہر ختنانیہ کے بیان کیے جاتے ہین

کہ مالک یہان کا بہرام خفتان پوش ہی نہایت مرد جری اور بہادر ہی اور مذہب اسکا
بت پرستی ہی اک روز قلعہ ختنانیہ مین بیٹھا ہوا تھا کہ ہرکارون نے آکر عرض کیا کہ یہان سے
قریب اک لشکر عظیم الشان اترا ہی مالک لشکر نقابدار یا قوت پوش ہی سُنا ہی کہ یہ فوج بیابان گردباد
کی طرف جائیگی چونکہ اسطرف سے اُن لوگون کو قریب پڑیگا لہذا وہ لوگ چاہتے ہین کہ ہم آپ کی طرف
سے نکلجائین بہرام خفتان پوش نے دل مین کہا کہ ایسا نہو اس بہانے سے میرے قلعہ پر بھی قبضہ
کرلین اسنے قلعہ کی آراستگی کا حکم دیا اور چالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر قلعہ سے نکلا ہی تھا
کہ اک نامہ دار آیا اسنے نامہ دیا بہرام خفتان پوش نے نامہ پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے بہرام
خفتان پوش ہمین بیابان گردباد کی طرف جانے کی جلدی ہی اور تمھارے قلعہ کی طرف سے راہ
قریب کی ہی اگر اجازت دو تو ہم معہ لشکر اس طرف سے نکلجائین ناظرین پر واضح ہو کہ یہ نقابدار
یاقوت پوش شاہزادہ شہنشاہ صف شکن بن سلطان سعد ہین جنکا ذکر دفتر آفتاب شجاعت میں
آچکا ہی یہ باغ گل افشان سے چلے ہین اور شہر سیلابیہ سے اپنے تمام لشکر کو لیے ہوے بڑھے

جاہ و حشم کے ساتھ چلے آتے ہیں۔ انھیں کا نامہ بہرام خفتان پوش کو پہونچا ہے بہرام خفتان پوش
کو چونکہ یہ خیال گزر چکا تھا کہ ایسا نہو یہ ملک میرا چھین لین تو مین کیا کرونگا بس اسنے جواب صاف
تحریر کر دیا کہ اگر اسطرف سے جانا منظور ہے تو اسلحہ چھکڑون پر بار کر کے پہلے بھیجدو بعد اسکے خود
بغیر ہتھیارون کے نکل جاؤ بغیر اسکے اسطرف سے جانے کا قصد نکرنا جسوقت یہ جواب بہرام خفتان
پوش کا شہنشاہ صف شکن کو ملا نہایت برہم ہوئے بہرام عاد کے پہلوان کو حکم دیا کہ تو پیش خیمہ لیکر چل اگر وہ
روکے گا تو دیکھا جائیگا حسب الحکم شہنشاہ صف شکن بہرام عاد چالیس ہزار عادیون سے آمادہ بارگاہ یاقوت نگار کو
اپنے ہمراہ لیکر چلا جب بہرام خفتان پوش کو معلوم ہوا اسنے بڑھکر راہ روکی اور آواز دی کہ آگے بڑھنے کا قصد نکرنا
یہ سنکر بہرام عاد نے اپنے کرگدن مست کو آگے بڑھایا اور آواز دی کہ اگر بہتر ہے کہ ہمین جانے دے ورنہ بہت
پچھتائیگا تیرے قلعہ کا پتا بھی نہ معلوم ہوگا۔ بہرام خفتان پوش نے کہا کہ شیرون کے جنگل سے سلامت
کوئی نہیں جاسکتا ہے لا حربہ اپنا دیکھہ تو کیا ہوتا ہے بہرام عاد نے کہا کہ ہم اہل اسلام سے ہین
پیشدستی ہمارا دستور نہیں ہے۔ یہ سنکر بہرام خفتان پوش نے نیزہ مارا بہرام عاد نے نیزہ کو
نیزے پر لگا لیا تھا نیزہ بازی ہونے لگی کوئی چالیس طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ بہرام عاد نے نیزہ
بہرام خفتان پوش کے ہاتھ سے نکالدیا بہرام خفتان پوش کی آنکھون مین زمانہ تیرہ و تار ہو گیا
پکارا او عادی غضب کیا تو نے کہ نیزہ میرے ہاتھ سے نکال دیا کب چھوڑتا ہون تجکو یہ کہکر تلوار
ماری بہرام عاد نے تلوار سپل آہنی پر روکی تلوار ایک وجب سپل مین در آئی بہرام عاد نے
ہاتھ کو جنبش دیا تلوار ٹوٹ گئی بہرام خفتان پوش نے قبضہ مٹھہ پر بہرام عاد کے کھینچ مارا بہرام عاد
نے خالی دیا اور سپل کا وار کیا بہرام خفتان پوش نے سر نیچے کو کھینچا سپل سر مرکب پر پڑا سر
مرکب کا پارہ پارہ ہو گیا۔ مرکب نے چرخ مارا بہرام خفتان پوش کود کے مرکب سے علیحدہ ہوا
اور تلوار کھینچکر بہرام عاد کے مرکب کی طرف چلا کہ میرا مرکب مارا گیا ہے تو اسکا مرکب بھی بیکار کرون۔
بہرام عاد نے جو دیکھا کہ میرے مرکب کو ذبح کرنے کے قصد سے آتا ہے بہرام عاد نے بھی زین خالی
کیا اور بہرام خفتان پوش کی طرف چلا۔ بہرام خفتان پوش بہرام عاد سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی
دو پہر کامل کشتی رہی قضائے کار بازو بہرام عاد کا موشگافانے مین جا کے ٹوٹا رنگ بہرام عاد کا زرد
ہو گیا دست و پا مین لرزہ پیدا ہو گیا۔ بہرام خفتان پوش نے اُسی حالت مین بہرام عاد کو باندھ لیا
اور لیکر اپنے قلعہ مین چلا آیا ہمراہیان بہرام عاد روتے پیٹتے خدمت مین نقابدار یاقوت پوش کے
گئے اور سارا ماجرا بیان کیا۔ یہ سنکر نقابدار یاقوت پوش نے راہ قلعہ خفتانیہ کی لی اور سامنے قلعہ
کے پہونچکر گولے کی زد سے بچا کر لشکر اُتارا اور بہرام خفتان پوش پاس کہلا بھیجا کہ اگر خیریت چاہتا ہے
تو بہرام عاد کو لیکر حاضر خدمت ہو اور معافی مانگ ورنہ ایک دم مین قلعہ کو برباد کر دونگا۔ جواب مین
اسکے بہرام خفتان پوش نے کہلا بھیجا کہ مین تو ایسا کسیکو بھی نہین دیکھتا جو میرے قلعہ کی طرف
منھہ بھی کر سکے اور مین طبل جنگ بجواتا ہون اگر تجکو دعوے ہو تو اپنے سردار کو آکر چھڑا لو۔ یہ سنکر نقابدار
نے بھی طبل جنگ بجوا دیا ادھر قلعہ پر نقارہ رزمی بجا صبح کو نقابدار نے فریضہ سحری کو ادا کیا اور مرکب
پر بیٹھکر پانچ سو سوار اپنے ہمراہ لیکر قلعہ خفتانیہ کی طرف چلے اُدھر بہرام خفتان پوش نے خندق کی
پراو آب کرادی تھی پل تختہ اٹھوا دیا آپ فیل بند دروازے پر آکر بیٹھا اور دوربین لگا کر دیکھنے
جب دیکھا بہرام نے کہ نقابدار زد پر آگیا ہے بس اسنے گولہ اندازون سے اشارہ کیا گولہ اندازون نے

توپون کو بھی دکھائی تو بجائے رعد آواز توپ کشش مین آیا گولے پڑنے لگے نقابدار نے دہنے ہاتھ مین
گرز بائین مین سپر سنبھالی اور گولون کو رد کرتا ہوا چلا قلعہ پر سے اسقدر گولہ باری ہوئی تھی کہ تمام
صحرا دھوان دھار ہو رہا تھا نقابدار اُس تاریکی مین گولون کو رد کرتا چلا جاتا تھا جسوقت گولندازون
نے سمجھ لیا کہ ہمنے بیابان کا ذرہ ذرہ تک اُڑا دیا اسوقت اُنھون نے ہاتھ روکا دھوان ہوا سے
منتشر ہوا دیکھا کہ کوئی دو سو آدمی لوٹے پڑے ہین لیکن نقابدار مانند شیر غضبناک کے بلب حیدری
نعرے کر رہا ہے بس لوگون نے قلعہ پر سے مارنے کا متوالا کرکے گولا بارود کی ہانڈی تیل کا
کڑاہ یہ سب چیزین پھینکین نقابدار نے ان چیزون کو بھی خالی دیا اور گرز مارکر دروازہ قلعہ کا
توڑ کر اندر قلعہ کے داخل ہوا - دروازہ قلعہ پر بھائی بہرام کا گرگین دراز دندان بیٹھا ہوا تھا جسنے
جو دیکھا کہ نقابدار دروازہ قلعہ کا توڑ کر اندر قلعہ کے داخل ہوگیا ہے بس دوڑ کر تلوار ماری نقابدار نے
وار گرگین کا رد کرکے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا گرگین کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی گرگین کے رفیقان
کے چہار طرف سے نقابدار بھی پے بعد دیگرے آنا شروع ہوگئے تلوار چلنے لگی صدائین گیر و دار کی بلند
ہوئین بہرام خفتان پوش مرکب پر سوار ہوکر نقابدار کی طرف چلا اُسطرف سے نقابدار یاقوت پوش
لڑتے چلے آتے تھے کہ بہرام خفتان پوش سے سامنا ہوا بہرام نے تلوار ماری نقابدار نے کلائی
پر ہاتھ ڈالدیا مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی اور دوسرا ہاتھ کمر زنجیر کے بند مین ڈالکر نعرہ اللہ اکبر جگر سے
کھینچکر جو زور کیا بہرام خفتان پوش کو اٹھا لیا چاہتے تھے کہ زمین پر مارون کہ گرا کا ہوا وسا آواز آئی
کہ تم ملک سحاب جادو ہو نقابدار نہین جانتا کہ بہرام معشوق ہمارا ہے اب جو دیکھا تو ہاتھ نقابدار کا کانپا
اور بہرام ہاتھ سے چھوٹ پڑا - بہرام پر تو ہیبت طاری تھی یہ تو چھوٹتے ہی بھاگا لیکن سحاب جادو
نے ایسا سحر کیا کہ دست و پا نقابدار یاقوت پوش کے بے حس و حرکت ہوگئے اور ہمراہیان نقابدار
کی بھی یہی حالت ہوئی اب سحاب جادو نے بہرام کو آواز دی کہ قتل کر ان سبکو کہ مین نے بیکار
کردیا ہے بہرام خفتان پوش دین سے پلٹا اور تلوار کھینچ کر بارادہ قتل نقابدار یاقوت پوش چلا
نقابدار نے اُس حالت بے کسی مین دعا کی کہ خداوندا اس مایوسی کی موت سے بچا مین مرنے
سے نہین ڈرتا کہ ایک دن یہ ہونا ضرور ہے مگر اس بے کسی کی موت سے ضرور ڈرتا ہون ہنوز
سخن در دہان تھا کہ تیر وفا کا ہدف مراد پر لگا بالا سے ہوا سے نعرہ ملکہ گل افشان جادو کا ہوا
آتے ہی گل افشان جادو نے گلدستہ مارا کہ پنکھڑیان اُسکی بکھرین ہوا سے سر دجلی سحاب جادو
جھومی بس اسکا جھومنا تھا کہ گل افشان جادو نے نیمچہ سحر مارا کہ سحاب جادو کے دو ٹکڑے ہوے
مرتے ہی سحاب جادو کے اک قیامت کبریٰ قلعہ مین برپا ہوئی آتش باری و برف باری ہونے لگی
اُدھر بہرام خفتان پوش قریب نقابدار کے پہونچا تھا کہ نقابدار کے ہاتھ پاؤن مرنے سے سحاب
جادو کے قابو مین آگئے جیسے ہی بہرام خفتان پوش نے تلوار ماری نقابدار نے بند دست پکڑلیا
اور دوبارہ اسکو اٹھالیا - بہرام نے امان مانگی - فرمایا بشرط ایمان - بہرام نے قبول کیا - قلعہ
خفتانیہ اسلام آباد ہوا - اب یہان سے نقابدار طرف بیابان گرد باد کے چلے ہین

دو کلمہ داستان طبل جنگ بجوانا نقابدار ابلق سوار کا بمقابلہ بدیع الملک با ہمائے صاحبقرانی طلب کرنا اور ذکر نامہ داری داراب ثانی یعنی نقابدار نیلی پوش و

باقی حالات متعلق داستان ہذا خمسہ برآغاز داستان۔

ہم جو وحشت میں ذلیل و خوار ہیں
اے گریباں چند تیرے تار ہیں
دشت میں کچھ جانبِ کہسار ہیں
کب یہاں دستِ جنوں بیکار ہیں
لیے ہاتھوں در بے آزار ہیں

عشق میں اس ابروے خمدار کے
مر گیا گر ہجر میں اس یار کے
ہوں قرین میں منزل دشوار کے
درد و غم رنج و الم کچھ زار کے
بس یہی دو چار ہمدم دار ہیں

گو نہیں راحت مکانِ دہر میں
بیٹھنے ہیں ہم بتانِ دہر میں
گل ہیں لیکن بوستانِ دہر میں
آبرو ہے عاشقانِ دہر میں
آپکے آگے ذلیل و خوار ہیں

ہیں گلوں کے باغ میں روشن چراغ
چرخ پر ہے مہر کا پہونچا دماغ
جلتے ہیں لالے کے دل کے سارے داغ
کون شعلہ رو چلا ہے سوے باغ
جو مثالِ شمع روشن خار ہیں

آہ آتشبار کی سوزش یہ ہے
جانِ دل بیمار کی سوزش یہ ہے
عشق کے آزار کی سوزش یہ ہے
داغِ ہجرِ یار کی سوزش یہ ہے
شمع ساں جلتے کفن کے تار ہیں

ہر جگہ دستِ طلب پھیلا نہیں
اور میخانہ کبھی دیکھا نہیں
صاف کہدیے ہیں کچھ پروا نہیں
ہمکو اے ساقی تری پروا نہیں
ہم تری الفت سے یاں سرشار ہیں

عشق ابرو کا نہ منہ سے نام لو
اک اشارہ میں جگر پر ہو چکے جو
ہاں نہ ان تیغوں کا ہر دم ذکر ہو
کیوں دلِ عاشق نہ ٹکڑے ٹکڑے ہو
سچ ہے یہ ابروے دلدار ہیں

کیوں نہ میرے نام کا مالا جپیں
ساتھ میرا کیوں یہ وحشت میں دیں
کیوں نہ میرا منہ سے ہر دم نام لیں
قیس و فرہاد حزیں اس عشق میں
دل سے میرے حاشیہ بردار ہیں

ہے ہمارا کونسا صحرا نہ پوچھ
ہمکو ہے کیا آجکل سودا نہ پوچھ
کسقدر ہے حالِ وحشت کا نہ پوچھ
اے جنوں کچھ حالِ دشت پیما نہ پوچھ
دشت ہیں درکار کوہسار ہیں

ایک ہیں مثلِ نقش شاہ و گدا
ہے جرس کی رات دن آتی صدا
اس سرا میں اب نہیں مسکن ذرا
غافلو اٹھو چلو بیٹھے ہو کیا
رہروِ راہِ عدم تیار ہیں

موسمِ گل آرزوے یار میں +
عالمِ گلشن ہے کوے یار میں
چشمِ نرگس جستجوے یار میں
اشتیاقِ گفتگوے یار میں

بلبلیں کھوے لب منقار ہیں

زلف کا پہلے تو سودا ہوگیا — پھر لبوں کی یاد نے چپ کر دیا
دل میں ہی دردواب خرہ کے عشق کا — اے مسیحا پوچھتا ہی حال کیا

تیری آنکھوں کی قسم بیمار ہیں

اسکو اندیشہ نہیں پرویز کچھ — مرنے سے ڈرتا نہیں پرویز کچھ
یاس کو دھڑکا نہیں پرویز کچھ — خوف بر ریخ کا نہیں پرویز کچھ

ہم غلام حیدر کرار ہیں

چہرہ پردازان شاہد جلالت و دوکشان جلوۂ جرأت و شجاعت موقلم خیال سے قرطاس مقال پر اسطرح نقاشی کرتے ہیں کہ جسوقت تمام نقابداروں کا حال سوا نقابدار ابلق سوار کے ظاہر ہوگیا اور نقابدار سبز پوش جو ہمراہ نقابدار ابلق سوار کے تھے انکا حال بھی کھل گیا کہ یہ ایرج نوجوان ہیں مگر انھوں نے ظاہر نہیں کیا کہ نقابدار ابلق سوار ابلق پوش کون شخص ہی لیکن تعریف نقابداری بہت کی اور بدیع الملک سے کہا کہ بعد تمہارے ابھی تک مجھے کوئی دوسرا ایسا نہیں معلوم ہوتا کہ جو نقابدار مذکور کو جواب دیسکے بدیع الملک نے فرمایا کہ اگر وہی لائق صاحبقرانی ہی تو مجھے کیا عذر ہی جسے خدا دے یہی باتیں ہو رہی تھیں اور دنگلوں پر تمام سرداران نامی و پہلوانان گرامی جلوہ افروز تھے ان باتوں پر ایک ایک کو جوش آرہا تھا کہ جیں دربار میں پانچہزار پانچسو پچیس تلوار بہا ہو اسپر ایک متنفس کا کسے سبقت لیجانا آسان امر نہیں ہی یوں تو ہر ایک سردار یہاں کا منتخب روزگار ہی لیکن جو نوجوان تازہ وارد ہیں انکو زیادہ زور ہی اور ولولے بڑھے ہوے ہیں کہ کوئی نام کی بات کریں کہ سب کی نظر میں وقار بڑھے اُدھر سہراب بن رستم ثانی اپنے دنگل پر بیٹھا ہوا اکثر رہا تھا کہ شاید انہیں بھی نہ نکلنے پایا اور حال ظاہر ہوگیا دل میں کہہ رہا تھا کہ اگر اس نقابدار نے طبل جنگ بجوادیا تو اس سے میں مقابلہ کرونگا اور مجبور ہوں کہ لشکر صاحبقران میں شریک ہوچکا ہوں اب آئین صاحبقران کی پابندی لازم ہوگئی ورنہ میں خود ہی طبل جنگ بجوادیتا اُدھر شاہزادہ رفیع البخت کا بھی ایسا ہی کچھ خیال تھا اُدھر سکندر رستم خو کہ اسوقت اسکے ولولہ بیر سبکی نگاہیں پڑتی ہیں زور و جرأت صورت و سیرت میں مشابہ ہی علمشاہ رومی سے اور تجویز بھی ہوچکا ہی کہ علمشاہ کی صندلی کا وارث یہی قرار پائے اور صاحبقران اوسط کا خطاب اسکو عنایت ہو یہ بھی چپکا سن رہا ہی اور ایرج کی طرف دیکھ دیکھ کر دل میں کہتا ہی کہ دادا صاحب نے ابھی ہمارے زور نہیں دیکھے ہیں جو ایسا ارشاد فرماتے ہیں خیر دیکھا جائیگا یہاں یہ چرچے ہو ہی رہے تھے کہ اک مرتبہ ہرکاروں نے آکر عرض کی کہ نامدار نقابدار آتا ہی بدیع الملک نے فرمایا کہ آنے دو اور اک دنگل قریب اپنے دنگل کے بچھوا دیا وہاں نقابدار نیلی پوش یعنی شاہزادہ داراب ثانی بارہ ہزار سواران نیلی پوش سے نامہ نقابدار ابلق سوار کا لیے ہوے چلے آتے تھے قریب لشکر بدیع الملک کے پہونچ گئے تھے اور ہنوز اجازت صاحبقران سرحد لشکر تک نہ پہونچنے پائی تھی کہ محافظ سرحد ماہیار درعہ پوش نے بڑھکر آوازدی کہ او ایلچی تھم جا جب حکم آئیگا تو آگے بڑھنا۔ یہ سنکر نقابدار نیلی پوش نے گھوڑا سنبھالا اور کہا جا دور ہو سامنے سے۔ ماہیار کو یہ سنکر غصہ آیا آوازدی کہ بس زبان درازی نکر

ورنہ تلوار سے جواب دونگا۔ یہ کہکر سامنے آگیا بس ماہیار کا سامنے آنا تھا کہ نقابدار نے ایسا گرز
مارا کہ ماہیار سا جوان تڑپ کر گھوڑے سے زمین پر گرا اتنے میں حکم بدیع الملک کا ہوگیا
کہ خبردار کوئی ایلچی سے مزاحمت نکرے جو لوگ غصہ میں نقابدار کی طرف بڑھے تھے وہ رک
گئے اور راہ دیدی نقابدار نیلی پوش بارہ ہزار سواران نیلی پوش سے گھوڑا اڑائے ہوئے
عدو و لشکر کو طے کرتا ہوا قریب بارگاہ سلیمانی کے پہنچ گیا۔ شاہان ہفت ملک پیشوائی کو آئے
اور نہایت عزت کے ساتھ ایلچی نقابدار ابلق سوار ابلق پوش کو لیکر داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے
ایلچی نے بادشاہ کو مجرا کیا صاحبقران کی خدمت میں تسلیم بجا لایا اور حسب اجازت صاحبقران [illegible]
پر بیٹھ گیا۔ بدیع الملک نے ساقی کو اشارہ کیا اُسنے جام بھر کر پیش کیا نقابدار نیلی پوش نے کہا کہ
تعجب کی بات ہے ابھی تک آپ اسے حلال سمجھتے ہیں۔ صاحبقران نے فرمایا یہ وہ شراب نہیں ہے کہ
جسے شارع نے حرام کیا ہے۔ نقابدار نیلی پوش نے عرض کی کہ معاف کیجیے گا میں اسے شراب
انگور سمجھا تھا مگر میں پی نہیں سکتا کہ نقاب ڈالے ہوں۔ بدیع الملک نے نامہ طلب کیا۔ نقابدار
نیلی پوش نے کہا کہ میں تو بغیر رسم آداب نامہ ادا کیے نامہ دیتا مگر حکم نقابدار ابلق سوار سے
مجبور ہوں کہ اُنھوں نے فرمایا ہے کہ وہ صاحبقران وقت ہیں اور میں مدعی صاحبقرانی ہوں ابھی
میرا وہ مرتبہ نہیں ہے جو انکا ہے جسطرح صاحبقران نامہ لیں دیدینا۔ عزت اس نامہ کی اخلاق صاحبقران
پر محول ہے۔ یہ سُنکر بدیع الملک نہایت خوش ہوئے دل میں کہا کہ فی الحقیقت نقابدار ابلق سوار
حسن اخلاق میں بھی بے مثل و بے نظیر ہے اور نہایت تعظیم و تواضع کے ساتھ نامہ لیا اور پڑھا
مضمون نامہ یہ تھا کہ یا صاحبقران زمان ؎ دور مجنون گذشت نوبت ماست + اگرچہ اور وجوہات
خلق و مروت تمام اوصاف میں آپ سب سے بہتر پائے گئے ہو اس رتبۂ عالی کو پہونچے مگر
ذرا انصاف کو آپ نے کم کام دیا جسکی وجہ سے تمام عزیزوں میں آپکے تفرقہ پڑگیا بہت لوگ
آپ سے ناراض ہوگئے کتنے نکل گئے کتنے ایسے ہیں کہ ساتھ ہیں مگر پژمردہ خاطر ہیں آپ نے
عہدہ صاحبقرانی کیا پایا کہ کینہ دیرینہ نکالا کینہ پروری شان عدالت گستری کے بالکل خلاف ہے
ان رموز کو آپ دل میں سمجھیے اور جو بات بگڑ گئی اسکا بنانا غیر ممکن ہے مگر خیر پھر بھی اگر رضامندی
سرداران لشکر کی اپنے سے لکھوا کر اور دستخط لیکر میرے پاس بھیجدیں تو میں واپس چلا جاؤں
مجھے ہوس ملک و مال نہیں ہے نہ حرص صاحبقرانی و کشورستانی ہے اور اگر آپ سے لوگ ناخوش
ہیں تو آپ بانہا سے صاحبقرانی میرے سپرد کریں میں سبکو سمجھا لونگا یوں نہ مانینگے تو تلوار کے
زور سے منینگے اور اگر آپ کو دعوے ہو تو میں طبل جنگ بجواتا ہوں آپ خود بھی آزمائش کر لیں
بس یہ اس کلمہ پر کہ یوں نہ مانینگے تو تلوار سے منینگے تمام اہل دربار کے چہرے سرخ ہوگئے کہ
وہاں تک تو غنیمت تھا کہ دعوے صاحبقرانی سبھی کرتے ہیں لیکن ایسے کلمے کوئی نہیں کہتا
ہے جسکا اثر سب پر پڑے۔ رفیع البخت نے کہا کہ آپ جواب جنگ تحریر کر دیجیے دیکھوں تو
یہ ابلق سوار کیسا مدعی صاحبقرانی اور تلوار کا دھنی ہے۔ ادھر سکندر رستم خو نے کہا کہ مارے گرز ان
کے دم لینا دشوار کر دونگا میں وہ شخص ہوں جسنے دیو تہمتن گرزن کو مطیع کیا تھا جسکا جسم
گرز میرے ہمراہ ہے کہ اس نقابدار کے مقابلے میں وہی گرز بلند ہوگا ہر ایک سردار اپنی اپنی ہی کہتا
تھا۔ بارگاہ میں برہمی پیدا ہوگئی جسنے کہا آپ لکھ دیں کہ کوئی مجھے خوشی ہے نہ تم سے خوش ہے طبل جنگ

بجواؤ جو زبردست ہو وہی صاحبقران مجبوراً بدیع الملک کو یہی تحریر کر دینا پڑا نقابدار نیلی پوش کو
خلعت عنایت ہوا نیلی پوش نے بھی غصہ مین خلعت نہ پہنا اور لشکر کو روانہ ہوگیا۔ یہ تمام خبرین ابلق
سوار کو پہلے ہی پہونچ گئی تھین بس ادھر تو دارابِ ثانی نامہ کا جواب لیکر پہونچے ادھر طبل جنگ
بج گیا بدیع الملک نے بھی کوس حربی بجوا دیا تمام سرداروں کے لشکروں مین طبل جنگ بجنے لگے اور
تیاریان جنگ کی ہونے لگین آج کی کہانی بھی قابل دید ہے زیر قلعہ سکندریہ داہنی جانب دست راستیون
کی بارگاہین بائین جانب دست چپیون کی بارگاہین بیچ مین بارگاہ حشامی برپا تھی ہر طرف
نقارہ نواز اور طنبورنواز ایک ایک کی لاگ پر جان دیے دیتے تھے تمام صحرا نقاروں کی صدا سے
گونج رہا تھا سرداران لشکر سو رہے سے خوابگاہوں مین جا کر محو آرام تھے طلایہ کے سوار گشت لگا
رہے تھے آوازین بیدار باش و ہوشیار باش کی بلند تھین ادھر لشکر نقابدار ابلق سوار کی بھی یہی حالت
تھی کہانتک گزارش کیجائے کہ طبل بجتے بجتے وہ وقت آگیا نظم۔ لگے ہونے نظروں سے تارے
نہان + چھپا نور مین جادہ کہکشان + موذن اذان سے ہوئے بہرہ مند + ہوئی بانگ
اللہ اکبر بلند + مسیحا نفس تھی نسیم روان + اٹھے لوگ لے لے کے انگڑائیان + جوانان لشکر
صاحبقران جو اشتیاق صبح مین بستر خواب پر بیدار رہے تھے اگر آنکھ بھی جھپکی تو لڑائی خواب مین
دیکھی آواز اذان سنکر خیموں سے نکلے وظیفۂ سحری کو ادا کر کے اسلحہ طلب کیا کوئی ہتھیار سج
رہا تھا کوئی کپڑے پہن رہا تھا کوئی مرکب پر سوار ہو چکا تھا غرضکہ ہر ایک جوان باشتیاق
کارزار قبل از وقت تیار ہو گیا تھا۔ بدیع الملک بھی مسجد کے پاس سے برآمد ہوئے سواری کیانی
لشکر اسلام کی برآمد ہوئی تمام سرداروں کے سلام ہوئے سب سے پہلے صاحبقران زمان یعنی
شاہزادہ بدیع الملک نوجوان نے مجرا کیا بادشاہ نے سینے پر ہاتھ رکھکر جواب سلام دیا کہ تمھاری جگہ
دل مین ہے لیجا سکا اور سرداروں کے سلام ہوئے بادشاہ پلکوں کے اشاروں سے جواب سلام
دیتے ہوئے سواری آگے بڑھ گئی ڈنکے پر چوٹ پڑی اس شان و شوکت کے ساتھ بادشاہ لشکر
اسلام میدان جنگ مین پہونچے اور صدر لشکر مین تخت بادشاہ کا قائم ہوا صفین آراستہ ہوئین
پھریرے علموں کے کھل گئے سردار اپنے اپنے مرتبے کے موافق صفوں سے آگے بڑھ بڑھ کر کھڑے
ہوئے اور صاحبقران بمرتبہ صاحبقرانی صفوف لشکر سے چالیس قدم آگے بڑھکر کھڑے سر پر
علم اژدہا پیکر کا پھریرا کھل گیا ہوا جو پھریرے مین بھری یا صاحبقران یا صاحبقران کی آواز پیدا ہوئی
داہنی جانب سرداران دست راست مرکبوں پر تن رہے تھے نگاہین سبکی نقابدار ابلق سوار ابلق
پوشش سے لڑی ہوئی تھین پھریرے علمہائے سبز کے ہوا مین لہرا رہے تھے گویا اک باغ سبز
کھلا ہوا تھا۔ بائین جانب بھی یہی حالت تھی کہ پھریرے علمہائے سرخ کے لہرا رہے تھے اور
جوانان دست چپ مرکبوں پر کج بیٹھے ہوئے نقابدار ابلق سوار ابلق پوش کو دیکھ رہے تھے ادھر
نقابدار ابلق سوار اپنے لشکر کے پرے جمائے ہوئے داہنی جانب نقابدار نیلی پوش بائین جانب
نقابدار گلابی پوش سر پر علم نہنگ پیکر کھلا ہوا اس علم سے بھی آواز یا صاحبقران پیدا تھی اسلحہ الماس کا
جگر جگر کر رہا تھا تیغہ برق تاب کمر مین ابلقی گھوڑے پر سوار لباس نصف سبز نصف سرخ خود طلائی سر پر
مانند آفتاب کے چمک رہا تھا پشت پر کئی لاکھ سواران ابلق پوش علموں کے پھریرے سبز و سرخ آمیز
ہوا مین لہرا رہے تھے عجب جاہ و تجمل چہرۂ نقابدار سے ہویدا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ابر تنک مین آفتاب

جلوہ گر ہے جب دونوں جانب کی صفیں آراستہ ہو چکیں اور نقیب نعیب دیکر ہٹ گئے تو نقابدار
ابلق سوار نے آواز دی کہ خود صاحبقران مقابلے کو آئینگے یا اور کوئی مقابلے کو نکلیگا یہ سنکر جانان
دست دراس وچیپ نے جواب دیا کہ صاحبقران ہر کس وناکس سے مقابلہ کو نہیں نکلا کرتے ہیں ابھی
انکے بہت سے جان نثار ایسے ہیں کہ جنکو دعواے رستمی ہے بلکہ رستم بھی ہو تو اسکو زال سے کم سمجھے
ہیں یہ کلمات نقابدار کے خلاف گزرے اور نقابدار گلابی پوش نے بغیر استفسار گھوڑا باگ کا لیا
یہ معلوم ہوا کہ اک برق چمک کر میدان میں آ گئی آتے ہی آواز دی کہ اگر اور کسیکو نکلنا ہے تو اسکے
سامنا کرنے کو میں موجود ہوں یہ سنکر سرداران اولوالعزم تو تڑپے کہ اسکے مقابلہ کو کون جائے
ہمتو ابلق پوش سے سامنا کرینگے لیکن رفیقان بدیع الملک کو موقع ملا چنانچہ اسماے قوی بازو
نے گھوڑا باگ کا لیا اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر اجازت خواہ میدان کارزار ہوا بادشاہ
اسلام نے فرمایا اے اسماے قوی بازو یہ وہ نقابدار ہیں جنکو دعواے صاحبقرانی ہے
انکے سامنے جانا اچھا نہیں مثل مشہور ہے کہ جو سبکو لیتا رہتا ہے اسماے قوی بازو نے عرض
کی کہ ظل اللہ جب چہرہ پر پردہ ڈال لیا جو چاہے کہنے لگے اگر زبردست ہے تو منہ کیوں چھپایا ہے
میں بھی موم کا بنا ہوا نہیں ہوں دیکھیے تو ہوتا کیا ہے بادشاہ نے اجازت دی اسماے قوی بازو
سلام رخصت کرکے بارہ دگر مرکب پر سوار ہو کے سامنے نقابدار گلابی پوش کے آیا نقابدار
گلابی پوش نے جو اسماے قوی بازو کو اپنی طرف آتے دیکھا وہیں سے گرزہ سر کا
سنبھالا گھوڑا باگ کا لیا ادھر اسماے قوی بازو نے بھی سپر جنواس لی اور مرکب کو جولان
کیا درمیان میدان میں ہو چکر سپر سے سپر لڑی تڑاقے کی صدا بلند ہوئی لیکن دیکھا تو مرکب
اسماے قوی بازو کا سامنے سے اڑ گیا اور مرکب نقابدار گلابی پوش کا حسب عادت ایک قدم
پیچھے ہٹا دیکھنے والوں نے فرق دیکھ لیا۔ اسماے قوی بازو نے مرکب کو پھیر کر سامنا کیا اور
نیزہ مارا نقابدار گلابی پوش نے نیزے کو نیزے پر گانٹھا دو دو دل جھونکے تک کوئی نیزہ طعن
کی نوبت آئی ہوئی کہ گلابی پوش نے نیزہ اسماے قوی بازو کے ہاتھ سے نکال دیا۔ اسماے
قوی بازو نیزہ برابر آپ کی حالت میں غرق ہو گیا دوڑ کر آرام لے پر سے گرز اپنا لیا اور سر نقابدار
گلابی پوش پر وار کیا۔ گلابی پوش نے وار اسکا رد کرکے اپنا گرز اٹھایا تھا کہ ابلق سوار نے
آواز دی اے نقابدار کیا کرتے ہو کیا مسلمانوں کا خون کرنے آئے ہو بس یہ سنکر نقابدار
گلابی پوش نے گرز ہاتھ سے چھوڑ دیا اور منہ پر مرکب اسماے قوی بازو کے ایک ہاتھ مارا کہ
مرکب چراغ پا ہوا۔ اسماے قوی بازو گھوڑے کو سنبھالنے لگا نقابدار نے دوڑ کر ہاتھ
کمر دوال میں ڈال دیا اور زور کرکے قاش زین سے اٹھا لیا۔ اسماے قوی بازو تڑپا زنجیر کمر
ٹوٹ گئی زمین پر گرے کے جبل گرا کوہ الٹ گیا پھر اٹھ نہ سکا گھوڑا اسکا بھاگ گیا نقابدار
گلابی پوش نے آواز دی کہ لیجاؤ اسکو بدیع الملک نے اسماے قوی بازو کی طرف سے منہ
پھیر لیا اور لوگ دوڑے ہوئے آئے اسماے قوی بازو کو اٹھانے لیے چلے گئے یہ
دیکھکر قران فیل سوار نے فیل اپنا بڑھا دیا اور سامنے نقابدار گلابی پوش کے آکر نعرہ کیا کہ اے
نقابدار تو اسماے قوی بازو کو زخمی کرکے کیا فخر کرتا ہے یہ اتفاق ہے لا ضرب ابیات دری کی
شعر بیادر پنجہ داری زمردے نشان • کمان کیانی وگرز گران • دیکھو تو ہیں تجھے معلوم ہوگا کسی بہادر سے سابقہ پڑا ہے

یہ کہکر نقابدار گلابی پوش سے کہا کہ میں تجھ پر کیا سبقت کرونگا قران فیل سوار نے یہ سنکر نیزہ مارا نقابدار
گلابی پوش نے اشارہ طعن میں نیزہ ہاتھ سے قران فیل سوار کے نکال دیا قران فیل سوار
نے گرز مارا۔ نقابدار گلابی پوش نے وار اسکا خالی دیا قران فیل سوار ضرب کی جھونک میں
سامنے آیا نقابدار گلابی پوش نے ہاتھ بڑھاکر کمر زنجیر کا بند پکڑا اور زور کرکے مرکب کو دوڑا دیا
قران فیل سوار ہاتھ پر بلند ہوگیا گلابی پوش قران فیل سوار کو لیے ہوے اپنے لشکر میں چلا گیا
اور سامنے نقابدار ابلق سوار کے چھوڑ دیا نقابدار ابلق سوار نے قران فیل سوار کو قید آہن
کا حکم دیا صرف ہتھیار رکھوا لیے گئے اور سوار گرد آ گئے بعد اسکے نقابدار نیلی پوش میدان میں
آکر مبارز طلب کرنے لگا اسکے مقابلے میں جانا بھی سرداران نامی عار سمجھتے تھے اسلیے کہ انکو تو یہ خیال
تھا کہ ہم نقابدار ابلق سوار سے لڑینگے پس جاموش عاد نے گردن اپنا بڑھایا اور بادشاہ لشکر اسلام
سے اجازت لیکر میدان میں آیا بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی ہوئی نقابدار نیلی پوش نے نیزہ ہاتھ
سے جاموش عاد کے ہوائی کیا۔ جاموش عاد نے کمیل آہنی مارا نیلی پوش نے وار جاموش
کا آسیب سپر رد کرکے جاموش کو تلوار سے دھمکایا جاموش نے گھبرا کر سپر بلند کی اور آپ سپر کی
آڑ میں چھپا نیلی پوش نے قریب جا کر کلائی پکڑ لی جاموش نے گریبان میں ہاتھ ڈال دیا زور
ہونے لگے آخر نیلی پوش نے جاموش عاد کو اسیر کیا اور اپنے لشکر میں بھیجدیا بعد اسکے ساموش
عاد بھائی جاموش عاد کا مقابلے کو آیا یہ بھی اسیر ہوا تین سرداران نامی کو نقابدار نیلی پوش نے
اسیر کیا شام ہوگئی طبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے پھر گئے صاحبقران داخل بارگاہ سلیمانی
ہوے لباس رزم اتارا پوشاک بزم پہنکر بیٹھے ادھر نقابدار ابلق سوار نے اپنے خیمہ میں جاکر
آرام لیا سپاہیوں نے پڑاؤ پر آکر کمریں کھولیں گشت کے سوار طلایہ پھرنے لگے۔ شاہزادہ
بدیع الملک نے اپنے مقام پر کہا کہ نقابدار ابلق سوار مرد زبردست معلوم ہوتا ہے اسلیے کہ آج
اسکے رفیقوں نے وہ کام کیا ہے جو بڑے بڑے سردار کرتے ہیں جسکے رفیق ایسے ہیں وہ کیسا ہوگا
اتو مجھے بھی مقابلہ نقابدار ابلق سوار کا زیادہ اشتیاق ہوا وہاں نقابدار ابلق سوار نے پھر
طبل جنگ بجوا دیا۔ خبر شاہزادہ بدیع الملک کو ہوئی یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا تمام
رات تیاریاں جنگ کی ہوئیں لیکن صبح کو دونوں لشکر میدان میں آکر صف آرا ہوے بعد آراستگی
صفوف قتال وجدال نقیب حبیب دیکر ہٹے تھے کہ نقابدار ابلق سوار نے علمدار لشکر کی طرف
دیکھا علم نہنگ پیکر جلوہ گری پر آیا ساتھ ہی تمام لشکر کے علموں کو جلوہ ملا عیار نقابدار نے کام
اچھالکر مشعل عمرو کے میدان کو فرق کیا باجے بجنے لگے پس اکبرتہ صف لشکر سے فیل نکلنا شروع
ہوے نیزہ داران فیلوں کے ہمراہ تھے چالیس فیل لا کر میدان میں کھڑے کر دیے تمام فیل
مست تھے مگر سونڈ میں لیے ہوے گردش دے رہے تھے بیس فیل اسطرف بیس فیل اسطرف
صف باندھ کر کھڑے ہوے درمیان میں ایک سوار کے نکلجانے کی جگہ خالی تھی فیل سونڈ کو
گردش دے رہے تھے پس اکبرتہ نقابدار ابلق سوار نے مرکب کو اشارہ کیا اور گھوڑے کو دوڑا کر
درمیان سے فیلوں کے نکلا فیلوں نے دونوں طرف سے گرز مارنا شروع کیے نقابدار ابلق سوار
نے تلوار کمر سے کھینچی اور دونوں جانب ہاتھ تلوار کے نکالنا شروع کیے اور گھوڑے کو دوڑاتے ہوے
صاف نکلے چلے گئے اب جو خیال کیا تو خالی دستے ہاتھیوں کے سونڈوں میں رہگئے اور کہا اے عمرو

مانند سر بریدہ کے زمین پر لوٹتے نظر آئے یہ صفائی دست نقابدار کی دیکھکر لوگ وجد کرنے لگے
بعد اسکے دستے ہاتھیوں کی سونڈ سے چڑھا کر سیفیں چڑھا دی گئیں اور ہاتھی سونڈ ہلاتے ہوئے
نقابدار کی طرف چلے نقابدار اپنے مقام پر ٹھہرا رہا ہاتھیوں نے چار جانب سے نقابدار کو گھیر کر
نقابدار پر حملہ کیا۔ نقابدار نے پھر ہاتھ کی صفائی دکھائی سیفے سے ہاتھ نکالنا شروع کیے دم بھر میں گویا
تو چالیسوں ہاتھیوں کی سونڈیں کٹ گئیں ہاتھی چیختے ہوئے صحرا کی طرف بھاگے بعد اسکے چند
پہلوانوں نے اک شیر آہنی لاکر زمین پر نصب کر دیا اور آواز دی کہ اے شہریار ایک ضرب میں
یہ شیر غرق زمین ہو جائے شیر زمین سے چار ہاتھ بلند تھا پس نقابدار ابلق سوار نے گرز اپنا اٹھا
اور دو لاکر گرز مارا کہ شیر آہنی پیوند زمین ہو گیا لوگوں نے زمین کھود کر پھر شیر کو اک سنگ گران پر
قائم کیا نقابدار نے پلٹ کر دوسری ضرب لگائی پتھر کے ہزار ٹکڑے ہوئے اور شیر پھر غرق زمین
ہو گیا بعد اسکے پھر لوگوں نے شیر کو زمین سے نکالکر اک تختہ آہن پر قائم کیا نقابدار نے پھر ضرب
لگائی کہ چاروں پاؤں شیر کے تختہ آہن کو توڑ کر غرق زمین ہو گئے پس نقابدار نے پلٹ کر
بائیں ہاتھ سے شیر کو تھپڑ مارا کہ منھ شیر کا اسطرف پھر گیا۔ پھر اسطرف سے گھوڑا اوڑا کر داہنے
ہاتھ سے تھپڑ مارا کہ منھ شیر کا ادھر سے ادھر پھر گیا چاروں طرف سے آفرین و مرحبا کی صدائیں
بلند ہوئیں جوانان لشکر بدیع الملک کے رنگ فق ہو گئے عیار نقابدار نے آواز دی کہ جو پیاسا ہو
وہ اس شہریار کے مقابلہ کا قصد کرے ورنہ بیکار ہے پس یہ کلمات سنکر سکندر رستم خو نے نکلنے
کا قصد کیا ہی تھا کہ ایرج نے اشارہ سے منع کیا سکندر تو پاس ادب ایرج نوجوان سے
رکا ادھر رفیع البخت کو نور الدہر نے روکا مگر شہنشاہ گوہر کلاہ سے تاب ضبط نہ ہو سکی انھوں نے
مرکب اپنا بڑھا ہی دیا اور سامنے تخت شاہی کے آکر اجازت طلب میدان کارزار ہوئے شاہزادہ
بدیع الملک نے کہا اے فرزند تمنے کیا سمجھکر یہ ارادہ کیا۔ کیا نقابدار کے زور و طاقت کو نہیں
دیکھا تھا۔ شہنشاہ گوہر کلاہ نے عرض کیا کہ جو کرشمے نقابدار نے دکھائے ہیں یہ مشق و مہارت
پر موقوف ہیں زور و طاقت اور چیز ہے اور اب تو میں نکل چکا ہوں تو واپس جانا باعث خجلت کا ہے
بدیع الملک نے شہنشاہ گوہر کلاہ کو گلے لگا کر رخصت کیا۔ بادشاہ نے جام کیخسرو عنایت کیا
شہنشاہ گوہر کلاہ جام پی کر سامنے نقابدار ابلق سوار کے آئے اور کہا اے نقابدار یہ شعبدے
جو تمنے دکھائے یہ مشق پر موقوف تھے ہم تلوار کو جانتے ہیں۔ نقابدار ابلق سوار نے کہا کہ میں
صاحبقران زمان ہوں تمہیں نیزہ بازی کا دعوے ہو تو نیزہ بازی کرو گرز کا دعوے ہو تو گرز سنبھالو
تلوار کا دعوے ہو تلوار کھینچو شہنشاہ گوہر کلاہ نے نیزہ سنبھالا اور فرمایا کہ فنون سپہگری میں
جس فن کی آزمائش منظور ہو میں موجود ہوں ادھر نقابدار ابلق سوار نے بھی نیزہ ہاتھ میں لیا
بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی شروع ہوئی مرکب اشاروں پر پھرنے لگے نیزوں کے بند بندھنے
اور کھلنے لگے یہ معلوم ہوتا کہ دو مار سیاہ زبانیں نکالکر گتھ گئے دیر تک نیزہ بازی رہی —
نظر بازوں کی نگاہیں لڑی ہوئی تھیں اُس حالت میں نہیں معلوم کونسا بند کہ نقابدار ابلق سوار
نے باندھا کہ سنان نیزہ شہنشاہ گوہر کلاہ کے نکل گئی شہنشاہ گوہر کلاہ نے چھڑ ہاتھ سے
پھینککر گرز اپنا سنبھالا اور آواز دی کہ اے نقابدار ہوشیار ہو جا کہ یہ ضرب طمانچہ اجل اور
پیام ملک الموت ہے یہ کہکر گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو چہ گرہ چودہ سو من کی ضرب کو

سر پر چرخ دیگر سر نقابدار ابلق سوار پر وار کیا نقابدار نے اپنا گرز بلند کیا گرز پر گرز جو پڑتا ہی تڑاقے
کی آواز بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا مرکب نقابدار سموں تک غرق ہوگیا تیغ گرد و غبار بلند ہوا
شہنشاہ گوہر کلاہ نے ندم و بست کردم کی آواز دی تھی کہ نقابدار گرد سے باہر آیا اور پکارا ؎
تو ضربے زدی ضرب ما گوش کن ٭ ہمہ شادی از دل فراموش کن ٭ یہ کہکر جو اپنے گرز کا وار
کیا شہنشاہ گوہر کلاہ نے بھی اپنے گرز کو چہرہ کی پناہ کیا گرز پر گرز کیا پڑا گویا آسمان پھٹ پڑا تڑاقے
کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا مرکب تنگ تک غرق ہوا تیغ گرد و غبار بلند ہوا نقابدار نے
آواز دی کہ صاحبقران خبر لیجیے اپنے فرزند کی کہ کیا گذری یہ سنتے ہی بدیع الملک نے خواجہ خضران
کو بھیجا خضران آیا پانی کے چھینٹے دیکر گرد کو بٹھایا دیکھا تو شہنشاہ گوہر کلاہ بیہوش کھڑے ہیں ہر بن مو
سے پسینا جاری ہی لیکن ہاتھ جو مانند ستون فولادی کے قائم تھے وہ اسی طرح قائم ہیں خضران
نے آواز دی اور منھ پر پانی کا چھینٹا مارا۔ شہنشاہ گوہر کلاہ کو دیر میں ہوش آیا چاہا مرکب کو
زمین سے نکالیں مرکب مرگ ہوچکا تھا اترنے کا قصد کیا تو معلوم ہوا کہ لنگر ضرب نقابدار
سے ایک پانوں انکا بھی بیکار ہوگیا ہی یہ حالت دیکھکر خضران نے پالکی منگوائی اور شہنشاہ گوہر کلاہ
کو پالکی پر ڈالکر میدان سے پھرا سہراب بن رستم نے خیال کیا کہ میں جب سے آیا ہوں کوئی کار نمایاں
نہیں کیا ہی بس اسنے گھوڑا دوڑا دیا اور بادشاہ اسلام سے اجازت چاہی بادشاہ نے فرمایا کہ دیکھا
تمنے نقابدار نے شہنشاہ گوہر کلاہ کی کیا حالت کردی سہراب نے کہا کہ میں نقابدار سے پایہ کمی کا نہیں
رکھتا ہوں جو دبوں۔ جب دو بہادر لڑینگے ایک پست ضرور ہوگا اس سے میری عزت نہیں
جا سکتی بادشاہ نے اجازت دی ایرج نے ہونٹ کاٹے کہ یہ اسنے کیا حرکت کی غرضکہ جس وقت
سہراب بن رستم سامنے پہونچا بعد گفتگو نوبت نیزہ بازی کی آئی دیر تک نیزہ بازی ہوتی رہی آخر
نقابدار نے سنان سہراب کے نیزہ کی بھی اڑا دی سہراب نے غصہ میں چھڑ پر چھڑ ماری کہ
نیزہ نقابدار کا بھی ٹوٹا نقابدار نے نیزہ پھینک دیا اور کہا کہ ان چالاکیوں کا تم لوگوں پر خاتمہ ہی
سہراب نے گرز اٹھایا تلوار کمر سے کھینچ لی اور سر نقابدار پر وار کیا۔ نقابدار نے پھرتی سے
کلائی پر ہاتھ ڈال دیا زور ہونے لگے مرکب لنگروں کی تاب نہ لاسکے بیٹھ بیٹھ گئے دونوں گھوڑوں
سے کود کے کشتی ہونے لگی تین شبانہ روز کشتی رہی چوتھے دن بازوئے سہراب کا پنجہ نقابدار
میں جاکر ٹوٹا چہرہ زرد ہوگیا اندام میں رعشہ پڑگیا۔ نقابدار سہراب کو چھوڑکر علحدہ ہوگیا اور
کہا کہ لیجاؤ اسنے کہ میں زخمی سے نہیں لڑتا اور طبل بازگشت بجاکر میدان سے پھر گیا ادھر
سہراب کو لوگ اٹھاکر لائے شفاخانہ میں بھیجدیا۔ نقابدار نے جاتے ہی پھر طبل جنگ
بجوادیا اسکی صبح کو پھر آرائستگی صفوف قتال و جدال نقابدار ابلق سوار جو میدان میں آکر
نعرہ زن ہوا تو علقمہ بن جمہور نے مقابلہ کیا نقابدار علقمہ کو باندھ لیگیا بعد اسکے ہرمز بن
فرامرز عاد مغربی نے مقابلہ کیا یہ بھی اسیر ہوا۔ اسکے بعد سام بن بہرام گرد نے مقابلہ کیا یہ بھی
زیر ہوا اسیر ہوگیا۔ پھر مرزنگ بن مرزبان خراسانی نکلا یہ بھی اسیر ہوا۔ طلوع بن لندھور لڑا
یہ بھی ضرب گرز نقابدار سے زخمی ہوا فیل اسکا مارا گیا۔ مملوک بن مالک نے مقابلہ کیا یہ بھی
کشتی میں پانوں ٹوٹ کر زخمی ہوا غرضکہ مہینہ بھر کی میدانداری میں نقابدار ابلق سوار نے سبھی
نامیوں کو چیتلا کرکے چھوڑا صرف چند سرداران نامی مثل ایرج نوجوان و نورالدہر ہاشم تیغ زن

سکندر رستم خور رفیع البخت وغیرہ کے باقی رہگئے تھے اب بدیع الملک نے حکم دیدیا کہ خبردار کوئی
شخص قصد مقابلہ نکرے کل میرے اور نقابدار کے مقابلہ ہی یہ کہکر میدان سے پھرے جسوقت یہ
خبر نقابدار کو معلوم ہوئی تو نقابدار نے دو روز آرام لیا تیسرے روز طبل جنگ بجوایا یہ خبر شاہزادہ
بدیع الملک کو ہوئی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا رات بھر دونون لشکرون مین تیاری
جنگ ہوا کی جابجا چرچے تھے کہ کل دیکھیے کیا ہوتا ہی کہ خود صاحبقران قصد مقابلہ رکھتے ہین ادھر
نقابدار ابلق سوار کے رفیق بھی رات بھر مصروف دعا رہے کہ خداوندا یہ وہ مقابلہ ہے
جسکے انجام پر ایک کی ذلت ضرور ہی اور تو نے دونون کو عزت دی ہی تو ہی دونون کی عزت کا
نگھبان ہی یہانتک کہ رات اشتیاق و انتظار مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر معرکہ آراے نبرد
ہوے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نہیب دیکر ہٹے تھے کہ نقابدار ابلق سوار کے
لشکر مین علمون کو جلوہ ملا عیار نے میدان کو قرق کیا - ابلق سوار مرکب کو چمکا کر میدان مین آیا
اور بعد سلیح شوری نیزہ زمین پر گاڑ کے دم کو آراستہ کر کے آواز دی کہ یا صاحبقران اس
طول امل سے کچھ فائدہ نہین ہی کثرت لشکر سے صاحبقران کوئی نہین بن سکتا ہی آپ کو اگر خانہ
کعبہ جانے کی جلدی ہی تو خود نکل کر مجھسے فیصلہ کر لیجیے کہ مجھے بھی زیادہ فرصت نہین ہی بس
یہ سنکر بدیع الملک نے پلٹ کر اپنے لشکر کو دیکھا علمہاے لشکر جلوہ گری پر آئے خضران
نے کلاہ عمل اچھال کر میدان کو قرق کیا کہ اب کوئی صاحب نکلنے کا قصد نکرین صاحبقران با اقبال
خود تشریف لیجائینگے چونکہ مقابلہ نقابدار کی ضد کو بدیع الملک نے سمجھ لیا تھا لہذا دوسرا مرکب
اصطبل سے طلب کیا اور بیٹھ کر پشت مرکب پر میدان کی راہ لی نقابدار ابلق سوار بھی آج مرکب
ابلقی پر سوار تھا بس جیسے ہی نقابدار نے صاحبقران کو اپنی طرف آتے ہوے دیکھا گروہ
سپر کا پشت سے لیا اور گھوڑے کو مہمیز کیا - گھوڑا برق کی طرح چلا ادھر بدیع الملک نے دیکھا
کہ نقابدار تگاور زنی کے ارادے سے آتا ہی انھون نے بھی سپر ہاتھ مین لی اور گھوڑے کو
دوڑا دیا نظر بازون نے آنکھین گڑو دین کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی کہ یکایک درمیان میدان مین
ہو بچکر تگاور چلی سپر سے سپر لڑی کہ سینے سے سینہ لگیا دونون سپرون سے جھنکاریان دو طرح تق
گرد بلند ہوا مرکب برابر سے ہٹے کہ دیکھنے والون کے ہوش اڑ گئے - نقابدار نے بھی دلمین کہا کہ
واقعی مین بدیع الملک سے مقابلہ کرنا ہر کس و ناکس کا کام نہین ہی ادھر بدیع الملک دلمین کہتے
تھے کہ دعواے اس نقابدار کا بیجا نہین ہی دیکھنے والون نے ہر چند غور کیا فرق نہ معلوم ہوا دلمین
کہا خدا خیر کرے ادھر نقابدار ابلق سوار نے نیزہ سنبھالا اور بدیع الملک سے کہا کہ ہوشیار
ہو جیے - بدیع الملک نے بھی نیزہ دو زبان سنبھالا نیزہ بازی ہونے لگی نقابدار کا نیزہ بھی
دو زبانہ تھا دیکھنے والون کی نگاہین لڑی ہوئی تھین کہ دیکھیے نیزہ بازی کا کیا نتیجہ نکلتا ہی ادھر نقابدار
ابلق پوش کا گھوڑا اشارون پر پھر رہا تھا ادھر بدیع الملک کا مرکب کل کیطرح باگ کے سہارے
پھر رہا تھا نیزون کا اک ہالہ بندھا ہوا تھا سنانون سے جھنکاریان اڑ رہی تھین بند اسطرح کھلتے
بند ہوتے تھے کہ معلوم نہ ہوتا تھا دیکھنے والے وادہیز دیتے رہتے تھے تا دیر نیزہ بازی ہوتی رہی
دیکھا بدیع الملک نے کہ نقابدار کسی مقام پر چوٹ نہین کھاتا بس سنان سے سنان کو الجھا کر
جھٹکا جو مارا ایک زبان نیزہ نقابدار کی ٹوٹ گئی دیکھا نقابدار نے کہ بدیع الملک اپنی کر گئے بس

ہیں۔ ادھر نقابدار نے بھی سنان کو سنان سے اُلجھایا اور چاہا کہ پوری سنان نکال دوں اور
بدیع الملک نے چاہا کہ ایک زبان نیزے کی جو باقی ہے یہ بھی توڑ دوں اس اُلجھاوے میں دونوں
کے سنانیں اُلجھ کے ٹوٹ گئیں چھڑ پر چھڑ پڑنے لگی آخر چھڑیں بھی بیچ سے اُڑ گئیں ڈانڈوں کو ہاتھوں
سے پھینکدیا نقابدار نے دو ملکر اپنا گرز آرابہ پر سے لیا اور آواز دی کہ یا صاحبقران ہوشیار ہو جایئے
کہ یہ وہ ضرب ہے کہ جسکا لنگر کوہ سے بھی نہیں اُٹھتا ہے۔ یہ کہتا ہوا سر پر چرخ دیتا ہوا قریب بدیع الملک
کے پہونچا اور سر بدیع دلفگار پر وار کیا۔ بدیع الملک نے اپنے گرز کو اُٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا گرز
پر گرز جو پڑتا ہے تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جگر زمین بسبب ہول و ہیبت کے
شق ہو گیا تتق گرد و غبار بلند ہوا کہ بدیع الملک اس دامنہ گرد میں پوشیدہ ہو گئے نقابدار
نے آواز دی کہ زدم و پست کردم یہ دیکھکر خضران دوڑا ہوا قریب آیا پانی کے چھینٹے دیکر گرد کو
بٹھایا دیکھا کہ بدیع الملک بیہوش کھڑے ہیں ہر بن مو سر مو سے پسینا جاری ہے لیکن ہاتھ جو
مانند ستون فولادی کے قائم ہیں انمیں فرق نہیں ہے منہ سے واہ واہ کی صدا آرہی ہے خضران
نے آواز دی کہ حریف لاف زنی کر رہا ہے اور آپ تعریف کر رہے ہیں ہوشیار ہو جیے اور جواب
دیجیے۔ یہ سنکر بدیع الملک ہوشیار ہوئے چاہا مرکب کو زمین سے نکالوں دیکھا تو مرکب
مرکب کلی ہو چکا ہے بدیع الملک نے دوسرا مرکب طلب کیا خضران دوڑا ہوا گیا اور دوسرا مرکب
لیکر حاضر ہوا بدیع الملک پشت مرکب پر سوار ہوئے اور آواز دی کہ اے نقابدار واقعی میں تیرا
مثل نہیں ہے مگر اس ضرب کو دیکھ کہ یہ بھی ضرب صاحبقرانی ہے یہ کہکر گرز گران سنگ آسمان رنگ
ہشت پہلو پرچہ کوہ انگار۔ سوسن کی ضرب کو سرخ جسیح دیکر خبردار خبردار کہکر سر نقابدار الف
پوشش پر وار کیا۔ نقابدار نے بھی اپنے گرز کو اُٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن گرز پر گرز جو پڑتا ہے
تو عیاروں کو بانتہ یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تتق
گرد و غبار بلند ہوا مرکب نقابدار تنگ تک غرق زمین ہو گیا کمر مرکب کی ٹوٹ گئی۔ بدیع الملک نے
آواز دی کہ زدم و پست کردم خبر لو۔ نقابدار کی دیکھو تو اسپر کیا گزری۔ یہ سنکر عیار نقابدار
قریب آیا گرد کو گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا دیکھا کہ نقابدار بیہوش کھڑا ہے ہر بن مو
سے پسینا جاری ہے لیکن ہاتھ جو مانند ستون آہنی کے قائم ہیں انمیں فرق نہیں ہے عیار نے آواز
دی کہ اے شہریار ہوشیار ہو جیے کہ حریف لاف زنی کر رہا ہے نقابدار نے آنکھیں کھول دیں مرکب
کو دیکھا تو مردہ پایا۔ عیار سے دوسرا مرکب طلب کیا عیار دوڑا ہوا گیا اور دوسرا مرکب لیکر حاضر
ہوا نقابدار مرکب پر سوار ہوا اور دو دستی گرز پکڑ کر آواز دی کہ یا صاحبقران یہ ضرب گران بھی طمانچہ
اجل سے کم نہیں ہے بچے رہیے تو آپ صاحبقران ہیں یہ کہکر دو دستی ضرب سر بدیع الملک پر
لگائی بدیع الملک نے پھر گرز سام بن نریمان کو اُٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا گرز پر گرز پڑتے ہی معلوم
ہوا کہ کوہ پھٹ پڑا اس ضرب کا لنگر پہلی ضرب سے بھی زیادہ تھا پھر مرکب بدیع الملک مارا گیا
نقابدار نے پھر زدم و پست کردم کا نعرہ کیا۔ بدیع الملک نے تتق گرد سے نکلکر آواز دی کہ کرا زدی
و کرا پست کردی اور تیسرا مرکب طلب کرکے انھوں نے بھی دو دستی ضرب سر نقابدار پر لگائی
نقابدار نے بھی بڑی جوانمردی سے اس ضرب کو روکا لیکن پھر مرکب نقابدار کا مارا گیا اسی طرح
پانچ ضرب کی نوبت آئی اور پانچ پانچ مرکب مارے گئے دیکھنے والے وجد کرتے تھے اور حیرت میں

تھے کہ ایسی ایسی چوٹ ضرب میں لگانا اور سنبھالنا انسان کا کام نہیں ہے آخر بدیع الملک نے کہا کہ اے
نقابدار جانوروں کی جانیں لینے سے کیا حاصل آزمائش گرز بازی بھی ہو چکی اب ہاتھوں سے تمہاری کشتی
پر فیصلہ ہو جائے نقابدار نے بھی اس رائے کو پسند کیا آخر شکہ دونوں نے دامن زرہ گردن کے
اور مصروف تلاش ہوئے ہاتھ گریبانوں میں پڑ گئے زور [illegible] ہونے لگی [illegible]
اس طرف سے نقابدار نیلی پوش اور نقابدار گلابی پوش دونوں کو دیکھتے بڑھ کر قریب آ گئے
تماشا کشتی کا دیکھنے لگے۔ اس طرف سے عزیزان و رفیقان بدیع الملک آ گئے گرد و نواح اور جا
کرسیاں بچھ گئیں دونوں طرف کے لشکر دلیں سے نئے طرف نقارے تھوڑے سے سوار مسلح حاضر
رہے دوکانیں کھل گئیں اک میلہ ہو گیا کیونکہ سب کو معلوم تھا کہ اس کشتی کا فیصلہ جلدی
ہونے والا نہیں ہے۔ سرداران لشکر کی تو جانیں لڑی ہوئی تھیں تماشا کشتی کا دیکھ رہے تھے
کھانا پینا حرام تھا۔ ادھر بدیع الملک اور نقابدار ابلق سوار کو تلاش تھی زور کشاکش سے ہو رہے تھے
پر جھٹکے ہیں کہ یہاں زرہ کی ہو لٹے ٹوٹ کر زمین پر بکھر جاتی تھیں شام تک کشتی رہی اور ذرا فرق
نہ معلوم ہوا شام کو دونوں جانب سے ایک ایک کاسہ شیر آیا دونوں نے پیا پھر زور ہونے
لگے دم بھر میں دودھ پسینا ہو کر نکل گیا تمام رات بھی وہی حالت رہی صبح کو بھی علیحدہ نہ ہوئے
کہاں تک بیان کیا جائے کہ سات شبانہ روز کشتی رہی اور کسی کے دم خم میں فرق نہ پایا گیا اب تو
بڑے بڑے سرداروں کی آنکھیں کھلیں۔ ایرج نوجوان نورالدہر سکندر رستم نو رفیع البخت
سہراب بن رستم ان سب کی یہ حالت تھی کہ نظر غور سے دیکھ رہے تھے اور دلوں میں کہتے تھے کہ نقابدار
بلا سے بد معلوم ہوتا ہے ادھر بدیع الملک بھی دل میں خیال کرتے تھے کہ سوا حمزہ ثانی کے امیر اول
سے بھی سات روز سے زیادہ کوئی نہ لڑا تھا آج یہ نقابدار مجھ سے الجھا ہے اسی کشاکش میں
آٹھواں دن بھی تمام ہوا رات کو بھی فیصلہ نہ ہوا اب نواں روز ہے اور دونوں پر بیخودی طاری ہوتی
جاتی ہے دیکھنے والوں کی آنکھیں جاگتے جاگتے ورم کر آئی ہیں ادھر نقابدار کی یہ حالت ہے کہ زور کرتے
کرتے دوش بدیع الملک پر منہ رکھ دیتا ہے اور غفلت طاری ہو جاتی ہے۔ بدیع الملک چونکا دیتے
ہیں کہ اے جوان یہ بستر خواب نہیں ہے ہوشیار ہو کبھی بدیع الملک اسی طرح غافل ہو جاتے ہیں
تو نقابدار چونکا دیتا ہے مگر اب دونوں کی بری حالت ہے قریب ہے کہ بیہوش ہو جائیں کہ اک تیز
کڑاکا ہوا کہ آنکھیں سب کی جھپک گئیں اب جو آنکھ کھلی تو نقابدار کو نہ پایا۔ جو لوگ دور سے تھے
انھوں نے دیکھا کہ اک پنجہ پیدا ہوا اور نقابدار ابلق سوار کو لیکر روانہ ہو گیا۔ بدیع الملک کو
نہایت رنج ہوا۔ نقابدار نیلی پوش اور گلابی پوش تو انتہا کے پریشان ہوئے مگر چونکہ سب نو
دن کے جاگے ہوئے تھے طبل بازگشت بجا ادھر نقابدار نیلی پوش اور گلابی پوش پلٹ کر
بارگاہ انجم حصار میں آئے ادھر بدیع الملک داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے چونکہ سب کے سب
جاگے ہوئے تھے لباس رزم اتارا پوشاک بزم پہنکر کچھ دیر دربار کیا بعد اسکے تمام سردار
اپنی اپنی خوابگاہ میں گئے اور آرام کیا جب دو روز بعد کسل برطرف ہوا تو پھر دربار آراستہ ہوا
بدیع الملک آکر بارگاہ سلیمانی میں بیٹھے بادشاہ اسلام تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوئے تمام
سردار دنگلوں کرسیوں پر بیٹھے ذکر نقابدار ابلق سوار کا ہونے لگا۔ بدیع الملک نے کہا کہ
میں دیکھتا ہوں بعد میرے یہی نقابدار صاحبقران رابع ہوگا یہ کلمہ سکندر رستم نو اور رفیع البخت

خلاف گزرا تھا۔ دیکھا جائیگا لیکن اور سرداروں نے گردن نیچی کر لی کہ بدیع الملک سچ کہتے ہیں
سلیمان اعظم نے بدیع الملک کی طرف دیکھکر کہا کہ میں نے آج شب کو خواب پریشان دیکھا ہے
لہذا میں تو جانب گلستان ارم جاتا ہوں مگر تم صاحبقران وقت ہو میرے حال سے غافل نہ رہنا
کہ اب قاف میں میں بے یار و مددگار ہوں۔ یہ سنکر بدیع الملک نے سلیمان اعظم کو رخصت
کیا اور مع رفقا تا در بارگاہ پہونچانے کو آئے سلیمان اعظم مع سلیمان کوہ یک سب سے
رخصت ہو کر طرف گلستان ارم کے روانہ ہوئے کہ انکا حال آگے بڑہ زبان ہوگا کہ یہ کس وقت
پہونچتے ہیں اور وہاں پہونچکر پردۂ تقدیر سے کیا ظہور میں آتا ہے لیکن یہاں دل حال صاحبقران
کا سنیے۔ کہ یہ سلیمان اعظم کو رخصت کر کے بارگاہ میں آکر بیٹھے ہی ہیں کہ ہرکارے گرد میں
آلودہ پسینے میں غرق آئے اور بعد دعا و ثنائے شاہی بجا لانے کے عرض کی کہ کچھ جہاز ملک
باختر سے اسطرف آ رہے ہیں اُنپر دو سردار کچھ عیار اور چند مصور سوار ہیں سنا گیا ہے کہ سارق
بن بقا نے ان لوگوں خدا پرستوں کی تصویریں لینے کی غرض سے ادھر بھیجا ہے۔ بدیع الملک نے
چند سرداروں کو استقبال کے واسطے بھیجا اور بہلول شیر دل کو انپر افسر کیا کہ یہ مقام اسی کی
حکومت میں ہے۔ بہلول گیا اور اُن سبکو بعزت تمام لا کر جائے مناسب پر اُنکے خیمے استادہ
کرائے اور اپنی طرف سے سامان دعوت مہیا کیا دو تین روز ان سب نے آرام کیا تیسرے دن
اُنکو باریابی کا حکم ملا اور یہ دریافت کیا گیا کہ کتنے آدمی حاضر دربار ہونا چاہتے ہیں چونکہ اقہر
فیل زور سب پر افسر کر کے بھیجا گیا تھا اسنے عرض کر بھیجا کہ دو سردار دو عیار دو سو مصور حاضر
ہونگے کہ آج ہی سب تصویریں کھینچ جائیں بدیع الملک نے سب کے بیٹھنے کے واسطے جگہ معین فرما کر
سب کو طلب کیا۔ اقہر فیل زور سبکو ساتھ لیے ہوئے داخل بارگاہ سلیمانی ہوا دیکھا کہ عجب
عجب بارگاہ ہے عجب گیر و دار ہے تو گوئی کہ یک عرش و کرسی ہزار ہے اقہر فیل زور کی آنکھیں کھل گئیں
کہ زیر فلک یہ ایسے ایسے جوان بھی ہیں اگرچہ ہمارے خداوند کا دربار بھی سترہ سو پہلوانوں سے
بھرا ہوا ہے مگر یہاں تو جو جوان ہے وہ قدرت خدا معلوم ہوتا ہے۔ غرض یک دیوانہ کو سکتے کی سی
حالت ہو گئی۔ مہتر ضحاک اور مہتر انجم نے جو صف عیاران پر نظر ڈالی تو شاپور شیر دل سے
آنکھ انکی جھپک گئی مصور اس حیرت میں تھے کہ کسکی تصویر کھینچیں جو مرقع ہے وہ لاجواب ہے۔ یہ تک
یہ سب سکوت کی حالت میں رہے آخر خضران نے بحکم صاحبقران سبکو قرینے سے بٹھایا بدیع الملک
نے اقہر فیل زور کی طرف مخاطب ہو کر ارشاد کیا کہ تم کس غرض سے آئے ہو اقہر فیل زور نے عرض کی
کہ ہمارے خداوند نے ہمکو اس غرض سے بھیجا ہے کہ جا کر تصویریں خدا پرستوں کی لے آؤ تا کہ ہم بھی
دیکھیں کہ وہ کیسے لوگ ہیں جو خداوندوں سے اُلجھتے ہیں اگر حضور اجازت دیں تو مصور میرے ہمراہ
ہیں میں تصویریں آپکے سرداروں کی کھنچوا لوں۔ بدیع الملک نے ارشاد کیا کہ تم تصویریں کھنچوا لو ہمارا کچھ
ہرج نہیں ہے اقہر نے مصوروں کی طرف دیکھا اور کہا کہ صاحبقران عالیشان اجازت دیتے ہیں
تم اپنے کام میں مصروف ہو۔ یہ سنکر دو سو مصوروں نے سرداروں کے نقشے اُتارنا شروع کیے
پہر بھر میں سب سرداران کے نقشے اُتار لیے اور دو تین روز میں رنگ بھر کے فرصت کر لی اس اثنا
میں مہتر ضحاک اور مہتر انجم لشکر کی سیر کو نکلا کرتے تھے ایک روز خواجہ خضران کوتوالی چبوترے
پر بیٹھے ہوئے تھے کہ اُس طرف سے مہتر انجم اور مہتر ضحاک کا گزر ہوا خواجہ خضران نے ان دونوں کو

بلالیا اور فرمایا کہ ہمارے یہاں تمھاری دعوت ہے جبتک مصوروں نے تصویروں میں رنگ بھرا
مہتر ضحاک اور مہتر انجم خواجہ خضران کے مہمان رہے جب مصور تصویروں میں رنگ بھرنے سے
فرصت کر چکے تو صاحبقران عالیشان سے اجازت طلب کی صاحبقران نے حسب لیاقت سرداروں
اور عیاروں کو خلعت عنایت کرکے رخصت کیا ان لوگوں نے ایک شب کے قیام کے لیے اومہلت
طلب کی۔ صاحبقران نے اجازت عطا فرمائی مگر نہ سمجھے کہ اسمیں کیا فریب ہے ادھر ان لوگوں نے
سب اسباب اپنا جہازوں پر بار کرا دیا تھا صرف چند کس رہگئے تھے جب رات ہوئی اور صاحبقران
دربار برخاست کرکے خوابگاہ میں تشریف لیگئے اور سردار بھی اپنے خیمے میں جاکر بستر خواب پر لیٹے
گشت کے سوار طلایہ پھرنے لگے اسوقت مہتر ضحاک نے لباس شب روی تن پر آراستہ کیا اور
اپنے خیمہ سے نکلکر خیمہ بدیع الملک کی راہ لی جاتے جاتے پشت خیمہ کی طرف پہونچا قنات
چاک کرکے دیکھا تو کچھ شمعیں کافوری روشن ہیں۔ بدیع الملک محو خواب ہیں ایک دو باریدار
بیٹھے ہیں وہ بھی اونگھ رہے ہیں بس مہتر ضحاک نے پروانے بیہوشی کے اڑائے کہ وہ اگر شمع پر
گرے اور جلے دود بیہوشی منتشر ہوا جو باریدار کہ اونگھ رہے تھے وہ بالکل بیہوش ہوگئے بس
مہتر ضحاک عیار اندر خیمہ کے آیا کچھ بیہوشی میں ساڑھے تین مثقال بیہوشی رکھکر قریب ناک
کے لیگیا جسوقت بدیع الملک نے اوپر کی سانس لی ضحاک نے تمام بیہوشی دماغ میں پھونک دی
بدیع الملک چھینک مارکر بیہوش ہوگئے بس اسنے جلدی سے چادر عیاری کمر سے کھولکر
پشتارہ بدیع الملک کا باندھا اور لے نکلا نگاہوں سے بچتا ہوا اپنے خیمہ میں پہونچ گیا سب دوست
بھی ساتھ والے کمریں باندھے تیار کھڑے تھے اقرفیل روز نے پوچھا کہ خیر یا بخیر مہتر ضحاک
نے کہا کہ لایا ہوں اس شخص کو جو چراغ اسلام تھا یعنے صاحبقران زمان بدیع الملک نوجوان کو اسیر
کرلایا ہے یہ سنکر اقرفیل روز نہایت خوش ہوا اور پشتارہ بدیع الملک کا اک صندوق میں بند کرکے
کوچ کی تیاری کردی صبح ہوا چلی تھی اور سب کو معلوم ہوگیا تھا آج یہ لوگ جانے والے ہیں کسی نے
مزاحمت نہیں کی یہ لوگ بدیع الملک کو لیے ہوئے صاف نکلے چلے گئے کنارے دریا کے
پہونچتے ہی لنگر اٹھوا دیے اور اسی وقت کوچ کر دیا یہاں جب صبح ہوئی اور حسب قاعدہ خادم
جگانے کے واسطے اندر خوابگاہ بدیع الملک کے آیا کہ وقت نماز کا تنگ رہگیا تھا دیکھا تو
باریدار بیہوش پڑے ہوئے ہیں خیمہ پشت کی طرف سے چاک ہے اور صاحبقران کا پتا نہیں ہے
یہ معرکہ دیکھکر اس خواص نے غور کیا کہ یارو غضب ہوا کوئی دزد مکار صاحبقران کو چرا لیگیا یہاں تک
کہ یہ خبر خواجہ خضران کو پہونچی خضران دوڑا ہوا آیا اندر خیمہ کے دیکھا تو مہرا مہتر ضحاک کا پایا خضران
نے سر پیٹ لیا اور کہا کہ بڑی دغا کی اس عیار نے۔ وہاں بادشاہ اسلام داخل بارگاہ سلیمانی
ہو چکے تھے سردار حسب قاعدہ آ آکر جمع ہوتے جاتے تھے کہ یہ خبر وحشت اثر پہونچی بس شاہزادہ
رفیع البخت اپنے دنگل پر سے کود پڑے اور بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ غلام جاتا ہے اور ابھی
اپنے پدر بزرگوار کو لاتا ہے ساتھ رفیع البخت کے اور سرداروں نے بھی چلنے کا قصد کیا تھا مگر شاہزادہ
رفیع البخت نے منع کیا اور فرمایا کہ جو میرے ساتھ آئیگا وہ میرا دشمن ہے یہ کلمہ سنکر اور سردار رک گئے
اور رفیع البخت تنہا پشت مرکب پر بیٹھکر جانب دریا روانہ ہوئے بعد روانہ ہونے رفیع البخت
کے شاہزادہ سہراب بن رستم ثانی تشریف لائے اور انکو بھی معلوم ہوا کہ وہ عیار اور سردار

وہ تصویر لیے ملک باختر سے آئے تھے وہ صاحبقران کو چرا لیگئے اور شاہزادہ رفیع البخت اُنکے
تعاقب میں گئے ہوئے ہیں بس یہ سنتے ہی سہراب ثانی اُلٹے پاؤں پھرے اور پھر کر پشت
مرکب پر تن تنہا یہ بھی جانب دریا روانہ ہوئے اول شاہزادہ رفیع البخت کنارے دریا کے پہونچے
دیکھا کہ جہاز اُس پار پہونچ کر لنگر انداز ہو چلے ہیں اور لوگ اُتر رہے ہیں چونکہ سرپٹ گھوڑے کو
دوڑاتے ہوئے آئے تھے گھوڑا پسینے میں غرق تھا اور یہ بھی نہ معلوم تھا کہ قید بدیع الملک کی
کہاں ہے۔ رفیع البخت گھوڑے کو ٹہلا کر پسینا خشک کر رہے تھے اور اس فکر میں تھے کہ کس طرح
اُس پار جاؤں کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی اور سوار شہ خوش فر نمودار ہوا جب قریب پہونچا تو دیکھا کہ سہراب
بن رستم ثانی ہے۔ رفیع البخت نے کہا کہ تم کہاں آ گئے۔ سہراب نے کہا جہاں تم وہاں میں کیا
میں تمھارے اُس احسان کو بھول تھوڑی گیا ہوں کہ قریہ سے سیمتن کو تمہیں نے مجھے بچایا
ورنہ کیا میری زندگی بھی ہوتی۔ اے رفیع البخت جس مقام پر تمھارا پسینا گریگا میں اپنا خون بہا دونگا
یہ سنکر رفیع البخت نے کہا کہ پھر اے برادر کیا فکر کی جائے اور اُس پار کیونکر پہونچیں بس یہ سنتے ہی
سہراب نے زیر بند کاٹ کر گھوڑا دریا میں ڈال دیا اور کہا کہ یون چلو تو پہونچو گے۔ رفیع البخت
اسکی جرأت پر وجد کرنے لگے اور انھوں نے بھی زیر بند کاٹ کر گھوڑا دریا میں ڈال دیا دونوں مرکب
کلائیاں بدلتے ہوئے اور دھارے کو کاٹتے ہوئے قریب ساحل پہونچے اور اقہر فیل زور
وغیرہ نے دیکھا کہ دو سوار اس دریا کے زخار کو طے کر کے نکلا چاہتے ہیں بس اسنے عریک دیوانہ
سے تو کہا کہ تو قید بدیع الملک کی لیکر چل اور میں ان دونوں کو روکتا ہوں۔ عریک دیوانہ آرام
قید بدیع الملک کا لیکر بھاگا اور اقہر فیل زور نے تیر اندازی کرنا شروع کی۔ ادھر رفیع البخت اور
سہراب نے تلواریں کمر سے کھینچکر تیروں کو کاٹنا شروع کیا قریب سو سو تیروں کے کاٹ کر اول
رفیع البخت کنارے دریا کے نکلے بس اقہر فیل زور رفیع البخت پر برس پڑا دم لینے کی مہلت
نہ دیتا تھا۔ رفیع البخت برابر وار اُسکے رد کر رہے تھے اور چاہتے تھے کہ ذرا سی مہلت پاویں
تو اسکو جواب دوں مگر اقہر فیل زور مہلت ہی نہ لینے دیتا تھا کہ اتنے میں سہراب بن رستم نے بھی
دریا کو طے کیا اور خشکی میں مرکب انکا نکلا دیکھا کہ رفیع البخت تو اقہر سے اُلجھے ہوئے ہیں
سہراب نے عریک دیوانہ کے پیچھے گھوڑا ڈال دیا اور نعرہ کیا کہ او سفلہ او قزاق کہاں جاتا ہے
کہ میں آ پہونچا دیکھا عریک دیوانہ نے کہ یہ تو سر ہی پر آ پہونچا بس اسنے پلٹ کے آواز دی کہ آیا ہے
تو کیا کر لیگا جیسے ہی سہراب بن رستم قریب پہونچے عریک نے تلوار ماری سہراب نے وار اُسکا
رد کر کے اپنا وار کیا یہاں رد و بدل ہو ہی رہی تھی کہ وہاں رفیع البخت نے وار اقہر فیل زور
کے رد کرنے کے موقع پا کر جو باٹ کا ہاتھ مارا دونوں پاؤں اقہر کے قلم ہوئے اور اقہر فیل زور
مانند مینار کے زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔ رفیع البخت نے مرکب کو اشارہ کیا اور طرف قید بدیع الملک
کے چلے ہنوز نزدیک ارابہ کے نہ پہونچنے پائے تھے کہ سہراب نے وار دیوانہ کا رد کر کے ایک
ہاتھ جو تیغ آبدار کا مارا عریک دیوانہ کے دو ٹکڑے ہوئے۔ بدیع الملک نے ارابہ پر سے جو یہ
معرکہ دیکھا قید توڑ دی ہمراہیان عریک دیوانہ و اقہر فیل زور مع مہتر انجم و مہتر ضحاک وغیرہ قید
بدیع الملک کی چھوڑ کر بھاگے رفیع البخت نے تعاقب کرنے کا قصد کیا تھا۔ بدیع الملک نے
منع کیا اور رفیع البخت و سہراب کو گلے سے لگایا اور رفیع البخت سے کہا کہ سہراب اپنے خاندان

مجھ سے علیحدہ مزاج رکھتا ہے اور بیٹے رفیع البخت میں بھی اسکو مثل تمھارے سمجھتا ہوں اور مجھے
یقین ہے کہ تمسے اور سہراب سے کبھی بگاڑ نہوگا یہ فرماکر دونوں کو ساتھ لیے ہوے کنارے دریا
کے آئے کشتی پر بیٹھ کر اس پار آتے تھے یہ خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی کہ رفیع البخت اور سہراب نے
بدیع الملک کو قید سے رہا کیا۔ اب صاحبقران تشریف لاتے ہیں بادشاہ اسلام مع جملہ سواران
عالیمقام برائے استقبال روانہ ہوے اور نہایت عزت کے ساتھ صاحبقران کو بارگاہ سلیمانی
میں لائے۔ صاحبقران کے آنے کے بعد تمام سرداروں کو بیحد خوشی ہوئی اور بادشاہ اسلام
نے فرمایا کہ یا صاحبقران میرا جی چاہتا ہے کہ آپکے رہا ہونے کی خوشی میں ایک ایسا جلسہ خوشی
کروں کہ یادگار رہے۔ صاحبقران نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں اس جلسہ خوشی کے عوض میں
ایک شادی ایسی کروں کہ یادگار رہے بادشاہ اسلام اور دیگر سردار یہ سمجھے کہ رفیع البخت کی
شادی کرینگے مگر صاحبقران نے اسکے خلاف ارشاد فرمایا کہ سہراب بن رستم نے وہ کام کیا ہے
جو فرزند سعادتمند کرتے ہیں میں نے سہراب کو اپنا بیٹا کہا میں چاہتا ہوں کہ اسکی شادی
ثریا سے سیمتن کے ساتھ بڑے دھوم سے کیجائے اور جتنی شادیاں ابھی تک نہیں ہوئی
ہیں وہ بھی اسی شادی کے ساتھ ہو جائیں یہ سنکر سبکو تعجب ہوا اور رستم ثانی نہایت درجہ
خوش ہوے کہ بدیع الملک نے میرے فرزند کے ساتھ وہ بات کرنا چاہی ہے کہ اپنے فرزند پر
فوق دیدیا لیکن بدیع الملک نے ایرج نوجوان کی طرف مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ اب سہراب
تو میرا بیٹا ہے اسکی طرف سے تو سامان عقد میں کرونگا عروس کا کوئی عزیز اس مقام پر نہیں ہے لہذا
میں چاہتا ہوں کہ ثریا سے سیمتن کی طرف سے آپ سامان شادی کریں جب لطف آئیگا۔ ایرج
نوجوان نے بخاطر بدیع الملک قبول تو کیا لیکن کسیقدر رنجیدہ ہوے شہریار نامدار نے کہا کہ آپ رنجیدہ
عبث ہوتے ہیں یہ ظاہر ہے کہ ہاتھی پھرے گاؤں گاؤں جسکا ہاتھی اسی کا ناؤں سہراب کی
شادی صاحبقران کریں یا کوئی کرے سہراب پوتا آپ ہی کا کہلائیگا یہ بھی محبت صاحبقران ہے
کہ اپنے فرزند سے زیادہ آپکے فرزند کی شادی میں انکو انہماک ہے اسکا برا نہ ماننا چاہیے اس دن
کی تو لوگ تمنا رکھتے ہیں ایرج نوجوان خاموش ہو رہے شہریار نے بدیع الملک کی طرف
دیکھکر ارشاد فرمایا کہ اے صاحبقران زمان آپ تعین تاریخ فرمادیں تو شادی کا انتظام کیا جائے
بدیع الملک نے سب تاریخیں تجویز کر کے تحریر کیں ایک تحریر اپنے پاس رکھی ایک تحریر ایرج
نوجوان کے سپرد کردی کہ فلان تاریخ مانجھے کی رسم ادا ہو اور فلان تاریخ ساچق فلان تاریخ
مہندی فلان تاریخ برات ہو اور چونکہ ایرج نوجوان عروس کی طرف سے تھے لہذا انکے واسطے قلعہ
سکندریہ خالی کردیا گیا کہ عروس کے رہنے کو محفوظ مقام ہونا چاہیے اور آپ شاہزادہ
بدیع الملک نے قلعہ کے باہر بارگاہیں برپا کرائیں رقعہ آب زر سے خوشنویسوں نے تحریر کیے
دور دور سے عمدہ عمدہ طائفے طلب ہوے یہاں قلعہ میں سامان مانجھے کا ہونے لگا ایرج
نوجوان اور رستم ثانی اور شہریار نامدار اور خاص خاص دوست جیسے مثل ملوک بن مالک اور
شاہزادہ ہاشم تیغزن اور شاہزادہ قرطوس بہادر وغیرہ کے یہ سب ایرج نوجوان کے ساتھ اندر قلعہ
سکندریہ کے تھے مانجھے کی تیاری نہایت دھوم دھام کے ساتھ ہو رہی تھی یہانتک کہ جب
تاریخ مقررہ آئی اور بدیع الملک کو معلوم ہوا کہ آج مانجھا آنے والا ہے تو شاہزادہ بدیع الملک نے

ملکہ ماہ قلندری کو اندر کا انتظام سپرد کیا اور بارگاہ شاہی میں زنانی محفل بارگاہ سلیمانی میں
مردانی محفل جمع ہوئی اتنے میں لوگوں نے آکر بدیع الملک سے بیان کیا کہ نہیں معلوم شاہزادہ
ایرج نوجوان نے کیا انتظام کیا ہو کہ کل شام تک قلعہ اپنی اصلی ہیئت پر تھا اسوقت جو دیکھتے
ہیں تو پھاٹک برج در و دیوار قلعہ کے زرد معلوم ہوتے ہیں رات بھر میں سارا قلعہ رنگ
ڈالا گیا۔ بدیع الملک یہ سرگرمی ایرج نوجوان کی دیکھکر نہایت خوش ہوئے جب سہ پہر کا
وقت ہوا تو دروازہ قلعہ کا کھلا اور نشان کا ہاتھی نمودار ہوا آگے آگے نوبتخانہ نہایت عمدگی
سے سجا ہوا پردے زرد پڑے ہوئے وردیاں نقارچیوں اور شہنا نوازوں کی زرد کہار بھی زرد
وردیاں پہنے ہوئے شہنا نواز ملتانی گاتے ہوئے نمودار ہوئے بعد نوبتخانہ کے کئی ہاتھیوں
ماہی مراتب طلائی جواہرنگار دانتوں پر ہاتھیوں کے جوڑے طلائی چڑھے ہوئے جھولیں زرد مخمل
کی زردوزی جسمیں تمام یاقوت زرد جڑا ہوا اور پھریرے نشانوں کے زرد قریب ڈھائی سو
ہاتھیوں کے ایسی آرایش کے ساتھ گزرے بعد اسکے قطار اونٹوں کی نمودار ہوئی انکی بھی
جھولیں زر دوختہ بانوں کی وردیاں زرد کارچوبی ایک ایک بیرق زرد ہاتھ میں لیے ہوئے
پانچسو شتر اس ساز و سامان سے گزرے۔ بعد اسکے بادبہاری کے گھوڑے سب سمند جھولیں
زرد باجے والے زرد لباس پہنے ہوئے گھوڑوں پر سوار اسکے بعد تخت پریوں کے وردیاں
کہاروں کی مخمل زرد کی پگڑیاں بھی زرد آئینہ قبا طلائی لگا ہوا پریوں کی لباس زرد سازندوں
کی لباس زرد طبلے پر تھاپ پڑتی ہوئی پریاں تخت رواں پر گاتی اور بھاؤ بتاتی ہوئی دیو خوش فعلیاں
کرتے ہوئے ساتھ ساتھ۔ جب یہ تخت بھی گزر لیے تو غول کے غول بیرق برداروں اور باجے والوں
کے نمودار ہوئے بیرقوں کے رنگ بھی زرد تھے اور لباس بھی بیرق برداروں کے زرد بعد ایک
غول کے دوسرا غول باجے والوں کا آتا تھا انکے لباس بھی زرد تھے اسی طرح قریب ستر غول
کے نمودار ہوئے ایک غول سے دوسرے غول کا لباس اور سامان زیادہ نفیس ہوتا تھا اب
قطار خوانوں کی شروع ہوئی کشتی اور خوان پوشش اور مزدوروں کی لباس سب زرد رنگ کے تھے
خوان پوش کیسے کیسے طلاکار تھے کہ نگاہ خیرگی کرتی تھی بعد اسکے پھر جلوس نمودار ہوا۔ علم بردار
اور نیزہ بردار یہ سب بھی زرد پوش جسقدر منتظم ہمراہ تھے وہ بھی لباس زرد پہنے ہوئے تھے
آخر میں چوکی طلائی آسیر لوٹا کٹورا طلائی رکھا ہوا کشتیاں مانجھے کے جوڑے کی اسکے بعد سکھپال
ملکہ مہ پارہ روشن عذار معشوقہ سکندر رستم خو کا۔ یہ فریاد ستمن کی بہن بنکر مانجھا لیکے گئی
تھی۔ بعد سکھپال کے پالکیاں مستورات کی جو سمدھن بنکے مانجھے کے ساتھ گئی تھیں پردہ
سکھپال کے زرتار جواہرنگار وردیاں کہاروں کی مخمل زرد کی کارچوب بنا ہوا کہاریاں بھی زرد
لباس پہنے ہوئے ساتھ ساتھ جھنجھے قلمون کے زرد آخر میں ناقوس وزیر بیچلیس لباس زرد
پہنے ہوئے مانجھے کے ساتھ ساتھ اس جاہ و احتشام کے ساتھ جو مانجھا آیا بدیع الملک نہایت
خوش ہوئے دیکھنے والوں کی نگاہوں میں سرسوں پھولی ہوئی تھی جسوقت مانجھا مکان نوشاہ
پہونچا گویے ڈومنی سواریاں اترکر محل میں داخل ہوئیں۔ اندر دولہا کی طلب ہوئی شاہزادہ
سہراب ثانی داخل محل ہوئے ملکہ مہ پارہ نے مصری وغیرہ کھلانے میں سہراب کو خوب ہنگایا
دیر تک ہنسی ہوتی رہی جسوقت شاہزادہ سہراب بن رستم مانجھا پہنکر کھڑے ہوئے پہلے خسر

چاروں کو نون کو سلام کیا پھر بزرگوں کو سلام کیا ملکہ ماہ قلندری وغیرہ بلاگردان ہوئیں شاہزادہ
شہراب باہر تشریف لائے۔ بدیع الملک وغیرہ نے گلے سے لگایا خوشی کے نقارے بجے رنگ
اچھلا بوڑھے جوان سب ایک حالت میں تھے بعد اسکے بدیع الملک نے ناقوس وزیر اور دیگر
ملازمین جو مانجھے کے ساتھ آئے تھے سبکو بہت بھاری خلعت دیکر رخصت کیا دوسرے روز سے
رتجگے اور پنیڈیاں تقسیم ہونا شروع ہوئیں تمام سرداران اسلام کو حصے پہونچے لیکن جس وقت
بدیع الملک نے نقابدار نیلی پوش اور گلابی پوش کو جاکے نیوتنے کا قصد کیا تو انھوں نے
عذر کیا کہ ہم ایسی حالت میں شریک نہیں ہو سکتے کہ نقابدار ابلق سوار کا پتہ نہیں بلکہ اگر مناسب ہو
تو ہمیں اجازت ہو کہ ہم جائیں اور اپنے افسر کو تلاش کریں بدیع الملک نے کہا نہایت مناسب ہے
بلکہ اگر مجھے یہ شادی درپیش نہوتی تو میں بھی نقابدار کی تلاش ضرور کرتا۔ غرضکہ نقابدار نیلی پوش
اور گلابی پوش تو صاحبقران سے رخصت ہو کر مع فوج فراوان اور لشکر گران تلاش نقابدار ابلق سوار
روانہ ہوگئے انکو تو جانے دیجیے اب یہاں کا حال سنیے کہ بدیع الملک نے سانچق کا انتظام کیا
تمام سرداران اسلام آرایش کی درستی میں سرگرم تھے مانجھے کے روز سے جشن شروع ہوگیا تھا
ہر خیمے ہر ڈیرے میں ناچ ہوتا تھا اور تمام لشکر میں چراغاں رہتا تھا دن بھر سرداران اسلام انتظام
سانچق میں معروف رہتے تھے رات کو ناچ دیکھتے تھے یہانتک کہ سانچق کا روز آیا ماہرخ نوروز
نے قلعہ میں آج اسقدر چراغاں کیا کہ کثرت چراغاں سے آسمان پر انجم شرماتے تھے سارا قلعہ
اک شعلۂ نور بنا ہوا تھا دروازہ قلعہ کی آراستگی قابل دید تھی قندیلیں اسقدر جواہر پہنے ہوئے تھے
کہ انکی طرف دیکھنے میں نگاہیں خیرہ ہوتی تھیں۔ سرشام یہاں سے نشان سانچق کا چلا آگے آگے
نوبت خانہ نوبت خانے کے آگے سقے چھڑکاؤ کرکے گرد کو بٹھاتے ہوئے شہنا نواز شیام کلیان
الاپتے ہوئے نقاروں کی صدا سے دلیر چوٹ پڑتی تھی پوشاکیں شہنا نوازوں کی رنگ برنگی
بعد اسکے ماہی مراتب جلوس شاہانہ ساڑھے تین سو فیل سجے ہوئے اسطرح کہ جھولیں زرتار
پڑی ہوئی مستکوں پر سورج مکھی اور چاندتارا بنا ہوا دانتوں پر کنول چڑھے ہوئے انمیں شمعیں
کافوری روشن بعد اسکے پانچ شتر نہایت سجے ہوئے گلوں میں گھنگے زنگ پڑے ہوئے
پاؤں میں گھونگرو بندھے ہوئے جھولیں طلاکار بعد اسکے آرایش کے تخت مختلف قسم کے
کسی میں کنول روشن کسی میں گلدستے بہار مختلف صورتوں کی تصویریں نہنگ پلنگ فیل کرگدن
اسپ گاؤ وغیرہ کے شکار کی حالت کی تصویریں اسقدر آرایش تھی کہ نشان قلعہ میں داخل ہوگیا
اور جلوس ختم نہ ہوا۔ دیکھنے والے کہتے تھے کہ سانچق مانجھے سے بڑھا دی راستے بھر آتشبازی
چھوٹتی جاتی تھی۔ چوگھڑے مسی اور نقرئی کثرت سے۔ بعد اسکے مشکی طلائی جواہر نگار کشتیاں عروس
کے جوڑے اور میووں کے گہنے کی بعد اسکے سواریاں زنانی کہاریاں دوڑتی ہوئی قلعہ میں ہوچکیں
اسقدر گولے دغے کہ معلوم ہوتا تھا جنگ ہو رہی ہے بعد اسکے مہندی اس دھوم سے آئی کہ سانچق
گرد ہوگئی۔ ایک تکلف میں ایرج نوجوان ہر مرتبہ بازی لیگئے کہ مانجھے کے روز سارا قلعہ زرد تھا اور مہندی
کے روز سارا قلعہ سرخ نظر آتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ قلعہ سنگ سرخ کا بنایا گیا ہے اب برات کی شب
آئی۔ آج کی تیاری تو بیان سے باہر ہے۔ بیابان گرد باد کا کوئی ایسا درخت نہ تھا جو تمامی سے منڈھا
ہوا نہو اور قندیلیں اس کثرت سے آویزاں کی گئی تھیں کہ ہر درخت سرو چراغاں معلوم ہوتا تھا

اور گرد لشکر کے ایک دور روشنی کی ٹٹیوں کا تھا۔ چار پھاٹک ٹھاٹھر کے بنا کر انپر سورج مکھی قائم کی گئی تھی دیکھنے والوں کی نگاہ خیرہ کرتی تھی۔ ہر پھاٹک کی ساخت نئی تھی اندر لشکر کے جسقدر راستے تھے ہر موڑ پر پھاٹک تھا اور دورویہ ٹٹیاں نصب تھیں دوکانیں رات بھر کھلی رہنے کا حکم تھا۔ دوکانداروں نے بھی حسب حیثیت تیاری کی تھی ہر دوکان میں شیشہ آلات آویزاں تھا تصویریں عمدہ عمدہ لگی ہوئی تھیں دیوارگیریوں پر گلدستے انواع و اقسام کے رکھے تھے مصنوعی درخت ایسے شاداب بنائے تھے کہ اصلی معلوم ہوتے تھے۔ راستوں میں جابجا دوکانوں پر رنڈیاں ناچ رہی تھیں سوانگ طرح طرح کے روپ بھرے ہوئے اپنے اپنے کرتب دکھا رہے تھے بہروپیے ہر سردار کو دھوکا دیجاتے تھے اور انعام لیجاتے تھے سرداروں میں کسیکا خیمہ ایسا نہ تھا جو آرائش سے خالی ہو یا ناچ نہوتا ہو اور بارگاہ شاہی کی آرائش تو احاطہ تحریر سے باہر کی خاص اس بارگاہ کی آراستگی بادشاہ اسلام کی جانب سے تھی اسمیں جسقدر آلات روشنی کے نصب کیے گئے تھے سب ساختہ جواہر تھے سرخ رنگ کے کنول اور جھاڑ اور مردنگ جڑے تھے یاقوت سرخ کے تھے اور سبز زمرد کے اور زرد پکھراج کے نیلے نیلم کے اور سفید الماس کے اس روشنی میں آنکھیں خیرہ کرتی تھیں جدھر دیکھا آنکھوں میں چکاچوند ہونے لگی عکس سے آلات روشنی کے ہزار بجلیاں چمک رہی تھیں فرش پر جو سبز و سرخ و زرد و زنگاری عکس پڑتے تھے اک طرف گلکاری نظر آتی تھی مسند برابر سے ایک قسم کی جواہر نگار بچھی ہوئی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک ہی مسند بچھی ہوئی ہے طائفے بکمال ناچ رہے تھے سردار حسب مراتب لباس پر تکلف پہنے ہوئے بیٹھے تھے عجب سماں تھا کہ قابل دید تھا اسی عالم میں ایک درویش نے یہ غزل شروع کی

غزل

ہے خوف ہجر و وصل کسیکا ہوا تو کیا
سامان عیش کا جو مہیا ہوا تو کیا

دنیا میں بھی نہ عشق کا چرچا ہوا تو کیا
اپنے ہی گھر میں کوئی رسوا ہوا تو کیا

مشتاق ذبح رہتے ہیں عشاق اے حسین
ابرو کی تیغ پر ترا قبضا ہوا تو کیا

دشمن کو اور دوست کو یکساں سمجھتے ہیں
کوئی تمھارا چاہنے والا ہوا تو کیا

کیسی امید بوسۂ روے ملیح کی
انسان کو نمک کا سہارا ہوا تو کیا

جس بت کی جستجو ہے کسی گھر میں وہ نہیں
کعبہ ہوا تو کیا جو کلیسا ہوا تو کیا

کرتا ہے زندہ دل کو ہمارے نہ کچھ قتل
قاتل ہوا تو کیا وہ مسیحا ہوا تو کیا

جو خاک میں ہے ملے انکی سے کیا ہوا
اونچا جو آسمان سے وہ نالا ہوا تو کیا

سینے سے سوز عشق نہ نکلیگا عمر بھر
یوں دیکھنے کو جسم جو گھٹتا ہوا تو کیا

دونوں اسیر دام بلا عشق میں رہے
انسان ہوا تو کیا جو فرشتا ہوا تو کیا

تسکین اس سے کب دل بیتاب کو ہوئی
پوچھا جو یار نے کہ تجھے کیا ہوا تو کیا

ہمنے بھی وقت فکر سخن ڈھونڈھ ہی لیا
مضمون دہان یار کا عنقا ہوا تو کیا

بلبل وہ ہوں کہ جاتا ہوں مانند بوے گل
صیاد کا چمن پہ جو پہرا ہوا تو کیا

دونوں کو آپ ایک نظر دیکھ لیجیے
ناحق دل و جگر میں بکھیڑا ہوا تو کیا

ہنگامہ یہ نہیں مرے نالوں سے کچھ فروتر
بالیں پہ شور حشر جو برپا ہوا تو کیا

اے دل دکھا دے انکو بھی جو تجھ میں ہیں ہنر
جب ہجر کام کر چکا بے فائدہ ہے وصل
آئے سوم میں شکل نہ دکھلائی عمر بھر
حاصل کسیطرح کا نہیں شاعری میں بل

آنکھوں سے حسرتوں کا جو پردا ہوا تو کیا
اب کچھ مریض عشق کا چارا ہوا تو کیا
مرنے کے بعد اگر یہ نتیجا ہوا تو کیا
اس فن خاص میں جو سلیقا ہوا تو کیا

الغرض چونکہ سب خوش دل اور مسرور تھے جو طائفہ بدلا جاتا تھا اور ایک کے بعد دوسرا گاتا تھا تو اسی کا رنگ جم جاتا تھا اسقدر انعام ملتا تھا کہ اٹھانا دشوار ہو جاتا تھا جہاں پانچ ہزار پانچ سو جیسے سردار جمع تھے اگر ایک ایک اشرفی پھینک دی تو کیا کچھ ہو گیا۔ جو طائفہ مجرا کرکے اٹھا مالا مال ہو گیا۔ ایرج نوجوان بھی باصرار بدیع الملک شریک جلسہ نشاط تھے لیکن قریب صبح یہ مجرا کرکے چلے گئے کہ مجھے وہاں کا بھی انتظام کرنا ہے یہاں اسی حالت میں صبح ہوئی اب روانگی برات کا انتظام ہونے لگا قریب نو بجے کے برات چلی اس برات کے انتظام کلی کیا پوچھنا کہ جسمیں پانچ ہزار تاجدار براتی بنے ہوئے ساتھ تھے اور دس بارہ دولہا تھے اب کچھ مختصر حال برات کا بھی سننے کہ بدیع الملک کو یہ فکر تھی کہ جلدی سانچق پر نوبت پہنچ گئی تو برات ایسی جانا چاہیے کہ جلدی بھی گرد ہو جائے۔ نو سو ہاتھی تھے جسمیں پانچ سو ہاتھیوں پر ماہی مراتب جلوس شاہانہ پر تھیں اور پرچھیاں اور علم اور باجے وغیرہ تھے چار سو ہاتھی دولہا اور براتیوں کے سواری کے تھے آخر میں لگائے گئے تھے جو وقت برات مکان ذیشان سے طرف قلعہ کے چلی تو نو بجے کے راستے سے لیگئے تھے اور پہلے سے کشادہ رستہ تجویز لیا گیا تھا کہ دیکھنے والے اطمینان و آسائش کے ساتھ دیکھ سکیں اور منتظمین کو بھی تکلیف نہو۔ جو وقت برات چلی تو مخدرات عصمت بھی قلعہ کی فصیل پر آ کر برات دیکھنے کی غرض سے کھڑی ہوئیں قناتیں پہلے سے استادہ کر دیگئی تھیں آگے آگے ڈنکا ہوتا ہوا پیچھے نشان کا ہاتھی نہایت بلند جسکی سونڈ سفید اور ہاتھی سیاہ دانت بہت بڑے بڑے جسپر کنول کی جوڑی چڑھائی جاتی تھی بعد اسکے اور ہاتھی ماہی مراتب کے گذرے جھولیں انکی مرصع کار چاند سورج سر نہنگ فیر لیک جھلی پنجہ وغیرہ چمکتا ہوا۔ بعد اسکے ہاتھیوں پر نقارہ نواز بیٹھے ہوئے نقارے بجاتے ہوئے اسکے بعد طوائفیں پر لگا کر پریاں بنا کر بٹھا دیگئی تھیں ایک ایسی حسین تھی کہ پری ہی معلوم ہوتی تھی وہ آنکے لباس وہ صورتیں بعد اسکے بیرق بردار ہاتھیوں پر سوار پرچمیں ہوا سے اڑتی ہوئی عجب لطف دیتی تھیں تمام بیابان گرد باد بجلی بن معلوم ہوتا تھا۔ بعد اسکے اونٹ گذرنے لگے ایک ہزار اونٹ نہایت آراستہ گذر گیا بعد اسکے پریوں کے تخت بادبہاری یہ سب چیزیں گذر کر بیرق بردار نظر آئے ایک غول سبز بیرقوں کا گذر گیا دوسرا سرخ بیرقوں کا تیسرا زرد کا جو تھا زرنگاری کا اسیطرح مختلف رنگ کی بیرقیں اور ویسے ہی لباس بیرق برداروں اور باجے والوں کے جو غول باجے والوں کا جس رنگ کے بیرقوں کے ساتھ تھا ویسا ہی لباس بھی تھا۔ بعد اسکے گھوڑے ساز طلا کار و مرصع نگار سے آراستہ گذرے آخر میں آگے آگے روشن چوکی بجتی ہوئی زر و جواہر لٹتا ہوا سہراب کو لیے ہوئے خود صاحبقران زمان بدیع الملک نوجوان بیٹھے تھے اور پہلو میں سہراب کے شاہزادہ رفیع البخت جلوہ افروز تھے پشت پر سکندر رستم خو کا فیل تھا یہ بھی دولہا بنا ہوا سوار تھا اسکے بعد اور جسقدر شاہزادوں کے عقد باقی تھے سب دولہا بنے ہو

ساتھ ساتھ تھے درمیں بارہ نوشاہ تھے اسکے بعد ہاتیون کے ہاتھی تھے کسی پر ہاشم تیغزن کسی پر
فرامرز عاد مغربی کسی پر شاہزادہ طرطوس بہادر کسی پر طلمہ بن لندھور کسی پر مملوک بن مالک
کسی پر مرزنگ بن مرزبان خراسانی کسی پر اسفندیار بن بہرام گرد۔ اسیطرح تمام شاہزادے اور
شہریار زادے لباس فاخرہ پہنے عطر ملے ہوئے ہاتھیون پر سوار، نوشاہ اول کے سر پر چتر سلیمانی
کا سایہ سہرا موتیون کا بندھا ہوا جسکا ایک ایک دانہ بیضۂ کنجشک کے برابر کوئی مول تول کوئی
صراحی دار ہر ایک قرینے سے اپنے مقام پر نصب جسوقت اس دھوم دھام سے رات قلعہ مین
پہونچی تو بہین سلامی کی چھوٹنے لگین رات اک قصر وسیع مین میٹھی ناچ شروع ہوا اک پری جمال
نے یہ غزل شروع کی۔

غزل

راہ آنے کی ترے تا صبح دم دیکھا کیے
کیا کہین تجھ سے شب وعدہ جو ہم دیکھا کیے

زلف چہرہ پر ترے ہم اے صنم دیکھا کیے
روز و شب کے نور و ظلمت کو بہم دیکھا کیے

مہربان کیا کیا عدو پر تجکو ہم دیکھا کیے
جو مقدر نے دکھائے وہ ستم دیکھا کیے

فرقت جانان مین اپنے دل کو ہم دیکھا کیے
سیر کی دنیا کی شب بھر جام جم دیکھا کیے

دی شراب اورون کو تونے اور ہم دیکھا کیے
آج میخانے مین ساقی کا کرم دیکھا کیے

باری اپنی آئی جبتک اشتیاق قتل مین
اپنے قاتل کی طرف حسرت سے ہم دیکھا کیے

غش ہوا جسدم مین جلوہ اس پری کا دیکھکر
دیر تک احباب میرے تن مین دم دیکھا کیے

خانۂ دل کب رہا خالی غم و اندوہ سے
اس مکان مین ہم ہمیشہ بزم غم دیکھا کیے

جب بہائے اشک برپا نوح کا طوفان کیا
جوش کیا کیا تیرے ہم اے چشم نم دیکھا کیے

ابروؤن کا یار کے اکثر رہا دل مین خیال
خواب مین ہم صورت تیغ دودم دیکھا کیے

بعد مدت وصل کی شب کو جو یکجائی ہوئی
وہ ہمین دیکھا کیے اور انکو ہم دیکھا کیے

ساز و مطرب ساقی و مے جمع تھے آئے دو دم
ہم یہ سارا عیش کا سامان بہم دیکھا کیے

آبلون سے خار وحشت مین بجے ہین اشک گل
ہم عجب رنگین چمن زیر قدم دیکھا کیے

وا رے بدبختی ہماری سر نہ کیون کٹوا دیا +
معرکے مین تیغ قاتل کی علم دیکھا کیے

اور گستاخی ہوئی ممکن نہ رعب حسن سے
وصل کی شب صبح سے روئے صنم دیکھا کیے

کٹ گیا وہ صاف مضمون لڑ گیا کوئی اگر
پھیری تمنے کی بھی ہم اسے تیغ قلم دیکھا کیے

کیا رقیبون کو جلایا شعلۂ نعتہ یہ سے
آپکی آتش زبانی یاس ہم دیکھا کیے

دیر تک شغل رقص و سرود رہا اب قطب سجادہ نشین مع خواجہ زادون کے تشریف لائے گانا
موقوف ہوا محل مین پردہ کیا گیا قطب سجادہ نشین نے اندر جا کر عروسون سے اجازت حاصل کی
دل تو اپنے اپنے نوشاہ پر برسون سے مائل تھا مدتون کی حسرتین بھری ہوئی تھین مگر شرم دنیا
نے ہنکارا بڑی مشکل سے بھرنے دیا جب قطب صاحب باہر تشریف لائے تو خواجہ زادے
نوشاہ کی طرف ہوئے اور قطب صاحب نے بعد خطبے کے صیغہ آغاز کیا۔ پہلے عقد سہراب ثانی
کا ملکہ ثریا سے سیمتن کے ساتھ پڑھا گیا بعد اسکے عقد بادشاہ اسلام کا ملکہ کم جاہ کے ساتھ ہوا
اور نکاح سکندر رستم خو کا ملکہ مہ پارہ کے ساتھ پڑھا گیا اور رفیع البخت کا عقد ملکہ ماہ شہسوار کے ساتھ
ہوا جسوقت یہ تمام عقد ہو چکے تو کشتیان نقل و میوہ خلعت وغیرہ کی خواجہ زادون کو دیگئین۔ پیان

رخصت ہوئے ایرج نوجوان نے وہ وہ ہار براتیون کو تقسیم کیے کہ ایسے دو چار ہار دینا مشکل ہے
بدیع الملک کی آنکھین کھل گئین دلمین کہا کہ نہین ایرج نوجوان کو اتنا دولتمند جانتا تھا ایسا
صاحب وصلہ سمجھتا تھا دیکھنا چاہیے کہ جہیز کسقدر ہے غرضکہ مبارک باد دیکر اور انعام لیکر طائفے
بھی رخصت ہو گئے اور یہان بعد جائزہ جہیز ترتیب سے لگایا گیا ہر چند کہ بدیع الملک نے مزدورون
کا بہت بڑا بندوبست کیا تھا مگر اسقدر جہیز تھا کہ مزدور کم پڑے آخر جلوس کم کرکے مزدور بڑھائے
گئے اور برات رخصت ہوئی کھانا بھوجے کا اسقدر تھا کہ وہی کھانا تمام لشکر کو کافی ہو گیا چلتے
وقت رات ہو گئی تھی اسوجہ سے روشنی کا بندوبست کرنا پڑا الحاصل برات مکان پر آئی براتی
رخصت ہوئے دولہا اپنی دولہنون کو لیکر خلوت مین گئے اور ہر ایک وصل سے کامیاب ہوا
بطن سے ان شاہزادیون کے لڑکے پیدا ہوئے ہین کہ ذکر انکا گلستان باختر جلد دوم مین ملیگا
دوسرے روز سب نے غسل کیا شام کو چوتھی کی تیاری ہوئی۔ چوتھی بھی بڑے دھوم دھام سے
قلعہ مین کی گئی آتشبازی اسقدر چھوٹی کہ زبانہ آتش بہار ہو گیا ہوائیان ایسی بنی ہوئی تھین کہ
فلک چھونے کا قصد رکھتی تھین چرخیان تیتری مین اک ہالے کی شکل پیدا کرتی تھین گولون
کی آواز سے قلعہ ہلا جاتا تھا لیکن جسوقت چوتھی کی رسم ادا ہوئی تو اک قیامت تھی سردارون نے
دونون طرف کے وہ چھڑیان چلین اور ترکاریان اچھلین کہ بدیع الملک کو فساد کا خوف ہوا
بس اسی وقت صاحبقران نے درمیان مین آکر اس رسم کو ناتمام چھوڑوا دیا۔ کھانا کھلائی مین
سہراب کو ایرج نوجوان نے طلسم لالہ زار سلیمانی کے سات گنج عنایت کیے اور عزیزون نے بھی
حسب حیثیت دیا سہراب دوشالون مین ٹپ گیا تھا اسیطرح عروس کو بدیع الملک نے اور دیگر
اقربا نے اسقدر زیور مین لاد دیا تھا کہ اٹھنا بیٹھنا دشوار ہو گیا تھا آخر عورتون نے کہا کہ بھٹ پڑے
وہ سونا جس سے ٹوٹین کان۔ یہ کہکر معمولی زیور پہنے دیا باقی کل زیور بڑھایا جب چالون سے
بھی فرصت ہو گئی تو جشن موقوف ہوا دو چار روز آرام لینے کے بعد صاحبقران زمان یعنی شاہزادہ
بدیع الملک نوجوان نے بادشاہ اسلام و دیگر سرداران عالیمقام کے سامنے بلاد کعبہ جانے کا
اظہار کیا یہ کلمہ سنکر رنگ چہرون کے خیال مفارقت صاحبقران سے متغیر ہو گئے بارگاہ مین سناٹا سا
چھا گیا کہ اک مرتبہ جبرئیل بن عادی دروازہ بارگاہ سلیمانی کی طرف سے نمودار ہوا اسطرح کہ آنکھون
سے آنسو جاری سراسیمہ و مضطر بدیع الملک نے فرمایا کیون اے جبرئیل خیریت تو ہے جبرئیل بن
عادی نے عرض کی کہ یا صاحبقران در دریائے فتوت نجم سپہر صولت اسد بن کرب دلاور لباس
فقیرانہ پہنے ہوئے پا پیادہ تشریف لائے ہین صورت اسد عارض کی دیکھکر دل پاش پاش
ہوتا ہے یہ وہی بہادر ہے جسنے طبقے ہلا ہلا دیے ہین کفار جسکے نام سے لرزتے تھے جسکی صورت
دیکھکر شیر کا زہرہ آب ہوتا تھا آج اسکی صورت دیکھکر رونا آتا ہے یہ سنکر بدیع الملک بیتابانہ
اُٹھ کھڑے ہوئے اور سرداران بغرض پیشوائی دوڑے اور اسد کو بعزت تمام بارگاہ مین لائے۔ نظر
اسد کی نورالدہر اور ایرج نوجوان پر جو پڑی پہلے دوڑکر نورالدہر سے لپٹے اور کہا کہ بھائی صاحب
آپ کی نسبت تو یہ خبر مشہور ہوئی تھی کہ دشمن آپ کے ہمراہیان امیر ثانی کے ساتھ بیابان
کاج و باج مین جاگے لیکن شکر ہے اُس خدا کا جسنے ساتھ خیر و عافیت کے بصورت آپکی دکھائی
نورالدہر نے اُس آگ سے بچنے کی صورت اور قید ہونا طلسم نور آگین مین اور رہا کرنا رفیع بخت کا

قید سے سب مفصل بیان کیا۔ ایرج نوجوان نے اپنی سرگذشت سنائی اسد غازی نے اپنی تباہی
سامنے نورالدہر اور ایرج کے بیان کی کہ تین فرزند اسطرح مارے گئے اور تمام رفقا بچپن کے
ساتھی طلسم نہ طاق مین بچھڑ گئے۔ بدیع الملک کو بھی تمام عزیزون اور دوستون کا غم تازہ ہوگیا
رستم ثانی کو خلف انجم طلعت کا داغ تازہ ہوگیا تمام بارگاہ مین کہرام مچ گیا۔ وہ مقام ابھی ابھی
عشرتکدہ بنا ہوا تھا وہ ماتمکدہ ہوگیا عجب دورنگی زمانہ غداری ہے کہ ادھر اسنے کیسکو ہنستے دیکھا
اور اسکے رُلانے کی فکر کی تمام سردارون کی آنکھون سے آنسو جاری تھے اور جن لوگون کے
عزیز قریب بچھڑ گئے تھے وہ تو اسقدر روئے کہ ہچکیان بندھ گئین بہت دیر کے بعد وہ رقت
کم ہوئی تو بدیع الملک نے پوچھا کہ آپ اسطرف کیونکر چلے آئے اور گورغریبان کو کیون تنہا
چھوڑا اسد دلاور نے کہا کہ اے بدیع الملک ہر چند مین نے ان خفتگان عدم کو پکارا مگر
کسی نے جواب بھی نہ دیا مین نے دل مین افسوس کیا کہ مین بھی خانہ کعبہ کیون نہ چلا گیا کہ یہ خاک
وہان کی متبرک خاک مین ملجاتی۔ مگر اسی اثنا مین تمہارے گھر مین ملکہ روشن گہر کے بطن سے
فرزند پیدا ہوا نام اسکا وحید الملک رکھا اسکی پرورش اور تربیت مین میرا غم غلط ہوگیا۔ جب
وہ فرزند ہوشیار ہوا تو ذوق صید وشکار پیدا ہوا مین ایک دم وحید الملک کو تنہا نہ چھوڑتا حتی کہ
شکار پر بھی اس فرزند کے ہمراہ تھا اک مقام پر چند آہو نظر آئے وحید الملک نے آہوؤن کا
تعاقب کیا اور جاتے جاتے نظرون سے غائب ہوگئے۔ مین وحید الملک کی تلاش مین سرگردان
و پریشان بیابانون کی خاک چھانتا ہوا اس مقام پر آپہونچا تو یہان سامان جشن دیکھا دریافت
کرنے سے معلوم ہوا کہ یہان خدا پرست قیام پذیر ہین مجھے حیرت ہوئی کہ وہ ایسے کونسے خدا پرست
ہین جو مصروف عیش ونشاط ہین خدا پرستون پر تو طلسم نہ طاق مین وہ تباہی پڑی ہے کہ کوئی
خدا پرست زندگی بھر مسرور و خوش نہوگا مگر الحمد للہ کہ یہان آکر آپ لوگون کو دیکھا اور غم تازہ
ہوگیا خوشی کے بدلے ملال ہی بڑھا معلوم ہوا کہ اب قسمت مین خوشی نہین رہی ہے کہ ہنسنے
کے مقام پر بھی رونا آتا ہے بقول ذوق رباعی ~ اے ذوق یہ درد دل سے کھونا معلوم + جون لالہ جگر سے داغ
دھونا معلوم + گلزار جہان ہزار پھولے لیکن + اپنے دل کا شگفتہ ہونا معلوم + شاہزادہ بدیع الملک نے
فرمایا کہ آپ وحید الملک کے گم ہونے کا کوئی اندیشہ نفرمائین اسلیے کہ یہ خاندانی بات ہے اکثر ہم لوگون پر ایسی
مصیبت پڑی ہے مگر خداوند عالم نے پھر بحفاظت تمام اپنے عزیزون سے ملایا ہے وحید الملک کا بھی خدا حافظ ہے
اور مین تو اب قصد خانہ کعبہ جانے کا رکھتا ہون اور سرکشان اُحد سے عوض خون امیر اول کا لونگا۔ اور شیرانی
کی بھی کوئی خبر اسوقت تک معلوم نہین ہوئی ہے کہ وہ کس حالت مین ہین اب مجھے بجز انتقام کے نہ اولاد
کا خیال ہے نہ اہل کا دھیان ہے۔ اسد غازی نے کہا کہ اے بدیع الملک اب مجھے بھی اپنے ساتھ
لیتے چلو۔ اسلیے کہ دنیا سے میرا دل بھی ہٹ گیا ہے اب سوا مرجانے کے اور کچھ باقی نہین ہے
یہان مرنے سے وہین جاکر مرنا بہتر ہے کہ مٹی سوارت ہو جائیگی۔ بدیع الملک نے کہا کہ بسم اللہ
آپ تشریف رکھین بالفعل مجھے دو ایک روز مین یہان کا انتظام کرنا ہے اسکے بعد مین چلا چلونگا
اسد غازی نے خیمہ نورالدہر مین قیام کیا ہر چند بدیع الملک نے چاہا کہ انکے واسطے علیحدہ
سامان شاہانہ درست کر دیا جائے مگر اسد غازی نے قبول نکیا اور کہا کہ مین نے بہت دنون
کے بعد بھائی صاحب کو دیکھا ہے اب مین انسے دم بھر کی جدائی پسند نہین کرتا اور مجھے

تکلفات دنیا سے کوئی تعلق باقی نہین رہا ہے۔ بدیع الملک نے غیور زرین علم اور دیگر ساحر
جنھون نے اسوقت تک سحر سے توبہ نہ کی تھی اُن سب کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا سحر اُن سے
چھڑوا دیا بعد اسکے ملکون کی تقسیم شروع ہوئی اسطرح کہ سکندر رستم ذو کو شہر نقش ونگار ملک
آسمانیہ تمام نیرنگ قاف اور دیگر ممالک جو سکندر نے فتح کیے تھے سکندر کے پاس رہے نام
کیے اور جو سردار زیر کردہ سکندر تھے وہ سکندر کے سپرد کیے۔ سہراب بن رستم ثانی کو اسکے
مفتوحہ ملک عنایت کیے اور چند ملک اپنی طرف سے دیے اور رفیع البخت کو طلسم لوتا گین اور
دیگر مقامات جو انھون نے فتح کیے تھے انکو عنایت کیے بعد اسکے کسی کو مداین کسیکو اسمرقند
کسیکو بخارا کسیکو مشتری حصار کسیکو مرصع حصار کسیکو فرنگستان کسیکو ترکستان اسیطرح
تمام ملک تقسیم کرکے سندین اپنی دیدین اور سب کو وصیت کی کہ بعد میرے زمانہ پر آشوب
ہو جائیگا اور کفار کا یورش ہوگا ہر ایک اپنے اپنے ملک سے ہوشیار و باخبر رہے
اور ایک دوسرے کی مدد کرتا رہے بعد اسکے اپنا قائم مقام رستم ثانی کو کیا اور کل فوج کا
افسر کیا اور سکندر رستم ذو کو صاحبقران اوسط کا خطاب دیکر ڈنگل علمشاہ رومی عنایت فرمایا
اور رفیع البخت کو بدیع الزمان کا ڈنگل مرحمت کیا اور ڈنگل نورالدہر سہراب بن رستم کو عطا کیا
باقی تمام سردارون کو حسب مراتب قائممقام سرداران گزشتہ کا کرکے سب کو اطاعت بادشاہ
اسلام کی نسبت بہت کچھ وصیت فرمائی اور بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ آپ یا تو اسی قلعہ
سکندریہ مین رونق افروز رہین یا ملک ایران کا قصد فرمائین کہ وہ ملک قدیم ہے اور یہ جگہ محفوظ
بہت ہے لیکن بانہاے صاحبقرانی بادشاہ اسلام کے سپرد کیے اور عرض کی کہ مالک اس عہدہ
جلیل اور لقب صاحبقرانی کا وہ شخص ہے جو طلسم باطن نہ طاق کو فتح کرے اور اکوان تاجدار
اصل کو مار کر بدلہ خون عزیزان کا لے اور سکندر و رفیع البخت یہ سرا اسی لیجائے اور مالک
بانہاے عیاری اور خطاب شاہ عیاران کا وہ عیار ہے جو ضحاک کو مارے یہ فرما کر قطب
سجادہ نشین کی جانب مخاطب ہوکر ارشاد کیا کہ اب آپ کیا قصد رکھتے ہین قطب سجادہ نشین نے
کہا کہ مین نے بھی یہ قصد کرلیا ہے کہ اپنے قدیمی سجادہ کو آباد کرون اور بقیہ حصہ اپنی عمر عزیز کا
ایک ہی مقام پر بیٹھ کر عبادت رب بے نیاز مین صرف کردون یہ فرما کر قطب نے کہا کہ آپ
کس راستے سے خانہ کعبہ جانے کا قصد رکھتے ہین۔ بدیع الملک نے کہا کہ مجھے وصیت
امیر ثانی کا بہت بڑا خیال ہے غرضی روشن بخت کی میرے پاس مع سفارش امیر ثانی آئی
ہے مین بھی بیابان کاج وباج کی طرف سے ہوتا ہوا اور روشن بخت سے ملتا ہوا خانہ کعبہ
کی سمت جاؤنگا قطب سجادہ نشین نے فرمایا کہ آپ بیابان کاج وباج کی حقیقت سے آگاہ
نہین ہین اس بیابان کو خبر انداز جادو نے سحر بند کیا ہے دیکھنے مین وہ بیابان ہولناک وحشت خیز
نہین ہے مگر ذرہ ذرہ وہانکا خرمن جان کے واسطے برق جہندہ سے زیادہ ہے جسوقت کوئی لشکر
اندر اس بیابان کے داخل ہوگا مثل لشکر امیر ثانی کے صحرا مین آگ لگجائیگی اور سب جلجائینگے
لہذا یہ انگشتر اپنے پاس رکھیے اور ایک پرچہ جس پر اسم لکھا ہوا دیا کہ اسے یاد کر لیجیے جسوقت بیابان
کاج وباج کی سرحد مین پہونچیے گا تو لشکر کو پیچھے چھوڑ دیجیے گا اور آپ تنہا اس بیابان مین جاکر یہ اسم
اکیس مرتبہ پڑھکر نگینہ انگشتر پر دم کر دیجیے گا فوراً نگینے مین ایک قسم کی روشنی پیدا ہوگی جس عکس

نگینے کا بیابان پر ڈلینے گا فوراً آگ لگجائیگی اور صحرا جلنے لگیگا اور شور فریاد و فغان بلند ہوگا بعد
تمام صحرا کے جل جانے کے وہی شعلہ جاکر کوہ مصفا پر گریگا اور تیر انداز جادو کو مع اُسکے لشکر کے
جلاکر خاک سیاہ کردیگا ہرچند وہ ساحر اس شعلہ جانفزا کو روکینگے مگر کسی کے روکے نہ رکیگا اور راستہ
صاف ہوجائیگا اُسوقت آپ باطمینان تمام اسی راستہ سے اپنے لشکر کو لیکر نکل جائیے گا میں نے
آپ ہی کے خیال سے یہ انگوٹھی بڑی محنت و مشقت کے ساتھ اک مدت میں تیار کی ہے۔ شاہزادہ
بدیع الملک نے قطب صاحب کا شکریہ ادا کیا اور وہ انگشتری لیکر پہن لی اسم کو یاد کرلیا اور پرچہ بھی
احتیاطاً جیب میں رکھ لیا۔ بعد اسکے قطب صاحب بدیع الملک سے رخصت ہوکر طرف باغ
فیروزہ نگار کے مع الماس جنی و جواہر جنی روانہ ہوگئے اور یہاں بدیع الملک نے سامان کوچ
کی درستی کا حکم دیا تیاری ہونے لگی اور عرضیاں سرداروں کی معیت سفر کے واسطے گذرنے لگیں
تین روز میں بارہ سو عرضیاں گزریں اس مضمون کی کہ ہم بھی ہمراہ رکاب سعادت انتساب میں
اور طرف خانہ کعبہ کے چلینگے چونکہ راہ نیک تھی بدیع الملک نے ہر عرضی کو منظور کرلیا۔ جب
تیسرے روز سامان سفر درست ہوگیا چھکڑے غلے کے بار ہوگئے بارگاہ سفری کا انبار کرلیا گیا
اور سرداروں نے بھی چھوٹے چھوٹے خیمے اور چھولداریاں ساتھ لے لیں داخل محل ہوئے
تمام عورتوں نے آکر گھیر لیا گریہ و زاری سے شور محشر برپا ہوا عورتیں دامن بدیع الملک سے
لپٹی ہوئی تھیں خصوصاً فریاے سیتمن کسی طرح نہ چھوڑتی تھی اور کہتی تھی کہ مجھے بھی ساتھ لے چلیے
بعد آپ کے یہ اشتیاق کسی سے ظہور میں نہ آئیگا۔ بدیع الملک نے سبکو سمجھا بجھا کر اور تسلی
تشفی کرکے رخصت کیا امام ضامن کہنی سے شانے تک بندھے ہوئے تھے جو لوگ عزیزان
قریب سے ساتھ جانے والے تھے مثل ایرج و نورالدہر و اسفندیار گیلانی فرامرز عاد مغربی
ہاشم تینوں شاہزادہ طرطوس بہادر سب اپنی اپنی ناموسی سے مل رہے تھے ایرج و نورالدہر
و اسفندیار و ہاشم کہ یہ سب کے بزرگ تھے ایک ایک کو گلے لگاکر تسلی دے رہے تھے
اسد غازی کی صورت ایک ایک کو رلاتی تھی دیر تک ہنگامہ برپا رہا آخر یہ لوگ بمشکل باہر آئے
عورتیں روتی اور پیٹتی دروازہ تک آئیں یہ معلوم ہوا کہ جنازہ گھر سے نکل گیا۔ بدیع الملک بادشاہ
سے ملنے کو بڑھے بادشاہ اسلام نے سواری طلب کی۔ بدیع الملک نے منع کیا کہ حضور زحمت
نہ فرمائیں لیکن بادشاہ نے گوارا نکیا اور ساتھ بدیع الملک کے چلنے کو تیار ہوگئے ساتھ بادشاہ
اسلام کے سب سردار اٹھ کھڑے ہوئے۔ بدیع الملک سوار ہوئے اور بارہ سو آدمی کمریں باندھے
ہوئے ساتھ بدیع الملک کے چلے ایک فرسخ تک بادشاہ اسلام پہونچانے کو آئے آخر بدیع الملک
نے قسمیں دیکر بادشاہ کو رخصت کیا چند سردار ہمراہ بادشاہ اسلام واپس آئے۔ عجب اداسی
بادشاہ اسلام کے چہرہ سے ظاہر تھی اور تمام سردار بھی گردنیں جھکائے ہوئے چپکے چلے آتے
تھے اُدھر جو سردار کہ ہمراہ بدیع الملک کے پہونچانے کی غرض سے گئے تھے کوئی دو فرسخ سے
رخصت ہوکر واپس ہوا کوئی تین فرسخ سے اسی طرح سب سردار واپس ہوئے لیکن پانچ فرسخ
تک سکندر رستم جو ساتھ گیا اور سات فرسخ تک شاہزادہ رفیع البخت اور سہراب ساتھ سے جدا
ہوئے آخر بدیع الملک نے قسمیں دیکر انکو بھی رخصت کیا۔ اب بدیع الملک تو طے مراحل و قطع
منازل کرتے ہوئے طرف خانہ کعبہ کے جارہے ہیں لیکن بادشاہ اسلام اور دیگر سرداران کی مقام

جو بدیع الملک کو رخصت کرکے آئے تو نہایت پریشان تھے اگرچہ بانجزار پانچسو پچپن سردارون
مین سے صرف بارہ سو کم ہو گئے تھے مگر انہوں نے سنے صاحبقران تھے عجب اداسی بارگاہ پر چھائی
ہوئی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی لوٹ لیگیا۔ اگرچہ اکثر ایسا ہوا کیا کہ برسوں صاحبقران بادشاہ
جدا رہے ہین مگر ایسی اداسی بارگاہ پر کبھی نہ تھی اسی رنج والم مین قریب پندرہ روز کے گزرے
آخر سکندر رستم نو نے یہ خیال کیا کہ بیکار بیٹھے رہنے سے کیا فائدہ۔ صاحبقران یہ شرط کر گئے ہین
کہ جو شخص طلسم نہ طاق باطن کو توڑکر اکوان اصلی کو مارے وہ صاحبقران ہے لہذا جلکر فتحی طلسم کی
فکر کرنا چاہیے یہ سوچ کر بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ مفارقت صاحبقران سے اسقدر طبیعت پریشان
ہے کہ بارگاہ مین دل نہین لگتا لہذا اگر اجازت ہو تو مین دو چار روز کے واسطے بغرض صید و شکار
یہان سے چلا جاؤن انشاء اللہ بہت جلد حاضر خدمت ہونگا۔ بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ آپ ہی
دو چار آدمیون کی وجہ سے گونہ تسلی ہے ورنہ مین بھی پریشان ہونگا سکندر رستم نو نے عرض کی کہ
حضور بھی صید و شکار مین دل بہلائین۔ رفیع البخت و سہراب نے بھی یہی کہا۔ بادشاہ نے
تیاری شکار کا حکم دیا اسیوقت قراول اور سقاول حاضر ہو گئے جانوران شکاری باز جرہ بحری
وغیرہ پرندون مین اور شکاری کتے وغیرہ چوپایون مین سب سامان درست ہو گیا۔ بادشاہ اسلام
مع چند سرداران عالیمقام کوچ کر کے طرف صحرا کے بقصد صید و شکار روانہ ہوئے چلتے چلتے
اک صحرائے پربہار مین پہونچے بادشاہ نے جگہ پسند کر کے خیمہ نصب کرایا رات بھر آرام لیا صبح
برائے صید و شکار نکلے پہلے پرندون کا شکار ہوا کیا بعد اسکے تلاش آہو وغیرہ مین چلے۔ جاتے
جاتے اک مقام پر غول آہوؤن کا نظر آیا شاہزادہ سکندر رستم نو اور رفیع البخت اور سہراب بن
رستم ثانی اور علقمہ بن جمہور وغیرہ ساتھ تھے چونکہ آہو بھی دس بارہ تھے ان سب شاہزادون
نے آہوؤن کے تعاقب مین گھوڑے ڈالے علقمہ اور سہراب اور رفیع البخت نے تو اپنے آہو
کو صید کر کے ذبح کیا اور پلٹ کر خدمت مین بادشاہ لشکر اسلام کے حاضر ہوئے لیکن سکندر رستم نو
کو در اصل شکار تو مقصود نہ تھا بلکہ علیحدگی اختیار کر کے تلاش طلسم باطن نہ طاق جانا تھا
بس یہ تعاقب آہو کے سلسلے سے نکلے ہی چلے گئے آہو کو تیر بھی نہ مارا آہو تو اک مقام پر جاکے
غائب ہو گیا اور یہ گھوڑا اڑائے ہوئے کئی کوس تک نکلے چلے گئے تمام دن رہروی مین گزرا
شام کو اک چشمہ آب کے قریب پہونچ کر گھوڑے سے اترے چشمہ سے منھ ہاتھ دھویا نماز
پڑھی گھوڑے کو دانہ نکال کر چرنے کے واسطے چھوڑ دیا جب وقت نماز مغرب کا ہوا تو فریضہ
مغرب و عشا کو ادا کر کے پروردگار عالم پر تکیہ کیا اور اسی مقام پر سو رہے انکو خواب چھوڑ کے
یہان بادشاہ اسلام نے تمام دن سکندر رستم نو کا انتظار کیا جب شام ہو گئی تو بادشاہ کو پریشانی
ہوئی رات تو اسی طرح گزاری صبح کو ہرکارون کو تلاش سکندر رستم نو روانہ کیا سہراب بن رستم
اور شاہزادہ رفیع البخت نے عرض کی کہ اگر ہمین اجازت ہو تو ہم بھی جاکر سکندر رستم نو کو تلاش
کرین بادشاہ اسلام نے اجازت دی رفیع البخت اور سہراب تلاش سکندر رستم نو روانہ ہو گئے
دو دو چار چار کوس تک برابر گھوڑا اپنے چلے گئے مگر کہین پتا بھی نہ پایا۔ شام تک حیران و
سرگردان رہے رات ہو گئی ملنے کا وقت بھی نہ رہا رات کسی درخت کے نیچے گزاری صبح کو کچھ لوگ
ایک سمت سے آتے دکھائی دیے۔ رفیع البخت نے ان لوگون کو سکندر کے لباس دم کب کا

پتا دیگر پوچھا اُنھون نے بیان کیا کہ ہان اس لباس کا ایک شخص کل ہمکو ملا تھا اور طلسم باطن
زنطاق کا پتہ پوچھتا چلا جاتا تھا۔ یہ سنکر سہراب ثانی نے رفیع البخت سے کہا کہ کیا رائے ہے
رفیع البخت نے کہا کہ یہی چلکر بادشاہ اسلام سے بیان کر دیجئے جو شخص خود ہی نہ پھر اُسکی تلاش بیکار ہی
کھوئے ہوئے کو ڈھونڈھتے ہین فرض کرو کہ سکندر سے ملاقات بھی ہوگئی تو کیا ہوگا جب اُنکا قصد
اُدھر جانے کا ہی تو اِدھر آنے سے ضرور انکار کرینگے۔ یہ سنکر سہراب نے کہا کہ آپ بھی اپنے
دادا صاحب کے سیدھے مزاج کے آدمی ہین آپ کو یاد نہین کہ آپ کے والد ماجد صاحبقران ثانی
چلتے وقت بادشاہ لشکر اسلام سے یہ بات فرما گئے ہین کہ جو شخص زنطاق باطن کو فتح کرے وہ صاحبقران
رابع اور میرا جانشین ہی اُسی کو بانہاے صاحبقرانی دینی چاہیے اسی بنا پر بہانۂ شکار سکندر
نے علیحدگی اختیار کی اور تلاش زنطاق باطن روانہ ہوے ہین ہم لوگ جس کام کا ارادہ کرتے
ہین اُسمین خدا مدد کرتا ہی اگر سکندر نے طلسم باطن فتح کر لیا تو وہ صاحبقران ہو جاینگے لہذا اب
آپ بھی چلکر طلسم باطن کی تلاش کیجیے اگر آپ ہی افتتاح طلسم اور قتل اکوان تاجدار مین کامیاب
ہوگئے تو پھر سکندر دعویدار صاحبقرانی نہو سکیگا۔ یہ سنکر رفیع البخت نے سہراب کو گلے سے
لگا لیا اور کہا اے برادر مین واللہ اس چال کو سکندر کی نہ سمجھا تھا اب ہمارا بھی پلٹنا بیکار ہی
ورنہ پھر بادشاہ سے اجازت ملنا دشوار ہو جائیگی لہذا اب مناسب یہی ہی کہ اسی طرف سے
تلاش طلسم باطن ہم تم بھی روانہ ہون۔ یہ مشورہ کرکے یہ دونون بھی پتا طلسم باطن کا پوچھتے ہوے
روانہ ہوے۔ بادشاہ اسلام نے کئی روز تک انتظار کیا جب سہراب اور رفیع البخت بھی نہ پھرے
تو مجبور ہو کر بادشاہ اسلام شکارگاہ سے واپس ہو کر داخل قلعہ اسکندریہ ہوے اب بادشاہ
اسلام کو تو قلعۂ سکندریہ مین مقیم چھوڑا جاتا ہی اور سکندر و سہراب و رفیع البخت کو تلاش
طلسم باطن مین مصروف رکھکر اول

چند کلمے داستان بربادی نشان پرستان کے بیان کیے جاتے ہین

مخمس

نگاہ آنکھ سے اے یار ماہرو نکلے — کہ میرے سینے سے دل بہر جستجو نکلے
تری تلاش مین جو چاہے چار سو نکلے — ہجوم شوق مین جب دل کی آرزو نکلے
کریدہ کعبہ کا آلتون یہان بھی تو نکلے

سنا ہی لوگون سے سودے کی میرے شدت کو — تو دانہی آنکھ سے دیکھینگے اُسکی صورت کو
خدا ہی رکھیگا پوشیدہ راز الفت کو — وہ آسکے ہین مرے گھر امتحان وحشت کو
خدا کرے وہ کہین جیب مین رفو نکلے

تجھی کو دیکھون دم نزع آہ بھرتے وقت — تو ہی ہو پیش نظر جان سے گزرتے وقت
تو ہی ہو سامنے تربت مین بھی اُترتے وقت — یہی ہی خواہش دل ہر گھڑی کہ مرتے وقت
تڑپ تڑپ کے یہ دم تیرے روبرو نکلے

یہ آرزو ہی کہ رد ہو ترا مرے رو پر — جبین جبین ہو ابرو ہو یار ابرو پر +
کہان نصیب جو پہلو ہو تیرا پہلو پر — بجل کے سر تو کبھی رکھ دے میرے زانو پر

نہ کچھ تو اس ترے بیکس کی آرزو نکلے

ذرا کاٹ مری اسے خالق صمد کرنا — کوئی عجب نہ وہ جو اگر راہ مین تو رد کرنا
بچھ اسکے ساتھ بھی اے آہ تو بھی کد کرنا — چلا ہوں اس طرف اے جذب دل مدد کرنا

کہ گھر سے وہ بھی ذرا بہر جستجو نکلے

بجا ہے غصہ مرا اپنے قلب مضطر پر — یہ لایا چاہتا ہے شفقت کی بلا سر پر
کہیں یہ راز نہ کھل جائے میرے دلبر پر — خدا سے ڈر کی خواہش ہے یار کے در پر

ستم ہے ہو اگر اس دم وہ تند خو نکلے

جمال اپنا دکھائیگا کون بت آ کر — دلون کو کر دیا بسمل بھی جسکے تڑپا کر
اذان سے کے پردے مین کرتے ہین نالے جلا کر — حرم مین کسکی یہ آمد ہوئی کہ گھبرا کر

طواف کرنے کو زاہد سے وضو نکلے

فراق دوست مین جی کھونے والے کو دیکھا — غم و ملال مین خوش ہونے والے کو دیکھا
فرو را شکون سے منہ دھونے والے کو دیکھا — زرا زرا سا ہر اک رونے والے کو دیکھا

جو میری آنکھ سے دل کا کبھی لہو نکلے

وہ بھید کھل گئے حضرت کے سب جدائی پر — غرور تھا بس اسی زہد کی کمائی پر
ہنسے تھے یاس کی تم طاعت ریائی پر — تمہین تو ناز تھے تو اب پارسائی پر

تمہارے گھر سے تو کئی سبو نکلے

سرگشتگان وادی بربادی و بادیہ پیمایان حسرت و نامرادی زبان خامہ غم کو کاٹ اندوہ رقم خالی قرطاس مصیبت افسوس پر یون خونفشانی کرتے ہین کہ جسوقت سلیمان اعظم اور سلیمان کوچک بھی ہمراہ سکندر رستم خو کے جانب پردۂ دنیا روانہ ہوے تو دیوان کفار کا زور اور بھی بڑھا دیوان کینہ پرور نے یہ خبر دیو دستواس کو پہونچائی کہ جن سرکشون کے ہاتھ سے سرکشان قاف مارے گئے دین خداوند ابلیس برباد ہوا۔ اب اُنسے پرستان خالی ہے اول تو دیو آتشبار نے کوہ مردار پر پہونچکر تمام روۓ سار قاف کا خاتمہ کر دیا کہ وہ دزد حرص تھا اور تمام خدا پرست کوہ مردار پر موجود تھے بعد اسکے دیو آتشبار سکندر رستم خو کے ہاتھ سے مارا گیا سلیمان اعظم و سلیمان کوچک ہمراہی سکندر جانب پردۂ دنیا روانہ ہو گئے اس سے بہتر موقع نہ ملیگا چلکر خدا پرستون کے ملکون پر قبضہ کیجیے اور دین ابلیس کو رواج دیجیے کہ اب یہ دین بالکل نیست نابود ہوا جاتا ہے۔ یہ سنکر دیو دستواس نہایت خوش ہوا اور اپنے سپہ سالار دیو شنکل آہن شاخ کو بلا کر اس سے مشورت کی دیو شنکل نے کہا کہ اے بادشاہ آپکے ملک سے بارہ فرسخ پر جو اک کوہ سیاہ ہے اسپر اک بت خداوند ابلیس کا مدت سے بنا ہوا ہے اور وہ ہم سب ابلیس پرستون کی پرستش گاہ قدیم ہے سنتا ہے کہ اسکے دہان سے مجاورون کو خداوند نے آگاہ کیا ہے کہ ہم آج ہی سے روز مہینہ بھر کے بعد اس بت مین حلول کرینگے اور کچھ احکام اپنے بندون کی بہبودی کے لیے نافذ کرینگے لہذا جسقدر ابلیس پرست پردۂ قاف مین ہین وہ سب روز معینہ پر جمع ہو کر اُن احکام کو سنین اور اُسپر عمل کرین کہ اُنکے حق مین بہت بہتر ہوگا اور وہ دن بہت قریب ہے دیو دستواس نے کہا کہ ضرور چلکر احکام خداوند ابلیس کو سننا چاہیے اور کچھ

اسپر عمل کرنا چاہیے کہدو کہ لشکر ہمارا تیار ہوا اور پیش خیمہ طرف کوہ سیاہ کے روانہ ہو۔ حسب الحکم
دیو وسواس ایک لاکھ دیو تیار ہوئے اور دوسرے روز دیو شنگل پیش خیمہ لیکر آگے روانہ
ہوا اور بعد اسکے چند دیووں سے دیو وسواس بھی روانہ ہوا تیسرے روز کوہ سیاہ پر پہونچے
تو دیکھا کہ تمام قاف کے دیووں کا مجمع ہے پھول بت پر اسقدر چڑھائے گئے ہیں کہ تصویر ابلیس
کی بنگلے تک چھپ گئی ہے۔ دیو وسواس کو شنگل خیمہ میں آنے کی جگہ ملی جب دوسرا روز ہوا تو تمام دیو
گرد اسکی تصویر آہنی کے جمع ہوئے اور طریقہ بت پرستش کو ادا کیا اسوقت تصویر میں سے آواز
پیدا ہوئی کہ اے بندگان من آگاہ ہو کہ تم لوگوں پر خدا پرستوں نے بڑے ظلم کیے تھے لہذا
ہمنے انکو تباہ و برباد کر دیا اب تم سب ملکر ایک ہو جاؤ اور دیو وسواس کو بادشاہ اپنا سمجھو اور
فوج کشی کر کے گلستان ارم کوہ بہار کوہ مروارید ان تمام مقامات پر قبضہ کر لو اور اپنا عمل
کرو اگر کوئی خدا پرست خروج کرے تو تم سب ملکر لڑو اور اب کسیکو اتنی مہلت نہ دو
کہ وہ قوت و شوکت پیدا کرے پھر تم پر غلبہ حاصل کر سکے اور باطنی مدد تمھاری ہم خود کرینگے اور یہ
دیو ہماری حفاظت کو اسی مقام پر رہیں کہ کوئی خدا پرست یہاں آکر بے ادبی و گستاخی نہ کرے
یہ سنکر تمام دیو باری باری دیو وسواس کے پاس آئے اور حلقہ اطاعت کان میں ڈالا اور
کہا کہ ہم آپ کا ساتھ دینے کو موجود ہیں چونکہ دیو وسواس بادشاہت کے طریقوں سے آگاہ
تھا اسنے دیوان زبردست کو منتخب کر کے علحدہ کر لیا اور باقی دیوؤں کو تعلیم جنگ کے بعد
ہزار ہزار دس دس ہزار پر ایک ایک دیو کو حسب مراتب افسر کر کے لشکر مرتب کیا اور ممالک
خدا پرستان کی طرف مناسب تجویز کر فوج روانہ کرنا شروع کی۔ دیو کلکال کو مع چالیس ہزار
دیوان زبردست کے طرف کوہ بہار کے روانہ کیا اور حکومت وہاں کی اسی کے نام کر دی
اور دیو اقرس کو ساٹھ ہزار دیوؤں سے گلستان ارم کی بربادی کے واسطے بھیجا اور دیو قرلیس
کو بیس ہزار دیووں سے شہر نقش و نگار کی سمت روانہ کیا اور دیو خرطوم کو بیس ہزار دیو ساتھ
کر کے ملک صدف پریزاد کی طرف روانہ کیا اور دیو قلماق کو پچاس ہزار دیو سے طرف ملک
مہرزاد و گہرزاد کے بھیجا اور دیو شنشکل آہن شاخ کو اسّی ہزار دیو ساتھ کر کے طرف کوہ مروارید کے
روانہ کیا اور دیو ستارہ کو دس ہزار دیووں سے طرف کوہ سراندیپ کے برائے بربادی قبر
جناب آدم علیہ السلام روانہ کر دیا چونکہ یہ تمام مقامات پہلے ہی برباد ہو چکے تھے افسر مارے
جا چکے تھے ملک بے بادشاہ خراب ہو رہے تھے ہر دیو نے آکر آسانی سے مقامات مذکورہ پر
قبضہ کر لیا جو لوگ رعایا برایا میں سے ان مقامات پر موجود تھے انھوں نے مذہب کو چھپایا اور
جو امرا و رؤسا تھے وہ بھاگ کر جنگلوں میں ساکن ہوئے۔ غرضکہ پردۂ قاف میں ابلیس
پرستوں کا عمل ہو گیا اور جو گنتی کے خدا پرست باقی تھے وہ بھی جنگلوں میں تباہ ہونے لگے
بعض بگوشہ دنیا کی جانب روانہ ہوئے کہ کسی معاون و مددگار کو لائیں تو ان دیوؤں کی سرکوبی
اچھی طرح سے ہو اب

چند کلمے داستان سلیمان اعظم و سلیمان کوچک کے سُنیے

کہ یہ جو قلعہ سکندریہ سے پلٹ کر پردہ قاف کی طرف چلے تو انھیں خیال آیا کہ کوہ سراندیپ کے

راستے سے چلنا مناسب ہی کہ قبر جناب آدم پر فاتحہ خوانی کرتے چلیں یہ سوچ کر اپنے دیوون کو
اس ارادہ سے آگاہ کیا۔ دیو جانب کوہ سراندیپ روانہ ہوے ہنوز قریب کوہ کے نہ پہونچے
تھے کہ دیکھا جنگل مین کچھ لوگ جھوپڑیان ڈالے ہوے پڑے ہین سلیمان اعظم کو خیال ہوا
کہ ابھی تھوڑے دن ہوے جو اسی طرف سے ہم آئے تھے تو یہ صحرا بالکل سنسان تھا بو
انسان نہ آتی تھی آج یہان بنجارون کی ایسی جھوپڑیان دکھائی دیتی ہین حالات یہان کے
دریافت کرنا چاہیے چنانچہ دیو جندک بن تندک کو براے دریافت حال روانہ کیا دیو جندک
صورت انسانون کی بنکر قریب اُن جھوپڑیون کے گیا اور اُن لوگون سے دریافت کیا کہ تم
کہان کے رہنے والے ہو اور یہان کس غرض سے قیام اختیار کیا ہی اُن لوگون نے بیان
کیا کہ اے شخص تجھسے کیا بیان کرین انقلاب فلک کے تماشے دیکھ رہے ہین ابھی کل کی بات
ہی کہ اسی کوہ سراندیپ پر آکر سکندر نے ایسی تلوار برسائی تھی کہ دیوان کفار کو بھاگتے رستہ
نہ ملتا تھا آج وہ وقت ہی کہ پھر دیوان کفار نے یورش کرکے کوہ پر قبضہ کر لیا اور ہم لوگ بھاگ
کر اس ویران مقام پر آباد ہوے یہان بھی دیوون کے ہاتھ سے مفر نہین ہے کہ جو دیو ادھر
نکل آتا ہی دس بیس انسانون کو کھا جاتا ہی افسوس کہ اہل اسلام پر عجب تباہی ہی صاحبقران
وقت خدا جانے کس خواب غفلت مین ہین کہ اُنکو کسی کی خبر نہین کہ دنیا مین کیا ہو رہا ہی دیو جندک
نے یہ حالات مفصل دریافت کرکے سلیمان اعظم سے بیان کیا سلیمان اعظم کو یہ سُنکر کمال صدمہ
ہوا اور اُسی وقت دیو جندک کو کوہ سراندیپ پر پاس دیو منارہ کے بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ اے
دیو منارہ اگر خیریت اپنی چاہتا ہی تو ہاتھ باندھ کر خدمت مین حاضر ہو اور دین ابلیس پرستی
ترک کر معبود حقیقی کو پہچان اور اُسی کو سجدہ کر کہ دنیا و عقبیٰ دونون بخیر ہون مین تیری حکومت
اس مقام پر قائم رہنے دونگا بلکہ اور ملک بھی تجھے دونگا اور اگر خلاف اسکے کریگا تو قسم ہی
روح حمزہ صاحبقران کی کہ تجھے اسطرح مارونگا کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ
کرینگے جسوقت یہ پیام سلیمان اعظم کا دیو جندک نے دیو منارہ کو پہونچایا تو دیو منارہ بہت
ہنسا اور کہا کہ کہدینا اُس آدم زادے سے کہ ع - دور مجنون گذشت نوبت ماست ۱۴ اب
وہ وقت گیا کہ تمہارا ڈنکا قاف مین بجے اب خداوند ابلیس نے ہماری مدد پر کمر باندھی ہی
تمام کوہ قاف پر ابلیس پرستون کا قبضہ ہوگیا اور نام کو بھی کوئی خدا پرست باقی نہین رہا
بہتر یہ ہی کہ اب سکونت کوہ قاف سے ہاتھ اُٹھاؤ اور جاکر پردۂ دنیا مین قیام کرو ورنہ جو حال
کوہ مروارید پر دیو آتشبار کا کیا تھا وہی حال تمہارا ہوگا۔ دیو جندک نے یہ جواب دیو
منارہ کا سامنے سلیمان اعظم کے بیان کیا۔ سلیمان اعظم نے کہا جاکے کہدو اُس ملعون سے
کہ طبل جنگ بجوانے مین ہر طرح پر اُسکی گوشمالی کو موجود ہون اگر خدا ہمارا مدد گار رہا تو تمام ہی قاف
سے علمداری ان ابلیس پرستون کی اُٹھا دینگے اور اگر قضا ہمکو واپس لائی ہی تو اپنے والد
ماجد سے جا کر ملینگے جسوقت دیو منارہ کو معلوم ہوا کہ سلیمان اعظم آمادہ فساد ہین تو دیو منارہ نے
لشکر اپنا کوہ سراندیپ سے نیچے اُتارا اور طبل جنگ بجوا دیا ادھر سلیمان اعظم نے نقارہ
رزمی بجوا دیا دونون لشکرون مین تیاری جنگ کی ہونے لگی تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی
صبح کو سلیمان اعظم اور سلیمان کوچک فریضہ سحری کو ادا کرکے آلات جنگ تن پر آراستہ کرکے

میدان مین آئے کوئی پندرہ ہزار دیو انکے ہمراہ بھی تھے اُدھر سے دیو منارہ نکلا دس ہزار دیو اسکے
ہمراہ بھی تھے دیو منارہ وار شمشاد بگڑے ہوئے میدان مین آیا اور پکارا کہ معلوم ہوا قضا تمھاری
تمکو گھیر کر یہان لائی ہے آؤ جسے میدان مین آنا ہو۔ یہ سُنکر سلیمان کوچک نے سلیمان اعظم سے
اجازت طلب کی اور سامنے دیو منارہ کے آئے دیو منارہ نے عمود شمشاد کا وار کیا۔ سلیمان
کوچک نے وار اُسکا خالی دیا وار زمین پر پڑے تحت الثریٰ تک گرد بلند ہوا دیو منارہ ضرب کی جھونک مین
سامنے آیا بس سلیمان کوچک نے پہلو پر آکر عین بیاض گردن کو تاک کر جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا
تو سر دیو منارہ کا مثل گیند کے علیحدہ گرا۔ اور جسم مثل منارہ کے بلند ہو کر منہدم ہوا گویا منارہ کفر
کو گرا دیا ابلیس پرستون نے جو دیکھا کہ مالک ہمارا مارا گیا سب کے سب دوڑ پڑے کہ مار لو اسے
غضب کیا اسنے کہ ہمارے افسر کو مارا ادھر سلیمان اعظم اپنے دیوون کو لیکر بڑھے جنگ مغلوبہ
ہوئی دیوون مین گرز چلنے لگے کسیکی شاخ ٹوٹی کسیکا شانہ نشانہ ہوا کسیکا مغز پاش پاش ہوگیا
جو دیو گرا گویا اک درخت بزرگ ٹوٹ پڑا پہر بہر کامل جنگ ہوئی پانچ ہزار دیوان کفار مارے گئے
اور دو ہزار دیوان مسلم کام آئے سلیمان اعظم اور سلیمان کوچک نے کشتون کے پشتے لاشون
کے انبار لگا دیے آخر کو دیوون نے شور امان بلند کیا سلیمان اعظم نے فرمایا کہ امان بشرط ایمان
اسنے قبول کیا جنگ موقوف ہوئی لاشین دیوون کی سلیمان اعظم نے اٹھوا کر سمندر مین پھنکوا دین
اور اپنی جانب سے اک دیو کو یہان کا حاکم کر کے پانچ ہزار دیو اسکے محکوم کیے اور جو لوگ یہان سے
اُجڑ گئے تھے اُنکو پہر بسایا اک دروازہ بلند تعمیر کرایا اور اُسمین سر دیو منارہ کا لٹکوا کر آپ کوچ
کر کے آگے روانہ ہوئے جاتے جاتے سرحد پرستان مین سے کچھ راہ طے کی ہوگی کہ اک کوہ پر
کچھ مجمع دیکھا خیمے اور چھولداریان وغیرہ استادہ تھین زیر کوہ اک بہت بڑی فوج دیوون کی
خیمہ زن تھی سلیمان اعظم نے اپنے دیوون مین سے اک دیو کو بھیجا کہ جاکر خبر لا کہ کوہ پر کون لوگ
ہین اور زیر کوہ کسکا لشکر ہے اور کیا معاملہ ہے دیو گیا اور بعد دریافت حال آکر عرض کی کہ بالاے کوہ
بادشاہ شہر نقش ونگار ہے اور زیر کوہ لشکر دیو فرہیس ابلیس پرست کا اُترا ہوا ہے پشت پر اس کوہ
کے شہر نقش ونگار واقع ہوا ہے سنا ہے کہ نگار تاجدار اس بادشاہ کا نام ہے اور یہ سالا جوتا ہے
سکندر رستم خو کا۔ ابلیس پرستون سے پیام وسلام ہوتے رہے آخر تصفیہ ہوا اور جنگ کی ٹھہری
یقین ہے کہ آج کوس حربی بجے گا یہ سنکر سلیمان اعظم نے بھی اپنے لشکر کو اسی مقام پر اُترنے کا
حکم دیا اور خیمہ برپا کر کے قیام پذیر ہوئے شام ہوتے ہی لشکر ابلیس پرستان مین کوس حربی
بجا اُدھر کوہ پر سے بھی آواز طبل جنگ بلند ہوئی چونکہ سلیمان اعظم نے اپنا لشکر دور [illegible]
لہذا طبل نہین بجوایا اور شب کو آرام کیا صبح کو ہرکارے روانہ کیے کہ دمبدم کی خبر دیتے رہین اور
مسلح ہوکر گھوڑے پر سوار لدوا دیا وہان صبح کو دیو فرہیس بیس ہزار دیوون سے میدان مین آکر
صف آرا ہوا۔ اُس طرف سے لشکر نگار تاجدار کا آکر صف آرا ہوا پہلے چبرداروں نے نکل کر
جھاڑی جھنڈے کاٹ کر میدان کو مثل آئینے کے ہموار کیا بعد اسکے بیلدارون نے پستی و بلندی
زمین کو درست کیا سقون نے آبپاشی کر کے گرد کو بٹھایا جس وقت میدان تیار ہوگیا تو دیو حریص
برادر دیو فرہیس میدان مین آیا اور پکارا کہ اے ساکنان شہر نقش ونگار آگاہ ہو کہ اب خداوند
ابلیس نے در پردہ خروج کیا ہے اور ہم لوگ اُسی کے حکم سے اسکا دین پھیلانے کو نکلے ہین بہتر ہو

کہ تم لوگ بھی اپنے خداوند قدیم کو نہ چھوڑو یہ جو دین جدید تمنے خداپرستوں کے دباؤ سے اختیار
کرلیا تھا اس سے ہاتھ اٹھاؤ ورنہ جان بھی جائیگی اور ملک ومال بھی دوسروں کے قبضہ میں
آجائیگا یہ سنکر توحید پریزاد کہ سالار لشکر تھا میدان میں آیا اور فریص کو بہت برا کہا اور ابلیس
ملعون پر لعنت کی بس دیو حریص نے غصہ میں آکر زنگولہ زنجیر بند مارا کہ توحید پریزاد شہید ہوا
دیو حریص نے پھر مبارز طلب کیا مہران پریزاد مقابلے کو آیا ایک ضرب میں یہ بھی مارا گیا جو
دو چار افسران فوج نگار تاجدار کے تھے وہ مارے گئے۔ اب حریص نے مبارز طلب کرنا
شروع کیا لشکر نگار تاجدار میں برا بند ہو گیا کوئی واسطے مقابلے کے نہ نکلتا تھا اُس وقت
دیو حریص نے کہا کہ اب اگر کوئی نہ نکلیگا تو میں خود آتا ہوں اسپر بھی کوئی نہ نکلا اُس وقت
دیو حریص نے سب فوج کو ساتھ لیا اور لشکر کفار تاجدار پر حملہ کیا بہت سے خیرخواہ بادشاہ
لیکر کوہ پر چڑھ گئے جو لوگ کوہ پر نہ جاسکے دوڑے اور مارے گئے اب دیو حریص نے
کوہ پر چڑھنا شروع کیا اور اہل کوہ نے اوپر سے پتھر برسانا شروع کیے جس دیو کے سر پر پتھر
گرا سر اُسکا پاش پاش ہو گیا لیکن دیو فریس اور دیو حریص نے وہی پتھر روک کر مارنا
شروع کیے اور راہ طے کرکے بالائے کوہ پہونچ گئے اب اور دیو بھی آنے لگے اُسوقت نگار
تاجدار نے تاج سر سے اُتار کر دعا کی کہ اے کس بیکسان واے یاور غریبان اس وقت مشکل
میں سوا تیرے ہمارا کون مددگار ہے ہمیں ان ظالموں کے ہاتھ سے نجات دے ہنوز سخن
در دہان تھا کہ تیر دعا ہدف مراد پر لگا اور جانب صحرا سے گرد اڑی اور دل گرد سے سلیمان اعظم
اور سلیمان کوچک تیرہ ہزار دیو سے پیدا ہوئے اور آتے ہی دیو حریص اور دیو فریس کو
ڈانٹا کہ اے ملعونو کہاں جاتے ہو ادھر آؤ کہ قضا تمھاری آپہونچی۔ یہ سنکر دیو حریص اور دیو
فریس کوہ سے اُترے اور پکارے کہ ہم تو تمھاری تلاش ہی میں تھے کہ تمھارے ہی بل پر
تمام اہل قاف کودتے ہیں اور یہ دین جدید تمہیں نے پھیلا کر دین ابلیس پرستی کو مٹایا ہے
یہ سنکر مع لشکر آپڑے جنگ ہونے لگی کہیں وار شمشاد چل رہی تھی کہیں زنگولہ زنجیر بند کے
لٹو گردش کر رہے تھے کہیں چقماق جادو کی سلیں سروں کو پاش پاش کر رہی تھیں کہیں بیل فولاد
استخوان توڑ رہا تھا اک قیامت کبریٰ برپا تھی دیو حریص اور دیو فریس نے بہت سے دیوان
خداپرست کو شہید کیا اور سلیمان اعظم و سلیمان کوچک نے سیکڑوں دیوان ابلیس پرست کو مارا
عین گرمی جنگ میں دیو حریص سے اور سلیمان کوچک سے سامنا ہوا۔ دیو حریص نے زنگولہ زنجیر بند
مارا سلیمان کوچک نے ایک لٹو سپر پر روکا اور دوسرا تلوار سے قلم کیا دیو حریص پکارا کہ دیکھنے میں
تو قد و قامت تیرا کچھ نہیں ہے مگر تلوار میں اسقدر کاٹ ہے کہ حربہ میرا بیکار کر دیا بس اسنے دوسرا لٹو
بھی منھ پر مارا کہ دیو کے دو ٹکڑے ہوئے اُدھر دیو فریس لڑتا ہوا سلیمان اعظم کے قریب پہونچا
اور آرہ پشت نہنگ کا وار کیا سلیمان اعظم نے آرہ کو دیو کی تیغ سے قلم کرکے تلوار ایسی سینے پر ماری
کہ دیو کے دو ٹکڑے ہوئے لاش دیو فریس کی پھڑکنے لگی دیکھا دیوان کفار نے کہ افسر تو اسطرح مارے
گئے اب یہاں ٹھہرنا اچھا نہیں بھاگنے کا قصد کیا مگر پشت کی جانب سے بھی لشکر نگار تاجدار نے آکر
گھیر لیا تھا راہ فرار بھی بند تھی آخر شور امان بلند کیا سلیمان اعظم نے فرمایا کہ امان بشرط ایمان
سب نے قبول کیا اور کہا کہ واقعی میں دین خداپرستی مذہب برحق ہے لعنت ہے ابلیس ملعون پر کہ

آسنے خود کہا ہم تمھارے مددگار ہین مگر بروقت اُسنے کچھ بھی مدد نہ کی اور تمھارے خدا نے وقت
مشکل مین مدد کی سلیمان اعظم نے کلمہ تلقین فرمایا سب کے سب از سر صدق مسلمان ہوے لاشین
دیوون کی سلیمان اعظم نے چنوا کر دیوان خدا پرست کو دفن کرا دیا اور دیوان کفار کی لاشین صحرا مین
پھنکوا دین سر دیو قریس اور جرنیس کے کٹوا کر بالاے کوہ بلند درختون مین آویزان کرا دیے نگار تاجدار
سلیمان اعظم اور سلیمان کو چاک کو لیکر اپنے شہر مین آیا تین روز تک دعوت کی سلیمان اعظم تیسرے
روز نگار تاجدار سے رخصت ہوے اور اکیس ہزار دیوون سے طرف قاف کے روانہ ہوے طی مراحل
و قطع منازل کرتے چلے جاتے تھے راہ مین خبر معلوم ہوئی کہ کوہ بہار پر بھی باد خزان چلگئی اولاد بہار پری
تباہ ہوگئی دیوان کفار نے کوہ بہار پر بھی قبضہ کر لیا یہ سنکر سلیمان اعظم طرف کوہ بہار کے روانہ
ہوے دل مین کہتے تھے کہ کیا تباہی اہل اسلام پر آئی ہوئی ہے افسوس صد افسوس یہی خیال کرتے
چلے جاتے تھے کہ دیکھا اک مقام پر چند پریان جمع ہین اور اک خیمہ برپا ہے سلیمان اعظم نے جندک
بن تندک کو واسطے دریافت حال روانہ کیا کہ یہ کون پریان ہین جندک جو قریب اُن پریون کے پہونچا
اُن پریون نے دیو جندک بن تندک کو پہچانا اور پوچھا کہ سردار قاف کہان ہین جندک نے بھی
پہچانا کہ یہ تو بہار پری کے عزیز ہین جواب دیا کہ سامنے صحرا مین سلیمان اعظم اور سلیمان کو چاک
اترے ہوے ہین تمھارے دریافت حال کے واسطے مجھکو بھیجا ہے یہ سنکر وہ سب پریان بڑے
استقبال چلین اور خدمت مین سلیمان اعظم کے حاضر ہوئین اُن سب کی افسر تک گلعذار پری بہار
پری کی بھانجی تھی بعد بہار پری کے یہی اس کوہ بہار کی فرمانروا تھی گلعذار پری نے سلیمان اعظم
کو سلام کیا سلیمان اعظم نے سر سینے سے لگایا اور شفقت بزرگانہ فرمائی اک چھوٹا سا بچہ گلعذار پری
کے ہمراہ تھا پوچھا سلیمان اعظم نے کہ یہ کون ہے گلعذار پری نے عرض کی کہ جب ارشیون پریزاد یہان
آئے تھے تو خالا امان نے عقد میرا اُنکے ساتھ کر دیا تھا تین روز تک میرا شوہر میرے پاس رہا
بعد تین روز کے وہ مجھسے جدا ہوا پھر سامنا نہوا سنا کہ وہ نیرنگ قاف مین مارا گیا یہ بچہ ارشیون
کا میرے بطن سے ہے سلیمان اعظم نے اُسکو ارشیون پریزاد دلبند کی نشانی سمجھ کر گود مین لیا
اور پیار کیا پوچھا نام اسکا کیا رکھا ہے گلعذار پری نے کہا ارشین بن ارشیون اسکا نام ہے سلیمان اعظم
نے نام پسند کیا اور فرمایا کہ تم اس مقام پر کیون مقیم ہو۔ یہ سنکر گلعذار پری رونے لگی اور عرض
کی کہ دیو کلکال چالیس ہزار دیوون لیکے میرے ملک پر چڑھ آیا اور دو شرطین پیش کین ایک یہ
کہ مذہب ابلیس پرستی اختیار کرو اور دوسرے مجھکو اپنا پیام دیا۔ دونون باتین ایسی تھین کہ
گوارا نہو سکین آخر جنگ ہوئی میرے دیو خوب خوب لڑے مگر گردش تقدیر سے شکست کھائی
فوج تباہ ہوگئی مین نے اس صحرا مین آکر قیام کیا مگر کھٹکا لگا ہوا تھا کہ ایسا نہو دیو کلکال کو خبر
ہو جاوے تو قیامت برپا ہوگی جان و آبرو دونون پر بن جائیگی سلیمان اعظم نے فرمایا کہ تم پریشان
نہو اگر میرے دم مین دم باقی ہے تو مین تمھارا ملک تمکو دلا دونگا اور اُس دیو سرکش کو سزاے سخت
دونگا یہ فرما کر پریون کو اپنے ساتھ لیا اور طرف کوہ بہار کے روانہ ہوے تیسرے روز قریب کوہ
بہار کے پہونچے فوج کو اُتارا بارگاہ برپا کرائی اور اک نامہ دیو کلکال کے نام تحریر کیا۔ مضمون نامہ یہ تھا
کہ اے دیو کلکال بہتر و مناسب یہ ہے کہ تو جہان سے آیا ہے وہین پلٹ جا ورنہ یہ یاد رکھنا کہ ایکدم
مین کوہ بہار تجھسے خالی کرا لونگا نہین جانتا کہ مین کون شخص ہون یہ نامہ دیو کلکال کو پہونچا مضمون نامہ

دیکھکر دیو کلکال نے پشت نامہ پر تحریر کر دیا کہ اگر ہم ایسی ہی دھمکیوں سے ڈرتے تو اس مقام پر آ کے قبضہ کیوں کرتے مگر ایک شرط سے ہم حکومت کوہ بہار سے دست بردار ہوتے ہیں وہ شرط یہ ہے کہ گلعذار پری کو ہمارے حوالے کردو۔ اس جواب کے سننے کی کس تاب تھی کہلا بھیجا کہ او ملعون اگر ہمارے بازوؤں میں قوت ہوگی تو ہم تجھ سے یونہیں کوہ بہار کو چھین لینگے تو طبل جنگ بجوا کر مقابلہ میں آ۔ دیو کلکال نے یہ پیام سنکر لشکر اپنا زیر کوہ اُتارا اور طبل جنگ بجوا دیا اتفاق کا و اتفاقات روزگار کہ کچھ دیو ملک صدف پریزاد سے دیو کلکال کے پاس آئے ہوئے تھے اور یہ مژدہ سنایا تھا کہ دیو خرطوم نے ملک صدف پریزاد کو تسخیر کیا و دشمن بغیر لڑے بھڑے بھاگ گئے۔ دیو کلکال نے کہا کہ دیو خرطوم سے ہماری جانب سے مبارکباد دینا اور کہہ دینا کہ مدد خداوند ابلیس سے ہمنے بھی کوہ بہار پر قبضہ پایا ہنوز یہ دیو رخصت نہونے پائے تھے کہ نامہ و پیام سلیمان اعظم سے شروع ہوگیا۔ پس یہ دیو خدمت میں دیو خرطوم کے روانہ ہوئے اور جاکر بیان کیا کہ امیر حمزہ عرب کوہ بہار پر چڑھ آیا اور کل صبح کو دیو کلکال سے مقابلہ ہوگا چونکہ دیو خرطوم اور دیو کلکال سے بہت دوستی تھی پس دیو خرطوم نے دس ہزار دیو تو برائے حفاظت شہر چھوڑے اور بیس ہزار دیوؤں سے بطور مدد دیو کلکال روانہ ہوگیا۔ اسکو راہ میں چھوڑیے دیکھیے کب تک پہونچتا ہے اول حال طبل جنگ کا سنیے کہ جسوقت سلیمان اعظم کو معلوم ہوا کہ دیو کلکال نے طبل جنگ بجوا دیا ہے تو انھوں نے بھی نقارہ رزمی بجنے کا حکم دیا۔ یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا۔ رات بھر نقارے سر پیٹا کیے اور دونوں لشکروں میں تیاری جنگ ہوتی رہی صبح کو سلیمان اعظم اور سلیمان کوچک مع فوج ظفر موج میدان میں آکر صف آرا ہوئے اسطرف سے دیو کلکال مع فوج میدان میں آیا بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نہیب دیکر ہٹے تھے کہ دیو کلکال میدان میں آیا اور پکارا کہ اے سلیمان اعظم اب تم ضعیف ہوئے اور اب بھی تمہارے مارے گئے جنکا تمہیں بڑا زور تھا پس اب بہتر تمہارے حق میں یہی ہے کہ یہاں سے چلے جاؤ اور سکونت پردۂ دنیا اختیار کرو اسلیے کہ اب پردۂ قاف میں ابلیس پرستوں کا دور دورا ہے کوئی مقام ایسا باقی نہیں ہے جہاں ابلیس پرست قبضہ کر چکے ہوں تم کس کس مقام کو فتح کروگے کہیں نہ کہیں مارے جاؤگے اور اب کوئی مددگار تمہارا ایسا باقی نہیں ہے جو بچا سکے یہ سنکر سلیمان اعظم نے فرمایا کہ او ملعون پہلے بھی تو ابلیس پرست قاف پر قبضے کیے ہوئے تھے ایک میرے والد ماجد نے آکر تنہا تمام قاف کو مسخر کیا اور تمام اُن دیوؤں کو مار کر جنکے نام سے تمام قاف تھرّاتا تھا میں بھی تو انھیں کا لخت جگر ہوں جبتک تمام قاف پر تسلط نکرلونگا مجھے چین نہ پڑیگا اگر خداوند برحق کو اپنا دین مبین قائم رکھنا ہے تو وہ مجھے ضرور فتحیاب کریگا اور اگر قضا اسی بہانے آگئی ہے تو مجبوری ہے جو مشیت ایزدی ہے مجھے اسمیں بھی عذر نہیں ہے دیو کلکال نے کہا کہ پھر انتظار کیا ہے آؤ یہی گو ہے یہی میدان حال رزم گرم کا معلوم ہوجائے سلیمان اعظم نے یہ سنکر رخ میدان کارزار کا کیا اور سامنے دیو کلکال کے ہو پہنچے دیو کلکال نے کہا کہ وار اپنا کرلو کہ تمہارے دل میں حوصلہ نہ باقی رہجائے۔ فرمایا کہ جب خدا تیرے حربے سے بچائیگا تو دیکھا جائیگا پیشدستی ہمارا شیوہ نہیں ہے یہ سنکر دیو کلکال کو نہایت غصہ آیا پکارا کہ تم لوگ بڑے مغرور ہو معلوم ہوتے ہو میری ضرب کے مشتاق نہیں ہوا اجل کے مشتاق ہوا اور اپنے پاؤں سے دم

کو رمین جانا چاہتے ہو خیر میرا کوئی نقصان نہین تو خبردار ہو جاؤ- یہ کہکر دیو کلکال نے گرز اٹھایا اور
سر پر چرخ دیکر سر سلیمان اعظم پر وار کیا سلیمان اعظم نے تھیلی ماری کہ ہاتھ دیو کلکال کا مع گرز جدا ہو کر
زمین پر گرا اور کلائی سے مثل پرنالے کے خون جاری ہوا- دیو کلکال اک چیخ مار کر بھاگا سلیمان اعظم
نے تعاقب کیا کہ یکایک گرد اڑی اور دیو خرطوم بیس ہزار دیوؤن سے آکر پہونچا اور دیو کلکال کو زخمی
دیکھکر سلیمان اعظم کے سد راہ ہوا سلیمان کو جک نے دیکھا کہ دیو کلکال زخمی ہو کے نکلا جاتا ہے
بس انھون نے دیو کلکال کا تعاقب کیا- دیو کلکال بھاگا ادھر دیو خرطوم نے سلیمان اعظم پر میل
فولادی مارا سلیمان اعظم نے وار اُسکا خالی دیا اور بیٹھکر بالٹ کا ہاتھ مارا کہ دونون بازون دیو خرطوم کے
قلم ہوے ادھر تو دیو خرطوم گرا اُدھر سلیمان کو جک قریب دیو کلکال کے پہونچ گئے دیو کلکال
نے دوسرے ہاتھ سے اک بہت بڑا پتھر اٹھا کر سلیمان کو جک پر کھینچ مارا سلیمان کو جک نے خالی
دیکر تلوار ماری کہ دیو کلکال کے شکم پر پڑی آنتین باہر نکل آئین اور دیو کلکال زمین پر گر کر تڑپنے لگا
دونون دیوون کے مرتے ہی دیو بھاگنے لگے اور ایسے بدحواس ہو کے بھاگے کہ لاشین تک چھوڑ گئے
قریب دس ہزار دیوؤن کے ایسے گھرے ہوے تھے کہ بھاگ بھی نہ سکے اُنھون نے امان مانگی —
سلیمان اعظم نے ایمان لانے کی شرط پیش کی دیوان کفار نے قبول کیا دونون لشکر علیحدہ ہوے
اس جنگ مین قریب اڑھائی ہزار دیوؤن کے مارے گئے جسمین پانچ سو دیو سلیمان اعظم کے
کام آئے اور دو ہزار دیوان کفار مارے گئے دس ہزار مسلمان ہوے سلیمان اعظم نے کوہ
بہار پر قبضہ کیا اور گلعذار پری کو تخت نشین کر کے تیسرے روز ملک صدف پریزاد کی طرف روانہ
ہوے دیو خرطوم تو کوہ بہار ہی کی لڑائی مین مارا جاچکا تھا صرف دس ہزار دیو حفاظت ملک کو
یہان موجود تھے اُنھون نے جو خبر پائی کہ جس ظالم نے دیو خرطوم کو مارا وہ اب اس ملک پر بھی آتا ہے
سب دیو مارے خوف کے گریز کر گئے ملک خالی چھوڑ دیا سلیمان اعظم نے جا کر باطمینان تمام قبضہ
کرلیا جو لوگ بخوف ابلیس پرستان بھاگے ہوے تھے وہ خبر آمد سلیمان اعظم سنکے پھر سے جمع ہو
سلیمان اعظم نے اولاد شاہی کو تلاش کیا ایک لڑکا خاندان صدف پریزاد سے باقی رہگیا تھا اسکو
تخت نشین کیا اور بہت دنون مین یہان کے انتظام سے فرصت پائی اور کچھ دیو اپنی جانب سے بغرض
مرجان پریزاد کی حفاظت کے واسطے چھوڑے اور بہت کچھ تسلی و تشفی کر کے کوچ کیا اور جانب
گلستان ارم روانہ ہوے طی مراحل و قطع منازل کرتے چلے جاتے تھے کہ دیکھا اک مقام پر لشکر
دیوؤن کا اترا ہوا ہے سلیمان اعظم نے اک دیو کو دریافت حال کے واسطے بھیجا کہ یہ کسکا لشکر ہے اور کدھر
جانے والا ہے یہ سنکر دیو گیا اور بعد دریافت حال آکر عرض کی کہ دیو قلماق پچاس ہزار دیوون سے
برائے بربادی لشکر خدا پرستان جا رہا ہے سنا ہے کہ ارادہ اُسکا ملک قمرزاد و گوہرزاد کی طرف کوچ
جانے کا ہے- یہ سنکر سلیمان اعظم نے سلیمان کو جک سے ارشاد فرمایا کہ اب کیا کرنا چاہیے سلیمان کو جک
نے فرمایا کہ لشکر اپنا اسی جگہ اتار دیجیے اگر دیو قلماق کو محض خدا پرستون سے لڑنا مقصود ہے تو ضرور یہان
چھیڑ چھاڑ ہوگی خود ہی دیو قلماق طبل بجوائیگا اور اگر وہ آپ سے مزاحمت نکرے تو جہان جا
جانے دیجیے خود بھی اسی طرف کا قصد کیجیے جسوقت آغاز جنگ ہو تو چلکر خدا پرستون کی شرکت
فرمائیے اور خود کوئی پیام بھیجنا سبقت مین داخل ہو جائیگا- سلیمان اعظم نے یہ راے پسند کی اور
لشکر کے اترنے کا حکم دیا- چنانچہ سلیمان اعظم کا بھی لشکر تھوڑے فاصلے سے اُتر پڑا بارگاہ برپا ہوئی پیشگاہ

جو دیوان کفار نے دیکھا کہ ایک لشکر اور بھی اُتر رہا ہی انھون نے بھی اپنے دیوون کو برائے دریافت حال روانہ کیا دیوون نے جاکر بیان کیا کہ سلیمان اعظم کا لشکر اتر رہا ہی اور قصد گلستان ارم کی طرف جانے کا ہی اور یہ بھی سنا گیا ہی کہ شہر نقش و نگار و کوہ بہار پر جو دیوان ابلیس پرست قبضہ کیے ہوے تھے اُن دیوون کو مارا بہت سے دیو مسلمان ہوے جنمین سے کچھ دیو ساتھ بھی ہین یہ سنکر دیو قلماق کو نہایت غصہ آیا اور اسنے کہا کہ پہلے انھین سے فیصلہ کرلینا چاہیے کہ یہی لوگ باعث بربادی ابلیس پرستان ہین بس یہ تصور کرکے بغیر کسی نامہ و پیام کے دیو قلماق نے طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر سلیمان اعظم کو ہوئی فرمایا کچھ پروا نہین کہدو کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی اُسیوقت نقار و رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر دیو قلماق کو ہوئی کہ اُدھر بھی طبل جنگ بیدرنگ بج رہا ہی۔ دیو قلماق نے کہا کہ اگر خداوند ابلیس حامی و مددگار ہی تو صبح کو ان سرکشون کو سر میدان مارونگا اسلیے کہ یہ راہ پر آنیوالے نہین ہین نصیحت بیکار ہی غرضکہ تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جسوقت نقیب نقابت کرکے ہٹ گئے تو لشکر کفار سے دیو الماق بن قلماق میدان مین آیا یہ بھی قد و قامت زور و طاقت مین دیو قلماق سے کم نہ تھا اور نہایت سرکش تھا بس اسنے میدان مین ہو بکر آواز دی کہ اے سلیمان اعظم بہتر یہ ہی کہ اب تم بھی دین ابلیس پرستی اختیار کرو مثل مشہور ہی کہ جسکی تیغ اُسکی دیگ اب ابلیس پرستون نے تمام قاف کو مسخر کرلیا ہی تم کس کس سے لڑوگے جب تمھارا دور دورا تھا ہم دبے اب ہمارا دور دورا ہی اب تمکو دبنا چاہیے ورنہ سوا موت کے چارہ نہو گا سلیمان اعظم نے ارشاد فرمایا کہ او ملعون مذہب دبائو سے نہین اختیار کیا جاتا ہی بلکہ حق دیکھکر اختیار کیا جاتا ہی کوئی عالم کسی مذہب کا کیونہو گو وہ غریب ہوتا ہی مگر بادشاہ تک اُسکی عزت کرتے ہین وہ عزت دین کی ہوتی ہی اور جو لوگ تابو پرست ہین وہ یہ طریقہ رکھتے ہین جو تو نے بیان کیا جبتک ہمارے دم مین دم باقی ہی اسوقت تک برابر دین خدا پرستی کو رواج دینگے اور نام دیوان کفار کا پرستان سے مٹا دینگے یہ فرماکر قصد نکلنے کا کیا تھا کہ سلیمان کوچک نے عرض کی کہ مجھے اس ملعون کے مقابلے کو جانے دیجیے سلیمان اعظم نے فرمایا کہ اے فرزند تم لشان تو شہ سلطان کے ہو اور لطف زندگی ہو اور ہمتو گور مین پانوُن لٹکائے بیٹھے ہین ہمکو زندگی سے موت ہی بہتر ہی کہ کیسے کیسے عزیز آنکھون کے سامنے دنیا سے اُٹھ گئے پرستان صاف ہوگیا اب پوری پوری یہی حالت ہی۔

نظم

جسجگہ گل تھا بلبلون کا ہجوم
آج اُسکی جا ہی آشیانۂ بوم
نہ کبھی دھوپ مین نکلتے تھے
گردش چرخ سے ہلاک ہوے
اب نہ رستم نہ سام باقی ہی
اک فقط نامی نام باقی ہی
نہ کسی حب کسی ل دہن کا پتا
ہوے الفت تمام پھیلی ہے
تاج مین جنکے جھلکتے تھے گوہر
ٹھوکرین کھاتے ہین وہ کاسۂ سر
عطر مٹی کا جو نہ ملتے تھے
استخوان تک بھی اُنکے خاک ہوے
ہی نہ فرہاد کوہکن کا پتا
باقی اب قیس ہی نہ لیلی ہے
دنیا کا یہی کارخانہ ہی ایک کی مدہ ایک

اے سلیمان کوچک دو مین مقام کی حالت لیو دیکھتے چلے آئے ہو اور آگے دیکھیے خدا کیا دکھاتا ہی گلستان ارم کی کیا حالت ہی اور کوہ مروارید کی کیا کیفیت ہی جب اتنی دور

یہ کافر بھل گئے ہیں تو جو مقامات مشہور ہیں اُنکی کیا کیفیت ہوگی۔ آخر تو یقین ہے کہ پہلے ہی کوئی نہ
نہ کوئی ان پر قابض ہو گیا ہوگا۔ سلیمان کوجک نے عرض کی کہ اسوقت یہ باتیں نہ کیجیے کہ غم و غصہ
سے دل مضمحل ہوا جاتا ہے اور حریف کا سامنا ہے بہتر یہ ہے کہ زمانۂ امیر اول کو یاد کیجیے اور فسانۂ نقل
دیو قہقہہ کا ذکر کیجیے کہ ان دیوان سرکش پر رعب طاری ہو اور حضور کا سن لڑنے بھڑنے کا
نہیں ہے آپ تماشا دیکھیں اور میرے واسطے دعا کریں اگر اقبال آپکا شریک حال ہے تو ابھی جا کر
اس ملعون کو دریدہ دہنی کی سزا دیتا ہوں سلیمان اعظم نے مشکل سلیمان کوجک کو اجازت دی
اور اپنا عزم فسخ کیا اور دعا کرنے لگے کہ خداوندا ایسی بیکسی بھی کبھی خدا پرستوں کو نہ پیش آئی ہوگی
خصوصاً مسلمانان قاف کو جو حالت آج ہے اب اسوقت مشکل میں سوا تیرے کوئی مددگار نہیں ہے
اور جو کچھ ہوتا ہے وہ تیری ہی مدد سے ہوتا ہے یہ تو اسطرف معروف دعا تھے اور ادھر سلیمان کوجک
سامنے دیو الماق کے پہنچے دیو الماق نے کہا کہ اے عربی کہ میں بہت مشتاق ہوں اس
اس قد و قامت پر تو نے کیونکر بڑے بڑے دیووں کو قتل کیا ہے سلیمان کوجک نے فرمایا
کہ شیخی ہمارا دستور نہیں ہے جب تیری ضرب سے خدا بچائیگا تو دیکھا جائیگا دیو الماق نے
خیال کیا کہ ایسا تو نہیں ہے کہ یہ لوگ دھوکا دیکر حربہ کرتے ہوں زور و طاقت میں تو یہ کچھ بھی میرا
نہ جا سکینگے اگر تو ایک گرز دیگا تو بھل کے ہڈیاں سرمہ ہو جائینگی یہ سوچکر دیو الماق نے کہا کہ
میں نے سنا ہے تم لوگ کشتی خوب لڑتے ہو اب مجھے منظور بھی یہ ہے کہ میرے تمہارے کشتی ہو کر
فیصلہ ہو جاوے میں زیر ہوں تو تمہاری اطاعت کروں اور تم زیر ہو تو میری اطاعت کرنا سلیمان کوجک
نے فرمایا کہ میں ہر طرح موجود ہوں بس دیو الماق دوڑ کر سلیمان کوجک سے لپٹ پڑا کہ اس
ضعیف البنیان کی کیا حقیقت ہے جو مجھ سے کشتی لڑ سکیگا اسے توڑ مروڑ کر لقمہ کر جاؤنگا یہ تو اس خیال
میں تھا وہاں سلیمان کوجک اولاد صاحبقران سے ہیں انکی پشت کون زمین سے لگا سکتا ہے
یہ بھی دیو سے لپٹ پڑے اور جس مقام پر ہاتھ ڈال دیا انگلیاں گوشت میں پیوست ہو گئیں کہ دیو
الماق چیخ چیخ اُٹھا پہر بھر کامل کشتی رہی آخر سلیمان کوجک نے دیو الماق کو پچھاڑا اور فرمایا کہ
شناخت پروردگار میں کیا کہتا ہے دیو الماق نے کہا کہ میں تو پہلے ہی کہہ چکا تھا کہ اگر زیر ہونگا تو اطاعت
کرونگا۔ میں نے غلامی آپکی اختیار کی سلیمان کوجک نے دیو الماق کو چھوڑ دیا دیو الماق نے
پلٹ کر اپنے باپ دیو قلماق سے کہا کہ میں نے تو حسب وعدہ اطاعت اس شہریار عالیمقدار
کی اختیار کی تو بھی اگر میرا ساتھ دیتا ہو تو ادھر آ اور اگر دعوائے مقابلہ ہے تو جا کر طبل جنگ
بجوا دے دیو قلماق نے دیکھا کہ اگر لڑتا ہوں تو بیٹا حریف کا شریک ہو گیا ہے اور خود بھی لڑونگا تو
کیا کر لونگا کیونکہ یہ خدا پرست بلا سے ہیں بس اسنے بھی بمکر و فریب اطاعت اختیار کی۔ سلیمان اعظم
و سلیمان کوجک نے دونوں کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا دونوں لشکر ایک ہوئے اور اب سلیمان اعظم
نے طرف گلستان ارم کے کوچ کیا طے مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے چلے جاتے تھے ایک منزل
پر پہونچ کر سلیمان اعظم و سلیمان کوجک دن بھر شکار میں معروف رہے رات کو بیہوش ہو کر
سو گئے دیو قلماق نے سوچا کہ اس سے بڑھ کر موقع نہ ملیگا بس اک دیو کو کہ وہ عیار بھی تھا برائے
گرفتاری سلیمان اعظم و سلیمان کوجک روانہ کیا دیو خطل عیار اول خیمہ میں دیو الماق کے آیا
اور کہا کہ تجھے کچھ پیام آپکے باپ کا بیان کرنا ہے مگر تنہائی کی ضرورت ہے دیو الماق نے خلوہ کر دیا

دیو حنظل نے اک گلدستہ نکالکر دیا اور کہا کہ یہ گلدستہ بیہوشی ہی اگر آپ نے فی الحقیقت اسلام
اختیار کر لیا ہی تو خیر اور اگر بخوف جان اختیار کیا ہی تو یہ گلدستہ سونگھا کر اپنے دونون حریفون کو
بیہوش کر کے گرفتار کر لیجیے تین مرتبہ کے سونگھنے مین انسان بیہوش ہوتا ہی اور پانچ مرتبہ کے
سونگھنے مین دیو بیہوش ہوتا ہی- یہ سنکر دیو الماق نے کہا اے دیو حنظل بڑے افسوس کی
بات ہی کہ جب یون قابو نہ چلے تو مکاری کرے ان لوگون کے دل کو دیکھو کہ دشمن پر کسطرح کا
لطف کرتے ہین مین نے فی الحقیقت بدل سلیمان کوچک کی اطاعت اختیار کی ہے اور دین
خدا پرستی بیشک دین برحق ہی مین اس جادہ سے قدم ہرگز نہ ہٹاؤنگا اتنی باتون مین منھ کی
بھاپ لگتے ہی دو ایک چھینکے اور دود بیہوشی منتشر ہوا اور دیو الماق چھینک مار کر بیہوش ہوا
پس دیو حنظل نے دیو الماق کو اپنی صورت بناکر باندھ کے ڈالدیا اور آپ دیو الماق کی صورت
بنکر اپنے ملازمین کو پکارا ملازمان الماق آئے دیکھا کہ دیو حنظل بندھا پڑا ہی پوچھا کہ اسنے کیا قصور
کیا تھا دیو الماق نقلی نے کہا کہ یہ مجھے بہکانے کی غرض سے آیا تھا کہتا تھا کہ دھوکا دیکر سلیمان اعظم
اور سلیمان کوچک کو پکڑکر دیو وسواس کی خدمت مین لیچلو مین نے اسے گرفتار کر لیا اور اسی وقت
اک دیو کو خدمت مین سلیمان اعظم اور سلیمان کوچک کے روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ اگرچہ یہ امر آپ کی
شان کے خلاف ہی کہ مین یہان تشریف لانے کی تکلیف دون مگر مجبور ہون کہ مصلحت وقت یہی
ہی جسطرح ممکن ہو جلد تشریف لائیے جسوقت یہ پیام دیو الماق کا سلیمان اعظم اور سلیمان کوچک
کو ملا ہرچند یہ شکار کی وجہ سے تھکے ہوے اور دن بھر کے پریشان تھے مگر بخاطر دیو الماق کہ
نو مسلم ہی خیال ہوا کہ اسکی دلشکنی نہو دونون صاحب خیمہ مین دیو الماق کے تشریف لیگئے دیو
الماق نقلی نے تعظیم دی اور عرض کی کہ مین نے حضور کو اسوجہ سے تکلیف دی ہی کہ باپ میرا اگر
مسلمان ہوا ہی اسنے ابھی دیو حنظل کی زبانی مجکو پیغام بھیجا تھا کہ اگر تمنے بھی ان لوگون کے دباؤ
سے مذہب تبدیل کر لیا ہو تو یہ گلدستہ انکو سونگھا کر کسی طرح بیہوش کر لو اور خدمت مین دیو
وسواس کے لیچلو کہ اس سے بہت کچھ انعام ملنے کی امید ہی- مین نے اس دیو حنظل کو پکڑ کے
گرفتار کر لیا ہی لہذا مناسب یہ معلوم ہوتا ہی کہ دیو قلماق کو چلکر گرفتار کر لیجیے کہ اسکی ذات سے
خوف ہی سلیمان اعظم و سلیمان کوچک نے دیو الماق نقلی پر آفرین کی اور فرمایا کہ یون گرفتار کر لینا
تو خلاف ہی بلکہ تم ہمارے ساتھ چلو اگر سامنے ہمارے اسنے اپنی باتون کا اقرار کر لیا تو اسے
بھی لاکر گرفتار یا قتل کر ڈالینگے اور یون گرفتار کر لینا تو خلاف حمیت اسلام ہے الماق نقلی نے
کہا کہ بہتر تشریف لیچلیے یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا سلیمان کوچک اور سلیمان اعظم ساتھ ہو لیے چونکہ رات کا
وقت تھا دیو الماق نے اک مشعل روشن کر لی آگے آگے دیو الماق چلا اور پیچھے سلیمان کوچک
اور سلیمان اعظم ہوے چونکہ دیو الماق نقلی کو گرفتاری ان دونون آدمیون کی منظور تھی پس اسنے
مشعل پر دارو بیہوشی ڈالنا شروع کی دھوان اسکا ہوا کے ذریعہ سے رفتہ رفتہ انکے دماغون پر اثر کرنے
لگا قریب خیمہ دیو قلماق کے پہونچے ہی تھے کہ دونون بیہوش ہوکر گرے انکے گرتے ہی دیو الماق
نقلی نے نعرہ کیا کہ منم دیو حنظل اور آواز دی دیو قلماق کو کہ آکر ان دونون سرکشون کو اسیر کیجیے
یہ سنکر دیو قلماق خیمہ سے باہر آیا دیکھا کہ سلیمان اعظم اور سلیمان کوچک سامنے خیمہ کے بیہوش
پڑے ہین پس دیو قلماق نے دونون کو گرفتار کر کے مسلسل و مطوق کیا اور زندان زمین مین بھجدیا

اور خیمۂ دیو الملساق مین خود آیا دیو الملساق دیو حنظل کی شکل پر اپنے خیمہ مین بیہوش پڑا تھا دیو قلماق
نے بیٹے کو بھی گرفتار کیا جب صبح ہوئی تو دیو جندک بن تندک کو معلوم ہوا کہ آقا ہمارے گرفتار
ہو گئے دیو قلماق نے فریب کیا بس دیو جندک نے تمام دیوون سے کہا کہ مکار سے مکر کرنا
چاہیے بغیر فریب کے اسجگہ کام نہ چلیگا سب کے سب اطاعت ابلیس پرستون کی اختیار کرلو
دیوان مسلم نے کہا کہ ہم مر جائینگے اور جان دینگے مگر اطاعت ان شیطان پرستون کی ہرگز اختیار نہ
کرینگے دیو جندک نے بہت سمجھا کر ان سب کو رضامند کیا اور کہا کہ اگر دیو قلماق قتل کا قصد کرے تو لڑ
مرنا اور اگر قید رکھے تو مطیع بنے ہوئے ساتھ رہو جب موقع پائینگے رہا کرینگے دیوون نے رائے
دیو جندک کی پسند کی اور وہ دیو جو شہر نقش و نگار اور کوہ بہار سے مطیع ہو کر ساتھ ہو گئے تھے
انھون نے جا کر دیو قلماق سے کہا کہ ہم بسبب خوف جان کے مسلمان بنے ہوئے خدا پرستون
کے ساتھ تھے اب خداوند ابلیس نے انکو گرفتار کیا ہم پھر اپنے مذہب اصلی پر آ گئے اور مسلمان
بھی دبائو مین اس دین کو اختیار کرلینگے اب نہ تو قاف مین کوئی انکا جھگڑنے والا باقی ہے اور نہ
یہ خود اس قابل رہے کہ کسی سے لڑ بھڑ سکین تمام قاف مین ہمارے دین کے لوگ پھیلے ہوئے
ہین دیو قلماق نہایت خوش ہوا اور سب کو ساتھ لیکر طرف کوہ سیاہ کے بخدمت دیو وسواس
روانہ ہوا چونکہ راستہ کوہ سیاہ کا گلستان ارم کی طرف سے قریب تھا اور یہ بھی خیال ہوا دیو
قلماق کو کہ اہل ایمان گلستان ارم انکو دیکھ کر عبرت کرین قید انکی گلستان ارم کی جانب سے
لیچلنا مناسب ہے یہ سوچکر دیو قلماق قریب گلستان ارم کے پہونچا جب دیو افرس کو خبر ہوئی کہ
دیو قلماق نے سلیمان اعظم اور سلیمان کوجاک کو گرفتار کر لیا اب کوئی خوف باقی نہ رہا پرستان
مین انھین دونون کا اندیشہ تھا بس دیو افرس برائے استقبال دیو قلماق آیا اور پیشوائی کر کے
گلستان ارم مین لایا نہایت عزت و حرمت کے ساتھ بٹھایا اور جس قلعہ مین بیٹھکر سلیمان اعظم
حکومت کرتے تھے اسمین انکو مع دیو الملساق قید کیا جو لوگ بسبب خوف جان کے ابلیس پرستون
کی اطاعت کیے ہوئے تھے وہ خون کے آنسو روتے تھے کہ ہمارا آقا جس مقام پر بیٹھکر حکومت
کرتا تھا اسجگہ قیدی بنا ہوا بیٹھا ہے ادھر سلیمان اعظم اور سلیمان کوجاک کو دیکھتے تھے اور کہتے
تھے کہ یہ انقلاب بھی زمانے کا قابل دید ہے افسوس صد افسوس خدا جسکی بنا کے نہ بگاڑے
دیو الملساق نے کہا کہ اے شہریار دیکھیے آپکی رفاقت مین میرا بھی یہ حال ہوا فرمایا کہ اگر ہم حق پر
ہین تو خدا ہماری مدد کریگا لیکن دیو جندک بن تندک فکر ہی مین تھا کہ کچھ ایسی تدبیر کرنا چاہیے
کہ دیو قلماق ملعون کو زک پہونچے اور ہمارے آقا رہا ہون یہ اسی فکر مین تھا کہ دیو قلماق نے
اک دیو کو بھیجا کہ دیو جندک کو بلا لا اس دیو نے آکر دیو جندک سے کہا کہ تمکو بادشاہ وقت نے یاد
کیا ہے دیو جندک سامنے دیو قلماق کے گیا دیو قلماق اور دیو افرس ایک ہی جگہ بیٹھے تھے جام
شراب کو گردش تھی اور دیو حنظل بھی شریک صحبت تھا جسوقت دیو جندک بن تندک سامنے
پہونچا دیو قلماق نے کہا کہ تم رفیق قدیم سلیمان اعظم کے ہو یقین ہے کہ پوشیدہ حالات سے بھی
یہان کے واقف ہوگے - مجھسے دیو افرس نے اس مقام پر قبضہ کیا سیکڑون مقام شبہہ مین
کھدوائے مگر کہین خزانے کا پتا نہین ملتا اگر تمکو خزانہ اس ملک کا معلوم ہو تو ہمین بتا دو تمکو
بہت کچھ انعام عطا ہوگا - دیو جندک نے عرض کی کہ کل آپ میرے ساتھ تشریف لیچلیے گا

میں بتادونگا مگر تنہا چلنے کی شرط ہے خزانہ ہمیشہ پوشیدہ مقام پر بنایا جاتا ہے اور ہر ایک کو خزانے
کے حال سے باخبر نہیں کرتے ہیں دیو قلماق نہایت خوش ہوا دیو جندک وہاں سے چلا آیا
اور رات بھر میں اک سرنگ اپنے کھود کر دہانہ پر اک بڑا سا پتھر نصب کیا اندر سرنگ کے اسقدر
تاریکی تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا جب دوسرا روز ہوا تو جندک دیو قلماق کے پاس آیا اور کہا
کہ چلئے دیو قلماق اور دیوافرس ساتھ دیو جندک کے چلے اور اُس مقام پر پہونچے جہاں
جندک نے سرنگ کھود رکھی تھی دیو جندک نے پتھر ہٹایا دہانہ نقب کا نمودار ہوا کہا تشریف
لیچلیے یہی خزانہ گلستان ارم کا ہے تمام دولت شہرخ بن طہمیال کی اسمیں بھری ہوئی ہے
یہ سنکر دیو قلماق اور دیوافرس اندر اُس نقب کے اترے بسبب تاریکی کے کچھ نظر نہ آتا تھا
دیو جندک نے اک فتیلہ روشن کیا اور خود بھی اندر نقب کے اُتر گیا ستونوں پر فتیلہ شمع بیہوشی پہلے سے
چڑھا لیے تھے اب آگے آگے تو دیو جندک ہے اور پیچھے پیچھے دیوافرس اور دیو قلماق ہیں اک
مقام پر صندوق نظر آیا دیو جندک نے کہا کہ اس صندوق کو کھولیے سُنتا ہوں کہ اسمیں ایسے
کے بنے ہوے ظروف رکھے ہیں دیو قلماق نے کہا کہ کنجی اسکی کہاں ہے دیو جندک نے کہا کہ
کنجیاں مالک کے پاس رہتی ہیں آپ قفل توڑ ڈالیے دیو جندک کے کہنے سے دیو قلماق اور
دیوافرس آگے بڑھے قفل کو مروڑ کر توڑ ڈالا اور صندوق کو کھولا صندوق کھلتے ہی دھواں
صندوق سے نکلا دونوں دیو چھینکیں مار مار کر بیہوش ہوگئے۔ دیو جندک اُلٹے پاؤں وہاں سے
پھرا اور وہی پتھر پھر اُسی دہانہ نقب پر نصب کرکے دوسرے مقام پر آیا جہاں سے سرنگ
قید خانہ کی طرف لگا رکھی تھی اُسی نقب کے ذریعہ سے اندر زندان کے پہونچا سلیمان اعظم
اور سلیمان کوجک سر بزانو بیٹھے ہوے تھے کہ دیو جندک طبقہ توڑ کر باہر آیا اور عرض کی کہ اے
شہریار مبارک ہو کہ میں نے دونوں دیوؤں کو اسیر کیا ہے جلد چلکر انھیں چاہے قتل کیجئے اور چاہے
قید کیجئے۔ یہ کہکر سوہن نکالی اور قید کاٹنے کا قصد کیا سلیمان اعظم اور سلیمان کوجک نے قید
توڑی دیو المیاق کی قید دیو جندک نے کاٹی اور اسی نقب کے ذریعہ سے صحرا میں نکلے پوچھا
سلیمان اعظم نے کہ کیونکر دیو قلماق اور دیوافرس کو گرفتار کیا دیو جندک نے سب کیفیت بیان کی
اور سلیمان اعظم و سلیمان کوجک کو لیے ہوے اس مقام پر آیا جہاں دونوں دیو بیہوش پڑے
ہوے تھے سلیمان اعظم و سلیمان کوجک نے دیو قلماق اور دیوافرس کو مسلسل و مطوق کرنے
حکم دیا کہ ان دونوں کو ہوشیار کرو جسوقت دونوں کو ہوش آیا اور اپنے کو اس حال خراب سے
دیکھا تو نہایت پریشان ہوے ساتھی اسکے سلیمان اعظم اور سلیمان کوجک کو وہاں پایا آنکھیں بند
کرلیں کہ شاید ہم خواب پریشان دیکھ رہے ہیں سلیمان اعظم نے فرمایا کہ یہ خواب نہیں عین بیداری ہے
او دیو قلماق دیکھا قدرت رب العباد کو کہ مجبور کو صاحب اختیار کردیا اور صاحب اختیار کو
مجبور کرکے دکھا دیا اب ہمارا دین برحق ہے یا تمہارا دین دیو قلماق نے تو سر جھکا لیا مگر دیوافرس نے
کہا کہ میں نے تمکو گرفتار کیا تھا نہ تمنے مجھکو مقابلہ کرکے زیر کیا ہے جرات کے تو یہ معنی تھے کہ مقابلہ
کیا ہوتا سلیمان اعظم نے دیو جندک سے ارشاد کیا کہ کھولدو اسے۔ دیو جندک نے قید دیوافرس
کی کاٹ دی بس دیوافرس سلیمان اعظم سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی پہر بھر کامل کشتی رہی آخر
سلیمان اعظم نے دیوافرس کو پچھاڑا اور فرمایا کہ کہہ اب کیا کہتا ہے دیوافرس نے کہا کہ تا زندہ ام

بندہ ایم — تم بھی ایسے تمہارا دین بھی اچھا۔ سلیمان اعظم سنتے ہی دیوافرس کے قدموں پر گر پڑے اور کلمہ پڑھکر اسکو مسلمان کیا دیوافرس نے عرض کی کہ اب میری نسبت کیا حکم ہوتا ہے۔ میں حاضر خدمت رہوں یا چلا جاؤں سلیمان اعظم نے فرمایا کہ یہ تمکو اختیار ہے چاہے میری رفاقت کرو چاہے اپنے ملک میں جاؤ دیوافرس نے کہا کہ جی تو یہی چاہتا ہے کہ اب تا حیات ان قدموں کو نہ چھوڑوں فرمایا کہ تمہارا گھر ہے غرضکہ دیو قلماق کو تو قید رکھا اور دیوافرس اور دیو الماق کو لیے ہوئے قلعہ گلستان ارم میں تشریف لائے جو دیو قلعہ میں تھے وہ یہ دیکھکر حیران ہوئے کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ قیدی بھی ساتھ ساتھ چلے آتے ہیں اور دیو قلماق سلاسل و مطوق ہے اور دیوافرس نہایت تعظیم کے ساتھ قیدیان سابق کو ساتھ لیے ہوئے چلا آتا ہے دیوافرس نے اندر قلعہ کے پہونچکر سلیمان اعظم کو تخت پر بٹھایا اور پہلے آپ نذر دی اور اپنے دیوؤں کی طرف دیکھکر کہا کہ میں نے اطاعت اس شہریار کی اختیار کی جو میرا مطیع ہے وہ انکو اپنا آقا و ولی نعمت سمجھے اور دین خدا پرستی اختیار کرے ورنہ یہاں سے جدھر چاہے چلا جائے یہ سنکر دیو نہایت تعجب میں آئے اور سبنے اطاعت قبول کی ایکے بعد دیگرے تمام ارکین دولت نے نذریں گذرانیں سکہ نام پر سلیمان اعظم کے جاری ہوا سلیمان اعظم نے بجائے سیابک و سیاقی دیوافرس اور دیو الماق کو افسر فوج معین کیا اور دیو قلماق کو قید میں رکھا اور انتظام ملک میں مصروف ہوئے جو خدا پرست بخوف جان بھاگ گئے تھے انکو نامے لکھ لکھکر طلب کیا اور شمس جنی داماد عبدالرحمن جنی کو بلاکر انتظام اُنکے سپرد کیا کہ بجائے عبدالرحمن جنی یہ بھی وزیر معین ہو چکے تھے شمس جنی انتظام میں مصروف ہوئے ایک روز جو دیو زندان کی حفاظت پر مامور تھے وہ روتے ہوئے آئے اور عرض کی کہ کوئی دیو نقب دیکر قلماق دیو کو زندان سے نکال لیگیا سلیمان اعظم نے ہرکاروں کو برائے دریافت حال روانہ کیا کہ دیکھو دیو قلماق یہاں سے بھاگ کر کہاں گیا ہے ہرکارے اسطرف روانہ ہوئے دیو جندک نے آکر اُس نقب کو دیکھا جسکے ذریعہ سے دیو قلماق رہا ہوکر بھاگا تھا تو پتہ دیو خطل کا بیچانا آکر سلیمان اعظم سے بیان کیا فرمایا کہ پتا معلوم ہوگا پھر دیکھا جائیگا اتنے میں کچھ ہرکارہ روتے پیٹتے ہوئے آئے سلیمان اعظم نے پوچھا کہ خیر تو ہے انھوں نے کہا کہ خیر ہوتی تو پیٹتے ہوئے نہ آتے اب خیر کہاں غضب ہوگیا دیو شنکل اسی ہزار دیوان سرکش لیے کوہ مرواریدپر پہونچا جو لوگ وہاں مقیم تھے انکو قتل کرنا شروع کیا ہم لوگ بھاگے اور جان بچاکر اس مقام پر آئے اور سکونت کوہ مروارید کی ترک کی اب نہیں معلوم کہ وہ دیو بلیس پرست اُس مزار متبرک کی کیا حرمت کرے بس یہ سنتے ہی سلیمان اعظم اُٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ مجھے ایکدم کسی مقام پر قیام کرنا حرام ہے جبتک دیو شنکل کو کوہ مروارید سے ہٹا نہ دونگا — ساتھ ہی انکے سلیمان کو جنگ بھی اُٹھ کھڑے ہوئے اور اُسیوقت مرکبوں پر سوار ہوکر یکہ و تنہا چل کھڑے ہوئے انتظام گلستان ارم کا شمس جنی کے سپرد کیا شمس جنی نے دیوافرس اور دیو الماق کو بھی پچاس پچاس ہزار دیو ساتھ کرکے روانہ کردیا انکو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور اول کچھ حال دیو قلماق کا بیان کیا جاتا ہے کہ جسوقت دیو خطل نے نقب لگاکر دیو قلماق کو رہا کیا تو یہ دونوں بھاگ کر طرف کوہ مروارید کے روانہ ہوئے کہ جلکر دیو شنکل کو ان حالات سے باخبر کریں جسوقت قریب کوہ مروارید کے پہونچے تو دیکھا کہ دیو شنکل اُدہر کو وہ معروف سیر ہے جاکر دیو قلماق نے دیو شنکل کو سلام کیا دیو شنکل ہر چند کہ دیو قلماق کو پہچانتا تھا مگر دیو قلماق کچھ ایسی حالت سے

پہونچا تھا کہ دیو شنکل نے نہ پہچانا۔ پوچھا تو کون ہی اُسوقت دیو حنظل نے عرض کی کہ جائے تعجب ہی
کہ آپ چار ہی دن میں بھول گئے۔ سچ ہی جب برا وقت آتا ہی تو اپنے بیگانے ہو جاتے ہیں زمین و
آسمان کو دو بھر ہو جاتا ہی۔ ان کلمات کو سنکر دیو شنکل نے پہچانا کہا کہ اے دیو قلماق یہ تجھے
کیا ہوا اور لشکر و سپاہ کہاں ہی مقبوضہ ملک قمر پری و گوہر پری پر گئے تھے وہاں کیا گذری دیو قلماق
نے ساری روداد اپنی رو برو دیو شنکل کے بیان کی اور کہا کہ میرے عقب میں یقین ہی کہ سلیمان اعظم
اور سلیمان کو جک آتے ہیں۔ اب میرے پاس فوج و سپاہ کچھ نہیں ہی اگر دیو حنظل لعین عیاری مجھے
رہا نکرتا تو یقین ہی کہ ابتک میں مسلمانوں کی قید میں ہوتا دیو افرس بھی زیر ہو کر مطیع ہو گیا جس
گلستان ارم میں سلیمان اعظم بادشاہی کرتا تھا اسی قلعہ میں قید کرکے لایا تھا مگر گردش زمانہ سے
وہ پھر اس جگہ کا فرمانروا بنگیا اور مجھے قید ہونا نصیب ہوا اگر آپ دامن پناہ کا دیں تو خیر ورنہ میں
بادشاہ دیوان دیو وسواس کی خدمت میں روانہ ہو جاؤں۔ یہ سنکر دیو شنکل نے کہا کہ تم یہاں
قیام کرو جسوقت وہ سرکش یہاں آئینگے تو دیکھا جائیگا اور دس ہزار دیو ہوں پہ دیو قلماق کو افسر
کرکے یہ تمام واقعات دیو وسواس کو لکھ بھیجے اور کمک طلب کی جسوقت نامہ دیو شنکل کا دیو
وسواس کو پہونچا تو دیو وسواس نے پچاس ہزار دیو ساتھ کرکے دیو اشکال کو روانہ کیا کہ تو جا کر
دیو شنکل کے شریک ہو کر جنگ کر اور خدا پرستوں کو شکست دو چنانچہ دیو اشکال پچاس ہزار
دیوؤں سے چلا اسکا حال پھر بیان کیا جائیگا دیکھیے یہ کبتک پہونچتا ہی اول کچھ حال سلیمان اعظم
و سلیمان کوجک کا سنیے کہ یہ تنہا مرکبوں پر بیٹھ کر جانب کوہ مروارید روانہ ہوئے تھے آتے
آتے اک مقام پر شام ہو گئی گھوڑے چھوڑ دیے اور آپ زین پوش بچھا بچھا کر بیٹھے چونکہ
وقت نماز کا آگیا تھا چشمۂ آب کی تلاش میں روانہ ہوئے دیکھا کہ جو مقام چشمہ تھا وہاں فوج
دیوؤں کی اُتری ہوئی ہی سلیمان کوجک نے عرض کی کہ میری رائے میں اس بے سروسامانی
سے اس لشکر میں جانا اچھا نہیں ہی نہیں معلوم دوستوں کا مجمع ہی یا دشمنوں کا ایسے وقت میں
تیمم کافی ہی غرضکہ دونوں ماموں بھانجوں نے تیمم کے ساتھ فریضہ مغرب و عشا کو ادا کیا اور اُسی
صحرا میں زین پوش بچھا کر سو رہے جب صبح ہوئی تو سلیمان کوجک اور سلیمان اعظم اُسی مجمع دیوان
میں گئے کہ دریافت کریں کسکا لشکر ہی اور سالار لشکر کون ہی ان دیوؤں میں ایک دیو ساکن
گلستان ارم میں سے تھا اور سلیمان اعظم و سلیمان کوجک کو پہچانتا تھا جیسے عفریت پرستوں
کا دور دورہ ہوا تھا اسوقت سے یہ دیو ابلیس پرستوں کے ساتھ تھا اور کینہ دیرینہ خدا پرستوں
سے نکال رہا تھا اسنے جو پہچانا تو جا کر دیو سماق سے کہا کہ آپ کس خواب خرگوش میں ہیں جن
لوگوں نے تمام قاف کو مسخر کیا اور نام ابلیس پرستوں کا صفحہ ہستی سے مٹایا وہ تنہا اس
مجمع میں کسی دھوکے سے آپھنسے ہیں انکو مار لینا چاہیے دیو سماق دیو وسواس کی جانب سے
اس کام پر مامور ہوا تھا کہ جو خدا پرست ابلیس پرستوں کے خوف سے بھاگ کر صحراؤں میں مقیم
ہوں انکا استیصال کرے جب دیو سماق کو یہ معلوم ہوا کہ سلیمان اعظم اور سلیمان کوجک میرے
لشکر میں تنہا آگئے ہیں تو اسنے حکم دیا کہ مار لو ان آدمزادوں کو کہ انکے ہاتھ سے بہت سے بندگان
خداوند ابلیس ہلاک ہوئے ہیں یہ سنتے ہی دیو شور و غوغا کرتے ان دونوں دلاوروں کی طرف
چلے جب دیکھا سلیمان اعظم و سلیمان کوجک نے کہ حال ہمارا ظاہر ہو گیا ہی اور دیو آمادہ پیکار ہیں تو

انھون نے بھی خدا پر بھروسا کر کے تلوار کھینچی اور نعرے کر کر کے گرے اور لڑنے لگے شور بگیر و بزن
بلند ہوا - دیو سماق اپنے دیوؤن کو للکار رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ مار لو انکو یہ جانے نہ پائین بارہ ہزار دیو
چارون طرف سے گھیرے ہوئے تھے اور چارون طرف سے سلیمان اعظم و سلیمان کوچک پر وار
چل رہے تھے یہ دونون نرہ شیر بھی برابر حملے کر رہے تھے اور دیوؤن کو قتل کر رہے تھے جو دیو گرتا
تھا زمین ہلجاتی تھی اور خون سے دور تک زمین لال ہو جاتی تھی مگر دس بارہ ہزار دیوؤن سے
کہانتک لڑین کس کس کے وار کو رد کرین آخر زخمی بھی ہونے لگے اسوقت جانب صحرا سے گرد اڑی
اور دیو الماق اور دیو افرس ایک لاکھ دیوؤن سے یہ پہنچے یہان جنگ ہوتے دیکھی اپنے
دیوؤن کو خبر کے واسطے بھیجا کس سے لڑائی ہو رہی ہے ہنوز وہ دیو واپس بھی نہ آنے پائے
تھے کہ صدا نعرہ سلیمان اعظم و سلیمان کوچک کی کان مین آئی بس یہ ایک لاکھ دیو لیکر جو لشکر دیو
سماق پر گرتے ہین تو دیوان کفار تاب مقاومت نہ لا سکے قدم اٹھ گئے عین گرمی جنگ مین
دیو سماق سے اور دیو افرس سے سامنا ہوا دیو سماق نے کہا کہ تو تو ہمارے ساتھیون مین
تھا اور ابلیس پرست تھا بلکہ سنا ہے کہ گلستان ارم پر تیرا قبضہ بھی ہو گیا تھا اب تو ان خدا پرستون
کی مدد کیون کرتا ہے دیو افرس نے کہا کہ مین نے غلامی سلیمان اعظم کی اختیار کی اور تجھے بھی سمجھاتا
ہون کہ دین ابلیس پرستی کو ترک کر کے مذہب خدا پرستی اختیار کر کہ یہ دین بر حق ہے دیو سماق
نے کہا کہ ایک تو تو آپ بہکا ساتھ لگے مجھے بھی بہکانا چاہتا ہے مجھ پر اب تیرا قتل بھی مثل اور خدا پرستون
کے واجب ہو گیا یہ کہکر ساطور مارا دیو افرس نے دستہ ساطور پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا مارا کہ ساطور
ہاتھ سے دیو سماق کے نکل گیا بس دیو افرس نے وہی ساطور دیو سماق کو مارا دیو سماق نے سپر
بلند کی لیکن یہ حربہ سپر سے کب رکتا ہے ساطور پڑتے ہی سپر قلم ہوئی پھل ساطور کا شاخ دیو پر پڑا
ایک شاخ قلم کرتا ہوا شانے پر آیا کہ شانہ بھی دیو سماق کا کٹا ہوا دیو سماق نے زخمی ہوتے ہی راہ
فرار اختیار کی دیو افرس نے تعاقب کیا اب آگے آگے دیو سماق بھاگتا چلا جاتا ہے اور پیچھے
پیچھے دیو سماق کے دیو افرس ہے اور ساتھ ہی ساتھ دیو الماق بھی ایک لاکھ دیو ساتھ لیے ہوئے
چلا جاتا ہے سلیمان اعظم و سلیمان کوچک اگرچہ زخمی ہین مگر چلے ہی جاتے ہین یہانتک کہ دیو
سماق بھاگتے بھاگتے زیر کوہ مردار یہ پہونچ گیا چاہتا تھا کہ کوہ پر چڑھون کہ دیو افرس نے
ساطور مارا مگر یہ دیو سماق کے پڑا دیو سماق کے دو ٹکڑے ہوئے یہ حالت دیکھکر دیو شنکل
نے آواز دی کہ کیون اے دیو افرس یہ سرکشی کہ تو نے میرے سامنے ایک بندۂ ابلیس کو مارا اور
اپنا دین قدیم چھوڑکر مذہب جدید اختیار کیا کب چھوڑتا ہون تجھکو یہ کہتا ہوا اور گرز تانے ہوئے
قریب دیو افرس کے آیا اور گرز مارا - دیو افرس نے جلدی سے سپر بلند کی گرز کنارہ سپر پر پڑا اور
اچٹ کر شانے پر دیو افرس کے آیا کہ شانہ دیو افرس کا نشانہ ہوا چاہتا تھا دیو شنکل کہ دوسری
ضرب لگاکر کام اسکا تمام کرون کہ اسی حالت مین دیو افرس نے دوسرے ہاتھ سے ساطور مارا
شانے پر دیو شنکل کے پڑا یہ بھی زخمی ہوا - ادھر دیو قلماق نے چاہا کہ مین بھی دیو شنکل کے
شریک ہوکر دیو افرس کو قتل کرون اور وار شمشاد تانے ہوئے دیو افرس کی طرف چلا یہ دیکھکر
دیو الماق آ پڑا - دیو قلماق نے بیٹے کو آواز دی کہ او ناشدنی ہٹ جا ورنہ میرے ہاتھ سے مارا
جائیگا دیو الماق نے کہا کہ اب دو میرا باپ نہ مین تیرا بیٹا اسلیے کہ تو کافر ہے اور مین مسلمان

ہون بس دیو قلماق نے کہا کہ قتل تیرا جملہ واجبات سے ہے۔ یہ کہکر دار شمشاد کا وار کیا۔ دیو الماق نے
وار دیو قلماق کا رد کر کے اپنا وار کیا۔ کئی وار کے رد و بدل مین دیو قلماق اپنے بیٹے کے ہاتھ سے
زخمی ہوا کہ جانب صحرا سے گرد اٹھی اور دیو اشکال فرستادہ دیو دسوا بس پچاس ہزار دیوون
آکر پہونچا یہ دیو گز بھر کا چوڑا تیغہ باندھتا ہے اور زبردست ہے بس اسنے جو یہ معرکہ دیکھا کہ دیو شنکل
بھی زخمی ہے اور دیو قلماق بھی زخمی ہے اور دیو الماق لغزش کر رہا ہے بس یہ دوڑ کر سامنے دیو
الماق کے آیا اور پکارا کہ او مجبور کرسے تو نے اسقدر سرکشی و بے حمیتی پر کمر باندھی کہ اپنے
باپ سے مقابلہ کیا اور اُسے زخمی کرکے اب قتل کا درپے ہے دیو الماق نے کہا کہ تجھے
کیا چھوڑ دونگا یہ راہ خدا کی جنگ ہے جو کافر ہے وہ میرا حریف ہے باپ ہو یا بیٹا ہو اتو جو غیر بھی
خدا پرست ہے وہ عزیز سے بڑھکر ہے اور جو عزیز کافر ہے وہ غیر سے بدتر ہے۔ یہ سنکر دیو اشکال نے
تیغہ مارا دیو الماق نے تیغہ سپر پر رد کیا لیکن سپر قلم ہوئی تیغہ سر پر بیٹھا کہ سر مین بہت گہرا زخم
آیا دیو الماق بیہوش ہوکے گر پڑا دیو اشکال قتل کرنے کے ارادہ سے آگے بڑھا تھا کہ
سلیمان اعظم درمیان مین آگئے دیو اشکال نے وہی تیغہ خون آلودہ سلیمان اعظم پر مارا کہ یہ بھی
زخمی ہوئے۔ دیو اشکال نے چاہا سر کاٹ لون کہ سلیمان کوچک آپڑے دیو اشکال نے تیغہ
مار کر انکو بھی زخمی کیا یہ رنگ دیکھکر اہل لشکر درمیان مین آگئے سردارون کو بچایا اور اپنی
جانون پر کھیل گئے دیو افرس اور دیو الماق اور سلیمان اعظم و سلیمان کوچک سب زخمی
ہو چکے تھے اور بیہوش ہوگئے تھے دیو اشکال نے دیکھا کہ اس سے بڑھکر موقع نملیگا اب
انھین مار لینا چاہیے لیکن دیوان نمک حلال جانین دے رہے تھے اور اپنے افسرون
کو بچا رہے تھے اب سلیمان اعظم کے تو صرف ایک لاکھ دیو ہین اور پچاس ہزار دیو اشکال کے
کے ساتھ آئے ہین اور کل لشکر دیو شنکل کا شریک جنگ ہے تعداد مین بھی دیوان کفار زیادہ
ہین قیامت کی جنگ ہو رہی ہے لاشون پر لاشین گر رہی ہین صدائین بگیر و بزن کی بلند
ہین زیر کوہ مہ وادیہ اک ندی خون کی جاری ہوگئی ہے اہل لشکر اشکال و شنکال کو تو دیوان
لشکر اسلام آگے نہین بڑھنے دیتے ہین مگر دیو اشکال کی یہ حالت ہے کہ صفون کو توڑتا ہوا
پرون کو درہم و برہم کرتا ہوا چلا جاتا ہے کہ کسیطرح سلیمان اعظم و سلیمان کوچک تک پہونچ جاؤن
اور انکو قتل کرون کہ ہمین بڑا نام ہوگا اور ساری خلش دور ہوجائیگی پھر دیوان خدا پرست کو سر
اٹھانے کا موقع نملیگا۔ انھین دونون کے بل پر دیوان خدا پرست سر اٹھائے ہوئے ہین ہرچند
دیوان لشکر اسلام کہ کر رہے ہین مگر قابو نہین چلتا اسلیے کہ دیو اشکال نہایت زبردست ہے روکے
نہین رکتا صفون کو ہٹاتا ہوا چلا ہی آتا ہے جب دیکھا کہ قریب اس آرابہ کے پہونچ گیا ہے کہ جہان
سلیمان اعظم و سلیمان کوچک بیہوش رکھے ہین تو مجبور ہوکر دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات
بلند کیے اور عرض کرنے لگے کہ اے کس بیکسان و اے دادرس غریبان یہ وقت یاوری و دادگری
ہے کہ تیرے بندگان خاص دشمنون مین گھرے ہوے ہین وقت تنگ ہے بحق محمد و آل محمد اسوقت
مشکل مین مدد کر اور بچا تو سے اس شیطان مجسم سے بچا ہنوز سخن در دہان تھا کہ تیر دعا ہدف مراد پر بیٹھا
اور جانب صحرا سے تتق گرد سرخ رنگ بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے یہ گرد سرخ رنگ علامت
خون بہنے کی ہے سب منتظر ہی تھے کہ ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور بس

دل گروہ سے تین سو علم نشانہ تین لاکھ دیوؤں کا پیدا ہوئے رنگ برنگ کے پرچم تھے اور ہر پرچم پر ک
پر بخط جلی حمد الٰہی اور نعت رسالت پناہی مرقوم تھی اور جسقدر دیو تھے وہ سر بجوش تھے آتے ہی ایک
جوان پریزاد اک دیو دراز قامت کی گردن پر سوار نمودار ہوا اور آتے ہی اسنے نعرہ کیا کہ او دیو اشکال
ملعون کہاں جاتا ہے ادھر آ کہ حریف تیرا میں ہوں اگر نہیں جانتا ہے تو پہچان کہ میں سلیمان صاحبقران یعنی
صاحبقران قاف ہوں یہ سنکر دیو اشکال نے آواز دی کہ او طفل یہ بھی عنایت خداوند ابلیس کی تھی کہ
واسطے تجھے بھی پھیر کر میرے سامنے بھیجدیا کب چھوڑتا ہوں تجھکو کہ تیرے ہاتھ سے بڑے بڑے دیو مار
گئے ہیں اگر تو بچ جاتا تو اک خلش پھر بھی باقی رہجاتی اب تجھکو مار کر قصہ پاک کرتا ہوں خداوند ابلیس نے
فتح کا سہرا میرے ہی سر کے واسطے خلق کیا تھا لا حربہ اپنا کہ پھر میری ضرب سے بچنا محال ہو جائیگا
میں نے ایک ایک ضرب میں تیرے باپ اور بھائی کو زخمی کیا ہے۔ یہ سنکر سلیمان صاحبقران نے
فرمایا کہ او ملعون نہیں جانتا کہ ہم لوگ پیشدستی نہیں کرتے ہیں تو اپنا وار کر جو وقت خدا تیرے حربہ
سے بچائیگا تو دیکھا جائیگا۔ یہ سنکر دیو اشکال نے وہی تیغہ خونچکان سلیمان صاحبقران کے
حوالے کیا سلیمان صاحبقران نے سپر بلند کی تیغہ جو دیو اشکال کا سپر پر پڑا دو انگل سپر میں در آیا
بس سلیمان صاحبقران نے جھٹک دی کہ تیغہ زراق سے ٹوٹ گیا تیغہ ٹوٹتے ہی دیو اشکال نے
لکڑا تیغ قبضہ منہ پر سلیمان صاحبقران کے کھینچ مارا سلیمان صاحبقران نے خالی دیکر تلوار ماری
دیو اشکال نے سپر بلند کی تلوار نے سپر کو مانند قرص پنیر کے کاٹا اور سر میں دیو اشکال کے
در آئی دیو اشکال نے دستانہ مارا تلوار جھٹکا کر سر سے نکلی اور چادر خون کی سر سے باہر آئی کہ
دیو اشکال دیو سرخ بنگیا بس اسکے زخمی ہوتے ہی دیوان کفار کے حوصلے پست ہو گئے دیو خشتل
نے گھبرا کر طبل امان بجوا دیا دونوں لشکر علیحدہ ہوئے اور سلیمان صاحبقران مجبور ہو کر بیٹھ رہے ادھر
دیو خشتل اپنی فوج کو لیکر بالاے کوہ مروارید آیا زخمیوں کا علاج ہونے لگا ادھر سلیمان صاحبقران
خدمت میں سلیمان اعظم کے حاضر ہوئے سلام کیا سلیمان اعظم نے سر سینے سے لگایا اور فرمایا کہ
اے فرزند تم کہاں تھے یہاں تمام قاف صاف ہو گیا تمہارے جدہ ماجدہ اور پھوپھی تمہاری ملک
فریشیہ سلطان اور تمام عزیز جسقدر روساء قاف تھے سب اسی کوہ مروارید پر دیو آتشبار کے
ہاتھوں سے راہی ملک عدم کے ہوئے ہم ایسے بد قسمت تھے کہ انکے رونے کو زندہ بیٹھے ہیں یہ فرما کر فرزند
کو گلے سے لگا کر خوب روئے۔ سلیمان صاحبقران بھی بہت روئے اور عرض کی کہ میں مجبور تھا اس
زمانے میں علیل تھا ورنہ عرس میں ضرور ہی شریک ہوتا اسوقت یا تو میں بھی نشانہ تیر قضا ہوتا اور
یا اس دیو ملعون کو مارتا جب صحت حاصل ہوئی تو یہ سب واقعات میں نے سنے اسکے بعد وہاں سے دیو
شمسے نے قلعہ سلطانیہ پر لشکر کشی کی اور اسنے بہت دنوں جنگ رہی لیکن یہ خبر مجھے ملی تھی کہ سکندر
رستم دوم نے آکر قصاص کون عزیزان کا دیو آتشبار سے لے لیا تھا اس زمانے میں مجھے خبر خروج
دیو وسواس کی پہونچی تو میں نے اخضر زرد پوش کو قلعہ سلطانیہ کا حاکم کیا اور خود بقصد استیصال ابلیس
پرستان اسطرف کا رخ کیا یہاں آکر یہ معرکہ دیکھا الحاصل جتنی دیر ان بچھڑے ہوؤں میں باتیں ہوئیں
اتنے عرصہ میں خیمہ استادہ ہو گئے بارگاہ زرین برپا ہو گئیں۔ سلیمان صاحبقران داخل بارگاہ ہوئے
سب سرداران زخمی مثل دیو اقرس اور دیو الماق اور سلیمان اعظم و سلیمان کوچک کے تشریف لائے
جراح حاضر ہوئے سلیمان صاحبقران کے ساتھ مرہم سلیمانی تھا اسی وقت سب کے پٹیاں چڑھا دیں

علاج ہونے لگا اُسطرف دیو شنکل نے کوہ مروارید کا خوب بندوبست کیا اور علاج میں زخمیوں کے
مصروف ہوا تین روز تک طبل جنگ نہیں بجا تین روز میں از مرہم سلیمانی سے سب اچھے ہو گئے
اُسوقت دیو شنکل نے اک نامہ سلیمان اعظم کے نام تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ تم گلستان ارم پر
قابض ہو اور بادشاہی کوہ مروارید سے ہاتھ اُٹھاؤ کہ میں یہان قابض ہون ایک جگہ تمھارا قبضہ رہے
ایک جگہ ہمارا قبضہ رہے ایک دوسرے کی حکومت سے سروکار نہ رکھے یہ نامہ لیکر دیو اخرف آیا خبر
سلیمان اعظم کو ہوئی کہ ایلچی دیو شنکل کا آیا ہی کہا بلا لو دیو اخرف نے آکر سلام کیا اور نامہ پیش کیا
سلیمان اعظم نے نامہ پڑھکر جواب تحریر کیا کہ اے دیو شنکل اگر کوئی دوسرا مقام تیرے قبضہ میں
ہوتا تو میں ہرگز تعرض نکرتا مگر کوہ مروارید یہ مقبرہ جناب سلیمان کا ہی اور ہم اُنکی اولاد میں ہین کیونکر
ہو سکتا ہی کہ مقبرہ جد امجد سے ہاتھ اُٹھائیں اور ابلیس پرستوں کے تحت میں دیدیں بہتر یہ ہے کہ
تو اس مقام متبرک کو چھوڑ دے اور ہوس سلطنت میں جان کو خطرہ میں نڈال ورنہ یہ سمجھ لے کہ
میں وہ شخص ہون جسکے نام سے سرکشان قاف تھراتے ہین ایک دم میں کوہ مروارید کو تیرے خون سے
لال کردونگا اور تجھسے کوہ کو خالی کرا لونگا یہ جواب دیو اخرف لیکر دیو شنکل کے پاس آیا دیو شنکل
جو مضمون نامہ سے آگاہ ہوا تو نہایت غصہ میں آیا اور کہا کہ خدا پرست یون نہ مانینگے مجکوان لوگون نے
مثل دیگران سمجھ لیا ہی کہہ دو کہ ہمارے لشکر میں طبل جنگ بجے اُسی وقت نقارہ زری پر چوب لگی
اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر سلیمان صاحبقران کو ہوئی کہ لشکر دیو شنکل میں کوس حربی بجا ہی
فرمایا کچھ پروا نہیں کہدو کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی
کوس حربی نوازش میں آیا دونون لشکرون میں تیاریان جنگ کی ہونے لگین دلیر اپنے اپنے
حربے درست کرنے میں مصروف ہوے اور دیو شنکل نے لشکر کو اپنے کوہ سے نیچے اُتارا بارگاہ
برپا کرائی تمام رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دیو شنکل اپنے لشکر کو لیکر میدان میں آیا اور
صفین جما کر کھڑا ہوا میمنہ فوج کا افسر دیو ہنکال کو کیا اور میسرہ فوج پر دیو قلماق کو مامور کیا اور
دیو خرلیف و دیو اخرف کو قلب و جناح کا حاکم کرکے حدود لشکر کے درست کیے اسطرف سلیمان اعظم
صاحبقران اپنی فوج کو لیکر میدان میں آئے اور مقابل دیو شنکل صف آرا ہوے بعد آراستگی
صفوف قتال و جدال دونون طرف سے دیو نکلے اور جھاڑی جھنڈ بھی نہ کاٹ کر پستی و بلندی زمین
کی درست کرکے میدان کو مثل آئینہ کے ہموار اور صاف کیا نقیبون نے نقابت کی لشکر شنکل
سے دیو اخرف نکلا اور میدان میں آکر مبارز طلب ہوا اسطرف سے دیو الماق اجازت لیکر
دیو اخرف کے مقابلہ کو گیا بعد گفتگو سے بسیار نیزہ بازی ہوئی نیزے ان دیوون کے آسمان سے
باتین کرتے تھے دیر تک نیزہ بازی رہی آخر دیو الماق نے نیزہ دیو اخرف کا ہوائی کیا دیو اخرف
نے وار شمشاد کا وار کیا دیو الماق نے وار کو اپنے دار پر روکا تراقے کی صدا بلند ہوئی تیغ گرد
غبار اُٹھا کر دیو الماق حبیب کیا دیو اخرف نے آواز دی کہ زدم دست کردم دیو الماق نے
گرد سے نکلکر چوبدست ماری دیو اخرف نے بھی اپنی چوبدست کو اُٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا۔ چوب
پڑنے ہی تڑاقے کی صدا بلند ہوئی ہاتھ دیو اخرف کے تھرتھرائے دونون چوبین لڑتی ہوئی
سر پر دیو اخرف کی پڑین کہ سر پاش پاش ہو گیا دیو اخرف مارا گیا یہ دیکھکر دیو خرلف کو تاب
نہ رہی دوڑ پڑا کہ او سرکش غضب کیا تو نے کہ بھائی کو میرے مارا کب چھوڑتا ہون تجکو یہ کہتا ہوا

قریب دیو الجاق کے آیا اور دار شمشاد کا وار کیا دیو الساق جلدی مین نہ روک سکا اور نہ خالی دیسکا
وار شانے پر پڑا بلکہ شانہ ٹوٹا اور دیو الساق بیہوش ہوکے گرا بس دیو خریف لے چاہا کہ دوسرا
وار کرکے اسکا کام تمام کردون کہ دیو افرس ہا مین لیے مین کی صدا دیتا ہوا دوڑ پڑا جیسے ہی قریب
دیو خریف کے پہونچا دیو خریف نے اسپر بھی دار شمشاد کا وار کیا دیو افرس نے وار چھین لیا اور دوسری
وار دیو خریف پر ماری کہ دیو خریف پر اٹھا ہوکے رہگیا۔ دیو افرس نے دیو الساق کو لشکر مین
بھیجدیا اور مبارز طلب کیا لشکر کفار سے دیو اشکال سامنے آیا بعد گفتگو کے بسیار دیو اشکال نے
آرہ پشت نہنگ مارا دیو افرس نے گرز پر آرہ کو روکا اور جواب مین دیو افرس نے بھی گرز مارا
تین چار ضربون کی رد و بدل ہوئی تھی کہ دیو افرس بھی زخمی ہوا۔ سلیمان گو جنگ بگلے اور
دیو افرس کو لشکر مین بھیجکر خود سامنا کیا۔ دیو اشکال نے انپر بھی آرہ مارا سلیمان کو جاب سے
آرہ کو قلم کیا اور ایسا ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارا کہ دیو اشکال زخمی ہوا دیو قلماق نکلا وہ بھی زخمی ہوا
اب دیو شنکل آہن شاخ میدان مین آیا اور اسنے بھی آرہ پشت نہنگ مارا سلیمان کو جاب
ہاتھ سے دیو شنکل کے زخمی ہوئے سلیمان اعظم نے نکلنے کا قصد کیا تھا کہ سلیمان صاحبقران
نے روکا اور خود مرکب کو چھیڑکر سامنے دیو شنکل کے آئے دیو شنکل نے انکو بھی آرہ مارا
سلیمان صاحبقران نے آرہ کو تیغۂ آبدار سے قلم کیا دیو نے ٹکڑا منہ پر کھینچ مارا سلیمان صاحبقران
نے خالی دیا اور گرز تان کر چلے دیو شنکل نے دیکھا کہ جسنے آرہ کو قلم کیا اسکی ضرب کا رکنا آسان
نہین ہے جیسے ہی سلیمان صاحبقران نے گرز مارا دیو شنکل نے خالی دیا اور سر بچا کے چاہا کہ
شاخون پر سلیمان صاحبقران کو اٹھالون سلیمان صاحبقران نے میرزا کا نام اور شاخ کو خالی دیا
دیو شنکل اوندھے منھ سامنے آرہا بس سلیمان صاحبقران نے دوڑکر شاخ پکڑی دیو نے چاہا
یو ہین اٹھالون اور ادھر سلیمان صاحبقران نے لنگر مارا شاخ دیو شنکل کی ٹوٹی اور سر سے
پرنالہ خون کا جاری ہوا دیو چیخ مارکر بھاگا اور سلیمان صاحبقران نے تعاقب کیا دیو شنکل نے
دیوون پر چلایا کہ ارے مجھے بچاؤ۔ تمام دیو یورش کرکے چلے اور سدراہ ہوئے سلیمان صاحبقران
نے تلوار برسانا شروع کی ادھر سلیمان اعظم بھی کل لشکر کو لیکر آپڑے جنگ مغلوبہ ہوئی اسی حالت
مین دیو کفار لڑتے جاتے تھے اور بھاگتے جاتے تھے لشکر اسلام لشکر کفار کو کئی کوس تک پسپا
کرتا ہوا آیا آخر شام ہوگئی سلیمان صاحبقران کل فوج کو لیکر پلٹے اور کوہ مروارید پر آکر بارگاہ برپا کی
لاشین دیوان خدا پرست کی دفن کرائین اور دیوان کفار کی لاشین پھنکوا دین زخمیون کے ٹانکے لگائے
گئے رات آرام سے گذاری صبح کو سلیمان صاحبقران نے آکر مقبرہ کی زیارت کی فاتحہ پڑھا چونکہ دیوان کفار
سامان آرایش کو تاراج کرگئے تھے سلیمان اعظم نے پھر سے آراستگی مقبرہ کا حکم دیا مال و اسباب
جو دیوونکا ہاتھ آیا تھا اپنے دیوون پر تقسیم کردیا اور سلیمان اعظم سے عرض کی کہ اب آپ کوہ مروارید و
گلستان ارم کا انتظام کرین اور اب مین آپ کا اس قابل نہین ہے کہ جا بجا جنگ کرتے پھرین مین
تعاقب مین دیو شنکل کے جاتا ہون اور انشاء اللہ بہت جلد ابلیس پرستون کا خاتمہ کرکے حاضر ہونگا
اس وقت تک اسلئے ان لوگون سے اپنے مقام پر مقابلے کے وجہ حملہ آیا اس سے لڑنے اور کبھی مین نے ان
دیوون کے ملکون پر چڑھائی نہ کی تھی یہی وجہ ہے کہ ابلیس پرست اپنے ملک مین آرام سے رہتے ہین جب
لے کو پکڑ گئے ہین تو ہمارے ملکون پر چڑھائی کردیتے ہین مین انشاء اللہ ان سبکو خدا پرست کردونگا

یا قتل کرونگا یہ عرض کرکے تیاری لشکر کا حکم دیا سلیمان اعظم تو جانب گلستان ارم روانہ ہوئے کہ وہانکا انتظام کرین اور سلیمان کو جالک نے کوہ مرواریدیر قیام کیا کہ وہانکا انتظام کرین اور سلیمان صاحبقران لشکر کو ساتھ لیکر تعاقب مین دیو شنگل کے روانہ ہوئے انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے یہان سے

چند کلمے داستان فیروزی نشان صاحبقران زمان یعنے شاہزادہ بدیع الملک نوجوان کے بیان کیے جاتے ہین غزل

مثل اشک آنکھ سے گر کر جو مچل جاتا ہے
میرے دامن کی ہوا کھا کے بہل جاتا ہے

صبر و قرار سے ہر روز نکل جاتا ہے
رنگ عاشق کی طرح صاف بدل جاتا ہے

آتش عشق جو بھڑکی ہے تو دل میں سینہ
شمع کے ہر مرتبہ سینے سے ابل جاتا ہے

وقت یار مین ہے ضبط فغان ناممکن
آہ کے ساتھ ہی نالہ بھی نکل جاتا ہے

یون تو دل کو نہین ہوتی کسی صورت تسکین
ذکر جب آپ کا کرتا ہون بہل جاتا ہے

قہر کرتی ہے ترے نازکی رفتار صنم
میرے سینے مین کوئی دلکو مسل جاتا ہے

کم سنی مین ہین زخود رفتہ جو وہ کیا ڈر ہے
ہوش آتا ہے تو انسان سنبھل جاتا ہے

اسکے پہلو سے نہ آنکھو نکل لاکھ وہ ماہ
قطب بھی اپنی جگہ سے کہین ٹل جاتا ہے

دیکھیے یون دم مین بگڑ جاتا ہے وہ طفل حسین
جسطرح رنگ زمانے کا بدل جاتا ہے

پھنس گیا ہے تو تری زلف گرہ گیر مین دل
دیکھیے کب مری تقدیر کا بل جاتا ہے

کیا گزرتی ہے مرے دل پہ خدا خیر کرے
کوچۂ یار مین یہ پہلے بہل جاتا ہے

فرقت یار مین ہے نزع کی حالت میری
کبھی سکتا ہے تو منکا کبھی ڈھل جاتا ہے

روز و عدے کا جو ٹل جاتا ہے اے غیرت ماہ
دھوپ کی طرح ترا زار بھی ڈھل جاتا ہے

وقت رخصت جو انھین غور سے دیکھا مین نے
وہ نہ پہچان لو انسان بدل جاتا ہے

میرے نالون مین وہ تاثیر ہے دل تو کیا
سنگ بھی موم کے مانند پگھل جاتا ہے

بیقراری اسے کہتے ہین اسے میت بی
دل تڑپتا ہے تو پہلو سے نکل جاتا ہے

ہجر جانان کی بلاؤن کا جو رہتا ہے خیال
جب دھڑکتا ہے جگر دل بھی دہل جاتا ہے

بحث پڑجاتی ہے جو چلنے ہین فتنے برپا
ذکر اگر یار کی رفتار کا چل جاتا ہے

لاکھ سمجھا ئیے الجھن نہین جاتی دل کی
زلف کا پیچ تو دم بھر مین نکل جاتا ہے

کشمکش رنج و الم کی ہے تو پھر جسم کہان
کہنہ ہو جاتا ہے جامہ تو نکل جاتا ہے

رنگ کھجاتا ہے حاسد کا سر بزم اے پاس
وار جب تیغ زبان کا مری چل جاتا ہے

راوی بیان کرتا ہی کہ جب صاحبقران زمان یعنے بدیع الملک نوجوان ملک تعمیر کر چکے اور بلے صاحبقرانی کے بادشاہ کے سپرد کر چکے تو کوچ کر کے جانب بیابان کاج وباج روانہ ہوئے بارہ سو آدمی انکے ساتھ تھے جسمین بعض سردار مثل ایرج نوجوان و تیز الہ ہرد و اسد غازی کے ایسے بھی تھے جو ایک مرتبہ اسی بیابان کاج وباج کو ہمراہی امیر ثانی مین دیکھ چکے تھے بدیع الملک نے ان تینون دلیرون کو اپنے ساتھ لیا تھا کہ جس مقام سے سرحد

بیابان کاج وباج کی شروع ہوا اسجگہ لشکر کو روک دیں چنانچہ طی مراحل وقطع منازل کرتے ہوئے
اُس مقام پر پہونچے جسکے بعد بیابان کاج وباج تھا۔ اسد غازی اور نور الدہر اور ایرج سب نے
یک زبان ہوکر کہا کہ وہ سامنے جو صفیں انسانوں کی ایسی معلوم ہوتی ہیں اور یہ ظاہر ہوتا ہی
کہ مجمع آدمیوں کا ہی۔ یہی بیابان کاج وباج ہی جب ہم لوگ صاحبقران ثانی کے ہمراہ اس
مقام پر آ پہنچے تھے تو یہ مجمع اسیطرح دکھائی دیا تھا لیکن جب لشکر اس بیابان سے ہوکر بڑھنے لگا
تو یہ انسان درخت معلوم ہونے لگے اور دفعتاً بیابان میں آگ لگ گئی اور شعلے بھڑک بھڑک کے
گرنے لگے ہم تینوں آدمیوں کو بچے لیگئے اور کچھ لوگ قریب چالیس آدمیوں کے مع امیر ثانی
اُن شعلوں سے بچ کے نکل سکے باقی سب جلکر خاک ہوگئے ہڈیاں تک خاک ہوکر ہوا میں منتشر
ہوگئیں قبریں بھی نہ بن سکیں۔ یہ سنکر بدیع الملک نے فاتحہ پڑھکر اُن لوگوں کے نام پر ثواب
بخشا اور بہت روئے بعد اُسکے نور الدہر وغیرہ سے کہا کہ اب آپ مع لشکر اسی جگہ فروکش ہوں کہ
میں تنہا اس بیابان کی طرف جاؤنگا نور الدہر نے کہا کیونکر ہو سکتا ہی کہ تمکو اس بلا میں چھوڑ کر
اور ہم عافیت سے بیٹھے رہیں بدیع الملک نے عرض کی کہ قطب سجادہ نشین نے مجھے ایک
انگشتری عنایت کی ہی اگر خدا چاہیگا تو میں بہت جلد اس بیابان کے طلسم کو توڑ کر اور شرر انداز
جادو کو مار کر پھر حاضر خدمت ہونگا اُسوقت تشریف لیچلیےگا ابھی مناسب نہیں ہی میں تو بسبب
برکت انگشتری کے اس بیابان کی آگ سے محفوظ رہونگا لیکن اب نہ بچ سکینگے یہ سنکر یہ لوگ اسی
مقام پر ٹھہرے اور شاہزادہ بدیع الملک بسم اللہ کہکر گروہ مردم کی طرف بڑھے جو پرے
جمائے کھڑا تھا جسوقت سرحد بیابان میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ جسقدر انسان معلوم ہوتے
تھے وہ سب درخت ہیں اور ایک درخت بزرگ ہی کہ سب درختوں سے بلند ہی تنہ اُسکا بہت فراخ
ہی بس بدیع الملک نے اسم اکیس مرتبہ پڑھا اور نگینہ پر انگشتری کے دم کیا اور عکس انگشتری کا اُس
درخت بزرگ پر ڈالا فوراً نگینہ چمکا اور مثل چنگاری کے اُڑکر اسی درخت بزرگ کی چوٹی پر گیا
معلوم ہوا کہ درخت آتشبازی میں چنگاری لگا دی تمام درخت جلنے لگا اور ہوا نے شعلے
لپک لپک کر ہر درخت پر گرنے لگا تمام درخت دھڑ دھڑ جلنے لگے۔ بدیع الملک حدود بیابان
سے ہٹکر علیحدہ کھڑے ہوگئے تمام صحرا آتش بہار ہوگیا شعلوں سے فنا فنا کی صدا پیدا ہوئی
اک آن واحد میں سارا جنگل جل گیا اور پھر اُسی طرح وہ شعلہ جانب کوہ مصفا روانہ ہوا جس کو
پر بارہ ہزار ساحروں سے شرر انداز جادو اور بروایت دیگر سنگ انداز جادو مقیم تھا یہ خبر
سنگ انداز جادو کو پہونچی کہ سارا جنگل جل گیا اور اب اک شعلہ اسطرف بھی آتا ہی یہ سنکر سنگ انداز
بہت پریشان ہوا اور کہنے لگا کہ اس سحر کا رد غیر ممکن ہی غضب ہوا کسنے میرے باندھے ہوئے
طلسم کو توڑا یہ کہتا ہوا اپنی جگہ سے اُٹھا دیکھا تو واقعی میں شعلہ مانند تیر شہاب کے سائیں
سائیں کرتا ہوا چلا آتا ہی بس اُسنے جلدی سے روئی کا پہل نکالا اور خون پیشانی سے اُسکو تر کرکے
کچھ اسم سحر پڑھا کہ وہ روئی بلند ہوئی اور لکہ ابر بنکر اُس شعلے کی طرف چلی تا کہ شعلے کو لپیٹ لے
اور سرد کردے وہ شعلہ مانند بجلی کے کڑکا اور دامن ابر کو جلا کر نکل گیا اور آن واحد میں بالائے
کوہ آگیا۔ اسوقت تمام ساحروں نے اپنے اپنے سحر کرنا شروع کیے کہ اس شعلے کو قبل کریں کسی نے
شیشۂ آب دمیدہ سحر کا کھینچ مارا کسی نے گولہ مارا کسی نے ترنج کسی نے نارنج کسی نے پوری جھولی اسباب

سحر کی کھینچ ماری ہر طرف یا سامری یا جمشید کے نعرے بلند تھے لیکن شعلہ کسی طرح فرو نہوا اور
بالائے کوہ آکر پھیلا اور تمام ساحروں پر یکبارگی گرا جس ساحر نے بھاگ کے نکلجانے کا قصد
کیا دامن شعلہ دراز ہوا اور اسکو بھی لپیٹ کر پھونک دیا وہ ناری آتشی کفن پہنے ہوئے جانب
دوزخ روانہ ہو رہے تھے مرنے سے ساحروں کے اک قیامت کبریٰ برپا تھی پھر شور کر رہے
تھے کہ کشتی مرا نام من فلان بود و فلان بود و فلان بود ہر طرف سناٹا بازی ہو رہی تھی سنگ انداز
جادو نے چاہا تھا کہ غرق زمین ہو کر نکل جاؤں زمین بھی آگ کی ہو گئی اور یہ ملعون بھی جلکے
داخل جہنم ہوا مرنے سے سنگ انداز جادو کے تاریکی چھا گئی کوہ مصفا کوہ اسود معلوم ہونے لگا
شور گیرو دار بلند ہوا بعد کچھ دیر کے آواز پیدا ہوئی کہ مارا جوان کشتی نام من سنگ انداز جادو بود
حیف مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم - ادھر تو کوہ کا تلاطم موقوف ہوا اور ساحروں
کو جلا کر آگ فرو ہوئی ادھر دیکھا بدیع الملک نے کہ نگینہ انگشتر پر موجود ہے پس بدیع الملک شکر خدا
بجا لائے اور سردار جو دور سے تماشا دیکھ رہے تھے قریب آئے اور بدیع الملک کو اس فتح کی مبارکباد
دی کہ آپ نے وہ مرحلہ سر کیا ہے جو امیر ثانی سے بھی سر نہوا تھا لیکن بدیع الملک بہت روئے اور کہا کہ
کاش یہ انگوٹھی امیر ثانی کو دستیاب ہوتی کہ جو لوگ جل گئے وہ جلنے سے محفوظ رہتے ایرج نوجوان
و نور الدہر وغیرہ نے قطب سجادہ نشین کے کمال کی بہت تعریف کی اب شاہزادہ بدیع الملک کوہ
مصفا پر تشریف لائے دیکھا کہ تمام کوہ جو سنگ مرمر کا تھا ایسا جلا ہے کہ سنگ اسود کا معلوم ہوتا ہے
اور لاشیں ساحروں کی جلی جھلسی ہوئی پڑی ہیں اور ایک ساحر نصف زمین میں گڑا ہوا ہے اور نصف
زمین کے باہر ہے اور اسی طرح جل کے رہگیا ہے - بدیع الملک نے اُن سب کو اُسی حال سے چھوڑا
کہ جبتک استخوان بھی رہینگے اس صحرا میں ٹھوکریں کھائینگے اُسوقت تک سرکشوں کو دیکھ دیکھ کر عبرت
ہوگی کہ ایک روز ظلم کا انجام یہی ہوگا - یہ وہی سنگ انداز جادو اور اُسکی فوج ہے کہ جسکے نام سے عالم
عالم کانپتا تھا ساحر تک تھراتے تھے بھلا غیر ساحر کا کیا ذکر ہے بقول شاعر ہے ؎ پاؤں تھراتے
تھے جنکے سامنے جاتے ہوئے * کاسۂ سر انکے دیکھے ٹھوکریں کھاتے ہوئے * بعد بہت دیر کے
شاہزادہ بدیع الملک نے وہاں سے کوچ کیا اور مع لشکر اُسی بیابان کاج و باج سے بخیریت
تمام گذرے کسیکا بال بھی بیکا نہوا دوسرے روز شام کے وقت اک صحرا میں پہونچے بارگاہیں
برپا ہوئیں راوٹیاں چھولداریاں قلندریاں برپا ہو گئیں بدیع الملک ادھر اُدھر ٹہلنے لگے دیکھا
کہ دور پر ایک ماری اور برپا ہے اور دو چار ملازم گرد اُس ماری کے موجود ہیں - بدیع الملک سمجھے
کہ یہ کسی فقیر کا مسکن ہے نور الدہر سے کہا کہ چلکر اُس درویش سے ملنا چاہیے نور الدہر نے کہا کہ
اے فرزند ابھی صعوبت سفر اُٹھائے چلے آتے ہو صبح کو اطمینان کے ساتھ ملنا - نور الدہر کے
کہنے کے موافق بدیع الملک نے اپنا عزم صبح پر موقوف رکھا لیکن اُس شخص نے جو کہ ماری میں
بیٹھا تھا اس لشکر کو اترتے ہوئے دیکھا اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ جا کر خبر لاؤ کہ یہ کیسا قافلہ
ہے اور قافلہ سالار کون ہے ایک شخص لشکر اسلام میں آیا لوگوں سے پوچھا کہ یہ کسکا لشکر ہے کسی نے
خضران کو بتا دیا کہ اِنسے پوچھو وہ خادم سامنے خواجہ خضران کے آیا اور مطلب دلی عرض کیا خضران
نے اُسکو سادہ مزاج دیکھکر صاف صاف بتا دیا کہ یہ قافلہ بیت اللہ کی طرف جا رہا ہے اور قافلہ
سالار صاحبقران سوم یعنی شاہزادہ بدیع الملک ہے - یہ سنکر وہ خادم واپس گیا اور اُسنے اپنے

آقا سے بیان کیا بس یہ سنتے ہی وہ شخص درویش وضع اپنے مقام سے اُٹھا اور جانب قافلہ
بدیع الملک روانہ ہوا جو خادم آگے دریافت کر گیا تھا وہ ساتھ ساتھ تھا جب اُسنے بدیع الملک
کو دیکھا تو کہا کہ صاحبقران ثالث یہی ہیں وہ مرد فقیر منش قریب صاحبقران کے آیا۔ ہاتھ میں اسکے
اک نوشتہ تھا دونوں ہاتھوں پر دستہ رکھکر خدمت صاحبقران میں پیش کیا صاحبقران نے
صورت اُسکی دیکھی تو چہرہ سے باوجود حزن وملال کے آثار شاہی و شہریاری نمودار تھے رفتار و گفتار
سے بوے امیری آتی تھی۔ صاحبقران نے تعظیم دی اور کرسی بچھوا کر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور نام پوچھکر
ارشاد کیا کہ میں تو خود ہی فقیر دوست ہوں آپ سے اگر خود ہی ملتا آپنے زحمت کرکے مجھے
ممنون کیا اُس شخص نے عرض کی کہ آپ میرے گھر پر تو تشریف ہی لاچکے اگر مجھے قبل سے خبر
ملتی تو دو منزلون کی سرحد تک پیشوائی کو حاضر ہوتا اور میں کوئی فقیر کامل نہیں ہوں بلکہ گدا
دیتا ہوں نام میرا روشن بخت ہے جسوقت صاحبقران ثانی اسطرف تشریف لائے میں مع
لشکر اُنکا بیابان کاج وباج میں جلکر چالیس آدمی بچے تھے تو میں حاجت اپنی لیکر خدمت
صاحبقران ثانی میں بھی گیا تھا لیکن صاحبقران ثانی نے بسبب اپنی پریشانی کے مجھسے عذر
فرمایا تھا اور ارشاد کیا تھا کہ ابھی گردش تمھاری تقدیر میں باقی ہے چونکہ مجھے جلدی خانہ کعبہ جانے
کی ہے اور میں صاحبقرانی کو ترک بھی کرچکا ہوں لہذا میں تمھاری مطلب برآری نہیں کرسکتا بعد
میرے میرا جانشین صاحبقران ثالث اس طرف آئیگا اُس سے تم حاجت اپنی بیان کرنا وہ
مطلب تمھارا پورا کردیگا اور میں ایک سفارش نامہ بھی لکھے دیتا ہوں یہ فرماکر اک تحریر اپنی
اُنھوں نے مجھے عنایت کی تھی اور تشریف لیگئے تھے اُس روز سے یہ تحریر میری تعویذ بازو
تھی اور میں دن رات آپکے انتظار میں جس سختی سے گذار رہا تھا اُسکو میرا ہی دل جانتا ہے
ہزار ہزار شکر ہے خداوند عالم کا کہ آج آپ کی زیارت سے بھی مشرف ہوا اب یقین ہے کہ مراد دل
میری برآئیگی۔ بدیع الملک نے یہ سُنکر اُس تحریر پر نظر ڈالی تھی لکھا تھا کہ اے شاہزادہ
بدیع الملک اے صاحبقران ثالث اگرچہ یہ کام میرے کرنے کا تھا کہ پہلے میں اس مقام تک
پہونچا تھا اور اس دردرسیدہ روشن بخت نے اپنی مصیبت مجھسے بیان کی تھی مگر مجکو مفارقت
احباب و اعزا نے اس قابل نہ رکھا کہ میں اسکی دادرسی کرسکتا لہذا میں سفارش کرتا ہوں کہ جسوقت
یہ شخص تمسے مصیبت اپنی بیان کرے تو تم اسکی دادرسی کرنے کے بعد بیت اللہ کا قصد کرنا
کہ یہ بھی اک کار ثواب ہے جسطرح سے میری قائم مقامی ہر امر میں کی ہے اسیطرح یہ آخری کام بھی
ہے اور اے بدیع الملک جو صدمہ میں نے بیابان کاج وباج کے مرحلہ میں اُٹھایا ہے یہ خدا
دشمن کو بھی نہ دے کیسے کیسے عزیز و دوست آنکھوں کے سامنے جلے ہیں کہ جنکا وہاں مبتلا
ہونا بھی نہ دیکھا جاتا تھا ایسی آگ بھڑکی جسنے دل میں آبلہ ڈالدیے خدا تمھیں اس مصیبت
سے بچائے راقم امیر ثانی یہ عبارت دیکھکر بدیع الملک کی یہ حالت ہوئی کہ چخیں مار مار کر رونے لگے
تحریر امیر ثانی کو بار بار دیکھتے تھے۔ ہر الف سنان دلدوز اور ہر مد شمشیر برہنہ معلوم ہوتا تھا
نقطے مانند سر بریدہ کے نظر آتے تھے دندانے سین کے آرہ کی شکل پر دانت نکالے ہوئے
تھے ہر واو گرز تانے ہوئے تھا اعراب تیروں کی طرح معلوم ہوتے تھے ہر دائرہ سپر روکے
ہوئے تھا گویا پیش آنے والے تیر غم سینے کے پار ہوے جاتے تھے دال مانند قبر کے شاخ امید کو دو

قطع کیے دیتی تھی۔ الحاصل تمام تحریر اک دفتر غم تھی۔ بدیع الملک نے اس نوشتہ کو تعویذ بازو کیا
اور فرمایا کہ خدا نے ہمیں انھیں کاموں کے واسطے پیدا کیا ہے میں بسر و چشم اس خدمت کو
بجا لاؤنگا اور وصیت امیر ثانی پر عمل کرونگا اے روشن بخت اب تم حاجت اپنی بیان کرو
کہ تم پر کیا مصیبت پڑی ہے اور کیا چاہتے ہو۔ روشن بخت نے عرض کی کہ یہ غلام اس مقام کا
فرمانروا تھا جسے آج آپ جنگل دیکھ رہے ہیں۔ بہت تھوڑا زمانہ ہوا کہ یہاں بستی تھی گردش
افلاک دوار نے یہ انقلاب دکھایا کہ شہر صحرا ہوگیا بادشاہ فقیر ہوگیا جس زمانے میں کہ میں
اطمینان کے ساتھ سلطنت کرتا تھا اور مجھے کوئی غم نہ تھا خدا نے ایک فرزند سعید بھی عطا
کیا تھا اس فرزند کا نام سبز بخت شیر دل تھا نہایت مرد حسین و بہادر تھا ایک ساحرہ اسپر
عاشق ہوئی اور میرے فرزند کے پاس آکر اُسنے سوال وصل کیا نام اس ساحرہ کا گلبن جادو
ہے چونکہ ہم لوگ ہمیشہ سے موحد ہیں اور سحر و ساحری کو برا جانتے ہیں اور ہمیشہ ساحروں سے
کراہت کرتے رہے اور سن بھی اس ساحرہ کا کوئی تیرہ سو برس کا تھا میرا فرزند بلطائف الحیل
ٹالتا رہا لیکن وہ ساحرہ کبھی کبھی آتی تھی اور مطلب دل اپنا بے تکلف بیان کیا کرتی تھی
چونکہ فرزند میرا جوان تھا وہ اک شاہزادی پر شیفتہ ہوا نام اسکا ملکہ لیلاے کاکلی بخت تھا
شاہزادی بھی میرے فرزند پر فریفتہ ہوئی اور پوشیدہ طور پر دونوں کا عقد ہوگیا کہ اس
ساحرہ کو خبر نہو جائے میرے فرزند کے دوستوں نے کہا کہ گھر ہی گھر میں شادی کی کچھ تو
جلسہ بھی نہ دکھایا۔ شاہزادے ہوکر یہ بخل یہ سنکر میرے فرزند نے باغ میں جلسہ منعقد کیا وہ
باغ نہایت آراستہ تھا تین پہر رات جلسہ رہا پہر رات باقی تھی کہ فرزند میرا جلسہ سے اٹھکر
قصر میں آیا جہاں ملکہ بیٹھی تھی فرزند میرا عروس کے پاس بیٹھکر مصروف اختلاط ہوا تھا کہ
اتفاق روزگار کہ گلبن جادو آگئی اور اسنے اُس حالت کو دیکھا آتش رشک مشتعل ہوئی آواز دی
کہ کیوں اے سبز بخت ہم سے یہ انکار اور دوسروں سے یہ رغبت تو بھی کہ جطرح تونے میرا
دل جلایا ہے اسیطرح میں تیرا بھی دل جلاؤں۔ یہ کہکر کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ ہوا تیز
چلی اور اک ابر پیدا ہوا کہ تمام باغ پر محیط ہوگیا اور بارش شروع ہوئی جس ایک قطرہ بھی گرا وہ
پتھر کا ہو گیا تمام جلسہ اور وہ عروس اور لشکر اور باغ کی چیزیں پتھر کی ہوگئیں اور فرزند
میرا غائب ہوگیا اس دن سے اسوقت تک اسکا کہیں سراغ نہیں ملتا آجتک وہ مقام جہاں
جلسہ تھا اسی طرح سے ہے اگر حضور تشریف لیچلینگے تو میں دکھاؤنگا میں نے اس جلسہ کا نام
بزم عبرت رکھدیا ہے اسی روز سے میں نے فقیری اختیار کی اور جو لوگ رعایا میں سے محفوظ
رہے تھے وہ جان کو غنیمت جانکر گھر بار سے دست بردار ہوکر دوسرے ملکوں میں آباد ہوے
شہر جنگل ہوگیا میں بادشاہ سے فقیر ہوگیا لہذا امیدوار ہوں کہ میرے بچھڑے ہوے فرزند کو
مجھسے ملا دیجیے یہ کہکر چیخیں مار مار کے رونے لگا۔ بدیع الملک نے روشن بخت کی تسلی و تشفی
فرمائی اور اپنا مہمان کیا اور فرمایا کہ ہم صبح کو چلکر اُس بزم عبرت کو دیکھینگے اسکے بعد تمہارے
فرزند کے ملنے کی کوشش کرینگے اگر خدا کو منظور ہے تو فرزند تمہارا تم سے ملیگا۔ غرضکہ روشن بخت
نے بدیع الملک کے ساتھ کھانا کھایا رات آرام سے بسر کی صبح کو بدیع الملک روشن بخت کے
ساتھ ہوے اور طرف اس باغ عبرت آگین کے چلے۔ اسد غازی نورالدہر ایرج نوجوان شہنشاہ

گوہر کلاہ ہاشم تیغ زن اسفندیار گیلانی فرامرز عاد مغزل جمہور جانسوز تیرزن وغیرہ سب ساتھ
تھے جس وقت قریب باغ پہونچے تو دیکھا کہ لشکر پڑاو کیے ہوئے ہے کوئی کھانا کھانے بیٹھا ہے
نوالہ ہاتھ میں ہے غور سے دیکھا تو تصویر پتھر کی ہے کوئی منھ دھونے بیٹھا ہے تو وہ اسیطرح رہگیا ہے
گھوڑے نے اگر گھانس پر منھ ڈالا ہے تو گھانس منھ میں لٹک رہی ہے اور گھوڑا پتھر کا ہوگیا
ہے جہاں کہ فوج پرا باندھے ہتھیار لگائے کھڑی ہے وہاں یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی لوگ آ کے
کھڑے ہوئے ہیں دروازہ باغ پر جو دربان ہیں وہ اُسی طرح بیٹھے ہیں جب اندر باغ کے
داخل ہوئے سبزہ و گل غنچہ و برگ و ثمر ہر ایک چیز کو پتھر کا پایا جو طائر درختوں پر بیٹھے تھے
وہ اُسیطرح بیٹھے ہیں نہر کا پانی جمکر بشکل آئینہ ہوگیا ہے جس مقام پر جلسہ رقص و سرود آراستہ
تھا وہاں لوگ حلقہ باندھے ہوئے سکوت کے عالم میں بیٹھے تھے وہ اسیطرح بیٹھے ہیں گانے والیاں
کے انداز سے یہ پایا جاتا ہے کہ گا رہی ہیں مگر آواز نہیں ہے اک سکوت کا عالم ہے ایک جانب دو تین
مکان ہیں روشن بخت اندر اُن مکانات کے گیا۔ بدیع الملک سے کہا کہ جو حالت مردوں کی ہے
وہی حالت عورتوں کی بھی ہے آئیے اور ملاحظہ فرمائیے کہ آپ سے کس بات کا پردہ ہے وہ نوعروس
یعنی ملکہ لیلائے کاکل کشا بھی جس طرح مسہری پر لیٹی تھی اُسی طرح لیٹی ہوئی ہے بدیع الملک نے
ارشاد کیا کہ یہ ناموس تمھارے فرزند کا ہے اور نامحرم ہے میں نہ دیکھونگا یہ فرماکر پلٹ آئے جو لوگ
بدیع الملک کے ساتھ تھے سب پر اک عبرت طاری ہوئی روشن بخت کا غم بھی تازہ ہوگیا اور
بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے۔ بدیع الملک تسلی دیتے ہوئے روشن بخت کو اپنے
ساتھ لیکر پھرے اور داخل بارگاہ ہوئے بدیع الملک نے روشن بخت سے پوچھا کہ کچھ پتا بھی
گلبین جادو کا تمکو معلوم ہے کہ وہ کہاں رہتی ہے روشن بخت نے عرض کی کہ سنا ہے کہ وہ ساحرہ طلسم
فانوس کی رہنے والی ہے مگر طلسم فانوس کا پتا معلوم نہیں ہے ہاں ایک چیز عجائبات سے دریا کے
اُس پار ہر شب کو نظر آتی ہے اور صبح کو نظروں سے غائب ہوجاتی ہے فرمایا وہ کیا چیز ہے روشن بخت نے
عرض کی کہ اے شہریار ہم لوگ کبھی دریا کے اُس پار تو گئے نہیں لیکن اس پار سے یہ تماشا اکثر دیکھا ہے
کہ آفتاب غروب ہوتے ہی اک مکان صحرا میں نمودار ہوتا ہے اور اندر سے اُس مکان کے آواز سرود
و ستار و دف وغیرہ آتی ہے کہ تمام طائران صحرا اور چرندے بیخود محو ہوکر نزدیک اُس مکان کے آتے
ہیں اور دیواروں سے سر ٹکراتے ہیں شیر بکری ایک جگہ کھڑے ہوتے ہیں نہ شیر بکری پر حملہ
کرتا ہے نہ بکری شیر کا خوف کرتی ہے آفتاب نکلتے ہی وہ مکان نظروں سے غائب ہوجاتا ہے اور چرند
و پرند اپنی راہ لیتے ہیں۔ بدیع الملک نے فرمایا کہ کوئی دروازہ بھی اُس مکان میں جانے کا
ہے روشن بخت نے عرض کی کہ دروازہ تو نہیں دیکھا مگر دیواروں میں روزن اور شیشے جھلک معلوم
ہوتے ہیں فرمایا آج ہم دریا کے اُس پار جاکر یہ تماشا دیکھینگے یہ ارشاد کرکے کشتیاں تیار ہونے کا
حکم دیا دو گھڑی دن رہے بدیع الملک مع روشن بخت کشتیوں پر سوار ہوکر دریا کے اُس پار گئے
دو اک سردار مثل ایرج و نورالدہر و اسد غازی و شہنشاہ گوہر کلاہ کے ہمراہ تھے تھوڑا سا
سامان راحت بھی مہیا کرلیا گیا تھا اک خیمہ بھی استادہ ہوگیا اور دروازہ خیمہ کے آگے کرسیاں
بچھا دیگئیں بدیع الملک مع جملہ سرداران اسلام کرسیوں پر جلوہ افروز ہوئے اور وہ وقت
آیا کہ چراغ جلائے گئے آفتاب غروب ہوا قندیل ماہ سقف فلک نیلی میں آویزاں اور منور ہوئی

بزم انجم آراستہ ہوئی طائر اپنے اپنے آشیانون کی طرف متوجہ ہوے کہ یکایک وسط صحرا مین وہ
مکان نمودار ہوا دیکھا بدیع الملک اور سب سردارون نے۔ کسی طرف کوئی دروازہ نہین ہی دیوارون مین
شیشے جڑے ہوے ہین اور اندر سے مکان کے آواز سرود وستار چلی آتی ہی بس وہ طائر جو آشیانون مین
جاکر بیٹھے تھے بیتاب ہوکر نکلے اور مثل پروانے کے اوس مکان سے سر مار ٹکرا کر گرے چرند دوڑے
ہوے آئے اور دیوار مکان سے سر دھننے لگے بدیع الملک اور تمام سردار حیرت مین آئے تمام رات
یہی حالت رہی صبح کو وہ مکان نظرون سے غائب ہوگیا اواز غنا موقوف ہوگئی۔ بدیع الملک نے
فرمایا کہ یہ مکان بھی آثار طلسمی سے ہی خضران نے عرض کی کہ خدا سے دعا کیجیے کہ آپ لوگ ایسے کام
ہمیشہ مدد غیبی سے کرتے رہین اگر منظور خدا ہوگا تو یہ مرحلہ بھی سر ہو جائیگا۔ بدیع الملک نے
اسد غازی کی طرف مخاطب ہوکے کہا کہ میری راے مین آپ بارگی برپا کرکے دعا کرین شاید خدا
رحم کرے اسلیے کہ آپ نظر کردہ امیر عرب صیغم رب مقبول بارگاہ الہی ہین اسد غازی نے انکار کیا اور
کہا کہ بس خانہ کعبہ تک مجھے اپنے ساتھ مین نباہ لو کہ مٹی میری خاک کعبہ مین شامل ہوجاے اس سے
زیادہ ہوس نہین ہی۔ بدیع الملک نے ایرج سے مخاطب ہوکے فرمایا کہ آپ بزرگون کے ہوتے
مین خرد ہوکر اس کام مین سبقت نہین کرسکتا ہون ایرج نے فرمایا کہ تم صاحبقران وقت ہو یہ
امر تمھارے ہی شایان ہی۔ بدیع الملک نے کہا کہ اب تو حالت مسافرت مین ہون صاحبقرانی کا زمانہ
ختم ہوگیا۔ ایرج نوجوان نے بدیع الملک کے اصرار سے بارگی برپا کرائی اور شام ہوتے ہی
داخل خیمہ ہوے تمام رات عبادت پروردگار مین گزاری یہانتک کہ نماز صبح پڑھکر خیمہ سے باہر
نکل آئے بدیع الملک نے آکر مزاج پرسی کی ایرج نوجوان نے کہا کہ مجھکو تو کوئی خواب وغیرہ نہین
ہوا معلوم ہوتا ہی کہ مین فتاح اس طلسم کا نہین ہون۔ اب بدیع الملک نورالدہر کی طرف مخاطب
ہوے اور عرض کی کہ قبلہ کعبہ آپ بھی آج کی رات استغاثہ کرین شاید خدا آپ ہی کی سن لے
اسلیے کہ آپ فتاح طلسم گوہربار ہین اور اسکے علاوہ اور بھی طلسم آپ نے فتح کیے نورالدہر نے بھی
تمام رات دعا کی اور مصروف عبادت رہے مگر کچھ نہوا بدل ناکام خیمہ کے باہر نکل آئے۔ اب
سب نے بدیع الملک سے اصرار کیا کہ قافلہ سالار آپ ہین آپ ہی سے یہ کام ہوگا اسوقت
سب کی قسمتین آپ ہی کے دم سے وابستہ ہین۔ بدیع الملک نے بارگی برپا کرائی اور وضو کرکے
فریضہ مغرب وعشا کو ادا کرکے دو رکعت نماز حاجت ادا کی اور مصروف دعا ہوے کہ اے رب
بے نیاز اے معبود کارساز اس آخری مشکل کو بھی حل کر کہ اسمین بہت سی قسمتین شریک ہین۔ یہ دعا
کرتے کرتے نصف شب گزری تھی کہ غنودگی طاری ہوئی عالم رویا مین اک قصر معلے نظر آیا اندر اس
قصر کے اک بزم آراستہ دیکھی مسند نشین بزم اک تاجدار سبز پوش کو دیکھا کہ رعب شاہی وہیبت
جہان پناہی چہرے سے اوسکے ہویدا تھی بدیع الملک پر بھی ایسا رعب طاری ہوا کہ سلام کو خم ہوئے
اوس تاجدار نے جواب سلام دیکر پاس اپنے جگہ دی اور بدیع الملک کو بٹھایا۔ بدیع الملک نے پوچھا
کہ آپکا اسم مبارک کیا ہی اونھون نے جواب دیا کہ مجھکو سلیمان ابن داود کہتے ہین یہ سنتے ہی شاہزادہ
بدیع الملک نے ہاتھ چومے اور عرض کی کہ خوشا نصیب میرے کہ مین زندگی مین آپکی زیارت سے
مشرف ہوا حضرت نے ارشاد کیا کہ اے بدیع الملک واقعی مین یہ بات تمھارے ہی واسطے تھی
میری اولاد تک نے میرے یہان آنے کے بعد مجھکو نہ دیکھا بدیع الملک نے عرض کی کہ میری

جدہ ماجدہ ملکہ آسمان پری کس حال مین ہین اور جد امجد صاحبقران اول کی کیا حالت ہی حضرت نے
ارشاد کیا کہ اے بدیع الملک جسکے دل مین محبت محمدؐ و آل محمدؐ کی ہی اُسکا انجام بخیر ہی آسمان پری بھی
اچھی ہین اور حمزہ صاحبقران بھی دنیا سے زیادہ یہان راحت مین ہین بدیع الملک نے عرض کی کہ
مین اپنے جدہ ماجدہ کو دیکھ سکتا ہون فرمایا ہان وہ سامنے جو اک کھڑکی معلوم ہوتی ہی وہان جاکے
دیکھو وہ قصر آسمان پری کا ہی بدیع الملک اجازت لیکر اُٹھے اور اندر اُس کھڑکی کے داخل ہوے
دیکھا کہ اک باغ رشک باغ ارم ہی کہ گل و ریاحین وہان کے نہ کبھی دیکھے تھے نہ سنے تھے۔
آراستگی باغ بیان سے باہر ہی بدیع الملک سیر کرتے ہوے وسط باغ مین پہونچے دیکھا کہ اک
قصر مروارید ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ ایک موتی کو تراش کے اُسکا قصر تیار کیا ہی بدیع الملک اندر قصر
کے داخل ہوے دیکھا کہ ملکہ آسمان پری نہایت بشاش اسی طرح مسند پر بیٹھی ہین اور جو پریان
دنیا پر خدمت گزار تھین کچھ وہ اور کچھ اُنکے علاوہ بھی خدمت کو موجود ہین اور آسمان پری جوان
معلوم ہوتی ہین بدیع الملک نے سلام کیا۔ آسمان پری نے خوش ہوکے سر سینے سے لگایا۔ شاہزادہ
بدیع الملک رونے لگے آسمان پری نے منع کیا اور کہا کہ یہ دنیا نہین ہی اگر روؤ گے تو پھر مجکو نہ دیکھوگے
بدیع الملک نے ضبط کرکے پوچھا کہ اسوقت ملکہ قریشیہ سلطان عادل قاف کہان تشریف رکھتی ہین
وہ تو زندگی مین آپ سے کبھی جدا نہین ہوئین آسمان پری نے ارشاد کیا کہ ہان یہان ہر اک کی جگہ
دوسری ہی جب میرا قریشیہ کے دیکھنے کو جی چاہتا ہی تو مین اُسکے قصر مین چلی جاتی ہون اور جب
قریشیہ کا میرے دیکھنے کو جی چاہتا ہی تو وہ یہان چلی آتی ہی اُسکو تمسے بیحد محبت ہی اسلیے کہ تمھارے
دادا کو قریشیہ نے اولاد کی طرح پالا تھا۔ بدیع الملک نے عذر کیا کہ مین طلسم نطاق پر جس بلا
مین پھنسا ہوا تھا اُسکا خدا شاہد ہی۔ تمام اعزا و اقربا کئی ہزار کے قریب مجھسے جدا ہوگئے یہی وجہ
ہوئی کہ مین قاف کی خبر نہ لے سکا۔ آسمان پری نے کہا یہ تقدیری امور ہین مجھے اسکی شکایت نہین
اور اے بدیع الملک اچھا ہوا کہ کوئی مددگار نہ پہونچا اب مین یہان قاف سے زیادہ آسائش
مین ہون تم جسوقت یہان پہونچوگے تو معلوم ہوگا کہ سارے غم غلط ہو جائینگے لوگ طول حیات
کی دعا کرتے ہین اور زندگی اک ضیق کی چیز ہی کہ ہزارہا رنج سیکڑون صدمون کا سامنا رہتا ہی اے
بدیع الملک اب اُس عالم کے خیال سے دم اُلجھتا ہی جسمین تم ہو۔ بدیع الملک آسمان پری سے
رخصت ہوکر دوسرے قصر مین آئے جسمین ملکہ قریشیہ سلطان تھین اُنکے گرد بھی حسینون کا مجمع
تھا ایسی ایسی عورتین حسین خدمتگزاری کو موجود تھین کہ وہ دنیا پر کبھی آنکھ سے بھی نہ گذری تھین
بدیع الملک نے قریشیہ سلطان کو سلام کیا قریشیہ نے بھی گلے لگایا اور کہا اے بدیع الملک کہو
کس حالت مین ہو بدیع الملک نے آلام زندگی کی بہت شکایت کی قریشیہ سلطان نے کہا نہ گھبراؤ
کہ تھوڑے ہی دنون اب سختی دنیا کی اور اُٹھانا باقی ہی تم بھی منزل مقصود کے قریب پہونچے جاتے ہو
بدیع الملک نے کہا میرے ایسے اعمال کہان کہ مرنے کے بعد مجکو راحت ہو ملکہ قریشیہ سلطان نے
بھی وہی کلمہ کہا جو آسمان پری نے کہا تھا کہ کیا تمھارا دل محبت محمدؐ و آل محمدؐ سے خالی ہی جو اپنی بخشش
سے مایوس ہو بدیع الملک کو اس کلمہ سے قوت ہوئی اور محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجا اور کہا کہ میرے
جد نامدار صاحبقران عالیمقدار کہان تشریف رکھتے ہین قریشیہ سلطان نے کہا کہ وہ قصر یہان سے
کچھ دور ہی اب وقت زیادہ ٹھہرنے کا نہین ہی ورنہ جس مطلب کے واسطے آئے ہو وہ رہ جائیگا

کئی راتیں بھی ہونگی تو عزیزوں کے دیکھنے میں ختم ہو جائینگی۔ بس زیادہ ہوس نکرو اور شکر
خدا بجا لاؤ کہ تمنے زندگی میں وہ مقام دیکھا ہے کہ کسیکو نہیں نصیب ہوا اور مرنے کے بعد بھی
وہ لوگ ان مقامات پر پہونچتے ہیں جو نیک اعمال اور معصوم خصال ہوتے ہیں۔ بدیع الملک
فرشتہ سے رخصت ہو کر پھر اُسی قصر میں آئے جہاں جناب سلیمان تشریف فرما تھے جناب
سلیمان نے ارشاد کیا کہو بدیع الملک اپنے اعزا کو دیکھ آئے۔ عرض کی کہ آپکے طفیل سے
دیکھا مگر زیارت حمزہ صاحبقران سے محروم رہا۔ حضرت نے فرمایا کہ رنج نکرو زیادہ اس مقام
پر ٹھہرنے میں تمھارا حرج ہوگا۔ لو یہ پرچہ لو اور اسپر کاربند ہو لو اب زیادہ فرصت کا وقت نہیں
ہے بدیع الملک نے وہ پرچہ لے لیا اور عرض کی کہ اتنا تو ارشاد کیجئے کہ وہ مکان جو صحرا میں نمودار
ہوتا ہے جس سے آواز ساز آیا کرتی ہے وہ کسکا بنایا ہوا ہے اور رہنے والا اُس مکان کا کون ہے
حضرت نے ارشاد کیا کہ وہ مکان طلسم فانوس سے اسقدر تعلق رکھتا ہے کہ کچھ اجنہ نے اپنی
دلبستگی کے واسطے صحرا میں یہ مکان اس ترکیب کا بنایا ہے کہ جسوقت ہوا شگافوں کے ذریعہ
سے اندر مکان کے جاتی ہے اور گردش کرکے ٹکراتی ہوئی دوسرے طرف سے نکلتی ہے تو آوازِ
مختلف باجوں کی پیدا ہوتی ہے اندر مکان کے کوئی گانے والا اور ساز کا بجانے والا نہیں ہے
اور اے بدیع الملک اگرچہ تم خود ہوشیار اور دنیاے ناپائدار کے فانی ہونے سے واقف ہو
لیکن یہ نصیحت میری تہ دل سے سنو اور اسے یاد رکھو کہ جسطرح یہ مکان شام کو نمودار ہو کر صبح کو
غائب ہو جاتا ہے اسیطرح حیات انسان بھی ہے کہ زمانہ شباب مثل ایک اندھیری رات کے
ہے جسنے اعمال کی روشنی نہ پیدا کی وہ ٹکراتا رہیگا اور جسنے اعمال کے چراغ روشن کر رکھے ہیں وہ
اندیشہ ناک نہوگا قبر بھی اُسکی روشن رہیگی اور موت کسیکو مہلت دینے والی نہیں ہے مجھ سا
بادشاہ عالم میں کون ہوا کہ جن و انس و وحش و طیر میرے تابع فرمان تھے اور میں نبی خدا بھی تھا
لیکن ملک الموت جسوقت حکم خدا لیکر قبض روح کو آئے تو میں بالاخانے پر کھڑا ہوا اپنے لشکر
کی سیر دیکھ رہا تھا کہ مجھکو خدا نے کتنا لشکر عنایت کیا ہے فوج پرے باندھے ہوئے سامنے سے
گزر رہی تھی کہ دفعتاً ملک الموت نے آکر سلام کیا میں نے شخص اجنبی کو دیکھکر تعجب کیا کہ میرا
حکم تو تھا کہ یہاں کوئی نہ آئے یہ کیونکر آگیا میں نے اُس سے سوال کیا کہ یہاں تو کسکے
حکم سے آیا ہے اسنے کہا کہ خدا کے حکم سے آیا ہوں اور آپ کی قبض روح کرونگا یہ سنکر میں نے
جانا کہ یہ ملک الموت ہے میں نے کہا کہ درگاہ احدیت میں میری طرف سے عرض کرو کہ میں بیٹھ
جاؤں اگر اجازت ہو تو بیٹھ جاؤں اسکے بعد قبض روح کرو ملک الموت نے کہا کہ دم زدن کی
اجازت بھی نہیں ہے بیٹھنا کیسا تو اے بدیع الملک مجھے بھی اس موت نے دم بھر کی مہلت
نہ دی لہذا ہر وقت موت کو نزدیک سمجھنا اور سفر ملک عدم کے واسطے تیار رہنا۔ یہ سنکر شاہزادہ
بدیع الملک پر وہ حیرت طاری ہوئی کہ آنکھوں کے نیچے اندھیرا سا آگیا پھر جو آنکھ کھلی تو نہ وہ برج
تھی نہ وہ باغ تھا نہ قصر اُسی عبادتخانہ میں تھے اور وقت نماز صبح کا تھا دوپہر کا طولانی خواب
بدیع الملک نے دیکھا جلدی سے اٹھکر وضو کیا نماز پڑھی اور وظیفہ پڑھتے ہوئے پرچہ ہاتھ
میں لیے عبادتخانہ سے باہر آئے چہرہ بدیع الملک کا اسقدر بشاش تھا کہ گویا جوان ہو گئے تھے
اور جسم سے عجب طرح کی خوشبو چلی آتی تھی اسد غازی اور نورالدہر اور ایرج اور شہنشاہ گوہر کلاہ

پہلے سے شغل رہے تھے اسد غازی نے پوچھا کہ کہو بابا کوئی خواب وغیرہ دیکھا کچھ ہدایت ہوئی شاہزادہ
بدیع الملک نے کہا کہ اتنا بڑا خواب دیکھا کہ کبھی نہ دیکھا تھا اور تمام کیفیت خواب کی سامنے سبکے
بیان ہوئی سبنے مبارکباد دی اور کہا فتاح اس طلسم فانوس کے آپ ہی ہین- بدیع الملک
نے روشن بخت کو بھی بلایا اور ارشاد کیا کہ اب مین بارادہ فتاحی طلسم جاتا ہون امید ہی کہ تمھارا
مقصد بہت جلد حاصل ہوگا یہ فرماکر سبکو اسی جگہ چھوڑا اور آپ وہی پرچہ جو خواب مین جناب
سلیمان نے عنایت کیا تھا لیے ہوے سب سے رخصت ہوکر اک جانب روانہ ہوے
جب اتنی دور نکل آئے کہ سب کی نگاہون سے پوشیدہ ہوگئے اور سب انکی نگاہون سے
دور ہوگئے تو اک مقام پر ٹھہر کر اُس نوشتہ کو کھولکر پڑھا لکھا تھا کہ اے بدیع الملک یہان سے
جانب شمال اک کوہ واقع ہی اُس کوہ پر جاکر قیام کرو اور دن وہین گذارو جب رات ہوگی تو کوہ کے
اُس طرف دیکھنا تمھین چراغان کا لطف نظر آئیگا بعد اُسکے پھر اس پرچہ کو دیکھنا جو کچھ نظر آئے
اسپر عمل کرنا یہ مضمون دیکھکر بدیع الملک جانب کوہ روانہ ہوے بعد طی مراحل وقطع منازل کچھ دن
رہے کوہ پر پہونچے بالاے کوہ اک درخت میوہ دار کنارے اک چشمہ آب کے لگا ہوا تھا بدیع الملک
نے درخت سے میوہ توڑ کر کھایا اور چشمۂ آب سے پانی پیا اور وضو کرکے ظہرین کو ادا کیا جتنے عرصہ
مین وظیفہ ختم ہوا اتنی دیر مین وقت مغربین کا آگیا فریضہ مغرب وعشا کو ادا کرکے جو کوہ کے اسطرف
نظر کرتے ہین تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ صحرا مین آگ لگی ہوئی ہی لاکھون چراغ جلتے نظر آرہے ہین
جہانتک نظر کام کرتی ہی سوا چراغون کے کوئی چیز معلوم نہین ہوتی تمام رات بدیع الملک یہی
تماشا دیکھا کیے جب وقت نماز سحر کا آیا تو فریضہ سحر کو ادا کرکے اُسی نوشتہ کو نوشتہ قسمت سمجھکر
پھر ملاحظہ فرمایا- لکھا تھا کہ اے بدیع الملک فلان اسم پڑھو جب ایکسو گیارہ مرتبہ پڑھ چکوگے
تو دستک دینا اسوقت ایک جن حاضر ہوگا اُس سے کہنا کہ مجھے صندوقچہ لوح طلسمی کا لادے کہ
مین فرستادہ جناب سلیمان ہون وہ جن کہیگا کہ مین کیونکر سمجھون کہ تم فرستادہ جناب سلیمان
ہو- اُسوقت تم کہنا کہ تو بادشاہ طلسم کی دختر پر عاشق ہی اور یہ اُسکا نام ہی اور یہ تیرا نام ہے اگر
تو صندوقچہ لوح مجھکو لادیگا تو مین بعد فتح طلسم شادی تیری دختر بادشاہ طلسم سے کرادونگا اور
مین فتاح طلسم ہون وقت فتح طلسم کا آگیا عمر طلسم کی ختم ہوئی- یہ سنکر وہ جن صندوقچہ لادیگا
تم اسی سے کہنا کہ اس صندوقچہ کو کھول جب وہ کھولیگا تو جو کچھ اُس صندوقچہ سے برآمد ہو اُسے
اپنے پاس رکھنا اور جو کچھ پیش آئے اُسی لوح مین دیکھنا- اسکے بعد عبارت پرچہ کی نظرون سے
غائب ہوگئی صرف وہ اسم جسکے پڑھنے کی ہدایت ہوئی تھی لکھا رہگیا باقی کاغذ سادہ ہوگیا بدیع الملک
نے حسب ہدایت اسم کو ایکسو گیارہ مرتبہ پڑھکر دستک دی فوراً زمین شق ہوئی اور اک جن
عجیب صورت نمودار ہوا اور کہا کہ مجھے کیون بلایا ہی- بدیع الملک نے ارشاد کیا کہ تجھے اسواسطے بلایا
ہی کہ تو امین لوح ہی اب ہماری امانت ہمارے سپرد کر اور آگاہ ہو کہ مین فرستادہ جناب سلیمان اور
فتاح طلسم فانوس ہون- یہ سنکر وہ جن بولا کہ مین کیونکر یقین کرون کہ آپ فرستادہ جناب سلیمان ہین
کوئی پتا ایسا دیجیے جس سے مجھے یقین ہو فرمایا کہ تو بادشاہ طلسم کی دختر نیک اختر پر عاشق ہی
نام تیرا جاموش جنی ہی اور دختر بادشاہ کا نام ملکہ نجم تاب ہی- یہ سنکر جاموش جنی نے ہاتھ چوم لیے
اور عرض کی کہ میرا مقصد دل بھی برآئیگا فرمایا کہ انشاء اللہ بعد فتح طلسم عقد تیرا تیری معشوقہ کے ساتھ

کردونگا یہ سنکر جاموش جنی خوشی خوشی روانہ ہوا اور بعد کچھ دیر کے اک صندوقچہ ہشت پہل لیکر حاضر
ہوا اور کنجی بھی لا کر دی۔ بدیع الملک نے فرمایا کہ تمھین اس صندوقچہ کو کھولو بھی۔ جاموش جنی
نے صندوقچہ کو کھولا بس صندوقچہ کھلتے ہی تڑاقہ ہوا اور اک برق چمک کر صندوقچہ سے نکلی اور
جاموش جنی پر گری کہ اوسکے دو ٹکڑے ہوے بدیع الملک کو نہایت تاسف ہوا دیر تک سکوت
کے عالم مین رہے کہ یہ بیچارہ نامراد رہگیا صندوقچہ مین دو دو مین رکھی تھین ایک بڑی لوح تھی اور
ایک چھوٹی لوح تھی بڑی لوح مدور اور چھوٹی ہشت پہل تھی اور ایک گوہر اور تین پتھر تھے۔
بدیع الملک نے دونون لوحون کو گلے مین پہنا اور گوہر ہاتھ مین لی اور پتھرون کو جیبون مین
بھر لیا اور لوح مدور کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم وسیار این عجائبات تو جاموش
جنی کے مرنے کا مطلق افسوس نکر اور اسے اسی ہیئت سے چھوڑ کر فلان اسم جو کنارۂ لوح پر
تحریر ہو گیارہ مرتبہ پڑھ اک مرغ زرین بال آئیگا اور مثل انسانون کے گویا ہوگا اور پوچھیگا کہ مجھے
کیون یاد کیا ہی کہان چلنے کا قصد ہی اوسوقت تم اوس سے کہنا کہ اے مرغ شائستہ مجھے پشت طلسم
کی جانب پہونچادے اوسوقت مرغ شائستہ تمکو پشت پر سوار کرکے اڑیگا اور مقام مذکور پر پہونچادیگا
بدیع الملک نے حسب ہدایت لوح اوس اسم متبرک کو گیارہ مرتبہ پڑھا بس اک ہواے تند چلی
دیکھا کہ جانب جنوب سے اک مرغ اڑتا ہوا چلا آتا ہی پر اوسکے اسطرح چمک رہے ہین جیسے کرن
آفتاب کی ہوتی ہی حرکت سے پرون کی آنکھون مین چکاچوند آتی ہی آن واحد مین وہ مرغ سامنے
بدیع الملک کے آکر زمین پر اوترا اور بزبان انسانی گویا ہوا کہ کیا حکم ہوتا ہی کہان پہونچادون
بدیع الملک نے ارشاد کیا کہ اے مرغ شائستہ مجھے پشت طلسم فانوس پر لیچل مرغ نے کہا کہ
مجھپر سوار ہوجیے یہ کہکر پر کھول دیے اور جھکا بدیع الملک پشت پر اوسکے سوار ہوے اور بجاے
لگام چوٹی اوس مرغ کی تھام لی مرغ بدیع الملک کو وہان سے لیکر اسقدر بلند ہوا کہ زمین کے بڑے
بڑے درخت مثل گیاہ کے معلوم ہونے لگے انسان مثل چیونٹیون کے نظر آنے لگے بدیع الملک
کبھی آسمان کو دیکھتے تھے کبھی زمین کی طرف نظر کرتے تھے دوسرا بدیع الملک کے مقام پر ہوتا تو
بسبب ہیبت کے بیہوش ہوکے پشت مرغ پر سے گرپڑتا مرغ فراٹے بھرتا ہوا مانند عقاب کے
پر پھیلاے ایک جانب چلا جاتا تھا ہوا ایسی تیز تھی کہ کلیجے کے پار ہوئی جاتی تھی بدیع الملک
تھپیڑے ہوا کے سینے پر روک رہے تھے بمشکل تمام اتنی راہ ختم ہوئی اور مرغ شائستہ اک مقام
پر اوترا دیکھا بدیع الملک نے کہ اک باغ نہایت سرسبز و شاداب ہی روشن پٹڑی نہایت درست
درخت میوون سے لدے ہوے ہین بور آیا ہوا ہے کوئی پختہ کوئی خام میوے کے انواع و اقسام
کے ہین جانوران مختلف اللون شاخہاے درخت پر خوش فعلیان کر رہے ہین ادہر سے اڑکر اودھر
جاتے ہین اور اودھر سے اڑکر ادھر آتے ہین پھول اس اس طرح کے کھلے ہوے ہین کہ کبھی
آنکھ سے نہ دیکھے تھے لیکن تمام باغ مین سناٹا ہی بوے انسان بھی نہ آتی ہے کوئی مالی بھی
نہ دکھائی دیتا ہے بدیع الملک نے دل مین کہا کہ کیا باغبان قضا و قدر نے خود اس باغ کو
آراستہ کیا ہی کسی مقام پر سوکھا ہوا میوہ یا برگ ایک بھی نظر نہ آیا۔ بدیع الملک نے لوح کو
دیکھا لکھا تھا کہ اس باغ کی سیر کرو کہ یہ محفوظ مقام ہی جسوقت کنارہ باغ پر قریب دیوار باغ کے
پہونچوگے تو اک تالاب نظر آئیگا کہ وہ بھی قابل دید ہی بس تم ایک پتھر اندر اوس تالاب کے

گوپن مین رکھکر مارنا اور تماشا قدرت خدا کا دیکھنا کہ کیا ہوتا ہی بدیع الملک نے مرغ کی پشت سے اُترنے کا قصد کیا مرغ نے منع کیا۔ بدیع الملک نے پھر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے بدیع الملک جو کچھ مرغ شائستہ کہتا ہی بیجا نہین کہتا ہی یہ خود تمکو پشت پر سوار کیے ہوے تمام باغ کی سیر کرا دیگا بدیع الملک نے مرغ شائستہ سے ارشاد کیا کہ مجھے سیر باغ کی دکھا کر کنارے تالاب کے لیچل مرغ شائستہ وہان سے اُڑا مگر نیچا نیچا کہ بدیع الملک سیر کر سکین عجیب عجیب درخت اور نئے نئے پھل پھول بدیع الملک کو دکھائی دیے بدیع الملک سیر باغ کرتے جاتے تھے اور صنعت آفریدگار کی تعریف مین تر زبان تھے کہ یکایک وہ تالاب نظر آیا دیکھا بدیع الملک نے کہ ایک جانب تالاب کے باغ ہی اور تین طرف درخت ہین سیڑھیان تالاب کی سنگ لاجوردی کی ہین لب گردان بلی بید ہین پانی نہایت صاف و شفاف ہی مچھلیان سُرخ و سبز و زرد اوپر اُبھرتی ہین اور منھ سے حباب چھوڑ کر پھر تہ نشین ہو جاتی ہین پس بدیع الملک نے حسب ہدایت لوح دو اک پتھر جیب سے نکالکر منجنیق مین رکھا اور سات مرتبہ گردش دیکر سطح آب پر مارا پس پتھر کا گرنا تھا کہ تالاب مین تلاطم ہوا اور تمام کی پانی مانند سیماب کے چرخ مارنے لگا اور اک روشنی سی پیدا ہوئی بدیع الملک کی نظر دیوار پر جا پڑی دیکھا کہ دیوار اسقدر باریک ہو گئی ہی کہ اُس طرف کا حال اسطرف سے معلوم ہوتا ہی اب شاہزادہ بدیع الملک کو اک دربار نظر آیا معلوم ہوا کہ کوئی بادشاہ تخت پر بیٹھا ہی ارکین دولت حاضر ہین رات کا وقت ہی کثرت چراغان سے سارا دربار جگر جگر کر رہا ہی کہ اک مرتبہ بادشاہ نے وزیر سے مخاطب ہو کے پوچھا کہ یہ شور و غل کیسا ہی اور دفعتًا دن سے رات کیون ہو گئی وزیر نے کھڑے ہو کے دست بستہ عرض کی کہ قربانت شوم فتاح طلسم آگیا یہ اُسی کی شعبدہ بازی معلوم ہوتی ہی بادشاہ نے کہا کہ کہا امین لوح نے لوح طلسمی اُسکو دیدی وزیر نے کہا کہ جب عمر طلسم آخر ہوتی ہی تو سبھی خرابیان ظہور مین آتی ہین امین خیانت پر کمر باندھ لیتے ہین اپنے بیگانے ہو جاتے ہین دوستون سے دشمنی ظہور مین آتی ہی یہ تو پہلا مقدمہ ہی اور دیکھیے کون کیا کرتا ہی اور کتنے دوست دشمن کی طرفداری پر کمر باندھ لیتے ہین۔ یہ سنکر بادشاہ نے کہا کہ خیر کچھ پروا نہین ہی اور اُسنے کوئی اسم سحر پڑھا کہ وہ چراغان گل ہو گئے اور رات کا پھر دن نظر آنے لگا اور تالاب مین جو سیماب چرخ مار رہا تھا وہ ٹھہر گیا اور پانی نے اُس پتھر کو اُچھال دیا جسکے گرنے سے یہ تلاطم پیدا ہوا تھا پھر وہی حالت ہو گئی جو پہلے تھی۔ بدیع الملک نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ پتھر اُٹھا کر اپنے پاس رکھ لو کہ ابھی اس سے اور کام بھی لینا ہی اور مرغ شائستہ سے کہو کہ مجکو پہلوے طلسم کی طرف لیچل۔ بدیع الملک نے حسب ہدایت لوح پتھر اُٹھا کر قبضہ مین کیا اور مرغ شائستہ سے کہا کہ مجکو پہلوے طلسم کی طرف لیچل حسب الحکم فتاح طلسم مرغ شائستہ پھر اُڑا اور اسیطرح اسقدر بلند ہوا کہ اگر اہل زمین دیکھیے تو اک ستارہ سا نظر آتا بعد کچھ دیر کے مرغ شائستہ نیچا ہونے لگا اور نیچا ہوتے ہوتے پھر اک باغ مین لیگیا دیکھا بدیع الملک نے کہ یہ باغ اُس سے زیادہ آراستہ ہی درخت و گل یہان کے بھی نرالے ہین روش پٹری کا انداز دوسرا ہی۔ بدیع الملک سیر کرتے ہوے اک مقام پر پہونچے کہ وہان اک درخت بزرگ تھا پس بدیع الملک نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اُسی پتھر کو گوپن مین رکھ کر اس درخت پر مارو اور پھر تماشا قدرت خدا کا مشاہدہ کرو بدیع الملک نے پتھر گوپن مین رکھکر اُسی درخت پر مارا پتھر درخت پر پڑتے ہی شاخون مین اک سرہا اور سارے درخت مین لرزہ پیدا ہو گیا

برگ و ثمر ٹوٹ ٹوٹ کے زمین پر گرنے لگے جو برگ یا ثمر یا گل زمین پر گرا وہ اک طائر عجیب الخلقت
بن کر اڑا اور ہیہات کی آواز دیتا ہوا بلند ہو گیا تمام باغ میں جسقدر پتے گل و ریاحین برگ و غنچے درختوں سے
گر گئے اور طائر بن بن کر اڑتے ہوئے جانب آسمان بلند ہونے لگے اور شور و غل کرنے لگے کہ اے
باشندگان طلسم آگاہ و خبردار ہو جاؤ کہ فتاح طلسم آگیا دیکھا بدیع الملک نے کہ دیوار باغ پھر اسقدر
باریک ہو گئی اور دربار بادشاہ نظر آنے لگا جسقدر دنگل نشین اور کرسی نشین حاضر دربار تھے سب
نظر آنے لگے بادشاہ نے دوسرے وزیر کی طرف مخاطب ہو کے پوچھا۔ اب یہ شور و شغب کیسا
ہے اسنے دست بستہ ہو کر عرض کی کہ وہی سرکش فتاح طلسم پہلو سے اس طلسم پر آیا ہے اہل باغ کو
پریشان کر رہا ہے بس یہ سنکر بادشاہ نے کچھ اسم سحر پڑھا اور اک باز کو چھوڑا کہ وہ باز اڑ کر بلند ہوا
اور پر مار مار کر طائروں کو نیچا کرنے لگا یہانتک کہ جسقدر طائر اڑ رہے تھے اور فریاد کر رہے تھے
انکو نیچا کر کے درختوں پر بٹھا دیا اور پر مار کر اس پتھر کو گرا دیا جو شاخوں میں الجھ کر رہ گیا تھا شاہزادہ
بدیع الملک نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ جسوقت یہ طائر چلا جائے تو پتھر کو اٹھا کر اپنے قبضہ میں
کرو اور مرغ شائستہ سے کہو کہ مجھے پہلو جب پر طلسم کے پہونچاوے پھر وہاں کے عجائبات دیکھو
بدیع الملک نے ویسا ہی کیا کہ جب وہ باز سب جانوروں کو درختوں پر بٹھا چکا تو پتھر کو گرا دیا اور
اڑتا ہوا اندر طلسم کے چلا گیا دیکھا بدیع الملک نے کہ جسقدر طائر تھے وہ سب برگ و ثمر و گل بنکر
رہ گئے پھر باغ کی وہی حالت ہو گئی۔ بدیع الملک نے پتھر کو قبضہ میں کیا اور مرغ شائستہ سے کہا کہ
مجھے طلسم کے دوسرے پہلو پر لیچل۔ پھر مرغ شائستہ بلند ہوا کہ غل ستارے کے اہل زمین کو معلوم
ہوتا تھا اہالیان طلسم نے بادشاہ سے کہا کہ دیکھیے وہ فتاح طلسم جاتا ہے بادشاہ طلسم نے کہا کہ
بانیان طلسم لکھ گئے ہیں کہ فتاح طلسم ساحر نہ ہو گا بلکہ غیر ساحر ہو گا۔ پھر فتاح طلسم ستارہ بنکر اسقدر
بلند ہو کر کیونکر جا سکتا ہے۔ ہاں مرغ شائستہ نے قریب منزل مقصود کے پہونچ کر رخ زمین کا کیا
اور نیچا ہونے لگا۔ یہانتک کہ پھر بدیع الملک کو اک باغ پر بہار میں لیکر پہونچا اس باغ میں
ایک ایک تختہ ایک ایک قسم کے درختوں کا لگا ہوا تھا اور کسی درخت میں برگ و ثمر و گل کچھ نہ تھے
خالی ٹھنڈ کھڑے تھے درخت مختلف اللون تھے جو رنگ پھولوں کے ہوتے ہیں وہ رنگ شاخوں
کے تھے تمام باغ عجب طرح کا تھا بدیع الملک حیرت کے ساتھ ہر چمن کی سیر کرنے لگے اور تماشا
تیر نجات طلسم کا دیکھتے ہوئے قریب اک چاہ کے پہونچے دیکھا کہ جگت کنوئیں کی سنگ سماق
کی ہے چرخی لگی ہوئی ہے ڈول رکھا ہوا ہے لیکن کوئی پانی بھرنے والا نہیں معلوم ہوتا ہے بدیع الملک نے
لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ وہی پتھر ڈول میں رکھکر کنوئیں میں لٹکا دو اور سرا رسی کا گراری میں باندھ کر جلد کنوئیں
سے بلند ہو جاؤ۔ بدیع الملک مع مرغ شائستہ کو قریب کنوئیں کے پہنچے اور پشت مرغ سے اتر کر پتھر
ڈول میں رکھا اور کنوئیں میں ڈالا سرا رسی کا گراری سے باندھ کر پھر پشت مرغ پر سوار ہوئے اور مرغ کو
بلند ہونے کا اشارہ کیا ادھر تو مرغ بلند ہوا ادھر کنوئیں سے اک شعلہ جوالہ نکلا اور مثل چادر کے تمام
باغ پر پھیل گیا اور شور و غل کی صدا بلند ہوئی کہ ہے کوئی ہماری خبر لینے والا نہیں کہ یہ ظالم ہمکو
جلائے دیتا ہے دیکھا بدیع الملک نے کہ پھر دیوار باغ مثل شیشہ کے ہو گئی اور ادھر کی کیفیت ادھر
سے نظر آنے لگی اور ادھر کی کیفیت ادھر سے دکھائی دینے لگی جسقدر درخت تھے وہ انسان بنکے
اور ادھر سے ادھر دوڑنے لگے اک عجیب اضطراب ان لوگوں میں پیدا تھا بس اس شور و غو

کی آواز جو بادشاہ طلسم کے گوش زد ہوئی تیسرے وزیر کی طرف مخاطب ہوکر پوچھا کہ اب کیا واقعہ ہے
وزیر سوم نے دست بستہ ہوکر عرض کی کہ بسبب فتنے اور فسادات اُسی ظالم طلسم کشا کی ذات کے ہیں
اب اُسنے لیسار طلسم کی طرف آکر پتھر کنوئیں میں ڈالا ہے تمام فوج طلسمی کو آتش قہر نے گھیر لیا ہے وہی لوگ
فریاد کر رہے ہیں بس یہ سُنکر بادشاہ طلسم نے صندوقچہ کھولا اور اُسمیں سے اک ٹکڑا فولاد کا نکالکر
کچھ اسم سحر پڑھکر اُچھال دیا کہ وہ برق بنکر کڑکا اور کڑک کر اُس ابر آتشین پر گرا کہ ابر کے دو ٹکڑے
ہوگئے اور برق جاکر کنوئیں میں گری اور پتھر اُچھل کر باہر کنوئیں کے آرہا اور وہ چادر شعلہ کی جل گئی
تھی سمٹ کر پھر اُسی کنوئیں میں چلی گئی جو درخت انسان بنکر اِدھر اُدھر دوڑنے لگے تھے وہ پھر درخت
بنگئے۔ بدیع الملک یہ عجائبات دیکھکر اور تعجب میں آئے اور لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اے
فتاح طلسم و لیسار این عجائبات اب تمکو چاہیے کہ مرغ شائستہ سے کہو کہ مجھے دروازہ طلسم
کی طرف لیچل۔ بدیع الملک نے پھر اپنا پتھر اُٹھا لیا اور مرغ سے کہا کہ مجھے دروازہ طلسم کی طرف لیچل
مرغ شائستہ پھر بلند ہوا اور جانب دروازہ طلسم روانہ ہوا۔ جاتے جاتے ایک دو ساعت میں اک
صحرا میں پہونچا اور نیچا ہوا دیکھا بدیع الملک نے کہ ہزارہا دروازے بلند مثل طاق کسرے کے بنے
ہوئے ہیں اور ہر در میں قندیل آویزاں ہے اور دونوں جانب دو فیل کھڑے جھوم رہے ہیں اور بیچ
در میں ایک اژدرہاں منھ کھولے بیٹھا ہے اور قلابہ آتشین چھوڑ رہا ہے بس یہ تماشا دیکھکر شاہزادہ
بدیع الملک حیران تھے کہ اتنے دروازوں میں کس دروازے کو راہ طلسم سمجھنا چاہیے لوح کو اُٹھا کر
ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم ابھی وقت فتح طلسم کا کچھ دور ہے دروازہ اصلی کی تلاش نکر
یہ جو اژدر منھ کھولے ہوئے قلابہ آتشین چھوڑ رہے ہیں ان سب کو ایک سمجھ اور وہی پتھر منجنیق
میں رکھکر گیارہ مرتبہ گردش دیکر اسطرح پتھر کو رہا کر کہ دہان اژدر میں پتھر گرے اُسوقت تماشا قدرت
خدا کا دیکھ کہ کیا ہوتا ہے۔ بدیع الملک نے پشت مرغ شائستہ سے اُترکر کاندھے سے گوپن لی
اور جیب سے پتھر نکالکر گوپن میں رکھا اور حسب ہدایت لوح مروڑ گیارہ مرتبہ گردش دیکر جو پتھر
مارا تو اُسوقت پتھر دہن اژدر کے پاس پہونچا جبکہ اژدر نے قلابہ آتشین کو رہا کرکے اوپر کی
سانس کھینچی تو ہمراہ سانس کے پتھر اندر شکم اژدر کے چلا گیا بس پتھر کا شکم اژدر میں جانا تھا
کہ اک تلاطم برپا ہوا صدائیں ہیبتناک آنے لگیں اژدر تڑپنے لگا دہن سے تمام اژدہوں کے
شعلے نکلنا موقوف ہوگئے قندیلیں گل ہوگئیں اور فیل جو آمنے سامنے کھڑے جھوم رہے
تھے ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے اک قیامت کبرےٰ برپا ہوئی گھر جلنے لگے اور بجلیاں
تڑپنے لگیں یہ خبر بادشاہ طلسم کو ہوئی بادشاہ نے وزیر چہارم سے سبب شور و غل دریافت کیا
وزیر چہارم نے عرض کی کہ اے جہان پناہ قیامت ہوگئی وہی سرکش یعنی فتاح طلسم دروازہ
طلسم پر آپہونچا ہے اور پتھر اُسنے دہان اژدر میں ڈال دیا ہے جبتک پتھر دہن اژدر سے باہر نکلیگا
یہی قیامت برپا رہیگی یہ پتھر تو اسکو کیا ملگئے ہیں کہ اک کھیل ملگیا ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ گو وہ صاحب
لوح ہے مگر مجھے کچھ خوف اُسکا نہیں ہے نہ گھبراؤ ابھی یہ فتنہ فرو ہوا جاتا ہے یہ سُنکر صندوقچہ کھولا
اور اک پتلا فولادی نکالکر اک پھول اُس پتلے کے ہاتھ میں دیا اور چند دانے ماش کے پڑھکر
اُس پتلے پر مارے کہ وہ پتلا تڑپ کر اُٹھا اور عرض کی کہ کیا حکم ہوتا ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ جا کر
درد شکم اژدر کا علاج کر یہ سُنکر وہ پتلا بہت خوب بہت خوب کہتا ہوا چلا وہاں دیکھا بدیع الملک

سے کہ اک زنگی پیدا ہوا اور اُسنے آکر دہن اژدر میں اک پھول ڈال دیا اور چلا گیا اژدر یا تو تڑپ رہا تھا یا سیدھا ہوا اور منھ اپنا زمین کی طرف جھکایا بس پتھر دہن اژدر سے نکل پڑا۔ ادھر تو پتھر گرا اُدھر بدیع الملک نے دوڑ کر پتھر اپنا اُٹھا لیا اور قبضہ میں کیا اژدر نے قالب ہستی چھوڑا سب قندیلیں روشن ہو گئیں اور فیل جو آپس میں لڑ رہے تھے پشیمان ہو کر علیحدہ ہوئے ایک نے دوسرے کو نہ پہچانا۔ بدیع الملک نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اب اس مرغ شائستہ کو طرف دریائے طلسمی کے لیجاؤ اور جو کچھ وہاں نظر آئے لوح کو دیکھکر عمل کرنا۔ شاہزادہ بدیع الملک نے ایسا ہی کیا مرغ شائستہ بدیع الملک کو لیکر جو یہاں سے اُڑا تو پھر اسقدر بلند ہوا کہ نظروں سے غائب ہو گیا اور پھر نیچا ہونا شروع ہوا تو خاص دریائے طلسمی کے ساحل پر پہونچا دیا —

بدیع الملک پشت مرغ سے جدا ہوئے اور مرغ شائستہ کو رخصت کیا مرغ تو تھا ہی پر مار کر اُڑا اور ایک جانب روانہ ہو گیا۔ بدیع الملک نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا ہوا تھا کہ اے فتاح طلسم وسیار این عجائبات تجکو چاہیے کہ جسوقت کنارے دریائے طلسمی کے پہونچے اور مرغ کو رخصت کر دے تو یہ اسم پڑھکر دریا میں کود پڑ اور تماشا قدرت پروردگار عالم کا دیکھ پھر جو کچھ نظر آئے اُسپر عمل کرنا۔ بدیع الملک نے اسم کو ورد زبان کیا اور جھم سے کود پڑے پہلے غوطے کے بعد جو اُبھرے تو اک کشتی پر سوار اپنے کو پایا کشتی مانند تیر کے ایک جانب روانہ ہوئی۔ بدیع الملک نے خیال کیا کہ کیا کشتی کو کوئی کھیتا ہے تو کوئی نظر نہ آیا خود بخود کشتی نہایت تیزی سے دھارا کاٹتی چلی جاتی ہے۔ بدیع الملک جسطرف دیکھتے ہیں سوا پانی کے کچھ نظر نہیں آتا نہ تو کوئی جہاز نہ کشتی کوئی چیز دریا میں نہیں معلوم ہوتی اور کشتی مثل تیر کے اُن سے جا رہی ہے جاتے جاتے وسط دریا میں اک میل دکھائی دیا اُس میل پر اک مرغ گھوڑے کے برابر بیٹھا ہوا ہے جیسے ہی کشتی قریب میل کے پہونچی فوراً گھوم پڑی اور گرد میل کے چکر کھانے لگی اور مرغ چلا کر اے فتاح طلسم غضب کیا تو نے کہ اس مقام تک پہونچ گیا لیکن طلسم کا توڑنا آسان امر نہیں ہے ماندے اور تا قیامت ماندے۔ کشتی نے کوئی تین چکر کھائے ہونگے کہ بدیع الملک کو لوح کا خیال آیا جلدی سے لوح اُٹھا کر ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم آگاہ ہو کہ جسوقت کشتی تیری قریب مسکن مرغان دریا نشین جادو کے پہونچے تو تجکو لازم ہے کہ پانچ پتھر جو صندوقچہ سے برآمد ہوئے اور تیرے پاس ہیں اُنمیں سے ایک پتھر کو فلاخن میں رکھکر مرغ کو مار اور اگر کشتی گرد میل کے چکر کھانے لگے تو بھی ایسا ہی کر کہ اس حالت میں پتھر کا نشانہ پر پڑنا دشواری سے خالی نہیں ہے اگر کشتی سات چکر کھا گئی تو پھر یہ سمجھ کہ قیامت تک کشتی گرد اسی میل کے چکر کھایا کریگی یا نشانہ خالی گیا تو بھی ایسا ہی ہوتا ہے بس یہ دیکھتے ہی جلدی سے بدیع الملک نے پتھر فلاخن میں رکھا اور تین ہی مرتبہ فلاخن کو گردش دیکر جو پتھر مارا تو سینہ مرغ پر پڑا مرغ اُلٹ کر کشتی پر گرا اور تڑپ کر مر گیا مرنے سے اسکے آوازیں گیر و دار کی بلند ہوئیں اور ہزارہا مرغ بالائے ہوا اُڑتے پھرتے نظر آئے جس وقت مرغان دریا نشین جادو مر گیا تو وہ مرغ جو بالائے ہوا اُڑ رہے تھے یہ کہکر غائب ہو گئے کہ کشتی مرا نام من مرغان دریا نشین جادو بود حیف مردیم و جاندادیم و مطلب خود نرسیدیم شاہزادہ بدیع الملک نے پھر لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ جسوقت مرغان دریا نشین مارا جائے تو تجھے چاہیے کہ سینہ اُسکا چاک کر اک ڈبیہ نکلیگی اُسے کھولنا اُسمیں سے اک لوح دکھائی دیگی آئندہ کی خبر

اس لوح سے ملے اُسپر عمل کرنا اور یہان سے یہ لوح بیکار ہی بس بدیع الملک نے خنجر کمر سے کھینچکر سینہ مرغان دریا نشین جادو کا چاک کیا اور ڈبیا نکالکر کھولی لوح کو گلے مین ڈالا لوح مدور اور ڈبیا کو دریا مین پھینک دیا اور سینہ مرغ والی لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم تجکو چاہیے کہ کشتی کو اس میل سے ملا دے اور میل پر ہاتھ رکھکر یہ اسم پڑھے جا میل مین سے اک زنجیر پیدا ہوگی اور سرا اُسکا بڑھتے بڑھتے کشتی تک آجائیگا تو سرا زنجیر کا پکڑ لینا اور اسم خوانی موقوف کر دینا اور وہی زنجیر پکڑکر اوپر میل کے چڑھ جانا اندر سے اس میل کے راستہ آگے جانے کا ہی یہ دیکھکر بدیع الملک نے میل پر ہاتھ رکھکر اسم خوانی شروع کی اور میل کی طرف دیکھتے رہے یکایک سرا زنجیر کا پیدا ہوا اور بڑھتے بڑھتے کشتی تک آگیا بدیع الملک نے جلدی سے سرا زنجیر کا پکڑ لیا اور اسم خوانی موقوف کی ہاتھون سے زنجیر تھامے ہوے پاؤن میل پر جمائے ہوے اوپر چڑھ گئے جس وقت سر میل پہونچے تو اندر میل کے زینہ نظر آیا مگر نہایت تنگ تھا بدیع الملک حیران تھے کہ مین اسمین کیونکر سما سکونگا مگر حکم لوح کے موافق جسوقت پہلی سیڑھی پر پاؤن رکھا تو زینہ کشادہ ہوگیا - بدیع الملک اُترتے ہوے چلے ایک سو گیارہ سیڑھیون کے بعد ایک دروازہ نظر آیا قفل اُسمین پڑا ہوا تھا پھر شاہزادہ بدیع الملک نے لوح کو دیکھا ہر چند کہ جگہ تاریک تھی مگر حروف لوح کے روشن ہوے لکھا تھا کہ فلان اسم تین مرتبہ پڑھ کر قفل کو جھٹکا دو - بدیع الملک نے ایسا ہی کیا قفل جڑ سے ٹوٹ گیا اور قفل ٹوٹتے ہی دروازہ خود بخود کھلگیا - بدیع الملک دروازہ مین داخل ہوے تو دیکھا کہ اک صحرا ہی جسمین ہزارہا جانوران درندہ اور لاکھون چارپائے صدہا مرغ درختون پر بیٹھے ہین مگر نہ شیر آہو سے خبر ہوتا ہی نہ آہو شیر سے ڈرتا ہی نہ فیل کسی پر حملہ کرتا ہی نہ گھوڑے فیل کو دیکھکر بھڑکتے ہین سب کے سب زمین جھکائے معروف چرائی ہین اور پرندون کی بھی یہی حالت ہی کہ نہ باز کبوتر پر حملہ کرتا ہی نہ کبوتر باز سے خوف کرتا ہی - ایک ہی شاخ درخت پر دونون بیٹھے ہین - یہ حالت بدیع الملک تعجب سے دیکھتے ہوے چلے جاتے تھے کہ یکایک اک شخص مہیب جسکے ماتھے پر آنکھیں تھین دونون دانت اگلے ٹھوڑی کے نیچے تک لٹکے ہوے تھے بال سر کے پاؤن تک اور فتیلہ چھوٹے ہوے کانون مین سند سے پڑے ہوے دونون ہاتھون کی مٹھیان کبھی بند کرتا ہی کبھی کھولتا ہی جب مٹھی کھلتی ہی تو شعلہ پیدا ہوتا ہی بس اُسکی نظر جو بدیع الملک پر پڑی پکارا کہ اے فوج طلسمی اپنے قاتل کو دیکھ رہے ہو اسپر حملہ کیون نہین کرتے مار لو اسکو جانے نہ پائے کہ بڑا ظالم و بیرحم ہے بس یہ آواز سنتے ہی طائر غول باندھ کر شور کرتے ہوے چلے اور فیل و پلنگ و گرگ و خرس و اسپ و کرگدن وغیرہ تمام قسم کے چوپائے بدیع الملک پر جھپٹے اور لینا پکڑنا مارنا کی آوازین بلند ہوئین شاہزادہ بدیع الملک اس شورش کو دیکھکر گھبرائے جلدی سے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم جلد فلان اسم پڑھکر گرد اپنے حصار کر ورنہ یہ درندے تجھے پھاڑ کھائینگے اور کچھ بنائے نہ بنیگی بدیع الملک نے اُس اسم کو پڑھ کر گرد اپنے حصار باندھا اور پھر لوح کو دیکھنے لگے جسقدر درندے اور گزندے جھپٹکر آئے تھے قریب حصار ہوکر سب ٹھہر گئے ہر چند وہ شخص مہیب للکار رہا ہی مگر کوئی آگے نہین بڑھتا اور طائر بھی اوپر ہی اوپر منڈلا رہے ہین مگر قریب بدیع الملک کے نہین آتے بدیع الملک نے اب جو لوح کو ملاحظہ کیا تو لکھا تھا کہ اُسی فلاخن مین دوسرا پتھر رکھکر سینہ پر اُس شخص مہیب کے مارو کہ یہ سب آفت لائی ہوئی اسی کی ہی یہ ساحر زبردست ہی نام اسکا وسواس جادو ہی بس یہ سمجھے ہی

بدیع الملک نے پتھر فلاخن میں رکھکر گردش دینا شروع کیا وسواس جادو اپنے سحر کو زور دیتا ہوا
آگے بڑھتا چلا آتا تھا جیسے ہی قریب پہونچا بدیع الملک نے پتھر مارا کہ سر وسواس جادو کے
پڑا مغز پاش پاش ہوگیا اور لاش اسکی گر کر پھڑکنے لگی اک شور و غل پیدا ہوا اور ہوائے تند چلی
جسقدر درندے اور گزندے گھیرے ہوئے تھے وہ روئی کے گالے بنکر ہوا میں بلند ہو گئے
اور طائروں کی بھی یہی حالت ہوئی دیر تک آتشباری و برف باری ہوئی آخر آواز پیدا ہوئی کہ
کشتی مرا نام من وسواس جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم جب وہ
شور و غل موقوف ہوا اور روشنی ہوئی تو دیکھا بدیع الملک نے کہ اک ساحر مہیب کی لاش زمین
پر پڑی ہوئی ہے ایسا بدصورت آدمی ہے کہ اسوقت تک نظر سے نہ گزرا تھا - بدیع الملک جب یہانتک
لوح آگے بڑھے ۔ پھر کی رہروی میں وہ صحرا تمام ہوا اور چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں نظر آئیں ان
پہاڑیوں کو بھی طے کرتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ اک مقام پر پہونچے دیکھا کہ اک شخص دراز قد
اک شہنا ہاتھ میں لیے ہوئے بیٹھا ہے تاثیر اس شہنا کی یہ ہے کہ جسوقت یہ شہنا نواز یعنی موسیقار جادو
شہنا کو دم دیتا ہے تو جس شخص کے کان میں آواز شہنا کی جاتی ہے وہ بیخود ہو کر ناچنے لگتا ہے اور آخر
سر دھنتے دھنتے مر جاتا ہے پس اس شہنا نواز نے جو بدیع الملک کو دیکھا شہنا کو منہ سے لگایا
اور دم دیا کہ انکی بھی یہی حالت ہو لیکن چونکہ یہ صاحب لوح ہیں آواز شہنا نے اثر جلدی نہ کیا
بدیع الملک حیران تھے کہ یہ شہنا کیوں بجا رہا ہے خیال آیا کہ لوح کو دیکھنا چاہیے پس جلدی سے
سینہ مرغ والی لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم آگاہ ہو کہ تاثیر شہنا کی ہوش اڑا دیتی ہے
اور آدمی دیوانہ وار سر دھننے لگتا ہے اور اک دیو نکل کر اسکو نگل جاتا ہے یہ وقت دیر کرنے کا نہیں
ہے اپنے کام میں جلدی کرنا چاہیے وہی تیسرا پتھر لیکر فلاخن میں رکھکر اس شہنا نواز کے
سینے پر مارو کہ کام اسکا تمام ہو اور دیو کے مقابلے کے واسطے تیار رہو کہ وہ بھی آتا ہی ہوگا یہ پڑھکے
انھوں نے جلدی سے پتھر فلاخن میں رکھا اور ہاتھ کو گردش دے ہی رہے تھے کہ ایک جانب سے
صدائے مہیب پیدا ہوئی دیکھا کہ اک دیو سر پہاڑ منہ پھاڑ چلا آتا ہے دہن اپنا مثل غار کے
کھولے ہوئے ہے پس جلدی سے بدیع الملک نے شہنا نواز کو پتھر مارا پتھر کیا تھا سنگ قضا تھا
کہ سینہ پر پڑتے ہی شہنا ہاتھ سے چھوٹ پڑی اور شہنا نواز الٹ گیا اور دم بھر میں پھڑک کر
مر گیا مرتے ہی اسکے قیامت برپا ہوئی صدائیں گیر و دار کی پیدا ہوئیں آتشباری و برف باری
دیر تک رہی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من موسیقار جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و
مطلب خود نرسیدیم اب جو علامات سحر برطرف ہوئے اور روشنی پیدا ہوئی تو دیکھا کہ لاش
موسیقار کی پڑی ہوئی ہے اور دیو چلا کر دوڑا کہ او سرکش اب چھوڑتا ہوں تجھکو غضب کیا تو نے کہ
سلسلہ رزق میرا مٹا دیا اب کیا میں تجھے کھا جاؤنگا - یہ کہکر قریب آیا اور دار شمشاد اٹھا کر وار
کیا - بدیع الملک نے بقوت صاحبقرانی وار کو بچا کر جھٹکا مارا کہ دیو سامنے آ رہا اور کمر میں ہاتھ
ڈال دیا - بدیع الملک بھی دیو سے لپٹ پڑے کشتی ہونے لگی اثنائے کشتی میں انکو خیال آیا کہ
مبادا اجرکر خمہ سحر کا ہو اسی حالت میں لوح پر نظر ڈالی لکھا تھا کہ جلد فلان اسم کو ورد زبان کرو
کہ قوت دیو کی گھٹے جسوقت یہ زیر ہو تو سر اسکا دھڑ سے کھینچ لینا - بدیع الملک نے اس اسم کو
پڑھنا شروع کیا جو جو اسم کو پڑھتے جاتے تھے قوت دیو کی گھٹتی جاتی تھی جب چالیس بار کہ

نوبت آئی تو دیو نے مضمحل ہو کر ہاتھ پاؤن چھوڑ دیے بدیع الملک نے اُسکو پچھاڑ کر ایک ہاتھ گدی
اور ایک ہاتھ ٹھوڑی مین دیکر جو زور کیا دھڑ سے سر کھینچ کر پھینک دیا بس دیو کے مرتے ہی آندھی
چلی اور خاک اُڑی کہ ہزار ہا دیو شور کرتے ہوے جنگل سے نکل کر بدیع الملک کی طرف دوڑے
بدیع الملک نے بھی تیغہ آبدار پر ہاتھ ڈالا لیکن وہ تمام دیو قریب آتے ہی دھوان بنکر نظرون سے
پوشیدہ ہو گئے اور آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من اہرمن جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و
بمطلب خود نرسیدیم اب جو دیکھا تو سامنے سے جاموش جنی چلا آتا ہے بدیع الملک نے فرمایا کہ ارے
تو کیونکر زندہ ہو گیا مجھے تیرے مرنے کا نہایت صدمہ تھا۔ جاموش جنی نے عرض کی کہ اے
شہریار آپنے لاش تک بدفن چھوڑ دی یہ ابتدا آپ سے نہ تھی فرمایا اے جاموش جنی یہ فعل
میرا نہ تھا بلکہ حکم لوح سے تھا اور نہ معاملہ طلسم کا ہو اس وجہ سے مین چلا آیا۔ جاموش جنی نے کہا
کہ ذرا پھر لوح کو ملاحظہ فرمایئے بدیع الملک نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ جاموش جنی اسی اہرمن
جادو کے سحر کا کشتہ تھا۔ اہرمن جادو کے مرنے سے یہ زندہ ہو گیا اسی سبب سے تمھین حکم
ہوا تھا کہ تم چلے جاؤ یا سے اسی حالت سے چھوڑ دو بدیع الملک نے جاموش جنی سے کہا کہ اب
کونسا مرحلہ باقی ہے۔ جاموش جنی نے کہا کہ ابھی پورا طلسم باقی ہے لیکن آپ دار السلطنت کے
قریب آگئے ہین اور راستہ اُسکا اسی دہن دیو سے ہے تشریف لیچلیے اور آگے مین چلتا ہون یہ کہکر
بدیع الملک کے سامنے دہن دیو مین داخل ہوا۔ بدیع الملک نے لوح کو بھی ملاحظہ کیا تھا لکھا
تھا کہ جاموش جنی سچ کہتا ہے بے تامل اسی دیو کے منھ مین چلے جاؤ بدیع الملک بھی اُسی دہن
دیو مین داخل ہوے مقام تاریک پایا لیکن تھوڑی دیر کی رہروی مین اک دروازے کے قریب
پہونچے وہ بند تھا اور جاموش جنی بھی دروازہ پکڑے بانتظار بدیع الملک کھڑا تھا جب بدیع الملک
قریب پہونچے تو جاموش جنی نے عرض کی کہ اس دروازے کا کھولنا میرا کام نہین ہے بدیع الملک
نے لوح کو قفل سے مس کیا قفل ٹوٹا اور دروازہ خود بخود کھل گیا۔ بدیع الملک بسم اللہ کہکر
دروازے مین داخل ہوے دیکھا کہ دربار شاہانہ آراستہ ہے ایک بادشاہ گوہر پوش تخت
پر متمکن ہے چار وزیر چار ون کونون پر تخت کے بیٹھے ہین اور سیکڑون پریزاد مین پشت پر پرا
باندھے کھڑے ہین جنمین ایک ایک رشک لیلی و شیرین ہے اور سیکڑون کرسی نشین دورویہ حاضر
دربار ہین۔ بدیع الملک نے پہونچتے ہی آواز دی کہ سلام ہو میرا اُس شخص پر جو خدائے واحد و یکتا
کو عادل و برحق جانے اور مانے رسول مبین محمد صلعم کو پیغمبر مطلق مانے لعض اہل دربار نے جواب سلام
دیا جس سے یہ معلوم ہوا کہ اس دربار مین کچھ خدا شناس بھی موجود ہین لیکن بادشاہ کی نظر
جاموش جنی اور بدیع الملک پر جو پڑی نہایت حیران ہوا کہ یہ کیونکر یہانتک پہنچے ایک وزیر نے
چپکے سے کان مین کہا کہ اے بادشاہ یہ فتاح طلسم ہے لڑنا اس سے اپنی تباہی کا باعث ہوتا ہے
لہذا جناب آشتی سے کام نکلنا مناسب ہے جو شرطین یہ پیش کرے اُسے قبول کیجیے کہ طلسم باقی
رہے ورنہ مٹجائیگا ادھر بدیع الملک نے فرمایا کہ اے بادشاہ طلسم لوح میرے پاس موجود ہے
یا آمادہ مقابلہ ہو یا تین شرطین میری قبول کر بادشاہ کو لڑنا خلاف شان معلوم ہوا عرض کی کہ شرطین
اپنی بیان کیجیے بدیع الملک نے فرمایا کہ ایک شرط تو یہ ہے کہ جاموش جنی تمھاری دختر پر عاشق ہے
اسکا عقد اُسکے ساتھ کر دو۔ اور دوسری شرط یہ ہے کہ بارگاہ گلستان ارم جو طلسم مین ہے اور

چالیس ہزار خفتانہائے گوہر دو اور خزانہ طلسمی سے ایک حصہ میرے حوالے کردو اور تیسری شرط یہ ہی کہ تمھارے طلسم میں کوئی ساحرہ ہی کہ نام اُسکا گلبن جادو ہی وہ روشن بخت کے جوان فرزند سبز بخت کو لے آئی ہی اور اسکے ملازمین کو پتھر کا بنا آئی ہی اس ساحرہ کو مع سبز بخت میرے حوالے کردو یہ سنکر بادشاہ اُٹھ کھڑا ہوا اور براے پیشوائی آگے بڑھا۔ ہاتھ بدیع الملک کا پکڑ کر عرض کی کہ بارگاہ و خزانہ کا پتہ آپکو کیونکر معلوم ہوا۔ فرمایا مجھے عالم رویا میں جناب سلیمان علیہ السلام نے بتایا۔ بادشاہ نے عرض کی کہ مجھے سب شرطیں آپکی قبول ہیں لیکن گلبن جادو اور سبز بخت کے معاملے سے میں بالکل بیخبر ہوں اتنا جانتا ہوں کہ طلسم سے ملحق اک صحرا ہی کہ وہاں کچھ پہاڑ ہیں اور چند ساحر وہاں ایسے رہتے ہیں کہ طلسم سے باہر بھی جاتے ہیں اور اندرون طلسم سے بھی تعلق رکھتے ہیں۔ میں اُس مقام تک آپکو پہونچوائے دیتا ہوں آپ اُس ساحرہ کو پہچان کر جس طرح چاہیں اُس سے پیش آئیں۔ بدیع الملک نے فرمایا کہ میں یہاں تک اسیواسطے آیا ہوں پہلے سبز بخت کو رہا کرونگا پھر کوئی کام کرونگا۔ یہ سُنکر بادشاہ خود ساتھ ہوا اور ارکان دولت بھی ہمراہ ہوئے اور وہاں سے اک قلعہ میں آئے کئی دروازے طے کرکے قریب ایک دروازے کے پہونچکر بادشاہ نے عرض کی کہ اس دروازے کو کھول کر آپ اندر اس دروازے کے تشریف لیجائیں یقین ہی کہ اسی جگہ آپکا مقصد حاصل ہوا اور سبز بخت سے ملاقات ہو۔ بدیع الملک نے قفل اُس دروازے کا کھولا اور بسم اللہ کہکر دروازے میں داخل ہوے دیکھا کہ اک صحرائے لق و دق ہی کسی مقام پر گنبد بنا ہوا ہی کہیں مینار ہی کہیں حجرہ ہی اسی طرح مختلف عمارتیں ایک آدمی کے رہنے کے موافق بنی ہوئی ہیں اور دو جانب صحرا کے چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں ہیں اور ایک طرف دریائے زخار ہی۔ بدیع الملک ہر ہر مقام کو دیکھتے ہوے آگے بڑھے یہاں تک کہ جاتے جاتے اک مقام پر دیکھا کہ اک شیر مگر نہایت لاغر اک زنجیر سے بندھا ہوا ہی بدیع الملک غور سے اُس شیر کی طرف دیکھنے لگے شیر نے بھی انکی طرف حسرت بھری نگاہوں سے دیکھا کہ بدیع الملک کا دل پگھل گیا انکو خیال ہوا کہ یہ کسی ساحر نے اسکو اسیر بلا کیا ہی یوں رہا ہونا اسکا غیر ممکن ہی بس اُٹھا کر لوح کو ملاحظہ کیا مگر لوح نے کوئی خبر نہ دی اب سینہ مرغ والی لوح کو دیکھا اُسمیں بھی کوئی تحریر ظاہر نہیں ہوئی آخر میں اُس چھوٹی لوح کو ملاحظہ کیا جو لوح مدور کے ساتھ صندوقچہ سے نکلی تھی لکھا تھا کہ اے فاتح طلسم یہ مرحلہ طلسم سے علٰحدہ ہی اسی بنا پر اسکی لوح بھی جدا رکھی گئی ہی لہٰذا تجکو چاہیے کہ وہ سامنے جو اک حوض ہی اُس سے پانی لے اور لوح کو پانی میں دھو کر چھینٹا پانی کا مار اور تماشا قدرت خدا کا دیکھ کہ کیا ہوتا ہی۔ بدیع الملک نے ایسا ہی کیا چھینٹا پڑتے ہی زنجیر غائب ہو گئی اور شیر بصورت انسان ہو گیا دیکھا بدیع الملک نے کہ اک جوان لاغر ہی مگر چہرہ سے آثار حزن کے علاوہ شان و شوکت شاہانہ نمودار ہی۔ بدیع الملک نے پوچھا کہ اے جوان تو کون ہی حال اپنا بیان کر اور کسنے تجھے آدمی سے شیر بنا کر اس مقام پر مقید کیا تھا اُسنے کہا کہ قصہ میرا طولانی ہی اُسکے سُننے سے کوئی فائدہ نہیں میں تو جس بلا میں مبتلا ہوں ہوں مجھے یہ اندیشہ ہی کہ کہیں مثل میرے تو بھی اسیر پنجۂ تقدیر نہو جائے فرمایا کہ تو اسکا خیال نکر بلکہ اپنا حال بیان کر کہ صورت تیری روشن بخت سے بہت مشابہ معلوم ہوتی ہی۔ نام روشن بخت کا سُنکر وہ جوان رونے لگا اور عرض کی کہ کیا آپ روشن بخت سے آگاہ ہیں فرمایا ہاں میں اسی کے

فرزند سبز بخت شیر دل کی تلاش مین یہان تک آیا ہون کہ اسکو قید سے رہا کرکے اُسکے باپ سے
ملا دون۔ پس یہ سُنکر وہ جوان دوڑکر قدمون سے لپٹا اور عرض کی کہ سبز بخت شیر دل غلام ہی کا نام
ہی مگر مجکو شیر دل نہ کہیے بلکہ اگر بزدل کہیے تو زیبا ہی اسلیے کہ مین قید مین گلبن جادو کے ہون اور
اسکا کچھ کر نہین سکتا۔ فرمایا اس سے تیری شیر دلی مین فرق نہین آسکتا نہ گھبرا کہ مین اُس ساحرہ
کا خاتمہ کرکے تجھے اپنے ساتھ لیے چلتا ہون۔ سبز بخت نے عرض کی کہ اے شہریار وہ ساحرہ بلائے بد
آفت روزگار ہی ایسا نہو کہ میرے رہا کرنے کے عوض آپ بھی گرفتار بلا ہون۔ یہی ذکر تھا کہ اک مرتبہ
ہوائے تند چلی اور لکۂ ابر نمودار ہوا اور رعد کے گرجنے کی آواز پیدا ہوئی برقین ہزارہا چمکتی ہوئی نظر
آئین۔ سبز بخت شیر دل نے عرض کی کہ غضب ہوا وہ لکاتہ آپہونچی۔ بدیع الملک نے جلدی سے لوح
کو دیکھا تو لوح نے کوئی خبر نہ دی معلوم ہوا کہ لوح یہین تک تھی اب جو کچھ ہوگا وہ اپنے کیے
سے ہوگا۔ اودھر گلبن جادو کو بزور سحر معلوم ہوگیا کہ بدیع الملک رہائی سبز بخت کے واسطے آگئے
ہین پس گلبن جادو پکاری کہ او سرکش تو یہان بھی آیا تجھے لوح پر بھروسا ہوگا نہین جانتا کہ لوح
طلسمی کو ہمارے سحر سے کوئی تعلق نہین اسلیے کہ ہم ساحران طلسمی سے نہین ہین۔ یہ کہکر ابر کیطرف
اشارہ کیا اور ابر سے برقین چمک چمک کر گرنا شروع ہوئین اور وہ لکۂ ابر بدیع الملک کی طرف بڑھنے
لگا۔ پس بدیع الملک نے اسم اعظم پڑھکر اُس لکۂ ابر کی طرف پھونکا اور تیر ترکش سے کھینچکر چلہ
کمان مین پیوستہ کیا برکت اسم اعظم سے ابر شق ہوا اور گلبن جادو نمودار ہوئی۔ بدیع الملک نے
فوراً تیر مارا اُسنے اُف کی کہ تیر کو جلا دون لیکن برکت اسم اعظم سے تیر نہ جلا اور سینے پر بیٹھا کہ توڑ کر
پار نکل گیا۔ گلبن جادو تڑپ کر زمین پر گری اسکے مرتے ہی قیامت برپا ہوئی آواز لینا پکڑنا جانے
نہ پائے کی بلند ہوئین آتش باری و برف باری دیر تک رہی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من
گلبن جادو بود حیف مردیم۔ جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم۔ جب علامات سحر برطرف ہوے
تو دیکھا بدیع الملک نے کہ اک دیو لی سینہ فگار زمین پر پڑی ہی سن کوئی تیرہ سو برس کا ہے
بدیع الملک نے سر اسکا کاٹ لیا سبز بخت نہایت خوش ہوا۔ بدیع الملک کے ہاتھ چومے اور نام
پوچھا۔ بدیع الملک نے اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ کیا۔ سبز بخت شیر دل نے کہا کہ مین نے
اک روز عالم مایوسی مین تھک کر دعا کی تھی اُسی روز شب کو خواب مین دیکھا تھا کہ اک بزرگ ارشاد
فرماتے ہین کہ اے سبز بخت شیر دل نہ پریشان ہو کر وقت رہائی تیرا نزدیک ہی صاحبقران زمان
بدیع الملک نوجوان تیری رہائی کا قصد کرکے چل چکے ہین بہت جلد وہ آکر گلبن جادو کو مار کر تجھے
تیرے باپ سے ملا دینگے اور تمام اہل صحبت اور ملازمین تیرے جو پتھر کے ہوگئے ہین وہ اپنی ہیئت
اصلی پر آجاوینگے الحمد للہ کہ خواب میرا صحیح نکلا۔ بدیع الملک نے سبز بخت کو اپنے ساتھ لیا اور وہان سے
پھر کر اُسی دروازہ پر تشریف لائے کہ جہان بادشاہ طلسم فانوس انھین پہونچا گیا تھا دیکھا کہ بادشاہ
موجود ہی اُسنے بہت تعریف کی اور کہا کہ اے شہریار مین اسقدر مدت سے آگے اس سبب سے نہین بڑھا
کہ اہالیان طلسم اس راز سے آگاہ نہو جائین کہ مین نے اطاعت آپ کی اختیار کرلی ہی ورنہ وہ سب
کافر مجھسے برخلاف ہو جاوینگے اور انتظام طلسم مین خلل واقع ہوگا۔ بدیع الملک نے فرمایا کہ یہی
مناسب تھا اور مین سوا مدد خدا کے کسی کی مدد کا خواستگار بھی نہین ہون یہ فرما کر بادشاہ کے ساتھ
ہوئے فانوس شاہ انکو لیے ہوئے قلعہ مین آیا سامان دعوت مہیا کیا بدیع الملک نے جشن مین

پھر عقد کی تحریک کی بادشاہ نے بخوشی عقد اپنی دختر کا جاموش جنی کے ساتھ کر دیا اور بعد اسکے ایک گنج
خزانہ طلسمی سے نکلوا کر بدیع الملک کے نذر کیا اور بارگاہ گلستان ارم مع خفتان ہائے مروارید کے
بدیع الملک کے حوالے کردیں اور نہایت انتظام کے ساتھ بیرون طلسم تک بدیع الملک کو پہونچا گیا
بیرون طلسم آکر بدیع الملک نے فانوس شاہ کو رخصت کردیا اور آپ مع سبز بخت و سامان طلسمی طرف
ملک روشن بخت کے روانہ ہوئے وہاں روشن بخت بعد روانہ ہونے بدیع الملک کے اپنے شہر میں
آیا اور اُن حجری تصویروں کو دیکھ دیکھ کر روتا تھا اور بدیع الملک کے ظفریاب ہونے کی دعائیں مانگتا
تھا کہ تیسرے روز وہ تمام لوگ جو پتھر کے بنے ہوئے تھے اک مرتبہ گر پڑے اور کچھ دیر کے بعد اٹھے
تو ایک نے دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا کہ ہم لوگ عین جشن میں سو گئے ایسا نہ ہو شاہزادہ آجائے
تو ناراض ہوگا تنبیں اپنے مقام پر شرمندہ ہوں کہ ہمارا پیشہ جاگنے کا ہے مگر عین مجرے کے وقت آنکھ
لگ گئی یہ کیا آفت ہوئی اب ہمیں کوئی کاہیکو بلائیگا روشن بخت یہ معرکہ دیکھکر دوڑا ہوا خدمت
میں نور الدہر و ایرج وغیرہ کے آیا اور سارا ماجرا بیان کیا نور الدہر نے کہا مبارک ہو کہ بدیع الملک
نے اُس ساحرہ کو مارا اور تیرے فرزند کو رہا کیا یہ سب کشتہ سحر تھے زندہ ہوگئے بدیع الملک
تیرے فرزند کو لیے ہوئے آتے ہونگے۔ روشن بخت کے چہرہ پر بشاشت آگئی اور تمام سردار
برائے استقبال روانہ ہوئے تھوڑی راہ طے کی ہوگی کہ دیکھا سامنے سے بدیع الملک چلے آتے
ہیں اک جوان رعنا ہمراہ ہے اور پشت پر کچھ اخیمہ بارگاہ کا اتارا او گنج وغیرہ لیے چلے آتے ہیں
روشن بخت اپنے فرزند کو دیکھ کر اسقدر خوش ہوا کہ قریب تھا شادی مرگ ہوجائے سبز بخت والد
باپ کے گلے لگا اور سرداران اسلام کی ملازمت حاصل کی۔ روشن بخت سب کو لیے ہوئے
اس بزم عشرت میں آیا دیکھا تو بزم عشرت ہے اُسی طرح جلسہ جما ہوا ہے طبلے پر تھاپ پڑ رہی ہے
گانا ہو رہا ہے محفل آراستہ ہے جسطرح سب بیٹھے تھے اُسی طرح بیٹھے ہیں لیکن آپس میں کہہ رہے ہیں
کہ آج استادوں چڑھ گیا اور شاہزادہ محل سے برآمد نہیں ہوا کیوں نہ معشوق کا پہلو چھوڑنا آسان
امر نہیں ہے سرداران اسلام اور روشن بخت جو حالات سے ان لوگوں کے آگاہ تھے کہ ابھی یہ پتھر
کے تھے اور برسوں کے حساب یہ کہہ رہے ہیں کہ ابھی تک شاہزادہ محل سے برآمد نہیں ہوا شاید
یہ اپنے حال سے بےخبر ہیں کہ برسوں سے یہ محفل اسی طرح آراستہ ہے الحاصل شاہزادہ اپنے تمام
رفقا سے ملا اور انکو انکے حال سے آگاہ کرکے کہا کہ صاحبقران کی بدولت تمنے دوبارہ لطف حیات
پایا ورنہ مر تو چکے تھے باقی ہی کیا رہگیا تھا بعد اسکے سبز بخت شیر دل محل میں داخل ہوا عروس
کو سوتا پایا بیدار کیا اور کہا کہ اسقدر دن چڑھے سوکر اٹھتی ہو اُسنے کہا کہ رات بھر پریشان کرتے
ہو اور پھر سویرے سے جگاتے ہو یہ کیا ظلم ہے۔ یہ سنکر سبز بخت نے اُس سے بھی سارا ماجرا بیان
کیا اور کہا کہ ہمارے تمہارے تو قیامت تک کے واسطے جدائی ہوچکی تھی مگر قسمت یاور تھی
کہ صاحبقران زمان تشریف لائے کہ طلسم فانوس کو فتح کرکے گلبن جادو کو مارا اور مجھے رہا کیا
نہ گلبن جادو مرتی نہ میں رہا ہوکر تمسے ملتا ہر ایک زیارت بدیع الملک سے مشرف ہوا اور سبز بخت
نے بڑی دھوم سے شاہزادہ بدیع الملک کی دعوت کی اور ادھر ملک روشن بخت کا انتظام
ہونے لگا۔ جابجا مساجد کی بنیاد پڑی تمام سرداران اسلام تعمیر مساجد میں سرگرم تھے کہ جلد یہاں
انتظام سے فراغت حاصل ہو تو خانہ کعبہ چلیں۔ انکو تو مصروف انتظام رکھا جاتا ہے اور اب یہاں

چند کلمے داستان ضلالت نشان خروج برزیل بن فرزیل بن فرامرز بن قارن عدنی کے بیان سے کیے جاتے ہین

ناظرین باتمکین کو یاد ہوگا کہ جب نوشیروان بھاگ کر ملک عدن مین پہونچا ہے اور وہان قارن عدنی بادشاہ تھا تو قارن نے نوشیروان کو پناہ دی اور امیر اول سے مقابلہ کیا چنانچہ صاحبقران اول نے قارن عدنی کو مار کر فرامرز کو بادشاہ کیا چند دن بعد فرامرز امیر سے برگشتہ ہوگیا تو عمر بن حمزہ یونانی نے آکر اُس سے مقابلہ کیا اور سر میدان اُسکو چیر کر پھینک دیا لیکن زوجہ اُسکی چھپ کر نکل گئی وہ حاملہ تھی اُسکے بطن سے فرزیل بن فرامرز پیدا ہوا جب فرزیل جوان ہوا تو آتش کینہ دیرینہ مشتعل ہوئی اور اسنے بھی چڑھائی کی یہ وہ زمانہ تھا کہ بعد انتقال ملکہ مہرنگار صاحبقران قبر مہرنگار پر فقیر بنے بیٹھے تھے کہ فرزیل پہونچا اور صاحبقران سے مقابلہ کرنے کا اظہار کیا امیر نے انکار کیا اور فرمایا کہ مین نے تو سپہگری کیسی کہ دنیا کو ترک کیا۔ اُسوقت فرزیل نے کوڑا مارا بس عمرو نے کہا کہ حمزہ اب تو نہین دیکھا جاتا ہے تجھے کیا ہوگیا کہ تیرا ہاتھ نہین اُٹھتا اسوقت صاحبقران نے تھپڑ مارا کہ فرزیل بیہوش ہوگیا جب ہوش مین آیا تو بغیر مقابلہ پلٹ آیا عیار فرزیل نے کہا کہ اگر آپ مقابلہ کرینگے تو مثل اپنے باپ اور دادا کے مارے جائینگے لہٰذا مناسب وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ بیٹھے مین حمزہ کو گرفتار کیے لاتا ہون فرزیل نے یہ راے پسند کی اور عیار کے ذریعہ سے امیر کو گرفتار کے عقابین پر کھینچ دیا داستان عقابین کی طولانی ہے یہان مجھے یاد دلانا فضول ہے۔ الحاصل فرزیل کے مرنے کے بعد اسکی زوجہ بھی حاملہ تھی یہ بھاگ کر شہر عقرب مین پہونچی عورت حسین تھی اور حاملہ تھی اور بادشاہ شہر عقرب لاولد تھا یہ اکثر اپنے وزیرون سے دردِ لاولدی بیان کیا کرتا تھا چونکہ وزیر عقرب شاہ کے نہایت درجہ علم نجوم مین کمال رکھتے تھے اُنھون نے کہا کہ اے بادشاہ تیرے شہر مین اک عورت نہایت حسین ملک عدن کی رہنے والی آئی ہے اور بادشاہ عدن کی زوجہ ہے تو اُسے اپنے عقد مین لا اُس سے اک لڑکا پیدا ہوگا کہ نہایت زبردست و بہادر ہوگا اور وہ خون کفار کا مسلمانون سے بدلہ لیگا۔ یہ سنکر عقرب شاہ نے لوگون کو تلاش مین بھیجا اور زوجہ فرزیل کو بلا کر اپنے مذہب کے موافق اُس سے عقد کیا۔ عقد کے ہوتے ہی چھ مہینے برزیل بن فرزیل پیدا ہوا بادشاہ کو بہت بڑی خوشی ہوئی نوبتین جھومین جشن ملوکانہ ہوا قیدی رہا کیے گئے گویا عقرب شاہ ہی کے یہان لڑکا پیدا ہوا اور نام سے برزیل بن عقرب کے مشہور ہوا اب پرورش اسکی ہونے لگی جب برزیل ہوشیار ہوا تو تعلیم فن سپہگری ہونے لگی چند ہی روز مین برزیل طاق و مشاق ہوکر شہرۂ آفاق ہوگیا۔ اب سن برزیل کا کوئی بارہ برس کا ہے بادشاہ ملنے سے کسی وقت اسے جدا نہین رکھتا ہے دربار آراستہ ہے پہلوانان نامی و گرامی کا مجمع ہے کہ اک مرتبہ چوبدار نے آکر عرض کی کہ جمشید کشتی گیر اور خورشید کشتی گیر دو پہلوان نہایت زبردست کسی ملک سے آئے ہین اور امیدوار باریابی ہین عقرب شاہ نے اُنکو بلا لیا دنگل بیٹھنے کو عنایت کیے۔ ان دونون نے آکر سلام کیا دنگلون پر بیٹھ گئے عقرب شاہ نے کہا کہ ادھر کس ارادے سے آنا ہوا اُنھون نے کہا کہ ہم ملکون ملکون پھرتے ہوئے

اور پہلوانوں کو زیر کرتے ہوئے ادھر بھی نکل آئے ہیں اس غرض سے کہ آپکے ملک میں اگر کوئی
پہلوان زبردست ہو تو وہ ہمسے کشتی کا مقابلہ کرے اگر ہم اُس سے زیر ہونگے تو اُسکی غلامی اختیار
کرینگے اور اگر زیر کر لینگے تو اپنا غلام بنا کر ساتھ لے لینگے اور یہاں سے کسی اور شہر کی راہ لینگے۔ یہ سنکر بادشاہ
نے اپنے پہلوانوں کی طرف دیکھا سب نے گردنیں نیچی کر لیں کہ ان دیوزادوں سے کون لڑے
جب یہ دیکھا بادشاہ نے کہ کوئی آمادہ مقابلہ نہیں ہوتا تو کہا کہ میرے یہاں کوئی پہلوان تمہارے
جوڑ کا نہیں ہے جس سے لڑواؤں۔ اُنھوں نے کہا کہ کیا یہ سب جو مونچھیں لگائے بیٹھے ہیں یہ
دیکھنے ہی کے ہیں۔ بس یہ کلمہ برزیل کے ناگوار خاطر ہوا اور اسنے اپنے دنگل سے اُٹھکر بادشاہ
سے کہا کہ اگر مجھے اجازت ہو تو میں انسے مقابلہ کرنے کو موجود ہوں۔ بادشاہ نے کہا اے فرزند
پہلے اِن پہلوانوں کی شرط کو سمجھ لے اگر تو انسے زیر ہوا تو میرے ہاتھ سے جاتا رہیگا اسلیے کہ یہ غلام
بناکر اپنے ساتھ لیجائینگے۔ یہ سنکر برزیل بن فرزیل نے عرض کی کہ ایسی ناکارہ اولاد رہی تو کیا اور
نہ رہی تو کیا اگر یہ مجھسے زیر ہو کر میرے مطیع ہوے فہوالمراد ورنہ میرے یہاں رہنے سے نہ رہنا
بہتر ہے۔ بادشاہ نے مجبوراً گوارا کیا۔ اون پہلوانوں کو اترنے کی جگہ دی گئی اور شہر سے علحدہ اک
مقام پر اکھاڑے کی تیاری ہونے لگی تیسرے روز اکھاڑا تیار ہو کر درست ہو گیا گرد اکھاڑے کے
دنگل کرسیاں بچھ گئیں۔ ایک طرف تخت بادشاہ کا قائم کیا گیا ادھر نگیرہ نہایت پرتکلف تان دیا گیا
جسوقت عقرب شاہ کو معلوم ہوا کہ اکھاڑا درست ہو گیا تو اسنے پہلوانوں سے کہلا بھیجا کہ کل فلاں مقام
پر آزمائش زور و طاقت کے واسطے آؤ اور جارجی سے کہا کہ جابجا دے کہ کل فرزند بادشاہ عقرب بیہ
سے اور جمشید کشتی گیر سے آزمائش زور و طاقت ہوگی جسکو تماشا دیکھنا ہو وہ آئے جسوقت یہ
خبر مشتہر ہوئی تمام شہر میں بلڑ ہو گیا دوکانداروں نے تخت اپنے اسیوقت سے روانہ کرنا شروع
کر دیے اور لوگ شام ہی سے روانہ ہونے لگے صبح کو سارا شہر صحرا میں جمع تھا اور بستی میں سناٹا
پڑا ہوا تھا کسی جانب چرخ پوجا گرتا ہوا تھا کہیں سواکوں کے تخت نکل رہے تھے کسی جگہ تماشے
والے تماشا کر رہے تھے جن لوگوں کی رسائی اکھاڑے تک ہو گئی تھی وہ تو آئے ہی اسلیے
تھے اور جو وہاں تک نہ پہنچنے پائے وہ خبر نیک و بد کے مشتاق تھے مگر دوسرے تماشوں میں
اپنا دل بہلا رہے تھے اک عجب ہنگامہ برپا تھا۔ غرضکہ آخر میں سواری بادشاہ کی آئی بادشاہ
فیل پر سوار سر پر اُسکے چتر لگا ہوا تھا اور پیش فیل بادشاہ اک ہاتھی پر برزیل سوار تھا۔ بعد اسکے
اراکین دولت تھے۔ جمشید و خورشید پہلے سے آگئے تھے یہ دونوں بھی دیو سے تھے
لوگوں کی نگاہوں میں پڑتی تھیں اور برزیل بھی نہایت زبردست ہے لیکن بظاہر تو ویسے اسلیے جمشید
و خورشید سے کمزور معلوم ہوتے ہیں۔ رعایا دو رویہ کھڑی سلام کر رہی تھی اور بیچ میں سے سواری
عقرب شاہ کی گزر رہی تھی۔ عقرب شاہ دونوں ہاتھوں سے جواب سلام دیتا جاتا تھا یہاں تک
کہ اسیطرح قریب اکھاڑے کے پہونچکر سواری اُتری لوگ استقبال کر کے لیگئے اور تخت پر بٹھالا
برزیل اک دنگل زرنگار پر بیٹھا جمشید کشتی گیر نے لنگوٹ باندھا اور بادشاہ سے اجازت لیکر
اکھاڑے میں اُترا۔ گیارہ ڈنڈ کیے اور اپنے پٹھوں کو زور دلانے لگا ایک ایک پٹھا ہاتھی کا
پاٹھا معلوم ہوتا تھا ایک وقت میں جمشید کشتی گیر نے گیارہ پٹھوں کو زور دلایا اور سبکو تھکا دیا اور
مردہ کر کے اکھاڑے کے باہر نکال دیا اور برزیل کی طرف دیکھ کر خم مارا۔ برزیل نے پلٹ کر عقرب شاہ

سے اجازت مانگی عقرب شاہ نے کہا تجکو خداوندان گذشتہ وآیندہ سب کے سپرد کیا کہ کوئی تو تیری
مدد کریگا۔ برزیل لنگوٹ پہلے سے باندھے ہوئے آیا تھا اجازت ملتے ہی لباس اتار کر جھم سے
اکھاڑے مین کود پڑا اور آواز دی کہ اے کشتی گیر آ کہ مین تیری خدمت کو موجود ہون غرضکہ جمشید
نے بڑھکر ہاتھ ملایا بس ہاتھ کا ملنا تھا اور سلام کا ہونا تھا کہ داؤن پیچ ہونے لگے جمشید کی یہ
حالت تھی کہ اتنے بڑے تن و توش پر اس پھرتی سے پیترے بدلتا اور داؤن پیچ کرتا تھا کہ یہ معلوم
ہوتا تھا کوئی لڑکا کھیل رہا ہی یا کوئی بازیگر بازی کر رہا ہی اور برزیل بھی اسکے ہر پیچ کا توڑ اس خوبصورتی
سے کرتا تھا کہ معلوم نہی ہوتا تھا کس پر داؤن بندھ گیا ہی دیکھنے والے لطف اٹھا رہے تھے مگر دل مین
کہہ رہے تھے کہ جسوقت دونون تھکینگے اسوقت کچھ حال کھلیگا لیکن یہ دونون مصروف تلاش رہتے تمام
دن کشتی رہی اور فیصلہ نہوا شام کو عقرب شاہ نے کہا کہ بس اب کل لڑنا اگر آج فیصلہ نہوا تو کل
ہو جائیگا دن واسطے لڑنے بھڑنے اور کاروبار دنیا کرنے کے ہی اور رات واسطے آسائش کے ہی۔ یہ سنکر
جمشید کشتی گیر نے کہا کہ مین بغیر فیصلہ کیے اکھاڑے کے باہر نہین نکلتا ہون۔ یہ سنکر برزیل کو طیش
آگیا کہا کہ مین بھی یہی چاہتا ہون کہ بعد فیصلہ ہونے کے اکھاڑے کے باہر نکلون۔ بادشاہ نے دیکھا
کہ دونون آمادۂ فساد ہین سمجھانے سے بھی نہین مانتے خاموش ہو رہا وہین خاصہ آگیا۔ بادشاہ نے
اُسی جگہ کھانا کھایا اور ارکین دولت باری باری اپنے مقام سے اُٹھے اور کھانا کھا کر پھر چلے آئے
یہان اُسی طرح کشتی ہو رہی اہل شہر کا یہ خیال تھا کہ ایک روز مین فیصلہ ہو جائیگا جب کشتی انجھی اور رات
ہو گئی تو اور اشتیاق بڑھا کہ بغیر معاملہ یکسو ہوے یہان سے جانا ایسا ہی گویا مکان سے آنا ہی نہین
باشتیاق فیصلہ کشتی عام طور پر میلہ جما ہوا ہی سودا بک رہا ہی جنگل مین منگل نظر آتا ہی اور شہر کے
گلی کوچون مین خاک اڑ رہی ہی خلاصہ یہ کہ تمام رات کشتی رہی اور فیصلہ نہوا صبح ہو گئی اُسی وقت
بادشاہ کی جانب سے دو کاسۂ شیر آئے دونون علحدہ ہوے اور دودھ پی کر پھر لڑنے لگے تھوڑی
دیر مین دودھ پسینا ہو کر بہہ گیا۔ لوگ آنکھین گڑوئے ہوے تماشا کشتی کا دیکھ رہے ہین یہ دن بھی
تمام ہوا جب شام ہوئی تو عقرب شاہ نے کہا کہ تم دونون زبردست و بہادر ہو اب نہ لڑو جمشید نے
کہا کہ آپ رعایت کرتے ہین اور اپنے فرزند کو بچاتے ہین۔ برزیل کو یہ کلمہ نہایت ناگوار گذرا کہا
جمشید کشتی گیر کیا تجھے تو روم کا سمجھتا ہی آج دو روز ہوے تونے کیا کر لیا آخر تجھے گھمنڈ کس بات کا ہی
اگر تیرا دم نہین آیا ہی تو مین بھی اب تک بے پروا ہون کہ مجھپر بھی دو روز کا مقابلہ بار نہین گزرا ہی الغرض
پھر تمام رات کشتی رہی۔ اب دیکھنے والون کی آنکھین ورم کر گئین دلمین کہتے ہین کہ خدا کرے جلدی
فیصلہ ہو تو جاگتے جاگتے جان پر بنی جاتی ہی۔ اہل شہر بہت سے ایسے تھے کہ اپنے مکان پر گئے
اور پھر آئے یہان اُسیطرح میلا جما ہوا ہی آخرکار تیسرے روز کوئی پہر دن باقی ہوگا کہ جمشید کشتی گیر کا
دم پھولنے لگا اگر جمشید زور کرکے برزیل کو سات قدم دوڑا لیجاتا ہی تو برزیل جب زور کرتا ہی جمشید
کو نو قدم پسپا کر دیتا ہی دیکھنے والون کو بخوبی اندازہ ہو گیا کہ جمشید کمزور پڑنے لگا ہی عجب نہین ہی
کہ بادشاہ کا فرزند اسکو زیر کرلے اور خورشید کشتی گیر بھی غور سے دیکھ رہا ہی اور دل مین کہہ رہا ہی
کہ انجام اچھا نہین معلوم ہوتا کوئی چار گھڑی دن باقی ہوگا کہ برزیل نے لنگر جمشید کا توڑا اور سر
سے بلند کرکے زمین پر مارا کہ جمشید چارون شانے چت گرا۔ برزیل نے مشکین باندھ لین اور اک
بازو ہوا کہ وہ مارا جو لوگ دور سے تھے وہ پوچھ رہے تھے کہ کسنے مارا کون پچھڑا لوگ خوشی مین ٹوپیان اچھال

رہے تھے لیکن یہ کوئی نہیں کہتا تھا کہ کسنے زیر کیا اور کون زیر ہوا جب بادشاہ اپنے فرزند کو ساتھ لیکر
وہاں سے رفتار کرتا ہوا چلا ہی تو لوگ سمجھے کہ برزیل نے جمشید کشتی گیر کو زیر کر لیا بادشاہ برزیل
کو لیے ہوئے اپنے شہر میں آیا داخل ایوان شاہی ہوا - برزیل نہایا لباس بدلا اور کھانا کھا کر
سو رہا کہ تین شب و روز کا تھکا ہوا اور جاگا ہوا تھا تمام رات خوب غافل ہو کر سویا صبح کو دربار میں
آیا بادشاہ کو سلام کرکے اپنے دنگل پر بیٹھا اور جمشید کو طلب کیا جمشید اسیر غل و زنجیر سامنے
برزیل کے حاضر ہوا برزیل نے سوال کیا کہ میں نے تجھے کیونکر زیر کیا جمشید کشتی گیر نے کہا کہ
جس طرح بہادر بہادروں کو زیر کرتے ہیں کہا کہ پھر میری اطاعت میں کیا عذر ہی جمشید نے کہا کہ
میں اطاعت اسوقت کرونگا جب آپ میرے بڑے بھائی خورشید کو بھی زیر کر لینگے اور اگر خورشید
نے آپ کو زیر کر لیا تو میں آپ کی اطاعت نکرونگا اور آپ کو اطاعت خورشید کی اختیار کرنا ہوگی
یہ سنکر برزیل نے قبول کیا اور کہا کہ لیجا کر اسے قید رکھو اور چونکہ خورشید روز حاضر دربار ہوا کرتا تھا
اس سے مخاطب ہو کر کہا کہ بھائی تمھارا کیا کہنا ہی خورشید نے کہا کہ واقع میں اگر آپ مجھکو زیر
کر لینگے تو مجھے بھی اطاعت میں کوئی عذر و انکار نہوگا - برزیل نے کہا کہ تم بھی کوئی دن قرار دو
کہ تم سے بھی فیصلہ ہو جائے خورشید کشتی گیر نے کہا کہ میں ہر وقت موجود ہوں - برزیل نے کہا
کہ بہتر یہ ہی کہ کل میرے تمھارے بھی فیصلہ ہو جائے اسلیے کہ آج کے کام کو کل پہ انتظار رکھنا امر
دانائی کے خلاف ہی - خورشید کشتی گیر نے کہا جب جی چاہے مقابلہ کر لیجیے مجھے کسی وقت میں عذر
و انکار نہیں ہی - عقرب شاہ نے یہ بھی کہا کہ ابھی تم تین روز کا مقابلہ کر چکے ہو دو چار روز آرام لے لو
اسکے بعد دیکھا جائیگا - لیکن برزیل نے منظور نکیا - غرضکہ پھر ڈھنڈھورا پٹا اور تیاری دنگل کی
ہوئی اور مثل سابق پھر مجمع ہوا - بلکہ مزید لوگ اطمینان کے ساتھ اپنے اپنے گھر کا انتظام کرکے
آئے تھے کہ ایکمرتبہ معلوم ہو چکا تھا کہ فیصلہ کشتی کا تین روز میں ہوا تھا شاید اب کی بھی طول کھینچے
بلکہ ضرور ہی طول کھینچیگا اسلیے کہ خورشید جمشید ہی کا بھائی ہی اور یہ جمشید سے زبردست ہی
اسی نے جمشید کو بھی تیار کیا ہی اور جمشید نے بعد کشتی کے اطاعت اختیار کرنے میں خورشید
کے زیر ہونے کی شرط پیش کی ہے اس سے بھی ظاہر ہوتا ہی کہ خورشید کشتی گیر جمشید سے زبردست
ہی یقیناً یہ مقابلہ اس سے زیادہ سخت ہی اور کشتی زیادہ زمانے تک الجھیگی اور وہی ہوا بھی کہ جب
اکھاڑا تیار ہو گیا اور بادشاہ مع ارکین دولت آکر بیٹھا خلقت خدا جمع ہوئی تو خورشید کشتی گیر
اکھاڑے میں اترا اور اسنے کسی سے زور نہیں کیا بلکہ اکھاڑے میں اترتے ہی برزیل کو
ٹوکا برزیل بادشاہ سے اجازت لیکر اکھاڑے میں اترا خورشید سے ہاتھ ملایا اور کشتی شروع ہوئی
دونوں بلا کے کسرتی تھے یہ معلوم ہوا کہ بلبلیں گتھ گئیں داؤں پیچ ہونا شروع ہوئے تمام دن
کشتی رہی شام کو بھی علیحدہ نہ ہوئے آج بادشاہ نے بھی کچھ نکہا اسلیے کہ اسکو معلوم ہو چکا تھا کہ اب
یہ اس سے اچھی طرح سمجھ لیگا تین روز تک جمشید سے لڑ چکا ہی تمام رات کشتی رہی صبح کو دیکھا
تو پھر اسی طرح دونوں گتھے ہوئے ہیں اور لڑ رہے ہیں دیکھنے والوں کی آنکھیں تھک گئیں
مگر لڑنے والے نہ تھکے دو تین تین شبانہ روز کشتی کا الجھاؤ رہا جب تیسرا دن بھی گزر گیا اور فیصلہ
نہوا تو بادشاہ متردد ہوا کہ ایسا نہو برزیل زیر ہو جائے اسنے چاہا کشتی برابر رکھوا دوں مگر دونوں
پہلوانوں نے منظور نکیا بادشاہ بھی خاموش ہو رہا چوتھے روز دوپہر دن گزرا ہوگا کہ برزیل نے

خورشید کا لنگر بھی توڑا اور سر سے بلند کر کے زمین پر مارا کہ چاروں شانے چت گرا۔ برزیل نے
کود کر چھاتی پر مشکیں باندھ لیں اور عیار کے حوالے کیا عیار نے خورشید کو بھی داروغہ زندان کے
سپرد کیا۔ بادشاہ نہایت خوش ہوا برزیل پر سے زر نثار کرتا ہوا شہر میں لایا رات آرام سے گزاری
صبح کو دربار میں آکر بیٹھا اور دونوں قیدیوں کو طلب کیا جسوقت جمشید و خورشید حاضر ہوئے
تو بادشاہ نے پوچھا کہ برزیل نے تمکو کیونکر زیر کیا جمشید و خورشید نے کہا کہ جیسے بہادر
بہادروں کو زیر کرتے ہیں۔ بادشاہ نے کہا کہ اب تمکو اطاعت اختیار کرنے میں کیا عذر ہے ان
دونوں نے عرض کی کہ ہمیں اب کچھ عذر نہیں ہے۔ عقرب شاہ نے اسیوقت قید انکی کٹوادی
خلعت دیے جمشید و خورشید رفاقت میں برزیل کے رہنے لگے چونکہ برزیل ابھی تک آگاہ
نہ تھا کہ میں کسکا بیٹا ہوں کیونکہ شہر عقرب میں آکر یہ پیدا ہوا اور اسوقت پیدا ہوا جبکہ عقد اسکی
ماں کا عقرب شاہ کے ساتھ ہو چکا تھا لہذا یہ عقرب شاہ ہی کو اپنا باپ سمجھتا تھا اور اکثر
کہا کرتا تھا کہ خداوند ذات اعلی و صفات معلی نے مجھکو وہ زور و طاقت عنایت کی ہے کہ میرے
باپ کو ایسا قوی پیدا کیا اور نہ دادا۔ یہی افتخار اسنے ایک روز اپنی ماں کے سامنے بھی ظاہر کیا
وہ مسکرائی اور کہا کہ تو کسکا بیٹا ہے برزیل نے کہا کیا یہ بھی کوئی پوشیدہ بات ہے سب جانتے
ہیں کہ میں عقرب شاہ کا فرزند ہوں۔ اسنے ہنسکر کہا کہ نہیں ایسا نہیں ہے اے فرزند آم کے درخت
سے آم اور ببول کے درخت سے ببول اسی طرح جس تخم کو بوتے ہیں اسیکا درخت پیدا ہوتا
ہے اگر تو عقرب شاہ کے نطفہ سے ہوتا تو ایسا قوی و توانا ہرگز نہوتا۔ برزیل نے کہا کہ یہ صحیح ہے
مگر میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ عقرب شاہ کا بیٹا ہوں۔ اب آپ وہ بیان کیجیے جس سے میں ناواقف
ہوں۔ یہ سنکر برزیل کی ماں نے کہا کہ سچ واقعہ یہ ہے کہ باپ تیرا افرذیل بن فرامرز بن قارن
عدلی تھا اور وہ ذبردستان روزگار سے ملک عدن میں فرمانروائی کرتا تھا لیکن خدا برا
کرے خدا پرستوں کا کہ انھیں کے ہاتھ سے وہ مارا گیا میں اس زمانے میں حاملہ تھی چھپ کر
بھاگی اس شہر میں پہونچی کوئی وارث و والی نہ تھا مجبوراً میں نے عقرب شاہ سے نکاح کر لیا
عقد کے چھٹے مہینے تو پیدا ہوا اگر نطفہ سے عقرب شاہ کے ہوتا تو نو مہینے بعد پیدا ہوتا
اور دادا تیرا فرامرز بھی خدا پرستوں کے ہاتھ سے مارا گیا اور ابتدائے فساد تیرے پردادا
قارن عدلی کے زمانے سے ہوئی کہ اسنے خدا پرستوں سے مقابلہ کیا نوشیروان عادل کو
پناہ دی حمزہ عرب جو صاحبقران زمانہ کہلاتا تھا اسنے تیرے پردادا کو مارا چونکہ ستارہ مسلمانوں کا
غالب آیا اس سے یہ لوگ مارے گئے ورنہ تیرے خاندان میں ایک سے بڑھکر ایک زبردست گزرا
ہے اور گو تو عقرب شاہ کا فرزند حقیقی نہیں ہے لیکن اسکی اطاعت تجھپر واجب ہے اسلیئے کہ اسنے بیٹوں
کی طرح تجھے پالا ہے اور اپنا فرزند مشہور کیا ہے بس یہ سنکر اسکی آتش عناد مشتعل ہوئی اور برزیل نے اپنی
ماں سے کہا کہ حیف ہے ہماری زندگی پر کہ ہم جیتے بیٹھے رہیں اور خدا پرستوں سے اپنے بزرگوں
کے خون کا بدلہ نہ لیں۔ یہ کہکر محل سے باہر آیا اور عقرب شاہ سے کہا کہ میرا ارادہ یہ ہے کہ مسلمان
جہاں ملیں انکا استیصال کروں کہ انھوں نے ہزار ہا خداوندیاں بگاڑیں سیکڑوں کو بے چراغ
کر دیے سلطنتیں الٹ دیں ایسے سرکشوں کا زندہ رکھنا اچھا نہیں۔ یہ سنکر عقرب شاہ نے اپنے
وزیروں کی طرف دیکھا۔ وزرا نے عرض کی کہ نہایت مناسب ہے آخر انکو جو خداوند لات اعلی اور

سنات معلی نے اسقدر زور و طاقت عنایت کیا ہی اسکا کچھ سبب ہمارے خیال مین نہ آیا سوا اسکے کہ یہی ہی کہ یہ سرکشون کی گردنیت نیچی کردین اور مسلمانون سے اُن بے ادبیون کا عوض لین جو انسے خداوندان گذشتہ کے ساتھ ظہور مین آئی ہین عقرب شاہ نے یہ سنکر اسیوقت تیاری لشکر کا حکم دیا لشکر تیار ہونے لگا تیسرے روز معلوم ہوا کہ سامان رسد وغیرہ سب تیار ہی بس عقرب شاہ نے ایک وزیر کو اپنا قائم مقام کرکے انتظام ملک کے واسطے چھوڑا اور ایک وزیر کو ہمراہ لیکر تین لاکھ سوار و پیادہ کی جمعیت اسے مع جمشید کشتی گیر و خورشید کشتی گیر کوچ کیا اور بصلاح وزیر خرجال بیابان نوبہار کی جانب سے روانہ ہوا جسوقت بعد طی مراحل و قطع منازل بیابان نوبہار مین پہونچے اور خبر نوبہار جادو کو ہوئی کہ عقرب شاہ نے بارادۂ قتل خدا پرستان خروج کیا ہی تو یہ برائے استقبال آئی اور عقرب شاہ کو نہایت عزت کے ساتھ اپنے باغ مین لیگئی لشکر عقرب شاہ کا بیرون باغ اُترا اور خیمے خرگاہ مین قلندریان راوطیان استادہ ہوئے نگین بازار لشکر کے کھل گئے کوڑا کھٹکنے لگا۔ وہان ملکہ نوبہار جادو نے نہایت تکلف کے ساتھ سامان دعوت کیا بعد کھانے پینے سے فراغ حاصل کرنے کے محفل رقص و سرود آراستہ ہوئی گائنین حاضر ہوئین گانا ہونے لگا اک پری جمال نے یہ غزل شروع کی

غزل

گھرا ہی ابر جو ممکن شراب ہو جائے
ہمارا دل قدح آفتاب ہو جائے

وہ مہر بام پہ گر محو خواب ہو جائے
تو چاندنی رخ مہ پر نقاب ہو جائے

فراق مین ہون اگر اشکبار دیدۂ تر
یہ جوش آب ہو گردون حباب ہو جائے

لیا ہی دل تو ملے ہمکو بوسۂ رخ بھی
یہ چاہیے تم سے حساب و کتاب ہو جائے

مسافران عدم چل کے قبر مین ٹھہرو
روا روی مین ابھی پا تراب ہو جائے

اٹھائے ہین جو تمھارے فراق مین صدمے
جو مختصر بھی لکھون تو کتاب ہو جائے

کبھی تو قبر پہ عاشق کے فاتحہ پڑھیے
کبھی تو آپ سے کار ثواب ہو جائے

پلک جھپکتے ہی دنیا ہو درہم و برہم
پھرے جو آنکھ تری انقلاب ہو جائے

وہ بدنصیب ہون جاؤن اگر مین دریا پر
یقین ہی آب مثال سراب ہو جائے

سوال وصل پہ عاشق کے ہاتھ ہوا قرار
نہین تو اے شہ خوبان جواب ہو جائے

فراق ساقی مہوش کی اشتعال سے
یقین ہی دل سوزان کباب ہو جائے

یہ بات کچھ نہین ہی جذب عشق مین جو ہون
ادھر بھی تو اثر اضطراب ہو جائے

بیان کرون عرق آلودہ ابروؤن کا جو وصف
تو اور تیغ زبان پر لعاب ہو جائے

خیال رخ مین اگر سوز دل سے ٹپکین اشک
تو پھر یہ آب یقین ہی گلاب ہو جائے

سوال ہم انکی طرف سے ہی لن ترانی کا
ادھر سے بھی ارنی کا جواب ہو جائے

نہین ہراس کہ رحمت وسیع ہی تیری
گناہ پاس کا یارب حساب ہو جائے

نو بجے رات تک یہی ہنگامہ گرم رہا۔ اثنائے جلسہ مین نوبہار جادو نے عقرب شاہ سے کہا کہ آپ جو مسلمانون کے قتل کا بیڑا اُٹھا کر اپنے شہر سے نکلے ہین تو کس بھروسے پر نکلے ہو تو آپکی فوج بھی زیادہ نہین ہی اور نہ کوئی سردار ایسا زبردست معلوم ہوتا ہی جو ان تک سکے آپ کو نہین معلوم کہ مسلمان کیا بلا ہین۔ عقرب شاہ نے کہا کہ ہان فوج تو میرے پاس زیادہ نہین ہی مگر یہ فرزند میرا بزدل نہایت

زبردست و بہادر ہی اسنے مسلمانون کے قتل کا بیڑا اُٹھایا ہی- یہ سنکر نوبہار جادو ہنسی اور کہا کہ اسے
عقرب شاہ واقع مین کہ فرزند تمھارا زبردست و بہادر ہی مگر یاد رکھو کہ یہ اکیلا مسلمانون کا کیا کرسکتا ہی
اُنمین ایک ایک بلاے بیدار و آفت روزگار ہی خیر مین ایک تختی تیار کیے دیتی ہون اگر یہ فرزند تمھارا
اُس تختی کو اپنے پاس رکھیگا تو نہ اسپر کوئی حربہ کارگر ہوگا اور نہ یہ کسی سے زیر ہوسکیگا عقرب شاہ
یہ سنکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ اے ملکہ نوبہار جادو یہ تو اک کار ثواب ہی جو جتنی شرکت کریگا اُسکا صلہ
پائیگا- نوبہار جادو نے برزیل سے کہا کہ میرے ساتھ آؤ برزیل اُٹھکر نوبہار جادو کے ساتھ ہوا
خاصہ اسیطرح جارہا- نوبہار جادو برزیل پر فریفتہ ہوچکی تھی اس بہانے سے اپنے ساتھ لیکر
خلوت مین آئی اور باتین لگاوٹ کی کرنے لگی- ہرچند کہ سن نوبہار جادو کا گیارہ سو برس سے کم
نہوگا مگر بزور سحر یہ پندرہ ہی برس کی بنی ہوئی تھی اور انتہا کی حسینہ و جمیلہ معلوم ہوتی تھی
چونکہ برزیل بھی جوان تھا اور ایسی حسین عورت نے لگاوٹ کی باتین جو کین یہ اسکے دام فریب
مین آگیا اور دونون نے مطلب دل حاصل کیا- ہرچند کہ نوبہار جادو وہ تختی تین ہی روز مین تیار
کرسکتی تھی مگر اسنے چالیس روز مین تختی بنانے کا وعدہ کیا اور چالیس روز برزیل کو اپنا مہمان
رکھکر خوب حسرت دل نکالی اور چالیسوین دن تختی تیار کرکے برزیل کے سپرد کی اور کہا کہ جب
قتل خداپرستان سے فارغ حاصل کرچکنا تو میرے پاس آنا مین تمھین خداوند جادو بنادونگی- یہ سنکر
برزیل اور بھی خوش ہوا اور اس تختی کو لیکر اپنے خود مین رکھ لیا کہ پاس ہی رہے اور کسیکو دکھائی
بھی نہ دے- اب عقرب شاہ نے اپنے وزیر خرچال سے کہا کہ کچھ پتا بھی خداپرستون کا لگاؤ کہ کس مقام
پر وہ لوگ مقیم ہین- یہ سنکر خرچال وزیر نے علم نجوم کے قاعدے سے بارہ برج اور سات
ستارے نظر مین رکھکر خیال کرنا شروع کیا تو دو مقام اسکو علم نجوم سے مسکن خداپرستان
کے دریافت ہوے- ایک بیابان گرداباد دوسرے ملک روشن بخت- اب اسنے یہ دیکھا کہ پہلے
کسطرف جانا چاہیے تو پہلے معلوم ہوا کہ اول بیابان گرداباد مین جانا مناسب ہی بس اسنے یہی
سب باتین عقرب شاہ سے بیان کین اور عقرب شاہ نے حکم دیا کہ پیش خیمہ ہمارا طرف بیابان
گرداباد کے روانہ ہو چنانچہ اول زحیق زحل جبتا کی چالیس ہزار سوار سے پیش خیمہ لیکر روانہ ہوا
بعد اسکے عقرب شاہ مع برزیل اور کل فوج ملکہ نوبہار جادو سے رخصت ہوکر طرف بیابان
گرداباد کے روانہ ہوا- طے مراحل و قطع منازل کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ دیکھا کچھ لوگ چلے آتے ہین
اُسنے پوچھا کہ تم لوگ کہان سے آتے ہو اور کون ہو- اُنھون نے بیان کیا کہ ہم سوداگر پیشہ ہین
طلسم ذطاق تک گئے تھے وہان بربادی طلسم ذطاق دیکھی- ہرچند کہ خداپرستون نے طلسم
ذطاق کو بھی برباد کردیا مگر خداپرست بھی ایسے تباہ ہوے کہ کبھی ایسے برباد نہوے ہونگے سیکڑون
عزیز بدیع الملک کے اکوان تاجدار کے ہاتھ سے مارے گئے اب لشکر اسلام مع بادشاہ
عالیمقام قلعہ سکندریہ مین مقیم ہی اور بدیع الملک صاحبقران ثالث مع جملہ سرداران نامی و گرامی
ملک روشن بخت مین مقیم ہین اور چند ہی روز مین جانب خانہ کعبہ روانہ ہوجاینگے- یہ سنکر برزیل
نے کہا کہ اب قلعہ سکندریہ کی طرف جانا بالکل بیکار ہی اسلیے کہ جن لوگون سے قصاص خون عزیزان
لینا ہی وہ سب لوگ ملک روشن بخت مین مقیم ہین- یہ سنکر وزیر خرچال نے منع کیا اور کہا
کہ بہتر یہی ہی کہ پہلے چلکر بادشاہ اسلام کو زک دیجیے کہ چراغ اسلام گل ہو پھر ان لوگون سے خانہ کعبہ

میں چلکر سمجھ لیجیے گا کہ وہاں پہونچکر یہ لوگ ترک دنیا کر دینگے اور یقین ہے کہ سامان حرب و ضرب بھی انکے پاس باقی نہ رہیگا اسوقت میں قتل ان لوگوں کا نہایت آسان ہوگا۔ یہ سنکر برزیل بہت بگڑا اور کہا کہ اے وزیر نافہم ان معاملات میں تجھکو کیا دخل ہے تیری رائے پر چلنے میں سخت کی بدنامی ہے اور تجھا یا تک ہی اسلیے کہ اگر میں نے قلعہ سکندریہ پر لشکر کشی کی اور یہ خبر بدیع الملک وغیرہ کو پہونچی تو کیا مدد کو بادشاہ اسلام کے نہ آئینگے مسلمانوں میں جسکو معلوم ہوگا کہ بادشاہ اسلام پر فوج کشی ہوئی ہے اسکو کھانا پینا حرام ہو جائیگا اور میری یہ بدنامی ہوگی کہ برزیل نہایت کم ہمت اور پست حوصلہ تھا کہ اُسنے سرداروں کو چھوڑ کر بادشاہ پر فوج کشی کی اور اگر پہلے صاحبقران سے سمجھ لونگا تو باعث ناموری کا ہوگا کہ برزیل بڑا بہادر تھا کہ صاحبقران زمانہ سے جاکر مقابلہ کیا۔ اور ان لوگوں کی کمک بھی پہونچنا دشوار ہے لوگ جانتے ہیں امیر خانہ کعبہ کو گئے ہوے ہیں کیسکو کیا معلوم کہ راہ میں کیا اتفاق پیش آئی۔ بعد معاملہ بدیع الملک کے غداروں سے بھی چھوٹ جائینگے اور کوئی شبہ نہ رہیگا یقین ہے کہ بادشاہ اسلام خود اطاعت میری اختیار کر لینگے۔ یہ جواب دیکر اک سوار کو دوڑا دیا کہ جاکر رحیق زحل پیشانی سے کہنا کہ راہ بدل دو اور ملک روشن بخت کی طرف چلو۔ سوار روانہ ہو گیا یہاں خرچال وزیر ہر چند سر پیٹا کیا کہ صاحبزادے یہ کیا کرتے ہو دیکھو ستارہ تمھارا گردش میں ہے اگر یہی قصد ہے تو ساعت سعید دیکھ کر چلنا برزیل نے نہ مانا اور کہا کہ یہ کیسی ساعت ہے کہ ادھر چلنے کو سعید اُدھر چلنے کو منحوس غیب کے حال سے کوئی واقف نہیں۔ وزیر نے کہا کہ قلعہ سکندریہ دور ہے وہاں تک پہونچنا دیر میں ہوتا اتنے زمانے میں ستارہ گردش سے نکل جاتا اور ملک روشن بخت قریب ہے اس ساعت میں ادھر کا جانا اچھا نہیں کہ جسوقت منزل مقصود پر پہونچنگے وہی زمانہ قران منحوس کا ہوگا۔ برزیل نے ایک ساعت نہ کی اور کوچ کر کے طرف ملک روشن بخت کے روانہ ہوا۔ یہ تو طی مراحل و قطع منازل کرتا ہوا چلا آتا ہے دیکھیے کب پہونچتا ہے لیکن اول

چند کلمے داستان مصیبت نشان صاحبقران زمان شاہزادہ بدیع الملک نوجوان کے بیان کیے جاتے ہیں غزل برآغاز کلام

میں تو اٹھ سکتا نہیں اے روح بستر چھوڑ کر ۔ تو کہاں جاتی ہے میرا جسم لاغر چھوڑ کر
اٹھ گیا دنیا سے آئینہ سکندر چھوڑ کر ۔ چل بسا جمشید خالی اپنا ساغر چھوڑ کر
اس صفائی کا ہوں قائل آہ اے آئینہ رو ۔ اٹھ گئے پہلو سے تم دل کو مکدر چھوڑ کر
کہتی ہے گویا عبارت مضمون کی بعد مرگ ۔ آئے تھے خالی گئے بھی خاک بستر چھوڑ کر
تھا یہی لازم کہ روح قیصر فنا آشنہ ۔ اسکو مٹنا ہی نہ تھا گور سکندر چھوڑ کر
سیکڑوں مضمون لب دندان جانان کے لکھے ۔ ہم گئے دنیا سے کیا کیا لعل و گوہر چھوڑ کر
اشک آنکھوں میں بھر آئے دیدہ دلبر اٹھا ۔ قصہ خوان ہوگا ہمارے غم کا دفتر چھوڑ کر
جب فراق یار کے صدمے نہ اس سے اٹھ سکے ۔ روح بھی بھاگی ہمارا جسم لاغر چھوڑ کر
آج پھنس جائینگے دل دو چار کے کچھ شک نہیں ۔ بزم میں بیٹھا ہے رخ پر زلف دلبر چھوڑ کر
مٹی دیکر لوح رکھکر دوست سارے چل دیے ۔ قبر پر میری گئے سب خاک بستر چھوڑ کر
فصل گل آئی ہے کیا بیٹھے رہیں رندوں کا ہے دور ۔ بیٹھے ہیں گوشوں میں زاہد اپنے ممبر چھوڑ کر

تا بہ دامن یار کے پہونچا دے تو احسان ہی
سچ کہون مجکو نہ تھی اُنسے بیوفا سے یہ امید
نامے آوارہ نہ کیون ہوتے تلاش یار مین
کیا تعجب بعد میرے بھی جو ہو یہ سوگوار
ہی یہی مطلب کہ اپنی جان دون اب ہجر مین
آج دیکھونگا مقرر تجکو اے پردہ نشین
جان دیدو ورنہ اُسکے عشق سے باز آؤ یاس

خاک کو میری کہان جاتی ہے صرصر چھوڑ کر
یون چلا جائیگا میرا مال اب بستر چھوڑ کر
ٹھوکرین کھائیگا وہ جائیگا جو گھر چھوڑ کر
بیکسی میری نہین ہٹتی ہے بستر چھوڑ کر
اُٹھ گئے پہلو سے میرے وہ جو خنجر چھوڑ کر
اب کہان جاتا ہون مین دامان محشر چھوڑ کر
مرد اُٹھ جاتے ہین اپنا نام اکثر چھوڑ کر

راویان اخبار و ناقلان آثار اسطرح روایت کرتے ہین کہ صاحبقران دوران یعنے شاہزادہ بدیع الملک نوجوان روشن بخت کے مہمان ہین اور ملک روشن بخت بعد بربادی پھر سے آباد ہوا ہی ہزارہا آدمی جو پتھر کی تصویرین بنکے رہگئے تھے وہ جامۂ انسانیت مین آ لیے ہین مسجدین بن رہی ہین دین اسلام کا ڈنکا بج رہا ہی اکثر صاحبقران عالیشان روشن بخت سے رخصت طلب کرتے ہین اور روشن بخت قدمون پر گر کر میر باتوقیر کو روک لیتا ہی کہ مین ابھی جانے نہ دونگا کہ آپ کا قدم اس مقام کے واسطے باعث برکت ہی ذرا اس اُجڑے ہوے دیار کو آباد تو ہو لینے دیجیے امیر بخاطر روشن بخت خاموش ہو رہتے ہین۔ ایک روز صاحبقران زمان فصیل قلعہ پر ٹہل رہے ہین خیال سفر خانۂ کعبہ کا بندھا ہوا ہی خضران بھی حاضر ہی کہ یکایک ازجانب صحرا گردے برخاست تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ زیر آسمان اک آسمان خاکی نمودار ہوا صاحبقران حیران ہوسکے یہ کیا معاملہ ہی کون آتا ہی خضران سے کہا کہ جا کر خبر تو لا کہ یہ گرد کیسی اُڑی ہی جس سے آثار کدورت ظاہر ہو رہے ہین خضران مانند پیک صبا کے گیا اور آن واحد مین خبر لیکر پھرا۔ صاحبقران سے عرض کی کہ ابھی آپ کا خانۂ کعبہ پہونچنا نہایت دشوار ہی اب تو یہ تیسرا دور بھی صاحبقرانی کا آخر ہوا اسلیے کہ آپ معہ ترالی دست بردار ہو کر جانب خانۂ کعبہ چلنے کا قصد کیے ہوے ہین جن جن کا خون کو آپ نے اور امیر ثانی اور امیر اول نے قتل کیا تھا اُنکی اولاد دعواے خون سوا آپ کے کس سے کریگی اور جو دبا ہوا ہوتا ہی وہ وقت کا منتظر رہتا ہی چنانچہ یرزیل بن قرزیل بن قرامرد بن قارن عبدلی تین لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے آتا ہی یہان آپکے ساتھ صرف بارہ سو سردار اور چند ہزار آدمی روشن بخت کے ہین بدیع الملک نے فرمایا کہ کچھ پروا نہین اسلیے کہ ؎ دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست + اتنے مین آتے آتے ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے تین سو علمہاے زنگاری نشانہ تین لاکھ سوار و پیدل کا نمودار ہوے پھریرون پر تعریف پورے دو سو خداوندون کی تحریر تھی پشت پر تین لاکھ سوار بکتر پوش اور جوشن پوش غول کے غول غٹ کے غٹ پرے کے پرے قشون کے قشون پیچنے کے پیچنے دستے کے دستے نمودار ہوے اور سامنے قلعہ سکندریہ کے گولے کی زد سے ہٹے ہوے ٹھہرنے لگے بارگاہ برپا ہوئی آخر مین جلوس شاہانہ نمودار ہوا قیضیان یاقوت کی بیرق بردار علم بردار نیزہ دار خاص بردار نمودار ہوے آگے آگے سقے چھڑکاو کرتے ہوے اور پیچھے پیچھے ڈنکا ہوتا ہوا اس شان شوکت کے ساتھ سواری بادشاہ لشکر کفار کی نمودار ہوئی۔ دو سردار پایۂ تخت کو پکڑے ہوے اور ایک جوان

زبردست مرکب پر سوار تخت کے آگے آگے خضران نے عرض کی کہ یا صاحبقران یہ جوان جو تخت
کے آگے آگے چلا آتا ہے برزیل بن فرزیل یہی ہے۔ وہاں بارگاہ برپا ہو چکی تھی عقرب شاہ تخت
سے اتر کر داخل بارگاہ ہوا۔ رات ان سب نے آرام سے بسر کی جب صبح ہوئی تو عقرب شاہ آکر
دربار میں بیٹھا۔ برزیل دنگل پر متمکن ہوا جمشید کشتی گیر اور خورشید کشتی گیر داہنی اور بائیں جانب
تخت کے بیٹھے کہ یہ دونوں سردار میمنہ و میسرہ فوج کفار کے تھے اور سردار بھی اپنے اپنے دنگلوں پر
جلوہ افگن ہوئے برزیل نے عقرب شاہ سے کہا کہ آغاز جنگ نامہ سے ہونا چاہیے دیکھیے تو
بدیع الملک جواب کیا تحریر کرتے ہیں عقرب شاہ نے برزیل سے کہا کہ بہتر جو چاہو لکھ بھیجو برزیل
نے نامہ تحریر کیا اور سہیل اختر چشم کے ہاتھ روانہ کیا۔ سہیل اختر چشم دو سو سوار ساتھ لیکر طرف لشکر
بدیع الملک کے روانہ ہوا۔ بدیع الملک نے بھی فوج کو قلعہ کے باہر نکال کر بارگاہ گلستان ارم
برپا کرائی تھی جس وقت خبر پہونچی کہ نامہ دار برزیل آتا ہے بدیع الملک نے اسکے واسطے اک دنگل آہنی
بچھوا دیا اور حکم دیدیا کہ ایلچی کو آنے دو چنانچہ سہیل اختر چشم کو کسی نے نہ روکا اور وہ بے تکلف
داخل بارگاہ ہوا۔ بارگاہ کو دیکھکر آنکھیں کھل گئیں کہ عجب بارگاہ ہے عجب گروہ داروں کا
کہ یک عرش و کرسی ہزار ہے ہر چند کہ سوا شہنشاہ گوہر کلاہ کے اس بارگاہ میں کوئی سردار جوان
نہ تھا مگر ایک بوڑھے شیر کے چہرہ سے وہ جلالت و شان پیدا تھی کہ دیکھتے ہی سہیل اختر چشم
پر رعب طاری ہوا اور گھبرا کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ بدیع الملک نے خود فرمایا کہ اے نامہ بر یہ
تیری جگہ ہے اور دنگل کی جانب اشارہ کیا۔ سہیل اختر چشم اپنے دنگل پر آ کے بیٹھا اور نامہ خدمت
میں صاحبقران زمان کے پیش کیا۔ دبیر ثالث نے لفافہ کو چاک کیا اور مضمون نامہ کو پڑھا لکھا تھا
کہ اے سرگروہ خدا پرستان یعنے بدیع الملک تو جوان ہے میں تم سے قصاص خون عزیزان لینے کو
آیا ہوں یا تو آمادہ مقابلہ ہو جاؤ یا جو کچھ مال تمکو طلسم فانوس سے ملا تھا مع بارگاہ گلستان ارم
اور خاص اپنے کمر کی تلوار میرے سپرد کر دو تو میں تمھارے قتل سے دست بردار ہو کر اور مسلمانوں
کے استیصال کو چلا جاؤنگا۔ یہ مضمون دیکھکر بدیع الملک آگ ہو گئے اور جواب تحریر فرمایا
کہ او مردود تو وہی ہے کہ تیرے باپ اور دادا اور پردادا سب ہمارے خاندان کے ہاتھ سے
قتل ہوئے جسنے سر اٹھایا اسکا سر کچلا گیا اگر تجکو اس طرف قضا گھیر کر لائی ہے تو بہتر ابھی وہی
انجام ہوگا۔ تو شوق سے طبل جنگ بجا دے میں تیرے مقابلے کے واسطے تیار ہوں اور اگر
تجکو مال طلسمی کی خواہش ہے تو بخوشی دین اسلام قبول کر میں تمام مال طلسمی مع بارگاہ و سپر و شمشیر و
خنجر و گرز وہ سب کچھ تجھے بطور خلعت و انعام کے دیدونگا یہ جواب تحریر کر کے سہیل اختر چشم
کے سپرد کیا سہیل جواب نامہ لیکر اٹھا اور دروازہ بارگاہ کی طرف متوجہ ہوا۔ دو رویہ سرداروں کو
دیکھتا جاتا تھا کہ سب ضعیف ہیں کوئی جوان نہیں ہے میرے آقا سے کیا لڑسکینگے قضا سے کار
جس وقت کسیقدر دنگل اسد غازی کا صف سے آگے بڑھا ہوا تھا اور اسد دلاور فقیری کپڑے
پہنے ہوئے بیٹھے تھے سہیل نے دل میں کہا کہ یہ فقیر یہاں کیوں بیٹھا ہے پہلوانوں کی صف میں
اسکا کیا کام۔ سہیل اختر چشم نے جاتے وقت اک ٹھوکر دنگل کو اس زور سے لگائی کہ دنگل
اسد دلاور کا پیچھے سرک گیا پس یہ دیکھکر اسد غازی کی آنکھوں میں زمانہ تیرہ و تار ہو گیا اور غصہ میں
اچھلکر لپکا تو سہیل اختر چشم کا پکڑ لیا اور دوسرے ہاتھ سے ایسا طمانچہ مارا کہ سہیل اختر چشم چرخ کھا کر

زمین پر گرا اور بیہوش ہوگیا کلہ سوج گیا۔ یہ دیکھکر بدیع الملک ہائین ہائین کرتے ہوئے قریب سعد غازی
کے آگئے اور کہا کہ آپ نے یہ کیا غضب کیا کہ ایلچی کو مارا اسکا کیا قصور تھا اسعد غازی نے فرمایا کہ اے
بدیع الملک تم تو ابھی بچے ہو تمنے کیا دیکھا ہوگا اپنے باپ سے میری حالت دریافت کرو کہ مین
کون شخص ہون خدا کی شان ہے کہ اب ایسے ایسے لوگ ہمین فقیر و ذلیل سمجھنے لگے تمنے نہین دیکھا
کہ اس ایلچی نے جاتے وقت ایسی ٹھوکر میرے دنگل کو لگائی کہ دنگل اپنی جگہ سے ہٹ گیا اگر
کوئی دوسرا معمولی آدمی بیٹھا ہوتا تو دنگل الٹ جاتا اسنے تو میرے ذلیل کرنے مین کوئی دقیقہ
فروگذاشت نہین کیا تھا مگر خدا کو عزت رکھنا تھی کہ مین دنگل سے گرا نہین اگر یہ ایلچی نہوتا تو مین
تلوار سے کام لیتا اسے تھپڑ نہ مارتا تمام سردارون کو یہ سنکر سناٹا سا آگیا۔ بدیع الملک دلمین
کہتے تھے کہ واقع مین خطا تو اسی مردود کی تھی جسکی سزا اسے معقول ملی مگر ظاہر اسباب بدنامی
ضرور ہے خضران سے کہا کہ اسے ہوشیار کرو خضران نے ہوشیار کیا بدیع الملک نے سہیل
اختر چشم کو خلعت عنایت کرکے رخصت کردیا۔ وہان برزیل بن فرزیل جواب نامہ کا منتظر تھا
بیٹھا ہوا تھا کہ سہیل اختر چشم پہونچا اور اسنے الٹی باتین بیان کین کہ اے شہریار ایک شخص فقیری
لباس مین بیٹھا تھا سنا ہے کہ وہ امیر اول کا نواسا اور بڑا سرکش تھا اسنے مجھسے بھی چھیڑ کی اور
میرے گرانے کا قصد کیا تھا کہ مین نے تھپڑ مار کر اسکو بیہوش کیا۔ برزیل نے جواب نامہ پڑھا
اور غصہ مین آکر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ زنی پر چوب لگی اور آواز نقارہ سے
کی گرجی خبر صاحبقران زمان بدیع الملک نوجوان کو ہوئی۔ بدیع الملک نے فرمایا کہ کچھ پروا نہین
کہدو کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگی۔ اسیوقت یہان بھی کوس
حربی نوازش مین آیا اور تیاریان جنگ کی ہونے لگین جو سرداران لشکر اسلام صاحبقران کے
ہمراہ تھے سبنے اپنی اپنی زنگ آلودہ تلوارون کو صیقل کیا اور اسلحہ کو صاف کیا دلمین کہتے
تھے کہ ہمتو یہ سمجھتے تھے کہ اب تلوار نیام سے نکالنے کا وقت نہ آئیگا مگر معلوم ہوا کہ نہین ابھی
وقت نہین ہے بلکہ عجب نہین ہے کہ تلوار ہی کی موت نصیب ہو ادھر کفار مین اکثر حسرت تھی کہ کل
ان سردارون نامی کو قتل کرکے دنیا مین نام پیدا کرینگے یہ وہ لوگ ہین جنکی دھاک مثل رستم کے
سارے زمانے مین بندھی ہوئی ہے مگر کل ہمارے ہاتھ سے انکی قضا ہے اسلیے کہ اب یہ ضعیف
ہوچکے ہین انمین باقی ہی کیا رہا ہے اور برزیل تو پھولے نہین سماتا ہے لیکن وزیر خرچال نے
آج بھی طبل جنگ بجوانے کو منع کیا تھا اور کہا تھا کہ ابھی ساعتین بد ہین آغاز جنگ تو بظاہر
اچھا ہے لیکن انجام اچھا نہین معلوم ہوتا ہے لیکن اسکی کون سنتا ہے تمام رات تیاری جنگ مین
بسر ہوئی اب وہ وقت آیا۔ **نظم**۔ لگے ہونے نظرون سے تارے نہان۔ چھپا نور مین
جادۂ کہکشان ٭ موذن اذان سے ہوئے بہرہ مند ٭ ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند ٭ نسیم مسیحا نفس
تھی نسیم روان ٭ تھے لوگ لے لے کے انگڑائیان ٭ جوانان لشکر اسلام نے اٹھ اٹھ کر فریضہ سحری
کو ادا کیا اور اوراد و وظائف سے فراغ حاصل کرنے کے بعد اسلحہ جنگ طلب کیا زرہ بکتر خود چار آئینہ
دستانے موزے پہنکر ہتھیار لگائے منہ پر جھلم ڈالی اور پشت مرکب پر بیٹھکر در دولت صاحبقران
عالیشان پر حاضر ہوئے قبل اسکے کہ صاحبقران مسجد گاہ سے برآمد ہون سب سردار آکر جمع ہوگئے
دست راستی دست راست کی جانب دست چپی دست چپ کی طرف اتنے مین صاحبقران زمان

یعنے شاہزادہ بدیع الملک نوجوان بھی سلح جنگ سے آراستہ و پیراستہ ہوکر برآمد ہوئے اور
سلام کیا اور جو لوگ بدیع الملک سے ہین اور رشتہ مین بڑے تھے انھون نے دعا دی اسکے بعد
بدیع الملک کی جانب میدان کارزار روانہ ہوا۔ جسوقت میدان جنگ مین پہونچے تو دیکھا کہ
روشن بخت اپنی فوج قلیل کو لیکر پہلے سے آگیا ہے۔ بدیع الملک نے آفرین کی اور فرمایا کہ اسے
روشن بخت اگر منظور خدا ہے تو تمھین زحمت نہ کھینچنا پڑیگی اسلیے کہ میرے ساتھ کا ایک ایک شخص
دیو کش اور اژدر شکار ہے۔ روشن بخت نے عرض کی کہ یہ صحیح ہے مگر مین چاہتا ہون کہ کچھ تو حق ادا کی
کرون اسوقت عقرب شاہ تین لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے وعدہ گاہ مصاف مین آکے
صف آرا ہوا۔ برزیل بن فرزیل اور جمشید کشتی گیر اور خورشید کشتی گیر اور زحیق زحل پیشانی
اور دیگر سردار اسکے تخت کو پکڑے ہوے ساتھ ساتھ آئے تخت عقرب شاہ کا قلب لشکر مین
قائم ہوا اور جمشید کشتی گیر نے میسرہ لشکر کو اپنے تحت مین اور خورشید کشتی گیر میمنہ فوج کو درست
کرکے صفون سے دس قدم آگے بڑھکر برتبہ سرداری قائم ہوا قلب لشکر مین سہیل اختر چشم قائم
ہوا۔ کمینگاہ مین زحیق زحل پیشانی چالیس ہزار سوار لیکر قائم ہوا جب ترتیب لشکر درست ہو چکی
تو برزیل سب سے آگے بڑھکر برتبہ سالاری لشکر قائم ہوا۔ بعدازان اسکی صفوف قتال و جدال
دونون طرف سے بہادرون کے دوست نامردون کے رقیب نکلکر سرود مستانہ چھیڑکر اشعار
غیرت آگین پڑھنے لگے اور ناپائداری دنیا کی تصویر بہادرون کے پیش نظر کرکے انکو آمادہ مرگ
و جویاے قضا کردیا۔ ہر شخص جوش شجاعت مین جنگ کی ناموری کو زیست کی لذت سے بہتر سمجھنے لگا
ہر طرف اک سکوت کا عالم ہوگیا۔ پس برزیل بن فرزیل کو واقعہ قتل آبا و اجداد کا پیش نظر ہوگیا اور
خون عزیزی نے جوش مارا پلٹ کر جمشید کشتی گیر کی طرف دیکھا جمشید اشارہ پاتے ہی مرکب کو
جھکا کر میدان مین آیا بعد سلح شوری نیزہ زمین پر گاڑا اور دم کو آراستہ کرکے پکارا کہ ہان اے
گروہ خدا پرستان و فرقہ مسلمانان ہرچند کہ تم سب زندگی سے سیر معلوم ہوتے ہو کہ مقابلہ مین اس
شخص کے صف آرا ہوتے ہو۔ وہ تمھاری جان کے لیے ملک الموت سے کم نہین ہے مگر جسکو جانب
ملک عدم جانے مین زیادہ عجلت ہو وہ میرے سامنے آئے اور ہنر جنگ دکھائے بس یہ سنتے ہی
اسپ زبان ایرج نوجوان نے مرکب کو جولان کیا اور سامنے جمشید کشتی گیر کے آکے فرمایا
او ملعون کیا بکتا ہے ابھی تو ہماری تلوار کی کاٹ سے آگاہ نہین ہے لاف بہادری کی بیہودہ کہ ہم تجھے
جانب ملک عدم روانہ کرتے ہین یا تو ہمین بھیجتا ہے۔ یہ سنکر جمشید کشتی گیر نے نیزہ مارا ایرج نوجوان
نے نیزہ کو نیزے پر گانٹھا نیزہ بازی ہونے لگی کوئی ستر طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ ایرج نے نیزہ
جمشید کے ہاتھ سے نکال دیا جمشید کی آنکھون مین دنیا تاریک ہو گئی پکارا او بڈھے غضب کیا
تو نے کہ نیزہ میرے ہاتھ سے نکالدیا خیر کچھ پروا نہین نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی جمال بازی تیغ
بازی راست بازی جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر تلوار نیام انتقام سے کھینچکر لپٹ کے
سر کا ہاتھ مارا اور یہ ارادہ کرلیا کہ ایک ہی ہاتھ مین کام اسکا تمام کردون ایرج نوجوان نے تلوار آتے
خیال مین کرکے سپر ہاتھ سے چھوڑ دی اور پنجہ پلی دراز کرکے کلائی پکڑ لی اور اس زور سے جھٹکا مارا کہ جمشید
اوندھے منھ عیال مرکب پر آرہا پس کمر زنجیر کا بند پکڑ کر جو زور کیا تا حق زین سے اٹھالیا اور اچھال دیا
کہ سو ہاتھ بلند ہوگیا گرتے وقت چور رنگ ہوا کاٹا دیکھکر تمام لشکر اسلام مین احسنت و مرحبا کی

آواز بلند ہوئی اور بدیع الملک نے پکار کے کہا کہ سبحان اللہ شباب کا لطف اب بھی ظاہر ہے
اور کفار کے جی چھوٹ گئے۔ برزیل نے دل میں کہا کہ جسے میں نے تین روز میں باندھا تھا اُسے اس
بڈھے نے کس آسانی سے اُچھال دیا اور چورنگ کیا۔ ایرج نوجوان میدان سے پھر آئے اور لشکر کفار
سے خورشید کشتی گیر بھائی کے غم میں میدان میں آیا اور پکارا کہ اے خداپرستو تیغے کر میری تو دوئی
گیرابر کے بھائی کو مارا ایک چھوڑتا ہوں تم میں سے ایک کو بھی جسے مقابلہ کرنا ہو وہ جلد آئے ورنہ
میں خود آتا ہوں ہنوز سخن ناتمام تھا کہ صاحبقران بن صاحبقران یعنی شاہزادہ نورالدہر مرکب کو
جھکا کر سامنے خورشید کشتی گیر کے آئے فرمایا کیا لاف و گزاف کرتا ہے تیرے بھائی کے غم نے
تیری عقل کو زائل کر دیا ہے ابھی سے تیرے حواس گئے ہوئے ہیں تو مقابلہ کیا کریگا مثل مشہور ہے
کہ ایک کی دوا دو ہے کہ تو گیارہ سو سرداروں پر حملے کا قصد کرتا ہے جنمیں سے ایک ایک تیری
گوشمالی کر سکتا ہے اور تیرے قتل کو کافی ہے یہ سُنکر خورشید کشتی گیر نے کہا کہ میرا تو ارادہ یہ تھا کہ پہلے
اپنے بھائی کے قاتل کو قتل کرتا مگر اب مجھے سمجھ لوں تیرے بعد اُسکی بھی مزاج پرسی کرونگا یہ سُنکر
نورالدہر نے فرمایا کہ مجھکو ایرج نوجوان سے جدا نہ سمجھ جسنے مجھ سے مقابلہ کیا گویا اُسنے ایرج سے مقابلہ
کیا بس یہ سُنکر خورشید کشتی گیر نے نیزہ مارا نورالدہر نے نیزے کو خورشید کے نیزے پر
لگا نہ تھا طعنین چلنے لگین اگرچہ خورشید کشتی گیر جمشید سے زیادہ ہوشیار و زبردست تھا مگر
نورالدہر نے بھی اسکی نیزہ بازی کو ستر طعن سے آگے نہ بڑھنے دیا اور ستّرھوین طعن میں اسطرح
نیزہ نکال دیا کہ خورشید کشتی گیر حیرت میں آگیا اور تمام اہل اسلام نے تعریف کی۔ ایرج نوجوان
نے بھی بہت ثنا کی۔ خورشید کشتی گیر نے غیظ و غضب میں آکر تلوار ماری۔ نورالدہر نے وار اُسکا
پشت شمشیر پر لگا نہ تھا کہ جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا یا تو تلوار خورشید کے سر پر چلتی تھی یا زمین میں ڈوب کے
نکلی۔ خورشید کے مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے۔ نورالدہر نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے میدان سے
پھرے اب برزیل نے قصد کیا تھا کہ میں خود واسطے مقابلے کے جاؤں سرداروں کو قتل نہ کراؤں
لیکن سہیل اختر چشم اسد غازی سے جلا ہوا تھا اُسنے مرکب کو جولان کیا اور میدان میں آکر
پکارا کہ او فقیر آج میدان میں آکر مجھ سے مقابلہ کر تو حال معلوم ہو کہ تلوار کا دھنی کون ہے بس یہ سنتے ہی
اسد غازی کو تاب نہ رہی گھوڑا اڑا کر سامنے سہیل اختر چشم کے آئے اور فرمایا کہ او ملعون اس لباس
فقیرانہ نے مجھے تیری نظر میں بالکل حقیر کر دیا اُس روز وہ زیادتی کی اور اُسکی سزا پائی آج سر میدان تو
کہتا ہے جانتا نہیں کہ میں کون ہوں نعرہ اسد سے ✽ اسد شہسوارم که در روز جنگ ✽ بدرم دل ببر درم چرم
پلنگ ✽ لا ضرب بہادری کی یہ سنتے ہی سہیل اختر چشم نے نیزہ مارا اسد غازی نے ترچھے ہو کر خالی
دیا اور نیزہ پکڑ کر جھٹکا مارا کہ نیزہ سہیل کے ہاتھ سے نکل گیا۔ بس اسد دلاور نے وہی نیزہ سینۂ
سہیل اختر چشم کے مارا کہ سینے کو توڑ کر پار گذر گیا۔ اسد نے بقوت تمام سہیل کو نیزہ پر بلند کر کے
سر پر چرخ دیا اور زمین پر مارا کہ استخوان سہیل کے پارہ پارہ ہو گئے۔ برزیل دلمیں کہتا ہے کہ اعین تو
جو ہے وہ صاحبقران وقت معلوم ہوتا ہے آج رنگ لڑائی کا اچھا نہیں ہے نکلنا مناسب وقت
نہیں معلوم ہوتا۔ یہ تماشا دیکھا گیا۔ بعد سہیل کے رحیق زحل پیشانی میدان میں آیا اور بعد لاف و
گزاف کے مبارز طلب کیا شہنشاہ گوہر کلاہ میدان میں آئے بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی ہوئی
شہنشاہ گوہر کلاہ نے نیزہ ہاتھ سے رحیق زحل پیشانی کے حوالے کیا رحیق زحل پیشانی نیزہ برابر تاب

خجالت میں غرق ہو گیا اور دنیا نگاہوں میں تیرہ و تار ہو گئی پس رحیق نے تلوار کمر سے کھینچی اور
شہنشاہ گوہر کلاہ پر برس پڑا۔ شہنشاہ گوہر کلاہ نے کئی حملہ رد کرکے ایک ہاتھ کمر کا مارا تو رحیق کے
دو ٹکڑے ہوئے بعد اُسکے مسعود زنگی لشکر کفار سے نکلا اور مبارز طلب ہوا۔ اسکے مقابلہ کو ہاشم
تیغ زن نکلے۔ تھوڑی ہی دیر کی رد و بدل میں ہاشم نے جنیو کا ہاتھ مارا کہ وہ کافر بدست جہنم واصل
ہوا۔ اسیطرح دن بھر کی میدان داری میں اہل اسلام نے تئیس سرداران کفار کو جان سے مارا شام کو
برزیل طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھرا داخل بارگاہ ہوا۔ ادھر بدیع الملک نہایت شاد و خرم باغ
گلستان ارم میں آکر رونق افروز ہوئے اور خدا کا شکر بجا لائے کہ اس وقت آخر میں خدا نے
اپنا فضل کیا کہ پوری میدان داری میں سب محفوظ رہے اور تئیس کافروں کو واصل جہنم کیا۔ وہاں
برزیل نے لباس رزم اُتارا پوشاک بزم پہنکر بیٹھا اور دو چار جام شراب کے پیے جب دماغ
اُسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا تو اسنے حکم دیا کہ میرے نام پر طبل جنگ بجے اُسیوقت نقارۂ رزمی کو
چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر بدیع الملک کو ہوئی انھوں نے بھی نقارہ رزمی بجوادیا۔
دونوں جانب تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں۔ کفار نے اپنے کشتوں کو دفن کیا لیکن عقرب شاہ
نے خرچال وزیر سے کہا کہ آج تو تمہارے احکام نجوم کا اثر صحیح ظاہر ہوا کہ تئیس سردار ہمارے
مارے گئے اور مسلمانوں کے نکسیر بھی نہیں پھوٹی اب کل کی نسبت کیا کہتے ہو ایسا نہو فرزند میرا مارا جائے
تو میں کہیں کا نہ رہونگا اسے منع کرونگا نہ مانے گا تو کسی تدبیر سے جنگ کو ملتوی کردونگا۔ خرچال
وزیر نے زائچہ کیا اور بعد استخراج احکام عرض کی کہ اے شہریار کل سے تین روز تک ستارہ ہمارا
مسلمانوں پر غالب ہے لیکن چوتھے دن سے پھر ستارہ نہایت سخت ہے اُسوقت آپکو جنگ ملتوی
کرنا مناسب ہے۔ عقرب شاہ خاموش ہو رہا لیکن طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور نور
سحری پھیلا۔ طائران خوش الحان اپنے اپنے آشیانوں سے نکل نکل کر شاخ درخت پر بزبان
بیزبانی حمد سبحانی بجا لانے لگے اور لشکر اسلام میں شور اذان بلند ہوا۔ مجاہدوں نے بستر کو
چھوڑا چلے وضو کرکے فریضۂ سحری کو ادا کیا بعد اسکے متوجہ میدان کارزار ہوئے اُدھر کفار نے
اپنے دین و آئین کے موافق رسم عبادت کو ادا کرکے رخ وعدہ گاہ مصاف کا کیا دو گھڑی دن
چڑھتے چڑھتے دونوں لشکر میدان میں آکر صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال
نقیب نجیب دیکر سنبھلے تھے کہ تمام لشکر کے علمہاے زنگاری جلوہ گری پر آئے اور برزیل بن فردل
بن فرامرز بن قارن عدلی نے مرکب کو اپنے چھیڑا اور سامنے تخت عقرب شاہ کے آکر آمادۂ
خواہ میدان مصاف ہوا۔ عقرب شاہ نے کہا کہ جا اے فرزند تجکو میں نے دو سو خداوندوں کی
پشت و پناہ میں دیا آج ان خداپرستوں سے سمجھ لے پس یہ سنکر برزیل نے سلام رخصت
کیا اور گھوڑے کو بڑھا کر میدان میں آیا نیزے کے ہاتھ نکالے سراپا میدانکا دکھایا جس وقت
پسینے میں غرق ہو لیا تو اک مقام پر نیزہ زمین پر گاڑ کے دم کو آرام دیکے آواز دی کہ باش
اے گروہ خداپرستان و فرقۂ مسلمانان معلوم ہوا کہ تم بڑے سرکش ہو جب اس بڑھاپے
میں تمہاری یہ حالت ہے کہ ایک روز میں تئیس پہلوانان نامی کو اسطرح مار لیا جیسے شکاری آہووں
کو صید کر لیتے ہیں تو یقین ہے کہ تم نے زمانۂ شباب میں بندگان خداوند لات و منات پر بڑے
بڑے ظلم کیے ہونگے اور ہزاروں کو جان سے مارا ہوگا۔ اب مجھے تم سب سے قصاص لینا

فرض ہوا لیکن پہلے وہ شخص میرے مقابلہ کو آئے جس نے کل کی میدانداری میں میرے رفیق خاص
جمشید کشتی گیر کو مارا ہی جبتک قاتل جمشید کو قتل نہ کرونگا اسوقت تک جمشید کا داغ میرے دل
سے مٹنا غیر ممکن ہی بس یہ کلمہ سنتے ہی کار رستم زماں ایرج نوجوان نے مرکب اپنا بڑھایا اور شاہزادہ
بدیع الملک سے اجازت لی۔ بدیع الملک نے کہا کہ گو میں صاحبقران وقت ہوں لیکن آپ
بزرگ ہیں مجھسے اسطرح اجازت نہ طلب کیجیے بادشاہ اسلام ہوتے تو اُنسے اجازت مانگنا مناسب
تھا۔ ایرج نوجوان نے فرمایا کہ تم جانشین صاحبقران اور صاحبقران وقت ہو بعد بادشاہ کے
تمہارا مرتبہ سب سے زیادہ ہی خوردی و بزرگی اور شی ہی۔ بدیع الملک نے کہا کہ میں تو آپ کو
میدان میں نہ جانے دیتا مگر مجبور ہوں کہ وہ آپ ہی کو ٹوک رہا ہی اور دل میں بدیع الملک نہایت
خوش ہوے کہ آج ایرج نوجوان سے وہ خلق ظہور میں آیا ہی جو انکے خاندان کی آن بان کے
خلاف ہی کبھی انکے چھوٹوں نے بھی اتنا ادب نہیں کیا جو آج انھوں نے میرا ادب کیا ہے
غرضکہ ایرج نوجوان بدیع الملک سے اجازت لیکر سامنے برزیل کے آئے برزیل نے ایرج
نوجوان کو اپنی طرف آتے دیکھکر گرزہ سپر کا سنبھالا اور بقصد تگاور زمین مرکب کو جولان کیا ادھر
ایرج نوجوان نے بھی سپر منھ پر لی اور گھوڑے کو رانوں میں مسلا وسط میدان میں تگاور ملا
سپر لڑی دونوں سپروں سے پھول جھڑے جھنکار رہاں اڑیں یہ معلوم ہوا کہ دو ابر ملکر گرجنے لگے
اور بجلی چمکنے لگی تگاوروں سے گرد اڑی مرکب برزیل کا چار قدم پیچھے ہٹا اور گھوڑا ایرج نوجوان کا
حسب عادت کوئی ڈیڑھ قدم پسپا ہوا پھیر پھیر کر باگوں کو ایک نے دوسرے کا سامنا کیا۔ برزیل پکارا
او بڈھے تو بڑا شہسوار معلوم ہوتا ہی اگر دوسرا ہوتا تو تگاور میں اڑ جاتا۔ ایرج نوجوان نے فرمایا کہ او
ملعون تو ابھی کس خواب خرگوش میں ہی شاید تو نے افسانے میری شجاعت کے سنے نہیں ہیں
یا اپنے غرور میں اس کان سن کر اس کان اڑا دیا ہی میں وہ شخص ہوں جسنے بارہ برس ملک باختر
میں صاحبقرانی کی پہلوانان زمانہ میرے نام سے تھراتے تھے اس بڑھاپے میں بھی تجھ ایسے میرا
کچھ نہیں کر سکتے ہیں برزیل نے نیزہ سنبھالا اور پکارا کہ میں نے جو زرا سی تعریف کر دی تو اب دماغ
تیرا آسمان پر پہونچ گیا۔ بس اس لاف زنی سے کچھ حاصل نہیں نیزہ سنبھال اور ہنر جنگ دکھا ایرج
نوجوان نے بھی نیزہ سنبھالا اور فرمایا کہ وار کر۔ برزیل نے خبردار خبردار کہکر سینہ ایرج نوجوان پر وار
کیا۔ ایرج نوجوان نے نیزہ کو نیزے پر گانٹھا طعنین چلنے لگیں رد و بدل ہونے لگی کوئی سر طعن کے
نوبت آئی ہوگی کہ شاپور نے آواز دی اے شہریار بہت دیر ہوئی بس ادھر تو یہ کلمہ شاپور کی زبان سے
جاری ہوا ادھر ایرج نوجوان نے وہیں سے ایسا بند باندھا کہ برزیل کی کچھ سمجھ میں نہیں آیا نیزہ
مانند تیر شہاب کے ہاتھ سے نکلا بادے ہوا بلند ہوا۔ برزیل ہاتھ بلند کرکے رہگیا لشکر اسلام میں
قہقہہ کی صدا بلند ہوئی اور برزیل نیزہ بار آب خجالت میں غرق ہو گیا بس برزیل نے خفیف ہوکر
تلوار کھینچ لی اور جھپٹ کر سر ایرج نوجوان پر وار کیا ایرج نے وار اُسکا رد کرکے تلوار ماری برزیل نے
سپر کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا تلوار جو چمک کر گری ہی سپر کو مانند قرص پنیر کے کاٹا لیکن خود پر جا کر رک گئی
ایرج نوجوان نے جھٹکا مارا پھر بھی خود نہ کٹا دیکھنے والے حیران تھے کہ اتنی بڑی ضرب اُس خود سے
کیونکر رکی یہ خود کس شی کا بنا ہوا ہی۔ برزیل نے دوسرا وار کیا ایرج نے پھر اُسکا وار رد کرکے تلوار
بیاض گردن پر ماری اگر کوہ بھی سپر ہوتا تو قلم ہو جاتا لیکن تلوار گردن پر پڑتے ہی اُچٹ گئی۔ آب

ایرج نوجوان کو اور دیکھنے والوں کو خیال گزرا کہ شاید یہ روئین تن و آہنی بدن ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی خیال
آیا کہ اگر برزیل روئین تن ہے تو خود کو تلوار سے کیوں نہ کاٹا۔ یہ اسی شش و پنج میں لڑتے جاتے تھے
کہ ایک مرتبہ گھوڑے پھیرتے سے سکندری کھائی خود سر سے ڈھلک کر گرا تلوار برزیل کے سر پر ایرج نوجوان
کے پڑی چار انگل کا زخم سر میں آیا جلدی سے دستانہ مارا تلوار جھنجھنا کر سر سے نکلی اور چادر
خون کی سر سے باہر آئی۔ برزیل چاہتا تھا کہ دوسرا وار کرکے کام ایرج نوجوان کا تمام کر دوں کہ نوزالدہر
نے گھوڑا دوڑا دیا اور آواز دی کہ او ملعون کیا کرتا ہے اوسے زخمی پر ہاتھ اٹھاتا ہے برزیل نے کہا کہ تو تو
صحیح و سالم ہے تو آ اور تجھسے بھی مجھے قصاص خون خورشید کشتی گیر کا لینا ہے جیسے ہی نوزالدہر قریب
برزیل کے پہونچے برزیل نے تلوار ماری نوزالدہر نے وار اسکا رد کرکے اپنا وار کیا برزیل نے آب
سپر اٹھانا بھی چھوڑ دیا تلوار نوزالدہر کی بھی خود پر پڑتے ہی اُچٹ گئی۔ برزیل نے دوسرا ہاتھ مارا
کہ یہ بھی زخمی ہوئے، جو تار بندھ گیا ایک زخمی ہوتا تھا دوسرا اسکے بچانے کو جاتا تھا وہ بھی زخمی
ہو جاتا تھا۔ نوبت بہ اینجا رسید کہ پچاس سرداران نامی وگرامی ہاتھ سے برزیل کے زخمی ہوئے
عقرب شاہ نہایت خوش ہوا طبل شادمانی بجایا ہوا اور برزیل پر سے زر نثار کرتا ہوا میدان سے
پھر کر داخل بارگاہ ہوا۔ برزیل نے لباس رزم اتارا پوشاک بزم پہنکر بیٹھا جام شراب ارغوانی گردش
میں آیا اور ناچ ہونے لگا۔ وہاں بدیع الملک نہایت غمگین و متردد میدان سے پھر کر داخل بارگاہ
گلستان ارم ہوئے زخمیوں سے شفاخانہ بھر گیا سرداروں میں چرچا ہونے لگا کہ یہ کیا آفت ہے کہ
اسکے اسلحہ پر بھی تلوار اثر نہیں کرتی ہے۔ بدیع الملک نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے یہ ساحر ہے یا کوئی ساحر
اسکی کمک پر ہے خیر کل دیکھا جائیگا یہی ذکر ہو رہا تھا کہ آواز طبل جنگ کان میں آئی۔ بدیع الملک نے بھی
کوس حربی بجوا دیا پھر دونوں لشکروں میں تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں تمام رات تیاری جنگ میں بسر
ہوئی صبح کو دونوں لشکر وعدہ گاہ مصاف میں پہونچکر صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال و
جدال نقیب و نجیب ہٹے تھے کہ برزیل نے گھوڑا باگ کا لیا اور میدان میں آکر پکارا کہ اے
گروہ خدا پرستان و فرقہ مسلمانان میں وہی ہوں جسنے کل پچاس سرداران نامی کو زخمی کیا مگر قسمت
کہ قضا کسی کی میرے ہاتھ سے نہ تھی آج جسکے وہ آمادہ مرگ و تہیا ہے قضا ہو کر نکلے پس یہ سنکر
بدیع الملک نے نکلنے کا قصد کیا تھا کہ ہاشم تیغزن نے گھوڑا اپنا بڑھا دیا اور میدان میں آکر برزیل
کے مقابل ہوئے بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی ہوتی رہی۔ ہاشم نے نیزہ برزیل کے ہاتھ سے نکال دیا۔
پس برزیل پکارا کہ تم مسلمانوں سے نیزہ بازی کرنا بالکل بیکار ہے آئندہ سوا تلوار کے تم لوگوں سے
کسی حربہ کی لڑائی نہ لڑونگا یہ کہکر تلوار کمر سے کھینچ لی اور سر پر ہاشم تیغزن کے وار کیا ہاشم تیغزن نے
وار اسکا رد کرکے اپنا وار کیا اسی طرح کئی وار ہوئے رد و بدل میں مرکب ہاشم کا مارا گیا ہاشم تیغزن
گھوڑے سے کود کر علیحدہ ہوئے اور چاہا کہ مرکب برزیل کو بھی بے گردن کریں برزیل بھی گھوڑے
سے کود پڑا اور تلوار کھینچ کر ہاشم کے سامنے آ کھڑا ہوا کہ ہاشم کا پاؤں بھی موچ میں گیا
اور یہ بھی زخمی ہوئے دلیران اسلام آکر ہاشم کو پھیر لیگئے آج بھی پہلے دن کی طرح ایک کے بعد دوسرا
مقابلہ پر جاتا تھا لیکن جو گیا وہ زخمی ہوا قریب اڑتالیس سرداروں کے آج بھی زخمی ہوئے شام کو
برزیل طبل بازگشت بجا کر میدان سے پھر گیا۔ لیکن روشن بخت نے جو رنگ لڑائی کا برا دیکھا زخمیوں
کو قلعہ میں بھیجا کہ کہانتک بیان کیا جائے کہ کئی روز کی میدانداری میں کئی سو سرداران لشکر اسلام

برزیل کے ہاتھ سے زخمی ہوئے آخر ساتویں روز بدیع الملک نے اپنے تمام پر طبل جنگ بجوا دیا
اور لشکر میں اپنے منادی کرا دی کہ کل برزیل سے مقابلہ کو کوئی نجائے ہر طرف چرچے ہونے لگے
کہ کل خود صاحبقران زمان برزیل سے مقابلہ کرینگے اُدھر برزیل بھی خوش ہوا کہ بدیع الملک آگر
مارے گئے تو چراغ اسلام گل ہو گیا چنانچہ تمام رات عجب اضطراب کے عالم میں بسر ہوئی صبح کو
دونوں لشکر میدان میں آئے۔ بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جبوقت نقیب نقابت کر کے
ہٹ گئے تو برزیل میدان میں آیا اور مبارز طلب ہوا لیس خضران نے کلاہ اچھالکر میدان کو زرق کیا
تمام لشکر اسلام کے علم جلوہ گر ہوئے۔ بدیع الملک نے مرکب اپنا بڑھایا اور سامنے برزیل کے
آگئے۔ برزیل نے کہا کہ اے بدیع الملک دیکھا تم نے کہ میں نے کسطرح تمھارے سرداروں کو
زخمی کیا یہی حالت تمھاری بھی ہوگی اگر جان اپنی عزیز ہو تو سامان طلسمی اور میرے زخمی جرگے
حوالے کردو میں چلا جاؤں ورنہ تھوڑی دیر میں یہی حال تمھارا بھی ہوگا۔ فرمایا جو تجھ سے ہو سکے
قصور نکر برزیل نے تلوار ماری بدیع الملک نے تلوار کو برزیل کی تلوار سے قلم کیا اور اپنا وار کیا
وہی حالت ہوئی کہ انکی تلوار بھی اُچٹ گئی اب رد و بدل ہونے لگے۔ بدیع الملک نے چاہا کہ
کلائی پکڑلوں کہ اسپر تلوار تو اثر نہیں کرتی ہر کشتی میں یہ عاجز آئیگا یہ خیال کر کے بدیع الملک
نے ہاتھ کلائی پر ڈالنا چاہا تھا کہ گھوڑے نے ٹھوکر لی چونکہ ستارہ اہل اسلام کا گردش میں تھا
ہاتھ سے برزیل کے یہ بھی زخمی ہوئے برزیل نے چاہا سر کاٹ لوں کہ یہ سردار اہل اسلام کا ہے کس
یہ دیکھکر تمام اہل اسلام دوڑ پڑے ادھر سے کفار بھی جنگ مغلوبہ ہو گئی بدیع الملک کو
بچا لیا لیکن اور بہت سے سرفراز زخمی ہوئے اور بعضوں نے جام شہادت نوش کیا شام کو طبل
بازگشت بجا دونوں لشکر اپنے اپنے قیامگاہ پر آئے۔ برزیل نے پہونچتے ہی پھر طبل جنگ
بجوا دیا اور کہا کہ کل اہل اسلام کا خاتمہ کر دونگا۔ ادھر روشن بخت نے طبل تو بجوا دیا لیکن است
کو تمام سرداروں کو ہمراہ لیکر یہ قلعہ بند ہوا۔ انکو انتظار صبح میں چھوڑکر

چند کلمے داستان شوکت بیان شاہزادہ زمان یعنی سکندر رستم و نوجوان کے بیان کیے جاتے ہیں

راوی بیان کرتا ہے کہ جس وقت شاہزادہ سکندر رستم و بہادر نقاب پوش لشکر سے علیحدہ ہوکر جانب
صحرا روانہ ہوئے ہیں ہر چند کہ کئی مقام پر آہو تیتر کے گرد پھرتا مگر سکندر نے اُسکو شکار نہیں کیا
اسلیے کہ مطلب تو انکا اور ہی کچھ تھا بہانا تک کہ چلتے جاتے آہو ایک گوشہ صحرا کی طرف روانہ
ہو گیا اور سکندر رستم نو مرکب کو اُڑاتے ہوئے کئی فرسخ نکل گئے اور جب یہ سمجھ لیا کہ اب اگر
کوئی تلاش میں چلیگا بھی تو وہ آج بجز تک نہیں پہونچ سکتا کل جبوقت کوئی یہاں تک آئیگا
ہم نہیں معلوم کہاں پہونچ جائینگے یہ سوچ کر قریب اک چشمۂ آب کے مرکب سے اُترے وضو کیا
نماز پڑھی زین پوش بچھا لیا جب وقت نماز مغرب کا آیا فریضہ مغرب و عشا کو ادا کر کے خدا کو
محافظ جان سمجھکر اسی کی ذات پر تکیہ کیا اور سو رہے صبح کو بیدار ہوئے چشمہ سے وضو کیا اور
فریضہ سحری کو ادا کر کے اور آگے روانہ ہوئے آج بھی سارا دن رہروی میں گزارا شام کو اسی مقام
پر قیام کیا اور رات صحرا میں بسر کی صبح کو پھر چلے جب بھوک لگی تو میوہ صحرائی درختوں سے توڑکر

کھا لیا یا جو کچھ خرجین میں کھانا موجود تھا اُسپر اکتفا کی بہر نوع چار پانچ روز کی صحرا نوردی میں اک صحرا میں پہونچے دیکھا کہ ایک جانب کچھ پہاڑیان ہیں ایک سمت دریا ہی اور ایک طرف صحرا ہی لیکن ایک جانب کچھ عجیب و غریب سامان ہی کہ نہ دن معلوم ہوتا ہی نہ رات کچھ کہرا سا پڑ رہا ہی لیکن بالاے کوہ اک منڈھی بریا دیکھی سکندر کوہ پر آئے وہان دیکھا کہ اک شخص درویش وضع بیٹھا ہوا ہی سکندر نے سلام کیا درویش نے دعا دیکر پوچھا کہ بابا کہان سے آنا ہوا۔ سکندر نے سرگزشت اپنی بیان کی اور چونکہ بزرگ بھی تھے انکے ہمیشہ فقرا کو مانا کئے ہین اور اکثر مرحلے فقرون ہی کی مدد سے سر ہوئے ہین اس بنا پر انھون نے حسرت اپنی سامنے مرد درویش کے بیان کی کہ میں بارادہ فتح طلسم اسرار باطنی نکلا ہون چونکہ آپ مرد مقدس و خدا رسیدہ معلوم ہوتے ہین لہذا آپ سے التماس ہی کہ مجھے راہ طلسم کشائی بتایئے اور طلسم اسرار باطنی کا پتہ بتا کر مدد دیجیے کہ میں طلسم باطن نہ طاق کو توڑ کر الوان تاجدار اصلی کو مار کر بابہا ے تاجداران پر قبضہ کرون کیونکہ شہزادہ صاحبقران ثالث نے معین کی ہی یہ سنکر درویش نے کہا کہ اچھا بیٹھو دیکھا جائیگا کنجی طلسم اسرار باطنی کی میرے ہاتھ مین ہی جس سے چاہون طلسم کو فتح کرا دون۔ طلسم سب لوح ہی رسکی تدبیر جو ہین وہ تمھین بتا دونگا۔ سکندر دل مین نہایت خوش ہوے اور درویش کے پاس بیٹھ گئے درویش کے پہلو مین اک بانسری رکھی تھی اور سامنے کچھ پتلے پتھر کے کھڑے ہوے تھے بس درویش نے اک مرتبہ بانسری اُٹھا کے بجانا شروع کی ادھر بانسری بجی اُدھر پتلون نے ناچنا شروع کیا۔ سکندر کو پتلون کے ناچنے پر بہت ہنسی آئی اور کہا کہ شاہ صاحب آپ تو پتلے خوب نچاتے ہین آپکا اسم شریف کیا ہی درویش نے کہا کہ بابا مجکو ققنس شاہ کہتے ہین مین نے علم موسیقی پر بڑا ریاض کیا ہی اگر چاہون تو ہوا مین آگ لگا دون چاہون پانی برسا دون سکندر کو یہ سنکر اور اشتیاق پیدا ہوا کہا کہ ہان مین نے سنا تو ہی کہ دیپک راگ مین یہ تاثیر ہی کہ آگ لگا دیتا ہی اور میگھ راگ سے پانی برسنے لگتا ہی لیکن آجتک ایسا کسیکو دیکھا نہین حالانکہ میرے یہان عمرو سا شخص موسیقی کا جاننے والا موجود تھا جسکے گانے پر در و دیوار محو ہو جاتے تھے مگر یہ صفت اُسکے گانے کی بھی کسی کی زبانی نہین سنی کہ پانی برسنے لگا ہو یا آگ لگ گئی ہو۔ مین چاہتا ہون کہ آپ مجکو یہ تماشا بھی دکھا دین۔ یہ سنکر درویش نے پھر بانسری اُٹھائی اور کہا کہ سارے صحرا کو جلا دے مین تو نقصان عظیم ہوگا اسلیے کہ یہ مقام برسون کے واسطے ویران ہو جائیگا ہان تمھاری خاطر سے ایک درخت کو جلاکے دیتا ہون سکندر نے کہا بہتر درویش نے بانسری بجانا شروع کی دیکھا کہ بانسری سے اک شعلہ پیدا ہوا اور جس درخت کی طرف رخ بانسری کا تھا اُسپر جا کے گرا تمام درخت مانند درخت آتشبازی کے جلنے لگا اور دم بھر مین جل کے خاک ہو گیا۔ سکندر دل مین کہتا ہی کہ درخت کو تو اسنے بیشک جلا دیا مگر دل پر اس کہنے کا کوئی اثر نہوا ققنس شاہ نے کہا کہ کیون بابا دیکھا تو نے اب دیکھ پانی برستا ہی یہ کہکر پھر اسنے بانسری بجائی۔ دیکھا سکندر نے کہ ہوا سرد چلی اور چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ابر کے آ آ کر جمع ہونے لگے آن واحد مین تمام کوہستان کو ابر نے گھیر لیا اور پانی برسنے لگا۔ تھوڑی دیر مین جل تھل ہو گیا۔ پھر درویش نے بانسری بجائی کہ اک ہوا چلنے لگی ابر کے اُڑتے ہوے چلے گئے مطلع صاف ہو گیا سکندر نے ققنس شاہ کی بہت تعریف کی اب ققنس شاہ نے کہا کہ بابا تو جو فاتح طلسم کے ارادے سے نکلا ہی تو کچھ فن شہسواری بھی جانتا ہی۔ سکندر نے کہا کیسے تو ہاتھی کو رانون مین

داب کر پسلیان توڑ ڈالون قفنس شاہ نے کہا کہ ہاتھی تو بڑی چیز ہی تم اگر گھوڑے کو قابو مین کرو تو تماشا ہی
بہت ہی یہ سامنے جو تمکو کہرا سا معلوم ہوتا ہی یہی دہنۂ طلسم اسرار باطنی کا ہی اور اس کہرے مین سے
اک مرکب پیدا ہوتا ہی کہ ساز و یراق سے آراستہ ہوتا ہی کچھ دیر صحرا مین چرتا ہی بعد اُسکے اسی کہرے
مین چلا جاتا ہی۔ یہی مرکب کلید طلسم ہی اگر تمھاری ران مین کچھ قوت ہو تو اُسپر سوار ہو کر مرکب کو اپنے
قابو مین کرو جسطرف یہ مرکب لیجائے اُدھر نہ جاؤ بلکہ اُسکے خلاف لیجاؤ طلسم کو فتح کروگے اور اگر مرکب
تمھارے قابو مین نہ آیا بلکہ تم مرکب کے قابو مین آگئے تو پھنس جاؤ گے۔ سکندر رستم خو نے کہا کہ آپ
مجھے اُس مرکب کو دکھا دیجیے تو سہی۔ یہی ذکر تھا کہ اک مرتبہ اسی کہرے مین سے گھوڑے کی شیہہ کی
صدا پیدا ہوئی دیکھا سکندر نے کہ اک مرکب بری ساز و یراق مرصع کار سے آراستہ جھلیان کرتا ہوا
کوتل چلا آتا ہی اپنے سایہ سے رم کرتا ہی صحرا مین آکر چرنے لگا۔ درویش نے سکندر سے کہا کہ جاؤ تم
مرکب کو قابو مین کیجیے سکندر نے کہا ابھی کیجیے تو آپ ہی کے پاس اسے لے آؤن قفنس شاہ نے
کہا کہ میرے پاس لانے کی ضرورت نہین ہی آپ اسے اپنے قابو مین کیجیے سکندر رستم خو کوڑا لیے
ہوے اپنی جگہ سے اُٹھے اور اُس مرکب کی طرف چلے مرکب سر جھکائے ہوے چرا کیا۔ سکندر بیلا
درختون کی آڑ لیتے ہوے قریب پہنچے دوڑکر باگ پر ہاتھ ڈال دیا۔ مرکب چراغ پا ہوا کہ یہ کیا آفت
آئی پس سکندر نے جست کی اور پہلی ہی جست مین پشت مرکب پر پہونچ گئے اور گھوڑے کو ران
مین دبایا گھوڑا اُسی کہرے کی طرف لیکر بھاگا۔ ہر چند سکندر نے داہنے اور بائین باگ کو موڑنا
توڑنا چاہا اور سیکڑون تازیانے مارے مگر مرکب نے کچھ سماعت نہ کی اور سکندر کو لیے ہوے
اُسی کہرے مین چلا گیا۔ فقیر نے آواز دی کہ بابا یہی تو شہسوار تھا کہ ایک اتنا سا مرکب تیرے قابو
مین نہ رہا۔ ماندی کی تا فیل مست ماندی۔ اتنی آواز جو فقیر نے دی سکندر کو غیرت آئی گھوڑے کو
اور کوڑے مارنا شروع کیے اور کبھی داہنی باگ کھینچی کبھی بائین باگ پر زور دیا مگر گھوڑے نے
ایک نہ مانا جو جو کوڑے کھاتا تھا اور تیز ہوتا جاتا تھا نہ اس باگ پر لوٹتا تھا نہ اُس باگ پر مڑتا تھا
دہانے کو دانتون سے دابے ہوے بھاگا چلا جاتا تھا یہانتک کہ اُسی کہرے کی تاریکی مین سکندر
کو لیے ہوے اک مکان کے سامنے پہونچا دروازہ مکان کا کھلا ہوا تھا مرکب سکندر کو لیے ہوے
اُس مکان مین چلا گیا اور اندر مکان کے جاکر کھڑا ہو رہا دیکھا سکندر رستم خو نے کہ وہی فقیر
قفنس شاہ یہان بھی بیٹھا ہی سکندر نے آواز دی کہ شاہ صاحب آپ تو وہان پہاڑ کے اوپر پتھر
کے تلے بیٹھے تھے یہان کیونکر آگئے قفنس شاہ نے کہا او نادان اگر نہ دانی بدان کہ منم قفنس جادو
اسے تیری گرفتاری کے واسطے مجھے یہ سب تماشے کرنا پڑے کہ اپنے مکان کو چھوڑ کر کوہستان مین
گیا اور وہان فقیر بنکر تلے بیٹھا سے آگ لگائی پانی برسایا اور یہین مرکب طلسمی کے ذریعہ سے تجھے اسیر
طلسم کیا پس اب تو قیامت تک اسی طلسم مین مقید رہیگا تجھے تو شہسواری کا بڑا دعوے تھا پھر
اب اس مرکب سے اُتر آ تو ہی مین جانون کہ تو بڑا شہسوار ہی سکندر نے کہا کہ مرکب سے اُترنا بھی کچھ
مشکل ہی مین ابھی اُترا جاتا ہون یہ کہکر جست کی اور چاہا کہ گھوڑے سے کود پڑون دیکھا تو پیر پشت
مرکب مین چپک گئے ہین ہر چند زور کیا کچھ نہ ہوا قفنس جادو ہنسا اور کہا کہ بس اب یہان گاؤ در کی
چلنا دشوار ہی اسلیے کہ یہ مقام طلسم ہی اسے مرکب طلسمی اسے عیار سمیت تاب جادو کے پاس لیجا
وہ جلپا اسے قید مین ابتر جانے گا کر کیا بس یہ سنتے ہی مرکب نے کان کھڑے کیے اور دروازہ

کی طرف چلا سکندر نے ہرچند چاہا کہ باگ پھیرون مگر نہ ہوا مرکب دروازے سے نکلکر ہوا ہوگیا اور
پھر اُسی تاریکی مین دوڑتا ہوا آہستے آہستے اک مقام پر پہونچا اور ٹھہر گیا دیکھا سکندر رستم فو نے کہ اک
ساحر مہیب اک درخت کے نیچے بیٹھا ہی سانس لیتا ہی تو دونون نتھنون سے دھوان نکلتا ہی جٹین
بڑی بڑی بڑی ہوئی ہین بت شانے سے کمنی تک بندھے ہوے ہین مُنھ پر بھبوت ملا ہوا ہے
کچھ سامان سحر پاس رکھا ہی اگیاری روشن ہی بخور گوگل لوبان رائی سرسون کالے دانے وغیرہ
کا ہورہا ہی کہین پر بچھا ہے نوک بندھے ہوے ہین کسی جانب پھینسے جھکائے ہوے پڑے
ہین جسوقت مرکب سکندر کو لیے ہوے تھے سامنے اُس جادوگر کے پہونچا غبار سیہ تاب جادو نے
سرسے پانون تک سکندر رستم فو کو دیکھا اور مرکب طلسمی سے کہا کہ جا اسے بادشاہ طلسم کی خدمت مین
لیجا وہ جیسا اسکے حق مین بہتر جانے گا کریگا ان قیدیون کی جگہ یری گڑھی مین نہین ہی بس اسنتے ہی
مرکب پھر روانہ ہوا سکندر رستم فو ہرچند چاہتا ہی کہ پشت مرکب سے علحدہ ہون لیکن وہ تو پشت
مرکب مین چپک کے رہگئے بیکس بس عاجز آکر سکندر نے چاہا کہ تلوار سے مرکب کا کام تمام کرون تلوار
نے بھی کوئی اثر دیا جسم مرکب کا آہنی پایا مرکب مانند باد صرصر کے جاتے جاتے اک قصر رفیع کے
قریب پہونچا دروازہ قصر پر حاجب و دربان جمع تھے انھون نے آواز سم مرکب سنتے ہی راہ دیدی مرکب
سکندر رستم فو کو لیے ہوے دراندر داخل قصر ہوا دیکھا سکندر نے کہ اک خانہ باغ ہی کہ قابل دید ہے
جابجا نہرین پانی کی جاری ہین پٹریون پر تناور اور کھلے رکھے ہوے ہین اُنمین چھوٹے چھوٹے
پھولون کے درخت لگے ہوے ہین ہر گل صنعت باغبان قضا و قدر کا نمونہ ہی روشن بڑی نہایت
خوبصورت درختان میوہ دار بکثرت مالنین جابجا کھڑی پھول چن چن کر جھولیون مین بھر رہی ہین
باغبان بچیان اپنے کام مین مصروف ہین سکندر یہ عالم دیکھکر محو ہوگیا اور بے اختیار زبان پر یہ شعر
جاری ہوا ؎ برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ٭ ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار ٭ یہ سیر باغ
مین محو ہوگئے اور مرکب اُسی رفتار سے اندر باغ کے اس روش سے اُس روش پر اُس پٹری
سے اس پٹری پر ہوتا ہوا قریب اک چبوترے کے پہونچا دیکھا کہ چبوترے پر مجمع عورتون کا ہی ہزارہا
پریزادین پرا باندھے داہنے جانب کھڑی ہین ہزارہا بائین جانب کھڑی ہین اسیقدر پشت کی
طرف بھی ہین بیچ مین اک تاجدار کرسی پر جلوہ افروز ہی اور پہلو مین اُسکے اُسکی بی بی بیٹھی ہی اور بائیں
جانب اک شخص نوجوان کھڑا ہی تاج اُسکے سر پر نہین بلکہ ہاتھ مین ہی بادشاہ نے اُس شخص کی طرف
دیکھکر پوچھا کیون اے اکوان تاجدار یہ وہی شخص ہی جسنے تیری سلطنت کو برباد کیا ہی یا کوئی اور ہی
اکوان تاجدار نے عرض کی کہ یہ وہ تو نہین ہی مگر یقین ہی کہ اُسی کے عزیزون مین سے ہوگا یہ دوسرے
کی جرأت نہین ہی کہ وہ طلسم کا رُخ کرے سُنا گیا ہی کہ ان لوگون نے ہزارہا طلسم برباد کردیے
سیکڑون سلطنتین بگاڑ دین بادشاہ نے پوچھا کہ یہ عامل ہین یا ساحر ہین اکوان نے کہا کہ نہ عامل
ہین نہ ساحر ہین سوا اسکے کچھ نہین کہا جاسکتا کہ انکا خدائے آسمانی انکی مدد کرتا ہی کہ یہ کچھ نہین جانتے
اور بڑے بڑے ساحرون کو انھون نے قتل کر ڈالا بادشاہ نے کہا کہ اے اکوان تجھے منع کرتے
تھے کہ ظاہر طلسم کی سلطنت سے باطن طلسم کی نوکری بہتر ہی اسلیے کہ نہ یہان کوئی آسکتا ہی نہ اہل ایالی
طلسم باطن کو پاسکتا ہے نہ وہ ہی اپنے کو ظاہر کرین تو دوسری بات ہی افسوس کہ تو سمجھ باطن میں
خام تھا اس وجہ سے تو نے طلسم باطن کا رہنا قبول نہ کیا اور ہوس سلطنت مین طلسم ظاہر کی سکونت اختیار

کی اُسی ہوس نے تجکو تباہ کیا کہ تمام دوست احباب عزیز و اقارب تیرے مارے گئے حیات خوش جمال
معشوقہ تیرے فراق میں ستی ہو گئی اور تو نے اُسکی خبر بھی نہ لی یہ سنکر اکوان تاجدار کی آنکھوں سے آنسو
جاری ہو گئے اور عرض کی کہ اگر میں حیات خوش جمال کو بچاتا اور طلسم باطن میں لاتا تو آپکے خلاف
ہوتا اور میری معشوقہ کبھی ستی نہ ہوتی میں نے اُسے اطمینان دلا دیا تھا کہ اگر میں تیری ظاہر میں قتل
ہو جاؤں تو تو یہ نہ جاننا کہ میں بالحقیقت مرگیا ہوں جب تجھے خدا پرستوں کی جانب سے اطمینان
ہو جائیگا اسوقت میں آؤنگا اور تجھے کسی مناسب مقام پر لیجاؤنگا مگر افسوس کہ آصف و نجم طلعت نے
اظہار عشق کیا میری معشوقہ نے اپنے کو آگ میں گرا کر جان دیدی مگر عصمت کو اپنی آصف نجم طلعت
کے ہاتھ سے بچایا اور آصف بھی اُسپر ایسا عاشق ہوا تھا کہ وہ بھی آگ میں گر کر ساتھ حیات خوش جمال
کے جل گیا اور افسوس تو یہ ہے کہ یہ مجھسے بھی نہ ہوا کہ میں حیات خوش جمال کی محبت میں اپنی جان دیتا
یہ سنکر بادشاہ طلسم مسکرایا اور کہا کہ خیر ابھی وقت اظہار حال کا نہیں ہے دیکھو جائیگا اگر دنیا میں
روز بخیر و عافیت گزر گئے اور طلسم باطن میں بھی کوئی فتنہ و فساد نہ برپا ہوا تو غم تیرا غلط ہو جائیگا۔ اکوان نے کہا
کسطرح میرا غم غلط ہوگا بادشاہ نے کہا یہ بات ابھی قابل اظہار نہیں ہے یہ سنکر اکوان تاجدار خاموش ہو رہا سکندر رستم
نے بھی یہ تمام باتیں سنیں۔ انکو آصف انجم طلعت کے جل کے مرنے کا نہایت صدمہ ہوا کیونکہ سکندر رستم
نے آصف انجم طلعت کو دیکھا تھا مگر سنا تھا کہ آصف انجم طلعت بارگاہ صاحبقران میں چیدہ
سرداروں میں سے شمار کیے جاتے تھے اور میرے چچا رستم ثانی کے فرزند تھے سکندر رستم کو آصف
سے ملنے کا بھی نہایت اشتیاق تھا یہ واقعہ سنکر غم تازہ ہو گیا۔ بادشاہ طلسم اکوان تاجدار سے اپنی
کر کے سکندر رستم کی طرف مخاطب ہوا اور کہا کہ اے شخص تو کون ہے اور کیونکر یہاں تک پہونچا
سکندر رستم نے بیان کیا کہ میں فتاح اس طلسم باطن کا ہوں صاحبقران زمان بدیع الملک
نوجوان جانب خانہ کعبہ تشریف لیگئے اور یہ شرط کر گئے کہ جو شخص اکوان تاجدار کو مارے اور طلسم
باطن نہ طاق کو فتح کرے وہ میرا جانشین اور صاحبقران وقت ہے میں بارادۂ فتاحی طلسم باطن آیا تھا
ققنس جادو نے مجھے دھوکا دیکر اس مرکب پر سوار ہونے کی ترغیب دلائی میں اس مرکب پر سوار
ہو کر اسیر ہو گیا بادشاہ ان باتوں سے سکندر کی حیران ہوا کہ بدیع الملک کو یہ خبر کیسے دی کہ اکوان تاجدار
زندہ ہے اور طلسم باطن نہ طاق میں ہے جو یہ شرط بدیع الملک نے کی یقین ہے کہ ہوس صاحبقرانی
میں بہت سے لوگ ادھر آئینگے خیر کچھ پروا نہیں سکندر سے کہا کہ اگر تم دوبارہ ادھر آنے کا قصد نہ کرو
تو میں تمکو رہا کر دوں اور بیرون طلسم پہنچا دوں۔ سکندر رستم نے کہا کہ یہ ہوگا جب چھوٹونگا اکوان کے
قتل کا قصد کرونگا اور طلسم باطن کے فتح کرنے کی کوشش سے باز نہ رہونگا۔ یہ سنکر بادشاہ طلسم کو
غصہ آیا اور کہا کہ تو بڑا صاف گو ہے کہ اپنے اختیار میں نہیں ہے مگر ارادے ایسے ایسے رکھتا ہے لے
مرکب طلسمی اسکو زندان طلسمی میں پہونچا کر پشت سے اُتار دے کہ یہ تا زندگی وہاں سرگردان و حیران
رہے یہ سنتے ہی مرکب نے تھم پھیرا اور اس باغ سے نکلکر ایک اور جانب روانہ ہو گیا جاتے جاتے
اک چشمۂ آب نظر آیا مرکب اس چشمۂ آب میں کود پڑا اور پھر یری لی کہ سکندر پشت مرکب سے جدا ہو کر
غرق آب ہو گئے مرکب تو چشمے سے نکلکر دربند غبارہ کی جانب روانہ ہو گیا لیکن سکندر کے پاؤں جو
زمین سے آشنا ہوئے اور آنکھ کھلی تو اپنے کو اک وسیع احاطہ میں دیکھا پھر دونوں میں پانی کی تری بھی تھی
دیکھا کہ اک چار دیواری کھنچی ہوئی ہے اور بہت سے حجرے اس چار دیواری میں بنے ہوئے ہیں اور

ادھر سے اُدھر پھر رہے ہیں۔ سکندر رستم تو حیران تھے کہ کہاں جاؤں کہاں نہ جاؤں چونکہ بادشاہ
نے مرکب سے کہا تھا کہ اسے زندان طلسمی میں پھینک آ اس بنا پر سکندر سمجھے کہ زندان طلسمی یہی ہے لیکن
یہ کیسا زندان ہے اسکی دیواریں اسقدر نیچی ہیں کہ جسکا جی چاہے پھاند کے نکل جائے لیکن وہ لوگ جو
پیشتر کے قیدی تھے وہ نئے آدمی کو دیکھکر قریب آئے اور کہا کہ اے شخص تو کہاں سے آکر اس بلا
میں پھنسا۔ سکندر نے کہا بلا میں تم پھنسے ہوگے یہاں کونسی بلا ہے اُنھوں نے کہا یہ زندان طلسمی ہے
سکندر نے کہا کہ میں فتاح طلسم ہوں میں اس زندان کو زندان نہیں سمجھتا انشاءاللہ رہا ہوکر تم سب کو
رہا کرونگا۔ یہ سُنکر وہ لوگ بہت ہنسے اور کہا کہ ان خیالات سے باز آؤ ورنہ بہت تکلیف اُٹھاؤ گے
یہ قید بے مشقت نہیں ہے جب دن بھر محنت کرو گے تو رات کو کھانا نصیب ہوگا۔ چونکہ آج پہلا دن
ہے اسوجہ سے بچے ہوے ہو اور ہم لوگ بھی تمھارے سبب سے بچے ہوے ہیں اسلیے کہ قاعدہ
یہ ہے کہ جب کوئی نیا قیدی آتا ہے تو اُس روز نہ اُس قیدی سے کام لیا جاتا ہے اور نہ اُن قیدیوں سے
کام لیا جاتا ہے جو پہلے سے اسیر ہیں کہ ایک روز آپس میں مل جُلکر رہیں اور آپس میں باتیں کریں۔
اب یہ بتاؤ کہ تم کس کام کو پسند کرتے ہو جو کام تمھیں آتا ہو وہی کام کل سے تمھارے حوالے کیا جائے
یہ سُنکر سکندر رستم کو غصہ آیا اور کہا تم پر کون افسر ہے اُنھوں نے کہا کہ ہمیں میں سے جو قید سے
کہنہ ہوتا ہے اُسے افسری ملجاتی ہے یہ جو ایک شخص نہایت فربہ دور پر کھڑا ہے یہی افسر ہے یہی ہم سب سے
کام لیتا ہے سکندر نے کہا کہ تم بڑے نامرد ہو کہ جب تم اور وہ ایک درجہ پر ہو تو اسکا کام کیوں کرتے ہو
کیا یہ کام بادشاہ طلسم کے حکم سے ہے اُنھوں نے کہا کہ بادشاہ کے حکم سے بھی ہے اور علاوہ کار سرکاری
کے اسکا کام بھی کرنا پڑتا ہے یہ کسی سے پاؤں دبواتا ہے کسی سے کھانا پکواتا ہے سکندر رستم نے کہا کہ
اچھا جب وقت آئیگا دیکھا جائیگا۔ اُن لوگوں نے کہا کہ دیکھو کوئی فساد نہ برپا کرنا ورنہ تمھارے ساتھ
ہم سب بھی پیٹے جائینگے سکندر نے کہا کہ اگر تمھیں یہ خوف ہے تو آؤ میں دیوار پھاندکر تمھیں اس
احاطۂ زندان کے باہر نکالدوں میں مسٹنڈے سے سمجھ لونگا اُنھوں نے کہا کہ جب دیوار پاس
جاؤ گے دیوار بلند ہو جائیگی اور قریب دیوار کے پہونچنا بھی امر دشوار ہے سکندر نے کہا کہ دیوار پاس
پہونچنا کیا مشکل ہے سامنے تو دیوار معلوم ہوتی ہے اُنھوں نے کہا اے شخص تو بڑا جاہل معلوم ہوتا ہے اگر
تجھے یقین ہماری بات کا نہیں ہے تو چلکر دیکھ لے۔ سکندر اُن لوگوں کو ساتھ لیکر دیوار کی طرف چلے
جسقدر چلتے تھے فاصلہ کم نہ ہوتا تھا لیکن ہر دیوار سامنے تھی لیکن چلتے چلتے شام ہو گئی اور دیوار ویسی ہی
دور نظر آتی ہے آخر سکندر تھک کر ٹھہر گیا اب اُن لوگوں نے کہا کہ ان دیواروں تک تو کوئی پہونچ ہی نہیں
سکتا لیکن ایک دیوار ایسی ہے کہ ادھر کا قصد کرے تو انسان دیوار تک پہونچ جاتا ہے مگر دیوار پر چڑھنا چاہے
تو ممکن نہیں۔ سکندر نے کہا وہ کونسی دیوار ہے اُن لوگوں نے کہا کہ وہ جو مشرق کی طرف دیوار ہے
وہاں تک پہونچ جاؤ گے۔ سکندر اُس دیوار کی طرف متوجہ ہوے چند ہی قدم چلے تھے دیوار کے
پاس جا پہونچے دیوار ایسی نیچی تھی کہ ہاتھ ٹیک کر دیوار پر جانا ممکن معلوم ہوتا تھا مگر جب سکندر رستم خو
نے دیوار پر چڑھنے کا قصد کیا تو دیوار بلند ہو گئی اور وہیں سے دیوار میں روزن پیدا ہوا اور روزن
میں سے اک چہرہ نظر آیا کہ نہایت مہیب صورت تھی اسنے کہا کہ او قیدی کیا تو بھاگا چاہتا ہے سکندر نے
تیر کمان میں پیوستہ کرکے اُس چہرہ کی طرف مارا چہرہ نے منھ سے شعلہ چھوڑا کہ تیر جل گیا اور چہرہ غائب
ہو گیا سکندر نے دل میں کہا کہ اس دیوار کی کیا حقیقت ہے اگر اک لات مار دونگا تو گر جائیگی یہ سوچ کر گرز اُٹھا لیا

اور دوڑکر دیوار پر مار اگرز پڑتے ہی تمام دیوار تھرا گئی مگر گری نہین اور شور و غل ہوا کہ یہ کونسا قیدی آیا ہی جسنے
یہ شورش مگر رکھی ہی سکندر مجبور ہوکر وہان سے بھی چلے مگر راہ مین خیال آیا کہ یہ لوگ ہنسینگے کہ بس یہی
ہمارہی کرکے گئے تھے یہ سوچکر پھر دیوار کے قریب گئے اور اک لات زور سے ماری دیوار مین پھر لرزہ
پیدا ہوا اور آواز قہقہہ کی آئی۔ سکندر خفیف ہوکر اسی جگہ بیٹھ گیا اتنے مین نائب داروغہ زندان جو دور
کھڑا تھا قریب آیا اور کہا کہ اے شخص بس گاؤزوربان ہو چکین اب چل اور اپنے رہنے کی جگہ دیکھ
اور رات کو آرام اٹھالے کہ کل سے تجھے مشقت کرنا ہوگی۔ یہان مفت کی روٹیان کھانے کو نہین ملتی
ہین یہ سنکر سکندر رستم نو نے کہا کہ جا دور ہو مین تیرے حالات سے آگاہ ہو چکا ہون مین ایسا کا
قیدی و مجرم نہین ہون جہان میرا جی چاہیگا وہان رہونگا نہ مین کوئی مشقت کرونگا نہ اسکا معاوضہ
کسی سے مانگتا ہون روٹی دینے والا سوا خدا کے اور کوئی نہین ہی اس شخص نے کہا کہ اب باتین
بنائیگا یا چلیگا نہین جانتا کہ مین کون ہون سب قیدی میرے تحت مین ہین اور مین سب سے
کام لیتا ہون تو بڑا شہ زور معلوم ہوتا ہی ابھی تیرا نشہ اترا نہین ہی جب پہاڑ کے نیچے دبے گا
تو یہ بھلا نا جائیگا اگر تجھسے چرسا نہ کھنچوایا تو نام اپنا داروغہ زندان نہ پایا۔ کہکر اٹھنے کوڑا سکندر پر اٹھایا
بھلا اس رستم خصال کو اتنی برداشت کہان قبل اسکے کہ وہ کوڑا مارے سکندر رستم نو نے اک تھپڑ مارا
کہ کلہ اسکا پھٹ گیا اور چکر کھاکے زمین پر گرا دم بھر مین پھڑک کے مرگیا اسکے مرتے ہی زندانیون مین
غوغا ہوا کہ یہ قیدی تو ہم سب کو مار ڈالیگا پس سب نے دروازہ زندان پر جاکر شور کیا کہ دہائی ہی بادشاہ
طلسم کی یہ نیا قیدی سب کو مار ڈالیگا آج ہی آیا ہی اور پہلے یہی کہ افسر زندانخانہ کو مارا یہ قیدی یہان سے
کسی دوسرے مقام پر بھیجدیا جائے یا ہم سب کو اور کوئی قیدخانہ ملے جان ہی تو جہان ہی قید زندان
قبول ہی مگر مرنا نہین قبول ہی یہ آوازین جو قیدیون کی مالک زندان دام دار جادو نے سنین اک پرچہ
لکھکر خدمت مین بادشاہ طلسم ضحاک مار گزیدہ جادو کو لکھ بھیجا تمام واقعہ زندان کا اور فریاد زندانیون
کی تحریر کردی جسوقت یہ عرضی دام دار جادو کی ضحاک مار گزیدہ جادو کو پہونچی تو اسنے کہلا بھیجا کہ قیدی
بڑا سرکش ہی مجھسے تک سخت کلامی کرگیا مین نے برداشت کی چونکہ یہ بادشاہ زادہ معلوم ہوتا ہی اور
کبھی کسی مصیبت مین مبتلا نہین ہوا ہی تو بوے حکومت اسکے دماغ سے نکلی نہین ہی اسکو اس زندان مین
بھیجدو جہان قید بے مشقت ہی چند روز مین تکلیفین اٹھاتے اٹھاتے نشہ ہرن ہو جائیگا اور سیدھا
ہو جائیگا دام دار جادو نے حسب الحکم بادشاہ اندر زندان کے آکر سکندر رستم نو سے کہا کہ تمکو یہان
زندان مین رہنے کا حکم نہین ہی کہ یہان قید با مشقت ہی اب تم قید بے مشقت مین بھیجے جاؤ گے
سکندر رستم نو نے کہا کہ مشقت سے مین نہین گھبراتا ہون مگر جس رتبہ کا آدمی ہو اس سے ویسی مشقت
لیجائے دام دار جادو نے کہا کہ تم کونسی مشقت پسند کرتے ہو سکندر رستم نو نے کہا کہ ہم سپاہی ہین
تیغ زنی ہمارا پیشہ ہی اپنے بادشاہ سے کہو کہ جسوقت کسی غنیم کی چڑھائی ہو یا تمکو کسی پر چڑھائی کی
ہو تو مجھے بھیجدے اسکے علاوہ اور کوئی مشقت ہم نہین جانتے دام دار جادو پر بھی سکندر کا ایسا رعب
طاری ہوا کہ باوجود ساحر ہونے کے اپنے دلمین ڈرا اور کہا کہ چلیے اب آپکو ویسے ہی مقام پر بھیجا
جائیگا۔ سکندر رستم نو نے کہا کہ مجھے کوئی عذر نہین ہی یہ کہکر دام دار جادو کے ساتھ ہولیے اور زندان
سے نکلکر دوسری جانب روانہ ہوے قیدیون نے شکر کیا اور کہا ؎ رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت
اسنے آتے ہی افسر زندانیان کو مارا اگر یہان دو چار روز بھی رہجاتا تو ہم مین سے کسی کی خیریت نہ تھی

وہان دام دار جادو سکندر رستم کو لیے ہوے اک باغ کے قریب پہونچا دروازہ باغ کا نظرون سے پوشیدہ تھا دام دار جادو نے آواز دی کہ اے مہمان نواز جادو لو اس تازہ مہمان کو اور اسکی مدارات بھی کرو یہ کہتے ہی تڑاقا ہوا اور دروازہ نمودار ہوا۔ ایک شخص باغ کے باہر آیا اور سکندر رستم تو سے مودب ہو کر عرض کی کہ آئیے تشریف لائیے ❊ رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ❊ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ❊ سکندر اسکے ساتھ داخل باغ ہوے دام دار جادو تو اپنے مکان کی طرف واپس گیا اور سکندر رستم تو مہمان نواز جادو کے ساتھ داخل باغ ہوے اور مہمان نواز جادو سے کہا کہ تمھارا بادشاہ بڑا نا قدر شناس اور نا عاقبت اندیش ہے کہ مجھ ایسے شخص کو جو طلسم کشائی کے واسطے آیا تھا ایسے بیہودہ زندان مین قید کیا کہ پھر پشیمان ہو کر جگہ بدلنا پڑی۔ مہمان نواز جادو نے کہا کہ ان باتون کو جانے دیجیے آپ جسکی قید مین ہین اسی کو برا بھلا کہتے ہین اس سے کیا فائدہ ہم بھی بادشاہ کے نمک خوار ہین یہ کہتا ہوا اک قصر مین لایا قصر نہایت آراستہ تھا۔ آرایش کی چیزین ایسی ایسی تھین کہ سکندر کی نظر سے کبھی نہ گزری تھین سب سامان آسایش مہیا تھا مگر کوئی خادم و خدمتگار نہ تھا اتنی ہی بات جتانی تھی کہ سکندر قید کی حالت مین ہے شام ہوتے ہی خوان کھانے کا آگیا کوئی لانے والا نہ دکھائی دیا سکندر نے اپنے ہاتھ سے خوان کھولا کھانا کھایا پانی پیا شکر خدا بجالائے مسہری پر آرام کیا اب دونون وقت انکے واسطے کھانا آجاتا ہے اور سامان آسایش مہیا ہے مگر نہ تو کوئی خادم ہے نہ خدمتگار نہ وہ شخص دکھائی دیتا ہے جو انھین پہلے روز یہان لایا تھا نہ کسی سے بات کر سکتے ہین نہایت پریشان دن بھر باغ مین پھرتے ہین اگر کبھی دیوار باغ تک بھی نہین پہونچ سکتے شام کو پھر قصر مین چلے آتے ہین اب انکو تو اسی حیرانی و سرگردانی مین چھوڑا جاتا ہے اور یہان سے

چند کلمے داستان مصیبت نشان شاہزادہ رفیع البخت اور سہراب ثانی کے گزارش کیے جاتے ہین

واضح رائے ناظرین باتمکین ہو کہ بعد علیحدہ ہونے سکندر رستم تو کے سہراب اور رفیع البخت بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر سکندر کی تلاش کو چلے گئے راستے مین انکو یہ خیال آیا تھا کہ شاید سکندر بارادہ فتاحی طلسم اسرار باطنی گیا ہو اور طلسم فتح کرے تو مالک یا نہائے صاحبقرانی ہو جائیگا لہذا جلکر فتاحی طلسم مین شرکت کرنا چاہیے یہ مشورہ کر کے یہ دونون بھی راستے کھے جا رہے تھے مگر انکے ساتھ چند غلام حبشی تھے۔ جاتے جاتے کنارے دریا کے پہونچے دونون نے مشورہ کیا کہ دریا کے اس پار صحرا سے سبز و خرم معلوم ہوتا ہے اگر کوئی جہاز آتا جاتا ہو تو ادھر چلکر دیکھنا چاہیے کہ کیا ہے اسی خیال مین تھے کہ قضا سے کار اک جہاز بھی آگیا زنگیون نے جہازران سے اشارہ کیا کہ اس طرف جہاز لے آؤ جہازران جہاز کو ساحل کے قریب لایا یہ دونون شاہزادے جہاز پر سوار ہوے اور دریا کی سیر کرتے ہوے چلے دیکھا کہ پانی کسقدر طغیانی پر ہے جانوران آبی ادھر ادھر پھرتے ہین اور پھر تہنشین ہو جاتے ہین وہ ماہیان دریا کا منھ سے حباب چھوڑکر پھر تہ کی طرف چلے جانا اک عجب سمان تھا۔ سہراب کو شکار کا شوق دامنگیر ہوا لیس بکون نے شانے سے کمان لی اور ترکش سے تیر کھینچا جیسے ہی اک ماہی ابھری اور اسنے منھ سے حباب چھوڑا

سُہراب نے تیر مارا ماہی حباب چھوڑتے ہی غرق ہوئی تیر بھی تعاقب ماہی میں چلا تھوڑی دیر کے بعد
دیکھا تو ماہی تیر میں چھدی ہوئی پانی پر اُبھری - رفیع البخت نے بہت تعریف کی اور انھوں نے بھی
کمان سنبھالنے سے اُتاری تیر ترکش سے کھینچا اب برابر تیر چلنے لگے اور مچھلیاں شکار ہو ہو کر اُبھرنے لگیں
جہاز پر سے کشتیاں اُتاری گئیں اور ملاح کشتیاں کھینچتے ہوئے قریب جاتے تھے اور شکار کو لاتے
تھے کچھ ایسا اس شکار میں دل لگا کہ جہاز راں تک محو ہو گئے جہاز کہیں کا کہیں نکل گیا دفعتاً جانب
مغرب سے اک سیاہی نظر آئی جہاز رانوں نے کہا کہ غضب ہو گیا اب جہاز نہ بچیگا یہ علامت طوفانِ
عظیم کی ہے جلدی جلدی بادبانوں کو لپیٹنا شروع کیا مگر جو حبشی رفیع البخت کے ساتھ تھے وہ سفر اس
دریا کا کیے ہوئے تھے اور یہاں کے مقامات سے آگاہ تھے کئی طوفان جھیلے ہوئے تھے اُنھوں نے
جہاز رانوں سے کہا کہ فلاں مقام پر پانی کم ہے اُدھر جہاز کو موڑو جہاز رانوں نے کہا کہ ہمارا بھی یہی ارادہ ہے غرض کہ
جہاز کو اُس جاے محفوظ کی طرف لے چلے - رفیع البخت اور سُہراب بن رستم ایک ہی کشتی پر چڑھ کر کنارے
اُترے اور جیسے ہی اسباب وغیرہ حفاظت سے لیے ہوئے پانی میں لے چلے جہاز کے لنگر بھی جا کر
قائم نہونے پائے تھے کہ وہ طوفانی ہوا آگئی پہلے ہی جھونکے میں بادبان ٹوٹا اور دوسرے تھپیڑے
میں لنگر ٹوٹ گئے جہاز بہتا ہوا چلا یہ معلوم ہوتا تھا جیسے آندھی میں تنکا جاتا ہے اسطرح جہاز
بہتا ہوا چلا کچھ دور جا کر جہاز کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور تمام اہل جہاز غرق ہو گئے - رفیع البخت کو
نہایت افسوس ہوا کہ کاش یہ کمبخت بھی ہماری طرح کنارے پر آجاتے تو کیوں غرق بلا ہوتے پہر بھر تک
وہ طوفان رہا بعد پہر بھر کے دیکھا تو ہوا میں کمی ہونے لگی دریا کی طغیانی کم ہو گئی خیال کرنے سے معلوم
ہوا کہ دو چار اُنکے ساتھ کے حبشی بھی غرق ہو گئے اور یہاں تک نہ آسکے چونکہ دن کم رہگیا تھا ملازموں
نے اک چھوٹا سا خیمہ استادہ کر کے دو مسہریاں اُسمیں لگا دیں ان دونوں شاہزادوں نے کچھ
جانوروں کو شکار کیا اُنکے کباب لگائے اور خیمہ میں آکر بیٹھے یکایک شام ہوئی تمام صحرا میں سناٹا ہو گیا
ہو کا عالم نظر آیا درندوں کی خوفناک صداؤں سے زہرے آب ہوئے جاتے تھے ملازموں نے
جا بجا آگ روشن کر دی تھی کہ اگر کوئی درندہ اسطرف آئے تو قریب نہ آسکے بلکہ خوف سے بھاگ جائے
لیکن یہ دونوں دلیر اور ضیغم شکار با اطمینان تمام سو رہے جب صبح ہوئی تو آسمان نے رنگ بدلا
سیاہی شب برطرف ہوئی وہی ہو کا مقام اک دل آویزی دکھانے لگا گلہائے صحرائی اپنی بہار
دکھانے لگے لالہ کوہی سے زمین پر شفق پھولی نظر آتی تھی اور صحرا میں دور تک کوڑیالے کا سفید فرش
بچھا ہوا تھا ہوائے سرد چل رہی تھی سہراب بن رستم ثانی اور رفیع البخت خواب سے بیدار ہوئے
فریضہ سحری کو ادا کیا حوائج ضروری سے فراغ حاصل کر کے اسپ پر بیٹھے ہتھیار لگائے اور تلاش
صید و شکار روانہ ہوئے ملازمین بھی جلدی جلدی اسباب باندھ کے جلو میں چلے ہوئے آگے آگے یہ
دونوں سردار شکار کھیلتے چلے آتے تھے کہ یکایک اک صحرا میں پہونچے دیکھا کہ سیکڑوں عورتیں جنمیں بعضی
جوان ہیں اور بعضی کمسن ہیں اور صورتیں بھی مختلف بعضی ایسی کہ غیرت لیلی و شیریں قیامت کی حسین
کاتیاں باندھے ہوئے آپسمیں چہل پہل چھلیاں کھیل رہی ہیں کسی مقام پر جھولے پڑے ہوئے ہیں اور
کچھ عورتیں جھولا جھول رہی ہیں سہراب و رفیع البخت سمجھے تھے کہ شاید یہ کسی کا باغ ہو لیکن خیال کیا تو
اک صحرا ہے باغ کی کوئی نشان و علامت نہیں ہے حیران تھے کہ پھر یہ عورتیں یہاں کہاں سے آگئیں اور
ایسی بے محابا اپنے شغل میں معروف ہیں کہ کچھ کسیکا ہوش نہیں ہے یہ دونوں چند قدم اور آگے بڑھے

کر دیکھیں یہ ہمیں دیکھ کر چھپ جاتی ہیں یا بھاگتی ہیں یا نہیں لیکن اُن عورتوں نے بھی انکی طرف اچھی طرح
دیکھا اور پھر اسیطرح چہل چہلیاں کھیلنے میں معروف رہیں وہ جھولا جھول رہی تھیں وہ اُسی طرح جھولا
جھولا کیں ا تو یہ دونوں شہزادے تھوڑے آگے بڑھے اور اک مجمع کے قریب پہونچکر اُنسے پوچھا کہ تم
کون اور کس مقام کی رہنے والیاں ہو کیا تمھارے کوئی مرد نہیں ہیں اگر طوائفوں میں سے ہوتیں تو
بھی مرد تمھارے ساتھ ہوتے یہ سُنکر اُنھوں نے جواب دیا کہ ہم طوائفیں نہیں ہیں بلکہ عصمت والی
عورتیں ہیں جنمیں ابھی شرم و عصمت کو حد تک پہونچا دیا ہے ہمیں شرم و حجاب کیا نہیں ہے ہم سب
ستی ہیں اور زندہ نہیں ہیں۔ رفیع البخت نے کہا ستی کسے کہتے ہیں اُنھوں نے کہا کہ ہمارے شہر کا
دستور یہ ہے کہ جس عورت کا خاوند مرجاتا ہے وہ اُسکے غم میں ستی ہوجاتی ہے یعنے جل کے اپنی جان
دیتی ہے اور جو خود جلنے پر آمادہ نہیں ہوتی ہے اُسے اُسکے عزیز و اقارب زبردستی پکڑکے جلا دیتے
ہیں کہ اُسکی طبیعت زندگی میں دوسرے مرد کی طرف راغب نہو اب ہم دن بھر اسیطرح اپنے
شغل میں گزارینگے اور شام ہوتے ہی سب کی سب جل جائینگی جب صبح ہوگی تو پھر زندہ ہونگے
اور پھر دن بھر کا ہمیں اختیار رہیگا کہ اس صحرا بھر میں جہاں چاہیں پھریں چلیں۔ سہراب بن رستم
ثانی نے پوچھا کہ یہ حالت کبتک رہیگی اُنھوں نے بیان کیا کہ جتنے مہینے حیات ہماری اصلی باقی ہے
اتنی مدت ہمیں اسطرح کرنا ہوگی اور جب قضاے معین کا زمانہ آئیگا تو یہ ہیئت بھی فنا ہو جائیگی
اور امید ہے کہ ہم اپنے اپنے شوہر کے پاس پہونچ جائینگے کچھ ہمارے ساتھ کی عورتیں کم ہوتی جاتی
ہیں جنکی مدت پوری ہوجاتی ہے وہ فنا ہوجاتی ہیں اور جنکا زمانہ حیات باقی ہے وہ رہجاتی ہیں اور بہت
سی نئی آکے شامل ہوتی جاتی ہیں۔ یہ سُنکر ان دونوں رحم دلوں نے کہا کہ کیا بُری رسم ہے کہ جو
بخوشی جلجاے وہ اسکی غنیمت ہے زبردستی جلا دینا تو بڑا ظلم ہے پھر پوچھا کہ وہ شہر کہاں ہے جسکی تم
رہنے والی ہو اُنھوں نے بیان کیا کہ یہاں سے جانب مغرب چار کوس کے فاصلے پر ہے سہراب نے
کہا کہ تم اس صحرا کے سوا دوسرے مقام پر کیوں نہیں جا سکتی ہو۔ اُنھوں نے جواب دیا کہ جس جگہ
جو عورت جلتی ہے وہ بس اُسی مقام پر رہتی ہے دوسری جگہ نہیں جا سکتی کہا آخر کوئی روکتا ہے اُنھوں
نے کہا کہ نہیں روکنے والا تو کوئی نہیں دکھائی دیتا مگر پاؤں آگے بڑھنے کا یارا نہیں رکھتے قوت
پاؤں کی بالکل سلب ہوجاتی ہے چونکہ اک عورت کی طرف طبیعت سہراب کی میلان کر گئی تھی اُنھوں نے
رفیع البخت سے کہا کہ بھائی صاحب میں تو اس عورت کو پکڑے لیے چلتا ہوں۔ رفیع البخت نے
کہا کہ اول تو یہ زن شوہر دار ہے علاوہ اسکے مردہ کو لیجاکے کیا کروگے سہراب نے کہا کہ دیکھیں تو اس
کے نکال لے چلنے کا کیا نتیجہ ہوتا ہے اگر یہ جنس ہو جائیگی لادکے لیچلینگے اگر مر جائیگی پھر اسی جگہ
پہونچا دینگے اور شوہر دار عورت جب رانڈ ہوگئی تو وہ دوسرا مرد جائز طور پر کرسکتی ہے یہ امر آئین اسلام کے
خلاف نہیں۔ رفیع البخت نے کہا کہ چلو ایک کو میں بھی لیے چلتا ہوں یہ سُنکر سہراب نے دوڑ کر
اک عورت کا ہاتھ پکڑ لیا اور دوسری عورت کا ہاتھ رفیع البخت نے پکڑا اُن عورتوں نے کہا کہ یہ کیا
کرتے ہو ہم تمھارے کام کے نہیں ہیں ارے ہم مردہ ہیں تم زندہ ہو سہراب نے کہا کہ تمھیں بھی
اپنے ساتھ زندہ بنا لینگے یہ کہکر اپنی طرف کھینچا اور عورتیں تو بچاگئیں کہ یہ مرد و کہاں سے آئے
بڑے حریف معلوم ہوتے ہیں دیکھو تو ان دونوں بیچاریوں کی ساری محنت رایگان کیا چاہتے ہیں
اب انکے شوہران بیچاروں کو کیوں قبول کرنے لگے کہ دوسرے مرد کا ہاتھ لگ گیا اور وہ عورتیں انکے

ساتھ ساتھ ہولین مگر روتی ہوئی اور یہ کہتی ہوئی کہ ارے ظالمو نہ ہم اپنے شوہر سے مل سکینگے نہ تمھارے
کام کے رہینگے ہمکو لیے تو جاتے ہو مگر پچھتاؤ گے۔ یہ کسکی سنتے ہین انکو کھینچتے ہوئے چلے جسوقت
صحرا کی حد تمام ہوئی تو دیکھا کہ وہ دونون عورتین بے حس و حرکت ہوگئیں پس ان دونون جوانون نے
جھک کر انکو آغوش مین اٹھانے کا قصد کیا تھا کہ دونون اک شعلہ بنکر نکل گئیں اور بلند ہوکر دونین
دریچہ بنکر گرین کہ دونون دلیرون کو اٹھانے کے لیے جل گئیں۔ جسوقت آنکھ ان دونون شاہزادون
کی کھلی تو اپنے کو اک ساحر کے سامنے کھڑے دیکھا اور دیکھا کہ وہی دونون عورتین انکا ہاتھ پکڑے
کھڑی ہین اور کہہ رہی ہین کہ اے سست نار جادو دہائی ہے ان دونون ظالمون نے ہمکو بے حرم کیا
کہ اب ہم اپنے شوہر کے پاس جانے کے قابل نہ رہے نہ انھین دونون کے ساتھ رہ سکتے ہین اسلیے
کہ ہم مردہ ہین اور یہ زندہ آپ سے فریاد کرکے داد چاہتے ہین۔ سست نار جادو نے کہا کہ انمین تمھارا
قصور نہ تھا۔ ہم ان دونون مجرمون کو بادشاہ طلسم کے پاس بھیجے دیتے ہین اُسکو اگر تمھارا ساتھ
ان دونون کا منظور ہوگا تو دونون کو بھی تمھارے پاس اسی عالم مین بھیجدیگا جس عالم مین تم
ہو اور اگر یہ منظور نہوگا تو وہ جیسا مناسب جانیگا ویسا کریگا۔ یہ سنکر اسنے کچھ اسم سحر پڑھا کہ وہی
دونون عورتین پنجہ بنکر کھلین اور گرین رفیع البخت اور سہراب کو لیے ہوئے اسی ملک مین
پہونچین جہان سکندر کو لیکر مرکب آیا تھا جسوقت پنجون نے انکو زمین پر اتار دیا تو پھر انسانی
ہیئت پیدا کی اور کہا۔ دہائی ہے بادشاہ طلسم کے نام کی ان دونون مردون نے ہماری عصمت
مین داغ لگایا نہ ہمین اپنے شوہر کے کام کا رکھا جسکے واسطے ہم نے جلکر جان دی تھی نہ اپنے
کام کا سمجھے۔ اب انصاف آپکے ہاتھ ہے۔ دیکھا رفیع البخت اور سہراب نے کہ اک بادشاہ
سنگل پر بیٹھا ہے داہنی جانب کرسی پر اک ملکہ جلوہ افروز ہے بائین جانب اک تاجدار تاج ہاتھ مین
لیے سر برہنہ کھڑا ہے۔ بادشاہ طلسم نے اُس تاجدار سر برہنہ کی طرف دیکھکر کہا کہ کیون اسے
اکوان تاجدار تیرا طلسم جسنے برباد کیا وہ ان دونون مین سے تو نہین ہے۔ اکوان تاجدار نے عرض
کی کہ جی نہین ان دونون مین سے ایک شخص جو سبز پوش ہے یہ فاتح طلسم سے صورت مین مشابہ
ہے مگر یہ وہ نہین ہے بادشاہ طلسم نے رفیع البخت سے مخاطب ہوکر کہا کہ اکوان تاجدار کہتا ہے کہ
تیری صورت فاتح طلسم سے مشابہ ہے کہا فاتح طلسم نطاق کوئی تیرا عزیز قریب ہے۔ یہ سنکر
رفیع البخت نے جواب دیا کہ فاتح طلسم نطاق میرے والد ماجد صاحبقران ثالث یعنی بدیع الملک
نوجوان ہین وہ جانب خانہ کعبہ تشریف لیگئے اور یہ خبر بیان کر گئے کہ جو شخص نطاق باطن کو فتح کرے
اور اسی اکوان سرکش کو مارے وہ میرا جانشین ہے بادشاہ طلسم نے کہا کہ تو شاید ہوس جانشینی
مین اسطرف آیا تھا فرمایا بیشک علاوہ جانشینی کے جس ظالم و سنگدل کے ہاتھ سے تمام خاندان
قتل ہوا اسکے دونون عزیز مارے گئے اسکی دشمنی سے ہم کیونکر باز رہ سکتے ہین۔ یہ سنکر ضحاک شاہ مارگیر
نے کہا کہ اسے سپاہیو انکو زندان مین پھینک آؤ تمھارا انصاف چکا دیا جائیگا بس یہ سنتے ہی پھر وہ
دونون عورتین پنجہ بنکر ان دونون کو اٹھا لیگئین اور جاکر زندان طلسمی مین پھینکدیا جسوقت یہ
پنجون سے چھوٹ کر گرے ہین تو اسی چشمۂ آب مین گرے جہان سکندر کو مرکب طلسمی نے پشت سے
گرایا تھا اسی طرح اسکے بھی پاؤن زمین سے آشنا ہوئے تو اپنے کو اک خام احاطہ مین پایا جسکے
چہار جانب حجرے بنے ہوئے تھے اور بہت لوگ ادھر اُدھر مثل قیدیون کے پھر رہے تھے ان دونون

شہزادوں کو دیکھکر وہ لوگ قریب آئے اور کہا کہ افسوس تم شاہزادے معلوم ہوتے ہو مگر تقدیر
نے تمکو اس زندان بلا میں لاکے پھنسایا اور مصیبت میں گرفتار کرایا آج تو تمھاری بدولت ہمارے
لیے بھی راحت ہے کہ ہم سے کوئی کام نہیں لیا جاتا ہے کل سے تم بھی ہماری طرح جب مشقت کروگے
تو شام کو کھانا ملیگا یہ سنکر یہ دونوں شاہزادے نہایت پریشان ہوے آپس میں صلاح کی کہ بادشاہ
طلسم کے سامنے جانا ہی ذلت ہمارے لیے کیا کم ہے جو کہ اب اس قید میں رہکر مشقت کرنا اس سے
بہتر یہ ہے کہ داروغہ کو مار بیٹھو جب زیادہ خوفا ہوجائیگا تو یا قتل ہوجائینگے یا اس ذلت سے بچ جائینگے
یہ باتیں اُن لوگوں نے سنیں کہا یہ بھی ویسے ہی سرکش معلوم ہوتے ہیں جیسا ایک شخص ابھی چند
دن ہوے ہیں کہ یہاں آیا تھا اُسنے داروغۂ زندان کو مارا آخر قید بے مشقت میں بھیجدیا گیا یہ سنکر
ان دونوں کے کان کھڑے ہوے پوچھا کہ نام اُسکا کیا تھا اُنھوں نے کہا کہ سکندر اُسنے اپنا
نام بتایا تھا سہراب نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے وہ ہم سے پہلے یہاں پہونچکر اسیر ہوا اگر خبر آتا تو معلوم
ہوا کہ سکندر بھی اسیر طلسم ہوا ابدا افسوس کہ ہم بھی آتے ہی پھنس گئے مگر اب سکندر کے پاس
چلنے کی فکر کرنی چاہیے کہ ہم سب ایک ہی حال میں رہیں اور نہ سکندر ہمیں تشنیع کریگا یہ صلاح ہوتے ہی
سہراب نے اک شخص کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ ہمے راستہ زندان سے نکلنے کا بتادے اُسنے کہا
کہ اگر یہ میرے امکان میں ہوتا تو میں قید میں کیوں بیٹھا رہتا یہ سنکر اُسنے کہا ارے یارو ایک کی
دوا دو تم اتنے ہو یہ دو شخص ہیں سب ملکر انھیں سمجھ لو ورنہ جیسا کچھ ہوچکا ہے ویسا ہی انجام بھی
پیش آئیگا ایک اکیلے نے داروغۂ زندان کو مارا یہ سنکر سب قیدی ان دونوں شاہزادوں کی طرف
بڑھے۔ رفیع البخت اور سہراب نے قیدیوں کو مارنا شروع کیا کوڑے برسانے لگے جسے کوڑا مارا
وہ تڑپ کے رہگیا دوبارہ اُٹھنے کی قوت نہوئی تمام قیدیوں کے جسم فگار ہوگئے قیدیوں نے
اسقدر شور و غل کیا کہ دام دار جادو کو خبر ہوئی دام دار جادو گھبرایا ہوا اندر زندان کے آیا اور کہنے لگا
کہ یہ کیسا شور و غل ہے دیکھا۔ قیدی تڑپ رہے اور فریاد کر رہے ہیں کہ نئے قیدی ہمکو مارے ڈالتے
ہیں۔ دام دار جادو کے پاس پیشتر سے ایک حکمنامہ بادشاہ طلسم کا پوشیدہ طور پر آگیا تھا جسمیں یہ
تحریر تھا کہ اے مالک زندان آگاہ و خبردار ہو جا کہ اجل ہوا زمانے کی طلسم کے خلاف چل رہی ہے
بانیان طلسم اسی زمانے کی بابت تحریر کر گئے ہیں کہ چند اسیران سرکش طلسم میں پھنسینگے انکو اذیت
نہ پہونچانا اور قید بے مشقت میں رکھنا ورنہ طلسم برباد ہو جائیگا اور چالیس دن جس طلسم پر بھاری
سخت ہیں اور اہالیان طلسم کے زمین و آسمان عدو مجبور ہے ہیں ان دونوں میں سے کسی ذی حیات
کو تکلیف پہونچانا باعث بربادی طلسم کا ہو جائیگا بنابر اُس حکمنامہ کے دام دار جادو ڈرا اور ان دونوں
شاہزادوں سے اُلٹی معذرت کرتا ہوا انکو بھی مثل سکندر رستم کے اس زندان سخت سے
نکالکر طرف باغ مہمان نواز جادو کے لیچلا جسوقت متصل باغ پہونچا تو آواز دی کہ اے مہمان نواز جادو
جس روز سے یہ طلسم بنا شاید تمھارا مکان آجتک خالی ہی پڑا رہا ہوگا جسے ساحران طلسم زندان
بے چراغ کہا کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ بانیان طلسم نے دھوکا دینے کی غرض سے اک یہ بھی قید خانہ
بنا رکھا ہے ورنہ یہاں آنے والا کون ہے مگر نہیں معلوم ہوا کہ اسی زمانے کا بانیان طلسم نے خیال کیا
تھا جو ایسا زندان بنا گئے تھے تو یہ دو مہمان اور آئے ہیں انکو بھی لیجا کر مہمان کرو اور انکی مدارات
میں کمی نکرنا بس یہ کہنا تھا کہ اک قہقہہ ہوا اور دروازہ باغ کا نمودار ہوا اک مرد با وضع اندر سے باغ کے

نکلا اور کہا کہ میں بسر وچشم انکی خدمت بجالاؤنگا - یہ کہکر رفیع البخت اور سہراب کو اپنے ساتھ لیا اور ساتھ
تعظیم وتکریم کے اندر باغ کے لیگیا جسوقت یہ دونوں شاہزادے اندر باغ کے پہونچے باغ کو نہایت
آراستہ دیکھا - روش بڑی درست چمن لگے ہوے کیاریاں گلہاے بوقلموں سے سدا گلفروش
بنی ہوئی ہیں یہ دونوں شہزادے سیر کرتے ہوے قریب اک قصر کے پہونچے دیکھا کہ قصر کے برآمدہ
پر اک نوجوان کھڑا ہوا ہے اُدھر اُس نوجوان کی نظر ان دونوں جوانوں پر پڑی - ایک نے دوسرے
کو پہچانا اور اپنے اپنے مقام پر شک کیا کہ ہم بھٹکے تو یہ بھی بھٹکے - جسوقت مہمان نواز جادو ان دونوں
شاہزادوں کو لیے ہوے اندر قصر کے داخل ہوا تو دیکھا کہ تین مسہریاں بچھی ہوئی ہیں ایک ایک
کمرے میں ایک ایک شخص کے رہنے کا سامان سب درست ہے مگر خادم وخدمتگار کوئی نہیں ہے
رفیع البخت پلٹ کر مہمان نواز جادو سے کچھ پوچھنا چاہتے تھے کہ مہمان نواز جادو نظروں سے غائب
ہوگیا اب یہ اسی حیرت میں ادھر اُدھر دیکھ رہے تھے کہ سامنے سے شاہزادہ سکندر رستم فر نمودار ہوے
فرمایا کہ تم بھی یہاں آ گئے - رفیع البخت نے کہا تمھاری تلاش میں یہاں تک پہونچے اب اگر تمکو پایا بھی
تو کیا پایا جبکہ نہ ہم تمکو لیجا سکتے ہیں نہ خود ہی جا سکتے ہیں - سکندر رستم فر نے کہا کہ اگر قسمت میں رہائی
ہے تو چھوٹینگے اور ہم تم ساتھ چلینگے ؏ مشکلے نیست کہ آسان نشود + مرد باید کہ ہراسان نشود
رفیع البخت نے کہا کہ میں ہراسان نہیں ہوں مگر چونکہ اپنے ارادہ میں کامیاب نہوا اسکا کسیقدر ملال
ضرور ہے - سکندر نے کہا کہ تم کیونکر یہاں تک پہونچے - رفیع البخت نے اپنی روداد بیان کی اور سکندر
نے اپنا واقعہ بیان کیا ایک کو دوسرے کی حالت پر تعجب ہوا کہ ہم علیحدہ علیحدہ راستوں سے ایک ہی
مقام پر آکے قید ہوے انھیں باتوں میں شام ہوگئی شام کو تین خوان سر بمہر آگئے نہ لانے والا
دکھائی دیا نہ یہ معلوم ہوا کہ کسنے بھیجے ہیں - رفیع البخت اور سہراب اُن خوانوں کی طرف دیکھکر متحیر تھے
کہ یہ کون رکھ گیا اور کب رکھ گیا کہ ہمیں معلوم بھی نہوا - سکندر چونکہ یہ سب مرحلے طے کیے ہوے تھے
انھوں نے کہا کہ تعجب نکرو ہم تم قید کی حالت میں ہیں خدا کا شکر کرو کہ اس سختی میں نہیں ہیں جو اور
قیدیوں کے واسطے ہے بس ہمارے تمھارے واسطے اتنی ہی شان قید کی ہے کہ نہ کہیں جا سکتے ہیں
نہ کسی سے مل سکتے ہیں اور اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرنا ہوتا ہے یہ کہکر اپنا خوان کھولا اور صلاح کی کہ آؤ
رفیع البخت اور سہراب نے اپنے خوان بھی کھول ڈالے اور کہا اے برادر جو تم ہو وہ ہم ہیں
مثل مشہور ہے کہ جیسا دیس ویسا بھیس یہ کہکر سب نے ایک ہی جگہ بیٹھکر کھانا کھایا پانی پیا سکندر
نے کہا کہ آج اس قید میں گھر کا لطف مل رہا ہے کہ دو عزیز اپنی ہمدردی کو موجود ہیں جس حال میں
ہم ہیں اُسی حال میں تم ہو جتنا زمانہ مجھے اس مقام تنہائی میں گزرا ہے وہ بہت سخت تھا بعد اسکے
قیدیوں کا ذکر آیا - سکندر نے اپنی رہائی کی صورت بیان کی - رفیع البخت نے اپنی سرگذشت
گذشتہ دیر تک یہ باتیں رہیں بعد اُسکے دونوں شاہزادوں نے وضو کیا نمازیں پڑھیں اور
دعاے رہائی مانگ کر سو رہے - اب انکو اس قید بے مشقت میں چھوڑ کر یہاں سے

چند کلمے داستان جلالت عنوان شاہزادہ حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ کے بیان کیے جاتے ہیں کہ انکو حالت کشتی سے نوین روز پنجہ لیگیا تھا و باقی حالات متعلق داستان ھذا

مخمس بر آغاز داستان

پھرے خراب نہ ہم آہ بے اثر کی طرح   نہ دل کا راز کھلا یار کی کمر کی طرح
تمام ہوگئے فرہاد پر جگر کی طرح   شہید عشق ہوئے قیس نامور کی طرح
جہان مین عیب بھی ہمنے کیا ہنر کی طرح

یہ چرخ پیر ہی مجکو لحد کے گھر کی طرح   مری نظر مین ہر اک نجم ہی شرر کی طرح
زوال مجکو ہی یان دمبدم قمر کی طرح   کچھ آج شام سے چہرہ ہی فق سحر کی طرح
ڈھلا ہی جاتا ہون فرقت مین دوپہر کی طرح

جو بحر دیدۂ تر میرا جوش کھائیگا   برس کے ابر خجالت بہت اٹھائیگا
سرشک اشک سے طوفان سا ایک آئیگا   ہنسو نہ رونے پہ تم شہر ڈوب جائیگا
برس پڑونگا کسی دن جو ابر تر کی طرح

یہ شوق ہی کہ مکرر یہان کا بوسہ لین   یہان جو ہو تو بھلا کیا وہان کا بوسہ لین
پتا کہین نہین ملتا جہان کا بوسہ لین   بتا تو دیجیے صاحب کہان کا بوسہ لین
دہن بھی آپ کا ملتا نہین کمر کی طرح

ہر اک کو کجروشی سے نہ دے ملال اے چرخ   جلائے دیتے ہین اب بھی نہین یہ چال اے چرخ
خاک کی طرح اگر انکو روند ڈال اے چرخ   سیاہ بختون کو یون باغ سے نکال اے چرخ
کہ چار پھول تو دامن مین ہون سپر کی طرح

کب آکے یار کا خط دیکھیے خدا جانے   دیار عشق کا کیا کوئی راستا جانے
خلاف وضع اسے سمجھے یا برا جانے   یہ ہی معاملۂ عشق کوئی کیا جانے
مین آپ جاؤنگا خط لیکے نامہ بر کی طرح

سب مجھے ثبوت ہی جو کچھ ہی آرزو یارب   نہین الم مجھے حافظ اگر ہی تو یارب
ہمیشہ ہی در مقصد کی جستجو یارب   تمام خلق ہی خواہان آبرو یارب
چھپا مجھے صدف قبر مین گہر کی طرح

ہماری نشو و نما کیا اس آسمان کے تلے   کبھی خوشی رہے ہم گاہ غم سے ہاتھ ملے
مثال سرو نہ باغ جہان مین پھولے پھلے   نحیف و زار ہین کیا باغبان سے زور چلے
جہان بچھا دیا دامن بچھے شجر کی طرح

مجھے جنون جو ہی دیکھی ہی کیا کوئی کاکل   کہ پیچ مین کے مجھے لایا ہی باغ مین سنبل
چبھے ہین خار صفت پا مین نشتر رگ گل   یہ بے سبب نہین نالون مین دہائی بلبل
ترا جگر بھی ہی زخمی مرے جگر کی طرح

ابھی تو مرے جبین اپنے منہ سے تم دیکھو   جنون کی جان کو ابرو کے اک اشارے سے مارو
تمہارے کہنے مین پریان ہین جو کہو دیکھو   تم اس جہان مین وہ بلقیس ہو کہ خط جو لکھو
تو سر پہ رکھے سلیمان ہما کے پر کی طرح

یہ سچ بات ہی اے دل جو کہیے اسکو نبات   کہان یہ آسمین اثر ہین کہان یہ سیمین صفات
دوا بھی زہر ہوئی مجکو ہی عجب کی یہ بات   یہ بوسۂ لب شیرین سے کی ہی تلخ حیات

کہ بند بند کو باندھے ہوں نیشکر کی طرح

یہ چاہتے ہیں وطن سے ہمیں بھی ہو تحریک — خط آئے آپکا یہاں خبر ملے ہمیں ٹھیک
وہاں کے جلسوں میں ہم بھی ہوں یار آپکے شریک — بلا تو بھیجیے دوری ہے آپ کے نزدیک
ابھی پہونچتے ہیں ہم ڈاک میں خبر کی طرح

کہیں وہ کیا جو اٹھائے جہاں میں ہجر — ہنسے ذرا بھی جو اک دن تو روئے [illegible]
یہاں کے آنے سے کچھ دل کو آگیا ہے صبر — خدا سے کہیے تجھے آباد حشر تک اے قبر
کہ سوئے پاؤں کو پھیلا کے اپنے گھر کی طرح

تجھے دکھاتا محبت میں بار بار آنکھیں — یہ شوق دید میں رہتی ہیں بے قرار آنکھیں
جو میرے جسم میں ایک جان ہوں ہزار آنکھیں — تجھی کو دیکھونگا جبتک ہیں برقرار آنکھیں
مری نظر نہ پھریگی تری نظر کی طرح

چمن میں جتنے حسین ہیں عزیز ہیں گل کو — جواب دینے کی عادت نہیں کسی گل کو
پسند کرتے ہیں اہل وفا تحمل کو + — فغاں سے فائدہ کیا عشق گل میں بلبل کو
اٹھائے داغ تو دل پر ہرے جگر کی طرح

وہ کم ہیں صدمہ و آلام جو نہوں اسکو — ہوا تھا عشق کسیکا کبھی نہ یوں اسکو
بھلا نہ ہجر کی پھر ہو پاس کیوں اسکو — یہ محو عشق ہے مونس کہ اندروں اسکو
خبر کسی کی نہیں طفل بے خبر کی طرح

چہرہ پردازان پیکر دلفریب سخن و روکشان شاہد مضمون کہن عروس داستان کو زیور صنایع سے یوں آراستہ کرتے ہیں ع بجرم سخن طوطی خوشنوا + بدین زمزمہ شد ترنم سرا + کہ نقابدار ابلق ابلق سوار کو کشتی کی حالت میں نو دن روز گزر چکا تھا بدیع الملک دل میں کہتے تھے کہ واقع میں یہ نقابدار جو دعوائے صاحبقرانی کرکے آیا ہے تو بیجا نہیں اسلیے کہ سات روز سے زیادہ میں کوئی مجھسے زیر نہیں ہوا مگر اس نقابدار سے نو روز گزرے اور ابتک فیصلہ نہیں ہوا ادھر نقابدار دل میں کہتا تھا کہ زیر ہونا بدیع الملک کا غیر ممکن ہے اگر یہ ایسے نہوتے تو صاحبقران وقت نہ کہلاتے اور تمام اولاد صاحبقران انکی اطاعت نہ کرتی اسی حیص و بیص میں پنجہ گرا اور نقابدار ابلق سوار کو لیگیا تھا جسکا ذکر ہو چکا ہے اب حال نقابدار کا سنیے کہ یہ متوجہ ہوا نسیم بیہوش ہوگئے تھے جس وقت آنکھ انکی کھلی تو اپنے کو اک باغ جنت نظیر میں پایا گھبرا کر ادھر ادھر دیکھتے تھے مگر کوئی نظر نہ آتا تھا ہر طرف گلہائے بو قلموں کی بہار تھی اور جانوران مختلف الالوان شاخہائے درخت پر مصروف زمزمہ سرائی تھے نہریں جاری تھیں پانی نہروں کا نہایت صاف و شفاف تھا کہ تہ کا حال اوپر سے معلوم ہوتا تھا جانوران آبی نظر آتے تھے مچھلیاں سبز و سرخ زرد و زنگاری جو غوطہ زنیاں کرتی پھرتی تھیں تو صاف معلوم ہوتی تھیں۔ نقابدار سیر کرتے ہوئے چلے روش پٹریوں کی خوبصورتی احاطہ تحریر سے باہر ہے۔ معلوم ہوتا تھا کہ کسی مصور کے ہاتھ کی جدول کتاب نور پر کھینچی ہوئی ہے سبزہ نوخیز مخمل خوابیدہ کو شرمندہ کرتا ہے ڈالیاں درختوں کی جو تحریک باد صبا سے جھوم کر جھکی ہیں تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی جوان مستنے انگڑائی لی سیب درمیان سینۂ معشوق کی طرح گرا ہے ہوئے ہیں گلوں کی خوشبو دلفریب دل آویز ہے نقابدار ابلق سوار اس باغ کی بہار دیکھتے ہی چلے جاتے

سے کر چھپا کے کی صدا کان مین آئی پلٹ کر جو دیکھا تو روش باغ پر اک طاؤس جماز محو گلگشت ہے سو
برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن + جوانی کی راتین مرادون کے دن + دیگر - پائنچے ہاتھ پر سنبھالے ہوئے
پیاری پیاری پچین نکالے ہوئے + ہر ادا دلفریب ہر غمزہ زاہد کش ہر کرشمہ تو بہ شکن پشت پر بارہ
پندرہ انیسین جلیسین ساتھ آئی بھی یہی عمر آپس مین ہنستی بولتی چہلین کرتی چلی آتی تھین نقابدار اس
پری جمال کی طرف دیکھتے ہی محو ہو گئے بیساختہ یہ شعر زبان پر جاری ہوا ؎ اک ادا مستانہ سر سے
پاؤن تک چھائی ہوئی + اُف تری کافر جوانی جوش پر آئی ہوئی + اسطرح عالم بیخودی مین یہ شعر پڑھا
کہ وہ نازک اندام قریب آچلی تھی اُسنے سن لیا یا تو اپنے دُھن مین چلی آتی تھی ادھر دیکھتے ہی
ٹھٹھک گئی اچانک جو نظر پڑی تو بڑی ہی جلدی سے آنچل منھ پر لے لیا اور ساتھ والیون سے کہا کہ ذرا
اس مردوے کی ڈھٹائی تو دیکھو کہ یہ یہان گھس آیا اور طرہ اسپر یہ کہ سامنے کھڑا گھور رہا ہے
شرماتا نہین دو ایک خواصین نہایت شوخ اور چنچل تھین بڑھکر بولین کہ اے شخص تو کون ہے اور یہان
کسطرح چلا آیا نقابدار نے فرمایا کہ میرا یہ دستور نہین کہ مین کسیکے باغ یا مکان مین بے اجازت چلا جاؤن
نہ مجھے یہان آنے کی کوئی ضرورت تھی مجھے نو روز گزرے تھے کہ مین اپنے مدمقابل سے آزمایش
زور و طاقت کر رہا تھا مجھے اک پنجہ اثنا کشتی مین سے لے آیا تھا اُس پنجے نے لا کر اس باغ مین
اُتار دیا نہ مجھے یہ معلوم ہے کہ یہ باغ کس ملک کے ڈالی مین واقع ہے اور نام اس ملک کا کیا ہے
یہ سنکر ملکہ نے کہا کہ اچھا اگر یہ خود سے نہین آئے ہین تو انکی خطا نہین خیر اب کسی طرح آ نکلے
ہین تو انکی خاطر واجب و لازم ہے کہ مہمان ہین مگر ذرا اتنا تو پوچھو کہ تم جو صورت اپنی نقاب مین
چھپائے ہوئے ہو تو اسکا کیا باعث ہے کیا صورت تمھاری بگڑی ہے یا چہرے کے کسی عضو مین کچھ
فرق آگیا ہے آنکھ کانی ہے یا سینے کے داغ ہین - یہ سنکر نقابدار ابلق سوار نے یہ خیال کیا کہ یہ عورت
مجھے بد صورت سمجھکر قبول نکریگی اور طبیعت انکی اس عورت پر آچلی تھی جلدی سے نقاب اُٹھا دی
اور فرمایا کہ میری صورت دیکھ لو خدا نے کوئی نقص میری صورت مین نہین دیا ہے اسکا لاکھ لاکھ شکر ہے
کہ اب بھی ہزارون سے اچھا بنایا ہے مگر مین اپنے کو ہر ایک پر ظاہر کرنا نہین چاہتا اسوجہ سے
صورت اپنی چھپائے ہوئے تھا مگر تم سے کیا پردہ کہ تمھارا مہمان ہون بس نقاب چہرہ سے
عادل کیوان شکوہ کے جو ہٹی یہ معلوم ہوا کہ اک آفتاب محشر نمودار ہو گیا دیکھتے ہی جتنی عورتین تھین
بیخود ہو گئین اور ملکہ نے اپنی مصاحبون سے کہا کہ صاحب یہ تو کہین کا شاہزادہ معلوم ہوتا ہے جلد
اسے قصر مین لیچلو سامان دعوت مہیا کرو - وہ کہتے ہین کہ مین نو دن سے لڑ رہا تھا تو بھلا لڑائی بھڑائی مین
کھانا پینا کیسا بہت پریشان ہونگے اپنے شہر مین جائینگے تو لوگون سے یہ تو نہ کہینگے کہ ہم اک بیمروت
کوطلہ خشتم کے مہمان ہوے تھے - یہ سنکر چند کنیزین آگے بڑھین اور عادل کیوان شکوہ کو ساتھ
لیے ہوئے داخل قصر فلک رفعت ہوئین دیکھا عادل نے کہ قصر زمرد سبز کا ہے بجائے شیشہ آلات
جسقدر سامان روشنی کا ہے سب یاقوت سرخ و یاقوت زرد و یاقوت نیلی کا ہے ستونون پر الماس جڑے
ہوے ہین سارا قصر جگر جگر کر رہا ہے نگاہ خیرگی کرتی ہے کنیزون نے لا کر اک مسند جواہر نگار پر بٹھا دیا
عادل کیوان شکوہ کا دل ملکہ کے واسطے بیتاب تھا پوچھا کہ نام تمھاری ملکہ کا کیا ہے اُن عورتون نے
بیان کیا کہ ملکہ مہران سیمتن نام ہے ابھی شادی بھی ملکہ کی نہین ہوئی آج پہلے پہل جس مرد کی صورت
ملکہ نے دیکھی ہے وہ تم ہو ورنہ ملکہ کو تو مرد کے نام سے نفرت کلی ہے خوشا نصیب تمھارے کہ اسکی

ملکہ تم سے ملتفت ہوئی تم سے پیشتر ایک مرد وا اور یہان چلا آیا تھا تو ملکہ نے اُسیوقت اُسکو قتل کر ڈالا کہ یہ مجھے رسوا کریگا میرا باغ نہوا کسی کسبی خانگی کا گھر ہوگیا کہ جسکا جی چاہے چلا آئے۔ یہ سنکر تعجب ہوئین کہ بواسچ پوچھو تو ایسا شاہزادہ دوسرا ملکہ کو بھی نصیب نہوگا خدا رکھے آفتاب مہتاب کی جوڑی ہے یہی باتین ہورہی تھین کہ چند خواصین سامان طعام لیے ہوے آئین دسترخوان بچھا کر خاصہ چن دیا اور عادل کیوان شکوہ سے کہا کہ ہماری ملکہ نے یہ آپ کے واسطے بھیجا ہے۔ عادل کیوان شکوہ نے کہا کہ ملکہ تمھاری کہان ہین کیا وہ کھانا نہین کھاتی ہین اُنھون نے کہا کہ میان کیا خوب ملکہ کھانا تنہائی مین کھاتی ہین تمھین ملکہ کے کھانے سے کیا۔ فرمایا یہ کیسی مہماندار ہی کہ میزبان الگ کھانا کھائے اور مہمان الگ اگر ملکہ نے میری دعوت کی ہے تو میرے ساتھ کھانا بھی کھائین ورنہ مین ملکہ کے کھانے کا محتاج نہین ہون۔ کنیزون نے جاکر ملکہ سے عرض کی کہ وہ بغیر آپکے کھانا نہین کھاتے ہین ملکہ ٹہلتی ہوئی آئی اور کہا کہ صاحب یہ بھی کوئی بات ہے کہ مین بن بیاہی ہوکر غیر مرد کے ساتھ کھانا کھانے کو بیٹھ جاؤن پھر مجھے کوئی کاہیکو قبول کریگا فرمایا ہمتو قبول کرینگے دل تو جا ہی رہا تھا زبردستی کے چلے تھے عادل کیوان شکوہ نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا ہاتھ پکڑتے ہی ملکہ بے عذر بیٹھ گئی عادل کیوان شکوہ نے کھانا کھایا پانی پیا آسودہ ہوے گائنین حاضر ہوئین اور یہ غزل شروع کی غزل

یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا — اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا

ترے وعدے پر جیے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا — کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا

یہ کہان کی دوستی ہے کہ بنے ہین دوست ناصح — کوئی چارہ ساز ہوتا کوئی غمگسار ہوتا

رگ سنگ سے ٹپکتا وہ لہو کہ پھر نہ تھمتا — جسے غم سمجھ رہے ہو یہ اگر شرار ہوتا

کوئی میرے دل سے پوچھے ترے تیر نیمکش کو — یہ خلش کہان سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا

ہوے مر کے ہم جو رسوا ہوے کیون نہ غرق دریا — نہ کبھی جنازہ اُٹھتا نہ کہین مزار ہوتا

یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالب — تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

یہ غزل اس قیامت کا اثر رکھتی تھی کہ اہل محفل کو بیخود کر دیا دیکھا عورتون نے کہ ملکہ انگڑائیان لے رہی ہے رنگ محفل کا بے ترکیب ہی کچھ نشہ خواب کچھ نشہ شباب بدمستی کی سی کیفیت ہوئی جاتی ہے آنکھین ملکہ کی سرخ ہو چلی ہین بہک رہی ہے گائنین رسون کی مزاجدان ہین جلدی سے اخراجات سنبھال کے تسلیم بجالائین اور رخصت ہوئین اصیلین ملیسین بھی کھسکنا شروع ہوگئین تھوڑی دیر مین تخلیہ ہوگیا۔ عادل کیوان شکوہ بھی بار بار ملکہ کو دیکھتے تھے اور دل انکا بھی بیچین تھا کسی طرح تنہائی ہو تو تمنائے دل بر آئے تخلیہ ہوتے ہی انھون نے ملکہ کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا ملکہ لپٹنے چمٹنے لگی اور عالم بیخودی مین ملکہ نے بوسہ لینے کا قصد کیا جیسے ہی منھ کے پاس منھ لائی عادل کیوان شکوہ کا دماغ اُلٹ گیا وہ بو سے بد دہن سے آئی کہ قریب تھا کہ اس نازک دماغ کا قلب اُلٹ جائے فوراً علیحدہ ہٹے اور فرمایا کہ کیا تم ساحرہ ہو ملکہ نے کہا کہ ہان اے جوان اصل یہ ہے کہ نام میرا مہران جادو ہے اور یہ فعل بھی میرا ہی تھا کہ مین تجھے کشتی کی حالت سے چھڑا کر لائی تھی اور اپنے باغ مین چھوڑ کر خود دوسری طرح سے آئی کہ تجھے بھی میرا اشتیاق ہو تو وہ مطلب میرا حاصل ہوگیا بس اب دیر نکر اور تمنائے دل میری بر لا۔ عادل نے کہا کہ نقاب میرے چہرے پر پڑی ہوئی تھی صورت میری دیکھی نہ تھی پھر کیا سمجھ کر مجھے اُٹھا لائی تھی۔ اُسنے کہا کہ اسکے بہت سے سبب ہین

فرمایا کیا مجھسے چھپانے کی کوئی بات ہے۔ مہران جادو نے کہا کہ فضول باتون مین دیر ہوگی فرمایا کہ بیان
تو کرو مہران جادو نے کہا کہ جب تم طلسم گنبد بے در فتح کرنے گئے ہو تو مین نے ملکہ صنم گلعذار کے ساتھ
تمکو بے نقاب و بے حجاب دیکھا تھا اُسوقت سے مین تیری عاشق ہوئی تھی مگر موقع نہ پاتی تھی کہ بعض
چیزین مثل تیغہ خارا شگاف وغیرہ کے تمھارے پاس ایسی ہین اُنپر جو نقش کندہ ہین وہ سحر کو
مٹا دیتے ہین جب مین نے تمکو غشی کی حالت مین دیکھا اور ہتھیار الگ رکھے دیکھے تو مین تمکو اٹھا لائی
یہ ماجرا سنکر عادل کیوان شکوہ نے دل مین خیال کیا کہ یہ تو برا ہوا اب اگر اس لکا سے بگاڑ رکھتا
ہون تو یہ ساحرہ ہے اسیر کریگی اور وصل اسکا شیطان کی متابعت کرتا ہے بغیر فریب کے کام چلیگا
یہ سوچکر عادل کیوان شکوہ نے فرمایا کہ اے ملکہ تیری صورت تو صنم گلعذار سے بھی اچھی ہے اگر
تو ظاہر بظاہر مجھسے ملتی تو کیا مین قبول نکرتا اُسنے کہا کہ مجھے یہ امید نہ تھی ورنہ مین تمکو ایسی حالت
سے چھڑا کے کیون لاتی اُسیوقت اک ایسا سحر کرتی کہ تم بدیع الملک کو اٹھا لیتے اور اگر مجھے خوش
رکھوگے تو صاحبقران کیا خداوند جادو تمھی ہو عادل نے دل مین کہا استغفر اللہ اور بظاہر مہران جادو
کے نہایت شکرگذار ہوے اور فرمایا کہ قسمت سے تم مجکو ملگئین مگر اسکا ابھی نشہ کم ہے کچھ دیر
شغل شراب ہو پھر دیکھا جائیگا۔ مہران جادو نے صراحی اور جام آگے بڑھا دیا عادل نے جام بھر بھر
کے مہران جادو کو پلانا شروع کیے یہ مکارہ ایسی بلانوش تھی کہ انکار جانتی ہی نہ تھی آخر اسقدر بیخود
ہوئی کہ بیہوش ہوگئی اُسوقت عادل نے ادھر اُدھر دیکھا کہ کوئی انیس جلیس مصاحب اسکے تو
یہان موجود نہین ہین دیکھا کہ اور تو کوئی نہین ہے لیکن اک قفس لٹک رہا ہے اسمین سے اک قمری
دیکھ رہی ہے اور مایوسی کے ساتھ بیٹھی ہوئی ہے۔ بس عادل کیوان شکوہ نے باطمینان تمام گلا
مہران جادو کا دبا کر مار ڈالا مرتے ہی مہران جادو کے تاریکی چھاگئی اور آوازین دار و گیر کی بلند ہوئین
سارا قصر معہ اُن چیزون کے نظرون سے غائب ہوگیا باغ آتش بہار نظر آنے لگا بڑی دیر تک اک مینہ
برس رہا آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من مہران جادو بود حیف مردیم و جان دادیم مطلب
بمقصود نرسیدیم۔ اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا عادل کیوان شکوہ نے کہ وہ باغ ہے نہ قصر ہے نہ وہ
مجمع عورتون کا ہے کچھ سر کٹے پڑے ہوے ہین اُنپر پیلا پیلا اور زنگاری سوت لپٹا ہوا ہے
اور کچھ تیلیان کاغذ کی ہوا مین ادھر سے اُدھر اُڑتی پھرتی ہین اور لاش اک ساحرہ مہیب
کی پڑی ہوئی ہے کہ بھوت سی بھبوت بھرا ہے روئی جیسے کی سی لونی کندہ دوزخ بڑی بھاری
ہے دو دو دانت بڑے بڑے منھ سے نکلے ہوے ہین جنکا ایک ایک سرا ٹھڈی پر رکھا ہوا ہے
گیہوان رنگ ہے تمام جسم پر جھریان پڑی ہوئی ہین کوئی گیارہ سو برس کا سن ہے یہ دیکھا عادل کیوان شکوہ کو
بہت کراہت آئی اک ٹھوکر مار کے چلنے کا قصد کیا تھا کہ صداے فریاد کان مین آئی۔ پھر کے
دیکھا تو قفس مین سے آواز آ رہی ہے کہ اے شہریار سبحان اللہ ساحرہ کو خوب ترکیب سے
مارا مگر ہمکو اسی بلا مین گرفتار چھوڑے جاتے ہو۔ دیکھا کہ جس قفس مین قمری تھی اسمین اک
جن بیٹھا ہوا ہے اور فریاد کر رہا ہے۔ عادل کیوان شکوہ سمجھے کہ یہ معلوم ہوتا ہے اس ساحرہ کی قید مین
تھا اسی لگاوٹ سے اسکو بھی قمری بنا کر قفس مین بند کر رکھا تھا بس جلدی سے قفس کو توڑا اور اس
جن کو قید سے رہا کیا جن ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑا ہوگیا اور عرض کی کہ اے شہریار مین بھی مسلمان
ہون مگر اس ساحرہ کے دام مکر مین گرفتار ہوگیا تھا۔ مجھسے بھی آپ ہی کی طرح طالب وصال ہوئی تھی

میں نے انکار کیا تھا اُسکے عوض میں اُسنے مجھے قید کر رکھا تھا مگر آپ نے جب ترکیب کی اُسکو مارا
نام میرا سمیع جنی ہی اب میں جب تک زندہ ہوں خدمت سے باہر نہیں ہوں جو حکم ہو اُسے بجا لاؤں
کہ آپکا آزاد کردہ ہوں۔ یہ سُنکر عادل کیوان شکوہ نہایت خوش ہوے کہ یہ بھی مسلمان ہی فرمایا کہ اول
تو یہ بتاؤ کہ یہاں سے کہاں چلیں جو رات آرام سے بسر ہو۔ سمیع جنی نے عرض کی کہ یہاں سے قریب
بیابان بادگرد ہی وہاں اک درویش رہتے ہیں سال بھر بعد دروازہ حجرے کا کھلتا ہی دن بھر میں
جو جسے پوچھنا ہوتا ہی وہ جا کر پوچھتا ہی شام کو پھر حجرہ بند ہوتا ہی اور دروازہ تک نظروں سے ناپید
ہو جاتا ہی حجرے سے قریب اک میل نصب ہی میں نے پوچھا تھا کہ یہ میل کیسا نصب ہی تو اُنھوں نے
ارشاد کیا تھا کہ تجھے ان امور کے دریافت کرنے سے کیا جو اپنے لیے پوچھنا ہو وہ پوچھ میں نے اپنے
آیندہ کے حالات دریافت کیے تھے تو اُنھوں نے فرمایا تھا کہ فلاں سال اک ساحرہ کے دام مکر میں
پھنس جائیگا اور بعد چند روز کے اک شخص آکر اُس ساحرہ کو مار ڈالیگا اور تجھے رہا کریگا تو اُسکے جادۂ طاعت
سے باہر قدم نہ رکھنا اُس شخص کی بدولت تو رتبۂ اعلیٰ کو پہونچیگا کہ وہ صاحبقران زمانہ ہی اور فتاح طلسم
اسرار باطنی ہی جس روز تو رہا ہوتا اُسی دن اسکو اپنے ساتھ لیے ہوے میرے پاس آنا اور جو کچھ میں
کہوں اُسپر کاربند ہونا لہذا اے شہریار عالیوقار اب درویش حجلہ نشین کے پاس چلیے میں زبانی
درویش کے آپکو بشارت دیتا ہوں کہ آپ فتاح نطاق باطن ہیں یہ سُنکر ہمراہ سمیع جنی کے چلے اور
انکو بھی پہونچنا بیابان بادگرد میں اور میل کا اکھڑ لینا اور [illegible] نصب سے دیووں کا نکلنا یاد آگیا
فرمایا کہ اے سمیع جنی مجھسے بھی ان درویش سے ملاقات ہو چکی ہی اگرچہ قصد میرا بیابان گرد باد کیطرف
جانے کا تھا وہاں بدیع الملک سے اور مجھ سے فیصلہ صاحبقرانی کا جھگڑا نا تمام چھوٹ گیا تھا
مگر اب میں بغیر درویش سے ملے ہوے نہ جاؤنگا۔ سمیع جنی عادل کیوان شکوہ کو لیے ہوے
بیابان بادگرد کی مسافت طی کر کے اُسی میل اور حجرے کے قریب پہونچا دیکھا تو دروازہ حجرے کا
کھلا ہوا ہی اور درویش کے آگے دسترخوان چنا ہوا ہی گویا انتظار میں بیٹھے ہیں جیسے ہی عادل کیوان شکوہ
کی نظر شاہ صاحب سے دوچار ہوئی شاہ صاحب براے تعظیم اُٹھے اور عادل کیوان شکوہ کو مسند زریں
پر بٹھایا اور سمیع جنی کو بھی برابر شاہزادہ کے بٹھا کر خود بھی شریک ہوے اک خادم نے ہاتھ دھلائے
شاہ صاحب نے کہا کہ بسم اللہ آج دعوت فقیر کی قبول ہو عادل نے ہمراہ سمیع جنی اور شاہ صاحب
کے کھانا کھایا نماز پڑھی اور حسب ہدایت شاہ صاحب آرام فرمایا جب صبح کو بیدار ہوے تو حوائج
ضروری سے فراغ حاصل کرنے کے بعد جب شاہ صاحب پاس آکے بیٹھے تو درویش زاہد حجلہ نشین
نے فرمایا کہ اب وقت فتاحی نطاق باطن کا آگیا۔ عادل کیوان شکوہ نے کہا کہ پھر اب اجازت دیجیے
تو جاکر اس میل کو اُکھاڑوں کہ دہنۂ نقب یہی ہی۔ زاہد حجلہ نشین نے کہا کہ پہلے حصول لوح کی تدبیر
چاہیے بعد اسکے اختیار ہی جو لوح حکم دے وہ کرو اور حصول لوح کے واسطے اک مرحلۂ عظیم کا سامنا
ہی اگر وہ سختی تم سے ہو سکے اور سمیع جنی مدد دینے کا وعدہ کرے تو ممکن ہی ورنہ غیر ممکن ہی سمیع جنی
نے عرض کی کہ یہ میرے محسن ہیں میں ہر طرح انکی خدمت کے واسطے موجود ہوں زاہد حجلہ نشین نے
کہا کہ اے سمیع جنی تیری خالہ زاد بہن جسکا نام ملیحہ خاتون ہی کسی صورت سے اُسکے ساتھ عقد
عادل کیوان شکوہ کا کرا دے اسکے بعد انکو یہ چاہیے کہ تخت کی رات کو شب ماتم بنائیں عروس کو
اسطرح ہاتھ لگائیں کہ اُسکے چہار دہ سالہ تصویر کو صفحۂ ہستی سے مٹائیں تو لوح پائیں بانیان طلسم نے

یہ قیامت کی ہی کہ نہین معلوم کسطرح لوح کو دماغ مین صبیحہ خاتون کے محفوظ کیا ہی جسوقت سر کے اوپر کی ہڈی
تراشی جائیگی تو لوح برامد ہوگی اس تعب کی وہ متحمل نہو سکیگی اور جان بحق تسلیم ہو جائیگی۔ یہ سنکر
عادل کو سناٹا سا آگیا اور سمیع جنی بھی خاموش ہوگیا۔ عادل کیوان شکوہ کو متردد دیکھکر زاہد محل
نشین نے کہا کہ یہ محل تردد و تامل نہین ہی اگر ایسا نکروگے تو بہت پچھتاؤگے اسلیئے کہ یہی جملہ
فتاحی طلسم کا ہی اگر اس زمانے مین طلسم نہ ٹوٹا تو قیامت تک ٹوٹنا طلسم کا ممکن نہین ہے اور
اکوان تاجدار دشمن خدا پرستان طلسم باطن مین زندہ موجود ہی یہ زمانہ گردش کے ہی اکوان فوج طلسم
لیکر طلسم سے باہر آئیگا اور خدا پرستون مین سے ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا اُن سب خدا پرستون کے
خون کا بار تمھاری گردن پر ہوگا اگر ایک جان کے تلف ہونے سے لاکھون جانین بچتی ہون تو کچھ
تامل کی بات نہین ہی یہ سنکر سمیع جنی نے کہا کہ اے شہریار ہر چند کہ وہ میری خالہ زاد بہن ہی مگر عقد
کی کوشش مین کرونگا اور بخوشی کہتا ہون کہ آپ اسکا سر چاک کر کے لوح نکال لین اور ایک خون
کر کے لاکھون جانین ان کفار کے ہاتھ سے بچائین۔ عادل نے کہا کیونکر ہو سکتا ہی کہ مین اک بیگناہ
کو قتل کرون یہ ہرگز مذہب اسلام مین جائز نہین ہی زاہد محل نشین نے کہا کہ مجھے اسیقدر معلوم تھا
جس سے مین نے آپ کو آگاہ کیا اب اگر آپ نہین مانتے ہین تو جو آپکے بزرگون کا طریقہ ہی وہ کیجیے
کہ سجادہ طاعت بچھا کر خدا کی طرف رجوع کیجیے شاید کچھ مدد غیبی ہو فرمایا اسکا مضائقہ نہین ہی غرضکہ
عادل نے سجادہ طاعت پر وہ رات عبادت خدا مین گذاری اور رو رو کر دعا کی حالت دعا مین انپر
غنودگی طاری ہوئی دیکھا کہ اک مرد بزرگ ارشاد فرماتے ہین کہ اے صاحبقران رابع ضرور زاہد
محل نشین کے کہنے پر عمل کرو عادل کیوان شکوہ نے پھر یہی کہا کہ مجھسے خون بیگناہ نہ کیا جائیگا۔
اُسوقت مرد بزرگ نے ارشاد کیا کہ اے عادل۔ تمھارا پہلا امتحان استقلال تھا جاؤ وہ عورت تمھاری
دعا سے پھر زندہ ہو جائیگی لیکن تکلیف مرگ اُسکی قسمت مین لکھی ہی تم ضرور اُسے ہلاک کر کے لوح
نکال لو جسوقت یہ خواب دیکھکر عادل کیوان شکوہ کی آنکھ کھلی ہے تو وقت صبح کا تھا انھون نے اٹھکر
وضو کر کے فریضہ سحری کو ادا کیا اور سجدہ شکر بجالائے اتنے مین زاہد محل نشین اور سمیع جنی آئے دیکھا
کہ چہرہ عادل کا نہایت بشاش ہی درویش نے کہا کہ بابا کیا خبر ہی عادل کیوان شکوہ نے فرمایا کہ
بیشک قول آپ کا صحیح ہی یہکہکر اپنا خواب بیان کیا درویش نے پھر کہا کہ اب کام مین تاخیر نکرو
اسی وقت عادل کیوان شکوہ اٹھ کھڑے ہوئے سمیع جنی ساتھ ہوا۔ عادل کیوان شکوہ شاہ صاحب
سے رخصت ہوکر ہمراہ سمیع جنی کے جانب مکان صبیحہ خاتون روانہ ہوے بعد طی مراحل و قطع منازل
جسوقت سمیع جنی مکان پر اپنی خالہ کے پہونچا کنڈی کھٹکھٹائی اور اپنا نام بتایا اسکو صبیحہ خاتون نے
اندر بلالیا اور خواہر زادے کو دیکھکر بہت خوش ہوئی گلے لگایا اور کہا اے فرزند مجھے تو تیری طرف
سے مایوسی ہوگئی تھی سنا تھا کہ تو کسی ساحرہ کی قید مین ہی تو نے کیونکر رہائی پائی سمیع جنی
عرض کی کہ اولاد صاحبقران سے ایک شاہزادہ بھی مہران جادو کے دام تزویر مین گرفتار ہوا تھا
چونکہ خداوند عالم نے ان لوگون کو صاحب اقبال کیا ہی انھون نے اس ساحرہ کو مار کر مجھے رہا کیا
آپ بھی قید سے چھوٹے بلکہ ابھی تک وہ میرے ہمراہ ہین صبیحہ نے کہا کہان ہین سمیع جنی نے
کہا دروازہ پر۔ یہ سنکر وہ بیتابانہ اُٹھی اور کہا کہ انھین اندر بلا لو اور اپنی دختر ملکہ ملیحہ خاتون کو
ہٹا دیا سمیع جنی باہر مکان کے آیا اور عادل کیوان شکوہ کو لیکر مکان مین داخل ہوا صبیحہ خاتون بلا حجاب

ہوئی اور یہ سنکر دعا کی کہ اے شہریار آپکا اقبال زیادہ ہو آپ کی بدولت میرا فرزند مجھسے آکے ملا
یہاں شاہزادہ عادل کی بہت خاطر و مدارات ہوئی ملیحہ خاتون نے بھی پردہ سے عادل کیوان شکوہ
کو جھانک کے دیکھا کہ یہ کون ایسا شخص ہے جسکی اسقدر خاطر اور مدارات ہو رہی ہے چونکہ عالم شباب
ہے اور ابھی تک ملیحہ خاتون ناکتخدا ہے اور شاہزادہ عادل سے خوب و خوش رو جوان کو دیکھا دل
اسکا شاہزادہ پر مائل ہوا اور دل سے دعا کی کہ خداوندا کاش وہ قاتل یہی ہو جسکی خبر میرے باپ
نے دی تھی کہ شوہر اس لڑکی کا اسکا قاتل اور فتاح طلسم ہوگا ایسے کے ہاتھ سے قتل ہونا
بھی منظور ہے ملیحہ خاتون تو دل سے باتیں کر رہی ہیں اور سمیع جنی نے دوسرے روز اپنی خالہ
صبیحہ خاتون سے اپنی بہن کی شادی کا تذکرہ چھیڑا اور بیان کیا کہ جوان لڑکی کا یونہی بیٹھا رہنا
اچھا نہیں ہے صبیحہ خاتون نے کہا کہ بیٹا میں ایسی شادی سے باز آئی جسکا نتیجہ ناشادی و نامرادی ہو
یہ سنکر سمیع جنی نے کہا کہ آپ کیسی باتیں کرتی ہیں کوئی شوہر نیک عورت کو قتل نہیں کرتا اور اگر آپکو
خالو صاحب کے قول کا زیادہ یقین ہے اور اسکا حکم نوشتہ قسمت آپ سمجھتی ہیں تو اگر شادی
نہ بھی کیجئیگا تو وہی ہوگا جو نوشتہ قسمت ہے کوئی نہ کوئی ایسا سبب پیدا ہوگا کہ یہ لڑکی قتل ہو جائیگی
لہذا بہتر و مناسب یہ ہے کہ اچھی جگہ تلاش کرکے عقد کر دیجئے صبیحہ خاتون نے کہا کہ پھر تم بھائی ہو تم
بھی حق ہے تمھیں تزویج کرو۔ سمیع جنی نے عرض کی کہ میرے نزدیک اسی شہریار عالیوقار کے ساتھ
عقد کر دیجئے ایسا داماد جسکو ملے اسکا فخر ہے اور انکی طرف سے یہ بھی امید نہیں ہے کہ یہ اک بیگناہ
کو قتل کرینگے اور وہ بھی عورت مرد نہیں۔ صبیحہ خاتون نے کہا کہ وہ شاہزادے اور شہریار زادے
ہیں غریب کی لڑکی کو کیوں قبول کرنے لگے سمیع جنی نے کہا اسکا میں ذمہ کرتا ہوں کہ اگر میں انسے
عرض کرونگا تو میری عرض کو پذیرا کرینگے کبھی انکار نفرمائینگے صبیحہ خاتون نے کہا کہ اگر ایسا سمجھتے ہو
تو تمھیں اختیار ہے میں دو بول کر دینے کو رضامند ہوں پس یہ سنکر سمیع جنی خدمت میں شاہزادۂ
عادل کیوان شکوہ کے حاضر ہوا اور عرض کی کہ اے شہریار مبارک ہو میں نے اپنی خالہ کو عقد کر دینے
پر راضی کر لیا ہے عادل کیوان شکوہ نے کہا کہ پھر مجھسے ذکر کی کیا ضرورت ہے میں تو اسی جلادی پر کمر
باندھے آیا ہوں جاکر تاریخ بھی مقرر کرلو۔ سمیع جنی اپنی خالہ پاس آیا اور عرض کی کہ شاہزادے
نے عرض اس غلام کی قبول فرمائی بہتر یہ ہے کہ کل کی تاریخ بھی اچھی ہے اور دن بھی جمعہ کا ہے اس سے
بہتر کونسا دن ہوگا کل ہی عقد کر دو صبیحہ خاتون نے منظور کیا اسی وقت سے سامان عقد ہونے لگا
دوسرے روز قاضی کو بلا کر عقد عادل کیوان شکوہ کا ملیحہ خاتون کے ساتھ پڑھ دیا گیا۔ رات کو
نوشاہ اور عروس ایک مکان تنہا میں چھوڑ دیے گئے جسوقت عادل کیوان شکوہ نے صورت
ملیحہ خاتون کی دیکھی محو ہو کے رہ گئے نصف رات گزر گئی کہ عادل صورت دیکھتے رہے عروس
بسبب حجاب کے آنکھیں بند کیے رہی یہانتک کہ سو گئی عادل کیوان شکوہ کبھی صورت اس ماہ
جمال کی دیکھتے تھے کبھی اسکی قسمت پر خیال کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کیونکر میں سر اسکا چاک کروں
جب تھوڑی سی رات رہگئی تو پھر خواب دیکھا اور کسی مرد بزرگ نے پھر سمجھایا کہ جب یہ تمھاری دعا
سے دوبارہ زندہ ہو سکتی ہے تو پھر کیوں سر اسکا چاک کرنے میں تامل کرتے ہو ادھر عروس کو خواب
ہوا کہ خوشا نصیب تیرے کہ تو صاحبقران زمان کی زوجہ ہوئی تجھے چاہیئے کہ جان اپنی شوہر کے نذر
کر یہ فتاح طلسم ہے اسکی دعا خدا مستجاب کریگا اور تو پھر زندہ ہو کر عمر طبعی کو پہونچیگی اب اگر ایسا نہ کریگی

تو بعد چالیس روز کے نہ تو ہوگی نہ تیرا شوہر ہوگا یہ خواب دیکھکر جب عروس بیدار ہوئی تو سینے
آہستہ سے کہا کہ کیون صاحب میرے قتل سے کیون دست بردار ہو جس کام کے واسطے لائے تھے
وہ کرو تمھین اپنی غرض یہانتک لائی میری محبت تمھارے دلمین کیون ہونے لگی۔ عادل کیوان
شکوہ نے فرمایا کہ میرا ہاتھ تیر نہین اٹھتا اور اس جلادی کو کسطرح گوارا کرون۔ عروس نے کہا کہ اگر
ایسا نکروگے تو پچھتاؤ گے کہ چند دن بعد نہ مین ہونگی نہ تم رہوگے ابھی اک مرد مجھکو بشارت دیچکے
ہین۔ یہ سنکر عادل نے بھی عروس سے اپنا خواب بیان کیا اور فرمایا کہ مجھے بھی متواتر ایک
مرد بزرگ نے خبر دی ہی کہ لوح طلسمی اسی عروس کے دماغ مین رکھی ہی جب تک سر اسکا چاک
نکیا جائیگا اسوقت تک لوح کا ہاتھ آنا بسا دشوار ہی اور اگر اندر چالیس روز کے لوح نہ حاصل کی
تو پھر فتح ہونا طلسم کا غیر ممکن ہی اور اکوان تاجدار فوج طلسمی سے آکر نام خدا پرستی کو صفحۂ ہستی
سے مٹا دیگا اور تمھارے خاندان مین کسیکو زندہ نہ چھوڑیگا۔ یہ سنکر عروس نے کہا کہ تم ایک
میرا خیال کرکے تمام زمانے کا خون اپنی گردن پر لیتے ہو مین خوشی سے اپنی جان خدا پرستون پر
نثار کرتی ہون اور اگر تمکو یہ خیال ہی کہ میرے ورثا تم سے تعرض کرینگے تو مین اک رقعہ اپنے ہاتھ سے
لکھے دیتی ہون وہ میری مان اور میرے بھائی کو دکھا دینا۔ یہ کہکر عروس نے قلم دوات طاق پر
سے اٹھاکے اک نوشتہ اس مضمون کا تیار کیا کہ مجھکو خواب مین بشارت ہوئی کہ اپنی جان اپنے
شوہر کے نذر کر بنا بر اُس خواب کی پابندی سے مین نے خوشی سے سر اپنا چاک کرایا ہی لہذا بعد میرے
کوئی وارث میرا میرے شوہر سے تعرض نکرے اسلیے کہ اسمین اُسکی کوئی خطا نہین ہی۔ یہ نوشتہ
جسوقت عروس نے عادل کیوان شکوہ کے ہاتھ مین دیا اور عادل کیوان شکوہ نے اُس نوشتہ کو
پڑھا بے اختیار آنکھون سے آنسو گر پڑے اور مجبوری آمادہ ہوئے عروس سر جھکا کر بیٹھی ادھر اک
باران اشک عروس کی آنکھون سے برس رہا تھا ادھر عادل کا آنسو نہ تھمتا تھا آخر دل کو پتھر کا بنایا
اور بسم اللہ کہکر خنجر سے کاسۂ سر اُتار کر لوح نکال لی اور پھر کاسۂ سر کو سر پر رکھ کے ٹانکے لگا دیے
اور مسہری پر شال کے چادر اُڑھا دی اور سجادۂ طاعت بچھا کر وظیفۂ سحری کو ادا کر رہے تھے کہ حسب
معمول صبح کو اک عورت اندر مکان کے آئی کہ اب عروس کو نوشاہ کے پاس سے علحدہ کر لین منھ
ہاتھ دھلائین کھانا کھلائین یہان آکر دیکھا تو عادل کیوان شکوہ کو مصروف نماز پایا پہلے تو اُس عورت
نے خوش مذاقی کے طور پر کہا کہ میان آج بھی تمھین نماز سے فرصت نملی تو شادی کرنا کیا فرض تھی یہ
سمجھ نہ سکے جواب کون دیتا وہ عورت عروس کے قریب آئی اور شال چہرے سے ہٹایا دیکھا تو عروس
خون مین غرق مردہ پڑی ہوئی ہی بس یہ دیکھتے ہی وہ عورت سر پیٹنے لگی اور کہنے لگی کہ ارے صاحبو
دوڑو یہ ظلم بھی کہین سنا ہی کہ دولھا دولھن کو پہلی رات ذبح کر ڈالے بس یہ آواز سنتے ہی کلیجا تھام کے
مادر عروس بھی اندر مکان کے آئی اپنی دختر کو غرق خون دیکھکر بسبب رنج و تعب کے بیہوش
ہو گئی جب ہوش آیا تو کہنے لگی کہ اس دن کی تو پہلے سے خبر تھی لیکن یہ دشمنی سمیع جنی نے کی کہ مجھ بدنصیب
کو سمجھا کر رضامند کیا مین کیا جانتی تھی کہ یہ میرا بھانجا ہوکر میرے ساتھ دغا کریگا اور دشمن کو دوست
بنا کے گھر مین لائیگا بلاؤ تو سمیع جنی کو اور آکر عادل کیوان شکوہ کا دامن پکڑ لیا اور رو رو کے کہنے لگی کہ
آپ کے خاندان مین ایسا ظلم کبھی کسی نے نہ کیا ہوگا اورون کے واسطے اپنی جان پر کھیل گئے
اور اپنی خواہش سے اورون کی جان نہین لی ہی مگر اپنی جوان لڑکی کو آپ ہی سے لونگی یہ کہتی جاتی تھی

اور روتی جاتی تھی۔ عادل کیوان شکوہ بسبب شرمندگی کے غرق عرق تھے کوئی جواب اچھا برا کچھ نہ دیتے
تھے اور دعا کر رہے تھے کہ خداوندا تو مجھے اس شرمندگی سے نجات دے جب تین خواب متواتر ہوئے
ہیں تو میں نے سر چاک کرکے لوح نکالی ہے ورنہ میں اس حرکت پر رضامند ہی نہ ہوتا تھا ادھر سمیع جنی
کو معلوم ہوا یہ بھی اندر مکان کے آیا اس ارادے سے کہ ایسا نہ ہو یہ لوگ شاہزادے سے بے ادبی
پیش آئیں تو میں بھی جلکر شاہزادے کی خرکت کروں یہاں دیکھا کہ خالہ صاحبہ دامن شاہزادے کا
نہیں چھوڑتی ہیں اور لب پر یہی کلمہ جاری ہے کہ میں اپنی دختر کو آپ سے لونگی کیا میں نے اسی دن کے
لیے پالا تھا اور اسی واسطے آپ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا تھا۔ اسکی باتوں پر سننے والوں کے دل ٹکڑے
ٹکڑے ہوتے تھے اور عادل کیوان شکوہ سر جھکائے سکوت کی حالت میں بس رہے تھے کوئی
جواب نہ دیتے تھے کہ سمیع جنی قریب آیا اور عرض کی کہ اے شہریار یہ تو سر نوشت تھی جو پیش آئی آپ
آپ اپنے کام میں کیوں عرصہ کرتے ہیں۔ اور اپنی خالہ سے کہا کہ بس اب زیادہ نہ پریشان کرو ایک تمھارا
گھر بے چراغ ہونے سے سیکڑوں گھر بربادی سے بچینگے ورنہ خاندان صاحبقران بے چراغ ہو جاتا
خداوند عالم اسکا نعم البدل تمکو عنایت کریگا۔ اگر یہ لڑکی ہزار برس بھی زندہ رہتی پھر ایک دن مرنا
ضرور تھا اسکی موت سے اسکو رستگاری ہے آج وہ کل ہماری باری ہے + عادل کیوان شکوہ
نے فرمایا اے سمیع جنی ہرچند کہ درویش حجلہ نشین نے بھی یہ خبر دی تھی کہ اگر ایسا نکروگے تو خاندان
تمھارا برباد ہو جائیگا مگر میں ہرگز اس بیگناہ کا خون اپنے سر نہ لیتا مگر خواب میں مجھے اک مرد بزرگ نے
بشارت بھی دی تھی کہ عروس پھر زندہ ہو جائیگی لہذا منھ عروس کا ڈھانک دو میں دعا کرتا ہوں
اگر خواب میرا سچا تھا تو ابھی عروس اٹھ بیٹھے گی یہ سنکر ماں نے ملیحہ خاتون کی دامن چھوڑ دیا
اور دوڑ کر دوشالے کا کونا منھ پر عروس کے ڈال دیا اور عرض کی کہ اے شہریار آپ دعا کریں ضرور
دعا آپکی مستجاب ہوگی اسلیے کہ آپ صاحبقران غازی ہیں یہ سنکر عادل کیوان شکوہ نے دست مناجات
بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور عرض کرنے لگے کہ اے کس بیکسان اے دادرس غریبان اے
مردہ کرنے والے زندوں کے اور اے زندہ کرنے والے مردوں کے تو خوب آگاہ ہے کہ میں نے
ہوس ملک و مال میں اس عورت کی جان نہیں لی ہے بلکہ جب تین بار مجکو خواب میں تاکید ہوئی اور
یہ بھی معلوم ہو گیا کہ دعا سے میری زبان ناپاک کے یہ عورت پھر زندہ ہو گی تو میں نے سر اسکا لوح
نکالنے کی غرض سے چاک کیا مار ڈالنے کا قصد بھی نہ تھا لہذا میرے حال پر رحم کر اور اس عورت
کو زندہ کر دے کہ میں عزیزوں سے اسکے شرمندہ ہوتا ہوں یہ دعا کر کے سربسجدہ ہوئے اور اسقدر
روئے کہ بیہوش ہو گئے جب ہوشیار ہوئے تو فرمایا کہ مجھے خواب میں معلوم ہوا کہ عروس زندہ ہو گئی
ہے اب چادر اچہرہ سے عروس کے ہٹاؤ بس یہ سنکر صبیحہ خاتون نے دوشالہ منھ سے ہٹا دیا عروس
نے انگڑائی لی اور اٹھ بیٹھی صبیحہ خاتون گلے سے لگا کر رونے لگی اور کہا کہ تم کیسی ہو ملیحہ خاتون سے
نے عرض کی کہ میں اک باغ میں تھی اک عورت نے کہا کہ جاؤ تمھارے عزیز تمکو یاد کرتے ہیں میں
باغ سے چلی جسوقت دروازہ باغ سے قدم باہر نکالا آنکھ میری کھل گئی یہ آپ لوگ روتے بیٹھے
کیوں ہیں صبیحہ خاتون نے کہا تم مر چکی تھیں اس شہریار عالیوقار کی دعا سے زندہ ہوئی ہو ملیحہ خاتون
نے عرض کی کہ آپ نے کیوں انھیں اسقدر پریشان کیا میں نے تو خوشی اپنی جان خاندان صاحبقران
پر نثار کی ہے اور اپنی رضامندی کا اک دستخط بھی لکھکر دیدیا تھا یہ اسکا صلہ تھا کہ جسوقت میرے سر

ترا شا گیا ہی تو ذرا سی تکلیف محسوس نہوئی اُسکے بعد بیہوشی سی ہوگئی تھی اور مین اک باغ مین پہونچ گئی
تھی کہ ایسا باغ آجتک میری نظر سے نگذرا تھا نہ ایسے لوگ دیکھے تھے جو اس باغ مین مجھے چلتے پھرتے
نظر آئے نہ ایسی حسین کنیزین دیکھیں جو میری خدمت کو وہان موجود تھیں آپ لوگون نے یہان بلا کر مجھے
پھر تکلیف مین ڈالا اور یہ شہریار عالیمقدار میرا قتل کسی طرح منظور نکرتا تھا جب مین نے خود خواہش قتل
ظاہر کی ہی تو انھون نے بمشکل قبول کیا ہی۔ الغرض عادل کیوان شکوہ نے فرمایا کہ اب مین برائے
فتاحی طلسم جاتا ہون ایکدم اس مقام پر ٹھہرنا بیکار ہی صبیحہ خاتون نے روکا مگر شاہزادہ نے نہ مانا
اور اُٹھ کھڑے ہوے۔ سمیع جنی نے ساتھ چلنے کا قصد کیا شاہزادہ نے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ یہ
موقع طلسم کا ہی اس مقام پر میرا تنہا جانا مناسب ہی اسلیے کہ میری حفاظت کرنے والی میری لوح میرے
پاس ہی تمھاری حفاظت کون کریگا۔ مجبوراً سمیع جنی خاموش ہو رہا اور عادل کیوان شکوہ کمر کو محکم
باندھکر مکان سمیع جنی سے نکلکر چلے تھے کہ اک چشمۂ آب نظر آیا جسپر ہزارہا طائرون کا ہجوم تھا
آپس مین وہ سب خوش فعلیان کر رہے تھے اتنے مین اک طائر مثل انسانون کے گویا ہوا کہ کیا ہنستے
ہو اب رونے کا زمانہ قریب ہی کل ہمنے خبر پائی ہی کہ فتاح طلسم آنے والا ہی اور سلسلہ لوح کا اُسے معلوم
ہوگیا اگر لوح اُسے ملگئی تو پھر ہم تم کہان۔ ایک نے جواب دیا کہ لوح پائیگا تو کیا ہوگا اسلیے کہ خون بخش جس
ہی ادھر لوح ایسے مقام پر تھی کہ آلودہ خون ضرور ہوگئی ہوگی جبتک لوح دھوئی نجاسے کوئی حرف
دیکھتی ہی اس طائر اول نے کہا کہ جب اُسنے لوح کو ڈھونڈھ نکالا اور قسمت مین اُسکے طلسم فتح کرنا ہی
تو اُسنے اس مقام پر آکے لوح کا دھونا کونسا دشوار امر ہی۔ طائر دوم نے کہا تو بڑا بیوقوف ہی ایسی باتین
چلاکے بیان کرتا ہی اگر فتاح طلسم لوح پاگیا تو اُسے یہ کیا معلوم کہ لوح کہان دھونا چاہیے تم تو اُنکی
جان کے آپ دشمن ہوکر راز طلسمی بیان کرتے ہو اور در و دیوار ہم گوش دارد ایسا نہو وہ سنتا ہو یا کوئی
اُس سے کہدے۔ طائر اول نے کہا کہ احمق کیا ہی ابھی مین نے کہدیا تھا کہ لوح فلان مقام پر ہے
جسطرح اُسے لوح کا پتا ملگیا ممکن ہی کہ کسی ذریعہ سے یہ بات بھی معلوم ہوجاے کہ لوح کو فلان
مقام پر دھونا چاہیے۔ یہ باتین کرکے وہ طائر اُڑے اور ایک جانب روانہ ہوگئے مگر تمام باتین طائرون
کی عادل کیوان شکوہ نے سنین بس یہ جلدی سے لوح کو لیے ہوے کنارے چشمۂ آب کے آئے
اور بسم اللہ کہکر لوح کو دھویا دھوتے ہی لوح کے تمام لوح روشن و منور ہوگئی۔ عادل نے لوح
غور سے ملاحظہ فرمایا تو لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم و سیاح عجائبات باطنی تجھے لازم ہی کہ یہان سے
داہنی جانب روانہ ہو پہر بھر کے بعد تو اک صحرا مین پہونچیگا کہ تمام صحرا تجھکو دھوان دھار نظر آئیگا تو
اسی لوح کی روشنی مین آگے بڑھنا اندر اُس تاریکی کے اک مکان ملیگا کہ اندر مکان کے اک شخص بیٹھا
ہوا ہوگا تو اُسکے قریب جانا وہ تجھے متعجب ہوکے دیکھیگا کہ یہ شخص یہان تک کیونکر پہونچ گیا نام اُسکا
قفنس جادو ہی وہ تجھے دیکھتے ہی بانسری بجائیگا آواز بانسری کے پتھر کے پتلے ناچنے لگینگے
تو سیاہ پتلے کو اُٹھا کر قفنس جادو پہ کھینچ مارنا قفنس جادو جل کے خاک ہوجائیگا۔ پھر لوح کو دیکھکر
آگے بڑھنے کا قصد کرنا۔ یہ مضمون ملاحظہ فرما کر شاہزادہ عادل کیوان شکوہ اپنے داہنے ہاتھ کی طرف
مڑے اور تکیہ مدد پروردگار پر کرکے ایک جانب روانہ ہوگئے پہر بھر کی رہروی مین اک صحرا نظر آیا یہ
معلوم ہوتا تھا کہ گہرا ابر چھا رہا ہی شجر و حجر دشت و در سب تاریک معلوم ہوتے تھے عادل کیوان شکوہ
نے عکس لوح کا ڈالا اُس تاریکی مین روشنی پیدا ہوئی اور راستہ معلوم ہونے لگا عادل کیوان شکوہ

اسی راستے پر قدم اُٹھائے ہوئے چلے جاتے تھے جاتے جاتے قریب اک مکان کے پہونچے دروازہ
مکان کا کھلا ہوا تھا۔ عادل نے اندر مکان کے بے تکلف قدم رکھا دیکھا تو فی الحقیقت اک شخص
بانسری لیے بیٹھا ہے گرد اُسکے بچھ کے پتلے بہت سے کھڑے ہوئے ہیں بس جیسے ہی نظر اسکی ادہر
پڑی پوچھا کہ او ظالم تو اس مقام تک کیونکر پہونچا پہلے تو میں بیرون طلسم جا کر لوگوں کو طلسم میں پھنسا
کر دام مکر میں لاتا تھا اسی کام پر ناظم دربند غبار سیہ تاب جادو کی طرف سے مامور تھا لیکن
جیسے زمانہ بربادی طلسم کا آیا اور تمام طلسم میں شورش پھیلی تو میں نے بھی بخوف فتاح طلسم قلعہ
کے باہر قدم نکالنا حرام سمجھ لیا یہ مقام وہ ہے کہ یہاں تک کوئی آ نہیں سکتا پھر تو کیونکر پہونچا۔ یہ سنکر
ارشاد کیا کہ میں فتاح طلسم ہوں اور تیری سرکوبی کو آیا ہوں بس یہ سنتے ہی اُسنے بانسری بجانا شروع
کر دیا اِدہر تو بانسری بجی اُدہر پتلوں نے ناچنا شروع کیا یہ اور قریب چلے گئے اُن پتلوں میں
اک سیاہ پتلا خوب ناچ رہا تھا بس عادل کیوان شکوہ نے کہا کہ شاہ صاحب آپ تو خوب پتلے نچاتے
ہیں یہ کہکر اُس سیاہ پتلے کا بازو پکڑ کے اٹھا لیا اور ققنس جادو پر کھینچ مارا تو پتلا گرد ہو کر شعلہ بنکر
ققنس جادو پر گرا اور ققنس جادو شعلہ بنکر اور پتلوں پر گرا سب کو جلا کر خاک کیا کچھ دیر تک
آوازیں گیرودار کی آئیں آخر صدا پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من ققنس جادو بود حیف مردیم و ناداد و
مطلب بود نرسیدم۔ لیکن دیکھا تو تاریکی اُسی طرح قایم ہے اور لوح مانند مشعلہ کے ضوریز ہے عادل
کیوان شکوہ نے ہر چند غور کیا کہ کچھ حروف نظر آئیں لوح نے کوئی خبر نہ دی اب یہ حیران ہیں کہ کسطرف جاؤں
کیا کروں یکایک آواز سم مرکب کان میں آئی اور ایک گھوڑا ساز و براق سے آراستہ پیدا ہوا۔ عادل کیوان شکوہ
نے گھوڑے کی باگ پر ہاتھ ڈالدیا اور پشت پر اسکی سوار ہو لیے مرکب انکو بھی لیکے بھاگا اور جاتے جاتے اسی
تاریکی میں اک قلعہ کے قریب پہونچا۔ عادل کیوان شکوہ نے پھر لوح کو دیکھا تو حرف ظاہر ہوئے لکھا تھا کہ اے
فتاح طلسم جسوقت مرکب طلسمی تمکو قلعہ کے قریب پہونچائے تو تمکو چاہیے کہ مرکب سے کود پڑو ورنہ یہ تمکو لیے ہوئے
خندق میں جا پڑیگا اور تم جلکر خاک ہو جاؤگے جسوقت تم پشت مرکب سے علحدہ ہو گے اُسوقت مرکب خود خندق
میں جا پڑیگا اور جلیگا اہل قلعہ خوش ہو کر دروازہ قلعہ کا کھول دینگے اور آپس میں کہنے لگینگے کہ فتاح طلسم ہمارے
حملے پر آ کے مارا پڑا۔ اُسوقت تمکو چاہیے کہ کسی درخت کی آڑ میں چھپے کھڑے رہو جسوقت سواری حاکم
مرحلہ کی قلعہ کے باہر آئے تو فلاں اسم گیارہ مرتبہ پڑھ کر پیکان تیر پر دم کرو اور ایسا تیر مارو کہ پیشانی
پر لگے پڑے اگر تیر نے خطا کی تو تم خود نشانہ تیر قضا ہو گے یہ دیکھکر عادل کیوان شکوہ مرکب سے
کود پڑے مرکب جست کر کے خندق میں جا رہا اور خندق سے شعلہ بلند ہوا اہل قلعہ نے شور کیا کہ وہ
مارا فتاح طلسم کو بڑا گھمنڈ لوح پر تھا لوح نے کیا بنا لیا یہ شور کرتے ہوئے اہل قلعہ قلعہ کے
باہر آنے لگے دروازہ قلعہ کا کھل گیا آخر میں سوار غبار سیہ تاب جادو کے نمودار ہوئے غبار سیہ تاب
جادو اک اژدر آتش فشاں پر سوار قلعہ سے نکلا دہن سے اژدر کے شعلے نکل رہے تھے اور بال
غبار سیہ تاب جادو کے فتیلہ فتیلہ چھوٹے ہوئے تھے بت شانے سے کہنی تک بندھے ہوئے
اُسکے پر تلک دیا ہوا تھا جیسے ہی نظر عادل کیوان شکوہ کی غبار سیہ تاب جادو پر پڑی جلدی سے
تیر ترکش سے کمان نشانے سے لیکر اسم کو پیکان تیر پر دم کر کے تیر مارا تو تمام ساحر خوشیاں مناتے
بادشاہ پر سے زر نثار کرتے چلے آتے تھے اور غبار سیہ تاب جادو خوش تھا یا تیر جو آ کر پیشانی پر
بیٹھتا ہی تو توڑ کر پیشانی کو پار گزر گیا بجائے خون زخم سے شعلہ نکلا اور نکلکر غبار سیہ تاب جادو کے

گرا کہ اُسکو ہمہ تن شعلہ بنا دیا اور اب یہ شعلہ تمام فوج پر گرا جتنے ساحر تھے جلکر خاک ہوئے اور وہ تاریکی
جو چھائی ہوئی تھی دھوان بنکر منتشر ہوگئی اور اک آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من غبار سیہ تاب جادو
بود خیف مردیم و جان ندادیم و مطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ قلعہ اُسی طرح قائم ہی
معلوم ہوا کہ یہ عمارت سحر کی نہ تھی بلکہ اور بہت سی عمارتین جو اسکے پیشتر نہ معلوم ہوتی تھین نظر آرہی
ہین عادل کیوان شکوہ داخل قلعہ ہوئے اہالیان قلعہ حاضر ہوئے اور انھون نے عرض کی کہ اے
شہریار ہم ابھی اطاعت ظاہری نہین اختیار کر سکتے اسلیے کہ جناب بادشاہ طلسم نہ مارا جائیگا اُسوقت
تک نہین معلوم کتنے انقلابات آئینگے اور ابھی پہلا مرحلہ شبخونون کا آپ کو جھیلنا پڑیگا اُس طلسم
باطن کے ہر مرحلے پر اکوان تاجدار بادشاہ طلسم ظاہر کی اک تصویر فوج طلسمی سے آکر حملہ کریگی جب
آپ اکوان کو مارین تو سمجھین کہ مرحلہ فتح ہوا ابھی اُس مرحلہ کا فتح ہونا نہونا سب برابر ہی۔ یہ سنکر
عادل کیوان شکوہ نے لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ آج شب کو اکوان تاجدار شبخون کے ارادے
سے آئیگا تمکو چاہیے کہ آج ہی دن بھر مین جاکر دیو ہفت سر کو مارو اور اُسکی ران چاک کرکے تیغہ
قتل اکوان نکالو تو اکوان قتل ہوگا ورنہ مارا جانا اُسکا غیر ممکن ہی۔ یہ دیکھکر عادل کیوان شکوہ نے
اُن لوگون سے دریافت کیا کہ دیو ہفت سر کہان رہتا ہی اُنھون نے بیان کیا کہ یہ تو معلوم نہین کہ
وہ دیو کہان رہتا ہی لیکن یہان سے قریب اک بیابان ہی اُسمین اک مکان نہایت بلند بنا ہوا ہی
وہان وہ دیو دن بھر مین ایک مرتبہ کسی وقت آجاتا ہی فرمایا کہ کوئی میرے ساتھ چلکر بتا اُس بیابان
کا پتا دے اُنھون نے کہا کہ اے شہریار بسبب خوف دیو کے ہم مین سے کوئی نہ جائیگا اسلیے
کہ اگر کوئی بھولا بھٹکا اُدھر نکل جاتا ہی تو وہ دیو اُسکو کھا لیتا ہی یہان تو بسبب خوف غبار سیہ تاب
جادو کے نہ آتا تھا اب یقین ہی کہ یہان بھی عافیت ہماری تنگ کریگا فرمایا کہ مین اُسکے قتل کے
ارادہ سے جاتا ہون تم مین سے جو میرے ساتھ چلیگا اُسکو مطلق گزند نہ پہونچیگا اُن لوگون
مین سے ایک شخص تھا کہ وہ رضامند ہوا اور عرض کی کہ مین ہمراہ چلنے کو موجود ہون عادل کیوان شکوہ
نے اُسکو ہمراہ لیا اور طرف بیابان کے روانہ ہوئے چلتے چلتے اُس بیابان مین پہونچے
دیکھا کہ اک مکان عظیم الشان بنا ہوا ہی مہتابی پر اُسکے ایک زن حسینہ کھڑی ہوئی ہی دیو زیر مکان
کھڑا ہی مگر سر دیو کا مہتابی کے پاس ہی دیو اُس سے باتین کر رہا ہی دیو بار بار کہتا ہی کہ آج
روز آخر ہی اگر آج بھی کوئی تیرا پرسان حال نہ آیا تو کل مجھے تیرا اختیار ہی۔ وہ شاہزادی رو رو
کر کہہ رہی ہی کہ مین جو اقرار تم سے کر چکی ہون اُسکی پابند ہون اب تو آج شام تک مجھکو تنہا چھوڑ دے
کل صبح سے مجھکو اختیار ہی۔ یہ باتین سنکر عادل کیوان شکوہ آگے بڑھے اور لوح کو ملاحظہ کیا لوح
نے کوئی خبر نہ دی معلوم ہوا کہ یہ کارخانہ سحر کا نہین ہی بس آگے بڑھکر اُس دیو کو للکارا کہ او ملعون
ادھر دیکھ کہ اجل تیری آگئی بس دیو نے پلٹ کر دیکھا کہ یہ آواز کہان سے آئی نظر جو دیو کی
عادل کیوان شکوہ پر پڑی قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا کہ آج خداوند ابلیس بہت مہربان ہی کہ گھر
بیٹھے کھانے کو بھیجدیا آ اور میرے منھ مین کود پڑ۔ یہ کہکر منھ غار سا کھول کے آنکھین بند کرلین
عادل کیوان شکوہ نے اک پتھر اُٹھا کر دہن مین دیو کے ڈال دیا دیو نے منھ مارا دانت دیو کا
پتھر پر پڑا دانت مین ضرب آئی خون جاری ہوا پتھر منھ سے اُگل دیا اور کہا کہ معلوم ہوا تو لقمہ نرم
نہین بلکہ لقمہ سخت ہی خیر کہان جائیگا میرے ہاتھ سے بچکر یہ کہکر اسنے جو وہ ہاتھون مین چوکی

حربے سنبھالکر عادل کیوان شکوہ پر وار کیا۔ عادل کیوان شکوہ نے بیٹھکر ایسا بالٹ کا ہاتھ مارا کہ
دونون پاؤن دیو کے قلم ہو گئے اور وہ مانند مینارے کے گرا اور تڑپنے لگا دونون پاؤن سے فوارے
خون کے جاری ہوئے غرضکہ پھڑک پھڑک کے دیو مر گیا اب عادل کیوان شکوہ نے ران اُسکی
چاک کر کے تیغہ نکالکر کمر مین رکھا اور چلنے کا قصد کیا تھا کہ کوٹھے پر سے آواز آئی کہ او بیوفا مجھے کیا یہین
بند مکان مین چھوڑ جائیگا۔ بس یہ آواز سنتے ہی انھون نے پلٹ کے دیکھا تو اک آفتاب خاور لب بام
جلوہ گر پایا۔ فرمایا کہ اے گل باغ حسن تو کس چمن کی بسنے والی ہو یہان کیونکر آئی اور اب کہان جا
چاہتی ہو اُسنے عرض کی کہ اندر مکان کے آئیے تو آپ سے باتین کرون۔ عادل نے لوح کو دیکھا لکھا
تھا کہ یہ دختر ہے بادشاہ طلسم اسرار باطنی کی جو اصل بادشاہ اس طلسم کا ہے نام اُسکا اسرار روشنفیر ہے
ضحاک مار گزیدہ اُسکا سالار لشکر تھا اُسنے ارکین دولت سے سازش کر کے اُسے قید کر دیا اور آپ
بادشاہ بن بیٹھا یہ لڑکی دختر ہے اسرار روشنفیر کی بعد قید ہونے اسرار روشنفیر کے ضحاک مار گزیدہ
جادو نے اسکی خواہش ظاہر کی اُس باعصمت نے انکار کیا ضحاک ظالم نے اسکو دیو کے سپرد کر دیا
تھا اگر تم اسکے ساتھ ہمدردی کروگے تو آیندہ اسکی وجہ سے بڑی مدد ملیگی۔ یہ دیکھکر شاہزادہ عادل
داخل مکان ہوئے دیکھا کہ مکان مین اسباب ضروریات موجود ہین اور چند کنیزین بھی ہین۔ ملکہ
برائے پیشوائی آئی اور بیجا کر جائے نفیس پر بٹھایا اور خود بھی سامنے بیٹھ گئی۔ عرض کی کہ آپ کون ہین
اپنے اسم مبارک سے آگاہ فرمائیے ارشاد کیا کہ مجھکو عادل کیوان شکوہ کہتے ہین۔ یہ سنکر اُس نازنین
نے کہا کہ مذہب آپکا کیا ہے فرمایا کہ مین دین اسلام رکھتا ہون اُس نازنین نے کہا کہ بیشک خواب میرا
صحیح تھا اے شہریار مین بادشاہ سابق طلسم کی دختر ہون اک وقت تھا کہ یہ ضحاک ظالم جو اب
بادشاہ ہے میرے دروازے کا کتا تھا اب وہ وقت آیا کہ اُسنے باپ کو میرے دریائے ریگ روان
مین قید کیا آپ بادشاہ بن بیٹھا ہماری یہ قدر کی کہ اس دیو کے سپرد کر دیا جسے آپنے مارا جب مین
زیادہ مضطر و حیران ہوئی تو مین نے دعا کی دعا میری مستجاب ہوئی اک مرد بزرگ نے خواب مین
آکر ارشاد فرمایا کہ تو پریشان نہو چند زمانے مین اک شاہزادہ اولاد صاحبقران اول سے اس طرف
آئیگا وہ تجھکو قید سے رہا کریگا اور تیرے باپ کو بھی زندان مصیبت سے چھڑائیگا جب [illegible] اسلام
ہوگا اور ایک بات اُنھون نے اور ارشاد کی ہے اُسے مین بیان نہین کر سکتی۔ شاہزادہ عادل نے
ارشاد کیا کہ وہ مجھسے سنو کہ عقد بھی تمھارا اُسی کے ساتھ ہوگا۔ یہ فرماکر مسکرائے اور ملکہ نے شرماکر آنکھ
نیچی کر لی۔ مصاحبون نے عرض کی کہ اے شہریار یہی بات ہے آپ خوب سمجھے عادل کیوان شکوہ نے
ارشاد فرمایا کہ اے ملکہ آج کی شب تم اسی مقام پر رہو مین مرحلہ غبار سینہ تاب جادو کو فتح کر چکا اب
آج اکوان تاجدار سے مقابلہ کرنا ہے اُسے بھی قتل کر کے پورا تسلط کر لون تو پھر تمکو قلعہ مین لیجاؤنگا اور
فکر رہائی اسرار روشنفیر کرونگا ملکہ نے عرض کی کہ نہایت مناسب ہے جو آپ بہتر جانین وہ کرین
شاہزادہ ملکہ سے رخصت ہو کر چلا۔ وہ شخص جو قلعہ سے ساتھ ہوا تھا دروازے پر کھڑا تھا وہیں سے ساتھ
عادل کے ساتھ ہوا اور بہت تعریف کی کہ یہ آپ ہی کا کام تھا ورنہ اس دیو ہفت سر کا مارنا آسان کام
نہ تھا غرضکہ شاہزادہ عادل نے قریب قلعہ ہو کر پھر لوح کو ملاحظہ فرمایا۔ لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم تجھکو
چاہیے کہ قلعہ مین سکونت اختیار کر اور فلان اسم کو پڑھکر گرد اپنے حصار کر لے جب اکوان تاجدار باطنی
تمام اہل قلعہ کو قتل کرنے لگے اُسوقت اُسکا تعاقب کرنا اور بغیر قتل کیے واپس نہ آنا ورنہ پھر اکوان تاجدار

تمھارے ہاتھ نہ آئیگا یہ دیکھکر شاہزادہ عادل داخل قلعہ ہوئے سر دیو ہفت سر کا جو کاٹے ہوے
لیے آئے تھے وہ دروازہ قلعہ پر آویزان کرا دیا تمام اہل قلعہ تھرا گئے کہ اتنے بڑے دیو کو اس
شخص نے مارا کمال کیا نہیں معلوم یہ کوئی فرشتہ ہی یا جنات ہی کون ہی شاہزادہ داخل قلعہ ہوا
اور جائے مناسب پر اپنا قیام فرمایا گرد اپنے حصار کر لیا اور مصروف عبادت ہوے جب رات
کے بارہ بجے تو تمام قلعہ جلنے لگا اور اہل قلعہ فریاد کرنے لگے کہ ارے لوگو ہم بیقصور ہین ہمین کیون
قتل کرتے ہو یہ آوازین فریاد و فغان کی سنکر شاہزادہ عادل کیوان شکوہ اپنے مقام سے
اٹھے تیغہ ہاتھ مین لیا لوح گلے مین ڈالی اور جل کھڑے ہوے دیکھا کہ تیلھاے آتشی جنکا
ایک ایک بالشت کا قد ہی ہاتھون مین گنکے سلگتے ہوے لیے ہین جسپر گیند مارا دیا ہمہ تن شعلہ
بنکر جل گیا لوگ فریاد کر رہے ہین اور ایک شخص تاج ہاتھ مین لیے ہوے بالاے ہوا قائم
ہی اور للکار رہا ہی کہ ہان اے لشکر طلسمی اہل قلعہ مین سے ایک کو بھی باقی نہ رکھنا اسلیے کہ انھین
مین وہ شخص بھی موجود ہی جو فتاح طلسم ہی بس شاہزادہ عادل سمجھ گئے کہ معلوم ہوتا ہی کہ اکوان
تاجدار یہی ہی لیکن پریشان ہوے کہ اس تک پہونچون تو کیونکر پہونچون لوح کو ملاحظہ فرمایا۔
لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم عکس لوح کا ڈال اسپر یہ زمین پر گر پڑیگا فوراً تلوار مارنا کہ سر اسکا جسم
سے جدا ہو جائیگا۔ عادل کیوان شکوہ نے عکس لوح کا ڈالا فوراً سحر باطل ہوا اور اکوان نگون
گرا گرتے ہی اسنے تیلھاے طلسمی کو آواز دی کہ ارے سنبھالو مجھے اور جلد لے نکلو۔ فوراً
تیلھاے آتشی لباس دوڑ پڑے اور اس جہنمی کو اٹھا کر مثل مردے کے لاد لیا اور بھاگے
عادل کیوان شکوہ تعاقب مین اسکے دوڑے اب آگے آگے تو تیلھاے طلسمی بھاگے چلے
جاتے ہین اور پیچھے پیچھے عادل کیوان شکوہ دوڑتے چلے جاتے ہین ہرچند بہ تیزی اسے
دوڑتے ہین مگر ان تیلون تک کسیطرح نہین پہونچتے۔ انھون نے گھبرا کر لوح پر نظر ڈالی لکھا تھا
کہ اگر قیامت تک یونہین دوڑتے رہوگے تو ان تیلون کو نہ پاؤگے تمکو لائق و لازم یہ ہی کہ یہ تیلا جو
ان سب تیلون سے کسیقدر بلند ہی اور کبھی سب کے آگے ہو جاتا ہی کبھی سب کے پیچھے آجاتا ہی
بطور زیادہ بچا رہا ہی اسپر تیر مارو جب وہ گرے تو فلان اسم پڑھکر اس تیلے کو اور تیلون پر
کھینچ مارنا یہ سب آپس مین لڑنے لگین گے تم اتنا وقفہ پاکر اکوان تاجدار کو قتل کر ڈالنا بس یہ دیکھتے
ہی عادل کیوان شکوہ نے تیر چلہ کمان مین پیوستہ کرکے اس تیلے کو مارا تیر ترازو ہو گیا تیلا گرا
عادل نے دوڑکر ٹانگ تیلے کی پکڑی اور اسم کو پڑھتے رہے جب اسم پڑھ چکے تو ان
تیلون کے گروہ پر کھینچ مارا بس افسر کی لاش دیکھکر انمین آپس مین جھنک ہوئی اور لڑنے لگے۔ دو
صفین آراستہ ہو گئین اور وہی سلگتے ہوے گیند آپس مین چلنے لگے ایک دوسرے سے کہتا تھا
کہ تو نے بیحیائی کی اور افسر کو مارا نہین تو یہ فساد برپا ہی اکوان کو کسی نے زمین پر پٹک دیا عادل
کیوان شکوہ تلوار کھینچے ہوے سر پر پہونچ گئے اور نعرہ کیا کہ باش او فرمساق آگاہ و ہوشیار
ہو جا کہ اجل تیرے سر پر آگئی منم صاحبقران چہارم یعنے عادل کیوان شکوہ۔ کے گذارم کہ از دست
من زندہ و سلامت بدر روی۔ چاہتا تھا اکوان کہ سحر کرکے اڑ جاوے کہ عادل کیوان شکوہ نے
لوح کا ڈالا سحر باطل ہوا۔ اکوان نے پاؤن مارے کمر تک غرق زمین ہو گیا آگے زمین نے بھی
جگہ نہ دی کہ سخت ہو گئی تھی۔ عادل کیوان شکوہ نے دوڑکر وہی تیغہ مارا۔ اکوان تا کمر غرق زمین تھا

ہوئی تو دیکھا کہ لاش اک ساحر مہیب کی پڑی ہوئی ہے عادل کیوان شکوہ نے سر اُسکا کاٹ کر
ہاتھ میں لے لیا اور سامنے شہر نظر آتا تھا اُس طرف روانہ ہوئے جسوقت داخل شہر ہوئے اور
اہل شہر نے اک نئے آدمی کو دیکھا ہر طرف غل ہوا کہ فتاح طلسم آگیا۔ عادل کیوان شکوہ بازار شہر
کی سیر کرتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ اک غل ہوا سواری بادشاہ کی آتی ہے لوگ کنارے ہوگئے
دیکھا عادل نے کہ اک ماہ جبین تاج ہاتھ میں اُتارے ہوئے سر برہنہ دوڑتا چلا آتا ہے جیسے ہی
نظر بادشاہ کی عادل کیوان شکوہ پر پڑی آکر دست بوس ہوا اور عرض کی کہ تشریف لے چلیے اور
دعوت اس غلام کی قبول فرمائیے۔ یہ سنکر شاہزادہ عادل کیوان شکوہ نے لوح کو ملاحظہ کیا
لکھا تھا کہ قریب میں اسکے نہ آنا یہ اکوان تاجدار ہے اگر ساتھ اسکے ہو لیے تو اپنے ہاتھوں
اپنے کو زندان تاریک میں پھنسایا پھر قیامت تک رہائی نا ممکن ہے۔ یہ مضمون دیکھکر شاہزادہ
کے رونگٹے کھڑے ہوگئے اسکے بعد تحریر تھا کہ تمکو چاہیے عکس لوح کا اسپر ڈالو جب یہ بے حس و
حرکت ہو جائے اُسوقت سر اسکا اُسی تیغ سے قلم کرو جو دیو ہفت سر کی ران میں سے تمنے
نکالا ہے پس شاہزادہ نے ایسا ہی کیا کہ عکس لوح کا ڈالا۔ اکوان اک تصویر گلی بنگیا شاہزادہ نے
سر اُسکا قلم کیا اور دروازہ شہر پناہ پر آویزاں کرا دیا اکوان کے مرتے ہی تمام شہر نے بدل اطاعت
شاہزادہ عالی مقدار کی قبول کی اور لیجا کر ایوان شاہی میں تخت پر بٹھایا شاہزادہ نے فرمایا کہ پہلے
اس شہر کا حاکم کون شخص تھا اُن لوگوں نے عرض کی کہ بادشاہ شہر مر گیا اُسکا اک فرزند ہے کہ نہایت
کم سن ہے بادشاہ طلسم نے اکوان کے اک پیکر کو اس شہر پر مسلط کر دیا تھا کہ جب تک وہ لڑکا جوان
ہو اُسوقت تک اکوان تاجدار یہاں کی حکومت کرے فرمایا اُس طفل کو لاؤ۔ لوگ گئے اور اُس طفل کو
لیکر حاضر ہوئے فرمایا نام اسکا کیا ہے انھوں نے عرض کی کہ باپ اسکا مسعود شاہ تھا اسکا نام
سعید ہے سن اس لڑکے کا نو دس برس کا ہے عادل کیوان شکوہ نے اسی لڑکے کو تخت نشین کیا
اور نام سعید شاہ مشہور کر کے ارکان دولت کے سپرد انتظام کیا اور مسجدوں کی بنا قائم کر کے
آپ رخصت ہوئے ادھر اہل قلعہ نے دور سے دیکھا کہ شاہزادہ تشریف لاتا ہے ہومان دانشور
برائے استقبال آیا اور شاہزادہ کو لیکر داخل قلعہ ہوا شادیانے بجنے لگے ملکہ گل اندام اطلس پوش
کو بحد مسرت ہوئی شاہزادہ رات استراحت میں بسر کرتا ہے لیکن یہاں سے چند کلمے داستان
بادشاہ طلسم ضحاک مار گزیدہ کے بیان کیے جاتے ہیں کہ جس وقت خبر
ضحاک شاہ کو ہوئی کہ فتاح طلسم آگیا دو مرحلے شکست ہوئے غبار سیہ تاب جادو و [illegible]
جادو دونوں مارے گئے اور دونوں پیکر اکوان کے بھی قتل ہوئے آتش نے دیو ہفت سر کو مار کر ملکہ
کو بھی قید سے چھڑا لیا اب ارادہ اُسکا دریائے ریگ رواں پر جانے کا ہے تو ضحاک شاہ نہایت
پریشان ہوا کہ اب کیا کرنا چاہیے اگر مرحلہ دریائے ریگ رواں کا بھی شکستہ ہوا اور اسرار [illegible]
رہا ہو گیا تو پھر غضب ہو جائیگا کوئی ایسی تدبیر کرنا چاہیے کہ فتاح طلسم دھوکا کھائے اور دریائے
ریگ رواں تک نہ پہنچنے پائے پس ساحروں سے کہا کہ کوئی ہے ایسا کہ یہاں سے جائے اور فتاح طلسم کو
گرفتار کر کے لائے پس یہ سنکر مکار جادو نے کہا کہ یہ کام میرا ہے میں جاتا ہوں اور مع لوح فتاح طلسم
کو اسیر کر کے لاتا ہوں یہ کہکر مکار جادو اپنی جگہ سے اُٹھا اور جانب بیابان دریائے ریگ رواں
روانہ ہوا۔ یہاں عادل کیوان شکوہ جب صبح کو بیدار ہوئے تو ہومان دانشور کو طلب کیا ہومان [illegible]

شاہزادہ نے ارشاد فرمایا کہ اے ہومان اب میرا قصد دریاے ریگ روان پر جانے کا ہے تو کیا کہتا ہے ہومان دانشور نے عرض کی کہ پہلے جبلِ سیماب سیماے جادو سے ملیے کہ وہ ساحرہ زبردست ہے سیماے جادو سے اور حاکم دریاے ریگ روان سے عداوت ہے مگر سیماے جادو بخوف ضحاک مارگزیدہ جادو حاکم دریاے ریگ روان سیال جادو سے سرتابی نہین کر سکتی سبب عداوت یہ ہے کہ سیال جادو نے بخاطر حوت جادو اپنی بی بی کو مار ڈالا اور بی بی سیال جادو کی بہن سیماے جادو کی تھی سیماے جادو کو جسوقت معلوم ہوگا کہ آپ فتاح طلسم ہین اور زمانہ انقلاب طلسم کا آگیا تو وہ آپ کی شریک ہو کر لڑیگی اور سیال جادو اُسکا کچھ نہین کر سکتا ہے فرمایا کیا مضائقہ ہے۔ غرضکہ شاہزادہ ہمراہ ہومان دانشور کے طرف کوہ سیماب کے روانہ ہوا جاتے جاتے جسوقت کوہ سیماب پر پہونچے اور خبر سیماے جادو کو ہوئی کہ دو شخص اجنبی اسطرف آئے ہین تو سیماے جادو سامنے آئی۔ چونکہ ہومان دانشور کو سیماے جادو پہچانتی تھی اور ہومان اُس سے واقف تھا ہومان نے سلام کیا سیماے جادو نے جواب سلام دیا اور کہا کہ آج یہ اک نیا شخص کون تمھارے ساتھ ہے ہومان نے کہا اے ملکہ مبارک ہو کہ فتاح طلسم تشریف لائے دو مرحلہ سر کیا اب مرحلہ دریاے ریگ روان کا درپیش ہے تمکو چاہیے کہ شاہزادہ کی شرکت کرو کہ بعد فتح طلسم تمکو رتبہ جلیل ہاتھ آئیگا سیماے جادو نے شاہزادہ کو سلام کیا اور عرض کی کہ اے شہریار مین تو اسیوقت کی منتظر تھی مجھے اک زمانہ گزرا کہ مین نے طلسم سے علحدگی اختیار کر کے اس کوہ کو مسکن اپنا قرار دیا ہے آپ اک دریا کی طرف سے تشریف لیجیے جب میرے حاضر ہونے کا موقع ہوگا مین بھی آجاؤنگی ظاہر بظاہر آپکے ساتھ میرا جانا اچھا نہین ہے ورنہ سیال جادو تمام لشکر طلب کریگا اس وقت مین اکیلی کس کس سے لڑونگی فرمایا بہتر ہے اور شاہزادہ وہان سے اتر کر جانب دریاے ریگ روان تنہا روانہ ہوگیا یہان ملکہ سیماے جادو نے اپنے لشکر کو جمع کیا اور رمز سحر مین دیکھنا شروع کیا کہ اب کیا ہوتا ہے اُدھر ہومان دانشور قلعہ سیہ تاب کی جانب روانہ ہوا۔ ادہر حال شاہزادہ حق پژوہ یعنی عادل کیوان کا سنیے۔ کہ یہ طے مراحل و قطع منازل کرتے چلے۔ جاتے جاتے قریب اک چشمۂ آب کے پہونچے دیکھا کہ اک فقیر کنارے چشمۂ آب کے بیٹھا کچھ پڑھ رہا ہے چونکہ یہ فقرا و مساکین سے محبت رکھتے ہین قریب اُس درویش کے تشریف لائے اور ارشاد کیا کہ اے شخص تیری صورت سے ثابت ہوتا ہے کہ تو فقیر نہین ہے لہذا کس رنج و صدمہ نے تجھے اس حال کو پہونچایا اُسنے عرض کی کہ اے شہریار آپ نے میری حالت کو خوب سمجھا برسون ہوگئے کہ کسی نے پوچھی نہ پوچھا کہ تو مرتا ہے یا جیتا ہے اب اگر آپ نے پوچھا ہے تو حالت میری سنیے کہ مین اک مرد شریف تھا اک شاہزادی پر عاشق ہوا بادشاہ کو کیا غرض تھی کہ وہ اپنی دختر مجھے دیدیتا مین اُسکے فراق مین فقیر ہوگیا یہان سے قریب اک باغ ہے آٹھوین روز وہ شاہزادی اپنے باغ مین آتی ہے پردے قفس کے اُٹھے ہوے ہوتے ہین مین ایک نظر اُسے دیکھ لیا کرتا ہون اتنی امید پر مین نے گھربار کو تج دیا ہے اور اس مقام پر بود و باش اختیار کی ہے سنا ہے کہ آپ مظلومون کی دادرسی کرتے ہین میری بھی داد دیجیے اور قید فراق سے آزاد کیجیے۔ یہ سنکر شاہزادہ نے ارشاد فرمایا کہ وہ بادشاہ اگر اہالیان طلسم سے ہے تو مین تجھسے وعدہ کرتا ہون کہ بعد فتح طلسم شادی تیری اُس شاہزادی سے کردونگا اور اگر کسی دوسرے مقام کا رہنے والا ہے تو جلد مین پہلے تیری مشکل آسان کرونگا تو اپنے کام کو جاؤنگا۔ یہ سنکر وہ فقیر اٹھا اور کہا کہ چلیے ملک بھی اُسکا یہان سے قریب اور سرحد طلسم سے علحدہ ہے یہ کہکر آگے

ہمراہی قافلے کی اختیار کی قافلہ کوچ اور مقام کرتا ہوا دوسرے روز قریب اس میل بلند کے پہونچا
عادل کیوان شکوہ قریب میل کے پہونچا تو ٹھہر گئے اہل قافلہ نے بلند آواز دی کہ اے مسافر یہ مقام
قابل قیام نہیں ہے آ ہمارے ساتھ چلا آ ورنہ بہت حیران و سرگردان ہوگا کوئی شخص سفر اس صحرا کا
تنہا نہیں کرتا ہے رہزنوں کا یہاں خوف ہے درندے اور گزندے اس مقام پر بکثرت ہیں فرمایا
کہ تم جاؤ ہم اب یہیں ٹھہرینگے ہم دیو و غول اور ضیغم شکار ہیں ہمیں خوف نہ رہزنوں کا ہے نہ درندوں
اور گزندوں سے ڈرتے ہیں یہ فرما کر لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اے فاتح طلسم جس میل پر
زاغ بیٹھا ہے اسے اکھاڑ لے اگر تو قوت صاحبقرانی رکھتا ہے تو یہ میل اکھڑ جائیگا ورنہ اپنے مقام
سے جنبش بھی نہ کریگا جسوقت میل اکھڑے اور دہنہ نقب پیدا ہو تو اس نقب میں تو کود پڑنا اور آگے
جو کچھ نظر آئے پھر لوح کو دیکھکر اسپر نظر کرنا - قافلہ کو نصیحت کرکے آگے روانہ ہوگیا اور شاہزادہ
عادل کیوان شکوہ قریب میل کے آئے میل کو کولی میں لیکر جو زور کیا میل اپنے مقام سے
اکھڑ آیا میل کو ایک طرف پھینکدیا اور آپ دہنہ نقب میں کود پڑے جسوقت پاؤں زمین پر استوار
ہوئے تو اک صحرا ملا جسمیں اُس طرف لشکر پڑاؤ کیے ہوئے تھا اور بیچ میں دریا حائل تھا
دریا پر دو نہنگ ڈمین ملائے ہوئے منہ کھولے بیٹھے تھے شاہزادے کو دیکھکر لشکر میں
تیاری ہونے لگی ادھر شاہزادے نے لوح کو ملاحظہ فرمایا لوح نے کوئی خبر نہ دی تھوڑے عرصہ
میں لشکر پل پر سے اسطرف آنے لگا - عادل کیوان شکوہ بھی آمادہ جنگ ہوئے جسوقت
تمام لشکر اس پار اتر آیا خیمے نصب ہوگئے صفیں لشکر کی آراستہ ہوئیں تو انمیں سے اک جوان
مرکب کو چمکا کر میدان میں آیا اور پکارا کہ اے فاتح طلسم تجھے اپنے زور و طاقت پر بڑا گھمنڈ
ہے مجھے بھی دیکھنا ہے کہ تو کیسا بہادر ہے میں نے اپنے مالک سیال جادو سے تیری گرفتاری کا
وعدہ کیا ہے میں تجھے سر میدان باندھ کے سامنے سیال جادو کے لیجاؤنگا کہ وہ تجھسے نہایت
خائف ہو رہا ہے آ ہی گو ہے یہ میدان - یہ سنکر عادل کیوان شکوہ سامنے اُس پہلوان کے گئے اور
ارشاد کیا کہ اگر تو مرد بہادر ہے تو میں بہادر دوست ہوں - لا ضرب بہادری کی - اُسنے کہا [illegible]
کر بعد گفتگو کے اُسنے نیزہ مارا - عادل کیوان شکوہ نے نیزہ پر نیزہ کا نٹھا - نیزہ بازی ہونے لگی دیر تک
نیزہ بازی رہی - عادل کیوان شکوہ نے نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکالدیا نیزہ ہاتھ سے نکلتے ہی پہلوان تہمتن ا
نیزہ برابر آب خجالت میں غرق ہوگیا اور آواز دی کہ خیر کچھ پروا نہیں نیزہ بازی خلال بازی
گرز بازی جال بازی تیغ بازی سات بازی جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہیں - یہ کہکر تلوار
کھینچ لی اور شاہزادے پر پل پڑا دیر تک ردوبدل رہی آخر مرکب پہلوان کا مارا گیا نوبت کشتی
کی آئی دو پہر کی کشتی میں عادل کیوان شکوہ نے اسکو زیر کیا سر سے بلند کرکے زمین پر مارا چاہتے
تھے کہ اُسنے آواز امان بلند کی فرمایا امان بشرط ایمان ہے اُسنے قبول کیا - عادل کیوان شکوہ نے
پہلوان تہمتن کو چھوڑ دیا اب اُسنے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ دین اسلام
اختیار کرے اور جسکو میرا ساتھ دینا منظور نہو وہ جہاں چاہے چلا جائے - یہ سنکر سب نے
عرض کی کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں جو آپکا دین وہ ہمارا دین - شاہزادہ نے کلمہ طیبہ تلقین فرمایا وہ
سب کے سب کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوئے اور پہلوان تہمتن نے عرض کی کہ اے شہریار
یہ تو مجھے معلوم ہے کہ آپ بقصد فتاحی طلسم تشریف لائے ہیں لہذا اگر میں حاکم مرحلہ سے اور آپکے

آسمانی نازل ہو سیال جادو نے کہا کہ میں تیری دھمکیوں میں آنے والا نہیں ہوں یہ کہا چاہتا تھا
کہ تلوار ماروں کہ کڑاکا ہوا اور اک برق چمک کر گری کہ ہاتھ سیال جادو کا قلم ہو گیا اور آواز
نعرہ ملکہ سیماے جادو کی پیدا ہوئی بس یہ آواز سنتے ہی سیال جادو بھاگ کر مرحلہ پر چلا گیا اور
سیماے جادو نے شاہزادے کو سلام کیا اور عرض کی کہ اے شہریار اگر میں ظاہر بظاہر آپکے ساتھ
آتی تو اس امداد کا موقع نہ ملتا اب آپ قلعہ کی طرف تشریف لیچلیے اور یہ لوح طلسمی حاضر ہے
یہ کہکر لوح پیش کی شاہزادے نے لوح کو لیکر عکس لوح کا ڈالا تہمتن کی قید بھی دور ہوئی اور پاؤں
زمین سے چھوٹے شاہزادہ ہمراہ تہمتن اور سیماے جادو کو لیے ہوے طرف قلعہ کے روانہ ہوے
جسوقت قلعہ میں پہنچے تو سیماے جادو نے عرض کی کہ اے شہریار اسقدر غفلت سے کام نہ لیا
کیجیے کہ یہ معاملہ طلسم کا ہر زمانہ سے دھوکا کھانے میں بالکل بے بسی کا سامنا ہو جاتا ہے فرمایا اے
ملکہ سیماے جادو سب لوگ مجھسے غفلت ہوئی خیر گذشتہ را صلوٰۃ آیندہ را احتیاط یہ فرما کر
خاموش ہوے سیماے جادو نے عرض کی کہ اب آپ لوح کو ملاحظہ فرمائیے اور لوح جیسا حکم
دے اُسکے موافق عمل میں لائیے میں یہاں سے آپکے ساتھ آگے نہیں بڑھ سکتی ہوں اسلیے
کہ یہ مقام طلسم بند ہے یہاں جسکا عمل ہے بغیر اُسکی اجازت کے کوئی آگے نہیں بڑھا سکتا ہے اور
سیال جادو طلسم بند بھی ہے موت اُسکی اعانت لوح پر منحصر ہے ورنہ وہ سحر و ساحری میں میرا
مقابلہ نہیں کر سکتا ہے میں یہاں قیام کرتی ہوں جسوقت میرے آنے کا ہوگا اسوقت میں حاضر
ہونگی شاہزادہ عادل کیوان شکوہ نے ارشاد کیا کہ میں اعانت خدا طلب کرتا ہوں دوسرے
کی اعانت کا خواستگار نہیں ہوں۔ یہ فرما کر لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم سیارہ
ابن عجائبات تجھکو چاہیے کہ یہاں سے اُسی دریا کی طرف جا اور فلان اسم کو پڑھ کر دہن نہنگ
میں کود پڑنا پھر جو کچھ نظر آئے لوح کو دیکھکر عمل کرنا۔ یہ دیکھکر شاہزادہ عادل کیوان شکوہ نے
پہلوان تہمتن سے ارشاد کیا کہ تم اسی قلعہ میں قیام کرو میں براے فتاحی مرحلہ جاتا ہوں یہ
فرما کر جانب دریاے رنگ رواں روانہ ہوے جسوقت کنارے دریا کے پہنچے دیکھا کہ
نہنگ دہن کھولے ہوے بیٹھے ہیں شاہزادے نے اسم کو پڑھنا شروع کیا ادھر تو اسم تمام ہوا
اُدھر وہ نہنگ دہن کھولے ہوے شاہزادہ کی طرف لپکا۔ شاہزادہ دہن نہنگ میں کود پڑا
جب آنکھ کھلی تو اپنے کو اک میدان میں پایا سامنے قلعہ دیکھا۔ اہل قلعہ کی نظر جو پڑی شور ہوا
کہ فتاح مرحلہ آ پہونچا مار لو اسکو جانے نہ پائے یہ کہتے ہوے لوگ قلعہ سے نکلنے لگے شاہزادہ
نے پھر لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ ان لوگوں کی طرف التفات نہ کرو بلکہ غور سے دیکھو لب خندق اک برج
بنا ہوا ہے اُسپر عکس لوح کا ڈالو برج ٹوٹ جائیگا اور اک شخص اندر سے اُس برج کے نکلیگا تم دوڑ کر
نکلا اُسکی زبان سے کھینچ دینا کہ اسرار روشنفیر ہی ہے اور پکار کر کہہ دینا کہ میں فتاح طلسم ہوں چونکہ
مجھے رہا کیا اتنا خیال رہے۔ یہ سنکر وہ بادشاہ عادل آپکا خیر خواہ ہو کر مرحلے کو سر کرا دیگا۔ یہ مضمون
دیکھکر شاہزادے نے عکس لوح کا اُس گنبد پر ڈالا اور گنبد شکستہ ہوا اک مرد نحیف نظر آیا اُسپر
عادل نے نکلا اُسکی زبان سے کھینچ دیا نکلتے ہی اسرار روشنفیر نے عرض کی کہ اب میں آپکے
ساتھ ہوں لیکن اب یہاں سے آپ قلعہ کی طرف تشریف لیچلیے اور میں راستہ مسدود کیے جاتا ہوں
کہ شاید حاکم مرحلہ بھاگ کر نکل جاوے تو پھر مشکل سے ہاتھ آئیگا یہ کہکر اسرار روشنفیر تو ایک طرف

جاکر نظرون سے غائب ہوگیا اور عادل کیوان شکوہ طرف قلعہ کے چلے ساحرون نے دروازہ قلعہ کا
بند کرلیا جو وقت شاہزادہ دروازہ قلعہ کے قریب پہونچا خندق کو پر از آب پایا سوچے کہ کسطرح اُس
پار جاؤن ساتھ ہی آواز پیدا ہوئی کہ لوح کو دیکھیے۔ عادل کیوان شکوہ نے لوح کو ملاحظہ فرمایا
لکھا تھا کہ فلان اسم پڑھ کر عکس لوح کا پانی پر ڈالو پانی جم کر برف ہو جائیگا تم اُس پار گذر جانا
شاہزادہ عادل نے اسم کو پڑھ کر دم کیا اور عکس لوح کا ڈالا دیکھا کہ تمام آب جمکر برف بنگیا
شاہزادہ بے تامل دروازہ قلعہ پر پہونچا دوڑ کر گرز مارا اگر کوہ گران بھی ہوتا تو ضرب گرز سے پاش
پاش ہو جاتا لیکن دروازے کو جنبش بھی نہوئی اور اندر سے قلعہ کے آواز قہقہہ پیدا ہوئی۔ عادل
کیوان شکوہ نے پھر لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اے نادان یہ دروازہ طلسمی ہے آہنی نہین ہے
کہ تیری ضرب گرز سے شکستہ ہو جائے چاہیے کہ فلان اسم سترہ مرتبہ پڑھ کر ضرب گرز لگا اور تماشہ
قدرت پروردگار کا دیکھ عادل کیوان شکوہ نے حسب ہدایت لوح اسم کو پڑھکر گرز مارا گرز پڑتے
ہی یہ معلوم ہوا کہ اک زلزلہ آگیا دروازہ قلعہ کا کرچیان ہو کر اڑ گیا دیوارین دھوان بنکر غائب
ہو گئین دیکھا کہ بیچ سے قلعہ کے چہ سر کنڈے گڑے ہوے ہین جنپر نیلا پیلا زرد زنگاری سوت
لپٹا ہوا ہے ساحر جا بجا بیٹھے آگ زبان روشن کیے ہوے سحر خوانی مین مصروف ہین ادھر ساحرون
نے دیکھا کہ دفعتاً قلعہ دھوان ہو کر نظرون سے پوشیدہ ہو گیا اور فتاح طلسم لوح گلے مین ڈالے
ہوے تیغ بکف چلا آتا ہے بس سب کے سب یا سامری یا جمشید کے نعرے کرکے اٹھ کھڑے
ہوے اور گولے ترنج نارنج پکڑ پکڑ کر چلے عادل کیوان شکوہ نے عکس لوح کا ڈالنا شروع کیا
اور تلوار کھینچی ساحر جو بہاگے سحر کر رہے تھے اور عادل کیوان شکوہ تلوار پر مار رہے تھے کوئی
ساحر فیل بنکر دوڑا کہ سونڈ مین لپیٹ کے چیر ڈالون۔ عادل نے عکس لوح کا ڈالا سحر باطل ہوا
دوڑ کر تلوار ماری کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے دوسرا شیر بنکر حملہ آور ہوا عکس لوح سے اُسکا بھی
سحر باطل ہوا زمین پر ہاتھ پاؤن رگڑنے لگا ایک ضرب شمشیر مین اُسکا بھی کام تمام ہوا۔ اب
یہ حالت ہے کہ مرنے سے ساحرون کے آندھی چل رہی ہے آتش باری و برف باری ہو رہی ہے
صدائین گیر و دار کی بلند ہین تھوڑے ہی عرصہ مین عادل کیوان شکوہ نے فوج کا ستھراؤ کر دیا
اب چند ساحر نظر آرہے ہین وہ بھی دور دور ہین مارے خوف کے قریب نہین آتے ہین۔ جتنا
عادل کیوان شکوہ آگے بڑھتے ہین وہ لوگ بھاگتے جاتے ہین اور جو بھاگے سحر کو دو بکر
جاتے ہین یہانتک کہ جاتے جاتے اُسی دریاے ریگ روان تک پہونچ گئے تمام ساحر تو
پل نہنگان پر سے گزر کر اُس پار پہونچ گئے اور عادل کیوان شکوہ نے جو آگے بڑھنے کا قصد کیا
تو نہنگ نے دہن کھولا عادل کیوان شکوہ نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ ہرگز آگے بڑھنے کا
قصد نکرنا ورنہ لقمہ دہان نہنگ ہو جاؤگے یہ طلسم ہے اسکا ہر مقام مہر نجات سے بھرا ہوا ہے وہ
ساحل دوسرا تھا کہ تم دہان نہنگ مین کود پڑے تمکو چاہیے تھا کہ جس وقت یہ ساحر اس پار گئے
اُسوقت لوح دیکھتے اب یہ ساحر اُس پار پہونچ گئے اب تم اُنکا کچھ نہین کر سکتے ہان اگر کوئی مددگار
غیبی آجائے اور وہ اُن ساحرون کو کسی طرف سے ادھر لائے تو شاید کچھ کام بنے اور بادشاہ
مرحلہ قلعہ کے جو دروازہ سے بھاگ کر پہلے ہی نکل گیا اب تمکو چاہیے کہ فلان درخت کی آڑ مین
پوشیدہ ہو رہو جس وقت یہ ساحر پلٹین اُسوقت عکس لوح کا پل نہنگان پر ڈالنا پل ٹوٹ جائیگا

ہوے یہ سب غرق دریا ہوگئے دریا میں طلاطم ہوگا مچھلیاں بافسون اچھل اچھل کے گرینگی اسکے بعد پھر لوح کو دیکھنا اور جو کچھ لکھا ہو اسپر عمل کرنا۔ یہ مضمون دیکھکر شاہزادہ عادل کیوان شکوہ پیچھے ہٹے اور اک درخت بزرگ کے تنہ میں چھپکر کھڑے ہو رہے یکایک دیکھا کہ وہ ساحر پلٹے اور پل شکستگان کی طرف آنے لگے پل کے قریب آتے آتے دس بارہ ساحروں پر اک برق چمک کے گری اور انکو ہلاک کیا اور جب بجلی گرتی تھی نعرہ ملکہ سیما سے جادو کی آواز پیدا ہوتی تھی- عادل کیوان سمجھ گئے کہ یہ کام سیما سے جادو کا ہے بس جیسے ہی وہ ساحر بھاگ کر پل شکستگان پر آئے اور اسطرف آنے کا قصد کیا عادل کیوان شکوہ نے عکس لوح کا پل پر ڈالا فوراً ہنگون کے جسم میں سوزش پیدا ہوئی اچھل اچھل کے دریا میں گرے پل ٹوٹا ساحر بھی غرق دریا ہوے صدائیں مہیب پیدا ہوئیں پھر شاہزادہ نے لوح کو پھر ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم تو بھی اس دریا میں کود پڑ اور تماشا قدرت خدا کا دیکھ کہ کیا ہوتا ہے ساتھ ہی عادل کیوان شکوہ بھی دریا میں کود پڑے جسوقت پاؤں عادل کے زمین پر آشنا ہوے تو دیکھا کہ کوہستان ہے اور ایک درہ کوہ پر ایک شیر اور ایک کرگدن لڑ رہے ہیں اور چند گرگ شیر پر حملہ کرتے ہیں شیر کرگدن سے بھی مقابلہ کر رہا ہے اور جس گرگ کو طمانچہ مارتا ہے وہ گر کر پھڑکنے لگتا ہے کرگدن بھی زخمی ہے اور شیر بھی زخمی ہے یہ معرکہ دیکھکر شاہزادہ متحیر ہوا اور لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم اقبال تیرا یاور ہے کہ کام تیرے بنگیا یہ شیر اسرار روشنضمیر ہے مرحلہ دریاے ریگ رواں کا یہ دروازہ یہی درہ کوہ ہے جسپر اسرار روشنضمیر شیر بنا ہوا ستوہ ہے اور کرگدن سیال جادو ہے اور یہ گرگ سیال جادو کے رفقا ہیں سیال جادو اگر نکل جاتا تو مرحلہ دشنا غیر ممکن تھا بغیر اسکے مرے ہوے دریاے ریگ رواں نہ ٹھیگا اور یہاں سے نکلنے کا رستہ ملیگا تجکو چاہیے کہ فلاں اسم پیکان پر دم کرکے شاخ کرگدن پر مار بس انھوں نے ایسا ہی کیا تیر جو شاخ کرگدن پر پڑا شاخ ٹوٹی ادھر ہاے سوراخ شعلہ نکلکر کرگدن پر گرا کہ اُسے بھی ہمہ تن برکار آتش بنا دیا اور اب یہ شعلہ اٹھیں کرگدن پر گرا کہ تمام گرگ جلکر خاک ہوے مرتے ہی انکے قیامت کبری برپا ہوئی آتش باری و برف باری دیر تک رہی- صدائیں مہیب آئیں آخر آواز پیدا ہوئی کہ مارا جان گسل تنہی تام من سیال جادو بود حیف مردیم وجاندادیم و مطلب خود نرسیدیم جسوقت روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاشیں ساحروں کی جلی ہوئی پڑی ہیں اسرار روشنضمیر نے دست بوسی کی مگر جسم اسرار روشنضمیر کا جابجا سے فگار تھا وہاں ملکہ سیما سے جادو سر حد دریا سے آگے نہ بڑھ سکتی تھی جسوقت دیکھا اسنے کہ دریا غبار ہوکر اڑ گیا اور تاریکی چھا گئی تو اسنے سمجھ لیا کہ معلوم ہوتا ہے سیال جادو مارا گیا بس یہ پہلوان تہمتن اور کچھ فوج کو ساتھ لیے ہوے آگے بڑھی دیکھا کہ شاہزادہ مع اسرار روشنضمیر چلا آتا ہے سیما سے جادو نے شاہزادہ کو فتح مرحلہ کی مبارکباد دی اور بادشاہ قدیم کو سلام کیا اسرار روشنضمیر نے شاہزادہ سے عرض کی کہ آپ نے دو مرحلے تو پہلے ہی توڑے ہوتے بلکہ جب تو اس مقام تک پہونچے کہ فرمایا کہ ہاں میں نے شمار سیہ تاب جادو کو بھی مارا اور ست نار جادو کو بھی قتل کیا اور تمھاری دختر کو دیو ہفت سر کے پنجہ سے چھڑا کر بحفاظت تمام قلعہ سیہ تاب میں چھوڑا ہے ملکہ امس سے تمھاری رہائی کا وعدہ کیا تھا اس بنا پر میں اسطرف آیا ورنہ مرحلہ سوم کی طرف جاتا اور اہرمن جادو کو قتل کرکے آگے بڑھنے کا قصد کرتا اسرار روشنضمیر نے یہ بربادی جو اپنے عیال کی سنی صدمے سے زرد ہوگیا اور سر جھکا لیا بعد کچھ دیر کے عرض کی کہ اب کہاں تشریف لیجائیے گا اگر مجھے اجازت ہو تو میں جاکر اپنی دختر کو دیکھ آؤں فرمایا کہ میں بھی یہاں سے قلعہ سیہ تاب ہی کی طرف جانے والا ہوں لیکن چاہتا ہوں

کہ پہلے اس مقام کے انتظام سے فراغت کرلوں اسرار روشن ضمیر نے عرض کی کہ بہت مناسب ہے غرضکہ شاہزادہ
مع اسرار روشن ضمیر و سیماے جادو و پہلوان تھمن قلعہ میں آیا اور قیام فرمایا دیکھا کہ اسرار روشن ضمیر کچھ پریشان
پریشان ہے خیال ہوا کہ یہ اپنی دختر کے واسطے پریشان ہے اسکا روکنا اچھا نہیں خود ہی ارشاد کیا کہ اسنے
بادشاہ طلسم میں بخوشی کہتا ہوں کہ تم جاکر اپنی دختر کو دیکھو میں یہاں کے انتظام سے فرصت کرنے
کے بعد آؤنگا یہ سنکر اسرار روشن ضمیر نے سلام کیا اور رخصت ہوکر جانب قلعہ سیہ تاب روانہ ہوا
شاہزادہ نے رات قلعہ میں بسر کی صبح کو جانب مرحلہ روانہ ہوے جن مقامات پر کہ قلعہ اور دریا واقع
تھا وہان صحرا کے سوا کچھ نظر نہ آتا تھا جب ان مقامات سے گذر گئے تو دور اک قلعہ دکھلائی دیا کہ اسپر
زنگاری جھنڈا لہرا رہا تھا اور پھریرے پر اُسکے تصویر ماہی بنی ہوئی تھی سیماے جادو نے عرض کی
کہ اے شہریار یہ مسکن حوت جادو معشوقہ سیال جادو کا ہے ہر چند کہ مرحلہ فتح ہوگیا مگر جبتک
حوت جادو زندہ ہے شہر پر قبضہ نہ پایئے گا۔ فرمایا کہ تم نامہ میری طرف سے لیجاؤ اور حوت جادو کو دو
اگر اُسنے باسانی مرحلے سے دست بردار ہونا اختیار کیا فبہا المراد ورنہ ایک دم میں اس قلعہ کو
تاخت و تاراج کردونگا یہ سنکر سیماے جادو نے عرض کی کہ مجھے نامہ داری میں کوئی عذر نہیں ہے
یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ اک مرتبہ دروازہ قلعہ کا وا ہوا اور حوت جادو چند کنیزوں کو ساتھ لیے
رومال سے ہاتھ باندھے خدمت میں شاہزادہ عادل کیوان شکوہ کے حاضر ہوئی اور عرض کی
کہ ہر چند حضور نے میرے راج سہاگ کو مٹا دیا شوہر کو مارا مگر میں اطاعت اختیار کرنے کو بدل
موجود ہوں اسلیے کہ آپ فتاح طلسم ہیں آپ سے بگاڑنا تقدیر کو بگاڑنا ہے۔ یہ سنکر شاہزادہ نے
ارشاد کیا کہ اے حوت جادو میں نے تو چاہا تھا کہ تیرے شوہر سے نہ لڑوں مگر جو شرطیں میں نے
پیش کیں اسنے قبول نہ کیں مگر پھر دغا کی چونکہ خداوند عالم کو زندگی میری منظور تھی مجھے اُسکے ہاتھ
سے بچایا اور مددگار کو عین وقت پر پہونچایا تو بھی ویسی اطاعت نکرنا حوت جادو نے عرض کی کہ
اے شہریار کہیں آپ سے مکر و فریب چل سکتا ہے کیا مجال ہے اس کنیز کی کہ حضور سے دغا کرے فرمایا
کہ تیرا ملک تجکو مبارک ہو میں برائے قتل اکوان تاجدار اس طلسم میں آیا ہوں نہ مجھے طلسم کشائی
سے غرض ہے نہ کسی کے ملک و مال سے کام ہے یہ فرما کر بیٹھے کہ حوت جادو قدموں پر گر پڑی اور
عرض کی کہ اے شہریار اس کنیز کو عزت دیجیے اگر تشریف لائے ہیں تو دعوت قبول فرمایئے شاہزادہ
عادل کیوان شکوہ بسبب حسن اخلاق کے رضامند ہوگئے کہ میرے انکار سے اسکو ملال نہو حوت
جادو نے شاہزادہ کو اپنے ہمراہ لیکر چاہا سیماے جادو سحر غائب کرکے بارادہ حفاظت عامل روانہ
ہوئی جسوقت قلعہ میں پہونچی سامان دعوت مہیا کیا جسوقت دسترخوان بچھایا گیا اور کھانا سامنے
شاہزادہ عادل کیوان شکوہ کے چنا گیا۔ شاہزادے نے ارشاد فرمایا کہ اے ملکہ حوت جادو تم
ساحرہ ہو اور میں مسلمان ہوں کھانا تمھارے گھر کا میں نہیں کھاسکتا اسوقت حوت جادو نے
عرض کی کہ اے شہریار عالیوقار سیماے جادو بھی تو ساحرہ ہے اسکے ساتھ آپ کیوں خاصہ تناول
فرماتے ہیں ارشاد کیا کہ وہ مطیع اسلام ہو چکی ہے گویا دل سے مسلمان ہے صرف زبان پر کلمہ جاری نہیں کیا
ہے کہ تاثیر سحر باطل ہو جائیگی یہ سنکر حوت جادو نے عرض کی کہ دل میں بھی مسلمان ہو چکی ہوں اسلیے
کہ اگر مطیع اسلام نہوتی تو آپکی کنیزی کیوں اختیار کرتی۔ شاہزادہ نے فرمایا کہ اب مجھے کوئی عذر نہیں
ہے یہ ارشاد فرما کر ہاتھ پلیٹ کی طرف بڑھایا کہ پلیٹ ٹوٹ گئی اور آواز پیدا ہوئی کہ ہرگز نہ کھایئے گا

سیلئے کہ یہ کھانا زہر آلودہ ہی یہ آواز سنتے ہی شاہزادہ نے تو ہاتھ کھینچا اور حوت جادو متحیر ہوا کہ یہ کسکا کام تھا جسنے شاہزادہ کو آگاہ کردیا اور پلیٹ کو سحر کرکے توڑ ڈالا بس حوت جادو نے کہا کہ ای شہریار کیا کوئی آپ کے ساتھ ہی فرمایا ظاہر مین کسیکو بھی اپنے ساتھ نہین لایا تھا پوشیدہ طور پر اگر کوئی میرا دوست یہان موجود ہو تو مین اس سے آگاہ نہین حوت جادو نے کہا کہ یہ نہ میرا دوست ہی نہ آپکا یہ کام کسی مفسدہ پرداز کا ہی آپ اس آواز پر عمل نکرین بلکہ مین اور آپ شریک ہوکر دوسری پلیٹ مین کھائین تاکہ شک آپکا رفع ہو جاے شاہزادہ نے منظور کیا۔ حوت جادو نے دوسری پلیٹ سامنے اپنے کھینچی اور پہلے ایک نوالہ اٹھا کر آپ کھایا شاہزادہ نے پھر ہاتھ بڑھایا تھا کہ آواز پیدا ہوئی اے شہریار یہ کھانا بھی زہر آلودہ ہی یہ مردار زہر خوار ہی اسپر یہ طعام اثر نکریگا اور آپکا کام تمام ہو جائیگا اگر میرا آپ کو یقین نہین ہی تو یہ سامنے جو بلی بیٹھی ہی ایک نوالہ اسکے سامنے پھینک کر تماشا دیکھ لیجیے عادل کیوان شکوہ نے ایک نوالہ سامنے پھینکا اک بلی بیٹھی ہوئی تھی آگے کھا لیا کھاتے ہی لوٹن کبوتر بنگئی اسوقت شاہزادہ نے دست بقبضہ ہوکر آواز دی کہ کیون لکا تو فریب دیکر مجھے قتل کیا چاہتی تھی۔ حوت جادو نے پیچھے ہٹ کر آواز دی کہ معلوم ہوا قسمت تیری یاور اور اقبال تیرا بلند ہی ورنہ ہرگز میرے اس فریب سے جانبر ہو نا خیر اتو مین جاتی ہون مگر مین بادشاہ طلسم کے جسوقت تو مرحلہ اہرمن جادو سے فرصت کرکے آگے بڑھیگا تو پھر میرے تیرے سامنا ہوگا! یہ کہکر حوت جادو نظرون سے غائب ہو گئی شاہزادہ نے لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اس مکان سے جلد باہر نکلو یہان ٹھہرنا تمھارے واسطے اچھا نہین ہی یکایک تمام مکان مین زلزلہ سا پیدا ہوا شاہزادہ جلدی سے مکان کے باہر نکل آیا ادھر تو مکان کے باہر قدم رکھا ادھر سارا مکان آرہا اور جسقدر خواصین مصاحبین حوت جادو کی تھین سب کی سب دب کے مر گئین اور اہل قلعہ حیران تھے کہ یہ کیا معرکہ ہی یکایک دو چیلین لڑتی ہوئی سامنے عادل کیوان شکوہ کے زمین پر گرین ایک سیاہ تھی اور ایک سپید تھی دونون کے پنجے گتھے ہوے تھے منقارین چل رہی تھین جسم دونون کے فگار اور پر نچے ہوے تھے منقارون سے خون ٹپک رہا تھا شاہزادہ حیران تھا کہ یہ کیا معاملہ ہی اتفاقیہ نظر لوح پر جا پڑی لکھا تھا کہ دیکھتا کیا ہی اک ہاتھ مار کہ سیاہ چیل کا سر اڑ جاے اور سفید پر ہاتھ نہ اٹھانا۔ عادل کیوان شکوہ نے تلوار ماری کہ سیاہ چیل کی گردن اڑ گئی بس مرنا تھا چیل کا کہ اک قیامت برپا ہو گئی تمام قلعہ مین زلزلہ کے آثار نمایان ہوگئے در و دیوار سے صدائین مہیب آنے لگین آتش باری و برف باری دیر تک رہی آخر آواز پیدا ہوئی کہ مارا جوان کشتی نام من حوت جادو بود حیف مردیم و جانها دیم و مطلب خود نرسیدیم اب جو علامات سحر برطرف ہوے اور روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش اک ساحرہ کی پڑی ہی کہ سر الگ دھڑ الگ۔ اور سیما سے جادو سر سے پاؤن تک اسطرح زخمی ہی کہ سارا جسم اسکا فگار رہے شاہزادہ نے فرمایا اے سیما سے جادو تم کہان اور یہ تمھارا کیا حال ہی سیما سے جادو نے عرض کی کہ اے شہریار عالیوقار کنیز سحر غائب کرکے حضور کے ساتھ ہوئی تھی مجھے گمان تھا کہ حوت جادو آپکی اطاعت نکریگی بلکہ دغا کریگی وہی ظہور مین آیا پہلے مین نے آپ کو کھانے سے بچایا جب حوت جادو کو معلوم ہوا کہ مین آپ کے ساتھ ہون تو اسنے بھاگ جانے کا قصد کیا مین نے روکا میرے اسکے باہم ہوا تو پیچھے چلے یہان تک کہ مین بھی زخمی ہوئی

اور اُسکو بھی زخمی کیا نوبت بہ اینجا رسید کہ سامنے آپکے دو دن جھلیں بنی ہوئی مگر خدا کا شکر ہے کہ لوح
نے آپکو اُسکے قتل کی ہدایت کی اُسے ٹھہر جا اگر یہ نکلتی اسوقت نکل جاتی تو پھر ہاتھ آنا اسکا دشوار تھا
یہ پوشیدہ طور پر ساتھ رہتی اور موقع پاکر ایذا پہونچاتی اسوجہ سے میں نے اسکو جانے نہ دیا شاہزادہ
یہ سنکر بہت خوش ہوا اب مع سیماب نے جادو آکر ایوان شاہی میں قیام فرمایا اور سارا شہر حاضر ہو کے
عیدین گزرنے لگیں۔ شاہزادہ نے ہر شخص کو دعوت اسلام دی جسنے قبول کیا اُسکو خلعت فاخرہ سے
ممتاز فرما کر رخصت کیا بعد انتظام یہاں کا حاکم ملکہ سیماب جادو کو کیا اور آپ پہلوان تہمتن کے قلعہ
میں آئے۔ پہلوان تہمتن ہمراہ رکاب ہوا اور شاہزادہ مع پہلوان تہمتن وہاں سے کوچ کر کے طرف قلعہ
سیہ تاب کے روانہ ہوا۔ انکو راہ میں چھوڑ کر احوال کچھ حال اسرار روشن ضمیر بادشاہ سابق
کا سنئے کہ جسوقت یہ قلعہ سیہ تاب میں پہونچا اور لوگوں نے اسکو پہچانا سلام کیا ہوماں دانشور برا
ستقبال حاضر ہوا۔ اسرار روشنضمیر داخل محل ہوا اور اپنی دختر نیک اختر ملکہ گل اندام اطلس پوش
کے پاس گیا۔ ملکہ گل اندام اطلس پوش نے جو اپنے باپ کو اک مدت کے بعد دیکھا نہایت خوش
ہوئی قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے دوڑ کر گلے لپٹنے کا قصد کیا تھا کہ اسرار روشن ضمیر نے تلوار کے
قبضہ پر ہاتھ ڈالا اور کہا کہ اے دختر ابھی میرے قریب آنے کا قصد نکرنا ورنہ قتل کر ڈالونگا پہلے اپنی
سرگذشت بیان کر کہ بعد میرے اسیر ہو جانے کے تجھپر کیا گذری ملکہ گل اندام اطلس پوش ٹھہر گئی
اور رنگ رو متغیر ہو گیا ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ آپ تشریف رکھیے میں مفصل حال اُسوقت سے اسوقت تک
عرض کرونگی اسوقت تک خداوند عالم نے مجھے اس قابل رکھا ہی کہ میں آپکے سامنے سرخروئی کے
ساتھ آسکوں ورنہ میں خود سامنا نکرتی یہ کہکر اندر بارہ دری کے آئی۔ اسرار روشنضمیر بھی ساتھ اُسکے
داخل ہوا اور صدر میں بیٹھا تلوار سامنے رکھ لی۔ ملکہ گل اندام اطلس پوش نے سر جھکایا اور بیان کرنے
لگی کہ بعد آپکی اسیری کے میں بھی قید ہوکر سامنے اس لکھرام ضحاک کے پہونچی جسوقت ضحاک نے
صورت میری دیکھی تو قید سے رہا کر کے داخل محل ہونے کا حکم دیا میں ایما اُسکا سمجھ گئی اسوقت
میں نے اسکو سخت و سست کہا جسکا نتیجہ تھا کہ اسنے مجھکو دیو بلغت سر کے سپرد کیا دیو کی بدسلوکیاں
کیا عرض کروں مگر خدا نے میری عزت بچائی آخر میں فاتح طلسم شاہزادہ عادل کیوان شکوہ نے دیو
کو مارا اور میری سرگذشت سنکر مجھسے وعدہ کیا کہ میں تمھارے باپ کو قید سے چھڑا دونگا اور بخوف
ساحران طلسم کے اپنے ملازموں کی نگرانی میں مجھکو یہاں چھوڑا اور اس مقام کی حکومت بھی میرے
باپ کے نام کی اب وہ آپ کی رہائی کے واسطے گئے ہوئے ہیں میں نہیں کہسکتی کہ آپکو اُنھوں نے
رہا کیا یا اور کسی صورت سے آپ رہا ہوئے۔ یہ سنکر اسرار روشنضمیر اپنی دختر سے نہایت خوش ہوا اور
دختر کو گلے سے لگایا اور بانتظار شاہزادہ عادل کیوان شکوہ اس مقام پر قیام پذیر ہوا تیسرے روز
ہرکاروں نے خبر دی کہ شاہزادہ عادل مع پہلوان تہمتن تشریف لاتے ہیں اسرار روشنضمیر اور ہوماں
دانشور قلعہ سے باہر آئے اور استقبال کر کے عادل کیوان شکوہ کو قلعہ میں لائے عادل کیوان شکوہ
دروازہ محل پر پہونچکر رکے۔ اسرار روشنضمیر نے عرض کی کہ اندر تشریف لیچلیے فرمایا کہ اب میں اندر نہیں
جا سکتا اسلیے کہ جس وقت تک تم موجود نہ تھے اُسوقت تک حفاظت لڑکی مجھپر فرض تھی اگرچہ وہ نامحرم
تھی مگر سوا میرے کوئی اُسکا محرم راز بھی نہ تھا اب تم موجود ہو تو کیا ضرورت ہے میں تمھاری دختر کو تمھارے
سپرد کر کے اسکی سفارش کرتا ہوں کہ تمھاری دختر نے جسطرح اپنی عزت کی حفاظت کی ہے یہ امکان بشری

کی حد ہی تم خدا کا شکر کرکے اپنی دختر کا بھی شکریہ ادا کرو کہ بڑے بڑے نازک وقتوں میں اُسنے اپنی عزت
جس سے تمھاری عزت وابستہ تھی بچائی اسرار روشنضمیر شاہزادہ کی اس بات پر شیدا ہو گیا اور عرض
کی کہ اے شہریار جو محرم ہو چکا وہ نامحرم نہیں ہو سکتا آقا سے کنیز کیونکر پردہ کر سکتی ہی اگر آپ اندر
تشریف لیچلینگے تو میں بھی نہ جاؤنگا فرمایا کہ ہمارے مذہب میں پردہ عورت کے واسطے ضروری چیز ہی
تم اندر جا کر اوٹ کھڑا کرا دو ملکہ کو اسطرف بٹھاؤ تو میں چلونگا یہاں یہ باتیں ہو رہی تھیں ملکہ برائے
استقبال دروازے تک آگئی تھی اسرار روشنضمیر نے عرض کی کہ میں نے اُسکو حضور کی کنیزی میں دیا
اب کنیز سے پردہ کیسا یہ کہکر ہاتھ عادل کیوان شکوہ کا پکڑ لیا اور اندر محل کے داخل ہوا ملکہ قریب دروازہ
کے موجود تھی اسرار روشن ضمیر نے دوسرے ہاتھ سے دختر کا ہاتھ پکڑا اور شاہزادہ عادل کیوان شکوہ
کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر عرض کی کہ اب میں اسکو آپکی کنیزی میں دیتا ہوں ؎ گر قبول افتد زہے عز و
شرف ۔ عادل کیوان شکوہ نے گردن جھکالی اور فرمایا کہ میں نے بصدق دل قبول کیا لیکن
بالفعل حفاظت ملکہ کی تمھیں پر واجب ہی اسلیے کہ میں فتاحی طلسم کے واسطے آیا ہوں جبوقت
تک مراحل طلسم فتح نہوں اور ضحاک مارگزیدہ مارا نجائے اسوقت تک تم اسی قلعہ میں قیام کرو
اور ملکہ کے محافظ رہو میں اب یہاں سے دربند سوم کی طرف جانے کا قصد رکھتا ہوں یہ باتیں کرتے
ہوے داخل قصر ہوے سامنے اسرار روشنضمیر بیٹھا تھا اور شاہزادہ مع گل اندام اطلس پوش
ایک جگہ بیٹھے اسرار روشنضمیر نے کہا کہ امیدوار ہوں آپ یہاں تین چار روز قیام فرمائیں تاکہ میں
اپنے معتمدوں کو جمع کر لوں میری رہائی کی خبر سنکر ضحاک نمک حرام ضرور فوج کشی کریگا مجھ میں اسوقت
قوت مقابلہ نہیں ہی فرمایا بہتر ایک روز اسرار روشنضمیر اور عادل کیوان شکوہ نے ملکہ گل اندام اطلس پوش
کے ساتھ کھانا کھایا دوسرے روز اسرار روشنضمیر جانب کوہ لاجورد روانہ ہوا کوہ لاجورد پر اسکا
چچا لاجورد جادو رہتا ہی یہ کوہ حدود طلسم سے باہر ہی اُسنے اکثر اسرار روشنضمیر سے کہا تھا کہ ضحاک
مارگزیدہ کو زیادہ عروج نہ دینا ورنہ اسکے ہاتھ سے دغا پاؤگے چنانچہ ویسا ہی ظہور میں آیا جبوقت
اسرار روشنضمیر بالاے کوہ لاجورد پہونچا اور اپنے چچا سے ملاقات کی تو لاجورد جادو نے خود ہی
بیان کر دیا کہ معلوم ہوتا ہی کہ فتاح طلسم آگیا جو تمھیں رہائی نصیب ہوئی اسرار روشنضمیر نے عرض
کی کہ یہ تو آپ کو معلوم ہی ہو گیا ہی اب میں اس غرض سے حاضر ہوا ہوں کہ شاہزادہ مرا سے
فتاحی طلسم جانے والا ہی اور میں بالکل بے سر و سامان ہوں اگر ضحاک نمک حرام نے فوج کشی کر دی
تو مجھے اُسکے سامنے سے یا تو بھاگنا پڑیگا یا سوا جان دینے کے کچھ بن نہ پڑیگا اسلیے کہ اب
سحر بسبب میرے قید ہو جانے کے کمزور ہو چکے ہیں ۔ یہ سنکر لاجورد جادو نے کہا کہ اے
اسرار روشنضمیر جب میری ضرورت ہوگی اُسوقت میں پہونچ جاؤنگا مجھے جس بات کا خوف ہی
اُسے میں تم سے وقت پر بیان کرونگا اور میں اُسی کے انتظام میں ہوں جبسے تم اسیر ہوے
میں نے چلہ کھینچا اسلیے کہ مجھے معلوم تھا کہ رہائی تمھاری فتاح طلسم کے ہاتھ سے ہی اگر میں
تمکو اسیری سے رہا کر دیتا تو ایسی آفت پیش آتی جسکا ٹالنا غیر ممکن تھا اب تم یہاں سے جلد چلے جاؤ
کہ میری محنت برباد ہوتی ہی یہ وقت اسم خوانی کا ہی یہ باتیں لاجورد جادو کی سنکر اسرار روشنضمیر
کچھ پریشان ہوا کچھ رنجیدہ ہوا اور وہاں سے جانب قلعہ زمین گیر روانہ ہوا ۔ یہ مقام اسرار روشنضمیر
نے حدود طلسم کے اندر بنایا تھا لیکن کوئی اس مقام سے سوا بادشاہ کے واقف نہ تھا اور اس

قلعہ مین جو لشکر پوشیدہ طور پر تھا وہ اسلیے تھا کہ اگر کوئی وقت نازک آجائے تو اسوقت یہ لوگ کام آئے چنانچہ اسرار روشنضمیر جسوقت اُس قلعہ مین پہونچا اور قلعہ دار نے اپنے بادشاہ کو دیکھا سر ادب خم کیا اور عرض کی کہ اے شہریار جان نثارون کی حیات مین بادشاہ کے سر پر تاج ہونا باعث بدنامی ہی یہ آپ سر برہنہ کیون ہین اور اب تک ہمین کیون نہ یاد فرمایا اسرار روشنضمیر نے اپنی تمام سرگذشت سامنے خمار جادو کے بیان کی اور کہا کہ اب جسوقت تک فتح طلسم نہ ہوگی تاج نہ پہنایگا مین تاج نہین پہن سکتا خمار جادو نے اُسیوقت تیاری لشکر کا حکم دیا اور بادشاہ کے واسطے سامان دعوت مہیا کیا ایک روز اسرار روشنضمیر نے قیام کیا دوسرے روز مع خمار جادو اور فوج زمین گیر قلعہ سے نکلکر جانب بیابان لرزان روانہ ہوا- یہ وہ مقام ہی کہ اسوقت تک ضحاک کے قبضہ مین نہ آیا لرزان جادو ایسا ساحر زبردست ہی کہ اسنے ضحاک مارگزیدہ کو نہ خراج دیا نہ اپنے بادشاہ سے روگردانی کی بلکہ سلطنت اسرار روشنضمیر مین جسقدر نمک حلال تھے لعبا سیری اسرار روشنضمیر کے دربدر اسی مقام پر آکر قیام پذیر ہوسکے تھے مگر انمین اتنی قوت بھی نہ تھی کہ ضحاک سے مقابلہ کرسکتے ہان جس مقام کو لرزان جادو نے سحر بندکر رکھا ہی یہان کسی ساحر طلسم کی مجال نہین ہی کہ وہ قدم رکھ سکے جسوقت لرزان جادو نے دیکھا کہ علامت آمد لشکر ساحران کی معلوم ہوتی ہی تو اسنے بھی اپنے لشکر کو تیاری کا حکم دیا اسکو خیال ہوا کہ شاید ضحاک مارگزیدہ نے پھر فوج کشی کی ہی لیکن جب لشکر زمین گیر قریب پہونچا اور لرزان جادو نے خمار جادو کو پہچانا تو آواز دی کہ اے خمار جادو مجھے یہ امید تم سے نہ تھی کہ تم بھی اس نمکحرام کے شریک ہو جاؤگے خمار جادو نے کہا اے برادر مین تمکو مبارکباد دیتا ہون کہ بادشاہ طلسم نے رہائی پائی اور ہم لوگون نے جان نثاری پر کمر باندھی کمر اور یہ ارادہ کیا ہی کہ نمکحرامون کو سزا دین تمھارے پاس اسواسطے آئے ہین کہ تم بھی آؤ اور اپنے بادشاہ اصلی کی شرکت کرو لرزان جادو نے کہا کہ بادشاہ کیونکر رہا ہوا خمار جادو نے کہا کہ فاتح طلسم نے رہا اُسکو رہا کیا وہ ہمارے ساتھ موجود ہی بس یہ سنکر لرزان جادو مع دیگر ساحران نامی و گرامی کے برائے استقبال آیا اور بادشاہ کی قدمبوسی حاصل کی بادشاہ نے اپنے ارکان دولت کو پہچان کر آفرین کی سب نے لرزان جادو کی بہت تعریف کی اور عرض کی کہ اگر یہ شخص نہوتا تو ہم سب برباد ہو جاتے ضحاک نے اسکو بہت بہت طمع دلائی یہانتک کہ آپکی جانب سے جو جس عہدہ پر تھا اس سے زیادہ مرتبہ دینے کا وعدہ کیا مگر لرزان جادو نے قبول نہ کیا اور ہمیشہ ارادہ اسکا ان ضحاک مارگزیدہ سے لڑا اور بیابان لرزان پر قبضہ نہ دیا اسرار روشنضمیر نہایت خوش ہوا اور لرزان جادو کا سینے سے لگایا اور فرمایا کہ اگر مین زندہ ہون تو اسے وزیر اعظم مقرر کر دونگا اور خمار جادو کو سپہ سالار کل لشکر کا معین کرونگا بلکہ اسیوقت سے یہ عہدہ تم دونون کے سپرد کرتا ہون یہ کہکر ایک ایک جھوٹی سحری اور ایک ایک ہار عنایت کیا کہ حال اس ہار کا کسی وقت ظاہر ہوگا ان دونون نے سلام کرکے ہار پہن لیے اور اپنے کو جان نثارون مین شمار کرلیا لرزان جادو نے عرض کی کہ یہ مقام بہت محفوظ ہی اگر مناسب ہو تو مرکز اپنا اسی جگہ قرار دیجیے اسرار روشنضمیر نے کہا کہ اب ایسا اپنے اختیار مین نہین ہون جسکی اطاعت مین ہون اختیار اسکی ہی جو وہ جگہ دیگا وہ کرونگا- یہ سنکر لرزان جادو نے خاموشی اختیار کی اور بادشاہ کو اپنے قلعہ مین رکھا اور سامان دعوت مہیا کیا- ایک روز یہان بھی قیام کیا اور بعد اسکے لرزان جادو کو بھی مع لشکر اپنے ہمراہ لیکر

دریاے ارغوان کے راستے سے طرف قلعہ سیہ تاب کے روانہ ہوا جسوقت فوج بادشاہ کی نزدیک
دریا پہونچی اور یہ خبر ارغوان جادو مالک دریاے ارغوان کو ہوئی کہ بادشاہ سابق نے رہائی پائی
اور مع لشکر آتا ہے تو یہ بھی ہاتھ وہاں سے باندھ کر حاضر حضور ہوا اور عرض کی کہ غلام نے اپنے
بہت سے عزیزوں کو اپنے یہاں پوشیدہ طور پر رکھا اور وہ موجود ہیں چونکہ وقت ایسا تقاضی
تھا کہ میں ظاہر بظاہر بادشاہ موجودہ سے مخالفت کروں لہذا اطاعت ظاہری اُسکی میں نے
اختیار کر لی تھی اسرار روشنفیر نے آفریں کی اور ایک روز یہاں بھی قیام کرکے دوسرے روز
ارغوان جادو کو اسی مقام پر چھوڑا کہ یہ محافظ سرحد ہے اور آپ مع لزران جادو و خمار جادو طرف
قلعہ سیہ تاب کے روانہ ہوا شاہزادہ عادل کیوان شکوہ صبح کے وقت نماز سے فراغ حاصل
کرکے فصیل قلعہ پر ٹہل رہے تھے کہ یکایک جانب صحرا سے تتق گرد بلند ہوا اور بالاے ہوا
لکہاے ابر سرخ رنگ و سبز رنگ و طاؤسی رنگ نمودار ہوے ڈنکے کی صدا بلند تھی کہ
شاہزادہ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ کہیں یہ بادشاہ موجودہ طلسم کی فوج ہو جلدی سے لوح کو
ملاحظہ کیا لکہا تھا کہ نگران اسرار روشنفیر مع جاہ و حشم آتا ہے مگر اُسنے تاج نہیں پہنا ہے تمکو
چاہیے کہ اُسکو اپنے ہاتھ سے تاج پہناؤ عادل کیوان شکوہ نے ارکین قلعہ کو براے استقبال
روانہ کیا اور چند قدم خود بھی بڑھے دیکھا کہ ہزارہا بگولے چرخ مارتے ہوے چلے آتے ہیں ہیئت
بگولوں کی مختلف ہے کوئی شیر کی صورت میں ہے کوئی فیل کی شکل کوئی گرگ کی صورت یہاں تک کہ
تمام صحرا ان درندگان خاکی سے مملو ہو گیا اور اب لکہاے ابر تمام صحرا پر محیط ہو گئے ایک ابر
طاؤسی رنگ شق ہوا اُسمیں سے تین شخص نمودار ہوے تخت پر اسرار روشنفیر داہنی جانب
لزران جادو بائیں جانب خمار جادو پایہ تخت تھامے ہوے یہ دونوں اژدر سحر پر سوار وہاں
اژدر سے شعلے نکلتے ہوے جب تخت آکر زمین پر قائم ہوا تو ہوبان دانشور قریب ہو پہنچا اور استقبال
کرکے اسرار روشنفیر کو اندر قلعہ کے لایا عادل کیوان شکوہ نے استقبال کیا اور اُسی وقت
تاج منگا کر اسرار روشنفیر کو پہنایا نذریں گزرنے لگیں یہ اشفاق دیکھ کر اسرار روشنفیر اور بھی
مسرور ہوا کئی روز تک جشن ملوکانہ رہا بعد ختم جشن کے شاہزادہ عادل نے اسرار روشنفیر سے
ارشاد کیا کہ میرا لشکر نہیں معلوم کس تباہی کی حالت میں ہے اسلیے کہ مجکو عین جنگ کی حالت
میں نخرہ اُٹھالایا تھا آپ کسی ساحر کو بھیجکر میرے لشکر میں اطلاع کرادیں کہ وہ لوگ تباہ نہ ہوں
بلکہ بیابان گرد باد میں آکر قیام پذیر ہوں اور میں بھی اب یہاں سے مرحلہ اہرمن جادو کی طرف
جاتا ہوں اور بعد فتح مرحلہ اور آگے بڑھونگا اب میرا قصد بغیر فتح واپس آنے کا نہیں ہے آپ یہاں
اپنی اور اپنی دختر کی حفاظت کریں یہ سنکر اُسیوقت اسرار روشنفیر نے کبوتر جادو کو نامہ دیکر جانب
لشکر شاہزادہ عادل روانہ کیا اور شاہزادہ تن تنہا بالنفس نفیس ملک سے رخصت ہو کے بقصد فتح
طلسم جانب بیابان گرد باد روانہ ہوا اسرار روشنفیر سرحد طلسم تک آکر پہونچا گیا اب انکو تو بیابان
باد گرد کی طرف روانہ کیا جاتا ہے دیکھیے کب پہونچتے ہیں اور اسرار روشنفیر قلعہ سیہ تاب میں واپس
آتا ہے اور انتظام قلعہ میں مصروف ہوتا ہے اور کبوتر جادو مع نقابداران ابلق پوش میں روانہ
ہوتا ہے لیکن اول کچھ حال ضحاک مار گزیدہ بادشاہ موجودہ کا سنیے کہ یہ دربار میں بیٹھا ہوا ہے
ساحران نامی و گرامی کا مجمع ہے عیار بھی موجود ہیں وزیر گوام و چپلے و اسرار روشنفیر کا وزیر تھا

اور اسی کی سازش سے ضحاک مارگزیدہ کو سلطنت نصیب ہوئی نام اسکا مریخ شعلہ چشم جادو بڑا کا
ساحر ہے یہ بھی موجود ہے کہا کہ ہر چند ساحر رونے پیٹنے آئے اور انھون نے بیان کیا کہ غضب ہوگیا
سیال جادو عالم دربلے ریگ رواں مارا گیا اور طلسم کشا نے اسرار روشن ضمیر کو رہا کر لیا یہ سنکر
اہل دربار لرز گئے اور ضحاک مارگزیدہ بھی گھبرایا لیکن مریخ شعلہ چشم نے کہا کہ اے بادشاہ جو شخص
جس کام کو کرتا ہے اسکے انجام کو سمجھ لیتا ہے اسرار روشن ضمیر اگر رہا ہوگیا تو کیا پروا ہے اب وہ قوت اسکے
سحر میں باقی نہیں رہی جسکا خوف ہو مدت تک قید رہنے سے تمام سحر کمزور ہو گئے سلطنت پر آپ کا
قبضہ موجود ہے جسقدر بڑے بڑے ساحر ہیں وہ آپکے تحت میں ہیں اور فرمانبردار ہیں اسرار روشن ضمیر کو
اپنی جان کی حفاظت کرنا تو دشوار ہو جائیگا۔ چہ جائیکہ آپ پر لشکر کشی کرنا اگر زیادہ خوف آپکو فتاح طلسم
کا ہے تو یہ بھی بیکار ہے اسلیے کہ جسوقت وہ دربند سوم کو فتح کرکے آگے بڑھیگا اور قلعہ قماربازان پر پہونچے
تو لوح بیکار ہو جائیگی بانیان طلسم نے اگر طلسم کشا کی بھی لوح بنائی ہے تو جابجا ایسے دعوے رکھے
ہیں کہ لوح کام نہیں دیسکتی ہے اگرچہ لوح غلط خبر نہ دیگی لیکن ہدایت لوح پر عمل کرنا امکان بشری سے
باہر ہے جب طلسم کشا اسیر ہوگیا اور لوح قبضہ میں آگئی پھر اسرار روشن ضمیر کیا کر سکتا ہے آپ ابھی خاموشی
اختیار کریں پریشان ہونے سے عقل کمی کرنے لگتی ہے اتنا ضرور مناسب معلوم ہوتا ہے کہ فوج طلسمی
کی تیاری کا حکم دیدیا جائے اور کچھ فوج قلعہ نیلی حصار پر بھیج دیجائے کہ وہاں سے سرحد قلعہ
سیہ تاب کی ملتی ہے شاید اسرار روشن ضمیر بعد رہائی طلسم کشا آگے بڑھنے کا قصد کرے تو لشکر
سے روکے ایک ہی جنگ میں فیصلہ ہو جائیگا یہ سنکر ضحاک مارگزیدہ نے اسی وقت تیاری لشکر
کا حکم دیا جب فوج ساحران تیار ہوئی تو کوہان جادو کو ایک لاکھ ساحروں پر افسر کرکے طرف قلعہ
نیلی حصار کے برائے مدد ظلم جادو روانہ کیا اور آپ پھر معروف عیش و عشرت ہوا۔ کوہان جادو
فوج طلسم لیے ہوئے قلعہ نیلی حصار کے قریب پہونچا۔ خبر ظلم جادو کو ہوئی کہ بادشاہ طلسم کی طرف سے
میری مدد کے واسطے کوہان جادو آتا ہے یہ قلعہ سے نکلکر برائے استقبال آیا اور پیشوائی کرکے کوہان
جادو کو اندر قلعہ نیلی حصار کے لایا اور سامان دعوت مہیا کیا اور از سر نو حفاظت قلعہ کا اور مضبوطی
سرحد کا انتظام ہونے لگا۔ اب اول حال کبوتر جادو کا سنیے کہ یہ طائر بنا ہوا اڑتا چلا جاتا تھا
نامہ اسکے گلے میں بندھا ہوا تھا کبھی اس صحرا کی طرف اڑتا ہوا چلا گیا جب دو چار سو کوس تک کی خبر
لے آیا تو دوسری طرف چلا اسی طرح ہر ہر مقام پر نقابدار ابلق پوش کو دیکھتا چلا جاتا تھا کہ دیکھا
سامنے ایک جانب سے چند علم نمودار ہوئے اور علامت لشکر کے آنے کی معلوم ہوئی بس یہ ایک
درخت پر بیٹھکر تماشا دیکھنے لگا اور لشکر گزرنے لگا جسوقت نظر اسکی نقابدار گلابی پوش اور نقابدار
نیلی پوش پر پڑی تو یہ سمجھ گیا کہ یہ وہی لشکر ہے جسکی مجھے تلاش تھی بس یہ اڑکر شانے پر نقابدار نیلی پوش
کے بیٹھ گیا نیلی پوش نے دیکھا کہ نامہ گلے میں بندھا ہوا ہے بس انھون نے نامہ گلے سے اسکے
کھول لیا اور اسکو پڑھا لکھا تھا کہ میں طلسم اسرار باطنی کی فتاحی میں مصروف ہوں بعد فتح طلسم کے
تم سے ملاقات ہوگی آپ لوگ بیابان گرد باد میں ٹھہر کر میرا انتظار کریں میں مناسب وقت سمجھکر یا تمکو
اپنے پاس بلا بھیجونگا یا خود آکر آپ سے ملونگا۔ یہ مضمون دیکھ کر نقابدار نیلی پوش نے وہ رقعہ
[illegible] گلابی پوش کو دیا انھون نے بھی پڑھا اور دستخط عادل کیوان شکوہ سے پہچانے کبوتر جادو
[illegible] ہوا اڑکر جانب قلعہ سیہ تاب روانہ ہوا اور نقابدار نیلی پوش اور گلابی پوش سے عنان

ترک کو طرف بیابان بادگرد کے پھیرا اور روانہ ہوئے دیکھئے کب تک پہونچتے ہیں اب حال
شاہزادہ حق پژوہ عادل کیوان شکوہ کا سنئے کہ جسوقت یہ راہ کو طے کر کے بیابان بادگرد میں
پہونچے تو دیکھا کہ انھوں نے حجرہ کھلا ہوا ہے اور قلندر حجرہ نشین بیٹھے ہیں سمیع جنی بھی حاضر ہے
شاہزادہ کو سمیع جنی نے سلام کیا شاہزادہ نے شاہ صاحب سے معانقہ کیا اور بعد اجازت بیٹھ گئے
شاہ صاحب نے کہا کہ کیا ارادہ ہے عادل کیوان شکوہ نے کہا کہ اب میں اس میل کو اکھاڑ کر اس مرحلہ
کو بھی سر کرونگا شاہ صاحب نے کہا کہ اسمیں دو شخص اور بھی شریک ہو چکے ہیں جبتک وہ بھی نہ ہونگے
سخت پریشانی لاحق ہوگی اگر پہلے روز نقابدار نیلی پوش اور نقابدار گلابی پوش تمہارے شریک ہو کر
دیوان طلسمی سے نہ مرے ہوتے تو تم اکیلے اس مرحلہ کو سر کر سکتے تھے اب تم انکو شریک کر چکے ہو تو اب
میں انکی شرکت ضروری ہو گئی یہ سنکر عادل کیوان شکوہ پریشان ہوئے شاہ صاحب نے کہا کہ
گھبراؤ آج یہاں قیام کرو اور جو فقیر کو میسر ہے اسپر قناعت کرو کل لشکر بھی تمہارا آجائیگا یہ کہکر
سامان دعوت مہیا کیا شاہزادے نے ہمراہ شاہ صاحب کے کھانا کھایا شب کو خوابگاہ میں
تشریف لیگئے اور سمیع جنی بھی بخاطر عادل آج یہیں رہا دو پہر رات تک سمیع جنی سے ملک کی باتیں
ہوا کیں اور دو پہر آرام فرمایا صبح کو ہاتھ منہ دھو کر فراغت کی ہی تھی کہ یکایک جانب صحرا سے گرد بلند
ہوا اور علمہائے سبز و سرخ کے پھریرے ہوا میں لہراتے ہوئے نظر آئے - عادل کیوان شکوہ
شوق میں ایک بلندی پر کھڑے ہو کر اپنے لشکر کی دیکھنے لگے اور فوج سامنے سے گزرنے لگی
دم بھر میں تمام صحرا فوجوں سے مملو ہو گیا لشکر میں سلامی ہونے لگی سب اپنے مالک کو دیکھکر
نہایت خوش ہوئے عیار سا کر قدموں سے لپٹا اور نقابدار گلابی پوش اور نیلی پوش بغلگیر ہوئے
ایک روز پھر لشکر میں قیام کیا اور شاہ صاحب کی دعوت کی اس دعوت میں سمیع جنی اور شاہ صاحب
نے لوگوں میں تھے باقی سب متوسلین عادل کیوان شکوہ تھے جب دعوت وضیافت سے فرصت ہوئی تو سمیع جنی
رخصت ہو کر اپنے مکان کیطرف روانہ ہوا اور عادل کیوان شکوہ شاہ صاحب کے حجرے تک پہونچ گئے اور دوسرے روز
حسب ہدایت درویش بوجھ گلے میں ڈالی نقابدار نیلی پوش اور نقابدار گلابی پوش کو ساتھ لیا اور طرف
میل کے روانہ ہوئے چونکہ میل برابر حجرہ قلندر کے واقع تھا جسوقت برابر میل کے پہونچے تو درویش کو انتظار
پڑی حجرے سے باہر نکل آیا اور منع کیا کہ ابھی ٹھہرو جسوقت درویش قریب پہونچا تو ایک ایک زنار
نقابدار گلابی پوش اور نقابدار نیلی پوش کو دی اور کہا کہ پہلے ایک زور سا اس میل پر تمہیں ہاتھ
ہونا چاہئے پھر دونوں ہاتھوں سے جب یہ میل اُکھڑیگا - یہ سنکر عادل کیوان شکوہ
نے ہاتھ بڑھانے کا قصد کیا تھا کہ درویش نے روکا اور فرمایا کہ نقابدار دلاور - بایاں ہاتھ تمہارا نقابدار
گلابی پوش ہے اور داہنا ہاتھ نقابدار نیلی پوش ہے جسطرح سابق میں ایک ایک زور ان دونوں
نے اس میل پر کیا تھا اور روز آخر میں تمنے میل کو اکھاڑ دیا تھا اسیطرح اسوقت بھی زور ہونا
چاہیے یہ سنکر عادل کیوان شکوہ نے اور نقابدار گلابی پوش نے دامن زرہ گردان کر میل کو
کولی میں لیکر زور کیا ہاتھ بھر زمین سے اکھاڑ لیا مگر آگے نہ بڑھ سکا آخر نقابدار گلابی پوش
نے میل کو چھوڑ دیا اب نقابدار نیلی پوش نے دامان زرہ گردانی اور اسی طرح میل پر زور کیا
یہ بہ نسبت گلابی پوش کے کچھ زیادہ بلند کر لیگئے آخر میل چھوٹ کر پھر زمین میں گڑ گیا اور آواز
قہقہہ پیدا ہوئی کہ جب زور نہ ہو تو زور آزمائی سے کیا حصول - یہ سنکر ان دونوں نقابداروں کو

طلسم آیا مگر کیا کر سکتے ہیں اب عادل کیوان شکوہ یعنے نقابدار ابلق پوش ابلق سوار آستین
چڑھا کر بڑھے اور فیل کو کولی میں لیکر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر جو زور کیا تو اک آواز عجیب پیدا
ہوئی اور فیل زمین سے اکھڑ آیا۔ عادل کیوان شکوہ نے فیل کو زمین پر ڈال دیا اور تلوار کھینچکر دہن
نقب میں کود پڑے ساتھ ہی گلابی پوش اور نیلی پوش بھی جھم جھم کرکے دہنہ نقب میں کود پڑے
چونکہ ہدایت لوح میں یہی تھی کہ اتنا عرصہ نکرنا کہ پہلے دن کی طرح دیو نکلنے لگیں ورنہ عمر بھر قتل کردنگے
تو سلسلہ دیووں کے نکلنے کا موقوف ہوگا بس جسوقت پاؤں عادل کیوان شکوہ کے کسی چیز پر پڑے
اور انھوں نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ دونوں پاؤں سر سے اک دیو کے شانوں پر ہیں ادھر سے دیو
نکل رہا تھا کہ یہ کود پڑے دیو گھبرا گیا کہ یہ کیا آفت آئی دیو بھاگا عادل کیوان شکوہ نے کان دیو کے
پکڑ لیے دیو کے ہٹتے ہی جگہ خالی ہوئی تھی اور دوسرے دیو نے بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ نقابدار
گلابی پوش کود پڑے اور ننگے پاؤں بھی اسیطرح دوش دیو پر قائم ہوگئے دیو انکو بھی لیکر بھاگا
تیسرا دیو آگے بڑھا تھا کہ پھر اسی طرح نقابدار نیلی پوش کے پاؤں اسکے کاندھوں پر قائم ہوئے
اور یہ بھی بھاگا اب اس دہنہ کے قریب سوائے تینوں دیووں کے اور کوئی جو تھا وہ نہ تھا چونکہ یہ
تینوں دیو درحقیقت ایک ہی ہیں اور دیو سہ پیکر اسکا نام ہے نگہبان اس مقام کا ہے یہی دیو نے
اسکے قبل بھی دہنہ نقب سے نکلکر عادل کیوان شکوہ سے مقابلہ کیا تھا چونکہ اسوقت لوح طلسمی
پاس نہ تھی اسوجہ سے یہ قتل ہوا تھا اور اسکے وہ پیکر پھر سامنے آجاتے تھے اب لوح کی برکت
سے وہ اثر تو باطل ہوا ادھر فقیر کی دی ہوئی انگشتری کی تاثیر سے نقابدار گلابی پوش اور نیلی پوش بھی
شر دیووں سے محفوظ رہے۔ اب پہلے دیو کا حال سنیے جو کہ نقابدار ابلق سوار کو لیکے بھاگا تھا
یہ بد حواسی کی حالت میں اسطرف چلا کہ جہاں اہرمن جادو لشکر دیوان سرکش کو لیے ہوئے پڑا تھا
اور ادھر اہرمن جادو اپنے خیمہ میں بیٹھا ہوا مصروف شرابخواری تھا دو شاہزادیاں سامنے اسکے
بیٹھی ہوئی زار و قطار رو رہی اور کہہ رہی تھیں کہ خدا تجھے غارت کرے کہ تو ہم دونوں بہنوں کو ہمارے
ملک سے اٹھا لایا اور پہونچا نہیں دیتا اور اہرمن جادو انپر اظہار محبت کر رہا تھا مگر وہ قبول نکرتی تھیں
گرد خیمہ اہرمن جادو کے لشکر دیوان پڑا ہوا تھا چونکہ یہ زمانہ بربادی طلسم کا تھا تمام حال انہیں حال
اس وقت نازک سے آگاہ اور ہوشیار تھے بنابر اسکے لشکر ہر وقت مسلح بیٹھے تھے لشکر
جادو بھی مسلح تھا کہ طلسم کشا آئیگا تو اسے قتل کرینگے دیکھا انھوں نے کہ دیو سہ پیکر
یہ دربان مرحلہ ہے اسکو سب اپنا ہی سمجھتے ہیں کسی نے تعرض کیا۔ دیو سہ پیکر نے فریاد کرنے کا قصد
کیا تھا کہ اور دیووں کو آگاہ کریں مگر بسبب اس خوف کے کہ ملک الموت تو گردن پر سوار ہیں ایسا نہو
کہ یہ میرا ہی کام پہلے تمام کر دیں اہرمن جادو انکو دیکھکر خود ہی سمجھ لیگا اس خیال سے دیو سہ پیکر کا پیکر
اول نقابدار ابلق سوار کو لیے ہوئے داخل بارگاہ ہوگیا۔ اہرمن جادو مصروف شرابخواری تھا نظر
جو عادل کیوان شکوہ کی اہرمن جادو پر پڑی جلدی سے لوح کو بھی ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اے فاتح
طلسم و سیار این عجائبات تجکو چاہیے کہ جس دیو پر تو سوار ہے اسی دیو کا سر کھینچکر اہرمن جادو پر مار اس واسطے
صورت کے قبضہ اہرمن جادو کی نہیں ہے نہ یہ تلوار و خنجر لگانے سے ہرگز کارگر ہوگا یہ دیکھتے ہی شاہزادے نے
دونوں ہاتھوں سے سر دیو سہ پیکر کا پکڑ کر جو زور کیا پاؤں تو دونوں کاندھوں پر دیو کے جمے ہی ہوئے
تھے سر دیو سہ پیکر کا کھنچ آیا ادھر اہرمن جادو بادۂ مصروف شرابخواری تھا یا نظر جو اسکی عادل کیوان شکوہ

پر بڑی مارے خوف کے کانپنے لگا سمجھ گیا کہ اجل سر پر آگئی بس اسنے بھاگنے کا قصد کیا تھا کہ شاہزادی
نے سر دیو کا کھینچکر اہرمن جادو کے سینے پر مارا یہ معلوم ہوا کہ اک شعلہ لپک کر بارود پر گرا کہ بارود
میں اسکے آگ لگ گئی اہرمن جادو دیو آتشبازی بنگیا اور فریاد کرنے لگا بارگاہ میں بھی آگ
لگ گئی تمام بارگاہ جلنے لگی دونوں شاہزادیاں تو بارگاہ سے نکلکر بھاگیں اور باقی جو لوگ تھے
وہ بارگاہ ہی میں رہے اور دار و گیر کی آوازیں دیا کئے یہ شور و غوغا سنکر تمام دیو گھبرا اٹھے کہ یہ کیا
معاملہ ہی انکو اور تو کچھ نظر نہ آیا کہ انکے افسر کو کسنے مارا یہ چرچا کرکے گرز ان پکڑ کر طرف نقابدار نیلی پوش
اور گلابی پوش کے چلے اور چاروں طرف سے گھیر لیا ان دونوں نقابداروں نے بھی تلواریں
کھینچ لیں اور لڑنا شروع کیا بارگاہ دم بھر میں جلکر خاک ہو گئی اور اب اندر سے بارگاہ کے اک
چادر شعلے کی نکلی اور وہ آکر تمام دیو وغیرہ پر گری سب دیو جلنے لگے اب تو نقابدار نیلی پوش اور گلابی پوش
حیران ہوے کہ یہ کیا سحر ہی یہ خیال جو کرتے ہیں تو جن دیو وغیرہ پر دونوں جوان سوار تھے انکے
بھی پاؤں سے آگ لگی ہی یہ دونوں جست کرکے علیحدہ ہوے انکا علیحدہ ہونا تھا کہ یہ دونوں
دیو بھی انھیں دیوؤں میں شامل ہوگئے اور جلنے لگے چار جانب شعلہاے آتش بھڑک رہے
تھے اور آوازیں دار و گیر کی آرہی تھیں تھوڑے ہی عرصہ میں تمام دیو جلکر خاک ہوگئے آخر میں آواز
پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام بُد اہرمن جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب
جو علامات سحر برطرف ہوے تو دیکھا کہ لاشیں دیوون کی جلی ہوئی پڑی ہیں اور وہ شاہزادیاں
تصویر حیرت بنی ہوئی کھڑی ہیں نظر جو آنکی ان شاہزادوں پر پڑی چونکہ یہ دیوون کے بس میں
تھیں بوے انسان مہینوں سے انکے مشام میں نہ آئی تھی بس یہ بیتابانہ قریب آئیں اور عرض
کی کہ آپ کون لوگ ہیں کہ ان دیوون پر غالب آئے نقابدار ابلق سوار نے فرمایا کہ میں فتاح طلسم
ہوں اور یہ مرحلہ سوم تھا طلسم کا اب صرف چار مرحلے اور باقی رہگئے ہیں خدا انکو بھی آسان کرے
تم اپنی حالت بیان کرو انھوں نے رو رو کر بیان کیا ہم دونوں بہنیں ہیں اور بلستان میں کان بادشاہ
مغربی کی بیٹیاں ہیں یہ حرامزادہ ہمکو اٹھا لایا تھا اور ہمیں یہاں اسنے قید کیا تھا اور طالب وصل ہوتا
تھا خدا نے ہماری عزت ہاتھ سے اس ابلیس کے بچائی خدا آپکا بھلا کرے کہ آپکی بدولت یہ دن
نصیب ہوا بشرطیکہ آپ بھی ہمارے ساتھ مہربانی کریں اور چلو ہمارے ملک میں پہونچا دیں چونکہ
وارث سلطنت ہمیں دونوں بہنیں ہیں یقین ہی کہ باپ ہمارا ہمارے غم میں دیوانہ ہوگیا ہوگا —
یہ سنکر عادل کیوان شکوہ نے ارشاد کیا کہ مذہب تمہارا کیا ہی انھوں نے کہا کہ باپ ستارہ
پرست ہی اور دادا لقا پرست تھا ہمارا بھی وہی مذہب ہی فرمایا کہ خیر تم ان دونوں نقابداروں
کے ساتھ ہمارے لشکر میں جاکر قیام کرو تمھیں کسیطرح کی تکلیف نہوگی انشاء اللہ ہم بعد فتح طلسم
تمکو تمہارے ملک میں بھجوا دینگے وہ شاہزادیاں خوش ہوئیں عادل کیوان شکوہ نے داراب
ثانی اور بلقیس بن قہور سے ارشاد کیا کہ اب آپ دونوں صاحب ان شاہزادیوں کو لیے ہوے
لشکر میں واپس جائیں اسلیے کہ انکو کسیکے حوالے کیا جاے علاوہ اسکے اب یہاں کچھ ضرورت
بھی نہیں ہو شناسا ہی کہ آگے مرحلہ قلعہ قمار ہادان کا ہی میں بعد فتح قلعہ واپس آؤنگا۔ یہ سنکر
داراب و بلقیس ان دونوں شاہزادیوں کو ہمراہ لیے ہوے واپس ہوے دونوں شاہزادیاں
ساتھ ساتھ تھیں جسوقت داخل لشکر ہوے تو ایک خیمہ انکے رہنے کے واسطے علیحدہ برپا کرادیا

اور چند خواصین خدمت کے لیے معین کردیں لیکن چونکہ نقابدار غلیل پوش کا دل اک شاہزادی
کی طرف زیادہ مائل تھا انھیں خیال ہوا کہ ایسا نہو گلابی پوش اسپر مائل ہوکر اظہار عشق کرے
اس وقت سوا سکوت کے کچھ نہ بن پڑیگا اس سے تم خود ہی ظاہر کردو یہ خیال کرکے بخوبی
ایک روز شاہ بلقیس بن قہمور سے کہا کہ اے برادر بجان برابر کیا کہوں اگرچہ تم چھوٹے ہو تمسے یہ
باتیں کرنا خلاف ہے مگر معاملہ ایسا ہی نازک ہے بے کہے چارا نہیں یہ سنکر بلقیس ہنسا اور کہا کہ میں
سمجھ گیا جب مرظاہر میں جادو سے ہم آپ مجبور ہیں تو آپ بار بار سبز فام نازک تن کی طرف
دیکھتے تھے معلوم ہوتا ہے کہ اسی کا تیر عشق آپکے لگ گیا داراب گلے سے لپٹ گیا اور کہا کہ بھائی
یہی بات ہے لیکن تدبیر وصل نہیں بن پڑتی بلقیس نے کہا کہ تدبیر میں بتائے دیتا ہوں —
داراب نے کہا ایسی تدبیر ہو جسمیں جبر ہو بلقیس نے کہا کہ مجھے تم سے زیادہ نقابدار کے
حکم کا خیال ہے علاوہ اسکے یہ بات اسلام کے خلاف ہے جب ملکہ خود رضامند ہو اسوقت تو جائز ہے
داراب نے کہا کہ میں بھی یہی چاہتا ہوں بلقیس نے کہا کہ آج تم وہاں جانا تو نقاب چہرہ سے دور
کردینا اور اسکی دلجوئی زیادہ کرنا مگر بیغرضی سے — داراب نے رائے پسند کی جب شام کا وقت
آیا تو حسب معمول داراب ثانی حجرہ میں آکر دونوں شاہزادیوں سے استفسار حال کی غرض سے
گئے کہ کسی طرح کی تکلیف تو نہیں ہے جب سامنے پہنچے تو نقاب چہرہ سے دور کردی نظر سبز فام نازک
تن کی جو داراب ثانی پر پڑی وہ بھی شیفتہ جمال عدیم المثال ہوگئی داراب ثانی کچھ دیر بیٹھے تھے اور
بہت کچھ تسلی و تشفی اسکی کیا کیے کبھی شہر گلنار کے حالات دریافت کرتے تھے کبھی پوچھتے تھے
کہ تمھارے باپ کے یہاں کتنی فوج ہے سردار کیسے کیسے ہیں سبز فام بیان کررہی تھی جب داراب
اٹھکر چلے آئے تو سبز فام نے دیر تک اپنی چھوٹی بہن ملکہ گلفام عالی دماغ سے داراب کے حسن
اخلاق کی تعریف کی گلفام نے کہا کہ پھر تعجب کیا اسلیے کہ وہ بھی تو شاہزادے ہیں اور کیسے عالی
خاندان میں اگر حسن اخلاق نہیں ہے تو کوئی تعجب کی بات نہیں غرضکہ رات تو گذر گئی صبح کو
حسب دستور بلقیس بن قہمور برائے استفسار آئے انھوں نے بھی نقاب چہرہ سے اٹھادی
اور دیر تک باتیں کیا کیے اب یہ معمول بندھا ہوا ہے کہ صبح کو تو شاہزادہ بلقیس جاکر استفسار حال
کرتے ہیں اور شام کو داراب ثانی جسقدر رتبہ بڑھنے لگے اسیقدر محبت بھی بڑھنے
کہ اب نشست بھی دیر تک ہونے لگی جب یہ چلے بھی آتے ہیں تو باتیں انھیں کی ہوا کرتی ہیں
لیکن ہنوز کسی جانب سے اظہار عشق ہونے کی نوبت نہیں آئی ہے بقول شخصے کہ ایک ڈر دو طرف
غالب ہے یہ شاہزادے ہیں تو وہ شاہزادیاں ہیں دونوں کو اپنی اپنی بیوقعتی کا خیال ہے
علاوہ اسکے وہ عورت ہونے کی وجہ سے ایسی بیحیائی گوارا نہیں کرسکیں کہ ابتدا کریں یہ دونوں
شاہزادے امین ہیں اظہار عشق سے شان امانت میں فرق آتا ہے عجب الجھن ہے کہ کچھ بن نہیں
پڑتی لیکن گل اندام کی طبیعت بلقیس پر آندھی کی طرح آگئی ہے کہ اسکو دنیا اندھیر ہے ایک روز شام
کے وقت شاہزادہ داراب ثانی بیٹھے ہیں باتیں ہورہی ہیں کہ گل اندام نے کہا اے شہریار یہ کیا
بات ہے کہ ایک وقت آپ تشریف لاتے ہیں تو شاہزادہ بلقیس نہیں تشریف لاتے ہیں اور صبح کو
وہ آتے ہیں تو آپ نہیں آتے ہیں اگرچہ اسیقدر آپکا تکلیف کرنا کیا کم تھا مگر ہم تو سراپا آپکے
ممنون احسان ہیں اور دل بھی چاہتا ہے کہ آپ دونوں صاحب دونوں وقت تھوڑی تھوڑی دیر واسطے

تکلیف کیا کریں تو زیادہ ہماری تقویت خاطر ہوگی اور یہ تکلیف بھی چند روزہ ہی پھر ہم کہاں اور
آپ کہاں داراب ثانی نے کہا کہ میں ابھی بلقیس کو بلواتا ہوں سبب یہ تھا کہ تمام لشکر کا انتظام
ہمیں دونوں کے سپرد ہی۔ نقابدار ابلق پوش تشریف نہیں رکھتے ہیں میں یہاں آتا ہوں تو بلقیس
انتظام میں مصروف رہتے ہیں اور وہ آتے ہیں تو میں اسی کام میں سرگرم رہتا ہوں لیکن
تمہاری خاطر سے اب میں بھی صبح کو آیا کرونگا اور اسوقت بلقیس کو بھی اپنے ہمراہ لیتا آیا کرونگا
یہ کہکر باہر خیمہ کے تشریف لائے اور اک خواص کو خیمہ بلقیس بن تمہور کی طرف روانہ کیا اور
کہلا بھیجا کہ مناسب وقت یہ معلوم ہوتا ہی کہ آپ بھی تشریف لے آویں وہاں شاہزادہ بلقیس
اکیلے خیمہ میں بیٹھے ہوئے ایسی باتیں کر رہے تھے کہ اسوقت داراب ثانی اپنی معشوقہ سے
باتیں کر رہے ہونگے اور ہم تنہائی کی ایذا اٹھا رہے ہیں کہ یکایک خدمتگار نے جاکر سلام کیا اور
پیام شاہزادہ داراب ثانی کا بلقیس کو دیا۔ بلقیس کی تو یہ عین تمنا تھی بہ جلدی سے اٹھکر طرف
خیمہ ملکہ سبز فام و گل اندام کے روانہ ہوئے جسوقت داخل خیمہ ہوئے تو دیکھا کہ سبز فام
اور گل اندام ایک جانب بیٹھی ہیں اور شاہزادہ داراب ایک طرف رونق افروز ہیں شاہزادہ
بلقیس کے پہونچنے سے سب خوش ہوئے اب دیر تک محفل گرم رہی آج سے یہ معمول ہوگیا کہ
یہ دونوں شاہزادے دونوں وقت ساتھ جاتے تھے اور ساتھ واپس آتے تھے یہاں یہ ان
دونوں شاہزادیوں کی باتیں کیا کرتے تھے اور وہاں وہ دونوں آپس میں ان شاہزادوں کی باتیں
کیا کرتی تھیں سبز فام نازک تن اکثر داراب ثانی کے حسن اخلاق کی مدح کرتی تھی اور گل اندام بلقیس
کی کج کلاہی کا ذکر کرتی تھی۔ اسی اختلاف بیان سے ایک نے دوسرے کی طبیعت کا اندازہ کرلیا
اور جان لیا کہ بعد اظہار عشق جلوے رہا ہے جتنے آنے پائیگا اب انکو تو باہمی اشتیاق میں چھوڑیئے
اور دیکھیے کہ یہ راز کب تک فاش ہوتے ہیں اور کیونکر فاش ہوتے ہیں لیکن اول کچھ حال نقابدار
ابلق پوش کا سنیے کہ جسوقت انھوں نے دونوں شاہزادوں کو ہمراہ داراب ثانی اور
بلقیس بن تمہور کی جانب لشکر روانہ کر لیا تو اپنی لوح کو ملاحظہ فرمایا۔ لکھا تھا کہ یہاں سے داہنی
جانب روانہ ہو جاؤ جسوقت سرحد قلعہ ثمار بازان میں پہونچ گئے تو پھر لوح کو دیکھنا اور جو کچھ تحریر ہو
اسکے خلاف عمل میں لانا کہ اس مقام پر لوح الٹی خبر دیگی یہ دیکھکر حسب ہدایت لوح داہنی جانب
روانہ ہوئے جب سرحد قلعہ ثمار بازان میں پہونچے تو دیکھا کہ صحرا بے پر خار ہی اور وسط صحرا میں اک
بہت بڑا قلعہ سربفلک کشیدہ بنا ہوا ہی ہر ایک برج جسکا ربع فلک کے ہم پلہ معلوم ہوتا ہے لیکن
دروازہ قلعہ کا کھلا ہوا ہی ہنوز یہ دروازہ قلعہ تک نہ پہونچے تھے کہ قلعہ میں سے اک شخص نمودار
ہوا اور اسنے آکر سلام کر کے نامہ خدمت میں پیش کر کے عرض کی کہ یہ نامہ حاکم قلعہ نے آپکو بھیجا ہی
پہلے اسے ملاحظہ فرمالیجیے۔ شاہزادہ نے لفافہ چاک کر کے نامہ کو نکالا اور مضمون نامہ سے آگاہ ہوئے
لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم میں بھی نادان نہیں ہوں اور خوب جانتا ہوں کہ یہ زمانہ فتاحی طلسم کا
ہی اور آپ صاحب لوح ہیں جو شخص آپ سے لڑیگا وہ مارا جائیگا مجھے اپنی جان دینا دیدہ و دانستہ
منظور نہیں ہی لیکن بحکم اکابر طلسم سے مجبور ہوں لہذا اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ بندگان خدا کشت و خون
سے محفوظ رہیں تو آپ مجھ سے اسی میدان میں چوگان بازی کھیلیں اگر آپ سر بر ہوں تو میں دین
آپکا اختیار کرونگا اور اطاعت میں مجھے کوئی عذر و انکار نہوگا اور اگر خلاف اسکے ہوا تو یہ خیال کر لیجیے

کہ شاہون اور شہریارون کی زبان ایک ہوتی ہی پیر آپکو لوح طلسمی میرے سپرد کرکے پلٹ جانا ہوگا
شاہزادہ نے مضمون نامہ دیکھکر لوح کو ملاحظہ کیا کہ اگر یہ لوگ مجھے فریب دیتے ہون تو لوح آگاہ کردے
چونکہ لوح پہلے ہی خبر دیچکی ہی کہ آیندہ مجھسے اُلٹی خبر ظاہر ہوگی وہی ہوا کہ لوح نے ظاہر کیا کہ ان سے
چوگان بازی مین اس قلعہ کو جیت لو تاکہ کشت وخون بندگان خدا کا نہو تمسے بہتر کون سپاہی
اور شہسوار ہوگا جو تمسے بازی لیجاسکے شاہزادہ نے اہل قلعہ کے فریب کو نہ دریافت کیا مگر لوح کا
فریب یاد رہا کہ آیندہ کی خبر کو اُلٹا سمجھے اور جو تحریر تھا اُسکے خلاف عمل مین لاتے پس انھون نے
پشت نامہ پر تحریر کردیا کہ مجھے کوئی عذر وانکار نہین ہی مین چوگان بازی کے واسطے موجود ہون اور
یہ رائے تمھاری بہت ہی انسب ہی کہ بندگان خدا کشت وخون سے محفوظ رہین مگر میرے ساتھ
کے لوگ اس مقام پر نہین ہین جسوقت یہ جواب نامہ کا قمار جادو کو پہونچا اپنی جگہ سے خوشی کے مارے
اُچھل پڑا اور کہا کہ اب مین نے طلسم کشا کو اپنے دام مکر مین پھنسا لیا اور کہلا بھیجا کہ آپ کو اگر میرے اوپر
بھروسا ہو تو اپنے لشکر سے تین سوار چیدہ بلوا لیجیے۔ جسوقت یہ پیام قمار جادو کا شاہزادہ عادل
کیوان شکوہ کو پہونچا تو شاہزادہ نے فرمایا کہ میرے ساتھ کوئی دوسرا آدمی نہین جسے مین اپنے
لشکر کی طرف بھیجون۔ یہ سنکر اُسنے کہا کہ آپ مجھے نام اُن لوگون کے بتا دیجیے مین جاکر بلا لاؤن
شاہزادہ نے اک پرچہ بنام شاہزادہ داراب ثانی اور بلقیس بن قہور تحریر فرمایا کہ آپ دونو صاحب
ایک سردار اپنے ساتھ لیکر اور میری سواری کا مرکب لیے ہوے یہان تشریف لے آیئے کہ اس
قلعہ کے حاکم سے چوگان بازی کی شرط ہوئی ہی اگر وہ چوگان بازی مین ہارے گا تو یہین اطاعت
میری اختیار کریگا لڑنے اور بندگان خدا کے قتل کرنے سے کیا حاصل جسوقت یہ نامہ تحریر کرکے
عادل کیوان شکوہ نے ملازم قمار جادو کو دیا تو وہ جانب لشکر نقابدار روانہ ہوا۔ اُسوقت پہونچا
کہ شاہزادہ داراب اور بلقیس ایک ہی مقام پر بیٹھے ہوے باتین کر رہے تھے کہ نامہ دار پہونچا اور
نامہ پیش کیا جب یہ دونون شاہزادے مضمون نامہ سے آگاہ ہوے تو انھون نے جلدی سے
مرکب طلب کیے اور لشکر سے گستہم گرد کو منتخب کیا کہ یہ چوگان بازی خوب جانتا تھا اور عیار سے کہا
کہ شاہزادہ کی سواری کا گھوڑا اصطبل سے کھلوا منگاؤ اور ہمارے ساتھ چلو کہ یہ معرکہ درپیش ہے
عیار بھی بانساے عیاری سے چست و درست ہوکر حاضر ہوا بلقیس و داراب نے سامان
چوگان بازی ساتھ لیا اور اُسی قاصد کے ساتھ چل کھڑے ہوے وہان شاہزادہ عادل کیوان شکوہ
انتظار مین بیٹھے تھے کہ یہ لوگ ہمراہ قاصد کے پہونچ گئے خیمہ برپا ہوگیا رات آرام سے گذاری صبح کو
جو وقت ٹھہرگیا تھا اُسوقت پر عادل کیوان شکوہ تیار ہوکر مع شاہزادہ داراب و بلقیس و گستہم گرد
میدان چوگان بازی مین آگئے اور قلعہ سے بھی چار سوار مع سامان چوگان بازی کے نمودار ہوے
ایک جانب اُنکے ملازم اور گھوڑے کھڑے تھے دوسری جانب اُنکے ملازمین کا مجمع تھا اہل قلعہ قلعہ کے
فصیلون پر تماشا دیکھنے کی غرض سے جمع ہوسکتے تھے۔ جسوقت عادل کیوان شکوہ اپنے ہمراہیون
سمیت میدان بازیگاہ مین پہونچے اور دوسرا گروہ بھی مقابلہ مین آکر استادہ ہوا تو قمار جادو نے بڑھکر
کہا کہ اے شہریار قول مردان جان دارد اگر انصاف کی نظر سے دیکھیے تو اب لوح طلسمی آپکی ملک
اسوقت تک نہین ہی جبتک آپ شرط نجیتین مین اسکا مالک ہون لہذا لوح کسی دوسرے شخص کو
دیدیجیے اور اُس سے کہدیجیے کہ بعد کھیل ختم ہونے کے جو جیتے لوح اسکو دیدی جاے۔ شاہزادہ

عادل کیوان شکوہ اس فریب کو بھی نہ سمجھے عیار نے آتی آواز دی کہ لوح کو ملاحظہ کیجے کار بند ہوجیے
عادل کیوان شکوہ نے پھر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ واقع میں حریف تمھارا سچ کہتا ہے قمار جادو نے
کہا کہ اگر آپ کو ہم لوگوں کا اعتبار نہیں ہے تو کسی اپنے ہی آدمی کے سپرد کر دیجیے آپ کو ہمارا اعتبار نہو
مگر ہمیں آپکا اعتبار تو ضرور ہے یہ سنکر شاہزادہ نے لوح گلے سے اُتار کر اپنے عیار کو دیدی یہ خیال بھی
نہ آیا کہ لوح اُلٹی خبر دے رہی ہے اور قمار جادو نے اس غرض سے لوح اُتروا دی ہے کہ کرشمہ سحر
نہ چل سکیگا اب گیند پھینکا گیا اور چوگان بازی شروع ہوئی جب گیند سامنے عادل کیوان شکوہ کے
آتا تھا نظروں سے غائب ہوجاتا تھا اور قمار جادو گیند کو پھینکتا ہوا برابر چلا جاتا تھا تمام زمین میدان
چوگان بازی کی سحر بند تھی ادھر لوح گلے میں شاہزادہ عادل کے نہ تھی جو اثر سحر کو باطل کرتی اسکی صحبت
سے نقرہ دیگر قمار جادو نے لوح دوسرے شخص کو دلوا دی تھی جو کھیل میں شریک نہ تھا اور جو انگوٹھیاں
دارآب وبلقیس کو درویش نے عنایت کی تھیں وہ بھی موجود نہ تھیں اسلیے کہ یہ اپنی معشوقوں کو بطور
نشانی کے دیتے آئے تھے انجام یہ ہوا کہ شاہزادہ عادل کیوان شکوہ چوگان بازی میں اہل قلعہ
سے ہار گئے بس قمار جادو سامنے آیا اور عرض کی کہ حکم دیجیے عیار کو کہ لوح میرے سپرد کرے اور آپ قصد
مراجعت فرمایئے کیونکہ میرے آپکے یہی شرط تھی عادل کیوان شکوہ نے ارشاد فرمایا کہ بیشک اور اپنے
عیار کی طرف دیکھکر ارشاد فرمایا کہ لوح اسکے حوالے کر عیار نے تامل کیا کہ لوح دیدونگا تو طلسم کسطرح
فتح ہوگا کہ شاہزادہ نے عیار پر غصہ کیا اور فرمایا کہ تو میری بات میں فرق ڈالیگا عیار نے پھر بھی
یہ چال کی کہ ویسی ہی ایک دوسری تختی قمار جادو کے حوالے کر دی قمار جادو اُس تختی کو لیے ہوے
خوشی خوشی داخل قلعہ ہوگیا بعد روانہ ہونے قمار جادو کے عادل کیوان شکوہ نے دارآب
وبلقیس سے ارشاد فرمایا کہ اب میں تو لشکر میں پلٹ کے نہ جاؤنگا اور نہ اس قلعہ کا رخ کرونگا
کہ قمار جادو سے شرط ہار چکا ہوں لیکن آپ لوگ لشکر میں تشریف لیجایئے اور شاہ قلندر بخلیہ
نشین سے بعد سلام کے کہدیجیے گا کہ اگر کوئی تدبیر ممکن ہو تو خیر ورنہ ہم سے تو دست بردار ہوجایئے
کہ لوح طلسمی ہاتھ سے جاتی رہی اور میں بغیر فتح طلسم واپس نہ آؤنگا یہ کلمات حسرت آیات سنکر
سب افسردہ خاطر ہوگئے لیکن عیار نقابدار نے لوح نکالکر حاضر کی اور عرض کی کہ اے شہریار یہ
قلعہ قمار بازان ہے ساحر بیان کے نہایت مکار ہیں انھوں نے آپکو فریب دیا میں نے اُن کو
فریب دیا کہ لوح اصلی نہ دی اور لوح مصنوعی اُسکے حوالے کر دی پس یہ سنکر چہرہ شاہزادہ
عادل کا غصہ سے سرخ ہوگیا اور تازیانہ شیر پر ہاتھ ڈالا کہ تو مجکو بدنام کیا چاہتا ہے داراب و
بلقیس بیچ میں آگئے اور عیار کو بچالیا عادل کیوان شکوہ نے ارشاد فرمایا کہ جا دور ہو میرے
سامنے سے اور آپ لوگ بھی رخصت ہوں ہر چند داراب وبلقیس نے کہا کہ ہم ساتھ میں جو آپ
گزریگی وہ ہمپر گزریگی مگر شاہزادہ عادل نے نہ مانا اور قسم دیکر ان سب کو رخصت کر دیا یہ لوگ مجبور
روتے پیٹتے واپس ہوے عیار دل میں کہتا تھا کہ خدا جانے کہ اولاد حمزہ اور حمزہ نے کونسا دماغ
پایا ہے کہ اُنسے بعض وقت نیکی کا ثمرہ بدی حاصل ہوتا ہے اُدھر عادل کیوان شکوہ قلعہ کی طرف متوجہ
ہوے نگہبان قلعہ نے قمار جادو کو اطلاع دی کہ وہ شخص ایسی شرط ہار چکا ہے وہ پھر اسطرف آرہا
ہے قمار جادو یہ سنکر فصیل قلعہ پر آیا اور کہا کہ اے شخص اب اسطرف کیوں آتا ہے کیا جان سے
عاجز ہے ہم تو سمجھتے تھے کہ تو بات کا دھنی ہے مگر معلوم ہوا کہ لوح جانے کے وقت نے تجکو اندھا

کر دیا ہی جا بلیٹ جاؤ ورنہ بدنام بھی ہوگا اور مارا بھی جائیگا یہ سُنکر شاہزادۂ عادل کیوان شکوہ نے
ارشاد کیا کہ تم لوگ بڑے بیمروت معلوم ہوتے ہو ابھی تھوڑی دیر مختصر کیا طرز گفتگو تھی اب سطرح
بے اعتنائی کی باتین کر رہے ہو یہ سُنکر اُسنے گرز فولادی شاہزادہ پر مارا شاہزادے نے عکس
لوح کا ڈالا گرز زمین پر گر پڑا شاہزادہ نے فرمایا کہ بس اب تو قلعہ پر سے پتھر بار ہونے لگی کوئی تیغ کوئی
تاریخ سحر پھینکنے لگا لیکن سب حربے ببرکت لوح رد ہوگئے اُس وقت اُن لوگون نے کہا کہ معلوم
ہوتا ہی کہ آپ نے ہمیں دغا کی اور لوح طلسمی نہین دی یہ سُنکر شاہزادہ نے ارشاد کیا کہ عیار نے یہ
از راہ خیر خواہی یہ حرکت کی تھی مین اُسپر بہت خفا ہوا اور لوح اصلی یہ کہ تمھارے دینے کو آیا تھا تم اِسطرح
پیش آئے جسطرح دشمن سے پیش آتے ہین یہ سُنکر قمار جادو بھی تم مین گیا اور کہنے لگا کہ کیا آپ ابھی
آپ لوح ہمین دیدیجیے گا فرمایا کہ مین آیا ہی اسلیے تھا۔ قمار جادو نے کہا کہ مجھے یقین نہین کوئی شخص
تلوار اپنی دشمن کے ہاتھ مین بخوشی دیدے۔ شاہزادہ نے یہ سُنکر غصہ مین لوح پھینک دی اور
فرمایا کہ لو آ کر اُٹھا لیجاؤ اور آپ دور ہٹ گئے قمار جادو آیا اور لوح اُٹھا کر بولا کہ اے شخص اگر اب میں
تجھپر کوئی حربہ کرون تو تو روک سکتا ہی فرمایا بظاہر تو کوئی سپر سحر کی میرے پاس سوا اس لوح کے نہین تھی
لیکن خداوند کریم مین اتنی قدرت ہی کہ اگر وہ چاہے تو اب بھی بچالے بس یہ سُنکر قمار جادو کے
ہوش اُڑ گئے کہ ایسے بھی پابند زبان لوگ دنیا مین ہوتے ہین تب یہ آگے بڑھا اور قدمون پر
شاہزادہ کے گر پڑا۔ عرض کی اے شہریار قطع ہوں وہ ہاتھ جو تجھ ایسے بہادر اور منصف مزاج
پر اُٹھین مین نے غلامی تیری اختیار کی یہ لوح آپ کی آپ کو مبارک رہے پہلے مین آپکا عدو
جان تھا مگر اب جان نثار ہون شاہزادہ نے فرمایا کہ میری اطاعت سے بہتر خدا کی اطاعت ہی
تجھکو چاہیے کہ دین اسلام اختیار کر۔ قمار جادو نے عرض کی کہ مجھے تبدیلی مذہب مین کوئی عذر نہین سوا
اسکے اہل طلسم مسلمان ہونے پر میرے دشمن ہو جائینگے اور مین اُنکا کچھ نکر سکونگا لہذا بعد فتح طلسم
مجھے اسلام کے اختیار کرنے مین کوئی عذر و انکار نہوگا۔ یہ سُنکر شاہزادہ خاموش ہو رہا اور قمار جادو
نے دست بستہ عرض کی کہ اب قلعہ مین تشریف لے چلیے کچھ دیر استراحت فرمائیے پھر آگے جانے کا قصد
کیجیے گا شاہزادہ نے دعوت اُسکی قبول کی اور قلعہ مین تشریف لائے۔ تمام اہل قلعہ حیران تھے کہ
طلسم کشا نے یہ کونسا افسون پڑھ دیا کہ حاکم قلعہ اسکا مطیع ہو گیا۔ بادشاہ طلسم سے روگردانی کی اسکا
نتیجہ اچھا نہوگا قلعہ برباد ہوگا عتاب شاہی نازل ہوگا قمار جادو نے دیکھا کہ رنگ لشکر کا بے طور
ہی کسیکو مطیع اسلام ہونے پر مجبور نکیا اور آپ سرگرمی کے ساتھ ضیافت صاحبقران مین مصروف ہوا
ایک بھائی مخالف الیلن قمار جادو کا بازی گر جادو تھا کہ وہ بھائی سے خصومت رکھتا تھا مگر اُسکا
قابو نہ چلتا تھا کہ قمار جادو کو آزار پہونچا سکے اس موقع کو غنیمت جانکر اُسنے یہ خیال کیا کہ یہ تو طلسم کشا
کا شریک ہو گیا ہی اگر تو لوح طلسمی چرا کر بادشاہ طلسم کے حوالے کر دیگا تو یقین ہے کہ آج سے قلعہ
قمار بازان کی حکومت کا مستحق ہو جائیگا علاوہ سلطنت ملنے کے قمار جادو پر عتاب شاہی آئیگا
یہ سوچ کر شب کے وقت اُسنے لوح طلسمی چرائی اور جانب دار السلطنت ضحاک شاہ روانہ ہوا
وہان بادشاہ طلسم نہایت اُداس اور بکمال پریشان بیٹھا تھا یہ خبر گزر چکا تھا کہ اہرمن جادو ملک
در بند سوم مارا گیا اور حاکم قلعہ قمار بازان نے بھی اطاعت طلسم کشا کی اختیار کی مشورے ہو رہے
تھے کہ اب کیا کرنا چاہیے کہ طلسم کشا گرفتار ہو تین مرحلے اُسنے تنہا شکست کر ڈالے اب تو یہ بھی شریک ہو گیا

بڑھتے جاتے ہین اور صرف چار مرحلے اور باقی رہگئے ہین کہ یکایک بازی گر جادو پہونچا اور لوح طلسمی
پیش کرکے عرض کی کہ یہ کام غلام ہی کا تھا کہ طلسم کشا کو دھوکا دیکر اُسکا مایۂ زندگی چرالایا لیکن
صلا مین اسکے قلعہ قمار بازان کی سلطنت کا خواستگار ہون۔ یہ سُنکر ضحاک شاہ نہایت خوش ہوا لوح
طلسمی لیکر اپنے قبضہ مین کی اور بازی گر جادو سے کہا کہ تم اطمینان رکھو مین تمکو قلعہ قمار بازان کا
حاکم کرونگا بعد اسکے لوح طلسمی اک ساحر کے حوالے کی اور کہا جا کر یہ لوح حاکم کوہ بلور کے سپرد
کر اور اپنجانب کی طرف سے کہدینا کہ بادشاہ سابق قید سے چھوٹ گیا ہے وہ یقیناً طلسم کشا کے
شریک ہوکر بربادی طلسم کا درپے ہوگا لوح کی حفاظت کرنا اور اگر کوہ بلور پر سلیمانیون کا یورش ہو
تو ہمین اطلاع کرنا ہم بھی آکر شریک جنگ ہونگے اور تمھاری مدد کرینگے ساحر لوح لیکر جانب کوہ بلور
روانہ ہوا اور لوح طلسمی طور روشن دل کے سپرد کردی اور پیام بادشاہ طلسم کا اُسکو دیدیا
یہان ضحاک مارگزیدہ جادو نے چالیس ہزار ساحر بازی گر جادو کے ساتھ کیے اور حکم دیا کہ جا کر
طلسم کشا کو بھی پکڑ لا اور اپنے بھائی کو بھی اسیر کرکے مابدولت واقبال کی خدمت مین روانہ کر دے
یہ حکم پاکر بازی گر جادو چالیس ہزار ساحران غدار کی جمعیت سے طرف قلعہ قمار بازان کے روانہ
ہوا لیکن چلتے وقت اسنے کہدیا تھا کہ مددگاران طلسم کشا کی طرف سے مجھے خوف ہے ذرا خیال کیجیے کہ
اب اگر بادشاہ سابق اُسکی کمک کو آجائے تو اُسکا مقابلہ کون کرسکتا ہے ضحاک مارگزیدہ جادو
نے کہا کہ تو اطمینان رکھ اگر طلسم کشا کی مدد آئیگی تو تیری کمک بھی ضرور ہوجائگی اور اب ضحاک
مارگزیدہ معروف عیش وعشرت ہوا جو کانٹا اسکے دل مین کھٹک رہا تھا وہ نکل گیا کہ لوح طلسمی
ہاتھ آگئی امید اسکو یہ ہے کہ تھوڑی دیر مین طلسم کشا بھی اسیر ہوکے آجائیگا اور اگر وہ رہا بھی رہیگا
تو کیا کرسکتا ہے اسلیے کہ بے لوح طلسمی کے وہ بے دست و پا ہے تمام ارکین دولت خوشی کررہے ہین
لیکن اب کچھ حال شاہزادہ حق پژوہ یعنے عادل کیوان شکوہ کا سنیے کہ جو وقت صبح کو آنکھ کھلی تو
حسب معمول انھون نے سرہانے دیکھا تو لوح کو نہ پایا قمار جادو جو وقت حاضر ہوا تو ارشاد کیا کہ قمار جادو
آج لوح میرے سرہانے سے غائب ہے مین نہین کہسکتا کہ یہ کسکا فعل ہے کون لوح چرا لیگیا یہ سنکر قمار جادو
نہایت حیران ہوا اور عرض کی کہ خبردار ہو تو یہ کام بازی گر جادو میرے بھائی کا ہے وہ مجھسے کینہ بھی رکھتا
تھا بسبب اسکے کہ ہم بطن نہین ہے اور مین اعلی عہدے پر تھا یہی موقع اسکو غنیمت معلوم ہوا۔ لوح وہی
چرا لیگیا ہوگا اسے آقا سے نامدار غضب ہوگیا اب اگر بادشاہ طلسم تک وہ پہونچ گیا تو قیامت ہوجائیگی
لوح کا ہاتھ آنا تو کیسا یہان کا بیٹھنا دشوار ہوجائے گا عاقبت تنگ ہوجائیگی بادشاہ طلسم فوج طلسمی کو
بھیجے گا میرے ساحر فوج طلسمی کا مقابلہ ہرگز نہین کرسکتے شاہزادہ نے یہ سنکر ارشاد فرمایا کہ اسے
قمار جادو وہ کچھ پریشانی مقدر مین ہے اُسکا ظہور مین آنا ضرور ہے لیکن زیست خدا کے اختیار ہے
اتنی مجال کسیکی نہین ہے کہ جو بغیر حکم خدا کوئی کسی کی جان لے سکے اگر تم اپنے بھائی سے مطمئن نہ تھے تو
تمھین پہلے سے ہوشیار رہنا چاہیے تھا اب خدا کی ذات پر بھروسا کرو جو اُسکی مصلحت مین ہو
وہ ہوگا اُسوقت قمار جادو نے نفیر سحر بجائی تمام ساحران قلعہ جمع ہوگئے نفیر جادو کے سپہ سالار
نے عرض کی کیا حکم ہے قمار جادو نے کہا کہ اسے مکرم اران قدیم یہ وہ وقت آگیا ہے کہ بہت جلد طلسم
برباد ہوجائیگا جو کچھ بانیان طلسم لکھ گئے ہین اسوقت تک من وعن اُسکا ظہور ہوا اور آیندہ
بھی ظہور ہوگا اسی وجہ سے مین نے اطاعت فاتح طلسم کی اختیار کی ہے بربادی طلسم کی بنا آپکی ہے

سے بڑھ گئی جبکہ اس نمکحرام سپہ سالار نے بادشاہ اصلی کو قید کر کے سلطنت پر قبضہ کر لیا اب بادشاہ
اصلی بھی رہا ہو گیا اور اُسنے بھی اطاعت فتاح طلسم کی اختیار کی جو شخص اُس شہریار کی اطاعت کریگا
وہ مرتبۂ اعلیٰ کو پہونچیگا اور جو دشمنی پر کمر باندھیگا وہ ذلیل و خوار ہو کر مارا جائیگا لہٰذا جسکو میرا ساتھ دینا ہو
اور اطاعت اس شہریار کی اختیار کرنا ہو وہ تو میرے قلعہ میں رہے اور جسکو منظور نہو وہ میرے قلعہ
سے نکل جائے نفیر جادو نے عرض کی کہ جو کچھ آپ نے ارشاد کیا سب بجا اور درست ہے ہم آپ کے
ساتھ ہیں ہمارے بادشاہ اور مالک آپ ہیں جسکے آپ مطیع اُسکے ہم مطیع جسکے آپ دشمن اُسکے ہم
دشمن ہمیں بادشاہ طلسم سے کوئی سروکار نہیں ہے اور تمام اہل لشکر نے بھی یک زبان ہو کر اپنے
سردار کے قول کی تائید کی اُسوقت قمار جادو نے کہا کہ بھائی میرا مجھسے کاوش رکھتا تھا وہ لوح
طلسمی لیکر بھاگ گیا ہے اور یقین ہے کہ بادشاہ طلسم کی جانب سے مجھپر فوج کشی ہوگی لہٰذا قلعہ کا
بند و بست کر دو اور آمادہ جنگ ہو رہو تم یہاں اپنا انتظام کرو اور میں بیابان کو سحر بند کرتا ہوں خیر
بادشاہ طلسم بھی کیا یاد کریگا کسی ادنیٰ قلعہ دار سے مقابلہ میں کیا ہوا تھا یہ کہکر قمار جادو اپنے مقام
سے اُٹھا اور اسباب سحر لیکر اپنی سرحد پر گیا اور وہاں اگیاری کر کے اسم خوانی میں معروف
ہوا یہاں اہل قلعہ نے قلعہ کو خوب آراستہ کیا اور اپنے سحر جگانے میں معروف ہوئے
شاہزادہ عادل کیوان شکوہ نے شام کو عبادت خدا کا سلسلہ جو آغاز کیا تو صبح کر دی بعد فریضہ
سحری کے ٹہلتے ہوئے فصیل قلعہ پر آئے دیکھا کہ تمام قلعہ پر مثل سرپوش کے اک ابر زنگاری چھایا
ہوا ہے اور قلعہ کی کچھ اور ہی صورت ہو گئی ہے ہر ہر برج پر قلعہ کے ایک ایک دیو بیٹھا ہے جسکے
چالیس چالیس سر اور اسی اسی ہاتھ ہیں ہر ہاتھ میں ایک ایک حربہ ہے فصیلوں پر چھوٹی چھوٹی پتلیاں
تیر کمان ہاتھوں میں لیے ہوئے کھڑی ہیں تمام میدان میں سنگھاڑا بچھا ہوا ہے اور ابر زنگاری سے
لیکر زمین تک یہ معلوم ہوتا ہے کہ مقیش کے تار جھلجھلا رہے ہیں۔ اتنے میں قمار جادو حاضر ہوا اور
سلام کر کے عرض کی کہ حضور نے آج آراستگی میرے قلعہ کی ملاحظہ فرمائی فرمایا کہ بہت خوب قلعہ
آراستہ ہے لیکن یہ مقیش کے تار جو ابر سے زمین تک چھوٹے ہوئے ہیں یہ کس غرض سے ہیں
قمار جادو نے عرض کی کہ انکا لطف آپ کو اسوقت آئیگا جب لشکر حریف اس طرف بڑھنے کا
قصد کریگا اگر آسمان کی طرف سے ساحر قلعہ میں آنے کا قصد کرینگے تو ابر زنگاری حاجب ہے
اگر زمین میں آئینگے تو سنگھاڑا بچھا ہوا ہے اور اگر درمیان زمین و ابر سے آنیکا قصد کرینگے تو انہیں
تاروں میں الجھینگے شاہزادہ یہ سنکر خاموش ہو رہا کہ یکایک بادل کے گرجنے کی آواز گوشزد
ہوئی اور دیکھا کہ جانب طلسم سے اک سیاہ گھٹا اٹھی ہے کہ تمام صحرا کو تیرہ و تار کیے دیتی ہے جسوقت
بجلی چمکتی ہے تو کچھ روشنی ہوتی ہے جس سے صحرا کے درخت وغیرہ معلوم ہوتے ہیں ورنہ دن کو
شب دیجور کا سماں نظر آتا ہے۔ یہ دیکھکر قمار جادو نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ دو دبار جادو آتا ہے
یہ آمد اُسی کے لشکر کی ہے یہاں تک کہ وہ ابر آتے آتے سامنے قلعہ کے پہونچکر شق ہوا اور
چالیس ہزار ساحران غدار آفت روزگار ملائے بد آگ کے پرکالے جھولیاں گھوڑیاں کاندھوں
پر ڈالے کوئی بط پر سوار کوئی اژدر پر کوئی قرقرے پر کوئی سرخاب پر ڈھول اور ڈمرو بجاتے ہاتھوں
میں ترسول و پنج سول بلند پیشانیوں پر قشقے کھینچے ہوئے گلوں میں بجائے زنار ایک ایک مار سیاہ
پیچیدہ جھولیاں گھاروے کی کاندھوں پر لٹکی ہوئی جنمیں اسباب سحر بھرا ہوا زبانوں پر یا سامری

یا جمشید کے نعرے بلند اور خود گیر ناہنجار خرس کی کھال کا لباس پہنے ہوئے چہرہ کی سیاہی لباس
کو مات کرتی تھی اک فیل پران پر سوار نمودار ہوا اور ساتھ ہی اسکے بازی گر جادو اک مرکب سحر پر
بیٹھا ہوا تاج سر پر پہنے ہوئے شقہ شاہی اسکے ہاتھ مین یہ سب کے سب صحرا مین اُترے اور
وہ ابر سیاہ جسمین یہ سب پوشیدہ ہوکر آئے تھے صورت اک خیمہ سیاہ کی بنکر زمین پر قائم
ہوگیا جسوقت تمام فوج دود بار جادو کی اُترکر قیام پذیر ہوئی اُسوقت دود بار جادو نے اک نامہ
تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے قمار جادو تمنے یہ کیا کیا کہ عمر بھر جسکا نمک کھایا اُسکو چھوڑکر
اُسی کے دشمن جانی کے شریک ہوئے اپنے انجام کو بھی نہ سوچے کہ بادشاہ جیسے برخلاف
ہو جائیگا تو علاوہ تاج و تخت چھن جانے کے زندہ بھی رہنا غیر ممکن ہی طلسم کشا اک معمولی آدمی
ہی سحر و ساحری سے آگاہ نہین لوح کے بھروسے پر ساحرون سے لڑنے چلا آیا ایک اُسکی
نادانی دوسرے تمھاری نادانی کہ اُسی پر تکئے بھروسا کیا آخر وہی ہوا کہ لوح چھن گئی۔ اب
طلسم کشا کیا کرسکتا ہی چونکہ ہم تم ایک ہی خوان نعمت کے پروردہ ہین اس اعتبار سے ازراہ
دوستی و ہمدردی مین تمکو فہمائش کرتا ہون کہ تم اب بھی طلسم کشا کو باندھ کر میرے حوالے کردو
تو مین بادشاہ سے تمھاری سعی کردونگا کہ حضور قمار جادو کا سحر مکر و فریب پر مبنی تھا اُسنے دیکھا
کہ لون ہی اگر مقابلہ کرونگا تو مین طلسم کشا کے ہاتھ سے مارا جاؤنگا اسلیے اُسکی دوستی کا اظہار
کرکے اپنی جان بچائی — اب لوح طلسمی قبضہ مین آگئی مجھے طلسم کشا سے کچھ سروکار نہین ہی یقین
ہی کہ بادشاہ طلسم تمھارا قصور عفو کردیگا اور تمام طلسم مین تمھاری نیکنامی بھی ہوگی کہ طلسم کشا نے
تین مرحلے تو طے کئے مگر قلعہ قمار یاران پر پہونچکر گرفتار ہوا یہ تمام تمھارا ہی القا سے طلسم تک رہیگا اور اگر
خلاف اسکے کروگے تو اپنے دلمین خوب سمجھ لو کہ شہزورے سے لڑنے کا انجام کمزور کے واسطے کیا ہوتا
ہی جسوقت مضمون نامہ تمام ہوا تو دود بار جادو نے پروانہ شاہی کو بھی اُسمین منسلک کیا اور ملفوف کرکے
اک طائر سحر کے گلے مین باندھ کر کچھ اسم سحر پڑھا اور اس سے کہا کہ جا اور قمار جادو سے جواب
نامہ کا لے آ وہ طائر سحر اُڑا اور طرف قلعہ کے چلا قمار جادو کو طائران سحر نے خبر دی کہ مرغ نامہ بر
آتا ہی بس اُسنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ وہ تار شعاعی سے جو حائل تھے پہلو کی طرف سرک گئے طائر
اُڑتا ہوا قلعہ مین آیا اور شانے پر قمار جادو کے بیٹھ گیا۔ قمار جادو نے نامہ طائر کے گلے سے
کھول کر پڑھا اور بعد اُسکے اُس شقہ کو دیکھا جو ضحاک شاہ کی طرف سے تھا مضمون اُسکا یہ تھا
اے حاکم قلعہ قمار یاران چونکہ تجھسے خطاے نمک حرامی ظہور مین آئی اور تو نے دشمن کو جگہ دی
ہمارا کچھ خیال نہ کیا لہذا ہمنے تجھے معزول کیا اور تیرے مقام پر تیرے بھائی بازی گر جادو کو
مقرر کیا لہذا تجھکو چاہیے کہ حکومت قلعہ کو چھوڑکر علیحدہ ہوجا اور جہان چاہے میرے طلسم کے
باہر چلا جا اور اگر خلاف اس حکم نامہ کے کریگا تو تیری سرکوبی کے واسطے فوج شاہی بھیجی جائے
یہ مضامین دیکھکر قمار جادو نے بھی قلم دوات طلب کی اور پہلے فرمان شاہی کا جواب تحریر کیا
کہ جسوقت تک مین سامری پرست تھا اور یہ قلعہ آپ کی طرف سے تھا اُسوقت تک تو آپ کی
فرمانبرداری میرا فرض تھا اب اس قلعہ پر طلسم کشا کا قبضہ ہی لہذا اب مین اُسکا فرمانبردار ہون
وہ جس شخص کو حاکم مقرر کرے مین حکومت اُسکے سپرد کرکے دست بردار ہوسکتا ہون۔ آپ
اس قلعہ کے کون ہین جو طلسم مین بیٹھے بیٹھے فرمان جاری کررہے ہین اگرچہ میری قوت آپکے

مقابلہ کے لائق نہیں ہی لیکن یہ جنگ مجھسے نہیں ہو گا۔ کشا سے ہی اُسکی قوت آپ سے زیادہ م
سنو تو دین اطاعت اُسکی کیون اختیار کرتا مجھے فوج طلسمی کا خوف نہیں ہی جان ایک ہی مرتبہ
جاتی ہی باری کوئی نہیں مر سکتا ہی اور جو پیدا ہوا ہی اُسے ایک دن مرنا ضرور ہی بعد اسکے قمار جادو نے
نہایت نرم الفاظ مین دودبار جادو کے نامہ کا جواب تحریر کیا اسکا مضمون یہ تھا کہ اے برادر
مین تمھارا شکر گزار ہون کہ تمنے اپنے خیالات کے موافق میرے ساتھ حق دوستی ادا کیا لیکن
افسوس یہ ہی کہ تم حق پسند تو ہو مگر ہنوز طلسم کشا کے حالات سے واقف نہیں ہو اگر تم کما حقہ
مزاج طلسم کشا سے آگاہ ہو جاؤ تو یقین ہی کہ مثل میرے اطاعت اختیار کر لو یہ وہ شہریار عالیجاہ
ہی جسکی اطاعت بادشاہ سابق نے کی یہ وہ شہریار ہی جو دوسرون کے واسطے اپنی جان کو جان نہین
سمجھتا یہ وہ شہریار ہی کہ اگر زبان سے سر دینے کا وعدہ کرے تو سر کاٹ کے دیدے ہر چند کہ
مین نے بمکر و فریب لوح طلسمی شرط مین جیت لی مگر اس شہریار نے دینے مین لوح کے عذر
و انکار نکیا۔ عیار نے از راہ خیر خواہی لوح بدل کر دیدی تھی جب معلوم ہوا کہ لوح اصلی نہین دی گئی
تو یہ شہریار لوح اصلی لیکر خود قلعہ کی طرف آیا اہل قلعہ نے نہایت بدسلوکی کی اور حربہ ہائے سحر
کیے خدا نے اُسکو بچایا اس بدسلوکی پر بھی اس شہریار نے لوح میرے سپرد کر دی ایسے شخص
سے برائی کرنا بہائم کا شیوہ ہی انسان کا کام نہین ہی لہذا اے دودبار جادو تم جس کام پر
مامور ہو اُسے انجام دو جو مجھسے ہو سکیگا نہ مین کرونگا اب میرے تمھارے وہ سلسلہ قطع ہو گیا
جسکے سبب سے مجھین میرا پاس اور مجھے تمھارا لحاظ تھا جسوقت طائر تحریر یہ جواب لیکر دودبار جادو
کے پاس پہونچا تو دودبار جادو نے پروانہ شاہی کا جواب طرف دار السلطنت کے روانہ کیا
اور آپ طبل جنگ بجنے کا حکم دیا لیکن وہ حالات طلسم کشا کے قمار جادو نے تحریر کیے تھے
اُنپر دودبار جادو کو بھی نہایت تعجب ہوا اور دل مین کہا کہ اگر فی الواقع طلسم کشا ایسا ہی ہے تو
بادشاہ طلسم کے ساتھ کی زندگی سے اسکے ساتھ کا مرنا ہزار درجہ بہتر ہے مگر بے آزمائے ماننا
خلاف عقل ہی حسب الحکم دودبار جادو نقارہ زنی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی جب
اہل قلعہ کو ہوئی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا دونون جانب تیاریان جنگ کی ہونے لگین
ساحر اپنے اپنے سحر جگانے مین مصروف ہوئے بخور سے تمام صحرا اور قلعہ دھوان دھار ہو رہا تھا
خوشبو لوبان کی تمام مین پھیلی ہوئی تھی شاہزادہ حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ نے قمار جادو
سے ارشاد فرمایا کہ اسوقت تک نہ ہم نہ ہمارے بزرگ قلعہ بند ہو کر لڑے ہین نہ لڑینگے یہ ادبار ہی
کہ کثرت جراحات سے بیہوشی کی حالت مین اہل لشکر قلعہ بند ہو جائین لہذا کہدو کہ پیش خیمہ قلعہ کے
باہر نکلے اور محافظان قلعہ بھی مین لڑنے والی فوج قلعہ کے باہر رہے قمار جادو بھی سوچا کہ اگر اقبال
اس شہریار کا یاور ہی تو قلعہ اور صحرا سب برابر ہین ورنہ ظاہر تو یہان بھی امید امن نہین ہے پھر
آنبان مین فرق لانے سے کیا فائدہ ہی اسی وقت قمار جادو نے بارگاہ قلعہ کے باہر برپا کرائی
اور بیس ہزار ساحر اپنے ہمراہ لیکر قلعہ کے باہر آیا اور بیس ہزار ساحرون کو قلعہ کی حفاظت کے واسطے
چھوڑ دیا یہ خبر بھی دودبار جادو کو ہوئی کہ بحکم طلسم کشا قمار جادو نے قلعہ کے باہر قدم نکالا ہی اور وہ
دو سر تکو مقابلہ کریگا دودبار جادو نے بازیگر جادو سے کہا کہ طلسم کشا کیا بالکل سحر نہین جانتا بازیگر
جادو نے کہا کہ وہ سحر کو کفر سمجھتا ہی جبتک لوح طلسمی اُسکے پاس تھی اُسوقت تک ساحر مجبور تھے اب طلسم کشا

کا مار ڈالنا چیونٹی کے مار ڈالنے سے زیادہ مشکل نہیں ہے دودبار جادو نے کہا کہ پھر اُسکو کس بات
کا گھمنڈ ہے جو وہ ساحرون کے مقابلہ پر آمادہ ہے۔ بازی گر جادو نے کہا کہ وہ اپنے خدا کے تائید
کو ہر جگہ موجود جانتا ہے اور کہتا ہے کہ بے اُسکے حکم کے ذرہ نہیں ہل سکتا۔ دودبار جادو سب باتیں
سُنتا ہے اور تعجب کرتا ہے۔ الحاصل رات تیاری جنگ مین گزری اور اب وہ وقت آیا۔ نظم
لگے ہونے نظرون سے تارے نہان + چھپا نور مین جادۂ کہکشان + موذن اذان سے
ہوے بہرہ مند + ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند + مسیحا نفس تھی نسیم روان + اُٹھے لوگ سب لیکے
انگڑائیان + قمار جادو خدمت مین شاہزادہ عالیوقار کے حاضر ہوا اور سر تسلیم کے واسطے خم کیا
شاہزادہ نے مرکب طلب کیا اور پشت مرکب پر بیٹھکر میدان مصاف کی راہ لی آگے آگے عادل کیوان شکوہ
پیچھے پیچھے قمار جادو بیس ہزار ساحرون کی فوج اپنے ہمراہ لیے ہوے اُسطرف دودبار جادو مع
بازی گر جادو چالیس ہزار ساحران فدا سے آکر صف آرا ہوا اور اسطرف قمار جادو نے قلعہ سے
آگے بڑھکر جو مقام کہ سحر بند تھا وہان اپنی فوج کی صفین جمائین پہلے تیاری میدان ہوئی جب
میدان جنگ آراستہ ہو چکا تو نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑ کا کہا لشکر دودبار جادو سے
ایک ساحر میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا لشکر قمار بازان مین سے بھی ایک ساحر اُسکے مقابلہ کو
گیا بعد گفتگوے بسیار دونون مین خوب حربہاے سحر چلے آخر دونون بشکل کرگدن بنکر لڑنے لگے
لڑتے لڑتے قمار جادو کا ساحر مغلوب ہوا اور مارا گیا بعد اسکے نفیر جادو خود اُسکے مقابلہ کو گیا
صفیر جادو جو دودبار جادو کی طرف سے آیا تھا اُسنے ترنج سحر مارا کہ ترنج شق ہوا اور شعلہ نکلکر
نفیر جادو کی طرف چلا۔ نفیر جادو نے نفیر سحر کو بجایا شعلہ سامنے آکر ٹھہر گیا اور پلٹ کر صفیر جادو پر
گرا کہ اُسکو جلا کے خاک کر دیا بعد اُسکے بازی گر جادو نفیر جادو کے مقابلہ کو آیا دونون مین خوب
حربہاے سحر چلے آخر کار نفیر جادو ہاتھ سے بازی گر جادو کے زخمی ہوا اب قمار جادو چاہتا تھا
کہ مین اسکے مقابلہ کو جاؤن کہ یکایک بازی گر جادو پکار اُٹھا کہ او طلسم کشا بھائیون کو لڑوا کر قتل
کرایا چاہتا ہے آپ مقابلہ کے واسطے نہیں آتا اسی پر دعواے جرأت و بہادری ہے تو تو فاتح طلسم
کا دعوے رکھتا ہے آ پہلے مجھ سے سامنا کر لے دیکھون تو تو کیسا بہادر ہے چونکہ بازی گر جادو
سُنے ہوے تھا کہ یہ سحر سے آگاہ نہیں ہے اور سارا جھگڑا اسی کی ذات کا ہے ایک حربہ سحر مین
اسکا کام تمام ہو جائیگا جنگ ختم ہو جائیگی اور میرا نام تمام طلسم مین ہوگا بادشاہ بھی بہت کچھ
عزت کریگا کہ اسکے ہاتھ سے دشمن قوی مارا گیا اس کلام کے سنتے ہی عادل کیوان شکوہ کو کب تاب
تھی دست بقبضہ ہوکر آواز دی کہ او ملعون مین اپنے خدا کے بھروسے پر فاتح طلسم کو آیا ہون
یا تیرے بھائی کی کمک پر اسکے قبل خدا نے ساحرون پر مجھے کیونکر فتح یاب کیا اور جبوقت تک
لوح طلسمی دستیاب نہ ہوئی تھی اُسوقت ساحران طلسم نے میرا کیا کر لیا اگر تیرے ہی ہاتھ سے
خاتمہ میری حیات کا ہونے والا ہے تو بھی مجھے عذر نہیں ہے اور اگر زندگی میری باقی ہے تو تو کیا کر سکتا
ہے + آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من + آن منم کندر میان خاک و خون بینی سرے +
یہ فرماتے ہوے مرکب کو اُڑا کر چلے ہر چند قمار جادو منع کرتا ہے کہ اے شہریار یہ بڑا مکار ہے آپ
اسکی باتون پر نہ جائیے مگر یہ کسکی سنتے ہین سامنے بازی گر جادو کے پہونچ گئے دودبار جادو دور سے
یہ تماشا دیکھ رہا تھا اور دل مین کہتا تھا کہ بازی گر جادو نہایت قابو پرست معلوم ہوتا ہے اور طلسم کشا

کی جرأت پر آفرین کر رہا تھا قمار جادو دست بدعا تھا کہ اے خالق حقیقی تو ہی اس شہریار عالیوقار
کا معین و مددگار ہو تو اس مکار کے فریب سے اس با اقبال کو بچا لے اگر یہ قتل ہو گیا میں دنیا میں
سیاہ رو ہو کر کسیکو منھ دکھانے کے قابل نہ رہونگا جان و مال کے ساتھ آبرو بھی جائیگی
سب کہینگے کہ آقا کو قتل کرا دیا اور آپ نہ مقابلہ کیا لیکن بازی گر جادو دل میں خوش تھا کہ فتح کا
سہرا میرے ہی سر کے واسطے خلق ہوا تھا بس جیسے ہی عادل کیوان شکوہ سامنے بازی گر جادو
کے پہونچے بازی گر جادو نے کہا کہ لا حربہ اپنا دیکھوں تو تیری تلوار میں کیسا کاٹ ہے فرمایا کہ پہلے
تو اپنا وار کر جب خدا تیری ضرب سے بچائیگا تو دیکھا جائیگا - اس سخن پر تو قمار جادو اور غمگین
ہوا کہ دشمن کو پورا موقع دیئے دیتا ہے سحر نہ جاننے پر یہ جرأت ہے شاید اسکی قضا ہی آگئی ہے
بس اسی کا یہ خوف تھا کہ طلسم میں تہلکا مچا ہوا تھا وہاں بازی گر جادو نے آواز دی کہ معلوم
ہوتا ہے اجل تیری سر پر کھیل رہی ہے خیر ہوشیار ہو جا یہ کہکر بازی گر جادو نے اک بال اپنے
سر کا توڑ کر کچھ اسم سحر پڑھکر عادل کیوان شکوہ کی طرف پھینکا کہ وہ موئے سر رسن بنکر
بازوؤں سے شاہزادے کے لپٹ گیا دونوں ہاتھ بیکار ہو گئے اب وہ ملعون تلوار کھینچکر
سر پر آگیا اور ہاتھ بلند کر کے قتل کرنے کا ارادہ کر رہا تھا کہ جانب آسمان سے اک ستارہ
مانند تیر شہاب کے ٹوٹ کر گرا اور روشنی سے اسکی آنکھیں تمام ساحروں کی جھپک گئیں -
نعرے کی آواز پیدا ہوئی کہ منم ملک سیاہ جادو اب جو دیکھا تو ہاتھ پاؤں بازی گر جادو کے
رسی میں بندھے ہوئے ہیں اور سر اسکا پکڑے ہوئے ملک سیاہ جادو کھڑی ہے شاہزادہ کو
سلام کیا اور رسن سحر پر کچھ اسم سحر پڑھکر بازوؤں سے کھولے اور عرض کی کہ میرا تو قصد تھا کہ برق
بنکر اسپر گروں کہ جل کر خاک سیاہ ہو جائے مگر آپکے خوف سے ایسا نکیا کہ ایسا نہو آپکا منشا
اسکے قتل کا نہو فرمایا کہ قتل اسکو کرنا چاہیے جو دعوت اسلام قبول نکرے - یہ فرما کر بازی گر جادو
کی طرف مخاطب ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ اے بازی گر جادو دیکھا تو نے قدرت خداوند عالم
کو کوئی سہارا ابھی میری زندگی کا تھا مگر جانب پروردگار سے جو حیات کا سلسلہ قطع نہیں ہوا تھا
تو خدا نے مجھے بچا لیا اور یہ مدد غیبی ہی تھی کہ سیاہ جادو اسوقت پہونچی کہ جسم [illegible]
بھی نہ تھی اب تجھے اسلام لانے میں کیا عذر ہے دیکھا اسنے کہ بغیر اطاعت جان نہیں بچتی ہے مجبوراً
مثل طوطے کے مطیع اسلام ہوا - شاہزادہ نے فرمایا کہ اسکو چھوڑ دو قمار جادو نے عرض کی اے
شہریار یہ مکار ہے اسکی بات کا اعتبار نہ کیجیے یہ پھر دغا کریگا - شاہزادہ نے فرمایا کہ جس خدا نے اب
بچایا ہے وہی اسکے شر سے ہر وقت بچا سکتا ہے جب وہ بظاہر اطاعت کرتا ہے تو میں کیونکر اسکو بیگناہ
قتل کروں یہ فرما کر ہاتھ اسکے کھلوا دیئے شاہزادہ کی اس حرکت پر قمار جادو وجد کرنے لگا
بازی گر جادو نے عرض کی کہ بھائی میرا دشمنی رکھتا ہے اگر اجازت ہو تو میں کسی دوسرے مقام پر
قیام کروں مجھے اس سے خوف جان ہے فرمایا کہ کیا مجال ہے - قمار جادو کی جو خلاف حکم کر سکے تم اطمینان
رکھو اور اگر تمکو ہوس حکومت ہے تو میں کسی قلعہ کو فتح کر کے اسکی حکومت تمھارے ہی نام
کر دونگا - بازی گر جادو نے عرض کی کہ اگر یار پیچھے سوار ہوئے تو کیا جب اسنے مجھے مار ڈالا پھر آپ
میرے عوض ہزاروں کو قتل کر ڈالیے گا تو میں نہیں زندہ ہو سکتا ہوں - بہتر یہی ہے کہ مجھے قلعہ کے
قیام سے معاف کیجیے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے جہاں چاہو رہو - بازی گر جادو سلام کر کے دشت لشکر

مین آیا اور دودبار جادو نے کہا کہ مین تو اس حیلہ سے اپنی جان بچا کے چلا آیا اب اگر آپ مین
قوت مقابلہ ہو تو لڑیے ورنہ اور کمک بادشاہ طلسم سے طلب کیجیے دودبار جادو نے لیکن کہا
کہ یہ بڑا احسان فراموش اور مکار ہی کہ اُسنے اسکے قتل مین ذرا بھی دریغ نکیا تھا اور طلسم کشا نے
باوجود اختیار کے اسکو رہا کر دیا لہذا بہتر یہ معلوم ہوتا ہی کہ مین بھی ایک امتحان لون بعد اُسکے اطاعت
اس شہریار کی اختیار کرون یہ سوچ کر میدان مین آیا اور پکارا کہ اے طلسم کشا مجھے کچھ باتین آپ سے
کرنا ہین اُسکے بعد آغاز جنگ ہوگا تو بہتر ہی فرمایا بیان کرو۔ دودبار جادو نے کہا کہ مین نے سنا ہی آپ
دشمنون کی بھی حاجت روائی کر دیتے ہین فرمایا اگر تیرا کوئی کام ایسا مجھ سے نکلے تو اُسے صحیح جان ورنہ
بیکار ہی دودبار جادو نے کہا کہ میرے دادا نے بہت روپیہ جمع کیا تھا اسکو دفن کرکے اُسپر ایک
سانپ کو نگہبان مقرر کیا ہی مین نے بڑے بڑے ساحران طلسم کو جمع کر کے انکو نصف روپیہ دینے
کا وعدہ کیا مگر وہ اُس مار سحر کا کچھ نکر سکے اور اُس سانپ نے جسے سونگھ لیا وہ سونے کا سوتا
رہگیا ایک کاہن نے بیان کیا ہی کہ اگر خون کسی مسلمان کا پاؤ بھر لیکر اُسکا چھینٹا مارا جاوے تو سانپ
جلجائیگا اور خزانہ ہاتھ آئیگا مگر خون اپنا دوسرے کی حاجت روائی کو کوئی نہ دیگا ہان یہ کام فتاح طلسم
کا ہی مین اس کشمکش و پیچ مین ہون کہ آپ سے خون طلب کرون یا نکرون اسلیے کہ آپکا تشنہ خون
ہو کر آیا ہون اور فرمایش ایسی ہی جسے دوست اور عزیز بھی پورا نہین کر سکتے اور اگر آپ قصد رکھتے
ہون کہ مین فرمایش اسکی پوری کر دونگا تو بھی مین آپکی دشمنی سے باز نہین آسکتا اسلیے کہ بادشاہ
طلسم کا نمکخوار ہون اور اُسی کا بھیجا ہوا آپکے قتل و گرفتاری کے ارادہ سے آیا ہون فرمایا کہ اے
دودبار جادو وقت آشتی آشتی وقت جنگ جنگ اگر تیرا کام میرے خون سے نکلتا ہی تو مجھے خون
اپنا دینے مین عذر نہین ہی کوئی ظرف اور یہ کہکر خنجر کمر سے کھینچ لیا اور فرمایا کہ مین معاوضہ اسکا تجھسے
نہین چاہتا ہون تو بادشاہ طلسم کی طرف سے جس کام کو انجام دینے آیا ہی اُسمین تامل نکرنا۔ یہ سنکر
دودبار جادو قدمون پر گر پڑا اور عرض کی کہ اے شہریار قطع ہون وہ ہاتھ جو آپ پر اُٹھین آج سے
مجھکو بھی اپنے غلامون مین محسوب کیجیے بیشک دین بھی آپکا برحق ہی شاہزادہ یہ سنکر نہایت خوش
ہوا اور فرمایا کہ بیٹھے مجھے اپنے ساتھ اُس حل مشکل کے واسطے لیچل جسے تو نے بیان کیا ہی دودبار
جادو نے عرض کی کہ اے آقاے نامدار مجھپر کوئی مشکل نہین ہی یہ سب باتین امتحانی تھین اور اگر
فی الحقیقت بھی ایسا ہوتا تو مین اُس ذلت سے باز آتا اور آپ کو تکلیف نہ پہونچاتا اب مین آپکے
پسینے پر خود اپنا لہو گرانے کے واسطے موجود ہون شاہزادے نے سر اُسکا سینے سے لگایا -
لشکر بھی دودبار جادو کا مطیع اسلام ہوا دونون لشکر ایک ہوگئے یا ایک ایک کا خون کا پیاسا تھا
یا آپس مین سینہ گلے ملنے لگے اور نقارہ خوشی بجنے لگا۔ یہان کی تو یہ حالت ہی لیکن اب حال
ضحاک مارگزیدہ کا سنیے کہ بیٹھے بیٹھے اسکو خیال آیا کہ بازی گر جادو کمک لیکر اسے مقابلہ
قمار باز جادو گیا ہوا ہی دیکھا چاہیے کہ وہان کی کیا حالت ہی یہ تصور کرکے اپنے جانب دیوار دیکھا
اسمین ایک تصویر نصب تھی اُس تصویر سے پوچھا کہ قلعہ قمار بازان پر کیا ہو رہا ہی تصویر نے فقرہ پڑھا
اور کہا کہ دودبار جادو اور قمار جادو ایک مقام پر بیٹھے ہوئے محبت آمیز باتین کر رہے ہین بازی گر
جادو بخوف جان مسلمان ہوگیا ہی لیکن گھات مین ہی قابو نہین پاتا ہی کہ طلسم کشا کو اسیر کرادے
پس یہ سنا تھا کہ غصہ سے چہرۂ ضحاک مارگزیدہ کا سرخ ہوگیا جلو مین اُسکے ایک ساحر جلیل القدر

بیٹھا تھا کہ نام اسکا حمار جادو تھا ضحاک مار گزیدہ نے کہا کہ اے نمکخوار قدیم جاؤ اور ان نمکحرامون
کو سزا دو اس وقت مابدولت واقبال کو وہ طیش تھا کہ خود جانے کا قصد کرتے مگر ہم بازون کے
مقابلے مین جانا باعث توہین ہے علاوہ اسکے ایک ایک ساحر طلسم ایسے قلعون کے سر کرنے
کو کافی ہے پھر مابدولت کیون زحمت اٹھائین ہان اگر اسرار روشن ضمیر کسی موقع پر طلسم کشا کی
طرف سے آئیگا تو دیکھا جائیگا کہ میرے سحر کا جواب دے سکتا ہے حمار جادو نے کہا کہ حضور تکلیف
فرمانے کی کوئی ضرورت نہین یہ نمکخوار کس دن کیواسطے ہے یہ کہکر بارگاہ سے باہر آیا اور اسی ہزار ساحران غدار
کو ساتھ لیکر طرف قلعہ قمار بازان کے روانہ ہوا اور یہان ضحاک مار گزیدہ نے تصویر کی طرف دیکھ
دیکھکر حال دریافت کرنا شروع کیا کہ اگر حمار جادو پر کوئی وقت سخت آجائے تو کسی اور کو واسطے مدد
روانہ کرون یا آپ جاکر شریک جنگ ہون تاکہ آج ہی اس جنگ کا فیصلہ ہو جائے لوح طلسمی قبضہ کی
مین آچکی ہے اب طلسم کشا کا مار لینا مجھے کھیل ہو رہا ہے یہ دو اک نمکحرام جو شریک ہو گئے ہین انکی بھی
شامت آئی ہے اجل سر پر کھیل رہی ہے یہ کیا کرینگے اسوقت خوش و خرم ہین انجام مین اپنے نصیبون
کو جھینکینگے لیکن اب انکو مہلت نہ دینا چاہیے یہ تو اس انتظار مین بیٹھا ہے اور وہان دودبار جادو نے
بیرون قلعہ اپنا انتظام کیا ہے شاہزادہ کو نشیمن دیگر حفاظت قمار جادو مین دیا ہے اور یہ بھی آمادہ مرگ
ہواے قضا بیٹھا ہے اسکو بھی یقین ہے کہ بادشاہ طلسم کی طرف سے اور کوئی ساحر زبردست آئیگا جبھی
اسوقت دیکھا جائیگا یہی خیالات اسکے دماغ مین چکر کھا رہے تھے کہ اک مرتبہ جانب طلسم سے ابر سیاہ
نمودار ہوا اور بادل کے گرجنے کی آواز صوت حمار سے مشابہ تھی برقین ہزار ہا چمک رہی ہین یہانتک
کہ وہ ابر آتے آتے شق ہوا اور دل بادل سے حمار جادو خر سحر پر سوار ترسول ہاتھ مین لیے پشت پر
اسی ہزار ساحران غدار بلاے بد آفت کے پرکالے جھولیان کاندھون پر ڈالے صورتین
مہیب شکلین عجیب جانوران سحر پر سوار پیدا ہوے حمار جادو نے آتے ہی آواز دی کہ
اے دودبار جادو و قمار جادو آگاہ ہو جاؤ کہ مین تمکو تمھاری نمکحرامی کی سزا دینے آیا ہون یہ نہ کہنا کہ
آگاہ نہ کیا تھا یہ کہکر اک گولہ سحر زمین پر مارا کہ وہ گولہ شق ہوا اور اس سے ہزارہا شرارے پیدا ہو
اور مثل کرمک شبتاب کے چمکتے ہوے لشکر دودبار جادو پر آکے گرے جو شرارہ جس ساحر کے
سر پر پڑا وہ ہمہ تن اک شعلہ بنکر دوسرے ساحر پر جا پڑا اور اسے بھی جلا دیا دودبار جادو نے
کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی اسیوقت اسکے ابر دخانی سے ایک پریزاد شیشہ سحر ہاتھ مین لیے ہوے
پیدا ہوئی دودبار جادو نے وہ شیشہ سحر پریزاد سے لیکر کاگ اسکا کھولا اور پانی شیشہ کا اسکی
پریزاد کے سر پر ڈالا اور شیشہ اپنے ہاتھ مین لیے رہا پانی سر پر پڑتے ہی پریزاد نے سر ہلانا شروع
کیا بالون سے اسکے قطرے پانی کے اُڑ اُڑ کر شرارون پر گرنے لگے جو قطرہ جس شرارے پر پڑا اسکو
گل کر دیا برابر پریزاد سر ہلا رہی ہے اور بالون سے قطرے اُڑ اُڑ کر شرارون کو گل کر رہے ہین دم بھر مین
تمام شرارے گل ہو گئے جب اپنا لشکر حریف کی شرارت سے بچگیا تو دودبار جادو نے پریزاد کے
سر پر اور پانی ڈالا اور کہا کہ جا لشکر دشمن کی خبر لے بس یہ سنتے ہی پریزاد اُڑ کر چلی اور سر کو اور زور
زور ہلانا شروع کیا قطرے پانی کے بالون سے اُڑ اُڑ کر مانند مروارید آبدار چہار جانب گرنے لگے
جو قطرہ جس ساحر کے سر پر پڑا وہ پانی ہو کے بہ گیا ساحران لشکر حمار جادو ہر چند سحر کرتے ہین اور
چارون طرف سے پریزاد پر حربہاے سحر کی بوچھار ہو رہی ہے مگر کسی کا سحر کارگر نہین ہوتا یہ دیکھکر

حمار جادو نے پیشانی میں نشتر دیا اور خون اُسکا گوئے فولادی پر ملکر کچھ اسم سحر پڑھا اور پتلی کے
سینے پر کھینچ مارا گولہ پڑتے ہی پتلی ہمہ تن شعلہ بن کے لشکر دود بار جادو پر گری کہ ساحران لشکر کو
جلانا شروع کیا ساحر بھاگنے لگے بجلی پڑ گئی شعلہ مثل برق جہندہ کے چمک کر گرتا ہے اور
ساحروں کو جلاتا ہے پس یہ رنگ دیکھکر دود بار جادو نے وہی شیشہ آب رسیدہ سحر کا لیکر پانی اُسکا
شعلہ پر مارا کہ شعلہ گل ہو گیا اور دود سیاہ نکلنے لگا دود بار جادو نے پھر کوئی اسم سحر پڑھا اور شیشہ
شیشہ کی طرف کیا کہ وہ دھواں اندر شیشہ کے اُتر گیا پس دود بار جادو نے چند قطرے خون
انگشت کے اُس شیشے میں ٹپکا کے پھر وہ شیشہ حمار جادو کے سر پر کھینچ مارا ہر چند چاہا حمار جادو
نے کہ بچوں مگر ممکن نہوا شیشہ آ کے سر پر پڑا سر میں زخم آیا اور شیشہ ٹوٹا حمار جادو چوٹ سے
بھونرا گیا تھا شیشے سے دھواں نکلکر دماغ میں گیا کہ حمار جادو چکر کھا کے زمین پر گرا۔ اور اب
دھواں تمام لشکر حمار جادو پر محیط ہو گیا ساحروں کے دم گھٹنے لگے دود بار جادو تیغ سحر لیکر حمار جادو
کی طرف بڑھا تھا کہ حمار جادو ہوشیار ہو گیا پس اُسنے وہیں سے اک گل سرخ رنگ دود بار جادو
پر کھینچ مارا کہ گل سینے پر اُسکے پڑا نکلکر شرریاں اُسکی مثل شراروں کے تمام جسم میں لپٹ گئیں ہر چند
دود بار جادو سحر کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ ان شراروں کو بجھاوے مگر ممکن نہیں ہوتا اور اب دامان گریبان
میں آگ لگ گئی قریب ہے کہ دود بار جادو جل کے خاک ہو کہ اک مرتبہ جانب آسمان سے بجلی کڑکی اور
کڑک کر سر پر حمار جادو کے گری کہ دو ٹکڑے ہوئے اور نعرہ ہوا کہ منم سالار لشکر اسرار روشن ضمیر یعنی
حمار جادو مرتے ہی حمار جادو کے قیامت برپا ہوئی آوازیں گیر و دار کی آنے لگیں آتشباری و
برفباری دیر تک رہی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام بُد حمار جادو بود حیف مردیم و جاں دادیم و
بمطلب خود نرسیدیم۔ اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش حمار جادو کی زمین پر پڑی ہے اور ساحران
لشکر حمار جادو دہان سحر میں گھسے ہوئے فریاد کر رہے ہیں اور امان مانگ رہے ہیں پس شاہزادہ
عادل کیوان شکوہ نے آواز دی کہ اے دود بار جادو ان قیدیوں کو جب وہ امان مانگتے ہیں تو امان
کیوں نہیں دیتا دود بار جادو نے سحر اپنا اُنپر سے اُتار لیا اور دعوت اسلام دی اُن سب نے قبول
کیا اسی ہزار ساحر از سر صدق مطیع اسلام ہو کر شریک ہوا۔ شاہزادہ عادل کیوان نے خمار جادو سے
حالات قلعہ سیہ تاب کے دریافت کیے خمار جادو نے عرض کی کہ بادشاہ جلد کشتی میں مصروف ہے مجھے
معلوم ہوا تھا کہ شاہزادہ سے لوح طلسمی ضائع ہو گئی ساحران طلسم کا یورش ہو رہا ہے میں جلدی کے باہر
نہیں جا سکتا کہ ابھی اس سے زیادہ سخت وقت پیش آنے والا ہے میں اُسوقت کا انتظام کر رہا ہوں تم
خیال رکھنا چنانچہ مجکو طائر سحر نے خبر دی کہ حمار جادو نے دود بار جادو کو مغلوب کیا ہے اگر دود بار جادو
مارا گیا تو قلعہ قمار یازان دم بھر میں فتح ہو جائیگا اور کوئی ساحر ایسا نہیں ہے کہ حمار جادو سے اتنا مقابلہ
بھی کر سکے جتنا دود بار جادو کر چکا ہے میں اس خبر کو دریافت کرنے کے بعد حاضر ہوا اور آپکے اقبال سے
مارا حمار جادو کو لرزان جادو حفاظت قلعہ سیہ تاب میں مصروف ہے اور اب غلام کی یہ رائے ہے کہ اگر
یہاں بیٹھے رہیے گا تو ساحر یورش کر کر کے آئینگے بڑے بڑے مقابلے ہونگے اور نتیجہ کچھ نہ نکلیگا اس سے
بہتر یہ بات ہے کہ تلاش لوح میں چلیے جان نثاروں کو ساتھ لیجیے جیسی یہاں جانبازی کی دیتے وہاں بھی
رہنے میں ہر طرح کا خوف ہے ادھر اگر لوح ہاتھ آ گئی تو پھر ساحران طلسم کی جرأت بھی نہوگی کہ وہ اس طرف
دیکھیں اور مجکو خبر ملی ہے کہ لوح کوہ بلور پر حاکم کوہ کے قبضہ میں ہے اگرچہ وہ ساحر زبردست ہے لیکن کچھ

پروا نہین کرلیا یا اقبال ساتھ ہی شاہزادہ نے اس رائے کو پسند کیا اور تیاری لشکر کا حکم دیا جس
روز تو لشکر جناب کی رحمت ہی تھا لیٹے ہوئے تھا سب نے آرام کیا دوسرے روز تمام لشکر تیار ہوا —
شاہزادہ کو بیچ مین لیا افسر فوج خمار جادو کو کیا اور محافظت شاہزادہ کی لکہ سیماے جادو نے اپنے
ذمہ لی اور دود بار جادو و بازی گر جادو کو طلسم کے راستون سے واقف تھے پیش خیمہ لیکر جانب
کوہ بلور روانہ ہوئے اور قمار جادو کو محافظت قلعہ قمار بازان کے واسطے چھوڑا اب انکو تو راہ مین
چھوڑا جاتا ہے اور بیان سے

چند کلمے داستان بادشاہ نمکحرام ضحاک مارگزیدہ کے بیان کیے جاتے ہین

کہ وہ اپنے قصر مین بیٹھا ہوا بار بار تصویر سے پوچھ رہا تھا کہ اب کیا ہوا اور اب کیا ہوا جب اُسے
معلوم ہوا کہ دفعتاً خمار جادو نے آکر حمار جادو کو مارا تو اُسنے قصد کیا کہ مین آپ جاؤن بس اُسیوقت
خالا اسکی مہرخ جادو آپہونچی اُسنے منع کیا اور کہا کہ او نادان بادشاہ طلسم ہو کر بغیر ساعت دیکھے
گھر سے نکلتا ہی اگر اسوقت قصر کے باہر قدم نکالا تو ہزار آفتون مین مبتلا ہوگا قتل حمار جادو کا
افسوس کرنا بیکار ہی اسلیے کہ جان نثار اسیدن کے واسطے ہوئے ہین ابھی اس سے زیادہ سخت
مصیبت مرحلہ پیش آنے والا ہی وہ یہ کہ ساحران لشکر اسلام نے مشورہ کیا ہی کہ کوہ بلور پر جا کے
بلور گوش دل سے مقابلہ کرین اور لوح طلسمی چھین لین اسکی فکر سب سے پہلے کرنا چاہیے
کہ دار و مدار سلطنت کا اسی تختی پر آپڑا ہی جسکے قبضہ مین لوح وہی مالک طلسم مین تجھے اسیری
طلسم کشا کی تدبیر بتاتی ہون آج ہی طلسم کشا اسیر ہوکر آجائیگا — بازی گر جادو مجبوراً طلسم کشا کے
ساتھ کوہ بلور کی طرف جا رہا ہی اگر کوئی ساحر ساحران مخفی مین سے جاکر بازی گر جادو کا پوشیدہ
شریک ہوجائیگا تو بازی گر جادو طلسم کشا کو اسیر کرادیگا میری رائے مین مہلیل نظر بند جادو کو روانہ
کرو تو یقین ہی کہ آج ہی طلسم کشا اسیر ہو جائیگا یہ سنکر ضحاک مارگزیدہ نے مہلیل نظر بند کو طلب کیا
جب وہ سامنے حاضر ہوا تو ضحاک مارگزیدہ نے کہا کہ شاہی فتاح طلسم تلاش لوح مین طرف
کوہ بلور کے جاتا ہی لہذا تجھکو چاہیے کہ جا اور درہ مراد پر بازی گر جادو سے پوشیدہ طور پر ملکے
مشورہ گرفتاری طلسم کشا کا کر وہ ہمارا دوست ہی طلسم کشا کی شرکت نہ کریگا — یہ سنکر مہلیل نظر بند
جادو سحر غائب کر کے جانب درہ مراد روانہ ہوا — اس طرف سے لشکر شاہزادۂ عالم کا طرف
کوہ بلور کے چلا جاتا تھا — جس وقت قریب درہ مراد کے پہونچے تو بازی گر جادو نے
کہا کہ درہ مراد کے بعد سرحد بیابان مصفا کی شروع ہوجائیگی اور بعد اس بیابان کے کوہ بلور ہی
لیکن یہ درہ نہایت وحشتناک مقام ہی اہالیان طلسم سے سنتے ہین کہ جو اس درہ سے گزرتا ہی
وہ کسی نہ کسی آفت مین مبتلا ہوتا ہی دیکھا چاہیے کہ یہ بات ساحران طلسم ہی کے واسطے ہی یا ہر شخص
کے لیے ہی یہ سنکر دود بار جادو نے کہا کہ اسے بازی گر جادو مین نے اکثر بادشاہ طلسم کی زبانی
سنا ہی کہ یہ گزرگاہ طلسم کشا ہی جو شخص علاوہ طلسم کشا کے اس درہ سے گزریگا وہ کسی نہ کسی آفت
ارضی و سماوی مین ضرور مبتلا ہوگا لہذا ہم طلسم کشا کے ساتھ مین ہمارا اس طلسم سے گزرنا طلسم کشا
کا گزرنا ہی کہ ہم اُسی کے ساتھ مین ہمین کوئی اندیشہ نہین ہی چونکہ اس مقام پر پہونچکر شام ہوگئی تھی

شاہزادہ نے مقام کرنے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا کہ انشاءاللہ کل اس درے سے گزر کرینگے پہلے
کو سُنا ہی یہ درہ نہایت سخت مقام ہی نہیں معلوم درہ سے گزر کر کیا آفت پیش آئے لہذا رات
آرام سے بسر کریں صبح کو دیکھا جائیگا۔ جب الحکم شاہزادہ عالی نژاد لشکر نے قیام کیا قلب میں
بارگاہ شاہزادہ کی استادہ ہوئی جب دو پہر رات گئی اور سب محو خواب ہوے صرف طلایہ کے
سپاہی ہوشیار باش و بیدار باش پکار رہے تھے اُسوقت مہلیل نظر بند جادو سحر غائب کیے ہوے
اندر خیمہ بازی گر جادو کے آیا اور شانہ پکڑ کر ہلایا جب بازی گر جادو خواب سے بیدار ہوا تو مہلیل کو
پہچانا مہلیل نظر بند سے کہا کہ تم اس مقام تک کیونکر آئے۔ مہلیل نظر بند نے کہا کہ بادشاہ نے
مجکو گرفتاری طلسم کشا کے واسطے بھیجا ہی اور گرفتاری اسکی تمہاری شرکت پر منحصر ہی بازی گر جادو نے
کہا کہ اسے برادر دو دو بار جادو نے بھی نمک حرامی کی کہ طلسم کشا کا شریک ہو گیا اور میں نے بھی مجبور
ہو کر اطاعت ظاہری اختیار کر لی اگر ایسا نکرتا تو قتل کیا جاتا جو تدبیر گرفتاری طلسم کشا کی تم نے
سوچی ہو اُسے بیان کرو مہلیل نظر بند جادو نے کہا کہ اے برادر تم حالات طلسم سے اچھی طرح
آگاہ نہیں ہو یہ درہ مراد وہ مقام ہی کہ دربانان طلسم خاص گزرگاہ طلسم کشا کے لیے بنائے گئے ہیں
اور کچھ اسما متبرک دروازے کے چار جانب کندہ ہیں انکی یہ تاثیر ہی کہ جو ان اسماء کو پڑھکر اپنے اوپر
دم کر لے آفات بیابان صفا سے محفوظ رہیگا لیکن اگر ساحر ہوگا تو سحر بھول لیگا اور مبتلاے آفات
ہوگا لہذا کوئی ایسی تدبیر کرو کہ طلسم کشا دروازے سے نکلکر بیابان صفا تک نہ جانے پائے
ورنہ پھر ساحران بیابان صفا اُسکا کچھ نکرسکینگے۔ بازی گر جادو نے کہا کہ یہ حالات دو دو بار جادو بھی
جانتا ہی اگر میں راے بیان کرونگا تو دو دو بار جادو سمجھ جائیگا اور راز فاش ہو جائیگا لہذا بہتر یہ
معلوم ہوتا ہی کہ تم کسی تدبیر سے بزور سحر اس دروازے کو پوشیدہ کر دو اور اسی کے مشابہ دوسرا
دروازہ سحر کا تیار کر دو جب کہ اُس راستے کے اور راستہ نہ ملیگا تو لاچار طلسم کشا اسی راستے سے
جائیگا یہ سُنکر مہلیل نظر بند جادو نے کہا کہ اچھا میں جاتا ہوں یہ تدبیر تمنے خوب بتائی ادھر کا ادھر
ہو جانا میرے آگے کوئی بات نہیں ہی لیکن تمکو چاہیے کہ تم بھی طلسم کشا کے ساتھ رہنا
جسوقت طلسم کشا مبتلاے بلا ہو اُسیوقت تم اُس سے علحدگی اختیار کر لینا ورنہ پھنس جاؤ گے اور یہ خاک
شمس جادو کی پڑیا اپنے پاس رہنے دو جسوقت تم ساتھ طلسم کشا کے چلنا تو افسران لشکر مثل
حمار جادو و دو دو بار جادو و سیماب جادو وغیرہ کے کپڑوں میں لگا دینا کہ عقل اُنکی زائل ہو جائیگی
ورنہ وہ نہایت ہوشیار ساحر ہیں اور وہ اصلی کو خوب پہچانتے ہیں بازی گر جادو نے وہ پڑیا
لیکر اپنے پاس رکھ لی اور مہلیل نظر بند جادو رخصت ہوا جسوقت بیرون بارگاہ آیا تو اُسنے
ایک پڑیا خاک کی اور نکالی اور کچھ اسم سحر پڑھکر تمام لشکر میں ہوا کے رخ اُڑا دی اور پھر یہ درہ
مراد کے کچھ سرکنڈے زمین پر گاڑ کر اسم خوانی شروع کی قریب صبح ایک دروازہ مثل درہ مراد
کے بنکر تیار ہو گیا مہلیل نظر بند جادو وہ دروازہ اُس طرف جا کر گھات میں طلسم کشا کے بیٹھا یہاں
وہ وقت آیا کہ ستارے غروب ہونے لگے شمعوں کی روشنی میں زردی پیدا ہوئی نسیم سحری نے
شانہ ہلا ہلا کر سونے والوں کو جگانا شروع کیا حسب عادت شاہزادہ کی آنکھ کھلی وضو کیا فریضہ
سحری کو ادا کیکے خیمے سے باہر نکلے تو پہلے نظر اُنکی درۂ مراد پر پڑی۔ شاہزادہ کو اپنے مقام
پر حیرت ہوئی کہ بارگاہ میری سامنے درہ کے برپا ہوئی تھی رات بھر میں درہ اپنی جگہ سے ہٹگیا

یا بارگاہ سرک گئی تھی اب افسران فوج سلام کے واسطے حاضر ہونے لگے سب سے پہلے سیماب جادو
نے آکر تسلیم کے بعد عرض کی کہ اے شہریار چونکہ حفاظت آپکی میرے ذمہ ہی اسوجہ سے میں ایک ایک بات
پر نظر رکھتی ہوں لیکن بعض بات کہتے نہیں بنتی ہی کہ سننے والے بیوقوف بناسکے ہیں مجھے یہ خیال
ہوتا ہی کہ بارگاہ آپ کی درہ کے سامنے استادہ کی گئی تھی اسوقت اسکے خلاف پائی ہوں یہ
ہو نہیں سکتا کہ درہ اپنے مقام سے سرک گیا ہو یا بارگاہ بغیر ہٹائے ہٹ گئی ہو یہ سنکر شاہزادہ نے
ارشاد فرمایا کہ اے سیماب جادو یہی خیال مجھے بھی گزرا تھا لیکن میں نے بھی اسی خیال سے زبان
سے نہ نکالا تھا کہ سننے والے کہینگے کہ انکو کچھ وحشت ہی یا طلسم میں آکر خوف کرتے ہیں اتنے میں
خمار جادو آیا اُس نے بھی عرض کی دودبار جادو نے بھی یہی کہا ہنوز یہی باتیں ہو رہی تھیں
کہ بازیگر جادو آیا اور عرض کی کہ اے شہریار اب دیر کرنا مناسب نہیں ہی اسلیے کہ اس درہ سے نکلکر
بیابان مصفا کو طی کرنا ہی اسکے بعد کہیں کوہ بلور رنگ ہو پہنچے گا اگر راستے میں شام ہوگئی تو کوئی مقام
آپ کو قابل قیام نہ ملیگا شاہزادہ نے فرمایا کہ بہتر ہی کہدو کہ پیش خیمہ ہمارا آگے روانہ ہو بازیگر جادو
نے عرض کی کہ یہ درہ مراد مشہور مقام ہی تمام اہالیان طلسم اس جگہ کی کیفیت سے خوب واقف
ہیں بانیان طلسم نے اسکو گزرگاہ طلسم کشا قرار دیا ہی پہلے آپ اس درہ سے گزریں پھر لشکر کو گزرنے
کا حکم دیں ورنہ لشکر پر کوئی نہ کوئی آفت ارضی و سماوی نازل ہوگی اور جب لشکر آپکے پس پشت ہو کر نکلیگا
تو نحوست درہ مراد سے محفوظ رہیگا دودبار جادو وغیرہ نے بھی کہا کہ ہاں یہ تو سچ ہی مگر مجھے اس
درہ مراد میں کچھ شک معلوم ہوتا ہی ایسا نہو مراد کے بدلے نامرادی حاصل ہو بازیگر جادو نے کہا
اے دودبار جادو آقاے نامدار جو کچھ ارشاد کرتے ہیں اُنسے زبان لڑانے کی کسکو مجال ہی لیکن میں
تجھسے پوچھتا ہوں کہ اس درہ کو کوئی بھی اپنی جگہ سے ہٹا سکتا ہی یہ وہ درہ ہی جسپر سحر ساحروں کا کام
نہیں کرتا ہی اس درہ سے گزرنے کے بعد ساحر سحر بھول جاتے ہیں ممکن ہی کہ بارگاہ کی جگہ بدل گئی ہو
یا یاد کی غلطی ہو یہ کہتے کہتے مہلیل کی دی ہوئی خاک ہوا کے رخ اُڑادی کہ کپڑوں پر ان سب ساحروں
کے پڑی اسی وقت سے انکے دماغوں میں پردے سے پڑگئے شاہزادہ جس سے کوئی رائے لیتا تھا
وہ کہدیتا ہی کہ یہی مناسب ہی بازیگر جادو نے ایسی فریب آمیز باتیں کیں کہ شاہزادہ اسکے دام مکر میں
گرفتار ہوگیا اور فرمایا کہ ہم آگے بڑھتے ہیں لشکر ہمارے تعاقب میں آئے بازیگر جادو ساتھ
ساتھ ہو آگے آگے شاہزادہ پیچھے پیچھے لشکر طرف درہ نقلی کے بڑھے اصلی درہ نظروں سے
پوشیدہ ہوگیا تھا جیسے ہی شاہزادہ نے درہ کے اُس پار قدم رکھا زمین شق ہوئی اور ایک سنگ
زمین سے نمودار ہوا اور شاہزادہ کو نگل گیا۔ بازیگر جادو ساتھ شاہزادہ کے تھا اسنے اسی وقت
پر پرواز بچھائے اور اُڑکر جانب قصر ضحاکیہ روانہ ہوا کہ مہلیل طلسم کشا کو لیکر دربار شاہی میں جا پہنچا
یہاں خمار جادو و دودبار جادو و سیماب جادو بھی اسی درہ سے گزرنے والے تھے کہ ایک آواز پیدا
ہوئی کہ ارے اندھوں مالک کو گرفتار کرادیا اور آپ بھی تباہ ہونے کو جاتے ہو یہ آواز سنکر خمار
جادو وغیرہ چونکے تھے کہ دیکھا ایک طائر پکار پکار کے منع کر رہا ہی منقار میں اسکے ایک گل سرخ رنگ ہی
طائر نے وہ گل منقار سے پھینکا اور درہ پر سات جگہ مارے کہ درہ نقلی نظروں سے [illegible] مفقود
ہوگیا اور درہ اصلی نظر آنے لگا وہ چلتے وقت پکارا کہ اس پھول کو سونگھو کہ ہوش بجا ہوں تم فرستادہ
اسرار روشن ضمیر۔ یہ کہکر طائر تو چکا تھا ہوا اُس طرف روانہ ہوگیا اور یہاں خمار جادو نے اُس پھول کو

آپ ہی سونگھا دو دو بار جادو کو بھی سنگھایا اور ساحران نامی کو سونگھا کر ہوشیار کیا سب کے ہوش درست
ہوئے دیکھا تو بازی گر جادو نہیں ہے بس خمار جادو کو یقین ہو گیا کہ یہ اسی کی سازش سے شاہزادہ اسیر ہوا
ہے ورنہ طائر کی آواز سنکر وہ بھی ہمارا شریک حال رہتا چلا نہ جاتا معلوم ہوتا ہے کہ طلسم کے باطنی ساحروں
میں سے کوئی آیا تھا اُسنے شاہزادہ کو گرفتار کیا اب ستاد فتنک شاہزادہ رہا ہو فکر توبیکار ہے طائران سحر
کو واسطے دریافت خبر کے روانہ کیا کہ شاہزادہ جس مقام پر قید ہوا اُس سے آگاہ کریں یہ سب تو اسی
اردو مراد کے قریب بانتظار ساحران خبر رسان مقیم ہوتے ہیں لیکن آپ کچھ حال ضحاک مارگزیدہ
جادو کا سنئے۔ کہ یہ دربار میں بیٹھا ہے تمام ارکین طلسم جمع ہیں چنانچہ چہارچشم جادو کہ وزیر اعظم ہے
اور ساحر زبردست ہے اسکو چہارچشم جادو اسوجہ سے کہتے ہیں کہ اگر ساحر سحر غائب کر کے پردۂ پوشیدہ
میں بھی اسکے سامنے آجاتا ہے تو یہ دیکھ لیتا ہے اور ملکہ مہرخ جادو بھی بیٹھی ہے کہ اک مرتبہ چہارچشم جادو
نے آنکھیں بند کیں کچھ دیر کے بعد اچھل پڑا اور کہا وہ مارا ضحاک شاہ نے کہا کیا ہوا۔
چہارچشم جادو نے عرض کی کہ جو کچھ ہوا وہ سامنے آیا چاہتا ہے طلسم کشا گرفتار ہو گیا جہلیل نظربند طلسم کشا
کو لیے ہوئے چلا آتا ہے اور بازی گر جادو بھی آتا ہے لیکن اسرار رعد نے طائر سحر بھیجکر اور اہل لشکر کو آگاہ
کر دیا ورنہ تمام لشکر اسیر بلا ہو جاتا ساحران بیابان معطل سب کو اسیر کرتے تھے۔ ہنوز سخن ناتمام تھا کہ سامنے
سے جہلیل نظربند جادو پشنگ پہ سوار نمودار ہوا اور سامنے آکر طلسم کشا کو اگل دیا شاہزادہ حرارت
شکم پشنگ سے بیہوش ہو گیا تھا ضحاک مارگزیدہ نے آہنگروں کو بلا کر ہتھکڑیاں بیڑیاں ہاتھ پاؤں میں
ڈلوا دیں اور گلے میں طوق خاردار پہنا کر ہوشیار کیا جب شاہزادہ کو ہوش آیا آنکھ کھولی اپنے کو
اک بارگاہ میں دیکھا اور اسیر غل و زنجیر پایا سمجھ گئے کہ میں اسیر ہو کر دربار بادشاہ طلسم میں آیا ہوں فرمایا
کہ سلام ہو میرا اس شخص پر جو خدائے واحد دیکتا کو برحق جانتا ہو اور محمد مصطفےٰ کو اُسکا رسول مانتا ہو
کسی نے جواب سلام نہ دیا غیب سے جواب سلام کی آواز آئی مہرخ جادو نے کہا اے طلسم کشا کیا
تجھے اس دن کی خبر نہ تھی جو ہوا ہے کہ تو اس طرف آیا تھا فرمایا یہ گردش ہے زمانے کی کبھی دور فلک خوش
کرتا ہے کبھی رنج دیتا ہے اگر قسمت میں میری فتح طلسم ہے تو اس قید سے پھر چھوٹونگا اور تم سب کو تہ
تیغ بیدریغ کرونگا مہرخ جادو نے کہا کہ اگر قتل ہو جاؤگے تو کیونکر چھوٹو گے فرمایا کہ قتل کرنا کسی کے
اختیار کی بات نہیں ہے یہ اُس پروردگار عالم نے اپنے ہی اختیار میں رکھا ہے ورنہ ایک صحرا میں
آہو بھی رہتے اور شیر بھی رہتے ہیں جس آہو کی قضا ہوتی ہے وہی شکار ہوتا ہے ورنہ اگر شیر کے اختیار
میں آہوؤں کی موت ہوتی تو کوئی آہو شیر کے جنگل میں باقی نہ رہتا مہرخ جادو نے کہا کہ ہمارے
اختیار میں تمہارا قتل ضرور ہے مگر تم لوگ ایسے منحوس ہو کہ تمکو قتل کر کے اپنی جان عذاب میں پھنسانا ہے
بانیان طلسم کی تحریر نے مجبور کر دیا ہے کہ جو مقام خون طلسم کشا سے رنگین ہوگا وہ حشر تک آباد نہ ہوگا
ہمیں بربادی طلسم منظور نہیں ہے ورنہ اسی جگہ تمکو قتل کر ڈالتے فرمایا کہ بانیان طلسم دھوکا دیگئے ہیں ہر
دشمن کو جہاں قابو پائے زندہ نہ رکھے اگر بانیان طلسم تمہارے دوست ہوتے تو لوح طلسمی بنا جاتے
جس سے تم لوگوں کے سحر باطل ہوتے ہیں مہرخ جادو نے کہا کہ اے طلسم کشا اسوقت ہم ہر طرح کا اختیار
رکھتے ہیں اور تم بالکل بے اختیار ہو اگر صلح کرو تو ہم آمادہ ہیں جو جو مقامات تمنے فتح کر لیے ہیں انپر تمہارا
قبضہ رہے اور جو مقام باقی رہگئے ہیں انپر بادشاہ طلسم کا قبضہ رہے اور چند اور بھی تحائف طلسمی ہم
تمکو دلا دینگی جو آجتک چشم فلک نے بھی نہ دیکھے ہونگے تم لوگ تو یہ کہتے ہو کہ ہم تاج بخش ہیں

طلسم گیر علیحدہ ہیں یہ سنکر شاہزادہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم دین اسلام اختیار کرو تو جو مقامات میں نے فتح کر لیے ہیں وہ بھی تمھارے سپرد کر دوں مجھے کسی کے ملک و مال سے کام نہیں ہی میں تو گرفتاری اکوان تاجدار کے اسلیے آیا ہوں اگر آپ اسے باندھ کر میرے حوالے کر دو تو مجھے تمھارے دین مذہب سے بھی بحث نہیں ہی میں فوراً واپس چلا جاؤنگا اور اسرار روشنضمیر کو کسی دوسرے طلسم کا حاکم کر دونگا اور اس بادشاہ سے صفائی بھی کرا دونگا یہ مردانہ گفتگو شاہزادہ عادل کی سنکر اہل دربار کو حیرت تھی اور اکوان ملعون تھر تھر کانپ رہا تھا اب اسکے چار پیکر اور باقی رہگئے ہیں جنمیں پیکر اصلی یہی ہے جو ہر وقت ضحاک کے ساتھ رہتا ہی اور وزیر درجۂ دوم ہی چرخ جادو نے کہا کہ اگر ہم اکوان کو تمھارے حوالے کر دیں تو زمانہ ہمکو کیا کہیگا اسنے یہاں آکر امن پناہ لیا ہی فرمایا کہ جسطرح تمکو اپنی بات کا خیال ہی اسیطرح مجکو بھی اپنی بات کا پاس ہی میں اگر بغیر قتل اکوان واپس جاؤنگا تو مجھے لوگ نہ کہینگے کہ اسی منھ پر فتاحی و نطاق باطن کا دعویٰ کرتے تھے یہ سنکے چرخ جادو نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ ابھی نشہ تیراہن نہیں ہوا ہی تو نے بادشاہ طلسم کو بالکل مجبور دیکھ لیا ہی خیر دیکھا جائیگا لیجاؤ اسکو اور مہمان نواز جادو کے سپرد کرو میں بعد چالیس روز کے طلسم کشا کو میدان مخفی میں قتل کرونگی بعد و چار جی سے کہ جارج دیدے کہ جسے دعوائے رہائی طلسم کشا ہو وہ میدان مخفی میں آکر چھڑا لیجائے بڑا لگتا ہو اسکو تحت بادشاہ معزول نامعقول کا ہی دیکھوں تو اسرار روشنضمیر اس مقام تک کیونکر پہونچتا ہی اور طلسم کشا کو کسطرح رہا کر لیجاتا ہی حسب الحکم ملکہ چرخ جادو شاہزادہ کو لیجا کر مہمان نواز جادو کے سپرد کیا اور چرخ جادو بادشاہ طلسم سے رخصت ہو کر طرف میدان مخفی کے برائے تیاری میدان خوفی روانہ ہوئی - اب یہ تو وہاں پہونچکر مصروف چلہ کشی ہوئی ہی لیکن حال عادل کیوان شکوہ کا سنیے کہ جسوقت مہمان نواز جادو انکو لیکر داخل قصر ہوا ہی اور نظر عادل کی سکندر و رفیع البخت پر پڑی تو نہایت تعجب ہوا پوچھا آپ لوگ یہاں کب پہونچے انھوں نے کہا کہ ہم آپ سے پہلے اسیر بلا ہوے افسوس کہ بعد ہمارے آپ بھی اسیر ہو کر اسی مقام پر آگئے معلوم ہوتا ہی کہ ستارہ اہل اسلام کا گردش میں ہی۔ صاحبقران اور اولاد صاحبقران سے زمانہ سابق میں بڑے بڑے طلسم ٹوٹے لیکن ہم سے آپ سے کچھ نہو سکا عادل کیوان شکوہ نے ارشاد کیا کہ آپ بددل نہوں یہ سب کے واسطے ہوا ہی کہ قید بھی ہوے ہیں پھر چھوٹے ہیں اور طلسم کو توڑا ہی میں تو میں دربند طلسم کے توڑ چکا ہوں اب صرف چار در بند اور باقی رہگئے ہیں لوح چھن گئی اور میں گرفتار ہو کر اس مقام پر آیا لیکن میرے جان نثار ایسے نہیں ہیں کہ مجکو ایسے حال خراب میں رہنے دیں اور فکر رہائی نکریں میں نے بادشاہ سابق کو جو اسیر تھا قید سے رہا کیا وہ اپنی فوج فراہم کر رہا ہی یقین ہے کہ جسوقت اسکو خبر اسیری پہونچیگی اسی وقت وہ فکر رہائی میں چلیگا - مہمان نواز جادو جس روز کسی قیدی کو لاتا ہی اس روز تو دکھائی دیتا ہی اور بعد اسکے پھر پتا بھی نہیں لگتا شاہزادہ عادل کیوان شکوہ ہاتھ مہمان نواز جادو کا پکڑے ہوے تھے اور باتیں کرتے جاتے تھے مہمان نواز جادو اس فکر میں تھا کہ ہاتھ چھوٹے تو میں حسب قاعدہ اپنے مقام پر چلا جاؤں - شاہزادہ نے پلٹ کر ارشاد کیا کہ اے مالک زندان تو اپنے فرض منصبی کو ادا کر ہمیں تم سے عداوت نہیں ہی لیکن ہم سے اس بات کا وعدہ کر کہ جسوقت ہم تجھے بلائیں اسوقت ہمارے پاس چلا آنا - سکندر رستم تو اور رفیع البخت اور سہراب ثانی نے کہا کہ جس روز یہ قیدی کو پہونچانے آتے ہیں اسکے بعد پھر صورت انکی نہیں دکھائی دیتی ہے

اور ہم لوگوں کو اس قید میں تکلیف کسی قسم کی نہیں ہے سوا اسکے کہ آزادی نہیں حاصل ہے۔ شاہزادہ عادل کیوان شکوہ نے فرمایا کہ اگر یہ مہمان نواز ہے تو ہم میزبان نواز ہیں جیسا برتاؤ یہ ہمارے ساتھ کریگا ویسا برتاؤ ہم اسکے ساتھ کرینگے مہمان نواز جادو نے یہ تقریر جو عادل کیوان شکوہ کی سُنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور اک پرچہ کو پڑھا بعد اسکے قلمدوات و کاغذ نکالکر پیش کیا اور عرض کی کہ مجھے رقعہ انجام زندان کی عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے بعد کوئی قیدی اس زندان میں رہیگا جو زمانہ قیدی آخر کے آنے کا ہے یہ وہی سنہ ہے لہذا معلوم ہوا کہ آپ فتاح طلسم ہیں اک تحریر اسی مضمون کی لکھ دیجیے کہ جو نیکی میں قید کی حالت میں تیرے ساتھ کرونگا اسکا معاوضہ میں اپنے عہد حکومت میں تیرے ساتھ کرونگا شاہزادہ نے ارشاد کیا کہ اے مہمان نواز جادو جب تو یہ جانتا ہے کہ میں فتاح طلسم ہوں تو مجھے رہا کیوں نہیں کر دیتا ہے مہمان نواز جادو نے عرض کی کہ اے شہریار اگر میں آپ کو رہا کر دونگا تو میرے اہل و عیال جو قبضۂ بادشاہ میں ہیں سب قتل ہو جائینگے علاوہ اسکے آپ پاس لوح طلسمی موجود نہیں ہے ابھی رہا ہو جیے گا ابھی پھر گرفتار ہو کر کسی سخت مقام پر بھیج دیے جائیے گا جہاں ہر طرح کی تکلیفیں برداشت کرنا پڑینگی اور یہاں تو سوا تنہائی کے کوئی تکلیف نہیں ہے اگر آپ فتاح طلسم ہیں تو آپ کی رہائی کا دروازہ ہر وقت کھلا ہوا ہے جائیے اور امتحان کر لیجیے فرمایا کہاں مہمان نواز جادو نے عرض کی کہ اس باغ کے مغرب کی طرف اک دروازہ لگا ہوا ہے اور بیچ دروازے میں اک فیل آہنی زمین پر نصب ہے بازبان طلسم لکھے ہیں کہ جو اس فیل کو ایک ضرب گرز زمین میں غرق کر دے وہی طلسم کشا ہے جسوقت فیل بالکل غرق ہو جائیگا تو راہ صاف ہو جائیگی دروازے کے اُس طرف اسلحہ و آلات حرب رکھے ہیں جنمیں ایک کمان ہے کہ وہ آج تک کسی سے کھینچ نہ سکی اور ایک گرز ہے جسکا لنگر کسی سے سنبھل نہ سکا جو طلسم کشا ہوگا وہ اُس گرز کو اُٹھا لیگا اور کمان کو بھی کھینچ لیگا بعد لوح ملنے کے ان دونوں چیزوں سے بڑا کام نکلیگا یہ سنکر شاہزادہ نہایت خوش ہوا مہمان نواز جادو کو بھی زبردستی بٹھایا اور سند تحریر کر کے اُسکے سپرد کی بعد اسکے شاہزادہ سکندر رستم فر اور رفیع البخت اور رستم ثانی اور عادل کیوان شکوہ مع مہمان نواز جادو جانب مغرب روانہ ہوئے جسوقت قریب پہنچے تو دیکھا کہ واقعی میں اک دروازہ ہے کہ اُسمیں پٹ نہیں ہیں راستے کو اک فیل روکے ہوئے ہیں بس رستم ثانی نے دو ہاتھ گرز پشت فیل پر گرز مارا گرز پڑتے ہی تڑاقے کی آواز بلند ہوئی اور فیل سینے تک غرق زمین ہو گیا لیکن پھر بلند ہو کر جس جگہ تھا وہیں قائم ہو گیا مہمان نواز جادو کے تو ہوش اُڑ گئے کہ یہ انسان کی طاقت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب سے زبردست ہے بعد رستم ثانی کے رفیع البخت نے گرز مارا انکے گرز سے فیل گردن تک غرق زمین ہو گیا سکندر و عادل وغیرہ نے بہت تعریف کی لیکن فیل پھر اُبھر کر ظاہر ہوا اب سکندر رستم فر بڑھا اور اسنے دیو ہمن والے گرز کو جو بیس سو من کی ضرب تھی سر پر چرخ دیکر دو دستی ضرب لگائی کہ تڑاقے کی صدا پیدا ہوئی اور فیل غرق زمین ہو گیا لیکن ذرا سی مستک باہر رہی تھی کہ اس ضرب پر مہمان نواز جادو کے ہوش پراگندہ ہو گئے رفیع البخت کو سیقدر شرمندگی سی ہوئی اور عادل کیوان شکوہ نے نہایت تعریف کی لیکن فیل پھر زمین سے ابھرا اور جسقدر بلند تھا اسیقدر بلند ہو گیا اب آستینوں کو اُلٹ کر عادل کیوان شکوہ اپنے گرز گران سنگ کو سنبھال کر فیل کی طرف بڑھے اور گرز کو سر پر چرخ دیکر بیرے سے ضرب لگائی اگرچہ گرز انکا صرف اٹھارہ سو من کا تھا لیکن گرز سام نریمان

کے تھا لیکن ویسی ضرب لگائی کہ فیل مع گرز غرق زمین ہوگیا اور پھر نہ اُبھرا۔ اُسوقت سکندر نے دوڑ کر
ہاتھ چوم لیے اور نہایت تعریف کی اور کہا کہ میں تو بہادر پرست اور سپاہی دوست ہوں مہمان نواز
جادو سمجھ گیا کہ بیشک یہ طلسم کشا ہی اور اب زمانہ بربادی طلسم کا قریب آگیا مہمان نواز جادو نے
عرض کی کہ اسے شہریار اب پٹ چلیے ایسا نہو کوئی فتنہ برپا ہو آجتک اکثر پہلوانان طلسم نے قوت
آزمائی کی مگر ایسا نہیں ہوا کہ کسی کی ضرب سے پورا فیل غرق زمین ہوگیا ہو یا غرق ہونے کے بعد پھر اُبھرا ہو
شاہزادہ نے ارشاد کیا کہ اُسطرف چلکر دیکھنا چاہیے کہ کیا ہی مہمان نواز جادو نے عرض کی کہ غلام کو
اجازت ہو تو جاے فرمایا کہ اچھا جاؤ مگر جسوقت کھانا آیا کرے تم بھی ساتھ آیا کرو مہمان نواز جادو نے
عرض کی کہ میں خود ہی آج سے دونوں وقت حاضر ہوا کرونگا یہ کہکر مہمان نواز جادو تو رخصت ہوا لیکن
سکندر نے کہا کہ اسے برادر اب شام قریب ہی بہتر یہ ہی کہ کل صبح کو چلیے گا اور دیکھیے گا کہ بیان کیا کہ
اب آج چلکر آرام سے بیٹھیے شاہزادہ نے راے سکندر رستم کی پسند فرمائی اور واپس آیا
جسوقت یہ سب کے سب داخل قصر ہوے تو دیکھا کہ تمام سامان راحت مہیا ہی اور خوان کھانے کے
رکھے ہوے ہیں اور خود مہمان نواز جادو بھی بیٹھا ہی اور کچھ خادم و خدمتگار بھی حاضر ہیں رفیع البخت
وغیرہ کو اس بات پر رشک ہوا کہ ہمارے واسطے یہ سامان نہ تھے جو اس نقابدار کے لیے ہوے ہیں
مہمان نواز جادو نے دستر خوان بچھوا دیا اور عرض کی کہ میں اسی خدمت کے انجام دینے کے واسطے
حضور سے رخصت ہو کے چلا گیا تھا اب خاصہ تناول فرمایئے سب شاہزادوں نے ساتھ بیٹھکر کھانا
کھایا پانی پیا جسوقت آسودہ ہو لیے تو کچھ دیر تک بیٹھے ہوے باتیں کیا کیے جب وقت سونے کا آیا تو
اپنی اپنی خوابگاہ میں جاکر آرام فرمایا صبح کو بیدار ہوے تو حوائج ضروری سے فراغت حاصل کی اور طرف
دروازہ مغرب کے روانہ ہوے کہ چلکر دیکھنا چاہیے کہ وہاں کیا ہی جسوقت دروازہ سے گذر کر اُس طرف
گئے تو دیکھا کہ اک میدان وسیع ہی جسمیں سبزہ نہایت حسن و خوبی کے ساتھ لہلہا رہا ہی اور ایک حجرہ
بہت بڑا بنا ہوا ہی حجرے کے دروازے پر بھی ایک شیر آہنی نصب ہی اور سامنے شیر کے اک سنگ
سپید نصب ہی اسطرح کہ جو شخص شیر تک جانا چاہے تو اُسی سنگ پر سے گذرے تو شیر تک پہونچ سکتا ہی
جیسے ہی یہ چاروں شاہزادے اُس سنگ سپید پر پہونچے اور پنجہ دبا شیر در حجرہ سے پہلو پر آگیا
دراستہ حجرہ کا کھل گیا یہ سب کے سب اندر حجرے کے داخل ہوے دیکھا کہ تمام حجرہ اسلحہ و آلات حرب
سے مملو ہی ایک جانب ایک کمان بزرگ رکھی ہی اور اُسی کے برابر ایک عمود گران سر جسکا کلہ کلۂ گاؤ
سے مشابہ ہی اور ایک جانب ایک تیر ایک سمت ایک نیزہ طویل ہی جاتے ہی سہراب بن رستم نے
کمان اُٹھالی اور زور کیا دو تہائی تک کمان کھنچی مگر پوری کمان نہ کھنچ سکی۔ رفیع البخت نے زور کیا کچھ زیادہ
کھینچ لے گئے پھر سکندر نے زور کیا وہ حد کمان کے کھینچنے کی تھی اتنا کھینچ لیا لیکن توڑ ڈالنے کا قصد
کیا کمان لچک کے رہگئی ٹوٹ نہ سکی اب عادل کیوان شکوہ نے کمان پر زور کیا پوری کمان انھوں
نے بھی کھینچ لی اور چاہا کہ توڑ ڈالوں گوشہ سے گوشہ لگ گیا مگر کمان نہ ٹوٹی سکندر رستم نے نہایت تعریف
کی اور کہا کہ یہ صفت کمان کی ہی کہ نہ ٹوٹی گوشہ سے گوشہ لگ گیا ورنہ آپ نے اسکے توڑ ڈالنے میں کوئی
دقیقہ اُٹھا نہ رکھا تھا بعد اسکے گرز پر زور ہونے لگے کلہ گرز پر دونوں کا تحریر تھا کہ یہ ضرب عیسیٰ بن
کی ہی سہراب بن رستم ثانی نے زور کر کے گرز کو اُٹھا تو لیا مگر اتنی تاب نہ تھی کہ ضرب لگا سکتے گرز کو رکھ دیا
بعد اُسکے رفیع البخت نے زور کیا انھوں نے بھی گرز کو اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دیا وہ شیر جو دروازۂ حجرہ کا

نصب تھا جسی پر ضرب لگائی تو گرز ہاتھ سے نکل گیا سکندر رستم فو نے گرز اٹھا لیا اور دو دستی ضرب لگائی ضرب پوری پڑی کیونکہ یہ چوبیس سو من کی ضرب کا عادی تھا آخر عادل کیوان شکوہ نے گرز کو اٹھایا اور شیر پر چرخ دیکر اسی طرح ضرب لگائی جسطرح اٹھارہ سو من کے گرز کی ضرب فیل پر لگائی تھی جو حالت فیل کی ہوئی تھی وہی حالت شیر کی بھی ہوئی کہ غرق زمین ہوگیا اس سے پہلے حجرے میں داخل ہوتے وقت شیر راستہ دیدیتا تھا لیکن جو شخص حجرے میں داخل ہوتا تھا وہ پھر نہ نکل سکتا تھا بڑے بڑے پہلوان اسلحہ پر دور کرنے آئے اور پھر اسی حجرے میں ضرب توپ سے مرگئے جا بجا ہڈیاں پڑی ہوئی تھیں بعدزہ تا زمانی کے جو اسکو جنگل میں ہاتھ آیا تھا ہوا وہ آسیب پہن لیا اور حجرہ سے نکلکر چلے تھے کہ سامنے سے مہمان نواز جادو دکھائی دیا سلام کیا اور عرض کی کہ مبارک ہو کہ یہ مرحلہ بھی آپ نے سر کیا یہ سب علامتیں آپ کے فتح طلسم ہونے کی ظاہر ہوتی جاتی ہیں اب تشریف لے چلیے اور خاصہ تناول فرمائیے کہ زیادہ دیر انتظار کرنا آئین طلسم کے خلاف ہو جائیگا اے شہریار ابھی وقت ظاہری مخالفت اور سرکشی کا نہیں ہے پھر یہ شاہزادے سے ہمراہ مہمان نواز جادو کے اندر قصر کے آئے اب انھیں تو مصروف دعوت و ضیافت رکھا جاتا ہے اور یہان سے

چند کلمے داستان مہتر طیفور بن شاپور عیار نقابدار ابلق سوار کے تحریر کیے جاتے ہیں

کہ جسوقت یہ اپنے آقا سے نامدار سے رخصت ہوکر لشکر میں آیا ہے تو اسے نہایت صدمہ تھا اور سوچتا تھا کہ نہیں معلوم انپر کیا گذری ایک روز خواب میں دیکھا کہ شاہزادہ بسلاسل و مطوق گردن جھکائے بیٹھا ہے اور گرد کفار کا ہجوم ہے یہ دیکھکر آنکھ کھل گئی کچھ رات باقی تھی اسیوقت اسنے کوچ کیا اور طرف قلعہ قہار بازان کے روانہ ہوا جسوقت سامنے قلعہ کے پہونچا تو متردد ہوا کہ کس تدبیر سے اندر قلعہ کے جاؤں کہ دیکھا سامنے سے اک نامہ دار چلا آتا ہے آنکھوں سے نامہ دار کے آنسو جاری ہیں جسوقت وہ نامہ دار بھی سامنے قلعہ کے پہونچا تو اہل قلعہ نے پوچھا کہ تو کون ہے اور کسکا نامہ لیکر آیا ہے نامہ دار نے کہا کہ میں فرستادہ قہار جادو ہوں اور خبر یہ لیکر آیا ہوں یعنی طلسم کشا درہ مراد پر پہونچکر اسیر ہوگیا دروازہ قلعہ کا کھلا اور ایک شخص آکر نامہ لیگیا نامہ دار رخصت ہوا مہتر طیفور ان باتوں سے سمجھ گیا کہ معلوم ہوتا ہے اہل قلعہ مطیع ہوگئے اور شاہزادہ کسی دوسرے مقام پر پہونچکر اسیر بلا ہوا اپنے کو ظاہر کرنا مناسب نہ جانا جسوقت قاصد جواب خط لیکر پلٹا ہے تو یہ بھی ساتھ ساتھ قاصد کے چلا جب قاصد اس مقام پر پہونچا جہاں لشکر ساحران مطیع اسلام کا اترا ہوا تھا تو دیکھا کہ عجب ہنگامہ برپا ہے تمام ساحران کس آدمی بیٹھے ہیں دو ساحر اور ایک ساحرہ جو بظاہر معزز اور سردار معلوم ہوتے ہیں وہ اک مقام پر کھڑے کچھ باتیں کررہے ہیں عیار قریب آنے لگا کہ سنوں کیا باتیں ہو رہی ہیں جسوقت قریب پہونچا اور انھوں نے اک نئے آدمی کو دیکھا تو پوچھا کہ تم کون ہو چونکہ مہتر طیفور بادیہ گرد پر ظاہر ہوچکا تھا کہ یہ سب دوست ہیں انمیں کوئی دشمن نہیں ہے لہذا صاف صاف بیان کر دیا کہ میں طلسم کشا کا عیار ہوں اسوقت لا سیماسے جادو نے کہا کہ تمھارا آقا اسیر طلسم ہوگیا ہے تم اگر فکر رہائی کر سکتے ہو تو کرو۔

مہتر طیفور بادیہ گرد نے اپنا خواب بیان کیا اور کہا کہ مین اسی غرض سے آیا ہون لیکن معاملہ طلسم
کا ہر چند یہان کے مقامات سے مجھکو آگاہی ہی اور نہ راستون سے واقف ہون سیماے جادو
نے کہا کہ زندان تک پہونچا دینا میرا کام ہی اور شاہزادے کو رہا کرنا تمھارا کام ہی مہتر طیفور بادیہ گرد
نے اور ساحرون کو پوچھا کہ یہ کون ہی اور یہ کون ہی سیماے جادو نے بیان کیا کہ سب ملازمان
طلسم کشا کے ہین اُسوقت مہتر طیفور بادیہ گرد نہایت خوش ہوا کہ میرے آقا نے طلسم مین
آتے ہی اتنی بڑی شوکت پیدا کی اور سیماے جادو سے کہا کہ مجھکو اُس زندان تک پہونچا دو
جہان آقا میرا قید ہی سیماے جادو نے کہا کہ آج یہان آرام سے بسر کرو کل تمکو پہونچا دونگی
ابھی مفصل نہین معلوم ہوا ہی کہ طلسم کشا کس مقام پر قید ہی اور ایک نامہ بادشاہ سابق طلسم
اسرار روشنضمیر کو بھیجا ہی کل تک اُسکا جواب بھی آجائیگا اور سب حال مفصل معلوم ہو جائیگا
کہ ہم لوگون کو کیا کرنا چاہیے آیا زندان پر فوج کشی کردین یا وہ بلور پر روح کی فکر مین جائین کیا کرین
کیا نکرین مہتر طیفور بادیہ گرد نے قیام کیا رات بسر کی صبح کو جواب نامہ اسرار روشنضمیر کی طرف
سے آیا خمار جادو نے پڑھا لکھا تھا کہ اے خمار جادو مہرخ جادو تیاری میدان قربانی کر رہی ہے
اور شاہزادہ مہمان نواز جادو کا مہمان ہی ابھی ایام نحس درپیش ہین تم لوگ جہان جگہ ہو وہین قیام
رکھو دوسرے حکمنامہ کے منتظر رہو جسوقت ایام نحس نکل جائینگے تو مین تمکو اطلاع دونگا جیسا
مناسب ہوگا ویسا کیا جائیگا اور شاہزادے کی طرف سے اطمینان رکھو کہ زندان بھی با اقبال
لوگون کے واسطے محل گھر کے ہوتا ہی یہ جواب نامہ کا پڑھکر ان لوگون نے تو قیام کیا لیکن
مہتر طیفور نے کہا کہ اے سیماے جادو تم مجھے اس جگہ تک پہونچا دو جہان آقا میرا قید ہے
سیماے جادو نے کہا کہ بہتر اُسی وقت سیماے جادو مہتر طیفور کو لیکر بلند ہوئی ایک
کچھ دیر کے اک صحراے سبزہ زار مین اتری طیفور متوجہ ہوا سے بیہوش ہو گیا تھا جب ہوش آیا
تو سیماے جادو نے کہا کہ اے مہتر طیفور زندان کے چار رستے ہین جنمین تین راستے طلسم تہہ
مین کہ اُس طرف سے تو سواے ساحر کے غیر ساحر کا جانا ممکن ہی نہین اور ساحر بھی نہ جاسکتا کیونکہ
نگہبانان زندان سے زبردست ہو اب رہا ایک رستہ اُس طرف سے ساحر کا جانا بھی ممکن
نہین اسلیے کہ باغ آتش بہار ہی بعد باغ کے محل شاہی ہی جسمین دختر ضحاک شاہ ملکہ دل آرام
جادو رہتی ہی اب تمھین اختیار ہی کہ جس صورت سے جاسکو ہو جاؤ مہتر طیفور نے کہا کہ کبھی
اس صحرا مین بھی کوئی آتا ہی سیماے جادو نے کہا کہ نگہبان باغ آتش بہار ملکہ شعلہ عذار جادو کی
سیرگاہ ہی مہتر طیفور نے کہا کہ بس اب تم جاؤ مین جانے کی راہ پیدا کرونگا سیماے جادو وہان
سے چلی آئی اور مہتر طیفور بادیہ گرد نے صورت اپنی اک گویے کی بنائی اور جوڑی [illegible] کی
نے کے کسوت عیاری سے نکال کر بجانا شروع کی تھوڑے ہی عرصہ مین یہ حالت ہوئی کہ چرند و
پرند کا گرد مہتر طیفور کے ہجوم ہو گیا سب کے سب مبہوت ہو رہے تھے قضاے کار اک کنیز
ملکہ شعلہ عذار جادو کی سیر صحرا کو آئی ہوئی تھی اُسنے جو یہ حالت دیکھی جاکر اپنی ملکہ شعلہ عذار جادو
سے بیان کیا کہ واری جاؤن اک گویا نہین معلوم کہان کا مارا دھارا اس صحرا مین نکل آیا ہی وہ
وہ کچھ اس ادا سے نے نوازی کر رہا ہی کہ چرند و پرند محو ہو رہے ہین شعلہ عذار جادو نے [illegible] جاکر
جا کر بلا لا۔ کنیز اُسی وقت گئی جب سامنے مہتر طیفور کے پہونچی تو کہا کہ چلو تمکو ہماری ملکہ یاد فرماتی ہے

مہتر طیقور نے اعتنا بھی نہ کی پھر کنیز نے کہا پھر کوئی جواب نہ دیا بلکہ نفرت سے منہ پھیر لیا تو کنیز کو غصہ آیا بولی کہ شاید تو مجھ سے واقف نہیں کہ میں کون ہوں سیدھی طرح چلنا ہو چل ورنہ تجھے باندھ کے لیجاؤنگی۔ طیقور نے کہا کہ کیا میں تیرے باپ کا نوکر ہوں یا تیری ملکہ کا دیا ہوا کھاتا ہوں میں اک مرد سیاح ہوں آزادی میرا پیشہ ہے جہاں جی چاہا وہیں بیٹھ گیا اور اپنا دل خوش کر لیا اگر تو دل میں سمجھی ہو کہ میں گویا ہوں تو دراصل گویا نہیں ہوں بلکہ اپنے ملک کا شہزادہ ہوں شوق علم موسیقی نے میری یہ حالت بنائی ہے بس جا چلی جا اور اگر بہت تیری ملکہ کو اشتیاق ہے تو وہ خود یہیں آ کر گانا میرا سن لے یہ سنکر وہ کنیز پلٹ گئی اور جا کر شعلہ عذار جادو سے تمام کیفیت بیان کی ملکہ شعلہ عذار جادو کو اشتیاق پیدا ہوا کہ صاحب کمال بھی ہے اور شاہزادہ بھی ہے اُسکی پیشوائی میں کچھ قباحت نہیں ہے اور شاید یہی غرض بھی اسکی ہو کہ ملکہ خود پیشوائی کو آوے تو جاؤں۔ یہ سوچکر اپنے مقام سے اٹھی اور اُس مقام پر آئی جہاں طیقور بیٹھا ہوا نغمہ نوازی کر رہا تھا۔ طیقور نے جو شعلہ عذار جادو کو اپنی طرف آتے دیکھا تعظیم کو اٹھا اور کہا کہ کیا تمہارے شہر کی یہی تہذیب ہے کہ اگر کوئی شاہزادہ یا شہریار زادہ آ نکلے تو اسکو ذلت کی نظر سے دیکھیں۔ شعلہ عذار جادو نے عذر کیا کہ معاف کیجیے گا میں نہ جانتی تھی کہ آپ شاہزادے ہیں آپ نے ایسا بانا کیوں اختیار کیا کہ دھوکا ہوا طیقور نے کہا کہ جب میں بے سروسامان ہوں تو میرے واسطے ایسا ہی لباس مناسب ہے تاکہ عوام نہ پہچان سکیں اور جاننے والے جان لیں۔ ملکہ نے کہا [illegible] تشریف لے چلیے اور دعوت اس کنیز کی قبول کیجیے طیقور شعلہ عذار کے ساتھ ہوا [illegible] نظر طیقور کی شعلہ عذار پر پڑی ہوا شعلہ عذار نے طیقور کو دیکھا کہ ایک دوسرے کا والہ و شیدا ہو گیا ہے لیکن ابھی مہر خاموشی دونوں کی زبان پر [illegible] شعلہ عذار [illegible] مہمان نوازی لیے جاتی [illegible] اور طیقور [illegible] لیے احسان لگتا ہوا چلا جاتا [illegible] طیقور کہیں ہوئے باغ آتش بہار میں [illegible] دیکھا طیقور نے کہ باغ میں جسقدر درخت ہیں سب [illegible] برگ و بار گل و ثمر سرخ [illegible] ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمام باغ میں آگ لگی ہوئی ہے طیقور حیرت سے سیر باغ کرتا ہوا ہمراہ ملکہ کے قصر تک [illegible] میں پہونچا یہ قصر بھی سرخ رنگ کا تھا شیشہ آلات وغیرہ بھی اسمیں سرخ تھے ملکہ نے [illegible] سرخ رنگ پر طیقور کو بٹھایا اور کنیزوں کو اشارہ کیا کہ تمام سامان و سامان راحت دم بھر میں مہیا ہو گیا بعد دسترخوان بچھ گیا ملکہ نے کہا کہ آپ تشریف لائیے اور جو کچھ نان و نمک ہے اُسکو قبول کر لیجیے۔ طیقور نے زیادہ انکار مناسب نہ جانا کہ افشاے راز کا خیال تھا لیکن خشک غذا و نیز اکتفا کی کچھ میوہ وغیرہ کھا لیا ہر چند شعلہ عذار نے اور طعاموں کی نسبت اصرار کیا لیکن طیقور نے انکار کیا اور ٹال دیا اسطرح کہ ملکہ کو ذرا بھی نہ معلوم ہو جب کھانے پینے سے فراغت ہو چکی تو ملکہ نے گانیوالوں کو اشارہ کیا اُسی وقت گانیوالیاں حاضر ہو گئیں اور ساز ملانے لگیں [illegible] دیر تک سلسلہ باتوں کا استفسار حالات پر مبنی رہا ملکہ نے پوچھا کہ نام آپکا کیا ہے آپ کس شہر کے شاہزادے ہیں اور طلسم میں کیونکر آ پھنسے۔ طیقور نے فرضی نام بتا دیا اور شہر بھی فرضی نام رکھ کے بتا دیا اور طلسم میں آ جانے کی یہ وجہ بیان کی کہ راہ بھول کر اسطرف آ نکلا اب طیقور نے ملکہ سے بھی سوال کیا کہ آپ اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمائیے اور بتائیے کہ آپ بادشاہ طلسم کے کون ہیں شعلہ عذار جادو نے بیان کیا کہ میں دختر ہوں قوت بازوے سلطنت وزیر اعظم دستور معظم [illegible] چہار چشم جادو کی چونکہ میرے باغ سے ملحق وہ محل شاہی ہے جسمیں دختر بادشاہ ملکہ دل آویز جادو

رہتی ہی اسوجہ سے اس باغ مین مین رہتی ہون کہ ملکہ کی حفاظت بھی کرتی رہون اور جسوقت ملکہ یاد کرے
تو جلد پہونچ بھی جاؤن۔ یہ سنکر طیقور دل مین نہایت خوش ہوا کہ قدم جمتے معلوم ہوتے ہین بعد اس گفتگو
کے ناچ شروع ہوا ملکہ جب ناچ دیکھ چلی تو گانے کا حکم دیا اور عشرت انگیز مغنیون کی فرمایش کی گانیون
نے گانا شروع کیا ملکہ کچھ ایسی متاثر ہوئی کہ بے اختیاری کے ساتھ رونے لگی کچھ تو اسکے دل کو تاؤ
عشق نے گداز کر دیا تھا کچھ رات دن کی افواہین پریشان کیے ہوے تھین ہر وقت یہ خیال پیش نظر
تھا کہ اب طلسم برباد ہوگیا اور اب طلسم کشا آگیا جس روز سے شعلہ عذار نے گرفتاری طلسم کشا کی خبر
سنی تھی اُس روز سے صحبت رقص و سرود مین بیٹھتی تھی ورنہ ہر وقت متردد و متفکر رہتی تھی کہ دیکھیے
کیا ہوتا ہی جس وقت طیقور نے جو شعلہ عذار کے رخسار آتشین پر قطرات اشک بہتے دیکھے بیتاب ہوگیا
کہا اے سر ملکہ تمھاری اشک ریزی کا کیا سبب ہی شعلہ عذار نے کہا کہ اسوقت نیرنگی زمانہ پر میری نظر
ہی اور مین دیکھتی ہون کہ ہر بہار کے واسطے اک روز خزان بھی رکھی ہوئی ہی تو مجھے یہ خیال آیا کہ ایسا نہو
وہ وقت میری آنکھون کو بھی دیکھنا پڑے جسکی خبر باغبان طلسم دیتے ہین اور سنتی ہون کہ طلسم کشا
نے تین محلے اسطرح شکستہ کر دیے کہ جیسے کبھی بنے ہی نہین اور مراحل طلسمی سے زیادہ سخت
دریاے ریگ روان کا معاملہ تھا کہ وہان اسرار روشن ضمیر بادشاہ سابق طلسم کا جسکے نام سے یہ طلسم
اسرار باطنی موسوم ہی قید تھا۔ طلسم کشا نے سیال جادو کو مار کر بادشاہ معزول کو رہا کیا اب وہ
بادشاہ طلسم کشا کا مطیع ہوگیا ہی ہر چند کہ طلسم کشا سے لوح بھی چھین گئی اور وہ بھی طلسم کشا قید ہے
لیکن اب اُسکے رہا کرنے والے ایسے ایسے لوگ ہین کہ اسکا قید رہنا مشکل ہی رہا ہونا مشکل نہین طیقور
نے کہا کہ ایسے دشمن قوی کو بادشاہ طلسم نے قید کیون کیا قتل کیون نہ کر ڈالا ملکہ شعلہ عذار نے کہا کہ
باغبانان طلسم نے کسیکا قتل اندر حدود طلسمی کے جائز نہین رکھا ہی اور بیرون طلسم لیجاکے قتل کرنے مین
طلسم کشا کے رہا ہو جانے کا خوف ہی ہان ملکہ مہرخ جادو نے دعوی قتل طلسم کشا کا کیا ہی اور تیاری میدان
قتال کی فکر مین لگی ہوئی ہین لیکن چالیس روز مین سامان حربی تیار ہوگا اگر اس اثنا مین طلسم کشا
رہا ہو گیا اور لوح طلسمی اُسکے ہاتھ آگئی تو پھر کچھ نہین ہو سکتا اور طلسم کشا کی خیریت نہین ہی پھر آجکل
زمانہ نہایت پر آشوب ہو رہا ہی یہی وجہ میرے حزن و ملال کی ہی طیقور کا باتون باتون مین تمام معاملات دریافت
ہو گئے بعد اسکے طیقور نے حسب فرمایش ملکہ شعلہ عذار ایسی نغمہ نوازی کی کہ محو کر دیا ایک تو ملکہ کی طبیعت
یون ہی راغب تھی اب بالکل ہی شیفتہ و فریفتہ ہو گئی اور طیقور کا دل بھی شعلہ عذار پر اسقدر مائل ہوا
کہ قریب تھا کہ مدعاے دلی کا اظہار ہو جاے مگر بمصلحت ضبط سے کام لیا کچھ رات باقی تھی کہ صحبت
برخاست ہوئی طیقور کے واسطے خوابگاہ آراستہ ہوئی ملکہ اپنی خوابگاہ مین گئی دونون نے آرام کیا
بظاہر تو سو رہے لیکن دراصل دونون صبح تک بستر پر منھ لپیٹے پڑے رہے اسکو ملکہ کی مفارقت تڑپاتی
اور ملکہ کو اسکی فرقت بے چین کیا کی صبح کو جو اُٹھے تو آنکھین دونون کی سرخ اور خمار آگین تھین کنیزین حاضر
ہوئین آفتابہ اور تسلہ حاضر کیا منھ دھویا حوایج ضروری سے فراغ حاصل کرنے کے بعد پھر ایکجا بیٹھے تھے
کوئی سلسلہ باتون کا آغاز نہونے پایا تھا کہ اک کنیز نے آکر عرض کی کہ حضور کو ملکہ عالم یاد فرماتی ہین
یہ سنکر مجبوری سے شعلہ عذار جادو اُٹھی اور طیقور سے کہا کہ مین آتی ہون آپ تشریف رکھیے اور
کنیزون کی طرف دیکھ کر آواز دی کہ خبردار کسی قسم کی تکلیف نہونے پائے یہ کہکر شعلہ عذار جادو خدمت
مین ملکہ دل آویز جادو کے چلی گئی۔ طیقور پر اتنی فرقت بھی ملکہ کی شاق تھی بیٹھا ہوا دل سے باتین کیا کیا

کنیزون سے کسی کام کے بہانے یہی باتین ہوا کین کہ ملکہ کی کیا عمر ہی کنیزون نے کہا کہ اُنکے چہرہ سے سن و سال
ظاہر ہی بس یہ سن ہی کہ ابھی شادی نہین ہوئی ہی طیقور نے کہا کہ اکثر جادوگرنیون کو مین نے سنا ہی
کہ وہ سحر سے کم سن بنی رہتی ہین - کنیزون نے عرض کی کہ ہماری ملکہ کا سن ہی کم ہی تو وہ سحر سے کیون
کم سن بنین زیادہ ہو ہین خوبصورت ہین تو انھین چہرہ پر غازہ سحر ملنے کی کیا ضرورت ہی یہ وہ لوگ
کرتے ہین جو در اصل سن رسیدہ اور بدصورت ہون تو فریب دینے کی غرض سے حسین بنجاتے ہین
ہماری ملکہ تو خود ہی پر جمال اور نو عمر ہین - مہر طیقور کو پھر بھی اطمینان نہوا کہ یہ حرامزادیان اصلی بھید سے
کیون واقف کرنے لگین خیر دیکھا جائیگا یہ ایسی بات نہین ہی جو پوشیدہ رہ سکے یہ تو انتظار کی گھڑیان
بڑی سختی سے گزار رہا ہی لیکن حال ملکہ دل آویز جادو کا سنیے جسوقت شعلہ عذار جادو خدمت مین
ملکہ کی پہونچی سلام کیا - دل آویز جادو نے کہا کیون اے شعلہ عذار یہ زمانہ اس قابل ہی کہ جب ہم
تمھین بلائین تو آؤ جو دم ہی غنیمت ہی ہمنے تمھارے ساتھ کھیل کر بسر کی ہی کل سے اسوقت تک تم کس کام
مین رہین کہ ہمارا کچھ خیال تمکو نہ آیا - شعلہ عذار نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ اے ملکہ آفاق انھین
پریشانیون نے مجھے بیکار کر دیا ہی ہر وقت انجام کو سوچا کرتی ہون کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی کل ہی تمام رات
مجھے اس الجھن مین بسر ہوئی کہ ملکہ مہرخ جادو جو آپکی دادی ہین انھون نے تمام مین مشہور کر دیا ہی
کہ بعد چالیس روز کے طلسم کشا قتل ہو جائیگا جسنے دعوی ہو وہ آکر مجھ سے لیجائے بھلا اسکی کیا ضرورت
تھی جو کام کرنا تھا کیا ہوتا پہلے سے اظہار کر دینے مین ہزار طرح کے خلل پیدا ہونگے اسی وقت
سے مددگاران طلسم کشا اُسکی رہائی کے درپے ہونگے اور آپ تو جانتی ہین کہ زندان طلسمی کے تین
راستے نہایت سخت ہین صرف یہ ایک راستہ آسانی سے گزرنے کا ہی جہان مین مقیم ہون ہمیشہ سنتی ہون
کہ بادشاہ سابق طلسم کشا کا شریک ہی اگر وہ آپڑا تو مین اس سے عہدہ برآ نہ سکتی ہون یہ سنکر دل آویز جادو
ہنسی اور کہا کہ اے شعلہ عذار کیا ہم سے زیادہ تمکو تردد ہوگا اگر خدانخواستہ کچھ دغدغہ ہوئی تو
ہمارا تخت ہی الٹ جائیگا لیکن یہ چند روزہ زندگی ہم پریشانیون مین کیون بسر کرین جیسی پڑیگی جھیل
لینگے اور یہ تو مین سمجھتی ہون کہ جو شخص جس فعل کو کرتا ہی اسکے نشیب و فراز کو خود سمجھ لیتا ہی اگر کوئی ساحر
تیرے باغ کی طرف سے رہائی طلسم کشا کو آنا چاہے تو کیا جان رکھتا ہی جن راستون کو تو سخت بتاتی ہی
وہ بھلا آسان ہین اور یہی راستہ سخت ہی جسوقت مددگاران طلسم کشا تیرے باغ آتش بہار مین قدم
رکھینگے تو اس باغ کا ایک ایک پتہ ایک ایک گل ایک ایک طلسم بنجائیگا یہ باغ آتش بہار خاص ملکہ
مہرخ جادو کی کائنات کا سحر ہی اسکا تماشا تمھین کا کام ہی جنھون نے اسکو بنایا ہی اور بادشاہ مسعود دل
کی اب یہ طاقت نہین ہی کہ وہ کلہ بکلہ مقابلہ کرسکے بسبب لیے کہ سحر اسکے سلب ہوگئے اب اتنا وقت فرصت کے
کہان ممکن کہ پھر برسون ریاضت کرکے سحر کو زور دیکے بس اب ان خیالات سے درگزر اور محفل عیش
کی تیاری کر آج میرا جی چاہتا ہی کہ شب ماہ ہی قصر الماس نگار مین شب ماہ کی تیاری ہو اور وہین
صحبت رقص و سرود آراستہ ہو شعلہ عذار جادو نے کہا کہ اے ملکہ یون تو آپ مالک ہین لیکن قصر
الماس نگار مین محفل آراستہ کرنا بالکل میری رائے کے خلاف ہی اسلیے کہ زیر قصر زندان کی حد
ہی ایسا نہو کہ گانے کی آواز سنکر جو سب قیدی جمع ہو جائین یہ قیدی سلسل تو ہین نہین کہ اپنی جگہ
ہل نہ سکتے ہون سنتی ہون کہ وہ تو سارے سارے باغ مین مارے مارے پھرا کرتے ہین بلکہ گھوڑے
دوڑایا کرتے ہین ملکہ نے کہا کہ اگر سنینگے تو کیا کرینگے اپنا سر پیٹینگے چلے جائینگے قصر تک آنا انکے امکان

کی بات نہین اور فرض کرو آہی جاینگے تو سزا پاینگے۔ شعلہ عذار خاموش ہو رہی اور اسیوقت سے
حسب الحکم ملکہ تیاری شب ماہ ہونے لگی شعلہ عذار نے عرض کی کہ مین شام کے قریب حاضر
ہو جاؤنگی اگر اجازت ہو تو رات بھر کے واسطے باغ کا کوئی انتظام کر آؤن ملکہ نے ارشاد کیا کہ کچھ
ضرورت تمھارے جانے کی نہین ہے شعلہ عذار خاموش ہو رہی لیکن سخت پریشان تھی کہ مہمان
دل مین کیا کہتا ہوگا سوا اسکے کہ طاقت مہمان نداشت خانہ بہ مہمان گذاشت۔ آخر سوچتے سوچتے
یہ تدبیر نکالی کہ اک رقعہ تحریر کیا مضمون رقعہ یہ تھا کہ اے نوجوان مجھے ملکہ عالم کل صبح تک آنے
نہ دینگی لہذا میری عدم موجودگی سے پریشان ہو کر آپ کہین چلے نہ جایئے گا اور کسی قسم کی تکلیف سوا میرے
ہونے کے آپ کو نہوگی یہ رقعہ اک طائر سحر کے ہاتھ ملکہ سے پوشیدہ طور پر روانہ کر دیا یہان جس طیفور
بادیہ گرد پریشان بیٹھا تھا کہ طائر نے نامہ اپنی منقار سے زانو پر طیفور کے رکھ دیا اور منتظر جواب کا ہو
بیٹھ گیا۔ طیفور نے جو مضمون نامہ کا پڑھا سخت پریشان ہوا جواب تحریر کیا کہ اے ملکہ اگر ممکن ہو تو
کسی حیلہ سے ہمکو بھی اپنی ملکہ کی صحبت مین طلب کر لو تم یہی کہدو کہ ہمارے یہان اک گویا آیا ہے مصلحتاً
نام پوشیدہ کرنے مین کوئی نقصان نہین ہے شعلہ عذار کو جو یہ جواب رقعہ کا پہونچا تو اسنے ملکہ سے کہا
کہ خیر گیا یاد کرو گی ہم بھی آج ایسا گانا سنوائینگے کہ کبھی نہ سُنا ہوگا ملکہ خاموش ہو رہی جب شام
کا وقت ہوا تو سواری ملکہ کی جانب قصر الماس نگار روانہ ہوئی۔ شعلہ عذار جادو ساتھ تھی اسی تقریب
کے واسطے دل آویز جادو نے اپنی بہن اور بہنون کو بھی بلایا تھا کہ آکر جشن شب ماہ مین شریک ہون
جسوقت ملکہ قصر مین پہونچی ہے تو سب سامان درست تھا کچھ رات گئی ہوگی کہ کنیزون نے عرض کی کہ ملکہ
قمر اندام جادو آپ کی خالہ زاد بہن تشریف لائی ہین دل آویز جادو نے تا لب فرش پیشوائی کی قمر اندام
جادو کے ساتھ اسکی چھوٹی بہن ملکہ نجم تاب جادو بھی تھی یہ دونون آکر بیٹھ گئین بعد اسکے ملکہ لعل
گہر دندان جادو کے آنے کی خبر معلوم ہوئی تا لب فرش دل آویز جادو نے اسکا بھی استقبال کیا۔
یہ دل آویز جادو کی چچا زاد بہن تھی اب چارون شاہزادیان اور ایک وزیر زادی سب جمع ہوئین
پہلے دسترخوان چنا گیا سب نے کھانا کھایا بعد اسکے سوار ہو کر گرد قصر کے شب ماہ کی سیر کی عجب تیاری
شب ماہ کی تھی کہ بیچ مین قصر الماس نگار تھا اور چار جانب قصر کے جواہر کے درخت نصب تھے
بادلہ کتر کے زمین پر بچھا دیا گیا تھا گلدستے پھولون کے سڑک کے دو رویہ چنے ہوئے تھے لپٹین
جلی جاتی تھین جس مقام پر پرتو ماہتاب کا پڑتا تھا ہزارون بجلیان چمک جاتی تھین بعد اسکے چارون
شاہزادیان بجرے پر سوار ہوئین بجرہ مانند عروس شب اول کے آراستہ تھا لباس ان شاہزادیون
جواہر نگار چاندنی کی ضو سے چشم تماشا مین چکا چوندھی آجاتی تھی وہ نہرین مچھلیون کا ابھر ابھر کے
حباب منہ سے چھوڑنا موجون کا پیچ و تاب عکس ماہ سے مانند زنجیر سیم کے نظر آتا تھا کچھ دیر بجرہ
پر ناچ ہوا کیا اور یہ سب شاہزادیان سیر دریا مین مصروف رہین بعد اسکے ملکہ دل آویز جادو قصر
الماس نگار کی مہتابی پر آکے رونق افروز ہوئی اسکی آراستگی بیان سے باہر ہے گرداگرد نادے کے
رنگین اور خوشبودار پھولون کے تختے چنے ہوئے تھے فرش مخمل زردوزی کا بچھا ہوا تھا جا بجا جواہر
نصب تھا اوپر اک باریک شبنمی کھنچی ہوئی تھی جسمین سے ماہتاب کی شعاع چھن چھن کے چھنی چھنی
روشنی کی طرح آتی تھی جو مین نگیرے کی الماس نگار تھین بجائے شیشہ آلات لعل شب چراغ نصب
تھے جنکی روشنی اُس چھوٹی سی محفل کے واسطے کافی تھی اب یہان بھی بزم رقص و غنا آراستہ ہوئی

اسوقت شعلہ عذار نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ اے ملکۂ آفاق کیا عرض کرون ایک بات ناگفتنی ہی
ملکہ نے ارشاد کیا کہ بیان کرو۔ شعلہ عذار نے عرض کی کہ کل ایک گویا کہین کا میری طرف آنکلا تھا
اُسسے اک کنیز بلا لائی تھی انسانی نوازہ ہے کہ اسوقت تک اس اثر کی نے نوازی مین نے نہ سنی تھی اور
مین کہہ سکتی ہون کہ آپ نے بھی نہ سُنا ہوگا اگر اسوقت وہ گاتا تو عجب لطف ہوتا یہ سنکر دل آویز
نے کہا کہ ہم لوگون مین پردہ تو مثل مسلمانون کے ہی نہین اکثر ایسا ہوتا ہی کہ اگر کوئی اچھا گانے والا
آجاتا ہی تو اُسے بلا کر سنتے ہین۔ شعلہ عذار نے عرض کی کہ وہ آپکا فعل ہی مین تو ایسی بات کو
بسبب ادب کے زبان سے نہین نکال سکتی تھی ملکہ نے ارشاد کیا کہ جاؤ ابھی اُسے بلا لاؤ۔ یہ
سنکر ملکہ شعلہ عذار گئی وہان طیقور انتظار مین بیٹھا تھا رات کے بارہ بج چکے تھے کہ ملکہ شعلہ عذار
جادو پہنچی اور بہت سی معذرت کے بعد کہا کہ چلیے ہماری ملکہ کو آپکا اشتیاق پیدا ہوا ہی یہ کہکر
طیقور کو اپنے ساتھ لیا اور قصر الماس نگار مین آئی دیکھا دل آویز جادو نے کہ گویا کا بیکھو ہی اک
جوان حسین ہی سیلا بنارسی ہو سر پہ بندھا ہوا ہی ہزار ہزار جوبن دے رہا ہی بشرے سے آثار
شرافت نمودار ہین طیقور نے بھی ملکہ کو سلام تو کیا لیکن لب و لہجہ شرافت کا قائم رکھا دل آویز جادو
نے متانت کے ساتھ باتین کین اور حکم دیا کہ کچھ کمال اپنا ظاہر کرو طیقور نے عرض کی کہ مین نے
علم موسیقی کے شوق مین گھربار کو تجا مسجد آکر دی اختیار کی اُسکا ثمرہ بھی یہ پایا کہ اس علم کو درجۂ کمال
تک پہونچایا جو فرمایئے وہ گاؤن کہیے نی نوازی کرون کہیے مین بجاؤن کہیے رباب کہیے چنگ جس
باج کی فرمایش ہو وہ بجاؤن اور یہ بھی ممکن ہی کہ گلے بازی دکھاؤن ملکہ نے فرمایا گلے سے کہو
طیقور نے ساز ملا کر سازندون کے سپرد کیے اور تنبورہ کی اُس پر گانا شروع کیا

غزل

عدم ہی جسکی ہستی ناتوانی سے وہ ہم نکلے
نہ جس مین کچھ بھی جان باقی ہو تو دم نکلے

وفور شوق سے ناکام بعد وصل ہم نکلے
کہ جو ارمان باقی رہ گئے دل مین وہ کم نکلے

وہی ہی حاصل ہستی جو یون شان عدم نکلے
فدا ہو ہر ادا پر جان ہر غمزے پہ دم نکلے

ہی ہین کج ادائی سے وہ اپنے قاتل عالم
کمی ہو جائے بزم مین اگر خنجر سے خم نکلے

یہ سچ ہی جان کیون دیجے جفا پیشہ اگر اُٹھاسکے
ہمین نے عہد توڑا وہ تو پابند قسم نکلے

ہنسی سے جسنے چھیڑا رو دیے یہ روئی قسمت کے
تمھارے کشمکش ہجران پڑے پابند غم نکلے

تلاش یار مین ہمت نہ پوچھو حضرت دل کی
کہ جب دیکھا نگاہون سے بھی آگے دو قدم نکلے

سوا لے ہجر کی ایذا سے بھی کچھ رشک سے جو
لہو ہو کر بہت ارمان آنسو ہو کے کم نکلے

رگڑ کر ایڑیان برسون مین دو نکلا جان اے قاتل
ترے کشتے کی جیسے قبر کھد جائے تو دم نکلے

شکایت لے کے جسکی مجمع محشر مین آیا ہون
بنے کیسے یہان بھی گر وہی کافر صنم نکلے

بغل مین آکے بیٹھے ہو تو پھر دو چٹکیان لیکر
لگاوٹ چاہیے ایسی کہ پہلو سے ستم نکلے

نہ اُٹھتے خود اگر وہ کون اُٹھا سکتا تھا پھر ہمکو
نہایت آبرو کے ساتھ اُس محفل سے ہم نکلے

ہماری زندگی و موت کیا ہی بات اتنی سے
ہلا دو لب تو جان آئے نگہ پھیر دو تو دم نکلے

خلاف اسکے سمجھتے تھے مگر جب آزمایش کی
نہ پایا دل پہ قابو دل ہی کے قابو مین ہم نکلے

سرہانے اگر رویا کیے پہرون تو کیا حاصل
کرو تدبیر کچھ ایسی کہ آسانی سے دم نکلے

بجز نام آرزو باقی نہین رہتا نشان کوئی
حقیقت دیکھو ہستی کی تو ہم شان عدم نکلے

طیفور ایسا لیسا گایا کہ محو کر دیا یہاں تو یہ رنگ ہو آب کچھ حال شاہزادہ حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ
کا سنیے سرِ شام کو کیفیت شب ماہ دیکھکر انھون نے سکندر رستم فر سے ارشاد کیا کہ اے برادر
چلو اس وادی مین چوگان بازی کرین جہان آلات حرب بہ زور کیا تھا سکندر نے کہا کہ یہان گھوڑے
اور سامان چوگان بازی کہان ممکن ہو ورنہ شغل تو جی بہلنے کے واسطے اچھا تھا عادل نے کہا کہ چلو
تو سہی جوئندہ یابندہ ممکن ہو کہ جسطرح یہ آلات حرب و ضرب مع اسلحہ ایک مقام پر محفوظ تھے اسی طرح
کوئی اصطبل بھی ہو اور دوسرے قسم کے سامان سپہگری بھی ہون سکندر نے کہا جیسی آپکی رائے
ہو اسیوقت سکندر رو رکیج انجبت و سہراب و عادل اٹھکر اسی دروازہ قبل سے نکلکر میدان میں
پہونچے اور سیر صحرا کرتے ہوئے چلے اس میدان مین سبزے کی وجہ سے دور تک مخمل سبز کا
فرش بچھا ہوا معلوم ہوتا تھا اور قطرات شبنم نے اس سبزے پر اور بھی تکلف پیدا کر دیا تھا یہ
معلوم ہوتا تھا کہ فرش مخمل پر گوہر شب تاب بچھے ہوئے ہین اسی گیاہ سبز مین کوڑیالا بھی پھولا
ہوا تھا اسکی رونق مستزاد تھی۔ یہ چارون شاہزادے سیر کرتے ہوئے چلے کچھ سیر شب ماہ مین
ایسے محو ہوئے کہ دور نکل گئے اسی میدان کے جنوب کی طرف قصر الماس نگار ہے جہان ملکہ
دل آویز جادو محو رقص و سرود ہے جب سیر شب ماہ سے ان شاہزادون کے دل سیر ہوئے تو
واپس ہوئے لیکن قضاے کار و اتفاقات روزگار راہ بھول کر قصر الماس نگار کی طرف نکل گئے
جب قریب قصر پہونچے تو آواز ساز گوش زد ہوئی جب اور آگے بڑھے تو عادل کیوان شکوہ کو اپنے
عیار کی آواز کا شبہہ ہوا لیکن زبان سے کچھ نہ نکالا زیر قصر اک چبوترہ سنگ مرمر کا بنا ہوا تھا یہ
چارون شاہزادے اسی چبوترے پر کھڑے ہو کر گانا سننے لگے عادل کیوان شکوہ نے اب
آواز اپنے عیار کی بخوبی پہچان لی اور چپکے سے سکندر رستم فر کے کان مین کہا کہ یہ تو میرے عیار
کے گانے کی آواز معلوم ہوتی ہے سکندر نے کہا کہ پھر کیا تعجب ہے وہ وہی ہو عیار شکل پانی کے
راہ پیدا کرتے ہین وہ آپکی تلاش مین نکلا ہوگا ابھی منزل مقصود تک نہین پہونچا ہے خدا جانے
اس قصر مین کون رہتا ہے اور عیار کسکو فریب دیا چاہتا ہے عادل کیوان شکوہ نے غور سے دیکھکر
ارشاد کیا کہ یہ تو جلسہ عورتون کا معلوم ہوتا ہے یہان تو ان شاہزادون مین یہ باتین ہو رہی تھین
ادھر ملکہ دل آویز کی نظر عادل کیوان شکوہ پر پڑی وہ اسوقت کا سمان اور شاہزادے کے حسن کی
دیکھتے ہی ملکہ نے تیر عشق کھایا مگر ساتھ ہی خیال آیا کہ یہ تو کوئی زندانی ہے اور ساتھ اسکے زندانیون مین
طلسم کشا بھی ہے ایسا نہو کہ دشمن کی محبت دل مین گھر کرے تو آپ اپنی تباہی کا باعث ہونا ہوگا
یہ سمجھ کے چشم اسطرف سے پھیر لیا بعد دل آویز کے کنیز لعل گہر دندان کی سکندر رستم فر پر پڑی
بے ساختہ بول اٹھی کہ کیون یہ تمہارے قصر کے نیچے چار مرد کیسے کھڑے ہین یہ سنکر قمر اندام
اور نجم تاب نے دیکھا قمر اندام رفیع انجبت پر عاشق ہوئی اور نجم تاب کو ناگہین سہراب ثانی کا جسد
آیا دل آویز نے جو دیکھا کہ یہ سب اسطرف محو ہین کہا کہ یہ تم کن لوگون کو دیکھ رہی ہو یہ دشمن ہمارے
جان و ایمان کے ہین یہ سب قیدی ہین خدا جانے یہان تک کیونکر آگئے اب ایک کو ایک کا لحاظ
تھا اسوجہ سے خاموش ہو رہی لیکن رنگ محفل اسیوقت سے دگرگون ہوگیا۔ طیفور نے کہا کہ یہ
کیسے قیدی ہین خدا مین تو دیکھون یہ کہکر کنارے کے قریب آ کے جو دیکھتی ہے تو سبحان اللہ چارون
شاہزادے ایک ہی مقام پر کھڑے ہین اور اپنے آقا عادل کیوان شکوہ کو پہچان کر دل مین شکر

خدا بجا لایا کہ یہانتک تو قسمت نے پہونچا دیا اب آگے دیکھیے کیا ہوتا ہی یقین تو ہی کہ میری آوازن
آنکھون نے بھی پہچان لی ہوگی۔ دل آویز جادو نے دیکھا کہ رنگ بدحسب ہی محفل برخاست کی
اور فرمایا کہ کچھ دیر سونا بھی چاہیے ایسا نہو کہ صحت مین فرق آئے یہ فرماکر اسیوقت بالاخانہ سے نیچے اتر
آئی۔ پانچ کمرے آراستہ تھے دل آویز جادو نے لعلان گہر دندان کو ایک مقام پر پہونچایا کہ یہ تمھاری
خوابگاہ ہی اور سیمین اندام کو اسکی خوابگاہ مین بھیجا اسی کے برابر تجسیم تاب کی خوابگاہ تھی بانو نے شعلہ عذار
سے ارشاد کیا کہ تو اپنی خوابگاہ مین جا اور اشارے سے کہا کہ اس گویے کو بھی بلا دیجیے گیا واسطے
کوئی جگہ دیدے یہ فرماکر آپ ملکہ اپنی خوابگاہ مین چلی گئی اتنی رات سب نے تڑپ تڑپ کے گذاری
جب صبح ہوئی تو سب شاہزادیان دل آویز جادو سے رخصت ہو ہو کر اپنے اپنے مکان کی طرف
روانہ ہوئین وہان چارون شاہزادے صبح کو اپنے قصر کی طرف چلے تھوڑی دور آئے ہونگے کہ
اک مرتبہ مین پنجے کڑک کر گرے اور سکندر رستم خو اور رفیع البخت اور سہراب ثانی کو لیکر پرواز ہوا
غائب ہوگئے عادل کیوان شکوہ تنہا رہ گئے تھوڑی دور چلے ہونگے کہ سامنے سے مہمان نواز جادو
کو آتے دیکھا مہمان نواز جادو نے سلام کیا عادل کیوان شکوہ کو کبیدہ خاطر پایا پوچھا مہمان نواز جادو
نے کہ آپکی رنجیدگی کا کیا سبب ہی فرمایا کہ میرے ہمراہیون کو پنجے اٹھا لیگئے یہ سنکر مہمان نواز جادو کو
نہایت تعجب ہوا اور ایک تردد پیدا ہوگیا کہ اگر بادشاہ طلسم مجھ سے قیدیون کو طلب کریگا تو مین کیا
جواب دونگا۔ غرضکہ شاہزادہ عادل کیوان شکوہ اور مہمان نواز جادو قصر مین آئے خاصہ موجود تھا
شاہزادہ نے خاصہ تناول فرمایا مگر نہایت بے رغبتی کے ساتھ مہمان نواز جادو حاضر رہا جب شاہزادہ
نے ہاتھ دھوکر فراغت کی تو مہمان نواز جادو کو روتے دیکھا شاہزادہ عادل کیوان شکوہ کیونکہ رحم دل
ہی مہمان نواز جادو کو روتے دیکھکر سبب گریہ پوچھا مہمان نواز جادو نے عرض کی کہ اے شہریار
سبب میرے رونے کا یہ ہی کہ اب راز فاش ہو جائیگا اگر مین قیدیون کے گم ہونے کی بادشاہ طلسم کو
اطلاع کرتا ہون تو علاوہ قیدیون کی تلاش کے آپ پر بھی قید سخت ہو جائیگی اور اگر خاموشی اختیار
کرتا ہون تو جسوقت یہ راز فاش ہوگا اسیوقت مجھپر عتاب نازل ہوگا اسوقت مین جو کچھ آپکی اعانت
کر سکتا ہون اس سے بھی مجبور ہو جاؤنگا۔ عادل کیوان شکوہ نے ارشاد فرمایا کہ تم شوق سے
اطلاع کردو اگر مجھپر قید سخت کا حکم ہوگا تو دیکھا جائیگا مین نہین کہہ سکتا کہ انکو دوست اٹھا لے گئے
یا دشمن مہمان نواز جادو نے عرض کی کہ اے شہریار آپکا کوئی دوست اس مقام تک ہرگز نہین آسکتا
یہ نہایت محفوظ مقام ہی یہ کسی ساحر طلسم کا کام ہی جسکو ایسا ہی رسوخ خدمت بادشاہ مین حاصل ہو اسلیے
کہ تین راستے بالکل مسدود ہین ایک راستہ صرف ساحران طلسم کے واسطے کھلا ہوا ہی وہ بھی جن لوگون
کو خدمت مین دختر بادشاہ ملکہ دل آویز جادو کی حضوری حاصل رہتی ہی وہی یہان تک پہونچ سکتے ہین
غیر کا یہ کام نہین یہ سنکر عادل کیوان شکوہ کو گونہ اطمینان ہوا کہ رات کی محفل رقص و سرود کا یہ نتیجہ
ظہور مین آیا ہی ممکن ہی کہ ان تینون جوانون پر کچھ عورتین عاشق ہوکر انھین اٹھا لیگئی ہون مگر ہم ایسے
بدنصیب ہین کہ ہمین نہ لیگئے مہمان نواز جادو نے اسی روز پرچہ بادشاہ کو نہین تحریر کیا اس غرض سے
کہ پہلے مین تفتیش کرلون اگر میرے فکر کرنے سے قیدی نہ ملے تو پھر بادشاہ کو اطلاع دینا مناسب
ہوگا جب شام ہوئی تو تنہائی سے شاہزادہ عادل نہایت پریشان ہوا اور اسی پریشانی مین تنہا
پھر اسی قصر الماس نگار کی طرف روانہ ہوا یہان سے ہمراہیون کا ساتھ چھوٹا تھا جب شاہزادہ قریب

قصر پہونچا اور چبوترہ سنگ مرمر کا اسکو دکھائی دیا تو اسکو کل کی صحبت یاد آئی بیٹھکر فراق احباب
مین رونے لگا وہان ملکہ دل آویز جادو نے تڑپ تڑپ کر دن کاٹا جب شام ہوئی تو شعلہ عذار
سے ارشاد کیا کہ میرا جی چاہتا ہی کہ آج قصر الماس نگار مین پھر صحبت رقص و سرود آراستہ ہو مگر
تخلیہ کے ساتھ کسی کا بلانا منظور نہین ہی۔ شعلہ عذار نے عرض کی کہ جیسا مزاج عالی مین آئے
اسی وقت ملکہ مع شعلہ عذار سوار ہوکے قصر الماس نگار مین آئین اور شعلہ عذار سے کہا کہ اس
گویے کو بھی بلوا لو کل کیا مزے سے وہ گاتا تھا شعلہ عذار بعد ختم محفل طیقور کو اپنے باغ مین
پہونچا گئی تھی اسوقت حسب الحکم ملکہ دل آویز جادو اپنے باغ کی طرف روانہ ہوئی اور جاکر طیقور
بادیہ گرد سے کہا کہ تمکو ہماری ملکہ نے یاد کیا ہی۔ طیقور نے کہا کہ بس ایک روز کی خاطر ہوگئی مین کچھ
گویا نہین ہون شعلہ عذار نے کہا کہ وہان کیون گویے بنکے چلے گئے یہ تو مین جانتی ہون کہ تم
گویے نہین۔ ملکہ شاہزادے ہو گر ملکہ تو اصلی راز سے بیخبر ہی ورنہ ملکہ تک رسائی ہونا بھی غیر ممکن
تھی طیقور نے کہا کہ مین تو ہرگز نجاتا مگر خیر تمھاری خاطر ہی اسلیے کہ ایسا نہو تمھاری ملکہ تم سے ناراض
ہو جاے یہ کہکر ساتھ شعلہ عذار کے طرف قصر الماس نگار کے روانہ ہوا دل مین کہتا تھا کہ اے
طیقور کل چارون کی چارون سے طرح ہمارے شاہزادے کو دیکھ رہی تھین ایسا نہو کہ مضمون
الٹ جاے تو مشکل ہو آپس کی رقابت سے بنتے ہوے کام کو بگاڑ دیگی یہ سوچتا ہوا قصر الماس نگار تک
پہونچا یہان ملکہ سر جھکاے متفکر تیوڑ چڑھاے ہوے بیٹھی تھی طیقور نے سلام کیا اور مودب سامنے
ملکہ کے بیٹھ گیا شعلہ عذار کھڑے ہوکر رومال ہلانے لگی اب سوا ان تینون آدمیون کے کوئی کنیز تک
نہین ہی زندان کی طرف کا دروازہ کھلا ہوا ہی ملکہ نے گانے کی فرمایش کی طیقور رنگ رخ سے دل کا
حال پہلے ہی سمجھ گیا تھا اسنے عاشقانہ اشعار دلکش سرون مین گانا شروع کردیے جس سے ملکہ کی
یہ حالت ہوئی کہ بیتاب ہو ہو کر دروازہ کی طرف سے اس میدان کو دیکھنے لگی جہان کل چارون
شاہزادے غنچہ کیے بیٹھے تھے اور ہمجنسون کی شرم نے اسکو اپنے ارادہ سے باز رکھا تھا۔ آج
اسی مصلحت سے اسنے تخلیہ کی صحبت آراستہ کی ہی۔ طیقور سمجھ گیا کہ یہ میرے شاہزادے کو دیکھ
رہی ہی یکایک نظر ملکہ کی شاہزادہ عادل کیوان شکوہ پر پڑی دیکھا کہ شاہزادہ تنہا بیٹھا رو رہا ہی
ملکہ سمجھی کہ شاید اسنے کل مجکو دیکھ لیا تھا اسیوجہ سے آج تنہا آیا ہی اور اپنے ہمراہیون کو نہین لایا ہی
اس سے رونا شاہزادۂ عادل کا دیکھا نہ گیا اسکی آنکھون سے بھی آنسو گرپڑے شعلہ عذار نے کہا
ہواری مزاج کیسا ہی اسوقت کے رونے سے طبیعت پریشان ہوتی ہی طیقور نے گانا موقوف کردیا
شعلہ عذار نے آنکھ کے اشارہ سے کہا کہ تم کسی بہانے اٹھ جاؤ طیقور پیشاب کے بہانے اٹھکر
دوسرے درجہ مین چلا گیا لیکن دل مین کہتا ہی کہ ہم سے در پردہ دیکھنا کہ اس راز پوشی کی کیسی رسوائی
ہوتی ہی یہان ملکہ نے تنہائی پاکر شعلہ عذار سے کہا کہ کیا کہون ؎ مرا سوزیست اندر دل اگر گویم
زبان سوزد + وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد + اے شعلہ عذار ذرا جھک کے دیکھو تو یہ
انسان ہی یا فرشتہ ہی یا جن ہی یا کوئی اور بلاے ارضی و سماوی ہی مین نے تو ایسا حسین اسوقت
تک نہ دیکھا تھا یوسف کی بہت تعریف سنتے چلے آتے ہین مگر مین تو یہ کہونگی ؎ ترا دیدہ و یوسف را
شنیدہ + شنیدہ کے بود مانند دیدہ + اصل یہ ہی کہ کل سے میری طبیعت اس شخص پر آئی ہوئی ہی
کل ہمچشمون کا مجمع تھا اسوجہ سے خاموشی اختیار کی مگر آج دن بھر مجھے خیال اسکا رہا کہ ایسا نہو کوئی ظلم

اس قیدی کی بابت آجانے لگے تو پھر میں اسے کہاں پاؤنگی خدا کا شکر ہے کہ اسوقت تک یہ صحیح بسالم موجود
ہے میں چاہتی ہوں کہ اسے زندان سے نکال لوں یہ باتیں سنجیدگی کی شعلہ عذار نے جو سنین کہا
ملکہ سنبھالو سنبھلو یہ کیا کہتی ہو ارے کوئی اپنے دشمن کو دل دیتا ہے اس زندان میں وہی لوگ قید کئے
جاتے ہیں جو عزیز طلسم کشا ہیں یا خود طلسم کشا ہیں عام لوگوں کے واسطے دوسرا زندان ہے یہ تو بالیقین طلسم کشا ہیں گرفتار ہو
گئے ہیں کہ طلسم کشا اور عزیزان طلسم کشا اس زندان میں مقید رہینگے مجھے اسی شخص پر طلسم کشا ہونے
کا گمان کیا بلکہ یقین ہے کہ کل جو چاروں شخص ایک جا بیٹھے تھے انمیں اسی کے چہرہ کی شان و شوکت
سب سے زیادہ معلوم ہوتی تھی اور طلسم کشا وہی ہوگا جو ہر طرح سب سے بہتر ہو میرا دل بولتا ہے کہ
طلسم کشا یہی شخص ہے شعلہ اسکے عشق سے ابتک آؤ ابھی تمنے اسکا کونسا جوہر دیکھا صورت کا چکنا ہوا تو
کس کام کا لیا نہو کہ عشق خانہ آبادی کے بدلے گھر برباد کردے ملکہ نے کہا پھر ہی کیوں نہو تو
جلد اسکو زندان سے اٹھالے اور اسی کی صورت کا کوئی اور شخص زندان میں ڈالدے کہ حاکم زندان
کو شک نہ گزرے شعلہ عذار نے کہا کہ مالک زندان کوئی معمولی ساحر نہیں ہے وہ نقلی تصویر کو ضرور
پہچان لیگا اسوقت سخت رسوائی ہوگی وہ اپنے الزام رفع کرنے کی غرض سے بادشاہ کو اس حال سے
مطلع کردیگا بادشاہ کا خیال سوا آپ کے اور کسی کی طرف نہیں جا سکتا اسلئے کہ زندان تک کسی
دوسرے کی رسائی کی کوئی راہ ہی نہیں ہے ملکہ نے فرمایا کہ اچھا بدہ شب کا حال کوئی جانتا ہے کہ تو اب
جاکر اسکے رونے کا سبب تو دریافت کر پھر صبح کے قریب اسکو اسی میدان میں چھوڑ دینا شعلہ عذار
جادو مجبور ہوئی مگر دل میں کہتی ہے کہ تو تو اپنے اوپر نفرین کر رہی تھی کہ اک شخص مسافر کو دیکھکر اُس پر تیری
طبیعت آگئی یہ تو شاہزادی ہیں اور دشمن پر جان دینے لگیں یہ سب علامتیں ادبار کی ہیں یہ خیال
کرتی ہوئی دروازے کے قریب آئی اور سحر سے ہاتھ بڑھا کر عادل کیوان شکوہ کو اوپر قصر کے
کھینچ لائی۔ شاہزادہ نے جو دفعتاً اپنے کو بالائے قصر پایا اور سامنے اک نازنین ماہ جبین آفت ہوش ربا
کو بیٹھے دیکھا محو جمال ہوگیا اُدھر شعلہ عذار نے بھی جو قریب سے عادل کیوان شکوہ کو دیکھا
دل میں قائل ہوئی کہ ملکہ کا عشق بجا ہے شعلہ عذار نے ملکہ کے ارشاد کے موافق پوچھا کہ آپکے
اسطرف آنے کا کیا سبب ہوا اور نام آپکا کیا ہے اور وجہ گریہ بیان کیجئے شاہزادہ عادل نے ارشاد
فرمایا کہ میں بقصد فتح طلسم آیا تھا اور دستیاب ہوئی فضل خدا سے تین مرحلے شکستہ کئے لیکن
گردش تقدیر نے مجھکو اسیر پنجۂ تقدیر کرادیا نام میرا عادل کیوان شکوہ ہے اور اسوقت میں اپنے ساتھیوں
کے فراق میں رو رہا تھا کہ کل تک سب یک جگہ بیٹھے تھے دل جلتا فراق میں تنہا صحرا میں گھبراتا پھرتا ہوں
یہ تو مشہور ہے کہ یہ دن بھی گزر ہی جائینگے مگر بقول شاعر ع دن تڑپنے میں کٹا اور رات زاری میں
کٹی ؛ عمر کٹنے کو کٹی پر کیا ہی خواری میں کٹی + کل جسوقت ہم چاروں آدمی یہاں سے پلٹ کر چلے
تو میں پیچھے رہگئے اور تین شاہزادوں کو اٹھالے گئے میں تنہا رہگیا یہ سنکر دل آویز جادو کے کان
کھڑے ہوئے شعلہ عذار بھی گھبرائی کہ انکو کون لیگیا دل آویز جادو نے شعلہ عذار کی طرف
مخاطب ہوکر پوچھا کہ تم کچھ سمجھیں یا نہیں شعلہ عذار نے عرض کی کہ قصور معاف سوا کل کے آنیوالوں
کے اور کون یہاں تک پہنچ سکتا تھا جو لیجاتا اے ملکہ یہ تو بڑا غضب ہوا ساری بدنامی ہمارے
تمہارے سر آئیگی ملکہ نے فرمایا کہ میں کیا جانتی تھی نہیں تو کیوں جانے دیتی اچھا اے شعلہ عذار [illegible]
شاہزادہ سے فرمایا کہ ابھی کون شخص یہاں گارہا تھا ملکہ نے ارشاد کیا کہ آپکا گانا سننے کو جی چاہتا ہے

فرمایا گانا تو مین بہت سُنتے ہوے ہون لیکن گانے والے کی صورت دیکھنا چاہتا ہون اسلیے کہ
مجھہ بہت بھاتی ہوئی آواز معلوم ہوتی ہی ملکہ نے شعلہ عذار سے فرمایا کہ طیفور کو بُلانے شعلہ عذار جاکے
بلا لائی تب جیسے ہی نظر عادل کیوان شکوہ پر طیفور کی پڑی سلام کیا اور آنکھہ کے اشارہ سے
منع کیا کہ حال میرا ظاہر نکرنا شاہزادہ خاموش ہو رہا شعلہ عذار نے کہا کہ یہ تازہ مہمان بھی تمھارے
گانے کے مشتاق ہین طیفور نے کہا کہ جو جانتا ہون سنا دونگا غرضکہ محفل رقص و غنا گرم ہوئی
ملکہ کبھی شاہزادہ کی صورت دیکھتی ہی کبھی انجام کو سوچتی ہی اور یہ شعر پڑھتی ہی ؎ تھا یہ قسمت مین
لکھا قاتل ترے شیدا بھی ہون ٭ ظلم بھی اُسکے اُٹھائین جان بھی دین رسوا بھی ہون ٭٭ اے دل
تجھکو کیا ہوا ہی ارے ایسا ناعاقبت اندیش تو کبھی تو نہ تھا کہ دشمن جان کو دوست سمجھنا اِدھر
یہ تجھکو کیا ہوا ہی اُدھر شاہزادہ ملکہ کی صورت دیکھتا ہی اور ٹھنڈی سانس بھرتا ہی کہ آنکھین جھلملانے
لگتی ہین دیر تک عالم محویت رہا جب گانا موقوف ہوا تو ملکہ نے کہا کہ اب مین آپکو آپ کے مسکن
پر پہنچائے دیتی ہون لیکن اسوقت کی صحبت کو فراموش نکر جایئے گا۔ یہ سنکر شاہزادہ عادل نے
ارشاد کیا کہ مین احسان فراموش نہین ہون ملکہ تو اتنا ہی کہکر خاموش ہو رہی تھی لیکن شعلہ عذار
جل کے بولی کہ کیون صاحب دنیا مین نیکی کا عوض نیکی ہی یا بدی۔ شاہزادے نے ارشاد کیا
کہ نیکون سے نیکی کا عوض نیکی ہی اور بدون سے بدی ہی شعلہ عذار نے کہا کہ آپ سے کیا امید
رکھون فرمایا جیسا تجھے سمجھتی ہو ویسی امید رکھو اگر نیک جانتی ہو نیکی کی امید رکھو بد جانتی ہو بدی کی امیدوار
ہو شعلہ عذار اس دندان شکن جواب کو سُنکے مان گئی لیکن جب شعلہ عذار نے شاہزادے کو
پہونچانے کا قصد کیا تو ملکہ دل آویز جادو نے منع کیا اور کہا کہ اے وزیرزادی جو کیا وہ کیا ڈرنا
کاہیکا ہمتو اسکے ساتھ نیکی کر دین جب اسکا وقت آئیگا تو اسے اختیار ہی کہ نیکی کرے یا بدی اور
اب بدنامی سے بچنا غیر ممکن ہی اور مین شاہزادے جو گم ہوے ہین آخر انکو کون لیگیا ہے
جسوقت یہ خبر بادشاہ کو پہونچیگی اُسوقت پہلے میرا ہی نام آئیگا پھر اب بدنامی کو ڈرنا بیکار ہے
شاہزادہ نے ارشاد فرمایا کہ اے ملکہ اگر تم مجھے دشمن سمجھتی تھین تو اپنے گھر بیکار بلایا اور اگر امید
نیکی رکھتی ہو رازداری بیکار ہی ملکہ نے اک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر کہا ؎ مرا سوزیست
اندر دل اگر گویم زبان سوزد ٭ وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد ٭ میرا حال ناگفتنی ہی خود
کہتے ہوے شرماتی ہون مگر بے کہے بھی نہین بنتی اے طلسم کشا مین دختر بداختر بادشاہ طلسم کی
ہون نام میرا دل آویز جادو ہی مین تمام طلسم مین ایسی عفیفہ مشہور ہون کہ لوگ مثال دیتے ہین
اور میرے باپ کو مجھپر ایسا اعتماد ہی کہ اُسنے اس زندان کا ایک محافظ مجھکو بھی قرار دیا تھا لیکن
مجھہ ننگ خاندان سے وہ امر ظہور مین آیا جسکی امید کسی کو نہ تھی یعنی تیرے جمال بیمثال کو دیکھکر
رسوائی کو ناموری بیعزتی کو عزت خیانت کو امانت تصور کرلیا اور جان و آبرو سے ہاتھ دھوکر
تجھے اپنا ہمنشین بنایا یہ مین خوب جانتی ہون کہ تمھارے ہاتھون میرے گھر کی بربادی ہونے والی
ہی تم طلسم کشا ہو اور باپ میرا بادشاہ طلسم ہی لیکن اس دل نے وہ کی جو دشمن بھی نہ کریگا
کہ تمھارا مطیع بنایا شاہزادہ نے ارشاد فرمایا کہ اے ملکہ مین تمھارا دشمن ہون نہ تمھارے
باپ کا دشمن ہون مین تو اکوان تاجدار کی گرفتاری کے واسطے آیا تھا تمھارا باپ خود ہی میری
دشمنی پر آمادہ ہوگیا تمھین درمیان ہوکر صلح کرا دو مجھے اُسکے ملک و مال سے کوئی کام نہین ہے

وہ میری دشمنی سے دست بردار ہو میں اُس سے تعرض نکرونگا اب مین یہ بھی نہین کہتا کہ وہ اکوان تاجدار
کو گرفتار کرکے میرے حوالے کردے لیکن اسقدر کرے کہ اپنے طلسم سے نکالدے پھر اکوان جہان
بھاگ کے جائیگا مین اُس سے سمجھ لونگا اور اگر چاہو کہ مین اکوان تاجدار کی دشمنی سے دست بردار
ہوجاؤن تو یہ غیر ممکن ہی اسلیے کہ اس ملعون نے میرے خاندان کو تباہ کردیا بیابان نطاق گورستان
بنگیا ہزارہا رفیق سیکڑون عزیز مارے گئے جبتک مین اُنکے خون کا قصاص اکوان ملعون سے
نہ لونگا مجکو قرار نہ آئیگا اے ملکہ نجمین الغاف سے کہو کہ اگر کوئی شخص تمھارے کسی ایک عزیز
کو بھی قتل کرڈالے تو تم اُسکی دشمنی سے دست بردار ہوگی اکوان نے تو میرے خاندان کا
خاتمہ کردیا ہی بھلا مین اُسکی عداوت سے کسطرح دست بردار ہون یہ سُنکر ملکہ نے کہا کہ یہ سب باتین
آپکی بجا ہین اور یقین ہی کہ بادشاہ بھی ان باتون سے معقول ہو کر آپ سے صلح کرے مین ضرور
دہری صلح ہونگی آگے قسمت اگر اس طلسم کی بربادی مقدر ہو چکی ہی تو کسیکا زور نہین چل سکتا
ورنہ ظاہر مین آپکی ایسی باتین جتنی ہین منصف مزاج اور صلح پسند آدمی شوق سے قبول کریگا لیکن
یہ تو بتلایئے کہ امر اور روشنضمیر بادشاہ سابق کو کیا جواب دیجیے گا فرمایا کہ مین نے بہت سے
طلسم فتح کیے ہین خصوصاً طلسم ابلق کہ علاوہ مفتوحہ ملک ہونے کے وارث بھی اُسکا سوا میرے
کوئی نہین ہی مین اسرار روشنضمیر کو اُس طلسم کا بادشاہ کردونگا وہ طلسم تمھارے طلسم سے بڑا ہے
یا اور جس مقام کو اسرار روشنضمیر پسند کریگا وہانکا فرمانروا اُسکو بنادونگا یہ میرے اختیار کی بات ہی
یہ سُنکر ملکہ نے شعلہ عذار جادو سے کہا کہ اے وزیرزادی طلسم کشا کی باتین لاجواب ہین وجہ
یہ کہتے ہین کوئی مانے یا نہ مانے مین حق پسند ہون میری طبیعت ضرور قبول کرتی ہی شعلہ عذار جادو
نے کہا کہ کوئی تو سبب ہی جو بادشاہ طلسم منظور نہین کرتا ہی ورنہ جب تمہید انکی سامنے بادشاہ کے
ہو بھی ہوگی کیا ملعون نے کوئی بات صلح پسندی کی اُٹھا رکھی ہوگی پھر بادشاہ کو عاقبت اندیشی
نہوگی یہ تو مشہور ہی کہ جنگ دو سر دارد انجام مین کیا معلوم کس کی فتح ہو اور کسکی شکست ہو
یہ سوچ کر بڑے بڑے بادشاہ جنگ سے صلح کو بہتر سمجھتے ہین عادل کیوان شکوہ نے ارشاد فرمایا
کہ جب ادبار آتا ہی تو انسان کو اُلٹی سوجھتی ہی عقل پر پردے پڑجاتے ہین واقع مین جب مین ملک
معلق سامنے ضحاک مارگزیدہ کے پہونچا تھا اور سرخم جادو سے مجھے گفتگو ہوئی تھی تو یہ سب
باتین مین نے کہی تھین لیکن برہم جادو نے منظور نکیا اور کہا کہ یہ نہین ہوسکتا کہ جو ہمارے دامن مین
آکے چھپا ہی اُسے ہم تمھارے حوالے کردین لہذا اے ملکہ یہ مجھ سے سن رکھو کہ اگر باپ تمھارا
راہ راست پر آیا تو جو وعدہ مین تم سے کرچکا ہون اسکے وفا کرنے مین مجھے کوئی عذر وانکار نہوگا
اور اگر ضحاک مارگزیدہ نے بل کی لی تو قسم ہی اُس پیدا کرنے والے کی کہ جسکے قبضہ قدرت مین میری
جان ہی نہ تمھارا خیال کرونگا نہ کسی کی سفارش مانونگا ضحاک شاہ کو ضرور زک دونگا بلکہ مثل
اکوان تاجدار کے جہان یہ بھاگ کے جائیگا وہین پہونچ کے مارونگا اگر تم اپنے باپ کو چاہتی ہو
تو اُسے سمجھا بجھا کے اس بات پر آمادہ کرو کہ وہ دوستی اکوان تاجدار مین اپنے گھر کی بربادی کا آپ
باعث نہو اور اب ایک بات یہ مجھے بتاؤ کہ میرے ہمراہیون کو کون لیگیا ہی ملکہ نے کہا کہ تم پریشان نہو
اُنکو کوئی دشمن نہین لیگیا ہی بلکہ یون سمجھ لو کہ جسطرح اسوقت تم میرے مہمان ہو اسیطرح کسی مقام پر
وہ بھی بیٹھے ہونگے اور اُنکے گم ہونے کی بدنامی بھی میرے ہی سر آئیگی شاہزادہ نے فرمایا کہ آخر وہ

وہ کون ہیں جو مجھ سے اسکے میزبان ہیں ملکہ نے کہا کہ اب یہ راز یوں ہی پوشیدہ رہنے دو - دو ہی ایک روز میں
تم پر بھی ظاہر ہو جائیگا ہاے ایسی بھی میرے خاندان کی رسوائی کبھی ہوئی تھی بقول شخصے آوے کا آوا
بگڑ گیا میں کسکو کیا کہوں جب خود ہی بُری ہوں - شاہزادہ خاموش ہو رہا - ملکہ نے شعلہ عذار
جادو سے ارشاد کیا کہ اب صبح قریب ہے شاہزادے کے واسطے خوابگاہ کی تیاری کر دو میں بھی جاتی ہوں
کچھ دیر آرام لیکر خدمت میں والدہ ماجدہ کے جاؤنگی اور انکو سمجھاؤنگی اگر مان لیا فہو المراد ورنہ دیکھا جائیگا
یہ سنکر شعلہ عذار نے عرض کی کہ آپ کی خوابگاہ تیار ہے نئی خوابگاہ کی کیا ضرورت ہے آپ تو محل میں
تشریف لیجا کر آرام کرینگی ملکہ نے اٹھنے کا قصد کیا تھا کہ شاہزادہ نے دوپٹہ کا آنچل پکڑ لیا اور فرمایا
کہ کیا خوب سے طاقت مہمان نداشت خانہ بمہمان گذاشت - اگر ایسا ہی تمکو اپنے گھر جا کے سونا ہے
تو ہمارے پڑے رہنے کو بھی وہ زندان کافی ہے جہاں ہم قید کیے گئے ہیں بلکہ بہتر یہی ہے کہ یہ راز ابھی فاش
ہو ملکہ نے کسیطرح نہ مانا اور کہا کہ میں معقول پسند ہوں آج جا کر اپنے باپ کو سمجھاؤنگی اگر اُسنے التماس
میری قبول کی فہو المراد ورنہ پھر تمہارا ساتھ دینے کو میں موجود ہوں یہ کہکر ملکہ اٹھ کھڑی ہوئی اور شعلہ عذار
سے عرض کی کہ تو شاہزادہ کی خدمت میں حاضر رہنا تاکہ کسیطرح کی تکلیف شاہزادے کو نہو یہ کہکر ملکہ
تو چلی گئی اور شعلہ عذار کچھ دیر حاضر رہی - شاہزادہ نے شعلہ عذار سے قلمدوات طلب کیا شعلہ عذار نے
سامان تحریر حاضر کیا - عادل کیوان شکوہ نے ایک پرچہ تحریر کیا مضمون یہ تھا کہ اے طیفور تو جا کر
اب میں شاہزادی کا مہمان ہوں لیکن تم مجھے ہر وقت اپنے پاس موجود جانو ابھی اس راز کو فاش نکرنا
جسوقت بادشاہ طلسم کی جانب سے پرسش ہوگی میں اُسیوقت تمہارے پاس چلا آؤنگا اطمینان رکھو
اس مضمون کا رقعہ تحریر کرکے دروازہ سے زندان کی طرف پھینک دیا اور آپ آرام فرمایا شعلہ عذار
دوسرے درجہ میں جا کے سو رہی طیفور نے جب دیکھا کہ شعلہ عذار سو رہی ہے تو یہ اپنے آقا کے سامنے اس
کی خدمت میں حاضر ہوا پاؤں دابنے لگا شاہزادہ جاگ رہا تھا آنکھ کھولی طیفور کو دیکھا پوچھا کہ تو
یہانتک کسطرح پہونچ گیا - طیفور نے عرض کی کہ اے شہریار میں اک لوح پر نشان دیکھکر لشکر سے
نکلا تھا الحمد للہ کہ یہانتک تو پہونچا اب دیکھیے جس ارادہ سے آیا ہوں اسمیں بھی کامیابی نصیب ہوتی
ہے یا نہیں فرمایا خدا پر شاکر ہو اور تدبیر سے غافل نہو طیفور نے عرض کی کہ اے آقاے نامدار آپکا
رہا کر لینا ہر وقت میرے امکان میں ہے اگر حکم دیجیے تو اسیوقت آپکو اپنے لشکر میں پہونچا دوں فرمایا
کہ کسطرح طیفور نے عرض کی کہ جس راستے سے میں یہانتک پہونچا ہوں - عادل کیوان شکوہ نے
ارشاد کیا کہ اے طیفور میں اگر یہاں سے چلا بھی جاؤنگا تو بغیر لوح کے کیا کر سکتا ہوں - علاوہ اسکے
ملکہ کیا کہیگی اور مالک زندان جو میرا مطیع ہو چکا ہے اسپر عتاب آئیگا اب میرا یہاں سے جانا مناسب وقت
نہیں ہے اگر ممکن ہو تو تو فکر لوح میں جا - عرض کی کہ یہاں کا کوئی نتیجہ معلوم ہولے اُسوقت دیکھا جائیگا
انھیں باتوں میں تھوڑا سا وقت رات کا باقی تھا وہ بھی تمام ہو گیا صبح کو ملکہ سواری منگا کر خدمت میں
اپنے باپ کے روانہ ہوئی لیکن اول

کچھ حال سکندر رستم خور و رفیع البخت و سہراب ثانی کا سنیے

کہ انکو نیچے پہونچا کے گئے تھے جسوقت آنکھ ان شاہزادوں کی کھلی تو اپنے کو ایک ہی مقام پر پایا اور تینوں
شاہزادوں کو موجود دیکھا سکندر رستم نے دوڑ کر ہاتھ ملکہ لعلبان گہر زندان کا پکڑ لیا اور کہا کہ اے جان جہان

کیا تمھیں ہمکو اٹھا لائی ہو ملعلان گہر دندان شرما کے عرق عرق ہو گئی قمر اندام نے قہقہہ لگایا اور کہا
سے دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر + از روے کینہ کینہ واز روے مہر مہر + بیشک یہی انکو اٹھا کے
لائی ہیں۔ کہتی جاتی تھی اور انکھیوں سے شاہزادہ رفیع النجت کی طرف دیکھتی جاتی تھی رفیع النجت
نے قمر اندام کا دامن پکڑ کر کھینچا اور کہا کہ تم ادھر ہٹو دوسروں پر کیا ہنستی ہو مجھے تم اٹھا کے لائی ہو
قمر اندام شرما کے بیٹھ گئی۔ مہر آپ ثانی نے نجم تاب جادو سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے تمکو شرم بہت ہے کیا کہ
ان سب سے چھوٹی ہو اس وجہ سے خاموشی اختیار کی ہے چلو تم مجھے نہیں لائی ہو میں آپ چلا آیا ہوں
مگر اب مہمان کی دلجوئی مجھپر فرض ہے یہ کہکر نجم تاب کا ہاتھ پکڑ لیا اور پاس اپنے بٹھا لیا اسوقت
ملکہ ملعلان گہر دندان نے کہا کہ بس اب الگ ہٹ کے بیٹھو کیا تمھارے یہاں یہی ہوتا ہے کہ جو شخص
اپنے ساتھ نیکی کرے اسکی عزت کے درپے ہو جاتے ہیں ہم تینوں بہنوں کو تم لوگوں کی جدائی پر رحم آیا
باہم یہ صلاح کی کہ تمکو زندان سے نکال کے بیرون طلسم پھنکوا دیں کہ جان تمھاری بچ جاے مگر تم لوگ
ہماری رسوائی کے درپے ہوے معلوم ہوتے ہو اگر پکڑ لیے گئے تو پھر وہی زندان ہوگا اور کرینگے
ہم سب بادشاہ طلسم کے عزیز قریب ہیں یہ سنکر سکندر رستم فو نے کہا کہ معشوقوں کے ہاتھ سے
سبھی ایذا اٹھاتے ہیں کیا جفا حق سمجھتے ہیں اگر تم پھر جفا کروگی تو کیا نئی بات کروگی قمر اندام بولی
کہ ان باتوں سے تو کچھ حاصل نہیں اب جو کچھ کیا ہے تمنے سمجھتو یہ کوئی دل لگی کی بات نہیں ہے کہ بادشاہ
کے قیدیوں کو اسکی خبر کی نگرانی سے نکال دے ہیں۔ بات عجب نہیں سکتی ہم ان قیدیوں
وہیں پھنکوا دیا ہے اپنے گھر بلوایا انھیں کے ساتھ حدود حکومت سے شہنشاہ کے نکل چلو
ورنہ تھوڑے ہی عرصہ میں غضب ہوا چاہتا ہے کہ موت وہاں دونوں پر بن جائیگی ملعلان گہر دندان
نے کہا کہ واہ بہن یہ ہمارے کون ہیں جنکے واسطے ہم گھر بار عزیز و اقارب کو چھوڑ دیں اگر خیال کرو
تو انسے بڑھ کے کوئی دشمن نہوگا جو ہمارے گھر کے برباد کرنے کو آے تھے قسمت سے مبتلاے
بلا ہوے تھے جب یہ چھوٹینگے پھر ہمارے تباہ کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرینگے یہ سنکر سکندر
رستم فو اور رفیع النجت نے کہا کہ بیشک ہم سب بقصد فتح طلسم آے تھے مگر معلوم ہوا کہ
ہماری قسمت میں فتح طلسم نہیں ہے وہ جو تھا قید ہی ہے جسے تم سب نے چھوڑا دیا اب تم
نہ کوئی خوف کرو لیکن اتنا ہم تمسے وعدہ کرتے ہیں کہ تمھارا جو مرتبہ تھا اسمیں کمی نہوگی طلسم میں
جن جن مقامات پر تمھارا قبضہ تھا وہ اسی طرح بعد فتح طلسم بھی باقی رہیگا اسلیے کہ طلسم کشا ہمارا
عزیز ہے یہ سنکر ان شاہزادیوں نے کہا کہ اب یہاں سے ایسے مقام پر چلنا چاہیے جہاں
بادشاہ طلسم کا دسترس نہو ورنہ یہ لوگ بھی اسیر بلا ہونگے اور انکے ساتھ ہمپر بھی آفتیں نازل ہونگی
یہ مشورہ کرکے تینوں شاہزادیاں مع ان شاہزادوں کے جانب بیابان چہار منارہ روانہ ہوئیں
چونکہ ان شاہزادوں نے ابر سحر میں پوشیدہ ہوکر جانا پسند نہ کیا تھا اسوجہ سے شاہزادیاں
تو ایک ایک طاؤس سحر پر سوار تھیں اور انکے واسطے مرکب طلسمی منگوا دیے تھے یا ہوا پر
یہ شاہزادیاں چلی جاتی ہیں اور پرے دیے دین یہ تینوں شاہزادے مرکبوں کو جولان کیے چلے
جاتے تھے آن واحد میں قریب بیابان چہار منارہ کے پہونچ گئے یہ بیابان سرحد طلسم سے علیحدہ
ہے درمیان بیابان اور طلسم کے دریاے ارغوان حائل ہے جب انھوں نے اسکے پار جانا چاہا
تو ارغوان جادو نے روکا اور کہا کہ آج تک بادشاہ طلسم نے اس بیابان پر دست اندازی نہیں

کی ہو اگر آپ لوگ بادشاہ طلسم کی طرف سے بیابان پر قبضہ کرنے آئے ہیں تو جبتک میرے دم میں
دم ہو میں نہ جانے دونگا اور اگر طلسم سے نکل جانا چاہتے ہیں تو یہ ممکن ہو کہ میں آپ کو نکالدوں طلسم
یہاں سے نکال دون سکندر رستم نے غصہ میں بگڑ کے تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالنے کا قصد کیا تھا کہ رفیع البخت
نے منع کیا اور سمجھایا کہ دوست کو دشمن بنانے سے کیا فائدہ ہو اور ارغوان جادو سے فرمایا کہ ہم لوگ
طلسم کشا کے عزیز ہیں طلسم میں پھنس گئے تھے اب کسی صورت سے رہا ہوگئے ہیں تو حدود طلسم
میں رہنا پسند نہیں کرتے اسوجہ سے ہمارا قصد یہ ہو کہ بیرون طلسم سکونت اختیار کریں ارغوان
جادو رفیق ہو اسرار روشنفر کا اور اسکو اسرار روشنفر کی زبانی معلوم ہوچکا ہو کہ طلسم کشا سبب انکی
رہائی کا باعث ہوا ہو پس ارغوان جادو نے عرض کی کہ اگر آپ عزیزان طلسم کشا میں سے ہیں تو میرا گھر
بھی آپ کا کفش خانہ ہو چلیے یہاں قیام فرمائیے چلیے دوسرے مقام پر قیام پذیر ہوجیے
ہو سکندر رستم نے کہا کہ ہم تو کہہ چکے کہ ہمیں دریا کے اُس پار جانا منظور ہو ارغوان جادو نے ایک ترنج سحر
دریائے ارغوان میں پھینکا بمجرد ترنج پھینکنے کے پانی دریا کا مثل برف کے جم گیا یہ تینوں شاہزادے
گھوڑے دوڑاتے ہوئے اُس پار چلے گئے شاہزادیاں بالائے ہوا سے طاؤس سحر اڑاتی ہوئی
اس پار پہونچ گئیں جسوقت سرحد طلسم سے گزر کر بیابان چہار منارہ میں پہونچے تو سب یکجا ہوئے
یہ بیابان عجائبات عالم میں سے ہو حکیم اسقلینوس ثالث نے اسکو تیار کیا ہو حدود اس بیابان کے
وہی چاروں منار ہیں سولہ کوس کا یہ میدان ہو چار جانب چار منار بلند ہیں وسط صحرا میں ایک قلعہ ہے
پھاٹک قلعہ کا بند ہو اسوقت تک کسی کو معلوم نہیں کہ اندر اس قلعہ کے کیا ہو جب کوئی شخص قریب
قلعہ کے جانے کا قصد کرتا ہو تو دروازہ قلعہ کا کھل جاتا ہو اور اک سر برابر دیو کے نمودار ہوتا ہے
اور آواز دیتا ہو کہ خبردار ادھر آنے کا قصد نہ کرنا کہ یہاں مال وخزانہ نہیں ہو اُس سر کو دیکھ کر ایسی ہیبت
طاری ہوتی ہو کہ ساحر وغیر ساحر کوئی آگے جانے کا قصد نہیں کرتا ہو اور شب کے وقت خود بخود قلعہ میں
روشنی ہوتی ہو اور آوازیں لوگوں کی باتیں کرنے کی کان میں آیا کرتی ہیں جسوقت یہ شاہزادے اور
شاہزادیاں ایکجا جمع ہوئے تو لعلان گوہر دندان نے کہا کہ طلسم سے تو نکل آئے لیکن یہ مقام نہایت
خطرناک ہو اسلیے کہ کبھی کوئی شخص اِس قلعہ میں گیا نہیں ہو لہذا ایک قلعہ سحر کا تیار کرلیں اسمیں سکونت
اختیار کریں سکندر رستم نے کہا کہ کوئی گیا نہو ہم تو ضرور جائینگے۔ بڑے بودے تھے وہ لوگ جو
یہانتک آئے اور اندر کا قلعہ کے حال نہ دریافت کیا ہر چند ان سب شاہزادیوں نے منع کیا لیکن
سکندر نے نہ مانا اور قلعہ کی طرف چلا۔ رفیع البخت اور سہراب بھی چلے جسوقت سامنے دروازہ قلعہ
کے پہونچے تو دیکھا کہ دروازہ کھلا اور وہی سر مہیب نمودار ہوا اور پکارا کہ اے عزیزان طلسم کشا
آؤ کہ یہ قلعہ تمہارے ہی واسطے حکیم نے تیار کیا تھا اور سب سامان یہاں تمہارے واسطے موجود ہو
لیکن مالک اس قلعہ کا طلسم کشا ہو پس سکندر رستم اور رفیع البخت وسہراب داخل قلعہ ہوئے
اور شاہزادیوں کو بھی اندر بلالیا دیکھا کہ قلعہ نہایت آراستہ ہو سب سامان راحت برسوں کیواسطے
جو کفایت کرسکے موجود ہو فوج جسقدر ہو وہ ہر وقت مسلح رہتی ہو لیکن فوجی آدمی تصویریں ہفت جوش
کی ہیں پیشانیوں پر انکے اسماء متبرک کندہ ہیں کہ اگر ساحر سحر کرے تو تاثیر نہو قلعہ پر بھی جابجا طلسم
کندہ کیے ہوئے نصب ہیں اور قاعدہ فوج کے لڑانے کا اک سنگ سپید پر کندہ لکھا ہوا ہو اور یہ
تحریر ہو کہ فلاں زمانے میں اولاد صاحبقران سے تین شاہزادے پہلے پہنچینگے اور ایک شاہزادہ جو

فاتح طلسم اسرار باطنی ہوگا مع اپنے عیار کے تشریف لائیگا اُسوقت دروازہ اس قلعہ کا وا ہوگا اور حبیب
کا نکلنا موقوف ہو جائیگا اور اسکے قبل جو ساحر یا غیر ساحر اسطرف آنیکا قصد کریگا وہ لقمۂ دہان بلا ہوجائیگا
یہ عبارت پڑھکر یہ شاہزادے مکانات کی طرف متوجہ ہوئے دیکھا کہ پانچ محل بنے ہوئے ہیں اور
ہر ایک پر نام اسکے ساکن کا تحریر ہے چنانچہ ایک پر سکندر کا نام تحریر تھا اور ایک پر رفیع البخت کا
نام لکھا ہوا تھا اور ایک پر سہراب ثانی کا اسم گرامی منقش تھا ایک پر طیفور بادیہ گرد اور ایک پر
عادل کیوان شکوہ لکھا ہوا تھا لیکن جس پر عادل کا نام تحریر تھا وہ مکان بیچ میں اور سب سے بڑا
تھا اور جس پر طیفور کا نام تھا وہ سب سے چھوٹا تھا اور متصل محل عادل کیوان شکوہ تھا یہ دیکھکر سکندر
اپنے محل میں اور رفیع البخت اپنے مکان میں سہراب اپنے گھر میں داخل ہوئے ہر ایک نے مکان
کو آراستہ سامان راحت کو مہیا دیکھا اور ایک ایک گنج زر سرخ کا ہر ایک مکان میں واسطے
اخراجات ضروری کے موجود تھا اور اندر ہی اندر سب مکانوں کا سلسلہ ملا ہوا تھا یہ شاہزادے
نہایت خوش ہوئے اور جائے قیام اپنا اس قلعہ کو قرار دیا اب انکو قلعہ میں چھوڑ کر

چند کلمے داستان مصیبت نشان ملکہ دل آویز جادو کے بیان کیے جاتے ہیں

یہ تو بیان ہی ہوچکا ہے کہ عادل کیوان شکوہ ملکہ کے قصر الماس نگار میں مہمان ہیں شعلہ عذار جادو
وزیرزادی خدمت کے واسطے موجود ہے کنیزوں تک سے یہ راز پوشیدہ کیا گیا ہے طیفور بادیہ گرد عیار
کو شاہزادہ نے فکر لوح میں جانے سے روکا ہے کہ کوئی جواب ملکہ کی طرف سے معلوم ہولے تو جاتا کہ
یونہیں صلح ہو جانے تو کشت و خون کرنے سے کیا حاصل لیکن ابھی شعلہ عذار پر یہ بات ظاہر نہیں
ہونے پائی ہے کہ طیفور طلسم کشا کا عیار ہے مہمان نواز جادو کو یہ رنج عادل کیوان شکوہ کا لگا ہے کہ اُسے یہ
معلوم ہوچکا ہے کہ شاہزادہ ملکہ کے قصر میں موجود ہے لیکن یہ ڈر رہی ہے کہ ایسا نہو یہ راز فاش ہو جائے
تو غضب ہو جائیگا دیکھیے خدا کیا دکھاتا ہے وہاں بادشاہ طلسم ضحاک مار گزیدہ جادو تخت حکومت
پر بیٹھا ہے اراکین دولت حاضر ہیں مشورہ قتل طلسم کشا کا ہو رہا ہے چہار چشم جادو وزیر کہہ رہا ہے کہ
ملکہ میرم جادو میدان خونی کی تیاری میں مصروف ہیں آٹھ دس روز گزر چکے ہیں سامری و جمشید کی
مدد سے مہینہ بھر اور خیریت سے گزر جائے پھر کسکی طاقت ہے کہ طلسم کشا کو رہا کر لیجائیگا دم بھر میں تو
اُسکی قسمت کا فیصلہ ایک ضرب شمشیر سے ہو جائیگا جن لوگوں نے سر اٹھا رکھا ہے انکو بھاگتے رستہ
نہ ملیگا اور طلسم کشا کا رہا ہونا غیر ممکن ہے اسلیے کہ تین راستے زندان کے جو وہاں طلسم بند کیے گئے ہیں
جو کسی کے کھولے کھل نہیں سکتے اور ایک رستہ محل شاہی کی طرف سے ہے اسطرف سے بھی
پرندہ پر نہیں مار سکتا ہنوز یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ ملکہ دل آویز جادو پہونچی باپ کو سلام کیا ضحاک نے
سر دختر کا سینے سے لگایا دست شفقت پشت پر پھیرا اور کہا کہ اے نور دیدہ اسوقت کس ضرورت سے
آنا ہوا زیادہ اس لائق نہیں ہے کہ تم محل سے قدم باہر نکالو دل آویز جادو نے عرض کی کہ ایسی ضرورت
تھی جسنے مجھے یہاں آنے پر مجبور کیا ضحاک شاہ نے کہا کہ بیان کرو چونکہ اسوقت دربار معمور تھا
ملکہ نے عرض کی کہ تخلیہ کی امیدوار ہوں حسب الحکم ضحاک شاہ تخلیہ ہو گیا اب خاص خاص عزیزان بادشاہ
مثل دمراک جادو اور آختر جادو کے رہگئے یا وزیر خوش تدبیر اسکے یعنے چہار چشم جادو بس ملکہ نے
عرض کی کہ آپ بزرگ ہیں میں خورد ہوں ایک بات میرے ذہن میں آئی ہے گستاخی معاف ہو تو عرض کروں

ضحاک مارگزیدہ نے کہا بیان کیون نہین کرتی ہو ملکہ نے عرض کی کہ مین ہمیشہ سے اکابر طلسم کی زبانی
یہ بات سنتی آئی ہون کہ فلان زمانے مین طلسم کشا آئیگا اور طلسم اُسکے ہاتھ سے برباد ہو جائیگا وہ زمانہ
یہی ہے لہذا بادشاہ طلسم کو چاہیے کہ طلسم کشا سے صلح کرلے ورنہ گھر بار مال و دولت جان و آبرو کوئی چیز
نہ بچیگی لہذا آپ خلاف احکام بانیان طلسم کیون کرتے ہین یہ سنکر ضحاک ہنسا اور کہا کہ تو ابھی
لڑکی ہے ان باتون کو نہین سمجھ سکتی خیر مین سمجھائے دیتا ہون مین در اصل بادشاہ طلسم نہین ہون
اُس زمانے مین تو کمسن تھی بلکہ بچہ تھی جبکہ بادشاہ اصلی اس تخت پر رونق افروز تھا مین اُسکا
سالار لشکر تھا مین نے اپنے حسن تدبیر سے بادشاہ کو قید کرلیا اور آپ تخت نشین ہو گیا لہذا جو کچھ
احکام بانیان طلسم کے ہین وہ بادشاہ اصلی کی نسبت ہین میری نسبت نہین ہین یہی وجہ کہ دل میرا
مضبوط ہے کہ طلسم کشا میرا کچھ نہین بنا سکتا ہے ملکہ نے کہا کہ بانیان طلسم آیندہ کے تمام حالات
پیشتر سے تحریر کر گئے کیا یہ انکو نہ معلوم تھا کہ بادشاہ اصلی اس زمانے مین معزول ہوگا مین تو کہتی
ہون کہ وہ ضرور جانتے تھے پھر جو احکام اس زمانے کے واسطے بادشاہ کے متعلق وہ لکھ گئے ہین
اُسکی پابندی آپ ہی کو چاہیے جو تخت پر ہو وہی بادشاہ ہے ضحاک مارگزیدہ کی عقل پر ایسے پردے
پڑے ہوئے تھے کہ اُسنے دختر کی باتون پر اعتنا نہ کی اور کہا کہ امور سلطنت مین تمکو دخل دینا
مناسب نہین ہے اسلیے کہ تم عورت ہو عورتین ناقص العقل ہوتی ہین یہ سنکر ملکہ نے بہت تاؤ پیچ دکھایا
اور پھر کہا کہ اچھا اگر طلسم کشا سے صلح کر لیجیے تو آپکا کیا نقصان ہے ضحاک شاہ ان باتون پر مشکوک
ہوا کہ یہ اس معاملہ مین اسقدر کیون ساعی ہے ملکہ کی طرف بنظر قہر و غضب دیکھا اور کہا کہ معلوم ہوتا
ہے طلسم کشا سے تو نے کچھ باتین کی ہین یہ سنکر ملکہ نے کہا کہ بیشک مین نے طلسم سے کہلا بھیجا
تھا کہ اگر تم ہماری آزار رسانی سے دست بردار ہو جاؤ تو ہم تمکو رہا کرا دین اُسنے دو شرطین پیش
کین اول یہ کہ بادشاہ طلسم میرے مجرم کو میرے سپرد کر دے اور اگر میرے سپرد نکرے تو اپنے
طلسم سے نکال دے مین اکوان تاجدار سے سمجھ لونگا - دوسرے یہ کہ جو عزیز اسیر اور شنظمیر
کے قید مین ہین اُنکو رہا کر دے - یہ سنکر ضحاک شاہ ہنسا اور کہا کہ کیا مجھے مجبوری ہے جو مین ان
شرطون کو قبول کرکے اپنے سر بدنامی مول لون اور اپنے ایک رفیق قدیم کو اپنی حدود حکومت
سے باہر کرا دون لوح میرے قبضہ مین طلسم کشا میرے اختیار مین مہینہ بھر اور گزر جانے
اسکے بعد طلسم کشا بیابان مخفی کی زمین پر آلودہ خاک و خون پڑا ہوگا لاش کو اُسکی زاغ و عقاب
کھاتے ہونگے یہ سنکر ملکہ نہایت کبیدہ خاطر ہوکر اُٹھی اور چلتے وقت باپ کو سلام بھی نہین
کیا سیدھی محل مین چلی آئی اور وہان سے خدمت مین شاہزادہ عادل کے حاضر ہوئی تو آنکھون
سے اشک جاری تھے بال پریشان منھ پر ہوائیان اُڑی ہوئی ڈری ڈری صورت شاہزادے
نے فرمایا کہ کیون ملکہ اسقدر پریشان کیون ہو ملکہ نے فرمایا کہ تم سچ کہتے تھے عقل پر اُسکے پردے
پڑ گئے ہین ہر چند مین نے اپنے باپ کو سمجھایا مگر اُسنے نہ مانا بلکہ مجھپر غصہ کیا کہ تو اس معاملہ مین
دخل دیتی ہے لہذا اے طلسم کشا اب تمکو اختیار ہے کہ جسطرح چاہو اپنے دشمن سے پیش آؤ مین
شکایت نکرونگی بلکہ حتی الامکان تمہارا ساتھ دونگی کہ تم حق پر ہو یہ کہکر اُسنے شعلہ عذار سے
صندوقچہ اپنا طلب کیا شعلہ عذار نے صندوقچہ حاضر کیا ملکہ نے صندوقچہ کھولکر ایک ہیکل
نکالکر خود پہنی اور ایک انگشتر بطور اپنی نشانی کے شاہزادے کو دی اور عرض کی کہ تاثیر اس انگشتر

کی یہ ہی کہ سحر آپ پر تاثیر نہ کریگا یہ ہیکل اور انگشتر تحائف طلسمی سے ہین اور شعلہ عذار سے کہا
کہ جاکر تو بھی اپنی محافظت کا انتظام کر ورنہ ہم سب کی گرفتاری کا وقت قریب سمجھ لے بادشاہ تجھسے بدظن
ہوگیا ہی جسوقت اسنے کتاب احکام سامری کو دیکھ لیا اُسی وقت راز فاش ہوگیا اور سب مبتلاے بلا
ہوے بعد اسکے عادل کیوان شکوہ سے کہا کہ اب آپ جہان کہیے مین آپ کو پہونچا دون کہ آپ
میری وجہ سے مبتلاے بلا ہوون۔ عادل کیوان شکوہ نے فرمایا کہ اے ملکہ گھبراؤ نہ خدا کو یاد کرو۔ یہ
کیونکر ہو سکتا ہی کہ تم تو میری وجہ سے گرفتار بلا ہو اور مین تمھین چھوڑ کر چلا جاؤن بہتر یہ ہی کہ ہم تم
ہر حالت مین ساتھ ہی ہون ؎ آرزو یہ ہی کہ نکلے دم تمھارے سامنے + تم ہمارے سامنے ہو
ہم تمھارے سامنے + شعلہ عذار نے کہا کہ اے ملکہ بہتر یہ ہی کہ جہان تک ہو سکے بدنامی سے اپنے کو
بچاؤ شاہزادہ کے حفاظت کا تمنے انتظام کر ہی دیا ہی اب انکو پھر اسی جگہ بھیجدو جہان پر سے تھے
ساحر انکا کچھ کر نہین سکتے ہین وقتاً فوقتاً شاہزادہ سے ملتی رہنا۔ ملکہ نے کہا کہ جس زندان سے
مین نے انکو رہا کیا اب پھر اُسی جگہ بھیجدون تو مجھ مین اور دشمن مین فرق کیا رہگیا۔ شاہزادہ
عادل کیوان شکوہ نے فرمایا کہ اے ملکہ مصلحت وقت کو دیکھو اسکا خیال نکرو وہ قید ایسی کونسی
قید ہی شاید باپ تمھارا آتا ہو تو مجھے دیکھکر قہر عتاب کریگا یا تو بادشاہ سے قطع تعلق کرو پھر کوئی
اندیشہ نہین ہی اگر یہان آئیگا تو ہاتھ سے میرے زک اُٹھائیگا ملکہ حیران ہی کہ کیا کرون کیا نکرون
شاہزادہ مصر ہی کہ مجھے زندان مین جانے دو یہان کا تو یہ رنگ ہی اور وہان ضحاک شاہ نے کتاب
سامری مین دیکھا کہ دل آویز جادو طلسم کشا کی اسقدر کیون ساعی ہوئی صاف تحریر
تھا کہ وہ طلسم کشا پر عاشق ہی اور چاہتی ہی کہ صلح ہو جاے تو طلسم کشا قتل سے بچ جاے اور
شادی میری طلسم کشا کے ساتھ ہو جانے بس یہ دیکھکر بادشاہ غصہ سے سُرخ ہوگیا اور چہار چشم جادو
سے کہا کہ اب میری راے مین طلسم کشا کو اُس زندان سے بلوا کر کسی دوسرے مقام پر قید کرنا چاہیے
اسلیے کہ کتاب سامری مجھکو خبر یہ سناتی ہی چہار چشم جادو نے عرض کی کہ مہمان نواز جادو آپسے
بغاوت نہین کر سکتا کہ اُسکی بیٹیا دلی ہوئی ہی اور راستہ طلسم کشا کے نکل جانے کا اور کوئی سوا
میرے باغ آتش بہار کے ہی نہین وہان شعلہ عذار رہتی ہی طلسم کشا کو چند روز کے واسطے وہین
ہوا رہنے دیجیے اسلیے کہ اس سے بہتر محفوظ مقام تمام طلسم مین قید طلسم کشا کے واسطے نہین ہے
جب وقت قتل آئیگا اور طلسم کشا قتل ہو جائیگا شاہزادی آپنے مقام پر خود ہی پشیمان ہو کر ٹھیک
ہو جائینگی اس آتش کا زیادہ مشتعل کرنا باعث خرابی ہوگا ضحاک شاہ تو خاموش ہو رہا دربار
برخاست ہوا ہر ایک اپنے اپنے گھر گیا چنانچہ چہار چشم جادو جو دربار سے اُٹھا تو باغ آتش بہار
مین آیا یہان شعلہ عذار کو نہ پایا بس اسنے آئینہ سحر نکالکر دیکھا کہ شعلہ عذار کہان ہی تو عجب معرکہ دیکھا
کہ اک شخص غیر نامحرم کے پہلو مین بیٹھی ہوئی محبت آمیز باتین کر رہی ہی بس یہ دیکھتے ہی چہار چشم جادو
آگ ہوگیا لیکن ضبط سے کام لیا کہ محل شاہی مین جانا اچھا نہین لیکن منتظر بیٹھا کہ جسوقت وہ آئیگی
اُسی وقت اُسے گرفتار کرونگا کہ اس ننگ خاندان نے تمام خاندان کا ڈبو دیا یہ تو یہان اس گھات
مین بیٹھا ہوا ہی اور وہان شعلہ عذار طیفور سے باتین کر رہی ہی اور کہہ رہی ہی کہ ملکہ ہماری دشمن جان پر
شیفتہ ہوئی ہین دیکھیے اسکا انجام کیا ہوتا ہی طیفور کہہ رہا ہی ؎ دل ہی تو ہی نہ سنگ و خشت درد
سے بھر نہ آے کیون + روئینگے ہم ہزار بار کوئی ہمین ستاے کیون + جسپر طبیعت آجاے گیا اختیار ہی

دوسروں کو کیا کہتی ہو پہلے اپنی تو خبر لو شعلہ عذار نے کہا کہ اپنی کیا خبر لوں میں کسی عاشق و عاجز ہوں
میں نے تمکو مسافر سمجھ کر مہمان کیا ہی ذرا اور مجھے خیال نہ لانا ورنہ میرا مزاج اور طرح کا ہی بس ٹھنڈے
ٹھنڈے اپنے گھر سدھارو یہ کہکر تیوریاں چڑھا لیں طیفور اس ادا پر اور مر گیا گلے سے چمٹا لیا اور
کہا کہ جان من برا کیوں مانتی ہو تم ہماری عاشق نہ سہی ہمیں تمہارے عاشق سہی شعلہ عذار کا غصہ
طیفور کی اس بیباکی نے فرو کر دیا مگر شرما کے بولی کہ مجھسے محبت کرنا اپنی جان کو روگ لگانا ہی اسے شخص
یہ طلسم اب چراغ سحری ہی چند دن میں جو مقامات آباد ہیں یہ برباد ہو جائینگے جہاں بلبلیں چہکتی ہیں
اس مقام پر جغد بولتا ہوگا میرا دل دھڑک رہا ہی کہ ایسا نہو کوئی آفت آئے اور گیہوں کے ساتھ گھن بھی
پس جائے طیفور نے کہا کہ اے شعلہ عذار تم کیا سمجھتی ہو کہ میں کون ہوں اوسے میں اسی طلسم کشا کی
تلاش میں آیا تھا میں عیار طلسم کشا ہوں وسوقت تک میں نے اپنے کو اسوجہ سے ظاہر کیا تھا کہ اگر آقا میرا
یہاں سے نکل جانا چاہیگا تو اسکے ہمراہ نکلونگا مگر معلوم ہوا کہ وہ یہاں سے قدم نہ نکالیگا تو اب میں نے
تمہیں اپنے کو ظاہر کر دیا تم کیوں گھبراتی ہو بادشاہ طلسم برگشتہ ہو کر کیا نہ کریگا اب طلسم کشائی جہان کے ساتھ
تم سب کی جانیں وابستہ ہیں اور کسکی مجال ہی کہ جو طلسم کشا کو قتل کر سکے لیکن اب ظاہر بظاہر تمہارے
ساتھ رہنا اچھا نہیں ہی اسی لیے میں نے اپنے کو تمپر ظاہر کر دیا ہی میں صورت خواجہ سرا کی بنتا ہوں تاکہ
آیندہ و روندہ یہاں کے مجھکو پہچان نہ سکیں اور کوئی وقت سخت آ پڑے تو اسوقت مدد کر سکوں شعلہ عذار
نے کہا کہ جو مناسب جانو وہ کرو۔ طیفور نے صورت اپنی خواجہ سرا کی بنائی اتنے میں اک کنیز آئی اور اوسنے
عرض کی کہ آپ کے والد ماجد دوسرے باغ میں رونق افروز ہیں اور آپ کو بلاتے ہیں یہ سنکر شعلہ عذار گھبرا
گئی کہا خدا خیر کرے اپنے درجہ سے اوٹھ کر ملکہ کی خدمت میں آئی اور عرض کی کہ کنیز کچھ دیر کے لیے حاضر
ہوگی ملکہ نے کہا کہ جلد آنا دیر نکرنا شعلہ عذار نے عرض کی کہ یہ خواجہ سرا میرے ساتھ جاتا ہی اگر مجھے کچھ
عرصہ کسی سبب سے ہو گیا تو عرض کر بھیجونگی یہ کہکر طیفور کو ساتھ لیا اور اپنے باغ کی طرف روانہ ہوئی جب وقت
داخل باغ ہوئی تو دیکھا کہ چہار چشم جادو غصہ میں بھرا بیٹھا ہی جیسے ہی صورت دختر کی دیکھی پکارا کہ او
شوخ دیدہ یہ تو ملکہ کی صحبت میں ایسی ہو گئی کہ غیر مرد سے باتیں کر رہی تھی سچ بتا کہ وہ کون تھا۔ یہ کہکر
کوڑے پر ہاتھ ڈالا۔ شعلہ عذار تھرا گئی جواب نہ بن پڑتا تھا خواجہ سرا نے بڑھکر عرض کی کہ حضور میرا
شمار مردوں میں ہی یا عورتوں میں چہار چشم جادو نے کہا کہ خدا نے تجھے مرد پیدا کیا تھا تو اپنے قصد
ہو جا سے بنجا لیکن شمار تیرا مردوں میں ہوگا۔ خواجہ سرا نے عرض کی کہ ملکہ علا سے باتیں کر رہی
تھیں چونکہ میں نادہ ملازم ہوں آئین و قواعد سے آپکے آگاہ نہ تھا تو مجھے سمجھا رہی تھیں اگر آپکو
یقین نہو تو جس ذریعہ سے آپ نے حال ملکہ کا دریافت کیا تھا اسی قاعدہ سے پھر ملاحظہ کیجیے
کہ وہ مرد میں ہی ہوں یا کوئی اور ہی چہار چشم جادو نے آئینہ حقیقت نما کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ملکہ اسی
شخص سے باتیں کر رہی تھی چہار چشم جادو نہایت خفیف ہوا کہ دختر دل میں کیا کہتی ہوگی کہ باپ
نے مجھپر تہمت رکھی دختر سے کہا کہ زمانہ نہایت نازک ہی اسوجہ سے میں نے کہا آجکل نئے آدمی کا بھی
بے سمجھے لاکر رکھنا اچھا نہیں ہی اسوجہ سے میں تمپر خفا ہوا یہ کہکر بسبب شرمندگی کے اوٹھا ہوا چلا گیا
ملکہ نے طیفور کی دانائی پر آفرین کی اور کہا کہ جسکے ملازم ایسے ہوشیار اور صاحب اقبال ہیں وہ کیا
ہوگا لیکن اب حال مہمان نواز جادو کا سنیے کہ جب صبح کو اوسنے طلسم کشا کو اندر زندان کے نپایا
تو تلاش کرتا ہوا زیر قصر الماس نگار آیا یہاں قصر میں شاہزادہ ملکہ کے ساتھ بیٹھا ہوا باتیں کر رہا تھا

کے سامنے سے مہمان نواز جادو نمودار ہوا سلام کیا اور عرض کی کہ ہماری عزت کا خیال ہے فرمایا کہ
اے مہمان نواز جادو تیری ہی وجہ سے مین اب تک یہان بندھا ہوا بیٹھا ہون ورنہ خدا جانے کہان
ہوتا اب تو اپنے اوپر سے اُن گم شدہ قیدیون کا الزام اُٹھا دے اور بادشاہ طلسم سے کہلا بھیج کہ
تین قیدی گم ہو گئے طلسم کشا باقی ہے اسے آپ اپنی حفاظت مین لیجیے ورنہ مین ذمہ دار نہین ہون جس وقت
بادشاہ مجھے طلب کرے اسوقت مجھے لیجا کر بادشاہ کے سپرد کر دینا پھر مین سمجھ لونگا یہ سُنکر مہمان نواز
جادو کچھ اور کہنے کو تھا کہ شاہزادے نے قسم دی مہمان نواز جادو نے مجبوراً بادشاہ کو عرضی لکھ بھیجی یہان
ملکہ نے کہا کہ تم نے غضب کیا اب اُن قیدیون کی جستجو ہوگی اور پھر الزام آئیگا فرمایا کہ تم صاف صاف
کہدینا کہ مین نے فلان فلان شاہزادیون کو مہمان بلایا تھا اسکے بعد مین نہین جانتی کہ قیدیون کو کون
لیگیا تیرے سے یہ الزام ہٹ جائیگا ملکہ پریشان ہو کہ کیا کرون کیا نکرون لیکن اب حال عرضی مہمان نواز
جادو کا سُنیے کہ جب بادشاہ طلسم کو عرضی مہمان نواز جادو کی پہونچی تو دربار اسکا ملہ تھا ضحاک شاہ
مضمون عرضی سے آگاہ ہوا اور چار چشم جادو سے کہا کہ تین قیدی زندان سے گم ہو گئے چار چشم جادو
نے آئینۂ حقیقت کو دیکھا عرض کی کہ وہ قیدی حدود طلسم کے اندر کہین نظر نہین آتے۔ یہ سُنکر
بادشاہ اور حیران ہوا کہ کون تھا جو قیدیون کو نکال لے گیا بس ضحاک مارگزیدہ نے غصہ مین آکر تصویر
سامری کی طرف دیکھا اور کہا کہ اے شبیہ خداوند صاف صاف بیان کر کہ تینون قیدیون کو کون
لیگیا تصویر بولی سے شعلے بھڑک کے اُٹھے دل کے داغ سے۔ آخر کو آگ لگ گئی گھر
کے چراغ سے۔ مجھ سے کیا پوچھتا ہے اپنے گھر کی خبر نہین لیتا ہے گل اندام جادو رفیع البخت پر عاشق
ہوئی نجم تاب جادو سہراب پر لعلان گھر ذہن سکندر پر یہی تینون عورتین اُن تینون قیدیونکو نکال
لیگئین بس یہ سُنتے ہی اعراک جادو اور اختر جادو تو عرق شرم مین نہا گئے اور ضحاک مارگزیدہ تاؤ
پیچ کھانے لگا تصویر کی طرف دیکھکر پوچھا کہ اب قیدی کہان ہین تصویر پکاری کہ ایسے مقام پر ہین
جہان جانا آسان نہین یعنی بیابان چار منارہ مین وہ چھوکریان بڑی ہوشیار ہین کہ پہلے ہی طلسم سے
نکل گئین اعراک جادو نے کہا کہ اگر مین جا کر ان چھوکریون کو مع اُن قیدیون کے قتل نکرون تو نام
اپنا اعراک جادو ماون یہ کہکر تیغ سحر اسنے سنبھالا اور تن تنہا جانب بیابان چار منارہ روانہ ہوا
اسکے بعد اختر جادو بھی غیرت مین آکر جانب بیابان چار منارہ روانہ ہوئی دیکھیے یہ کب پہونچتے ہین
اور کیا ہوتا ہے لیکن یہان بادشاہ طلسم نے تصویر سے پھر خطاب کیا اور پوچھا کہ اے حل کنندہ مشکلات
لاحل یہ بھی بتایے کہ طلسم کشا کسکی حمایت سے رہا ہوگا آواز پیدا ہوئی کہ پہلے پری دختر کی حمایت سے
رہا ہوگا اور پھر قید ہو جائیگا۔ اسکے بعد میدان خونی کا مرحلہ پیش آئیگا جسمین بڑا کشت و خون ہوگا
اور دختر وزیر بھی شاہزادے کی شریک ہے بس یہ سننا تھا کہ ضحاک مارگزیدہ نے کہا کہ ہے کوئی جو ملکہ
کو مع طلسم کشا جا کر جلا دے کہ نہ مکان رہے نہ مکین یہ سُنکر شکیل جادو اُٹھ کھڑا ہوا کہ اسکو حق
رقابت پہونچتا تھا شادی ملکہ کی اسی کے ساتھ ٹھہری ہوئی تھی جبسے اسنے سنا تھا کہ ملکہ طلسم کشا پر
شیدا ہے تاؤ پیچ کھا رہا تھا یہ اُسی وقت اُٹھا اور ضحاک مارگزیدہ سے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون اور
طلسم کشا کو مٹائے دیتا ہون۔ یہی بانیان طلسم لکھ گئے ہین کہ خون طلسم کشا سرزمین طلسم پر نہ گرے
مین اُسے جلا دونگا تو خون کیونکر زمین پر بہیگا علاوہ اسکے یون ہی زمین طلسم ویران ہوئی جاتی ہے
اگر بعد ہمارے ہمارے دشمنون سے آباد ہوئی تو کیا اور نہوئی تو کیا یہ کہکر اسنے اسباب سحر سنبھالا

اور جانب باغ ملکہ روانہ ہوا آتے ہی اسنے چار جانب محل شاہی کے حصار سحر کیا کہ جو اندر ہی وہ باہر نہ جا سکے اور اک ترنج سحر پڑھکر دروازہ محل پر مارا کہ آگ لگ گئی اور مکان مثل مکان کاغذ کے جلنے لگا وہاں شاہزادہ ملکہ کے پہلو میں بیٹھا تھا کہ چند کنیزیں حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ محل میں آگ لگ گئی ملکہ بیتاب ہوکر قصر الماس نگار سے نکلی تو دیکھا کہ سارا مکان جل رہا ہے بس یہ سمجھ گئی کہ یہ کسی دشمن کی آتش افروزی ہے بس یہ اسی وقت زمین پر تڑپی اور بلند ہوکر سحر کیا کہ ابر چھا گیا اور بارش ہونے لگی دم بھر میں ساری آگ فرو ہو گئی لیکن اتنے ہی عرصہ میں جلنے ذیجیات تھے سب مر چکے تھے ملکہ کو اپنے ملازمین کے جل جانے کا نہایت صدمہ ہوا اور یہ شعر زبان پر آیا کہ شعر کھوکے دل عشق میں جلنے کے سوا کیا دیکھا + ہم ہی ایسے تھے کہ گھر پھونک تماشا دیکھا + یہ آواز جو ملکہ کی شکیل جادو کے گوش زد ہوئی تڑپ کر سامنے ملکہ کے آیا اور پکارا کہ او بیوفا بد سرشت تو بچ گئی خیر وہ تو جل گیا ہوگا جسکے عشق میں تونے اپنے کو رسوائے عالم کیا۔ یہ سنکر ملکہ نے شکیل جادو کی طرف نگاہ غضب دیکھا اور فرمایا کہ اگر تیرے خاندان کی بنیاد کو طلسم سے نہ مٹایا تو نام اپنا بلی آو برجاج نہ پایا یہ کہکر ملکہ نے ہار اپنے گلے سے اتار کر کچھ اسم سحر پڑھا اور طرف شکیل جادو کے کھینچ مارا۔ شکیل جادو نے گردن آگے بڑھا دی اور کہا کہ میں تو تیرے جانثاروں میں تھا مگر اب تیرے خون کا پیاسا ہوں کہ تونے دوسرے مرد سے دل لگایا یہ کہکر ہار گلے میں پہن لیا اور اسم سحر پڑھنے لگا تھوڑی ہی دیر میں تمام پھول ہار کے بکھر گئے اور چاروں طرف سے پتھر زنی کرنے لگے شکیل جادو تڑپنے لگا ملکہ تیغ سحر پکڑ کر قتل کو چلی تھی کہ نعرہ ضحاک شاہ کا ہوا اور آواز آئی کہ او سرکش دختر کیا کرتی ہے اپنے شوہر کو قتل کرتی ہے خبردار ایسی حرکت نکرنا بس یہ سنکر ملکہ نے کہا کہ بس اب آپ میرا سانہ دیکھئے نہ میں آپکو منھ دکھانے کے قابل ہوں نہ آپ مجھے منھ دکھانے کے لائق ہیں یہ عورت وہ ہے جو ایک کی صورت دیکھکر دوسرے کی صورت دیکھے میں طلسم کشا سے اپنے دل کو وابستہ کر چکی میں بیشرم نہیں ہوں آپ کو شرم نہیں آتی کہ دختر پیاری کو گالی پڑھاتے ہیں ضحاک شاہ نے اتنی دیر میں کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ اک ترنج پیدا ہوا اور تمام پھول ہار کے چن چن کے کھا گیا شکیل جادو کے حواس بجا ہوئے اس ہنگامہ کی خبر ملکہ شعلہ عذار جادو کو پہونچی کہ راز فاش ہوگیا اور بادشاہ کا عتاب ملکہ پر نازل ہوا ہے بس یہ بیتاب ہوکر اپنے مقام سے اٹھی اور طرف قصر الماس نگار کے روانہ ہوئی یہاں آکر دیکھا تو ملکہ سے اور شکیل جادو سے سحر کے رد و بدل ہو رہے ہیں اور بادشاہ الگ کھڑا تماشا دیکھ رہا ہے جو سحر ملکہ کا شکیل سے نہیں رد ہوسکتا ہے اسے خود بادشاہ رد کردیتا ہے اور کہتا ہے کہ او شوخ دیدہ تجھے اسی کے ہاتھ سے قتل کراؤنگا لیکن ابھی ضحاک شاہ کو یہ ہوش نہیں ہے کہ ملکہ ہیکل پہنے ہوئے ہے اگر اسوقت تمام ساحران طلسم بھی ملکہ پر سحر کرینگے تو اثر نہوگا شعلہ عذار جادو نے جو یہ معرکہ دیکھا بس کڑک کر بلند ہوئی اور سر پر شکیل جادو کے گری کہ دو پرکالے ہوئے اور نعرہ کیا کہ منم ملکہ شعلہ عذار جادو کے گوارم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر روی بس شکیل جادو کا کام تمام تھا کہ ملکہ نے وزیرزادی کو گلے سے لگا لیا اور ضحاک شاہ کی آنکھوں میں خون اتر آیا کہ اسنے میرے سامنے شکیل جادو کو مارا بس ضحاک شاہ نے اک بال اپنے سر کا توڑ کر زمین پر پھینکا اور آواز دی کہ اسے مار طلسمی باندھے شکیں اس شوخ دیدہ و گستاخ کی بیجرد اس آواز کے وہ موے سر مار سیاہ بنکے شعلہ عذار کی طرف چلا ہر چند شعلہ عذار نے رد سحر کیا مگر کچھ نہوا یہ بادشاہ طلسم کا سحر تھا اسے کون رد کر سکتا تھا سانپ آکر بازو میں لپٹنے

ملکہ شعلہ عذار کے لپٹ گیا اور کھینچتا ہوا طرف بادشاہ کے لیچلا جب دیکھا دل آویز جادو نے کہ وزیرزادی
سپہری اسیر ہو گئی ہے پس اسنے اپنے جوڑے کو کھول دیا اور بال بکھرا دیئے اور پھر اسم سحر
پڑھنے لگی دیکھا کہ اک طاؤس زرین بال اڑتا ہوا آیا اور اس سانپ کو نگل گیا بادشاہ نے جو دیکھا کہ دختر
نے میرے سحر کو رد کیا پس اسنے کچھ اسم پڑھا اور آواز دی کہ اے مار سیاہ شکم طاؤس میں شعلہ آتش
بنجا اور جلا دے اسکو دیکھا کہ فوراً طاؤس میں طاؤس آتش بازی کی طرح چرخ مارنے لگا اور ہمہ تن شعلہ
ہوکر طرف ملکہ کے چلا ضحاک شاہ نے اور زور دیا کہ یہ شعلہ اس گیسو بریدہ کا کام تمام کر دے لیکن یہ
ببرکت ہیکل وہ شعلہ ملکہ کے قریب پہونچکر فرو ہو گیا اب نظر ضحاک شاہ کی اس ہیکل پر پڑی جو ملکہ کے
گلے میں تھی پس یہ سمجھ گیا کہ اسی سبب سے یہ اسیر نہیں ہوئی ہے پس ضحاک شاہ نے پھر اسم سحر پڑھکر
دمنک دی کہ اک طائر قوی منقار پیدا ہوا اسنے سر پر ملکہ کے چرخ مارنا شروع کیا اور سامنے سے ملکہ کے اک
اژدر دم کشی کرتا ہوا پہونچا ملکہ اژدر کو رد کرنے کی فکر کرنے لگی طائر نے ڈور ہیکل کا کاٹ دیا کہ ہیکل گلے
سے نکل پڑی ہیکل گلے سے گرنا تھا کہ ملکہ بیہوش ہو کے گری یہ دیکھکر عادل کیوان شکوہ کو تاب
نہ رہی وہیں سے تیغہ کھینچکر اژدر کی طرف چلے ہنوز اژدر قریب ملکہ کے نہ پہونچا تھا کہ عادل کیوان شکوہ
نے تیغہ سحر کش طلسمی کا وار کیا اژدر کے دو ٹکڑے ہو گئے یہ دیکھکر ضحاک مارگزیدہ کو نہایت غصہ
آیا یہ تو اسکو خیال تھا کہ طلسم کشا کو دختر نے انگشتر سلیمانی پہنا دی ہے اب سحر اسپر تاثیر نکریگا وقت کو
غنیمت جانکر ضحاک جادو برق بنکے سر پر عادل کیوان شکوہ کے گرا شاہزادہ بسبب انگشتر کے محفوظ تھا
اور عکس انگشتر سے سحر ضحاک مارگزیدہ کا رد ہو گیا اور بیہوش ہو کر سامنے عادل کیوان شکوہ کے گرا بس
اسکا گرنا تھا کہ شعلہ عذار جادو نے آواز دی کہ اے شہریار اب نہ چھوڑیے گا عادل تیغہ سحر کش
چمکایا چاہتے تھے کہ وار کرکے کام اسکا تمام کریں کہ زمین شق ہوئی اور چار پتلے فولادی پیدا ہوئے کہ
ضحاک شاہ کو لیکر زمین میں چلے گئے یہاں عادل کیوان شکوہ نے دل آویز جادو کو ہوشیار کیا شعلہ عذار
جادو پر آفرین کی اتنے میں خواجہ سرا نے آکر ہیکل پیش کی اور عرض کی کہ جلد ملکہ کو پہنا دیجئے ایسا نہو
کہ کوئی اور ساحر آ جائے شاہزادہ نے خواجہ سرا کی بہت تعریف کی اور فرمایا کہ یہ تو نے بہت بڑا کام کیا
ملکہ شعلہ عذار نے کہا کہ اسکو حضور نے پہچانا بھی فرمایا کہ جتنا پہچانا تھا اتنا ظاہر ہی شعلہ عذار نے عرض
کی کہ یہ آپکا عیار طیفور باد پیگر ہے عادل کیوان شکوہ نے طیفور کو گلے لگانے کا قصد کیا طیفور
قدموں پر گرا شاہزادہ نے ارشاد کیا کہ میں نے جبھی آواز اسکی پہچانی تھی جب یہ گویا ہوا گا رہا تھا
اب ملکہ دل آویز جادو پر بھی یہ راز فاش ہوا کہ یہ عیار طلسم کشا ہے اور گویا بنکر اپنے آقا کی تلاش میں یہاں تک
آیا تھا اب یہ سبکے سب قصر الماس نگار میں آئے اور ایک جا بیٹھے صلاح ہونے لگی کہ اب کیا کرنا
چاہیے اسلیے کہ راز فاش ہی ہو چکا ہے طیفور نے عرض کی کہ اے شہریار میرے نزدیک اب اس مقام
پر ٹھہرنا بے سود ہے چلکر ملکہ کو بھی جائے عافیت میں بٹھائیے اور آپ فوج میں چلیے اسلیے کہ مدت
بادشاہ طلسم اور باقی ماندہ مالکان دربندی لوح کے ذریعہ سے ہے انگشتر بس اتنی ہی تاثیر رکھتی ہے
کہ آپکو سحر سے بچا لیگی یہ رائے طیفور کی سب کو پسند آئی اور اسیوقت ملکہ شعلہ عذار جادو و ملکہ
دل آویز جادو اپنے اپنے طاؤس سحر پر سوار ہوئیں اور شاہزادہ مرکب پر جلوہ گر ہوا عیار نے گوشہ
ریز باندھا اور باغ آتش بہار کی طرف سے نکل چلنے کا ارادہ کر لیا لیکن جسوقت باغ آتش بہار میں قدم رکھا
ہے اور تمام باغ کو طے کرکے نکلے ہیں قصد لشکر کی طرف چلنے کا ہے کہ شعلہ عذار کو وہ کنجی یاد آئی جو اسنے

صندوقچہ سحر کی تھی یہ سرہانے رکھکر بھول گئی تھی پس اُسنے عرض کی کہ حضور دم بھر قیام فرمائیں میں کنجی لیکر ابھی حاضر ہوتی ہوں یہ کہکر پردہ اس اندر باغ کے آئی اور سرہانے دیکھا تو کنجی کو نپایا اُسنے کنیزوں سے پوچھا کہ کنجی میرے سرہانے سے کسنے اُٹھائی ہے۔ یہ سُنکر ایک دوسرے کا نام بتانے لگی۔ سوسن نے کہا کہ نرگس نے اُٹھائی ہوگی نرگس نے غصہ سے آنکھیں نکالیں اور کہا کہ مجھکو تو سنبلا نے جھاڑا تھا یہ تو آپس میں جاؤں جاؤں کرنے لگیں شعلہ عذار پریشان ہوئی کہ کیا کروں کیا نکروں بغیر کلید سحر کے صندوقچہ بیکار ہے اور بغیر صندوقچہ کے میں بیکار رہونگی پس اُسنے دروازہ باغ پر آکے عرض کی کہ اے ملکۂ آفاق غضب ہوا میرے صندوقچہ سحر کی کلید گم ہوگئی ہے تو عمر بھر کا ریاض خاک ہوا جاتا ہے میں بالکل بے دست وپا ہوگئی کہیں کی نرہی آپ تشریف لیجائیے میں کلید ڈھونڈھ کر حاضر ہونگی ملکہ نے کہا کہ اے شعلہ عذار اب اس مقام پر ٹھہرنے میں ہزار طرح کے خطرے ہیں اب راز ہمارا تمہارا فاش ہوچکا ہے ہنوز یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ اک کنیز نے آواز دی کہ اے ملکہ لیجیے یہ کنجی ملگئی پس جیسے ہی پلٹ کر شعلہ عذار نے کنجی لینے کا قصد کیا اُس کنیز نے ہاتھ پکڑ لیا اور آواز دی کہ او مجھو کری غضب کیا تھا تو نے کہ کلید سحر لیکر بھاگنے کا قصد کیا تھا منم ملکہ مبرم جادو نے یہ کہکر بال سر کا توڑا اور مشکیں شعلہ عذار کی باندھ لیں بعد اُسکے دل آویز جادو کی طرف دیکھ کر کہا کہ او شوخ دیدہ کیا تو اسی دن کے واسطے پیدا ہوئی تھی کہ باپ کا گھر برباد کرکے دشمن کی دوستی اختیار کرے تو نہیں جانتی کہ ابھی میں زندہ ہوں پس بہتر اسمیں ہے کہ چلی آ ورنہ اسی طرح تجھے بھی باندھ کے لیجاؤنگی اگر میں تیلہ ہاے سحر بھیجکر ضحاک کو نہ بلوا منگاتی تو تو نے اپنے ہاتھ سے باپ کو قتل ہی کر ڈالا ہوتا دل آویز جادو آواز مبرم جادو کی سُنکر تھرا گئی کہا دادی اماں اب آپ اس معاملہ میں دخل نہ دیں میں نے والد ماجد کو بہت سمجھایا کہ صلح کر لیجیے جب انھوں نے نہ مانا اور اُسکے عوض میں میرا گھر جلوا دیا تو میں نے بھی یہ حرکت کی کہ طلسم کشا کا ساتھ دیا ورنہ میں طلسم کشا کو اسی بات پر رضامند کر چلی تھی کہ وہ میرا گھر برباد نکرے۔ مبرم جادو نے کہا کہ یہ سب سچ ہے مگر بڑوں کی حق ناحق سبھی سہتے ہیں اور اٹھاتے ہیں یہ اولاد کی سعادتمندی ہے کہ ماں باپ کا غصہ برداشت کرے۔ دل آویز جادو نے کہا کہ غصہ برداشت کرنا اور شے ہے وہ تو جان وآبرو کے درپے ہوگئے تھے مبرم جادو نے کہا کہ کچھ سہی مگر اب پلٹ آ اپنے باپ کو رسواے عالم نکر ورنہ میں قسم کھاتی ہوں اپنے دین ومذہب کی کہ اگر نہ مانے گی تو شعلہ عذار کا جو حال کیا ہے وہی تیرا بھی حال کرونگی یہ سُنکر دل آویز جادو نے طاؤس سحر کو اشارہ کیا اور یہ قصد کیا کہ نکل جاؤں پس مبرم جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر چٹکی باون کا کھولا فوراً اسقدر تاریکی پیدا ہوگئی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا پس مبرم جادو نے قریب کر ہیکل گلے سے دل آویز جادو کے اُتار لی اور اسی تاریکی میں قریب عادل کیوان شکوہ کے آکر آواز دی کہ اے شہریار ہیکل میرے گلے سے اُتر گئی اب میں مجبور ہوں اگر انگوٹھی مجھے دیدیجیے تو میری جان اس بلا سے بچ جائیگی ورنہ گھٹ گھٹ کے مر جاؤنگی یہ سنتے ہی عادل کیوان شکوہ نے جلدی سے انگوٹھی ہاتھ سے اُتار کر مبرم جادو کو ملکہ دل آویز جادو سمجھ کے دیدی پس انگشتر کا ہاتھ میں آنا تھا کہ مبرم جادو نے ایک رسن سحر میں سب کو باندھ لیا اور باغ آتش بہار میں لاکر دل آویز جادو کو قمری بناکر چھوڑ دیا اور شعلہ عذار جادو کو فاختہ بناکے بٹھا دیا اور عادل کیوان شکوہ کو شیر بنا دیا اور طیفور عیار کو گرگ کی شکل بناکے آپ طرف بیابان تحقیق کے روانہ ہوئی اور ایک نامہ ضحاک جادو کو بھیجا مضمون اسکا یہ تھا

کہ مین نے تیری دختر کو مع طلسم کشا باغ نقش بہار مین قید کر دیا ہی اب تو اطمینان سے سلطنت
کر اتنی کسی کی مجال نہین ہی جو انکو رہا کر لیجاے کلید باغ میرے پاس ہی اب بغیر میری اجازت
کے نہ تو کوئی اندر باغ کے داخل ہو سکیگا اور نہ باغ سے باہر جا سکیگا جسوقت یہ نامہ ضحاک
مار گزیدہ جادو کو پہونچا تو ضحاک نہایت خوش ہوا اور مصروف عیش و عشرت ہوا لیکن اب

چند کلمے داستان اعراک جادو و اختر جادو کے بیان کیے جاتے ہین

کہ یہ دونون بھائی بہن جوش غیرت مین یہ تہیہ کر کے چلے تھے کہ جہان پا جائین دخترون کو بھی
قتل کرین اور اُنکے عاشقون کو بھی مار ڈالین تاکہ داغ رسوائی دامن سے دور ہو اگرچہ دونون
یکے بعد دیگرے تنہا چلے تھے لیکن جسوقت انکی فوجون مین اطلاع ہوئی ہی تو ساحر برائے مدد
روانہ ہوے ہین لیکن دیکھا چاہیے کسوقت پہونچتے ہین لیکن اعراک جادو اور اختر جادو جسوقت
قریب دریاے ارغوان کے پہونچے اور ارغوان جادو کو خبر ہوئی کہ بھائی بادشاہ طلسم کا
اور بہن اُسکی اسطرف آئی ہی تو ارغوان جادو نہایت پریشان ہوا کہ اگر روکتا ہون تو یہ کوئی معمولی
ساحر نہین ہین کہ میرے روکنے سے رک جائینگے اور اگر نہین روکتا ہون تو ظاہر امر ہی کہ یہ لوگ
دشمن ہین عزیزان طلسم کشا کے اور اُنھین کی آزار رسانی کی غرض سے آئے ہین مجبوراً اسنے
جان دینا گوارا کی اور دریا سے نکل کر انتظام سد باب کا کیا کہ اگر زمین مین جانا چاہین تو دریا
حائل ہو اور اگر بلند ہو کر جانے کا قصد کرین تو ابر سحر روکے بعد اس انتظام کے ارغوان جادو
چند قدم اپنی جگہ سے آگے بڑھا جسوقت اعراک جادو اور اختر جادو قریب پہونچے تو ارغوان جادو
نے ڈانٹا کہ کون ہی اور ادھر کیون آتا ہی۔ اعراک جادو نے کہا اے ارغوان جادو کیا تو نہین
جانتا کہ مین کون ہون مین برادر سلطان طلسم یعنی اعراک جادو ہون بہتر ہوگا تیرے حق مین کہ مجھ سے تعرض نکر
ورنہ ایک دم مین تیرے دریا کو مٹا دونگا جہان پانی بہہ رہا ہی یہان خاک اُڑتی ہوگی یہ سنکر ارغوان جادو
نے کہا کہ او نمک حرام تجھے برادر بادشاہ کہتے شرم نہین آتی جو بادشاہ طلسم ہی اُسکا تو نمک حرام ہی جسے
تو بادشاہ کہتا ہی وہ بھی نمک حرام ہی اسوقت مین اور تو ایک درجہ پر ہون تو بھی بادشاہ قدیم کا ایک ملازم
تھا اور مین بھی اُسی کا ملازم ہون ہرگز اس رستے سے نہ جانے دونگا اگر بہتری اپنے حق مین چاہتا ہی
تو پلٹ جا ورنہ میرے ہاتھ سے زک اُٹھائیگا۔ بس یہ سننا تھا کہ اعراک جادو نے گولہ سحر کا کھینچکر
سینے پر ارغوان جادو کے مارا ارغوان جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر چاہا کہ گولے کو پلٹا دے لیکن ممکن نہوا
اسلیے کہ اعراک جادو ساحر زبردست ہی اگر یہ لوگ ایسے نہوتے تو سلطنت پر کیونکر قابض ہو جاتے
گولہ جو سینے پر ارغوان جادو کے پڑا ارغوان جادو الٹ کے گرا اور بیہوش ہو گیا اعراک تیغہ سحر کھینچکر
چلا کہ اسکو قتل کر ڈالون ہنوز قریب نہ پہونچا تھا کہ دریا سے اک نہنگ پیدا ہوا اور ارغوان جادو کو نگل کر
دریا مین چلا گیا اب اعراک نے پر پرواز پیدا کیے اور قصد کیا کہ اُڑکر دریا کے اُس پار نکل جاؤن مگر
جیسے ہی زیر ابر پہونچا بادل گرجا اور بجلیان چمک چمک کے اعراک جادو پر گرنے لگین اعراک ایک
مدد کرتا ہی دوسری بلا نازل ہوتی ہی تو گھبرا گیا اور مجبوراً اسکو پلٹنا پڑا ادھر تو اعراک پلٹ کے آیا اُدھر
بڑے آواز قہقہہ کی پیدا ہوئی کہ بس اسی جگہ پر دریا سے عبور کرنے کا قصد کیا تھا بس اعراک جادو کو
غیرت آئی اور اسنے جھولی پر سحر کے ہاتھ ڈالا اور کچھ موم نکالکر اسکی اک کشتی بنائی اور چند سے مین

کشتی کے چند خار مغیلان چھوڑ دیے اور بالاے کشتی اک نمگیر و نصب کر کے کشتی کو دریاے ارغوان میں
ڈال دیا کشتی نے درازی پیدا کی اور بہہ کر چلی اعراک جادو مع اختر جادو کشتی پر بیٹھ گیا اور کشتی بہہ کے
اُس پار چلی ادھر تو کشتی بہی ادھر دریا میں تلاطم پیدا ہوا موجوں کی فوجیں جانوروں کے رسالے یورش
کرکے کشتی کی طرف چلے جا بجا نہنگ بڑھے اچھل اچھل کے کشتی کو دیکھنے لگے مچھلیوں نے آآ کر کشتی پر
اُلٹ دینے کا قصد کیا لیکن جو مچھلی قریب کشتی کے آئی کانٹے اُسکی پشت میں چبھے پلٹ کے چلی گئی
جسنے منھ مارا اُسکا منھ زخمی ہوا کشتی سیدھی بہتی ہوئی چلی جاتی ہی ادھر ابر سے برقیں جا بجا کے
گرنے لگیں لیکن جو برق آتی تھی وہ نمگیر سے برہوچ کے غائب ہو جاتی تھی شور تھا کہ افسوس
مالک ہمارا اب تک بیہوش ہی وہ بہ سرکشی بے اجازت لیے جاتے ہیں جانے نہ پائیں ہر چند یہ شور
و غوغا برپا رہا مگر اعراک جادو کشتی پر نکلا یا ہوا صاف نکلا چلا گیا۔ جو وقت کشتی ساحل پر پہونچی تو کنارا
آب سے اک نہنگ نے سر نکالا اور چاہا کہ کشتی کو اُلٹ دے لیکن خار اُسکے پشت میں بھی گڑ گئے ہیں
جیسے ہی اعراک جادو نے جست کرکے خشکی میں اترنے کا قصد کیا نہنگ نے وہیں اپنے روکا اور
اعراک جادو کو نگل گیا اور پھر پانی میں غرق ہوئے قصد کیا تھا کہ اک تڑاقے کی صدا بلند ہوئی اور
شکم نہنگ شق ہوا شکم سے نہنگ کے اعراک جادو نکلا مگر نکلتے ہی بیہوش ہو گیا اور نہنگ کے مرنے
سے قیامت برپا ہوئی ابر دھواں بن کے نظروں سے پنہاں ہو گیا اور پانی دریا کا غبار سرخ رنگ بنکر
اڑ گیا مچھلیاں ریتی میں تڑپ تڑپ کے فنا ہو گئیں زمیں ہی خاک اڑی بعد کچھ دیر کے آواز پیدا ہوئی
کہ کشتی مرا نام من ارغوان جادو بود حیف مردیم و جان زادیم و [illegible] نبود رسیدیم اب جو علامات سحر برطرف
ہوئے تو دیکھا کہ نہ دریا ہی نہ ابر ہی راستہ جو مسدود تھا وہ صاف ہو گیا لاش ارغوان جادو کی زمین پر
پڑی تھی اور چند مکانات پختہ بنے ہوئے تھے جسمیں کچھ لوگ تھے مگر سب غیر ساحر تھے یہ لوگ ارغوان جادو
کے عزیز تھے اس تلاطم کی خبر شاہزادہ سکندر کو اُسوقت ہوئی جب ارغوان جادو شہید ہو چکا تھا سکندر
کو نہایت صدمہ ہوا اُسیوقت یہ تینوں شاہزادے یعنے سکندر و سہراب و رفیع البخت مرکبوں پر
بیٹھ بیٹھ کر قلعہ سے نکلے کہ قاتل ارغوان کو قتل کریں۔ یہاں اختر جادو نے اعراک کو ہوشیار کیا اور
اب یہ دونوں تیغہ سحر کھینچے ہوئے ارادہ قتل دختران چلے تھے کہ عقب انکے فوج بھی آ پہونچی لیکن
چالیس پچاس ہزار ساحر ہی جمع ہو گئے اور سبنے قلعہ کا رخ کیا ادھر بالا خانہ سے ایکی قمر انجم
اختر تاب نے اپنے ماموں اور ماں کو مع لشکر آتے دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ شاہزادے قلعہ سے نکل کر
جنگل میں ایسا نہو اسیر بلا ہو جائیں یہ بھی جانوں پر کھیل کر سحر کر کے باوصف ہوا بلند ہو گئیں قمر انجم
نے چاند بنکر اپنا عکس ساحران لشکر اعراک پر ڈالنا شروع کیا اور نجم تاب ستارہ بنکر آسمان سے ٹوٹی
اور جسپر گری اُسکو مانند تیر شہاب کے جلا کے خاک کر دیا عکس ماہتاب سے ساحر سحر بھول رہے تھے
اور ستارہ تیر قضا میں بنکے دشمنوں کو نشانہ کر رہا تھا اور لعلان گہر دندان نے جو اپنے باپ کو دیکھا کہ
غصے میں چلا آتا ہی اور شاہزادہ سکندر رستم فوج سے ناواقف ہی ایسا نہو کہ دشمن کے ہاتھ سے ان
شاہزادوں کو ضرر پہونچے بس لعلان گہر دندان نے تین پہل روئی کے نکالکر انکو خوشبویات سے
آلودہ کیا اور ہوا میں پھینک دیا ہیں لشکر دیکر خون سے اُن تینوں پہلوں کو تر کرکے کچھ اسم سحر پڑھا کہ وہ گولے
روئی کے بلند ہوئے اور چتر بنکر چرخ مارتے ہوئے تینوں شاہزادوں کے سروں پر سایہ افگن ہو گئے
اور خود لعلان گہر دندان ابر خفی میں پوشیدہ ہوکر ساتھ ساتھ ان شاہزادوں کے چلی جسوقت اعراک جادو

کی نظر سکندر و رفیع البخت و سہراب وغیرہ پر پڑی آنکھوں مین اسکے خون اتر آیا اور کچھ اسم سحر
پڑھکر زمین پر گیر کہلی دو ہتڑ مارا دیکھا کہ زمین لرز گئی مگر ان شاہزادون پر کوئی اثر سحر کا ظاہر نہوا
اسوقت اختر جادو نے اپنے سحر کو زور دیا اور کچھ اسم سحر پڑھکر اسنے بھی گیر کی آواز دی مگر کچھ نہوا
اور سحر باطل ہوگئے یہ دونون حیران ہوے کہ اسکا کیا سبب ہے بس اعراک جادو نے سمجھا پیکانون کا
اختر جادو نے سمجھا سوئیون کا سحر دم کرکے مارا پیکان شعلے بنے اور سوئیان تیر شہاب بنکر چلین تیر
سب شعلے اور شرارے تیر سے کیٹ لپٹ کے گل ہوگئے اور شاہزادے آسیب سحر سے محفوظ
رہے اسوقت اعراک نے آواز دی کہ او چھوکری یہ تیری کرشمہ سازی ہے مگر مجھے بھی دیکھنا ہے کہ تو کیونکر
انکو میرے ہاتھ سے بچاتی ہے یہ کہکر اعراک جادو نے اک ترنج سحر کو خون پیشانی سے آلودہ کرکے کھینچ مارا
کہ ہمہ تن وہ ترنج شعلہ بنکے سکندر کے چتر پر گرا کہ چتر کو جلا دیا اور بعد اسکے رفیع البخت و سہراب کے
چتر کو بھی جلا کر اب وہ شعلہ ابر شفقی رنگ کی طرف چلا اور دامن ابر سے لپٹا بس اک بجلی ابر سے
پیدا ہوئی شیشہ اسکے ہاتھ مین تھا بجلی نے اس شعلے کو شل کرکے شتاب کے ہاتھ سے بڑھکے
شیشے مین بند کر لیا اور وہ اندر ابر کے جا کر غائب ہوگئی اختر جادو نے کہا کہ اسے برادر یہ لڑکیان
بلا ہے بد مین یون انسے زور چلنا دشوار ہے آپ انکے سحر کو رد کیجے اور مین ان مردون کو قتل کرون تو ان
کے عشق مین ان بدچلنون نے نام خاندان کا ڈبویا ہے یہ کہکر اختر جادو نے تیغ سحر سنبھالا اور سکندر
کی طرف بڑھی اور اعراک جادو نے زیر ابر شفقی ایک ابر سیاہ قائم کیا جو برقین ابر شفقی سے
اختر جادو پر گرتی تھین وہ ابر سیاہ پر رنگ جاتی تھین بس اک مرتبہ اعراک جادو نے اک گرم تلوار کا ٹکڑا
سے نکال کر اسکو خون ران جیب سے آلودہ کیا اور پڑھا اسم سحر پڑھکر آواز دی کہ او چھوکری تجھے اتنا
دن کیواسطے سحر سکھلایا تھا کہ تو ہمارے کام آئی نہ خون ہو جاسے افسوس کہ زمانے کے ہاتھون اپنے
قالب پر آپ چھری چلانا پڑی ہے یہ کہکر وہی گرم تلوار کا ابر شفقی پر کھینچ مارا کہ وہ ٹکڑا تلوار کا برق بنکر
ابر پر گرا اور ابر کو شق کردیا بس لعلان گہر دندان نے آواز دی کہ مین تو چاہتی تھی کہ کچھ شرم و لحاظ باقی
رہجائے مگر آپ خود پردہ کو فاش کرنا چاہتے ہین تو مین مجبور ہون یہ کہکر طاؤس سحر کو چمکا کر سامنے
اعراک جادو کے آئی اور وہی شیشہ جسمین شعلے کو بند کیا تھا منہ پر اعراک کے کھینچ مارا اعراک اگر
ہٹانہ دیتے تو جل کے خاک ہوجاتے اعراک جادو تو بچ گیا لیکن شیشہ ابر سیاہ رنگ کو جلاتا ہوا ساحران
کے بیچ گرا ایک ہزار ساحر جل کے خاک ہوگیا بس یہ دیکھکر اعراک جادو نے آواز دی کہ او شوخ دیدہ
غضب کیا تو نے کہ میرے ہی سحر سے مجھپر حملہ کیا اب نہیں چھوڑتا ہون تجھکو کہ تو زندہ رہکر مجھکو رسوائے عالم
کرے یہ کہکر اعراک جادو نے تیغ سحر کھینچا اور دختر پر چلا بڑا لعلان گہر دندان نے قہقہہ مارا کہ بیٹھے
مین دانت اسکے کھٹے بلبس برقین بیابان کے سر پہ اعراک کے گرین اعراک نے اس سحر کو بھی رد کیا مگر
زخمی ہوا یہان تو ان باپ بیٹیون مین مقابلہ ہو رہا ہے سحر قیامت کے کھیل رہے ہین وہان اختر جادو
تیغ سحر کھینچے ہوئے سر پر رفیع البخت کے پہونچ گئی چاہتی ہے کہ وار کرکے کام رفیع البخت کا تمام
کرون کہ ناگاہ آسمان سے آواز نعرہ ملکہ قمر اندام جادو کی پیدا ہوئی اور وہ چاند جو لشکر ساحران پر اپنا
پرتو ڈال رہا تھا شعلہ ہوا اور بنکے اختر جادو پر گرا یہ معلوم ہوا کہ اختر جادو اک حجرے مین بند ہوگئی شعلے
نے گرد اختر جادو کے حصار کرلیا جسوقت سپہ سالار اختر جادو نے یہ معرکہ دیکھا دوڑکر قریب آیا اور
رفیع البخت پر حملہ کیا قمر اندام نے عکس اپنے جسم نورانی کا ڈالا سحر باطل ہوا رفیع البخت نے دوڑکر

تلوار ماری کہ سالار بادوان کے دو ٹکڑے ہوگئے اتنے عرصے میں اختر جادو تڑپ کر اس حجرہ
آتشین کے باہر آئی اور جھولی پہ ہاتھ ڈال کے آواز دی کہ او چھوکری تونے بہت سر اٹھایا ہے خیر کہاں
جائیگی کہ میں ماں ہوں اور تو دختر ہے مجھے تیری ولادت کے بعد ہی تیرے حرکات کا حال جنم پترے
سے معلوم ہوگیا تھا مگر رہا ہو محبت مادری کا جسنے تیرے قتل سے باز رکھا نالائق تو اسی کے لائق تھی کہ
گلا گھونٹ کے مار ڈالی جاتی خیر جب نہ سہی تو اب سہی یہ کہکر جھولی پر سحر کے ہاتھ ڈالا اور یا سامری
کہکر ایک آئینہ نکالکر سامنے ملکہ قمر اندام کے پیش کیا پرتو آئینہ کا پڑتے ہی قمر اندام مضمحل ہوکر زمین
پر گری اختر جادو نے پلٹ کے تلوار مارنے کا قصد کیا تھا کہ نجم تاب جادو بیتاب ہوگئی اور یہ بھی
نجم شہاب بنکر ہاتھ پر اختر جادو کے گری تلوار ہاتھ سے اختر جادو کے چھوٹ پڑی اختر جادو نے
عکس آئینہ کا ڈالا یہ بھی بیہوش ہوکے گری ادھر لعلان گہر دندان اعواک سے برابر کا مقابلہ کر رہی
ہے اعواک بھی زخمی ہوا ہے اور لعلان بھی زخمی ہے دیکھا اسنے کہ دونوں بہنیں میری قتل ہوا چاہتی ہیں بسر
پہنچی اختر جادو پر آپڑی اور چند بیضے سحر کے جھولی سے نکال کر پھینکے کہ وہ بیضے کڑک کڑک کے گرنے
لگے ایک قمر اندام کو لیکر قلعہ کی طرف راہی ہوا دوسرا نجم تاب کو لیگیا تیسرا بیضہ رفیع البخت کو لیگیا چوتھا
سہراب کو پانچواں سکندر کو اور وہ بیضے دونوں ہاتھوں میں اختر جادو کے لپٹ گئے اور دو بیضوں نے
قدم تھامے کہ اختر جادو گویا مقید ہوگئی نہ آگے بڑھ سکتی ہے نہ پیچھے ہٹ سکتی ہے بس لعلان گہر دندان
نے ترنج سینے پر اختر جادو کے مارا اختر جادو نے آہ کی کہ اک شعلہ دہن سے نکلا ترنج کو جلا دیا اختر
جادو نے بمشکل ہاتھ پاؤں اپنے بیضوں سے چھڑائے اتنے میں اعواک جادو آپڑا اب لعلان گہر دندان
اسکے سحر کا بھی جواب دیتی ہے اسکا سحر بھی رد کرتی ہے اکیلی رہگئی ہے کیا کرے اور کیا نکرے جابجا
پشت پر لعلان گہر دندان کے سپریں لیے ہوئے موجود ہیں اور جو ہمارے سحر کو رد کر رہے ہیں لعلان
گہر دندان اعواک کے سحر کو رد کرنے میں مصروف تھی کہ اختر جادو نے عکس آئینہ کا لعلان پر بھی
ڈالا یہ جلدی میں اس سحر سے بچ نہ سکی بیہوش ہوکے گری اعواک تیغہ پکڑے ہوئے چلا تھا کہ
چاروں بیضوں نے سپریں پھینکدیں اور ملکہ کو اٹھاکر قلعہ کی طرف روانہ ہوگئے اعواک جادو اور اختر
جادو منھ دیکھ کے رہگئے اعواک غصہ میں قلعہ کی طرف بڑھا تھا کہ اختر جادو نے منع کیا اور کہا کہ
زخمی تم بھی ہو اور میں بھی ہوں رات کو قیام کرو صبح کو دیکھا جائیگا اعواک نے اختر جادو کی خاطر
سے تعاقب نہ کیا اور اسی مقام پر خیمہ برپا ہونے کا حکم دیا فوج ساحران اتر پڑی وہاں سکندر
رستم فر اور سہراب اور رفیع البخت ہوشیار تھے مگر دروازہ قلعہ کا بند تھا ہر چند قصد کیا کہ قلعہ سے
نکلیں اور جاکر شریک جنگ ہوں کہ لعلان گہر دندان تنہا رہگئی ہے مگر بیضوں نے جان نہ چھوڑی آ
تینوں شاہزادیاں بیہوشی کے عالم میں تھیں اپنے اپنے معشوقہ کو ہر ایک نے ہوشیار کیا
زخموں کا چارہ ہونے لگا یہاں اعواک نے رات تو آرام سے بسر کی اور صبح کو طبل جنگ بجوا دیا
خبر لعلان گہر دندان وغیرہ کو ہوئی انھوں نے بھی کوس حربی بجوا دیا دونوں جانب تیاریاں جنگ
کی ہونے لگیں سکندر رستم فر اور رفیع البخت اور سہراب نے کہا کہ جب ہم لوگ صحیح و سالم موجود
ہیں تو قلعہ بند ہوکے ہرگز نہ لڑینگے کہ اسمیں ہماری بدنامی ہے لعلان گہر دندان نے ہر چند سمجھایا جب
انھوں نے نہ مانا تو لعلان نے کہا کہ صبح کو دیکھا جائیگا میں آپ کو نہ روکونگی رات کو بیرون قلعہ
کیونکر بسر کیجیے گا کہ نہ فوج ہے نہ بارگاہ سکندر وغیرہ یہ سنکے خاموش ہو رہے لعلان گہر دندان نے

ایسا سحر کیا کہ یہ تینوں بستر پر سوتے رہے اور بیدار نہ ہوسے اور اعراک جادو فوج کو لیکر قلعہ کی طرف
چلا آگے آگے اعراک جادو فیل سحر پر سوار ہو بائیں جانب ملکہ اختر جادو طاؤس سحر پر بیٹھی ہوئی
ہاتھوں میں دونوں کے ترسول تھی اور بائیں ہاتھ میں ایک ایک سپر ہو پشت پر فوج اسطرح ترتیب
کرکے یہ قلعہ کی طرف چلے ہیں قلعہ پر سے کل کے بیٹے ناوک اندازی کرنے لگے پہلا ناوک اعراک
کی پیشانی پر پڑا ہر چند اعراک جادو نے رد سحر کیا ممکن ہوا یا دن اعراک کا زخمی ہوا - ایک تیر
اختر جادو کے بازو پر پڑا یہ بھی زخمی ہوئی اور قریب دو ہزار ساحروں کے مارے گئے کسی سے رد
ہو سکا سحر نے تاثیر نہ کی اسوقت مجبور ہوکر اعراک جادو اور اختر جادو یا دن ملکر غرق زمین ہونے
لگے کہ زمین زمین قلعہ تک پہونچ جائیں زمین آہنی ہو گئی اب یہ بلند ہوئی تو جسقدر بلند ہوئی جاتی
ہی آنکھوں کی روشنی زائل ہوئی جاتی تھی اسوقت مجبور ہوکر پلٹ آئی اور آواز دی کہ ہمنے تو سنا
تھا کہ حمزہ اور اولاد حمزہ نے قلعہ بند ہونے کو کبھی گوارا نہ کیا ہوگا معلوم ہوتا ہی کہ تم لوگ اولاد
صاحبقران سے نہیں ہو بس یہ سنتے ہی ملا العلمان گہر ذندان نے فصیل قلعہ پر سے آواز دی کہ
میں نے اُن شاہزادوں کو خواب سحر میں آلودہ کر دیا ہی ورنہ اسکی نوبت نہ آتی اور اب بہتر یہی کہ
آپ یہاں سے چلی جائیے یہ وہ مقام ہی جسکی طرف کبھی بادشاہ طلسم نے بھی رُخ نہیں کیا ہی کسی کا
سحر اس قلعہ پر تاثیر نہیں کرتا ہی ورنہ بہت خراب ہوجئے گا۔ اعراک جادو اور ساختر جادو سحر کرکے
عاجز و پریشان تو ہو ہی چکے تھے کہا کہ خیر دیکھا جائیگا کبھی تو تم لوگ قلعہ کے باہر قدم رکھوگے یہ
کہکر کچھ فاصلے سے ایک قلعہ سحر اپنے رہنے کو تیار کیا اور اپنے افسران فوج اور عزیزان قریب کو
تاے قلعہ بھیجے کہ سے سکونت طلسم کی ترک کی جس مقام پر ذلیل و رسوا ہوئے اب وہاں رہنا
بیکار ہی تا وقتیکہ ان دختران بد سرشت کے خون سے اپنے ہاتھ رنگین نہ کرینگے اسوقت تک ہم
طلسم میں نہ آئینگے - یہ تو یہاں مقیم ہوتے ہیں لیکن اب

دو کلمے داستان عزیزان ارغوان جادو کے سنیے

کہ بعد قتل ارغوان جادو یہ سب خاک اُڑاتے روتے پیٹتے جانب قلعہ سیہ تاب روانہ ہوئے
کہ چلکر اسرار روشنفیر سے اطلاع کریں کہ آپکا نمکخوار قدیم حق نمک سے ادا ہوا جسوقت یہ لوگ
قلعہ سیہ تاب کے سامنے پہونچے تو اہل قلعہ نے بادشاہ سے اطلاع کی - اسرار روشنفیر نے
آنکھیں بند کیں اور دم بھر بعد آنکھ کھول کر کہا کہ افسوس ارغوان جادو نے مفت اپنی جان دی پھر
ان لوگوں کو اندر قلعہ کے بلوا اور تسلی و تشفی انکی کر دو عزیزان طلسم کشا ایسے مقام پر پہونچ گئے ہیں
کہ انکا کوئی کچھ بنا نہیں سکتا ہی میں پہلے طلسم کشا کو رہا کر کے مرحلہ کوہ بلور کو سر کر لونگا اُسکے بعد کسی کی
دادرسی کرونگا اب صرف آٹھ روز اور باقی رہگئے ہیں ممکن تھا کہ میں اسوقت جاکر باغ آتش بہار
کو تاراج کر دیتا مگر بہرام جادو کے دل کی دل میں رہجاتی تھی یہ دیکھتا ہی کہ اُسنے میدان لولی کی کیسی
تیاری کی ہی اگر وہیں سے جاکر طلسم کشا کو رہا کیا تو نام اپنا اسرار روشنفیر ملا پایا - یہ کہکر پھر عمل خوانی میں
مصروف ہوا اہل قلعہ نے اُن فریادیوں کو قلعہ میں بلاکر جگہ رہنے کو دی لیکن لرزان جادو کو ارغوان جادو
کے مارے جانے کا کمال صدمہ ہوا اسلیے کہ ارغوان جادو اسکا عزیز قریب ہوتا تھا علاوہ اسکے ایمانی
ہمدردی کا جوش بھی تھا لیکن مجبور تھا کہ بادشاہ نے اپنا محافظ اسکو قرار دیا تھا اور اب مصروف

چلہ کشی تھا لرزان جادو تاؤ پیچ کھا کے رہگیا جب خدا خدا کرکے وہ آٹھ روز بھی تمام ہوے تو اسرار
روشنضمیر حجرہ سحر سے باہر آیا اور لرزان جادو سے کہا کہ لشکر تیار ہو کل ہم کوچ کرینگے اور پرسون ہمین
بیابان مخفی مین پہونچ جانا چاہیے کہ وہی روز قتل طلسم کشا کا مبرم جادو نے قرار دیا ہی حسب الحکم
بادشاہ لشکر تیار ہونے لگا تمام قلعہ مین ہنگامہ تھا کہ کل بادشاہ برائے رہائی طلسم کشا جائیگا ملکہ گل اندام
طاس پوش نے روتے روتے اپنی خراب حالت کی ہی آنکھین ورم کر آئی ہین چہرہ متغیر ہوگیا ہے
بلک بلک کے دعائین کرتی ہی کہ خداوندا طلسم کشا کا بچانے والا تو ہی ہی اسرار روشنضمیر نے جو دختر کی
یہ حالت دیکھی گلے سے لگایا اور بہت سمجھایا کہ پریشان نہو طلسم کشا کا خدا مددگار ہی غرضکہ اسرار روشنضمیر
نہایت جاہ و حشم کے ساتھ ڈنکا ہوتا ہوا درہ مراد کے راستے سے جانب بیابان مخفی روانہ ہوا جسوقت
درہ مراد کے قریب پہونچا اور خار جادو کو معلوم ہوا کہ بادشاہ کی سواری آتی ہی یہ مع دو دو بار جادو و
سیماے جادو برائے استقبال حاضر ہوا اور بادشاہ کو نذر جان نثاری گذرانی بادشاہ نے نذر قبول
کرکے دعاے خیر دی اور فرمایا کہ اے خار جادو بیابان مخفی کی جنگ اس طلسم مین یادگار جنگ ہوگی
کہ آجتک اس طلسم مین نہ اتنی بڑی جنگ ہوئی ہوگی نہ ہوگی اگر اقبال طلسم کشا یاور ہو تو اسی جنگ
کے بعد ضحاک کے دانت کھٹے ہو جائینگے فیصلہ کی جنگ یہی ہی لیکن پہونچنا بیابان مخفی تک ہر ساحر کا
کام نہین ہی ان لوگون سے کہو کہ یہ اسی مقام پر ٹھہرے رہین لیکن کل صبح سے انکو مسلح رہنا چاہیے
جسوقت حجاب سحر ڈھیگا تو بیابان مخفی معلوم ہونے لگے گا اسوقت یہ سب بھی آکر شریک جنگ ہون
میرے ساتھ فقط چند ساحر فوج زمین گیر کے رہین اور چند ساحر بیابان لرزان کے باقی فوج اور افسران
فوج اسی مقام پر قیام پذیر ہون اور وقت کے منتظر رہین جسوقت مین علم زرین بلند کرون اور
چمک اسکی یہان محسوس ہو اسی وقت تم سب فوج کو لیکر آ پڑنا اور شریک جنگ ہونا یہ کہکر تین سو فوج
زمین گیر کے اپنے ہمراہ لیے اور تین ساحر لشکر لرزان جادو کے ساتھ لیکر اسرار روشنضمیر غرق زمین
ہوکر غائب ہوگیا اس فوج نے اس مقام پر قیام کیا اور شام سے طبل جنگ بجوا دیا صبح کے منتظر ہوکر
بیٹھے اب کچھ حال مبرم جادو کا سنیے کہ جب اسنے میدان خونی کے گرد حصار سحر قایم کر لیا تو اک تصویر
اسرار روشنضمیر کی دروازہ پر نصب کی اور اسی کو گذرگاہ قرار دیا حصار سحر کی بنیاد مین اسنے اپنے جسم کے
خون کی چھینٹ دی ہی اس میدان خونی نے پہلے اسی کا خون چاٹا ہی اور جو تصویر اسرار روشنضمیر کی مبرم
جادو نے دروازہ مین نصب کی اسکی پیشانی پر کندہ کر دیا تھا کہ اے اسرار روشنضمیر دوسرے کی کیا
طاقت ہی کہ اس مقام تک پہونچ بھی سکے اور جان بھی سکے کہ بیابان مخفی کہان ہی تو ان مقامات سے
واقف ہی اور لطف اندر احاطہ میدان خونی کے آنے کا یہ ہی کہ دروازہ کھلا ہوا ہی صرف تیری ہی تصویر
میری روکنے والی ہی اگر دعواے سحر و ساحری ہی تو تصویر کو ہٹا کے اندر چلا آ اور مین بھی جانون کہ اس
تصویر کو مٹا دے اگر ساتھ اس تصویر کے تو بھی نہ مٹ جاے تو مجکو مبرم جادو نہ کہنا اور واقع مین کہ
مبرم جادو نے زور سحر سے ایسا اس تصویر کو بنا دیا ہی کہ جو صدمہ تصویر پر پہونچے وہی صاحب تصویر
پر بھی پہونچ سکتا ہی اب وہ روز آیا کہ جو مبرم جادو نے قتل طلسم کشا کے واسطے معین کیا تھا اہالیان
طلسم مین ایک روز پیشتر سے شور و غوغا تھا کہ کل طلسم کشا قتل ہوگا اور بادشاہ طلسم نے حکم دیا کہ جسکو تماشا
دیکھنا منظور ہو وہ باغ آتش بہار کے میدان مین آئے بعد قتل طلسم کشا حجاب سحر اٹھا دیا جائیگا اور
مقتل طلسم کشا سبکو نظر آئیگا اہالیان طلسم میدان آتش بہار کی طرف چلے آتے ہین تمام صحرا لوگون سے

معلوم ہوگیا ہی یہان ضحاک شاہ فوج طلسمی کو لیے ہوے گرد میدان مخفی کے محاصرہ کیے ہوے
موجود ہی کہ اگر اسرار روشنضمیر براے رہائی طلسم کشا آئے تو قتلگاہ تک نہ جانے پائے اندر میدان مخفی
کے جلادان مریخ خصال جمع ہین اور مبرم جادو کی فوج موجود ہی اور خاص ارکین طلسم آئے ہوے ہین
اس تقریب مین ضحاک شاہ نے اپنے بھائی اعراک جادو اور اختر جادو کو بھی طلب کیا ہی انھون نے
کہلا بھیجا تھا کہ ہمارے واسطے وہ روز خوشی ہوگا جسدن ہم اپنے مجرمون کو اسطرح قتل کرینگے ضحاک
مارگزیدہ نے پھر کہلا بھیجا بنیاد فساد طلسم کشا ہی جب یہ قتل ہوگیا پھر اُن لوگون کا قتل ہونا کوئی بڑی
بات نہین ہی اور اگر آج تم ہمارے شریک نہوے تو اُس روز ہم تمھارے شریک نہونگے عزیز وہی
ہی جو شادی اور غمی دونون مین شریک ہو یہ سنکر اعراک جادو اور اختر جادو بھی خاص خاص سردارون
کو ساتھ لیکر آئے ہین سبکو خیال ہی کہ مددگاران طلسم کشا سے مقابلہ عظیم ہوگا غرضکہ عوام کا مجمع میدان
آتش بہار مین ہی اور خاص لوگ میدان مخفی مین جمع ہین وقت کا انتظار ہے کہ مبرم [illegible] دو مانند بلاے
سیاہ کے اک خرس پران پر بیٹھی ہوئی بال ماتھے سے کھلے ہوے قید طلسم کشا ہمراہ لیے ہوے
میدان مخفی مین آکر پہونچی - واضح باد ناظرین ہو کہ راستہ باغ آتش بہار سے میدان مخفی کو پوشیدہ
طور کا ہی جس سے سوا مبرم جادو کے کوئی آگاہ نہین ہی اور باغ آتش بہار بھی ساختہ مبرم جادو اور
جاے سلطنت ہی مگر چونکہ وہ مقام اسنے شعلہ عذار جادو کے سپرد کردیا تھا اور ظاہر طلسم مین تھا سو جہ سے
اسنے میدان مخفی کو قتلگاہ طلسم کشا قرار دیا اب وہ وقت ہی کہ اک عالم جمع ہی اور منتظر ہے کہ
دیکھیے طلسم کشا کسوقت زیر تیغ بٹھایا جاتا ہی کہ مبرم جادو نے اپنے لشکر کو گرد چبوترہ ریگ کے قاعدہ
سے قائم کیا اور بالاے چبوترہ اک سائبان سحر قائم کیا زمین نیلی ہی آہنی بنا چکی ہی جھنڈون کی استے
جب مستعد ہو چکے تو مبرم جادو نے عادل کیوان شکوہ کو زیر تیغ بٹھانے کا حکم دیا اسیوقت جلاد
نے لاکر عادل کیوان شکوہ کو چبوترہ ریگ پر بٹھالا اور عیار طلسم کشا کو اسکے برابر اور ملکہ شعلہ عذار جادو
اور دل آویز جادو کو سامنے عادل کیوان شکوہ کے دوسرے چبوترہ پر بٹھا کے حکم قتل دیا جلادون
نے آنکھون پر سبکے پٹیان باندھ کے پوچھا کہ اے اجل رسیدہ جو تمناے آخر ہو اسے بیان کر
کہ اسکے بعد وقت نہ ملیگا اگر کچھ وصیت کرنا ہو تو کہ لے اسوقت جو حالت عاشق و معشوق کی تھی
اسکا بیان امکان تحریر سے باہر ہی عادل کیوان شکوہ نے کہا کہ کوئی تمنا ہمارے دل مین اسوقت
باقی نہین فقط اتنی خواہش ہی کہ پٹی ہماری آنکھون پر نہ باندھو کہ وقت آخر تو ملکہ کو دیکھ لین - ؎
آرزو یہ ہی کہ نکلے دم تمھارے سامنے + تم ہمارے سامنے ہو ہم تمھارے سامنے + ساتھ اس
شعر کے اشک حسرت چشم طلسم کشا سے ٹپک پڑے اور یہ آواز شہزادے کی ملکہ کے گوش زد ہوئی
جلاد نے کہا کہ اسی جرم پر تم قتل کیے جارہے ہو کہ دختر بادشاہ کو تمنے نگاہ بد سے دیکھا اور کوئی
حسرت ہو تو بیان کرو - فرمایا بس اسکے سوا اسوقت کوئی حسرت نہین ہی ملکہ نے جلاد سے کہا کہ ارے
ستمگر یہ مین نہین کہتی کہ تو حکم بادشاہ کے خلاف کر لیکن کچھ تو لحاظ میرا بھی چاہیے کہ مین طلسم کی
شاہزادی ہون بخاطر میرے پٹی آنکھون پر سے سب کے کھول دے اسمین تیرا کیا نقصان ہی جلاد
نے شرمندہ ہو کر پٹی چشم ملکہ سے کھول دی دوسرے جلاد نے شعلہ عذار کی آنکھون سے پٹی کھول دی
اور باصرار ملکہ ان جلادون نے بھی پٹیان طلسم کشا اور عیار طلسم کشا کی آنکھون سے کھول دین ہر
ایک نے دوسرے کو عجب حسرت و یاس کی نظر سے دیکھا کہ دیکھنے والون کے دل شق ہوے جاتے تھے

مبرم جادو انتہا کی سنگدل تھی مگر اسنے بھی منھ پھیر لیا جلادون نے دوسرا حکم طلب کیا مبرم جادو نے
دوسرا حکم بھی دیدیا اب تیسرے حکم کا انتظار ہی گردون پر خط کھینچے جاچکے ہین جلادون کے ہاتھ مین
تلوارین علم ہین اسوقت ایک دوسرے کو عجب حسرت و یاس کی نگاہون سے دیکھ رہا ہی ملکہ کی
زبان پر یہ شعر ہی ؎ کیا یہی قسمت مین لکھا تھا قاتل پہ شیدا بھی ہون ۔ ظلم یہ ظلم ہے کہ اسے
گردون جان بھی دین رسوا بھی ہون ۔ شاہزادہ بنگاہ حسرت اپنی حالت کو دیکھتا ہی اور فلک کو دیکھتا
ہی اور کہتا ہی کہ اے پروردگار عالم کیا تیری یہی مصلحت ہی کہ عادل ایسے مقام پر قتل کیا جائے کہ لاش
کی خرابی ہو دفن کفن بھی نصیب نہو اگرچہ اعمال تو میرے اس سے زیادہ سزا کے لائق ہین مگر تیرے
فضل و کرم سے تو مجھے ایسی حالت کی امید نہ تھی نہ ہی مین ہر طرح راضی برضا ہون لیکن افسوس کہ
ایسا بد اقبال ہمارے خاندان مین کوئی نہوا ہوگا جیسے ہم ہوے یہ تو یقین ہی کہ جبتک تیری خدائی
ہی اسوقت تک دور اسلام ہی اور جسطرح مین نے طلسم البق مین اپنے والد ماجد ایرج ثانی کے قاتل
کا بدلا بخت و درنگ سے لیا اسیطرح کوئی نہ کوئی بندہ خدا میرے خون کا قصاص بھی ضرور اس قاتل
سے لیگا لیکن ؎ بعد از مرگ من نیکیون شد شدہ باشد ۔ نہ اسوقت تک میرا کسی پر اتفاق
گزرا کہ خواب اسکا دروغ ہوا ہو مین نے کئی خواب مختلف اوقات مین دیکھے کئی مرد بزرگ مجھکو
فتاحی طلسم کی بشارت دیگئے ہین کیونکر کہون کہ وہ خواب جھوٹے تھے یا وہ لوگ دروغگو تھے
مگر بظاہر تو تھوڑی ہی دیر مین ملک الموت سے ملاقات ہوا چاہتی ہی ممکن ہی کہ خدا کی مصلحت
بدل گئی ہو ہنوز یہ دل سے باتین کر رہے تھے کہ مبرم جادو نے قبل تیسرا حکم دینے کے آواز دی
کہ او طلسم کشا تجھے اس روز کی زبان درازی یاد ہی تو کہتا تھا کہ موت پر سوا خدا کے برق کے کوئی
قادر نہین ہی اب وہ خدا تیرا کہان ہی اور تجھے کیون نہین بچا لیتا بس یہ طعنہ قلب عادل کیوان شکوہ
کے واسطے برچھی سے کم نہ تھا لیکن اس کلام سے مبرم جادو کے اسکو یقین ہوگیا کہ اب قتل ہونا
آسان نہین ہی یہ نکات ہرگز مجھے قتل نہین کر سکتی یہ موت زیست کے بارے مین خدا کی قائل نہین
اور اپنے انتظام پر اسکو غرور ہی خدا ضرور اسکے غرور کو ڈھائیگا بس فوراً جواب دیا کہ دیکھ
جھک مارتی ہی اور گو کھاتی ہی مین اب بھی یہی کہتا ہون کہ اگر منظور رضا نہو تو کیا مجال ہی
تیری جو تو مجھکو قتل کر سکے کیون نہین تیسرا حکم دیتی کہ تجھپر اور مجھپر دونون پر حق کا فیصلہ ہوجائے بس
یہ سنکر مبرم جادو نے جلاد کو تیسرا حکم دیا اور عادل نے جلبلا کر دعا کی ادھر ملکہ نے حسرت سے جو
کو دیکھا چارون جلادون نے برابر سے تلوارین علم کین غضب و غصہ یہان گفتگو مین گزرا اتنی درنگ
بیرون احاطہ قتلگاہ یہ واقعہ گزرا کہ ضحاک مار گزیدہ دروازۂ قتلگاہ پر خود کھڑا تھا اور فوج طلسمی
محاصرہ احاطہ قتلگاہ کا کیے ہوئے تھی باجے بج رہے تھے ساحر حربہائے سحر لیے ہوئے تیار
کھڑے تھے کہ حریف آئے اور ما بیر حملہ کردین سبکو یقین تھا کہ مددگاران طلسم کشا ضرور آئینگے علم
اول کی طرح جب ضحاک کو پہونچی ہی فوراً سنے پکار کے اپنے لشکر کو آواز دی تھی کہ اے خیرخواہان دولت
اب اسرار دشمن مین اتنا دم نہین ہی کہ وہ مابدولت و اقبال کا سامنا کرسکے اور سوا اسکے اور کسی کے
واسطے اپنے بڑے انتظام کی ضرورت نہ تھی مگر مجھے یقین ہی کہ اب مدد طلسم کشا کو کوئی نہ آئیگا اسلیے
کہ کسکو پڑی ہی جو اپنی جان دے ہنوز سخن ناتمام تھا کہ خوشامدیون نے تائید کلام شروع کردی
بس اتنا خیالات کا بدلنا تھا کہ یہ معلوم ہوا کہ اک برق سی چمکی جسنے نگاہون کو خیرہ کردیا آنکھ جھپک

وہ کھلی تو اسرار روشنضمیر کو دروازہ قتلگاہ پہ پایا اسطرح کہ تاج بر سر چار قبہ شاہنشاہی در بر تخت وہان
پر سوار سامنے گلدستے چنے ہوے سامان سحر کی کشتیان آگے رکھی ہوئی پتلی طلائی موجھیل طلائی
ہوئی - چھ آدمیون کے ہاتھ مین چھ علم سے شعلے تین نقرئی اور تین طلائی وہ علمون کو جھکار ہے ہین اور
جلوہ دے رہے ہین علمہاے نقرئی کی سے تو اک روشنی مثل چاندنی کے پھیلی ہوئی ہے اور علمہاے
طلائی کی چمک برق کو شرمندہ کرتی ہے جس سے آنکھین ساحرون کی خیرہ ہو رہی ہین جب دکھائی
نہ دے تو کوئی کیا کر سکتا ہے ضحاک شاہ نے آواز دی کہ ارے غضب ہوا یہ ظالم کیونکر اتنی جلد دروازہ
پر پہونچ گیا لینا اسکو جانے نہ پائے چونکہ ضحاک کسیقدر آگے بڑھا ہوا کھڑا تھا اور اسرار روشنضمیر
دروازہ پر پہونچگیا تھا تو ضحاک جادو پلٹا اور جھولی پر سحر کے ہاتھ ڈالا ساتھ ہی ضحاک کی فوج طلسمی بھی
اسرار روشنضمیر کی طرف چلی اسرار روشنضمیر نے دروازے پر پہونچتے ہی اپنی تصویر نصب دیکھی
جو عبارت پیشانی پر تحریر تھی اُسکے مضمون سے یہ آگاہ تھا طائران سحر نے تمام انتظامات کی خبرین
پہلے سے اسرار روشنضمیر کو پہونچادی تھین ویسا ہی انتظام اسنے بھی پیشتر سے کر لیا تھا بس جیسے کہ
اپنی تصویر کو دیکھا اک شیشہ کشتی سے اُٹھایا اور اُس تصویر کو دکھا کر آواز دی کہ اگر تو میری شبیہ ہے
تو تیری جگہ دل مین ہے آ چلی آ بس یہ کہنا تھا کہ تصویر مانند عکس کے شیشہ مین اُتر گئی اسرار روشنضمیر نے
شیشہ پر پوشش ڈالدی اور دروازے مین داخل ہوتے ہی نعرہ کیا کہ باش اے جلادان پرچھان
خبردار و ہوشیار باش کہ منم اسرار روشنضمیر یہ کہتے ہی اسنے اپنا علم آفتاب شیم بلند کیا پر تو علم کا پڑتے
ہی جلادون کی نگاہین خیرگی کرنے لگین بسبب ہیبت کے تلوارین ہاتھون سے چھوٹ پڑین مبرم
جادو نے اپنے لشکر کو آواز دی کہ قیدیون سے ہوشیار رہنا اور تیغہ سحر لیکر خود بارادہ قتل طلسم کشا چلے
اسرار روشنضمیر نے جانب شعلے طلائی اسطرح پھینکے کہ چبوترہ ریگ پر آکے گرے بس انھون نے ایک
ایک چتر سر پر چارون قیدیون کے کھولدیا اور دو ہار ادی کنٹھا کہ چتر سر پر طلسم کشا کے کھولا اور تاج کو
تاج پہنادیا اور عیار طلسم کشا کے ہاتھ مین چھوڑ دیا اور کہا کہ اسکے حرکت دینے سے ہر یہ سحر باطل ہوجائیگا
اور روز بہزادی کے گلے مین کی ہار پہنا دیا بس ان تحائف کے پہونچتے ہی سبکی قیدین دور ہوگئین انھون
نے بھی پرے جمائے ملکہ دل آویز جادو سحر کرکے بلند ہوئی ساتھ ہی شعلہ عذار جادو نے بھی
آتش سحر برسانا شروع کی عیارون نے جست کر کرکے ساحرون کو خنجر مارنا شروع کیے فلک طلسم نے تو ایک
جلاد کی تلوار چھین کر کشتون کے پشتے اور لاشون کے انبار لگانا شروع کیے طلسم کشا نے مبرم جادو کو
آواز دی کہ کیون او کافرہ دیکھا تو نے قدرت معبود عالم کو کس وقت مین اُسنے مدد کی ہے اور اسرار روشنضمیر کا
بھیجا ہے اسرار روشنضمیر نے مبرم جادو سے کہا کہ بس اسی گھمنڈ پر تھا مبرم جادو شرمندہ ہوئی مگر
غصہ مین مانند بلاے سیاہ کے اسرار روشنضمیر کی طرف چلی اور آواز دی کہ او کمبخت حقیقت مین
مین تجھکو ایسا نہ جانتی تھی مگر اب بھی تو میرے ہاتھ سے بچ کے جا نہین سکتا اسلیے کہ میری سرحد مین ہے
اسرار روشنضمیر نے کہا کہ اگر یہ مقام حدود طلسم سے باہر ہے تو تیری سرحد ہے ورنہ سب میری سرحد ہے
تمام سرزمین طلسم میرے اختیار مین ہے اگر چاہون تو ابھی اسکا طبقہ اُلٹ دون یہ کہکر اسرار روشنضمیر نے
اک کاغذ اُٹھایا جسپر نقشہ قتلگاہ طلسم کشا کا من وعن بنا ہوا تھا اُسکو سامنے اپنے رکھا اور مبرم جادو
سے کہا کہ دیکھ تو یہ کیا ہے مبرم جادو نے کہا کہ اسی مقام کی تصویر ہے بس یہ سنکر اسرار روشنضمیر نے کہا
کہ اے مبرم جادو کیا تو اندھی ہوگئی ہے ارے اصل یہ ہے اور نقل وہ ہے جسے تو اصل سمجھتی ہے پہلے ہوشکو

ہو جایہ نہ کہنا کہ ہوشیار نہ کیا تھا یہ کہتے کہتے اُس کاغذ کو پلٹ کے زانو کے نیچے دبایا بس کاغذ کا
پلٹنا تھا کہ سارا طبقہ میدان خونی کا پلٹ گیا فوج ساحران تے اُلٹ کے بیجا جانا ممکن ہوا طبقہ پلٹنے کے
صرف مبرم جادو اور اسرار روشنضمیر اس مقام پہ تھے اور کوئی نہ تھا اب برابر کے ردو بدل ہونے
لگے علم زرین کی ضو سے وہ جو حجاب تھا برطرف ہوگیا خمار جادو و لرزان جادو منتظر کھڑے تھے
جیسے ہی علم چمکا یہ سب کے سب مع فوج بیابان لرزان و فوج زمین گیر نیزے کر کر کے آپڑے
گھمسان کی لڑائی ہونے لگی گولے ترنج نارنج چلنے لگے سحر کی تیرگی نیرنگ عالم کا تماشا دکھا رہی تھی جو
تماشائی میدان آتش بہار میں جمع ہوے تھے انھوں نے دیکھا کہ اک برق سی چمکی اُسکے بعد دیکھا
کرنہ تو طلسم کشا ہے نہ اسکے ساتھ کے قیدی ہیں لشکر اسرار روشنضمیر اور لشکر ضحاک مارگزیدہ میں جنگ
ہو رہی ہے گولہ ترنج نارنج چل رہا ہے ترسول پر ترسول چمک رہے ہیں لشکر اسرار روشنضمیر میں بیر قین
اُڑ رہی ہیں اور ایک مقام پر اسرار روشنضمیر اور مبرم جادو میں قیامت کے سحر چل رہے ہیں واضح
راے ناظرین ہو کہ جسوقت اسرار روشنضمیر دروازے سے داخل میدان ہوا ہے تو اسنے دروازہ
پر نشان سحر نصب کر دیا تھا اُسنے سحر کے دروازے کو نظروں سے غائب کر دیا تھا کہ ضحاک جادو
اسرار روشنضمیر تک نہ پہونچ سکا اور جسوقت طبقہ اُلٹا ہے تو بتلا ہاے سحر کے ذریعہ سے طلسم کشا
و عیار طلسم کشا اور دل آویز جادو اور شعلہ عذار جادو کو نگاہوں سے پوشیدہ کر کے جانب
درہ مراد روانہ کر دیا تھا کہ انکا حال بعد کو ظاہر ہوگا کہ یہ کہاں جاتے ہیں اور کیا کرتے ہیں لیکن
اول حال اُس جنگ کا سنیئے کہ اب تمام حجاب طلسمی ساحروں کے رد و بدل میں ٹوٹ گئے ہیں
در میدان جنگ اہل طلسم کے پیش نظر ہو گیا ہے فوج زمین گیر نے قیامت برپا کر دی ہے ساحران فوج
زمین گیر زمین زمین آتے ہیں اور خمار جادو کے سحر سے جن ساحروں پر غنودگی طاری ہوتی ہے انکو
لیجا کے زندہ در گور کر دیتے ہیں اُدھر لرزان جادو نے قیامت برپا کر رکھی ہے اسکا سحر کسی سے رد
نہیں رکتا جب ضحاک جادو اسرار روشنضمیر کی طرف جانے کا قصد کرتا ہے تو لرزان جادو یا خمار جادو
اپنے سحر میں الجھا لیتے ہیں ضحاک جادو کی طرف سے تمام ساحران نامی لڑ رہے ہیں اعراک جادو
ایک جانب قیامت برپا کر رہا ہے اور راخش جادو ایک سمت آفت برپا کر رہی ہے چہار چشم جادو نے
فوج زمین گیر کو تاک لیا ہے جس مقام پر کوئی ساحر زمین گیر آتا ہے اُسکو معلوم ہو جاتا ہے یہ ترسول زمین پر
مارتا ہے ساحر زیر زمین زخمی ہو کر ہلاک ہو جاتا ہے عجب طرح کا ہنگامہ برپا ہے لوگ اسطرف کم ہیں اور
لشکر ضحاک مارگزیدہ بہت بڑا ہے لیکن نمکخواران اسرار روشنضمیر جانیں لڑا رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں
کہ بھائیو زندگی بھر بادشاہ کا نمک کھایا ہے یہی روز جانبازی ہے جانثار لڑا دو اور ان نمکحراموں سے
سمجھ لو ان کلمات پر ضحاک مارگزیدہ کٹ کٹ جاتا ہے ضحاک مارگزیدہ کو مبرم جادو نے آواز دی کہ
طلسم کشا کو تلاش کرو اگر آج طلسم کشا ہاتھ سے نکل گیا تو غضب ہو جائیگا یہ لوگ کوہ بلور پر یورش
کرینگے انکو لوح کی خبر ملگئی ہے ضحاک جادو نے یہ سُنکر اپنے لشکر میں حکم دیا کہ قیدی غائب ہیں تلاش
کرو نکل کے سلامت نہ جانے پائیں ورنہ آج قیدیوں کا قابو سے نکل جانا سبکی عزت کا جانا ہے
ساحران لشکر ضحاک کثرت سے ہیں کچھ تو مصروف مقابلہ ہیں اور کچھ زمین و آسمان میں طلسم کشا
کو ڈھونڈھتے پڑے پھرتے ہیں۔ اب ان سب کو مصروف جنگ چھوڑ کر

چند کلمے داستان سکندر رستم خو و رفیع البخت و سہراب ثانی کے

بیان کیے جاتے ہین

کہ انھون نے خواب سے بیدار ہونے کے بعد اپنی معشوقہ سے اظہار ملال کیا اور فرمایا
کہ ہم گھر مین حبیب کے جھینپنے کے عادی ہوتے تو طلسم مین کیون آتے اگر آئندہ تم ہم لوگون
سے دور ہوگی تو ہم گلے کاٹ کر جانین اپنی دینگے لعلان گہر دندان نے بہت سمجھایا کہ حریف
گھات مین ہین ادھر قلعہ سے نکلے ادھر گرفتار ہوے سکندر نے کہا کہ وہ گرفتاری اس آزادی
سے بہتر ہے مجبور ہو کر قید مین بیٹھینگے اور اختیار کے ساتھ ہم سے نہ بیٹھا جائیگا۔ تمنے سنا ہے کہ لوح
طلسمی کو نور پر پوشیدہ کی گئی ہے ہم جائینگے اور لوح طلسمی کی کوشش کرینگے اگر لوح ہاتھ لگی
تو پھر ملک رکشا نے تعجب اوس دینے جائینگے عادل کو چھوڑ کر اپنا ممنون احسان بنائینگے لعلان گہر
دندان نے کہا کہ اچھا آج کے تیسرے روز یہان سے چلنا مین انتظام اپنا کر لون شاہزادی
نے بمشکل منظور کیا ملکہ لعلان گہر دندان نے اپنے باپ کی زبانی سنا تھا کہ بیابان چہار منارہ
مین تحائف طلسمی ہین لیکن یہ نہین معلوم کہ کیونکر ہاتھ آئین اور کیا کیا تحفہ ہے نیم شب کے
وقت اسنے جو کا سحر کا دیا اور اسم خواب مین مصروف ہوئی قریب صبح پر سامنے آیا اور عرض
کی کہ کیا حکم ہوتا ہے ملکہ نے کہا کہ تحائف طلسمی کہان ہین اسنے عرض کی کہ ہر منارہ کی تہہ
مین ایک ایک صندوقچہ ہے اور ہر صندوقچہ پر نام اسکے مالک کا تحریر ہے اور طریقہ یہ ہے کہ جو شخص
اپنے نام کے صندوقچہ کو دریافت کرنا چاہے کہ کہان رکھا ہے اسکو لازم ہے کہ اپنے نام کے
عدد نکالکر چار پر تقسیم کرے اگر ایک بچے تو منارہ مشرقی مین اسکا حصہ ہے اور دو بچین تو منارہ
شمالی مین ہے اور تین بچین تو منارہ مغربی کی طرف جاے اور کچھ نہ بچے تو منارہ جنوبی کو خیال
کرنا چاہیے اور منارہ جنوبی اسکے حصہ کا ہے جو فاتح طلسم ہو اور طریقہ نکالنے کا صندوقچے کا یہ ہے
کہ ایک اسم دروازہ منارہ پر تحریر ہے اسے ایک سو ایک مرتبہ پڑھکر آواز دے کہ اے حامل امانت
ہمارا مال ہمارے سپرد کر دروازہ کھلیگا اور ایک شخص آکر صندوقچہ ہاتھ مین دیگا اور چلا جائیگا بس
یہ سنکر ملکہ لعلان گہر دندان نے اسکو دو چھینٹ دیکر رخصت کیا اور پاس شاہزادہ سکندر کے آئی
اور سارا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ آج رات کو چلا اس تحفہ کو نکالو سکندر نے منظور کیا جب شام ہوئی
تو شاہزادہ سکندر رستم فوج مع ملکہ لعلان گہر دندان قلعہ سے نکلکر جو منارہ انکے نام کا نکلا اسکے قریب
آئے ملکہ نے فتیلۂ سحر روشن کیا مگر جب فتیلہ سامنے دروازہ منارہ کے پہونچا گل ہوگیا ملکہ نے کہا کہ
معلوم ہوتا ہے کہ جو مخالف اس منارہ مین رکھے ہین وہ رد سحر کے ہین یہ دروازہ بغیر اصلی روشنی کے
نظر نہ آئیگا سکندر رستم فوج نے چقماق سے آگ نکالی اور رومال اپنے ہاتھ کا جلا کے اسکی روشنی مین
اسم پڑھا اور ایک سو ایک مرتبہ پڑھکر آواز دی کہ اے حامل امانت ہماری امانت ہمارے سپرد کر
بس یہ کہنا تھا کہ حاضر حاضر کی صدا پیدا ہوئی اور دروازہ منارہ کا کھلا ایک شخص نے صندوقچہ
لاکر پیش کیا سکندر نے وہ صندوقچہ لے لیا اور قلعہ مین واپس آیا ادھر شاہزادہ رفیع البخت سکندر
کے پاس آیا تو سکندر کو نہ پایا کنیزون سے دریافت کیا انھون نے کہا کہ ہمین نہین معلوم کہان تشریف
لیگئے ہین ملکہ بھی ساتھ مین اور یہ ارشاد کر گئے ہین کہ ہم آج ہی پہلے آئینگے یہ سنکر شاہزادہ رفیع البخت
خاموش ہو رہے اور پلٹ گئے یہان ملکہ قمر اندام بالاخانہ پر ٹہل رہی تھی اسنے دیکھا کہ دو شخص تاریکی
شب مین قلعہ سے نکلکر منارہ مشرقی کی طرف چلے جاتے ہین اسنے دوربین سحر لگا کر دیکھنا شروع کیا اور

ہمارا واقعہ سکندر و لعلان گہر دندان کا دریافت کر لیا جو وقت رفیع البخت پہونچے تو قمر اندام نے کہا کہ
مجھے علم سحر کے ذریعہ سے دریافت ہوا ہے کہ ان مناروں میں تحائف ہیں چلو تم بھی تقدیر آزمائی
کرو رفیع البخت نے کہا سہراب کو بھی بلا لو پس شنگرف ملکہ نے سہراب کو بھی بلوا لیا اور جس قاعدہ
سے سکندر نے تحائف حاصل کیے تھے اسی طرح ان دونوں شاہزادوں نے بھی تحائف
حاصل کیے سکندر نے جو اپنے مقام پر آ کے صندوقچہ کھولا تو اسمیں سے ایک فقط ہیکل نکلی اور
کچھ اسمار کندہ تھے سکندر نے اسکو پہن لیا اور لعلان گہر دندان سے کہا کہ اب ساحروں کا خطرہ تو باقی
نہیں رہا میں جانب کوہ بلور جاتا ہوں لوح حاصل کر کے طلسم کو فتح کرونگا لعلان گہر دندان نے کہا
کہ تم بغیر سر و سامان کے جانے پر آمادہ تھے اب تو ہیکل ملگئی ہے سکندر صبح ہوتے ہی قلعہ سے
نکلکر جانب کوہ بلور روانہ ہوا اور پوشیدہ طور پر عقب میں اسکے ملکہ لعلان گہر دندان ابر شفقی رنگ
میں پوشیدہ ہو کر طرف کوہ بلور کے روانہ ہوئی۔ بعد اسکے رفیع البخت کو خبر ہوئی کہ سکندر رستم و
فکر لوح میں گئے ہیں رفیع البخت بھی مع سہراب ثانی جانب کوہ بلور روانہ ہوئے اور انکے عقب میں
بھی قمر اندام جادو اور تبسم تاب جادو طرف کوہ بلور کے روانہ ہوئیں دیکھیے یہ کب پہونچتے ہیں اب
کچھ حال شاہزادہ حق پژوہ عادل کیوان شکوہ کا سنیے کہ جو وقت اسرار روشن ضمیر نے طلسم قندگاہ کا
تماشا ہی اور بجلہائے سحر عادل کیوان شکوہ بردۂ اسراری کی آڑ کے طرف درہ مراد کے لیچلے ہیں
تو یہ حیران تھے کہ میں کہاں ہوں نہ وہ میدان جنگ ہے نہ اسرار روشن ضمیر ہے نہ دشمنوں کا ہجوم ہے
انکو خیال پیدا ہوا کہ شاید میں دشمن کے قبضہ میں آگیا یہی حالت طیفور اور شعلہ عذار اور دل آویز جادو
کی تھی لیکن جب بجلہائے طلائی نے انکو درہ مراد کے نزدیک پہونچا دیا تو درمیانی پردہ ہٹا دیا
اور ایک ایک پرچہ ہاتھ میں ان سب کے دیکے چلے گئے اب طیفور نے اپنے آقا کو پہچانا۔ شاہزادہ
عادل کیوان شکوہ نے عیار کو دیکھا شعلہ عذار اور دل آویز جادو نے انکو دیکھا انھوں نے انکو
دیکھا ابھی تک یہ سب تصویر حیرت بنے ہوئے ہیں جب پرچوں کو پڑھا تو یہ عقدہ حل ہوا لکھا تھا
کہ میرے بجلہائے سحر آپکو درہ مراد پر پہونچائے دیتے ہیں آپ درہ سے نکل کر کوہ بلور پر حملہ کیجیے
اور لوح حاصل کر کے طلسم کشائی شروع کر دیجیے میں ضحاک مار گزیدہ اور دیگر ساحران زبردست کو
جنگ میں الجھائے ہوئے ہوں ورنہ حصول لوح میں ابھی بڑی بڑی سخت دقتیں پیش آئینگی اور
دل آویز جادو کے پرچہ کا یہ مضمون تھا کہ اے دختر اگر تو نے طلسم کشا کا ساتھ دیا ہے تو تو ابھی
میری دختر ہے تو طلسم کشا کو لیکر کوہ بلور پر چل اور حصول لوح کی فکر کر اگر دیر ہوئی تو اور لوگ پہونچ جائینگے
اور لوح کے ملنے میں دقت پڑ جائیگی نفس مطلب چاروں پرچوں کا ایک تھا ایک نے دوسرے کو
انکو اپنے اپنے پرچے کے مضمون سے آگاہ کیا بعد اسکے یہ صلاح ہوئی کہ کسطرح چلنا چاہیے شعلہ عذار اور
دل آویز جادو نے کہا کہ ہم تو بلند ہو کے چلیں کہ ساحران بیابان مصفا ہمکو نہ دیکھ سکیں اور طلسم کشا
کو پیدل چلنے دو اگر کوئی ساحر سد راہ ہوگا تو دیکھا جائیگا غرضکہ ملکہ دل آویز جادو سحر غائب کر کے بلند
ہوئی اور شعلہ عذار جادو غبارہ سحر میں بیٹھکر اڑی اور مہتر طیفور نے شکل اپنی اگن جوگی کی بنائی۔
شاہزادہ مرکب طلسمی پر سوار تیغہ سحر کش اسکے ہاتھ میں ایک بجلہ طلائی چتر کا سایہ کیے ہوئے کہ حصہ
کسی ساحر کا اثر نکرے اس شان و شوکت کے ساتھ درہ مراد سے گذر کر طرف کوہ بلور کے چلے ہیں
انکا حال پھر بیان کیا جائیگا۔ اب کچھ حال میدان جنگ کا سنیے۔ کہ یہاں لشکر طلسمی کا یورش کرنا

سوا ملکان مرحلہ اور اسکے لشکر کی تمام فوج آمدی ہوئی ہی اور سر اسرار روشن ضمیر کے ساتھ فقط چار سردار
اور دو لاکھ ساحر ہیں سامنا مبرم جادو سے ساحرہ سخت ہے مگر اسرار روشن ضمیر مبرم جادو کو بھی جواب
دیتا جاتا ہی اور اپنے سرداروں کو بھی بچاتا جاتا ہی لیکن فوج اسرار روشن ضمیر کی بسبب کم ہونے کے پسپا
ہوئی جاتی ہی اور اسرار روشن ضمیر بھی بخیال اپنے لشکر سے قریب رہنے کے مقابلہ کرتا جاتا ہی اور عقب پسپا
ہوتا جاتا ہی لیکن یہ بات قبل سے کہہ رکھی تھی کہ پسپا ہونے کے وقت یہ خیال رہے کہ جتنے قدم پیچھے
ہٹیں وہ کوہ بلور کی طرف ہٹیں یہی راستہ قریب کا بھی قلعہ سیہ تاب سے ہی اس صورت
سے یہ فوج پسپا ہوئی چلی آتی ہی تماشائی بھاگے جاتے ہیں اسی ہنگامہ میں شب کا ہنگام آگیا
دونوں طرف کے ساحروں نے فیتلہ ہائے سحر روشن کیے اور اسکی روشنی میں لڑنا شروع کیا
چار جانب گوڈ تیغ تا تیغ چل رہا ہی پیکانوں کے گچھے سو نیزوں کے اچھل رہے ہیں نعرے
یا سامری یا جمشید یا شمس باز مرد شاہ باختری کے بلند ہیں کفار یونہی دو سو خداوندوں کو پکارتے
جاتے ہیں اور کٹتے جاتے ہیں کہ ارے تم اپنے خداوند ہو مسلمانوں کا ایک خدا ہی سب کی
ٹوٹ پڑو مثل مشہور ہی کہ ؎ دو دل یک شود بشکند کوہ را + پراگندگی آرد انبوہ را + تم تو ہونے دو سو
ہوتے ایک خدا کو شکست نہیں دیجاتی ساحران لشکر اسلام ہنستے جاتے ہیں اور کہتے جاتے
ہیں کہ کیا ان لوگوں کی عقل پر پتھر پڑے ہیں ساحروں کے مرنے سے تماشہ بر پا ہو رہی ہیں
کہیں آتش باری ہو رہی ہی کہیں برف باری ہو رہی ہی کہیں خاک اڑ رہی ہی یہ شور کر رکھا ہی کہ
کشتی مرا نام من فلان بود و فلان بود زمین کے طبقے ہل رہے ہیں آسمان ستاروں کی آنکھیں
نکالے ہوئے بغور دیکھ رہا ہی کہ ایسا دن بھی اس طلسم میں کبھی نہ پڑا تھا مبرم جادو بلاے مبرم
بنی ہوئی اسرار روشن ضمیر پر حملے کر رہی ہی یہی ایسا ساحر زبردست ہی کہ ہر بلا کو ٹالتا ہی اور مبرم جادو
کے ہر سحر کا جواب دیتا ہی ضحاک جادو لشکر کو للکار رہا ہی کہ ہاں ساحران طلسم ڈگمگانا کیا دولت
و اقبال تمہاری پشتی پر موجود ہیں اور جاماسیاں تمہاری دیکھ رہے ہیں بعد فیصلہ جنگ سبکی عزت
زیادہ کرونگا آج ان دریدہ دہنوں کو خاک ذلت پر گرا دو کہ انہوں نے تمہارے بادشاہ کو نمکحرام کا
خطاب دے رکھا ہی ساحر ضحاک کے جانیں لڑا رہے ہیں اور ساحران اسرار روشن ضمیر کہہ رہے ہیں
او بے شرم کیا سلطنت تیرے باپ کی تھی جو جیسا ہوگا اسے خلقت خدا ایسے ہی لقب یاد کریگی ہم
نہ رہینگے تو عالم تجکو نمکحرام کہیگا کہ مالک کو دھوکا دیکر اسیر بلا کیا آپ مالک تخت و تاج بن بیٹھا اس دن
کی خبر نہ تھی ضحاک نے بیغیرتی کا جواب دیا کہ سلطنت یونہیں ہاتھ آتی ہی غرضکہ دن جسطرح کٹ گیا تھا
اُسی طرح رات بھی کٹ گئی اور کوئی فیصلہ نہوا دوسری صبح ہی اور تیسرا فاقہ ہی دونوں لشکروں کی عجب
حالت ہی اسرار روشن ضمیر اور مبرم جادو دونوں زخمی ہیں لیکن برابر حربہاے سحر چل رہے ہیں اسباب
سحر ختم ہو چکا ہی اب اشاروں پر کام ہو رہا ہی اک مرتبہ مبرم جادو نے بال اپنے سر کے نوچ کے
پھینکے اور زمین پر دو ہتڑ مار کے آواز دی کہ اے ماران سحر لپٹ لینا دشمنوں کو بس یہ کہنا تھا کہ تمام
موے سر سانپ بنگئے اسرار روشن ضمیر کی طرف چلے اسرار روشن ضمیر نے سپر خاردار زمین پر رکھدیا
سانپوں نے سپر پر منھ مارنا شروع کیے جیسے منھ مارا وہ چھد کے رہگیا اب اسرار روشن ضمیر نے دستی
شیشہ اٹھایا جسمیں اپنی تصویر کو اتار لیا تھا پردہ اسکا ہٹا کے کچھ اسم سحر پڑھا کہ وہ تصویر شیشہ
سے باہر آئی اور تیغہ سحر پکڑ کے مبرم جادو پر جا پڑی مبرم جادو سمجھی کہ خود اسرار روشن ضمیر ہی آپہنچا

تیغہ سحر کھینچا اور لڑنے لگی اسرار روشن ضمیر نے اُدھر سے ضحاک مارگزیدہ کی طرف رخ کیا ضحاک
مارگزیدہ نے کہا کہ اُدھر سے بھاگ تو اس طرف آیا یہ کہکر گولہ فولادی سینے پر اسرار روشن ضمیر کے
کھینچ مارا اسرار روشن ضمیر نے گولہ ضحاک مارگزیدہ کا سینے پر روکا اور بیہوش ہوکے گرا ضحاک مارگزیدہ
تلوار کھینچکر قریب آیا کہ سر کاٹ لون فوج زمین گیر نے قصد کیا کہ اپنے مالک کو بچائے لیکن ضحاک
مثل بلائے سر پر پہونچ گیا تھا کہ اسرار روشن ضمیر نے کمند سحر ماری ساتون حلقے گلے مین ضحاک
مارگزیدہ کے پیوست ہوگئے جھٹکا دیا کہ ضحاک مارگزیدہ زمین پر گرا اسرار روشن ضمیر نے نعرہ کرکے
تیغہ سحر مارا مگر موت تو ضحاک کی لوح طلسمی سے ہے تیغہ پڑتے ہی حلقہائے کمند کٹ گئے ضحاک کے
جسم پر خط بھی نہ پڑا ضحاک تڑپ کے نکل گیا پھر ردوبدل ہونے لگی ادھر چہار چشم جادو سے اور
لرزان جادو سے سامنا ہوا لرزان جادو نے کہا۔ او نمکحرام تجھے شرم نہین آتی کہ بادشاہ اصلی کو چھوڑکر
بادشاہ ظالم کا وزیر بنا چہار چشم جادو نے کہا کہ تو تو بادشاہ اصلی کا وزیر ہے کچھ کمال دکھا لرزان
جادو نے کہا کہ یہ کمال کچھ کم ہے کہ جب بادشاہ ہمارا قید تھا اُسوقت ساحران طلسم نے کیسا کیسا
یورش کیا مگر کچھ نہ کرسکے وہ بیابان لرزان مین گیا شکست کھا کے آیا ضحاک نمکحرام میرے قلعہ کا
نام سُنکے لرزتا تھا لاحرب اپنا اور حق وناحق کا فرق دیکھ لے بس یہ سُنکر چہار چشم جادو نے اک
ناریل زمین پر مارا کہ وہ پھٹا اور اُسمین سے ہزارہا پتلے تیغ وسپر لیے ہونے پیدا ہوئے اور
لشکر لرزان جادو پر گرے ہرچند ساحران لشکر لرزان جادو ردسحر کرتے تھے لیکن پتلے بلائے
بیدرمان کی طرح لپٹے ہوئے تھے جان نہ چھوڑتے تھے بس لرزان جادو نے جو دیکھا کہ فوج کا
ستھراؤ ہوا جاتا ہے اُسنے بھی اک ترنج سحر زمین پر مارا کہ وہ ترنج زمین پر گرتے ہی بصورت اژدر
بنگیا اور دم کشی کرتا ہوا چلا جسقدر پتلہ ہائے سحر تھے سبکو نگل گیا بعد اُسکے لشکر چہار چشم جادو کیطرف
بڑھا اور قلابہ آتشین چھوڑنا شروع کیے ہر شعلہ جو دہان اژدر سے نکلتا تھا سو سو ساحرون کو جلا کے
خاک کردیتا تھا چہار چشم جادو گھبرایا اور اُسنے پھر اک ناریل جھولی سے نکالا اسپر پتلے سیندور کے
بنے ہوئے تھے کچھ اسم سحر دم کرکے سر پر اژدر کے مارا ناریل پڑتے ہی اژدر نے چرخ مارا اور مانند
اژدر آتشبازی کے جل گیا۔ اسیطرح یہ لوگ لڑتے ہوئے قریب باغ آتش بہار کے پہونچ گئے
یہان ملکہ سیماب جادو اور اختر جادو سے سامنا ہو گیا سیماب جادو لباس سپید پہنے ہوئے
طاؤس سپید رنگ پر سوار تھی دونون کانون مین اُسکے دو گوشوارے الماس کے پڑے ہوئے تھے
اُنکی حرکت سے وہ چمک پیدا ہوتی تھی کہ آنکھیں ساحرون کی خیرگی کرتی تھیں اُدھر اختر جادو طاؤس
زرین بال پر سوار تھی تاج سر پر پہنے تھی ہاتھ مین ترسول اُسکے کانون مین بھی دو گوشوارے یاقوت
سرخ کے تھے ان گوشوارون کے پرتو سے شعلے پیدا ہوتے تھے اور لشکر پر گرتے تھے جب ان
دونون کا سامنا ہوا تو اختر جادو نے ایک گوشوارا اپنے کان سے اُتارا اور آواز دی کہ اے
سیماب جادو تو اسرار روشن ضمیر کی رشتہ مین بہن ہوتی ہے اور مین ضحاک شاہ کی ہمشیرہ ہون میرا تیرا
مقابلہ نہایت موزون ہے لے روک اسے دیکھون تو تو کیسی ساحرہ ہے یہ کہکر گوشوارا سیماب جادو پر
کھینچ مارا وہ گوشوارہ یاقوت شعلۂ آتش بن کے چلا سیماب جادو نے جلدی سے جوڑا بالون کا کھول لیا
اور کچھ اسم سحر پڑھنے لگی شعلہ بالون مین اُلجھ کے گرکر یک شستاب بنگیا سیماب جادو نے جگنو کو
پکڑکے اپنے آنچل مین باندھ لیا اختر جادو نے غصہ مین آکر دوسرا گوشوارہ بھی کھینچ مارا سیماب جادو

نے اسکو بھی جگنو بناکے آنچل مین باندھ لیا اور کہا کہ بس یہ حقیقت تیرے سحر کی ہی کہ میرے آنچل
مین بندھا ہوا ہی تیرا سحر ہی یا لڑکیون کا کھیل ہی یہ کہکر اپنے کان کا گوشوارہ اُتارا اور آواز دی کہ
اسیطرح کا یہ سحر بھی ہی تو بھی روک لے یہ کہکر گوشوارہ الماس کھینچ مارا یہ گوشوارہ برق بنکے
گرا اختر جادو نے بھی اسیطرح بال سر کے کھول دیئے اور چاہا کہ اس دام مین اُلجھالون لیکن یہ
برق نہ اُلجھی بلکہ تمام بالون کو جلا دیا خستگی اختر جادو نے بھی اس سحر کو روک تو لیا اور اُسیطرح
جگنو بناکے آنچل مین باندھ لیا مگر سر منڈ گیا تمام بال سر کے جل گئے ساحران لشکر اسلام نے قہقہے
لگانا شروع کیے اختر جادو شرمندہ ہوکر پانون مارکے جو غرق زمین ہوئی ہی تو پھر بیتابانہ لگا خمار جادو
سے اور اعراک جادو سے سامنا ہوا اعراک جادو نے نعرہ کیا کہ او سرکش کدھر آتا ہی نہین جانتا کہ
مین کون ہون خمار جادو نے جواب دیا کہ تجھے بھی خوب جانتا ہون اور تیرے بھائی کو بھی خوب
پہچانتا ہون دونون نمک حرام ہین بس یہ سنکر اعراک جادو جھلایا اور کچھ اسم سحر پڑھکر دستک
دی کہ اک پریزاد ہاتھ مین اک پنجرا لیے ہوئے پیدا ہوئی اُسمین اک بلبل ہزار داستان بند تھی
اعراک نے اُسکو چمکارا بلبل نے نغمہ سرائی کرنا شروع کی خمار جادو آواز بلبل سنتے ہی محویت کے عالم
مین آگیا اور جھومنے لگا اعراک نے جسوقت دیکھا کہ یہ بالکل بیہوش ہی تلوار کھینچکر چلا کہ سر کاٹ لون
خمار جادو کے قریب نہ پہونچنے پایا تھا کہ اک طایر پیدا ہوا اور اُسنے اک پھول خمار جادو کو سنگھا کر
آواز دی کہ کس غفلت کے عالم مین ہی حریف سر پر آگیا بس خمار جادو سوتے سے چونک پڑا اور
اُسنے کہا کہ تو نے بلا کا سحر کیا تھا بس وہی گل طایر کی منقار سے لیکر آواز دی کہ اے گل طلسمی اس
بلبل کی زبان درازی کو موقوف کر یہ کہکے گل کو قفس پر کھینچ مارا گل جو اُسکے قفس پر پڑتا ہی پنکھڑیا
بکھر گئین اور ہوا سے خوشبوے گل کی پھیلی بلبل نے سر ٹکرانا شروع کیا زمزمہ سرائی بھول گئی اور جس
ساحر کے مشام مین خوشبوے گل کی پہونچی اُسپر غنودگی طاری ہوئی اور اعراک جادو بھی آنکھین بند
کرکے زمین پر گرا فوج زمین گیر نے ٹانگ اعراک کی پکڑی اور زمین کی طرف کھینچتی ہوئی لیچلی یہ
معرکہ دیکھکر ضحاک جادو نے دستک دی اُسی وقت اک زنگی آہنی بدن پیدا ہوا اُسسے
کہا کہ جاکر اعراک کو زمین گیرون کے ہاتھ سے بچا لے زنگی زمین مین در آیا دیکھا کہ چند ساحران زمین گیر
اک مقام پر اعراک کو زندہ دبوچ کے چلے گئے ہین زنگی نے اعراک کو نکالا تھپڑون سے مٹی دور
کی اور لیکر طرف مکان اعراک کے روانہ ہوگیا کہ اسمین بھی تاب مقابلہ باقی نہ تھی کہانتک
حال اس جنگ کا تحریر کیا جائے مختصر یہ ہی کہ تمام ساحر لڑتے ہوے کوہ بلوری کی طرف
چلے آتے ہین اور طلسم کشا بفکر لوح طلسمی طرف کوہ بلور کے جارہا ہی عیار جوگی بنا ہوا ساتھ
ہی ساحران بیابان بصفا حیرت سے طلسم کشا کو دیکھ رہے ہین ہرچند سحر کرتے ہین مگر طلسم کشا پر
سحر تاثیر نہین کرتا ہی اگر کسی ساحر نے اپنی جگہ سے اُٹھکر مقابلہ طلسم کشا کو جانے کا قصد کیا تو آسمان سے
برقین گرتی ہین اور اُسکو جلاکے خاک کر دیتی ہین یہ برقین کسی کے روکے نہین رکتی ہین بالاے ہوا
ملکہ دل آویز جادو اور شعلہ عذار جادو چلی جاتی ہین ادھر سے طلسم کشا نے مسافت بیابان بصفا
کی طی کی ہی قریب کوہ بلور کے پہونچ چکا ہی اور اُسطرف سے سکندر استرخو بھی تلاش لوح مین چلا
آتا ہی اسکے ساتھ ملکہ لعلان گہر دندان ہی یہ وہ ساحرہ ہی کہ اسکے سحر کی پناہ نہین ہی بعد سکندر کے
رفیع البخت اور سہراب چلے ہین یہ بھی قریب پہونچ چکے ہین اور انکے ساتھ بھی قمر اندام جادو

اور نجم تاب جادو بھی قریب کوہ یہ بھی پہونچ چلی لیکن مالک کوہ بلور روشن دل بالاے کوہ اپنے
قصر بلوری مین باطمینان تمام بیٹھا ہوا ہی چار جانب چار آئینے بلوری لگے ہوئے ہین جنمین ہر ایک
آئینہ ایک سمت سے متعلق ہی ایک مشرقی آئینہ ہی ایک مغربی ایک جنوبی ایک شمالی بلور روشندل
جسطرف کا حال دریافت کرنا چاہتا ہی اودھر نگاہ اُٹھا کے دیکھ لیتا ہی اسوقت بھی یہان بیٹھے بیٹھے تماشا
جنگ کا دیکھ رہا تھا کہ دفعتاً اوسکی نگاہ دوسرے آئینہ پر جا پڑی دیکھا اسنے کہ طلسم کشا قریب
کوہ پہونچ گیا ہی قریب ہی کہ بالاے کوہ قدم رکھے اور دل آویز جادو و شعلہ عذار جادو اسکی کمک
کے واسطے ساتھ ساتھ ہین بس بلور روشن دل گھبرا گیا کہ یہ تو وہان قتل ہو رہا تھا اسرار رد ضمیر
نے پہونچکر بچایا یہ اس مقام تک کہان سے پہونچ گیا اسطرف سے نگاہ پلٹ کے تیسرے آئینہ
پر گئی دیکھا کہ ادھر سے سکندر رستم بھی چلا آتا ہی یہ بھی کوہ بلور کے نزدیک آگیا ہی اسکی کمک پر
بھی لعلان گہر دندان سی ساحرہ ساتھ ساتھ ہی جسنے اپنے باپ اور پھوپھی سے ایک وقت مین
مقابلہ کیا تھا چوتھے آئینہ پر جو نظر پڑی تو دیکھا کہ دو سردار اور چلے آتے ہین اور قمر اندام جادوہ اور
نجم تاب جادو ان دونون کی کمک پر ہین اب تو بلور روشن دل بد حواس ہوگیا کہ یک انار و صد بیمار
ایک لوح خواستگار اتنے جسکو نہ دونگا وہی تشنہ خون ہو جائیگا بس اسنے اپنے ساحرون کو بہ رسم
استقبال طلسم کشا کے بھیجا اور چند ساحرون کو استقبال سکندر رستم و رفیع البخت و سہراب روانہ
کیا اور کہلا بھیجا کہ آپ اگر تلاش لوح مین تشریف لائے ہین تو مجھے لوح کے دیدینے مین کوئی عذر
و انکار نہین ہی لیکن چونکہ آپنے اس بندۂ ناچیز کو سرفراز فرمایا ہی تو دعوت قبول فرمائیے بعد
ختم دعوت مین لوح حاضر کر دونگا۔ جسوقت شاہزادہ سکندر رستم تو قریب کوہ بلور پہونچے ہین
تو دیکھا انھون نے کہ کچھ لوگ لباس فاخرہ پہنے آ رہے ہین انھون نے تامل کیا کہ یہ آوین تو قدم
آگے بڑھانا چاہیے یہ سمجھ کر ٹھہر گئے ان ساحرون نے آتے ہی سلام کیا اور عرض کی
کہ ہمارے آقا مالک کوہ بلور نے عرض کی ہی کہ مجھے لوح کے حاضر کر دینے مین کوئی عذر نہین اسلیے
کہ لوح میرے کس کام کی ہی مین طلسم کشا نہین بلکہ لوح کے باعث سے میرے سحر کمزور ہوے
جاتے ہین لیکن اتنی بات کا امیدوار ہون کہ ایک روز قیام فرمائیے اور دعوت اس ناچیز کی قبول
فرمائیے بعد اسکے مجھے لوح حاضر کر دینے مین کوئی عذر و انکار نہوگا اگر آپ کو اس دعوت مین خیال
عداوت ہو تو آپکو اختیار ہی لیکن مین قسم کھاتا ہون آپ سے اپنے دین و مذہب کی کہ اسمین
یہ فریب نہین ہی کہ مین بہ بہانہ دعوت آپ کو اسیر کرون اور مین آپ کا دوست بھی نہین دشمن
ہون لیکن زبان کا پابند ہون وقت آشتی آشتی وقت جنگ جنگ یہ سمجھ لیجیے کہ مین امین لوح
ہون مجھے بادشاہ طلسم کی نافرمانی کرنا بھی منظور نہین ہی اس دعوت مین ایسی صلاح کیجیے کہ لوح آپکو
ملجاے اور مین بادشاہ طلسم سے بُرا بھی نہون یہی پیام بلور روشن دل کا طلسم کشا پاس بھی پہونچا
اور سکندر و رفیع البخت پاس بھی۔ انھون نے منظور کر لیا اب بلور روشن دل نے عرض کی
کہ آپ سب صاحب بالاے کوہ تشریف لا کر قلعہ بلوری مین قیام پذیر ہون لوگ استقبال کر کے
ان سب کو قلعہ بلوریہ مین لائے اول سکندر رستم کو پہونچایا بعد اسکے رفیع البخت و سہراب اسکے بعد
عادل کیوان شکوہ اب ایک نے دوسرے کو دیکھ کر پہچانا اور مزاج پرسی کی مگر چونکہ ہر ایک بفکر
لوح آیا ہی تو کوہ بلور پر آنے کا سبب کوئی نہین بیان کرتا اب بلور روشن دل کی طرف سے سامان دعوت

مہیا ہو گیا قلعہ بلوریہ عجیب قلعہ ہی کہ اندر سے قلعہ کے کوسون کا حال دریافت ہوتا ہی اسکے
بنانے والون نے پتھر کو ایسی جلا دی ہی کہ ہر دیوار ایک دوربین ہی یہ شاہزادے اس قلعہ کو
دیکھکر وجد کر رہے تھے اور کہتے تھے کہ یہ مقام انتخاب ہی تمام طلسم مین ایسی فرحت انگیز اور عجیب
جگہ ہو گی اتنے مین بلور روشن دل قلعہ مین حاضر ہوا مودب ہو کے اُسنے پہلے سکندر کو سلام
کیا پھر رفیع البخت کو پھر سہراب کو پھر عادل کیوان شکوہ کو یہ فعل بلور روشن دل کا شاہزادہ
عادل کیوان شکوہ کے خلاف مزاج ہوا لیکن بلور روشن دل نہایت ہوشیار اور ساحر زبردست
ہی اسنے عمداً یہ حرکت کی کیونکہ اسکو معلوم تھا کہ سکندر طلسم کشا نہین ہی اگر لوح طلسمی اسکے ہاتھ
آئی تو فوراً چھن جائیگی اسیوجہ سے اسنے سکندر کی آؤبھگت زیادہ کی اور جس ترتیب سے
یہ لوگ داخل قلعہ ہوئے تھے اسی طرح سبکو سلام کیا اور شاہزادہ حق پژوہ عادل کیوان شکوہ
کی طرف دیکھ کے عرض کی کہ حضور برا نہ مانین تو ایک بات عرض کرون۔ فرمایا کہ بیان کر بلور روشن دل
نے عرض کی کہ حضور کے چہرہ سے آثار کبیدگی ظاہر ہین شاید ترتیب میرے سلام کی حضور کے
خلاف گذری اسکا سبب مین عرض کیے دیتا ہون وہ یہ ہی کہ میرے یہان احکام طلسمی کی نسبت
بانیان طلسم تحریر کر گئے ہین کہ جب چار شخص ایک ہی روز کوہ بلوریہ وارد ہون اور ہر ایک جدا جدا
راستے سے آئے تو سمجھ لینا کہ وہی روز آمد طلسم کشا کا ہی اور اُن چارون مین جو شخص پہلے
قلعہ بلوریہ مین قدم رکھے لوح اُسکے سپرد کر دینا اگر آپ کو لوح کا دعوی ہی تو یہ بھی مجکو معلوم ہی کہ
طلسم کشا صاحب زبردست ہوگا آپ لوح چھین لیجیے گا یہ کہکر اک ڈبیا جیب سے نکال کے
بیچ مین رکھ دی اور کہا کہ مین حسب ہدایت بانیان طلسم یہ اُس شخص کو دیتا ہون جسنے قلعہ مین
پہلے قدم رکھا ہی بس یہ سنتے ہی سکندر نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کے وہ ڈبیا اُٹھالی اور بغیر
دیکھے ہوئے جیب مین رکھ لی اور کہا کہ اے بلور روشن دل تم سچ کہتے ہو مین بھی تم سے وعدہ
کرتا ہون کہ بعد فتح طلسم تمکو ایسا ممتاز کرونگا کہ اہل طلسم تمھارے مرتبہ پر رشک کرینگے۔ یہ کہکر
اُٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اب مین جاتا ہون اس حرکت پر سکندر کی رفیع البخت اور سہراب
کو بھی ملال ہوا یہ بھی رنجیدہ خاطر اُٹھ کھڑے ہوئے اور دل مین تہیہ کر لیا کہ اس سے مقابلہ کرنا
چاہیے یہ سوچکر کوہ بلور سے اُترے اور صحرا کی طرف چلے گئے عادل کیوان شکوہ بھی کوہ بلور سے
اُترے سکندر بلکہ دل آویز جادو سے سارا واقعہ بیان کیا دل آویز جادو نے کہا کہ اے شہریار اگر آپ
فتاح طلسم ہین تو لوح پھر آپ کے ہاتھ آئے گی اور دوسرے کے ہاتھ سے ہرگز لوح کام نہ دیگی اب
اُسطرف چلیے جدھر سکندر جاتے دیکھیے تو یہ کہان جاتا ہی اور کیا کرتا ہی شاہزادہ نے فرمایا کہ اب
یون چلنا اچھا نہین بلکہ نقاب ڈالکے چلنا مناسب معلوم ہوتا ہی غرضکہ عادل کیوان شکوہ نے چہرہ
پر نقاب ڈالی اور نقاب پوش الماس پوش بنکے تعاقب سکندر رستم خو مین روانہ ہوئے لیکن اول حال
سکندر رستم خو کا گذارش کیا جاتا ہی کہ جسوقت سکندر لوح طلسمی لیکر کوہ سے اُترا تو نہایت شادان
و فرحان ہوا کہ عادل کیوان شکوہ کے مقابلے مین میرا سر بلند رہا کہ لوح میرے ہاتھ لگی بعد اسکے صحرا مین آکر
ڈبیا کھولی لوح کو نکالکے گلے مین پہنا اور دیکھا کہ مجھے کسطرف جانا چاہیے اور کیا کرنا چاہیے لکھا تھا
کہ اے شخص اگر تو زور طلسم کشائی رکھتا ہی تو مرحلہ فیل پیکران پر جا اور سرمست فیل زور آور کو زیر کر کے
گلا گھونٹ کے مار ڈال کہ وہ سرمست کا زمین پر گرے اور اگر اسقدر قوت نہین رکھتا ہی تو ہرگز

اس مرحلے پر جانے کا قصد نکرتا یہ دیکھکر سکندر رستم خو طرف مرحلہ فیل پیکران کے بہ ہدایت لوح بڑھا
ہوئے دیکھیے یہ کب پہونچتے ہیں اور کیا صورت پیدا ہوتی ہے لیکن اول حال اسرار روشن ضمیر
اور ضحاک مار گزیدہ کا سنیے کہ یہ لوگ بڑھتے کوہ بلور پر پہونچے اور بلور روشن دل پہلے
سے مطلع ہو چکا تھا کہ یہ لوگ اسطرف آتے ہیں اسنے آئینہ ہائے سحر تیار کر رکھے تھے اور لوح طلسمی
اسی وجہ سے سکندر کے سپرد کر دی تھی کہ لوح آگے بڑھ کے چھن جائیگی اور اگر یہاں لوح رہیگی تو سحر پرا
خامی کریگا اور لوح طلسم کشا کے ہاتھ آجائیگی پھر ایک دم میں کوہ بلور برباد ہو جائیگا الحاصل جسوقت
یہ دونوں فوجیں اڑاتی ہوئی اسطرف پہونچیں تو بلور روشن دل نے بڑے بڑے آئینہ سحر قلعہ پر لگا دیے
چونکہ یہ مقام سحر بند ہے اور بلور روشن دل کے قبضہ میں ہے کسی ساحر کا سحر اسجگہ کام نہیں دیتا ہے اسرار
روشن ضمیر کو یہ خیال تھا کہ جسوقت ہم کوہ بلور پر پہونچینگے لوح طلسم کشا کے قبضہ میں ہوگی ایک دم میں کوہ
بلور فتح ہو جائیگا اور بلور روشن دل کو سوا بھاگنے کے کچھ نہ بنے گی ضحاک کے بھی دانت کھٹے ہو جائینگے
لیکن یہاں معاملہ بالعکس ہوا کہ طلسم کشا کو کوہ تک پہونچنے میں دیر ہوئی سکندر نے جاکر لوح
قبضہ میں کر لی اور اب یہ سب کے سب تو مرحلہ فیل پیکران کی طرف چلے اور یہاں بلور روشن دل
نے میدان خالی پاکر پورا بندوبست کیا کہ آئینے چمکانا شروع کیے جسقدر ساحران لشکر اسرار روشن ضمیر تھے
عکس بن بنکر آئینوں کے اندر اتر گئے اور مفقود ہو کے رہگئے سوا چند ساحروں کے کہ جنکے پاس تحائف
سحر تھے وہ تو بچ گئے باقی کل لشکر گرفتار ہو گیا اسوقت اسرار روشن ضمیر نے غصہ میں آکر پیشانی میں پنجہ
نشتر دیا اور چلو میں خون لیکر منہ پر سبرم جادو کے مارا اور پکارا کہ جلادے اسکو جسقدر قطرات خون تھے
شعلے بن بنکے لپٹ گئے تمام بال سر سبرم جادو کے جل گئے اور لباس بھی جلگیا تن بدن میں آبلے پڑ گئے
برہنہ بیہوش ہو کے گری ہنوز زمین تک نہ پہونچنے پائی تھی کہ ضحاک مار گزیدہ نے دوڑ کر اپنی خالہ کو لیا
اور غرق زمین ہو کے روانہ ہو گیا باقی ساحران لشکر ضحاک کوہ بلور پر چلے آئے اور خمار جادو اور لرزان
جادو و سیماب جادو و اسرار روشن ضمیر یہ درہ مراد تک پہونچ کے رک گئے دونوں لشکر اور سرداران
لڑ کے بھوکے پیاسے تھے عاجز آکے سکوت اختیار کیا اور لشکر ضحاک میں بسبب بادشاہ کے پہونچنے
کے طبل بازگشت بج گیا اسرار روشن ضمیر نے قریب درہ مراد کے قیام کیا چونکہ تمام لشکر اسیر ہو گیا تھا صرف
تین سردار بچ گئے تھے کوئی خادم و خدمتگار بھی نہ باقی رہا تھا اسرار روشن ضمیر نے کچھ اسم سحر پڑھکر ترسول
زمین پر مارا اور آواز دی کہ اے سر زمین طلسم اب پھر زمانے نے رنگ بدلا ہے کہاں ہیں خفتہ بختان طلسم
کہ آئیں اور بیدار ہوں کہ زمانہ انکے بادشاہ سابق کی حکومت کا آگیا ہے بس ترسول زمین میں گڑتے ہی زلزلہ
سا پیدا ہوا اور دیکھا کہ ایک مقام سے زمین شق ہوئی اور ایک شخص سر جھاڑ منہ پہاڑ آنکھیں ملتا ہوا پیدا ہوا
اور اسرار روشن ضمیر کو سلام کر کے عرض کی کہ غلام اسی دن کے واسطے ابھی پڑے سولیا اب بتائیے کیا حکم
ہوتا ہے اسرار روشن ضمیر نے کہا کہ اے سرفتنہ جادو اپنی فوج خوابیدہ کو جگا لا اور بارگاہ استادہ کر کہ ہمنے
طلسم کشا کے صدقے میں نمکحراموں کے دست قبضہ سے نجات پائی ہے تو آئے تو ان نمکحراموں سے
قصاص لیا جائے سرفتنہ جادو یہ سنکے خوش ہوا اور عرض کی کہ اگر آپ جنگ کا نام نہ لیتے تو خمار برطرف
ہوتا اور میں پھر جاکے سو رہتا یہ کہکر چلا گیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں چالیس ہزار ساحروں کو ساتھ لیے
ہوئے پیدا ہوا بارگاہ خواب آگیں برپا کی اسرار روشن ضمیر نے کہا کہ ہم تین روز کے جاگے ہوئے ہیں
اب تم جاگو ہم سوئینگے یہ کہکر داخل بارگاہ فلک جاہ ہوا اور آرام کیا خمار جادو اور لرزان جادو اور سیماب جادو

بھی اپنی اپنی خوابگاہ میں جاکر سو رہے سرفتنہ جادو نے طلایہ پر ساحروں کو معین کیا لیکن اسکو یہ
خیال آیا کہ بادشاہ نے جنگ کے وقت مجکو یاد نہ کیا اسی بات پر میں اسکے دادلے سے بگڑ کے چلا گیا
تھا اور سو رہا تھا آج اسنے جگایا تو کیا مجکو پہرہ دینے کے واسطے جگایا ہے واقع میں ہم لوگ خفتہ
نصیب ہیں ہماری تقدیر میں غفلت کی دھنگی ہے یہ خیال کرتے ہی اسکو نیند آگئی بس جاکے گوشہ
بارگاہ میں یہ بھی سو رہا اسکے سوتے ہی تمام فوج سو گئی لیکن طلایہ کے ساحر جاگا کیے آج دو سو برس
کے بعد جاگا تھا گھڑی بھر بعد پھر سو رہا ان لوگوں کو دو محو خواب رکھا جاتا ہے اب حال ضحاک
جادو کا سنیے کہ جسوقت یہ مبرم جادو کو لیے ہوئے اپنے ایوان میں پہونچا ہے تو مبرم جادو کی عجب
حالت تھی کھوپڑی نکل آئی تھی بال سر کے جل گئے تھے کپڑے بھی جلے ہوئے تھے بدن میں
آبلے پڑ گئے تھے ضحاک بھی زخمی تھا اسنے مرہم جمشیدی منگا کر آبلوں کا پانی دور کرکے مرہم
لگایا اور اپنے زخموں پر بھی پٹی باندھی مگر بسبب تعب کے بیہوش ہوگیا۔ مبرم جادو کو ہوش آیا تو
اپنے کو قصر ضحاک میں پایا ضحاک جادو کو پاس اپنے بیہوش دیکھا ہوشیار کیا اور کہا کہ اے
فرزند تیری بدولت آج جان بچ گئی ورنہ اسرار روشنضمیر کے ہاتھ سے بچنا سخت دشوار تھا نہیں معلوم
لشکر پر کیا گذری ضحاک جادو نے کہا کہ معلوم ہوا جاتا ہے میں دریافت کرتا ہوں یہ کہکر اسنے اپنے
ایوان کے روزن سحر سے دیکھنا شروع کیا تاثیر اس روزن کی یہ ہے کہ کل طلسم کا حال ایک روزن
سے معلوم ہو جاتا ہے پہلے اپنی فوج کو دیکھا معلوم ہوا کہ ماک جادو اور چہار چشم جادو اور آتش
جادو اپنے اپنے مکان میں علاج و معالجہ میں معروف ہیں اور کل فوج قلعہ بلوریہ میں بلور روشندل
کے پاس مقیم ہے اور فوج اسرار روشنضمیر قلعہ میں مقید ہے سب آئینہ بند ہو گئے ہیں مثل تصویر عکسی
کے آئینوں میں بت بنے ہوئے بزبان حال سے فریاد کر رہے ہیں یہ دیکھکر بہت خوش ہوا اب
اپنے اسرار روشنضمیر کی طرف خیال کیا معلوم ہوا کہ قریب درہ مراد کے اک بارگاہ سیاہ برپا ہے
اسمیں سو رہا ہے گرد فوج پڑی ہے چند ساحر طلایہ پھر رہے ہیں یہ حیران ہوا کہ یہ فوج کہاں سے آگئی ان
ساحروں کی تو وضع اور قطعہ ساحران طلسم سے بالکل علیحدہ ہے تمام کیفیت مبرم جادو سے بیان کی
مبرم جادو نے کہا کہ طلسم کشا کہاں گیا ہے ضحاک جادو نے پھر روزن سحر سے آنکھ لڑائی معلوم ہوا کہ
نقاب چہرہ پر ڈالے ہوئے صحرا نوردی کر رہا ہے لوح طلسم اسکے پاس نہیں ہے بلکہ لوح اس
شخص کے پاس ہے جو در اصل طلسم کشا نہیں ہے اور سب سے پہلے آکر اسیر طلسم ہوا تھا یہ دیکھکر ضحاک
مارگزیدہ جادو نہایت خوش ہوا مبرم جادو سے بیان کیا وہ بھی نہایت خوش ہوئی۔ جب تیسرے روز
زخم ان سب کے اچھے ہوگئے تو مبرم جادو نے کہا کہ تو مقابلہ اسرار روشنضمیر طبل جنگ بجوا تا کہیں
ایسی بلا کو اپنے ساتھ لیکے آؤنگی کہ اسرار روشنضمیر کو جان بچانا دشوار ہوجائیگی یہ کہکر ضحاک مارگزیدہ
سے رخصت ہوئی۔ ضحاک مارگزیدہ جادو نے وقت کو غنیمت جانکر حاکم کوہ بلور کو نامہ تحریر کیا کہ اگر ممکن
ہو تو لشکر اسرار روشنضمیر کو قتل کر ڈال اور بعد اسکے طبل جنگ بجوا کر مقابلہ اسرار روشنضمیر میں مصروف
ہو ہر وقت ما بدولت و اقبال بھی آئینگے اب اسرار روشنضمیر کو مہلت نہ دینا چاہیے کہ وہ بے سروسامان
ہے اور اسکے سحر میں بھی ابھی پوری قوت نہیں آئی ہے جسوقت یہ نامہ بلور روشندل کو پہونچا اسنے جواب
نامہ تحریر کیا کہ قیدیوں کو قتل کرنا آئین طلسم کے خلاف ہے یہ دوسری بات ہے کہ مقابلہ میں ایک دوسرے
کے ہاتھ سے مارا جائے لیکن قابو پاکے قتل کرنا نہ چاہیے ایک کا قتل بھی درست نہیں نہ کہ پوری فوج

کا قتل کرنا مگر وہ ایسی تھی۔ میں جین کو آپ انکو مردہ ہی سمجھ لیجیے اب رہا ہونا وہ تو وان ہی اور میں آج کے تیسرے
روز طبل جنگ بجواؤنگا یہ نامہ بھجوا کر بطور روشن دل سے اپنے آئین کے موافق ساعت سعد اور
روز نصرت تجویز کر کے حکم دیا کہ نقارہ رزمی بجے اسی وقت طبل پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی
یہ خبر اسرار روشن ضمیر کو ہوئی یہاں اسرار روشن ضمیر کی تمام فوج مع سر فتنہ جادو سو رہی تھی جب اسرار
روشن ضمیر بیدار ہوا تو اسنے کہا کہ اب انکو سونے دو اب یہ آواز طبل جنگ سے چونکینگے خمار جادو نے
عرض کی کہ اے بادشاہ میں تو سمجھتا تھا کہ میں ہی بڑا سونے والا ہوں مگر نہیں معلوم ہوا کہ یہ مجھ سے
زیادہ سونے والے ہیں اسرار روشن ضمیر نے کہا اے خمار جادو تیرا تو اب اتنا تھا کہ میں نے ابھی
ابتداے حکومت کے زمانے میں تجکو سلایا تھا اور اس زمانے میں جگایا یہ میرے دادا کے وقت
سے سو رہے تھے اور اسی بات پر بگڑ کے سوئے تھے کہ جب جنگ وجدل نہیں ہی تو ہم جاگ کے
کیا کریں آج میں نے انکو جگایا مگر میں جو سو رہا تو یہ پھر سو رہے ان ساحروں کو سوا لڑنے بھڑنے
کے کوئی کام پسند نہیں ہی اگر جنگ کی ضرورت ہو تو یہ برسوں نہ سوئیں اور بیکار ہوں تو دم بھر
جاگ نہیں سکتے چنانچہ جسوقت آواز طبل جنگ قلعہ طوریہ سے بلند ہوئی ہی تو یہ تمام خفتگان طلسمی
جاگ اٹھے اور تیاری کرنے لگے صحرا میں ہر طرف انگیاریاں روشن ہو گئیں دوکانیں لشکر کی
کھل گئیں اور سر فتنہ جادو کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ عید ہی اب انکو انتظار صبح میں جو پڑا جاتا ہی اور سوتا تھا

چند کلمے داستان نفاق نشان سکندر رستم خو اور رفیع البخت اور نقابدار الماس پوش کے بیان کیے جاتے ہیں

مخمس

گو مسیحا ہیں وہ پر ہیں ہنسکے نکھرنے والے
ہو گئے بھی ہیں کہیں جی سے گزرنے والے
میٹھی باتوں سے ہیں زخموں کے بھی بھرنے والے
گو ترے ناز ہیں سب زندہ ہی کرنے والے
ڈھونڈھ لیتے ہیں بہانہ کوئی مرنے والے

گزرے سر دیکے محبت میں گزرنے والے
قتل ہونے سے بچے عشق میں مرنے والے
تھے عجب گنج میں ان زیست کے بجھنے والے
مر گیا قتل ہیں کر کے مکرنے والے
تجھ سے کہتے نہیں احسان کے کرنے والے

اسکے ابرو و مژہ سے ہے بھلا کیا ڈرنا
اس جگہ مرہم کافور اثر کب کرتا
یا تو جیتا ہیں اس اسپہ یا اور یا مرتا
کون قاتل کی طرف سے مرے دل کو بھرتا
اسکے تیروں ہی سے کچھ زخم تھے بھرنے والے

ہم نے ایسا تو زمانے میں نہ دیکھا جوبن
میرے نوخیز کا کیا حسن ہی اور کیا جوبن
مار ہی ڈالیگا دو دن کا آفت کا جوبن
یہی کرتا ہی اشارے کوئی آفت جوبن
ہاں ان آ بھرتے ہیں گل پاکے مرنے والے

اس نصیحت کو ذرا کان لگا کے سن لو
بار یہ سر سے اتر جائے سبکدوشی ہو
قتل کرتا نہیں قاتل تو چلو جانے دو
کہتی ہے خواہش دل اپنا گلا خود کاٹو
ہی کو یوں مار نہیں رکھتے ہیں مرنے والے

ہے یقین آپ کے کہنے کا قسم کھاتا ہوں
نہیں مانتا ہو جو اسے سمجھاتا ہوں
اپنے قابو میں مگر دل کو نہیں پاتا ہوں
بیقرار اور میں اس وقت ہوا جاتا ہوں
کون سنے آپ تسلی مری کرنے والے

ایسا دل سخت ہے اسکا کہ نہیں رحم ذرا
دل ہے لوہے کا تو پتھر کا کلیجا اسکا
کوئی جی جائے کہ مرجائے نہیں کچھ پروا
یہ ہماری ہی تڑپ تھی کہ وہ بے چین ہوا
اور بھی کتنے ہیں اس کام کے کرنے والے

نکلا لاکھوں میں نہ کوئی بھی گنہگار ایسا
اور کچھ بن نہ پڑی ہمکو خموشی کے سوا
جسم تھرانے لگا خوف کے مارے اپنا
لاکھ پرسش ہوئی ہم چپ ہی رہے روز جزا
کیا کیا ہوا ہم سے بری ہو گئے ڈرنے والے

تجکو سمجھاتے ہیں اچھا نہیں یہ کام اے شوخ
آسمان نالۂ مظلوم کا ہے بام اے شوخ
نیک ہوگا نہ کہیں ظلم کا انجام اے شوخ
خود بھی پاتے نہیں مثل فلک آرام اے شوخ
آہ سے خاک شدہ ہوں کی نہ ڈرنے والے

ہم در کوراہ میں دشمن کا وہ دل دیکھتے ہیں
کیسی کڑی راہ میں دشمن کا وہ دل دیکھتے ہیں
عشق میں چاہ میں دشمن کا وہ دل دیکھتے ہیں
امتحان گاہ میں دشمن کا وہ دل دیکھتے ہیں
مجھ سے تو پوچھئے کیا قصد ہے مرنے والے

تیرا گیسو ہے کیسے لیے پھانسی سے سوا
کوئی ابرو یہ گلا کاٹ کے مرجائیگا +
زہر دیگا کسی عاشق کو یہ سبزہ رخ کا
ہر ادا کو تری جتلاتے ہیں انداز کفن
ہم بھی ہیں یار اگر جی سے گزرنے والے

ہم گنہگار دل کے کھوئے گئے آئے جو ہوش
نہیں معلوم یہ کس بات پر آیا تمہیں جوش
غل مچانے لگے تمہارے کہا ہم سب کو خموش
زاہدو آنے ہی کرنے لگے مسجد میں خروش
ہو یہیں بیچ آئے ہیں اللہ سے ڈرنے والے

گو نہیں جور پہ مائل تری طبع عالی
خیر یہ بات بھی ہو جائیگی تجھ سے حالی
بے سبب غصہ سے رہتی نہیں رخ پہ لالی
کچھ ہوا ہے مرے کینہ سے ترا دل خالی
اور پھر دینگے سلامت رہیں بھرنے والے

کب رہی تیری کمر تیغ سے قاتل خالی
نہ رہیگی کبھی کمان سے نہ منزل خالی
میں نے لیلی سے نہ دیکھا کبھی محمل خالی
کچھ ہوا ہے مرے کینہ سے ترا دل خالی
اور پھر دینگے سلامت رہیں بھرنے والے

وہ بھی ہوتا ہے کب لطف و کرم تجھ سے فلک
جانتے ہیں کہ خوشی ملتی ہے کم تجھ سے فلک
ہاں اگر ہے تو ہے اسباب ستم تجھ سے فلک
دائمی وصل کے خواہاں نہیں ہم تجھ سے فلک
چار دن وہ بھی بہت جلد گزرنے والے

تجھ پہ لائیگا قیامت ترا قد دلجو
چین ہونگا نہ ترے دیکھ کے بکھرے گیسو
بعد مرنے کے نہ دے داغ مجھے اے مہرو
کھول کر بال پریشان نکر رودے کو تو +
ہو مرے سوگ کے پردے میں سنورنے والے

ہم اس بات کا چرچا مرے نالے کرلین | بام تک یار کے رسا مرے نالے کرلین
تیرے ہی قلب کو تعویذ مرے نالے کرلین | پہلے تاثیر تو پیدا مرے نالے کرلین

عرش پر چڑھتے ہین کیا دل سے اُٹھنے والے

ماہ تابان پہ عجب روپ تھا کچھ روز وصال | ہجر جانان نے دیئے آکے ہین رنج کمال
یاس کو آج کی شب تھا انھین باتون کا خیال | چاندنی رات کی پھر نظر آنی تھی جنجال

پھر رہے تھے وہ نگاہون مین نکھرنے والے

راویان شیرین زبان و خاکیان رنگین بیان اس داستان حیرت نشان کو یون تحریر کرتے ہین کہ شاہزادہ سکندر رستم خو جسوقت لوح طلسمی بلور روشن دل سے لیکر حسب ہدایت لوح طلسم قلعہ فیل پیکران کی طرف چلے ہین تو ملکہ لعلان گہر دندان نے کہا کہ مین تم سے علیحدہ ہوئی ہون اسلیے کہ یہ معاملہ در بند طلسم کا ہی اس سے وہی شخص گزر سکتا ہی جو طلسم کشا ہو اور صاحب لوح ہو فرمایا کہ بہتر جب مین مرحلے کو شکست کرچکون اُسوقت تم آجانا اور مرحلہ کا بند و بست کرنا مین آگے روانہ ہو جاؤنگا لعلان گہر دندان نے کہا کہ اے سکندر یہ تو بتاؤ کہ تمکو کوئی خواب وغیرہ ہوا ہی جس سے تمنے یہ جان لیا کہ مین طلسم کشا ہون یا لوح پاکے بھول گئے ہو ایسا نہو کہ آگے بڑھکے مبتلائے بلا ہو تو پھر مین بھی کچھ نکرسکونگی ہونہو ساحران طلسم میرا ادب کرتے ہین اور مجھسے ڈرتے ہین لیکن مالکان مرحلہ کا مین کچھ نہین کرسکتی اسلیے کہ جو لوگ محافظ طلسم ہین وہ ایسے نہین ہین کہ دفعتاً بادشاہ طلسم بھی انکو اپنی جگہ سے علیحدہ کرسکے اسلیے کہ انکے مرحلے کو سوا طلسم کشا کے کوئی توڑ سکتا ہی اور نہ انکو کوئی قتل کرسکتا ہی اگر تم مرحلے پر پہونچ کے گرفتار ہوگئے تو مجکو روتے ہی بنیگی اور ساحران طلسم مجکو اور تمھارے لیکے پیاسے ہو رہے ہین تمام طلسم مین یہ بات مشہور کردیگی ہی کہ بادشاہ طلسم کی بھتیجی طلسم کشا کے عزیز پر عاشق ہوئی اور اسکو زندان طلسمی سے لیکر نکل گئی تاکہ آیندہ کوئی ساحر میری اطاعت نکرے یا جو ساحر نا ہو اسنے سمجھے اور مجھین دونون کو اسیر کرلے سکندر رستم خو نے کہا کہ اے ملکہ تم کیون گھبرائی ہو اگرچہ مجھے خواب نہین ہوا تو کیا ہوا بانیان طلسم تو لکھ گئے ہین کہ جو شخص بلوریہ مین پہلے داخل ہو وہ طلسم کشا ہی ملکہ لعلان گہر دندان نے کہا کہ یہ تمکو کیونکر معلوم ہوا سکندر رستم خو نے کہا کہ بلور روشن دل نے یہی کہکر لوح طلسمی میرے سپرد کی تھی کہ مین حسب الحکم بانیان طلسم لوح آپکے سپرد کرتا ہون ورنہ رفیع البخت اور عادل کیوان شکوہ ضرور مزاحمت کرتے اور قلعہ بلوریہ مین تلوار چلتی ملکہ نے کہا کہ بلور روشن دل امین لوح طلسمی تھا اسنے بلا اطاعت کیے جو لوح آپکے سپرد کردی اسمین کوئی نہ کوئی فریب ضرور ہی سکندر رستم خو نے کہا کہ تمکو تو قاعدے سے تمنا بجالانے نظر آتے ہین اسمین فریب کی کیا بات ہی اب مجھے مرحلے پر جانے دو یہ سنکر مجبور ہی ملکہ تو ایک جانب چلی گئی اور شاہزادہ سکندر رستم خو طرف قلعہ فیل پیکران کے روانہ ہوا جسوقت سامنے قلعہ کے پہونچے اور اہل قلعہ نے دیکھا کہ ایک شخص چلا آتا ہی جاکر سرمست فیل زور سے بیان کیا کہ غضب ہوا طلسم کشا آگیا سرمست فیل زور بھی یہ سنکے پریشان ہوگیا اور فیل بند دروازے پر آیا دیکھا کہ واقع مین اک جوان سرخوش گلے مین لوح پہنے ہوے آلات حرب و ضرب تن پر آراستہ کیے ہوے چلا آتا ہی بس اسکو تعجب ہوا کہ ابھی تو وقت طلسم کشا کے آنے کا نہین آیا ہی ہر چند کہ اسی ماہ مین ورود طلسم کشا میرے مرحلے پر ہونا چاہیے مگر تاریخ معینہ مین فرق ہی یا بانیان طلسم نے غلطی کی ہے

یا یہ شخص علاوہ طلسم کشا کے ہو مگر جو یہ طلسم کشا نہوتا تو لوح اسکے پاس کہاں سے آتی خیر جیسا کچھ ہوگا ظاہر ہی
ہو جائیگا سامنے قلعہ فیل پیکران کے اک تصویر دیو کی نصب تھی اور اک میل سامنے اُس تصویر کے تھا
جسوقت سکندر رستم تو قریب تصویر دیو کے پہنچے تو لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اے شخص اگر تو قوت
صاحبقرانی رکھتا ہی تو اس میل پر چڑھ کر اس دیو کو ضرب گرز سے پست کر اگر دیو تیری ضرب گرز سے زمین
مین غرق ہوگیا اور پھر نہ اُبھرا تو قلعہ فتح ہو جائیگا ادھر دیو غرق زمین ہوگا اُدھر قلعہ مین زلزلہ پیدا
ہوگا اہل قلعہ کچھ دب کے مرجائینگے جو بچینگے وہ اُدھر نکلے انجام کو اطاعت قبول کرینگے لیکن اتنا خیال
رہے کہ سرمست فیل زور کو تلوار سے دو قتل کرنا ورنہ اگر خون اسکے جسم کا زمین مرحلہ پر گرا تو زمین شق ہوگی
اور تو زمین مین سما جائیگا یہ دیکھکر سکندر رستم نے میل پر چڑھنے کا قصد کیا قریب آئے دیکھا کہ جا بجا
پاؤن جانے کے لائق چھوٹے چھوٹے طاق بنے ہوئے ہین بس سکندر رستم خدا نخین طاقون مین
پاؤن جماتے ہوئے میل پر چڑھ گئے اور یہ خیال کیا کہ میرے ہاتھ مین وہ بیس سو من کی ضرب کی جو چھ سو من
ضرب صاحبقران سے بھی گران تر ہی کیا حقیقت ہی اس تصویر کی اگر دیو اصلی بھی ہوتا تو لنگر اُس
ضرب کا نہ سنبھال سکتا اسی ضرب سے نیرنگ قاف مین بڑے بڑے دیوان سرکش کو پست کیا ہی
اور مین کیا عادل کیوان شکوہ سے کچھ کم ہون یہ تصور کرکے گرز سنبھالا اور سر پر چرخ دیکر دو دستی ضرب
سر پر تصویر دیو کے لگائی ضرب پڑتے ہی ایک شاخ سرد کی ٹوٹی اور دیو غرق زمین ہوگیا مگر وہ شاخ
شاخ باہر نکلی رہ گئی اسلیے کہ جس میل پر کھڑے ہوکے سکندر نے ضرب لگائی تھی وہ میل ایک قد
آدم بلند تھا سکندر ضرب کے جھونک مین اتنا جھکا کہ ہیکل اور لوح دونون گلے سے نکل کے زمین پا
گرین جتنے عرصہ مین سکندر میل سے اُترکے ہیکل اور لوح اُٹھانے آئے اتنی دیر مین زمین سے
سر ہا ہی پیدا ہوا اور ہیکل اور لوح کو نگل کے غائب ہوگیا تصویر دیو مثل سابق پھر بلند ہوکے سامنے
آگئی اور دیو کے دہن سے آواز قہقہہ آئی کہ بس اسی منھ پر لوح لیکے مرحلہ توڑنے کے ارادہ سے
آیا تھا یہ کہکر دیو نے دست تعدی دراز کرکے سکندر کو پکڑ لیا اور کہا کہ تو نے سمجھا تھا مجھے کیون گرز مارا
سکندر نے دوسرے ہاتھ سے دیو کو تھپیڑ مارا اور کہا کہ تو تو جسم بیجان تھا پہلے منھ سے بولا کہ پھر وار
نکرو تھپیڑ کھاتے ہی دیو نے دوسرا ہاتھ بھی پکڑ لیا اور آواز دی کہ اے اہل قلعہ آؤ اور اپنے دشمن کو
لیجاؤ تمھین بڑی جفا سہنے اسکو اسیر کیا ہی بس دیو کی آواز بلند ہوتے ہی دروازہ قلعہ کا کھلا اور چند
آدمی نہایت جسیم ہتھکڑیان بیڑیان غل و زنجیر لیے ہوئے آئے اور سکندر کو اسیر کر لیا ہر چند سکندر
نے زور کیا مگر کچھ نہوا اہل قلعہ باندھ کر لیچلے اسوقت ملک لعلان گہر دندان نے دیکھا کہ یہ اسیر ہوگیا
اور اہل قلعہ لیے جاتے ہین بس اسنے بیتاب ہوکے وہین سے نعرہ کیا کہ خبردار اے اہل قلعہ اسے
لیجانے کا قصد نکرنا ورنہ میرے ہاتھ سے مارے جاؤگے نہین جانتے کہ مین کون ہون منم ملک لعلان
گہر دندان یہ کہکر اپنے کمند سحر پھینکی کہ جتنے آدمی سکندر کو اسیر کیے ہوئے لیے جاتے تھے سب کے
سب مع سکندر اُس کمند مین الجھ گئے ملک لعلان گہر دندان بیتاب ہوکے قریب آئی اور چاہا کہ سکندر
کو پھندے سے رہا کرون اُسوقت سرمست فیل زور جادو نے اک دو ہتڑ زمین پر مارا کہ تمام طبقہ ہلگیا اور
آواز دی کہ اے محافظان دربند گس خواب خرگوش مین ہو قیدی دربند کو اُسکا طرفدار لیے جاتا ہی
یہ خیال نکرو کہ یہ بادشاہ طلسم کی بھتیجی ہی اب یہ ہماری دشمن ہی اور ہم اسکے عدو ہین بس یہ کہنا تھا کہ
چہار جانب سے صدہا پریزادین رستم کی ڈوریان ہاتھون مین لیے ہوئے پیدا ہوئین لعلان گہر دندان

جو دیکھا کہ میری اسیری کا سامان ہے پس اسنے قہقہہ مارا اور کہا کہ او موے نمک حرام کی شامتین آئی ہین کہ
مجکو اسیر کرنا چاہتا ہے پس ہنسنے مین دہن اسکا جو کھلا اور دندان آبدار چمکے بجلیس برقین چمک کے گرین
جنمین پریزادین جل کے خاک ہوئین باقیماندہ دوڑ کے پشت تیغین اور ملکہ کو بھی اسیر کر لیا اور مع
شاہزادہ سکندر رستم کو لیجا کے زندان مرحلہ مین قید کیا اور مست فیل زور سے اک نامہ بنام بادشاہ
طلسم تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ ایک سرکش لوح طلسمی لیکر میرے مرحلے پر آگیا تھا مین نے اسکو
گرفتار کیا لوح چھین لی بعد اسکے آپکی برادر زادی ملکہ لعلان گہر دندان اسکی رہائی کے واسطے
آئین اُنھون نے ناظمان مرحلہ پر سختی کی اور جا لیشن پریزادین جلادین آخر مین نے اُنکو بھی گرفتار
کیا لہذا اطلاعاً گذارش ہے کہ قیدی آپکے مرحلہ پر موجود ہین چاہیے انکو کسی اور جا سے مناسب پر
بھجوا دیجیے چاہیے اسی جگہ قید رہنے دیجیے لیکن لوح طلسمی کو مین ایکدم مرحلے مین نہین رکھ سکتا
کہ اثر لوح سے سحر کمزور ہوے جاتے ہین لہذا لوح حامل عرضی ہذا کے ہاتھ روانہ خدمت کیجاتی ہے
واجب جانکر عرض کیا۔ جب مضمون عرضی تمام ہوا تو مست فیل زور نے عرضی ملفوف کر کے اپنے
بھائی کو دی اور لوح طلسمی بھی اسی کے حوالے کر کے کہا کہ تو جا کر یہ امانت بادشاہ طلسم کی اُسکے
سپرد کر آ اور جواب میری عرضی کا لیتا آ۔ غرمست فیل زور نے لوح اور عرضی قبضہ مین کر کے راہ ایوان
شاہی کا لیا اور خدمت ضحاک مار گزیدہ مین روانہ ہوا قضائے کار و اتفاقات روزگار کہ اسطرف
سے غرمست فیل زور اژدر پران پر سوار تر سعل اسکے ہاتھ مین اُڑتا ہوا چلا جاتا تھا اور اسطرف
سے ملکہ قمر اندام جادو اور خجستہ تاب جادو چلی آتی تھین اُنھون نے جو دیکھا کہ مرحلہ فیل پیکران
کی طرف سے ایک ساحر چلا آتا ہے آواز دی کہ کون ہے اور اپنے اپنے طاؤس سحر کو اُڑا کر قریب پہنچین
غرمست نے دونون شاہزادیون کو پہچانا چونکہ ابھی انکی رسوائی عام نہین ہوئی ہے صرف حاکمان
مرحلہ افسران طلسم واقف ہین اور بخیال رسوائی بادشاہ اُنھون نے بھی اس بات کو زبان سے نہین
نکالا ہے تو غرمست فیل زور بھی انکے حالات سے باخبر نہ تھا اسنے تمام کیفیت سکندر اور لعلان گہر دندان
کے گرفتار ہونے کی بیان کی اور کہا کہ مین لوح طلسمی مع عرضی خدمت بادشاہ مین لیے جاتا ہون ملکہ
قمر اندام نے دیکھا کہ لوح جاتی ہے کہا اے غرمست فیل زور لا لوح طلسمی میرے سپرد کر ایسا نہو کوئی تجھسے
چھین لے غرمست کو تامل ہوا کہ ایسا نہو کوئی افتاد پڑے تو بدنامی میرے ہی سر آئیگی یہ وہ چیز ہے کہ
جس سے جانین ارکین طلسم کی وابستہ ہین ملکہ قمر اندام نے جو دیکھا کہ اسکو لوح کے دینے مین تامل
ہے کوڑا سنبھالا اور کہا کہ او نمک حرام تو ہماری عدول حکمی کرتا ہے غرمست نے ڈر کر لوح نکالی چاہتا تھا
کہ ملکہ کے ہاتھ مین دے کہ اک برق سی چمکی اور آواز نعرہ ملکہ اختر جادو کی پیدا ہوئی اسنے آتے ہی
آواز دی کہ خبردار لوح اس چھوکری کو دینا کہ یہ ہماری دشمن ہو گئی ہے یہ کہتی ہوئی قریب غرمست
فیل زور کے آگئی قمر اندام نے جو اختر جادو کو دیکھا لرز گئی کہ یہ بلا یہان بھی آگئی پس اسنے چاہا کہ
ہاتھ سے غرمست کے لوح چھین لون غرمست نے گھبرا کے لوح کو اختر جادو کی طرف پھینکا کہ
پیچھے اختر جادو نے لوح کو روکنا چاہا مگر پھینکنے مین ڈبیا سینے پر اختر جادو کے پڑی اور اسنے نکا
مین ڈھکنا ڈبیا کا کھل گیا پس عکس جو لوح کا چہرہ پر اختر جادو کے پڑتا ہے سحر و ساحری بھولی
بیہوش ہو کے مع لوح کے زمین پر گری بالاے زمین رفیع البخت اور سہراب موجود تھے سہراب نے
دوڑ کے اختر جادو کو تلوار ماری مگر تلوار چلتے ہی دو بچہ سحر کے پیدا ہوے ایک نے تلوار کو روک لیا

اور ایک اختر جادو کو لیکر راہی ہوگیا۔ رفیع البخت نے لوح اٹھالی پنجہ ہاتھ سے سہراب کے لیا جو
تلوار سے چھوڑ رہا تھا۔ رفیع البخت نے یہ دیکھتے ہی پنجہ پر عکس لوح کا ڈالا پنجہ غائب ہوگیا۔ ادھر
قمر اندام نے غرمست کو طمانچہ مارا کہ یہ چرخ کھاکے سنبھلا سنبھلتے ہی اسنے آواز دی کہ ابتک میں آپکی
حالت سے واقف نہ تھا اس سے لحاظ کرتا تھا مگر معلوم ہوگیا کہ آپ اپنے گھر کی بربادی کیا چاہتی ہیں
اور ہمارے تشنہ خون ہیں اب رعایت آپکی بیکار ہے یہ کہکر غرمست فیل زور نے گرز فولادی تاکر
قمر اندام کو مارا قمر اندام نے پنجہ اسم سحر پڑھ کر اس گرز کو ہاتھ سے پکڑ لیا اور دوسرا اسم پڑھ کے
وہی گرز غرمست کو مارا سینے پر پڑا توڑ کے پار ہوگیا غرمست فیل زور الٹتا پلٹتا ہوا زمین پر گرا
اور تڑپ کے واصل جہنم ہوگیا۔ قمر اندام جادو نے عرضی بھی کمر سے غرمست کے نکال لی اور مضمون
عرضی پڑھا۔ عرضی کو تو چاک کر کے پھینک دیا اور رفیع البخت سے کہا کہ اے شہریار لوح تو ہاتھ آگئی
اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سکندر رستم و دربند فیل پیکران بہ اسیر پنجۂ تقدیر ہوگئے لیکن یہ تو فرمایئے کہ
اگر آپ درحقیقت طلسم کشا نہیں ہیں تو لوح کچھ کام نہ آئیگی جو انجام سکندر رستم کا ہوا وہی آپکا بھی
ہوگا۔ رفیع البخت نے فرمایا کہ اے ملکہ ایک حملہ تو ضرور کرونگا یہ قسمت آزمائی ہے اکثر ایسے طلسم
بھی سنتے ہیں آئے ہیں جسکے فاتح دو دو آدمی ہوئے ہیں چنانچہ طلسم نور آگین کہ اسکے دو درجے میرے
والد ماجد نے فتح کیے تھے اور باقی طلسم میں نے جاکے توڑا ممکن ہوگا کہ تین مرحلوں تک فاتح اسکا
نقابدار ابلق پوش ہوا اور دو ایک مرحلے میں بھی فتح کروں تو حق قائم ہو جائیگا ورنہ میں اپنے
باپ کی وراثت نہ پاؤنگا اور یہ نقابدار یا تمہارے صاحبقرانی کا وارث ہو جائیگا مجھکو اسکی اطاعت
کرنا پڑیگی دارومدار صاحبقرانی ملنے کا اس طلسم کی فتح پر موقوف ہے یہی شرط میرے والد ماجد نے
مشروط کی ہے کہ جو شخص طلسم اسرار باطنی کو فتح کرے وہ میرا جانشین اور صاحبقران ہے یہ سنکر ملکہ
قمر اندام خاموش ہو رہی اور کہا کہ بہتر ہے لوح کو دیکھو جو لوح حکم دے اسپر عمل کرو اب تو تمہارا ساتھ
دیا ہے جو تقدیر دکھائیگی وہ دیکھینگے خیال رہے کہ اگر ہم تم بھی مثل سکندر اور لعلان گہر دندان
کے گرفتار ہوگئے تو بڑی سختیاں اٹھانا پڑینگی کہ ماں باپ سبھی تو دشمن ہو رہے ہیں اور اس لوح
کی بدولت دوستوں سے بھی دشمنی پیدا ہوگئی اب عادل کو بھی کیا پڑی ہے وہ ہماری تمہاری رہائی کی
کوشش کریگا یہ سنکر رفیع البخت نے کہا کہ ہم لوگ مرنے کو نہیں ڈرتے ہیں اگر تمکو اپنی جان کا خوف
ہے تو جاکر بیابان چہار ستارہ میں قیام اختیار کرو اگر ہماری قسمت میں طلسم کشائی ہے تو بعد فتح طلسم تمسے
آکر ملینگے۔ قمر اندام مناسب وقت نہ سمجھ کر انکا دل تھوڑا ہوگا کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں تمکو ایسی
حالت میں تنہا چھوڑدوں۔ رفیع البخت نے کہا کہ اگر تم ساتھ لگیں تو میں خود کشتی کرلونگا اسوقت قمر اندام
رونے لگی نجم تاب جادو نے کہا کہ تمکو انکی اطاعت سے مطلب ہے جو انکا حکم ہے اسکے خلاف کیونکی
ہر وقت مردوں کے منھ لگنا نہ چاہیے یہ کہکر قمر اندام کو سمجھانے لگی آنچل سے آنسو پونچھے۔ رفیع البخت
ایک جانب روانہ ہوگئے شاہزادہ سہراب ثانی بھی ساتھ تھے جسوقت رفیع البخت دور چلے گئے
تو نجم تاب جادو نے کہا کہ میں یہ نہیں کہتی کہ اسوقت میں تنہا چھوڑدو لیکن ظاہر بظاہر ساتھ چلنے میں
انکی بھی رسوائی ہے پوشیدہ طور پر چلو اگر کوئی وقت سخت پیش آئیگا اور ہماری تمہاری مدد سے وہ
رہائی پائینگے تو خود ہی دل میں قائل ہونگے قمر اندام جادو نے یہ باتیں نجم تاب جادو کی سنکر سکوت
اختیار کیا مگر جسوقت رفیع البخت جاتے جاتے نگاہوں سے پوشیدہ ہوگئے تو ضبط نہو سکا آخر کار

مع ملکہ نجم تاب جادو ایک لکہ ابر مین پوشیدہ ہو کے بتلاش رفیع البخت روانہ ہو گئین اول حال
رفیع البخت کا بیان کیا جاتا ہی کہ انھون نے صحرا مین اک مقام پر پہونچکر قیام کیا اُدھر دیکھنے لگے
سامنے اک گنبد مینائی نظر پڑا گرد اس گنبد کے سبزہ زار تھا اس سبزہ زار مین چند آہو چر رہے تھے آہوون کی
شاخون پر سنکوٹیان طلائی چڑھی ہوئی تھین کھرون مین مہندی لگی ہوئی گلے مین ہیکلین پڑی ہوئی
تھین رفیع البخت سمجھے کہ کسی کے پالو ہرن ہین سبزہ زار کی سیر سے بھلی معلوم ہوئی کہ سہراب سے
کہا آؤ کچھ دیر سبزہ زار کی سیر کرلین اُسکے بعد لوح کو دیکھکر مرحلہ طلسمی پر چلینگے سہراب نے کہا کہ پہلے
لوح کو دیکھ لیجیے ایسا نہو کہ یہ مقام بھی کسی ساحر طلسم کا مسکن ہو رفیع البخت نے کہا اے برادر سچ کہتے ہو
مگر ہنوز لوح دیکھنے کی نوبت نہ آئی تھی کہ اک شیر صحرائی کے ڈکارنے کی آواز پیدا ہوئی اور آہو بھاگے کوئی
کسی طرف چلا کوئی کسی طرف ایک آہو نے رفیع البخت کا رخ کیا اور اسی طرف بھاگتا ہوا آنے لگا شیر نے
بھی اُسی آہو کا تعاقب کیا۔ رفیع البخت نے سہراب سے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ آہو اپنے مالک سے
ست ہلا ہوا ہی اور مجکو اپنا مالک سمجھ کے ادھر آتا ہی اسکو شیر کے پنجہ سے بچانا چاہیے بس یہ کہتے ہی تلوار کھینچ
جھپٹ پڑے ہنوز یہ قریب آہو کے نہ پہونچے تھے کہ شیر نے آہو کو دبوچ لیا بس رفیع البخت نے دوڑ کر
تلوار ماری کہ شیر کے دو ٹکڑے ہوگئے آہو شیر کے پنجہ سے چھوٹ کے پاؤن پر رفیع البخت کے منھ
رگڑنے لگا مگر اب رفیع البخت سبزہ زار مین پہونچ چکے ہین اتنے مین دروازہ گنبد مینائی کا کھلا اور
ایک شاہزادی چند کنیزون کو ساتھ لیے ہوے گنبد مینائی سے بیتاب ہو ہو کہتی تھی کہ ار
شیر کدھر گیا ہاے میرے پالے ہوے آہو جو مجھے اولاد سے کم نہ تھے شکار شیر صحرائی ہوگئے دیکھ
ہوے نگہبانان صحرا پر کیا قہر نازل کرتی ہون یہ نوکر کس بات کے ہین شیر اس سبزہ زار مین آگیا اور
انکو خبر بھی نہوئی موے حرام کی روٹیان کھاتے ہین نوکری پر حاضر نہین رہتے ہین یہ کہتی ہوئی
بیتابانہ چلی آتی ہی رفیع البخت نے جو اُسکو دیکھا کہ اک نازنین ماہ جبین ہی کہ سن برس پندرہ یا کہ
سولہ کا سن ۔ جوانی کی راتین مرادون کے دن ۔ شیفتہ جمال عدیم المثال ہوگئے اور آواز دی کہ
اے لالہ رخ رنجیدہ نہو مین نے شیر کو مار کے تمھارے آہو کو شیر کے پنجہ سے چھڑا لیا ہی تمھارا آہو میرے
پاس موجود ہی لو آؤ اپنے آہو کو لیجاؤ یہ سنکر ملکہ اسطرف متوجہ ہوئی کہا کہ مین آپ کی بیحد ممنون ہون
آہو نے جو دیکھی ملکہ کو آتے دیکھا دوڑ کر قدمون پر منھ ملنے لگا ملکہ نے پلٹ کے خواصون کی طرف دیکھا
اور کہا کہ لاؤ کشتی ہار کی اسی وقت ایک کنیز نے بڑھ کے عرض کی کہ کشتی ساتھ ہی بس ملکہ رفیع البخت
کے قریب آئی اور کہا کہ اگر آپ نے مجھ پر احسان کیا ہی تو تشریف لیچلیے دعوت اس کنیز کی قبول فرمائیے
رفیع البخت نے کہا کہ اے ملکہ مین طلسم کشا ہون مرحلہ طلسمی پر جارہا ہون انشاءاللہ بعد فتح مرحلہ
آکر تمھاری مہمانی قبول کرونگا ابھی مجھے اتنی فرصت نہین ہی ملکہ نے کہا کہ آج کے بدلے کل چلے جائیےگا
جب لوح آپ کے پاس ہی تو اسقدر جلدی کیون ہی فرمایا کہ آج کے کام کو کل پر اٹھا رکھنا دانائی کے
خلاف ہی ملکہ نے کہا کہ اچھا اس کشتی کو تو قبول فرمائیے رفیع البخت نے کہا کہ اس کشتی مین کیا ہی
ملکہ نے کشتی پوش الٹ کے کشتی مین سے ہار طلائی منقش کا نکالا جسمین کئی پنجے یاقوت اور زمرد کے
آویزان تھے اور شاہزادہ سے کہا کہ میرا دستور یہ ہی کہ جو کوئی شاہ و شہریار میرے قلمرو مین نکل آتا ہی تو
مین بطور یادگار اُسکو ہار پہناتی ہون کہ سلسلہ شناسائی و دوستی قائم رہے اسے قبول کیجیے شاہزادہ
نے گردن جھکا دی ملکہ نے اپنے دست نازک سے ہار شاہزادہ کی گردن مین ڈالدیا۔ شاہزادہ کو خیال

پیدا ہوا کہ بار احسان گردن پر رکھنا اچھا نہین ہی اسکا عوض کر دینا چاہیے یہ تصور کرکے اپنے گلے کا
ہار ملکہ کے گلے مین ڈالدیا یہ وہی ہار تھا جو تحفہ بیابان چہار رضازہ مین سے تھا اور انکو صندوقچہ سے
ملا تھا اسی کی بدولت انپر سحر ساحر کا اثر نکرتا تھا بسبب لوح طلسمی ملجانے کے اب اس ہار کو عبث
سمجھکر ملکہ کو پہنا دیا اور کہا کہ یہ ہماری نشانی تمہارے پاس رہیگی اور یہ ہار نایاب چیز ہی جسکے گلے
مین ہو اوسپر سحر اثر نہین کرتا ہی بس یہ انکا کہنا تھا کہ ملکہ نے قہقہہ مارا اور وہ ہار جو گلے مین رفیع البخت
کے تھا اوسکے زمردی پنجے لوح کے ڈورے سے لپٹ گئے اور ہار ملکہ کے قہقہہ کے ساتھ ہی
مانند برق کے چمک کے گلے سے لوح کو لیے ہوے نکل گیا ملکہ نے آواز دی کہ باش اونادان
منم ملکہ مینا سے جادو مالک مرحلہ گنبد مینائی غضب کیا تھا تونے کہ لوح لیکر آ پڑا تھا بس یہ سنکر
شاہزادہ کو غصہ آیا انھون نے گلے مین ملکہ کے ہاتھ ڈالدیا کہ اپنا ہار تو اوتارلون ایسا نہو کہ یہ سحر
کرکے گرفتار کرے ملکہ نے کہا کیا واہ دی ہوئی چیز پر بھی دعوے ہی کنیزین ہائین ہائین کیا
کرتی ہو ملکہ پر دست اندازی کرتے ہو کہتی ہوئی آ کے لپٹ گئین اور آواز دی کہ اے نگہبانان
صحرا موئے نگوڑو کہان ہو آؤ اور اس چور کو لیجاؤ کہ یہ ملکہ کے گلے سے ہار اوتارے لیتا ہی یہ آواز
سنکر صحرا سے تین چار زنگی تیر و کمان لیے ہوے حاضر حاضر کہتے ہوے آئے اور کہا کہ اے
شخص صورت تو تیری امیرانہ اور حرکتین بدمعاشون کی سی ہین کہ ملکہ کے گلے سے ہار اوتارتا تھا
یہ کہتے ہوے آ کے رفیع البخت سے لپٹ گئے رفیع البخت انسے لپٹ پڑے سہراب نے جو
یہ معرکہ دیکھا تاب ضبط نہ رہی دوڑ کے دو ایک زنگیون کو الٹ پلٹ دیا مگر دو زنگی رفیع البخت کو
گرفتار کرکے لیے چلے گئے چونکہ سہراب کے بازو پر اک نقش سلیمانی کا موجود تھا اسوجہ سے انپر
سحر نے تاثیر نہ کی لیکن دیکھا سہراب نے کہ ایک زنگی ملکہ نجم تاب جادو کے پیچھے دوڑتا چلا
آتا ہی اور نجم تاب جادو کہتی آتی ہی کہ اے شہریار مجھے بچایئے سہراب اوس زنگی کی طرف متوجہ ہوے
سب زنگی بھاگ گئے نجم تاب جادو نے کہا کہ مین کو تو ایک زنگی نے گرفتار کر لیا لیکن مین بچ گئی
لیکن پھر گرفتار ہو جاؤنگی سہراب نے کہا کہ تم دونون تو ساحرہ زبردست ہو کیا یہ زنگی سحر ساحری
کو تم سے زیادہ جانتے ہین نجم تاب جادو نے کہا کہ اسوقت ہم حدود مرحلہ کے اندر ہین اسوجہ سے
ہمارا سحر کمزور ہی کہ یہ مقام مدت سے دوسرے کے قبضہ مین ہی اور سحر بند ہی جب ہم اس سرحد کے
باہر ہو جائینگے اوسوقت کوئی ہمارا کچھ نہین کرسکتا یہان آکر اپنے اختیار مین رہنا یہ سوا بادشاہ طلسم
یا طلسم کشا کے دوسرے کا کام نہین ہی یہ سنکر سہراب ثانی خاموش ہو رہا نجم تاب جادو کو لیے ہوے
سبزہ زار کے باہر آنے کا قصد کیا نجم تاب جادو نے کہا کہ اب میرے قدم نہین اوٹھتے زمین ہماری
پاؤن پکڑلی ہی سہراب نے محبت نجم تاب جادو مین بازو سے اکا کھولکر بازو پر نجم تاب جادو کے
باندھ دیا بس ادھر تو اکا اپنے بازو کا اوسکے بازو پر باندھا ادھر قہقہہ کی آواز آئی نجم تاب جادو
نے کہا کہ مین کون ہون فرمایا کہ یہ ایسی بات پوچھتی ہو کہ جیسے برسون کے بعد دیکھا ہی نجم تاب نقلی
نے کہا کہ او نادان منم مینا سے جادو دیکھا کیا فقرہ دیا ہی ورنہ تو یہ اکا کبھی نہ دیتا جا اب صحرائی
ٹھوکرین کھایا کر یہ سنکر سہراب ثانی نے چاہا کہ اکا چھین لون مینا سے جادو نے آواز دی کہ اے
محافظان دربند اس سرکش کو بھی لینا بس اس آواز کے ساتھ ہی زنگی نمودار ہوے اور سہراب
ثانی کو بھی گرفتار کرکے لیے ہوے چلے گئے ہرچند سہراب نے زور کیا مگر زنگیون سے کوئی بس

نہ جلاد زنگیوں نے کہا اب وہ وقت نہیں ہی کہ ہم تیرا کچھ بنا سکیں جس وقت زنگی سہراب ثانی کو کھینچے
ہوئے جا رہے تھے اسیوقت قمر اندام اور نجم تاب جادو اس مقام پر پہونچیں پس انھوں نے
زنگیوں کو للکارا کہ کہاں جاتے ہو میں آپہونچی یہ کہکر ان دونوں نے زیور اپنا اپنا اتار کے زنگیوں
پر مارنا شروع کیا کسیکو بجلی کھینچ ماری بجلی کان کی مانند برق آسمانی کے تڑپ کے گری اور زنگی
جل کے خاک سیاہ ہو گیا کسی کو طوق گلے کا طوق طلائی کھینچ مارا کہ وہ بھی اسیر حلقہ اجل ہو گیا کسی کو کان
کا گوشوارا کھینچ مارا جبدا مانند تیر شہاب کے گرا اور جلاد یا زنگیوں کے مرنے سے طبقہ ہائے طلسم
میں قیامت برپا ہوئی شور و غوغا بلند ہوا مینا سے جادو گنبد سے نکلکر سامنے آئی اور کہا کہ
اے قمر اندام غضب کی بات ہی کہ شاہزادہاں دشمنوں سے عشق کر کے اپنا گھر اب ڈبوتی ہیں
تجکو شرم نہیں آتی ہے قمر اندام جادو نے کہا کہ ہم حق پرست ہیں اور حق کے نزدیک ہیں ظلم
کو جائز نہیں رکھتے اور اب طلسم میں ظلم بہت ہوتا ہی اسکا انجام بربادی ہی پس بہتر یہ ہے
کہ تو نصیحت سے باز آ اور دونوں شاہزادوں کو مع لوح ہمارے سپرد کر دے ورنہ مرحلے کو درہم و برہم
کر دینگے نہیں جانتی کہ ہم کون ہیں مینا سے جادو نے کہا کہ کیوں ملازموں کے ہاتھ سے ذلت
اٹھاؤگی بہتر یہی ہی کہ یہاں سے چلی جاؤ ورنہ جو انکی حالت ہوئی ہی وہی تمہاری حالت بھی ہوگی ہم وہ
لوگ ہیں جنپر دارومدار طلسم کا ہی اگر بادشاہ بھی ہمسے خلاف ہو جائے تو کچھ نہیں کر سکتا یہ سنتے ہی
نجم تاب جادو نے غصہ میں آگے بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ قمر اندام جادو نے بازو پکڑ کے روک لیا
اور کہا کہ جو کچھ کرنا ہو یہیں سے کرو اندر مرحلے کے قدم نہ رکھنا۔ یہ سنکر نجم تاب جادو نے جھولی میں
ہاتھ ڈالا اور اک ترنج سحر نکالکر بائیں ران میں نشتر دیا اور ترنج کو خون سے آلودہ کر کے
مینا سے جادو پر کھینچ مارا مینا سے جادو نے بمشکل اپنے کو بچایا اور ترنج کو خالی دیا لیکن ترنج کی
پر کالہ آتش بن کے جو سبزہ زار پر گرتا ہی تمام سبزہ زار لالہ زار معلوم ہونے لگا آگ لگ گئی مینا سے
جادو ہر چند ... کرتی ہی مگر آگ گل نہیں ہوتی آخر اسنے مجبور ہو کے اپنی داہنی ران میں نشتر دیا اور
خون اسکا چلو میں لیکر کچھ اسم سحر دم کر کے سبزہ زار پر مارا تو وہ آگ فرو ہوئی اتنے عرصہ میں دوسرا
ترنج قمر اندام جادو نے مارا یہ ترنج سحر سر پر مینا سے جادو کے پڑا کہ مینا سے جادو زخمی ہوئی
اب ان دونوں بہنوں نے ملکر مینا سے جادو کو بوکھلا دیا اگر مینا سے جادو اسکا سحر رد کرتی ہی تو اسکے
سحر سے بچنا دشوار ہوتا ہی اور اسکے سحر کو رد کرتی ہی تو اسکے سحر سے نجات نہیں ملتی ہی کہ یکایک جانب
آسمان سے اک برق چمکی اور نعرہ ہوا کہ منم اعواک جادو کیوں تجکر یوں اب تمنے ارکین طلسم کو بھی
پریشان کرنا شروع کیا اب کہاں جاؤگی بچ کے میرے ہاتھ سے۔ اعواک جادو کو دیکھ کے مینا سے جادو
نے فریاد کی کہ دیکھیے انھوں نے میری کیا حالت بنائی ہی ادھر قمر اندام جادو اور نجم تاب جادو قیامت
کے سحر کر چکی ہیں ہنوز سنبھلنے بھی نہ پائی ہیں کہ اعواک جادو نے کمند جمشیدی ماری ایک حلقہ کمند کا
قمر اندام کے گلے میں پڑا اور ایک نجم تاب جادو کے گلے میں پڑا ہر چند ان دونوں نے اُف تک
نہ کی منہ سے شعلے نکلے مگر کمند نہ جلی اسلیے کہ یہ کمند تحائف طلسمی سے تھی اعواک جادو نے ان دونوں کو
بھی اسیر کر کے مینا سے جادو کے سپرد کر دیا اور کہا کہ انھیں کچھ روز حفاظت میں رکھو جب طلسم کشا بھی
اسیر ہو لیگا یا دورہ مراد فتح ہو لیگا اور زوران فدا پرستوں کا ذرا ٹوٹ لیگا اسوقت تمہاری میدان خالی کر کے
ان تمام خاندان اطلیوں کو قتل کرونگا مینا سے جادو نے کہا کہ اگر آپ آجاتے تو انھوں نے مر...

شاد ینے مین کچھ باقی نہ رکھا تھا مین نہ جانتی تھی کہ انکو ایسا کمال حاصل ہی اعواک جا[■]ے نے کہا کہ ہندن
کی طرح نہ تھی ورنہ انکو ایک حرف سحر کا تعلیم نہ کیا جاتا افسوس سے کس نیاموخت علم تیر از من + کہ مرا
عاقبت نشانہ نکرد + قمر اندام اور نجم تاب نے کہا کہ آپ مجکو قتل کر ڈالیے مگر اسکے والے نہ کیجے
اعواک جادو بولا کہ مجبور ہوں اس سے ہون کہ تم میری اولاد نہین ہو بہن کی اولاد ہو ورنہ اسیوقت قتل
کر ڈالتا اگرچہ اختر جادو بھی اسوقت تمکو پائے تو زندہ نہ چھوڑے مگر مین ایسا نہین کر سکتا اسلیے کہ مان
کی محبت ہی کیا معلوم اُسکو خیال کیا گزرے یہ کہکر اعواک جادو چلا تھا کہ مینا سے جادو نے کہا کہ لوح
طلسمی میرے پاس موجود ہی اسے آپ لیتے جائینگے یا مین اپنے پاس رہنے دون اعواک جادو نے
کہا کہ تمھین رہنے دو مین ہرگز ایسی چیز کو نہ چھوؤنگا کہ جس سے میرے سحر کی طاقت گھٹنے مینا سے جادو
نے کہا کہ مرحلے مین بھی لوح کا رہنا اچھا نہین اسلیے کہ مرحلے کی قوت کمزور ہو جائیگی جسطرح آگ کی
حرارت سے پانی کی برودت زائل ہو جاتی ہی اعواک جادو نے کہا جو تم مناسب جانو وہ کرو مگر مین
ہرگز لوح کو ہاتھ نہ لگاؤنگا یہ کہکر چلا گیا مینا سے جادو نے اک ساحر کو عرضی لکھ کے دی اور کہا
کہ جاکر یہ عرضی بادشاہ طلسم کو دیدینا وہ جیسا مناسب جانے گا کریگا مین لوح کسی ساحر کے ہاتھ
نہ بھیجونگی ایسا نہو کہ لوح تلف ہو جائے اُس ساحر نے عرضی لی اور مرحلے سے طرف ایوان شاہی کے
روانہ ہوا ضحاک مارگزیدہ جادو اس انتظار مین بیٹھا تھا کہ طور روشن دل کا نامہ آئے کہ مین نے
طبل جنگ بجوا دیا ہی تو گرفتاری اسرار روشن ضمیر کی فکر کرون کہ اک مرتبہ عرضی سرمست فیل زور کی
پہونچی مضمون یہ تھا کہ اے بادشاہ طلسم کشا میرے مرحلے پر آکے اسیر ہوا ساتھ اُسکے ملکہ لعلان
گہر دندان تھین اُنھون نے قیدی کو مع لوح مانگا مین نے دینے سے انکار کیا تو اُنھون نے میرے
ملازمین پر سختی کی نیبستی پریزادان طلسمی کو جلا دیا انجام یہ مین نے اُسکو بھی اسیر کرکے ایک عرضی
مع لوح اسکے قبل حضور کی خدمت مین اپنے بھائی کے ہاتھ روانہ کی تھی راستے مین ملکہ قمر اندام
اور نجم تاب جادو نے لوح چھین کر رفیع البخت کو دیدی اور بھائی میرا تک سے ادا ہوا یہ مضمون
دیکھکر بادشاہ کو کمال درجہ افسوس ہوا لیکن گرفتاری سکندر و لعلان گہر دندان کی انتہا سے زیادہ
خوشی ہوئی بعد اسکے نامہ دار مینا سے جادو پہونچا اور عرضی مینا سے جادو کی لیجا کے پیش کی ضحاک
جادو نے اس عرضی کو بھی پڑھا مضمون عرضی یہ تھا کہ رفیع البخت نامی ایک شخص لوح طلسمی لیے ہوے
میرے مرحلے پر آ گیا تھا مین نے آپکے اقبال سے اُسکو مع لوح گرفتار کیا اور ایک شخص اور بھی اُسکے
ساتھ تھا اُسے بھی اسیر کیا مگر آپ کی ہمشیرہ زادیون نے تو میرے مار ڈالنے مین کوئی کمی نہ کی تھی مگر برادر
سلطان ملک اعواک جادو نے صاحبزادیون کو بھی گرفتار کرکے میرے سپرد کیا ہی اب وہ میری قید مین
ہین لوح طلسمی مین نے اسوجہ سے نہین بھیجی کہ اس سے پہلے مالک در بند فیل پیکران نے لوح طلسمی
آپکی خدمت مین روانہ کی تھی اور صاحب لوح کو گرفتار کر لیا تھا وہ لوح راستے مین صاحبزادیون
نے چھین کے رفیع البخت کو دیدی تھی وہ سمجھا کہ مین طلسم کشا ہون اور میرے مرحلے پر آ پڑا لیکن خوشا
کہ گرفتار ہو گیا اب آپ اپنے انتظام سے لوح کو منگوا لیجے ایسا نہو کہ راستے مین پھر کوئی چھین
لے ضحاک مارگزیدہ نے عرضی سرمست کا یہ جواب تحریر کیا کہ لعلان گہر دندان اور سکندر کو اپنی قید مین
رکھو مجھے گرفتاری طلسم کشا کا انتظار ہی جسوقت طلسم کشا بھی اسیر ہو کے میرے قبضہ مین آجائیگا اُسوقت
جیسا مناسب سمجھا جائیگا ویسا ان لوگون کے حق مین بھی کیا جائیگا نامہ دار سرمست تو جواب لیکر

اسطرف روانہ ہوا اور نامہ مینائی جادو کا یہ جواب تحریر کیا کہ قیدیون کو اپنی حفاظت مین رہنے دو اور مین
ہبوط جادو کو روانہ کرتا ہون لوح اسکے سپرد کرو اب لوح کو مین ایسی جگہ پوشیدہ کرونگا جس سے کوئی
واقف نہین ہی سوا میرے یہ تحریر کرکے نامہ دار کو نامہ دیا اور ہبوط جادو کو اُسکے ساتھ کیا یہ دونون یہان سے
بجانب دربند مینا کے روانہ ہوئے جسوقت ہبوط جادو دربند مینا سے پہونچا تو ملکہ مینا نے جادو سے
ڈبیا لوح کی ہبوط جادو کے سپرد کی ہبوط جادو لوح لیکے چلا آتے آتے راستے مین اک مقام پر دیکھا
رستے کہ اک جوگی بیٹھا ہوا سر ہلا رہا ہی اور کچھ بڑبڑا رہا ہی ہبوط جادو قریب گیا کہ دیکھون یہ کون شخص
ہی اور کیا بک رہا ہی جسوقت قریب پہونچا تو یہ آواز اسکے کان مین آئی کہ کیا بادشاہ طلسم کی عقل پر
پردے پڑے ہوئے ہین کہ طلسم کشا راستے مین ہی اور تلاش لوح مین آرہا ہی اور اُدھر سے لوح جائیگی
راستے ہی مین لوح چھین جائیگی ہم اک مرد فقیر ہوئے تو ان نشیب و فراز سے آگاہ ہین اور بادشاہ
ایسا غافل ہی کہ کچھ خبر نہین کہ طلسم کشا کہان ہی اس سے زیادہ کون طلسم کشا کی گرفتاری کا آسان وقت
ہوگا۔ یہ سنکر ہبوط جادو نے کہا کہ آپ کا نام کیا ہی جوگی نے سر اُٹھا کے کہا کہ او بیوقوف تجھے میرے
نام سے کیا مین کوئی ہون ارے مین وہ شخص ہون کہ طلسم ہی مین رہتا ہون اور ساحران طلسم مین سے
کوئی مجکو نہین جانتا آجتک مین نے اپنے کو ظاہر بھی نہین کیا جب آثار طلسم کی تباہی و بربادی
کے دیکھے تو مین ظاہر ہوا اور نشیب و فراز زمانہ کی خبر مین نے بیان کی اگر تیری رسائی بادشاہ طلسم
تک ہو تو جو سنا ہی یہی کہدینا اور کہدینا کہ مجھ سے جوگی شکمپال نے یہ بیان کیا تھا یہ سنکر ہبوط جادو
نے کہا کہ لوح تو میرے ہی پاس ہی اور آپ فرماتے ہین کہ اُدھر سے طلسم کشا آرہا ہی ایسا نہو کہ لوح
وہ مجھ سے چھین لے جوگی نے کہا کہ لوح تو ہر طرح وہ تجھسے چھین لیگا مگر ساتھ لوح کے تیری جان بھی
جائیگی ہبوط جادو نے کہا کہ پھر مین کیا کرون جوگی نے کہا کہ لوح میرے پاس رکھ دے اور تو جاکے
فلان درخت کی آڑ مین پوشیدہ ہو جا جب طلسم کشا اسطرف سے گذر جائے اُسوقت لوح مجھسے لیکے
اپنے بادشاہ کی خدمت مین چلا جانا یہ سنکر جوگی سے ہبوط جادو نہایت خوش ہوا کہ اُنھون نے جان بچائی
ورنہ لوح تو ہر طرح جاتی میری جان پر مفت مین بنتی جلدی سے لوح نکال کر جوگی کے حوالے کردی اور
آپ تنہ درخت کی آڑ مین پوشیدہ ہو رہا تھوڑے عرصہ مین ہبوط جادو نے دیکھا کہ طلسم کشا مرکب پر
سوار چلا آتا ہی سر پر اک چتر طلائی جواہر نگار کا سایہ کیے ہوئے ہی جوگی نے طلسم کشا کی طرف دیکھکر
کہا کہ چلا جا آگے بڑھکے تیرا مطلب حاصل ہوگا یہ سنکے طلسم کشا ہنستا ہوا چلا گیا جب دیکھا
ہبوط جادو نے کہ اب طلسم کشا دور نکل گیا ہی تو یہ تنہ درخت سے نکل کے جوگی کے پاس آیا جوگی نے
ڈبیہ ہبوط جادو کے سپرد کی ہبوط جادو ڈبیا لیے ہوئے خدمت مین بادشاہ طلسم کے آیا اور لوح بادشاہ
کے سپرد کی ضحاک جادو نے یہ خیال کیا کہ لوح کے دیکھنے سے قوت سحر سلب ہوتی ہی اسلیے ڈبیا کو بند
رہنے دیا اور لیکر طاق نسیان پر رکھ آیا کہ مجھے بھی یاد نہ رہی کہ لوح کہان ہی اور جو شخص اس مقام پر
آئے کہ ہم لوح پر قبضہ کرین تو وہ اپنے ارادہ ہی کو بھول جائے طاق نسیان اک ایسا مقام تحت
بانیان طلسم بنا گئے ہین جسکی تاثیر یہی ہی کہ جو شخص وہان آتا ہی اُسپر سہو نسیان اسقدر غالب ہوتا ہی
کہ اُسے کوئی بات یاد ہی نہین رہتی اب ضحاک مارگزیدہ نہایت خوش ہی کہ مین نے لوح کو ایسی جگہ
پوشیدہ کیا ہی کہ اگر طلسم کشا زندگی بھر طلسم مین ٹھوکرین کھاتا پھریگا تو بھی لوح طلسمی نہ پائیگا ادھر
مین نامہ حاکم کوہ بلور کا آیا مضمون نامہ یہ تھا کہ مین نے طبل جنگ بجوادیا ہی صبح کو امراد شنفعیر سے

مقابلہ ہو اطلاعاً گذارش ہے۔ ضحاک نے نامہ پڑھ کے جواب نامہ تحریر کیا کہ اے خیر خواہ
دولت میں تمکو اطمینان دلاتا ہوں کہ طلسم کشا کی طرف سے بے پروا ہو جاؤ لوح طلسمی میرے
قبضہ میں آگئی اور طلسم کشا صحرا میں ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے چونکہ مثل میرے تمھاری موت بھی بغیر
لوح طلسمی کے نہیں ہے لہذا اب تم ہی مقابلہ اسرار روشنضمیر کے واسطے کافی ہو اور میں بھی
بروقت ضرورت پہونچونگا یہ جواب تحریر کرکے روانہ کیا اور آپ فہرست تحائف طلسمی کی دیکھنے لگا
کہ کوئی ایسا تحفہ بھی ہے یا نہیں جس سے گرفتاری اسرار روشنضمیر میں مدد ملے دیکھتے دیکھتے نظر
ضحاک شاہ کے لباس و تاج جمشیدی پر پڑی خواص اس لباس و تاج کا یہ تھا کہ جسکے بر میں ہو
کسی ساحر کا سحر اسپر اثر نہیں کرتا ہے ضحاک شاہ نے اس لباس و تاج کو منگوا کر زیب جسم کیا
اسکے بعد چادر قہر سامری نکالکر اپنے سحر کی جھولی میں رکھ لی کہ بروقت مقابلہ اس چادر سے کام لونگا
اس سحر کو اسرار روشنضمیر کیسا کہ تمام ساحران عالم ملکے رد کرنا چاہیں تو نہیں مٹا سکتے ہیں
بعد اسکے ضحاک مارگزیدہ صبح کا منتظر ہوکے بیٹھا۔ آب حال طبل جنگ کا سنیے۔ کہ اسرار روشنضمیر
مع لشکر قلیل درہ مراد پر مقیم ہوا اور انتظار صبح میں ساحران لشکر بیتاب ہیں سر فتنہ جادوان
آواز طبل سے چونک اٹھتا ہے اور جب دیکھتا ہے کہ ابھی رات بہت باقی ہے تو پھر سو رہتا ہے
اسی پریشانی میں وہ وقت آگیا **نظم**۔ لگے ہونے نظروں سے تارے نہاں * چھپا
نور میں جادۂ کہکشاں * موذن اذان سے ہوئے بہرہ مند * ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند * مسیحا
نفس تھی نسیم رواں * اٹھے لوگ لے لیکے انگڑائیاں * عجب وہ سہانا وقت تھا
ستاروں کا غروب ہونا مہر عالمتاب کا طلوع ہونا شفق نگاہ کا خبر دیتا کہ آج اس صحرا کا سبزہ دار
بھی خون سے لالہ رنگ ہونے والا ہے طائران صحرائی زمزمہ سرائی نغمیان خوش آواز کی ہمزبان
تھی نسیم سحری کے جھونکے بتا رہے تھے کہ سانس اک ہوا ہے جو آئی چلی گئی وہ پھر نہ آئیگی چمن
کی بیرونقی چراغ حیات کے گل ہونے کی خبر دے رہی تھی کہ یکایک مرغ زرین بال نے آشیانہ
مشرق سے سر نکالا دونوں طرف کی فوجیں صف آرا ہونے لگیں اسطرف فوج بلور روشن دل
زیر کوہ صف آرا ہے ادھر لشکر اسرار روشنضمیر درہ مراد کے پاس صفیں باندھے کھڑا ہے ساحران
بیابان مصفا حیران ہیں کہ درمیان میں ہم لوگ ہیں ہمارا کیا حشر ہوگا ادھر سر فتنہ جادوان خواب سے
جو بیدار ہوا ہے بیتابی کے ساتھ اجازت جنگ طلب کر رہا ہے اسرار روشنضمیر روک رہا ہے اور کہہ رہا ہے
کہ سبقت کرنا اچھا نہیں ہے اسطرف سے ابتدا ہونے دو پھر دیکھا جائیگا سر فتنہ جادوان حیران ہے
کہ یہ مزاج بادشاہ کا اسقدر کیوں بدلگیا ہے یہ طریقہ تو شاہان طلسم کا کبھی نہ تھا کہ حریف کی پیشدستی
کے منتظر ہوتے اسطرف کوہ بلور پر بلور روشن دل اپنے حجرۂ سحر میں بیٹھا ہوا تھا کہ خبر آرائی لشکر
کی پہونچی نیچے حجرے سے نکلا اور اک مرکب سحر پر سوار ہوکے میدان میں آیا دیکھا کہ اسرار روشنضمیر
درہ مراد کے اس پار صف آرا ہے بلور روشن دل نے کہا کہ اے ساحران بیابان مصفا تم اپنی سرحد سے
ہوشیار رہو یہ کہکے اپنے لشکر کی طرف دیکھا اور کہا کہ اسرار روشنضمیر بسبب اطاعت طلسم کشا کے
پیشدستی نکریگا اور ہم اپنی سرحد سے آگے جا کے مقابلہ نکرینگے لہذا دودیار جادو کو لاکے زیر تیغ جلاد
اسوقت اسرار روشنضمیر بیتاب ہوکے آپڑیگا یہاں جو آئیگا وہ ہمارا کچھ نہیں کر سکتا اسیوقت چند ساحران
نے دودیار جادو کو لاکے زیر تیغ بٹھلا دیا اور بلور روشن دل نے حکم دیا کہ اسے قتل کر دیں۔ یہ معرکہ

دیکھکر اسرار روشن‌ضمیر نے اپنے لشکر سے کہا کہ پامال کردو بیابان معصفا کو اور برباد کردو کوہ بلور کو کہ نمکحرام
طبیر ہوا ہوں کو قتل کیا چاہتے ہیں بس اتنا اشارہ پاتے ہی یہ تمام ساحر دیدہ مراد سے انکی طرف کوہ
بلور کے چلے آگے آگے سرفتنہ جادو ان کے پیچھے پیچھے چالیس ہزار ساحران زبردست بس انکا بیابان
معصفا میں پہونچنا تھا کہ دیکھا جسقدر رنگ و ریاحین اس صحرا میں تھے وہ شاخوں سے درختوں کی
زمین پر گرے اور انھوں نے صورت انسانی پیدا کی اور ساحران لشکر سرفتنہ کے سدراہ ہوئے گرد تیغ
تا تیغ چلنے لگا اسرار روشن‌ضمیر نے سرفتنہ جادو ان کو آواز دی کہ دودبار جادو نہ قتل ہونے پائے بس
یہ جو مانند برق کے چمک کے گرتا ہے تو صفوں کو ساحران بیابان کی توڑتا ہوا جلاد کے سر پر گرا
اسکے دو ٹکڑے ہوئے قیمہ دودبار جادو کی تیغ سحر سے کاٹ دی دودبار جادو بھی تکلا زبان سے
نکال کر سحر کرنے لگا اور ساحران لشکر بلور روشن دل سرفتنہ جادو ان پہ آ پڑے سحر کرنے
لگے ادھر لرزان جادو نے دیکھا کہ فوج سرفتنہ جادو کی ساحران بیابان معصفا سے الجھی ہوئی ہے اور سرفتنہ
جادو پر ساحروں کا یورش ہے دودبار جادو بھی تنہا ہے ایسا نہو کہ قتل ہو جائے بس یہ بھی آ پڑا ادھر
خمار جادو بھی آ پڑا ادھر سیماب جادو نے ایسا سحر کیا کہ درختان بیابان معصفا میں آگ لگ گئی کل
جن درختوں سے کہ انسان بنے ہوئے لڑ رہے تھے انھوں نے دیکھا کہ جڑ تو جلی جاتی ہے اور ہم لوگ
کیسے ہو سکے زندہ رہینگے بس سب کے سب میدان کو چھوڑ کر درختوں کی آگ بجھانے کو دوڑے اتنی مہلت
پاتے ہی لشکر خفتگان طلسمی لشکر بلور پر جا پڑا اور جنگ مغلوبہ ہو گئی ادھر جو ساحر جس درخت کے نیچے
آگ بجھانے کے دوڑا تھا اسپر بھی اک شعلہ گرا اور جلا کے خاک کر دیا تمام درخت بیابان معصفا کے جلگئے
اور جسقدر ساحر تھے وہ بھی جل کے خاک ہو گئے اسرار روشن‌ضمیر نے سیماب جادو کے سحر کی بہت
تعریف کی سیماب جادو نے کہا کہ اے بادشاہ آسمان جاہ یہ آپکا اقبال تھا ورنہ میری کیا حقیقت
ہے لیکن آج میں نے عمر بھر کی کمائی کھو دی بس یہ ایک سحر زندگی بھر کے ریاض میں تیار ہوا تھا آج وہ
کام آگیا اب اسرار روشن‌ضمیر کھڑا ہوا تماشا خفتگان طلسمی کی لڑائی کا دیکھ رہا ہے اور سیماب جادو
پاس کھڑی ہے ادھر بلور روشن دل اس انتظار میں ہے کہ خود اسرار روشن‌ضمیر آئے تو اس سے لطف
مقابلہ ہے کہ اک مرتبہ سرفتنہ جادو نے آواز دی کہ او بلور روشن دل نمکحرام کیا دور سے تماشا دیکھ رہا ہے
بس تمہارا کاٹا ہی دیکھ مرد ایسے ہوتے ہیں کہ دوسرے کے گھر پہ چلے لڑنے آتے ہیں آ سامنے
تو حقیقت کھلے بلور روشن دل نے کہا کہ کیوں شاہ نشین آگئے ہیں تو نے غفلت میں زندگی بسر کی
ہے اور میں نے جاگ کے سحر جگائے ہیں پہلے تو ان لوگوں سے مقابلہ کے عہدہ برآ ہو لے
پھر مجھ سے مقابلہ کرنا بس یہ سنکر سرفتنہ جادو نے کہا تو اپنے کو بہت کچھ سمجھنے لگا ہے اور یہ کہہ کے
غضبناک مارکر صورت اپنی تیر شہاب کی پیدا کی اور صفوں کو ساحروں کی توڑتا ہوا مانند ہوا کے ناگہاں
کے جاکر بلور روشن دل پر گرا بس یہ معلوم ہوا کہ شیشہ فانوس سے روشنی نکلگئی سرفتنہ جادو
نے اپنے امکان بھر بلور روشن دل کے مار ڈالنے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی تھی مگر بلور روشن دل
طلسم بند ہے اسکی موت بھی بغیر لوح طلسمی کے نہیں ہے سرفتنہ جادو سینے کو توڑ کے اس پار
نکل گیا مگر بلور کے جسم پر کوئی اثر نہوا جس طرح شعاع شمع کی شیشہ فانوس سے نکل جاتی ہے اور شیشہ
کو ضرر نہیں پہونچتا ہے اسرار روشن‌ضمیر نے آواز دی کہ اے سرفتنہ جادو غم نکر وہ اس وقت
مقابلہ کرتا جب یہ کوہ بلور سے نیچے اتر کے جبتک یہ اپنی سرحد میں رہیگا اسوقت تک اسکے

دکھایا کہ میں بھی قتل نہیں کیا جا سکتا یہ کام طلسم کشا کا ہی یہ سنکے سرفتنہ جادو پھر لشکر پر گرا اور فوج ساحران
کا سحر اوکر نا شروع کیا کبھی برق بن کے گرا اور سو سو کو جلا دیا کبھی تیر شہاب بن کے گرا اور
سیکڑوں کو پھونک دیا جسطرف یہ آپڑتا ہی تہلکہ مچ جاتا ہی سرداران لشکر مقابلہ کو آتے ہوے تامل
کرتے ہیں ایک طرف لرزان جادو قیامت برپا کر رہا ہی جسکو تیغ سحر مار دیا وہ ٹھنڈا ہو رہگیا ایک سمت
خمار جادو سحر کر رہا ہی اسکے سحر سے موت کی نیند ساحروں کو فرش خاک پر سلا رہی ہی سرفتنہ جادو کے
لشکر نے بھی قیامتیں برپا کر رکھی ہیں یہ باطن طلسم کی خاص فوج ہی اسکا قتل ہونا عام ساحروں سے
غیر ممکن ہی بلور روشن دل بالاے کوہ کھڑا ہوا لشکر کو لڑوا رہا ہی جب دیکھا اسنے کہ یہ فوج قیامت
برپا کر رہی ہی اور قریب کوہ آگئی ہی تو اسنے بالاے قلعہ حاکم دری آئینہ سحر کے نصب کیے جس سے
اس سے پہلے اسرار رود شنغیر کی فوج کو مقید کیا تھا بس دیکھا کہ یکایک تمام فوج خفتگان طلسمی
کی سایہ ان کے آئینوں میں آ گئی صرف خمار جادو اور لرزان جادو اور دو دبار جادو باقی رہگئے
بس یہ دیکھتے ہی اسرار رود شنغیر نے تیر سحر کو دم دیا اور آواز دی کہ اے خفتگان طلسم وقت
خواب نہیں ہی اور کیا دشمن کے گھر میں سوؤگے بس یہ آواز بلند ہوتے ہی جسقدر آئینے تھے
تڑاق تڑاق کرکے ٹوٹ گئے اور فوج اسیر قید توڑ توڑ کے نکلی اتو قلعہ بلوریہ پر آگ برسنے لگی سرفتنہ
جادو نے جو گولہ فولادی مارا آئینہ ٹوٹا اور لشکر رہا ہونے لگا یہانتک کہ جسقدر فوج اسرار رود شنغیر کی
بلور روشن دل کے یہاں پہلے سے اسیر تھی وہ بھی رہا ہو گئی اب تو خوب گھمسان کی لڑائی ہونے لگی
سرفتنہ جادو اور بلور روشن دل میں بھی کئی سحر کے رد و بدل ہوے مگر کام نہ نکلا کہ اک مرتبہ بالاے آسمان
سے ڈنکے کی صدا کان میں آئی دیکھا کہ ضحاک جادو تخت پر سوار تاج مرصع بر سر چار قبہ شاہنشاہی بر
ہاتھ میں ترسول ایک جانب چہار چشم جادو ایک طرف ہواک جادو پشت پر اکوان تاجدار مورچھل ہاتھ
میں لیے ہوے عقب تخت لشکر طلسمی اس شان و شوکت کے ساتھ ضحاک مارگزیدہ جادو آکے پہونچا
دیکھا اسرار رود شنغیر نے کہ اب سرفتنہ جادو پر آفت آیا چاہتی ہی بس اسرار رود شنغیر نے بھی اپنے تخت سحر
کو دوڑایا اور طرف کوہ بلور کے چلا ضحاک مارگزیدہ نے آتے ہی اک گلدستہ سحر کھینچ کر مارا کہ پھول ان
اسکا بکھریں اور شرارے ان کے لشکر خفتگان طلسمی پر گرے سات سو ساحر جل کے خاک ہو گئے سرفتنہ
جادو ضحاک مارگزیدہ کے لشکر پر جا پڑا اور تین سو ساحروں کو اسنے بھی جلا دیا ہواک جادو نے کمند
ساحری نکالکر سرفتنہ جادو کو ڈالا سرفتنہ جادو تیر شہاب بنکے ہواک جادو پر گرا بس اسنے کمند ماری
سرفتنہ جادو الجھ کے گرا ہواک جادو نے دوڑ کر تیغ سحر ماری کہ سرفتنہ جادو کا سر تن سے اڑگیا بس جیتے ہی
سرفتنہ جادو کے نگاہ میں اسرار رود شنغیر کے دنیا تیرہ و تاریک ہو گئی بس بیتاب ہو کے اسرار رود شنغیر نے کشتی
سحر سے کشتی پوش ہٹایا اور آواز دی کہ او ضحاک جادو تو نے صنعت طلسمی کی کیا مٹی خراب کی ہی دیکھ میں آج
ان چیزوں کو مٹائے دیتا ہوں جنکے بل پر تو کودتا ہی تو نے آج اسنے عجب ساحر کو قتل کرایا ہی جسکو بادشاہان طلسم
نے خود انکا طلسمی کا مالک کیا تھا اگر سرفتنہ جادو کے عوض میں نہ میں نے تجکو بھی خون میں نہلایا تو نام اپنا اسرار رود شنغیر
دیا بالا یہ کہکر ایک طائر نکالکر کچھ اسم سحر دم کرکے چھوڑا اور کہا کہ اے طائر طلسمی ہواک کے طائر روح اپنے سلوک لیکر
ملک العدم کو روانہ ہو یہ کہنا تھا کہ طائر جھپٹ کر سر پر ہواک کے پہونچا اور سایہ پنجے پر اسکا سر پر ہواک کے ڈالا ہواک
ہر چند کوسے اسکا تیغ تاریخ سحر کے طائر پر مارے مگر کام نہ ہوا اور طائر کا سایہ پڑتے ہی جسم ہواک میں لرزہ
پیدا ہو گیا دم گھٹنے لگا بس ہواک جادو نے گھبرا کر دوسری کمند بسوے طائر بھی ماری اور طائر کو پکڑ لیا بس

اسرار روشن ضمیر نے چند دانے ماش کے اپنے خون پیشانی سے آلودہ کر کے طائر پر مارے اور کہا کہ توڑ ڈال اس قید کو فوراً طائر تڑپا اور جال کو توڑ کر نکلا گنبد جل کے رہ گئی ضحاک جادو یہ زور سحر اسرار روشن ضمیر کا دیکھ کر متحیر ہو گیا کہ ابتک اسکے سحر میں اتنی طاقت باقی ہے اور طائر نے پلٹ کے سر پر اعواک کے پنجہ مارا کہ جسم اعواک کا بیحرکت ہو گیا طائر نے پہلے ہی منقار اس زور سے سر پر ماری کہ مغز سر اعواک کا نکال کے کھا گیا اعواک جادو تڑپ کے واصل جہنم ہوا مرتے ہی اعواک جادو کے کوہ بلور پر کیا آفت برپا ہوئی تمام کوہ لرز گیا آتش باری و برف باری ہونے لگی بعد کچھ دیر کے آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من اعواک جادو بود حیف مردیم و جاندادیم و مطلب خود نرسیدیم ضحاک جادو نے اپنا پیٹ لیا اور اسرار روشن ضمیر کی طرف چلا ادھر سے اسرار روشن ضمیر نے تخت اپنا ضحاک کی طرف بڑھایا ادھر پیچھے عقب ضحاک میں چہار چشم جادو اور اکوان تاجدار اور کیوان زرین علم نشان بردار لشکر ضحاک سب کے سب چلے اسطرف زرزان جادو اور خمار جادو نے اپنے بادشاہ کا ساتھ دیا سحر چلنے لگے آتشباری و سنگباری ہونے لگی جب دیکھا بلور روشن دل نے کہ اب اسرار روشن ضمیر تیری سرحد میں آ گیا ہے یہاں پر میرا کچھ نہیں بنا سکتا ہے تو اسنے آواز دی کہ اے بادشاہ اب میری لڑائی کا تماشا دیکھیے پہلے یہ آپکے ملازموں سے تو مقابلہ کر لیں پھر آپسے سامنا کریں یہ کہکر سامنے اسرار روشن ضمیر کے آ گیا اور اپنے ہو گئے آئینہ کو سامنے تخت اسرار روشن ضمیر کے چمکایا جسقدر ساحر اسرار روشن ضمیر کے ساتھ تھے عکس آئینہ سے اندھے ہو گئے آئینہ سے برقیں تڑپ تڑپ کے گرنے لگیں اور اسرار روشن ضمیر کے لشکر کو جلانے لگیں اسوقت اسرار روشن ضمیر نے گولہ فولادی مارا کہ آئینہ چھن سے گر کے ٹوٹ گیا لیکن وہ ساحر اندھے ہو گئے تھے انکی آنکھوں میں روشنی نہ پیدا ہوئی اب اسرار روشن ضمیر نہایت پریشان ہوا کہ آنکھیں انکی بغیر لوح کے روشن نہ ہونگی میں اکیلا کس کس کی خبر لونگا بلور روشن دل نے اپنے ساحروں سے کہا کہ سر کاٹ لو ان سب کے کہ میں نے سب کو بیکار کر دیا ہے ساحر پیچھا سے سحر کی لیکے دوڑے بس اسرار روشن ضمیر نے جلدی سے چار سو پتلے طلائی کشتی سے اٹھا کر پھینکے ہاتھوں میں انکے تیر کمان تھے انھوں نے تیراندازی کرنا شروع کی جو ساحر برائے قتل ملازمان اسرار روشن ضمیر بڑھا وہ نشانہ تیر قضا ہوا بلور روشن دل نے پھر اک آئینہ نکالا اور کچھ اسم پڑھ کر سامنے اسرار روشن ضمیر کے پیش کیا چمک اسکی جو چہرہ اسرار روشن ضمیر پر پڑی آنکھیں خیرگی کرنے لگیں بس نگاہ کا چوکنا تھا کہ بلور روشن دل نے اس آئینہ کو چھپا کر دوسرا آئینہ جو دکھایا جسقدر پتلے اسکے طلائی تھے عکس بن بن کے اس آئینہ میں آ بیٹھے لشکر ضحاک نے قہقہے لگائے اور بلور روشن دل کی تعریف کی بس اسرار روشن ضمیر کو غصہ آ گیا عرق شرم میں نہا گیا دو پتلے طلائی اور جھولی سے نکالکر پھینکے ایک کے ہاتھ میں رسیاں سحر کی تھیں دوسرے کے ہاتھ میں ہتھوڑی تھی ایک پتلے نے دوڑ کے مشکیں بلور روشن دل کی باندھ لیں اور دوسرے نے ہتھوڑی مار کے دونوں آئینے توڑ ڈالے پھر پتلے سب طلائی رہا ہوئے اتنے عرصے میں لشکر ضحاک آگے بڑھ آیا تھا پتلوں نے پھر ان سبکو تیروں پر دھر لیا اور ان دونوں پتلوں نے مشکیں بلور روشن دل کی باندھ کے ہتھوڑے مارنا شروع کیے بلور روشن دل چیخا کہ اے بادشاہ مجھے بچا ضحاک جادو بلور روشن دل کی یہ حالت دیکھکر اسرار روشن ضمیر کی طرف بڑھا کہ پہلے اسے گرفتار کروں پھر اطمینان سے اسکے سحر سے بلور کو بچا لونگا یہ سوچکر ضحاک نے اک گیند طلائی اسرار روشن ضمیر پر مارا گیند شعلہ وار بڑھکے اسرار روشن ضمیر پر گرا اسرار روشن ضمیر نے جلتا ہوا گیند ہاتھ سے پکڑ لیا اور کچھ اسم سحر پڑھ کر پلٹ دیا کہ لشکر ضحاک

سے گرا اور ایک ہزار ساحر کو جلا کے خاک کر دیا ضحاک نے دو مار سیاہ اُٹھا کر اسرار روشن ضمیر کی طرف پھینکے
یہ دونوں سانپ آکر بازوؤں سے لپٹنے لگے اسرار روشن ضمیر نے ایک شیشہ نکالکر پیش کیا دونوں سانپ
اُس شیشہ میں آ گئے اور وہی شیشہ ضحاک پر کھینچ مارا شیشہ سینہ پر پڑتے ہی ٹوٹا ماران سیاہ بل
کھاتے ہوئے نکلے اور بازو ضحاک سے لپٹ کے کان کی لو چاٹنے لگے یہ معلوم ہوا ضحاک کو کہ تن بدن
میں آگ لگ گئی اور غفلت طاری ہونے لگی پس ضحاک نے جلدی سے دو ہزار اپنے لشکر سے دو
ساحروں کو پکڑ کے گردنیں جدا دیں کہ بھیجے اُنکے نکل پڑے ایک ایک بھیجا ایک ایک سانپ کو کھلا دیا
سانپ بھیجا کھاتے ہی پژمردہ ہوئے گر پڑے اُسوقت لشکر ضحاک میں غوغا ہو گیا کہ کیا ظالم بادشاہ
ہے جو کسیکا دوست نہیں اپنے جان نثاروں کو اسنے کس بیدردی سے مارا ہے اس حرکت پر ضحاک
کے ایک سردار لشکر نے آواز دی کہ ہم تو بادشاہ سابق کے شریک ہیں تیرے شریک نہیں ہمکو آج
اپنے ساتھیوں میں سمجھکے ہمسے غافل نہ رہنا۔ یہ کہکر اسنے لشکر ضحاک پر حملہ کیا چالیس ہزار ساحر
اُسکے ساتھ تھے سب بگڑ گئے گولے ترنج نارنج پکڑ پکڑ کے جا پڑے اور لشکر ضحاک سے لڑنے
لگے نام اس ساحر زبردست کا ضیا بار جادو تھا ایک نشان لشکر ضحاک کا اسکے ہاتھ میں بھی تھا
کیوان زرین علم ضیا بار جادو کی طرف جا پڑا ان دونوں میں سحر چلنے لگے یہاں ضحاک جادو اور
اسرار روشن ضمیر میں قیامت کے سحر چل رہے تھے طبقے ہل رہے تھے اسرار روشن ضمیر بیٹھا تھا
ساتھی سب اندھے ہو چکے تھے ضحاک بھی جان لڑا رہا تھا کہ یہی خاتمہ کی لڑائی ہے فوج
بیکار ہو چکی ہے اسے گرفتار کیا اور یہ جلا مرا ہے پھر کوئی کھٹکا باقی نہ رہیگا اسرار روشن ضمیر کس کس کے
سحر کا جواب دیگا۔ چارطرف سے بوچھار ہو رہی ہے پس ضحاک جادو نے وہی چادر گل نکالی اور
نگاہ بچاکر اسرار روشن ضمیر پر ماری خوشبو چادر کی مشام میں اسرار روشن ضمیر کے پہونچی یہ تھرایا اور
پاؤں جادو کے قدموں میں آ گئے ضحاک مارگزیدہ نے آواز دی کہ وہ مارا اور ضحاک مارگزیدہ جا
چنانچہ سحر کھینچکر چلا کہ اسکا قید کرنا بھی اچھا نہیں ایسا نہو یہ پھر رہا ہو جائے یہ معرکہ دیکھکر ضیا بار جادو
نے ضحاک جادو کو للکارا اور کہا کہ او مرگشتہ تیری ہمراہی سے طلسم پر تباہی آ گئی اور اب تو بادشاہ
کو قتل کیا چاہتا ہے ضحاک میرے دم میں دم باقی ہے کیا تاب و طاقت ہے تیری کہ تو بادشاہ اصلی پر
ہاتھ اٹھا سکے یہ کہکر ضیا بار جادو دوڑ پڑا اور پوری جھولی سحر کی ضحاک جادو پر کھینچ ماری کہ اگرچہ
یہ میرے قتل کیے قتل تو نہیں ہو سکتا ہے لیکن کس کس طرح سحر سے بچیگا سحر کی جھولی سے اسباب
سحر نکلکر ضحاک پر گرا ضحاک جادو گھبرا گیا ایک طرف سے تیر بھالوں کے ایک جانب سے
بچھے سوئیوں کے ترنج نارنج ناریل گولے فولادی یہ سب نکل کے جسم پر ضحاک کے پڑنے لگے مگر
یہ تو لباس جمشیدی پہنے ہوئے ہے کسی سحر نے اثر نکیا ضحاک جادو نے پلٹ کے ایک ناریل
مارا کہ وہ پھٹا اور اسمیں سے دھواں نکلکر ضیا بار جادو کے مثل حجرۂ تاریک کے ہو گیا کہ ضیا بار جادو
کا دم گھٹنے لگا اسرار روشن ضمیر جھوم رہا ہے حواس میں اختلال ہے لیکن پتلہ ہائے سحر برابر لڑ رہے ہیں
اگر جسقدر اضمحلال اسرار روشن ضمیر کا بڑھتا جاتا ہے اسیقدر پتلہ ہائے طلائی بھی سست ہوتے
جاتے ہیں ضحاک مارگزیدہ اس انتظار میں ہے کہ اسرار روشن ضمیر بالکل غافل ہو لے تو اسے قتل
کروں اُدھر دونوں پتلے جو بلور روشن دل کو زد و کوب کر رہے تھے سست ہو گئے بلور روشن دل کے
ہاتھ سے اُن پتلوں کے چھوٹتے ہی اسرار روشن ضمیر کی طرف چلا تیغ سحر اسکے ہاتھ میں ہے ضحاک جادو

نے آواز دی کہ آپ تماشا دیکھیے میں ابھی قتل کیے ڈالتا ہوں یہ کہتا ہوا قریب اسرار روشن ضمیر کے
ہو کر تیغہ بلند کیا چاہتا تھا کہ ہاتھ تلوار کا مارون کہ اک برق چمک کے گری ہاتھ بلور روشن دل کا قلم
ہوا اور نعرہ ہوا کہ باش اے لیرہ مہیجار کیا کرتا ہے منم ملکہ دل آویز جادو دختر اسرار روشن ضمیر یہ سنتے ہی
ضحاک جادو کے تن بدن میں آگ لگ گئی پکارا کہ کیوں او شوخ دیدہ ہمارے سامنے اسرار روشن ضمیر کو
باپ کہتی ہے دل آویز جادو نے کہا جو شفقت کرے وہ باپ ہے جو دشمنی کرے وہ حریف ہے بلور نے
دوسرے ہاتھ میں تلوار اٹھائی اور چاہا کہ اسرار روشن ضمیر کو قتل کرے مگر پھر برق چمک کے گری اور یہ ہاتھ
بھی بلور کا جھول گیا تلوار چھوٹ پڑی اور ملکہ شعلہ عذار جادو کا نعرہ ہوا ادھر تو ضحاک جادو اور دل آویز
جادو میں سحر چلنے لگے ادھر شعلہ عذار جادو اور بلور روشن دل سے مقابلہ ہوا رد و بدل ہونے لگے
ادھر تو ملکہ دل آویز جادو کے حربے بیکار جاتے ہیں جسم ضحاک پر کوئی حربہ اثر نہیں کرتا اسلیے کہ ضحاک
جادو لباس جمشیدی پہنے ہے ادھر بلور روشن دل پر شعلہ عذار جو حربہ کرتی ہے وہ مانند عکس کے جسم
بلور سے گزر جاتا ہے کارگر نہیں ہوتا اور بلور کے حربہائے سحر شعلہ عذار کو زخمی کر رہے ہیں قریب ہے
کہ شعلہ عذار جادو ہاتھ سے بلور کے قتل ہو اور ملکہ دل آویز جادو بھی گرفتار ہوا چاہتی ہے اسرار روشن ضمیر
اب بالکل بیہوش ہے کہ اک مرتبہ پہلو کوہ کی طرف سے آواز سم مرکب پیدا ہوئی اور نعرہ ہوا کہ منم سلیمان
حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ فتاح طلسم باطن منطاق و صاحبقران رابع کہ گریزم کہ از دست من
زندہ و سلامت بدر روی ۔ دیکھا بلور روشن دل نے کہ طلسم کشا آگیا اسنے بھاگنے کا قصد کیا
ضحاک نے کہا اے بلور لوح اسکے پاس نہیں ہے نہ گھبرا خوب ہوا کہ یہ آگیا اجل اسکو گھیر کے لائی ہے
یہ اقبال ماہدولت و اقبال کا تھا کہ یہ بھی آگیا اب کہاں جائیگا بچ کے آج فرصت ہوئی جاتی ہے
یہ سنکے بلور روشن دل کو اطمینان ہوا یہ شعلہ عذار جادو پر تلوار کھینچ کے چلا ادھر عادل کیوان شکوہ
یا تو ابھی معشوقہ محبوب کے بچانے کو چلے تھے یا دیکھا کہ شعلہ عذار قتل ہوا چاہتی ہے بس انھوں نے
لوح طلسمی کا پرتو ڈالا عکس لوح کا پڑتے ہی جسم بلور میں لرزہ پیدا ہو گیا زبان لکنت کرنے لگی
سحر بھولا بس عادل کیوان شکوہ نے دوڑ کر تیغہ الماس گون سلیمانی کا ہاتھ مارا کہ مانند خیار تر کے
بلور روشن دل کے دو ٹکڑے ہوئے بس مرتے ہی بلور کے قیامت برپا ہوئی قلعہ بلوریہ کی دیواریں
کرچیاں ہو ہو کے اڑ گئیں کوہ بلور جا بجا سے شق ہو گیا صدائیں گیرو دار کی بلند ہوئیں آتش باری
برف باری ہونے لگی اب عادل کیوان شکوہ نے ضحاک کی طرف کا رخ کیا ضحاک جادو گھبرا گیا
کہ یہ کیا آفت آگئی لوح تو میرے پاس تھی اور قتل بلور روشن دل کا بغیر لوح کے ممکن نہ تھا معلوم ہوتا ہے
کہ وہ لوح نہ تھی کوئی فریب تھا اب اس مقام پر ٹھہرنا اچھا نہیں ورنہ تیرا بھی انجام وہی ہو گا جو بلور روشن
دل کا ہوا ہے یہ سوچکر ضحاک جادو بھاگا ادھر عادل کیوان شکوہ نے لوح کو چمکانا شروع کیا جس ساحر پر
عکس لوح کا پڑا وہ سحر بھولا عادل کیوان شکوہ نے تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوئے ضحاک کے قدم اٹھتے ہی
تمام فوج ضحاک کی گھبرائی ہوئی ادھر عادل کیوان شکوہ نے عکس لوح کا ڈال ڈال کے شعلہ عذار کو قید
سحر سے رہا کیا دل آویز جادو کو چھڑایا اسرار روشن ضمیر کو ہوشیار کیا اسوقت دیکھا کہ اک گنبد دخانی میں
کوئی روشن چیز بند ہے کہ یکایک اسی گنبد سے آواز پیدا ہوئی کہ اے شہریار میں بھی غلام زادہ ہوں
میری خبر بھی لیجیے عادل کیوان شکوہ نے عکس لوح کا ڈالا دھواں منتشر ہوا دیکھا کہ اک شخص حسین جوان
ہے کہ شیاما جادو نے عرض کی کہ میں غلام لشکر ضحاک تھا میں نے ساتھ اس ظالم کا چھوڑا یہ کہتا ہوا

آیا اور قدمبوسی حاصل کی اسرار روشن ضمیر نے عرض کی کہ اے شہریار اگر آپ مع لوح نہ تشریف لاتے تو
آج آپکے تمام ملازمین کا خاتمہ ہو چکا تھا بعد اسکے لوح کا عکس ڈال ڈال کے اندھوں کی آنکھوں کو روشن
کیا سب نے قدمبوسی حاصل کی اسرار روشن ضمیر نے عرض کی کہ اے شہریار لوح کیونکر دستیاب ہوئی
فرمایا کہ میرے عیار نے جوگی بن کے ہیوط جادو کو فریب دیا لوح اصلی نکال لی اور لوح نقلی ڈبیا میں رکھکے
اسے دیدی اسی سے ضحاک جادو نے دھوکا کھایا یہ سنکر سب نہایت خوش ہوئے اب یہ سب قلعہ کوہ بلور
پر مقیم ہوتے ہیں لیکن

چند کلمہ داستان حزمیت نشان بادشاہ بدخو یعنے ضحاک مارگزیدہ جادو کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ یہ کوہ بلور سے شکست کھاکے بھاگا تو بھاگتے بھاگتے اپنے دار الحکومت میں آکے دم لیا وہ عین
اپنے سایہ سے جھجکتا تھا ہر وقت تصویر طلسم کشا ملک الموت کی طرح پیش نظر تھی چہار چشم جادو بھی
نہایت بدحواس تھا ساری عقل وزارت گدی میں گھس گئی تھی اسنے گھبرا کے بادشاہ سے پوچھا کہ
آپ تو کہتے تھے کہ لوح میرے پاس ہے اور میں نے ایسے مقام پر رکھ دی ہے کہ کوئی اس جگہ سے سوا میرے
آگاہ ہی نہیں ہے نہ میں نے کسی سے ذکر کیا ہے پھر یہ لوح جو طلسم کشا کے پاس ہے یہ کہاں سے آگئی۔
ضحاک مارگزیدہ جادو نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کچھ فریب ہوا مینا اے جادو نے طلسم کشا سے ساز کیا
لوح اصلی مجھے نہیں بھیجی آج ہی مرحلہ کو مٹا دونگا چہار چشم جادو نے کہا کہ ایسا قصد نہ کیجیے گا ورنہ غضب
ہو جائیگا جب آپ اسکو مٹانا چاہیے گا وہ طلسم کشا کی شریک ہو جائیگی طلسم کشا کے پاس لوح موجود ہے
آپ اسکا کچھ نہ بنا سکینگے اور اصل میں اگر وہ شریک طلسم کشا ہو چکی ہے تو خود ہی طلسم کشا کو اسکا خیال ہوگا
جو یورش کوہ بلور پر تھا سب ساحر مرحلہ گنبد مینائی پر بھی ہو پہنچینگے اس سے بہتر یہ ہے کہ جو لوح آپکے
پاس ہے اسے منگا کے دیکھیے اور جو شخص لوح لایا ہے اس سے دریافت کیجیے کہ راستے میں تو کوئی
پیچ نہیں پڑا۔ رائے چہار چشم جادو کی ضحاک نے پسند کی اور ایک ساحر اک چیلہ طلسمی کو حاکم طاق
نسیان کے پاس روانہ کیا کہ جو ڈبیا ہم نے تمکو بھیجی تھی وہ ہمارے پاس بھیجدو جسوقت چیلہ طلسمی
حاکم طاق نسیان حکیم فرامرز کے پاس پہونچا اور امانت بادشاہ کی طلب کی تو حکیم فرامرز ہنسا کہ آپ
ہی نے لکھدیا تھا کہ اب یہ امانت زمین خود آپ سے طلب کرونگا نہ آپ کسیکو دیجیے گا اب ہی بتائیے
کہ وہ دیر سے مجھے کیا کرنا ہے حکیم فرامرز نے وہ ڈبیا چیلہ طلسمی کے حوالے کر دی چیلے نے بجنسہ ڈبیا لاکے
ضحاک مارگزیدہ جادو کو دیدی ضحاک نے ڈبیا کو کھولا تو اسمیں ایک پرچہ لکھا ہوا رکھا تھا لوح وغیرہ
کچھ نہ تھی ضحاک نے پرچہ کو پڑھا مضمون یہ تھا کہ باش او ضحاک جادو منحوس طیفور بادیہ گرد عیار
طلسم کشا دیکھ لوح یوں نے لیتے ہیں ایسے بیوقوفوں کو لوح لینے کے واسطے نہ بھیجا کرو جو بغیر مانگے لوح
دوسروں کے سپرد کر دیں بس یہ دیکھتے ہی ضحاک نے اپنا سر پیٹ لیا اور چہار چشم جادو کو وہ رقعہ
دکھایا چہار چشم جادو نے کہا کہ لوح کون لایا تھا ضحاک مارگزیدہ نے ہیوط جادو کو طلب کیا جب ہیوط
سامنے آیا تو ضحاک نے وہ پرچہ مع ڈبیا سامنے رکھ دیا اور کہا کہ یہ تو کیا لایا تھا ہیوط جادو نے کہا کہ مجھکو
بند ڈبیا مینا اے جادو نے دی تھی میں اسی طرح سے لے آیا راستے میں جوگی سنگھپال نے طلسم کشا سے
میری جان بچائی۔ ضحاک سمجھ گیا کہ جوگی سنگھپال وہی عیار تھا بس اسنے کہا کہ اے ہیوط جادو تیری ہی جو

سے کوہ بلور برباد ہوا اور بھائی میرا اعراک جادو مارا گیا بہتر یہ ہی کہ جا کے فکر لوح کرا اور طلسم کشا کو دھوکا دیکے
لوح طلسمی لاؤ اور بغیر اسکے مجھے صورت نہ دکھانا یہ سنکر ہیوط جادو تھر تھر کانپنے لگا اور وہان سے چلا آیا
مگر اس فکر مین تھا کہ کسطرح طلسم کشا سے لوح حاصل کرون اگرچہ فریب دیتا ہون اور فریب میرا
طلسم کشا پر ظاہر ہو جاتا ہی تو طلسم کشا کے ہاتھ سے جان نہین بچتی ہی اور اگر نہین جاتا ہون تو بادشاہ طلسم
مار ڈالیگا غرضکہ ہر طرح سے مشکل ہی ؎ غم صیاد و فکر باغبان ہی + دو عالم مین ہمارا آشیان ہی
اس مکار نے یہ تجویز کی کہ مثل بازیگر جادو کے طلسم کشا کی اطاعت اختیار کرون اور جب قابو پاؤن لوح
لیکے چلدون یہ سوچکر ہیوط جادو وہان سے ہاتھ باندھ کے طرف کوہ بلور کے روانہ ہوا بعد روانہ ہونے
ہیوط جادو کے ضحاک نے چہار چشم جادو سے کہا کہ انتظام سلطنت آپکے سپرد ہی مین جاتا ہون اور
بلا پوش جادو کو لاتا ہون کہ وہ میرا دوست قدیم اور ساحر زبردست ہی مدت تک سجادہ مزار سامری چلہ کر
وہ ساحران طلسم سے علیحدہ شخص ہی اگر طلسم کشا سے بچنا ممکن ہی تو اسی کے ہاتھ سے ورنہ کوئی ساحر
طلسمی طلسم کشا کا کچھ نہین کر سکتا ہی یہ سنکر چہار چشم جادو نے کہا کہ آپ خوب سوچے لیکن جہان تک
ممکن ہو اس یار وفادار کو لیکر جلد واپس آئیے گا کہ ایسا نہو آپ کی عدم موجودگی مین یہان طلسم کشا
آجاے جبتک ہم جان نثارون کے دم مین دم ہی اسوقت تک طلسم کشا کو ادھر قدم بھی نہ بڑھانے
دینگے ہان جب ہمین نہونگے اسوقت کے ذمہ دار نہین ہوتے یہ سنکے ضحاک مارگزیدہ جادو نے کہا
کہ اگر میری عدم موجودگی مین طلسم کشا ادھر بڑھنے کا قصد کریگا اور تم یہ عذر پیش کروگے کہ مالک سلطنت
موجود نہین ہی تو شاید وہ قدم آگے نہ بڑھائیگا اور میرے آنے کا انتظار کریگا یہ کہکر ضحاک جادو تو
بلا پوش جادو کی طرف روانہ ہوا اور چہار چشم جادو نے انتظام سلطنت اپنے ہاتھ مین لیا طائران سحر کو
واسطے خبر رسانی کے چھوڑا کہ طلسم کشا اور لشکر طلسم کشا کہان ہی لیکن اول حال مبرم جادو کا بیان کیا جاتا
ہی کہ یہ جنگ میدان خونی سے ایسے جی چھوڑ کے بھاگی تھی کہ جب طلسم کی طرف آنے کا قصد
کرتی تھی تو اندام مین اسکے رعشہ پڑتا تھا اور سحر اسرار روشن ضمیر کی یاد آنے سے کچھ دنون تو مارے خوف
کے گھر سے نہ نکلی پھر اسکو خیال آیا کہ چل کے ابلیسہ مردار خوار کو لانا چاہیے کہ وہ ساحرہ زبردست ہی
اور اسرار روشن ضمیر کو چھوکرا بتاتی ہی پونے نو سو برس کا اسکا سن ہی زمانہ دیکھے ہوئے ہی یقین ہی
کہ اسکی کمک سے یہ مرحلہ سر ہوگا ورنہ ضحاک جادو طلسم بند ہونے سے بچ جائیگا اور کسی ساحر کی
اتنی مجال نہین ہی کہ وہ اسرار روشن ضمیر سے مقابلہ کر سکے یہ سوچ کے مبرم جادو جانب غار ابلیسہ
روانہ ہوئے غار ابلیسہ سرحد طلسم سے ملا ہوا ہی مبرم جادو نے ایک مدت ابلیسہ کی خدمت کر کے
علم سحر و ساحری کو حاصل کیا تھا جسوقت مبرم جادو پاس ابلیسہ مردار خوار کے پہونچی سلام کیا ابلیسہ نے
کہا کہ چھوکری تو تو ایسی غائب ہوئی جیسے گدھے کے سر سے سینگ آج کدھر کا چاند تھا کہان رستہ
بھول پڑی مبرم جادو رونے لگی اور عرض کی کہ جس روز سے مین آپ سے جدا ہوئی اس روز سے
انواع و اقسام کی مصیبتین مجھپر پڑین اب خدا نے راحت کا سامان کیا تھا تو انمین بھی رخنہ پڑا چاہتا ہی
کیونکہ طلسم پر طلسم کشا کی چڑھائی ہی لوح طلسمی اسکے ہاتھ آگئی ساحران طلسم بے دست و پا ہو رہے ہین
علاوہ اسکے طلسم کا بادشاہ سابق اسکا شریک ہوگیا وہ ایسا ساحر زبردست ہی کہ اسنے میرے جی چھڑوا
دیے اس سے پہلے طلسم کشا اسیر ہو کے آیا تھا مین نے چالیس روز کی محنت و مشقت مین میدان خونی
کی تیاری کی تھی اور یہ کہہ دیا تھا کہ جسکو دعوے ہو وہ آکے طلسم کشا کو چھڑا لیجائے مجھے یقین تھا کہ

اگر تمام ساحر اسکا ہجوم کرینگے تو جبتک وہ میدان خالی تک پہونچیں یہاں طلسم کشا کا خاتمہ ہو جائیگا لیکن
اسرار روشن ضمیر نے آکے طلسم کشا کو چھڑا لیا اور سارا طلسم زمین کا الٹ دیا مریم کی یہ حالت ہوئی کہ سر کے
تمام بال جل گئے کپڑے جل گئے تمام بدن میں آبلے پڑ گئے ضحاک کا بھلا ہو کہ وہ مجھے اسرار روشن ضمیر کے
ہاتھ سے بچا کے لے نکلا یہ سنکر ابلیسہ مردار خوار بہت ہنسی اور کہا کہ اچھا تو گھبرا مت تین روز کے
بعد تیرے ساتھ چلونگی اور اہرستان میں طلسم کشا کو مع مددگاران طلسم کشا کھا لونگی اور اسرار روشن ضمیر
سحر کیا جانے اسکے بزرگوں میں سے تو کبھی کوئی میرے منہ نہیں چڑھا ہمیشہ بادشاہ منطاق پانی
بھگتے رہا کیے دیکھو لوگ اک گوشہ سلطنت میں بھی دبا بیٹھی ہوں مگر کسیکا منہ نہیں پڑا کہ ادھر کا
رخ کرتا یا مجھ سے کرایہ اس زمین کا طلب کرتا یہ کہکر مریم جادو کی بہت تسلی و تشفی کی اور کہا کہ تو یہاں
بیٹھ میں ایک سحر تیار کر رہی تھی پرسوں تک میرا چلہ تمام ہو جائیگا اسکے بعد میں تیرے ساتھ چلونگی
یقین ہے کہ میری صورت دیکھتے ہی اسرار روشن ضمیر صلح کا پیغام دیگا اگر طلسم کشا نے جہالت کی تو
ایک روز میں سب کو شاد کرونگی نصف سلطنت بادشاہ اصلی کو دلوا دونگی آدھی تیرے بھانجے کو دلا دونگی
یقین ہے کہ اس فیصلہ پر دونوں رضامند ہو جائینگے کسی کو عذر روا نہ ہوگا۔ مریم جادو نے اسی غار
میں قیام کیا جب تیسرا دن ہوا اور ابلیسہ مردار خوار چلہ کشی سے فراغ حاصل کر چکی تو مریم جادو سے
کہا کہ لڑکی چل میں تیرے ساتھ ہوں غرضکہ یہ دونوں غار سے نکل کر طرف طلسم کے روانہ ہوئیں
انکو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور

چند کلمے داستان ضحاک جادو کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ یہ طلسم سے نکلا تو جانب زرفشاں روانہ ہوا جسوقت قریب کوہ پہونچا تو دیکھا کہ بلانوش جادو بالا
کوہ کھڑا ہوا ہے پہلو میں اسکے اک نازنین کھڑی ہے کہ چہرہ کی صفائی چاند کو ماند کرتی ہے رخسارۂ آتشیں ضو
دے رہے ہیں ضحاک اسکی صورت دیکھکر بیچین ہو گیا بلانوش جادو نے مدت کے بعد جو ضحاک کو دیکھا
تو دفعتاً پہچان نہ سکا کہا کون ضحاک جادو نے کہا کہ اگر پہچانو تو سب کوئی ورنہ کوئی بھی نہیں بلانوش
جادو نے کہا کہ آواز تو پہچانی ہوئی ضرور معلوم ہوتی ہے مگر اچھی طرح یاد نہیں آتا قریب آؤ ضحاک جادو
قریب آیا سلام کیا اور کہا اے برادر وقت پہ میں کوئی کسیکا شریک نہیں ہوتا اور اسیطرح بھول جاتے
ہیں اب بلانوش جادو نے پہچانا کہا اے ضحاک جادو سچ کہتے ہو تم جس روز سے اسرار روشن ضمیر کو
قید کر کے طلسم پر قبضہ کیا اس روز سے ہمکو بھول گئے آج معلوم ہوتا ہے کہ کوئی مصیبت پڑی ہے تو ہم یاد
آئے ہیں ضحاک جادو نے کہا کہ تم جانتے ہو پرائے ملک پر قبضہ کرنا آسان امر نہیں ہے طلسم میرے
باپ کا تو تھا نہیں کہ اہالیان طلسم خوشی سے میری اطاعت کر لیتے مدت میں تسلط حاصل ہوا اب وہ
زمانہ تھا کہ میں اپنے دوستوں کو طلسم میں بلا کر انکی مدارات کرتا کہ آفت ناگہانی کی طرح طلسم کشا آ پہونچا
اسنے آتے ہی تین مرحلے توڑ ڈالے اور دریائے ریگ رواں کو شاکر اسرار روشن ضمیر کو قید سے رہا کیا
مگر لوح طلسمی قلعہ قمار بازان پر پہونچ کے چھین گئی تھی اور طلسم کشا بھی درہ مراد پر سے اسیر ہوا تھا لیکن
اسرار روشن ضمیر بھی جا ہی کے ساتھ طلسم کشا کو چھڑا لیگیا نہیں معلوم کسطرح لوح پھر اسکے ہاتھ آگئی کہ طلسم کشا
نے آکر کوہ بلور کو بھی برباد کیا بلور روشن دل سے ساحر کو مارا اب اگر وہ دارالعمارہ شاہی کا رخ کر بیٹھا
تو کوئی اسکا روکنے والا نہیں ہے اہالیان طلسم کا سحر لوح باطل کر دیتی ہے اسواسطے میں تمھارے پاس آیا غرض

لیکر آیا ہون کہ ہم لوگ تو لوح کی وجہ سے بے دست و پا ہو گئے ہین اگر تمھارے امکان مین ہو تو طلسم کشا
سے مقابلہ کرو مین زندگی بھر تمھارا ممنون رہونگا اور یہ سمجھونگا کہ تمھاری بدولت سلطنت ہاتھ آئی یہ سنکے
بلا نوش جادو نے کہا کہ اے ضحاک شاہ تم جاؤ اطمینان رکھو ابھی طلسم کشا کو اپنے جھگڑون سے فرصت
نہین ہے کہ وہ تمھاری طرف آنے کا قصد کریگا جسوقت وہ تمھارے مقابلہ مین صف آرا ہوگا تو مجھے وہین
موجود پاؤ گے اطمینان رکھو مین فضول بیٹھے رہنے کو پسند نہین کرتا اور اس دختر کی محبت مجھے دم بھر
یہان سے جانے نہین دیتی یہ سنکے ضحاک جادو نے کہا کہ وہ بھی تو گھر ہی مین بند ہین اسے بھی لیتے چلو
بلا نوش جادو نے کہا کہ ستارون کی گردش سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر یہ اس سال مین اپنے گھر سے قدم
باہر نکالیگی تو مبتلائے بلائے عشق ہوگی اسوجہ سے اس سال اسکا گھر سے نکلنا اچھا نہین یہ سنکے
ضحاک جادو خاموش ہو رہا مگر دل پر ضحاک کے تیر عشق لگا کسی وقت تصویر زر افشان جادو کی نگاہون سے
ضحاک کے پوشیدہ نہوتی تھی ایک روز ضحاک جادو نے باصرار بلا نوش جادو وہان قیام کیا دوسرے
روز دل پکڑے ہوئے طلسم مین واپس آیا اور طائران خبر رسان کی زبانی معلوم ہوا کہ طلسم کشا ابھی کوہ
بلور پر مقیم ہے لیکن قصد اُسکا یہ ہے کہ بعد انتظام کوہ بلور در بند فیل پیکران پر جائے کہ وہان عزیز اُسکا
سکندر قید ہے یہ سنکے ضحاک مارگزیدہ جادو نے چہار چشم جادو سے کہا کہ مین نے سرکوبی طلسم کشا کی تو
فکر کر لی ہے لیکن اگر لوح طلسم کشا سے کسیطرح ملجائے تو اچھا ہے کہ مجھے احسان بلا نوش جادو کا نہ لینا پڑے
یہ سنکے چہار چشم جادو نے کہا کہ طلسم کشا اب تنہا نہین ہے ساتھ اُسکے ساحران نامی کا مجمع ہے اور علاوہ
اسکے جو عیار اُسکے ساتھ ہے وہ بلا کے بے درمان اور آفت جان ہے کوئی فریب طلسم کشا پر چلنا غیر ممکن
ہے اس سے سکوت اختیار کیجیے مالکان مرحلہ تو سبھی طرح کی فکرین کرینگے کہ کسی تدبیر سے لوح طلسمی کو چھین
لین اب جہانتک ہوسکے اپنے شہر کا انتظام کیجیے ضحاک نے رائے وزیر کی پسند کی اور کہا کہ آج میرا
یہ ارادہ ہے کہ اکوان تاجدار کو اپنے طلسم سے نکالدون کہ اسی کی بدولت یہ آفت نازل ہوئی ہے مگر مجھے
خیال اپنی بدنامی کا ہے لیکن ایک صورت ذہن مین آئی ہے کہ اُسمین بدنامی نہین ہے وہ یہ کہ جسوقت
طلسم ذطاق فتح ہوا ہے اور بی بی اکوان تاجدار کی حیات خوش جمال آگ مین گری ہے تو مین نے ساحران
مخفی کو بھیجکے حیات خوش جمال کو اُسکے زیور کے سمیت ملوالیا تھا اور بعد اُسکے عزیزان حجرہ مین سے
ایک شخص عشق مین حیات خوشجمال کے اُسی آگ مین کودا تھا تو اسکو بھی ملوالیا تھا نام اُسکا آصف
انجم طلعت ہے آج مین آصف انجم طلعت کو تو اپنی اطاعت پر رضامند کرتا ہون اگر وہ رضامند ہوا تو
اُس سے اور طلسم کشا سے برابر کا مقابلہ ہوگا اور اگر نہ رضامند ہوا تو قتل کر ڈالونگا اسلیے کہ آستین مین
سانپ پالنا اچھا نہین ہوتا اور حیات خوشجمال کو اکوان کے سپرد کرکے کہدونگا کہ اب تم کسی دوسرے
مقام پر جاکے آرام و آسایش کے ساتھ زندگی بسر کرو یہان رنگ طلسم کا دگرگون ہے ایسا نہو کہ جسطرح
پانچ پیکر نقلی تمھارے قتل ہوچکے ہین اسی طرح پیکر اصلی بھی قتل ہوجائے چہار چشم جادو نے کہا
کہ یہ بہت انسب ہے بس ضحاک جادو نے قصر اکوانیہ سے اکوان تاجدار کو بلایا جب یہ آیا تو چہرہ متغیر پایا
سبب پوچھا اکوان تاجدار نے کہا کہ اے بادشاہ آج مجھے عجب عجب طرح کے خیال آتے ہین جنون نے
مجھے زندگی سے بیزار کردیا ہے مین چاہتا ہون کہ آج جاکر طلسم کشا کو ٹوکون اور واسطے اپنی جان دیدون
اسلیے کہ جب سلطنت چھنگئی اور حیات خوشجمال سی معشوقہ چھوٹ گئی تو زندگی ہیچ ہے علاوہ اسکے اب آپکے
طلسم پر بھی میری وجہ سے تباہی آئی ہے جب مین نہونگا تو یقین ہے کہ طلسم کشا صلح پر راضی ہوجائیگا

ضحاک جادو نے کہا کہ اے اکوان جب معلوم ہی کہ تو طلسم کشا کا کچھ نہیں کر سکتا تو لڑنا بیکار ہی اس سے خودکشی کر لینا ہزار درجہ بہتر ہی مگر آج میں تیرا درد تو مٹائے دیتا ہوں اسکے بعد تجکو اختیار ہی وہ یہ ہی کہ حیات خوشجمال زندہ وسالم موجود ہی اور رقیب تیرا آصف انجم طلعت جسنے فراق حیات خوشجمال میں جان دی تھی وہ بھی زندہ موجود ہی میں حیات خوشجمال کو تیرے سپرد کرتا ہوں تو اُسے لیکر جہاں جی چاہے چلا جا ایسا نہو کہ ملاقات حیات خوش جمال کی حسرت تیرے دل میں رہجائے یہ سنکر اکوان تاجدار قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے عرض کی کہ اے بادشاہ اتنے دنوں مجھے فراق میں ملک کیوں تڑپایا ضحاک جادو نے کہا کہ میرا ارادہ یہ تھا کہ تجکو پھر کسی طلسم کا بادشاہ کر دونگا اسکے بعد تیری شادی حیات خوشجمال کے ساتھ کر دونگا اُسوقت تیرے تمام صدمے دور ہو جاتے مگر اب طلسم کشا کے ہاتھوں سے ایسا تنگ آیا ہوں کہ چاہتا ہوں تو حیات خوشجمال کو لیکے کہیں چلا جا کہ تو بھی اس آفت سے محفوظ رہے اور حیات خوش جمال بھی یہ کہکر اکوان تاجدار کو وہیں چھوڑا اور آپ ضحاک جادو طرف محیط طلسمی کے روانہ ہوا جسوقت دریا کے کنارے پہونچا تو آواز دی کہ اے ماہی زمین بردار ہماری امانت دیجا بس کہنا تھا کہ سناٹا پیدا ہوا دیکھا کہ اک مکان بہتا ہوا چلا آتا ہی ماہی زمین بردار نے سطح زمین مکان کو کنارہ دریا سے ملا دیا ضحاک تاجدار اندر مکان کے آیا یہاں ایک درجہ میں حیات خوش جمال اور آصف انجم طلعت بیٹھے تھے جسوقت یہ دونوں یکے بعد دیگرے آگ میں جلانے سے تھے بچے انکو اُٹھا لائے تھے اُس روز سے یہ دونوں اسی مکان میں تھے پہلے تو آصف انجم طلعت کو وہی عشق سوار تھا اور حیات خوش جمال انکار کرتی تھی اور کہتی تھی کہ تو میرے ساتھ یہاں کبھی آیا اے شخص اب پیچھا میرا چھوڑ کہ میں ناموس غیر ہوں اور بدکار نہیں ہوں لیکن عجب کہ جب آصف انجم طلعت سو گئے ہیں تو انھوں نے خواب میں اک تاز مین کو دیکھا بس خیالات آصف انجم طلعت کے بدل گئے صبح کو حیات خوش جمال سے کہا کہ اے رشک ماہ وفا اب تو اطمینان رکھ میں بھی بدکار نہیں ہوں اگر تو اسلام قبول نہیں کرتی تو مجھے جائز نہیں میں تجھپر کسی طرح کی دست اندازی نکرونگا بلکہ حیات خوشجمال کو اطمینان نہ تھا جب چند روز اور گذرے تو حیات خوش جمال کو اعتبار ہوا کہ بیشک یہ شخص سچا دیندار ہی اور اب آصف انجم طلعت کی یہ حالت ہی کہ اپنے اوپر نفرین کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے آصف ننگ خاندان ہوا تیرے خاندان میں کسی نے ایسی حرکت نہ کی تھی جو تونے کی رفتہ رفتہ حیات خوشجمال کے دل سے بھی خیال اکوان تاجدار کا کم ہونے لگا اور طبیعت اسکی راہ راست پر آنے لگی آخرکار اسقدر میلان حیات خوش جمال کا دین اسلام کی طرف ہوا کہ آصف انجم طلعت کو رہبر قرار دیکر مسلمان ہو گئی آصف انجم طلعت نہایت خوش ہوئے لیکن سوال وصل نہیں کیا اب ان دونوں نے عبادت خدا میں اتنے دن بسر کیے یہ وہ مکان تھا کہ آپ سے آپ دونوں وقت پکا پکایا ہوا کھانا کوئی شخص آکے دیجاتا تھا اور معمولی طور پر سامان راحت اس مکان میں موجود تھا۔ جو لڑکا حیات خوش جمال کی گود میں تھا جس کا سات برس کا سن تھا یہ بھی حیات خوش جمال کیطرح عبادت خدا میں مصروف رہتا تھا کہ اسنے سوا اس مشغلہ کے کوئی شغل دیکھا ہی نہ تھا اور آصف انجم طلعت کو اپنا باپ سمجھتا تھا اکثر آصف انجم طلعت اور ملکہ حیات خوش جمال یہ باتیں کیا کرتے تھے کہ ہم یہاں کہاں آئے بہشت میں ہیں یا اعراف میں ہیں یا عالم برزخ میں ہیں آصف انجم طلعت کہتے تھے کہ اپنے کردار کی سزا پاتے ہیں ورنہ بغیر موت کے نہ برزخ میں پہونچ سکتے ہیں نہ بہشت میں۔ یکا یک

ضحاک جادو اندر مکان کے پہونچا اور کہا کہ اے آصف انجم طلعت میں نے تجکو آگ میں جلنے
سے بچایا تمہاری جان بخشی کی تم تھی اس نیکی کا عوض میرے ساتھ کر سکتے ہو آصف انجم طلعت نے
فرمایا کہ میں تجھے نہیں پہچانتا کہ تو کون شخص ہے اور کیونکر سمجھوں کہ تو نے مجکو قید اجل سے رہا کر کے اپنا
جگہ مقید کیا ضحاک نے اپنا نام بتایا اور کہا کہ میں باطن نہ طاق کا بادشاہ ہوں افواں میرا تحت تھا
آصف انجم طلعت نے کہا کہ اگر تمنے میری جان بچائی ہے تو بیشک اگر میرے امکان میں ہوگا دم میں تمہی
تمہارے دشمن سے تمہاری جان بچاؤنگا اور اپنی جان جانے کی پروا نکرونگا ضحاک نے کہا کہ
تم اولاد امیر سے ہو قول سے ذرا پنے نہ پھروگے آصف انجم طلعت نے فرمایا کہ ہمارے غلام
اپنے قول سے نہیں پلٹتے ہیں یہ سنکے ضحاک مار گزیدہ جادو نے کہا کہ کوئی شخص عادل کیوان شکوہ
ہے وہ میرے طلسم پر چڑھ آیا ہے لوح اسکے ہاتھ لگ گئی ہے ساحران طلسم اسکے مقابلے سے عاجز ہیں
لوح اسکے پاس ہے تم زبردستان روزگار سے ہو لہذا اس سے مقابلہ کرکے لوح چھین لو تو میں تمہارا
زندگی بھر ممنون رہونگا۔ آصف انجم طلعت نے کہا کہ میں تو اقرار کر چکا اگر میرے دست و بازو قوی
ہیں اور وہ مجھ سے زیر ہوا تو ضرور لوح چھین کے تمہارے سپرد کر دونگا مگر اتنی شرط ہے کہ اگر طلسم کشا
میرا کوئی عزیز نکلا تو حتی الامکان صلح پر تمکو بھی رضامند ہونا پڑیگا یہ سنکے ضحاک مار گزیدہ نے کہا کہ
طلسم کشا نے پہلے ہی صلح پر رضامندی ظاہر کی تھی لیکن وہ افواں تاجدار کو طلب کرتا تھا۔
میں نے کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ جو اپنے گھر میں پناہ گزین ہوا اسکو میں دشمن کے حوالے کر دوں اب
میرا یہ ارادہ ہوا ہے کہ اس ملکہ کو جو زوجہ افواں کی ہے افواں کو سپرد کرکے اسے کسی دوسرے مقام پر بھیجدوں
نہ افواں یہاں ہوگا نہ وہ افواں کو مجھ سے طلب کریگا یہ سنکے حیات خوش جمال کے کان کھڑے
ہوئے کہ یہ افواں کون ہے ضحاک مار گزیدہ اب حیات خوش جمال کیطرف متوجہ ہوا اور کہا کہ چلو میں تمکو
تمہارے شوہر کے سپرد کروں یہ سنکے حیات خوش جمال نے کہا کہ اب نہ میں اسکے کام کی ہوں نہ وہ
میرے کام کا ہے اسلیے کہ میں نے دین اسلام اختیار کیا پہلے یہ شہریار میری محبت میں آگ میں جلا اور
اپنی جان کو عزیز نہ کیا بعد اسکے خود اجتناب کیا کہ یہ دوسرے کا ناموس ہے افواں اپنی جان بچا کے
یہاں چلا آیا اور ہماری جان و آبرو کا اسے مطلق پاس نہوا۔ اے بادشاہ اب اگر تجکو یہاں میرا
رہنا شاق ہو تو بیرون طلسم کسی دوسرے مقام پر بھجوا دے میں کسی گوشہ میں بیٹھ کر اپنی زندگی گزار
دونگی یہ کہکر رونے لگی ضحاک حیران ہوا کہ میں تو افواں سے وعدہ کر کے آیا ہوں یہ انکار کرتی ہے
ضحاک نے کہا کہ اے حیات خوش جمال تو میرے ساتھ چل کر افواں کو صورت اپنی دکھا دے اور
جو چاہے اس سے گفتگو کرے حیات خوش جمال نے کہا کہ اسکا وعدہ کرو کہ وہ جبر مجھے نہ لیجا سکے
ضحاک نے کہا کہ وہ جبر نہ کرنے پائیگا اسکا میں ذمہ دار ہوں آصف انجم طلعت اور حیات خوشجمال
ضحاک کے ساتھ ہوئے ضحاک مار گزیدہ جادو ان دونوں کو ساتھ لیے ہوئے اپنے ایوان میں آیا جہاں
افواں تاجدار اشتیاق حیات خوش جمال میں بیٹھا تھا کہ ضحاک حیات خوش جمال اور آصف انجم طلعت
کو لیے ہوئے پہونچا اور کہا کہ اے افواں یہ زوجہ تیری مع پسر موجود ہے لیکن اسنے دین اسلام اختیار
کیا اور تیری خود غرضی کی شاکی ہے افواں تاجدار نے کہا کہ اے ملکہ خطا میری معاف کرو آیندہ ایسا نہ
ہوگا حیات خوش جمال نے کہا اے تاجدار یہ سچا عشق نتھا ورنہ تو مجھسے دست بردار ہوتا میں نے
تجکو مردہ سمجھ کے تیری محبت میں جل جانا قبول کیا یہ میری زندگی تھی کہ بچ گئی بس بہتر یہ ہے کہ اب مجھے

اس تعلق کی خواہش نکرو پہلے تھا ہاں اگر تو بھی دین اسلام قبول کرے تو پھر تیرا ویسا ہی ساتھ ہوسکتا ہے
ورنہ غیر ممکن ہے یہ سنکر اکوان تاجدار عرق عرق ہوگیا آنکھوں کے بیچ اندھیرا آگیا کہا اے زن بیوفا
سچ ہے کہ عورت پر بھروسا کرنا سزاوار نہیں ہے معلوم ہوتا ہے کہ تو اب میں اس خدا پرست کے آگئی ہے
سنکے حیات خوش جمال نے دوڑ کر منقل آتشیں میں ہاتھ رکھ دیا اور کہا کہ اے آگ اگر میں سچی ہوں
اور عصمت میں میرے دھبا نہیں آیا ہے تو محفوظ رہوں ورنہ تو مجھے جلا دے یہ کہکے دیر تک آگ
میں ہاتھ رکھے رہی مگر چھالا بھی نہ پڑا۔ آصف انجم طلعت نے کہا کہ اے اکوان ہمارے مذہب میں
شوہر کے مرجانے کے بعد عورت دوسرا شوہر کر سکتی ہے اسی بنا پر میں نے اسکی طرف توجہ کی تھی
مگر جب اسنے مجھے قبول نکیا اور تیرا دم بھرا گئی تو مجھے بھی غیرت نے روکا اور محبت مانع ہوئی میں قسم کھاتا
ہوں اپنے دین و مذہب کی کہ حیات خوش جمال بڑی پارسا عورت ہے اب تو تعلق زن و شوہر کو مٹادے
تو اب بھی یہ تیری اطاعت کرنے کو موجود ہے اور تیرے بعد نہ اسنے کسی مرد کو قبول کیا نہ قبول کریگی —
اکوان تاجدار نے گردن جھکالی آصف انجم طلعت نے برجیس بن اکوان سے کہا کہ اپنے باپ سے
مل کہ تیرا باپ یہی ہے برجیس نے کہا کہ یہ کافر ہے میرا جی نہیں چاہتا کہ قریب اسکے جاؤں۔ آصف
انجم طلعت نے اکوان تاجدار سے کہا کہ اے اکوان اپنے فرزند کو گلے لگا اور دل کو ٹھنڈا کر اگرچہ
کہ تو ہمارا دشمن ہم تیرے دشمن ہیں کہ تو نے ہمارے عزیزوں سے میدان نہ طاق کو بھر دیا ہے
اسوقت مجھے تیری حالت پر رحم آتا ہے اکوان نے برجیس کو گلے لگایا پیار کیا اور کہا کہ آپ اتنی سفارش
میری ملکہ سے کر دیجیے کہ یہ جس مقام پر چاہیں رہیں ایک تو تاحیات میری دوسرا شوہر نکریں دوسرے
مجھے اتنی اجازت دیں کہ مجھ سے پردہ نکریں تاکہ جسوقت میرا دل چاہے اسوقت میں ایک نظر دیکھ جایا
کروں۔ شاہزادہ نے ملکہ سے سفارش کی حیات خوش جمال نے گردن نیچی کرلی گویا نیم رضا ظاہر
کی۔ اکوان نے فرزند سے اپنے کہا کہ اولاد انسان کی بقاے نام کے واسطے ہوتی ہے مگر ہماری یہ
شکل ہوئی کہ رام جی نے بیٹا دیا وہ بھی مسلمان برجیس نے کہا کہ اے جد مردہ انسان کیا جو عاقبت اندیش
نہو میں سنا کہ آپ نے دعوائے خدائی کیا تھا اسی کا یہ انجام ہوا کہ خداے حقیقی نے کس مرتبہ
علی سے کس درجہ اولی تک پہونچا دیا اب بھی غنیمت ہے کہ دروازہ توبہ کا کھلا ہوا ہے اس معبود
حقیقی کو پہچانیے اور ابد الآباد کے واسطے اپنے کو عذاب الٰہی میں مبتلا کیجیے جسوقت آپ دین اسلام
اختیار کرلینگے۔ گو طلسم کشا آپکا سر لینے کو آیا ہے مگر ہرگز قتل نکریگا اور بدیع الملک پر سلطنت طاق
آپکو دیدینگے ورنہ جسطرح بڑے بڑے بادشاہ انجام میں ذلت سے مارے گئے ویسا ہی آپ کا
انجام بھی ہوگا اور میں تو دیدہ و دانستہ اپنی عاقبت خراب نکرونگا یہ سنکے اکوان تاجدار اٹھ کھڑا ہوا
اور کہا کہ اگر تو میری تربیت اٹھاتا تو ایسی باتیں نکرتا ہر شخص خداوند نہ طاق کہلاتا ہو وہ مجاوران مکہ
مطیع ہوکے رہے اسکو نہ میری غیرت نے قبول کیا ہے یہ کرنیکی خبر تیری قسمت میں یہ تھا کہ تو اکوان
تاجدار کا فرزند ہوکر حشرات الارض کی طرح زندگی گذارے اور آصف انجم طلعت سے کہا کہ آپ لوگ
صاحب اقبال ہیں اور یہ نتیجہ معلوم ہو گیا کہ ہم نہونگے اور آپ ہونگے لہذا اتنی وصیت آپ سے ہے کہ
بعد میرے بھی یہی لقب میرے فرزند کا رہیگا جواب ہے اگر یہ آپ کو باپ کہتا ہے تو آپ بھی اسکو
فرزند کے لقب سے یاد کیجیے گا۔ آصف نے کہا کہ اے اکوان بیشک تیرا ارادہ مجھے اپنے فرزند
کے مثل عزیز ہے اکوان تاجدار تو قصر اکوانیہ کی طرف چلا گیا اور اسکو بسبب صدمہ کے بخار ہو گیا آصف

ضحاک جادو علحدہ بیٹھا یہ باتین سنتا رہا کچھ دخل نہ دیا جب اکوان چلا گیا تو حیات خوش جمال نے رہنے کو اک مکان دیا اور آصف انجم طلعت سے کہا کہ اب آپ جو جو سامان چاہین وہ فراہم کر دیا جائے فرمایا اسلحہ اور مرکب اور آلات حرب۔ ضحاک نے سب سامان طلسمی نہایت عمدہ منگا کر آصف انجم طلعت کے سپرد کیا اور کہا کہ بالفعل آپ قیام فرمائین دو ایک روز کے بعد مقابلہ طلسم کشا کو جائیے گا آصف انجم طلعت نے فرمایا کہ سبقت کرنا ہمارے خاندان کا قاعدہ نہین جسوقت طلسم کشا تمہارے اوپر فوج کشی کریگا اسوقت مین اُسے روکونگا اور سمجھ لونگا نہ جانے کا تو ارادہ ہوگا یہ سنکے ضحاک جادو خاموش ہو رہا۔ آصف انجم طلعت بھی مقیم ہوئے اکوان تنہا جدا رہا ہو گیا تھا۔

اب کچھ حال صاحبقران حق پژوہ یعنے شاہزادہ عادل کیوان شکوہ کا بیان کیا جاتا ہے

کہ بعد انتظام کوہ بلور رافعون نے کل فوج کو تو اسی مقام پر چھوڑا اور ضیا بار جادو کو یہان کا حاکم کیا اسرار روشنضمیر نے عرض کی کہ اے شہریار اب مین کسی وقت ضرورت پر حاضر ہونگا یہ کہکر جانب قلعہ سیہ تاب روانہ ہوا اور دل آویز جادو مع شعلہ عذار جادو اسرار روشن ضمیر کے ساتھ گئین باقی فوج کوہ بلور پر مقیم رہی اور شاہزادہ عادل کیوان شکوہ تن تنہا جانب مرحلہ فیل پیکران روانہ ہوئے نجار نے ظاہر بظاہر ساتھ چلنا مناسب نہ جانا بعد روانہ ہونے عادل کیوان شکوہ کے طیفور بادپیمان بھی نشان قدم دیکھتا ہوا روانہ ہو گیا۔ شاہزادہ عادل کیوان شکوہ نے چند قدم راہ طی کی تھی کہ دیکھا اک شخص رومال سے ہاتھ باندھے ہوئے با حال پریشان و چشم گریان چلا آتا ہے نظر جو اسکی طلسم کشا پر پڑی دوڑ کے قدمون سے لپٹا فرمایا تو کون ہے اُسنے عرض کی کہ نام میرا بہوط جادو ہے کہ آپکے عیار نے جوگی بن کے مجھے فریب دیا اور لوح چھین لی جسوقت یہ راز فاش ہوا تو بادشاہ طلسم نے کہا کہ جا کے لوح لا ورنہ میرے سامنے نہ آنا لہذا یا تو مجھے اپنی اطاعت مین قبول کیجیے یا لوح مجھے دیدیجیے کہ الزام مجھ سے دفع ہو عادل کیوان شکوہ نے فرمایا کہ اطاعت میری کیون اختیار کرتا ہے کیا اس خوف سے کہ بادشاہ قتل کر ڈالیگا اُسے تو یقین ہے کہ اگر تو قابو پائیگا تو لوح لیجائیگا۔ بہوط جادو نے کہا کہ ضرور فرمایا کہ فریب کرنے آیا ہے اور صاف صاف بیان کر رہا ہے مین کیون ایسے شخص کو اپنے ساتھ رکھونگا جو بالفعل دشمن ہو بہوط جادو نے کہا کہ مین سحر جانتا ہون فریب نہین جانتا لیکن لوح اگر آپ نہ دینگے تو آپ سے لڑونگا یہ جانتا ہون کہ قتل ہو جاؤنگا مگر بدنامی سے تو بچونگا فرمایا کہ جو بن آئے کر بہوط جادو نے سحر کرنا چاہا کچھ یاد نہ آیا کیونکہ شاہزادے نے عکس لوح کا ڈال دیا تھا بہوط جادو نے کہا کہ اب تلوار مار کے میرا کام تمام کیجیے۔ عادل کیوان شکوہ کو اسکے جان سے عاجز ہونے پر رحم آگیا فرمایا کہ تو جان بوجھ کے اپنی جان کیون دیتا ہے اگر اطاعت میری اختیار کرتا ہے تو دل سے کر بہوط جادو نے کہا کہ اگر مین آپکی اطاعت کر کے جان اپنی بچاؤنگا تو اہل و عیال گھر بار سب برباد ہو جائیگا مین اکیلا زندہ رہا تو کیا اور نہ رہا تو کیا اس سبب سے مین چاہتا ہون کہ قتل ہو جاؤن یہ سنکر عادل کیوان شکوہ نے پتا مکان کا پوچھا بہوط جادو نے کہا کہ مرحلہ فیل پیکران کے بعد میرا مکان ہے ہر وقت ساحران طلسمی کے قبضہ مین ہے ادھر آپ نے مرحلہ توڑا اُدھر میرا گھر برباد ہو گیا فرمایا یہ اسوقت سے جب تو میری اطاعت مین سمجھا جائیگا مین تجکو قید مین رکھونگا جب تیرے اہل و عیال بھی حفاظت مین آجائینگے تو اسوقت

مطیع اسلام ہوتا یہ فرما کے مشکیں ہیوط جادو کی باندھنے لگے ہیوط جادو نے کہا کہ ہم تو سنتے تھے کہ
صاحبقران دوسروں کی حاجت روائی کے واسطے اپنی جان کو جان نہیں سمجھتے تھے مگر آپکا وہ مزاج
نہیں معلوم ہوتا یہ سنکے شاہزادہ عادل کیوان شکوہ نے لوح گلے سے اتار کے ہیوط جادو کو دیدی
اور کہا کہ تیرے سچ سچ بیان کرنے پر مجھے رحم آگیا جا لوح لیجا اگر تیرے مقدر میں طلسم کشائی ہے تو پھر
لوح میرے قبضہ میں آجائیگی جسوقت لوح ہیوط جادو کے ہاتھ میں آئی تو یہ چند قدم لوح کو لیکے چلا
تھا کہ ساتھ ہی خیال آیا کہ اے ہیوط جادو ویسے شخص کی برائی کا ثمرہ اچھا نہیں ہے جان و مال اہل و
عیال سب اسپر سے نثار ہیں یہ سوچ کے پلٹا اور گرد عادل کیوان شکوہ کے پھرنے لگا اور عرض کی
کہ اے شہریار اب میں بدل مطیع ہوتا ہوں اور میں نے ابھی سے سحر و ساحری کو بھی ترک کیا لیجے
لوح اور جا کے طلسم کو فتح کیجے فرمایا کہ اچھا تو اطمینان رکھ کہ تیرے اہل و عیال تباہ نہونے پائینگے
اور تو کوہ بلور پر چل۔ عرض کی کہ میں پوشیدہ طور پر حضور کے ساتھ ساتھ ہوں یہ معاملہ طلسم کا ہے
اور ہر حلہ طلسمی نہایت اندیشہ ناک مقام ہے ساحران مرحلہ بڑے مکار ہوتے ہیں اسلیے کہ لوح
لے لینے سے انکو غرض ہوتی ہے فرمایا خیر تجھے اختیار ہے یہ فرما کے آگے بڑھے ہیوط جادو نے
قلماق مار کے صورت ایک طائر کی بنائی اور اڑتا ہوا چلا جسوقت عادل کیوان شکوہ
سامنے قلعہ فیل پیکران کے پہونچے تو دیکھا کہ سامنے دروازہ قلعہ کے اک دیو آہنی کھڑا ہوا ہے
اور آگے دیو کے میل ہے عادل کیوان شکوہ نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم و
بسیار این عجائبات تجکو چاہیے کہ اس میل پر چڑھ جا اور ایک ضرب گرز میں مثل فیل زندانی
کے اس دیو کو بھی غرق زمین کر اور تماشا قدرت خدا کا دیکھ کیا ہوتا ہے اور اگر دیو ضرب گرز اٹھا کر
بالکل غرق نہوا تو پھر تیرے توڑے مرحلہ نہ ٹوٹیگا پریزادان طلسمی آکے تجکو گرفتار کر لیجائینگے۔ یہ
دیکھکر عادل کیوان شکوہ میل پر چڑھ گئے لیکن خیال کیا کہ اگر ضرب لگاتا ہوں تو ہرگز دیو غرق زمین
نہوگا اسلیے کہ میں جا سے بلند تر ہوں اور بلندی قد آدم سے زیادہ ہے اور شرط اسی میل پر سے گرز
لگانے کی ہے اسمیں کوئی بات ضرور ہے ساتھ ہی خیال آیا کہ لنگر مار کے ضرب لگاؤں کہ ادھر ضرب پڑے
ادھر میل لنگر کھا کے زمین میں دھنسے تو کام بنتا ہے یہ سوچ کے انھوں نے وہی چہل سو من کا گرز طلسمی
اٹھایا اور بسم اللہ کہکر سر دیو پر وار کیا گرز جو پڑتا ہے تڑاقے کی آواز پیدا ہوئی لنگر تے عادل کیوان شکوہ
کے میل زمین میں غرق ہوا ضرب برابر پڑتے ہی دیو بھی زمین میں غرق ہو گیا بس ادھر تو دیو غرق ہوئے
ادھر اُدھر قلعہ زلزلہ میں آیا مکانات قلعہ کے گرنے لگے اور لوگ فریاد کرنے لگے سرمست فیل زور
دروازہ قلعہ کا کھول کر چالیس ہزار فیل پیکروں سے نکلا اور پکارا کہ او سرکش تو نے کیا غضب کیا تو نے کہ ہزاروں
سامری پرستوں کی جان لی یہ تصویر دیو زمین قلعہ کے بیچ تھی اسکے دبنے سے زمین قلعہ میں زلزلہ پیدا
ہوا اور صدہا مکانات گر گئے کب چھوڑتا ہوں تجکو یہ کہکر مع فوج آپڑا دیکھا عادل کیوان شکوہ نے
کہ ایک ایک آدمی فیل کا جثہ رکھتا ہے اور چالیس ہزار آدمیوں نے حملہ کیا ہے بس انھوں نے لوح کو
دیکھا لکھا تھا کہ اے طلسم کشا خبردار تلوار نہ کھینچنا اگر ایک کو بھی قتل کیا تو خون سے اسکے آگ لگجائیگی
جو تجھے جلا دیگا نہ بچیگا لہذا بہتر و مناسب یہ ہے کہ افسر فوج کو ڈھونڈ کے اس سے مقابلہ کر جب وہ زیر ہو کر
تجھے سخت شکست دے اسوقت اُسے گلا دبا کے مار ڈال تاکہ خون اُسکا زمین پر نہ گرے مرنے سے
سرمست فیل زور کے قیامت برپا ہوگی جب روشنی ہوگی تو لاش سرمست فیل زور کی ہاتھ و زمین سے

اپنی فوج کو نگلجائیگی اسکے بعد بہدایت لوح کے موافق عمل کرنا یہ دیکھکر عادل کیوان شکوہ نے مست فیل زور کو لوکا مست فیل زور تلوار کھینچکر آپڑا اور سر پر عادل کیوان شکوہ کے وار کیا عادل کیوان شکوہ نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا مست فیل زور لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی تھوڑے ہی عرصہ میں عادل نے کمر مست کا توڑا اور سر سے بلند کرکے زمین پر مارا کہ مست چاروں شانے چت گرا عادل نے سینے پر چڑھکر کہا کہ کیا کہتا ہے شناخت پروردگار میں مست نے عادل کو برا بھلا کہنا شروع کیا عادل نے گلا اسکا دبایا کہ آنکھیں نکل پڑیں اور تڑپ کے واصل جہنم ہوا مرتے ہی مست فیل زور کے آوازیں مہیب پیدا ہوئیں کہ مارو اسکو جانے نہ پائے غضب کیا اسنے کہ حاکم قلعہ کو مارا یہ بھی زمین کے نہ جانے پائے آتش کے پرکالے تاریکی میں چمکتے ہوئے نظر آتے تھے دیر تک تاریکی چھائی رہی اور قیامت برپا رہی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی در ایام من مست فیل زور جادو بود حیف مردیم و جاندادیم و مطلب خود نرسیدیم جب روشنی ہوئی تو دیکھا کہ عادل سے کئی لاش مست کی اژدہا بنکے دوڑی اور اپنے لشکر کو نگلنا شروع کیا یہانتک کہ ایک اژدرے نے چالیس ہزار فیل پیکر دیو کو کھایا اور اب وہ اژدہا قلعہ آتشیں چھوڑتا ہوا عادل کیطرف چلا عادل نے تلوار کھینچی کہ پہلو سے آواز آئی کہ لوح کو دیکھ عادل نے پلٹ کے دیکھا کہ یہ کون ہے تو اک طائر کو پایا طائر تو غائب ہو گیا عادل نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ جسم میں اسکے اکوان تاجدار حلول کر گیا ہے تمکو چاہیئے کہ لوح دہن اژدر میں ڈالدو اسوقت اکوان شکم اژدر سے توڑکر باہر نکلیگا تمکو چاہیئے کہ اسکو سنبھلنے نہ دینا اور ایک ہاتھ دوال کمر پر مارنا کہ برابر سے دو ٹکڑے ہوں ورنہ اگر اکوان سنبھل گیا تو لوح کو لیکے نکل جائیگا پھر کچھ بنائے نہ بنیگی یہ دیکھکر عادل کیوان شکوہ نے دہن اژدر پر لوح کھینچ ماری اژدر نے منھ بند کر لیا اور تڑپنے کی صدا بلند ہوئی شکم اژدر شق ہوا اور اکوان تاجدار تڑپ کے شکم اژدر سے باہر آیا اور چاہا کہ لوح لیکے جلد دوں ادھر تو اکوان لوح کے لینے کو جھکا ادھر عادل نے تلوار ماری کہ اکوان کے دو ٹکڑے ہوئے اسکے مرنے سے بھی بہت کچھ شور و غوغا ہوا آخر میں دیکھا تو ایک تصویر ہے ہفت جوش کی کہ دو کی ہوئی پڑی ہے عادل نے کہا کہ اسکی رسی دراز ہے میں دیکھتا ہوں کہ جبتک پورا طلسم دفع ہوگا اسوقت تک اکوان اصلی کا مارا جانا غیر ممکن ہے اب شاہزادہ قلعہ میں داخل ہوا اکابر شہر حاضر ہوئے نذریں گزرانیں اور عرض کی کہ اے شہریار کیکو اپنی جانب سے یہاں کا حاکم مقرر فرمایئے کہ شہر میں غدر ہو رہا ہے۔ اب یہ تو یہاں انتظام شہر میں مصروف ہوتے ہیں اب یہاں سے

چند کلمے داستان شوکت بیان گل حدیقۂ صاحبقرانی دانہ منتخب تسبیح سلیمانی صاحبقران جہان یعنے سلیمان صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہیں

قطعہ

گر پردہ رخ سے دور کرے وہ نقاب کا — جلوہ ہر ایک ذرہ میں ہو آفتاب کا

گل شیخ بن کے مجتہد العصر ساقیا — دکھلا کے سبز باغ عذاب و ثواب کا

کہنے لگا زراہ تمسخر مجھے یہ طنز — معلوم ہو گا حشر میں پینا شراب کا

میں نے کہا کہ میں بھی ہوں یہ خوب جانتا — پر کیا کروں کہ ہے ابھی عالم شباب کا

تقوی ہمارے آگے ہو تب آپکا درست — اور جب یقین آوے ہمیں اجتناب کا

سبزہ ہو کنج باغ ہو ساقی ہو ماہوش — اور کوئی واں مخل ہو نہ باعث حجاب کا

گردن میں ہاتھ ڈال کے اک شوخ بیحجاب — یہ ریش جب جلوہ ہے رنگ خضاب کا

کھینچ اسکو اور منھ سے ملا کر وہ اپنا منھ — دے ذائقہ دہن کو زبان کے لعاب کا
منت سے یون کہے کہ ہمارا لہو پیے — گر پی نہ جائے جلد یہ پیالہ شراب کا
تب قبلہ مین سلام کرون جھک کے آپ کو — گر کچھ بھی خوف کیجیے روز حساب کا
اور امتحان بغیر تو یہ آپ کا غلام — قائل نہین جناب کسی شیخ و شاب کا
یارب غم حسین مین جب شیفتہ ہو خاک — سایہ ملے اسے قدم بوتراب کا

اب اس بلبل داستان شوکت بیان کو گلستان رنگین زبان مین یون نغمہ سنج کرتے ہین سے بیا بشنو
اے ہمدم راستان * کہ باز آمدم بر سر داستان * اب یہان سے یہ داستان شوکت بیان
اسطرح بیان کیجاتی ہی کہ دیو شنکال آہنی شاخ زخمی ہوکر جانب کوہ سیاہ خدمت مین دیو سواس کے
حیران و پریشان بھاگے جاتا ہی ایک ٹونٹی خون کی سر سے گر رہی ہی با حال پریشان گریان و نالان
بدحواس بھاگا جاتا ہی مال و اسباب بھی چھوٹ گیا سر پھوٹ گیا اور کبھی دیوان فوج سراسیمہ بدحواس
بھاگے چلے جاتے ہین اور سلیمان صاحبقران فرحان و شادان ایک لاکھ دیوؤن کی فوج ہمراہ
لیے ہوئے بلا دسواس کے تعاقب مین دیو شنکال کے یہ کہتے ہوے چلے آتے ہین کہ او نامردون کہان
بھاگے جاتے ہو اب مین تم کو ہرگز زندہ نہ چھوڑونگا اور امن سے نہ بیٹھنے دونگا کہ موقع پاکر تم لوگ
خدا پرستون سے سرکشی کرو اور یہ بھی واضح رہے کہ سلیمان اعظم کو سمجھایا ہی کہ آپ یہان تشریف رکھیے
اور مکانون کو آباد کیجیے اور سلیمان ثانی کو سمجھا کر انتظام گلستان ارم کے واسطے روانہ کیا ہی اور سلیمان
کوچک درستی و انتظام مقبرہ کی غرض سے کوہ مرواریدیہ پر مقیم ہین - اب حال دیو شنکال سپہ سالار
دیو سواس کا سنیے - کہ یہ جو بھاگ کر قریب کوہ سیاہ کے پہونچا اور یہ خبر دیو سواس کو معلوم ہوئی
کہ دیو شنکال شکست کھاکر آتا ہی اسنے لوگون کو بھیج کر اور دیوؤن کو اس کو بلایا جب یہ حاضر ہو تو اسنے
روداد مقابلہ اس سے پوچھی اسنے بیان کیا کہ سلیمان صاحبقران واقعی مین نہایت جرار اور بہادر آدمی
ہی کہ جب مین نے شکست صاحبقران اعظم کو دی تھی اسوقت وہ جوان آیا اور اسنے ایک شاخ میری
کھینچ لی مین اس وقت تاب مقابلہ نہ لاسکا اور سامنے سے اسکے فرار ہوکر افتان و خیزان اس حال سے
حضور کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوا کہ یہ تذکرہ ابھی بیان ہو رہا تھا اور آپس مین بیٹھے ہوے باتین
کر رہے تھے کہ چند دیوؤن نے آکر خبر دی کہ ایک لاکھ دیو کی جمعیت سے سلیمان صاحبقران کوہ راہ
کوہ سیاہ کے پہونچ گئے ہین اور لشکر دیوان کو اپنے اتارا ہی اور قریب کوہ فروکش ہین یہ سنکر
اسنے حکم کیا کہ ایک نامہ دیو قنطورہ کو لکھو کہ اے برادر جلد تشریف لایے کہ ایک صاحبقران نو وارد
پیدا ہوا ہی اور وہ نہایت جری اور بہادر ہی اور ایک نامہ دیو جلاجل بن سمندون ہزار دست کو بھی
اسی مضمون کا لکھو اور واضح رہے کہ اسکے بھی پچاس ہاتھ ہین - اور ایک نامہ فولاد بن کریدہ کو لکھو
اسی مضمون کا - غرضکہ حکم پاتے ہی فوراً منشی فوج حاضر کیا گیا اور نامہ لکھ لکھ کر جلد روانہ کیے گئے
اور ان نامون پر اسنے اپنے دستخط اور مہر ثبت کی اور علاوہ انکے اور بھی اسی طرح سے آٹھ دس نامے
روانہ کیے گئے اور آپ بذات خود اٹھکر طرف اس معبدگاہ کے گیا اور اس معبدگاہ مین ایک بت بہت
بڑا سنگ سیاہ کا رکھا ہی اور اسمین سے آواز فہمائش کی آتی ہی اور جو کوئی سوال کرتا ہی تو اسکا جواب
نہایت درست یہ بت دیتا ہی غرضکہ یہ قریب اس بت کے کچھ مٹھائی اور پکوان وغیرہ لیکر پہونچا اور
بالحاح و زاری یون عرض کرنے لگا کہ اے خداوند اطلیس مین بغیر تیری اجازت کے کوئی کام نہین کرسکتا

اسلیے تجھسے عرض کرتا ہون اور تو کیا حکم دیتا ہی کہ یہ پوتے صاحبقران ہین وہ صاحبقران کہ جنھون نے
دیو فیل کو مارا اور دیو سمندون ہزار دست کو مارا تمام قاف کو کفر سے صاف کر دیا انھین مین سے
یہ سلیمان صاحبقران بھی ہی اور اب وہ مجھ سے بر سر مقابلہ اور قریب کوہ سیاہ فروکش ہی اُس بت
سے آواز آئی کہ تم لوگون نے غرور کیا تھا کہ سواے ہمارے اب قاف مین کوئی نہین ہی اور ہماری
پرستش مین بھی کمی کی تھی اور یہ تم خوب جانتے ہو کہ ہم کو غرور پسند نہین ہی اسلیے ہم نے خود اُسکو
شہر سلطانیہ سے عروج دیکر ورشانے کے لیے اس بلا کو بلا کر تمھارے لیے مقرر کیا کیونکہ پچاس من
مٹھائی اور پکوان روزانہ ہمارے لیے آتا تھا ہم بھی قدرت اپنی کرتے تھے اب مختصر سی مٹھائی اور
پکوان آتا ہی ویسے ہی خداوند نے بھی کمی کی ۔ یہ سُنکر دیو وسواس کا عجب حال ہوا اُس وقت اُس بت
نے ایک چیخ ماری یہ ڈر گیا اور کانپ کر کہنے لگا کہ اے خداوند ابلیس ہماری خطا کو معاف کر کہ ہم سے
قصور ہوا اور اسی وقت اُسنے پچاس من مٹھائی اور پکوان منگا کر اس بت کے منھ مین ڈالدی ۔
جب یہ کھا کر سیر ہوا تو اُسنے یعنی بت نے آواز دی کہ او وسواس اب تو غفلت نکرنا تجھے اجازت
دیجاتی ہی کہ تو اپنا لشکر جمع کر اور ان خدا پرستون سے مقابلہ کر کیونکہ اب ہم نے تیری خطا کو معاف
کیا لیکن تو بھی ہمارے نذرانہ مین کمی نکرنا اور اگر کمی کریگا تو یہ جان لے کہ ابکی ہم تیری خطا کو ہرگز
نبخشینگے اور اس سے زیادہ عذاب الیم مین مبتلا کرینگے مگر اب ہم تیری اور تیرے لشکر کی ضرور مدد کرینگے
یہ سُنکر یہ مسرور و شادان اپنے لشکر مین آیا اور ساری روداد اسنے یعنی وسواس نے اپنے وزیرون اور
مشیرون سے بیان کی اُن سب نے باتفاق کہا کہ واقعی ہم بندون نے ان دنون خداوند کی فکر کم کر دی تھی
اور اُنکی نذر بھی کم جایا کرتی تھی اُسکا یہ نتیجہ ہوا کہ خداوند نے ہم لوگون کے پیچھے یہ بلا لگا دی مگر اب ہم توبہ
کرتے ہین اب ضرور ہم خداوند کی نذر برابر بھیجا کرینگے یہ تذکرہ تو یہان پر رہا لیکن آپ حال
سلیمان صاحبقران کا بیان کیا جاتا ہی کہ جسوقت خیمہ اور بارگاہین قریب کوہ ایستادہ ہو چکین اور
صاحبقران اپنی بارگاہ مین تشریف لائے اور اپنے مقام نشست پر متمکن ہوے اُسوقت آپ نے
کہا کہ مین چاہتا ہون کہ رسم قدیم ہاتھ سے نہ دون جو دستور نامہ داری ہی اُسکو مین بجا لاؤن سب نے
کہا کہ حضور بہت مناسب ہی اُسوقت آپ نے حکم دیا کہ میر منشی کو حاضر کرو ہرکارے گئے اور فوراً میر منشی
کو حاضر کیا آپ نے فرمایا کہ جلد ایک نامہ وسواس کو لکھو منشی نے فوراً لکھنا شروع کیا مضمون نامہ
یہ تھا کہ اے دیو وسواس کیسے کیسے سرکش اور کیسے کیسے زبردست دیو ہم لوگون کے ہاتھ سے مارے
گئے مثل اُنکے تو بھی میرے ہاتھ سے قتل ہوگا اس سے بہتر یہ ہی کہ تو خداے حقیقی اور معبود تحقیقی کو
پہچان کہ جو وحدہ لاشریک ہی اور جسنے ایک لفظ کن سے تمام عالم کو خلق کیا اور شجر اور حجر و پری و دیو
و جن و انسان اور حور و غلمان پیدا کیے اور زمین و آسمان اور چاند اور سورج اور ہزارہا ستارے
اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیے اور دن اور رات اور ہزارہا چیزین پیدا کین ایسے خداے واحد سے
تو منحرف ہوتا ہی اور مین نے سُنا ہی کہ تو ایک بت کی پرستش کرتا ہی جسمین سے آواز آتی ہی اور
تو اُسکے بہکانے مین آ گیا ہی اور اس تھوڑی سی حکومت اور بادشاہت کو تو بہت تصور کرتا ہے
اس سے بہتر یہ ہی کہ تو خداوند حقیقی کو پہچان اور اگر تو ایسا نہ کریگا تو یہ جان لے کہ نہ یہ بت ہوگا اور
نہ تو ہوگا اور اسی مقام پر انشاء اللہ سواے نام پروردگار حقیقی کے اور کچھ باقی نہ رہیگا بس اس
تھوڑے ملک کو بہت تصور کرنا اور اس اپنے ارادہ سے باز رہ تو انسب و بہتر ہوگا جب نامہ تمام ہوا تب

تو آپ نے اسکو اپنے ہاتھ میں لیا اور تمام وکمال پڑھکر اپنے دستخط کیے اور مہر بھی آپ کی اُس نامہ پر
ثبت کی گئی جب نامہ تیار ہو چکا تو آپ نے اُن لوگون کی طرف دیکھا یعنے وہ دیو کہ جو ہمنشینان
صحبت تھے اور فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایسا ہی کہ اس نامہ کو بحفاظت تمام دیو دوسواس تک پہونچا دے
اون سب نے عرض کیا کہ بہتر ہی آپ نے اُس نامہ کو رکھدیا دیکھا کہ اخضر زردپوش اپنے دنگل سے
اُٹھ کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ الامر فوق الادب اس خدمت کو یہ تابعدار سراپا انکسار بجالائیگا اُسوقت
صاحبقران نے فرمایا اے اخضر زردپوش میں تمکو اپنا برادر حقیقی تصور کرتا ہون تمھاری جدائی
مجھے ایک لمحہ دشوار ہی لیکن دنگل پر سے اُٹھ چلے ہو اسلیے تمھارا روکنا مناسب نہیں ہی خیر سے
سپردم بتو مایۂ خویش را + تو دانی حساب کم و بیش را + اخضر زردپوش نے وہ انعام جو اُس
نامہ برداری کے لیے مقرر کیا گیا تھا اُسکو اُٹھا کر اپنی زیب کمر کیا اور نامہ کو بحفاظت تمام اپنے سر
پر باندھا اور صاحبقران کو مجرئی کیا اور دس ہزار دیو اپنے ساتھ لیکر طرف بارگاہ دسواس کے روانہ
ہوا ادھر دیو دوسواس کو معلوم ہوا کہ نامہ دار صاحبقران آتا ہی اور دس ہزار دیو کی جمعیت اسکے ہمراہ
ہی اُسوقت اُسنے اپنے وزیرون اور مشیرون سے کہا اور پوچھا کہ اس نامہ دار کے بارے میں کیا
کرنا چاہیے اُن لوگون نے عرض کی کہ ایلچی را زوال نیست مناسب یہ ہی کہ اُسکو آنے دیجیے
اور مضمون نامہ کو ملاحظہ فرمایے کیا عجب ہے کہ اُسنے کوئی عذر نامہ لکھا ہو اور خداوند نے
اُسکے دل کو پھیر دیا ہو یہ تقریر اُن لوگون کی سُنکر یہ خوش ہوا اور چپ ہو رہا ادھر یہ نامہ دار قریب
لشکر دیو دوسواس کے پہونچ گیا۔ خبردار نے آکر خبر دی کہ نامہ دار صاحبقران اذن حضوری چاہتا ہے
اُسوقت اسنے دیو خاماں اور دیو کرنوس کو حکم دیا کہ تم دونون جاکر نامہ دار صاحبقران کا استقبال
کرکے لے آؤ یہ دونون حکم پاتے ہی گئے اور اخضر زردپوش کا استقبال کیا اور اپنے ہمراہ لے آئے
لیکن آپکے بیٹھنے کے لیے کوئی جگہ اور دنگل نہ تھا اب انھون نے یعنی اخضر زردپوش نے داہنے
اور بائین دیکھنا شروع کیا مگر انکو کوئی دنگل خالی نہ دکھائی دیا اُسوقت دیو فرزیل نے کہا کہ تو کیا
دیکھتا ہے اخضر زردپوش نے یہ سمجھکر کہ بارگاہ دسواس دیو فرزیل جادو سر آوردہ افسر ہے ڈپٹ کر
کہا کہ میں بیٹھنا چاہتا ہون مگر یہان کوئی دنگل خالی نہیں معلوم ہوتا تو ہی اپنے دنگل سے
ہٹجا کہ میں بیٹھکر کچھ باتین دیو دوسواس سے کرون اُس وقت دیو فرزیل نے
کہا کہ جو کچھ تجھکو کہنا ہو وہ کھڑے کھڑے کہدے کیونکہ تجھکو بیٹھنے کا حکم نہیں ہی بس یہ سنتے ہی
اُسنے بڑھکر شاخ پر ہاتھ ڈال دیا اور ایک جھٹکا ایسا مارا کہ وہ اوندھے منھ زمین پر گر پڑا اور شاخین
اسکی زمین میں دھنس گئیں اور یہ پھڑکنے لگا۔ اخضر زردپوش اسکے دنگل پر بیٹھ گیا اب جو دیو فرزیل
نے اپنی شاخون کو زمین سے نکالا تو اپنے دنگل پر اخضر زردپوش کو بیٹھے پایا اُسوقت دیو فرزیل
بادشاہ کی جانب مخاطب ہوا اور کہا کہ اے بادشاہ اگر تجھکو اسکا بٹھانا منظور تھا تو کیون نہ پہلے سے
ایک دنگل اسکے واسطے بچھوا دیا اور ناحق کو تو نے مجھکو ان سب کے سامنے ذلیل کرایا لعنت تیری
دوستی پر لعنت ہی میں نے اس بہادر کی دوستی اور اطاعت اختیار کی یہ کہکر زمین سے اُٹھ کھڑا ہوا
اور سر پشت نامہ دار صاحبقران عالیشان ہاتھ باندھکر باادب کھڑا ہو گیا یہ معرکہ دیکھکر دیو دوسواس
نہایت پریشان ہوا اور اسنے نامہ دار سے کہا کہ لا نامہ دیکھون کہ اسمین کیا لکھا ہی اُس وقت
اخضر زردپوش نے کہا کہ معمول نامہ یہ ہی کہ اسمین چار بائین تخت اور چار سمت ہوتی ہین اگر تو مضمون

نامہ سے آگاہ ہوا اور اسکو تمام و کمال پڑھ کے چاک کر ڈالا تو جان لینا کہ بارگاہ میں تلاطم کر دونگا۔ پشنگ
اسنے دیو پہلوان کو اشارہ کیا کہ نامہ اس سے لے آ اخضر زرد پوش نے کہا کہ تو خود نامہ کو میرے ہاتھ سے
لیجا مجبوراً آپ خود اُٹھا اور نامہ کو اسکے ہاتھ سے لیکر طرف قبیل جنی کے اشارہ کیا جب وہ قریب آیا
تو وہ نامہ اُسکے ہاتھ میں دیا اور کہا کہ اس نامہ کو باآواز بلند پڑھ ۔ قبیل جنی نے لفافہ کو برطرف کیا
اور جو عبارت کہ اُس نامہ میں تحریر تھی اُسکو باآواز بلند پڑھا دیو دوسواس نے اُس عبارت کو از اول تا آخر
بخوبی تمام سُنا اور قبیل جنی سے کہا کہ اب اسکا جواب کیا دینا چاہیے ہے اُسوقت قبیل جنی نے عرض
کیا اور کہا کہ اسکی دو صورتیں ہیں اول تو جنگ دوسرے انکا مذہب اختیار کرنا دیو دوسواس نے کہا
کہ دوسری صورت تو بہت دشوار ہے بس اب صورت اول ہی لکھنا چاہیے اور یہ کہکر اسنے قبیل جنی سے
کہا کہ پشت نامہ پر لکھ دو کہ ہمکو آپ سے جنگ کرنا منظور ہے قبیل جنی نے یہ عبارت بحکم دیو دوسواس
پشت نامہ پر لکھکر اول نامہ بند کر کے اخضر زرد پوش کے حوالہ کیا اخضر زرد پوش نے اُس نامہ کو
اپنے سر پر باندھا اور آواز دی کہ اے دیوان قاف یہ دیکھنا کہ نامہ دار صاحبقران عالیشان عجب
چلا گیا اگر کسیکو کسیطرح جنگ کا دعوے ہو تو میں سب طرح سے موجود ہوں قبیل جنی نے کہا کہ جو کچھ ہونا
ہے وہ روز میدان جنگ ہوگا کھرے کھوٹے کا حال معلوم ہو جاویگا آپ سے کچھ تعلق نہیں ہے کہ
بقولے ایلچی را زوالے نیست ۔ آپ تشریف لیجائیے بس اخضر زرد پوش یہ کہکر مع دیو فرزیل
روانہ بسمت لشکر اسلام ہوا اور انکے نہ پہنچنے کے قبل صاحبقران کو زبانی ہلکاروں کے معلوم
ہو چکا تھا کہ اخضر زرد پوش نے نامہ داری بڑے زور و شور سے کی ہے اور ایک دیو کو بھی مسلمان
کر کے اپنے ہمراہ لاتا ہے اور اس خبر فرحت اثر کو سُنکر صاحبقران بہت خوش ہوئے اب جو یعنی اخضر
زرد پوش سامنے سے آتا معلوم ہوا اُسوقت صاحبقران نے اُسکا استقبال کرایا اور داخل ہونے
بارگاہ کی اجازت دی اخضر زرد پوش نے مع دیو فرزیل آکر بجا گاہ پر سے مجرا کیا اور دعائے سلامتی
دی اور اسکے بعد اخضر زرد پوش نے جواب خط پیش کیا امیر صاحبقران نے تحریر جنگ بائی فرمایا
کیا مضائقہ ہے اسکے بعد انسے روداد وہاں کی پوچھی انھوں نے من وعن جو کچھ گذرا تھا وہ بیان کیا کہ
جسکو صاحبقران زبانی ہرکاروں کے سُن چکے تھے مگر دیو فرزیل کا نام نہیں معلوم ہوا تھا وہ اسکے
بیان سے معلوم ہو گیا اُسوقت آپنے دیو فرزیل کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ تو کلمہ طیب پڑھ وہ کلمہ
پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا اور سارا حال اسنے دیو دوسواس اور اُس معبد کا بیان کیا کہ انھیں ایک
عورت ہے ابلیس پر تلبیس کی وہ جسکو لگائی ہے سب کے سب بے اعتقاد اسکو اپنا خدا و معبود تصور
کرتے ہیں اگر حکم عالی ہو تو میں اُس عورت کو یعنی بت کو اُٹھا لاؤں کہ حضور پر نور سے معقول دین اور
وہ نامعقول معقول ہو جاوے اور اُسکی پرستش کرنے والے حیران و سرگردان ہو جاویں صاحبقران
نے فرمایا کہ کس ترکیب اور تدبیر سے تو اُسکو اُٹھا لائیگا۔ فرزیل نے کہا کہ میں جا کر یہ اظہار کرونگا کہ
اُسوقت میں نے بڑا دھوکا کھایا کہ جو اطاعت اخضر زرد پوش کی اختیار کی اب میرے دل کو خداوند
نے پھیر دیا اور مجھکو سمجھایا تو میں آپکے پاس واسطے توبہ کرنے کے آیا ہوں صاحبقران نے اس
رائے کو پسند کیا مہتر گستہم عیار نے کہا کہ میں تمکو ایک پڑیا بیہوشی کی دونگا تم اپنے پاس رکھنا
اور جب وقت آئے تو اُسکو کسی مٹھائی میں ملا کر وہاں کے نگاہبانوں کو کھلا دینا وہ سب کے سب
بیہوش ہو جاوینگے اور تمکو لانے میں آسانی ہوگی اور جسوقت وہ لوگ بیہوش ہو جاویں اُسکو بت

پشت پر لاد کر لے آنا سب نے اس رائے کو پسند کیا اور مہتر ستہم عیار نے وہ پڑیا بیہوشی کی اسکے حوالہ کی دیو قزیل نے وہ پڑیا لی اور رخصت صاحبقران والاشان سے طلب کی صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا جاؤ خدا تمہارا حافظ و نگہبان ہے یہ سنکر دیو قزیل سلام کر کے رخصت ہوا اور اسکے عقب میں مہتر ستہم بھی روانہ ہوا۔ غرضکہ دیو قزیل قریب لشکر وسواس کے پہونچکر چیخیں مار کر رونے لگا لوگون نے دیو وسواس سے کہا کہ دیو قزیل قریب لشکر رو رہا ہے وسواس نے کہا کہ میرے سامنے لے آؤ جب یہ سامنے حاضر ہوا اسوقت دیو وسواس نے کہا کہ تو تو گمراہ ہو گیا تھا اب کیون روتا ہے اسنے جواب دیا کہ خداوند کا جلوہ مین نے دیکھا اور خداوند نے میرے دل کو پھیرا۔ مجھکو آپ از راہ مہربانی خداوند کے پاس لے چلیے اور میری خطا معاف کرا دیجیے اور پہلے آپ میری خطا کو معاف فرما دیجیے کیونکہ آپ کے معاف کرنے سے خداوند بھی میری خطا معاف کرینگے اسوجہ سے کہ آپ خاصے بندہ خداوند کے ہین دیو وسواس نے جلادوسواس یہ معجزہ تصور کر کے اسکو فوراً طرف معبدگاہ کے روانہ کیا اسنے بہت سی دعائین دین اور کہا کہ اب مین جاتے ہی اپنے خداوند سے اپنے گناہ معاف کراؤنگا اور ایک دن رات اسکی عبادت کرونگا یہانتک کہ یہ قریب اس معبدگاہ کے پہونچا اور اپنے ہمراہ چند خوان مٹھائی کے اور چند خوان پکوان کے لیکر داخل حد معبدگاہ ہوا اور قریب اس بت کے پہونچکر دیو قزیل ڈاڑھین مار کر رونے لگا اس بت سے آواز آئی کہ اے بندۂ خاص الخاص تو اسقدر گریہ وزاری کر تیرے رونے سے ہمارا دل دکھتا ہے اور ہمنے تیری خطاؤن کو معاف کر دیا تو اب پراسان نہو ہمنے اسوقت تو جو دکی تو گمراہ ہو گیا۔ یہ کلمہ سنکر دیو قزیل نہایت خوش ہوا اور دل مین کہا کہ وہ مارا اب یہ ملعون میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہے اور جسقدر کہ نگہبان تھے انھون نے کہا کہ خوشا نصیب اور زہے تقدیر کہ خداوند نے تجھ سے گنہگار کی خطائین معاف کین اور یہ کہکر سب اس سے ملے اور اسنے وہ مٹھائی قریب تمام ہر خاص و عام کو تقسیم کی اور باقی مٹھائی اور پکوان جو تقسیم سے بچ رہا تھا تو وہ اس بت کے منھ مین لاکر ڈالدی خداوند نے بھی وہ مٹھائی کھائی اور تمام نگاہبان اور پہرے والون نے بھی وہ مٹھائی نوش جان فرمائی تھوڑی دیر کے بعد سب نے کہا کہ یہ نذر تمہاری ضرور قبول ہوئی خداوند بھی کیونکہ اس سب مٹھائی مین بیہوشی تو ملی ہوئی تھی جب اسنے اثر کیا تو وہ سب کہنے لگے کہ اس مٹھائی نے تو عجب سرور پیدا کیا ہے کبھی ہم زمین پر گر پڑتے ہین کبھی آسمان پر چڑھ جاتے ہین ساری دنیا کی سیر کر رہے ہین عجب لطف ہمکو آ رہا ہے کہ ایسا لطف کبھی ہمین بھی کبھی نہین آیا تھا دیو قزیل سمجھا کہ اب اسنے اپنا اثر کیا اور اب خداوند کی بھی آواز نہین آتی ہے اور اب جو اسنے خیال کیا تو وہ دیو آپس مین کشتیان لڑ رہے اور جو گرتا ہے وہ بیہوش ہو جاتا ہے تھوڑے ہی عرصہ مین وہ سب کے سب نگاہبان و پہرے دار بیہوش ہو گئے اسوقت دیو قزیل نے اٹھکر ان سب نگاہبانون کے سر کاٹ لیے مگر اس بت مین سے کچھ آواز نہ آئی اسنے خیال کیا کہ یہ بھی بیہوش ہو گیا ہے اسوقت دیو قزیل نے اس بار عظیم کو اپنی پشت پر لادا اور لیکر چلا اثناء راہ مین مہتر ستہم سے ملاقات ہوئی اسنے تمام کیفیت بیان کی اور کہا کہ مین نے ان تمام دیوؤن کو مار ڈالا ہے اور یہ خداوند ہین جو میری پشت پر لدے ہوئے ہین مہتر ستہم نے کہا کہ واہ کیا اچھے خداوند ہین کہ چپ چاپ لدے ہوئے چلے جاتے ہین لشکر

اسلام میں جاکر تمھاری خبر کرتا ہوں تم جنگل کی راہ سے آنا کہ تمکو کوئی دیکھ نہ لے یہ کہکر بہتر گستہم لشکر
اسلام کی جانب برائے خبر دیو فرزیل روانہ ہوا اور بیابان و خیزان اُس بار عظیم کو اٹھائے چلے
چلا آتا ہی یہانتک کہ صبح ہوگئی اور روشنی پھیلنے لگی اور یہ لشکر تک نہ پہونچ سکا یہ چاہتا تھا کہ کسی نہ کسی
طرح میں پہونچ جاؤں ناگاہ اب جو اسکی نظر اُٹھی تو دیکھا کہ دیو فریان مع دس ہزار دیو کی فوج
کے کہ اس کو دیو دسواس نے بذریعہ نامہ طلب کیا تھا آرہا ہی اور دیو دسواس کی کمک کو جا رہا ہے
پس یہ دیکھتے ہی اسکا دل دھاک سے ہوگیا اور اسنے خیال کیا کہ یہ بڑا غضب ہوا خداوند کے
اسکے شر سے محفوظ رکھے یہ تو انھیں خیالوں میں تھا اُدھر ایک دیو کی ہمراہیان دیو فریان سے
جو نظر پڑی تو اُسنے دیکھا کہ ایک دیو ایک بت کو پشت پر لادے ہوے چلا جاتا ہی اسنے اُسکی کیفیت
آکر دیو فریان سے بیان کیا دیو فریان نے یہ سنتے ہی اُسکی طرف دیکھا اور ساتھ اُس دیو کے
چلا کہ جسنے کہا تھا تھوڑی ہی دور چلا تھا کہ اُسنے دیکھا اور پہچانا کہ یہ تو دیو فرزیل ہی مگر یہ بت کیسے
خداوند کو کیوں لیے جاتا ہی یہ خیال کرکے اُدھر بڑا اور آکر دیو فرزیل کو گھیر لیا اور پوچھا کہ تو خداوند کو
کیوں لیے جاتا ہی اسنے کہا کہ تمھارا اجارا ہی میں اپنے خداوند کو سیر کرانے اور ہوا کھلانے لیے
جاتا ہوں دیو فریان نے کہا کہ خداوند کیا خود ہوا نہیں کھا سکتے ہیں وہ تیرے ہوا کھلانے کے
محتاج ہیں جو تو ہوا کھلانے کو لیے چلا ہی اسمیں کچھ بات معلوم ہوتی ہی حالانکہ تو بھی پرستش
کرنے والا خداوند کا ہی مگر اب اتنی دیر تو نے ہوا کھلالی ہی اب تھوڑی دور ہم ہوا کھلائیں اب
خداوند کو ہمیں دیدے اسنے اُس بت کو تو زمین پر رکھدیا اور دار شمشاد پر ہاتھ ڈالا اور آواز دی
کہ او حرامزادو تم ایسے خداوند کو مانتے ہو کہ جو جب جاب لدے ہوے چلے آتے ہیں اور
مثل ہمارے کھاتے اور پیتے ہیں اور بول اور براز کرتے - غرضکہ مثل ہمارے تمام باتیں کرتے
ہیں اب ہم تو ایسے خداوند کو لعنت کرتے ہیں یہ سنکر دیو فریان کو بہت غصہ آیا اور دار شمشاد کو لیکر
بر سر مقابلہ ہوا اور لگے وار پر وار چلنے اب یہ تنہا اور ادھر دس ہزار دیو اسپر ٹوٹ پڑے اور چاروں طرف
سے جماق اور دار شمشاد اور گرز و تیغ و سنگ برسنے لگے اب یہ اور دوی اور مردانگی دے رہا ہی مگر یہ تنہا اور ادھر اتنی
فوج - اب یہ زخمی بھی ہونے لگا اُسوقت اسنے دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بالحاح و زاری
بلند کیے اور اسطرح دعا کرنے لگا کہ اے کس بیکسان و اے فریادرس غریبان واسطہ تجھکو اپنے کبریائی کا
اور واسطہ تجھکو محمد مصطفٰے و علی مرتضیٰ اور امام و عیار کا میرے حال زار پر رحم فرما اور اگر میری قضا آگئی ہی
تو کسی نہ کسی طرح میری لاش خدمت میں صاحبقران عالیشان کے پہونچ جاوے کہ میری [illegible] ہو سکے
غرضکہ تیر دعا اسکا ہدف مراد پر بیٹھا اُدھر بہتر گستہم عیار نے آکر اختر زرد پوش کو طلائے پر رکھے اور
دس ہزار دیو ساتھ طلائے پر رکھے بہتر گستہم عیار نے سارا حال دیو فرزیل کا من و عن اختر زرد پوش
سے بیان کیا اختر زرد پوش یہ سنکے بہت خوش ہوا اور اسی وقت مع اُن دس ہزار دیوان کے کہ جو
اُسوقت طلایہ میں تھے اُنکو لیکر چل کھڑا ہوا اور یہ ارادہ دل میں کر لیا کہ چلکر اُس بت کو لے آؤں -
یہاں قضائے کار وہ بت ہوشیار ہوگیا اور لگا چلانے اور غل مچانے کہ اے بندہ فرمانبرداران
خداوند خوب ہوا کہ تم آگئے نہیں تو یہ بندہ بدگناہ مجھکو اپنی پیٹھ پر لاد کرلے ہی گیا تھا اور نہ معلوم کہ
وہاں جاکر میرے ساتھ کیا بے ادبی کرتا اب خبردار یہ زندہ نہ جانے پاوے فریان نے کہا کہ خداوند اب
کیا مجال اسکی ہی کہ یہ آپ کو لیجا سکے اور میں اسکو پکڑکر ابھی سزائے معقول دیتا ہوں ابھی یہ کلمہ جو

اسنے کہا وہ ناتمام رہا کہ دیکھا سامنے سے گرد اڑی یہ اُس گرد کی طرف متوجہ ہوا جب دامن گرد کا
شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ اخضر زردپوش مع دس ہزار فوج دیوان لئے ہوے سامنے سے نمودار ہوا اور
نعرہ کیا کہ او مردود کیا کرتا ہی تیری جان کا ملک الموت آگیا منم اخضر زردپوش اور یہ نعرہ کرکے مع اُن
دس ہزار دیوون کے اسکی فوج پر گرا اور فرزیل دیو کو اپنے لشکر کی پشت پر لیلیا اور داخل فوج ہوگیا
مگر فرزیل نہایت زخمی ہوگیا تھا اب دونون لشکر مقابلہ کرنے لگے اب تو وار پر وار چلنے لگے ہزارہا
دیو قتل ہونے لگے اور دیو وسواس کو خبرداروں نے خبر دی کہ اے خداوند نعمت معبدگاہ میں جو لوگ
پہرہ دار و نگہبان تھے اُنکے سر کٹے پڑے ہوے ہیں اور خداوند بھی نہیں معلوم ہوتے یہ کیا سانحہ
ہوا اور فرزیل بھی نہیں معلوم ہوتا ہی اُسوقت ہامان دیو نے عرض کیا کہ عقلاً معلوم ہوتا ہی کہ یہی
دیو فرزیل پکڑ آکر ملا تھا اور جو اسنے اظہار کیا وہ اُسکا فریب تھا یہ اُسی کی حرکت ہی اور خداوند کو
بھی وہی چرا لیگیا ہی اور اُسنے ان سب دیوون اور پہرہ دارون کو قتل کیا ہی یہ کلمہ ناتمام رہا کہ ایک
ہرکارے نے آکر خبر دی کہ خداوند نعمت آپکی عمر و دولت میں ترقی ہو سرحد سیاہ میں دیو زبان
سے جو آپکی کمک کو آرہا تھا جنگ عظیم ہو رہی ہی اور خداوند بھی وہان موجود ہیں اور خداوند کو دیو فرزیل
لیگیا ہی اور فرزیل کو دیو زبان نے بہت زخمی کیا ہی مگر اُسکی کمک کو اخضر زردپوش مع دس ہزار فوج
لیکر آگیا ہی اور اُس سے اور دیو زبان سے جنگ عظیم ہو رہی ہی لشکر دیو زبان پسپا ہوا جاتا ہی۔ یہ سُنکر
دیو وسواس بہت پریشان ہوا اور دل میں کہنے لگا کہ بڑا غضب ہوا اور اُسیوقت دیو ہامان کو حکم دیا
کہ جلد جا اور اسکی مدد کر اور اخضر زردپوش کو مع دیو فرزیل اور خداوند کے لے آ۔ یہ حکم پاتے ہی
دیو ہامان مع بیس ہزار فوج دیوان جرار طرف میدان جنگ کے روانہ ہوا ادھر قضا کے کارپرداز
کارزار میں دیو زبان اور اخضر زردپوش کا سامنا ہوگیا اُسوقت اخضر زردپوش نے آواز دی کہ او نا
بکار کیا کر رہا ہے کہ ہزارہا بندگان خدا کا خون کرا رہا ہے اور چھپا چھپا پھر رہا ہی آ میرے مقابلہ میں
یہ سنتا تھا کہ دیو زبان پھر پڑا اور آواز دی کہ مجھکو بھی یہی منظور ہے اور یہ کہکر اور دار پکڑکر قریب
اخضر زردپوش کے آگیا اُنھون نے بھی دار فشار پر ہاتھ ڈالا اب دونون میں جنگ ہونے لگی
اور لگے وار پر وار چلنے اب جھنجھلا کر اسنے وار کیا اخضر زردپوش نے اسکے وار کو خالی دیکر اور سر کو بچا
دکھا دوال کمر پر اسکے ایک ایسا وار کیا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوے اور اسکے واصل جہنم ہوتے ہی اسکے
لشکر میں کھلبلی پڑ گئی اور سارا لشکر چاہتا تھا کہ فرار پر قرار دے ناگاہ دیکھا کہ سامنے سے گرد اڑی
جب وہ گرد برطرف ہوئی تو دیکھا کہ دیو ہامان مع بیس ہزار فوج دیوان کے چلا آتا ہی اور آتے ہی
خبردار خبردار کہکر لشکر اخضر زردپوش پر ٹوٹ پڑا اور لشکر دیو نے اخضر زردپوش کو گھیر لیا اور وار پر وار
ہونے لگے اور وار پر وار چلنے لگے اب ادھر کی دس ہزار فوج میں سے کچھ قتل ہوے ہیں اور ادھر
وہ لوگ جو فرار پر قرار کر چکے تھے وہ بھی اسکے ہمراہ پھر پڑے اب جتنے دیو لشکر اخضر زردپوش
کے قتل ہوے اور جو لوگ باقی رہگئے تھے اُنھوں نے دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات
بلند کیے اور اسطرح دعا کرنے لگے کہ اے خداوند عالم و عالمیان بتصدق پیغمبران اولوالعزم علی الخصوص
پیغمبر آخر الزمان خاتم النبیین افضل المرسلین خیر الوریٰ محمد مصطفیٰ اور اُنکے جانشین یعسوب الدین مظہر العجائب
و مظہر الغرائب غالب کل غالب مولانا علی ابن ابیطالبؑ و جملہ ائمہ ہدا و شہدا کا ہمکو اسکے شر سے
بچا اور ہمکو صحیح و سالم رکھ غرضکہ تیر دعا انکا ہدف مراد پر پہنچا ادھر صاحبقران سلیمان جب نماز صبح سے

فراغ حاصل کرکے اور وظائف وغیرہ سے فراغت کرکے فروکش ہوئے کہ دیکھا کہ سامنے سے جو دی ہزار
کی غبار آلود پسینہ مین تر نمودار ہوئی اور آکر باادب مجرا کیا اور دعائے سلامتی دیکر عرض کیا کہ حضور دیو فرزیل
نے جاکر نگہبانان بت کو قتل کیا اور اُس بت کو لاد کر لا رہا تھا کہ دیو تریان مع دس ہزار فوج کے آ پہنچا
لوٹ پڑا اور اُسکو بہت زخمی کیا اور یہان گستہم عیار نے اخضر زردپوش کو اطلاع دی اور اخضر زردپوش
مع دس ہزار فوج کے چل کھڑا ہوا اور جاکر ہم مقابلہ ہوا یہانتک کہ دیو تریان کو قتل کیا اور فوج تریان
چاہتی تھی کہ فرار پر قرار دے ناگاہ دیو ہامان مع بیس ہزار فوج کے آ پہنچا اور اب اُس سے ہم مقابلہ
ہے اور بہت سے دیو فوج اخضر زردپوش کے قتل ہو چکے ہین یہ سنا تھا کہ صاحبقران سلیمان نے
فرمایا کہ ہمارا مرکب لاؤ اور چوب ہاتھ مین لیکر اُٹھ کھڑے ہوئے جب مرکب حاضر ہوا صاحبقران
سلیمان مرکب پر سوار ہوئے اور اپنے ساتھ ایک لاکھ فوج لیکر روانہ بسمت صحرائے کارزار ہوئے
ادھر یہ لوگ دعا کر رہے تھے کہ دیکھا سامنے سے گرد اُڑی جب دامن گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا کہ صاحبقران
عالیشان مع ایک لاکھ فوج کے تشریف لا رہے ہین جسوقت کہ صاحبقران سلیمان عالیشان قریب
پہونچے تو دیکھا کہ اخضر زردپوش مع اپنے ہمراہیون کے خون مین تر بڑے زور وشور سے لڑ رہا ہے
بس یہ دیکھکر صاحبقران نے نعرہ کیا اور کہا کہ منم سلیمان صاحبقران یا نمک حرامان سفاک گذاریم کہ از
دست من زندہ و سلامت بردی یہ کہکر لشکر کو حکم دیا کہ مارو ان حرامخورون کو یہ سنا تھا کہ بہادران
شیر افگن ہاتھ مین پکڑ پکڑ کر اور دارین لے لیکر لشکر کفار پر ٹوٹ پڑے پھر تو تلاطم عظیم برپا ہوگیا کسی کی
کسیکو خبر نہ رہی سر مثل برگ خزان رسیدہ کے گرنے لگے یا مثل اولون کے سر دیوان کو تیغ کے برس رہے
تھے عجب چل چل مچی ہوئی تھی تھوڑی دیر مین کشتون کے پشتے لاشون کے انبار ہوگئے ایسی گھمسان کی
لڑائی ہوئی کہ دریائے خون اُس میدان کارزار مین روان ہوگیا اور سر اُسمین مثل حبابون کے
تیرتے نظر آتے تھے اور کشتی حیات اُنکی سیل مراد پر ٹکرین کھا رہی تھی اور جو کسیکا پاؤن یا ہاتھ
کٹا ہوا نظر آتا تھا تو معلوم ہوتا تھا جیسے مگر یا سوس دریا مین پیر رہے ہین بازار موت گرم ہے ایک
تیغ سے کل تیغ کاٹ رہی ہے اور ایک طرف کو جمہ ملک الموت آیا ستم ہے عجب طرح کا ہنگامہ برپا ہے
صدائے دار و گیر سے وہ جنگل گونج رہا ہے اور ابر سیاہ ڈھالون کا چھایا ہوا تھا اور چار سو کوندا
برق شمشیر کا کوند رہا تھا اور دوار تیغ آبدار اور دار شمشاد کے برابر چل رہے تھے قضائے کار صاحبقران
عالیشان لڑتے ہوئے قریب اُس بت کے پہونچ گئے اور دیکھا تو وہ بت پڑا ہوا ہے بس اسکو
دیکھتے ہی صاحبقران نے آواز دی کہ او حرامزادے اب مین تجھکو کب زندہ چھوڑتا ہون کیونکہ
تیرے باعث سے ہزارہا بندگان خداوند حقیقی گمراہ ہوگئے اُس بت نے آواز دی کہ اے صاحبقران
کے پوتے مین نے تیرے دادا کے خوف سے قاف کو چھوڑ دیا تھا اور آکر کوہ سیاہ پر قیام کیا
تھا اور اپنے چند مرید پیدا کر لیے تھے لیکن تجھ ظالم یہان بھی آگیا بس صاحبقران عالیشان
نے یہ کلام اُس بد انجام کی زبانی سنکر اور اللہ اکبر کہکر وہی چوب جو آپکے دست حق پرست مین
تھی اُٹھاکر اس زور سے ماری کہ اُس بت کے ہزارہا ریزے اُڑ گئے اور اُن ٹکڑون مین سے
دھوان سا پیدا ہوا اور ایک جا جمع ہوکر یہ کہتا ہوا روانہ ہوا کہ اگر تیری یہی خوشی ہے تو ہم کسی
اور مقام پر اپنا گھر بنائینگے یہ کہکر اور دھوان بنکر وہ آسمان پرواز ہوا ادھر صاحبقران گھوڑے
کو داب کر دیو ہامان کی جانب کو آئے اور آواز دی کہ او مردود ملاحظہ بہادری کی اب جا سنے

دیکھا کہ تمام لشکر قتل ہوگیا ہی اور باقی فوج کے اٹھا جاتے ہین اور خداوند بھی بھاگ گئے زمین پس
اسنے یہ دیکھتے ہی طبل امان بجوا دیا صاحبقران عالیشان نے ہاتھ روک لیا یہ دیکھتے ہی سب افسر فوج
نے اپنا اپنا ہاتھ روک لیا صاحبقران عالیشان نے اخضر زرد پوش کو گلے سے لگایا اور بہت اسکی
تعریف کی اور کہا کہ اے اخضر زرد پوش سبحان اللہ کیا کہنا ہی تمھاری جنگ کا آج تمنے وہ جنگ
کی ہی کہ جو مین کرتا۔ اخضر زرد پوش نے جھک کر سلام کیا اور دست بستہ ہو کر یہ کہنے لگا کہ اے
رونق دہ دین اسلام ؛ اے قاتل کفاران نافرجام خداوند کریم حضور کو تا صد و سی سال سلامت
با کرامت رکھے یہ سب تصدق آپ ہی کے فیضان صحبت کا ہی آدھر دیوہامان نے سب یہ نے زمین پر کے بہت
افسوس کیا اور انکو تبرک خیال کر کے ایک صندوق آہنی مین جکڑا دیا اور حکم کشتون کے شمار کا
دیا۔ اب جو شمار کیا تو بیس ہزار لاشین شمار مین آئین انکو ایک جا جمع کرا کے اسنے آگ دینے کا
حکم دیا اور موافق اپنے مذہب کے انکو جلوا دیا اور ادھر صاحبقران نے اپنے کشتگان کو ایک جا
جمع کرایا اور آخر نماز پڑھوائی اور حسب قاعدہ اسلام دفن کرا دیا اور چاہا تھا کہ اپنی بارگاہ کی جانب
روانہ ہون کہ دیکھا تو سامنے سے ایک تق گرد بلند ہوا کہ تمام صحرا گرد آلود ہوگیا جب ہوا نے
اس گرد کو منتشر کیا تو دیکھا کہ سامنے سے دیو سواس مع دو لاکھ فوج کے نمودار ہوا اور آکر اس سے
پوچھا کہ کیا ہوا اسنے عرض کیا کہ ابھی جنگ تمام ہوئی ہی اور باقی حال غلام جلکر عرض کریگا۔ اور
خداوند کا بھی فرار ہونا بیان کیا اور کہا پلٹ چلیے اسلیے کہ میرے اوپر وقت تنگ آگیا تھا مین
خود طبل امان بجوا دیا اور بیس ہزار فوج مع دیو زبان کے ہاتھ سے ان خدا پرستون کے قتل ہوئی اور
دس ہزار فوج خدا پرستون کی قتل ہوئی یہ لشکر دیو سواس دیو ہامان کو لیے ہوے اپنی بارگاہ
کی طرف روانہ ہوا اور پہونچکر اپنے ایکنہ پر متمکن ہوا اور تمام دیو اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے اسوقت جو دیو
کہ جنگ کر کے آئے تھے انھون نے کمرین اپنی کھولین اسوقت بادشاہ دیو سواس نے ہامان سے
پوچھا کہ اب تم واقعہ جنگ بیان کرو اسنے عرض کیا کہ دیو فرزیل بخیال میرے کہ سابق عرض کرچکا ہون
آپ کی خدمت مین جا کر حاضر ہوا تھا اور خداوند کی خدمت مین توسط حضور پہونچا اور وہان جاکر اسنے
بیہوشی مٹھائی زمین ملا کر سب نگہبانان خداوند کو کھلائی جب وہ سب کے سب بیہوش ہو گئے تو اسنے
یعنے دیو فرزیل نے ان سب لوگون کے سرون کو کاٹ لیا اور خداوند کو پیٹھ پر لاد کے چلا اثنائے
راہ مین دیو زبان سے ملاقات ہوئی اسنے پوچھا کہ تو خداوند کو کہان لیے جاتا ہی اسنے کہا کہ مین
ہوا کھلانے لیے جاتا ہون اسوقت دیو زبان نے کہا کہ اب خداوند کو دیدو اب ہم ہوا کھلا چکے
دیو فرزیل نے خداوند کو نور رکھ دیا اور کچھ کلمات سخت خدمت مین خداوند کے کہے کہ دیو زبان کو غصہ
آیا اور لڑائی ہونے لگی اس اثنا مین اخضر زرد پوش مع دس ہزار فوج کے آگیا اور اسنے فوج دیو
زبان کو گھیر لیا اور دیو زبان کو قتل کیا اسکے بعد غلام پہونچا اور غلام نے جنگ کرنا شروع کیا اسوقت
اخضر زرد پوش بھاگا ہی چاہتا تھا کہ سلیمان صاحبقران مع دو لاکھ فوج کی جمعیت سے آگئے اور
آن واحد مین دس ہزار دیوون کو قتل کیا اور خداوند کو ایک چوب ایسی ماری کہ خداوند کے ہزار ہا
ٹکڑے ہو گئے جان تو آپکی بچ گئی اور قدرت پوری نہ کرسکے اور دھوان بنکر طرف آسمان کے سیر
کر گئے ہمنے یہ حال دیکھکر طبل امان بجوا دیا اسوقت آپ تشریف لائے کہ جسوقت مین طبل امان بجوا چکا
تھا اور خداوند یہ بھی کہتے ہوے طرف آسمان کے روانہ ہوے کہ پہلے لندھور بن سعدان ۔ نے کلا

اور اب تیری وجہ سے نکلنا پڑا بس یہ سُنکر دیو وسواس نے کہا کہ دیو فزریل نے بڑا دھوکا دیا خراب و
میرے ہاتھ سے کہاں جاتا ہی اور یہ حکم دیا کہ طبل جنگی ہمارے یہان بھی بجے بس یہ سنتے ہی دیو ہامان
نے نقارۂ رزمی پر چوب لگوادی ادھر ہرکارون نے سلیمان صاحبقران سے آکر کہا کہ حضور دیو وسواس
کے لشکر مین طبل جنگ بجا ہی۔ یہ سنتے ہی سلیمان صاحبقران عالیشان نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر
مین بھی طبل جنگ بجے بس یہ سنتے ہی لشکر ظفر پیکر صاحبقران سلیمان مین بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑی
اور دونون لشکر بڑے شد و مد سے تیاری لشکر کرنے لگے کوئی اپنی سیف کو پتھر چٹاتا تھا کوئی بازہ کھینچتا
تھا کوئی نیزہ درست کرتا تھا کوئی گرز کے لنگر کو دیکھتا تھا غرضکہ دونون لشکر تیاری جنگ مین معروف
تھے اور آپس مین ایک ایک سے وصیت کرتا تھا کہ کل میدان جنگ ہی نہ معلوم کون مارا جاوے اور
کون جیتا بچے لہذا جو کچھ جسنے کہا سُنا ہو مجھسے معاف کردو اور جو جسکا قرضدار تھا وہ اُس سے وہ
معاف کراتا تھا یہان تک کہ وہ دن تمام ہوا اور آفتاب عالمتاب جانب مغرب نمایان ہوا اور زمانۂ شبکا
نمودار ہوا اور ماہتاب فوج سیارگان لیکر مشرق سے ہویدا ہوا طلایہ دار طلایہ پر مستعد ہوئے
اور صدا ہوشیار و بیدار باش کی لشکرون مین بلند ہونے لگی اور یہ صدا کہین طلایہ دار دینے لگے کہ
جاگتے رہیو جاگنا بھلا ہی رین اندھیاری مین لوٹ پڑا ہی جاگیو جاگنا بھلا ہی اُن لشکرون مین جو مرد
تھے انکو اشتیاق جنگ مین نیند نہ آتی تھی اور جو نامرد تھے وہ خوف جان سے جان بلب تھے کچھ
لوگ عبادت کرتے تھے اور موافق اپنے اپنے مذہب کے دعائین کرتے تھے اور کہتے تھے کہ دیکھئے
کل میدان جنگ کسکے ہاتھ رہتا ہی اور افسران فوج تدابیر جنگ اپنے اپنے دلون مین سوچ رہے تھے
اور کہتے تھے کہ ہم سب جانین اپنی اپنی مذہب پر نثار کردینگے غرضکہ وہ زمانہ شب کا برطرف ہوا اور آیا
وہ وقت آیا کہ تمام صحبت سیارگان گلشن آسمان پرجان تمان کمین خاور کی جھلک سے پات پات
جھٹ جھٹ کے پردۂ اطلس زرنگاری مین منھ چھپانے اور مانند شمع سحری کے جھلملانے لگی جب جھونکے
نسیم عنبر شمیم کے باغ گلشن جنت نعیم سے آنے لگے ؎ جھونکا جو در خورنگ لگا سرو ہوا کا ۔ مرغان چمن
کرنے لگے ذکر خدا کا ؎ چھپا چرخ مین جادۂ کہکشان ۔ اُٹھے لوگ لے لیکے انگڑائیان ۔ اور لشکر دیو
وسواس اپنے مذہب کے موافق عبادت مین معروف ہوا اور پوجا پاٹ کرنے لگا ادھر لشکر اسلام
مین بھی صدائے اللہ اکبر بلند ہوئی ؎ موذن اذان سے ہوئے بہرہ مند ۔ ہوئی بانگ اللہ اکبر
بلند ۔ غرضکہ صاحبقران عالیشان نماز صبح سے فراغ حاصل کرکے اور تمام لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر طرف
میدان جنگ کے متوجہ ہوئے اور دونون لشکر تیاری جنگ مین معروف ہوئے بیلدار تیز رفتار بہ
تیز دستی بلندی و پستی اُس مقام کی درست کرنے لگے اور سقون نے بعد درستی و ہمواری میدان کارزار
کے چھڑکاؤ کرنا شروع کیا اُسوقت زمین میدان کارزار یہ کہتی تھی کہ ابھی چھڑکاؤ پانی کا ہوا ہی تھوڑی دیر مین
خون کا چھڑکاؤ ہوگا۔ اب دونون لشکر آراستگی فوج مین معروف ہوئے اور صاحبقران عالیشان نے
اپنی ایک لاکھ فوج کو آراستہ کیا اور دیو وسواس نے اپنی دو لاکھ فوج کو آراستہ کیا جب فوج آراستہ ہو چکی
اُسوقت چند نقیب نامردون کے رقیب دلاورون کے حبیب بہادرون کے قریب آآکر اسطرح نقابت
کرنے لگے کہ اے بہادرو یہی وقت ہی دینی شرافت اور نجابت کے دکھانے اور داد مردانگی لینے کا ہے
لڑائی و ہا سب کرین اور روہا بُری بلا ہے ؎ جگ آگے ہٹ رہے اور پگ پاچھے ہٹ جائے ۔ یان بہادر
یہی وقت دلاوری ہی آگے بڑھکر مقابلہ کرنا اور دشمن کو زیر کرنا یہ بہادرون کا کام ہی اشعار

مکان ستھے جنکے بڑے + آج وہ تنگ گور مین ہین پڑے + کوئی لیتا بھی اب نہین ہے نام +
کونسی گور مین گیا بہرام + کل جہان پر شگوفۂ گل تھے + آج دیکھا تو خار بالکل تھے + عطر مٹی کا
جو نہ ملتے تھے + نہ کبھی دھوپ مین نکلتے تھے + گردش چرخ سے ہلاک ہوے + استخوان تک بھی
اُن کے خاک ہوے + اب نہ رستم نہ سام باقی ہی + اک فقط نام ہی نام باقی ہی + یہ نقابت کے
نقیب الگ ہوے اور یہ اشعار سنکر دلاوران نامی جھومنے لگے اور تلوارون کے قبضے چومنے لگے اور
لڑائی پر آمادہ ہوگئے دیو قزل نے اجازت میدان کی دیو وسواس سے لی اور چاہتا تھا کہ آگے
بڑھے ناگاہ دیکھا کہ گرد اڑی جب دامن گرد کا شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ جلاجل بن سمندون ہزار دست
قریب بیس ہزار دیو کی جمعیت سے آرہا ہی جب قریب آیا اسنے جھک کر سلام کیا دیو وسواس کو
دیو وسواس نے اسے داخل لشکر ہونے کی اجازت دی یہ اپنی فوج کو لیکر داخل لشکر وسواس
ہوا اور اپنی فوج کو الگ آراستہ کیا ہی تھا کہ دیکھا سامنے سے گرد اڑی جب ہوا نے گرد کو پاک
کیا تو دیکھا کہ سفیل بن قہقہہ مع دس ہزار فوج کے حاضر ہوا اور اسنے بھی سلام کیا۔ دیو وسواس
ابھی اسکی مزاج پرسی بھی نہ کرنے پایا تھا کہ غبار اڑی جب دامن گرد کا شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ ارا
بن قرار دیو مع بیس ہزار دیو کی جمعیت سے نمایان ہوا اور آکر وسواس کو سلام کرکے صف اسنے
اپنی درست کی ہی تھی کہ ناگاہ دیکھا کہ پھر ایک بگولہ گرد کا نمودار ہوا اور جب دامن اسکا شگافتہ ہوا
تو دیکھا کہ حسین صحرا نشین سامنے سے پیدا ہوا اور دس ہزار دیو کی جمعیت اسکے بھی ہمراہ تھی اور
آکر دیو وسواس کو سلام کیا دیو وسواس نے جواب سلام دیکر اسکو اپنے قریب بلایا اور اپنے قریب
رہنے کی اجازت دی۔ یہ اپنی فوج کو درست کرکے فوج مین داخل ہوا اسوقت قزل دیو وسواس
سے اجازت لیکر میدان کارزار مین آیا اور پکارا کہ ہی کوئی تم مین سے ایسا کہ ہم سے مقابلہ کرے۔ یہ
سنتے ہی اخضر زرد پوش نے اپنے مرکب کو مہمیز کیا اور خدمت مین صاحبقران عالیشان کے آیا اور
عرض کی کہ غلام اذن کارزار چاہتا ہی صاحبقران عالیشان نے فرمایا کہ اے اخضر زرد پوش مین خود
اس سے مقابلہ کرونگا اخضر زرد پوش نے کہا کہ نہین میرے ہوتے ہوے حضور کو لازم نہین ہی
مین امیدوار ہون کہ میری جنگ کا تماشہ حضور ملاحظہ فرمائین کیونکہ خادم وہی خادم ہی کہ پہلے مالک کے
سامنے مر جاے۔ صاحبقران کو سواے اجازت عطا کرنے کے اور کچھ نہ بن پڑا مجبوراً اجازت میدان
کارزار دی اور یہ فرمایا کہ ع سپردم بتو مایۂ خویش را تو دانی حساب کم و بیش را ■ سلام کرکے
اخضر زرد پوش رخصت ہوکر میدان کارزار مین آیا اور اپنے مرکب کو پھیر کر آواز دی کہ لا ضرب بہادری
کی پس قزل نے وار اسکے سر پر ماری اس بہادر نے جب دیکھا کہ قریب سر اسکا وار آگیا ہی پس
ہٹ کر تیغۂ آبدار سے اسکی ضرب کے دو ٹکڑے کیے اور آواز دی کہ ع تو ضرب زدی ضرب من ہم خوش
کن + ہم شادی از دل فراموش کن + یہ کہکر اور بیاض گردن کو تاک کر ایسا جو تیغۂ آبدار کا وار کیا تو
سر اسکا دھڑ سے زمین پر گرا دیو وسواس نے اسکی لاش منگوائی اور رنگ اسکے چہرہ کا فق ہوگیا
صاحبقران عالیشان اخضر زرد پوش کی تعریف کرتے ہوے لشکر مین لائے کہ دیو حسین صحرا نشین نے
یہ معرکہ جو دیکھا اپنی فوج سے نکلا اور خدمت دیو وسواس مین آکر اجازت میدان کارزار طلب کی
دیو وسواس نے اسکو اجازت میدان کارزار دی پس حسین صحرا نشین رخصت ہوکر میدان کارزار مین گیا
اور آواز دی کہ لا ضرب بہادری کی اے اخضر زرد پوش ہم بھی مشتاق تیری ضرب کے ہین اور اسی ا

کے امیدوار ہیں کہ جو تو نے سر قزیل پر لگائی ہو یہ سنکر اخضر زرد پوش نے دوبارہ اجازت میدان
جنگ چاہی صاحبقران نے اجازت میدان کارزار دی اور یہ رخش کو مہمیز کر کے قریب حسین صحرانشین
نے دل مین کہا جسکی چوٹ چل گئی وہی فتحیاب ہوگا پس اسنے چوب اٹھا کر سر پر اسکے چرخ دیکر ماری
پس حسین صحرانشین اسکی چوٹ خالی دیکر جھکا گرکے پہلو کیطرف لاتا تھا کہ ساتھ ہی اسکے چوب چھوڑ کر وار شمشاد
کا اخضر زرد پوش پر وار کیا یہ سپر کو چہرہ کی پناہ نکرنے پائے تھے کہ وار سر پر اس بیدار مغز کے آ گئی
چادر خون کی اسکے چہرے پر چھا گئی اور خود کو لیکر تا دو ابروڑی کو داستانین انھون نے مارے
وار سے الگ گئی صاحبقران سلیمان بڑھکر اخضر کو مثل شیر نر کے نکال لائے اور بچاتے
ہوے طرف لشکر کے روانہ ہوے ادھر دیو حسین صحرانشین نے آواز دی کہ یا صاحبقران اب آپ
تشریف لائیے کہ مین مشتاق آپکی لڑائی کا ہون پس صاحبقران عالیشان نے یہ سنتے ہی ادھر اپنے
مرکب کو مہمیز کیا ادھر علم ہدایت نشان کا پھریرا کھل گیا اور ہوا سے لہرایا یہ معلوم ہوتا تھا کہ دعا
فتح کی وہ پھریرا خداوند کریم سے بزبان حال کر رہا تھا کہ پروردگار عالم فتح صاحبقران عالیشان کی ہو
اور اور جو نشان تھے وہ بزبان حال سر برہنہ آمین کہہ رہے تھے اور وہ علم اور چتر اور نگونہ معلوم ہوتے
بلکہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ کچھ لوگ سر برہنہ دعا کر رہے ہین کہ خداوند عالم نشان صاحبقران کو برقرار رکھ
کہ اسکے دم سے نام اسلام باقی ہی اور اسیکی وجہ سے ترقی اسلام ہوتی ہی اور ہزارہا بندگان گمراہ
راہ پر آتے ہین غرضکہ صاحبقران عالیشان مقابل حسین صحرانشین میدان کارزار مین پہونچ گئے
اور کہا کہ لاؤ ضرب بہادری کی اسنے کہا کہ پندرہ سو من کی چوب مین باندھتا ہون اگر کوہ پر مارون تو
کاہ ہو جاوے انسان کی کیا حقیقت ہی سوائے اسکے کہ میرے سامنے سے ہٹ جاوے اور
اپنی جان کو بچائے صاحبقران عالیشان نے فرمایا کہ لاؤ ضرب بہادری کی مین دیکھون اور بخدا خالی
نہ دونگا تیرا بھی ارمان نکل جاوے پس یکہ صاحبقران عالیشان سامنے آ کھڑے ہوے اور
اسنے چوب کو تین بار چرخ دیکر سر صاحبقران عالیشان پر مارا لیکن صاحبقران عالیشان نے مرکب
کو ملا کر آنکھ سے آ ایک لگا دی اور چوب کے کھڑے جب چوب اسکی قریب سر صاحبقران آئی اسوقت
اپنے دونون ہاتھ اٹھا کر اس چوب پر ڈال دیے اور المدد یا حیدر کرار کہکر چوب کو پکڑ لیا اور جھٹکا
مارا کہ حسین صحرانشین اپنے مقام سے تین قدم آگے بڑھا اور چوب آہنی چھین کر پھینک دی
یہ چاہتا تھا کہ سیدھا ہون کہ صاحبقران نے دوڑ کر اور گھونسے پرے کو دکر دونون شاخین
اسکی پکڑ لین اسنے چاہا کہ سیدھا ہون ممکن نہوا اب آخر نوبت کشتی کی آ گئی اور لگے زور ہونے
لشکر بھی قریب آ کر لگے تماشہ دیکھنے اور کہتے تھے مصرع نمرا ہاڑے سے جا بل کے وصلہ
دل کا ۔ غرضکہ دیو حسین صحرانشین سے اور صاحبقران عالیشان سے کشتی ہونے لگی بطرح سے
کہ جیسے دو فیل مست آپس مین ٹکر لڑاتے ہین یہانتک کہ تمام دن وہ لڑائی رہی مگر کسی کی فتح
نہوئی اور دونون پسینہ مین تر ہو گئے اور شب ہو گئی اسوقت دیو حسین صحرانشین نے صاحبقران سے
کہا کہ دن برائے مقابلہ ہوتا ہی اور شب برائے استراحت ہوتی ہی۔ صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارے
لیے دن اور رات برابر ہی اگر الگ ہو جاوینگے تو فیصلہ جنگ کا دہ ہوگا اور جبتک فیصلہ نہوگا مین
الگ نہونگا یہ سنکر اسنے کہا کہ مین تو آپکی راحت کے واسطے کہتا تھا اور یہ کہکر آپس مین پھر زور
ہونے لگا اور دونون طرف حکم روشنی کا ہوا۔ طرفۃ العین مین روشنی کرا دیگئی اور رات کا دن ہوگیا

اور لگی کشتی ہونے جو پیچ وہ باندھتا تھا یہ کھول دیتے تھے اور جو یہ باندھتے تھے وہ کھول دیتا تھا
بعض مقام پر صاحبقران عالیشان اُسکی تعریف کرتے تھے اور بعض مقام پر حسین صحرا نشین انکی تعریف
کرتا تھا کہ سبحان اللہ حضور کیا خوب اس داؤن سے نکل گئے ہین غرضکہ اسی طرح مثل دن کے
زمانہ شب کا بھی برطرف ہونے لگا اور دامن شب کا چاک کرکے آفتاب تابان نے عالم کو اپنے چہرۂ انور
سے روشن و منور کیا اور آسمان پر جلوس فرمایا اُسوقت کستہم عیار نے عرض کی کہ یا صاحبقران اب تو
یہ کشتی مجھے طول پکڑتی معلوم ہوتی ہی اُسوقت صاحبقران نے اپنے دل مین خیال کیا کہ شاید اسنے
میرے زور مین کچھ فرق پایا ہی جو یہ کلمہ اپنی زبان پر لایا ہی بس صاحبقران نے اُسی وقت اُسکی
شانون پر ہاتھ ڈال دیا اور یا حیدر کرار کہکر ایک ایسا جھٹکا مارا تو وہ اوندھے منھ زمین پر گرا اور گرتے ہی
بیہوش ہوگیا اُسوقت آپ نے اُسکے کمربند زنجیر پر ہاتھ ڈالا اور پہلے ہی زور مین تا بہ زانو اور دوسرے
زور مین تا بہ کمر اور تیسرے زور مین بالاے سر لاکر تین بار چرخ دیکر چاہا کہ زمین پر دے مارون کہ
ہوشیار ہوگیا اور اپنے تئین لٹکا پایا اُسوقت اسنے خیال کیا کہ اب یہ مجھکو شاید پھینکا ہی چاہتا ہی
اور بڑا قوی معلوم ہوتا ہی یہ خیال کرتے ہی اسنے کہا کہ یا صاحبقران زمان امان۔ آپ نے فرمایا
کہ بشرط صدق دل قبول ایمان اسنے کہا کہ مین نے قبول کیا اُسوقت آپ نے اُسکو آہستہ سے
مثل پھول کے زمین پر رکھ دیا اُسوقت اسنے اپنی فوج کو آواز دی کہ ایہا الناس مین نے مذہب
وآئین صاحبقران کا اختیار کیا اب جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ چلا آئے یہ سُنکر تمام فوج اسکی چلی
آئی اور آکر اسکے کل فوج کے دیو اس سے ملحق ہوئے اور سب نے بالاتفاق کہا کہ ہمنے بھی ہی
دین اختیار کیا کہ جسکو آپ نے پسند کیا یہ دیکھکر دیو وسواس بہت متحیر ہوا اور دل مین کہنے لگا کہ بڑا
غضب ہوا اتنا بڑا جری آدمی اور اسکے بنائے کچھ نہ بنی اور خداوند نے بھی کچھ مدد نہ کی اور اُسکو
صاحبقران نے اپنی فوج مین مع اسکی فوج کے داخل کیا اور صاحبقران زمان مع اپنی فوج روانہ
بہ سمت بارگاہ ہوئے اور فوج آپکی نقارہ فتح کا بجاتی ہوئی فرحان وشادان روانہ ہوئی جب صاحبقران
زمان اپنی بارگاہ مین تشریف لائے تو اپنے تخت پر جلوس فرمایا اور اپنے اپنے اماکن پر سب
افسران فوج متمکن ہوئے اور یہ بھی ایک دنگل پر کہ جسپر صاحبقران نے اسے بیٹھنے کی اجازت
دی تھی متمکن ہوا اُسوقت سب افسرون نے لباس جنگ اُتارا اور اپنے اپنے ملازمین کو دیا اور کہا
کہ اسے لیجاؤ تھوڑی دیر کے بعد سب اپنے اپنے مقام پر گئے اور صاحبقران نے خضر زرد پوش
کو طلب کیا اور لوگون سے کہا کہ تم لوگون نے ابھی تک کچھ انتظام نہ کیا کہ اسکو جلد صحت ہوتی انہون
نے کہا کہ علاج انکا برابر ہو رہا ہی اور ہم لوگ بدل انکے علاج مین معروف ہین اُسوقت آپ نے
حکم دیا کہ یہی مرہم سلیمانی کی انکے زخم پر چڑھائی جاوے یہ حکم پاتے ہی وہ پٹی انکے سر پر چڑھائی
گئی اور انکا علاج ہونے لگا اب حال دیو وسواس کا سُنیے۔ کہ یہ کہتا ہوا کہ صاحبقران بڑا بہادر
اور بلاے روزگار آدمی معلوم ہوتا ہی دیکھیے اسکا کیا انجام ہوتا ہی روانہ سوے بارگاہ ہوا اور لوگ
اُسکو سمجھاتے ہوئے اور تسلی اور دلاسا دیتے ہوئے اسکے ہمراہ ہوئے کہ آپ کچھ رنج نہ فرمائین
ہم کل اگر خدا نے چاہا تو صورت صاحبقران کو مٹا دینگے اور صاحبقران کو نیست ونابود کر دینگے یہ
سمجھاتے ہوئے اور کہتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے اور بارگاہ مین پہونچکر دیو وسواس اُن
سب کی دعوت مین معروف ہوا اور ادھر صاحبقران نے پھر اُسکو یعنی دیو حسین صحرا نشین کو طلب کیا

اُسوقت سب نے خیال کیا کہ یہ عیار ہی ہے یہی لیگیا ہی اُسوقت یہ لوگ حیران و پریشان خدمت مین
صاحبقران عالیشان کے آئے اور آکر سارا حال بیان کیا اور عرض کیا کہ دیو سرقہ بہت زبردست دیو ہے
اور عیار بھی ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہی ہمارے آقا کو لیگیا ہے صاحبقران زمان نے فرمایا اور اپنے نقیبون
سے کہا کہ حسین صحرا نشین کی خبر منگواؤ اگر اُسکو لشکر دیو وسواس مین وہ لیگیا ہے تو اگر حسین صحرا نشین کا
بال بیکا ہوا تو یہ تم سب یاد رکھو کہ لشکر وسواس کو مع اُسکی فوج و سپاہ کے برباد کر دونگا اور زمین اُسکا خون سے
لال کر دونگا اُسوقت جہنم گستہم عیار نے عرض کیا کہ ابھی حضور تامل فرمائین یہ غلام جاکر خبر لاتا ہے
اور اگر وہ حسین کو وہین لیگیا ہے تو حضور کو اختیار ہے اور اگر وہان نہین ہے تو اور کوئی تدبیر کیجاویگی اور
مین حاضر ہوکر عرض کر دونگا یہ کہکر گستہم روانہ ہوا اور لشکر وسواس مین اپنے تئین پہونچایا اور جاسوسی
اور عیاری کرکے ہر ایک شخص سے دریافت کرنے لگا معلوم ہوا کہ یہ قیدی یہان نہین آئی ہے یہ واپس
گیا اور خدمت صاحبقران زمان مین حاضر ہوکر بیان کیا کہ حضور حسین صحرا نشین یہان نہین ہے معلوم ہوتا ہے
کہ وہ اُسکو اُسکے باپ عثمان صحرا نشین کے وہان لیگیا ہے اُسوقت ہمراہیان حسین صحرا نشین نے کہا کہ حضور
ہان شاید وہین لیگیا ہے کیونکہ اُسکا باپ دیو عثمان صحرا نشین زمین عثمانیہ کا مالک ہے اور وہان کی بادشاہی
کرتا ہے اور ایک لاکھ دیو کی فوج اُسکے زیر حکومت ہے اُسی طرف لیگیا ہے بس یہ سنکر صاحبقران زمان نے
فرمایا کہ مین اُسی طرف کو جاتا ہون اُسوقت اخضر زرد پوش نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ آپکا جانا مناسب
نہین ہے کیونکہ اگر یہان دیو وسواس نے طبل جنگ بجوادیا تو اُسکے لشکر کو جواب دینا مشکل پڑیگا اگر
حکم حضور ہو تو یہ غلام اُسطرف کو جائے اور انشاءاللہ تعالے دیو حسین صحرا نشین کو جس آفت مین
وہ مبتلا ہوگیا ہے بہ اقبال صاحبقرانی نجات دے صاحبقران نے یہ کلمات محبت آمیز اور جرأت انگیز
اخضر زرد پوش سے سنکر اُسکی بہت تعریف کی اور گلے سے لگایا اور فرمایا کہ تمھارا جانا اور میرا جانا
برابر ہے اور وہ قوی اور بہادر ہے کہ سبحان اللہ اور تو وہ دوست میرا ہے کہ جب مین شہر سلطانیہ مین
قلعہ سرخ کو فتح کرنے گیا تھا اور مین نے فتح کیا تو وہان سوائے تمھارے میرا کوئی حامی و مددگار نہ تھا
اور جب دیو سرخ اندام کو مارا ہے اُسوقت بھی تم ہی تھے اور شہر سلطانیہ کو سلطان جنی نے آباد کیا
مگر تمنے بادشاہت شہر سلطانیہ کی پسند نہ کی اور میرے ساتھ سے علحدہ نہ ہوئے اب اُسوقت کی
جدائی تمھاری نہایت شاق معلوم ہوتی ہے اُسوقت اخضر زرد پوش نے عرض کی کہ حضور مجھکو اجازت
دین تو بہتر ہے۔ اشعار۔ بھلے جا ہا تھا نہ ہو وین عمر بھر تجھ سے جدا • ہان مگر مجبور ہین جو کچھ کہ خالق
کی رضا + کہتا ستا ہے مرا عقواب بہر خدا + تو خدا حافظ و ناصر مقبول مت جا جان ذرا + ہمنو رخصت
ہو چلے تو خوش رکھے اب تمکو خدا + جان تمھارے پاس ہے تن سے یہ فریاد کر جا + اُسوقت صاحبقران
عالیشان نے دوبارہ اسے گلے لگایا اور دس ہزار دیو مع فرد بیل کے اُنکے ہمراہ گئے اور اخضر
زرد پوش کو رخصت کیا اب یہان سے

ذکر دو کلمے داستان دیو سرقہ کے بیان ہوتے ہین

یعنی یہ جو فرید کہ حسین صحرا نشین کی روانہ ہوا ہے تو اُسوقت سے طی مراحل و قطع منازل کرتا ہوا قریب
شہر عثمانیہ کے پہونچکر قریب بارگاہ عثمان شاہ کے پہونچا اُسوقت عثمان شاہ اپنے تخت پر جلوہ فرما
تھا کہ ہرکارون نے خبر دی کہ حضور دیو سرقہ کچھ سرقہ کیے ہوئے آتا ہے اور اذن حضوری چاہتا ہے

بس یہ سنتے ہی عمان شاہ نے حکم دیا کہ حاضر کرو یہ حاضر دربار ہوا اور مجرئی بہ ادب کرکے کھڑا ہوا اُس وقت
بادشاہ عمان نے کہا کہ تو اسوقت اس ہیئت سے کہاں آیا ہی اور تیری پشت پر یہ کیا ہی اسنے کہا کہ بیان
کرتا ہون عمان شاہ نے کہا کہ کہہ اُسوقت اسنے کہا کہ اس پشتارہ مین آپکا فرزند دلبند ہی یعنی حسین
سحر نشین ہی پوچھا کہ کیا ہوا اسنے عرض کیا کہ جسوقت یہ برائے کمک دیو و سوار لیکر پہونچا تو وہ وقت
تھا کہ جنگ ہو رہی تھی اسنے پہلے اخضر زرد پوش کو زخمی کیا اور اسکے بعد صاحبقران سلیمان سے
مقابلہ ہوا یہانتک کہ نوبت کشتی کی آئی اُسوقت یک شبانہ روز کشتی رہی جب یہ زیر ہوا تو اسنے دین
و آئین صاحبقرانی کو قبول کیا اور تمام فوج کو بھی اسنے مسلمان کیا اُسوقت مین نے بھی وقت مناسب
جانکر کلمہ پڑھا بعد اسکے یہ اپنے خیمہ مین سو رہا مین نے اُسوقت اسکو بیہوشی سونگھا کر بیہوش کیا اور
پشتارہ باندھ کر حضور کی خدمت مین لایا اب حضور کو اختیار ہی چاہے سزا دین چاہے معاف کرین مین
اپنے حق نمک سے ادا ہوا یہ سنکر ایک نعرہ آہ کا عمان شاہ نے مارا اور کہا کہ مین اسکو صاحبقران قاف
سمجھے ہوئے تھا لیکن افسوس کہ اسنے دین ناحق قبول کیا معلوم ہوتا ہی کہ اسنے اپنی جان کو عزیز اپنے
مذہب سے کیا اور اپنی حیات کو غنیمت جانا اب اسے ہوشیار کر سرمد نے اُسی وقت گل رفع
بیہوشی سونگھایا یہ چھینک مارکر ہوشیار ہوا اور آنکھ کھول کر اسنے دیکھا تو اپنے تئین شہر عمانیہ
مین روبرو اپنے باپ کے پایا یہ دیکھکر آنکھین اپنی پھر بند کرلین اور کہا کہ مین تو حضوری صاحبقران
مین تھا یہ کیسا خواب پریشان دیکھ رہا ہون کہ آواز دیو عمان نے دی کہ اے فرزند آنکھ اپنی کھول
یہ عین بیداری ہی خواب نہیں ہی اب اسنے باپ کو دیکھا اور جھک کر سلام کیا دیو عمان نے وہ
جو اسکا دنگل تھا اُسے بیٹھنے کا اشارہ کیا یہ سلام کرکے اُس دنگل پر متمکن ہوا اُسوقت دیو عمان مخاطب
اپنے فرزند کی طرف ہوا اور کہا کہ تو نے بڑا غضب کیا کہ دین اسلام قبول کیا اُسوقت اسنے دست بستہ
عرض کیا کہ حضور اگر دیو سرمد مجھے آپکی خدمت مین نہ لاتا تو مین خود حاضر ہوکر آپ سے بیان کرتا واقعی
دین اسلام بہت عمدہ دین ہی اور مذہب بت پرستی نہایت خراب ہی اسوقت یہ غضبناک ہوا اور کہا کہ تو
میرے سامنے میرے مذہب کو برا کہتا ہی اور تو اُس خدائے نادیدہ کی مدح کرتا ہی کہ نہ دکھائی دے
اب بھی تو عفریت پرستی اختیار کرلے اور پیالا گوبر کا پی لے اور اپنے آباو اجداد کے مذہب کو قائم
رکھ کیونکہ بعد میرے تو ہی مالک اس بیابان ہمیشہ بہار کا ہوگا اور شہر عمانیہ تیرے قبضہ مین ہوگا
اور تمام فوج تیری مطیع ہوگی اور مین بھی رضامند ہونگا اور خداوند بھی تجھ سے خوش ہونگے اور یقین
ہی کہ تیری خطا کو بھی معاف کردینگے یہ سنکر اسنے کہا کہ مین تو لعنت کرچکا دین عفریت پرستی و ابلیس
اور ایسے خداوند پر کہ جنکو ایک بار بیہوش کرکے اپنی پشت پر لاد لایا — اور وہ جنکے لدے
چلے آئین اور جب ہوش آئے تو اپنے بندون سے مدد چاہین اور جنکے بندے پڑے رہین اور ایک
گرز صاحبقران سے اُس خدا بت کو چھوڑ کر دھوان بنکر نکل جائین اور وہ اپنے بندون کی کرین — اور
دیو ریحان بھی اسی جنگ مین مارا گیا یہ خداوند اور خداوند سے ڈر کے دھوان بنکر چلے گئے بس اب
مین چاہتا ہون کہ اگر آپ بھی اس مذہب کو اختیار کرین اور خواب غفلت سے بیدار ہون تو نہایت
مناسب ہی اور مین آپکو لیکر خدمت صاحبقران زمان مین حاضر ہون اور آپ اُنکے دست حق پرست پر
مسلمان ہون اور زیارت سے مشرف ہون اُسوقت اسے یہ سنکر نہایت غصہ آیا اور دیو جو اسکے
عقب مین کھڑے تھے انھین اشارہ کیا اور کہا کہ اسے پکڑو بہت سے دیو اسپر ٹوٹ پڑے اور جونکہ

اسکے پاس کچھ اسباب جنگ تھا اسے گرفتار لیا اور آہن گر کو بلا کر مسلسل بہ قید شدید کیا اور دیو
عثمان نے اپنی زبان میں آبدیدہ ہوکر یہ اشعار پڑھے ۔ ملاقات اسیلئے تجھ سے بت بے پیر کم کی
کہ تو لے غیر کی خاطر میری توقیر کم کر دی + زبان شمع محفل میں ہوئی تھی کیوں دراز اتنی + بہت اچھا کیا
تو نے جو اسے گلگیر کم کر دی + یہ اشعار پڑھ کر اسنے کہا کہ اگر اور کوئی ایسی بے ادبی کرتا تو میں اُسکی زبان
کو قلم کر ڈالتا لیکن تیری یہی سزا ہی ہے دیو سرقہ سے لیجا کر غار ستار میں پھینکدے کہ وہاں نشیمن
اژدرون کے ہیں اسے کہا میں بلکہ یہاں کا دستور و آئین یہی تھا کہ جو دیو لائق گردن زدنی ہوتا ہی
وہ اسی غار میں پھینکدیا جاتا ہی کہ وہ طعمہ اژدر ہو جاوے بس اسنے اُسی وقت ارابہ طلب کیا اور اسکو
ارابہ پر ڈالکر اُس غار ستار کی جانب لیچلا اور جو اور دیو اسکے ہمراہ تھے وہ افسوس کرتے تھے اور
آپس میں کہتے تھے کہ اسقدر ریاس مذہب دیو عثمان کو ہی کہ اپنے بیٹے کو بھی طعمۂ اژدر کرادیا پس شکر
دیو سرقہ نے کہا کہ اے شاہزادہ گو میں تجھے لے آیا ہوں مگر میں تیرے باپ کو لیا سے درد
سمجھا تھا اگر تیرا جی چاہتا ہو تو اپنی قید کو توڑکر علیحدہ ہو جا کیونکہ میری بھی سنگدلی کا تمام عالم میں
چرچا رہیگا کہ تمام عمر شاہزادہ کا نمک کھایا اور آخر کو اُسی کو قتل کرایا ۔ اسوقت حسین صحرا نشین نے
کہا کہ میں اسوقت تماشا قدرت خداوندکریم کا دیکھنا چاہتا ہوں اور تو بھی دیکھ کیونکہ میں نے سنا تھا
صحبت صاحبقران میں کہ حضرت ابراہیم علی نبینا علیہ السلام کو کفاروں نے جب آگ میں پھینکا ہے
تو وہ آگ اُنپر گلزار ہو گئی بس میں نے بھی اُسی پروردگار عالم کو سجدہ کیا ہی کیا میری مدد منجانب
پروردگار عالم نہو گی اور یہ کہکر اسنے یہ رباعی اپنی زبان میں پڑھی و ہو ہذا ۔ رباعی ۔ اے آنکہ کلاف
نوئیش پابندہ توئی + وز دامن شب صبح نمایندہ توئی + کار من بیچارہ قوی بستہ شدہ + بکشا
خدایا کہ کشایندہ توئی + یہ رباعی اسنے کچھ اس درد سے پڑھی کہ وہ بے چین ہو گیا اور تھوڑی دور را
ہ طے کی تھی کہ اسنے کہا کہ ابھی تک کوئی سامان تمھاری رہائی کا نہیں ہوا یہ کلمہ تمام تھا کہ دیکھا کہ اُس
بیابان سے گرد نمایاں ہوئی اور دیکھا کہ زیر آسمان ایک آسمان خاکی نمایاں ہوا کہ آفتاب عالمتاب روپوش
ہو گیا اُسوقت دیکھا کہ جب دامن گرد کا شگافتہ ہوا تو دو نقابدار عالی مقدار ایک نقابدار گوہر پوش اور
ایک نقابدار سرخ پوش مع چالیس ہزار دیو اور پریزادوں کے نمایاں ہوئے اور آواز دی کہ او
قرمساقون او لوگ صحرائیوں ہم آپہونچے اور یہ کہکے چلے بسمت ارابہ سرقہ تو بھاگا اور جاکر جلدی سے
دیو عثمان کو خبر دی کہ چالیس ہزار دیو اور پریزاد لیکر نقابدار آپہونچے برائے مدد حسین صحرا نشین آگے
آپکو اختیار ہی یہ سنتے ہی اسی وقت اسنے نقارہ جنگی بجوا کر اور تمام فوج اپنی اپنے ہمراہ لیکر برائے مقابلہ چل کھڑا ہوا
ادھر دیو حسین صحرا نشین نے نقابداروں کو سلام کیا اور عرض کی کہ میری عقدہ کشائی اپنے دست
مبارک سے آپ کریں کہ میرے پروردگار نے آپکو میری مدد کے لیے بھیجا ہی یہ سنکر نقابداروں نے
کہا کہ اے دیو حسین ہم تمھیں اجازت دیتے ہیں کہ تم اپنی قید کو آپ دفع کرو بس اسنے سلام کیا اور
خانہ زور میں آکر ایک جو چرخ مارا تو تمام قید کو اسنے مثل تار عنکبوت کے توڑ کر پھینکدیا اور وہ دیو
جو ہمراہ تھے اُنھوں نے داریں کھینچ لیں اور حسین پر جا پڑے حسین نے بھی وہ ارابہ اپنے ہاتھ
پر اٹھاکر اُن دیووں کو مارنا شروع کیا کہ یہ لوگ تاب نہ لا سکے اور بھاگے ہی تھے کہ سامنے سے عثمان
شاہ مع ایک لاکھ فوج کے آگیا اور آواز دی کہ خبردار جانے نہ پاوے اور یہ کہکر اشارہ کیا تو وہ دیو
دار شمشاد وغیرہ و پاشت نہنگ و چوب چماق و ترسول و نبسول لیکر بڑھے ادھر سے یہ دونوں نقابدار

اپنے گھوڑوں کو چمکا کر مثل برق آتش بہار کے ان دیوان قاف خزان رسیدہ کے اوپر آ کر گرے اور
انکی ہستی حیات و چراغ زیست کو بجھانے لگے کہ اُسوقت دیکھا کہ گرد اُڑی تو دیکھا کہ دیو فرعون چالیس
ہزار دیو سے پشت پر لشکر نقابداران کے آ کر گرا۔ اب لڑائی دو دلی ہو گئی اور دیو عمان کی پشت توی
ہو گئی ادھر کو جواب دیو حسین صحرانشین آواز بہ مردانگی دینے لگا اور دیو فرعون سے لڑنے لگا
اور نقابداران دیو عمان شاہ سے لڑ رہے تھے کہ دیکھا کہ اربابان گرد سے برخاست جب ہوا
نے گرد کو پاک کیا تو نعرہ ہوا کہ منم اخضر زردپوش اور ساتھ ہی نعرہ دیو قزلیل کا ہوا کہ منم دیو قزلیل
غلام صاحبقران اور یہ پشت پر لشکر دیو عمان کی گرا۔ اب جنگ مغلوبہ ہو گئی ایک ایک کو خبر نہ رہی
اور دار و گیر دار اور چوب پر چوب پڑنے لگے اور سر مثل برگ خزان رسیدہ کے ادھر ادھر گرنے لگے
کہ دیو حسین نے اپنے ہمراہیوں کو آواز دی کہ ادھر بھی خیال کرو کہ میں تنہا لشکر دیو فرعون سے مقابلہ
کر رہا ہوں اور اخضر زردپوش کو میرا سلام پہونچا دو اور یہ کہدو کہ اس جنگ سے اگر میں جانبر نہوں
تو میری لاش کو آپ بخدمت صاحبقران یہیں ضرور پہونچا دیجیے گا۔ بس یہ آواز سنتے ہی اخضر زردپوش
اسنے مرکب کو جولان کر کے مع اپنے لشکر کے قریب لشکر فرعون کے آگیا اور داد مردی و مردانگی
کی دینے لگا اور ڈٹ کر جنگ کرنے لگا کہ سامنا دیو حسین صحرانشین اور فرعون کا ہو ہی گیا اور دیو
حسین صحرانشین پیدل تھا اور دیو فرعون ایک فیل صحرائی پر سوار تھا اسنے جو ضرب کی تو وہ دیو حسین
کے سر پر آئی یہ زخمی ہوا چاہتا ہی کہ دوسری وار ماری کہ اس اثنا میں اخضر زردپوش نے آواز دی کہ
کہاں جاتا ہی او نابکار کدھر جاتا ہی تو شکار میرا ہی اسنے پلٹ کر وہی وار خون آلودہ اسکے سر پر ماری
انھوں نے اس وار کو جو آتے ہوئے دیکھا تو اپنے نیمچہ آبدار سے اسکو چستی و چالاکی قلم کیا اور
چپیٹ کر تلوار فیل کے سر پر ماری کہ یہ فیل آتشہ زنی ہو کر گرا اور ادھر دیو فرعون زمین پر گرا۔ اور
اٹھنے بھی نہ پایا تھا کہ اخضر زردپوش نے اللہ اکبر کہکر جو تلوار ماری تو سر اس نابکار کا مثل باد ہوا کے
دھڑ سے اُڑ گیا اور لاش اسکی زمین پر پھڑکنے لگی۔ یہ تماشا دیکھکر دیو حسین صحرانشین نے نہایت
تحسین و آفرین کی ادھر نقابداروں نے سرکشوں کو داب کے قریب دیو عمان شاہ کے آگئے اُسوقت
عمان شاہ نے چپیٹ کے نقابدار گوہرپوش پر ایک وار دار کیا انھوں نے خالی دیکر اپنی تلوار کا وار
کیا کہ اُسکا داہنا ہاتھ قلم ہو گیا اسنے اپنے ہاتھ کے قلم ہو جانے کا کچھ افسوس نہ کیا اور پھرتی سے بائیں
ہاتھ میں وار کو لیکر نقابدار سبزپوش پر وار کیا کہ یہ بھی قریب تھے انھوں نے بھی وار کو خالی دیکر اسکے
بائیں ہاتھ کو اپنے پہونچے سے قلم کیا ادھر نقابدار گوہرپوش نے تلوار اسکے سر پر ماری وہ تلوار چمک کر اسکے فرق
پر آئی اور خود و مغفر وغیرہ قلم کرتی ہوئی تا بہ سینہ آئی کہ چپیٹ کر نقابدار سبزپوش نے ایک وار تلوار کا
اسکی کمر پر کیا کہ یہ مثل خیار کے دو ٹکڑے ہوا ان دونوں شہزادوں نے واقعی عجب طرح کا شکار کیا اور
اسکے ٹکڑے زمین پر گرا دیے اور اہل فوج نے بھی دیکھا اُسوقت نقابدار گوہرپوش نے آواز دی
کہ واہ جناب آپ میرے شکار میں شریک ہو گئے اور میرا شکار آپ نے لیا۔ انھوں نے کہا کہ دونوں کا
شکار تھا۔ کہ ادھر دیو خاقان نے آواز دی کہ اے شہریاران امان ہم بالشرط الامان ان سبھوں نے کہا
ہمنے قبول کیا اور چادر امان سب نے ہلائی۔ نقابداروں نے تلوار روک لی سب کو معلوم ہوا کہ
ہمارے مالکوں نے امان دی سب نے اپنے ہاتھ کو روک لیا۔ دیو خاقان نے آکر دیو حسین
صحرانشین کو اپنے ساتھ لیا اور دیو حسین صحرانشین نے اخضر زردپوش سے عرض کیا کہ آپ مع ان نقابداروں

کے شہر عمانیہ مین تشریف لے چلین اُسی وقت اخضر زرد پوش نے آکر سلام کیا اور انکے کھیلے
ہوے شکار کو دیکھا اور بہت تعریف کی اور عرض کیا کہ امیدوار اس امر کا ہون کہ شہر عمانیہ مین حضور
تشریف فرما ہون اور اپنے نام ونشان سے بھی اس غلام کو مطلع کرین انھون نے ہنسکر کہا کہ نام تو
ہمارا کیا پوچھتا ہی اے بھائی بقول شاعر ؎ کون لیتا ہی خبر بے سروسامانون کی + چھانتے ہونگے
کہین خاک بیابانون کی + انشاءاللہ تعالے جنگ دیو وسواس مین ہم آئینگے اور صاحبقران سے
ملاقات ہوگی تو کیا عجب ہی کہ تم ہمارے نام ونشان سے واقف ہو جاؤگے اور اے اخضر زرد پوش
تو بھی بہت جری ہی کہ تو نے بہت بڑے دیو کو مارا اور یہ کہکر اپنے کشتون کے اٹھوانے مین مشغول
ہوے اور جتنے کفار مارے گئے تھے انھین اُسی غار سنار مین پھکوا دیے اور نقابداران اپنی فوج
لیکر جدھر سے آئے تھے اُدھر کو روانہ ہوے اور اپنے کشتون کو دفن کرایا اور آخر نماز پڑھی
ادھر دیو خاقان مع دیو حسین صحرانشین و اخضر زرد پوش کے شہر عمانیہ مین داخل ہوا اور اپنے
تخت پر دیو حسین صحرانشین کو متمکن کیا اور سب نے نذرین دلائین ہر شخص نے دین اسلام کو
بدل وجان قبول کیا اور انکے زخمون کی تیمارداری ہونے لگی بعد دو روز کے اخضر زرد پوش نے دیو
حسین صحرانشین سے یہ کہا کہ اے برادر اب مین تم سے رخصت ہوتا ہون کیونکہ تمھین معلوم ہی
کہ صاحبقران تنہا ہین اور دیو وسواس کا مقابلہ ہی اسنے کہا مین بھی تو آپکے ہمراہ چلونگا انھون
نے کہا کہ نہین تم زخمی ہو اور یہ لوگ بھی مسلمان نئے ہوے ہین اور دیو فرعون کے لوگ جو ہین وہ بھی تازہ
تازہ مسلمان ہوے ہین اب آپ دونون جگہ کا بندوبست کیجئے اور ہم جناب صاحبقران کا حال آپکو
مفصل انشاءاللہ [illegible] یہ کہکر اپنے [illegible] تیار ہوے وقت سحر دیو حسین صحرانشین سے
رخصت ہوکے بخدمت صاحبقران روانہ ہوے [illegible] انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے لیکن
کچھ حال دیو سرقہ کا بیان ہوتا ہی - دیو خدمت مین دیو وسواس کے آیا اور سارا حال جنگ کا
بیان کیا - نقابدارون کا آنا اور دیو خاقان کا انکے ہاتھ سے مارا جانا اور جنگ فرعون کا ہونا اور اخضر
زرد پوش کے آنے کا حال کہنا اور اُسکے بعد فتح کا ہونا بیان کیا یہ سنکر دیو وسواس بہت رنجیدہ
ہوا اور کہنے لگا خیر دیکھا جائیگا مقابلہ تو ہمارے دو صاحبقران سلیمان سے اور اسکی بارگاہ مین اختر
گستہم زرین کمر اپنی شکل کو تبدیل کیے ہوے بیٹھ رہا تھا ادھر دیو سرقہ نے دیو وسواس سے کہا
کہ مین اگر یہان رہونگا تو کام سوا اسے کے اور مین نہین کر سکتا آپ طبل جنگ بجوائیے تو مین
جاکر کسی نہ کسی تدبیر سے سلیمان صاحبقران کو زندہ پکڑ لاؤنگا یا سر اُسکا لے آؤنگا - یہ ساری تقریر
سنکر گستہم زرین کمر بخدمت امیر حاضر ہوا اور سارا حال من وعن صاحبقران سے جنگ کا بیان
کیا - صاحبقران حال جنگ سنکر نہایت خوش ہوے اور شوق نقابدارون کا اور زیادہ ہوا اور یہ
حال جرأت نقابداران سنکر فرمایا کہ ایسے ایسے بہادر ابھی موجود ہین عجب نہین کہ وہ نسل صاحبقران
سے ہون اور اب مجھے اُنکے دیکھنے کا از حد اشتیاق ہی گستہم نے عرض کیا کہ دیو سرقہ وعدہ کرچکا
اور دربار مین کہہ چکا ہی کہ یا تو زندہ لاتا ہون یا پکڑ کے لاتا ہون تو مین اسکی تلاش مین جاتا ہون
کہ بلا سے بد آپ تک دم سے [illegible] لئے مین رخصت ہوتا ہون - یہان یہ تذکرہ ہو ہی رہا تھا کہ
چند دیوون نے خبر دی کہ طبل جنگ دیو وسواس نے بے درنگ بجوادیا صاحبقران نے حکم
طبل جنگ بجنے کا ادھر بھی دیا نقارہ زرمی پر چوب پڑی گستہم کمر ہمت کو باندھ کر اور لوگون کو ہوشیار کر

کرکے بہ نگہبانی صاحبقران آپ طرف لشکر وسواس کے روانہ ہوا جب لشکر وسواس میں آیا تو اسنے
دیو سرقہ کو نہ پایا اسکی تلاش میں یہ چل کھڑا ہوا اور برابر ایک صحرا کے جاکر پہونچا تو دیکھا اسنے کہ
ایک درخت کے نیچے ایک دیو بیٹھا معلوم ہوتا ہے اور کچھ مےخوری کر رہا ہے مستہم نے دل میں کہا کہ
معلوم ہوتا ہے کہ یہی دیو سرقہ ہے اور یہانتک آیا ہے کہ دن تمام کر کے شب کو عیاری کرون یہ سمجھکر اپنی
صورت اسنے ایک پری کی بنائی اور بناکر ایک تھال ہاتھ میں لیا اور اسمین شراب خوش رنگ کی
شیشیان رکھیں، خوانچے اور کچھ حلوا اور موہن بھوگ وغیرہ بھی اسمین رکھا ہوا یہ لیکر چلا ادھر اس دیو
کی نگاہ اس پری پر پڑی بیساختہ اسنے آواز دی کہ او جانے والی اسوقت قریب شام تو کہان
جاتی ہے کہ یہ صحرا صحراے ہولناک ہے تجھے کچھ خوف اپنی جان کا نہیں ہے۔ یہ سنکر پری ٹھٹھک گئی اور
اسنے کہا کہ مین روز ادھر سے جاتی ہون مگر سواے آج کے مجھے کسی نے ٹوکا نہیں تو کون ہے
کہا تو نے راہ زنی پر کمر باندھی ہے جو تو اس صحرا مین آیا ہے۔ اسنے کہا یہان آ تو مین بتلاؤن۔ یہ اسکے
قریب آئی اور کہا کہ مجھے ٹھہرنا زیادہ منظور نہیں ہے لیکن سرقہ نے جو دیکھا کہ عورت حسین ہے
اسنے کہا کہ لاؤ اتنی دیر اسی سے دل بہلامین اور یہ اشتادن گاتین یہ دلمین اپنے خیال کرتے ہی
اسنے کہا کہ ٹھہر جاؤ تھوڑی دیر ابھی ایسی جلدی کاہے کی ہے اور یہ سب سامان تم کہان لیے
جاتی ہو اسنے کہا کہ ایک جوگی اس مقام پر ہے اسکے واسطے یہ لیکر جاتی ہون وہ بڑا کامل ہے اگر
تو مجھے روکے گا تو کیا عجب ہے کہ وہ اس مقام پر آجائے اور سزا اسے معقول دے بس یہ سنکر سرقہ
کو غصہ آیا اور کہنے لگا کہ ایک جوگی مجھ ایسے دیو کو سزا دے سکتا ہے اور یہ کہکر ہاتھ اسکا پکڑ لیا اور
تھال اسکے ہاتھ سے لے لیا یہ ہان ہان کرتی رہ گئی اسنے چھین کر حلوا نوش جان کیا اور وہ شراب
بھی پی لی اور کہا کہ دیکھون کہ اس جوگی کو کیونکر خبر ہوتی ہے اور وہ آکر میرا کیا کرتا ہے اور کہا کہ اب تو
اسی مقام پر بیٹھ۔ یہ پری نقلی مجبور ہوکر زیر درخت بیٹھ گئی اور یہ کھاکر اور شراب پی کر سرشار ہوا اور
دماغ اسکا بادہ ناب سے گرم ہوا اسوقت یہ ناچنے لگا اور اپنی زبان میں کچھ اشعار واہی تباہی
بکنے لگا اور خوش ہوتا تھا یہانتک ناچتے ناچتے اسکی یہ گت ہوئی کہ ہوا کے تھپیڑے سے دھم سے
زمین پر گرا اور گرتے ہی بیہوش ہوگیا اس پری نقلی نے یہ حال دیکھکر کمر مستحکم کی پر دستکے باندھی
اور آکر ایک وار شمشیر مین اسکا سر قلم کیا اور سر لیکر یہ بخدمت صاحبقران زمان روانہ ہوا وقت
دربار برخاست ہونے کا تھا کہ اسنے لاکر وہ سر زیر قدم صاحبقران کے ڈالدیا۔ پوچھا صاحبقران
نے کہ یہ سر کسکا ہے اسنے عرض کیا کہ اسی دشمن صاحبقران کا سر ہے کہ جسکی بابت مین نے عرض کیا تھا
اور یہ اس دیو سرقہ کا سر ہے اور یہ کہکر زیر قدم ڈالدیا۔ یہ سنکر صاحبقران بہت خوش ہوے
اور خلعت و انعام بہت کچھ دیا اور آپ اپنی بارگاہ مین براے آرام روانہ ہوے ادھر صداہاے
ہوشیار باش و بیدار باش کی بلند ہوئین انتظار صبح مین تمام دیو شب بسر کرتے اور اپنے
اپنے حربون کو درست کرتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ کل پھر مقابلہ عظیم ہے دیکھیے کسکی فتح ہو اور
کسکی شکست ہو خدا نے ایک ایسا شخص پیدا کر دیا ہے کہ تمام دیوان قاف کو یہ صاف کرتا ہے اور
دین اسلام کو آباد کرتا ہے۔ یہ لشکر وسواس مین چرچے ہے ادھر زمانہ شب کا برطرف ہوا وقت
سحر نمودار ہوا سلیمان صاحبقران زمان کے لشکر مین دردی بجی اور صداے اللہ اکبر بلند
ہوئی صاحبقران نے نماز صبح سے فراغ حاصل کیا اب جو دیکھا تو دیوان اسلام کمرین باندھے

ہوئے آمادہ مرگ صف بستہ ایستادہ ہین اُسوقت آپ نے شکر خدا کیا اور کل فوج کو لیکر طرف
میدان کارزار کے روانہ ہوئے ادھر دیو وسواس بھی کل فوج لیکر اپنی میدان کارزار مین آیا۔
دونون لشکر اپنے اپنے لشکرون کی صف آرائی مین مشغول ہوئے ہی تھے کہ دیکھا کہ سامنے سے
دوسغبل بن قہقہہ مع بیس ہزار فوج کے نمایان ہوا اور آتے ہی دیو وسواس کو سلام کیا اور داخل
لشکر ہوا اُسکے بعد ہومان وزیر مع بائیس ہزار فوج کے آیا اُسوقت اُسنے حکم دیا کہ آراستگی فوج کرو
یہ آراستگی فوج مین متوجہ ہوا اُسوقت دیکھا کہ جلاجل بن سمندون ہزار دست کہ جسکے بھی پچاس ہا
مین آیا اور دیو وسواس کو باادب سلام کیا اور مع بیس ہزار دیوون کی فوج سے داخل فوج وسواس
ہوا۔ اُسوقت ہومان وزیر نے فوج کو درست کرنا شروع کیا یمین و یسار قلب و جناح کے علم افسران
فوج کو دیے اُسوقت بیلدارون نے بہ تیزدستی بلندی و پستی اُس جگہ کی ہموار کی اور سقون نے آبخیز
چھڑکاؤ کیا کہ گرد اُس میدان کی بیٹھ گئی جب فوج درست ہوچکی اُسوقت دیو وسواس نے وزیر ہومان
سے کہا کہ اے ہومان میری فوج تین چار لاکھ ہے اور صاحبقران کی فوج کل ایک لاکھ معلوم ہوتی ہے
اگر ایک ایک مٹھی خاک میری فوج صاحبقران کی فوج پر ڈالدے گی تو یہ سب فوج دب جائیگی میری فوج
اگر خداوند نے چاہا تو پیس کر اُنکو مار ڈالیگی اب مین یقیناً فتحیاب ہونگا اسواسطے مین تجھے زندانخانہ
بھیجتا ہون کہ وہانکا تو انتظام کر کیونکہ شاید اگر لڑائی بگڑ جاے اور ہماری شکست ہو جاوے
اور سلیمان صاحبقران کی فتح ہو تو تجھکو خوب معلوم ہے کہ اُس قیدخانہ مین انوار بریزاد مع اپنے ہمراہیون
کے قید ہے اور اُسکی عورتین بھی ہمراہ اُسکے مقید ہین اور وہ اس مقام کا بادشاہ ہے لہذا اُسکی قید کی بہت
ہوشیاری کرنا اور جسوقت میری شکست کی خبر سننا فوراً انوار بریزاد کو مع اُسکے ملازمین و عورتون کے
قتل کر ڈالنا اسمین تساہلی نہ کرنا یہ کہکر اُسنے وزیر ہومان کو رخصت کیا اور یہ سلام کر کے طرف زندانخانہ
کے روانہ ہوا اور وہان پہونچکر انتظام مناسب کیا اور کچھ زیادتی کی اُسوقت قیدیون نے دربانون
سے دریافت کیا کہ آجکل ہماری قید کا کیون زیادہ بندوبست ہے اُسوقت ایک دربان نے کہا کہ سلیمان
صاحبقران اور دیو وسواس سے لڑائی ہے تو دیو وسواس نے حکم دیا ہے اپنے وزیر ہومان کو کہ اگر میری
شکست ہوجاوے تو فوراً ان قیدیون کو قتل کر ڈالنا اسمین تساہلی نہ کرنا یہ سنکر وہ قیدی زار زار اشک
بار رونے لگے اور بالحاح وزاری دست دعا بدرگاہ جناب باری بلند کیے اور یون عرض کرنے لگے
کہ اے کس بیکسان و اے فریادرس غریبان تو خوب جانتا ہے کہ صاحبقران سلیمان کی وجہ سے
ہزارہا بندے تیری پرستش کرنے لگے اور ہزارہا مسلمان ہوگئے اور بت پرستی چھوڑ کر تیری
عبادت کرنے لگے اسوقت ہمکو قتل ہونے کا خوف نہین ہے مگر صاحبقران زمان کو تو فتحیاب کرنا کیونکہ
تجھے بھی شناسا ہے کہ اُسکی تعداد فوج چار لاکھ ہے اور صاحبقران کی فوج کل ایک لاکھ ہے خداوندا بتصدق
اپنے حبیب کے دین اسلام کی ترقی کرنا اور دیو وسواس کے شر سے سلیمان صاحبقران کو بچانا۔
یہ سب کے سب مع عورتون کے دعا کر رہے تھے اُسطرف دونون لشکر آراستہ ہوگئے اور صفین
بندھ گئین اُسوقت چند دیوان فوج وسواس نے صف سے آگے بڑھ کے کہا کہ اے صاحبقران
آپکو اجازت دیجاتی ہے کہ آپ اپنے لشکر کو لیکر جسطرف آپکا جی چاہے چلے جایئے اگر اسوقت تو
ہونا معاوضہ ہوا نہیں تو ناحق بندگان خدا کی جانین جائینگی اسلیے کہ تمہاری فوج کم ہے اور کسی طرح سے
برسر مقابلہ نہین ہوسکتی اسواسطے کیون بندگان خدا کی جانین تباہ ہون اُسوقت صاحبقران زمان نے

اپنے افسران فوج کی طرف دیکھا اور کہا کہ واقعی ہی کہ میری فوج بہت کم ہی اور دیو وسواس کی فوج بہت
زیادہ ہی اسلیے مین تمکو حکم دیتا ہون کہ جس بہادر کا جی چاہے چلا جائے مین تنہا مقابلہ اس سے کرونگا
اور اگر خداوند کریم نے چاہا تو بطفیل پنجتن پاک اسپر فتحیاب ہونگا اُسوقت اُن سب نے یکزبان ہو کر
باادب عرض کیا کہ حضور اب ہم آپکو چھوڑ کر کہان جائین۔ نور کو چھوڑ کر تاریکی کی طرف جائین جب تک
ہماری جانون مین جان ہی اور ہاتھون مین قوت ہی اُسوقت تک آپ کی مدد کرینگے ہان جسوقت موت
آجائیگی تو مجبور ہو جاوینگے یہ کلام جرأت آمیز صاحبقران زمان نے اُنکی زبانی سُنکر نہایت محظوظ
ہوئے اور ان دیوان خوش دلی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ جو فوج وسواس سے بڑھکر لیاقت
زیادہ تھی اور تم مسافران تو ہو ہو جو تمہاری جانون کا مالک واحد ہون اگر خداوند کریم نے
چاہا تو تیغ دنیا بکفر کو اُجاڑ دونگا اور جھنڈا دین اسلام کا گاڑ دونگا تم لوگ کثرت فوج پر مغرور ہو۔
ہو... اصحاب فیل کو یاد کرو اُسوقت دیو وسواس نے یہ تقریر صاحبقران سُنی اور دل مین کہا کہ واقعی
بڑا بہادر آدمی ہی کہ اُسنے میری اس کثرت فوج کو کچھ خیال نہ کیا اور حکم دیا کہ میرے لشکر سے کوئی ہی جو جاوے
اور برسر مقابلہ ہو اُسوقت سفیل بن قہقہہ آگے بڑھا اور عرض کیا کہ مین براے مقابلہ جاتا ہون
یہ کہہ ہی رہا تھا کہ سامنے سے کرابن قرارع بائیس ہزار فوج کے آگیا اور دیو وسواس کو سلام
کرکے کہنے لگا کہ مجھے اجازت میدان کارزار ہو دیو وسواس نے کہا کہ تم ابھی ٹھہر جاؤ سفیل بن قہقہہ
نے اجازت میدان کارزار لی ہی اُسوقت سفیل بن قہقہہ آگے بڑھا ہی تھا کہ دیو شنکل آہنی شاخ
نے بڑھکر کہا کہ مین صاحبقران سے مقابلہ کرونگا اُسوقت دیو وسواس نے دیو سفیل سے کہا کہ اچھا
ابھی تم ٹھہر جاؤ دیو شنکل کو مقابلہ کرنے دو بس اجازت پاتے ہی دیو شنکل آہنی شاخ چوب لیے
ہوئے اُچھلتا کودتا آگے آیا اور بڑھکر آواز دی کہ ہی کوئی کہ جو مجھسے مقابلہ کرے اُسوقت اکثر دیوان
فوج صاحبقران نے چاہا کہ ہم براے مقابلہ جاوین مگر صاحبقران نے منع کیا اور فرمایا کہ مین خود براے
مقابلہ جاؤنگا یہ کہکر آپ خود براے مقابلہ دیو شنکال آئے اور آواز دی کہ لا ضرب بہادری کی یہ
سُنکر دیو شنکال نے وار کیا کہ اگر کوہ پر وہ وار کرتا تو اسکے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے مگر صاحبقران زمان
اُسکے پہلو کے برابر پہونچ گئے اور ایک ہی وار مین اُسکے دو ٹکڑے کیے اور وہ زمین پر گرا اور گرتے
ہی مرغ روح اُسکا قفس جان سے پرواز کر گیا ادھر لشکر صاحبقران مین صداے تحسین و آفرین بلند
ہوئی کہ ناگاہ گرد اُٹھی جب دامن گرد شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ کرابن قرار سامنے سے نمایان ہوا اور آکر
دیو وسواس کو سلام کیا اسنے جواب سلام دیا اور دخل ہونے لشکر کی اجازت دی کہ اسنے بڑھ کے
کہا کہ حضور مجھے بسبب اکثر کامون کے آنے مین عرصہ ہوا اسوجہ سے مین چاہتا ہون کہ مجھے اجازت
میدان کارزار ہو۔ اسنے اجازت میدان کارزار دی یہ چلا ہی تھا کہ جلاجل بن سمندون ہزار دست کہ
اسکے بھی پچاس ہاتھ تھے سامنے آیا اور کہا کہ آپ کیون اپنی فوج کو قتل کراے دیتے ہین مجھے اجازت
دیجیے کہ مین جا کر نام صاحبقران کو صفحہ ہستی سے مٹا دون یا کہیے تو زندہ پکڑ لاؤن اُسوقت دیو وسواس
نے کرار سے کہا کہ اچھا ابھی تم ٹھہر جاؤ اور لشکر مین جا کر دم لو اسنے کہا کہ بہت بہتر ہی اُسکے بعد جلاجل بن
سمندون ہزار دست نے ایک ہاتھ مین گولا اور ایک ہاتھ مین چوب ایک ہاتھ مین دار شمشاد ایک ہاتھ مین
ارہ لشت نہنگ ایک ہاتھ مین خنجر فولادی ایک ہاتھ مین گرز اور پانچ ہاتھون مین پانچ ڈھالین غرضکہ اُسنے
اپنے سب ہاتھون مین حربے لیے ہوے جنگھاڑتا ہوا اور مثل بادل کے گرجتا ہوا اس فوج سے

نکلا اور آواز دی کہ اے صاحبقران زمان اب تم میرے ہاتھ سے کہاں جاتے ہو اور میں تمہیں کب
زندہ چھوڑتا ہوں صاحبقران زمان نے یہ سنکر فرمایا کہ جو گرجتے ہیں وہ برستے نہیں وقت جنگ
یہ حال کھلجاتا ہی اور تیرے تو پچاس ہاتھ ہیں تیرے باپ کے تو ایک ہزار ہاتھ تھے مگر جسوقت کہ
دادا صاحب سے مقابلہ ہوا تو وہ ایک ہزار ہاتھ کچھ بھی نہ کر سکا اور جناب نے اُسکو واصل جہنم کیا
اور تیرے تو پچاس ہی ہاتھ ہیں انکو تو میں مثل ان ٹہنیوں کے قلم کر دونگا کہ جو بیچ درخت میں پیدا ہو جاتی
ہیں یہ سنکر اسکو اور زیادہ غصہ آیا اور مثل فیل مست کے چنگھاڑا کہ سارا میدان کارزار گونج گیا یہ حال
دیکھکر تمام اہل فوج صاحبقران بدرگاہ جناب حنان دمنان یوں عرض کرنے لگے کہ خداوند تو اسکے
شر سے بچانا اور کہتے تھے کہ تمام قاف میں یہی ایک دیو ہی کہ اس سے سب پناہ مانگتے ہیں یہ دعا
کر رہے تھے کہ ناگاہ اُسنے صاحبقران پر حملہ کیا اُدھر صاحبقران نے یا حیدر کرار کہا اور اسکے قریب
آ گئے ابھی وار آنے نہ پایا تھا کہ آپ نے نیمچہ سہراب کا وار کیا اور اُسکے ہاتھ کو قلم کیا اسنے اپنے
ہاتھ کو گرتے دیکھا اور ہیہات کیا اور پھر حملہ آور ہوا آپ نے اُسکے اُس ہاتھ کو بھی قلم کیا یہانتک کہ
آپ نے کل ہاتھ قلم کر ڈالے صرف دو ہاتھ باقی رہے کہ ایک ہاتھ میں گولا اور ایک ہاتھ میں ڈھال
تھی اُسوقت اسنے سر صاحبقران کو تاکا اور گولا اس زور سے مارا کہ اگر پہاڑ پر وہ گولا پڑتا تو ریزہ
ریزہ ہو جاتا وہ گولا آنکر پھسلتا ہوا سر صاحبقران پر پڑا صاحبقران نے چرخ کھایا اور اسپ یکتائی
تین مرتبہ چرخ کھا گیا اُسوقت جلاجل بن سمندون ہزار دست نے آواز دی کہ اے دیو و سواحر خبردار
صاحبقران زمان جانے نہ پائے میں نے کام صاحبقران کا تمام کر دیا ہے اسوقت اُسکی فوج سے
چند افسران فوج برائے گرفتاری صاحبقران زمان نکلے ہیں کہ ادھر ایک لاکھ فوج صاحبقران فوج
دیو و سواحر میں نعرہ اللہ اکبر کہتی ہوئی دھنس آئی اور جنگ مغلوبہ ہونے لگی اور دار و گیر
چلنے لگے اور برابر سے ہر دو جانب ارکا پشت ہنگ اور دار شمشاد اور بیچ میں چلنے لگیں ایک ہنگامہ
عظیم برپا ہو گیا خون بہہ بہہ کر مثل ندی کے روان ہو گیا اُسوقت مقتولوں کے ہاتھ اور سر اُسمیں تیرنے
لگے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا کچھوے تیر رہے ہیں اور سر اُسمیں مثل حبابوں کے اُبھرتے تھے اور پھر
بیٹھ جاتے تھے تین پہر تک یہ لڑائی رہی اور لشکر صاحبقران نے خوب داد مردی و مردانگی دی مگر کہاں
وہ چار لاکھ فوج کہاں یہ ایک لاکھ اب انکی فوج گھونگھٹ کھانے کو تھی کہ ناگاہ ایک تیرہ گرد
سامنے سے نمایاں ہوا اور یہ معلوم ہوا کہ ایک آسمان خاکی زیر آسمان اور پیدا ہو گیا ہے جب
ہوا نے گرد کو مارا اور گرد نے ہوا کو مارا یہانتک کہ دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ نقابدار گوہر پوش
اور نقابدار یاقوت پوش مع فوج کثیر کے نمایاں ہوئے اور عقب میں اُنکے اخضر زرد پوش
مع اپنی فوج کے چلا آرہا ہے یہ دیکھتے ہی نقابداروں نے آواز دی کہ باش او قرمساقان خبردار
ہم تمہاری جان کے ملک الموت آ گئے اور آتے ہی مثل ضیغم ان روباہوں کا شکار کھیلنے لگے
ناگاہ کرار بن فرار کا سامنا نقابدار گوہر پوش کا ہو گیا اُسوقت کرار بن فرار نے کہا کہ او نقابدار گوہر پوش
کہاں جاتا ہی آ مجھ سے ہم مقابلہ ہو یہ سنکر نقابدار گوہر پوش اسپر جھپٹ پڑے اور اسنے بھی
وار شمشاد اُٹھا کر اُنپر وار کیا آپ نے وار کو آتے ہوئے دیکھکر سپر کو چہرہ کی پناہ کیا اور اسکے وار کو خالی
دیکر اور اللہ اکبر کہکر تلوار اسکا وار کیا یہ برق سر کرار بن فرار پر چمکی اور جھک کر گری اور خرمن ہستی کو
اُسکے جلا کر خاک سیاہ کر دیا اور مرغ روح اُسکا قفس جان سے پرواز کر گیا یہ دیکھکر سقیل بن فہقہہ

برائے مقابلہ بڑھا تھا کہ نقابدار یا قوت پوش نے بڑھکر کہا کہ او مردود کہاں جاتا ہی۔ یہ انکی طرف جھپٹا
اور کہا کہ خوب ہوا کہ تو نے مجھے ڈکا پہلے میں تیرا ہی خاتمہ کرلوں اور یہ کہکر گرز گران کا وار کیا آپ نے
اسکی ضرب کو خالی دیا اور یہ اسکے لنگر میں جھکا اسوقت آپ نے جو زنجیر کمر کو تاک کر ایک ایسا وار شمشیر
کیا کہ وہ مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوا اسوقت صاحبقران نے خیال کیا کہ کہیں ایسا نہو کہ دیو دوسواس
انکے ہاتھ سے قتل ہو جاوے اور اس اثنا میں انکو جو زخم لگا تھا وہ بھی اچھا ہو چلا تھا کہ آپ نے
کچھ دوا میں چھڑک کر اسکو باندھ دیا صاحبقران زمان اس خیال میں تھے کہ دیو دوسواس نے
سامنے سے دکھائی دیا بس آپ اسیوقت نیمچہ سہراب کو لیکر جھپٹ پڑے اور کہا کہ او نامرد تو کہاں
اب میرے ہاتھ سے بچ سکتا ہی اور میں تجھے کب زندہ چھوڑتا ہوں یہ سنکر دیو دوسواس نے اپنے
دل میں خیال کیا کہ واقعی صاحبقران زمان بہت ہی زور آور شخص معلوم ہوتا ہی کیونکہ ابھی تھوڑا
عرصہ ہوا کہ اسنے بہت بڑا زخم کھایا تھا پھر اسکی یہ جرأت ہی اور آواز دی کہ میں بھی یہی چاہتا تھا
کہ مجھسے اور آپ سے مقابلہ ہو جاوے اور اس لڑائی کا خاتمہ ہو جاوے وہ امید میری پوری
ہوگئی اسوقت اخضر زرد پوش نے کہا کہ حضور ابھی یہ غلام موجود ہی مجھے حکم ہو کہ میں جا کر اس ملعون
کا خاتمہ کردوں یہ سنکر صاحبقران نے کہا کہ پہلے اس سے میں خود مقابلہ کرونگا اور یہ کہکر اسکے قریب
آگئے اور فرمایا کہ لا ضرب بہادری کی بس یہ سنتے ہی دار شمشاد دیکھکر یہ صاحبقران زمان پر جھپٹا اور
بڑھکر وار کیا آپ نے اسکے وار کو خالی دیا اسوقت یہ بہت خفیف ہوا اور گرز لیکر بڑھا اور کہا کہ
گرز مادی جان بازی ہی اور یہ وہ گرز ہی کہ اگر رستم ہوتا تو وہ بھی اسکی تاب نہ لا سکتا یہ کہکر اسنے
سر صاحبقران کو تاک کر اسکا وار کیا آپ پھرتی سے اسکے پہلو پر آگئے جب گرز آپ کے قریب آیا
اسوقت آپ نے اسکو بائیں ہاتھ سے روکا اور مضبوط پکڑ کر ایک ایسا جھٹکا مارا کہ گرز اسکے
ہاتھ سے چھوٹ گیا اور یہ اوندھے منہ گرتے گرتے بچگیا اسوقت آپ ہنسے اور فرمایا کہ اسی
بل پر تو ناز کرتا تھا اسوقت اسنے کہا کہ گرز کی ضرب تو خالی گئی مگر اب اس چوب سے بچنا آپ
محال ہو جاویگا اور یہ کہکر چوب اٹھا کر پھر بڑھا اسوقت آپ اسکے بائیں طرف سے داہنی
طرف آگئے ادھر اسنے چوب کا وار کیا کہ وہ ہاتھ اسکا مع چوب کے قطع ہوگیا اور یہ ہاتھ کو
دیکھکر ہیہات کہتا ہوا پیچھے ہٹا اور پھر دار شمشاد کو لیکر جھپٹ کر وار کیا آپ نے مثل ضرب اول
کے پھر وار کیا اور اس ہاتھ کو بھی مع دار کے قطع کیا اب یہ بے دست ہوگیا اور خون اسکے
شانوں سے مثل پرنالے جاری ہوگیا اب اسکے افسران فوج نے چاہا کہ اسکو بچا لیجائیں
اس وقت آپ نے اللہ اکبر کہکر اور نیمچہ سہراب کو اٹھا کر مارا کہ وہ نیمچہ مثل برق اسکے سر پر چمکا
اور چمک کر گرا کہ اسکے خرمن حیات کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا اور روح اسکی طرف دوزخ کے روانہ
ہوئی یہ حال دیکھکر فوج دیو دوسواس کے پاؤں اکھڑ گئے اور ادھر بہادران اسلام کو اور زور زیادہ
ہوگیا اور ڈٹ کر وار کرنے لگے اسوقت افسران فوج نے یہ حال دیکھا اور خیال کیا کہ اب ہم میں سے
فوج صاحبقران ان کسیکو زندہ نہ چھوڑیگی یہ خیال کرکے چادر امان کی ہلانے لگے اور کچھ رومال
تلواروں میں باندھ باندھ کر ہلانے لگے اور خواہان امان ہوئے اور یہ آواز بلند گویا ہوئے کہ جیسا ہم نے
کیا اسکی سزا پائی اب طلبگار امان ہیں آپ نے فرمایا کہ بشرط قبول ایمان امن ہے سب نے کہا کہ بدل و جان
بدل قبول کیا اسوقت صاحبقران نے اپنا ہاتھ روک لیا یہ دیکھتے ہی سب افسران فوج نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا

اور لڑائی ختم ہوئی اور سب افسران فوج صاحبقران قریب صاحبقران آئے اور عرض کیا کہ اب ہمکو کیا
حکم ہوتا ہی اُسوقت آپ نے فرمایا کہ لاشیں شہیدان اسلام کی لاشہاے کفار سے علیحدہ کرلو
یہ حکم پاتے ہی افسران فوج نے لاشہاے شہدا الگ کرنا شروع کیں اور ادھر افسران فوج دیو
و سوالس آئے اور کہنے لگے کہ اگر حکم ہو تو ہم بھی انکی لاشیں الگ کریں حالانکہ اب ہم سے اور اُنسے
کوئی تعلق نہیں ہی کیونکہ ہم مسلمان ہوگئے ہیں اور یہ سب کافر تھے مگر ہم نے انکا نمک کھایا ہے
اسلیے آپ سے اجازت کے خواہاں ہیں اُسوقت آپ نے حکم دیا کہ اچھا مناسب ہی تم بھی انکی لاشیں
الگ کرلو اُسوقت یہ سب کے سب لاشیں علیحدہ کرنے لگے یہانتک کہ لاشیں اُنکی علیحدہ کردی گئیں
اور اب جو شمار کیا تو پونے دو لاکھ دیو فوج دیو و سوالس سے مارے گئے اور پچیس ہزار فوج صاحبقران
سے قتل ہوے غرضکہ صاحبقران زمان یعنے سلیمان صاحبقران نے پھر دوبارہ حکم دیا کہ ہماری
فوج کے جو لوگ قتل ہوے ہیں وہ دفن کیے جائیں اور فوج کفار کے جو مقتول ہیں وہ جلادیے جاویں
اُسی وقت ایک گڑھا عمیق کھودا گیا اور سب کو اکٹھا کرکے اُسمیں ڈالدیا اور دفن کردیا اور صاحبقران
زمان اُنکے اوپر بہت گریاں ہوے ادھر اُن سب نے مقتولین کفار کو ایکجا جمع کیا اور سالکو ہزارہا
من لکڑیاں جمع کراکے پھکوا دیا اُسوقت آپ داخل بارگاہ ہوے اور پوشاک جنگ کو اُتارا ـ
اُسوقت نقابدار عالیمقدار واسطے رخصت ہونے کے آئے صاحبقران زمان نے انکی بہت تعریف
و مدح کی اور اپنے گلے سے لگایا اور داہنے اور بائیں جگہ دی اور فرمایا کہ میں خیال کرتا تھا کہ قاف
میں چراغ اسلام گل ہوگیا لیکن الحمد للہ اب تم دونوں صاحبوں کو دیکھکر یہ یقین ہوا کہ ابھی یہاں
چراغ اسلام روشن ہی اب میں آپ سے اس امر کا امیدوار ہوں کہ آپ یہ فرمائیں کہ آپ کس گلستان
کے گل ہیں اور کس سرو کی قمری ہیں اب آپ اپنے حسب و نسب سے آگاہ کریں کیونکہ آپ سے
بوے یگانگی آتی ہی اور آپ کی طرف میرا دل خود بخود کھنچتا ہی اور اسکے قبل اختر زرد پوش نے
آپکی مدح و ثنا کی ہی اور واقعی آپ نے اُسکی مدد بہت دلاوری اور بہادری سے کی میں آپکا بہت
ممنون و مشکور ہوا مگر میں اب اُس وقت تک [illegible] رخصت نہ دونگا کہ جب تک آپکے نام نامی
اور اسم گرامی سے مع حسب و نسب کے واقف نہ ہونگا یہ سنکر نقابداروں نے سر کو جھکا لیا اور عرض
کیا کہ ہماری سرگذشت ایک قصہ طویل ہی لیکن اتنا عرض کیا جاتا ہی کہ قمر زاد اور گوہر زاد یہ دونوں بیٹے
صاحبقران اول کے حضور نے سنے ہونگے جنگ دیو آتش بار میں وہ دونوں حضرات شہیدان راہ
خدا ہوے اُسوقت ہم بہت کمسن تھے کہ ہماری دائیں ہمکو لیکر سرحد قاف سے نکل گئی تھیں جب
ہوشیار ہوے تو والدہ مہربان نے سارا حال بیان کیا اور قاف چہارم میں کہ وہاں چند دیو اور پری
خدا پرست تھے اور حکومت دیو بیکہ سرمست کی تھی اُسکو معلوم ہوا کہ یہ چند آدمی خدا پرست ہیں
اُسوقت وہ برسر پرخاش ہوا اور ہم سے برسر مقابلہ ہوکر ہمارے ہاتھ سے وہ مارا گیا اور ہمنے اُس
ملک کو اسلام آباد کیا اور آپ کی تشریف آوری کی خبر سنکر مشتاق قدمبوس ہوکر ہم یہاں آئے
اور یہ جو نقابدار نقاب پوش ہیں یہ قمر زاد کے بیٹے ہیں کہ وہ میرے چچا تھے اور میں گوہر زاد کا بیٹا
ہوں اور ہم دونوں پوتے ہیں جناب حمزہ صاحبقران اول کے اور میرا نام اختر پری زاد اور انکا نام
انجم پری زاد ہی یہ سنکر صاحبقران نے دوبارہ گلے سے لگایا اور کہا کہ اے بھائی میں بھی پوتا ہوں
جناب صاحبقران اول کا اور بیٹا ہوں صاحبقران اعظم کا لیکن اب

دو کلمے داستان حیرت بیان دیو ہومان کے بیان کئے جاتے ہین

کہ بروقت شروع جنگ کے جو دیو وسواس نے اسکو واسطے قتل پریزادان مع بادشاہ کے قیدخانہ
مین بھیجا تھا جسوقت کہ ہومان وزیر نے سنا کہ دیو وسواس مارا گیا اُسوقت اسنے یہ خیال کیا کہ بادشاہ
یعنی انوار پریزاد کا ہلاک کرنا عبث اور بیکار ہے اسلیے کہ دیو وسواس کا دنیا پر اب آنا بہت مشکل ہے
اور اگر تم نے انھین قتل کیا تو صاحبقران زمان کو معلوم ہو جاویگا اور وہ مثل دیو وسواس کے قتل
کر ڈالینگے اور خداوند نے بھی وعدہ کیا تھا کہ مدد کرینگے لیکن کیا ایسی مدد کی کہ دیو وسواس کو قتل کرا ڈالا
اور آپ دھوان بنکر اُڑ گئے اب انکا ماننا بھی حرام ہے اور واقعی ایسے خداوند پر لعنت کرنا چاہیے اور یہ خیال
کرکے اُسنے انکے قتل سے دست کشی کی کیونکہ سے جاکو راکھے سائیان مار نہ ساکے کوے ٭
بال نہ بیکا کر سکے گو دو جگ بیری ہووے ٭ یہ وہان سے چلا یہان قیدخانہ مین جو آکر دیکھا تو
بادشاہ مع اپنے پریزادون اور رفیقون کے دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے ہین
اور عورتین اپنے سر کے بال کھولے دعا کر رہی ہین یہ معرکہ دیکھکر دیو ہومان نے آواز دی
کہ تیر دعا تمھارا ہدف مراد پر بیٹھا اور صاحبقران کی فتح ہوئی اور دیو وسواس مارا گیا یہ سنکر سب کے
سب برائے سجدہ خداوند عالم خم ہوے بعد فراغ سجدہ کے انوار پریزاد نے سر کو اُٹھایا اور دیو
ہومان سے کہا کہ اب ہم موجود ہین ہمارا سر کاٹ لے کیونکہ خداوند عالم نے ہماری دعائین مستجاب
کین یہ سنکر دیو ہومان نے کہا کہ وہ ہاتھ قطع ہو جاوین کہ جو آپ پر اُٹھین اور آپ لوگون کو قتل کرین
اسلیے کہ مجھے معلوم ہوا کہ مذہب اسلام برحق ہے اور بت پرستی اور ان خداوندون کی اطاعت نہایت
بیکار ہے اور مین مسلمان ہو گیا اب مین خدمت صاحبقران زمان مین جاتا ہون اور وہان جاکر آپکے
قیدخانہ کی حالت کہتا ہون اب آپ مطمئن رہین یہ کہکر طرف بارگاہ صاحبقران کے روانہ ہوا اور
افتان وخیزان و پریشان قریب بارگاہ گلستان ارم سلیمانی کے پہونچا اور اس بارگاہ مین سلیمان
صاحبقران مع نقابداران جلوہ افروز ہین کہ مہتر گستہم زرین کمر نے آکر عرض کیا کہ دیو ہومان وزیر
بادشاہ دیو وسواس بغیر ہتھیار رومال باندھے ہوے دربارگاہ پر حاضر ہے اور اذن حضوری چاہتا ہے
اُسوقت ارشاد عالی ہوا کہ بلاؤ یہ سنکر مہتر گستہم زرین کمر گئے اور اپنے ہمراہ لیکر سامنے صاحبقران
کے لائے اُسوقت صاحبقران نے اُسکی طرف دیکھا اسنے جھککر مجرا کیا صاحبقران زمان نے فرمایا
کہ اسکے ہاتھ کھول دو فوراً اُسکے ہاتھ کھول دیے گئے اُسوقت اسنے عرض کی کہ حضور مجھے کلمۂ حق
تلقین فرمائین صاحبقران زمان نے اسے کلمۂ طیبہ سے سرفراز و ممتاز کیا اور وہ از سر صدق مسلمان
ہوا۔ اُسوقت صاحبقران نے اسے بیٹھنے کی اجازت دی یہ سلام کرکے بیٹھ گیا اور یون گویا ہوا
کہ حضور دیو وسواس نے مجھے برائے قتل بادشاہ سابق یعنی انوار پریزاد اور اسکے ہمراہیون کے
مقرر کیا تھا اور یہ کہا تھا کہ اگر میری شکست ہو تو ان سبکو قتل کر ڈالنا میرے کسی دوسرے حکم کا انتظار
نہ کرنا لیکن جسوقت سے مجھے خبر ہوئی کہ دیو وسواس مارا گیا اُسوقت سے مجھے خیال ہوا کہ اب انکا مارنا اچھا
نہین ہے مگر اس خیال کا دلمین گذرنے والا معلوم ہوا اور انکا استغاثہ دیکھا کہ آپکی فتح کے لیے دعا کرتے
ہین اُسوقت مین مسلمان ہوا اور یہ خیال کیا کہ حضور کے سامنے جاکر مشرف ہون خداوند کریم نے اچھا ہی
کیا اور مین نے اُنکے قتل سے دست کشی اختیار کی اب جیسا حکم ہو ویسا انکے ساتھ کیا جاوے یہ
سنکر صاحبقران نہایت خوش و بشاش ہوے اور فرمایا کہ انکی قید کسقدر ہو گی اُسوقت اسنے عرض کیا

کہ حضور مین ساڑھے تین سو قیدی ہین اسوقت صاحبقران نے کہا کہ تو جاکر جلدی قلعہ قمر تخت مین پہونچا
دے کہ جو انکا قلعہ قدیم ہی اور اُنسے کہدینا کہ وہان آپ جاکر حمام وغیرہ کیجیے اور جب طبیعت بھی
درست ہو اُسوقت ہمسے ملاقات کیجیے اور ہم سے اسواسطے یہ کہا جاتا ہی کہ اُنکے ناموس بھی
اُنکے ہمراہ ہین اُنکا آنا اُنکے لیے نہایت ناموسی کا ہی یہ سُنکر اُسنے سلام رخصت کیا اور طرف قیدخانہ
کے روانہ ہوا اور وہان پہونچکر صاحبقران کے الطاف وکرم کا حال بیان کیا اور سب اپنے ہمراہ لیجاکر قلعہ
مین داخل کیا ان لوگون نے صاحبقران کا نہایت شکریہ ادا کیا اور مصروف درستی لباس وغیرہ
ہوے اور ہومان نے انکی تیمارداری مین بسرگرمی کوشش کی اور مصروف علاج ہوا بعد دو دن
کے ہومان کو بادشاہ نے بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ یہ تابعدار سراپا انکسار حاضر دربار ہونا چاہتا ہی
ہومان خدمت مین صاحبقران کے حاضر ہوا اور پیام بادشاہ کا عرض کیا۔ صاحبقران نے فرمایا
کہ کہو کہ آپ تشریف لائین۔ یہان انوار پریزاد ریان شاہ کو کہ وہ انکا سمدھی ہی ہمراہ لیکر
چلنے ہی کو تھا کہ دیو ہومان نے آکر کہا کہ حضور تشریف لیچلین اُسوقت انوار پریزاد مع ریان شاہ کے
طرف دربار کے روانہ ہوے جب قریب دربار پہونچے صاحبقران نے براے استقبال خضر زردپوش
کو روانہ کیا اور چند اور دیو بھی اسکے ساتھ گئے جب یہ پہونچے تو خضر زردپوش نے انکا استقبال
کیا اور صحبت صاحبقران مین لیکر حاضر ہوا ادھر صاحبقران زمان نے انکے لیے ایک تخت شاہی
بچھوا رکھا اُسوقت آپ نے اُنکی طرف دیکھا انھون نے سلام کیا صاحبقران نے تخت پر بیٹھنے کی
اجازت دی اُسوقت انھون نے کہا کہ ہمین تو اب تخت وتاج سے کچھ سروکار نہین ہی ہمین تو آپ
اپنی رعایا تصور فرمائین صاحبقران نے فرمایا کہ آپکو معلوم ہی کہ ہم کسیکا تخت وتاج نہین چھینتے ہین
یہ ملک اور تاج اور تخت آپکا آپ ہی کو مبارک رہے بعد گفتار بسیار آپ نے انکو تخت پر بٹھایا اور
جتنے اُنکے ملازمین تھے اُنسے نذرین دلوائین اور بعہدۂ وزارت دیو ہومان کو انکا وزیر مقرر کیا
اُسوقت انوار پریزاد نے شکریہ اس عطا کا ادا کیا صاحبقران نے فرمایا کہ دیو دسواس کا حال آپ
کچھ بیان کیجیے بادشاہ نے عرض کیا کہ یہ سپہ سالار میرا تھا اور خداپرست تھا ایک دن صحرا مین
تھا کہ آواز آئی کہ تو ہمکو اپنا خداوند تصور کرے تو ہم تجھے یہانکا بادشاہ کر دین اسنے کہا کہ مین آپکو
کیونکر باور کرون اُسوقت آواز آئی کہ ایک بت بہت بڑا سا لا کہ تمھین ہم بھیجینگے یہانتک کہ وہ
بت تیار ہوا اور اسنے تھوڑے سے آدمیون کو یعنی دیو دون کو بھی موافق کر لیا تھا اور فرزند میرا
کہ نام اُسکا سلطان ورقہ ہی کہ وہ نہایت جری اور بہادر تھا جب وہ مبتلاے بلا ہو گیا اُسوقت اسنے
مجھے مکر وریا کر مع اہل وعیال کے قید کر لیا اور مذہب بھی اسنے تبدیل کیا اور اُس بت کو سجدہ
کرنے لگا اور اب یہان کی حکومت کرنے لگا اُس قید مین جو جفائین مین اُٹھاتا تھا اُسکو خدا ہی
خوب جانتا ہی بیان سے باہر ہی لیکن ایک روز دعا کرتے کرتے جو مین سو گیا تو مین نے خواب
مین دیکھا کہ جناب حضرت سلیمان علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ تو غم نہ کھا کہ زمانہ تیری
رہائی کا قریب آگیا اسلیے کہ کفارون نے تمام قاف کو صاف کر دیا ہی لیکن ہماری اولاد مین سے
ایک شخص پیدا ہوا ہی وہ صاحبقرانی کریگا اور اس قاف کو بھی اسلام آباد کریگا اور قریب
ہی کہ وہ تمھاری امداد کرے اور تمھین پھر بادشاہ کرے بس یہ دیکھکر میری آنکھ کھل گئی اور
مین کچھ اور زیادہ پوچھنے بھی نہ پایا اُس دن سے وہ تکلیفین بہ راحت مبدل ہو گئین۔

اس دن کا انتظار کرنے لگا۔ الحمد للہ کہ آپکے جمال با کمال کی زیارت سے مشرف ہوا اور رہائی ہوئی
یہ سنکر صاحبقران نے سجدۂ شکر کیا اور فرمایا کہ یہ رومالی جو آپکے گلوئے مبارک بندھا ہوا ہے اسکی
کیا وجہ ہے۔ بادشاہ نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا کہ یا صاحبقران میرا غم لائق سننے
کے نہیں ہے کیونکہ ایسا نہو کہ اس غم کو سنکر حضور بھی مبتلائے غم ہوں اور میری حالت یہ ہے بقول شاعر ؎
روتے ہیں ساری رات سارے دن + کیا بُرے کٹتے ہیں ہمارے دن + مرا دردیست اندر
دل اگر گویم زبان سوزد + وگر دردم کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد + حضور نے یہ کبھی کا دوہا
بھی سنا ہوگا۔ دوہا۔ آہ کروں تو جگ جلے اور جنگل بھی جلجائے + پاپی جیرا نہ جلے کہ
جسمیں آہ سمائے + میرا حال ایک داستان عظیم ہے اگر آپ بگوش ہوش سماعت فرمائیں تو
میں عرض کروں۔ صاحبقران نے فرمایا کہ جو مصیبت آپکی ہے اُسے میں اپنی مصیبت تصور کرتا ہوں
حال اپنا بیان کرو۔ اُسوقت پھر ایک آہ انھوں نے کھینچی اور زمان شاہ کی جانب کو دیکھا۔
زمان شاہ کے بھی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے صاحبقران نے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے
انھوں نے کہا کہ یہ مجھ سے زیادہ صاحب آزار ہیں اور فی الحال میرے ہم درد بھی ہیں یہ کہکر
اپنی روداد بیان کرنا شروع کی اور کہا کہ ایک سوداگر خواجہ کمتر نامی کہ جو اولاد بہلول سے ہے عرصہ
ہوا کہ وہ کچھ مال تجارتی لیکر میری بارگاہ میں آیا اور اُسکے ساتھ ایک میمون بھی تھا لیکن اُسکے
جسم پر مختلف رنگ نہایت ہی خوشنما تھے۔ سوداگر نے آکر مجھے سلام کیا اُسی طرح سے اُس
بندر نے بھی سلام کیا اور مؤدب ساتھ سوداگر کے کھڑا رہا میں نے اجازت بیٹھنے کی
سوداگر کو دی وہ بندر اُسی مقام پر استادہ رہا۔ سوداگر سے میں نے کہا کہ اسے بھی بٹھالو
سوداگر نے کہا کہ یہ اجازت کا امیدوار ہے میں نے اجازت دی تب وہ بھی پاس سوداگر کے کرسی
پر بیٹھ گیا۔ اس میمون کے حرکات و سکنات دیکھکر میرا فرزند یعنی سلطان ورقہ نہایت متعجب
ہوا اور اُسکو وہ بندر نہایت پسند آیا لیکن بخوف میرے خاموش رہا۔ جب اشیار جواہر وغیرہ
میں نے دیکھے اور جب خواہش اشیار خرید چکا اسوقت میرے فرزند نے پوچھا کہ یہ میمون بھی
جدا کروگے۔ سوداگر نے عرض کی کہ یہ بندر میرا محسن ہے اسلئے کہ ایک جزیرہ قاف میں میرا گذر ہوا
وہاں ایک مہنت اسکو لیکر برائے فروخت آیا میں نے دو سو روپیہ دیکر اُس سے خرید کیا جب
میں اپنے جہاز پر آیا اور تیاری میں نے کی تو دیکھا کہ یہ بندر اپنے گلے سے زنجیر جدا کرکے دریا میں
کود پڑا مجھے نہایت ہی تعجب ہوا اور خیال گذرا کہ وہ مہنت اسکو اس طرح سے فروخت کرتا ہے اور
یہ اسی طرح سے بھاگ جاتا ہے میں سکوت میں بیٹھا تھا کہ دیکھا میں نے کہ دریا سے اُبھرا اور منھ
میں ایک سیپ دبائے ہوئے میرے جہاز پر پھر آیا اور مجھے سیپ دیدی میں نے جب اُس
صدف کو چاک کیا تو اسمیں سے کئی ہزار روپیے کے گوہر بیش بہا نکلے مجھے تو اسلئے اپنی ہزار کی
قیمت دیدی اور میرے ہمراہ رہنا پسند کیا تو بھلا میں اپنے میمون کو فروخت کرسکتا ہوں اگر یہ
میمون خود آپکے پاس رہنا گوارا کرے تو مجبوری ہے یہ سنکر سلطان ورقہ یعنی میرے فرزند نے
کہا کیوں اے میمون اگر تم ہمارے پاس رہنا مناسب جانو تو چلے آؤ۔ میمون نے سوداگر کی طرف
دیکھا اُسوقت سوداگر نے کہا کہ اگر تمہارا جی چاہتا ہے کہ میں شاہزادے کے پاس رہوں تو مضائقہ نہیں مگر
کبھی کبھی اگر دیکھ جایا کرنا اُسوقت بندر نے سلام کیا اور سوداگر کے پاس سے اُٹھکر شاہزادہ کے پاس

آ بیٹھا شاہزادہ بہت خوش ہوا اور باچھیں اُسکی تابناگوش تک آگئیں اور سوداگر خواجہ کو
مال و اسباب جو خریدا تھا دیکر رخصت ہوا اور یہ شاہزادہ اس بندر کو لیکر داخل محل ہوا بندر نے
جھک جھک کے ہر ایک کو سلام کیا سب عورتیں بہت خوش ہوئیں اور تعجب سے کہتی تھیں
کہ کیا خوب اسکو سکھایا ہے کہ اسمیں تمام حرکات و سکنات انسانی ہوگئے ہیں۔ غرضکہ شاہزادہ
اپنی خوابگاہ میں اسے لیگیا اور نہایت مانوس ہوا ایک روز اُسنے شب کو ایک تصویر شاہزادی
کو دی یہ اُس تصویر کو دیکھکر عاشق ہوگیا اور پوچھا کہ اے میمون یہ تصویر کسکی ہے اور کیا سبب
ہے تجھ سے میں کیونکر دریافت کروں کہ تو بات نہیں کر سکتا ہے چونکہ وقت تخلیہ تھا میمون گویا
ہوا اور کہا کہ مجھکو حکم بات کرنے کا نہیں ہے لیکن گویائی خداوند کریم نے ہمیں بھی عنایت کی ہے
اور اگر ایسا نہوتا تو ہم تمام باتیں آپ لوگوں کی کسطرح سمجھ سکتے۔ اور نہ میری گویائی کا حال کسی سے
بیان نہ کیجیے گا۔ یہ تصویر شاہزادی گلشن روم کی ہے اور اسکے باپ کا نام نعمان شاہ ہے اور شاہزادی
کا نام کوکب الفلک پوش ہے اسکے اوپر ایک جن نہایت زبردست سوار ہے لہذا وہ آپ کو طلب کریگا
اور آپ بلا تکلف چلیے گا میں ایک نقش آپ کو دونگا وہ جن جلکر خاک ہو جاویگا اسوقت شاہزادی
کا عقد آپکے ساتھ ہو جاویگا۔ یہ سنکر شاہزادہ اس سے اور زیادہ خوش ہوا اور اُس بندر سے
انس کرنے لگا۔ ادھر نعمان شاہ ایک روز صبح کو جو اُٹھے تو دیکھا کہ ایک پرچہ کاغذ مظروف اُنکے
سرہانے رکھا ہوا ملاحظہ نعمان شاہ نے اُس لفافہ کو چاک کیا تو اسمیں سے ایک پرچہ کاغذ نکلا اور یہ
لکھا تھا کہ اے نعمان شاہ قلعہ قمر بخت میں سلطان ورقہ نامی ہے اگر وہ آجاوے تو تمہاری لڑکی خوب
اچھی ہو جاوے بس نعمان شاہ اُس پرچہ تحریر کو پاتے ہی بہت مسرور ہوا اور اُسیوقت اُس نے
اپنے وزیر کو طلب کیا اور کہا کہ تو طرف قلعہ قمر بخت کے روانہ ہوا اور وہاں جاکر سلطان ورقہ
کو لے آ۔ وزیر حکم پاتے ہی طرف میرے قلعہ کے آیا جب مجھے خبر معلوم ہوئی تو میں نے
اُنکا استقبال کیا اور داخل دربار کیا۔ اُسوقت وزیر نے کہا کہ میں نے یہاں کے لوگوں سے
دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ سلطان ورقہ حضور کے فرزند ارجمند ہیں اور وجہ میرے آنے کی
یہ ہے کہ میرے بادشاہ یعنی نعمان شاہ نے اُنکے بلانے کے لیے بھیجا ہے اُسوقت میں نے کہا کہ
کس غرض سے اُنھوں نے طلب کیا ہے اُسوقت وزیر نے ساری روداد جن کی بیان کی تب میں نے
اُس سے کہا کہ میرا فرزند نہ تو عامل ہے اور نہ کسیکا پیر عمل ہے کسی نے یہ خبر اُس سے دروغ کہی ہے
ہاں والد ماجد مرحوم عامل زبردست تھے اور میں کچھ نہیں جانتا۔ اُسوقت سلطان ورقہ فرزند
حقیر میرے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا وہ ہنسا۔ میں نے کہا کہ تمہاری ہنسی کا کیا سبب ہے اُسنے کہا کہ
میں اُس جن کو انشاء اللہ اُتار دونگا میں نے کہا کہ کیا تو نے کچھ اپنے دادا سے یاد کیا ہے اُسنے
کہا کہ میں نے سیکھا تو کچھ نہیں ہے مگر عالم رویا میں جناب دادا صاحب نے مجھے اسکا اُتارنا بتادیا
ہے اُسوقت وزیر نے اصرار کیا اور کہا کہ حضور یہ گھر آپکا ہے اور وہ بھی آپکا گھر ہے جیسے یہاں رہے ویسے
وہاں رہیے اور ایک شخص اگر حضور کی بدولت اچھا ہو جاوے تو کیا مضائقہ ہے آپنے کچھ اس کے سبب
سے کہا کہ سوائے اجازت رخصتی اور کچھ نہیں بن پڑا حتی کہ بندہ زادہ مع وزیر کے گیا اور زبان لغا
لے دو ان بیچ نعمان شاہ نے بہت تملق اسکے ساتھ کیا اور کہا کہ میں اُس جن کے اُتارنے
سے باز آیا تجھ ایسے شکیل کو موت کے پنجہ میں بھیجنا نہیں چاہتا کیونکہ اُس جن کا قاعدہ یہ ہے کہ جو کوئی

عامل جانتا ہی وہ اُسے قتل کر ڈالتا ہی اسلیے مین تمھارا جانا مناسب نہین جانتا اُسنے کہا کہ حضور
مین انشاء اللہ اُسے ضرور مار ڈالون اور جلاکر خاکستر کردونگا آپ مطمئن رہیے۔ آخرکار زمان شاہ
مجبور ہوا اور اُسنے دوسرے روز چند ملازم اُنکے ہمراہ کیے اور طرف اُس باغ کے روانہ کیا جب
قریب باغ کے پہونچے تو ملازمین الگ ٹھہر گئے اور کہا کہ بسم اللہ آپ تشریف لیجائیں یہ دروازہ
کھول کر اندر اُس باغ کے گیا اور تعویز کو اپنے ہاتھ مین لیا اور ایک انگشتری بھی اپنے ہمراہ لی اُسوقت
اُسنے دیکھا کہ ایک عورت نہایت حسینہ وجمیلہ اس باغ مین برہنہ تلوار ہاتھ مین لیے ہوے آ پہونچی
اور کہا کہ کیا تو مجھے ماریگا اور قریب اسکے آگئی اُسوقت بندہ زادہ نے اُس تعویز کو اُسکے جسم پر ڈالدیا
اُسمین سے دھواں نکلا اور اُسکے بدن مین لگا تلوار اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور لگی چلانے کہ ہاے
جلا اور یہی چلاتی ہوئی وہ بھی گری اور بیہوش ہوگئی جب ہوش آیا تو اُسنے لباس طلب کیا اور کہا
کہ مین کہان ہون اُسوقت اُس شاہ بندہ زادہ نے اُسپر شال ڈالدیا اور یہ خبر زمان شاہ کو پہونچی زمان شاہ
اُسی وقت باغ مین آئے اور اپنی دختر کو داخل محل کیا اور میرے فرزند کو اپنی بارگاہ مین لائے اور
ترنج خوشبودار اُسکے سینہ پر مارا اور کہا کہ اس دختر کو آپ اپنی کنیزی مین قبول کرین اسلیے کہ آپنے
اُسے برہنہ بھی دیکھا ہی آخرکار زمان شاہ مع اپنی دختر اور میرے فرزند کے قلعہ قمر بخت مین آئے
مین بہت خوش اور مسرور ہوا اور جمیع ارکان سلطنت کو بہت خوشی اور مسرت حاصل ہوئی اُسوقت مینے
تیاری شادی مین مشغول ہوا۔ ادھر میمون بدشعار کا حال حضور ملاحظہ فرمائین کہ اُسنے ایک دن شہزادہ
تخلیہ مین پاکر عرض کیا کہ یہ تو آپ کو مبارک ہو لیکن اب دوسری بات مین اور عرض کرتا ہون کہ آپکے
دادا نے ایک خزانہ بہت عمیق پوشیدہ کیا ہی کہ وہ کسیکو نہین معلوم ہی اُس خزانہ کو بھی آپ
فراہم کیجیے فن سپاہ گری مین تو آپ کا شہرہ ہی ہی مگر عامل زبردست بھی اب کہلائیے گا سلطان
درثمر نے پوچھا کہ اے میمون باوفا وہ خزانہ کہان ہی اُسنے کہا کہ مین بتاتا ہون لیکن میرے کلام کو
صادق جانیے گا جو مین کہون اُسپر عمل کیجیے گا اور ہرگز جو کوئی منع کرے تو آپ اُسکے کہنے کو نہ مانیے گا
اُسنے اقرار کیا اور کہا کہ جیسا تم کہوگے ویسا ہی مین کرونگا اُسوقت اُس بندر نے ایک چھڑی اُسکو
دی اور کہا کہ جانب مغرب جو کوٹھری مقفل ہی اُسکو آپ کھولیے گا اور اُسکے اندر پتھر سنگ سیاہ کا
رکھا ہی اُسکو اُٹھائیے گا اُسوقت آپکو ایک زینہ ملیگا اُسمین چلے جائیے گا بعد اُسکے ایک الماری
آپکو دکھائی دیگی اور اُسمین ایک مرغ آپکو بیٹھا ملیگا اور وہ آپ سے بیری بدی کریگا آپ ہرگز
کچھ خیال نہ کیجیے گا اور اُسے ذبح کر ڈالیے گا بعد اُسکے آپکو خزانہ ملجائیگا کہ آپ اُس سے بہت
مسرور ہونگے اُسوقت اُس کم عقل وکج فہم نے اُسکے کہنے کو باور کیا اور داخل محل ہوا اور اُس کوٹھری
کے کھولنے کا قصد کیا ایک آدمی جو وہان تھا اُسنے منع کیا اور کہا کہ جبسے آپکے دادا صاحب نے انتقال کیا
ہی اُسوقت سے کوٹھری بند ہی اور اُنکی مخالفت اسکے کھولنے کی ہی بندہ زادہ نے جھڑک دیا اور
قفل کو کھولا تو جیسا اُس بندر نے کہا تھا ویسا ہی مشاہدہ کیا اور مرغ دکھائی دیا اُسوقت اُس مرغ
نے آواز دی کہ اے شاہزادے مین تمھارے راز دلی سے آگاہ ہون خبردار اُس بندر کے کہنے پر عمل
نکرنا نہین تو تم عذاب سخت مین مبتلا ہوجاؤگے تمھارے دادا صاحب نے مجھے نگہبان اپنے گھر کا
مقرر کیا ہی جبتک مین اس مقام پر ہون کوئی جن اور ساحر تم لوگون کو اذیت نہین دیسکتا اور وہ
میمون جنی ہی بندر نہین ہی تمھارا دشمن قوی ہی میری وجہ سے کچھ نہین کرسکا اور نہ کرسکتا ہی تم بعیش تمام

ہی بگڑ جائیگی اور خوش ہو گے اور نہیں تو جس طرح سے کہ باز کو مار کر بادشاہ پچھتایا تھا اسی طرح تم بھی کف افسوس
ملو گے لیکن اسنے اُسکے کہنے پر کچھ اعتنا نہ کی اور بہت علو دست ظلم کو دراز کیا اور اُس مرغ کو ذبح کر ڈالا
اسکے مرتے ہی وہ میمون مثل شعلۂ جوالہ جھپٹ کر محل میں آیا اور گر کر شکل انسانی پیدا کی اور پیدا ہوکے
ایک تاریکی سحر اسنے مارا جب وہ بجھا تو تمام مکان تاریک ہوگیا جب اتفاق میری دختر نے اُسے دیکھنے
کے اسکی دختر یعنے بجامرج کو بلایا تھا اور دونوں تخلیہ میں بیٹھی ہوئی باتیں کر رہی تھیں وہ دھواں
اُن دونوں کی طرف یہ کہتا ہوا چلا کہ منم میمون جنی - اب ان دونوں سے ملاقات روز حشر ہوگی - اب
اسنے تم لوگ دست کشی کرو جب وہ دھواں برطرف ہوا تو اُن دونوں کو اُس مکان میں نہ پایا اُسوقت
محل میں ایک کہرام عظیم برپا ہوا میں گھبرا کر داخل محل ہوا اور ساری روداد سنی اور اُس مرغ کا
ہلاک ہونا بھی سنا اُسوقت سلطان ورقہ اُس کوٹھری کے باہر آیا اور اُسنے بھی یہ خبر کہ سنا اور
چاہا کہ اپنے کو ہلاک کر ڈالے ہم سب نے اُسکو باز رکھا اور یہ کہا کہ ایک تمھارے دادا کا شاگرد کہ نام
اُسکا فہیم عامل ہے اُسے بلوا کر ساری حقیقت ہم دریافت کرتے ہیں یہ کہکر میں نے فہیم کو بلوایا جب
وہ آیا تو میں نے اور سلطان ورقہ نے سارے حالات بیان کیے اُسنے بہت افسوس کیا اور کہا کہ
اب مکان تو اُنکا بند نہیں ہو سکتا مگر میں اُن دونوں کے حالات سے آپکو آگاہ کرتا ہوں یہ کہکر
اسنے خانۂ مرگ کو خانۂ حیات کے مقابل کیا اور بانسہ اسنے پھینکا اور زائچہ کر کے بتلانے لگا کہ
وہ جن شاہزادی گلشن روم پر عاشق تھا اور اُسکا قبضہ اُسپر نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ وہ جن کہ اُس
شاہزادی پر تھا وہ اسکا عزیز تھا اسوجہ سے یہ اُسپر قابو نہ کر سکتا تھا اور وہ دونوں قوم کفار سے
ہیں اسنے سلطان کے ہاتھ سے اُس جن کو جلوا دیا اور آپ موقع پاکر مرغ کو ذبح کرا کے
اُن دونوں شاہزادیوں کو لیکر روانہ ہوا اُسوقت ہمنے پوچھا کہ کس سمت کو اُسوقت فہیم نے بعد
غور کیا اور کہا کہ میں عرض کرتا ہوں - میں نے کہا کہ اے فہیم روشنضمیر جلد بتلاؤ اُسنے کہا کہ
یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُس مقام کا نام طلسم تخیل سلیمانی ہے اور جواہر سلیمانی بھی اُسکو کہتے ہیں
بادشاہ طلسم سے اور اس سے کچھ ملاقات [illegible] ہے کہ یہ بھی ساحر ہے بس یہ اُسی مقام پر لیگیا ہے
بندہ زادہ نے پوچھا کہ وہ کس سمت کو ہے فہیم روشنضمیر نے کہا کہ شمال کیجانب ہے اور درمیان اُس
میں باغ عجیب ہے اور بعد اُسکے ایک صحرا ہے اُس صحرا کو جب طے کرے تو اُسکے سامنے ایک کوہ
ہے اُسپر ایک درویش بیٹھا ہوا ہے اُسکو حقیقت اس طلسم کی معلوم ہے اور اکثر وہ ممانعت کن بدکار
غافل پر ہوا اسطرف نکلجاتے ہیں کرتا رہتا ہے یہ کلام فہیم روشنضمیر کا سنکر یہ جانے پر آمادہ ہوا
میں نے اور رمان شاہ نے منع کیا مگر اُسنے کہا کہ اگر آپ مجھے نہ جانے دینگے تو میں اپنی جان
دیدونگا اُسوقت فہیم روشنضمیر نے کہا کہ اے صاحبزادے اگر تم جاؤگے تو کچھ فائدہ نہوگا البتہ
اولاد صاحبقران سے جو ہوگا وہی فاتح اُس طلسم کا ہوگا لیکن اسنے نہ مانا اور تیاری جانے
کی کردی اور میں نے بھی مصلحت وقت جانکر اُسکو نہ روکا اور چند رفیقوں کو اُسکے ہمراہ کیا لیکن
میرے فرزند کے ایک رفیق اسرار پریزاد نامی تھی وہ اُسکے ہمراہ ہوئی اور چند دیو اور پریاں
یہ ساتھ لیکر روانہ ہوا اور اُنھیں نجومیوں کے نشان سے جب قریب اُس فقیر کے پہونچا اُسنے
ممانعت کی لیکن میرے فرزند نے نہ مانا - وقت سحر اُسکو ایک ہرن دکھائی دیا یہ اُسکے عقب میں
چلا یہ پری منع کرتی ہوئی اُسکے ساتھ دوڑی جب وہ ہرن برابر حد طلسم کے پہونچا تو دو خنجر گر کے

اور دونوں کو اُٹھا لے گئے اُسوقت دو ہمراہی جو ساتھ گئے تھے واپس آئے اور چند لوگ ابھی
وہیں ہیں اور آنکر مجھسے ساری حقیقت بیان کی۔ یہاں ایک کہرام برپا ہو گیا اُسی عالم میں بے
فاقل دکھ دریا کر اس دیو وسواس بد نہاد نے یورش کیا اور ہمیں قید کر لیا جسکے باعث نجات
حضور ہوئے اور اُسنے یہاں کفر پھیلایا اور دین اسلام کو برباد کیا چنانچہ سارا حال حضور سے عرض
گذارش کیا یہ کہکر ایک صندوقچہ اسکے پہلو میں تھا اُٹھا کر کھولا اور ایک تصویر دلپذیر نکالکر ایک آہ
سرد دل پر درد سے کھینچی اور وہ تصویر شہزادے کی پیش کی اور کہا کہ سلطان ورقہ یہی میرا فرزند ہے
کہ جسسے دیوان قاف ہمیشہ ڈرا کیے اور میری حکومت پہ کبھی زوال نہ آتا تھا شاہزادہ نے وہ تصویر
اپنے دست مبارک میں لی اور اُسے بغور ملاحظہ کیا اور فرمایا کہ حقیقت میں ماشاء اللہ کیا جوان مقبول
ہے اگر خدا نے چاہا تو تم سے پھر آکر ملتا ہے۔ اسنے عرض کیا کہ اقبال صاحبقرانی اور شفقت صاحبقرانی
سے بعید نہیں ہے اگر خدا نے چاہا۔ یہ کہکر دوسری تصویر نکالی اور صاحبقران کو دی اور کہا کہ میرے بیٹے
کی رفیق وزیر زادی نام اسرار پری اُسنے بھی اپنی جان شیریں کو اسکی محبت میں تلخ کیا اور اپنے
تئیں طلسم میں پھنسا دیا اور اُس تصویر کے اوپر نگاہ گستہم زرین کمر نے جو کی تو شہزادے نے وہ تصویر
گستہم کے ہاتھ میں دی گستہم نے اُسے بغور دیکھا اور یکبیک رنگ ورو متغیر ہونے لگا چہرہ پر آثار
عشق نمودار ہوئے حیرت زدہ ہو گیا شہزادے نے یہ حال پر ملال اسکا دیکھکر تصویر اسکے ہاتھ
سے لے لی اور فرمایا کہ آپکے ظرف کا حال کھلگیا کہ سینے میں اُبل پڑے۔ یہ سنکر اسنے سر اپنا
جھکا لیا اس بادشاہ نے تصویر کو دیکھکر یہ خیال کیا کہ دیکھوں صاحبقران کیسے صاحب ظرف ہیں حقیقت
قلب انسان کی جو ہوتی ہے وہ ظاہر ہے یہ دل میں تصور کرکے تصویر اپنی دختر بلند اختر کی نکالی اور عرض کیا
کہ اے شہزادے عالی مرتبت اس تصویر کا حال عرض کرتا ہوں کہ یہ میری دختر نیک اختر پاک دامن
نیک طینت نام اسکا مہتاب پری ہے یہ کہکر صاحبقران کے ہاتھ میں دی صاحبقران نے اس تصویر
کو جو دیکھا تو چہرہ پر ہوائیاں سی اُڑنے لگیں اور دل مثل بتاسے کے بیٹھ گیا اور مردم دیدہ حلقہ
چشم میں بیتاب ہو کر مانند تار ہائے آتشبازی آنسوؤں کے فوارے آنکھوں سے جاری ہوئے
یہ حال دیکھکر بادشاہ انوار شاہ نے تصویر شہزادے کے ہاتھ سے لے لی اور صندوقچہ میں بند کر دی
شہزادے کو کچھ دیر کے بعد ہوش آیا عیار اُٹھکر تسلیم بجا لایا۔ بس صاحبقران نے جواب سلام بدقت
دیا۔ بادشاہ نے ترنج خوشبودار صاحبقران کے سینہ پر مارا اور عرض کیا کہ اس کنیز کو آپکی خدمت میں دیا
اور وزیر نے سینۂ گستہم پر ترنج مارا اور کہا کہ اسرار پری کا عقد انشاء اللہ آپکے ساتھ ہوگا۔ غرض کہ
ان دونوں صاحبوں کو سرور سارا رہا کچھ دیر کے بعد یہ فرمایا کہ اے گستہم چلکے دربار کو آراستہ کرو
اور بادشاہ کو مع زمان شاہ کے تخت پر بٹھاؤ میں آتا ہوں۔ اُسی وقت اسنے آکر حکم دیا دربار آراستہ
ہوا تمام سردار اپنے اپنے دنگلوں پر جلوہ افگن ہوئے اور دیوزاد بھی دنگلوں پر متمکن ہوئے
اور بادشاہ انور شاہ بھی تخت پر آکر جلوہ افروز ہوئے دربار سب سرداروں سے معمور تھا کہ صاحبقران
مع گستہم بارگاہ گلستان ارم میں داخل ہوئے۔ سب سردار اُٹھ کھڑے ہوئے صاحبقران دنگل صاحبقرانی
پر متمکن ہوئے اور آپ نے سب سرداروں سے معانقہ کر کے یہ فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ لوگ
بخدمت صاحبقران اعظم یعنے والد ماجد تشریف لیجائیں اور اُنسے ملے اور گلستان ارم میں آپ چندے
قیام فرمائیے اور کوہ مروارید پر صاحبقران کوچک تشریف رکھتے ہیں اُنسے بھی آپسے ملاقات ہوگی

اور جملہ حالات میں نے خط میں مندرج کر دیے ہیں - یہ کہکر خضر زرد پوش سے کہا کہ اے برادر
یہ کل فوج اور بارگاہ تم لیکر خدمت صاحبقران اعظم میں روانہ ہو - یہ سُنکر اخضر کی آنکھوں سے
آنسو جاری ہوئے اور عرض کیا کہ اے سلطان صاحبقران میں نے تو سلطنت کو خاک سمجھا تھا
تاکہ ان قدوم میمنت لزوم سے کیونکر جدا ہوں اور آپ ایسا فرماتے ہیں کہا اے برادر طلسم میں اور
کسی کا کام نہیں ہے کیونکہ کاہنان طلسم نے فتاحی طلسم ایک ہی پر مقرر کی ہے یہ سنکر اخضر زرد پوش
کا رنگ فق ہو گیا اور جواب نہ دیسکا سوائے اسکے کہ انچہ رضائے مولا از ہمہ اولا - اور اُس وقت
گستہم سے صاحبقران نے فرمایا کہ تم بھی ہمراہ لشکر جاؤ - یہ سُنکر گستہم نے کہا کیا خوب نام سے
مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری ہمیشہ جان نثار صاحبقران کہلاتے ہیں اسوقت میں آپکے
قدموں سے جدا ہو جاؤں اور پھر روئے سیاہ آپکو دکھاؤں مجھ سے یہ ہرگز نہو گا صاحبقران کو
اسوقت کچھ نہ بن پڑا اور سمجھے کہ خلل میرے یہ بھی تو اسرار پری پر شیفتہ اور فریفتہ ہو چکا ہے اسوقت
اسکی دلشکنی نہ چاہیے اور پھر یہ بھی خیال آیا بقول شاعر ؎ قیس جنگل میں اکیلا ہے مجھے جانے دو
خوب گذرے گی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو + یہ خیال فرما کر اسکا لیجانا جائز رکھا اور خاموش ہو رہے
اور کل فوج کو مع علم و نشان و بارگاہ کے بسمت گلستان ارم روانہ کیا - اور اخضر زرد پوش نے راہ میں
پہونچکر یہ خیال کیا کہ اگر لشکر مع بارگاہ علم و نشان کے پہونچیگا تو نہیں معلوم کیا وسواس آئے یہ تصور
کرکے وہ قبضہ نامہ ایک دیو کے ذریعہ سے پیشتر روانہ کیا اس عقلمندی پر نقابدار گوہر پوش و نقابدار
یاقوت پوش نے آفرین کی اور کہا کہ ماشاء اللہ آپ نے نہایت عقلمندی کو کام فرمایا تم نہایت عقلمند
و سنجیدہ آدمی ہو اخضر زرد پوش نے سلام کیا اور عرض کیا کہ یہ فیض صحبت آپ لوگوں کا ہے - اب لشکر
جرار بصد کر و فر قطع منازل و طے مراحل کرتا ہوا اُس طرف کو روانہ ہوا - ان لوگوں کو راہ میں چھوڑ کر

چند کلمے داستان سلیمان صاحبقران عالیشان کے بیان ہوتے ہیں

کہ یہ جب خیمہ میں واسطے آرام کے آئے اور خیال اُس تصویر دلپذیر کا آیا پلنگ پر مثل ماہی بے آب
کے تڑپنے لگے دل سے باتیں کرتے تھے کہ دیکھیے کب اُس محبوب جانی اور یار جاودانی سے
ملاقات ہو اور کبھی اُسکی زلف گرہ گیر کو یاد کرکے مثل سودائیوں کے سر پیٹتے تھے اور کبھی اُسکے
عارض پر نور کے صدقے ہوتے تھے اور کبھی اُسکی چشم کا خیال کرکے آنکھوں سے آنسو جاری کرتے
اُسکی تصویر دلپذیر کا جو نقشہ یاد آتا سراپا اُس آفت خیز کو دیکھکر دل ہاتھ سے بے اختیار جاتا رہا
ہفت اقلیم میں اُسکا ثانی نہیں خدا کی پناہ قد و قامت ایسا کہ سرو گلشن خجل تیغ ادا سے ہوئے
ہر ایک کے بسمل پیشانی مہتاب سے زیادہ روشن یہ تو پرانی تشبیہ ہے میری سمجھ میں یہ بات آئی ہے
کہ موسیٰ دل کے لیے طور ہے سراسر نور ہے خنجر ابرو کی کاٹ میں غضب کے جوہر یا وہ کمان جسکے تیر
جگر آنکھوں سے آہوئے ختن آنکھ چرائے نرگس بیمار کو سکتہ ہو جائے کان گویا حسن کے صدف
بینی میں پڑے رہے بینا کا نادان عمر بھر تعریف کریں کما حقہ اسکا سراپا بیان کیا جانے یہ حال
قدرت خدا کہنا چاہیے جیوں جیوں رات جاتی تھی شہزادے کی اضطرابی دل بڑھتی جاتی تھی اور کبھی
گستہم سے کہتا کیوں یار وفادار کونسا دن ہو گا جو اُس محبوب مطلوب کے دیدار فرحت آثار سے مشرف
ہونگے گستہم سمجھاتا تھا کہ اے شہریار چندے صبر کیجیے دل پر جبر کیجیے خدا وہ بھی دن کریگا اور بقول حسین

سے اُسے فضل کرتے نہیں لگتی بار + ہو اس سے مایوس امیدوار + اور اے شہریار میں اپنے
قلب مضطر کی کیا حالت بیان کروں سوائے اسکے سے یہ دعا کرتا ہوں رکھ کر خاک پر شب کو جبین اپنے
ملا دلبر سے تو یا جامع المتفرقین + یہان یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ آثار صبح فلک پر نمایاں ہوئے
صداے مرغ سحر کان میں آئی۔ شہزادہ اٹھا رستم نے آفتابہ پانی لاکر رکھ دیا۔ شہزادہ نے وضو کر کے
نماز وظیفہ سے فراغت پائی اور چلنے کی تیاری کی کہ اتنے میں بادشاہ انورشاہ مع زمان شاہ واسطے
قدمبوسی شہزادہ کے حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے شہریار ابھی قصد ہے۔ صاحبقران نے فرمایا کہ
مجھے ایک پل مثل ایک سال کے ہے جب تک کہ اس طلسم کو جو بنیاد کو نہ ڈھا دونگا مجھے قرار نہ آئیگا
جنا بعرصہ تک یہی باتیں رہیں جب وہ وقت آیا اور ذرا آفتاب میں تیزی پائی جانے لگی تو شہزادہ
نے انورشاہ سے رخصت چاہی انورشاہ آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمایا کہ اے شہریار یہ امید
تھی کہ چندے آپ ہی کے دیدار فرحت آثار سے آنکھوں کو روشن کرونگا لیکن آپ سے بھی تو
جلد جدا ہونا پڑا۔ شہزادے نے بہت تسلی و تشفی دیکر فرمایا کہ انشاءاللہ میں بہت جلد واپس آکر آپ سے
ملونگا اور اب کوئی فتنہ و فساد بھی نہیں باقی ہے کیونکہ دیو و سوس مارڈالا گیا اب آپ بفراغت تمام
تشریف رکھیے یہ کہکر گھوڑے پر سوار ہوئے اور رستم نے رکاب پر ہاتھ رکھدیا انورشاہ نے
بدقت تمام اجازت دی اور کہا کہ پروردگار آپکو زندہ و سلامت مجھسے ملائے یہ کہکر انورشاہ و
زمان شاہ وغیرہ اپنے مقام پر واپس گئے اور شہزادہ والا تبار مع عیارہ وفادار طرف طلسم تحویل سلیمانی
کے روانہ ہوئے یہ تو طی منازل و قطع مراحل کرتے ہوئے جاتے ہیں انکو تو راہ میں چھوڑیے اب

حال پرملال صاحبقران ثانی جو تشریف خانہ کعبہ کو لیگئے تھے بیان ہوتا ہے

بعد انتقال صاحبقران اول کے جو رفقا ساتھ تھے قضا و قدر نے اُنکو بھی نہ چھوڑا یہ اس قصد میں
تھے کہ جنگ احد والوں سے خون صاحبقران یعنی والد ماجد کے خون کا انتقام لونگا اسوقت تک
کوئی خط خطوط بدیع الملک کا نہ آیا تھا معلوم ہوا کہ صاحبقران کے دل پر ایک بڑا غم چھایا ہے بیقرار
ہو کر دعا بارگاہ جناب احدیت میں کرتے تھے کہ اے پروردگار عالم کیا میری حیات میں ملاقات
بدیع الملک سے نہوگی اور میں اُنکے انتظار میں یونہیں پھڑک پھڑک کر مر جاؤنگا یہ حال پرملال
دیکھکر عمر ثانی آیا اور اسنے عرض کیا کہ یا صاحبقران آپ کو اسقدر کیوں اضطراب ہے کہ آپ اسطرح سے بیقرار
ہو کر دعا فرما رہے ہیں ارشاد کیا کہ اے عمر ثانی میں اب کو یاد کروں یا وہ رفقا کہ ایک دم قدم سے
جدا نہوتے تھے اُنکی یاد کروں وہ یار وفادار فوراً ہی ملک عدم ہو گئے اور میں بانتظار بدیع الملک
کب تک قیام کروں معلوم یہ ہوتا ہے کہ ایک روز میں تڑپ تڑپ کے یونہیں مر جاؤنگا اور بدلہ خون ناحق والد
ماجد یعنے صاحبقران کا اُن کفاران سے جو جنگ احد میں ہیں نہ لے سکونگا۔ عرض کیا عمر ثانی نے
کہ اگر یہی منظور تھا تو میرے بابا نے اور یاد ہے اور جتنے تبرکات تھے آپ نے خضر ان کو کیوں دلوا دیے
اب میری کیا حقیقت رہی میں اُن تک کہاں پہونچ سکتا ہوں میں مثل دیگران ہو گیا اگر ایسا ہی
قصد ہے اور آپکا دل گھبراتا ہے تو اس مقام پر چلیے کہ جہاں اکثر قافلہ یا مسافر شہر آتے ہیں دل بھی بہلیگا
اور کچھ خبر بھی معلوم ہوتی رہیگی اور اگر مجھے حکم ہوگا تو میں بھی کچھ دور تک خبرگیری کرتا رہونگا بیشک
ٹھیک انجام زبان عمر ثانی سے سنکر آپ نے فرمایا کہ جیسا مناسب جانو ویسا ہی کرو واقعی کہ یہ ادم

ایسا خفقان کرتا ہی یقین ہی کہ اس قفس تن سے بلبل روح میری جلد کسی کے نکل جائے غرضکہ عمر ثانی
نے اہل مکہ کو خبر دی کہ صاحبقران کا قصد یہ ہی کہ بہ انتظار بدیع الملک کے دو چار منزل پر جا کر قیام
ہوں تم سب کو ملنے کے واسطے طلب کیا ہی غرضکہ وہ لوگ حاضر خدمت صاحبقران ہوئے اور
آپ نے اُنسے ساری حقیقت بیان کی اور وہ مقابر کہ جو عزیزوں کے وہان بنے تھے اُن پر
آکر فاتحہ پڑھی۔ اور فرماتے جاتے تھے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے کہ اے مسافران عدم
تمنے ہمیں تنہا ایسا چھوڑا کہ بغیر تمھارے اپنی زیست بیکار ہی ہائے تمھیں یہ کیسی نیند آئی کہ جواب
نہیں دیتے ہو ؎ یہ کیسی نیند آئی ہے الٰہی مسافران رہ عدم کو + کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ چونکے
ہم آنکھ جگا جگا کر + بقول ہوس ؎ نہیں ہوس وقت جوش مستی قد خمیدہ سے کچھ جتا کر +
بتوں کا بندہ رہیگا کب تک خدا خدا کر خدا خدا کر + یہ فرما کر فاتحہ سے فراغ حاصل کیا۔ تو صاحبقران
اول سے رخصت ہو کر واسطے فاتحہ خوانی کے ہر قبر پہ تاکید کر کے وہاں سے رخصت ہوئے
اور آپ مع عمر ثانی اور وہ چند احباب جو ہمراہی میں باقی تھے اُنکو لیکر کوچ کیا اُس راہ سے
کہ جطرف سے بدیع الملک کی آمد ہی غرضکہ اسطرح سے ان منزلوں کو طے کرتے ہوئے تیسری
منزل پر آکر جو پہونچے تو وہ صحرا سبزہ زار دیکھا اور ایک کوہ پرشکوہ نظر آیا اور اسپر دیکھا کہ ایک
درویش دلریش بارش سفید ایک مرگ چھالا بچھائے ہوئے زیر درخت خودرو بیٹھا ہوا ہی
اور عبادت خدا میں مشغول ہی صاحبقران ثانی نے دیکھکر عمر ثانی سے فرمایا کہ اس درویش باکمال
طینت سے ملاقات کرنا ضرور ہی ہم آج شب کو یہیں مقام کرینگے۔ یہ سنکر عمر ثانی نے ایک بارگی
اسی مقام پر بارگاہ کھڑی کی صاحبقران اُسمیں فروکش ہوئے شب بسر کی جب ستارہ سحری فلک پر نمودار
ہوا ظلمت شب کی تاریکی دفع ہوئی صاحبقران نماز و وظیفہ سے فراغت کر کے عمر ثانی کو ہمراہ لیکر اُس
کوہ کے اوپر تشریف لائے یہ درویش پاس تعظیم اُٹھ کھڑا ہوا اور اُسنے اپنے پہلو میں جگہ دی
صاحبقران نے یہ شفقت دیکھکر فرمایا کہ اے درویش باوفا تیرے اس اخلاق نے تو مجکو اسیر کیا
تو بیان کر کب سے اس مقام پر ہی اُسنے عرض کیا کہ یا صاحبقران مجھے بہت زمانہ ہوا کہ میں اسجگہ
رہتا ہوں اور اہل دنیا سے میں نے کنارہ کیا ہی لیکن مجھے معلوم ہوا تھا کہ صاحبقران ثانی اس
مقام پر ضرور تشریف لاوینگے اور میں زیارت سے آپکی مشرف ہونگا اسوجہ سے میں یہاں مقیم ہوں
اور نام میرا احمد بدشاہ ہی لیکن فی الحال بہرام قلندر مجھے کہتے ہیں اپنی جان کو بچائے ہوئے
یہاں پڑا ہوں کیونکہ شہر جدید میرا ہی ملک تھا اور میں وہانکا حاکم تھا لیکن اخضر خار چشم ایک گبر
نابکار نہایت زبردست تھا وہ میرے ملک پر چڑھ آیا اُسنے کچھ لوگ صحرا میں جمع کیے تھے اور ہمیشہ
قزاقی کرتا تھا اسی طرح جماعت کثیر کے ساتھ ایک ساحر زبردست کو اپنے ہمراہ لیکر اور میرے ملک پر
چڑھ کر مجھے تباہ و برباد کر دیا نام اسلام کو اُسنے مٹا دیا اور کفر کو پھیلا دیا آخر میں تاب مقاومت نہ لا سکا
رو بفرار لایا اپنے تئین یہاں پہونچایا اور اس کوہ پر بود و باش اختیار کی ایک روز خواب میں کسی بزرگ
نے مجھسے فرمایا کہ تو گھبرا نہیں صاحبقران ثانی یہاں آوینگے اور تیری دلی مراد بر لاوینگے اسوجہ سے
میں نے حضور کو پہچانا اور یقین کامل جانا کہ آپ صاحبقران ہیں۔ امیر نے فرمایا کہ تمھارے اکل و شرب
کی کیا شکل ہوتی ہی۔ درویش نے عرض کیا کہ آپ کو خیال نہیں کہ ؎ آسما کھتی ہی ہر صبح بآواز بلند
رزق سے بھرتا ہی رزاق دہن پتھر کا + یہ درخت جو سامنے جناب احدیت نے پیدا کیا ہی وہاں جا

اُسمین ایک کیل لگا دیتا ہون اُسمین سے ایک کاسہ شیر چند عرصہ مین بھر جاتا ہی اسی کو پی لیتا ہون
اور نعمت کم نہ ملتا ہی۔ صاحبقران نے فرمایا کہ واقعی وہ ایسا ہی خالق ہی۔ درویش نے لاکر وہ شیر ایک
کاسہ مین صاحبقران کو دیا اُسے صاحبقران نے نوش کیا اور عمر ثانی کو بھی دیا عجب طرح کا خوش ذائقہ
تھا کہ اُسکی کیا صفت ہو سکتی ہی اور حدید شاہ سے آپنے فرمایا کہ میرے پاس اسباب صاحبقرانی
کے سوا اور کوئی سامان نہین ہی لیکن مین انتظار بدیع الملک کا کرتا ہون اور تیرے کام مین بدل و
جان شریک ہونگا۔ یہ کہکر آپنے عمر ثانی کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ شہر حدید کا حال کیونکر معلوم
ہو مین خود چلون۔ اُسوقت درویش نے عرض کیا کہ وہ جو ساحر جسکے ساتھ عقرب جادو ہی اُسنے
یہ انتظام کیا ہی کہ جو سرحد کے برابر پہونچتا ہی اُسوقت ایک پتلا پیدا ہوتا ہی وہ اُس سے پوچھتا ہی
کہ کون ہی تو اور کیا تیرا مطلب ہی۔ جو وہ مطلب بیان کرتا ہی وہ پتلا خبر عقرب جادو کو دیتا ہی جیسا
وہ مناسب جانتا ہی ویسا کرتا ہی اگر کوئی شخص ہمارے سے جانے کا قصد کرتا ہی تو وہ پتلا اُسکو زیر
کر لیتا ہی اور باندھ کر لیجاتا ہی یہ کلام حدید شاہ کا سنکر آپنے عمر ثانی سے فرمایا کہ بھائی اُسمین کیا
تدبیر کیجائے۔ اُسنے عرض کیا کہ مجھے ایک شعر حسب حال یاد آیا ہی ؎ بچ کے کانٹون سے چلے تھے
کی تدبیر یار ہر چند گو گھر و تلوون مین نکلے واہ ری تقدیر یار + چاہا تھا کسی گوشۂ عافیت مین بیٹھین یہان
بھی ایک جھگڑا پیدا ہوا۔ امیر نے فرمایا کہ اے بھائی دنیا اسی کا نام ہی اگر تم سے نہو سکے تو مین خود
جاتا ہون۔ یہ سنکر عمر ثانی نے کہا کہ ایسا کب ہو سکتا ہی کہ آپ اکیلے تشریف لیجائین خیر جو کچھ مجھسے ہو سکتا ہی
اُسکو بجا لاتا ہون۔ یہ کہکر حدید شاہ یعنی قلندر شاہ سے پتہ سب پوچھکر سمت حدید نگار کے روانہ ہوا امیر نے
دعائے خیر دیکر رخصت کیا اور فرمایا کہ اگر دیر کروگے تو مین خود ہی چلا آؤنگا تمھارے ساتھ اسیری کا
بھی مزا ہی۔ غرضکہ عمر ثانی چند اسباب عیاری بہم کرکے اور سرہنگ علی کو پاس صاحبقران کے
چھوڑ کر یہ حدید نگار کی جانب روانہ ہوا غرض جب سرحد حدید نگار پر پہونچا تو خیال آیا کہ عمر ثانی اس
پتلے سے کیا کہوگے اور کیا ہوگا یہ خیال کرکے اپنی قدیمی فال یعنی ہاتھ اور ہاتھ کی پشت دیکھی
اور مکر و عیاری کو غور سے دیکھا اُسمین سے ایک عیاری کو پسند کیا اور روغن عیاری نکال کر شکل اپنی
ایک نازنین خوردسال کی بنائی نہایت حسینہ و جمیلہ۔ جب قریب اُس سرحد کے اس شکل سے پہونچے
تو دیکھا کہ سامنے سے وہ پتلا پیدا ہوا اُسنے پوچھا کہ کہان جاؤگے اور تو کون ہی یہان کسی غیر کو حکم جانے کا
نہین ہی۔ اُس نازنین نے کہا کہ سبب۔ پتلے نے کہا سبب ہمارا مالک جانتا ہی ہمین جو حکم ملی ہی
بجا لاتے ہین یہ دیکھکر نازنین نے کہا کہ اچھا ہمارا نامہ اپنے مالک کو پہونچا دو اُس پتلے نے نامہ کو اُسکے
ہاتھ سے لیکر کہا یہان ٹھہرو مین ابھی اسکا جواب لیکر آتا ہون۔ غرضکہ یہ عقرب جادو کے پاس آیا اور
آکر وہ نامہ اُسکو پیش کیا اور کہا کہ ایک زن حسینہ حد کے اوپر ٹھہری ہی مجھے نامہ دیا کہ جواب اپنے مالک
سے مجھے لادو۔ عقرب جادو نے لفافہ کو چاک کیا دیکھا تو لکھا ہی کہ اے عقرب جادو مین تجھ سے
التماس پناہ کا چاہتی ہون کیونکہ مجھے ایک دیو اُٹھا لیگیا تھا اُسکے ہاتھ سے درویش بہلول نے مجھے
نجات دی اور یہ کہا کہ تو ایسے مقام پر پوشیدہ ہو کہ جہان یہ پہونچ نسکے چونکہ مین نے سنا ہی
کہ اس جگہ بغیر تمھارے حکم کے کوئی آ نہین سکتا ہی لہذا اگر حکم عالی ہو تو مین بھی چند روز اپنی عمر
بسر کرون۔ یہ پڑھکر عقرب جادو نے پتلے سے کہا کہ جا اُسکو اپنے ہمراہ لے آ۔ پتلا وہان سے بڑا
عقرب جادو آیا اور زن حسینہ کو اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوا اور سامنے عقرب جادو کے پہونچا۔ یہان جو

اور اُسکے مصاحبین بیٹھے تھے اُنکے سامنے اُس عورت نے اپنے منہ کو چادر سے چھپایا اور دیکھکر
کہا کہ افسوس کیا رسوائی میری تقدیر مین لکھی تھی کہ مجکو ان لوگون کے سامنے آنا پڑا اور عقرب جادو
نے میری بہت بڑی قدر کی کہ نامحرمون مین آنا پڑا یہ نہ خیال کیا کہ کوئی پردہ دار ہی یا کوئی طوائف
خیال کیا یہ کہکر منہ کو چھپانے لگی اور کہنے لگی یا جدہ تہمک ٹیمک دم جنبش لات اعلی منات معلی
تمہاری اولاد کی اب یہ قدر ہوئی ہی ہم مجمع نامحرمون مین بلائے جاتے ہین - یہ سنکر عقرب جادو کانپنے لگا
اور ڈر گیا اور کہا کہ اے زن خوشجمال اگرچہ مین باکمال ہون کہ جنکی وجہ سے مین نے اس سحر کو زور دیا
کہ جسکا تو نے نام لیا تھا یہ کہکر اپنے مصاحبین کو رخصت کیا اور تخلیہ کردیا اور دیکھکر کہا کہ اب پوشی
آپ نکالین سوائے میرے اب کوئی اس مقام پر نہی اور نہ آسکتا ہی مجکو نہ معلوم تھا کہ آپ اولاد
تہمک ٹیمک مین سے ہین یہ سنکر اس نازنین نے چادر کو آہستہ سے ہٹایا چادر کا ہٹانا تھا کہ عقرب
جادو ہزار جان سے شیفتہ و فریفتہ ہوا اور لگا کہنے کہ اے نازنین تیرا اسم مبارک کیا ہی اسنے کہا
مجھے ماہ تمکین کہتے ہین اور دیو کی قید کا حال بیان کیا اسنے سنکر یہ کہا کہ تجھے معاف کرتا مین
تمہاری سرپرستی ہر طرح سے کرونگا لیکن مین ڈرتا یہ ہون کہ مین نے جو اپنی موت کا حال دریافت
کیا تھا تجھے معلوم ہوا کہ عمر ثانی یعنی عمر بن امیہ عمر ضمری کا مجھے قتل کریگا اس لحاظ سے اس جسد کو
مین نے قائم کیا ہی اور بادشاہ جو یہان کا ہی اختر زرد چشم اُسکو کوئی اولاد صاحبقرانی مین سے ہلاک
کریگا اور وہ صاحبقران ہوگا اسوجہ سے مین ہر شخص سے ملاقات کرنے مین اندیشہ کرتا ہون - یہ
سنکر اس نازنین نے بیان کیا کہ جب یہ سب آپکو معلوم ہوچکا تو آپ نے اسکا کوئی انتظام و
بندوبست نہ کیا اسنے دیکھکر ادا یہ بات کیا تو ہی جس وقت کہ وہ موقع آئیگا مین اُسے دریافت کرسکتا ہون
یہ سنکر اس نازنین نے ایک آہ کھینچی اور کہا کہ مجھے آپ اگر اپنی کنیزی مین رکھیے گا تو مین بدل و
جان خدمتگاری کرونگی لیکن یہ نہ معلوم تھا کہ آپ بھی مسافر راہ عدم ہین وا سے تقدیر یہ سنکر
اسنے کہا کہ آپ خاطر جمع رکھیے ہر شخص مجھے مار نہین سکتا میری موت تیغ و خنجر سے نہین ہی اسنے کہا
کہ یہ تو آپ نے کہا لیکن مجھے کیونکر معلوم ہو کہ آپکی موت تلوار سے نہین کیونکہ تلوار کا کام کاٹنا خنجر کا کام
ذبح کرڈالنا وہ ایسی چیز کونسی ہی کہ جس سے آپ ہلاک ہونگے اگر مجھے اپنی کنیزی مین لینا ہی تو میری
دلنشینی کیجیے اور نہین تو مجھے اسی قلعے کے پاس اُسی سرحد پر پہونچا دیجیے جہان سے مجھے اُس دیو کی
قید ہی گوارا ہی وہین گھٹ گھٹ کے مرجاؤنگی یہ کہکر زار و قطار رونے لگی اسنے دیکھکر کہا کہ اہل
[illegible] سنتے تھے لیکن آج اسکا سامنا ہوگیا عقرب نے آنسو اسکے اپنے دامن سے پاک
کیے اور کہا کہ مین تمہین اپنی حقیقت سے آگاہ کرتا ہون اور کہا کہ یہ جو میرا باغ ہی اسمین درخت
سیب کا لگا ہوا ہی میرے سحر سے اسمین پانچ دانہ سیب کے ہین اگر وہ کوئی میرے اوپر مارے تو
مین ہمہ تن جل جاؤنگا لیکن وہ چار سیب جو ہین وہ دھوکے کے ہین اور ایک سیب باعث
میری موت کا ہی مگر مین اُسے ہرگز نہ بتاؤنگا - اسنے کہا مین نہین پوچھتی لیکن اگر معلوم ہوتا
تو اُسے مین اپنی باعث زندگی سمجھتی اسنے کہا خیر مین بتاتا ہون لیکن خبردار یہ راز کسی پر افشا
نکرنا - چار سیب جو سبز ہین وہ بیکار ہین اور جو سرخ رنگ ہی اُس سے میری موت ہی اور باغ کے لوگ
جو یہان ہین انہون نے تمہین قتل کرڈالا سبب اسکے کہ کیا ہو وہ عیار مکار عمر ثانی ہو اور ایک
مین نے بنایا ہی کہ جو غیر شخص درخت کے سایہ مین جائے فوراً پایل درخت سے زمین پر گر

ایک طائر خوشنوا ہو جاتا ہی اور بعوض ترانہ سنجی کے وہ اُس شخص کا حال بیان کر دیتا ہی لہذا تمھین اب میرے ساتھ اُسکے پاس چلنا چاہیے اور امتحان بھی ہو جائے پھر تمھین اختیار میری جان و مال کا ہو اور تمھین اپنی خاتون محل قرار دونگا۔ بس یہ کہنا تھا کہ اُس نازنین نے خوش ہو کر اسکی بلائین لین اور کہا اب مجھے یقین ہوا کہ تم نے بندوبست اپنی موت کا بخوبی تمام کر لیا ہی اور مجھے زندہ اپنے سے بچا یا ہی بس اب صاحب جلد وہان چلو کہ امتحان بھی ہو جائے۔ یہ کہکر اُٹھ کھڑی ہوئی عقرب جادو بھی اُٹھ کھڑا ہوا فقط نازنین کو تنہا لیکر قریب دروازہ باغ کے آیا اور قفل کو کھولا اس نازنین نے جھٹ پٹ دروازہ کو وا کیا عقرب نے دل مین خیال کیا کہ اگر کچھ بھی شک ہوتا تو یہ اسطرح سے مستعد اور خوشی خوشی باغ مین قدم بھی نہ دھرتی یہ معلوم ہوتا ہی کہ ساری ہوشیاری نے اسکو میرے واسطے بھیجدیا۔ عقرب یہ سوچتا ہوا مع نازنین داخل باغ ہوا اب اُس نازنین نے جو دیکھا تو حقیقت مین باغ گلہاے رنگین سے مملو ہی لیکن بلبل کو جو دیکھا تو باہوے پریشان معلوم ہوتا ہی کہ عقرب کے مرنے پر ستے بال کھولدیے ہین نرگس کی آنکھون سے آنسو جاری ہین لالہ کا داغ تہ دل ہے یہ شعر پڑھتا تھا ؎ لعل کے گل کچھ تو بہار اپنی صبا دکھلا گئے ٭ حسرت ان غنچون پہ ہی جو بے کھلے مرجھا گئے ٭ فاختہ قمری جو سرو پہ خندان کوکو کی دیتی تھی اُس سے آواز نوحہ اُٹھتی پیدا ہوتی تھی بیلا اپنا البیلا پن بھولکر یہ شعر پڑھتا تھا ؎ قافلہ باد بہاری کا روان جائیگا ٭ آخرش یہ باغ پامال خزان ہو جائیگا ٭ جو ہی اپنی جا ہی جوہی مین یہ کہتی تھی کہ کیا تماشہ ہی کہ قاتل مقتول دونون ہمراہ چلے آتے ہین۔ غرض کہ اس نازنین نے دیکھا کہا کہ صاحب جلدی قدم بڑھاؤ یہ کہتی ہوئی اپنی اٹکھیلیان دکھاتی روش باغ کو روندتی ہوئی چلی اور کہا کہ پہلے مجھے اپنی حیات گل دکھاؤ کہ جس سے میری روح تازہ ہو اور فرحت بے اندازہ ہو پھر وہان چلونگی۔ یہ سنکر عقرب جادو قریب درخت سیب لایا اور اپنی موت کا آسیب اپنے سر پر چڑھایا اور سب پتہ و نشان دیکر آگے بڑھا راہ مین اس نازنین نے ایک گل نکال کر دیا اور کہا مین نے اسکی خوشبو سے اسے نہ پہچانا کہ کیا ہی ذرا تم اسے پہچانو کہ تمھارے باغ مین یہ کسکا گل ہے اسنے گل کو ہاتھ مین لیکر دیکھا اور سونگھا سونگھنے کے ساتھ ہی بیہوشی نے اپنا رنگ دکھایا اور چھینک مارکر بیہوش ہوا انھون نے جھپٹ کر سیب کو توڑا اور اُسکے سینہ پر مارا بس ایک شعلہ بھڑک کر آسمان پر گیا اور وہ مثل دیو آتشبازی کے جلنے لگا اور باغ مین آگ لگی تمام گل جلکر گل ہو گئے اور تاریکی سے عالم سیاہ ہو گیا بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کہ تھی میرا نام مین عقرب جادو بود اب جو عمر ثانی نے دیکھا تو چارکونون پر چار بیٹھے نرگس کے مین سب باغ مکان نیست نابود ہو گیا اور عقرب کا سر پھٹا اور اسمین سے ایک طائر نکلا یہیہات یہیہات کہتا ہوا طرف اخضر زرد چشم کے روانہ ہوا۔ عمر ثانی نے جلد اپنی شکل ایک ساحر کی بنا لی اور یہ کہتا ہوا کہ راہ تو کھل گئی ہمت کرو جہان صاحبقران خضر بیٹھے ہین روانہ ہوا عقرب کے مرجانے سے راہ کھل گئی تھی یہ سب جلد خدمت صاحبقران والاشان مین پہونچے اور پہونچکر تمام حال عقرب کے مارے جانے کا اور اپنی عیاری کا بیان کیا۔ صاحبقران یہ سنکر بہت خوش ہوے اب حال اُس طائر بے پروبال کا بیان ہوتا ہی۔ کہ وہ سامنے اخضر زرد چشم کے پہونچکر اسنے آواز دی کہ فریاد اخضر کہ مین بدست عمر ثانی قتل ہوا اور تجھکو لازم ہی کہ جلد میرے خون ناحق کا بدلے کہ امیر ثانی اور حدید شاہ وہ کوہ بلغار مع عیار کے بیٹھے ہین تو لشکر کشی کر کے ایسے مین صاحبقران اور حدید شاہ کو مار کر ان تمین کو

تیسری سلطنت میں خلل آجائیگا یہ کہکر جادو کے منھ سے ایک شعلہ نکلا اور جل کر خاک ہوگیا۔ خضر زرد چشم
نے اس خبر کو سنکر اپنے منھ کو پیٹ لیا اور نہایت افسوس کیا اور بہرام سبز پوش کو بلایا اور کہا کہ لشکر ہمارا
بہت جلد تیار ہو کہ امیر ثانی کوہ بلقہ پر آئے اور عمر ثانی نے یہ ستم کیا کہ بے بھائی کا ہیق کر دیا
لیکن نگذارم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر رود اور اب اسنے اپنی فوج کو بھی حکم دیا اور بہرام
سبز پوش نے اپنی فوج کو حرب و ضرب سے آراستہ کیا چالیس ہزار فوج تیار ہوئی جوانان صف شکن جنگجو
اپنے اپنے وقت کے رستم یہ سب دیو ہیکل ست تیار ہوے اسوقت بادشاہ سے بہرام نے عرض کیا کہ
کیا حکم ہوتا ہی پہلے مغرور دیوانہ روانہ ہو کہ یہ اُس حمزہ عرب پر کافی و وافی ہی۔ یہ سنکر بادشاہ نے کہا کہ دم
جاؤ اسکے عقب میں ہم بھی چلتے ہیں یہ کہکر دیوانہ مغرور تیغ زن کو بہرام نے اجازت دی یہ وہاں سے
سمت کوہ بلقہ روانہ ہوا اور بعد اسکے جانے کے خضر زرد چشم بھی مع چالیس ہزار فوج کے آگے
ایک تنہا سے اوپر روانہ ہوا۔ اب انکو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہی انکا حال آئندہ بیان ہوگا

اب چند کلمے داستان شوکت بیان صاحبقران حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ یہ مرحلہ طے کر کے ان پر مقیم ہیں ارکین لشکر حاضر ہیں شاہزادہ نے فرمایا کہ سرمست کا کوئی عزیز قریب
ہو تو اُسے لاؤ۔ لوگوں نے بیان کیا کہ سرمست کا سوا ہبوط جادو کے کوئی نہیں ہی یا فرزند ہبوط
جادو کا ہیبت جادو کہ ساحر زبردست ہی اور سرمست کا بھانجا ہوتا ہی۔ فرمایا اسے لے آؤ لوگ گئے
اور ہیبت جادو کو لے کے خدمت میں شاہزادہ عادل کے حاضر ہوے شاہزادہ نے پشت پر اُسکے
دست شفقت پھیرا اور ارشاد کیا کہ میں نے تجکو اپنی جانب سے اس قلعہ کا حاکم کیا لیکن تجکو چاہیے
کہ مثل اپنے باپ کے مطیع اسلام رہنا اور بعد فتح طلسم جبکہ ضحاک جادو مارا جائیگا تو سچے دل سے
کرنا اور کلمہ طیبہ پڑھنا ہیبت جادو کو یقین تھا کہ مجھ سے طلسم کشا بدی سے پیش آئینگے لیکن جب
اپنے حال پر شفقت طلسم کشا کی دیکھی تو عرض کی کہ تا زندہ ام بندہ ام شاہزادہ نے ہیبت جادو کو
تخت نشین کیا اور سب سے بہترین دلوائیں اسوقت ہبوط جادو سامنے آکے سلام کیا اور عرض کی کہ اے
شہریار میں نے اسوجہ سے حضور کا سامنا نہ کیا تھا کہ شاید آپ مروت کو کام فرمائیں اور میری رعایت
کریں مگر معلوم ہوا کہ آنکے نزدیک اپنے خادموں کا حاضر و غائب یکساں خیال ہی شاہزادہ نے ایک روز یہاں
قیام کیا اور دوسرے روز جانب مرحلہ گنبد مینائی روانہ ہوے بعد طے مراحل و قطع منازل پہر بھر
دن باقی تھا کہ اُسی سبزہ زار میں پہونچے اور دیکھا کہ چند آہو مجتمع ہیں جو وہی سبزہ چرا رہے ہیں۔ شہ
رفیع البخت کو ملے تھے عادل کیوان شکوہ بھی ہنوز دور ہی سے دیکھنے پائے تھے کہ ایک شیر نے آکر
ان آہوؤں کو پراگندہ کیا آہو بھاگے ایک آہو عادل کیوان شکوہ کی طرف متوجہ ہوا قریب پہونچ چکا تھا
کہ شیر بھی آگیا عادل کیوان شکوہ نے تلوار ماری شیر کے دو ٹکڑے ہوے اور آہو قدموں پر منھ ملنے لگا
اتنے میں دروازہ گنبد مینائی کا کھلا اور مینا سے جادو نازنین نکلی ہوئی شور کرتی نکلی کہ محافظان صحرا کو
سزا دونگی یہ تو کس بات کے ہیں شیر صحرائی سبزہ زار تک آجاتا ہی ہیبت سے یا ہرنوں کو پریشان کرتا ہی
اور یہ ہنگام غافل سویا کرتے ہیں۔ عادل کیوان شکوہ اسکی باتوں میں متوجہ ہوگئے تھے اور کہتے تھے
کہ کیا حسن خداداد اسکا ہی کہ چہرہ پر نگاہ نہیں ٹھہرتی ہی کہ اک مرتبہ طائر جنگی اڑا اور پکارا کہ اے شہریار اسکے

فریب حسن میں نہ پھنسیے۔ یہ کریہہ منظر گیارہ سو برس کی عورت ہے اور بڑی مکارہ ہے لوح کو ملاحظہ کیجیے مینا کے
جادو نے جو طائر کو دیکھا دوڑ کے دو بٹہ مارا اور اسکو پکڑ لیا طائر نے فریاد کی کہ میری خبر لیجیے ورنہ یہ
لکاؤ میرا کام تمام کر دیگی ادھر عادل نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے طلسم کشا طائر تیرا رفیق تازہ مہوط
جادو ہے عملداری غیر میں آکر اسیر ہو گیا جلد لوح کو جھکا کر عکس لوح کا اسطرح ڈال کہ طائر پر بھی پڑے اور
مینا کے جادو پر بھی۔ پس شاہزادہ نے جلد کہ ہے عکس لوح کا ڈالا عکس پڑتے ہی ہاتھ
مینا کے جادو کے تھرائے اور طائر پھڑک کے نکل گیا۔ شاہزادہ نے اب جو خیال کیا تو وہ
صورت ہی نہیں پایا تو کیا دلفریب شکل تھی یا رنگ دروزن سحر اُڑ کر بھوت سی بھیانک بچیا سی
ڈراونی چوبلے کی سی لاوبی ہے۔ پس شاہزادہ نے تلوار کھینچی مینا کے جادو نے زمین پر غلطک
[illegible] اور صورت اپنی ہتنی کی بنائی اور شاہزادہ کی طرف چلی کہ سونڈ میں لپیٹ کے چیر ڈالوں عادل
کیوان شکوہ نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ فلان اسم گیارہ مرتبہ پڑھ کر یہ جو جانور ہے مستک پر
بنا ہے اسپر ضرب گرز لگاؤ شاہزادہ نے ایسا ہی کیا۔ گرز پڑتے ہی سر مینا کے جادو کا پاش پاش
ہوا تڑپنے لگی تمام سبزہ زار جلگیا گنبد پیشانی کرچیاں ہو کے اڑگیا۔ آواز پیدا ہوئی کہ کشتی
نام من مینا کے جادو بود حیف مردیم و جان زریم و مغلب بود رسیدیم جب روشنی ہوئی تو دیکھا
کہ چند مکانات بنے ہوئے ہیں ہبوط جادو سامنے آیا اور عرض کی کہ اے شہریار میں پوشیدہ
طور پر ساتھ ساتھ تھا کہ شاید حضور غافل ہوں تو آگاہ کردوں مگر گرفتار ہو گیا تھا اگر آپ خبر نہ لیتے
تو جانبر ہونا میرا غیر ممکن تھا۔ عادل کیوان شکوہ نے فرمایا کہ اے ہبوط جادو میں نے سنا ہے کہ
سکندر رستم نو ہمرکہ فیل پیکران بہمع لعلان گہر دندان گرفتار ہوا تھا اور سہراب و رفیع البخت
یہاں اسیر ہوئے تھے سکندر کا تو وہان پتا نہ لگا دیکھا چاہیے کہ رفیع البخت و سہراب بھی یہاں ہیں
یا نہیں۔ ہبوط جادو نے عرض کی کہ اے شہریار میں نے سنا ہے کہ اخر جادو سکندر نہ لعلان گہر دندان
کو لیگئی ہے اور اپنے مکان میں قید کیا ہے لیکن یہاں کا حال نہیں معلوم۔ یہ سنکے سکندر رستم نو آگے بڑھے
[illegible] سے مینا کے جادو کے مرحلہ تو برباد ہو چکا تھا چند مکانات باقی تھے جنمیں مال و اسباب
مینا کے جادو کا بھرا ہوا تھا اور ایک مکان میں کچھ قیدی تھے۔ شاہزادہ نے قیدیوں کو رہا کیا
مال و اسباب کو دیکھ کر پھر قفل ڈال دیے اور ہبوط جادو سے ارشاد کیا کہ یہ جگہ قابل آباد کرنے
کے تو ہے نہیں کہ محض صحرا ہے میں جسوقت مرحلہ آخر سے پھرونگا اسوقت اس مال و اسباب کو قلعہ
سیہ تاب میں بھجوا دونگا بالفعل تم اسی مقام پر بطور محافظ و امین کے رہو ہبوط جادو نے
عرض کی کہ میں تابع فرمان ہوں لیکن اے شہریار ذرا ہوشیاری سے کام کیجیے گا اسلیے کہ یہ مرحلہ
آخر ہے اور نہایت سخت ہے بعد اس مرحلے کے پھر بادشاہ طلسم سے جنگ ہے فرمایا جو مقدر میں ہوگا
وہ ہوگا۔ تم اطمینان رکھو چونکہ شام ہو چکی تھی شاہزادہ نے رات وہیں بسر کی صبح کو اٹھ کے اور
حوائج ضروری سے فراغ حاصل کرکے لوح کو ملاحظہ کیا اور حسب ہدایت لوح آگے روانہ ہوئے۔
جاتے جاتے قریب دوپہر کے گذرے ہونگے کہ کنارے ایک دریا کے پہنچے دیکھا کہ ایک کشتی
بہتی چلی آتی ہے کشتی پر دو عورتیں ایک صورت کی سوار ہیں اور کشتی مثل عروس شب اول کے آراستہ ہے
اور وہ دونوں نازنینیں بھی لباس جواہر نگار پہنے ہوئے ہیں یکایک اک بجلی پیدا ہوئی اور اسنے
دم ماری کہ کشتی ڈوبی ایک نازنین ایک تختے پر بیٹھی ہوئی چلی دوسری نازنین غرق ہونے لگی وہ غرق ہو

ہو رہی تھی جیسے پیلا غوطہ کھایا کہ اُبھری پکاری کہ اے سخت دل مجھے ڈوبتے دیکھ رہا ہو اور
اتنا نہیں ہو سکتا کہ نکالے چونکہ شاہزادہ تیرنا خوب جانتا ہے پس دریا میں کود کر قریب اُس عورت
کے پہونچے اور بال اُسکے پکڑ لیے اور کنارے دریا کے آئے وہ نازنین بولی کہ اے شخص تونے بڑا
احسان کیا کہ میری جان بچائی لیکن بہن میری خدا جانے بہتی ہوئی کہاں چلی گئی عادل کیوان شکوہ نے
ارشاد کیا کہ تم اس کنارے پر ٹھہرو میں اُسے بھی تلاش کر کے لاتا ہوں لیکن نازنین نے باتوں
میں لگا کر لب کا ڈورا کاٹ کے اسطرح لوح اُتار لی کہ عادل کیوان شکوہ کو خبر بھی نہ ہوئی اب جو
عادل نے خیال کیا تو جس تختہ پر دوسری نازنین سوار تھی وہ بہتا ہوا دور نکل گیا ہے عادل کیوان شکوہ
کنارے کنارے دریا کے چلے کہ یہ عورت خدا جانے کس بادشاہ کی لڑکی ہے ایک کو تو میں نے
بچایا یہ دوسری بھی اگر بچ جائے تو وہ بھی دعائیں دیگی اور ممنون ہوگی اسی خیال میں یہ جلدی جلدی
لپکے جاتے ہیں یہانتک کہ تختہ اک مقام پر سوار میں جا کے پھنسا پس عادل کیوان شکوہ
پانی میں اُتر کر پیرتے ہوئے قریب گئے اور فرمایا کہ چل تجھے بھی میں دریا سے نکال کے
تیری بہن پاس پہونچا دوں اُس نازنین نے دونوں ہاتھ بڑھا کے گردن میں ڈال دیے اور
کہا کہ آپکا بڑا احسان ہوا شاہزادہ دل میں کہتا ہے کہ کیا بیحیا عورت ہے جو اسطرح بے تکلفانہ میرے
گلے میں اپنے ہاتھ ڈال دیا شرم بھی نہ آئی کہ میں غیر مرد نامحرم ہوں اب جو خیال کرتے ہیں تو
گلے میں ہاتھوں کے بدلے رسیاں پڑی ہوئی ہیں اور نہ نازنین ہے نہ دریا ہے ایک صحرا ہے
اور سامنے اک حجرہ ہے حیران ہوئے کہ یہ کیا معرکہ ہے کہ آواز قہقہہ کی آئی کہ بس فتاحی طلسم ہو چکی
دیکھا تو نے کہ کسطرح تجکو اسیر کیا ہے دیکھ تو لوح کہاں ہے اب جو خیال کرتے ہیں تو لوح بھی گلے
میں نہیں ہے عادل کیوان شکوہ نے گردن خم کی کہ افسوس تقدیر نے پھر پھنسا دیا اب جو دیکھا
تو وہی دونوں نازنینیں ہنستی ہوئی سامنے سے پیدا ہوئیں اور کہا کہ کیوں اے شخص تو ہم
دونوں میں سے کسکو پسند کرتا ہے۔ عادل کیوان شکوہ نے فرمایا کہ صورتیں تو یکساں ہیں مگر کون
کا حال نہیں معلوم۔ دونوں نے کہا کہ ہم دونوں بہنیں توام پیدا ہوئی ہیں صورتیں جسطرح مشابہ
ہیں اسی طرح حرکتیں بھی مشابہ ہیں اگر تو ہم دونوں کو قبول کرے تو ہم تیرے شریک ہو کر مہم کو سر
کرا دیں۔ فرمایا کہ اول تو تم ساحرہ ہو علاوہ اسکے کافرہ ہو اگر دین اسلام قبول کرو تو یہ ممکن ہے
کہ میں ایک کو اپنے عقد میں لے آؤں جمع بین الاختین ہمارے مذہب میں جائز نہیں ہے یہ سنکے
اُن دونوں نے کہا کہ بغیر اسکے رہائی تمہاری دشوار ہے یہ کہکے وہ دونوں تو چلی گئیں اور اک زنگی
آیا اُسنے عادل کیوان شکوہ کو اُسی حجرے میں بند کر کے قفل لگا دیا قبل ازیں بیان ہو چکا ہے
کہ طیفور بادیہ گرد بھی شاہزادہ کے تعاقب میں چل چکا ہے جسوقت یہ کوہ بلور سے تھوڑی دور پہونچا
ہے تو نیچے گر کر اسکو اٹھا لیگیا تھا آنکھ جو طیفور کی کھلی تو اپنے کو اک باغ میں پایا اور اک نازنین کو
سامنے دیکھا پوچھا کہ اے ملکہ تم کون ہو اور مجھے کس غرض سے اٹھا لائی ہو اُسنے کہا کہ میں دختر
ہوں مالک دربند ششم ملک مشعل غول کی تجھے اسواسطے لائی ہوں کہ تو مطلب دل میرا بر لا
طیفور نے سخت و سست کہا اسنے طیفور کو زندان میں بند کیا قریب روز پھر طیفور کو زندان سے
نکالا اور کہا کہ بتا اب وصل میرا قبول کریگا یا نہیں طیفور نے کہا کہ پہلے مجھے طلسم کشا کے حال سے
آگاہ کر کہ کہاں ہے اور کس حال میں ہے تو شاید کام دل تیرا بر آئے مشعل جادو نے کہا کہ طلسم کشا

دریائے طلسمی پر آکر اسیر ہوا اختین جادو نے اسکو گرفتار کیا وہی دونون بہنین طلسم کشا پر شیفتہ
ہوئی ہین اور طلبگار وصل ہین طلسم کشا انکار کرتا ہی چونکہ وہ ہماری رازدار ہین اور ہم انکے رازدار
ہین اس وجہ سے کوئی ہنگامہ طلسم میں نہین ہونچا ہی لوح طلسمی بھی اختین جادو کے قبضہ مین
ہی میرا ارادہ ہی کہ لوح اپنے قبضہ مین کرون کہ ایسا نہو طلسم کشا سے اور اختین جادو سے سازش
ہوجائے تو مرحلہ پر آفت آئیگی طیفور نے کہا کہ اے ملکہ ضرور ایسا چاہیے تم جاکر لوح لے لو
پھر مجھے تمھارے وصل سے انکار ہوگا مین تو انجام کو سوچکر تم سے انکار کرتا تھا کہ زمانہ برباد
طلسم کا ہی طلسم کشا چلا آتا ہی اگر چار دن میں تم سے محبت بڑھ جاتی اسکا انجام زندگی بھر رونا
پڑیگا۔ اب طلسم کشا اسیر ہوگیا مجھے بھی اطمینان ہوگیا یہ سنکے شعلہ جادو خوش ہوئی گو یہی جلے
عاشق مزاج معلوم ہوتا ہی بس فوراً آمجد طلسمی پر آئی دیکھا ان اختین جادو باہم گفتگو کر رہی ہین
ایک کہہ رہی تھی کہ لوح کسنے چھینی ہی لوح تم لے لو طلسم کشا کو مین نے اسیر کیا ہی طلسم
میرا حصہ ہی دوسری کہہ رہی ہی کہ اگر مین لوح نہ چھینتی تو طلسم کشا کو تم گرفتار کیونکر کرتین غرض
رنجش آمیز گفتگو ہو رہی تھی کہ شعلہ جادو پہونچی اور کہا کہ تم عشق و محبت مین پڑی ہو اور چاہتی ہو
کیا چاہتی ہو لاؤ لوح طلسمی تو میرے حوالہ کردو بس ان دونون نے جو شعلہ جادو کو دیکھا تو ہنسکر
کہا اے ملکہ ہم نگہبان سرحد مرحلہ ہین اور تم مالک مرحلہ ہو تم ہماری رازدار ہو ہم تمھارے رازدار
ہین لوح بھی حاضر ہی اور قیدی بھی لیکن انصاف کردو پھر اختیار ہی اگر تم لوح لیجاؤگی اور خبر
گرفتاری طلسم کشا کی مشتہر ہوگی تو لوح بھی چھین جائیگی اور قیدی بھی اور بدنامی مفت کی
آئیگی ہم بدنام ہونگے تو تمھین بھی بدنام کرینگے۔ شعلہ جادو نے کہا کہ لوح جو تم کی چیز ہی اسکو
میرے سپرد کرو کہ مین اپنے باغ مین کسی محفوظ مقام پر رکھ آؤن اسکے بعد تمھارا انصاف کردونگی
یہ سنکے ان دونون نے لوح طلسمی حاضر کردی ملکہ شعلہ جادو نے ان دونون کو ساتھ لیا اور اپنے
باغ مین آئی یہان اختین جادو نے اور اک جوان کو دیکھا۔ شعلہ جادو نے لوح کو صندوقچہ مین
بند کرکے صندوقچہ اپنے سرہانے رکھدیا طیفور نے شعلہ جادو سے کہا کہ آخر جھگڑا کیا ہی شعلہ
جادو نے طیفور سے سب حالت بیان کی اور کہا کہ مین چاہتی ہون ان دونون مین سے کوئی ناراض
نہو اور آپس مین رنجش نہ بڑھے اور مشکل یہ ہی کہ چیز ایک ہی اور طلبگار دو ہین طیفور نے کہا
کہ تم اس شخص دانا کو بلاؤ مین سمجھا کر رضامند کردونگا وہ ان دونون کو قبول کریگا پھر تو آپس مین
کچھ ملال نہوگا یہ سنکے اختین جادو نے کہا کہ اس بات پر تو وہ راضی ہی نہین ہوتا ہی طیفور نے
کہا کہ ہم تو راضی کردینگے تم بلاؤ تو سہی اسوقت اختین جادو نے عادل کیوان شکوہ کو بھی اسی
صحبت مین بلوالیا شاہزادہ نے طیفور کو جو دیکھا متعجب ہوئے طیفور نے آنکھ کے اشارے سے
منع کیا کہ خبردار کچھ کہنا نہین اور جو مین کہون اسکو قبول کرلینا۔ اب ایک محفل مین سب جمع ہوئے
طیفور نے عادل کیوان شکوہ کی طرف دیکھکے کہا کہ اے شخص تجھ سے بڑھکے بھی کوئی جاہل
ہوگا ایک عورت کے واسطے تو دنیا مین کیا کچھ نہین ہو جاتا ہی تجھے ایسی نازنین دو دو ملتی ہین
مگر تو قبول نہین کرتا ارے یہ وہ لذت ہی کہ بوڑھون کو بھی ہوس ہوتی ہی تو تو ابھی نوجوان ہی
یہ وہی مثل ہی کہ نئی جوانی مانجھا ڈھیلا۔ اے میان میرے دونون میٹھے کہو اور دونون کو قبول
کرو کہ دوست کو دوست جیت ہی۔ باتون پر طیفور کے یہ سب کی سب بھر گئی تھین اور عادل کیوان شکوہ عرق عرق

ہو گئے کہ یہ جو چاہتا ہی کہتا ہی نہ ہمارا ادب نہ لحاظ۔ طیفور نے شعلہ جادو سے کہا کہ شراب شبانگاہ
مین ابھی اسکو بھی بے تکلف سے کیے لیتا ہون شعلہ جادو نے سامان شرابخواری منگوا کر رکھ دیا
طیفور اٹھا اور اپنے ہاتھ سے جام بھر کے پہلے شعلہ جادو کو دیا شعلہ جادو نے کہا کہ مہمانون کو دو طیفور
نے کہا تمھاری بے تکلفی دیکھ کے وہ بھی بے تکلف ہو نگے شعلہ جادو نے جام ہاتھ سے لیکر
پی لیا اب طیفور نے دو جام بھر کے اختین جادو کو دیے ان دونون نے بھی پیے طیفور نے پھر ایک
جام بڑی دیر مین لبریز کیا اور سامنے عادل کیوان شکوہ کے لایا اور کہا پیجیے عادل کیوان شکوہ
نے لاحول پڑھا اور فرمایا کہ کیا واقعی تو کافر ہو گیا طیفور نے کہا کہ تم کیا کفر سے بچ جاؤ گے اور
شراب پینا داخل کفر ہی تو خدا ہی حافظ ہی یہ اک بدپرہیزی ہی گو شرع نے حرمت کا حکم دیا ہی
مگر برسون کی عادت رفتہ رفتہ کے ترک ہوتی ہی بارہ روز پیتے تھے یا اب یہ حالت ہی کہ سہ روز آب
سے کہان پی لیتا ہون گاہے گاہے ۔ وہ بھی تھوڑی سی مزا منھ کے بدلنے کے لیے
شاہزادہ برہم ہوا اور قصد تھپڑ مارنے کا کیا خیال ہوا کہ طیفور حقیقت مین انکا مطیع ہو گیا ہے
طیفور پیچھے ہٹا اور کہا کہ اے ملک آپ سچ کہتی تھین یہ میرے سمجھانے سے کبھی نہین سمجھتا ہی
خیر سمجھتا نہیگا اپنا سر کھائیگا یہ سنکے شعلہ جادو کو غصہ آیا اور کہا کہ مین اسے زبردستی پلاؤنگی یہ کہکے
اپنی جگہ سے اٹھی بس اٹھنا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا چھینک مار کر گری اختین جادو سنبھالنے
کو دوڑی یہ بھی بیہوش ہوئین کنیزین خواصین یہان موجود نہ تھین کہ خلوت تمام تھا طیفور نے
اٹھ کر صندوقچہ توڑا اور لوح نکالکر عادل کیوان شکوہ کی خدمت مین پیش کی اور کہا کیا حکم ہوتا ہی
انھین قتل کر ڈالون فرمایا کہ دعوت اسلام دینا ضرور ہی طیفور نے تینون جادوگرنیون کی زبانون
پر منگلے سوزن کر دیے اور ستون سے باندھ کر ہوشیار کیا جب آنکھ کھلی تو شعلہ جادو نے رنگ
دگرگون پایا۔ عادل کیوان شکوہ نے فرمایا کہ اگر تم سب دین اسلام قبول کرو تو بہتر ہی ورنہ ایکدم کی
مہلت نہ ملیگی قضا کو سر پر سمجھو شعلہ جادو نے انکار کیا بس عادل کیوان شکوہ نے تلوار ماری تلوار
اچٹ گئی کہ شعلہ جادو روئین تن تھی طیفور نے کہا لوح دیکھیے عادل کیوان شکوہ نے لوح کو دیکھا
لکھا تھا فلان اسم پڑھکر دم شمشیر پہ دم کرو اور مانگ پر اسکے ہاتھ مارو تو یہ قتل ہوگی عادل
کیوان شکوہ نے ایسا ہی کیا تیغہ پڑتے ہی مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہو گئے مرتے ہی شعلہ
جادو کے قیامت برپا ہوئی اب عادل نے لوح کو دیکھ کر اسم پڑھکر تیغہ دم کیا اور اختین جادو کو
بھی قتل کیا مرنے سے انکے محیط طلسمی نظرون سے غائب ہو گیا دیر تک قیامت برپا رہی
آتشباری و برفباری ہوا کی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من شعلہ جادو و صدف جادو
و صدلیف جادو یعنی اختین جادو بود حیف مردیم و جا ماندیم و مطلب خود نرسیدیم جس وقت
روشنی ہوئی تو دیکھا کہ نہ باغ ہی نہ دریا ہی نہ کنیزین نہ خواصین کچھ پتے اور بلبلان کاغذ کے
ہوا کے زور سے اڑتی ہوئی آرہی ہین اور لاشین مین جادوگرنیون کی پڑی ہین بس شاہزادہ
عادل کیوان شکوہ نے طیفور سے کہا کہ تو اسی مقام پر قیام کر مین مرحلہ پر جاتا ہون یہ فرما کے
آگے بڑھے تھوڑے سے باغ کے مرحلہ سامنے معلوم ہونے لگا۔ شاہزادہ حسب ہدایت لوح کے
بڑھے جس وقت درۂ کوہ کے قریب پہنچے تو اک قندیل درہ مین آویزان دیکھی گرد قندیل کے
پروانون کا ہجوم تھا عادل نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یہی راستہ جلنے کا ہی تمکو چاہیے کہ

فلان اسم پڑھکر قندیل کو کھولو پروانے تمھارے ہاتھ سے لپٹینگے تم فلان اسم پڑھتے رہنا ورنہ
ہر پروانہ شرارہ بنکے جلا دیگا لیکن جسوقت شمع قندیل سے نکالو گے تو تمام پروانے شمع پر گرکر خود ہی
جل جاینگے تم اسی شمع کو ہاتھ مین لیے ہوے راہ درہ کی طی کرنا پھر جو کچھ نظر آئے لوح کو دیکھ کے
عمل کرنا۔ عادل کیوان شکوہ نے جیسے ہی شمع قندیل سے نکالی تمام پروانے شمع پر گر گرکے جل گئے
شاہزادہ شمع ہاتھ مین لیے ہوے درہ سے گزرا اک صحرائے ہولخیز و وحشت انگیز مین پہونچا دیکھا
کہ ہزارہا آدمی سیاہ رنگ کے برہنہ ادھر سے اُدھر اُدھر سے ادھر دوڑتے پھرتے ہین۔ دہن اور
ناک اور کان سے ہر ایک کے شعلے نکل رہے ہین شاہزادے کو جو اُن سب نے دیکھا شور کیا کہ
ارے یہ سرکش یہان کیونکر آگیا مارلو اسکو یہ کہتے ہوے اور شور مچاتے ہوے دوڑے۔ شاہزادہ
عادل کیوان شکوہ نے اسی شمع کی روشنی مین لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم تجکو چاہیے
کہ فلان اسم پڑھکر اس شمع کو زمین مین نصف گاڑ دے اور آپ لوح کو سر پر رکھ لے تو نگاہون
سے ان سب کے پوشیدہ ہو جائیگا یہ سب آکر شمع کو پھونک سے بجھانا چاہینگے کہ شمع
انکے خرمن جان کے واسطے برق فنا ہی اسوقت تو تماشا دیکھنا کہ کیا ہوتا ہی لیکن فلان اسم کو
پڑھتا رہنا جبتک سب ختم ہوجائین شاہزادہ نے شمع جلدی سے زمین مین گاڑدی غول آ آ
کر شمع کو گل کردین جسنے شمع کے پاس آکر پھونکا شمع شعلہ بنی شعلہ دہن سے پھٹکر پیٹ مین اُترگیا اور
ہمہ تن شعلہ بنکے رہگیا جسقدر غول تھے سب اسیطرح جل کے خاک ہوگئے آخر مین اک غول
طویل القامت نے آکر جو شمع کو پھونکا تو شمع مع شعلہ دہن کے رستے اُسکے پیٹ مین اُترگئی دم بھر
مین وہ بھی دھڑدھڑ جلنے لگا اور شعلہ بنکے عادل کیوان شکوہ پر گرا۔ شاہزادہ بال بال بچگیا کیونکہ پہلے
سے اسم خوانی مین مصروف تھا شعلہ گل ہوگیا شاہزادے نے دیکھا کہ یا تو رات تھی یا دن ہوگیا
سامنے اک جوگی بیٹھا ہوا نظر آیا نظر جو اُس جوگی کی عادل کیوان شکوہ پر پڑی پکارا کہ ارے ظالم
کیا کیا تو نے باغ اور صحرا دونون کو مٹا دیا آخر یہان تک کیونکر آیا عادل کیوان شکوہ نے جلدی سے لوح
کو دیکھا لکھا تھا مشعل غول جادو یہی ہی تمکو چاہیے کہ فلان اسم پڑھکر لوح اسکے سامنے پھینکدو
جب یہ لوح لینے کو جھکے اسوقت تلوار مارو بعد اسکے مرنے کے مرحلہ طی ہوگا یہ دیکھکر عادل کیوان شکوہ
نے لوح طلسمی سامنے مشعل غول جادو کے پھینکدی بس جیسے ہی مشعل غول جادو لوح کے
لینے کو جھکا عادل کیوان شکوہ نے تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوگئے مرتے ہی اُسکے قیامت برپا
ہوئی دیر تک آتشباری و برف باری ہوا کی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من مشعل غول
جادو بود حیف مردیم و جاندادیم و مطلب خود نرسیدیم جب روشنی ہوئی تو دیکھا کہ صحرا نہین بلکہ
شہر ہی لاش اک ساحر مہیب کی زمین پر پڑی ہی۔ شاہزادہ نے بحکم لوح سر مشعل غول جادو کا
کاٹ لیا اور داخل شہر ہوے شہر مین غوغا ہوگیا کہ طلسم کشا آپہونچا عادل کیوان شکوہ نے
تھوڑی راہ طی کی تھی کہ دیکھا اک تاجدار چلا آتا ہی شاہزادہ نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یہ مرد نیک
ہی تمھاری اطاعت کریگا اُس تاجدار نے آکے قدمبوسی حاصل کی اور عرض کی غلام کی مہمانی
قبول فرمائیے مین دراصل مسلمان ہون لیکن بخوف کفار مذہب کو اپنے پوشیدہ کیے ہوے
تھا۔ شاہزادہ نے طیفور کو بھی بلالیا اور شاہزادے کی مہمانی بڑی دھوم سے ہوئی۔ عادل
کیوان شکوہ نے حدید شاہ کے یہان قیام کیا اور فرمایا کہ اب یہان سے آگے کون مرحلہ باقی ہی

حدید شاہ نے عرض کی کہ اب مرحلہ طلسمی تو کوئی نہیں باقی ہے سوا صحرا کے جہاں خود بادشاہ طلسم ہے لیکن ابھی کئی مقام سخت آپ کو پیش آئیں گے بالفعل شہر اختریہ ہے حاکم وہاں کی اختر جادو ضحاک شاہ کی بہن ہے۔ عادل کیوان شکوہ نے فرمایا کہ میرے کئی عزیز مرحلوں پر گرفتار ہوئے تھے سنا ہے کہ اختر جادو اُن سب کو لے گئی ہے میں چاہتا ہوں کہ جا کے اُنھیں رہا کروں حدید شاہ نے عرض کی کہ جیسا حضور مناسب جانیں لیکن اتنا میں عرض کیے دیتا ہوں کہ راستے میں شہر اختریہ کے ایک آفت اور ہے وہ یہ ہے کہ دو تصویریں پتھر کی کنارے اک تالاب کے نصب ہیں تالاب قریب شہر اختریہ کے ہے یہاں سے بہت بڑا فاصلہ ہے دن بھر کی رہروی میں انسان وہاں تک پہونچتا ہے قبل میں لوگ یہاں سے شہر اختریہ میں آتے جاتے رہتے تھے اب سنا گیا ہے کہ جو مسافر تالاب تک پہونچتا ہے اور پانی تالاب کا پیتا ہے وہ مر جاتا ہے فرمایا کہ سمیت پانی میں پیدا ہو گئی ہوگی اگر پانی نہ پیے تو کچھ اندیشہ نہیں ہے اُس نے عرض کی کہ ایسا نہیں ہے بلکہ وہ دونوں تصویریں جو گڑی ہوئی ہیں وہ اکوان تاجدار کی ہیں اکوان نے بغرض حفاظت شہر اختریہ انتظام کیا ہے کہ کسی دوسرے مقام کے باشندے کو شہر اختریہ میں نہیں آنے دیتا ہے جو شخص پانی نہیں پیتا ہے وہ بھی جس راستے سے داخل شہر ہونا چاہتا ہے تالاب کو سد راہ پاتا ہے اگر بیٹھنا چاہتا ہے تو وہ پتھر کی تصویریں انسان ہو کے لپٹ جاتی ہیں اور اُس مسافر کو کھا لیتی ہیں فرمایا کچھ پروا نہیں لوح میرے پاس ہے انشاء اللہ کل میں جاؤنگا۔ بادشاہ نے عرض کی کہ غلام بھی ساتھ چلیگا فرمایا کیا مضائقہ ہے حدید شاہ نے تیاری لشکر کا حکم دیا بارگاہ نکلوائی۔ اب یہاں تو تیاری چلنے کی ہو رہی ہے اور اب

چند کلمے داستان اختر جادو کے بیان کیے جاتے ہیں

راوی کہتا ہے کہ اختر جادو مرحلوں پر سے سکندر اور لعلان اور رفیع البخت اور سہراب اور قمر اندام اور نجم تاب ان سب کو جا کے لے آئی تھی۔ تینوں شاہزادوں کو علیحدہ قید کیا تھا اور شاہزادیوں کو جُدا قید رکھا تھا اور خود حجرۂ سحر میں جا کر سحر تیار کر رہی تھی بعد سات روز کے حجرہ سے باہر آئی اور پہلے شاہزادیوں کے زندان میں گئی اور کہا کہ جو کچھ تمھارے دماغ اگر سیدھے ہو گئے ہوں تو خیر ورنہ میں کل تجکو تمھارے دھگڑوں سمیت جلا کے قصہ تمام کر دونگی لعلان گہر زندان نے کہا کہ جنھے جنکا ساتھ دیا۔ دیا ہمکو کچھ مرنے کا خوف نہیں ہے قمر اندام و نجم تاب نے بھی یہی کہا کہ اب جو داغ بدنامی ہمارے دامن میں لگ چکا اُس سے بچ نہیں سکتے لہذا بدنام ہو کے جینے سے مرنا بہتر ہے۔ اختر جادو دانت پیستی ہوئی پلٹی اور اب اُس زندان میں آئی جہاں سکندر و سہراب و رفیع البخت مقید تھے۔ اختر جادو نے دروازہ زندان کا وا کیا اور کہا کہ کل تمھاری موت کا دن ہے آج رات بھر تم لوگ اور دنیا میں مہمان ہو اگر تمکو کوئی وصیت کرنا ہو تو کر لو کہ کل تمکو اتنی مہلت بھی نہ ملیگی۔ شاہزادہ سکندر رستم خو نے فرمایا کہ ہمیں کوئی تمنا نہیں ہے ہم زندگی سے سیر ہیں اسلیے کہ طلسم کشائی کیواسطے آئے تھے یہاں تقدیر نے ذلیل کروایا کہ لوح بھی ہاتھ آئی تو کچھ کام نہ نکلا ایک مرحلہ بھی سر نہو نے پایا کہ پھر لوح چھن گئی ہماری یہی تمنا ہے کہ قتل ہو جائیں لیکن اگر کوئی مسلمان اس طلسم میں ہو تو ہمکو اہل اسلام کے طریقہ سے دفن کرا دینا اور ہر شخص کی قبر پر پتھر اُسکے نام کا لگا دینا کہ آیندہ جو اس طلسم میں عملداری مسلمانوں کی ضرور ہو جائیگی اگر لوگ

آئیں تو ہماری ناکامی پر افسوس کر کے صرف فاتحہ خیر پڑھ دیں۔ یہ سنکے اختر جادو نے کہا کہ کیا دل
میرا تمنے خوش کیا ہے جسکے عوض میں بندوں میں تمہارے ساتھ یہ جھگڑا کرونگی تم لوگ ہمارے نام کو مٹا
رہے ہو ہم تمہارا نشان تک باقی نہ رکھنے والے ہیں یہ کہکے چلی آئی اور رات بھر میں اسنے میدان
غولی کی تیاری کی صبح کو دروازہ شہر پناہ کے قریب اک میدان میں اختر جادو نے بہت سی لکڑیوں کا
انبار لگوا دیا اور اسمیں آگ دیدی جب وہ جلنے لگیں تو اسنے چند دانے ماش کے پڑھکے مارے
کہ وہ تمام آگ گل ہو گئی آتش حصار لالہ زار معلوم ہونے لگا۔ اب اختر جادو نے قیدیوں کو منگا کر
اُنسے کہا کہ یہ باغ تمہارے واسطے میں نے تیار کیا ہے خیر اب برے ہو یا بھلے ہو اپنے ہو جو ہوا
وہ مٹ نہیں سکتا۔ اس فریب سے اختر جادو نے انکو یقین دلا دیا۔ یہ تینوں شاہزادے خوشی
خوشی اُس لالہ زار میں چلے گئے شاہزادیوں کو کنارے لالہ زار کے اک بلند عمارت پر اسیر غل و زنجیر
بٹھا دیا۔ تاکہ یہ اپنی آنکھوں سے انکو جلتے ہوئے دیکھیں اب یہ چلی ہے اس ارادے سے کہ سحر
اپنا اس آتش حصار پر سے اُٹھاؤں کہ یہ جل کے خاک ہو جائیں شاہزادیاں حسرت سے دیکھ
رہی ہیں یہاں کی تو یہ حالت ہے اور اُدھر شاہزادۂ عادل کیوان شکوہ مع لشکر ظفر پیکر کنارے
تالاب کے پہونچے ہیں لوح کو ملاحظہ کیا ہے لکھا ہے کہ فلاں اسم پڑھکر درمیان سے ان تصویروں
کے نکلکر تالاب میں کود پڑو یہ تصویریں آپس میں لڑکر ختم ہو جائینگی اور تم دروازۂ شہر پناہ پر پہونچو
ایک چلو میں پانی تالاب کا لے لینا کہ یہ آگے بڑھکے کام آئیگا۔ شاہزادہ نے ایسا ہی کیا جب تک
دونوں تصویروں کے درمیان سے نکلے یہ معلوم ہوا کہ کوئی بیچ سے آگ لیکے نکل گیا۔ دونوں
تصویروں میں ٹکریں چلنے لگیں اور لڑتے لڑتے تصویریں چورا ہو کے تالاب میں گر پڑیں تالاب
سٹ گیا اور دروازہ شہر پناہ نمودار ہوا دیکھا کہ شاہزادہ دروازۂ شہر پناہ پر کھڑا ہوا ہے اُدھر اختر جادو
کی نظر طلسم کشا پر پڑی اسنے کہا غضب ہوا کہ یہ آگیا بس نار لب سحر کا اُس لالہ زار پر مارا تمام
لالہ زار آتش بہار ہو گیا شاہزادہ نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ تمنے عرصہ کیا یہ پانی جو تمہارے چلو
میں ہے اس آگ پر مارو شاہزادہ نے پانی کا چھینٹا دیا آگ فرو ہو گئی اختر جادو نے بجلی کی کڑک
سنی جانب آسمان دیکھا معلوم ہوا کہ لعلان گردان اور قمر اندام اور نجم تاب سحر کرکے بلند ہوئی ہیں
اب یہ مجبور کر ان آفت برپا کرینگی میں تنہا ہوں لیکن اسے سخت حیرت تھی کہ انکو کسنے رہا کر دیا۔ اختر جادو
جانب صحرا کے روانہ ہوئی۔ یہاں عادل کیوان شکوہ نے ڈھونڈھنا شروع کیا مگر کسی لاش کا پتا بھی پایا
بس گریبان چاک کیا اور رونے لگے حدید شاہ قریب آیا اور عرض کی کہ اسکے شہر یار کیا ہوا۔ فرمایا کہ میرے
کئی عزیز جو اس مقام پر قید تھے اُنکو اختر جادو نے آتش سحر میں پھونک دیا مجھے پہونچنے میں دیر
ہوئی۔ یہ سنکے حدید شاہ نے عرض کی کہ لوح تو ملاحظہ فرمائیے طیفور بھی رو رہا تھا ہنوز شاہزادہ نے
لوح کو ملاحظہ نہیں فرمایا تھا کہ اک طائر نے گود میں پرچہ کاغذ کا پھینکا اور روانہ ہو گیا عادل کیوان شکوہ
نے جو اُس پرچہ کو اُٹھا کے پڑھا تو لکھا تھا کہ اسے شہر یار میں آپکے عزیزوں کو اُنکی معشوقوں
سمیت لیے جاتی ہوں آپ پریشان نہو جیے گا آخر میں دستخط ملکہ دل آویز جادو کے ثبت تھے اسوقت
عادل کیوان شکوہ بے ساختہ مسکرائے طیفور بادیہ گرد اور حدید شاہ کو بھی آگاہ کیا سب خوش ہوئے
اب شاہزادہ نے آگے بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ اک نامہ دار آیا اور نامہ پیش کیا۔ شاہزادہ نے نامہ
پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ چونکہ ملکہ ہماری ہمیں حکم جنگ نہیں دیگئی ہیں لہذا نہ تو ہم لڑ سکتے ہیں نہ

یہ ہو سکتا ہے کہ آپ کو ملک میں آنے دیں لہذا آج آپ آگے بڑھنے کو موقوف رکھیں کل تک ہم جواب منگالیں پھر آپکو اختیار ہے۔ یہ نامہ اہل لشکر کی طرف سے تھا۔ عادل کیوان شکوہ نے جواب تحریر کر دیا کہ کچھ مضائقہ نہیں ہے ایک روز کے بدلے میں دو روز کی مہلت دیتا ہوں مگر اگر کہیں سے کمک بھی منگانا ہو تو ایک بھی منگوا لو یہ جواب تو قاصد کو دیا اور آپ اُسی جگہ اُتر پڑے خیمہ ہو رہا ہوا لشکر ٹھہر گیا۔ عادل کیوان شکوہ نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ یہ مقام ساحروں کے رہنے کا ہے اور خوفناک ہے تمکو چاہیے کہ فلان اسم جو حاشیہ لوح پر کندہ ہے پانی پر پڑھ کے دم کرو لیکن پانی رنگین ہو اور وہی پانی تمام لشکر کے ہر قون کو چھڑک کے بیرقین گرد لشکر کے نصب کرا دو جو ساحر اندر حدود لشکر کے آئیگا سحر بھول جائیگا اور سابنی بارگاہ کے گرد قناتوں پر اور سقف بارگاہ پر اور زمین پر بھی چھڑک دینا شاہزادہ نے ایسا ہی کیا اور بارگاہ مین جا کر آرام پذیر ہوئے لیکن

دو کلمے داستان اختر جادو کے بیان ہوتے ہیں

کہ جس وقت یہ شہر اختر سے بھاگی ہے تو خدمت مین ضحاک شاہ کے پہونچی اور تمام کیفیت بیان کر کے رونے لگی کہ اب ہمارا شہر بھی دشمن کے قبضہ مین ہو گیا ہو گا اور بعد کو ہمارے تمہاری باری ہے طلسم کشا آگیا تین عزیزون کو تو اُسکے مین نے آتش سحر سے پھونک دیا لیکن جو گریبان پھر رہا ہو گئین کچھ سمجھ مین نہ آیا کہ وہ کسطرح رہا ہو گئین ضحاک جادو نے کہا کہ تجھپر ستارے ایسے سخت آئے ہوئے تھے کہ یہ اپنے مرحلے کے باہر جاسکا کہ تمہاری خبر لیتا اور ابھی تو تمام طلسم مین غدر برپا ہے کسی کسی کی خبر لون ابھی ابھی خیریت نہین معلوم ہوتی اسوقت آصف انجم طلعت بھی موجود تھے اور برجیس بن اکوان بھی حاضر تھا۔ آصف انجم طلعت نے فرمایا کہ اے ضحاک شاہ اگر تو اسقدر ہراسان ہے تو مین تجھ سے وعدہ کرتا ہون کہ طلسم کشا کو اب بھی صلح پر رضامند کر دونگا اور اگر نہ مانیگا تو جس سے مقابلہ کرونگا شکست و فتح میرے اختیار کی بات نہین ہے ضحاک شاہ نے کہا مجھے منظور ہے مگر مین یہ نکرونگا کہ خود اکوان نامدار کو گرفتار کر کے دیدون ہان اپنے ملک سے نکالدونگا آصف انجم طلعت نے قبول فرمایا اور اک تحریر اس مضمون کی ضحاک شاہ سے لکھوا کر جانب شہر اختر یہ ہمراہ اختر جادو کے روانہ ہوئے جسوقت شہر اختر یہ مین پہونچے تو لبیر اکوان بھی ساتھ تھا آصف انجم طلعت نے اک نامہ شوقیہ تحریر کیا مضمون اُسکا یہ تھا کہ اے فاتح طلسم اگر تم مذہب اسلام رکھتے ہو اور خاندان صاحبقران سے واقف ہو تو آصف انجم طلعت کا نام بھی سنکے ضرور آشنا ہو گا ہر چند کہ تمام عزیز میرے یہ جانتے ہین کہ آصف جل کے مر گیا مگر مین بادشاہ طلسم یعنی ضحاک شاہ کا اتنا ضرور ممنون ہون کہ اُسنے مجھے سمجھکر مجکو اُٹھوا منگایا جلنے سے بچایا اب تک مین قید تھا اب اُسنے مجکو تمہارے مقابلے واسطے قید سے رہا کیا ہے چونکہ مین اُسکا ممنون ہون لہذا مجھے اتنی پاسداری ضحاک کی ضرور ہے کہ مین چاہتا ہون صلح ہو جائے اگر تم صلح پر رضامند نہ ہوگے تو مجکو مجبوراً تم سے لڑنا پڑیگا کہ مین زبان ہار چکا ہون اور جو شرط تمنے بابت صلح کے جنبش کی تھی اُسکی تحریر مین نے ضحاک کی دستخطی لے لی ہے لہذا مین چاہتا ہون کہ مجھ سے تخلیہ کی ملاقات کر کے اس تحریر کو دیکھ لو اور جو کچھ پس و پیش کرنا ہو وہ مجھے تحریر کر دو۔ بہتر ہے کہ یہ معاملہ طے پا جائے ورنہ مجھے سخت وقت پیش آئیگی یہ نامہ برجیس بن اکوان لیکر خدمت مین شاہزادہ عادل کیوان شکوہ کے

روانہ ہوا جب یہ خبر شاہزادہ عادل کو ہوئی کہ شہر اختریہ سے نامہ دار آتا ہے تو شاہزادہ نے حدید شاہ کو
استقبال کے واسطے بھیجا حدید شاہ برجیس کو استقبال کرکے سامنے شاہزادہ عادل کیوان شکوہ
کے لایا برجیس نے بطریق خداپرستان ادب سے سلام کیا اسوقت عادل کیوان شکوہ کو حیرت
ہوئی ایک تو یہ کہ ایلچی نو برس کا لڑکا دوسرے اُسکا اہل اسلام کی طرح سلام کرنا شاہزادہ کو برجیس سے
محبت معلوم ہوئی کرسی جواہر نگار بیٹھنے کو عنایت فرمائی برجیس سلام کرکے بیٹھ گیا شاہزادہ نے
نام پوچھا برجیس نے اپنا نام مع ولدیت بیان کیا یہ سنکر کہ یہ اکوان کا بیٹا ہے عادل کیوان شکوہ
زیادہ متعجب ہوئے پھر خیال ہوا کہ شاید کسی اور اکوان کا یہ فرزند ہو فرمایا کسکا نامہ تم لائے ہو
برجیس بن اکوان نے کہا کہ ملاحظہ کیجئے یہ کہکے نامہ مودب ہوکے پیش کیا عادل کیوان شکوہ نے
نامہ کو لیکے لفافہ چاک کیا اور پڑھا تو نہایت خوش ہوئے فرمایا کہ آج وہ مسرت حاصل ہوئی ہے کہ کبھی
نہ ہوئی تھی اور جواب میں تحریر کیا کہ صلح کیسی اگر آپ فرمائیں تو یہاں تک حاضر ہوں آپ میرے بزرگ
ہیں اسلیئے کہ رشتہ تو برابر کا ہے مگر سن کی بزرگی آپکو حاصل ہے لیکن ابھی اسکے سوا اور کچھ نہیں کہہ سکتا
کہ میں بھی اسی باغ کا سبزہ ہوں مگر اسقدر دور تھا کہ بیگانہ ہوگیا جسوقت شمار میرا اُنکا اذن میں ہوگا
اُسوقت آپ پر بھی مفصل ظاہر ہوجائیگا اور برجیس بن اکوان کو بہت بھاری خلعت دیکے رخصت
فرمایا۔ برجیس بن اکوان جواب لیے ہوئے اخلاق و مرحمت طلسم کشا کی تعریف کرتا ہوا خدمت
میں آصف انجم طلعت کے حاضر ہوا اور جواب پیش کرکے زبانی بہت کچھ تعریف کی آصف انجم طلعت
نے جواب نامہ پڑھا خوش ہوئے۔ وہ تحریر ضحاک کی لیکر فرمایا کہ اے برجیس میرا جی چاہتا ہے کہ
میں خود ملاقات کو اُسکی چلوں گو وہ اپنے کو خورد ظاہر کرتا ہے اگر چھوٹا ہے تو بھی کلیجے کا ٹکڑا ہے اُسکے یہاں جانے
سے میری عزت میں فرق نہیں آتا ہے کہ میرے ہی خاندان سے ہے یہ فرماکے اُٹھ کھڑے ہوئے اور فقط
برجیس کو ساتھ لیکے طرف لشکر عادل کیوان شکوہ کے روانہ ہوئے یہاں عادل کیوان شکوہ نے
پہلے سے عیار کو برائے دریافت خبر روانہ کردیا تھا کہ اگر مناسب ہو اور کوئی امر مانع و حارج نہو تو میں
آپ چلوں کہ وہ بزرگ میرے ہیں مردہ سنا تھا مگر خدا نے زندہ دکھایا طیفور نے آکے بیان کیا
کہ وہ تشریف لاتے ہیں پس عادل کیوان شکوہ نے جلدی سے مرکب طلب کیا اور پشت مرکب پر
بیٹھکر تنہا چل کھڑے ہوئے بعد کو طیفور اور حدید شاہ بھی روانہ ہوئے راستے میں سامنا ہوا
عادل کیوان شکوہ آصف انجم طلعت کو دیکھتے ہی گھوڑے سے کود پڑے سلام کیا آصف انجم طلعت
بھی مرکب سے اُترے عادل کیوان شکوہ جھکے آصف نے سر سینے سے لگایا دونوں صاحب پا
پیادہ چلے عادل کیوان شکوہ نے کہا کہ آپنے کیوں تکلیف فرمائی میں تو خود ہی حاضر ہونے والا تھا
آصف انجم طلعت نے فرمایا کہ بابا اگر میں چلا آیا تو کیا قباحت ہے اور تم کو میں کہاں تکلیف دیتا میں تو یہی
دشمنوں اور کافروں کا مہمان ہوں اسوقت تمہارے وہاں چلنے سے میرا ہی تمہارے مکان پر
چلنا بہتر ہے عادل کیوان شکوہ نے عرض کی کہ یہ بھی حضور کا کفش خانہ ہے یہ کہکے آصف کو ساتھ لیے
ہوئے اپنی بارگاہ میں آئے صدر میں آصف کو بٹھایا آصف انجم طلعت نے وہ تحریر ضحاک کی
پیش کی عادل کیوان نے پڑھا اور ارشاد کیا کہ اگر آپ ایسی شرطیں بھی طے کرلیتے جو سراسر میری مصلحت کے
خلاف ہوتیں تو بھی مجھے عذر و انکار نہوتا اور یہ تو آپ نے اُن باتوں کو طے کیا ہے جو یہ معلوم ہوتا ہے
کہ مجھ سے پوچھ کے طے کی ہیں مجھے اسمیں کوئی عذر و انکار نہیں ہے۔ آصف انجم طلعت نے وہ

تحریر ضحاک شاہ کی عادل کیوان شکوہ کے سپرد کر دی اور فرمایا کہ اب ایک تحریر تم اپنی بھی دو
کہ ضحاک کا بھی اطمینان ہو جاوے عادل کیوان شکوہ نے اسیوقت قلمدوات منگا کے لکھا
کہ اے ضحاک اب میں ہرگز تجکو پناہ نہ دیتا اسلیے کہ تو نے میرے قتل کر ڈالنے میں کوئی بات
اٹھا نہ رکھی تھی میں اپنی تقدیر سے بچ گیا لیکن بخاطر داد شاہ آصف انجم طلعت جن شرائط کا پابند
ہو کر تو صلح کرتا ہے مجھے منظور ہے اور اتنا اور تیرے ساتھ کر سکتا ہوں کہ مفتوحہ مقامات میں سے
ابھی نصف ملک تجکو واپس دونگا اب سلطنت تیری اسرار روشنضمیر سے زیادہ رہیگی اور اسرار
روشنضمیر اگر نہ بھی رضامند ہوگا تو اُسے میں کسی نہ کسی طرح راضی کر لونگا یہ تحریر لکھ کے دستخط کر دیا اور
اقرارنامہ آصف انجم طلعت کے سپرد کیا چلتے وقت عادل کیوان شکوہ نے پوچھا کہ یہ لڑکا کون
ہے آصف انجم طلعت نے سارا واقعہ برجیس اور اُسکی ماں حیات نوش جمال کا بیان کر کے
فرمایا کہ اب اسے میرا فرزند سمجھو اسلیے کہ یہ انتہا کا سعید ہے۔ عادل کیوان شکوہ نے برجیس کو
آفرین کی اور فرمایا کہ ہر چند میں اس مقام پر خاص تیرے باپ کے قتل کا بیڑا اٹھا کے آیا ہوں
مگر اب بھی اگر وہ اسلام اختیار کرے تو میں ہرگز اُسکے قتل کا ارادہ نکرونگا بلکہ کسی مسلمان کا دل
اُس سے کدر نہ رہیگا برجیس نے عرض کی کہ قلب اُسکا سیاہ ہے وہ ہرگز مسلمان نہوگا نہ میں
اُسکا شریک ہوں آپ اس بارہ میں مجکو اپنا شریک سمجھیں میں حق کا شریک ہوں شاہزادہ
عادل کیوان شکوہ نے آفرین کی۔ آصف انجم طلعت رخصت ہو کے اپنے مقام پر آ کے
اور شہر اختر سے جانب ضحاک روانہ ہوئے لیکن اب

دو کلمے داستان ضحاک شاہ کے بیان ہوتے ہیں

کہ بعد روانہ ہونے آصف انجم طلعت کے یہ خاموش بیٹھا تھا کہ ہرکاروں نے خبر دی کہ ملکہ مبرم
جادو مع ابلیسہ مردار خوار تشریف لاتی ہیں ضحاک شاہ نے استقبال کیا ابلیسہ اور ملکہ مبرم جادو کو
استقبال کر کے لایا سامان دعوت مہیا کیا مبرم جادو نے کہا کہ طلسم کشا کس مقام پر ہے ضحاک شاہ
نے بیان کیا کہ سب مرحلے شکستہ ہوئے لوہ بلور پر بڑا مقابلہ ہوا لیکن انجام میں شکست ہوئی
بلور روشن تن مارا گیا اب شہر ضحاکیہ باقی ہے لیکن میں نے ایک صورت صلح کی نکالی ہے یقین ہے
کہ طلسم کشا بھی راضی ہو جائیگا بس یہ سنکے مبرم جادو نے منہ بھلایا اور کہا کہ اے ضحاک جو جو
ذلتیں حاصل ہوئی ہیں یہ صلح سے مٹ نہیں سکتیں جناب عوض آنکا نہو جاوے۔ اسرار
روشنضمیر نے جو حالت میری ولی تھی وہ مخفی نہیں ہے اور تو نے درمیانی اس شخص کو قرار دیا ہے جو ہرا
کسی طرح دوست نہیں ہو سکتا اور طلسم کشا کا دشمن نہیں ہو سکتا یہ سنکے ضحاک شاہ نے کہا کہ مرتا کیا
نکرتا۔ مبرم جادو بہت خفا ہوئی اور کہا کہ اگر تو صلح کرتا ہے تو اس شرط کو بھی پیش کر کہ طلسم کشا لوح طلسم
ہمارے حوالے کر دے ورنہ ہم تیرے شریک نہونگے اور ابلیسہ مردار خوار نے کہا کہ کیوں مجبوری تو
کیا اسی ذلت کے واسطے مجکو لائی تھی ضحاک جادو مجبور ہوا۔ اتنے میں خبر پہنچی کہ آصف انجم طلعت
تشریف لاتے ہیں ضحاک شاہ نے لوگوں کو استقبال کے واسطے بھیجا جاتا تھا۔ مبرم جادو نے
منع کیا جسوقت آصف انجم طلعت تشریف لائے تو یہاں کا رنگ دگرگوں پایا بس یقین ہو گیا کہ یہ
صلح نہوگی ضحاک نے پوچھا کہ کیا ہوا آصف نے تحریر عادل کیوان شکوہ کی دیدی ضحاک شاہ نے

کہا کہ ایک بات اور بھی طے کیجیے کہ وہ لوح طلسمی ہمارے سپرد کریں اور اگر ہمارے اور اسرار روشن ضمیر سے
چشمک ہو یا کوئی ملال درپیش ہو تو وہ شرکت کسی کی نکریں یہ سنکے آصف انجم طلعت نے فرمایا کہ اے
ضحاک جادو جو بات مقدر ہو چکی ہے وہ مٹ نہیں سکتی معلوم ہوا کہ میرے جانے کے بعد کسی نے
تجھے بہکا دیا ہے تاہم میں تجھسے وعدہ کیے لیتا ہوں کہ لوح بھی وہ دینگے اور اگر اسرار روشن ضمیر سے
اور تجھسے کوئی رنجش ہوگی تو وہ حق کے شریک ہونگے جو حق پر ہوگا تو تیرے شریک ہو کے
اسرار روشن ضمیر سے لڑینگے ضحاک شاہ نے کہا کہ اچھا آپ اب خود نہ تشریف لیجائیے بلکہ ایک نامہ
لکھ بھیجیے اور یہ دونوں شرطیں اسمیں تحریر کر دیجیے میں جواب منگا لونگا آصف انجم طلعت نے نامہ
تحریر کر دیا کہ اچھا ہے میرا سا آشنا نہو ورنہ مجھے شرمندگی ہوگی ضحاک نے نامہ لیکر مبرم جادو کو دیا مبرم
جادو نے کہا میں آپ جاتی ہوں اور نامہ کو لیکر جانب شہر اختر یہ روانہ ہوئی ۔ یہ خبر اختر جادو کو ہوئی
وہ استقبال کر کے لیگئی مبرم جادو نے اختر جادو کو بھی ساتھ لیا اور طرف لشکر عادل کیوان شکوہ
کے روانہ ہوئی جب عادل کیوان شکوہ کو معلوم ہوا کہ مبرم جادو آتی ہے حدید شاہ کو استقبال کیواسطے
بھیجا اور مبرم جادو کو نہایت عزت کی ساتھ بٹھایا مبرم جادو نے تحریر آصف کی پیش کی طیفور نے
دیکھ کے کہا کہ اب کچھ رنگ اور معلوم ہوتا ہے اسمیں کچھ فریب ہے کہ انھیں نہیں بھیجا اور یہ دونوں
بیہودہ گیں آئی ہیں عادل کیوان شکوہ نے فرمایا کہ مجھے پابندی تحریر کی واجب ہے خواہ اسکا کوئی انجام
ہو اسلیے کہ اگر میری معذرت ہوتی تو جائیں صاحب تحریر نہ فرماتے ۔ مبرم جادو سے کہا کہ مجھے لوح کے
دیدینے میں کوئی عذر و انکار نہیں ہے اسلیے کہ جب صلح ہوگئی تو لوح بیکار ہے علاوہ اسکے یہ تحریر ایسے شخص
کی ہے کہ اگر وہ لوح کیسی سے بھی طلب کرتے تو مجھے دیدینے میں کوئی عذر و انکار نہوتا لیکن اسرار روشن ضمیر اگر
ضحاک شاہ پر زیادتی کریگا تو میں ضحاک کی شرکت کرونگا اور اگر ضحاک شاہ اسرار روشن ضمیر سے جھگڑا
کریگا تو پھر میں کچھ خیال نکرونگا ۔ مبرم جادو دل میں سوچی کہ جب لوح اسکے پاس نہوگی تو یہ کیا کیا
کریگا یہ سوچ کے لوح لے لی اور واپس آئی حدید شاہ اور طیفور اشارہ سے منع کرتے رہے کہ لوح نہ
دیجیے مگر عادل کیوان شکوہ نے نہ مانا اور لوح دیدی اور خود کوچ کر کے طرف کوہ بلور کے روانہ ہوئے
اور جن جن مقام پر انکا قبضہ تھا ہر ایک کو سمجھاتے ہوئے چلے کہ جیسے اور بادشاہ طلسم سے صلح ہوگئی
ہے لہذا تمکو چاہیے کہ بادشاہ طلسم کی اطاعت کرتے رہو اگر وہ تمہارے دین و مذہب کے متعلق کچھ
در انداز ہونا چاہے تو اسکے ملک کو چھوڑ کر اسرار روشن ضمیر کی حدود ریاست میں چلے آنا وہ تمکو عزت
کے ساتھ رکھیگا اور دادرسی کریگا ہنوز شاہزادہ کوہ بلور تک نہیں پہونچا ہے کہ دل آویز جادو اور شعلہ عذار
جادو مع لعلان گہر دندان اور قمر اندام جادو و تجسم تاب جادو ایک جا بیٹھے ہیں سکندر و رفیع البخت و
سہراب بھی وہیں سب خوش ہیں کہ سب علم مرگئے اب صرف مرحلہ آخر باقی ہے کہ وہ بھی سر ہو جائیگا
کہ لوح قبضہ میں ہے آج بعد مدت کے بعد وہی جلسہ ہوا ہے جو قصر الماس نگار میں ہوا تھا وہاں مبرم جادو
لوح لیے ہوئے ضحاک شاہ کے پاس پہونچی لوح ضحاک کو دی اور کہا کہ بیوقوف اپنا کام نکالنے
سے مطلب ہے پوری سلطنت چھوڑ کے آدھی سلطنت پر قناعت کرلینا نہ سوفت چاہیے تھا جب
مجبوری ہوئی اب تو طبل جنگ بجوا کر کوہ بلور پر یورش کر دے میں مددگار ان طلسم کشا کا جمع ہے
بس اسکے اور مقامات فتح کرتا ہوا چل پورے طلسم پر قبضہ کر لے میں محض بلا کو لائی ہوں کہ اسرار
روشن ضمیر کی کیا حقیقت ہے اگر وہ چاہے تو پورے طلسم کو کھا جاوے یہ سنکے ضحاک مار کر بیدہ

نہایت خوش ہوا اور کہا کہ گیوان زرین علم لشکر کو لیکر بمقابلہ لشکر طلسم کشا جائے اور طبل جنگ بجوائے
اسی وقت حسب الحکم گیوان زرین نے نقارہ رزمی بجوا دیا اور یہ خبر جب پہنچی وہاں بھی ساحران لشکر اسلام
نے نقارہ رزمی بجوایا تیاری جنگ ہونے لگی یہاں ضحاک شاہ نے حکیم فرامرز کو اک نامہ لکھا کہ
بالفعل اک کام ہے آپ کل میرے پاس تشریف لے آیئے حکیم فرامرز دوسرے روز صبح کو آگئے۔
ضحاک شاہ نے حکیم کی دعوت کی۔ حکیم نے کہا کہ آج میں بھی جنگ کا تماشا دیکھونگا ضحاک شاہ
مع مبرم جادو اور ابلیسہ مردار خوار اور حکیم فرامرز میدان میں آیا۔ یہ خبر آصف انجم طلعت کو ہوئی
کہ ضحاک شاہ براے مقابلہ لشکر طلسم کشا جانب کوہ بلور گیا ہے آصف انجم طلعت کو نہایت ملال ہوا
دل میں کہا کہ اگر میں ایسا جانتا تو اس درمیان میں دخل نہ دیتا اور یہ خبر آصف کو ابھی نہیں ہے
کہ مبرم جادو ہماری لوح بھی لے آئی ہے۔ فرمایا خیر اگر لڑیگا تو مارا جائیگا ہمارا کیا ہے ہم عادل سے
عذر کر لینگے کہ ہمارا کیا اختیار ہے داستے منظور نہ کیا بسبب رنج کے یہ حیات خوش جمال پاس آئے اور
ساری کیفیت بیان کی حیات خوش جمال نے کہا کہ بیٹھے انجام کیا ہوتا ہے آج انکو آتے جو میں نے
دیکھنے کو آیا تھا تو کچھ خوش تھا اسکا سبب میں نے نہیں پوچھا کہ کیا ہے آصف انجم طلعت نے
فرمایا کہ اک لکاتہ بڑی ساحرہ زبردست مدد ضحاک کو آئی ہے کہ میرے ساحروں کو بہت کچھ بھروسا ہے شاید
انکو ان کو بھی ایسا ہی کچھ خیال ہو حیات خوش جمال سنکے چپ ہو رہی۔ لیکن اب حال میدان
جنگ کا سنیے۔ جب صبح کو دونوں لشکر معرکہ آراے میدان قتال و جدال ہوے تو لشکر طلسم
کی طرف سے اک ابر غلیظ سیاہ رنگ پیدا ہوا آمد سے اس ابر کے سرزمین طلسم میں زلزلہ تھا کہ
برقیں چمک رہی تھیں بارش عقرب و مار کی ابر سے ہوتی آتی تھی گرج سے دل دہلے جاتے
تھے ضحاک جادو سمجھ گیا کہ یہ آمد بلانوش جادو کی ہے بس ضحاک براے استقبال روانہ ہوا یہاں تک
کہ ابر شق ہوا اور بلانوش جادو اک بلاے سیاہ پر سوار نمودار ہوا جھولے زر لٹکتے لگے ہوے
تھے اسباب سحر آستینوں میں بھرا ہوا تھا ایک ہاتھ میں ترسول سر پہ انڈوی جوگیوں کی سی کانوں میں
مندرے پڑے ہوے بت کہنی سے شانوں تک بندھے ہوے ضحاک شاہ بڑی آو بھگت
سے اسکو لایا چالیس ہزار ساحران غدار بلانوش جادو کے ساتھ تھے انکی صورتیں دیکھکر ہر
ساحران طلسم کے آب ہو گئے مبرم جادو نے کہا کیوں اے ضحاک جسکے ایسے ایسے معاون
و مددگار موجود ہوں اسکو کسی سے پھر صلح کرنے کی کیا ضرورت ہے بلانوش بھی نام صلح سنکر
نہایت آزردہ ہوا اور ضحاک شاہ سے کہا کہ اگر تجکو صلح کرنا تھی تو میرے پاس کیوں گیا تھا۔
ضحاک شاہ نے عذر کیا بلانوش جادو نے ساحران لشکر اسلام کی طرف نہایت حقارت کی نظر
سے دیکھا اور کہا کہ آج رات بھر کی انکو مہلت دو کہ یہ اپنے انجام کو سوچ لیں اگر یہ میری اطاعت
قبول کر لیں تو لڑنے سے کیا فائدہ اور اگر نہ مانینگے تو ایک روز میں سب کو مٹا دونگا میرا ایک سحر
تو انکے روکے نہ رک سکیگا یہ کہکے طبل بازگشت بجوا دیا اور میدان سے پھر گیا یہاں ساحران
لشکر اسلام بھی آمد سے بلانوش جادو کے نہایت خائف و ترسان ہوے اسلیے کہ حال سے
بلانوش جادو کے خوب آگاہ تھے کہ یہ وہ ساحر ہے جو ساحروں کے سحر کو نگل جاتا ہے اور اسکے
سحر کا رد کرنا کوئی جانتا ہی نہیں یہ ایک ہی دن میں خاتمہ کر دیگا بلکہ سنا ہے کہ اسکا یہ دعوی ہے
کہ میں لوح طلسمی کو سیاہ کر دونگا طلسم کشا میرا کیا کریگا بلکہ دل آور جادو نے اسکی اضطراب میں

ایک عرضی بخدمت اسرار روشن ضمیر تحریر کی کہ یہان طلسم کشا موجود نہین ہے اور مدد ضحاک کو وہ شخص آیا ہے
جس سے مقابلہ کرنا اجل سے لڑنا ہے ہم لوگ جان نثاری کو موجود ہین جب تک دم مین دم باقی ہے قدم
پیچھے نہ ہٹیگا لیکن حفاظت طلسم کشا کی فکر کیجیے ہمین طلسم کشا کی اب کچھ خبر نہین کہ کہان ہے خمار جادو
یہ نامہ لیکر جانب قلعہ سمیہ تاب روانہ ہوا جسوقت قلعہ مین پہونچا اور عرضی دل آویز جادو کی پیش
کی ہے تو اسرار روشن ضمیر نے کہا کہ اے خمار جادو مجھے معلوم ہو چکا ہے طائران سحر مجھے تمسے پہلے خبر
دے چکے ہین مجھے اُس لکا دہ ابلیسہ مردار خوار کا تو کوئی خوف نہین ہے لیکن بلا نوش جادو کا مین بھی کچھ
نہین کر سکتا یہ وہ ساحر ہے کہ جسکو سامری و جمشید سے دعواے ہمسری ہے اگر ویسا نہین بھی سہی
تو اپنے زمانے کا سامری ضرور ہے ہم بھی سر سے کفن باندھے ہوے ہین تم اطمینان رکھو تمسے
پہلے ہمارا خاتمہ ہوگا بعد ہمارے تم لوگون پر آنچ آئیگی اور اے خمار جادو طلسم کشا کے لوح بھی
مفقود ہے لیکن اقبال طلسم کشا کا یاور ہے اُسکا بال بھی بیکا نہوگا خمار جادو جواب نامہ لیکر صبح سے
پہلے واپس آگیا اور دل آویز جادو کی خدمت مین پیش کیا کہ وہ پڑھکر بے طرح گھبرا گئی ہے لیکن کچھ حال
دربار ضحاک کا سنیے۔ کہ آصف انجم طلعت نے دربار مین جانا ترک کر دیا ہے اور اکوان تاجدار
نے آج حیات نوش جمال سے جاکے اتنا کہا اور کہدیا ہے کہ سامری و جمشید ہم پر مہربان ہوے
یقین ہے کہ پھر وہ زمانہ آئے کہ نہ طاق مین ہماری حکومت ہوے لہذا اُسوقت تمکو اسطرح خوش
آنا حیات نوش جمال نے آصف انجم طلعت سے یہ واقعہ بیان کیا آصف انجم طلعت پریشان
ہوے کہ ایسا نہو یہ ملعون اس خدا پرست عورت کی عزت کا درپے ہو گو اجمی کی بی بی ہے لیکن یہ مسلمان
ہو چکی ہے اور وہ کافر ہے اب یہ اُسکے عقد سے باہر ہو گئی خداوند ہی عزت کا رکھنے والا ہے مین
بالکل بے دست و پا ہو رہا ہون وہان دربار ضحاک کا بھرا ہوا ہے اکوان تاجدار بھی حاضر ہے ضحاک شاہ
تخت پر بیٹھا ہے داہنی جانب ضحاک کے برابر بلا نوش جادو بیٹھا ہے بائین جانب ابلیسہ مردار خوار
بیٹھی ہے میرم جادو ابلیسہ کے بائین پہلو مین بیٹھی ہے جبار چشم جادو سامنے کھڑا ہے رقص تمام طرب
کا ہو رہا ہے خم کے خم لنڈھ رہے ہین حکیم فرامرز بھی موجود ہین کہ ضحاک نے لوح طلسمی حکیم فرامرز
کے سپرد کی اور کہا کہ اس کو لیجاکر آپ طاق نسیان پر رکھ آئیے اور پھر یہان آکے تماشا جنگ کا
دیکھیے کہ یہ جنگ بھی یادگار ہے۔ حکیم فرامرز لوح کو لیکر چلا گیا اور لوح کو اپنے مکان مین رکھ کے
چلا آیا۔ اب ضحاک کو بالکل اطمینان ہے مسلمانون کی دعوت و ضیافت مین مصروف ہے کہ ایک رات
اور ایک دن جشن رہا دوسرے روز ابلیسہ مردار خوار نے کہا کہ اے ضحاک یہ جشن خوشی اور دعوت
بعد پر موقوف رکھو تو بہتر ہے ابھی کس بات کی خوشی ہے طبل جنگ بجواؤ ضحاک شاہ نے حکم طبل جنگ بجنے کا
دیا اُسیوقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر کوہ بلور پر ہوئی یہان بھی کوس حربی
نوازش مین آیا سامان جنگ ہونے لگا تمام رات عجب ہنگامہ تھا کہ ایک ایک سے وصیت کرتا تھا
ایک ایک کو رخصت کرتا تھا اسی حالت مین صبح ہوئی اُس طرف سے ضحاک شاہ تخت پر سوار سر پہ چتر
گردش کرتا ہوا داہنی جانب بلا نوش جادو اژدہاے سیاہ پر بیٹھا ہوا بائین جانب ابلیسہ مردار خوار
پشت پہ تمام ساحران طلسم اکوان تاجدار مورچھل ہاتھ مین لیے ہوے ضحاک اور بلا نوش کی
مگس رانی کرتا ہوا اسطرح یہ سب کے سب میدان مین پہونچکر صف آرا ہوے ادھر بالاے کوہ بلور
دل آویز جادو کو سب نے تخت پر بٹھا کے بادشاہ لشکر بنایا ہے اور سب ساحر درجہ بدرجہ افسری کے عہدے پر

ممتاز ہوئے ہین دونون طرف علمون کے پھریرے ہوا مین لہرا رہے ہین کہ اک مرتبہ ابلیسہ مردار خوار
میدان مین آئی اور پکاری کہ کیون اے اہل کوہ تم سب اپنی جانون سے عاجز ہوکر اطاعت ضحاک
کی نہین اختیار کرتے ہو معلوم ہوتا ہے کہ میرے نام سے آگاہ نہین ہو مین وہ ہون کہ نام میرا ابلیسۂ اژدہا
ہے ایک دم مین تم سب کو مٹادونگی آج اسرار روشن ضمیر کہان ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ میرا نام سُنکے بھاگ گیا
جب بادشاہ کی یہ حالت ہے تو تم لوگ کیون اپنی جانین دیتے ہو اب بھی کہنا مانو اور اطاعت ضحاک کی
اختیار کرو مثل مشہور ہے کہ کوتوال معزول نا معقول ہے بادشاہ معزول کی اطاعت کیا سمجھ کے اختیار
کی ہے یہ سُنکے خمار جادو اور لرزان جادو صفون سے آگے بڑھ بڑھ کے پکارے کہ او بیسوا ہم تجھے
خوب پہچانتے ہین کہ تو غدار کی بلا ہے اپنی نصیحت کو رہنے دے ہم حق پسند ہین اور حق کے شریک
ہین جان ہر شخص کی سوا خدا کے کسی کے قبضۂ اقتدار مین نہین ہے جو تجھ سے ہوسکے قصور نکر ہم اپنے
بادشاہ سے روگردانی کرکے ہرگز نام اپنا نمکحرامون مین نہ لکھوائینگے بس یہ سُنکے ابلیسہ مُردار خوار
نے پلٹ کے ضحاک کی طرف دیکھا اور کہا کہ ان لوگون مین تیری دختر اور بھانجیان اور بھتیجیان بھی
ہین انکو بلالے ورنہ ایک ہی سحر مین سب کو جلاکے خاک کردونگی ضحاک نے کہا کہ اب ان نمک حرام
لڑکیون کا زندہ رہنا اچھا نہین ہے آپ انکو جلد غارت کیجیے یہ سُنکے ابلیسہ مردار خوار نے کچھ
اسم سحر پڑھکر دستک دی دیکھا کہ جانب صحرا سے بارہ اژدرہان اُٹھے ہوے منھ پھیلائے
اور سامنے ابلیسہ کے آکے کھڑے ہوگئے ابلیسہ مردار خوار نے کہا کہ دیکھتے کیا ہو جاؤ اور سارے
کوہ بلور سے لشکر اپنا سیر کرو کہ برسون کے بھوکے ہو بس یہ سنتے ہی بارہ اژدر دہن کھولکے کوہ کیطرف
متوجہ ہوے اور ہلاہل آتشین چھوڑتے ہوئے چلے بس تمام اژدرون کی دیکھ کر اہالیان کوہ مین
ہلچل پڑگئی - لرزان جادو اور خمار جادو صفون سے آگے بڑھے اور ناریل ترنج و نارنج پڑھ پڑھ کے
مارنا شروع کیے جو ترنج کہ اژدرون پر پڑتا ہے اژدر اسکو نگلجاتے ہین اور زیادہ تیزی کے ساتھ
کوہ کی طرف بڑھتے ہین یہانتک کہ تمام حربہاے سحر ختم ہوگئے اور اژدرون کے منھ نہ بھرے اُسوقت
ان دونون ساحران زبردست و نمک حلال نے پلٹ کے ملکہ دل آویز جادو کی طرف دیکھا اور کہا کہ
جسوقت اسرار روشن ضمیر سے ملازمت حاصل ہو تو ہمارا سلام آخر کہدیجیے گا اور کہدیجیے گا کہ دونون
نمکخواران قدیم حق نمک سے ادا ہوگئے ملکہ دل آویز جادو نے کہا اے خمار جادو و لرزان جادو
مرگ انبوہ جشنے دارد اگر یہ آتے ہین تو آنے دو جو تمکو گذریگی وہ سبھی پر گذریگی خمار جادو و لرزان
جادو نے کہا کہ ہم اپنی زندگی مین آپ پر کوئی آفت نہ آنے دینگے یہ کہکر ان دونون نے کچھ اسم سحر
پڑھے اور گلے اپنے کاٹ کے خون چلوون مین لیا اور اژدرون پر چھینٹا خون کا مارا اُس حالت مین
چار اژدرون کے منھ پر چھینٹا خون کا پڑا بس یہ چارون اژدر بھی پلٹ پڑے اور لشکر ضحاک کیطرف
چلے آٹھ اژدرون نے جو دم کشی کی چار سو ساحران لشکر اسلام کو نگل گئے ادھر چار اژدر جا کر لشکر ضحاک
پر گرے اور دو سو ساحران لشکر کفار کو نگل گئے مریم جادو نے کہا کہ اے ملکہ یہ سحر پلٹ پڑا ہے اسکو
ہونے دے [illegible] ابلیسہ مردار خوار نے چار اژدہام مین کشتہ و مکر کے خون اسکا چلو مین لیا اور ان چارون اژدرون
کے ساتھ پر پڑتا ہو اور کہا کہ ایسے کھڑے ہے گا اپنے بیگانے کا فرق نا جاتا رہا - جادو لشکر حریف اُدھر سے
یہ چارون اژدر بھی کوہ کی طرف چلنے لگے [illegible] بلا ہوش جادو مسکرایا کہ اتنی دیر مین اسکے ہاتھ سے سحر کو لیا
ہے کہ سیکڑون آدمی [illegible] وہان اجل ہوگئے یہ معنی اختیار کے نہین ہین ابلیسہ مردار خوار نے اژدہا کو

للکارنا شروع کیا اب ساحران لشکر اسلام نے زمین کو چھوڑا اور بزور سحر بلند ہو کے بچنا چاہا اژدر بھی
اڑ کے بلند ہوئے اور ساحران لشکر اسلام کو مفر مشکل کردی جدھر ساحران لشکر اسلام رخ کرتے ہیں
اژدر ساتھ ساتھ ہیں ہر طرف سے برابر حملے سحر چل رہے ہیں مگر کوئی حربہ کارگر نہیں ہوتا ہے
جو ساحر برق بن کے گرتا ہے کہ اژدر کے دو ٹکڑے کردیں وہ لقمہ دہان اژدر ہو جاتا ہے اب فوج
جگہ چھوڑا چاہتی ہے سکندر و سہراب و رفیع البخت کو بغرض حفاظت اک حجرہ سحر میں بند کردیا ہے
کہ یہ منچلے ہیں ایسا نہو لشکر پر جا پڑیں اور یہ بھی لقمہ دہان اژدر ہو جائیں اک قیامت مچی ہوئی ہے
کہ دفعتاً بالائے آسمان سے اک آفتاب چمکا اور شعاعیں آفتاب کی ان اژدروں پر پڑیں یا
اژدر آگے بڑھتے چلے جاتے تھے یا تھم گئے اور آفتاب کی طرف دیکھنے لگے آفتاب بیچ سے شق
ہوا اور ایک نازنین ہاتھ پر منقل آتشین لیے ہوئے میدان میں اتری اور پکاری کہ اژدرے کہاں
گئے وہ لوگ جو ستی ہونے والوں کو مدد دیتے ہیں بس یہ کہنا تھا کہ دیکھا صحرا سے سیکڑوں زنگی لکڑیاں
لیے ہوئے پیدا ہوئے اور آگے انبار لگا دیا۔ بس اس نازنین نے منقل کو اس ہیزم پر کھینچ مارا کہ
تمام لکڑیاں جلنے لگیں اژدر پلٹ کے گرد اس آتش کے جمع ہوگئے اور فوارہ آتشین چھوٹنے لگے
دونوں طرف کے ساحر تماشا دیکھ رہے تھے کہ یہ کیا کرشمہ ہے یہ نازنین کون ہے جب آگ خوب روشن
ہوئی تو اس نازنین نے ابلیسہ جادو کی طرف دیکھ کے کہا کہ کیوں نانی اماں تمنے ہمکو پہچانا افسوس
کہ ایسی نانیاں کبھی نہ دیکھی ہونگی جو نواسیونکو راند کرکے ستی ہونے کا تماشا دیکھیں بس ابلیسہ بدحال
بیتاب ہوگئی اور پکاری کہ میں نے تیرے شوہر کو نہیں مارا تو کیوں مجھپر طوفان رکھتی ہے خبردار ستی
نہونا ارے تیرا سن ہی کیا ہے ہم ساحروں میں یہ عیب نہیں ہے کہ ایک سے سوا دو شوہر نہ کریں میں
تیری اور شادی کردونگی۔ بلانوش جادو نے پوچھا کہ یہ کونسی نواسی ہے پہچانا بھی ابلیسہ نے کہا
میں خوب پہچانتی ہوں میری نواسی اور میں نہ جانونگی۔ یہ کہکر اس آتش افروختہ کی طرف بڑھی کہ
اسکو جلنے نہ دوں۔ نازنین نے جب دیکھا کہ یہ قریب آگئی ہے بس جست کر کے آگ میں پھاند پڑی
نازنین کا گرنا تھا کہ ساتھ ہی ابلیسہ بھی آگ میں کود پڑی ابلیسہ کے ساتھ ہی اژدر بھی پھاند پڑے
گرتے ہی آگ میں سب کے سب جل کے خاک ہوگئے اور آفتاب سے نعرہ اسرار روشنضمیر کی آواز
پیدا ہوئی ابلیسہ مردار خوار کے مرنے سے قیامت برپا ہوئی تمام میدان میں زلزلہ آگیا آتش باری
و برف باری ہونے لگی دیر تک قیامت برپا رہی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من ابلیسہ مردار خوار
بود حیف مردم و جاندادیم و مطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ آتش نہ اسیطرح
روشن ہے ابلیسہ کی ہڈیاں تک جل کے چونا ہوگئیں اتنے عرصہ میں اسرار روشنضمیر نے لشکر کو مرتب
کیا اور ضحاک جادو کی طرف دیکھ کے آواز دی کہ تجھکو شرم نہیں آئی کہ خود مقابلہ سے عاجز آکر ساحران
عالم کو مدد کے واسطے لایا ہے دیکھا تو نے کہ کیا انجام ہوا اور بلانوش جادو کی طرف دیکھ کے کہا
کہ تم وہ شخص ہو کہ خداوند ساحران کہلاتے ہو تمکو یہ مناسب تھا کہ ایک کے طرفدار ہو کر لڑنے کو آتے
بلانوش جادو نے کہا اے اسرار روشنضمیر کہنا تمھارا ابھی صحیح ہے لیکن جسنے ہمسے مدد طلب کی ہم اسکے
ہم شریک ہوئے اگر تمکو ہمارا خیال تھا تو تم ہی آئے ہوتے ہم یا ہمی فیصلہ کردیتے مگر ایک بات
تمنے ایسی کی ہے کہ جس سے ہم کسیطرح تمھارے شریک نہیں ہوسکتے وہ یہ کہ تمنے طلسم کشا کا ساتھ دیا
جو ہم لوگوں کا دشمن ہے اور دین خداپرستی کی اطاعت اختیار کی اگر تم طلسم کشائی دوستی سے دست بردا

ہو اور اپنے دین قدیم پر ہو تو اب بھی تمہارا فیصلہ کر دیا جائے اسرار روشن ضمیر نے کہا کہ یہ نہیں
ہو سکتا کہ میں محسن کشی کروں مجھے قید طلسم سے طلسم کشا نے نجات دی اب میں اس سے رو گردانی
کیونکر کر سکتا ہوں بلا نوش جادو نے کہا کہ اگر تو طلسم کشا کی دوستی سے دست بردار نہیں ہو سکتا تو
میں ضحاک کی دوستی سے باز نہیں آ سکتا۔ یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ اک مرتبہ کوہ زرفشاں کی جانب سے
ابر زرفشانی پیدا ہوا اور مثل باد تند کے میدان میں ہو کر شق ہوا ابر شق ہوتے ہی میدان
روشن ہو گیا دیکھا کہ ملکہ زرافشاں جادو دختر بلا نوش جادو طاؤس زریں بال پر سوار تاج مرصع
پہنے ہوئے کانوں میں دو گوشوارے یاقوت سرخ کے کالی بندی بھی ٹیکا سیندور لگائے
پہ دیا ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ چہرہ آفتاب پر برج جلوہ گری یا آئینہ طلائی پر لعل شب چراغ رکھا ہوا ہے
تمام ساحر ادھر ادھر کے تصویر بنکر صورت ملکہ زرافشاں جادو کی دیکھنے لگے ضحاک جادو پہلے ہی
سے سنا ہوا تھا بیتاب ہو گیا لیکن بلا نوش جادو کا رنگ رو متغیر ہو گیا۔ زرافشاں جادو آتے
ہی بلا نوش جادو سے لپٹ گئی اور کہا کہ آپ خوب مجھے فقرہ دیکر چلے آئے رات کو میں نے
خواب پریشان دیکھا میرا جی گھبرایا کہ خدا جانے میرے باپ پر کیا گزری میں یہاں چلی آئی بلا نوش
جادو نے کہا کہ ہمنے تمہیں سمجھا دیا تھا کہ اس سال تم کوہ کے باہر قدم نہ رکھنا کہ تیرے دن سخت ہیں
زرافشاں جادو نے کہا کہ سخت دنوں کا آنا راہو جائیگا تصدق دیا جائیگا بلا نوش جادو نے
اسرار روشن ضمیر کی طرف دیکھ کر کہا کہ جاؤ اور اپنے نیک و بد کو سوچ لو اب یہ لڑکی آ گئی ہے میں اسے
سمجھا بجھا کے مکان پر بھیج دوں پھر تمہارا فیصلہ کر دونگا اگر صلح کر لو گے تو تمہارے حق میں
بہتر ہوگا ورنہ یہ یاد رہے کہ ایک دم میں مع لشکر غارت کر دونگا۔ یہ سنکے اسرار روشن ضمیر نے گردن
جھکالی کہ واقعی میں یہ سچ کہتا ہے جتنی مہلت ملی اسی کو غنیمت سمجھنا چاہیے بلا نوش جادو
طبل جنگ بجوا کے میدان سے پھر گیا اسرار روشن ضمیر کو اپنے دو دن خیر خواہوں کے مرنے کا نہایت
صدمہ ہوا لیکن اب کچھ حال طلسم کشا کا سنیے کہ لوح پاس نہیں ہے راستے میں خبر ہو چکی
کہ ضحاک نے بہ مدد کی امداد کوہ بلور پر جنگ ہو رہی ہے پس یہ جلدی جلدی کوہ بلور کی طرف چلے
لیکن راستہ بھول گئے نہیں معلوم کہاں سے کہاں پہنچ گئے ناچتے پھرتے ہیں گردش تقدیر
راہبر ہے شب کو صحرا میں کچھ دیر کو کسی درخت کے تنہ پر تکیہ کر کے سو جاتے ہیں طیفور ساتھ ہے
عادل کیوان شکوہ نے طیفور سے کہا دیکھا چاہیے کہ کس کس کو زندہ پاتے ہیں اور کون کون دو
بچھڑ گیا ہے اور ہماری تباہی کا کیا انجام ہوتا ہے ایک روز شام کے وقت نماز مغرب سے فارغ ہو کر رو رو کے
دعا کرنے لگے اسی حالت میں غنودگی طاری ہوئی علمشاہ رومی کو خواب میں دیکھا علمشاہ رومی نے
عادل کو گلے سے لگایا اور فرمایا کہ تم یہاں سے بائیں جانب جا کر اک کوہ پر قیام کرو وہاں مطلب
تمہارا حاصل ہوگا لوح پھر دستیاب ہوگی جسکی غلطی سے لوح چھن گئی ہے اسی کی کوشش سے
لوح پھر ملیگی عادل کیوان شکوہ کچھ اور پوچھا چاہتے تھے کہ آنکھ کھل گئی صبح کا وقت ہے عادل نے
فریضہ سحری کو ادا کر کے خواب اپنا طیفور سے بیان کیا اور جانب پہاڑ روانہ ہوئے۔ اب کچھ حال
دربار ضحاک کا سنیے۔ کہ ملکہ زرافشاں جادو آئی ہوئی ہے تمام دربار ساحروں سے بھرا ہوا ہے تمام
اہل دربار کی پروانہ وار گرد چہرہ زرافشاں جادو کے سرگرداں ہو رہی ہیں زرافشاں جادو نے
ضحاک سے کہا کہ چچا جان ہمنے تو سنا تھا کہ آپ کے یہاں کئی لڑکیاں ہمسا کلام سن رہی ہیں آپکی

اپنی گردیان لیتے آئے تھے کہ راستے کھیلین گے پھر وہ کہان ہین ضحاک نے کہا کہ وہ ہمارے دشمن
کی شریک ہوگئین اور کوہ بلور پر ہین زرافشان جادو نے کہا کہ پھر ہم بھی وہین جائینگے بلانوش جادو
نے کہا کہ وہان سب دشمن ہین وہان نجاؤ زرافشان جادو کی بھولی بھولی باتون پر دل پسیجے جاتے
ہین ضحاک ہر ادا پر بسمل ہوا جاتا ہی اور حکیم فرامرز کے بھی رنگ اور طور ہے ہین ضحاک نے اکوان
سے اشارہ کیا کہ اسے اپنی بی بی کے پاس پہونچا دو بلانوش جادو ہر چند کہتا ہی کہ چلو مین تمکو وہ زرنگار
پہونچا دون مگر یہ نہیں مانتی اور ضد کرتی ہی گلے مین ہاتھ ڈال ڈال کے کہتی ہی کہ جب آپ چلیے گا
اُسی وقت مین بھی چلونگی - بلانوش جادو نے کہا کہ اے ضحاک اسکو محل مین بھیجدو لیکن کسی ایسی
عورت کے سپرد کرو کہ یہ نکلنے نہ پائے اور اُسکی باتون مین بھلی رہے ورنہ اگر یہ میدان جنگ مین آگئی
تو قیامت کردیگی مین نے اس سن مین اسکو علم سحر و ساحری مین طاق کردیا ہی تاہم بچہ ہی ایسا ہو کہ
چشم زخم پہونچے تو مین جیتے جی مرجاؤنگا کہین کا نہ رہونگا ضحاک نے اکوان تاجدار سے کہا کہ
اسکو پہونچا دو چونکہ سوا حیات خوش جمال کے یہان کوئی عورت نہ تھی بی بی ضحاک کی اپنے میکے
جاکر بیمار ہوگئی تھی اکوان نے زرافشان جادو کو پاس حیات خوش جمال کے پہونچا دیا اور حیات
خوش جمال سے کہا کہ اس لڑکی کو نکلنے نہ دینا کہ بادشاہ کی منظور نظر ہی اور اسی واسطے تمھاری سپرد کی
گئی ہی - اکوان تو اسکو پہونچا کے چلا آیا زرافشان جادو حیات خوش جمال سے باتین کرنے لگی کہ تم
کون ہو یہ مردوا کون تھا حیات خوش جمال کو بھی اسکی بھولی بھولی باتون پر پیار آیا چونکہ یہ تو خدا پرست
ہوچکی ہی جب وقت نماز کا آیا تو یہ نماز پڑھنے لگی جب نماز پڑھ چکی تو لڑکی نے پوچھا کہ یہ آپ کیا کر رہی
ہین حیات خوش جمال نے کہا کہ عبادت اُس خدا کی جسنے تمام دنیا کو پیدا کیا ہی جو سبکا خالق ہی زرافشان
جادو نے کہا کہ کیا سامری و جمشید سے بھی یہ خدا بڑا ہی حیات خوش جمال مسکرا کے چپ ہو رہی -
زرافشان جادو نے گلے مین ہاتھ ڈال کے کہا کہ اسے بتا دیجیے - حیات خوش جمال نے کہا کہ سامری و
جمشید بھی خدا کے بندے تھے اگر خدا ہوتے تو مر نہ جاتے وہ ساحر زبردست تھے اس سے ساحر
ازراہ بزرگی اُنکو خداوند کہتے ہین - یہ باتین دل پر زرافشان جادو کے اثر کر گئین کہا کہ ہمکو بھی بتائیے
ہم بھی خدا کی عبادت کرین کہ وہ ہمسے خوش ہو حیات خوش جمال نے کہا کہ ساحر اگر عبادت کرنا چاہے
تو سحر کو ترک کرے ورنہ تاثیر سحر مٹجاتی ہی اور عبادت قبول نہین ہوتی زرافشان جادو نے کہا کہ آپ
سچ کہتی ہین اگر سامری و جمشید کی قدرت زیادہ ہوتی تو عبادت سے تاثیر انکے نام کی زائل ہوجاتی -
اتنے مین آصف انجم طلعت آگئے زرافشان جادو نے جو صورت آصف انجم طلعت کی دیکھی حیات
خوش جمال سے کہا کہ کیا یہ تمھارے میان ہین حیات خوش جمال نے مسکرا کے کہا کہ میرے میان تو
نہین ہین بلکہ راہنما ہین انھین کی بدولت مین نے خداے برحق کو پہچانا زرافشان جادو نے سلام
کیا اور کہا کہ مجھے بھی راہ حق بتا دیجیے اور خدا کو پہچنوا دیجیے آصف انجم طلعت صورت زرافشان جادو
کی دیکھکر سکتے مین آگئے اور کچھ سوچنے لگے زرافشان جادو نے کہا کہ آپ کیا سوچتے ہین فرمایا کہ کیا
بتاؤن اگر خواب میرا سچا ہی تو بیشک تم خداے حقیقی کو پہچانوگی لیکن یہ بتاؤ کہ اب تمھین اپنے باپ کی
محبت زیادہ ہی یا تمھارے باپ کا حق تمپر زیادہ ہی یا خدا کا جسنے تمھین پیدا کیا ہی زرافشان جادو نے
کہا کہ حق تو خدا کا سب سے زیادہ ہی اسلیے کہ اُسنے پیدا کیا ہی لیکن بعد خدا کے مین اپنے باپ سے
زیادہ کسی کو دوست نہین رکھتی ہون آصف انجم طلعت نے فرمایا کہ ایسا ہی چاہیے اور یہی سچ ہی مگر

مگر باپ تمھارا کافر ہی اور اپنے کو خداوند کہلواتا ہی اور خداے حقیقی کو بھولا ہوا ہی اُسکی دوستی کا انجام جہنم ہی اور خدا کی اطاعت کا نتیجہ بہشت ہی زرافشان جادو نے کہا کہ بہشت کیا چیز ہی اور دوزخ کیسی ہی۔ آصف نے بہشت دوزخ کی تعریف بیان کی۔ دوزخ کے حالات سُنکے زرافشان جادو لرز گئی کہا میں اپنے باپ کو بھی سمجھاؤنگی یہ باتیں کرکے آصف انجم طلعت اپنی خوابگاہ کی طرف چلے گئے زرافشان جادو بھی سو رہی شب کو زرافشان جادو نے خواب میں دیکھا کہ اک مقام پر مجمع ہو رہا ہی اک طرف ہنستے ہوے چلے جاتے ہیں اور کچھ لوگ زنجیروں میں جکڑے ہوے ہیں انکو لوگ کھینچے چلے جاتے ہیں وہ فریاد کرتے ہیں اور انکی کوئی سماعت نہیں کرتا۔ زرافشان جادو حیران تھی کہ یہ کون لوگ ہیں جنپر اسقدر سختی ہی دیکھا کہ دو شخصوں کو لوگ کھینچے ہوے چلے آتے ہیں گلے میں اُنکے آتشی زنجیریں پڑی ہوئی ہیں وہ فریاد کرتے ہیں اور جو لوگ کھینچے ہوے چلے جاتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ خداے حقیقی کو بھول کر خود خدا بن بیٹھے یہ اسکی سزا ہی لیکن اُسکے سامنے [illegible] کیا تم اس دن سے بیخبر تھے جبھی اسکے اسی حال سے بلا نوش جادو کو دیکھا ملکہ لرز گئی دوسری طرف دیکھا کہ جو لوگ درخت باغ ہو رہے ہیں لباس اُنکی نفیس ہیں اور وضع خدا پرستوں کی ہی اُسی میں وہ میں آصف انجم طلعت اور حیات خوش جمال بھی ہی اور ادھر اکوان تاجدار کو لوگ کھینچے ہوے لیے جاتے ہیں اکوان تاجدار کہہ رہا ہی کہ اے ملکہ میری سفارش کرو حیات خوش جمال کہتی ہی کہ اگر اُسوقت اگر میرا کہنا سنتے تو اسوقت میں تمھاری سفارش کرتی اور پسر اکوان کہہ رہا ہی کہ میں نے تو بہت بہت سمجھایا مگر آپ راہ ہی پر نہ آے اب جیسا کیا ہی ویسے بھگتیے۔ یہ خواب دیکھکر زرافشان جادو چونک پڑی اور رونے لگی حیات خوش جمال کی بھی آنکھ کھل گئی کہا کہ کیوں تم روتی کیوں ہو زرافشان جادو نے خواب اپنا سامنے حیات خوش جمال کے بیان کیا جب صبح ہوئی تو زرافشان جادو نے عہد کر لیا کہ اب میں اس باپ کی محبت کو دل سے دور کرونگی ورنہ انجام خراب ہوگا اتنے میں آصف انجم طلعت تشریف لائے کہ رات بھر انکو تصور رہا۔ ملکہ زرافشان جادو کے نیند نہ آئی تھی ملکہ زرافشان جادو نے آصف انجم طلعت سے بھی وہ خواب بیان کیا اور کہا کہ اگر باپ میرا راہ راست پر نہ آیا تو میں باپ کا ساتھ بھی نہ دونگی آصف انجم طلعت نے آفریں کی۔ اتنے میں اکوان تاجدار آیا اور کہا کہ چلو ملکہ تمکو تمھارے باپ نے یاد کیا ہی زرافشان جادو نے تامل کیا تھا کہ آصف انجم طلعت نے اشارہ سے کہا چلی جاؤ۔ زرافشان جادو اکوان تاجدار کے ساتھ چلی۔ اکوان تاجدار نے حیات خوش جمال سے کہا کہ ملکہ تم بھی چلو حیات خوش جمال نے کہا کہ اے اکوان کیوں مجھے تو دشمنوں میں لیے جاتا ہی تیری عزت کہلاتی ہوں اکوان نے کہا کہ اے ملکہ اب وہ وقت قریب ہی کہ طلسم کا الٹ جائیگا ساحران عالم کا دونوں طرف مجمع ہی طبل جنگ بجنے والا ہی خاتمہ کی ابتدا ہی اگر بادشاہ طلسم کا ارادہ ہی کہ تمکو اور زرافشان جادو کو جاے محفوظ پر بھیجدے بعد فیصلہ جنگ تمکو بلوالینگے۔ حیات خوش جمال نے آصف انجم طلعت سے کہا کہ آپ ضرور تشریف لے چلیے آصف نے کہا کہ جس روز سے ضحاک نے بدعہدی کی اُس روز سے میں نے اُسکے دربار میں جانا ترک کر دیا مگر بخاطر تمھارے ضرور چلونگا۔ غرضکہ اکوان سبکو لیے ہوے دربار ضحاک میں پہونچا بلا نوش جادو کی نظر جو حیات خوش جمال پر پڑی پوچھا کہ یہ کون عورت ہی۔ حیات خوش جمال نے اپنے چہرہ کی آڑ کر لی۔ ضحاک نے بیان کیا کہ یہ عورت اکوان کی بی بی ہی مگر اب اسنے دین خدا پرستی

اختیار کر لیا ہی اور بڑی باعصمت و پارسا عورت ہی اکوان نے کہا کہ یہ ملکہ مجھکو جان سے زیادہ دوست
رکھتی تھی مگر اب متنفر کرلی ہی اور کافر کہتی ہی بلانوش جادو نے کہا کہ بعد فیصلۂ جنگ دیکھا جائیگا
اور حکیم فرامرز سے کہا کہ ان دونوں عورتوں کو آپ گلستان نسیان میں لیجائیے مگر بھول جائیگی
جب معاملۂ جنگ کا یکسو ہووے اور جشن و خوشی منعقد ہو اُسوقت لیکے چلے آئیےگا اسلیے کہ زرافشان
جادو میری محبت میں کوہ زرافشان سے تو یہانتک چلی ہی آئی اسکو ایسے ہی مقام پر رکھنا مناسب
ہی کہ جہان سے یہ نمود نہ آسکے چونکہ تاثیر گلستان نسیان کی یہ ہی کہ جو شخص وہان جاتا ہی وہ اپنے
کو بھول جاتا ہی لہذا اسکا وہین رہنا مناسب ہی فرامرز کی تو یہی تمنا تھی دل میں کہا کہ خدا کرے
اس لڑائی میں تو ہی مارا جاے تو میں زرافشان جادو کے وصل ہی سے اپنا دل شاد کرون
آصف انجم طلعت نے کہا کہ اے ضحاک شاہ تو نے مجھکو کہین کا نہ رکھا یہ عہد شکنی کر کے تمام
خاندان میں رسوا کر دیا میں اب کہان جاؤن ضحاک نے کہا کہ آپ بھی حکیم صاحب کے ساتھ
چلے جائیے بعد فیصلۂ جنگ سرزمین طلسم میں جہان چاہیے بیٹھ کے زندگی بسر کر دیجیےگا میں آپکا
ممنون ہوا اگر ہر شخص اپنی بہتری دیکھتا ہی فرمایا خیر میں کسیکو منہ دکھانے کے تو قابل نہیں اب میں
گلستان نسیان سے واپس ہی نہ آؤنگا یہ فرما کر مع برجیس بن اکوان حکیم فرامرز کے ساتھ
ہوے حکیم فرامرز سبکو لیے ہوے اپنے مکان پر پہونچا سامان ساحت مہیا کیا بعد روانہ ہونے
حکیم فرامرز کے ضحاک نے طبل جنگ بجوا دیا خبر اسرار روشن ضمیر کو ہوئی اسرار روشن ضمیر نے بھی کوس
حرب بجوا دیا دونون لشکرون میں تیاری جنگ ہونے لگی تمام ساحران لشکر ضحاک میں اک عید تھی کہ
کل بلانوش جادو اسرار روشن ضمیر کے لشکر کا خاتمہ کر دیگا اسکو یہ دعوے ہی کہ میں لوح طلسمی کو برباد
کر دونگا طلسم کشا بھی میرا کچھ بنا نہیں سکتا علاوہ اسکے لوح قبضہ میں ہی اکوان تاجدار نے بھی
آج سحر اپنا تیار کیا ہی کہ کل کی جنگ بخوف ہی ہر طرف اگیا بیان روشن بن سحر جگانے جارہے ہین
بجو سے تمام صحرا دھوان دھار ہو رہا ہی آوازین یا سامری یا جمشید کی بلند ہین ادھر ساحران لشکر
اسرار روشن ضمیر رو رو کر ایک ایک سے گلے مل رہے ہین اور کہہ رہے ہین کہ افسوس زمانہ غدار
ہمیشہ بڑون کا شریک رہا ہی اور بھادون سے اسنے کبھی بھلائی نہین کی ہمنے اپنے بادشاہ قدیم
کا ساتھ دیا اور نمکحلالی کی امید یہ تھی کہ بادشاہ مستجاب ہوگا تو مرتبہ اعلی عطا کریگا لیکن تقدیر نے
نیا گل کھلایا ہنسی کے بدلے رلایا بن کے سامان بگڑ گیا اسرار روشن ضمیر صورت میں تکتا پھرتا ہی سکو
یارو خدا پر بھروسا رکھو کہ وہ خالق یکتا قوی و توانا ہی بے اسکے حکم کے ذرہ اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتا
ہی جو وہ چاہیگا وہ ہوگا گو کہ تمہارا بادشاہ اس ساحر کا کچھ نہیں کر سکتا کہ یہ ہوے بد ہی لیکن ہم
کہا اور کیا گر کسی سے سامنا ہوا تھا جبتک میرے دم میں دم باقی ہی کسی پر آنچ نہ آنے دونگا
دو پہر تک اسطرح تسلی دے دے کے لشکر کو روکا بعد دو پہر کے غسل کیا اور گرد لشکر کے حصار
قائم کیا اور اک مقام پر چند سر کشتے گاڑ کے اُنپر نیلا کالا زرد زنگاری سوت لپیٹ کے کچھ
اسم سحر پڑھنا شروع کیا قریب صبح اسم خوانی تمام کر کے اُٹھا جتنا لشکر اسرار روشن ضمیر کا تھا سکو
مرغ سحر سے تیار کر کے اپنے لشکر اصلی کو پشت پر لے لیا اور اپنی بھی اک تصویر مصنوعی قائم کی
اور آپ لشکر میں چلا آیا اور شاہزادہ رفیع الشان بخت و سکندر و شہاب کو تسلیم کر کے سامنے بیٹھ گیا
اور عرض کی کہ آپ عزیزان طلسم کشا میں سے ہین جبتک میرے دم میں دم باقی ہی اسوقت تک

آپ پر آنچ بھی نہ آنے دونگا بعد میرے شاید آفت میرا آجائے تو عرض کر دیجیے گا کہ فاتحہ سے مجھکو
نہ فراموش کریں اور میری دختر کو اپنے ہمراہ لیے جائیں اور اپنی خدمت سے جدا نکریں یہ کہکے اسرار
روشن ضمیر رونے لگا سکندر نے کہا کہ اے اسرار روشن ضمیر اگر تم ہمکو میدان جنگ میں نہ جانے
دوگے تو ہم تمھاری شکایت کرینگے اور گلے کاٹ کے اپنی جانیں دینگے اسرار روشن ضمیر نے
عرض کی کہ اے شہریار جب میں نہ ہونگا اُسوقت آپکو اختیار ہے یہ شاہزادیاں آپکے سپرد
ہیں اور آپکو انکی نگرانی میں دیکر خدا کے ولے کیا بس اب مجھے زیادہ ٹھہرنے کی فرصت
نہیں ہے یہ کہکے چلا گیا۔ قمر اندام اور نجم تاب اور لعلان گہر دندان اور شعلہ عذار جادو اور دل آویز
جادو اور سیما سے جادو سب ایکجا جمع تھیں دل آویز جادو نے کہا کہ افسوس کہ اُس بیابان گرد
کی کوئی خبر نہیں کہ کہاں ہے لعلان گہر دندان نے کہا کہ ابھی بچہ سحر سنج کے انھیں منگاؤ لیکن کیا فائدہ
جان بوجھ کے قتل کرانا ہے اگر وہ زندہ بچ جائیگا تو کوئی گور غریبان پر فاتحہ پڑھنے والا تو ہوگا۔ ان
سب نے گریہ وزاری میں اتنا وقت گذرا جب صبح ہوئی تو سکندر و رفیع البخت و سہراب نے
دل آویز جادو سے کہا کہ ہمیں اسلحہ اور مرکب منگوا دو ورنہ ہم خودکشی کرکے جان دینگے دل آویز جادو
نے کہا کہ ایک شرط سے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی تمکو ذک سے مبارز طلب نہ ہو تو ہرگز میدان کارزار
کا رخ نکرنا ورنہ اگر اسوقت ہم در انداز ہوں اور مقابلہ سے باز رکھیں تو ہمکو شکایت نکرنا۔ یہ کہکے
اسی وقت تین مرکب اور اسلحہ جنگ منگوا دیا قمر اندام جادو نے کہا کہ میں شہر اختریہ کو جاتی ہوں
اور ایکدم میں آؤنگی بعد میرے آنے کے آپ سب صاحب سوار ہوں مجھے یاد ہے جہاں والدہ
مہربان نے تحائف بیابان چہار منارہ پوشیدہ کیے ہیں یہ کہکر روانہ ہوئی ہر ایک کو یہ خیال ہوا
کہ وقت سخت تھا اس بہانے جان بچا کے چلی گئی لیکن قمر اندام جادو نے شہر اختریہ میں پہونچکے
دریافت کیا کہ والدہ مہربان کہاں ہیں معلوم ہوا کہ اپنے بھائی کے یہاں گئی ہیں بس قمر اندام جادو
گھر میں آئی حجروں میں قفل سحر چڑھے ہوئے تھے قفلوں کو توڑ کے صندوقچے کھولنا شروع کیے
ملازمین نے اتنا تو کہا کہ اے ملکہ آپ کیوں ہمارا سر منڈوائیے گا ماں آپکی خون کی پیاسی ہیں
پلٹ کے آئینگی تو ہمیں کو الزام دینگی قمر اندام نے کہا حرامزادو کیا شامتیں آئی ہیں ہمارا گھر اور
ہمیں کو منع کرتے ہو جسکو اپنی جان کا خوف نہ ہو وہ ہمارے ساتھ چلے ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے ایک
صندوقچہ میں سہراب کا اگّا اور رفیع البخت کا ہار اور سکندر کی ہیکل نکلی بس اُسنے اُس صندوقچہ
کو بند کیا اور لیلے اتنی جلد پہونچی کہ سب کو حیرت ہوگئی دل آویز جادو نے آفرین کی اب یہ تینوں
شاہزادے سوار ہوے اور ملکہ دل آویز جادو تخت سحر پر سوار ہوئی داہنی جانب ملکہ سیما سے
جادو طاؤس سپید پر سوار ساتھ ہوئی بائیں جانب ملکہ شعلہ عذار جادو طاؤس زرین بال پر
بیٹھ کے ہمراہ ہوئی قمر اندام جادو اور نجم تاب جادو اور لعلان گہر دندان ابر سحر میں مخفی ہو کے
بلند ہوگئیں دو دوبار جادو مرتبہ سپہ سالاری لے کے ہوا قہیا بار جادو نے علم لشکر بلند کیا اسطرح فوج
ساحران اسلام آراستہ ہوئی لیکن سامنے اس لشکر کے اک حجاب تھا یکایک وہ حجاب چاک ہو
اور اسرار روشن ضمیر نے آکے کہا کہ اے ملکہ دل آویز جادو جسوقت تک یہ حجاب قائم ہے اُسوقت
تک تم آگے بڑھنے کا قصد نکرنا جب یہ حجاب ٹوٹے اُسوقت سمجھ لینا کہ اب اسرار روشن ضمیر کی
سحر کا خاتمہ ہے پھر جس سے ہو سکے وہ کرے یہ کہکر پھر اسرار روشن ضمیر حجاب سحر میں پوشیدہ ہو

اسطرف تو یہ حجاب نظر آرہا ہی اور اسطرف اک اور لشکر معنوعی صف آرا ہی جو وقت ضحاک جادو اپنی فوج
کثیر کو ساتھ لیے ہوے میدان مین پہونچ کے صف آرا ہوا ہی تو لشکر اسرار روشن ضمیر کو پہلے سے آراستہ
پایا۔ بلانوش جادو نے کہا کہ تمکو اسقدر اپنی موت کا اشتیاق تھا کہ ہم سے پہلے آگئے جب فوج
ضحاک بھی صف آرا ہو چکی تو بلانوش جادو نے رخ میدان کارزار کا کیا اور میدان مین پہونچ کے
پکارا کہ اے اسرار روشن ضمیر آخر تمنے مرنا قبول کیا اور محبت طلسم کش سے دست بردار ہوئے
اسرار روشن ضمیر نے کہا کہ او خدا ناشناس طلسم کش سے بڑھ کے دنیا کو چھوڑتا ہی کیا عمر دوروزہ کو پہلے
امداللاباد کی خرابی مول لون اور جو شخص کل میرا ملازم تھا آج اسکا دیا دم بھرا بھاگے اس سے صلح کرون اور
اگر تمکو پیغام کی ضرورت ہو تو لازم کو برابر والو نکا القاب تحریر کرون بس اب تو اپنی نصیحت کو ختم
کرے اور جو تجھ سے ہو سکے قصور نکر اگر خداے عالم برحق ہی اور زندگی میری باقی ہی تو دیکھنا اب طاقت
ہی تیری کہ ایک مور ضعیف کو ایذا پہونچا سکے بس یہ سنتے ہی غصہ سے چہرہ بلانوش جادو کا سرخ ہو گیا
پکارا کہ کیا تو نے مجھکو بھی دبلیسہ مردار خوار مقرر کیا ہی اسنے غار مین رہکر جانورون کی طرح زندگی بسر کی
ابھی سحر تک تو اسکے قابو مین نہ آنے پایا تھا دیکھ سحر اسکا نام ہی اور اس سحر کو تو پلٹا دے یہ کہکر
بلانوش جادو نے اسی بلاے سیاہ کو اشارہ کیا جسپر سوار ہو کے یہ میدان مین آیا تھا صورت اسکی
یہ تھی اک دیونی تھی دہن سے اسکے شعلے نکلتے تھے آنکھین مثل مشعل کے روشن تھین تمام جسم پر
بال تھے بس جیسے ہی بلانوش جادو نے اشارہ کیا کہ جا اور ان سبکو کھا لے یہ کہنا تھا کہ وہ بلا دشمن
کے لشکر اسرار روشن ضمیر کی طرف چلی اسرار روشن ضمیر نے اک دو تیرہ زمین پر مارا اور آواز دی کہ
کیا طلسم کی بلائین غارت ہو گئین جو یہ بلا طلسم مین نازل ہوئی ہی یہ کہنا تھا کہ طبق پلٹ گیا اور صحرا سے
چار دیو پیدا ہوے ہاتھون مین انکے سیل تھے دیوون نے آتے ہی اس دیونی کو ٹوکا کہ کہان جاتی ہی
دیونی بہت بڑی دو دیوون نے دیونی کو پکڑ لیا اور دو دیوون نے سیل آہنی سے مارنا شروع کیا
لیکن اس بلاے سیاہ نے جس دم کے جھٹکا مارا گوشت نوچ کے کھا گئی تھوڑی ہی دیر مین
چارون دیو انکا گوشت نوچ نوچ کے کھا گئی ہڈیان دیوون کی گر پڑین اب منھ سے لہو ٹپکتا ہوا
پھر بلا لشکر کی طرف چلی۔ بلانوش جادو نے کہا بس کیون اے اسرار روشن ضمیر اب طلسم مین کوئی
بلا نہین کہ اس بلا سے سامنا کرے اسرار روشن ضمیر کے اندام مین رعشہ پڑ گیا کہ اب اس بلا کا دفع
ہونا غیر ممکن ہی اور یہ بلا جو آکر لشکر پر گرتی ہی اٹھا اٹھا کے اہل لشکر کو نگلنا شروع کیا چار طرف سے
جو جادو سحر ہو رہے ہین مگر کوئی حربہ اثر نہین کرتا بلاے سیاہ لشکر مین دوڑتی پھرتی ہی اسرار روشن ضمیر
جب کوئی سحر کرتا ہی تو یہ پھرا جاتی ہی مگر رکتی نہین ضحاک خوش ہو رہا ہی شام تک مین سارے لشکر کا
اس بلا نے خاتمہ کر دیا۔ بلانوش جادو نے کہا کہ کیون اے اسرار روشن ضمیر دیکھا کیا نتیجہ ہوا ہی۔ کہو تو تمہین
اشارہ کر دون یہ بلا تمھین بھی کھا لے مگر مین پھر ایک رات کی مہلت دیتا ہون کہ اپنے نیک و بد کو سوچ
یا اطاعت کر دیا طلسم سے نکل جاؤ بس اسرار روشن ضمیر نے وہ حجاب سحر اٹھا دیا دیکھا تو پھر سارا لشکر
موجود ہی آواز دی کہ او بلانوش دیکھا تو نے ایک رو یان بھی تو کسیکا دن بھر مین تو میلا نکر سکا
بلانوش نے کہا کہ تو نے فریب دیا خیر کل دیکھا جائیگا اگر کل ایک کو بھی مین نے زندہ چھوڑ دیا تو نام
اپنا بلانوش جادو نہ پایا یہ کہکے اور طبل بازگشت بجوا کے میدان سے پھر گیا لیکن نہایت شرمندہ تھا کہ
مجھے بڑا دھوکا دیا۔ اسرار روشن ضمیر نے بارگاہ مین جا کر اہل دربار کی طرف دیکھکر کہا کہ کل روز قیامت ہی

آج بلا نوش نے دھوکا کھایا وہ جھلا کے گیا ہی کل اس فریب میں نہ پھنسیگا دیکھیے کیا ہوتا ہی اب سحر و
ساحری سے کام نہیں نکلنے والا ہی آج کی رات یاد خدا میں بسر کرو شاید خدا کو رحم آئے اب تو اُسکی
ذات کے اور کوئی سہارا نہیں ہی اتنے میں آواز طبل جنگ آئی یہاں بھی نقارہ رزمی بجنے لگا عجیب
اُداسی لشکر اسلام پر چھائی ہوئی تھی اسرار روشن ضمیر اور دل آویز جادو اور لعلان گہر دندان
اور قمر اندام اور خجستہ تاب اور شعلہ عذار اور دود بار جادو اور ضیا بار جادو یہ سب کے سب ایک جگہ
میں جمع تھے اسرار روشن ضمیر مصروف دعا تھا سب آمین کہہ رہے تھے آنکھوں سے آنسو جاری
تھے یہاں تو یہ تہلکہ تھا اور لشکر ضحاک میں نہایت جوش کے ساتھ ساحر سحر جگا رہے تھے - اور
بلا نوش جادو بھی اپنے سحر کو جگا رہا تھا - انکو انتظار صبح میں چھوڑکر

چند کلمے داستان ملکہ زرافشان جادو و حکیم فرامرز و آصف انجم طلعت و حیات خوش جمال سے بیان کیے جاتے ہیں -

راوی کہتا ہی کہ جب حکیم فرامرز ان سب کو ساتھ لیے ہوے اپنے مکان میں آیا ہی تو نوشی میں ایک
دروازے سے لیجاتا کھل گیا جسکا نام طاق نسیان تھا - تاثیر اسکی دروازے سے گزرنے
کی تھی کہ ہر شخص از خود فراموش ہوجاتا تھا مگر حکیم پر وہ نسیان غالب ہوا کہ اسے اس دروازے
سے جانا بھی یاد نہ رہا حکیم فرامرز نے ان سب کے واسطے سامان آسایش مہیا کیا اور یہ پس فکر
میں ہی کہ کسطرح ملکہ زرافشان جادو کو اپنے دام فریب میں پھنساؤں ہر ہر طرح کی خاطر و مدارات
کر رہا ہی آصف انجم طلعت حکیم کی بدنیتی کو سمجھ گئے حیات خوش جمال سے کہا کہ مجکو یہ شخص بد طینت
معلوم ہوتا ہی لیکن اب اس سے پتا لوح طلسمی کا باسانی ملجائیگا - حکیم فرامرز تو کسی ضرورت
سے گیا آصف انجم طلعت نے ملکہ زرافشان جادو سے ارشاد کیا کہ اس سے پوچھنا لوح طلسمی
کہاں ہی اور علاوہ طلسم کشا کے بھی کسی کے کام کی ہی یا نہیں اور اے ملکہ حکیم فرامرز تم پر فریفتہ
ہوا ہی اگر کسی تدبیر سے لوح کا پتا دریافت ہوجائے تو لوح کو قبضہ میں کرکے طلسم کشائی کی فکر
کرو کہ یہ فعل باعث خوشنودی خدا ہوگا اور لاکھوں بندگان خدا کی جان بچ جائیگی ورنہ تمھارا
باپ ساحر بے عمل ہی اسکے ہاتھ سے کوئی خدا پرست نہ بچیگا اور تم بھی اسکے قبضہ سے نکل نہ
سکوگی ملکہ زرافشان جادو نے کہا کہ میں آج ہی پتا لوح کا پوچھکے لوح لاتی ہوں اور وہ مردوا
حکیم میرا کیا کر سکتا ہی اسلیے کہ میں اُف کردوں تو جلکے خاک ہوجائے میں اُس ساحر کی دختر
ہوں جو اسوقت خداوند ساحران کہلاتا ہی اتنے میں حکیم فرامرز آگیا ملکہ نے کہا کیوں اے
حکیم فرامرز لوح طلسمی کیسی ہوتی ہی میں نے آجتک نہیں دیکھی سنتے ہوں کہ جسکے پاس لوح ہوتا ہی اُسپر
سحر تاثیر نہیں کرتا ہی لوح کے نام سے ساحران طلسم کی روح کانپتی ہی حکیم فرامرز نے کہا کہ ملکہ لوح
کا نام نہ لو ایسا نہ ہو تمھاری زبان کی تاثیر جاتی رہے دیکھنے سے آنکھوں کی روشنی زائل ہوجائیگی
زرافشان جادو نے کہا کہ تم اپنے ہاتھ میں لوح رہنے دینا مجھے اک نظر دکھا دو حکیم فرامرز سوچا کہ
یہ دشمن تو ہی نہیں لوح لے کے کیا کریگی جہاں اور دشمنی کرتی ہی ایک یہ بھی سہی چونکہ ہر طرح
دلجوئی ملکہ کی منظور تھی لوح لاکے سامنے ملکہ کے رکھ دی ملکہ نے کہا کہ اب تم لوح پر سحر کروں
دیکھوں سچ ہی یا جھوٹ - حکیم فرامرز نے لوح پہن لی ملکہ نے سحر کیا اسنے تاثیر دکھائی جب یقین ہوگیا

کہ لوح کیسی ہے تو ملکہ نے لوح گلے سے حکیم کے اُتار لی اور دیکھنے لگی حکیم فرامرز نے کہا کہ کیا دیکھتی ہو۔ کہا میں دیکھتی ہوں کہ اسمیں کیا لکھا ہے۔ حکیم فرامرز نے کہا کہ لاؤ میں پڑھ دوں کہا کہ مجھے تمھاری بات کا یقین نہیں یہ کہکے آصف انجم طلعت کو لوح دیدی کہ آپ پڑھیے آصف انجم طلعت نے کہا کہ اسمیں اسماء باری تعالے مرقوم ہیں یہ انھیں کی تاثیر ہے کہ سحر باطل ہو جاتا ہے ملکہ نے کہا کہ کیا نام سامری و جمشید سے زیادہ ان ناموں میں تاثیر ہے آصف انجم طلعت نے کہا کہ ابھی تم آزمائش کرکے دیکھ چکیں اگر اسکی تاثیر زیادہ نہوتی تو سحر کیوں باطل ہو جاتا بس ملکہ نے حکیم فرامرز سے کہا کہ حیف کی جا ہے تو خدائے برحق کو چھوڑکے لوگ کافروں کی پرستش کرتے ہیں ان باتونپر حکیم فرامرز گھبرایا کہا ملکہ لوح میرے والے کردو کہ میں امین ہوں ملکہ نے کہا تو بڑا کافر معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو قتل کرواتا ہے اور لوح لیے بیٹھا ہے میں تجھ ایسے کافر کے یہاں ایک دم ٹھہرنے کو پسند نہیں کرتی۔ حکیم فرامرز نے کہا کہ اے ملکہ میں ہرگز تمکو نہ جانے دونگا تم سب کی نگرانی میں ہو یہ کہکر کچھ پڑھنے لگا ملکہ کو غصہ آیا ہاتھ میں اسکے اک چھری تھی اُٹھاکے جو ماری ہے چھری برق بن کے گری کہ حکیم فرامرز کے دو ٹکڑے ہو گئے مرتے ہی حکیم کے سب نے نجات تشریف لیکے نہ باغ رہا نہ وہ طاق رہا نہ مکان جسمیں یہ سب بیٹھے تھے اک میدان تھا اور کچھ سر کٹے گڑے ہوئے تھے جنپر کالا نیلا زرد زنگاری سوت لپٹا ہوا تھا اور سامنے اک کوہ نظر آیا اسپر دو آدمی بیٹھے ہوئے دکھائی دیئے آصف انجم طلعت نے کہا کہ اے ملکہ اب جلد طلسم کشا کی تلاش کرو کہ وہ ہمارا تمھارا سب کا پشت و پناہ ہے لوح اُسی کے پاس جاکے کام دیگی ملکہ کے لباس میں تصویریں ریشم کی بنی ہوئی ہیں بس ملکہ نے اک تصویر سے پوچھا کہ بتا طلسم کشا کہاں ہے وہ تصویر بولی کہ سامنے کوہ پر مع عیار بیٹھا ہوا لوح کا انتظار کر رہا ہے بس آصف انجم طلعت مع زرافشان جادو و حیات لوش جمال و برجیس بن اکوان طرف کوہ کے روانہ ہوئے جسوقت بالائے کوہ پہونچے تو دیکھا کہ عادل کیوان شکوہ سر بزانو بیٹھے ہیں عادل آصف کو دیکھتے ہی اُٹھ کھڑے ہوئے آصف انجم طلعت نے جلدی سے لوح طلسمی عادل کے سپرد کی اور کہا کہ یا بابا خدا نے مجھکو تم سے سرخرو کیا ورنہ میں کسیکو منھ دکھانے کے قابل بھی نہ رہا تھا عادل نے لوح لیکے گلے میں پہنی اور عرض کی کہ یہ مقدرات کا فعل تھا میں آپ کا دل ممنون ہوں کہ آپ بزرگ ہیں لیکن عادل کیوان شکوہ حیرت سے زرافشان جادو اور حیات لوش جمال کو دیکھ رہے تھے آصف انجم طلعت نے کہا کہ یہ زوجہ اکوان برجیس کی ماں ہے اور یہ ملکہ زرافشان جادو دختر بلاقوش جادو ہیں انھیں کی بدولت لوح طلسمی ہاتھ آئی ورنہ لوح ایسے مقام پر تھی کہ اسکا ہاتھ آنا ممکن نہ تھا عادل کیوان شکوہ نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اے طلسم کشا جلد لشکر کی خبر لے کہ اب لشکر پر وقت تنگ ہے بس عادل کیوان شکوہ نے گھبرا کے کہا کہ میں جاتا ہوں آصف انجم طلعت نے کہا کہ میں بھی چلونگا عادل نے منع کیا اور کہا کہ آپ پاس کوئی سامان حفاظت نہیں ہے کہا جو کچھ ہو ملکہ زرافشان جادو نے انگشتر اپنے ہاتھ کی اُتار کے دیدی کہ اسے پہن لیجیے اب کوئی سحر آپ پر تاثیر نکریگا یہ میرے باپ نے مجھکو دی تھی اور ہیکل اپنی حیات لوش جمال کو پہنا دی اور اک بازو کا کھول لیکے برجیس بن اکوان کے بازو پر باندھ دیا اور کہا کہ میں پوشیدہ آپکے ساتھ ہوں ظاہر تھا ہر چلنا میرا مناسب نہیں ہے مگر جہانتک ہو سکے میرے باپ کو سمجھائیے گا کہ شاید وہ راہ راست پر آجائے

عادل کیوان شکوہ نے فرمایا کہ اے ملکہ ضرور میں تمھارے باپ کا خیال کرونگا خاطر جمع رکھو یہ فرماکر جانب کوہ بلور روانہ ہوے۔ داہنی جانب آصف انجم طلعت تھے اور بائین جانب برجیس بن اکوان تھا۔ اور ملکہ زر افشان جادو مع حیات خوش جمال ابر آسمانی رنگ مین پوشیدہ ہوکر بہت بلند ہوکے روانہ ہوے ابر کا رنگ آسمان کے رنگ سے ایسا مشابہ تھا کہ کوئی پہچان نہ سکتا تھا دیکھیے یہ کب پہونچتے ہین لیکن اب

چند کلمے داستان مقابلہ بلانوش جادو و اسرار روشن ضمیر ولاجورد جادو وغیرہ کے بیان کیے جاتے ہین

مخمس بر آغاز کلام

کوئی گلفام جلانے دل ناشاد آیا | قتل کرنے کو کوئی غیرت شمشاد آیا
تنکہ مین تنکا تھا کہ گلچین لیے بیداد آیا | کیا سمجھ کر مین سو گلشن ایجاد آیا
آشیان بھی نہ بنایا تھا کہ صیاد آیا

ہوئی وحشت تو سو باغ مین ناشاد آیا | نظر آنکھون کو نہ یان بھی وہ پریزاد آیا
دم الجھنے لگا دل پر سر فرہاد آیا | سلسلہ گیسوے جانان کا مجھے یاد آیا
دوش پر دام جو ڈالے ہوے صیاد آیا

کیا بتاؤن دل بیتاب نے صدمہ جو سہا | کوئی پامال ہوا اون کسی عاشق کا بہا
دنگ بلبل بھی ہوئی کہ کبھی حیرت مین رہا | وہ خرامان جو ہوا باغ مین سب نے یہ کہا
دیکھو طاؤس چمن بن کے پریزاد آیا

نزع مین ہو مین یہ کاہے کو اسے ہوگی خبر | اور سنا بھی تو وہ بیدرد نہ آئیگا ادھر
کیا عجب نالہ جانکاہ دکھائین جو اثر | اے اجل بہر خدا اور ٹھہر جا دم بھر
ہچکیان آئی ہین شاید مین اسے یاد آیا

سلسلہ زلف کے سودے مین ہے کس وحشت کا | عشق رخسار ہوا مجھکو سبب حیرت کا
زندگی خاک ہے جب ہو یہ جنون آفت کا | قتل بھی خوب ہے سودا زدہ الفت کا
نہ وہ یاد اسے سر شوریدہ کو جلاد آیا

ہجر کی تاب ہے عاشق کو نہ ہے تاب وصال | عشق لیلی مین ہوا قیس حزین کا کیا حال
یاد کیا ہو اسے جس پر گرے کوہ ملال | تلخی مرگ بھلا دیتی ہے جانان کا خیال
خواب مین بھی کبھی شیرین کے نہ فرہاد آیا

کھینچ رقم صانع قدرت نے عجب تصویرین | ایسی کھینچین کسی نقاش نے کب تصویرین
ہو بہ روپن کی طلائی گئین سب تصویرین | ہوگئین گرد ترے سامنے سب تصویرین
جب حسینون کا مرقع لیے بہزاد آیا

ہم صفیرون کی وہان یاد بھی کی بلبل نے | باغبان کی طلب امداد بھی کی بلبل نے
زندگی شاد بھی ناشاد بھی کی بلبل نے | چہچہے بھی کیے فریاد بھی کی بلبل نے
پر ترے دل مین کبھی رحم نہ صیاد آیا

بسکہ ارمان تھا اُسے آمد فصل گل کا
در با چمن کا رہا ہوش نہ پھر سنبل کا
پست اس طرح ہوئی نشہ ہو جیسے مُل کا
قفس تنگ میں خون ہو گیا دل بلبل کا
ہاتھ میں دستۂ گل لیکے جو صیاد آیا

آنکھ کھلتے ہی قفس ہو گیا بس بیت حزن
کیوں نہ جاری ہو زبان پر مرے پھر نغمۂ حزن
ہوش آیا تو وہ تھا گرسنہ و رنج و محن
مجھ سا حسرت زدہ ہوگا نہ کوئی مرغ چمن
شاخ گل تک بھی نہ پہنچا تھا کہ صیاد آیا

وہ یہاں رہتا ہی آباد خموشی ہی جسے
اس چمن سے ہی وہی شاد خموشی ہی جسے
کبھی ہوتا نہیں برباد خموشی ہی جسے
غم سے بیجا ہی وہ آزاد خموشی ہی جسے
کی فغان باغ میں بلبل نے تو صیاد آیا

کس جگہ رنج و مصیبت نہیں مجھ وحشی کو
کونسا دن ہی کہ وحشت نہیں مجھ وحشی کو
کہیں صدموں سے فراغت نہیں مجھ وحشی کی
دشت غربت میں بھی راحت نہیں مجھ وحشی کا
اپنے سایے کو سمجھتا ہوں کہ صیاد آیا

نہیں معلوم کہ کس طرح وہ آیا مونس
پاس نے شعر یہ برجستہ سنایا مونس
کہیں مطلق نہ دکھائی دیا سایا مونس
بو تو پائی مگر اُس گل کو نہ پایا مونس
باغ میں تخت ہوا پردہ پریزاد آیا

فسانان جادو رقم و واقعہ نگاران افسون قلم اس داستان عجائب عنوان کو اس طرح تحریر کرتے ہیں کہ جب طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور نور سحری منکشف ہوا ستارے جھلا جھلا کر غروب ہوئے نسیم سحری نے تازہ گل کھلائے قطرات شبنم حرارت شعاع آفتاب سے مانند سیماب کے اڑنے لگے طائران ہوا آشیانوں سے سر نکالا فکر آب و دانہ میں چلے دونوں لشکر اپنے اپنے دین و آئین کے موافق عبادت رب بے نیاز سے فراغ حاصل کر کے سامان حرب و ضرب سے درست و چست ہو کر عازم میدان کارزار ہوئے اسطرف اسرار روشن ضمیر مع لشکر میدان میں ہو کے صف آرا ہوئے اسطرف ضحاک مارگزیدہ جادو نہایت جاہ و حشم کے ساتھ میدان میں آیا آج بلانوش جادو غصہ میں بھرا ہوا آیا ہی کہ کل بچے اسرار روشن ضمیر نے دھوکا دیا آج بھی وہی حال سیاہ بلانوش جادو کے ساتھ ہی بس بلانوش جادو نے کہا کہ اے اسرار روشن ضمیر لے ہوشیار ہو جا یہ کہکر کچھ اسم پڑھ کر دستک دی کہ اک ہوائے تند پیدا ہوئی دیکھا کہ جانب صحرا سے اک بگولہ چرخ مارتا چلا آتا ہی اور اُس بگولے پر اک عقاب تیز پر سایہ فگن ہی عقاب نے آتے ہی مثل کبوتر کے لشکر اسرار روشن ضمیر پر مین تاوے لگانے اور جنگل کا رخ کیا اب جو دیکھا تو جسقدر لشکر کے لوگ دکھائی دیے سب کے کاغذ کے پتلے بن کے ہوا میں اُڑتے ہوئے چلے گئے اور لشکر اصلی نظر آنے لگا بس بلانوش جادو نے جلاد کو اشارہ کیا کہ جا اور ان سب کو کھا لے اب یہ اصلی لشکر ہی مصنوعی لشکر کو میں نے ایک ہوا کے جھونکے میں اُڑا دیا یہ سنتے ہی جلاد لشکر کی طرف چلی بس اسرار روشن ضمیر نے اک ناریل زمین پر مارا وہ پھٹا اور ناریل میں سے آگ نکل کے درمیان لشکر اور جلاد کے حائل ہو گئی دیونی آگے بڑھتے ہوئے جھجکی بلانوش جادو نے للکارا کہ آگ سے ڈرتی ہی جس سے تیری خلقت ہی بس دیونی اُس آگ میں گھس گئی اسرار روشن ضمیر نے چھپتا ہوں انگشت کا مارا دیونی ہمہ تن شعلہ بن کے بلانوش جادو

کی طرف پلٹی بلانوش جادو نے بھی فوراً ران جیب کا جھٹکا مارا دیولی شعلہ جوالہ بنکے لشکر اسرار روشن ضمیر
پر گری اسے جلا دیا اسے بھونکر دیا یہ جا پڑی وہ آ پڑی اب ہر چند اسرار روشن ضمیر رد سحر کرتا ہے
مگر یہ شعلہ فرو نہیں ہوتا ساحران لشکر بھی برابر جو بہاسے سحر کر رہے ہیں مگر کوئی حربہ تاثیر نہیں کرتا
اسوقت اسرار روشن ضمیر نے بیتاب ہوکے جانب فلک دیکھا یکایک اک ستارہ آسمان سے ٹوٹکر
زمین پر آیا اور شکل اک پریزاد کی بنگیا ہاتھ میں پریزاد کے اک شیشہ تھا پریزاد نے شیشہ زمین پر
رکھ کے آواز دی کہ اے آتش سحر دیکھ تو اس شیشہ میں تیرا دشمن ہے اسے نہایت جلائی یہ سنتے ہی
وہ آتش اڑکر شیشے میں اتر گئی پریزاد نے شیشہ جھنکر لیا اور لیکے اڑتی ہوئی چلی گئی اسرار روشن ضمیر
حیران تھا کہ یہ کون تھی بلانوش جادو کو سخت تعجب ہوا کہ رد اس سحر کا سوا میرے کوئی نہیں جانتا
خاموش ہو رہا اور اسرار روشن ضمیر سے کہا کہ خیر اس دشمن پوشیدہ کی بعد کو خبر لونگا یہ کہکے اک
شمع نکال کے میدان میں نصب کی اور گرد شمع کے زمین پر بیٹھے سیندور کے لگا کے کچھ اسم سحر
پڑھتا رہا جب اسم سحر تمام ہوا تو بلانوش نے شمع کی طرف دم کیا شمع ہوا سے جل اٹھی بس جیسے ہی
شمع روشن ہوئی جسکی نظر شمع پر پڑی سپاہ سے جادو کی بڑی سپاہ سے جادو نے زمین پر غلطک ماری
اور پروانہ بنکے شمع پر گری اور جل گئی اب تو ساحران لشکر اسلام سو سو دو دو سو پروانے بنکے
اڑنے میں اور شمع پر گرکے جل جاتے ہیں یہ دیکھکر اسرار روشن ضمیر نے کچھ اسم دم کرکے اک ٹکڑا
شیشے کا نکال کے پھینکا کہ اک دیوار شیشے کی درمیان شمع اور لشکر کے حائل ہوگئی اب جتنے ساحر
پروانے بنکے اڑے تھے وہ دیوار سے ٹکرا کے رہگئے بس یہ دیکھتے ہی بلانوش جادو نے گرز فولادی
دیوار پر مارا کہ دیوار ٹوٹ گئی اسوقت جتنے پروانے تھے سب شمع پر آکے گرے اور جل گئے یکایک
صحرا سے اک زاغ سیاہ پیدا ہوا اسنے آتے ہی پر مارا کہ شمع کو بجھا دوں یہ شمع ہوا سے روشن
ہوئی تھی پھر ہوا سے کیونکر گل ہو سکتی تھی پروں میں زاغ کے آگ لگ گئی بس زاغ نے منقار
سے گلگیر کا کام لیا اور جڑ سے فتیلہ شمع کا کاٹ دیا شمع گل ہوگئی مگر زاغ بھی جلگیا بلانوش پھر متوحش
ہوا کہ یہ کون ہے جو در پردہ میرے سحر رد کر رہا ہے یہ روشن ہے کہ اسرار روشن ضمیر کا یہ کام نہیں بس
بلانوش جادو نے کہا کہ اب میں خاتمہ کیے دیتا ہوں یہ کہکر کچھ اسم سحر پڑھا اور ہاتھ کو گردش دی
چار جانب سے چار لکے ہاے ابر پیدا ہوے اور لشکر اسرار روشن ضمیر پر چھا گئے اور ابر سے بارش
سنگ ہونے لگی جس ساحر پر اولا گرا وہ پتھر کا ہوکے رہگیا اسرار روشن ضمیر نے سحر سے ہوا کو تیز کیا
مگر ابر ہٹتا پھر ایک اور ابر زیر ابر قائم کیا وہ ابر بھی پراگندہ ہوگیا کوئی تدبیر کارگر نہوئی دم بھر میں تمام
لشکر پتھر کا ہوگیا لیکن اسرار روشن ضمیر جو سحر لگانے کو تیار تھا پتھر کی وجہ سے محفوظ رہا بلانوش جادو
نے کہا کہ تیرا علاج بھی میرے پاس ہے یہ کہکے انگلی سے اشارہ کیا کہ ابر چار ٹکڑے ہوکر جدھر سے
آیا تھا ادھر چلا گیا اور درمیان ابر سے اک زغن سپید اڑتی ہوئی آئی اور ہاتھ پر بلانوش جادو کے
بیٹھ گئی بلانوش جادو نے کہا کہ اے اسرار روشن ضمیر لے ہوشیار ہو جا یہ کہکر اس زغن کی ٹانگیں چیر
ڈالیں زغن چیچلائی بس آواز زغن کی جو اسرار روشن ضمیر کے کان میں پہونچی بیہوش ہوکے زمین پر
گرا بلانوش جادو خنجر پکڑ کے چلا کہ اسکا کلیجا چاک کرکے کھا لوں اور اسکا سر بناؤں تو اک زبردست
سحر قابو میں آئیگا ہنوز بلانوش جادو قریب اسرار روشن ضمیر کے نہ پہونچنے پایا تھا کہ آواز اسم
آئی دیکھا کہ اک جوان حسین گھوڑا اڑائے چلا آتا ہے ضحاک کے آواز دی کہ اے بلانوش طلسم کشا یہی ہے

اب یہ زندہ نہ جانے پاوے کہ سارے فسادات اسی کی ذات سے ہین۔ عادل کیوان شکوہ نے آتے ہی
عکس لوح کا ڈالا کہ اک برق سی چمکی بلانوش جھجکا اور اسرار روشن ضمیر پر سے اثر سحر باطل ہوا
آنکھ کھلی دیکھا کہ عادل کیوان شکوہ مرکب پر سوار لوح کو چمکا رہا ہے آواز دی کہ اے آقا سب کام
تمام لشکر کا ہو گیا اگر ذرا دیر آپ نہ پہونچتے تو مین بھی حق نمک سے ادا ہو چکا تھا عادل کیوان شکوہ
نے بلانوش جادو کو آواز دی کہ او خدا ناترس کیا تجھے مرنا نہین ہے ایک روز سب کو فنا ہے سوا ذات
باری تعالے کے کیا ہوے سامری و جمشید جنکو تجھ ایسے گمراہ خداوند کہتے ہین اس بے ثبات
زندگی پہ بھروسا کرنا سراسر نادانی ہے توبہ کر اپنے افعال سے اور سجدہ کر اس معبود حقیقی کو جو سبکا
خالق ہے۔ بلانوش جادو نے اتنی مہلت پاتے ہی اسم سحر پڑھکر اپنی ران سے خون نجس لیکر
آواز دی کہ او طلسم کشا تو لوح پر بھولا ہے دیکھون تیری لوح میرا کیا کر لیتی ہے سامری و جمشید
کیسے ہین خود خداوند ہون جسے چاہون مار ڈالون جسے چاہون زندہ کر دون کہہ تو تیرے عزیزان
مردہ کو زندہ کر کے تجھ سے ملا دون مگر مجکو سجدہ کرنا قبول کر عادل کیوان شکوہ نے لاحول پڑھا
بس بلانوش جادو نے اسی خون نجس کا چھینٹا لوح پر مارا یہ پاک و متبرک چیز اسکے خون نجس
سے سیاہ ہو گئی جو حرف روشن و منور تھے پوشیدہ ہو گئے صفحہ خالی رہی بلانوش جادو نے
کہا کہ دیکھا تو نے عادل کیوان شکوہ نے تیر مارا تیر قریب پہونچتے ہی جلگیا بلانوش جادو نے
چند دانے ماش کے پڑھکر مارے گرد ست دیا عادل کیوان شکوہ کے بے قابو ہو گئے اسپ
پہ خنجر کھینچے ہوے عادل کیوان شکوہ کی طرف بڑھا کہ پھر آوادہم مرکب پیدا ہوئی اور صف انجم طلعت
اور برجیس بن اکوان پیدا ہوے یہ آکے سد راہ ہوے بلانوش جادو نے انپر بھی سحر کیا مگر
کارگر نہوا ان دونون نے بلانوش کو تلوارین مارنا شروع کین یہ ملعون آہن تن و آہنی بدن تھا
کسی حربہ نے اثر نہ کیا اتنے مین اک پریزاد پھر پیدا ہوئی ہاتھ مین اسکے شیشہ آب تھا بس اسنے
پانی شیشہ کا لوح پر ڈالا اور لوح کو دھویا اور اسی دھوئے ہوے پانی کا چھینٹا منہ پر عادل کیوان شکوہ
کے مارا کہ یہ ہوشیار ہوے اثر سحر برطرف ہوا پھر انھون نے لوح کو چمکایا کہ بلانوش جادو کی
آنکھون مین چکا چوند آگئی پھر اسنے چھینٹا اپنی ران راست کے خون نجس کا مارا کہ پھر لوح سیاہ
ہو گئی اور عادل کیوان شکوہ پھر بے حس و حرکت ہو کر تصویر بنگئے لیکن برجیس بن اکوان اور آصف
انجم طلعت بلانوش کو فرصت نہ لینے دیتے تھے برابر وار کر رہے تھے اور سحر انپر تاثیر نہ کرتا تھا
بس بلانوش جادو نے دستک دی کہ اک زنگی سیاہ زمین سے پیدا ہوا اور تیغ آصف سے
لپٹ پڑا اور دوسرا ایک اور زنگی پیدا ہوا کہ وہ برجیس بن اکوان سے لپٹ پڑا ان مین کشتی ہونے لگی
بلانوش نے پھر قتل طلسم کشا کا ارادہ کیا پھر پریزاد شیشہ ہاتھ مین لیے ہوے پیدا ہوئی پریزاد
چاہتی تھی کہ چھینٹا پانی کا مارے لوح کو خون نجس سے پاک کر دون کہ بلانوش نے دستک دی دوسری
پریزاد پیدا ہوئی اور آکے ہاتھ اس پریزاد کا پکڑ لیا اور کہا کہ بہن یہ کیا کرتی ہو بلانوش جادو نے
کہا کھینچ لا اسے یہ پریزاد پریزاد کو کھینچے ہوے سامنے بلانوش جادو کے لائی بلانوش جادو نے
چوٹی اسکی پکڑ لی اور کہا کہ سچ بتا کسنے تجھے بھیجا ہے اُسنے کہا کہ ملکہ زر افشان جادو نے بلانوش
جادو نے کہا کہ ہان مین یہ سمجھو کہ یہان آکے ہماری تشنہ خون ہو گئی ارے مین نے اسی کان کر اس کو
بلاے بد رمان بنایا تھا اسکے جی مین کیا سما گئی خیر سمجھا جائیگا اور اس شوخ دیدہ کو پکڑ لا یہ سنکر

دونوں پریزادیں اڑیں اور بلند ہوگئیں تھوڑی دیر میں دیکھا تو باز و زرافشاں جادو کے دونوں پریزادوں کے ہاتھوں میں ہیں اور پریزادیں کھینچے ہوئے لیے آتی ہیں جلانوش جادو نے کہا کہ کیوں اے زرافشاں جادو یہ کیا حرکت تھی کیں سحر تو نے میرے مٹا دیے میں بھی حیران تھا کہ یہ کون ہے جو میرے سحر مٹا رہا ہے یہ نہ معلوم تھا کہ ع کس نیاموخت علم تیر از من - کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد - زرافشاں جادو نے کہا کہ مجھ سے گناہوں کا قتل ہونا نہ دیکھا گیا اسوجہ سے میں نے یہ حرکت کی سوا آپ کے سحر رد کر دینے کے کوئی سحر آپ پر نہیں کیا میں آپ کی دشمن نہیں ہوں بلکہ چاہتی ہوں کہ چند روزہ حشمت کے بدلے دوامی راحت کا سامان کیجیے خدائے برحق کی پرستش کیجیے اور خود پرستی کو ترک کیجیے بلانوش جادو نے کہا تو مجھے نصیحت کرتی ہے اور اس سے زیادہ دشمنی کیا ہوگی کہ تو نے لوح طلسم کشا کے حوالے کر دی سوا تیرے یہ دوسرے کا کام نہیں ہے نہ مجھ سا ساحر ہوتا نہ اسکے ہاتھ سے بچتا وہ بھی زندگی تھی کہ بچ گیا اگر طلسم کشا آتے ہی مجھ پر حربہ کرتا تو بچنا بھی دشوار تھا اُسنے نصیحت شروع کی اتنا غافل پا کے میں نے لوح کو سیاہ کر دیا تو نے پھر لوح کو روشن کر دیا اور پھر کہتی ہے کہ میں دشمن نہیں ہوں - زرافشاں جادو نے کہا کہ طلسم کشا ایسا غافل و ناداں نہ تھا کہ آپ کو اتنی مہلت دیتا یہ اُسنے میری نصیحت پر عمل کیا کہ وہ مجھسے وعدہ کر چکا تھا کہ میں تیرے باپ کو پند کر دونگا اور اُسکے خون سے ہاتھ اپنا نہ بھرونگا بلانوش جادو نے کہا کہ خیر ذرا قتل سے ان لوگوں کے فرصت کر لوں تو تجھے سزا دونگا اگر تمام سحر تیرے دشمنوں نے تو نام میرا بلانوش جادو نہیں یہ سُنکے زرافشاں جادو نے کہا کہ اگر زندہ رہی تو آج سے میں بھی دریں سحر سے توبہ کرونگی ورنہ تو حشر میرا خدا پرستوں کے ساتھ ہوگا بلانوش جادو نے چند دانے ماش کے پڑھکر مارے ملکہ زرافشاں جادو کمر تک غرق زمین ہوگئی پھر بلانوش جادو طلسم کشا کیطرف چلا ضحاک نے آواز دی کہ اسے نہ چھوڑیے گا اسی کی ذات پر فتح و شکست موقوف ہے بلانوش جادو نے کہا کہ یہ میرے ہاتھ سے بچ کے کہاں جا سکتا ہے یہ سُنکے بلانوش نے خنجر مارنے کا قصد کیا تھا کہ اسرار روشن ضمیر برق بنکے گرا خنجر تو ہاتھ سے بلانوش جادو کے دور جا کے گرا مگر ہاتھ پر کوئی آنچ نہ آئی ادھر اسرار روشن ضمیر سنبھلنے نہ پایا تھا کہ بلانوش جادو نے تمغۂ سحر سینے پر اسرار روشن ضمیر کے مارا تمغہ ٹوٹا اور ہزاروں خنجر اُس سے نکلے گرد اسرار روشن ضمیر کے محاصرہ کر لیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ درخت میں کہ یک شتاب سے چبھ رہے ہیں جسم میں اسرار روشن ضمیر کے چبھ کے الگ رہے تھے اسرار روشن ضمیر پاؤں مار کے غرق زمین ہوگیا لیکن جس مقام پر زمین سے نکلا خنجروں کو گرد پایا اسرار روشن ضمیر کبھی بلند ہوتا ہے کبھی غرق زمین ہو جاتا ہے مگر شرارے گھیرے ہوئے ہیں سنبھلتے ہی سنجان چھوڑتے ہیں یہ اس آفت میں مبتلا ہوا اور بلانوش جادو پھر خنجر اُٹھا کے طلسم کشا کی طرف چلا کہ یکایک جانب آسمان سے ابر لاجوردی رنگ پیدا ہوا اور کوہ بلور پر سے برستا ہوا میدان میں آکر قائم ہوا جسقدر ساحران اسلام پتھر کے ہو گئے تھے سب ہیئت اصلی پر آ گئے اب اُس ابر سے چار پریاں لاجوردی پیدا ہوئیں ایک نے اک شیشہ کا منہ کھول کر آواز دی کہ اے شرارو اس شیشہ میں آکر قرار لو زیادہ شرارت اچھی نہیں ہوتی تمام شرارے شیشے میں اُتر گئے بس پری نے وہی شیشہ لشکر ضحاک پہ کھینچ مارا شیشہ سر پر کیوان زرین علم کے پڑا علم میں آگ لگ گئی اور کیوان سحر اعلان جنگیا ہر چند کیوان نے سحر کیے مگر کچھ نہ ہوا جل کے خاک ہوگیا اب شرارے لشکر پر گرے اور ساحروں کو

جلانے لگے بلادوش نے ان خراربن کو آگے بڑھایا جہان دوسرے چیلے نے پانی کا چھینٹا مارا کہ
لوح روشن ہو گئی اور طلسم کشا ہوشیار ہو گیا تیسرے چیلے نے آگے اُن زنگیون کو للکارا کہ عصمت
انجم طلعت اور برجیس بن اکوان سے لپٹتے ہوے تھے زنگی چیلے کی طرف دوڑے چیلے نے گلا
کاٹ کے چھینٹا خون کا اُن زنگیون پر مارا کہ زنگی بھی جل گئے۔ چوتھے چیلے نے ایک چیخ ماری کہ دونون
پری جادین جو زرافشان جادو کو پکڑے کھڑی تھین بیہوش ہو کے گر پڑین زرافشان جادو چھوٹ گئی
بس یہ بھی کڑک کے بلند ہوئی اور وہ شیشہ جسمین بلاے سیاہ کے شعلہ کو بند کیا تھا لشکر ضحاک پر
کھینچ مارا یہ شیشہ مبرم جادو کے سر پر پڑا مبرم جادو جل کے خاک ہوئی بعد اسکے یہ شعلہ چمک کے
خرم جادو پر گرا اُسکو بھی جلا کے خاک کر دیا ساحران لشکر ضحاک مین ہلچل مچ گئی ساحران پناہی کو بھاگے
شعلہ لشکر پر گرا اور جسکو جہان پھونک دیا چار سو کو وہان پھونک دیا۔ بلادوش بدحواس ہو گیا کہ یہ
کیا آفت آئی اس ابر مین کون ہے جسنے آتے ہی یہ آفت برپا کر دی ضحاک پکارا کہ اے خداوند ساحران
ہماری خبر لیجیے ورنہ یہ شعلہ سبکو پھونک دیگا بلادوش جادو نے ایک جام نکالا اور اسکو طرف دست چپ
سے لبریز کر کے کچھ اسم سحر پڑھا اور شعلے کی طرف دیکھ کے آواز دی کہ لے اپنا جوگ اور ہوش مین آ
یہ کہنا تھا کہ شعلہ پلٹ کے اُس جام پر گرا بلادوش جادو نے وہ جام اُٹھا کے ابر لاجوردی رنگ پر
کھینچ مارا ابر مین آگ لگ گئی اور مانند روئی کے جل گیا۔ اب دیکھا تو ایک صد سالہ ضعیف مرد ایک کرسی
طاؤسی پر بیٹھا ہوا ہے بلادوش جادو نے کہا کہ کیون اے لاجورد جادو یہ عجیب کے مقابلہ کرنا کیا معنی
مرد میدان تھے تو سامنے آتے سحر کیا ہوتا لاجورد جادو نے کہا کہ تجکو لڑکون سے مقابلہ کرتے تجھے
شرم نہ آئی مین تم سے سرگرم مقابلہ کرنے لگتا تو جو لوگ کشتہ سحر تھے انکو کون بچاتا۔ اب مین موجود ہون
اور یہ جانتا ہون کہ تجھ سے مقابلہ کرنا آسان امر نہین ہے مگر مین بھی موم کا بنا ہوا نہین ہون۔ لیکن
لاجورد جادو نے مرگ کو زمین پر اُتار دیا اور اسرار در شنفیر اور شاہزادہ عادل کیوان شکوہ سے کہا
کہ اب میرے اسکے مقابلہ کا تماشا دیکھیے بعد میرے اختیار ہے۔ لیکن بلادوش جادو سے کہا کہ اے
سحر تجکو تو دعواے خداوندی ہے اور مین خداے برحق کا عبد ذلیل ہون اگر تیرے ہاتھ سے
مارا گیا تو راہ حق پر ہون شہید ہوا اور اگر تجکو مارا تو آج ہی سے سحر کو ترک کر دونگا اے طلسم کشا
میرے اسلام کے شاہد رہیے گا مین نے آج ہی کے روز کے واسطے کوہ لاجورد پر سو برس
کا چلہ کھینچا تھا عادل نے لاجورد جادو کو دعاے خیر دی لیکن بلادوش جادو نے جھولے پر
ہاتھ کے ڈالا اور ایک پتلہ سحر کا نکال کر کچھ اسم سحر کا پڑھ کر دم کیا اور لاجورد جادو کی طرف پھینکا
پتلا شمشیر و سپر لیے ہوے تھا آتے ہی لاجورد جادو کے گھوڑے کو پی کر دیا اور کہا کہ مین پیدل
ہون تو کیون سوار ہے پیدل ہو کے مقابلہ کر لاجورد جادو نے مرگ سے کود کے تلوار ماری کہ
داہنا ہاتھ پتلے کا قلم ہو گیا ادھر تو ہاتھ پتلے کا قلم ہو کے گرا ادھر ایک ہاتھ لاجورد جادو کا بھی
تن سے جدا ہو کے گر پڑا لاجورد جادو نے آواز دی کہ اے بلادوش واقعی مین یہ سحر تیرا قابل
تعریف ہے اور خاتمہ کا سحر ہے عادل کیوان شکوہ دل مین کہتے تھے کہ ایسا سحر آجتک نہ دیکھا تھا
اور نہ سُنا تھا بس لاجورد جادو نے دوڑ کے دست بریدہ سے تلوار چھین لی اور ہاتھ پھر
پتلے کے جسم سے ملا کے کچھ اسم سحر پڑھکر ہاتھ سالم ہو گیا ادھر لاجورد جادو کا ہاتھ شانے سے
مل کے جڑ گیا بلادوش جادو نے کہا کہ اے لاجورد جادو یہ بھی تمہارا ہی کام تھا دوسرے کی مجال ہے

کو گشتہ سحر ہونے کے بعد اپنا علاج کر سکے لیکن یہ تیلا بلائے جان ہے یہ کہکے بلا نوش جادو نے
تیلے کو للکارا کہ دشمن کا احسان نہ لے اگر ایک ہاتھ کٹ گیا تو کیا دوسرا ہاتھ نہیں ہے سنتے ہی تیلے نے
اپنی تلوار اُٹھا کے خود اپنا ہاتھ کاٹنا شروع کیا ہر چند لاجورد جادو نے سحر کیا مگر کچھ نہ ہوا تیلے نے
ہاتھ اپنا کاٹ کے پھینک دیا ادھر لاجورد جادو کا ہاتھ شانے سے جدا ہو کے گر پڑا تیلے نے
جلدی سے ایک ٹانگ اپنی کاٹ ڈالی ادھر لاجورد جادو کی ٹانگ کٹ گئی تیلے نے دوسری
ٹانگ کاٹ ڈالی ادھر لاجورد جادو کی ٹانگ کٹ گئی اب ایک ہاتھ تیلے کا باقی ہے اور ایک ہاتھ
لاجورد جادو کا باقی ہے کہ لاجورد جادو نے پلٹ کے آواز دی کہ اگر یہی منظور ہے تو میں خود گلا کاٹے
لیتا ہوں تو میرے واسطے اپنی جان کیوں دیتا ہے دیکھ تیرے مالک نے تیرے ساتھ کیا کیا اور
میں کیا کرتا ہوں ذرا اس احسان کو نہ بھولنا یہ کہکے اسرار روشن ضمیر سے کہا کہ تیری سلطنت قائم
رہنے کے واسطے اور بندگان خدا کی جانیں بچانے کے لیے میں اپنی جان نثار کرتا ہوں۔
یہ کہکے لاجورد جادو نے تلوار سے گردن اپنی کاٹ ڈالی اور تلوار ہاتھ سے پھینک کے خون
چلو میں لیکر چھینٹا تیلے پر مارا بس چھینٹا خون کا پڑتے ہی تیلہ ہمہ تن شعلہ جوالہ بنکر بلا نوش جادو
پر چلا۔ بلا نوش جادو نے کہا کہ او احسان فراموش یہ کیا کرتا ہے شعلے سے آواز پیدا ہوئی کہ او
خود مطلبی ہمارے ہاتھ سے ہمارے ہاتھ پاؤں کٹوائے اب ہم اسکے شریک ہیں جسنے ہمیں
گلا کاٹنے کی تکلیف نہ دی اور ہماری خوشی کے واسطے اپنا گلا کاٹ ڈالا اگر دوست ہیں تو دشمن
کو بھی مٹا دینگے۔ بلا نوش جادو نے جھولی پر ہاتھ ڈالا اور وہاں سے سحر مارنا شروع کیے کہ شعلہ
ذرا بھی تھمے تو بعینیٹ دیکر بلتا دوں شعلہ مانند تیر شہاب کے چلا کب رکتا ہے آخر بلا نوش
نے ساری جھولی سحر کی کھینچ ماری مگر کچھ کام نہ چلا شعلہ سر پر بلا نوش جادو کے گرا بلا نوش جادو
بھی جلنے لگا۔ جلتے وقت اسنے آواز دی کہ اے ضحاک تیری دوستی نے ہماری بھی جان لی
مگر خیر مرتے مرتے دیکھ کیا کیے جاتا ہوں اب نہ طلسم میں تو ہوگا نہ اسرار روشن ضمیر۔ یہ کہکے دھم سے
دم کرکے جل گیا اور پرکالہ آتش بنکے جنگ کے لشکر اسرار روشن ضمیر پر گرا بارہ سو ساحر جل کے
خاک ہوگئے ادھر سے پلٹ کے لشکر ضحاک پر گرا اتنے ہی ساحر لشکر ضحاک کے جلا دیے۔ پھر
پلٹ کے لشکر اسرار روشن ضمیر کی طرف چلا ہر چند اسرار روشن ضمیر نے سحر سے پانی برسایا شعلہ رکا اور
پھر لشکر پر گرا ساحران نامی تو کمالی دیکے بچ گئے مگر لشکر کے ایک ہزار ساحر پھر جل گئے پھر شعلہ لشکر
ضحاک کی طرف چلا ضحاک نے دستک دی کہ ایک تیلہ پیدا ہوا اور اسنے سر شیشہ سامنے شعلہ کے
پیش کیا شعلہ شیشہ میں آ گیا جیسے ہی تیلہ شیشہ کو لیکے ضحاک کی طرف چلا شعلے نے چیخ مارا
شیشہ پر پیچھے پھر کے گرا دیا تیلہ جل کے خاک ہوگیا لشکر محفوظ رہا شعلہ پھر ادھر چلا اسرار روشن ضمیر
نے بھی دستک دی کہ پریزاد پیدا ہوئی سامنے شعلے کے آ کے منہ کھول دیا شعلہ دہن میں پریزاد
کے اتر گیا پریزاد لشکر ضحاک پر جا کے گری اتنے عرصہ میں شعلے نے پریزاد کو بھی پھونک دیا اور
لشکر ضحاک کے تو سو ساحر جلا دیے ضحاک مارگزیدہ جادو نے پھر دستک دی کہ ایک مرغ آتش خوار
پیدا ہوا اور اس شعلے کو نگل گیا لیکن شعلہ شکم میں پہونچتے ہی پھر مرغ کا مرغ مرغ آتشبازی بنگیا اور
آ کے لشکر اسرار روشن ضمیر پر گرا دو سو ساحر جلا دیے تب ملکہ زر افشان جادو نے ایک ناریل زمین پر مارا
کہ طبقہ شق ہو کے بصورت شتاب ہوگیا سوتے میں جاری ہو گئیں زر افشان جادو نے اپنے جسم نازک میں

سات جگہ نشتر دیکر خون اک شیشہ مین جمع کیا اور آواز دی کہ اے اسرار روشن ضمیر سب قریب آؤ
اسرار روشن ضمیر قریب آئے زرافشان جادو نے سات مقام پر اسرار روشن ضمیر کے بھی نشتر دیکر خون
اوسی شیشہ مین امیز کرکے آواز دی کہ اے شعلہ سحر ادھر آ کہ اب وہ رشتہ علاقہ کا قطع ہوا بلکہ
مین دشمنی تھی جو دلون مین ایسی دوستی ہی کہ خون ملگیا اب آتش افروزی سے کیا فائدہ ذرا یقین ہو تو
اس شیشے مین اوترکے دیکھ لے بس یہ کہنا تھا کہ شعلہ قریب آکے ٹھہر گیا زرافشان جادو نے اسرار
روشن ضمیر سے کہا کہ اگر مین سچ کہتی ہون تو گواہی دو اسرار روشن ضمیر نے کہا کہ ملکہ سچ کہتی ہین اب میرے
خون مین شریک ہین یہ سنتے ہی شعلہ شیشے مین اوتر گیا ملکہ نے جلدی سے کاگ لگاکے شیشہ
کو تالاب مین غرق کردیا اور دوسرا اسم سحر پڑھ کے دستک دی کہ ہزارہا پتلے ڈوکر پانی مٹی کی بھرے
ہوے صحرا سے پیدا ہوے اور اوس تالاب کو پاٹ دیا - زرافشان جادو نے کہا کہ اے ضحاک
احسان مان ہمارا کہ تیری فوج کو بھی نجات ملی ورنہ یہ شعلہ طلسم کو ویران کردیتا اسرار روشن ضمیر بہتا
دلور ہتا - ضحاک نے کہا اے ملکہ سچ کہتی ہو سوا تمھارے دوسرے کا یہ کام نہ تھا کہ اس شعلے
کو اسیر کرکے ذرو کرتا لیکن بعد ایسے دوست صادق کے زندگی پر خاک ہی یہ کہکے مع لشکر لشکر اسرار
روشن ضمیر پر گرا اور سحر کرنے لگا - اب ضحاک کے ساتھ چند ساحران نامی ہین اور راکوان تاجدار کی
اور لشکر اسرار روشن ضمیر مین سوا ان شاہزادون کے کوئی رفیق تک باقی نہین رہا ہی سبکو ملاوش
جادو نے مٹا دیا اس طرف سے اسرار روشن ضمیر نے سحر کرنا شروع کیا جنگ مغلوبہ ہوگئی سحر چلنے لگے
طبقے زمین و آسمان کے ہلنے لگے ملکہ لعلان گہر دندان نے بھی طاؤس سحر کو بڑھایا اور قہقہے مارنا شروع
کیے - بیش بر قین چاک چاک کے گرنے لگین ایک طرف ملکہ قمر اندام جادو نے ماہتاب سحر روشن کیا
عکس ماہ مین جو ساحر آیا سحر بھولا دست و پا بے حرکت ہوگئے نجم تاب جادو نے ستارہ بن جلنے
لشکر ضحاک پر ٹوٹنا شروع کیا جیسر گری اوسکو جلاکے خاک کردیا شعلہ رخسار جادو نے ایک جانب
آتش سحر روشن کی دل آویز جادو تخت پر سوار فوج کو للکار رہی ہی اور کہہ رہی ہی کہ یہ خاتمہ کی جنگ
ہی بعد اس جنگ کے راحت ہی ایک طرف اسرار روشن ضمیر نے سحر کے دریا بہلائے زمین پر احیات کفار
کا طوفان مین پھنسا ہی ایک سمت ملکہ زرافشان طاؤس زرین بال پر سوار سحر کر رہی ہی اسکے سحر
کی پناہ نہین ہی ضحاک جادو اور راکوان تاجدار نے بھی آج قصد کر لیا ہی کہ یا ہم نہین یا اہل اسلام
نہین ادھر یہ شاہزادے جیحون یعنی عادل کیوان شکوہ سکندر رستم لو رفیع البخت شہراب
بن رستم ثانی آصف انجم طلعت برجیس رن اکوان برابر تلوارین برسارہے ہین سحر ساحرون کے اثر
نہین کرتے ہین جسکو ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوے مرنے سے ساحرون کے قیامت برپا ہی آوازین
دار و گیر کی آرہی ہین آتش باری و برف باری ہو رہی ہی زمین تھرا رہی ہی آندھیان چل رہی ہین بیسر
شور کر رہے ہین کہ کشتی مرا نام من فلان بود و فلان بود لیکن ضحاک جادو و راکوان تاجدار اسقدر بلند
لڑ رہے ہین کہ عکس لوح کا نہیں پڑ سکتا لیکن فوج کفار اسقدر ہی کہ قتل کرنا دشوار ہو گیا ہی ضحاک کی گروہ
جادو نے جھولی پر سحر کے ہاتھ ڈالا اور اک ناریل نکال کے زمین پر مارا ناریل پھٹا اور دریا پیدا ہوا
ساحران لشکر اسلام غرق ہونے لگے اونھون نے شور کیا کہ اے فاتح طلسم ہماری خبر لیجیے شاہزادہ
عادل کیوان شکوہ نے لوح کا عکس ڈالا دریا باطل ہوا ضحاک پھر خاک سے بلند ہوگیا اور سحر کرکے
آگ برسائی کہ سیکڑون ساحرون کو جلا دیا اسرار روشن ضمیر نے اوس سے زیادہ لشکر ضحاک کے ساحر

پھونک دیے لیکن جب اسرار روشن ضمیر اور ضحاک سے سامنا ہوتا ہے وہ ایک سحر کی رد و بدل ہوتی
ہے کہ پھر لشکر یورش کر کے درمیان میں حائل ہو جاتا ہے اُدھر اکوان تاجدار کے ساتھ تیلہائے طلسمی
ہیں اکوان تیلوں کو لڑا رہا ہے اور آپ اک سائبان کے نیچے کھڑا سحر کر رہا ہے تیلے لشکر اسلام پر گرتے
ہیں کسی ساحر کا سحر ان تیلوں پر تاثیر نہیں کرتا اور اکوان تاجدار کے تیلہائے سحر جیسے تلوار مارتے
ہیں اسکے دو ٹکڑے کر دیتے ہیں بس یہ دیکھتے ہی ملکہ لعلان گہر دندان نے آواز دی کہ دیکھو ام گوئی دن
لگے ہیں کہ ہمارے مقابلہ میں آیا ہے شہ بادشاہ سے ہم سے بگڑ گئی ہے مجھے یہ دن نصیب ہوتا تو کن کن طلسم کا
بادشاہ ہے تیرے بھی اتنی طاقت ہوئی کہ باطن طلسم کے ساحروں سے مقابلہ کرے یہ کہکے ملکہ لعلان گہر دندان
نے اک تیلی موم کی جھولی سے نکال کے پھینکی تیلی کے ہاتھ میں اک شمع تھی تیلی نے اُس سائبان میں
شمع لگا دی جسکے نیچے اکوان کھڑا ہوا سحر کر رہا تھا سائبان جلا اور شعلہ جوالہ بن کے تیلہائے سحر پر
گرا کہ تمام تیلے جل کے خاک ہوئے اکوان نے سر پیٹ لیا اور کہا کہ اے ملکہ تو نے غضب کیا کہ
میرے ریاض کو خاک کر دیا لعلان گہر دندان تلوار کھینچ کے اکوان کی طرف بڑھی تھی کہ اکوان نے
ضحاک کے نام کی دوہائی کھینچی ضحاک درمیان میں آ گیا اکوان جان بچا کے سامنے سے لعلان گہر دندان
کے ٹل گیا اور دوسری صف لشکر پر سحر کرنے لگا یہاں ضحاک نے لعلان گہر دندان پر اک مقیشی ہار
کھینچ مارا ہار بازو دن سے لعلان گہر دندان کے لپٹ گیا مشکیں باندھ لیں اسرار روشن ضمیر نے دستک
دی کہ تیلی سحر کی مقراض لیے پیدا ہوئی اور آکے ہار کے ڈورے کو کاٹ دیا لعلان گہر دندان کے
بازو کھلتے ہی پھر اسنے جھولی پر سحر کے ہاتھ ڈالا ادھر اسرار روشن ضمیر اور ضحاک میں رد و بدل ہونے
لگی لعلان گہر دندان دوسری صف پر جا چڑھی اور ہر تیغ گرانے لگی اُدھر اکوان تاجدار نے پھر اک ناریل
سحر کا زمین پر مارا ناریل پھٹا اور ہزارہا طائران سرخ رنگ پیدا ہوئے منقاروں میں اُنکے گولہائے
سپید تھے طائروں نے لشکر اسلام پر گولہ باری شروع کی جو گولہ جس ساحر کے سر پر گرا وہ پژمردہ
ہو کے رہ گیا گلشن حیات پر خزان آ گئی یہ دیکھتے ہی ملکہ قمر اندام جادو نے کچھ اسم سحر پڑھا کر چاند
میں سے اک پریزاد جال لیے ہوئے پیدا ہوئی اور اُسنے جال مار مار کے طائروں کو پکڑنا شروع کیا
جب تمام طائر اسیر دام ہوئے تو پریزاد جال کو لیے ہوئے پھر گرد ماہتاب میں جاکے غائب ہو گئی
اب ماہتاب سے شرارے برسنے لگے اور وہ شرارے جسم اکوان میں لپٹے تو اکوان پھر چلایا
کہ میری خبر لیجیے ضحاک مار گریہ جادو نے اک مرغ کو چھوڑا کہ وہ آکر تمام شراروں کو نگل گیا اور اڑ کے
گرد ماہتاب کے چرخ مارنے لگا یہاں تک کہ ہاتھ سے رہ گیا اب روشنی ماہتاب کی کم ہونے لگی چہرہ
ماہ پر زردی چھا گئی بس یہ دیکھتے ہی ملکہ زر افشان جادو نے آئینہ سحر کا چمکایا چاند کی افسردگی دور
ہوئی اور وہ مرغ جو گرد چاند کے ہاتھ بنا ہوا تھا آئینہ میں تصویر بنکے اُتر آیا ملکہ نے وہ آئینہ لشکر پر
ضحاک کے کھینچ مارا آئینہ ٹوٹا جسقدر ٹکڑے شیشے کے تھے اتنی ہی برقیں چمک کے گریں
دو ہزار ساحر جل کے خاک ہو گئے اکوان تاجدار نے پھر لشکر سے علیحدہ جا کے اک گنبد سحر تیار کیا
اور اس گنبد میں بیٹھ کے سحر کرنے لگا اک ابر سیاہ رنگ پیدا ہوا اور وہ ابر لشکر اسلام پر محیط ہو گیا
ابر سے بارش سیاہ اولوں کی ہونے لگی جو اولہ جس ساحر پر گرا وہ تصویر سنگ سیاہ ہو گیا بس
یہ دیکھتے ہی ملکہ دل آویز جادو نے کچھ اسم سحر پڑھ کر انگلی سے اشارہ کیا ابر چار ٹکڑے ہو کے
تین ٹکڑے لشکر ضحاک پر گرے اور ایک نے گنبد کو چھپا لیا اکوان گنبد میں بند ہوتے ہی فریاد

کرنے لگا ضحاک نے اک گرز سحر کا مارا کہ گنبد بھی ٹوٹ گیا اور وہ پردہ سیاہ بھی پھٹ گیا اکوان گنبد
سے نکلتے ہی پھر سحر کرنے لگا اب ساحران لشکر اسلام نے لشکر کفار کا محاصرہ کر لیا کہ اکوان اور
ضحاک بھاگ کے نکل نہ جائیں اب ضحاک اور اکوان نے اسباب سحر کا خاتمہ کر دیا اور اسطرح لڑنے
لگے کہ کبھی برق بن کے گرے سیکڑوں کو جلا دیا کبھی فیل بنکے لشکر کو روندنا شروع کیا جب دیکھا کہ
طلسم کشا آتا ہی پھر اُڑ کے بلند ہو گئے اسرار روشن ضمیر نے ملکہ زرافشاں جادو سے کہا کہ موت ان
دونوں کی بغیر لوح کے نہیں ہے اب ایک کی آپ خبر لیجیے اور ایک کو میں گھیرتا ہوں یہ کہکے اسرار روشن ضمیر
ضحاک مارگزیدہ جادو کی طرف چلا اور ملکہ زرافشاں جادو نے اکوان تاجدار کی جانب رخ کیا اکوان نے
جو زرافشاں جادو کو اپنی طرف آتے دیکھا کہا او ظالم تیرے ہاتھ سے مرنے میں بھی لطف ہے کہ
بس یہ آواز جو حیات نوش جمال کے گوش زد ہوئی یاد تو یہ اکوان کے انجام کو سوچ کے رو رہی تھی کہ اگر
یہ مسلمان ہو جاتا تو کیوں اس ذلت سے مارا جاتا یا غصہ آگیا اور ابر آسمانی سے چہرہ اپنا ظاہر کرکے
پکاری کہ او مردود فاجر ہمارے سامنے بارہ تیرہ برس کی لڑکی سے اظہار محبت تف ہے تیرے عشق
و محبت پر کہ مرنے کا وقت نزدیک ہے اور یہ نیت تیری ادھر ملکہ زرافشاں جادو کو غصہ آیا کہ یہ حرامزادہ
مجھ سے اظہار عشق کرتا ہے بس ملکہ نے کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ اک زنگی سیاہ دہن سے
آگ کے شعلے نکلتے ہوئے ایک ہاتھ میں رسی اور دوسرے میں ڈنڈا پیدا ہوا اور اکوان کی طرف چلا
اکوان تاجدار نے کئی سحر کیے مگر اس زنگی پر کسی سحر نے تاثیر نہ کی زنگی نے لپٹ کے مشکیں اکوان
کی باندھ لیں اور ڈنڈے مارنا شروع کیے۔ عادل کیوان شکوہ لوح کو چمکاتے ہوئے اکوان تاجدار
کی طرف چلے جیسے ہی قریب اکوان کے پہونچے عکس لوح کا ڈالا زنگی غائب ہو گیا اور اکوان بھاگا
شاہزادہ نے تعاقب کیا اکوان نے بھاگتے میں چاہا کہ پاؤں مار کے شق زمین ہو جاؤں سحر بھول گیا
کہ برابر عکس لوح کا پڑ رہا تھا اتنے میں عادل کیوان شکوہ سر پر آپہونچے اور فرمایا کہ کیا کہتا ہے شناخت
پروردگار عالم میں اکوان نے کہا کہ او طلسم کشا جو خدا سے نہ خالق کہلائے وہ کس خدا کو سجدہ کرے
بس یہ سنا تھا کہ شاہزادہ نے تلوار ماری اک برق تھی کہ سر پہ چلی تھی یا زمین میں اتر گئی اکوان
تاجدار کے دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی اکوان تاجدار کے قیامت برپا ہوئی آتش باری و برف باری
ہونے لگی آخر آواز پیدا ہوئی کہ مارا چون کشتی یعنی نام من اکوان تاجدار جادو بود حیف مردیم و جہان
داد دیم و بمطلب خود نرسیدیم ادھر تو لاش اکوان کی پھڑک کے سرد ہوئی ادھر عادل کیوان شکوہ
ضحاک مارگزیدہ جادو کی فکر میں چلے دیکھا کہ برجیس بن اکوان چلا آتا ہے شاہزادہ عادل کو اک حجاب
سا ہوا کہ میں اسکے باپ کو قتل کر کے پھرا ہوں عادل نے اسکی طرف سے منہ پھیرا برجیس نے عرض
کی کہ اگر میں ایسے کافر کا فرزند ہوتا تو آپ میری طرف سے نفرت کے ساتھ کیوں منہ پھیرتے فرمایا
کہ واللہ ہم نے نفرت سے منہ نہیں پھیرا بلکہ شرمندہ ہوئے کہ میں نے تیرے باپ کو تیرے
سامنے قتل کیا۔ برجیس نے عرض کی کہ اے شہریار اگر میں قابو پاتا تو میں بھی اسکو بغیر قتل کیے ہوئے
نہ چھوڑتا یہ کہکے برجیس تو اسطرف چلا گیا اور عادل کیوان شکوہ فکر ضحاک میں چلے ضحاک جادو
اور اسرار روشن ضمیر سے سحر چل رہے تھے کہیں فیل بنکے گھونستے چلے کبھی شیر بنکے ہم پنجہ ہوئے
کبھی گینڈے بنکے لڑنے لگے اب سحر ہمارے سحر تو کسی کے پاس باقی نہیں ہے جسوقت عادل کیوان شکوہ
سامنے پہونچے ہیں تو دونوں فیل بنے ہوئے تھے ضحاک کی نظر جو عادل کیوان شکوہ پر

پڑی اسنے بھاگنے کا قصد کیا اسرار روشن ضمیر نے سونڈ سے سونڈ کو لپیٹ کے روکا ہر چند ضحاک نے زور کیا کہ نکل جاؤں ممکن نہوا اسنے میں عادل کیوان شکوہ قریب پہونچ گئے عادل نے دیکھا کہ دونوں فیل ہیں اُدھر زر افشان جادو نے آواز دی کہ اپنے بیگانے کو پہچان کے شاہزادہ نے عکس لوح کا دونوں پر ڈالا وہ ہیئتیں برطرف ہوئیں دیکھا کہ ایک ضحاک ہے اور ایک اسرار روشن ضمیر بس شاہزادہ نے تیغہ بالکش سلیمانی بلند کیا اور آواز دی کہ کیوں اے ضحاک وہ بدعہدی اور لوح فقرہ سے لے لینا یاد ہے اسوقت کی خبر نہ تھی ضحاک جادو نے کہا کہ او طلسم کشا تیغ زبان سے میرے دل کو زخمی نکر جب کسی سے لڑائی ہوگی ایک کی شکست ہوگی اگر لاجورد جادو آجاتا تو معلوم ہوتا لوح تک تیری سیاہ ہوگئی تھی فرمایا کہ قلب تو میرا سیاہ نہ تھا لاجورد جادو آتا کوئی اور آتا خدا سے برحق کسی نہ کسی کو مدد کے واسطے بھیجتا اب جتا کہ اسلام اختیار کرنے کے بارے میں کیا کہتا ہے ضحاک ہنسا اور کہا کہ مرد قول کے پابند ہوتے ہیں تمام طلسم کو قتل کرا کے اب میں مسلمان ہو جاؤں یہ کبھی نہ ہوگا۔ سامری و جمشید کے سوا میرا خدا کوئی نہیں ہے بس یہ سنکر شاہزادہ کو غصہ آیا اور تیغہ بالکش سلیمانی کا وار کیا۔ ضحاک نے اُف کی سیکڑوں سپریں پیدا ہو گئیں لیکن تیغہ جو پڑتا ہے تمام سپروں کو قلم کرکے سر پر بیٹھا اور دونوں ٹانگوں کے بیچ سے نکل گیا بس دو ٹکڑے ہوئے۔ مرنا تھا ضحاک کا کہ اک قیامت کبریٰ برپا ہوئی خون جو اسکے بدن سے نکلا شعلے بنکے اپنے لشکر پر گرا دس ہزار ساحروں کو پھونک دیا لاش جتنی دیر تڑپتی رہی آوازیں گیر و دار کی آتی تھیں آتشبازی و برف باری ہوا کی زمین کو زلزلہ رہا جب لاش ضحاک جادو کی پھڑک کے سرد ہوئی تو آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من ضحاک مارگزیدہ جادو بود حیف مردیم و جاندادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو علامات سحر برطرف ہوئے اور روشنی ہوئی تو جسقدر ساحران لشکر ضحاک باقی رہ گئے تھے اُنھوں نے آواز امان بلند کی شاہزادہ عادل کیوان شکوہ نے فرمایا کہ امان بشرط ایمان ہے اُنھوں نے قبول کیا ساحران لشکر اسلام نے قتل ساحران کفار سے ہاتھ روکا اب جو خیال کرتے ہیں تو تمام صحرا کوہ لاجورد سے لیکر ایوان ضحاکیہ تک لاشوں سے بھرا ہوا ہے کہیں غول کے غول جلے ہوئے پڑے ہیں کہیں کشتے ہیں کہیں راکھ کے ڈھیر ہیں۔ ایک طرف لاشیں اکوان کی دوسری طرف لاشیں ضحاک کی پڑی ہیں شاہزادہ عادل کیوان شکوہ نے لاشوں کے چھانٹنے کا حکم دیا اس کام پر دو اسرار روشن ضمیر مامور ہوا کہ سوا اسرار روشن ضمیر کے دوسرے کا یہ کام نہ تھا کہ لاشوں کو ساحران اسلام کی ساحران کفار سے علحدہ کرتا تین روز میں بمشکل لاشیں علحدہ ہوئیں ساحران لشکر اسلام کو دفن کیا اور لاشیں ساحران لشکر کفار کی جسقدر جلی ہوئی تھیں انکو تو یوہیں چھوڑ دیا باقی لاشیں کفار کی بھی ایک بڑے سے گڑھے میں ڈالکے تودا دیں کیونکہ طلسم کی خراب تھی جسقدر مکانات سحر ساختہ ضحاک مارگزیدہ جادو تھے انکی بنیاد خراب ہوگئی ایک قصر قدیم الماس نگار باقی رہگیا شاہزادہ عادل کیوان شکوہ نے پہلے تو دو رکعت نماز شکر پڑھی اور اسی جگہ تعمیر مسجد کا حکم ہوا مسجد تعمیر ہونے لگی شاہزادہ قصر میں آکر رونق افروز ہوا۔ اور اسرار روشن ضمیر کو اپنے ہاتھ سے تاج پہنا کے تخت نشین کیا اور سب نے نذریں دوا میں اکابرین طلسم حاضر ہوئے نذریں گذرنے لگیں۔ شاہزادہ نے طیفور کو بھیجکر ملکہ گل اندام اطلس پوش کو بھی بلوالیا اب خزانہ دار طلسمی طلب ہوا

خزانہ دار نے آکر کنجیاں پیش کیں شاہزادہ عادل کیوان شکوہ مع جملہ رفقا اُٹھکر خزانہ طلسمی میں آئے
کنجیاں لگا لگا کر قفل کھولے اسباب کی جانچ کی ستر ہزار خفتان الماس نگار نگلین اور ایک بارگاہ
الماس نگار نکلی کہ صفت اس بارگاہ کی وقت آراستگی بیان ہوگی اور کئی گنج زر سرخ کے اور کئی صندوق
جواہر بیش بہا کے برآمد ہوئے شاہزادہ نے تحائف طلسمی تو اپنے ہمراہی کے واسطے نکلوا لیے
اور زر و جواہر اسرار روشن ضمیر کو دیدیا جب مال طلسمی دیکھ کے فرصت ہوئی تو سکہ نام پر بادشاہ
اسلام دارا کے بن جمشید کے جاری کرایا بتخانے گرد واکر مسجدوں کی بنا ڈالی گئی مسجدیں
تعمیر ہونے لگیں۔ شاہزادہ نے حکم دیا کہ آٹھ روز میں مسجد جامع تیار ہو ہم نماز جمعہ پڑھکر طلسم
سے کوچ کرکے تلاش بادشاہ اسلام میں جائینگے اور بابا نہا سے صاحبقران طلب کرینگے مسجد جامع
سنگ سپید کی تیار ہونے لگی۔ اب عادل کیوان شکوہ نے ایک نامہ درویش قلندر رجلہ النشین کو
بھیجا کہ میں نے آپکی دعا سے طلسم کو فتح کیا اب امیدوار ہوں کہ طلسم کو رونق بخشیے اور صحرائی
سکونت ترک کیجیے اور ایک نامہ نقابدار نیلی پوش اور گلابی پوش کے نام تحریر کیا کہ بحمداللہ طلسم
ہوا اب آپ سب صاحب بھی مع لشکر تشریف لے آئیے اور بعد جشن ہم یہاں سے کوچ کرینگے۔ جسوقت
یہ نامے پہنچے تو درویش بھی تشریف لائے اور دونوں نقابدار بھی لشکر لے کے آگئے چونکہ
نقاب چہرۂ عادل کیوان پر نہ تھی ان دونوں نقابداروں نے بھی نقاب اپنی چہرہ سے دور کی
سب باہم ملے ملاقاتیں ہوئیں جشن خوشی منعقد ہوا قبل ازیں ساحران لشکر اسلام کا جشن دو ماہ تک
برپا رہا بعد اسکے اب جشن فتح طلسم کی خوشی میں منعقد ہوا اگر تعریف جشن بیان ہو تو ایک دفتر سیاہ
ہو جائے لہذا ترک کرکے صرف امور ضروری تحریر کیے جاتے ہیں کہ عین جشن میں اسرار روشن ضمیر
نے شاہزادہ عادل سے عرض کی کہ اب رسم عقد ادا ہو جانا چاہیے شاہزادہ نے گردن جھکا لی اسرار
روشن ضمیر نے دوسرا روز عقد کا معین کیا عروسوں کو ایک مقام پر جمع کیا حیات خوش جمال نے پہلے
تو ملکہ گل اندام اطلس پوش کو دلھن بنایا بعد اسکے ملکہ دل آویز جادو کو اسکے بعد ملکہ زرافشان جادو
کو بعد لعلان گہر دندان اور قمر اندام اور نجم تاب جادو کو یہ پانچ عروسیں جیسے ہی چلیں تو درویش
نے کہلا بھیجا کہ دو عروسیں اور ہیں اور ملکہ گل اندام اور گلعذار لالہ رخسار مغرب کی شاہزادیوں کو ساتھ کر
بھیجدیا یہ وہ شاہزادیاں ہیں جنسے داراب و بلقیس سے عشق ہوا تھا اور بعد فتح مرحلہ ہرمن جادو
داراب و بلقیس انکو لشکر میں لے گئے تھے یا ہر سات دولھا نہا کے گئے۔ اب ایک طرف تو درویش
ہوئے اور دوسری جانب درویش کے اک شاگرد ہوئے پہلے عقد شاہزادہ عادل کیوان شکوہ کا
ملکہ گل اندام سے ہوا پھر اور عقد ہوئے۔ آصف انجم طلعت کا عقد باصرار ملکہ حیات خوش جمال
زرافشان جادو کے ساتھ ہوا۔ یہ سب وصل سے اپنے اپنے معشوقوں کے کامیاب ہوئے
اب جمعہ کا دن آیا شاہزادہ عادل کیوان شکوہ نے نماز پڑھی اور حکم تیاری لشکر کا دیا شب کو خواب
میں دیکھا کہ شاہزادہ بدیع الملک تخت روشن بخت پر گھرے ہوئے دشمن اور کوئی مددگار نہیں ہے
بس یہ دیکھ کے آنکھ کھل گئی۔ خواب اپنا سب سے بیان کیا سب نے کہا کہ جلد چلنا چاہیے
شاہزادہ نے نقاب چہرہ پر ڈالی سکندر و رفیع البخت وغیرہ سب شاہزادوں نے نقابیں ڈالیں

اور تینوں نقابدار چل کھڑے ہوئے آصف انجم طلعت سے
کہا کہ آپ لشکر لے کے آئیے گا

چند کلمے داستان فیروزی نشان شاہزادہ عالیجاہ والاشان صاحبقران زمان یعنے شاہزادہ بدیع الملک نوجوان کے بیان کیے جاتے ہیں۔

مخمس بر آغاز کلام

گو مسیحا ہیں وہ ہیں بنکے بگڑنے والے
جنکی باتوں سے ہیں جیتے ہوئے بھی مرنے والے
جسکے بھی ہیں کہیں جی سے گزرنے والے
انکے سب ناز ہیں گو زندہ ہی کرنے والے
ڈھونڈھ لیتے ہیں بہانہ کوئی مرنے والے

تو رہے مر دیکے محبت میں گزرنے والے
تھے عجب رنج میں وہ نیست کے بننے والے
قتل ہونے سے بچے عشق میں مرنے والے
مر جا قتل ہیں کسکے کرنے والے
منھ سے کہتے نہیں احسان کے کرنے والے

اسکے ابرو و مژہ سے میں بھلا کیا ڈرتا
یا تو جیتا ہیں اس امید پر اور یا مرتا
اسجگہ مرہم کا تو را خرکب کرتا
کون قاتل کی طرف سے مرے دلکو بھرتا
اسکے تیروں ہی سے کچھ زخم تھے بھرنے والے

ہمنے ایسا تو زمانے میں نہ دیکھا جوبن
مار ہی ڈالیگا دو ایک کو اُن کا جوبن
میرے نوخیز کا کیا حسن ہے اور کیا جوبن
یہی کرتا ہے اشارہ سکوئی اٹھتا جوبن
یوں اُبھرتے ہیں کہیں گل ہاے ابھرنے والے

ہم نصیحت کو ذرا کان لگاکر سن لو
قتل کرتا نہیں قاتل تو چلو جانے دو
بار یہ سر سے اتر جاے سبکدوشی ہو
کہتی ہے خواہش قتل اپنا گلا خود کاٹو
جی کو یوں مار نہیں سکتے ہیں مرنے والے

ہے یقین آپ سے کہنے کا قسم کھاتا ہوں
اپنے قابو میں مگر دل کو نہیں پاتا ہوں
یہ نہیں مانتا جو واسطے سمجھاتا ہوں
بیقرار اور میں اسوقت ہوا جاتا ہوں
کون تھے آپ تسلی مرے کرنے والے

ایسا دل سخت ہے اسکا کہ نہیں رحم ذرا
کوئی جی جاے کہ مر جاے نہیں کچھ پروا
دل ہے لوہے کا تو پتھر کا کلیجا اسکا
یہ ہماری ہی تڑپ تھی کہ وہ بیچین ہوا
اور بھی کتنے ہیں اس کام کے کرنے والے

ملا کوئی بھی نہ لاکھوں میں گنہگار ایسا
جسم تھرانے لگا خوف کے مارے اپنا
اور کچھ بن نہ پڑی ہم کو خموشی کے سوا
لاکھ پرسش ہوئی ہم چپ ہی رہے روز جزا
کیا گناہوں سے بری ہو گئے ڈرنے والے

مجھکو سمجھاے میں اچھا نہیں ظالم الشیوخ
نیک ہوگا نہ کبھی ظلم کا انجام الشیوخ
آسمان ناز مظلوم کا ہے نام الشیوخ
تو وہ بھی پاتے نہیں مثل فلک آرام الشیوخ
آہ سے خاک لعینوں کے نہ ڈرنے والے

امر دلخواہ میں دشمن کا وہ دل دیکھتے ہیں
عشق میں جاہ میں دشمن کا وہ دل دیکھتے ہیں
کس کڑی راہ میں دشمن کا وہ دل دیکھتے ہیں
امتحان گاہ میں دشمن کا وہ دل دیکھتے ہیں

تو لشکر نظر آیا نہ بارگاہیں دکھائی دیں قلعہ کو آراستہ دیکھا اور چند نقارے زمین پر افتادہ پایا بس یہ سمجھ گیا کہ معلوم ہوتا ہی حاکم قلعہ میرے خوف سے زخمیوں کو لیکر قلعہ بند ہوا ہی خیر کہاں جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے اُسوقت تو یہ میدان سے پلٹ آیا اور عقرب شاہ سے کہا کہ اب ان لوگون کو مہلت دینا اچھا نہین ہی کہدو کہ بجے طبل جنگ کل مین قلعہ مین گھسکر ان سب کو قتل کرونگا یہ سنکر وزیر خیر خیال نے عرض کی کہ دیکھیے یہ وہی روز ہی جسکی مین پہلے سے خبر دیچکا ہون آجتک ستارہ آپ کا مسلمانون پر غالب تھا اور اب انکا ستارہ قسمت چمک رہا ہی اور آپکا اختر طالع زوال مین ہی خدا نے اتنی بڑی فتح عنایت کی کہ کئی سو سرداران اسلام کو آپ نے زخمی کیا اکثر انمین کے قریب آپکے ہاتھ سے مارے گئے سرگروہ اہل اسلام یعنی بدیع الملک بھی زخمی ہوئے اب طبل جنگ نہ بجوائیے بلکہ کچھ روز کے واسطے یہاں سے چلے چلیے پھر دیکھا جاویگا- یہ سنکر برزیل نے کہا کہ مین علم نجوم کا قائل نہین ہون اسلیے کہ یہ علم ظنی ہی صاف صاف تو لکھا نہین ہوتا کہ کیا ہوگا استدلال عقلی سے احکام نکالے جاتے ہین ممکن ہی کہ عقل غلطی کر رہی ہو اور ضرور یہ حکم تمھارا غلط ہوگا اسلیے کہ جب اہل اسلام مین تاب مقاومت نہ رہی جب تو وہ بھاگ کر قلعہ بند ہوئے جو ستارہ انکا عروج پر وقت کہلاتا تھا اُسکو مین نے زخمی کیا کیا ستارہ انکا آسمان سے اتر کر مقابلہ کریگا یا کوئی مددگار انکا تو وہ اپنے زبردست ہوگا یہ غیر ممکن ہی موقع پاکر حریف کو چھوڑ دینا سراسر خلاف عقل و دانش ہی مین ہرگز نہ مانونگا اگر آج ان لوگون کو چھوڑ دیا تو پھر انکا ہاتھ آنا دشوار ہی انکے تعاقب و تلاش مین شہرون شہرون جنگلون جنگلون مارے مارے پھرنا ہوگا عقرب شاہ کے بھی ذہن مین یہ بات آگئی کہ فی الحقیقت ایسا موقع پھر ہاتھ آنا دشوار ہی فرزند میرا سچ کہتا ہی اور وزیر کی راے غلطی پر ہی بس اسنے حکم دیدیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر اہل قلعہ کو ہوئی اُنھون نے بھی طبل جنگ بجوادیا رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو برزیل بن فرزیل بستر خواب سے اُٹھا اپنے دین و آئین کے موافق رسم پرستش کو ادا کرکے اسلحہ زیب جسم کیا اور مرکب پر بیٹھکر جانب قلعہ روانہ ہوا تین لاکھ سوارون مین سے دو ہزار منچلے اپنے ساتھ لے لیے اور سامنے قلعہ کے پہونچکر دھاوا کر دیا ادھر روشن بخت فیل بند دروازے پر بیٹھا تھا دوربین ہاتھ مین تھی جب دیکھا اُسنے کہ اب یہ کافر دوڑ پڑا ہی گولہ اندازون کو حکم دیا اُنھون نے آتش باندھکر توپون کو بتی دکھائی توپخانہ رعد آواز خروش مین آیا گولے برسنے لگے برزیل کے ایک ہاتھ مین گرز دوسرے مین سپر تھی اُسنے بھی قلعہ کی طرف مرکب کو جولان کیا اور گولون کو رد کرتا ہوا چلا اُدھر گولہ اندازون نے دم بھر مین میدان کو دھوان دھار کر دیا ایسے نزدیک ذرہ ذرہ ہوا کا اُڑا دیا خاک تک بیابان کی باقی نہ رکھی ایک صف لشکر برزیل کی اُڑ گئی باقی ماندہ پلٹ گئے آگے قدم بڑھانے کی جرأت نہوئی لیکن برزیل اُس دھوین کی تاریکی مین برابر گولون کو رد کرتا چلا جاتا تھا جو گولہ آتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ تیر شہاب آتا ہی برزیل گرز تانے ہوے مقام کبھا مانند باد صرصر کے چلا جاتا تھا جب گولہ داہنی جانب آیا اُسنے اپنے کو بائین جانب جھکا دیا اور جب بائین جانب آیا تو یہ داہنی جانب ہٹ گیا اسطرح سے برابر گولون کی بچاتا ہوا قریب خندق پہونچا یہان گولہ اندازون نے ہاتھ روکا کہ دیکھیے شاید کوئی گولہ قضا کا لگا ہو اب جو دھوان کم قدرے ہوا اور سبنے دیکھا تو برزیل قریب خندق آچکا ہی اور مانند فیل مست کے گرز ہاتھ مین لیے ہوے

محو رہا ہی اسوقت اسد غازی نے روشن بخت سے کہا کہ اے روشن بخت بس کسواسطے کہ مین نے
ترک سپاہ گری کر دی کہ فرزند میرے سامنے میرے مارے گئے نہین تو مین وہ اسد غازی ہون کہ سامنے میرے
شیر صحرائی اپنے جنگل چھوڑ چھوڑ کر بھاگ جاتے تھے اور اب مین ساتھ ان سب لاوروں کے علاج
معالجہ مین مشغول ہون معلوم ہوتا ہی کہ وہ اب قلعہ مین گھس کر ہم سب کا کاٹے گا اور افسوس سے

کچھ ہم نے بھی کچھو جام و سبو دیکھا تھا ‖ اب کچھ کہ نہین ہی رو بہ رو دیکھا تھا ‖ ان باتون کو اب یاد نہ کیجے اے دل
کچھ خواب سا تھا وہ جو کچھ ہو دیکھا تھا

روشن بخت نے عرض کی ؎ بیاب کچھ یک ساعت بیاب دم
دو گردون نیشود احوال عالم + آپ کا فصیل قلعہ سے کود کر جانا مناسب نہین ہی اگر اندرون قلعہ آئیگا
تو ہم آپ سب لڑ کر اُس سے مر جائینگے دیکھیے پروردگار عالم غیب سے کیا ظاہر کرتا ہی یہ کہکر دست مناجات
بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور رجوع قلب سے عرض کرنے لگا کہ اے کس بیکسان و اے داد رس
بیزبان اے خالق کل عالم تو نے جناب ابراہیم خلیل اللہ کو آتش نمرود مردود سے بمصداق آیہ
قلنا یا نار کونی بردًا و سلامًا علیٰ ابراہیم ۔ نجات دی ہمکو بھی اس کافر الکفر کے ہاتھ سے بچا لے بس
یہ کلام ناتمام تھا کہ دیکھا ایک گرد اُٹھی اسیطرح سے آتی ہی دامن گرد سے ملتی ہوئی ہی کہ فوج ثابت
نہین ہوتی مانند سیل بلا کے چلی آتی ہی لشکر برزیل اُس گرد کی طرف متوجہ ہوا کہ یہ کونسی بلا ہی
کہ نمایان نہین ہوتی اور قریب لشکر آ چکی ہی یہ تصور کر رہے تھے کہ دیکھا دامن گرد کا شگافتہ ہوا
اور نقابدار سفید پوش ایک مرکب باد رفتار پر سوار تیغہ آبدار کھینچے ہوئے ظاہر ہوا اور نعرہ کیا
کہ باش اے کفاران بدرغا مین آ پہونچا اہل فوج نے جو دیکھا تو بارہ سے جوان نمایان ہوئے
آپس مین کہنے لگے ۔ ؎ ساتھ لے دستے کے اپنے یارون کو + فیلکی بھی چلی مدارون کو دیکھو کے
فوج پہاڑ سے جاہل بیجو صلہ نکلا کیا رلا کہ فوج پر یہ بارہ سے آدمی کیا کرینگے ایک آدمی نے کہا
کہ بھائی تمھے حسب حال یہ شعر یاد آیا ؎ نازان شگفتگی پہ نہ اے گلعذار ہو + آتی خزان بھی
ہے جہان پر بہار ہو + کثرت فوج پر کبھی نازان نہونا چاہیئے ۔ یہ تو یہان آپس مین باتین کر رہے
تھے کہ نقابدار نے پلٹ کر اپنے ہمراہیون کو آواز دی کہ ایہا الناس گواہ لوگون کو اپنی فوج بے پایان
پر غرور ہی اور میرا تکیہ پروردگار عالم پر ہی اگر مرے تو شہید ہوے اور جیتے رہے تو غازی کہلانے مین
اسکا پوتا ہون کہ جسکا نام اسد غازی تھا جو نواسا حمزہ صاحبقران کا تھا جسنے اٹھارہ برس لشکر ایرج سے
مقابلہ کیا اور اتنی بڑی فوج کو خاک مین ملا دیا اور یہ کہکر جسطرح برق آتش بار گرتی ہی لشکر کفار پر گرا
اور ایک ہی حملہ مین بارہ سو کفار واصل جہنم ہوئے اور فوج تمام غلطے پٹ ہو گئی اور نعرہ لشکر کفار مین
بلند ہوا کہ اے برزیل یہ کونسی آفت بیمر آئی ہی اب جو برزیل نے پلٹ کے دیکھا تو اپنے لشکر کو
منتشر پایا اور اتنی ہی دیر مین نقابدار کی شمشیر زنی سے فوج مین تہلکہ پڑ گیا تھا لیکن نقابدار نے
اپنے مرکب کو سمت برزیل نکالا اور چلا ادھر اسد غازی نے جو الفاظ زبان نقابدار سے سنے تھے
جنگ کو ملاحظہ کیا تو کہتے تھے کہ یہ جنگ تو بعینہ ہمارے خاندان کی سی ہی اور کیا دلاور ہی کہ اتنے بڑے
لشکر مین تہلکہ ڈالدیا اور محبت دل مین جوش مارتی تھی اور نقابدار کے لیے دعا مانگتے تھے
اور کہتے تھے کہ ای روشن بخت یہ بیچارہ کیا کر سکتا ہی کہ اسکے اوپر تیغ و گرز کارگر نہین ہوتا خدا جانے
دشمن تن ہی یہ نقابدار بھی اسکے ہاتھ سے زخمی ہوگا خدا اسکے شر سے بچائے یہ لہنا تھا کہ نقابدار
قریب آ کر للکارا کہ او گبر نابہنجار بے حیا تجھے شرم نہین آتی کہ ان زخمیون پہ یورش کر کے گیا

که گذاریم که از دست من زنده سلامت بدر روی۔ یہ کہکر اپنی تیغ آبدار کا وار کہ جو دشمن کفار تھی
اسکے سر پر کیا اسنے اپنے سر کو آگے بڑھا دیا اُس تیغ نے سر گز کو ایک چشم زخم اُسکو نہ پہونچایا اُس
گبر نے آواز دی ع تو ضرب نے ردی با ضرب من نوش کن ۔ ہمہ شادی از دل فراموش کن ۔ یہ کہکر
اسنے تیغہ آبدار کا وار کیا نقابدار نے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا لیکن وہ تیغ بیدریغ سپر پر پڑی کہ سپر کو
کاٹ کر خود پر گری اور خود کو کاٹ کر چار انگل سر مین در آئی تھی نقابدار نے دستانہ مارا تیغ تو
جھٹکی کر نکل گئی لیکن نقابدار نے اسی عالم مین جھپٹ کر تلوار جو ماری تو مرکب کی کھوپڑی اُڑ گئی
اور مرکب اسکا پچھلے پاؤن بھاگا ادھر ہمراہیان نقابدار نے نقابدار کو جو زخمی دیکھا تو قریب آکر
چند آدمیون نے محاصرہ کرلیا اور لگے جنگ کرنے ادھر اسد غازی کیا یہ ماجرا دیکھا کہ بکبیر برزیل
دوسرے گھوڑے پر سوار ہوکر برائے قتل نقابدار آتا ہی بیقرار ہوگئے اور فصیل قلعہ پر سے یا چاہا
کرار کہ کر جوش محبت مین اس نقابدار عالی مقدار کے کود پڑے بیراگی ہاتھ مین تھی اور آواز دی کہ
او ملعون ادھر آ کدھر جاتا ہی مردان عالم سے مقابلہ کر بس یہ کہہ ہی رہے تھے کہ سامنے ایک گرد
او نمایان ہوئی۔ دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ شہزادہ وحید الملک پسر بدیع الملک مع بارہ ہزار
فوج کے مع قران شیر دل کے نمودار ہوے اور آتے ہی انہون نے لشکر کفار پر حملہ کیا اور پہلے ہی
حملہ مین ہزار کافرون کو واصل جہنم کیا ادھر عقرب نے کہا کہ واقعی جو کچھ کہ اس نجومی نے کہا تھا ان
ویسا ہی نظر آتا ہی دیکھیے انجام اسکا خداوند کیا دکھاتا ہی اور ادھر اسد غازی نے جو پلٹ کر
وحید الملک کو دیکھا کہ یہ تو بیٹا بدیع الملک کا ہی جو مجھسے شکارگاہ مین جدا ہوگیا تھا اور اسکی
جو نگاہ اسد غازی پر پڑی تو اسنے جھکا کر مجرا کیا اور جھپٹ کر قریب برزیل پہونچا اور نقابدار کو
آواز دی کہ اے بہادر نہ گھبرا دم مین آ پہونچا اور فوج سے کہا کہ خبردار بڑی جانبازی سے مقابلہ
کرو مین اس ملعون کو مار ڈالونگا اور ادھر روشن بخت نے جب دیکھا کہ مدد ہماری کمک کو آگئی ہی تو
دروازہ قلعہ کا کھول دیا اور سب سرداران زخمی تماشا لڑائی کا دیکھنے لگے اور یہان وحید الملک
نے اجازت اسد سے لیکر سامنے برزیل کے پہونچے اور آواز دی کہ باش اے قوم بیباک یہ کہکر
ملعون نے بھی وار تیغ آبدار کا کیا اسنے اپنے سر پر اُس تیغ کو روکا خط تک بھی اسکے سر پہ نہ پڑا
اسکے پلٹ کر وحید الملک پر وار تیغہ آبدار کا کیا انھون نے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا لیکن تیغ بیدریغ
وحید الملک پر یا تو چمکی تھی یا سپر کو کاٹ کر تا دو ابرو اُتر آئی انھون نے دستانہ مارا تیغ جو وہان
کھینچی تو خیال مرکب پر دوڑائی یہ حال وحید الملک دیکھکر مرکب پر سے کود پڑے اور جھپٹ کر برزیل کے مرکب
کے پیٹ مین گھسکر مع مرکب اُٹھا کر مثل ڈھیلے کے آسمان کیطرف پھینکدیا اور جا گرنے گر سے
چور ننگ ہوا لیکن قلم کردن ہمراہیان نقابدار نے جلدی سے گھوڑا لاکر دیا یہ جھپٹ کے گھوڑے پر سوار
ہوے اور منتظر تھے کہ برزیل کچھ بلندی کے قریب آئے تو چور ننگ ہونے سے قلم کردون ادھر برزیل جب
قریب آیا تو انھون نے تیغہ مارا کہ مرکب سمیت دو ٹکڑے ہوے لیکن برزیل پر کچھ اثر نہوا لوگون نے
جو برزیل کو دیکھا تو وہ جھپٹ کر اسکو اٹھا لیگئے یہ شوکت و جلالت وحید الملک کی آج و ونزالادم
و بدیع الملک نے دیکھکر نہایت تعریف و توصیف کی اور کہا کہ یہی تو حالت ہی بقول شاعر ع
اپنی تو یہ حالت ہی کہ جون بلبل تصویر ۔ پرواز کی طاقت نہین اور پاس چمن ہی ۔ افسوس کہ اس
ملک بجرفتار گردون غدار سے کس تلوار کے ہاتھ سے زخمی کرایا کوئی چیز اسکے پاس ہو جسکو کوئی حربہ

اثر نہین کرتا اور اپنی یہ حالت ہے کہ تب سے کسی وقت مہلت نہین ہاتھ پاؤن مین طاقت نہین یہ
کہکر اُٹھ بیٹھے اور تماشائے جنگ دیکھنے لگے اور ادھر یہ دونون سردار زخمی شدہ اسی طرح مردانہ وشجاعانہ
جنگ مین مشغول تھے اور دل سے دعا کرتے تھے لیکن کہان چار لاکھ کہان تھوڑے سے
دیکھا کہ پھر ایک گرد بیابان سے اٹھی اور بگولہ گرد بہت جلد لشکر سے ملگیا دامن گرد چاک
ہوا اب جو سب نے دیکھا تو چھ نقابدار برابر لشکر کے آکر نمایان ہوئے اور نقابدار ابلق پوش
نے آواز دی کہ باش کفاران بدرغا مین تمھارا ملک الموت آپہونچا یہ کہکر لشکر پر گرے اور قتل
برق کے ہر بہادر جنگ مین مشغول ہوا اسطرح سے کہ ایک کا بند دست پکڑا اور دوسرے کو
اُٹھا کر کھینچ مارا کہ دونون مثل وصلی کے چسپان ہو کر مع راکب و مرکب کے پرا ٹھا ہو گیا یہ زور طاقت نقابدار
دیکھکر لشکر کفار مین غریو بلند ہوا اور ادھر بدیل گھوڑے پر سوار ہو کر طرف وحید الملک کے چلا
کہ ان زخمیون کا پہلے کام تمام کر دون تو ان نقابدارون سے مقابلہ کرون یہ سوچکر چلا ہی تھا کہ
نقابدار ابلق پوش نے للکارا کہ او نامرد ازلی اودھر کہان جاتا ہے مردان عالم سے آنکھین چار کر
ہمیر دار کر ان زخمیون کے آزار پہونچانے سے تجھے کیا فائدہ ہوگا ہم سے مقابلہ کر کہ تو میرا شکار ہے
اسنے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تو بھی مثل انھین کشتون کے پھڑکتا نظر آئیگا سہ حال سب پر سے
سخت جانے کا مرتے کہتی ہی بار ہ خنجر کی ؛ ہنسکر اسنے کہا کہ یہ جو میرے زخمی کنان او ٹوٹے ہے
ہین انسے پوچھ کہ کسی کی تیغ کچھ کارگر بھی ہوئی - یہ کہکر طرف نقابدار ابلق پوش کے پلٹا اور دیکھکر
کہا کہ تو اپنی آرزو نکال لے خبردار قہر خدا وندلات ومنات سے ایسا نہو کہ تجھے حسرت رہجائے
یہ کہکر سر اپنا اسنے آگے کر دیا اور نقابدار نے تیغہ بالکش سلیمانی کا وار بقوت تمام کیا سب نے
دیکھا کہ ایک سایہ اسکے سر پر چمکتے معلوم دیا اب جو دیکھا تو راکب مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے
غریو لشکر اسلام مین ہوا کہ سبحان اللہ کیا وار اس تیغ آبدار کا کیا - اسد غازی نے پوچھا کہ
اے نقابدار عالی مقدار یہ تیغہ کیسا تھا نقابدار نے کہا کہ یہ تیغہ طلسمی اور ہر دشمن تن ساحر
کے واسطے کافی ہے کہ ان سحرون کی جان اس تیغہ مین ہے یہ کہکر اسنے گھوڑا ڈالا طرف عقرب شاہ
کے چلا ادھر لشکر کفار مین ہلڑ تھا کہ یہان اس غضب ہو گیا کہ بدیل بن قرذیل بن فرامرز بن
بن قارن عدلی مارا گیا اب بجان خیر بن کا ہم لوگون کی بچنا بھی دشوار ہوا اہل فوج کے جی
چھوٹ گئے تھے کچھ لوگ فرار ہونے لگے تھے لیکن یہ نقابدار گھوڑون کو ڈالے ہوئے طرف
عقرب کے چلے اول نقابدار ابلق پوش نے علمدار لشکر عقرب کو مارا علم اسکے لشکر کا گرا اور زیادہ
فوج کو الم ہوا اور بھاگنے لگے اور نقابدار نے برابر عقرب کے پہونچکر کہ یہ فیل سیاہ پر سوار تھا
تلوار ماری کہ دونون پاؤن فیل کے اگلے قلم ہو گئے اور عقرب شاہ زمین پر آنے لگا نقابدار نے
جلدی سے کمر زنجیر پکڑ کر اور اسکو اٹھا کر طرف آسمان کے پھینکا اور آتے آتے جو رنگ ہوائی تھا گم
یہ حال فوج نے دیکھکر باقی نہ تھا. وہ جو تھے وہ بھی بھاگنے لگے اور نقابدارون نے گھوڑے ڈالے
اور آتی روباہون مین مثل ضیغم کے شکار کھیلنے لگے اور ادھر بدیع الملک نے آواز دی کہ اسے
اسد غازی ان سب کو قسم دیکر ٹھیراؤ کہ یہ اسوقت ہم مریضون کے واسطے نسخۂ شفا پہونچا یہ مسیحا
آئے اور اپنی تیغ تیز سے وہ نسخۂ شفا لکھا کہ جس سے ہمین صحت ہوئی انکو قسم دو کہ بغیر ہماری
اجازت کے ہوئے نہ جائین اسد غازی نے بڑھکر آواز دی کہ ایہا الناس تمھین قسم ہے

یزدان پاک کی بخیر ملاقات صاحبقران کیے ہوئے تم لوگ ہرگز نہ جانا نقابدار ابلق پوش نے کہا
کہ دیکھا ہی ہوگا جو آپ نے فرمایا۔ ادھر وزیر بدتمیز کو عیار نقابدار نے اسیر کیا اور باقی ماندہ
فوج نے چند سرداران ہلاکی نقابدار نے سوال اسلام کیا ان سب نے کہا کہ قبول کیا جو بھاگ گئے
تھے وہ تو بھاگ گئے اور ان سب نے اسلام قبول کیا اسوقت اسد غازی اور روشن بخت
کہ بادشاہ اس ملک کا ہے یہ دونوں آدمی آئے اور کل نقابداروں کو لیکر جانب قلعہ چلے کہ نقابدار
نے حکم دیا کہ داشتہ مقتولان خدا پرستان لاشہ کفار سے اٹھا لیجائیں اور باقی مردوں کے جائیں
وہ لوگ مشغول انکے دفن کرانے میں ہوئے۔ بعد فراغت پانے جنگ کے زخمیوں کے ٹانکے لگا
اور شہیدوں کی قبروں پر جا بجا پھول انسو چڑھا کر اور فاتحہ سے فراغ حاصل کرکے ساتھ سلطان روشن بخت
و اسد غازی کے چلے۔ نقابدار نے کہا کہ بارگاہ وغیرہ ہماری پیچھے رکھی ہے اور ہم بہت جلد
چلے آئے۔ دیکھکر سلطان روشن بخت نے کہا کہ یہ بھی تو حضور کا گوشہ خانہ ہے اور ایک محل ایسا
جو برابر شفاخانے کے واقع تھی اور نہایت تکلف سے آراستہ و پیراستہ تھی لیجا کر جیسوں نقابداروں کو
بٹھایا اور سامان عیش و نشاط مہیا کیا اور بکاول خانسامہ وغیرہ سے تاکید کردی کہ عجز دام
کسی طرح تکلیف آپ لوگوں کو نہ ہونے پائے یہ کہکر اسد غازی وحید الملک اور نقابدار
کو لیکر شفاخانہ میں داخل ہوئے اور ٹانکے لگوائے اور نقابدار سے پوچھا کہ تمنے جو اسد کا
نام لیا تھا اسکی کیا وجہ تھی نقابدار نے عرض کی کہ اسد غازی میرے جد امجد ہیں اور میں
بیٹا ہوں غضنفر بن اسد کا۔ یہ سنکر اسد نے نعرہ مارا اور زار و قطار رونے لگا اور پھر گلے سے
لگایا اور کہا کہ باپ اور چچا تمھارے شہید راہ عدم ہوئے شکر خدا کا میری نسل میں سے تم باقی
ہو اور تمھارا نام کیا ہے نقابدار نے عرض کی کہ مجھے مظفر بن غضنفر کہتے ہیں اور یہ میرے ماموں تاج
سلطان کج کلاہ ہیں اسد نے ان سب کے زخموں کو ٹانکے لگوا کر خدمت میں شاہزادہ بدیع الملک
کے آکے تمام حال مظفر بن غضنفر اور سلطان کج کلاہ کا بیان کیا اور وحید الملک کا بھی حال
بیان کیا بدیع الملک کو سنکر کمال سرور حاصل ہوا اور کہا کہ یہ چھ نقابدار کون ہیں اور یہ جو نقابدار
ابلق پوش ہے یہ مجھسے دس دن برابر کشتی لڑا تھا اسکو نیچا دکھا نہ سکا تھا جیسے یہ اب یہاں ظاہر
ہوا نہایت جرار و صف شکن ہے اسمیں کوئی شک نہیں اسد نے کہا کہ کوئی طلسم فتح کیے ہوئے
مع بارگاہ وغیرہ آیا تھا اور تیغہ سحر کش سلیمانی سے برزیل کو قتل کیا۔ اب انشاءاللہ بروقت
ملاقات کے حال ان نقابداروں کا بھی معلوم ہوگا وہ جو ساعتیں نحس ہم لوگوں پر آگئی تھیں
وہ بھی دفع ہو گئیں [illegible] سب کو صحت حاصل ہوئی یعنی ایرج نوجوان و شہزادہ نور الدہر و شاہزادہ
بدیع الملک شہریار عالی وقار رستم ثانی شہنشاہ گوہر کلاہ جو چھ سردار کہ زخمی ہوئے تھے سب نے
غسل صحت کیا اور پوشاکیں بدل بدل کے دربار میں بادشاہ روشن بخت کے تشریف لے گئے
اور اپنے اپنے مقام پر متمکن ہوئے اسوقت نقابداروں نے جن لوگوں کو گرفتار کیا تھا مع زر
خرچال نجومی کے پاس شہزادہ بدیع الملک کے روانہ کیا اور اپنے عیار کو ہمراہ کیا ساتھ ان
قیدیوں کے عیار چست و چالاک نے آکر بدیع الملک اور بادشاہ کو مع جملہ سرداران کے مجرا کیا
اور عرض کیا کہ نقابدار ابلق پوش نے عرض کیا ہے کہ ان لوگوں کے حق میں آپ کو اختیار ہے اور
یہ وزیر ہے عقرب شاہ کا جو مناسب ہو وہ کیجیے یہ سنکر بدیع الملک نے وزیر خرچال سے پوچھا

کر کیا کہتا ہے مذہب کے بارے مین کیونکہ تو کیسا کا سردار اور افسر بھی ہے۔ اسنے عرض کیا کہ مجھے
کوئی طرح کا عذر دین اسلام قبول کرنے مین نہین ہے آپ اپنی زبان معجز بیان سے کلمہ طیبہ تلقین فرمائیے
آپ نے ارشاد کیا اور وہ کلمہ پڑھکر مع اپنے ہمراہیون کے بتصدیق دل مسلمان ہوا اور کہا کہ مین نے
ایک تختی برزیل کو بنا کر دی تھی اور آپ لوگون پر کچھ دن بھی سخت تھے اسی وجہ سے برزیل پر کوئی
حربہ اثر نہین کرتا تھا اب جو نقابدار کے ہاتھ سے مارا گیا وجہ یہ تھی کہ اُسکے پاس تیغہ بلارک سلیمانی
تھا وہ تیغہ اُسپر گویا پیغام اجل تھا اور حقیقت مین سوا اسکے کسی سے پناہ نہ تھی اب مین جانتا ہون
کہ اگلی خطا بھی میری معاف فرمائی جائے۔ بدیع الملک نے فرمایا کہ سچ ہے یہی باعث تھا کہ ہم سب کے
سب اسی مردود ازلی کے ہاتھ سے زخمی ہوئے یہ سنکر وزیر خرچال کو ماتحت سلطان روشن بخت
کا کرکے اور خلعت عنایت کرکے کہا کہ تو جا کر اپنی جگہ پر سب کو سمجھا کر تاکید مذہب کرا و اسلام آباد کر
اسنے بیان کیا کہ نقابدار سبز پوش جو تشریف لائے ہین انھون نے تمام ملکون کو تباہ و برباد کر دیا
اور جو باقی رہے انھین مسلمان کیا سبکو تباہ و برباد کرتے ہوئے آپکی خبر پاکر آپکی مدد کو آئے اب مین
جاتا ہون اور کاروبار ملک مین مصروف ہوتا ہون اور آپکی اطاعت بدل و جان کرتا رہونگا اور خراج
بھیجتا رہونگا یہ کہکر وہ رخصت ہوکر اپنے مقام پر گیا ادھر شہزادہ بدیع الملک نے خیر و عافیت
کے واسطے مہتر شاپور شیر دل اور مہتر خضر ان کو بھیجا یہ دونون حاضر ہوئے اور پہلے شفاخانہ مین
آئے اور آکر حال دریافت کیا اور آکر نقابدارون سے ملے معلوم ہوا کہ کل کے دن غسل صحت کرینگے
یہ سنکر خدمت مین نقابدار ابلق پوش کے عرض کیا کہ ہم آپکی خدمت مین حاضر ہونا چاہتے ہین
یہ سنکر نقابدارون نے اپنے اپنے چہرون پر نقابین ڈالین اور اپنے اپنے مکانون پر متمکن ہوئے اور
اپنے عیار سے کہا کہ بلا لو۔ یہ دونو حاضر ہوئے نقابدار نے کرسیون پر بیٹھنے کا اشارہ کیا یہ تسلیم کرکے
بیٹھ گئے نقابدارون نے مزاج پرسی کی اور شہزادہ بدیع الملک کا حال اور تمام سردارون کا حال
پوچھا انھون نے بیان کیا کہ بفضلہ اب سب طرح سے اچھے ہین اور آپ لوگون کی تشریف آوری کے
بہت مشتاق ہین انھون نے کہا کہ ہم چھیون نقابدارون کی طرف سے بھی بہت بہت تسلیم عرض
کرنا اور کہنا کہ ہم لوگ بھی مشتاق زیارت حضور ہین لیکن سنا ہے کہ کل شہزادہ وحید الملک اور
مظفر بن غضنفر شیر دل غسل صحت کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ انھین کے ہمراہ ہم سب بھی حاضر ہونگے
اور عیارون سے دیکھکر کہا کہ ہماری فوج اور بارگاہ آئی ہے تمہارے حقوق جو ہمپر ہین انشاء اللہ
تمھین دینگے کیونکہ تمہارا بھی حصہ ہے مین نے طلسم نطاق باطنی کو فتح کیا ہے اور اُسکے بعد دو جام
جام انکو پلا کر رخصت کیا۔ یہ خدمت مین بدیع الملک کے پہنچے ہین جملہ سردارون نے کہا کہ ہماری
طرف سے بھی تسلیم خدمت بدیع الملک مین عرض کرنا اور کہنا کہ انشاء اللہ بہت جلد حاضر خدمت
فیضدرجت ہونگے عیارون نے آکر خدمت بدیع الملک مین تمام و کمال حال خلق و مروت نقابداران
عرض کیا۔ یہان سلطان روشن بخت نے بڑے اہتمام و احتشام سے بزم تشریف آوری نقابداران
تمام شیشہ آلات کو قرینے سے لگایا اور گلدستہ ہائے خوشنما کو میز پر چنا اور بارگاہ [illegible]
کو برائے نقابداران ذیوقار بڑے تکلف سے آراستہ و پیراستہ کیا اور کرسیان بجا بجا
قرینہ سے لگائین سامان عیش و نشاط مہیا کیا اور اُس روز اور سرداران نامور نے بھی حمام وغیرہ
کرکے اپنے تئین آراستہ کیا مثل ایرج نوجوان و شہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان و اسد غازی

و مظفر بن اسد و شہنشاہ گوہر کلاہ و رستم ثانی ان سب نے اپنے اپنے تئین لباس ہائے فاخرہ سے
آراستہ و پیراستہ کیا اور اپنی جگہ پر منتظر آمد نقابداران ہو کر بیٹھے ۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ادھر تو
انتظار نقابداران عالیمقدار تھا اور ادھر سنو کہ نقابداران ذیوقار اپنے خیمہ سے نکلکر مرکبون پر سوار
ہو رہے ہیں کہ یکایک جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا نقابدار منتظر تھے کہ دیکھا چاہیے
یہ دہ گرد سے کیا ظہور میں آتا ہے کسکی آمد ہے کہ اک مرتبہ دامنہ گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے کئی سو
علمہائے سبز و سرخ و زرنگاری نمودار ہوئے اور شاہزادہ آصف انجم طلعت چہرہ پہ نقاب ڈالے
ہوئے پہلو میں برجیس بن اکوان کئی لاکھ پیدل و سوار کی جمعیت سے نمودار ہوئے ۔
نقابدارون نے اس نقابدار تازہ کا استقبال کیا ادھر قلعہ پر لوگ دیکھ رہے سمجھے کہ اب کون
آیا کسکا لشکر ہے یکایک نقابدار الماس پوش جو اس فوج کا سردار و پیشرو تھا گراں نقابداران
سے ملا سب نے نقابدار عالیمقدار کی نہایت عزت کی پشت پر نقابدار کے چالیس ہزار الماس پوش
تھے لباس انکا شعاع آفتاب سے عجب جلوہ دکھا رہا تھا کہ آنکھ نہ ٹھہرتی تھی باقی لشکر کی یہ حالت
تھی کہ کچھ لوگ سبزپوش کچھ سرخپوش کچھ ابلق پوش کچھ نیلی پوشش کچھ گلابی پوش تھے لشکر اترنے
لگا بارگاہیں برپا ہونے لگیں ان چھیون نقابدارون نے اس نقابدار تازہ کو بھی مع برجیس
بن اکوان ہمراہ لیا اور بخدمت شاہزادہ بدیع الملک روانہ ہوئے ادھر اہل قلعہ سمجھ گئے کہ
یہ لشکر انھین نقابدارون کا ہے اور یہ نقابدار تازہ بھی انھین میں سے ہے ۔ بدیع الملک نے
علاوہ اسد غازی اور ایرج و فرزند بہروز اسفندیار گیلانی کے تمام سردارون کو مع شہنشاہ گوہر کلاہ
برائے استقبال روانہ کیا سب سردار گئے اور ساتون نقابدارون کو استقبال کر کے قلعہ میں لائے
تا بہ دروازہ بارگاہ خود صاحبقران برائے استقبال تشریف لائے اور نقابدارون کو استقبال کر کے
اپنے ہمراہ لے گئے دو کرسیاں اور منگا کر بچھوا دیں سب نقابدار بیٹھے برجیس بن اکوان سب کے
آخر میں بیٹھا بعد مزاج پرسی بدیع الملک نے نقابدار ابلق سوار سے خطاب کر کے ارشاد کیا کہ آپ
وہی ہیں جنھون نے دو روز مجھ سے بیابان گردباد میں مقابلہ کیا تھا اور کوئی صاحب ہیں نقابدار
نے کہا کہ میں وہی ہون اور کوئی نہیں ہون مجکو اک ساحرہ پنجہ سے اٹھا لیگئی تھی مگر خدا نے
اس ساحرہ کے ہاتھ سے نجات دلوائی بعد اسکے میں درویش قلندر مجلہ نشین کے پاس گیا
انھون نے مجکو فتح نطاق باطن کی بشارت دی بعد اسکے میں نے نطاق باطن فتح کیا اکوان جادو
کو مع ضحاک مار گیر جادو مارا اور اسرار و مشتغیر بادشاہ سابق کو تخت نشین کیا تمام طلسم کو اسلام آباد
کر کے یہان حاضر ہوا کہ خواب میں اک بزرگ نے بشارت دی تھی کہ ملک روشن بخت علی صاحبقران
رونق افروز ہیں تم جلد انکے پاس پہنچو حسب الارشاد اُن مرد بزرگ کے میں یہان حاضر ہوا الحمد للہ
کہ خدا نے کامیاب کیا یہ سنکے بدیع الملک نے نقابدار سے ارشاد کیا کہ میں نے یہ شرط سامنے
بادشاہ اسلام کے بیان کی تھی کہ جو شخص اکوان تاجدار کو مارے اور طلسم نطاق باطن کو فتح
کرے وہ صاحبقران ہے اسی کو ہم اپنا صاحبقرانی دیدیں گے لیکن چونکہ ایسے ایسے شیر بارگاہ
بادشاہ میں موجود ہیں مثل سکندر رستم نما و شاہزادہ رفیع البخت اور سہراب بن رستم ثانی کے کہ
یہ صاحبقرانی کیسکی تسلیم نہ کرینگے اور آپ کو بشارت صاحبقرانی ہو چکی ہے لہذا کوئی سامان ایسا پیدا
ہوگا جس سے سبکو قبول کرنا پڑیگا مگر اب میں مسافر پا در رکاب ہون مجھے پردہ کرنا بکار ہے مجھے

اتنا تو معلوم ہو جاتا کہ بعد میرے صاحبقران کون ہونے والا ہے اولاد میں سے ہے یا اب صاحبقرانی
کسی اور خاندان کی طرف منتقل ہوئی نقابدار ابلق سوار نے بعد ختم نقاب چہرہ سے دور کی اور
اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ آپ لوگ بھی نقابیں اٹھا دیجئے کہ صاحبقران اصرار فرماتے ہیں یہ سنکر
داراب ثانی بلقیس بن قہور سکندر رستم طور رفیع البخت نوجوان سہراب بن رستم آصف انجم
طلعت ان سب نے نقابیں چہروں سے دور کیں اسوقت حاضرین دربار کو ادھر تو نقابدار ابلق سوار
کی صورت دیکھکر حیرت تھی کہ یہ کون شخص ہے علامتیں تو اولاد صاحبقران کی پائی جاتی ہیں مگر معلوم
نہیں کہ یہ نقابدار کسکا فرزند ہے دوسرے آصف انجم طلعت وغیرہ کے سبب بار بار دیکھتے تھے
اور حیرت ہوکے رہجاتے تھے سکندر و رفیع البخت وغیرہ نے بیان کیا کہ ہم سب طلسم میں محبوس
تھے نقابدار ابلق پوش نے ہمکو چھڑایا ہم نقابدار کے ممنون ہیں اور نقابداروں نے بلقیس بن قہور
اور داراب ثانی کا حال بیان کیا بعد اسکے آصف انجم طلعت سے مخاطب ہوکے بدیع الملک
نے کہا کہ آپ اپنے حسب و نسب سے آگاہ فرمائیے کہ آپ سے مجھے اک خصوصیت خاص ہے
آصف انجم طلعت نے کہا کہ وہ خصوصیت پہلے آپ بیان فرمائیں۔ ارشاد کیا کہ اک فرزند برادر میرا
آپ سے بہت مشابہ تھا یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ وہی ہیں وہ مجھ سے طلسم نطاق میں اسطرح جدا ہوا
کہ تا حیات داغ رہیگا۔ یہ فرماکر رونے لگے آصف انجم طلعت سے ضبط نہوسکا دوڑ کے بدیع الملک
سے لپٹ گئے اور عرض کی کہ اے عم نامدار وہ سوختہ قسمت ننگ خاندان میں ہی ہوں جسنے حیات
خوش جمال کے ساتھ آگ میں پھاند کر جان دینے کا قصد کیا تھا اسی آتش سے آتش جہنم کا رستہ
لگا ہوا تھا مگر خدائے غفار نے محافظت کی کہ دشمن سے بچہ سحر پھونک کر مجکو مع حیات و بچہ
کے اس آگ سے نکالیا میں نطاق باطن میں قید تھا نہ عادل کیوان شکوہ فتاحی نطاق
کرتے نہ یہ دن نصیب ہوتا کہ مجکو آپ کی قدمبوسی حاصل ہوتی یہ سنکر تمام سرداروں کو اک
عید ہوگئی اسلیئے کہ جسکو مردہ سمجھ چکے تھے اسکو زندہ پایا ایرج نوجوان نے آصف انجم طلعت
کو گلے سے لگایا اور کہا افسوس کہ شاہزادہ رستم ثانی موجود نہیں ہے جو فرزند کو دیکھکر خوش ہو
اور داغ مفارقت دل سے مٹے اب بدیع الملک نے آصف انجم طلعت سے پوچھا کہ یہ لڑکا
کون ہے آصف انجم طلعت نے بیان کیا کہ یہ وہی لڑکا ہے جو حیات خوش جمال کی گود میں
تھا اور اس بچہ سمیت نذر آگ میں کودی تھی یہ بیٹا اکوان کا ہے مگر اسنے دین اسلام قبول کیا
آخری جنگ میں اکوان اس طرف لشکر میں تھا اور یہ اسطرف تھا اسکی ماں بھی ایمان لائی تھی
دل میرا اسکی طرف سے پھیر دیا اور عوض میں اسکے مجھے اور اک بی بی عنایت کی حیات خوش جمال
نے عجب آن بان سے زندگی بسر کی اور آپ بھی اس ارادہ سے آئی ہے کہ ہمراہ صاحبقران کے خانہ
کعبہ کی زیارت کو جاؤں یہ سنکر بدیع الملک برجیس بن اکوان سے نہایت خوش ہوئے بلکہ تمام
سرداران لشکر اسلام نے آفرین کی برجیس نے عرض کی کہ اگر حضور نے مجھے عزت دی ہے تو امیدوار
ہوں کہ آیندہ میں برجیس بن اکوان کے لقب سے نہ یاد کیا جاؤں بلکہ مجھے برجیس بن آصف
کہا جائے اسوقت سے لقب برجیس کا یہی ہوگیا اور سب آئے برجیس بن آصف کہنے لگے اب
صاحبقران نے نقابدار ابلق سوار کی طرف مخاطب ہوکر ارشاد کیا کہ آپ نے تھوڑے زمانے میں
وہ وہ کام کیے جو کسی صاحبقران نے نہ کیے ہونگے لہذا یہ بتائیے کہ آپ کس خاندان سے ہیں

اُسوقت نقابدار نے اپنے بازو سے اک نوشتہ کھولکر ہاتھ مین ایرج نوجوان کے دیا اور عرض کی
کہ اسے پڑھیے - ایرج نوجوان نے اُس نوشتہ کو پڑھا اور خوش ہوکے عادل کیوان شکوہ کو گلے
سے لگا لیا اور وہ نوشتہ نورالدہر کے ہاتھ مین دیکر کہا کہ تمکو بھی مبارک ہو نورالدہر نے اُس
نوشتہ کو پڑھا اور بدیع الملک کے ہاتھ مین دیدیا اور فرمایا کہ یہ لڑکا تمھارا بھانجا ہے اور میرا نواسا
ہے اور ایرج نوجوان کا پوتا ہے یہ سنکر دست راستی کسی قدر افسردہ اور دست چپی نہایت خوش
ہوے بدیع الملک نے بغرض آگاہی اعزا اُس نوشتہ کو پڑھا لکھا تھا کہ جب صاحبقران اول
قلعہ بست و ہفت گنبد کے قریب پہونچے ہین اور حاکم قلعہ کو نامہ بھیجنے کا قصد کیا ہے تو ایرج نوجوان
و نورالدہر برابر جنگل سے کودے تھے امیر نے دونون صاحبون کو روک کر کسی اور شخص کے ہاتھ
نامہ بھیجا تھا جسپر رنجیدہ ہوکر یہ دونون صاحب لشکر سے نکل گئے تھے تو ایک صاحب درویش
قائم اللیل کے مہمان ہوے تھے اور دوسرے صاحب درویش صائم النہار کے مہمان ہوے
تھے اُسی شب کو درویشون نے ان دونون صاحبون کا عقد طلسم ابلق کی شاہزادیون کے ساتھ
پڑھا تھا یہ خبر بادشاہ طلسم کو ہوئی تھی اُسنے دونون فقیرون کو طلب کرکے مقید کردیا تھا اور حکم دیا
تھا کہ اگر انکے یہان اولاد ہو تو اُسے قتل کر ڈالنا - ایرج و نورالدہر تو طلسم مین پھنس کر بعد ملک
مقدس سرخ محاسن رہا ہوکر جنگ آخر کے وقت صاحبقران کی مدد کو پہونچے تھے اُسوقت تک
انکو خبر نہین کہ ہمارے ناموس پر کیا گزری مگر خداوند عالم اُنکا محافظ تھا کہ کافر کی بیٹیان دل سے مسلمان
لیکن باپ دعواے خداوندی کرتا تھا دختران خداے حقیقی کی ماننے والی تھین جب اُن دونون
شاہزادیون کا زمانہ حمل قریب آیا تو پوشیدہ طور پر ملکہ صنم بادلہ پوش اور صنم زرین پوش نے
دونون بھتیجیون کو درویشون کے پاس پہونچا دیا یہ دونون بادشاہ طلسم کی بہنین تھین لیکن پوشیدہ
طور پر مذہب اسلام رکھتی تھین اور درویشون کی مرید تھین انھین کی کوشش سے یہ عقد بھی
ہوسکے تھے ملکہ صنم سبزپوش کے یہان دختر اور صنم سرخپوش کے یہان پسر پیدا ہوا اور دونون وزیر
زادیون کے یہان بھی ایک پسر اور ایک دختر پیدا ہوئی چونکہ پسر صنم سرخپوش کا اپنے باپ سے
مشابہت تھا نام اُسکا ایرج ثانی رکھا گیا اور دختر کا نام صبیحہ خاتون رکھا یہ دونون جب سن تمیز کو
پہونچے تو آپس مین شادی کردی گئی ایک روز کسی سے ایرج ثانی نے سن لیا کہ نانا اسکا کافر اور
بادشاہ طلسم ہے چونکہ یہ بات شملی تھی ایرج ثانی نے جاکر طلسم کی فتحی کا قصد کیا کئی مرحلے
مدد خدا سے فتح پائی آخر شہید ہوا اور صبیحہ خاتون غم شوہر مین ناتوان ہونے لگی یہان تک کہ
عادل کیوان شکوہ پیدا ہوا اور ملکہ صبیحہ نے انتقال کیا اسی طرح وزیرزادیون کے یہان جو لڑکے
پیدا ہوے وہ عالم تھی اُس سے طیفور بادیہ گرد پیدا ہوا اور ان دونون کی پرورش ہونے لگی
حتی کہ سردار و عیار ساتھ کھیلتے کھیلتے ہوشیار ہوے درویشون نے انکی بہت حفاظت کی
اور طلسم کی طرف جانے سے روکا آخر کسی بزرگ کی بشارت سے عادل کیوان شکوہ نے طلسم ابلق
کو توڑا اپنے نانا سے باپ کے خون کا بدلہ لیا اور طلسم کو اسلام آباد کرکے دعویدار صاحبقرانی ہوکر اپنے
بزرگون سے ملنے کے شوق مین خروج کیا لہذا یہ واضح رہے کہ نقابدار ابلق سوار یعنے عادل کیوان شکوہ
ایرج نوجوان کا پوتا اور نورالدہر بن بدیع الزمان کا نواسا ہے آخر مین دستخط ملک مقدس سرخ محاسن کے
مع مہر و دستخط صنم سبزپوش و صنم سرخپوش مندرج تھے اور گواہی درویش قائم اللیل اور درویش صائم النہار

کی تحریر تھی یہ سفنا مین طلسم تحت الارض کے ہین جنکا حوالہ دیا گیا ناظرین ان حالات کو طلسم تحت الارض
سیزدہ طبق مین مفصلاً ملاحظہ فرمالین اور حال ایرج ثانی وولادت عادل کیوان شکوہ کو فتاحی
طلسم ابلق نامطبوع ہی اگر ناظرین مطبع سے خواہش ظاہر فرمائینگے تو انشاءاللہ ترجمہ طلسم ابلق کا
اردو زبان مین شائع کیا جائیگا۔ یہ طلسم طلسم ہوش ربا سے دلچسپی مین کم نہین ہی الغرض کل
صاحبقران مع سرداران عالیشان نقابدار ابلق سوار یعنے عادل کیوان شکوہ سے خوب گلے ملے
اور سب پر حال نقابدار کا ظاہر ہوا کہ یہ ایرج نوجوان کا پوتا اور نورالدہر کا نواسا ہی لیکن ایرج و
نورالدہر کو وہ وقت یاد آیا جبکہ یہ درویشون کے مہمان ہوے تھے اور شام کو عقد ہوا تھا
صبح کو مفارقت کا صدمہ پیش آیا تھا اور یہ دونون تلاش مین اپنے اپنے ناموس کی طرف طلسم ابلق
کے گئے تھے اسوقت بھی لہر سی آگئی اور دیکھنے کو دل بیتاب ہوا ایرج نے پوچھا کہ اے عادل
تمھاری دادی زندہ ہین یا انھون نے بھی انتقال کیا عادل نے عرض کی کہ خدا کے فضل سے نانی
صاحبہ اور دادی صاحبہ دونون زندہ ہین مان باپ کو البتہ خدا نے بلالیا اب میری ایک التماس اور
قبول ہو وہ یہ کہ آپ دونون صاحب کچھ دیر کے واسطے طلسم ابلق مین تشریف لیچلین اور ان
دونون خاتونون کو اپنے ہمراہ لیکر خانہ کعبہ تشریف لیجائین کہ انھون نے اکثر یہ تمنا اپنی میرے سامنے
بیان کی تھی کہ اگر ممکن ہو تو ہم دونون کو خانہ کعبہ پہونچا دو مین نے وعدہ کیا تھا کہ بعد
واپسی آپ کو پہونچا دونگا۔ شاہزادہ بدیع الملک نے کہا کہ نہایت مناسب ہی آپ دونون
صاحب جبتک طلسم ابلق سے واپس آئین مین یہان سامان جشن کرتا ہون جی چاہتا ہے کہ
بعد ایک جلسہ آخر کے خانہ کعبہ جاؤن اور حقدار کو حق بخشش دون یہ سنکے ایرج و نورالدہر نے چلنے
کی تیاری کی درویش نے کہا کہ مین ابھی آپ تینون صاحبون کو پہونچا کر واپس لیے آتا ہون اس کام
مین عرصہ نہو یہ راے سب نے پسند کی یہان سے عادل کیوان شکوہ مع ایرج و نورالدہر درویش
جانب طلسم ابلق روانہ ہوے درویش نے اپنے مرگ چھالے پر ان سب کو بٹھالیا تھا یہ اڑتے
ہوے مہینون کی راہ کو طی کر کے کوئی پہر بھر مین داخل طلسم ابلق ہوگئے جسوقت مرگ چھالا سامنے
قلعہ کے اترا اور اہل قلعہ نے دیکھا کہ مالک ہمارا آگیا چار شخص اور ہمراہ ہین تو سب کے سب
واسطے استقبال کے آئے اور قلعہ مین لیگئے عادل نے ایک ایک بارہ دری دونون بزرگون
کے لیے آراستہ کرادی شاہ صاحب کو شاہی مسجد مین جگہ ملی کہ ہروقت مصروف عبادت رہین بعد
اسکے عادل کیوان شکوہ محل مین داخل ہوے دادی اور نانی کو سلام کیا دونون نے بلائین لین
بلاگردان ہوئین مزاج پوچھا عادل کیوان شکوہ نے چپکے سے عرض کی کہ مین اپنے تمام عزیزون کو
دیکھ آیا اور خدا نے مجکو صاحبقران قرار دیا اور سب نے میری صاحبقرانی تسلیم کی یہ سنکے صنم سبزپوش
اور صنم سرخپوش کا رنگ متغیر ہوگیا سمجھین کہ ایرج و نورالدہر سے زمانہ خالی ہوگیا ورنہ امکان تھا
کہ ہمارا ذکر نہ آتا اور اگر خود وہ نہ آتے تو کوئی نامہ و پیام ضرور ہوتا یہ اُن دونون صاحبون کے خلاف
سے بعید تھا عادل کیوان شکوہ نے جسوقت دونون خاتونون کو علیحدہ دیکھا تو جا کر صنم سرخپوش
سے کہا کہ دادا جان میرے ساتھ آئے ہین اور فلان بارہ دری مین رونق افروز ہین آپ تشریف
لیجائین صنم سرخپوش کا چہرہ یہ سنکے سرخ ہوگیا اور خدمت مین ایرج نوجوان کے روانہ ہوئین [illegible]
بھی ہمراہ تھی ادھر ملکہ صنم سبزپوش کو پاس نورالدہر کے بھیجا جسوقت ان دونون شاہزادیون نے

انہنے اپنے شوہر کو دیکھا اور ایرج وزرالدہر نے انکو دیکھا وہ وقت یاد آگیا جب دلپش کے گھر میں
عقد ہوا تھا اور زن و شوہر کا زمانہ عروج شباب تھا اُس وقت کو یاد کر کے چاروں آدمی بشدت رونے
خصوصاً ان شاہزادیوں کو حد کا صدمہ تھا کہ افسوس ہمارا شباب یونہیں خاک میں ملنے کے واسطے
تھا اگرچہ ارادہ کم رہنے کا تھا لیکن باصرار عادل کیوان شکوہ میں روز قیام کیا دن کو مقامات
طلسم کی سیر ہوتی تھی رات کو علیحدہ علیحدہ رہتے تھے اور گلے شکووں سے فراغت ہوتی تھی
تیسرے روز عادل کیوان شکوہ مع ایرج وزرالدہر و صنم سرخپوش و صنم سبزپوش و درویش و مہتر
شاپور کوچ کر کے طرف ملک روشن بخت کے روانہ ہوئے وہاں بدیع الملک کے حکم سے تیاری
جشن ہو رہی تھی ایک نامہ داراب بن جمشید بادشاہ لشکر اسلام کی خدمت میں بھی اس
مضمون کا روانہ کیا گیا تھا کہ اگر کوئی عذر قوی نہو تو آپ بھی تکلیف فرمائیں کہ جگر دار صاحبقرانی
کا میرے سامنے ہی طے ہو جائے میری فرط کو نقابدار ابلق پوش نے ادا کیا کہ نطاق باطن کو
فتح کر کے اکوان کو مارا اور حال نقابدار کا ظاہر ہوا کہ وہ ایرج نوجوان کا پوتا ہے خدا کا شکر ہے کہ
اب بھی وارث عہدہ صاحبقرانی وہ شخص ہوا جو اولاد صاحبقران سے ہے اور رستم ثانی کو لکھا تھا
کہ اے برادر بجان برابر عادل تمہارا بھتیجا ہے اور اُسنے طلسم باطن نطاق کو فتح کر کے آصف
انجم طلعت کو ہم سے ملایا تم جلد آؤ اور اپنے فرزند سے ملو جسوقت یہ نامے پہونچے ہیں تو بادشاہ
اسلام نے حکم کوچ دیا لیکن رستم ثانی کی یہ حالت ہوئی کہ قریب تھا شادی مرگ ہو جائیں بادشاہ
اسلام سے اجازت لیکر تن تنہا پشت مرکب پر بیٹھکر باشتیاق دیدار فرزند طرف ملک روشن بخت
کے روانہ ہوئے یہاں بدیع الملک تیاری جشن کر ہی چکے تھے انتظار عادل کیوان شکوہ کا کر رہے
تھے اور متردد تھے کہ ابھی تک کیوں نہیں تشریف لائے کہ اک مرتبہ جانب صحرا سے بگولا گرد کا اٹھتا
سب دیکھنے لگے وہ بگولہ گرد کا قریب قلعہ آکر شق ہوا تو دیکھا کہ شاہزادہ رستم ثانی گرد میں آلودہ
پسینے میں غرق چلا آتا ہے قریب قلعہ آکر مرکب سے اُترے مرکب کا تو کلیجا پھٹ گیا گر کے فوراً
مرگیا اور رستم ثانی چند قدم دروازہ قلعہ کی طرف بڑھے تھے کہ یہ بھی تعب راہ سے بیہوش ہو کے
گر پڑے بدیع الملک مع سرداران عالیمقام دوڑے آصف انجم طلعت باپ کے قدموں
سے لپٹے رستم ثانی کو ہوش آیا تو نظر بدیع الملک پر پڑی پوچھا کہ اے برادر تمہاری تحریر نے
مجکو دیوانہ کر دیا دو گھوڑے راستے میں مرے تیسرا گھوڑا یہاں پہونچ کے جان بحق تسلیم ہوا
اور مجھ میں بھی حالت باقی نہ رہی تمنے میری تسکین کو لکھا تھا کہ آصف زندہ ہے یہ بھی بات
اگر سچ ہے تو جلد آصف کو بلاؤ کہ اسی بے اشتیاق نے میری یہ حالت کی ہے یہ سنکے آصف نے
سامنے آکے سلام کیا اور پھر قدموں کی طرف جھکا رستم ثانی تعب راہ سے بیمار ہو گئے تھے لیکن
آصف کے ملنے کی خوشی نے بہت جلد اچھا کر دیا رستم ثانی کے بعد عادل کیوان شکوہ پہونچے
خبر آمد عادل کی سنکر سب پیشوائی کو گئے دونوں تحفے بھی ساتھ لیے عادل رستم ثانی سے ملے
بعد اسکے سواری بادشاہ اسلام کی نہایت شان و شوکت کے ساتھ پہونچی صاحبقران مع جملہ سرداران
ذیشان استقبال کو گئے اور بادشاہ اسلام کو لائے روشن بخت نے بھی ملازمت حاصل کی
جتنی دیر تک لوگ بادشاہ اسلام سے ملازمت حاصل کیا کیے اتنے عرصے میں بارگاہ سلیمانی بپا
ہوئی اور اثاثہ صاحبقرانی لا کے رکھا گیا دنگل بادر کرسیاں قرینے سے بچھا دیں لیکن بادشاہ قلعہ

روشن بخت سے بارگاہ سلیمانی میں تشریف لائے تمام سردار دنگلون اور کرسیون پر متمکن ہوسے
بدیع الملک نے برابر اپنے دنگل کے عادل کیوان شکوہ کا دنگل بچھوایا اور سردار اپنے اپنے مرتبے کے
موافق دنگلون اور کرسیون پر متمکن ہوسے دربار سرداروں سے مملو ہوا اسوقت بادشاہ لشکر اسلام
نے امیر ثالث یعنے شاہزادہ کہ بدیع الملک کی طرف دیکھکر ارشاد فرمایا کہ آپ کو یاد ہوگا جس وقت لشکر
بیابان نہ طاق میں مقیم تھا تو ایک نقابدار یاقوت پوش نے اپنے ناموس کو آپکی حفاظت میں دیا تھا
اُسکے بعد کبھی اکثر مرتبہ نقابدار نے مدد کی اب کچھ زمانے سے نقابدار کا پتہ نہیں وہ شاہزادی رو رو
کر اپنی جان دل سے دیتی ہی بدیع الملک نے کہا کہ آپ بجا ارشاد فرماتے ہین لیکن مین مجبور ہون
نقابدار کا پتہ کیونکر ملے اگر کوئی بے نقاب شخص ہو تو اُسکے نام ونشان سے اُسکا پتا لگایا جاے
نقابدار کا پتا کیونکر ملے نہین معلوم نقابدار کس بلا مین پھنسا ہی ورنہ کوئی اپنے ناموس سے اسطرح
بیخبر نہین ہو جاتا ہی بالفعل جلسہ فیصلہ صاحبقرانی کا منعقد ہوا ہی جب یہ مرحلہ طی ہو جائیگا تو جو شخص
میرا قائم مقام ہوگا وہی اس کام کو بھی انجام دیگا مجھے اب اتنی فرصت نہین ہی کہ مین یہان قیام
کرون بادشاہ نے فرمایا کہ یہی مناسب ہی اب تمام سردار مثل سکندر رستم فر اور رفیع الجنتان و سہراب
بن رستم ثانی اور وحید الملک یہ سب کے سب اپنے اپنے مقام پر سوچ رہے ہین کہ دیکھیے فیصلہ
صاحبقرانی کیا ہوتا ہی یقین ہی کہ بدیع الملک اپنی شرط کے موافق اسی شخص یعنے عادل کیوان شکوہ
کو صاحبقران کرینگے خیر دیکھا جائیگا جسکی تیغ اُسکی دیغ اگر ہمارے بازو مین طاقت ہی تو سمجھا جائیگا
ہر ایک یہ شیر اپنے اپنے مقام پر بھرا ہوا بیٹھا ہی کہ آصف انجم طلعت نے بدیع الملک کی طرف
دیکھکر عرض کی کہ یا صاحبقران مین نے سُنا ہی آپ نے یہ شرط پیش کی تھی کہ جو شخص نہ طاق بابلین
کو فتح کرے اور اکوان دیو کو مارے وہ میرا قائم مقام اور صاحبقران ہی بدیع الملک نے
فرمایا کہ بیشک مین نے یہ شرط بیان کرکے اساسہ صاحبقرانی بادشاہ اسلام کے سپرد کر دیا تھا
آصف انجم طلعت نے عرض کی کہ پھر عادل کیوان شکوہ کو صاحبقران کرنے مین کیا عذر ہی
بدیع الملک نے یہ سنکر سکوت کیا اور بعد کچھ دیر کے رنگ صحبت دیکھکر ارشاد فرمایا کہ مجھے تو
کوئی عذر نہین لیکن مین دیکھتا ہون کہ سرداران اطاعت مین انکے تامل کرینگے اسلیے کہ بعض لوگون
نے یہ خیال ظاہر کیا ہی کہ طلسم کے فتح کر لینے سے صاحبقرانی کا عہدہ ملنا نامناسب ہی اسلیے کہ
اولاد صاحبقران مین وہ ایسا کون شخص ہی جسنے طلسم نہین فتح کیا ہی کسی نے ایک کسی نے دو
کسی نے متعدد غرضکہ جو طلسم جسکی قسمت کا تھا وہ طلسم اسنے فتح کیا یہ طلسم انکی قسمت کا تھا
انھون نے فتح کیا جو طلسم ہم لوگون نے فتح کیے اور فاتح انکے ہمارے پاس نام تھے اگر یہ اُن
طلسمون مین جاتے تو مثل ہمارے ناکام رہتے لہذا یہ ایسی بات نہین ہی جسپر فیصلہ صاحبقرانی
کا خاتمہ کیا جاے تو اسے آصف انجم طلعت مجھے کوئی عذر نہین جب سرداران اسلام اطاعت
نکرینگے تو خالی بانہانے صاحبقرانی سے شان صاحبقرانی نہین قائم ہوسکتی کوئی ایسی بات تجویز
ہونا چاہیے جس سے کامل فیصلہ ہو جاے اور اسے سب تسلیم کرین یہ سنکے آصف انجم طلعت
نے کہا کہ یہ بجا ارشاد ہوا لیکن جو اوصاف صاحبقرانی ہین وہ سب عادل کیوان شکوہ مین جمع ہین
صرف قوت وجرات سے انسان لائق صاحبقرانی نہین ہوسکتا ہی ورنہ زمانہ امیر اول میں بہت سے
عہد امجد شاہزادہ علمشاہ رومی زور وجرات مین ایسے تھے کہ رستم دوران کہلاتے تھے یہ بالطر کردہ امیر

عرب کرب دلاور جنگا دنگل دادا صاحب کے مقابل میں سمجھا تھا وہ ایسے تھے کہ کوئی اُنکے
پشت زمین کو نہیں لگا سکتا تھا پھر یہ لوگ کیوں نہ صاحبقران ہوتے چونکہ اوصاف مثل
خلق مروت حمیت متانت صبر جنگ یہ تمام باتیں ہوں اُسوقت تک جامہ صاحبقرانی جسم پر
بدزیب رہتا ہے یہ تمام اوصاف عادل کیوان شکوہ کی ذات میں موجود ہیں وہ وقت مجھے یاد ہے
جب بادشاہ طلسم صلح کے درپے ہوا ہے اور مجھے پیغام صلح قرار دیکر بھیجا ہے تو شاہزادہ
عادل کیوان شکوہ نے کہا تھا کہ لوح کیا چیز ہے آپ کے فرمانے سے سر تک حاضر ہے بعدہ
بادشاہ طلسم نے میرے نام سے لوح منگا بھیجی اور اس بامروت نے لوح دیدی اُس بدعہد
نے لوح طلسمی پر قبضہ پا کے عہد شکنی کی اور مجھے شرمندہ کرایا مگر شکر ہے خدا سے عادل کا کہ پھر لوح
دستیاب ہوئی اور خدا نے عادل کو فتحیاب کیا لہذا آپ اپنے عہد کے موافق انکو جامہ
صاحبقرانی عنایت کر دیجیے جسکے بازوؤں میں قوت ہوگی وہ سایہ صاحبقرانی چھین لیگا اور اگر
انکو خداوند عالم نے اس منصب جلیل کے لائق بنایا ہے تو یہ خود سبکو اپنا مطیع بنا لینگے اُسوقت
اور سرداران اسلام نے کہا کہ فرمانا آپکا بجا ہے لیکن آپس کی رنجش کا نتیجہ خراب ہوتا ہے آصف
انجم ملکعت نے کہا کہ اگر یہ نہیں تو پھر جیسی رائے ہو کچھ معلوم تو ہو اُسوقت نورالدہر نے اسد غازی
کی طرف مخاطب ہوکے ارشاد کیا کہ بھائی اسوقت اس جلسہ میں تم سے زیادہ ہوشیار و دانا کوئی
نہیں ہے اسلیے کہ تم وہ شخص ہو کہ اپنی فطرت کے زور پر بڑے بڑے سرکشوں سے مقابلے
کیے اور انکو پست کیا یہ قوت تو تمکو لعبہ نظر کردہ ہونے کے حاصل ہوئی ہے چنانچہ تمھاری دانائی
کی ایک نقل مجھے ابتک یاد ہے وہ یہ کہ تمنے ملک باختر میں جب اقبال شاہ کو قتل کیا ہے اور مالک
بن ملکوت شاہ نے صاحبقران اول سے فریاد کی ہے تو امیر نے تمھارے قتل کا حکم دیا تھا تمام
سرداران تاسف تھے اور امیر نے کسی کی سفارش تمھارے بارے میں منظور نہ کی تھی مگر جسوقت
جلاد تلوار کھینچکر برائے قتل آیا ہے تو تمنے یہ کہا تھا کہ ناناجان آپ مجھے نہیں قتل کرتے ہیں
بلکہ مسجد کو ڈھاتے ہیں فرمایا کہ مسجد کیسی تو تمنے دونوں ہاتھ بلند کرکے کہا تھا کہ دیکھیے یہ مسجد کے
منارے ہیں اور سر کو کہا تھا کہ یہ گنبد ہے اُسوقت امیر بیساختہ ہنس پڑے تھے اور تمھارے قتل
سے دست بردار ہوگئے تھے لہذا تم اُس سن میں ایسے تیز طبع تھے اور اتنے ہر قسم کے تجربے
اٹھائے ہوئے ہو تمھاری رائے میں کیا کرنا چاہیے یوں یہ سردار نہ مانینگے اور کہتے ہیں کہ کیا
جیسے پوچھکر صاحبقران نے فتح نطاق کی شرط بیان کی تھی اب ایسی بات تجویز کرو جسے سب
پسند کرلیں اُسکے بعد عمدہ امرا ہمراسد غازی نے کہا کہ مجھے خود بھی فکر تھی اور میں سوچ رہا
تھا میں نے دو باتیں سوچی ہیں ایک تو وہ ہے کہ سبکی رائے لیکر اسی وقت فیصلہ کردیا جائے
وہ یہ ہے کہ نقارہ سکندری اور طبل سلیمانی اور علم اژدہا پیکر یہ متبرک چیزیں ہیں جسکے نام پر رکھدی
وہ صاحبقرانی دیں وہی صاحبقران ہے اور اگر کسی کے نام پر صدا دیں تو آج سے تمام صاحبقرانی ختم
کردیا جائے اور اسکے مقام پر دوسرا لفظ اختیار کیا جائے اور اُس لقب کو کے واسطے یہ سوچا ہے
کہ جسمیں قوت اُس لقب کی سزاوار ہونے کی ہو وہ اُس لقب کو اپنے زور بازو سے حاصل کرے
جسطرح امیر اول نے لوگوں کے خیالات تبدیل کیے تھے اسکی نقل یہ ہے کہ زمانہ سابق میں جب
علم ترک سپہداری کا آیا ہے اور بحکم امیر تمام اہل اسلام نے اس شغل مجلس کو ترک کیا ہے تو ایک روز

علمشاہ رومی نے عمرو کو طمع زر دیکر صحبت میخواری پوشیدہ طور پر قائم کی تھی اور اسی نشہ کی حالت
میں لندھور سے کہا کہ مجھے والد ماجد نے مثل اور سرداروں کے زیر نہیں کیا ہے کہ میں اطاعت
کروں اگر میں دعوائے صاحبقرانی کروں تو ہو سکتا ہے۔ یہ سنکر لندھور نے کہا کہ اے علمشاہ ہرگز
اپنے دل میں ایسا خیال نکرنا جب مجھ سے اور امیر سے مقابلہ ہوا تھا تو سات برس رو دامیر سے
کمرز بحر کا بند پکڑ کر جو زور کیا تو لنگر میرا توڑ لیا خدا کی شان کہ زنجیر کمر ٹوٹی میں نے غنیمت جانکر
اطاعت صاحبقران اختیار کرلی اور اپنی عزت بچائی اگر یہ کلمات امیر کے گوش گزار ہوئے تو
غضب ہو جائیگا جب جانینگے امیر دم بھر میں باندھ لیجائینگے چنانچہ ویسا ہی ہوا کہ جب امیر دریا
لنحوج سے بھکر ملک عدن یمن نکلے تو وہان سے دیوانہ بلا لوح جنگ کر آئے اور تمام سرداروں کو باندھ
لیگئے علمشاہ کو اسطرح اسیر کر لیا جیسے کوئی بچہ کو پکڑ لیتا ہے لیکن جب عمرو نے جلاموم بنکر مقابلہ کیا اور
امیر کو بچ کیا تو صاحبقران نے اپنا حال کھولا اور عمرو سے فرمایا کہ خواجہ ایسی تدبیر کرو کہ مجھ سے اور
کرب سے مقابلہ نہو اسلیے کہ کرب کی پشت زمین کو نہ لگیگی چنانچہ ایسا ہی ہوا انجام میں سرداران اسلام
نے قید میں توڑ دیں اور فرزند نابکار کو مارا نوشیروان فرار ہوا اس سے سمجھ لینا چاہیے جسمیں اتنی
قوت خداداد ہو وہ سبکو مطیع اپنا بنا سکتا ہے ان باتوں پر اسد کے نور الدہر دایہ نے آفرین
کی اور اول یہی رائے قرار پائی کہ جسکے نام پر طبل سکندری آواز دے اور علم اژدہا پیکر سے
آواز یا صاحبقران پیدا ہو وہ صاحبقران ہے تمام سرداروں نے اس بات کو تسلیم کیا اسد نے کہا
کہ اب تمام سرداروں سے دستخط لے لینا چاہیے بدیع الملک نے کہا ضرور ورنہ پھر کوئی شق
پیدا ہوگی چنانچہ حسب الحکم صاحبقران فرزند سیف ذو الیدین مسمی بہ سیف قلم نے مسودہ تحریر
کیا مضمون یہ تھا کہ اے وارثان ارث صاحبقرانی و دو گل نشینان بارگاہ سلیمانی تم اس شرط کو
اگر قبول کرتے ہو تو دستخط اپنے کر دو کہ جسکے نام پر نقارہ سلیمانی اور طبل اسکندری اور علم اژدہا پیکر
آواز دے وہ صاحبقران ہے یہ نوشتہ سب کے سامنے پیش کیا گیا تمام سرداران لشکر اسلام نے
بخوشی تمام مہر و دستخط اپنے ثبت کر دیے اور عادل کیوان شکوہ نے بھی اپنی مہر بخوشی و خرمی
کر دی اب حکم ملا کہ میدان میں فوجیں آراستہ ہوں تا کہ سب کے سامنے عہدہ صاحبقرانی
صاحبقران وقت کو حاصل ہو اور اساسہ صاحبقرانی میدان میں لیجا کے رکھا جائے اسی وقت
میدان میں صفائی ہوئی اور ہر سردار کا لشکر قرینے سے آراستہ ہوا علمہائے سرخ و سبز و سپید لعل
وسط میدان میں اساسئہ صاحبقرانی لاکے رکھا گیا اور علم اژدہا پیکر کو مشک و عنبر سے بسایا گیا اور
تمام سرداران لشکر اسلام اپنے اپنے لشکر کے آگے حسب مراتب دس دس بیس بیس قدم آگے
بڑھکر کھڑے ہوئے اور جو دعویدار صاحبقرانی تھے چالیس چالیس قدم آگے بڑھکے کھڑے
ہوگئے سکندر رستم خو نے اپنی شان و شوکت دکھانے کی غرض سے گرز دیو ہمتن ہاتھ میں لیا
کہ اتنا بڑا گرز کسیکا نہ تھا انتہا یہ ہے کہ خود گرز صاحبقران بھی اٹھارہ سو من کا ہے اسوقت تمام سرداروں میں
انھیں دو چار نوجوانوں پر نگاہیں پڑتی ہیں جیسے سکندر رستم و رفیع البخت سہراب وحید الملک
مظفر بن غضنفر داراب ثانی بلقیس بن قمر دیو پرور شہنشاہ گوہر کلاہ آصف انجم طلعت شاہزادہ
عادل کیوان شکوہ الحاصل جب یہ تمام سردار اپنی اپنی جگہ آکے کھڑے ہوئے تو جانب مشرق سے
حق گرد و غبار بلند ہوا ؎ ز سم ستوران دران پہن دشت + زمین شش شد و آسمان گشت ہشت

تمام سرداران اسلام گرد کی جانب متوجہ ہوے کہ اب کون آتا ہی ہرکارے واسطے دریافت حال کے
روانہ ہوے یہانتک کہ گرد قریب پہونچ کے شق ہوئی اور دل گرد سے نقابدار یاقوت پوش
بارہ لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے پہونچا بہرام عاد بمرتبہ سالاری لشکر سیلاب شاہ بادشاہ فیج
یہ جاہ و حشم نقابدار کا دیکھکر ہر ایک متعجب تھا لیکن بادشاہ لشکر اسلام اور بدیع الملک نے
بہرام عاد کو پہچانا اور بہرام عاد نے بھی آگے بڑھکر بادشاہ اسلام اور امیر صاحبقران کو سلام کیا
بدیع الملک نے سرداروں کو واسطے استقبال نقابدار کے بھیجا سردار گئے اور استقبال کرکے
نقابدار کو لائے بعد مزاج پرسی نقابدار نے پوچھا کہ یا صاحبقران یہ فوجین کیلئے آراستہ ہین اسوقت
تو ہمین کوئی حریف نہین معلوم ہوتا سب آپکے یگانے ہین فرمایا بدیع الملک نے کہ آج بعض
صاحبقرانی کی ہی یہ میدان امتحان ہی جسکو دعواے صاحبقرانی ہو وہ نقارہ سلیمانی اور طبل سکندری
پر چوب لگائے جسکے چوب رکھنے پر یہ طبل و نقارہ آواز دینگے وہ صاحبقران سمجھا جائیگا نقابدار
نے کہا کہ الحمد للہ کہ مین ایسے وقت پر پہونچا۔ بدیع الملک نے فرمایا کہ اے نقابدار آپ ہمارے
محسن ہین مجھے وہ وقت یاد ہین جن جن اوقات مین آپ نے مدد کی ہی خصوصاً وہ زمانہ جسوقت
سرداران اسلام نابینا ہو گئے تھے اور قوم عاد کا ہجوم تھا خوب خوب آپکی شوکتین دیکھین
اب وہ وقت ہی کہ ہم جانب کعبہ جانے کو ہین اسکے بعد ہم سے ملاقات ہونا غیر ممکن ہی لہذا
اب نہ ترسائیے اور صورت اپنی دکھائیے اور جو امانت آپ ہمارے سپرد کر گئے تھے وہ بھی
لیجیے کہ ہم سبکدوش ہوکر سفر کعبہ اختیار کرین اور سرداروں نے بھی اصرار کیا کہ ہم سبکی نظرین
آپکی مشتاق ہین یہ سنکے نقابدار نے نقاب چہرہ سے اٹھائی جن لوگون نے عمرو بن حمزہ یونانی کو دیکھا
تھا انکو شباب عمرو بن حمزہ کا یاد آگیا معلوم ہوا کہ یہ انھین کی اولاد سے ہین اور نقابدار نے
بھی اپنے حسب و نسب سے آگاہ کیا کہ مین بیٹا سلطان سعد کا ہون ایرج نوجوان اور رستم ثانی
سے طلسم طرطوسیہ مین ملاقات ہونے کا حال بیان کیا تمام سرداران لشکر اسلام شہنشاہ صف شکن
سے بغلگیر ہوے آخر مین پھر وہی انتظام ہوا کہ سب سردار اپنے اپنے لشکر کے مقام سرداری پر
مقیم ہوے اور صاحبقران زمان بدیع الملک نوجوان نے فرمایا کہ اب جن جن صاحبون کو دعوے
صاحبقرانی ہی وہ طبل سکندری اور نقارہ سلیمانی اور علم اژدہا پیکر سے گواہی طلب کرین ہنوز سخن
ناتمام تھا کہ شاہزادہ وحید الملک اپنے مقام سے بڑھے اور چوب ہاتھ مین لیکر نقارہ سلیمانی پر
لگائی نقارہ نے آواز نہ دی بجد سے ہوکے رہگیا یہی حالت طبل سکندری کی بھی ہوئی اور علم
اژدہا پیکر سے بھی کچھ آواز نہ پیدا ہوئی یہ شرمندہ ہوکر اپنے صف مین چلے آئے بعد انکے سہراب
بن رستم نے میدان مین آکر چوب ہاتھ مین لی اور آواز دی کہ اے طبل سکندری اگر میری
صاحبقرانی کی گواہی نہ دیگا تو سینہ تیرا پھاڑ دونگا یہ کہکر اس زور سے چوب لگائی کہ طبل کیسا
اگر سینہ کوہ ہوتا تو شگافتہ ہو جاتا لیکن طبل نے آواز نہ دی اسی طرح نقارہ سلیمانی بھی نہ بولا
نہ علم اژدہا پیکر سے صداے صاحبقرانی آئی سہراب بھی خجل ہوکر پلٹ آیا بعد سہراب کے شاہزادہ
رفیع البخت نے آستین الٹی اور آگے بڑھے لشکر رفیع البخت مین بلبلے بجنے لگے علم جلوہ گری پر تھے
انکو یہ دعوے تھا کہ مین نور نظر صاحبقران زمان ہون یہ حق میرا ہی مجھے یقین ہی کہ میری صاحبقرانی
کی گواہی یہ تبرکات ضرور دینگے یہ سوچکر قریب نقارۂ سلیمانی کے آئے اور چوب کو اٹھا کر اور

دی کہ اے نقارہ سلیمانی اگر میں صاحبقران بعد صاحبقران ہوں تو میری گواہی دے یہ کہکر
چوب لگائی نقارہ بعد سے ہو کے رہ گیا گواہی نہ دی رفیع البخت بیدل ہو کے پلٹ آئے کہ
اب طبل پر ضرب لگانا اور علم اژدہا پیکر کے نیچے کھڑے ہونا بیکار ہے سوا شرمندگی کے کچھ حاصل
نہوگا بعد رفیع البخت کے سکندر رستم فر نے انگڑائی لی اور علمہاے ہفت رنگ جلوہ گری پر آئے
باجے سلامی کے بجنے لگے سکندر رستم فر آستینیں الٹتا ہوا قریب آیا اور چوب اٹھا کر ماری کہ اگر
نقارہ صدا نہ دے تو پرچے اڑ جائے لیکن یہ چیزیں تبرکات میں سے ہیں نقارہ نے نہ صدا
دی اور نہ ضرر پہونچا سکندر نے طبل پر بھی چوب لگائی طبل نے بھی آواز نہ دی اب زیر علم اژدہا
پیکر کھڑے ہو کے آواز دی کہ اے علم اژدہا پیکر اگر میں لائق صاحبقرانی ہوں تو گواہی
دے علم نے بھی گواہی نہ دی سکندر بھی پلٹ کے اپنے لشکر میں چلا آیا اب دیر تک انتظار رہا
کوئی نہ نکلا اسوقت عادل کیوان شکوہ نے شہنشاہ صف شکن کی طرف دیکھکر فرمایا کہ اگر آپکا
بھی ارادہ ہو تو بسم اللہ یا اور کسی صاحب کا جی چاہے تو وہ بھی اپنی حسرت نکال لیں شہنشاہ
صف شکن بن سلطان سعد نے ارشاد کیا کہ مجھے حکومت سے زیادہ اطاعت میں مزا ملتا
ہے کہ میرے دادا صاحب کے افسانے یقین ہے کہ تمہارے گوش زد بھی ہوے ہونگے کہ انھوں نے
تا حیات اپنے نہ صاحبقران سے مقابلہ کیا نہ دعوے صاحبقرانی کیا حالانکہ اگر دعوے کرتے
تو ہر طرح مستحق تھے کہ اولاد اکبر سے تھے اور زور و جرأت علم و مروت صورت و سیرت تمام باتوں میں
امیر اول سے مشابہ تھے والد ماجد کو بقدر ورثت اک وقت میں بادشاہ لشکر بنا دیا تھا انھوں نے
بھی خود ہوس بادشاہی نہیں کی اور نہ میں ہوس دنیا رکھتا ہوں چند دن کی زندگی کے واسطے
ہوس صاحبقرانی کرنا بیکار ہے اور جسے خدا صاحبقران کرتا ہے وہی ہوتا ہے کوئی اپنے ارادہ سے
نہ بادشاہ بن سکتا ہے نہ صاحبقران ہو سکتا ہے آپ بسم اللہ کیجیے خدا آپ کو مبارک کرے یا اور
جن صاحب کو دعواے صاحبقرانی ہو وہ بڑھیں اس متانت پر شہنشاہ صف شکن کی شاہزادہ
بدیع الملک اور تمام سرداروں نے آفرین کی بلکہ خود عادل کیوان شکوہ بھی انھیں لوگ سے کیقدر
شرمندہ ہوے مگر اسی شرمندگی کی حالت میں جانب نقارہ سلیمانی بڑھے چوب ہاتھ میں تھامی
اور مہترا بلا دیکھنے والوں نے بیساختہ کہا کہ یہ ترکیب ہی علیحدہ ہے سبحان اللہ ادھر شاہزادہ
عادل کیوان شکوہ نے آواز دی کہ اے نقارہ سلیمانی اگر میں صاحبقران رابع ہوں تو سامنے
خلق اللہ کے گواہی دے یہ کہکر چوب نقارے پر آہستہ سے لگائی نقارے سے فوراً یا صاحبقران
کی آواز آئی عادل نے کہا کہ شاید ایک شہادت مسلم نہ تصور ہو تو دوسری آواز بھی دے یہ کہکر پھر
چوب لگائی پھر یا صاحبقران کی آواز آئی عادل نے نقارہ سے تیسری مرتبہ گواہی طلب کی نقارہ نے
پھر آواز دی ابتو عیار عادل نے کلاہ اچھالی اور لشکر نقارہاے شادیانے بجانے لگا لیکن نقارچی اس
نے اشارہ سے منع کیا اور فرمایا کہ ابھی ایک مرحلہ سر ہوا ہے اور دو باقی ہیں یہ کہکر طبل اسکندری کے
قریب آئے اور اسی طرح سے طبل پر بھی چوب لگائی طبل نے بھی آواز دی جب طبل بھی تین مرتبہ
آواز یا صاحبقران دے چکا تو عادل کیوان شکوہ نے حامل علم اژدہا پیکر سے کہا کہ پھریرا علم کا میرے
سر پر کھولدو طوق حیران گرد اور ابوالمحسن گرد کے پوتوں نے اسی وقت پھریرا علم کا سر پر شاہزادہ
عادل کیوان شکوہ کے کھولا عادل کیوان شکوہ نے کہا کہ اے علم نصرت شیم تجھے قسم ہے کہ روح بزرجمہر کی

اگر میں صاحبقران رابع اور وارث اسباب صاحبقرانی ہوں تو گواہی دے بس یہ کہنا تھا کہ پتھر سے
میں ہوا ابھری اور جو جا بجا و کلہا ہے اژدر بنے ہوئے تھے انہیں سے ہو کر گذری مشک وعنبر
ہوا سے منتشر ہوا تو تمام صحرا معطر ہو گیا اور کلہ ہائے اژدر سے آواز یا صاحبقران یا صاحبقران
آنے لگی۔ اسوقت بدیع الملک نے زمین پر جھک کر سجدہ شکر ادا کیا کہ الحمد للہ ابھی یہ عہدہ منجانب
پروردگار عالم باقی ہے اور اولاد امیر اول ہی میں رہا تو تمام سرداران لشکر اسلام کے دل میں ہیبت
عادل کیوان شکوہ کی پیدا ہو گئی سب سے پہلے شہنشاہ صف شکن نے مبارکباد دی پھر تو اور
سرداران اسلام نے بھی عادل کو مبارکباد دی اور تمام لشکروں میں شادیانے بجنے لگے لیکن چند
سرداروں نے نہ تو مبارکباد دی اور نہ اپنے لشکر میں شادیانے بجنے کا حکم دیا کہ انکا حال آئندہ
معلوم ہوگا اب شاہزادہ بدیع الملک نے آراستگی بارگاہ سلیمانی کا حکم دیا۔ اسیوقت بارگاہ آراستہ
ہوئی بدیع الملک ہاتھ عادل کیوان شکوہ کا پکڑے ہوئے تمام سرداروں کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے
بارگاہ سلیمانی میں آئے بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ گر ہوئے چتر گردش کرنے لگا ہر سردار
اپنے اپنے دنگل کے پاس آکے کھڑا ہوا بدیع الملک عادل کیوان شکوہ کو لیے ہوئے قریب
دنگل نادعنبر کے آئے اور فرمایا کہ آج سے تم میرے قائم مقام ہو یہ فرما کے بازو عادل کا پکڑ کر
اور دنگل نادعنبر پر بٹھا دیا اور تمام سرداران اسلام نے قیام صاحبقرانی کی خوشی میں بادشاہ اسلام
اور صاحبقران عالی مقام کو نذریں دیں لیکن سکندر رفیع البخت نے عادل کیوان شکوہ کو نذر
نہ دی صرف بادشاہ اسلام کو نذر دیکر بیٹھ رہے عادل کیوان شکوہ اس حرکت کو دیکھکر بسبب
اپنی حلم و مروت کے خاموش رہے بعد اسکے بدیع الملک نے لندھور کے مقام پر طلحہ بن لندھور
ثانی کو بٹھایا اور صاحبقران گرز کا خطاب عطا فرما کر انہیں لشکر اسلام کا سالار کیا اور مملوک بن
مالک ثانی کو دنگل مالک اژدر کا عطا فرما کر صاحبقران نیزہ کا خطاب دیا اور سردار میسرہ فوج اسلام
معین فرمایا کہ رب دلاور کے دنگل پر مظفر بن غضنفر کو بٹھایا اور علمشاہ کا دنگل تو پہلے ہی سے
سکندر رستم خو کو عنایت ہو چکا تھا انکو دنگل رستم پر بٹھایا شہنشاہ صف شکن کو عمر بن حمزہ یونانی
کا دنگل مرحمت فرمایا بعد اسکے شہنشاہ گوہر کلاہ کو بدیع الزمان کے دنگل پر بٹھایا اور صف انجم
طلعت کو قاسم کے دنگل پر جگہ دی نور الدہر کا دنگل شاہزادہ رفیع البخت کو عنایت ہوا اور
ایرج نوجوان کا دنگل سہراب بن رستم کو مرحمت ہوا اور وحید الملک کو اپنا دنگل دیا و فیل
صاحبقرانی بچھا اور داراب ثانی کو داراب گشور کا دنگل عنایت ہوا اور بلقیس بن کمہور کو کمہور
دیو پیکر کا دنگل ملا اسیطرح تمام سرداران لشکر اسلام کو اسی سلسلے سے دنگل عنایت ہوئے
اور زائد دنگل بارگاہ سے اٹھوا دیے گئے اب بدیع الملک نے خضران کی طرف مخاطب ہوکر
ارشاد فرمایا کہ تم اپنی کرسی ہرگز نہ چھوڑو جسوقت صاحبقرانی عادل کیوان شکوہ کی قائم ہو
اس وقت تم بھی اسکو اپنا قائم مقام کر کے چلے آنا میری حفاظت و خدمت کے لیے شاہپور
شہر دل ساعیار موجود ہے ہر چند کہ یہ امر خواجہ خضران پر شاق گذرا لیکن بحکم صاحبقران قبول کرنا
پڑا پھر بدیع الملک نے عادل کیوان شکوہ کی طرف دیکھ کے ارشاد کیا کہ جو سردار بعد میرے جانے
کے پیدا کرنا انکو مناسب مقام پر جگہ دینا ابھی فوج اسلام بہت کم ہے ہزاروں ساحران نطاق کا
جنھوں نے لشکر اسلام کا ستھراؤ کر دیا یہ فرما کر کلمہ الوداع زبان پر جاری کیا اسیوقت تمام سردار

اپنی اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑے ہوے اور شاہزادہ بدیع الملک کے ہمراہ ہوے بدیع الملک بارگاہ سلیمانی سے نکلکر پشت مرکب پر سوار ہوے اور سرداران اسلام کو ساتھ لیکر طرف خانہ کعبہ کے روانہ ہوے اُسوقت لشکر اسلام مین قیامت برپا تھی ہر شخص کی آنکھون سے آنسو جاری تھے دور تک لوگ ہیونچانے کو گئے جسکو جتنی زیادہ خصوصیت حاصل تھی اُسنے اتنا ہی زیادہ ساتھ دیا آخر سب پلٹ آئے تین روز تک لشکر اسلام مین سناٹا رہا چوتھے روز شہنشاہ صف شکن نے بادشاہ اسلام کی خدمت مین عرض کی کہ چوتھی صاحبقران کا جلسہ خوشی منعقد ہونا چاہیے بعد اسکے پھر جسطرف مناسب سمجھا جائے اُسطرف حضور تشریف لیچلین فرمایا کہ نہایت انسب ہی اور میری رائے مین عقد بھی آپکا اسی جلسہ خوشی مین ہو غرضکہ حسب الحکم بادشاہ تیاری جلسے کی ہوئی اسجگہ سامان رقص وسرود بخیال بیجہ کے ترک کیا جاتا ہی کہ طول بیجا ہو سکا غرضکہ اسی جلسہ مین عقد شہنشاہ گوہر کلاہ کا انکی معشوقہ محبوبہ کے ساتھ ہوا بطن سے اسکے اولاد کا پیدا ہوتا ہی کہ ذکر اُسکا گلستان باختر جلد دوم مین آئیگا اب ان سب کو جشن چہل روزہ مین چھوڑکے یہان سے

چند کلمہ داستان مصیبت نشان زیب اورنگ جہانبانی یعنی جناب حمزۂ ثانی کے گذارش کیے جاتے مین

غزل

گنا ہگار ہون روز شمار کیا ہوگا
یہ ڈر ہی اے مرے پروردگار کیا ہوگا

تری تو رحمت بیحد کا کچھ حساب نہیں
کریم میرے گنہ کا شمار کیا ہوگا

زمین جانتی ہی بو تراب کا ہون غلام
بھلا مزار مین مجھپر فشار کیا ہوگا

کھلی ہوئی ہی مری آنکھ بعد مردن بھی
اب اس سے بڑھ کے بھلا انتظار کیا ہوگا

چمک ہی برق کی دندان یار مین بالکل
مقابل اسکے در شاہوار کیا ہوگا

نہو سکیگا مقابل وہ چشم تر سے مرے
برس پڑیگا جو ابر بہار کیا ہوگا

جنون کے جوش کا عالم وہی ابھی تک ہی
پھر آنے والی ہی فصل بہار کیا ہوگا

ہیونچ سکینگے بھلا میری نغمہ سنجی کو
چمن مین بلبلین چہکین ہزار کیا ہوگا

عدم مین چل کے معما دہن یار کا بوجھ
یہ راز سمجھے یہان آشکار کیا ہوگا

بدون کے قرب سے نیکون کو کب مفر ہوگا
گلون کے گرد جو رہتے ہین خار کیا ہوگا

بھلا ہی آپ کو جو سیر لالہ زار کا شوق
تباہیے یہ دل داغدار کیا ہوگا

وہان بھی ساتھ دل بیقرار لیکے چلے
قرار پھر ہمین زیر مزار کیا ہوگا

کمر کا یار کے مضمون نہ ہمکو سوجھیگا
نہان جو ہو وہ بھلا آشکار کیا ہوگا

وہ بت تو آیا ہی اے دل نہ آئیگا ہرگز
ترے تڑپنے سے اب بیقرار کیا ہوگا

مسیحی خالق یکتا ہی وہ امام اسے پاکر
علی سے بڑھکے کوئی نامدار کیا ہوگا

راویان شیرین کلام اس داستان مصیبت التیام ومسرت انجام کو یون بیان کرتے ہین کہ امیر ثانی کو وطنا پر یہ انتظار شاہزادہ بدیع الملک مقیم ہین صدید شاہ بھی خدمت مین امیر با توقیر کے حاضر ہی عمر ثانی نے خبر دی ہی کہ عنقریب بہادر کے مرنے سے اخضر زرد چشم نہایت غیظ وغضب مین آ رہا ہی

اور دیوانے کو بارہ ہزار دیوانون سے آپکے مقابلے کے واسطے روانہ کیا ہی اور خود بھی ایک لاکھ
سوار و پیدل کی جمعیت سے اسطرف آنے والا ہی فرمایا کہ اے عمرو ثانی تمنے جلدی کی جو عقرب
جادو کو تم قتل کرتے تو یہ آفت آتی مین بے سروسامان کیا کر سکتا ہون خیر جو مرضی معبود معلوم ہوتا ہی
کہ ہمارے دل مین انتقام خون والد ماجد کی حسرت رہجائیگی ہمارا ارادہ تھا کہ بدیع الملک آمین
توحناک اسد والون سے خون امیر باتوقیر کا بدلہ لین مگر ان کا ذوان ہیجا کے ہاتھ سے کاہیکو جان
بچیگی جو وہ وقت نصیب ہوگا ع سرنگی بچم ز شمشیر حبیب * ہرچہ آید بسرم از نصیب * اگر
تقدیر مین اسی کوہ پر مرنا ہی تو یہی سہی جو اسکی خوشی ہمارا کیا اجارہ ہی یہ فرماکر رات تو بآرام
تمام بسر کی جب صبح ہوئی حوائج ضروری سے فراغ حاصل کرکے بیٹھے اور انتظار کر رہے ہین کہ
دیکھیے پہلے دوست آتے ہین یا دشمن کبھی تو جانب شہر جدیدیہ دیکھتے ہین اور کبھی جانب صحرا
نظر فرماتے ہین کہ شاید گرد اٹھے اور بدیع الملک نمودار ہون اسی خیال مین تھے کہ جانب
شہر جدیدیہ سے تتق گرد و غبار بلند ہوا اور ساتھ گرد کے صدائے زنجیر آنے لگی امیر کشورگیر نے عمر ثانی سے
کہا کہ جلد مرکب لاؤ ایسا نہو یہ دیوانے آکر کوہ کو گھیر لین تو پھر اس کوہ سے نیچے اترنا بھی دشوار
ہوجائیگا جبتک عمرو ثانی مرکب کو لیکر حاضر ہوا نے عرصے مین دیوانے آپہونچے اور کوہ کو
چارون طرف سے گھیر لیا اور دیوانہ دلشاد کوہ پر چڑھنے لگا امیر باتوقیر مرکب پر سوار ہوے مگر
غرق زرہ تن پر ہی نہ خود ہی نہ بکتر نہ چار آئینہ نہ جھلم نہ موزے نہ دستانے صرف سپر وشمشیر ہی
اسکے علاوہ کوئی شی نہین ادھر دیوانے چہار جانب سے شور کرتے ہوے پہاڑ کی گھاٹیون
پر چڑھ آئے امیر باتوقیر نے فرمایا کہ اے عمر ثانی جدید شاہ اگر قتل ہوگیا تو غضب ہوجائیگا
کسیطرح ان دیوانون کو کوہ سے اتار دے عمرو نے یہ سنتے ہی حقے سے آتشبازی مارنا شروع
کیے کئی دیوانے جلے آخر قہقہین مارتے ہوے بھاگے اور پہاڑ کے نیچے اتر گئے جب راستہ
صاف ہوا تو صاحبقران ثانی بھی نیچے کوہ کے اترے اور دیوانے کو للکارا کہ لا ضرب بہادری
کی دیوانہ دلشاد نے دوڑکر زنجیر آہنی ماری صاحبقران نے زنجیر کو تلوار سے قلم کیا دیوانے
نے چودست کا وار کیا صاحبقران نے چودست پکڑ کر جھٹکا مارا کہ دیوانہ اوندھے منھ عیالی
مرکب پر آرہا بس امیر ثانی نے دوسرا ہاتھ بڑھاکر کمر زنجیر دیوانے کی پکڑلی اور نعرہ اللہ اکبر مار
کے کھینچکر جو زور کیا دیوانے کو قاش زین سے اٹھالیا دیونے نے شور کیا چہار جانب سے
دیونے تلوارین اور زنجیرین پکڑے ہوے دوڑ پڑے کہ کسیطرح دیوانہ دلشاد کو چھڑالین جھٹ
تلوار مارنے کا قصد کیا امیر نے دیوانے کو بجاے سپر سامنے کردیا دیونے نے شور کیا کہ اے
حریف پر حملہ نکرنا ورنہ وہ مجھے قتل کر ڈالیگا اب تمام دیوانے امیر کو گھیرے کھڑے ہین نہ تو
نکلجانے کا راستہ دیتے اور نہ حملہ کرتے ہین صاحبقران بھی متفکر ہین کہ کیا کرون کیونکر دون
اگر اسے قتل کیے ڈالتا ہون تو یہ سب میرے قتل کے درپے ہونگے اور چھوڑ دون تو اکیلا کیسے
رہون امیر اسی تردد مین تھے کہ جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا اور قریب ہوکر گرد شق
ہوئی دیکھا کہ اخضر زرد چشم ایک لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے چلا آتا ہی ادھر اخضر نے
دیکھا کہ دیوانہ ہاتھ پر امیر کے بلند ہی اور فریاد کر رہا ہی بس اخضر زرد چشم کو غیرت آئی کہ میرے
سردار کی یہ حالت ہوئی بس اسنے وہین سے تیر کو چلہ کمان مین پیوستہ کرکے جو مارا ادھر

دہن دیوانے کا دم فریاد کھلا تھا کہ تیر حلق کو توڑ کے اس پار گذر گیا دیوانہ تڑپا امیر نے دیکھا کہ
اسکو اسی کے مالک نے مارا بس ہاتھ سے دیوانے کو زمین پر پھینک دیا کہ دیوانہ تڑپ کر واصل
جہنم ہوا اور امیر نے تلوار کھینچی اور لشکر اختر پر جا پڑے دیولے نے ڈلاش اپنے مالک کی اٹھا کر
بھاگ کھڑے ہوئے لیکن لشکر اختر نے چار جانب سے محاصرہ کر لیا صاحبقران نے تلوار
برسانا شروع کی پشت پر عمر ثانی نے نیمچہ عیاری کھینچا اور حفاظت کرنے لگا اور یمین ویسار اور
سامنے کے لوگوں کو صاحبقران نے قتل کرنا شروع کیا جب عمرو ثانی دیکھتا تھا کہ اب ہجوم کفار
ہے اسوقت دو چار حقہائے آتش بازی مار دیتا تھا کہ مجمع منتشر ہو جاتا تھا گھوڑے چراغ پا ہو جاتے
تھے پھر صاحبقران لڑنے لگتے تھے ایک لاکھ کا یورش کس کس کو قتل کریں اعلیٰ کے حربے کا جواب
دیں ہر طرف سوا خنجر و شمشیر و تیر و گرز و سنان کے کچھ نظر نہ آتا تھا چار جانب سے حملے ہو رہے
تھے صاحبقران حربوں کو رد کرتے جاتے تھے اسی حالت میں اختر زرد چشم سے اور صاحبقران
سے سامنا ہوا اختر نے تلوار ماری صاحبقران نے وار اسکا رد کرکے اپنا وار کیا سر اختر کی قلم
ہوئی اختر نے سر پیچھے کو کھینچا تلوار سر مرکب پر پڑی گردن مرکب کی قلم ہوئی مرکب نے مانند مرغ
آتشبازی کے چرخ مارا اختر نے زین خالی کیا خادم نے دوسرا مرکب حاضر کیا امیر ہاتھ روکے رہے
اختر دوسرے مرکب پر بیٹھ کر پھر سامنے آیا اور جوش غیظ و غضب میں تلوار ماری امیر نے پھر سپر کو بلند
کیا تیغہ لنگر دار تھا سپر قلم ہوئی تلوار سر پر پہنچی اختر نے جھٹکا مارا کہ تلوار تا دو ابرو اتر گئی امیر بالکل
بے سلاح تھے دونوں ہاتھ مار کر بدقت تیغہ کو سر سے دور کیا مگر کلائیاں بھی زخمی ہو گئیں غشی طاری
ہوئی اختر نے ارادہ کیا کہ سر کاٹ لوں عمر ثانی نے حقہ آتشبازی مارا کہ حقہ سینہ پر اختر کے پڑا کہ
پھٹا کپڑے جل گئے اور ریش بھی اختر کی جلی مرکب چراغ پا ہو کر لے بھاگا عمر ثانی نے اور دو چار
حقہائے آتشبازی مارے اور سواران لشکر کو پراگندہ کرکے قریب امیر کے آیا امیر بیہوش
ہو چکے تھے بس عمرو ثانی جلدی سے امیر کو پشت پر لاد کے لے بھاگا اور ایک پہاڑ کی کھائی میں
پہونچ کے ٹھہرا اور دعا کی کہ خداوندا اب وقت مدد ہے ورنہ امیر قتل ہو جائینگے اور خانۂ کعبہ میں
کوئی چراغ کا جلانے والا بھی باقی نہ رہ جائیگا ادھر سواران لشکر اختر پھر کھائی ہی کی طرف بڑھے
اور اختر نے آواز دی کہ اس مردود کا سر کاٹ لو کہ اسنے بڑے بڑے بت پرستوں کو مار کر
دین جدید کو رواج دیا ہے اسکا قتل کرنا بڑا ثواب ہے جب لوگ یورش کرکے قریب آنے لگتے تھے
عمرو ثانی دس پندرہ حقہائے آتشبازی داغ کے پھینک دیتا تھا پھر لوگ بھاگ جاتے تھے اب یہ نوبت
پہونچی ہے کہ حقہائے آتشبازی بھی باقی نہیں رہے ہیں اور لوگ بڑھے چلے آتے ہیں اسوقت عمرو
محو مستغرق جناب ہوا اور جدید شاہ نے ملک کی دعا کی امیر بالکل پھر کھائی میں بیہوش پڑے ہیں کہ ایک مرتبہ
پھر دعا ہدف مراد پر بیٹھا اور جانب صحرا سے تیرہ گرد و غبار بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے گرد نہایت
تیزی کے ساتھ قریب آ کے شق ہوئی اور دل گرد سے تیرہ سرداران اسلام مع بدیع الملک پیدا ہوئے راستے میں
بدیع الملک نے آئندہ و روندہ سے حال امیر کا دریافت کیا تھا لوگوں نے تمام کیفیت بیان کرکے کہا کہ
قریب ہے صاحبقران قتل ہو گئے ہوں یہ سنکر ان دلیروں نے سرپٹ گھوڑے اٹھا دیئے تھے یہاں پہونچکر
جو کوہ کیجانب یورش کفار کا دیکھا نعرے کرکے لشکر پر گرے اور تلوار برسانے لگے اختر زرد چشم
گھبرایا کہ یہ لوگ کہاں سے آ گئے آواز دی اپنے لشکر کو ارے مارو ان سب کو یہ کونسے طرف سے اس عرب پیدا ہو گئے

تھی اسطرف متوجہ ہوئی اور خود بھی اخضر زرد چشم مرکب پر بیٹھکر چلا کہ ان لوگون سے مقابلہ کرکے انکا بھی خاتمہ کردن
لیکن چونکہ اخضر دور مقابل اخضر زرد پوش کے سات سردار اسکے گھوڑے روکنے کے آپڑے اور سدراہ ہوئے
لیا۔ عوج دراز زینی نے دیکھا کہ ایک شخص نہایت جوش مین غول لشکر کو توڑتا ہوا لاشون
پر لاشین گراتا ہوا چلا آتا ہی بس عوج نے نعرہ کیا کہ او سرکش کدھر جاتا ہی ادھر آ کہ ملک الموت تیرا
مین ہون - بدیع الملک نے آواز دی کہ سامنے آ تو معلوم ہو کہ مین تیرے واسطے ملک الموت ہون
یا تو میرے لیے ملک الموت ہی - عوج دراز قد کرگدن مست کو دوڑا کر سامنے بدیع الملک کے
آیا اور پارہ پشت نہنگ کا وار کیا بدیع الملک نے ارہ کو شمشیر سے قلم کیا اور تلوار ماری کہ یا تو
سر پر چلی تھی یا زمین کو بوسہ دیکر نکلی عوج مع مرکب چار ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا اور پھڑکنے لگا
بدیع الملک آگے بڑھے اور اخضر کو آواز دی کہ او زرد چشم ادھر دیکھ تیری آنکھون مین ایسی
سرسون پھولی ہوئی ہی کہ تو نے خاصان خدا کے قتل پر کمر باندھی اور دعوت خدائی کیا اخضر نے
جواب دیا کہ معلوم ہوتا ہی تجھے بھی قضا گھیر کے لے آئی ہی اب تجھے قتل کر کے حمزہ عرب کو قتل
کرونگا بدیع الملک نے کہا کیا جھک مارتا ہی کیا مجال ہی تیری کہ تو انکو یا مجکو بغیر حکم قتل کرسکے
اب اس طرف سے تو بدیع الملک لاشون پر لاش گراتے چلے جاتے ہین اور اسطرف سے اخضر
زرد چشم لوگون کو ہٹاتا ہوا چلا آتا ہی ایرج نوجوان جانب یسار سے صفون کو توڑتے چلے آتے ہین
نور الدہر جانب یمین لشکر کشتون کے پشتے اور لاشون کے انبار لگا رہے ہین ایک طرف اسد دلاور
لڑ رہے ہین ایک جانب ہاشم تیغزن و جلال من ایک سمت اسفندیار گیلانی اس مجمع مین ان
دونون سے سوا کوئی بزرگ نہین ہی کہ ڈاڑھیان سپید ہین مگر کمر مین خم نہین ہی شیرانہ حملے کرتے
ہوئے چلے جاتے ہین غرضکہ ستر سردارون نے ایک لاکھ کو الٹ پلٹ کر دیا ہی اسود آہن پوش
نے نور الدہر کو للکارا کہ او سرکش کہان آتا ہی اور اپنے گینڈے کو بڑھا کر سد راہ ہوا نور الدہر نے
جواب دیا کہ زبان لڑانے سے تلوار کھینچنا بہتر ہی لاحرب اپنا اسود آہن پوش نے میل فولادی مارا
نور الدہر نے ہتھکٹی ماری کہ ہاتھ میل سمیت کٹ کر زمین پر گرا اسود نے دوسرے ہاتھ سے سپر
پھینک کے تلوار کھینچ لی اور نور الدہر پر وار کیا نور الدہر نے وار اسکا پشت شمشیر پر کاٹ کے
ہاتھ تیغ آبدار کا مارا کہ اسود کے دو ٹکڑے ہوئے ادھر ایرج نوجوان کو سواد آہن پوش نے ٹوکا
اور گرز مارا ایرج نوجوان نے مثل علمشاہ رومی کے کلہ گرز مین ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا مارا کہ گرز ہاتھ سے
سواد آہن پوش کے چھوٹ گیا بس ایرج نوجوان نے وہی گرز سواد کو مارا اسنے سپر کو اٹھا کر چہرہ
کی پناہ کیا گرز جو پڑتا ہی یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا ہاتھ ٹھہرا یا سپر خود پر آئی خود کاسہ سر مین
سر گردن مین گردن سینے مین سینہ شکم مین شکم پشت مرکب مین مرکب زمین مین اک چبوترہ بنکے
رہگیا ایرج نوجوان سواد کو مار کے آگے بڑھا ادھر اسد غازی سے اور مجذوب دیوانہ سے سامنا
ہوا مجذوب نے دار شمشاد کا وار کیا اسد دلاور نے وار کو خالی دیکے جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا مجذوب
کے دو ٹکڑے ہوگئے ہاشم تیغزن سے اور سبیل زرہ پوش سے سامنا ہوا سبیل نے تلوار
ماری ہاشم نے وار اسکا رد کر کے تلوار دوال کمر پر ماری کہ اسکے بھی دو ٹکڑے ہوگئے اسفندیار گیلانی
سے اور ہلال تیغزن سے سامنا ہوا ہلال نے تلوار ماری اسفندیار نے بند دست پکڑ لیا اور مروڑ
کر ہاتھ تلوار چھین لی اور وہی تلوار بیاض گردن پر ماری کہ ہلال کا سر اڑ کر دور گرا جا دشمن کی لاش کو

سر مرکب پر آئی مرکب چرخ پا ہوا لاش کو لیکے بھاگا کچھ دور جا کے جلال مرکب سے گرا اور پھڑک کے
مر گیا ہاشم خیغون بھی لشکر میں در آئے فرامرز نامدار مغربی سے اور محراب کمان کش سے سامنا ہوا محراب
نے دوری سے تیر مارا فرامرز نے تیر کو شمشیر سے قلم کیا جتنے عرصہ میں محراب نے دوسرا تیر چلہ کمان میں جوڑا اتنی دیر
میں فرامرز سر پر جا پہونچا اور تلوار ماری کہ کمان مع چلہ کی کھنچی رہی اور سر تن سے اڑ گیا شاہزادہ طوس ابا ذر یعنی جمہور جانسوز سے
اور شمشاد دراز قامت سے سامنا ہوا شمشاد نے جو دست کا وار کیا جمہور نے جو دست کو تیغ سے قلم کیا اور اپنا وار
کیا کہ ہر چند شمشاد نے چاہا بچون ممکن نہوا آخر جمہور نے نخل حیات کو اس کافر کے قطع کیا بہرام گردن
خاقان چین سے اور مریخ ساغر چشم سے سامنا ہوا۔ مریخ نے نیزہ مارا بہرام نے نیزہ اسکا
تلوار سے قلم کیا مریخ نے تلوار ماری بہرام نے وار اسکا رد کر کے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا تو پورا ہاتھ
جلو کا مع شانہ اوپر کا شمولا داہنی جانب سینے کا دھڑ بائیں جانب گر پڑا گھوڑا سبک ہو کر بھاگ
نکلا مرزبان خراسانی سے اور محرور آتش مزاج سے سامنا ہوا بعد گفتگوے بسیار محرور نے تیر
مارا مرزبان خراسانی نے وار اسکا آسیب سپر رد کر کے تلوار ماری کہ ایک شانہ اور ایک پاؤن اسکا
قلم ہوا محرور تڑپ کے زمین پر گرا اور واصل جہنم ہوا ادھر شاہزادہ بدیع الملک لڑتے ہوئے قریب
اخضر زرد چشم کے پہونچ گئے اخضر نے کہا کہ تو بڑا سرکش معلوم ہوتا ہے کہ ایک لاکھ کے لشکر میں سطح
در آیا اور صفون کو توڑ کر مجھ تک پہونچا مگر مجکو مثل دیگران نہ سمجھنا کہ میں ملک الموت تیری جان کا ہون
یہ کہکر اخضر نے تلوار ماری بدیع الملک نے جھپکی دی کہ تلوار بیٹ پڑی بس کلائی پر اخضر کے ہاتھ ڈالا
اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے اچھال دیا کہ بیس ہاتھ بلند ہو گیا ہنوز اخضر زمین پر نگرا تھا
کہ اور سرداران اسلام بھی پہونچ گئے کسی نے تلوار ماری کہ سر اڑ گیا کسی کی تلوار سے ہاتھ قلم ہوا کسی کی
تیغ سے پانون قطع ہوئے آخر میں تمام سردارون کا ہجوم ہو گیا سب چاہتے تھے کہ اسے قتل کر کے
ثواب حاصل کرین زمین تک آتے آتے اخضر کی لاش کے پرزے اڑ گئے اخضر کے مرتے ہی جوانان
اسلام نے فوج کو تلوار کے نیچے رکھ لیا افواج پسپا ہوئی اور ہر طرف سے آواز امان بلند ہوئی ادھر
سے جواب میں کہا گیا کہ امان بشرط ایمان ہے بہتون نے تو یہ خیال کیا کہ واقعی میں دین مبین اسلام
برحق ہے وہ تو بخوشی کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئے اور بعضون نے بخوف جان اطاعت اختیار کی اب
ان مجاہدین نے قتل کفار سے ہاتھ کھینچا۔ حدید شاہ کوہ سے اتر کر استقبال کو آیا اور سارا ماجرا
بیان کر کے عرض کی کہ یہ جنگ میری ذات سے ہوئی ادھر بدیع الملک قریب صاحبقران ثانی کے
آئے اور سر امیر کا اپنے زانو پر رکھا اسوقت تک صاحبقران بالکل بیہوش تھے ہمراہ بدیع الملک
کے مرہم سلیمانی تھا زخم سر پر امیر کے مرہم لگایا گیا پٹی باندھی گئی دیر کے بعد صاحبقران کو ہوش آیا
تو سر اپنا زانو بدیع الملک پر پایا فرمایا کہ یہ میں خواب دیکھ رہا ہوں یا ہوشیار ہوں بدیع الملک نے
عرض کی کہ اب حضور ہوشیار ہیں اس سے پہلے جناب بیہوش تھے الحمد للہ یہ خادم وقت پر پہونچا
اور اخضر زرد چشم کو مار کر لشکر کو اسکے مطیع کیا صاحبقران نے فرمایا کہ اے بدیع الملک تحسین تجھ پر
ہزار ہا تحسین بعد اسکے تمام سرداران اسلام نے ملازمت صاحبقران ثانی کی حاصل کی جب ایک
روز میں طبیعت امیر ثانی کی درست ہوئی تو مع حدید شاہ کوچ کر کے شہر حدیدیہ میں تشریف لائے
اور تمام شہر سے بتخانے کھدوا ڈالے مسجدون کی بنا ڈالی گئی ملک اسلام آباد ہوا حدید شاہ نے
بہت دھوم سے تمام سرداران لشکر اسلام کی دعوت کی جب دعوت سے فراغ حاصل ہوا تو بدیع الملک

نے عرض کی کہ مین چاہتا ہون کہ زیارت خانہ کعبہ او بعد زیارت قبر امیر اول سے مشرف ہون اور شہداے
راہ خدا کی مرقدون پر فاتحہ پڑھون امیر ثانی نے فرمایا کہ بہتر ہی اور اُسیوقت شہر جدیدہ سے کوچ
کر کے طرف خانہ کعبہ کے روانہ ہوے اول زیارت خانہ کعبہ سے مشرف ہوے بعدہٗ سرِ قبر امیر اول
پر گئے فاتحہ پڑھکر تمام سرداران اسلام بہت روے خصوصاً امیر ثانی اور ہاشم تیغ زن اور
اسفندیار گیلانی اور فرامرز عاد مغربی اور جمہور جہانسوز تیغ زن اور اسعد لاور دیر تک اس مرقد منور
پر رویا کیے بعد اسکے قبر کے پاس دلاور بیا آئے یہان بھی سب نے فاتحہ پڑھا اور جو جبکا عزیز قریب
تھا وہ اُس سے ملکر بہت رویا بعد اسکے امیر ثانی نے ارشاد کیا کہ میرا قصد ہی کہ جنگ احد واحون
قصاص لون امیر اول کا اون اور یہ وہ مقام ہی کہ جہان تکبیر اور کشت و قتل مارنے کی بھی ممانعت ہی
لہذا بہتر و مناسب یہی معلوم ہوتا ہی کہ چلکر شہر جدیدہ مین قیام کیا جاے اور وہین سے نامہ و
پیام ہوکر آغاز جنگ ہو تاکہ اس جاے متبرک پر خونریزی نہو اے بدیع الملک مجھے تمھارا انتظار
تھا کہ تم بھی آلو تو یہ سلسلہ چھیڑا جاے بدیع الملک نے عرض کی کہ جو راے اقدس مین آیا ہی
یہی مناسب ہی غرضکہ امیر ثانی جملہ سرداران اسلام کو لیے ہوے پھر شہر جدیدہ مین آلے
اور قیام پذیر رہے اب انکو تو اسی مقام پر مقیم لکھا جاتا ہی اور اب یہ ملتے

چند کلمہ داستان شوکت بیان سلیمان صاحبقران کے بیان ہوتے ہین کہ جب سلیمان صاحبقران مع گستہم زرین کمر و مع چند ملازمین براے فتح طلسم تحویل سلیمانی و عشق جہتاب پری چلے تھے اور بادشاہون سے رخصت ہوے تھے۔ باقی متعلقہ داستان ہذا

راویان اخبار و ناقلان آثار اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ صاحبقران سلیمان مع عیار
و رفقا دس راہ طلسم عشق کو طی کر کے قریب درویش زندہ دل کے آکر پہونچے اُن ملازمون نے
کہ جو ساتھ تھے آکر درویش صاحب سے عرض کیا کہ صاحبقران واسطے فتح اس طلسم کے تشریف
لائے ہین اُس وقت درویش زندہ دل نے صاحبقران کے جمال باکمال کو دیکھا اور اُٹھ کھڑا ہوا
اور کہا کہ شعر۔ رواق منظر چشم من آستانۂ تست * کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست *
جسوقت کہ درویش صاحب نے یہ کلام نیک انجام ارشاد فرمایا۔ صاحبقران کو بھی ایک شوق ملاقات
پیدا ہوا اور آپ بڑھے درویش صاحب نے کہا کہ الحمد للہ کہ آپ کی زیارت سے مین مشرف ہوا
اور حیات طلسم بھی تمام ہوئی یہ کلمہ سنکر صاحبقران کو اور بھی تسکین زیادہ ہوئی اور صاحبقران پاس
درویش صاحب کے بیٹھے اور فرمایا کہ یہ طلسم کہ جسکی یہ علامت ہی کہ جو شخص آیا وہ پوشیدہ ہو گیا
اور گرفتار بلا ہوا اگر آپ اسمین امداد و کوشش فرمائین تو کیا عجب ہی کہ یہ مہم سخت آسان ہو جاوے
درویش نے کہا کہ پروردگار عالم آپ کو اس منزل صعب سے نکالیگا اور انشاء اللہ فتحیاب کریگا
مین بھی دعا کرونگا اور جو تدبیر کہ میرے متعلق ہی مین اُسکو وقتاً فوقتاً انجام دیتا رہونگا جبکہ یہ
کلام فرحت انجام درویش صاحب سے سنکر صاحبقران نے سجدہ شکر ادا کیا اور درویش صاحب
نے سامان دعوت مہیا کیا اور گستہم زرین کمر کو بھی سمجھایا اور یہ کہا کہ انسان کو لائق و لازم یہ ہی کہ

کسی کے عشق میں اسقدر مبہوت ہو کہ آپ سے باہر ہو جاوے تم کیسے عیار طرار ہو کہ فتح طلسم سے زیادہ تم بد حواس ہوا اور اسکا ظہور تمھارے چہرہ سے ہر وقت نمایان ہے لہذا میں بھی تدبیر کرتا ہوں اور تم بھی شاہزادہ کو سمجھاتے رہنا صاحبقران سمجھ گئے کہ یہ ساری نصیحت میرے لیے تھی جو اسنے در پردہ مستغرق کو سمجھایا ہے اور واقعی شاہ صاحب سچ کہتے ہیں کیونکہ آدمی کو حواس درست رکھنا چاہیے اور عقل سے کام لینا چاہیے اتنے عرصہ میں سامان دعوت مہیا ہو گیا اور ملازمین شاہ صاحب نے عرض کیا کہ حضور خاصہ حاضر ہے شاہزادہ نے مع رفقا و درویش صاحب خاصہ تناول کیا بعد فراغ طعام درویش صاحب نے کہا کہ آج آپ یہیں شب باش ہوں صبح کو میں اسکی روداد بیان کرونگا یہ کہکر شاہ صاحب تو اپنے مقام عبادت گاہ کو روانہ ہوئے اور یہ اپنے مقام پر کہ جہان درویش صاحب نے بتا دیا تھا وہاں گئے جب آفتاب عالمتاب جانب مغرب روان ہوا اور ستارے ہویدا ہوئے اور زمانہ شب کا ظاہر ہوا اسوقت صاحبقران نے یہ شعر پڑھا ؎ جھٹپٹا وقت ہے بہتا ہوا دریا ٹھہرا۔ صبح سے شام ہوئی دل نہ ہمارا ٹھہرا۔ مستغرق نے تسکین دینا شروع کی لیکن شاہزادہ ان اشعار کو پڑھتا تھا وہو ہذا۔ اشعار

وہ وفا پسند ہرگز وہ جفا خصال ہوتا ۔ نہ میں اپنی جان دیتا نہ اسے خیال ہوتا
وہ جوان نور طلعت جو پری جمال ہوتا ۔ میری طرح دل جو دیتا وہ خراب حال ہوتا
جو امید وصل ہوتی تو بڑا ملال ہوتا ۔ کہ جواب ہے انہیں مدتوں مرے دل کا حال ہوتا
وہ وفا کا جسکے دعوی ہوئے امتحان کے طالب ۔ ہم اگر خوش رہتے تو یہ کیوں سوال ہوتا
جو بخار سے نکلتے مرے دل کے میرے نالے ۔ تو نہ تن بدن کو لرزہ دم عرض حال ہوتا
وہ جو مشق تو میری کرتے انہیں ملتی کچھ نہ جرأت ۔ نہ قدم بھی اٹھنے پاتا کہ میں پائمال ہوتا
جو کچھ اسنے مانگتے ہم تو انہیں کو مانگتے ہم ۔ جو کوئی سوال ہوتا تو یہی سوال ہوتا
جو جلائے جان تھا یہ دل تو ہمارے واسطے تھا ۔ انہیں اس سے کیا تھی رغبت انہیں کیوں وبال ہوتا
گلہ جفا کیا تو ہوئے وہ ہی پھر پشیمان ۔ وہ اگر جواب دیتے تو نہ انفعال ہوتا
مری طرح تم بھی ہوتے جو کسی حسین کے شیدا ۔ کہو کیا گذرتی دل پر کہو کیسا حال ہوتا
یہ ہمارا ہی جگر ہے کرو ہی نذر بے اسکے ۔ کوئی کیا نباہ سکتا جو ذرا ملال ہوتا
یہ کہو کہ جام بھر کر نہ دیا کسی نے واعظ ۔ جو حرام بھی تھا بادہ تو ابھی حلال ہوتا
ہوئی خیریت کہ چھوٹا دل مضطرب وگرنہ ۔ ہم اسے سمجھتے دو بھر وہ ہمیں وبال ہوتا
نہ اٹھی میان محفل وہ نظر حیا سے ورنہ ۔ یہ چھری کسی پہ چلتی وہ میں ہی حلال ہوتا
شب وصل آپ ہی میں خوشی کے مارے ہم تم ۔ جو نہ آپ عذر کرتے تو نہ کچھ خیال ہوتا
یہ کہو ہوا غنیمت کہ وہ زلف لے گئی دل ۔ جو وہ بال بال بچنا تو ہمیں وبال ہوتا
نہ سنا یہ کہکے اسنے کہ اثر ہے ذکر غم میں ۔ اسے ایسی کیا پڑی تھی جو خراب حال ہوتا
جو نہ دیکھ لیتا جلوہ تو خیال کیوں بدلتا ۔ وہی حسن تھا جسکا رخ پر جمال ہوتا
کچھ اسی میں بہتری تھی کہ ہوا نہ اسنے وعدہ ۔ نہیں دو گھڑی کا عرصہ مجھے ایک سال ہوتا
مری عرض مدعا پر ہوئے دست بھی ساعی ۔ کوئی ہاں میں ہاں ملاتا تو نہ رد سوال ہوتا
یہ خدا کی مصلحت تھی کہ وفا تمہیں نہ آئی ۔ نہیں اور بڑھتی الفت جو ذرا خیال ہوتا

کبھی پہلو جفا بھی نکل آتا ہے وفا سے — وہ جیسے بجا کے ملتے وہی پائمال ہوتا
ہمیں مرگ غیر سے بھی نہ خوشی حصول ہوتی — جو غم اپنا دور کرتے تو انہیں ملال ہوتا
جو نہ خواب میں تم آتے تو فضول عذر بھی تھا — جسے نیند ہی نہ آئے اسے کیا خیال ہوتا
وہ جنون ہی کا دل ہی نہیں جسمیں زخم چھلا — کبھی ہم نہ دیکھ سکتے جو تیرا حال ہوتا

یہ اشعار صاحبقران نے کچھ اس درد سے پڑھے کہ گستہم کا دل ہل گیا اور اسکے دل پر بھی ایک چوٹ لگی تاہم اسنے اپنے تئیں سنبھالا اور عرض کیا کہ حضور صبر فرمائیں اب انشاءاللہ تعالیٰ وصال یار میسر ہوگا اور یہ تکلیفیں ہجر کی کچھ نہ رہینگی آپ زیادہ پریشان نہوں صاحبقران نے کہا شعر۔ درد دل کشتگیں دل مرا جانتے ۔ جو کہ بیدرد ہو وہ کیا جانے ۔ گستہم نے عرض کیا کہ حضور سچ فرماتے ہیں مگر ہر حال میں انسان کو صبر کرنا لازم ہے کیونکہ اسکا نتیجہ اچھا ہی ہوا غرض وہ زمانہ شب کا گذرا مصرع شب وہ کالی خدا خدا کرکے ۔ آثار سحر نمودار ہونے شاہزادہ اور گستہم نے نماز صبح سے فراغ حاصل کیا دیکھا کہ درویش صاحب بھی اس مکان خاص سے نکل کر جہاں یہ مقیم تھے آئے اور صاحب سلامت کی۔ مسکرائے اور پاس شاہزادے کے بیٹھ گئے اور فرمایا کہ حال طلسم میں تم سے بیان کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ میمون جن اندر طلسم لے تو گیا ہے مگر چونکہ ساحر ہے اسنے حد طلسم پر ایک مرحلہ آتش نما تیار کیا ہے اور اسمیں لاکر ان دونوں پریوں کو رکھا ہے میں انشاءاللہ تعالیٰ تمکو بہت جلد اُسکے پاس پہونچائے دیتا ہوں اور تم انکو رہا کر دوگے یہ کہکر نہایت فرحت انہیں حاصل ہوئی اور شاہ صاحب نے ایک تعویذ اپنے بازو سے کھولکر شاہزادہ کے بازو پر باندھا اور ایک کھال شیر صحرائی کی منگاکر بچھادی اور یہ کہا کہ تم یہ اسم پڑھکر اسپر بیٹھو اور یہ اسم برابر پڑھو اور اس سے کہو کہ مجھے چشمہ آب گرم پر پہونچا دے تو فوراً یہ کھال تمکو چشمہ آب گرم پر پہونچادیگی جب تم وہاں پہونچوگے تو دیکھوگے سامنے ایک جنگل آتش نما ہے کہ زمین دہک رہی ہے اور شعلہ اس سے نکل کر اس چشمہ پر گرتے ہیں کہ وہ چشمہ گرم رہتا ہے جب اسکے قریب پہونچنا تو اس کھال کو وہاں رکھکر اس آب گرم میں فوراً کود پڑنا لاکھ آواز آوے اور کوئی سمجھائے کہ او بہوت عشق کیوں اپنی جان شیرین کو تلف و برباد کرتا ہے کیا تونے یہ مثل سنی نہیں ہے کہ آب زندم جہان زندم آب مردم جہان مردم پھر اس دنیا میں آنا نہیں ہوگا کیوں بنا حیات کو اپنی اس آب گرم سے مٹاتا ہے ہم تجھ سے برائے نصیحت کہتے ہیں جب یہ آواز آوے تو تم کچھ خیال نکرنا اور نہ اس گرم پانی سے ڈرنا فوراً کود پڑنا یہ کلام درویش نیک انجام سے گستہم کو ایک ذرا خیال پیدا ہوا۔ اور اسنے یہ کہا کہ اے شاہزادہ عالی مرتبت مناسب یہ ہے کہ آج آپ استخارہ دیکھ لیں آپ کو عنداللہ حال معلوم ہوجاویگا کہ یہ طلسم کیونکر فتح ہوگا لوح کیونکر ملیگی۔ یہ کلام سنکر درویش صاحب مسکرائے اور کہا کہ یہ طلسم ہی اسمیں لوح تمہیں ملیگی جو انکا مطلب ہے وہ حاصل ہونا چاہیے اور لوح کا استخارہ کرنا اس وقت فضول ہے شاہزادہ نے کہا کہ جیسا آپنے ارشاد کیا ہے ویسا ہی عمل کرونگا سر مو فرق نہ ہوگا یہ کہکر کھڑے ہوئے اور اس کھال پر بیٹھے اور گستہم زرین کمر سے کہا کہ تم یہیں ٹھہرو جب تک میں واپس نہ آؤں گستہم نے کہا کہ حضور میں بھی چلونگا آپ اپنی معشوقہ کے دیدار سے مشرف ہونگے اور میں محروم رہونگا اسنے یہ حیلہ کیا تھا شاہزادہ نے کہا کہ طلسم کی فتح تنہا ہوتی ہے اور یہ دوم حلہ ہے اور شاہ صاحب کا

حکم بھی تنہا جانے کا ہی بس یہ کہکر اس اسم کو پڑھا اور وہ کھال اوڑھی یہ صداے خدا حافظ بلند
کرکے چلے اور یہ شعر زبان پر لاے ع کوئی حرم کو کوئی بتکدہ کو جاتے ہی + کوئی تلاش معیشت
مین جان کھپاتے ہی + مین پوچھون دل سے کہ اسے دل کہان کو جاتے ہی + تو ہم کے آنکھ مین
آنسو یہ کہہ سناتے ہی + علی الصباح چو مردم بکار وبار روند + بلاکشان محبت بہ کوے یار روند +
اشعار پڑھکر شاہزادہ نے اُس کھال سے کہا کہ مجھکو چشمۂ آب گرم پر پہونچا دے اور شاہ صاحب
ادھر اپنے مقام عبادت گاہ پر آئے ادھر ستمبرین کر دل مین اپنے خیال فاسد لانے لگا کہ
ایسا نہو کہ شاہ صاحب مصنوعی ہون اور انھون نے میمون جن سے ملکر دھوکا دیا ہو لیکن پھر سمجھتا
تھا کہ جو ہونا ہو وہ ہو ان خیالات کو اپنے دل سے نکال ڈال اور درگاہ احدیت مین دعا کر
اُسی وقت اسنے دست دعا بلند کیے اور مشغول دعا ہوا اور یون عرض کرنے لگا کہ اے خداوند
عالم و عالمیان تو شاہزادہ کی حفاظت کرنا یہ تو مصروف دعا چھوڑا جاتا ہی اب حال شاہزادہ
کا بیان ہوتا ہی کہ جب یہ قریب چشمۂ آب گرم کے پہونچ گئے تو دیکھا کہ ایک بڑھیا سامنے سے
پیدا ہوئی اور وہی کلمے کہ جو شاہ صاحب نے کہے تھے زبان لائی شاہزادہ نے کچھ جواب نہ دیا
اور دیکھا تو واقعی وہ جنگل آتش بنا جوش مار رہا ہی اور شعلے اُسکے چشمہ پر گرتے ہین اور گرد صحرا کی جو
درخت وگیاہ لگی ہوئی ہی اُسکو فنا کیے دیتے ہین بس یہ معرکہ دیکھکر اُس رستم دل نے دامن قبا
کو گردانے اور بسم اللہ کہکے یہ شعر پڑھا ع چڑھا منصور سولی پر پکارا عشق بازون کو + یہ
اُسکے بام کا زینہ ہی آئے جسکا جی چاہے + اور دل مین یاد پروردگار عالم کرکے اور یا علی مدد کہکر
اُس چشمۂ آب مین کود پڑے اُدھر وہ بڑھیا لوٹ پوٹ کر زمین پر گری اور شکل اپنی ایک شیر صحرائی
کی بنا کر اُس چشمۂ آب مین اسنے گرنے کا قصد کیا وہ جو کھال شیر صحرائی کی تھی کہ جسپر بیٹھکر یہ گئے تھے
ہمہ تن ایک شیر بنگئی اور اس شیر سے مقابلہ کرنے لگی اور اسکو اندر اُس چشمۂ آب گرم کے نجانے دیا
یہان تو یہ لڑ رہے ہین ادھر حال شاہزادہ کا سنیے کہ اب جو نیچے پاؤن زمین سے آشنا ہوے تو
اُسوقت انھون نے دیکھا کہ سامنے ایک زینہ معلوم ہوتا ہی یہ اُس زینہ پر چڑھ گئے اب جو دیکھا تو وہ
راستہ خاص اُس بنگلہ کا ہی غرضکہ یہ اُس راستے کو طی کرکے سامنے دروازہ کے پہونچے اور دروازہ
کھولکر اندر داخل ہوے اُسوقت دیکھا کہ وہ شمع و زر روشن ہین اور بال سر کے کھلے ہوے یہ بھی
استغنا ذکر رہی ہین لیکن یہ کیفیت ہی شعر قد سے بڑھے جو بال ہین اسمین یہ راز ہی + دن وصل
کے ہین کم شب ہجران دراز ہی + وہ پوشاک ململی پر عجب طرح کا حسن ہی شعر اگری کا ہی گمان
شاک ہی ملاگیری کا + رنگ لایا ہی ڈوپٹہ ترا میلا ہوکر + یہ رنگ دیکھکر صاحبقران کا یہ حال تھا
کہ یقین تھا کہ غش آجائے لیکن اپنے دل کو انھون نے سنبھالا اُسوقت مہتاب پری اور دختر
زمان شاہ نے کہا کہ یا صاحبقران زمان آپنے بڑا عرصہ کیا اُسوقت صاحبقران بہت حیران ہوے
اور کہا کہ میرا نام تم لوگون کو کیونکر معلوم ہوا اُن لوگون نے کہا کہ ہمنے کل شب کو خواب مین دیکھا کہ
ایک بزرگ شخص تشریف لائے ہین اور وہ فرماتے ہین کہ اب زمانہ تمھاری رہائی کا قریب آگیا اور
عنقریب صاحبقران یعنے سلیمان صاحبقران تمکو آکر رہا کرینگے اُسوقت صاحبقران نے فرمایا کہ یہ
حال تمکو سلطان ورقہ اور اسرار پری کا بھی معلوم ہی اُن لوگون نے کہا کہ جبسے ہمکو میمون جنی یہان
لایا ہی اسی قید مین پڑے ہین ہمکو نہین معلوم کہ سلطان ورقہ کا کیا حال ہی اُسوقت بر سبیل تذکرہ

مہتاب پری سے کہا کہ یا صاحبقران میمون جنی مجھکو صرف اسواسطے لایا تھا کہ دختر رمان شاہ کو مجھسے وصل راضی کرے۔ اُسکے بعد صاحبقران سے کہا کہ حضور اب ہمیں یہان سے لیچلیے اُسوقت صاحبقران اُن کو اپنے ہمراہ لیکر اُس مقام سے اوپر آکر زینہ کو طی کرکے اُس چشمۂ آب گرم پر آئے اور اُس چشمہ سے نکلنے کی راہ نکلنے کی دی اب جو باہر آئے تو دیکھا کہ وہ کھال جسپر مین سوار تھا وہ شیر بن گئی ہو اور ایک اور شیر ہو اُس سے مقابلہ ہو رہا ہو اُسوقت صاحبقران اُس شیر کی طرف دوڑے تو دیکھا کہ وہ شیر زمین پر تڑپا اور تڑپ تڑپ کے مثل ایک طائر کے ہوگیا اور یہ کہتا ہوا بالاے آسمان اُڑا کہ او صاحبقران جعلی تو میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہو ادھر انکی کھال جسپر یہ آئے تھے اور وہ شیر بن گئی تھی زمین پر گری اور گرکر اسنے ہیئت اصلی پیدا کی اُسوقت صاحبقران قریب اُس کھال کے آئے اور مع اُن دونون شاہزادیون کے اُس کھال پر بیٹھے اور وہی اسم پڑھا وہ کھال بالاے آسمان چلی صاحبقران نے کہا کہ مجھے شاہ صاحب کی خدمت مین پہونچا دے بس اُس کھال نے طرف شاہ صاحب کے رخ کیا تھوڑے عرصہ مین بخدمت شاہ صاحب پہونچا دیا۔ صاحبقران نے شاہ صاحب کو دیکھکر سلام کیا شاہ صاحب نے بعد جواب سلام کہا کہ کہیے کیسا مزاج ہو اور کیا حال گذرا صاحبقران نے عرض کیا کہ مین نے آپکے اقبال سے اس مہم کو سر کیا اور ان دونون کو رہا کر لایا اُسوقت شاہ صاحب نے شکایتاً گستہم زرین کمر سے کہا کہ تم میری طرف سے بدگمان تھے اُسوقت گستہم زرین کمر نے کہا کہ حضور آدمی ضعیف العقل ہوتا ہو واقعی مین خطاوار ہون میری خطا کو معاف فرمائیے یہ تذکرہ تھا کہ سامنے سے گرد اُڑی اور نقارہ کی آواز آئی صاحبقران اُسکی طرف متوجہ ہوے اور خیال کیا کہ شاید کسی دشمن کی فوج آئی ہو اُسوقت شاہ صاحب نے کہا کہ یہ تمھارے دشمن کی فوج نہین ہو بلکہ تمھارے دوستون کی فوج ہو جسوقت کہ بادنے ما را گرد کو اور گردنے باد کو مارا دامن گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا کہ رمان شاہ و انور شاہ چلے آتے ہین جب قریب آئے تو اُنھون نے جھککر صاحبقران کو سلام کیا صاحبقران نے بعد جواب سلام کہا کہ لیجیے یہ آپکی صاحبزادیان حاضر ہین اُن دونون نے بہت تعریف صاحبقران کی کی اور صاحبقران نے سارا حال فقیر صاحب کا بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ بروقت چلنے کے اُس شیر نے یہ بھی کہا تھا کہ جاتم میرے ہاتھ سے کہان بچکر جاؤگے اُسوقت درویش زندہ دل نے کہا کہ مین اس ملعون کا خاتمہ ہی کیے دیتا ہون۔ یہ کہکر شاہ صاحب نے حکم دیا کہ ایک کڑھاؤ تیل کا چڑھا دیا جاوے یہ حکم پاتے ہی کڑھاؤ چڑھا دیا گیا اور اُسکے نیچے آنچ ہونے لگی اور شاہ صاحب نے اپنی تسبیح لیکر اور کچھ دانہ ماش کے لیکر پڑھنا شروع کیے یہانتک پڑھ کے اُس کڑھاؤ مین چند دانہ ڈالے اور ہاتھ زمین پر دے مارا تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ وہی میمون سامنے سے چلا آتا ہو بس یہ دیکھتے ہی رمان شاہ اور انور شاہ رونے لگے اور کہنے لگے کہ یہی کمبخت باعث ہماری بربادی کا ہو اور اسی نے یہ فساد برپا کیا ہو اُسوقت جب وہ میمون قریب آیا تو شاہ صاحب نے کہا کہ او حرامزادے تو نے کیونکر فساد برپا کیا سچ بتلا کہ سلیمان ورقہ اور مہرار پری کو تو نے کہان قید کیا ہو اُسوقت اُسنے عرض کیا کہ اے درویش صاحب اُنکو تو مین نے اپنے مرحلہ مین قید کیا تھا مگر وہ دونون خاص طلسم تحویل سلیمانی و جواہر سلیمانی مین قید ہین جسوقت صاحبقران ابکی دفعہ وہان پہونچے جہان مین نے انکو قید کیا تھا یعنی جو مرحلہ کہ مین نے بنایا تھا اور وہان سے ان دونون کو رہا کر لائے

اسوقت مین سنے چاہا کہ جاکر اُنکی قید کو مسخر کرون کہ آپکے موکل پہونچے اور مجھکو لے آئے آپ ہی کی وجہ سے میری خانہ بربادی ہوئی اُسوقت اور بھی کلمات ناسزا خدمت شاہ صاحب مین اُس بد نے کہے شاہ صاحب کو غصہ آیا اور کچھ پڑھکر فرمایا کہ کیون ناس کر جاؤ مین نہین تو کرتا ہی - یہ سُنکر وہ میمون اپنے مقام سے اُٹھا اور اُس کر جاؤ مین کود پڑا اُس کر جاؤ سے دھوان تیرہ و تار پیدا ہوا اور وہ میمون جنی جلکر خاک سیاہ ہوگیا یہ دیکھکر سب نے سجدہ شکر کیا اور شاہ صاحب کے دست و پا کو بوسہ دیا اسوقت زمان شاہ اور انور شاہ نے صاحبقران سے کہا کہ خیر جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا مگر اب آپ اپنی کنیزی مین مہتاب پری کو قبول فرمایئے اُسوقت صاحبقران نے کہا کہ مردان عالم جس بات کو کہتے ہین اسے پورا کرتے ہین ایسا نہین ہو سکتا جس وقت تک کہ سلطان ورقہ اور اسرار پری کو رہا کرونگا اُسوقت تک ہرگز شادی نہ کرونگا عمر گستہم نے بھی کہا کہ حضور جب فرماتے ہین جب تک وہ پورا نہین کرلیتے اُسوقت تک کوئی کام نہین کرتے ہین اُسوقت شاہ صاحب نے صاحبقران کی بہت تعریف کی اور کہا کہ انشاء اللہ تعالے آپ اس مہم کو بھی جلد فتح کرینگے اُسوقت صاحبقران نے انور شاہ اور زمان شاہ سے کہا کہ آپ اپنی صاحبزادیون کو بھیجیے اور چاہے یہان رکھیے اور چاہے اپنے مقام پر تشریف لیجایئے اسوقت انور شاہ نے عرض کی کہ حضور جیسا ارشاد فرمائین اُس وقت صاحبقران نے کہا کہ مناسب یہی معلوم ہوتا ہی کہ آپ اپنے مقام پر تشریف لیجایئے بس یہ سُنکر انور شاہ اور زمان شاہ دونون شاہزادیون کو لیکر روانہ ہوئے اور اُسی مقام پر کہ جہان شاہزادہ مع رفقا اُترا ہوا تھا اور جو شاہ صاحب نے اُنکے رہنے کے لیئے مقرر کیا تھا فروکش ہوئے ادھر یہ کلام صاحبقران عالیشان کا سُنکر شاہ صاحب حال طلسم کو یون بیان کرنے لگے کہ اے صاحبقران یہ طلسم بہت دشوار او مشکل ہی کیونکہ میمون جنی جو مارا گیا ہی اسکی سرحد کے بعد دربند دودمانیہ ہی اور مالک وہانکا مودمان جادو ہی وہ خاص دربند طلسم کا ہی ایک روز کا ذکر ہی کہ کوہ آئینہ جو قاف مین سے وہانکا ایک شاہزادہ ہی کہ نام اُسکا عارض خیر دل ہی حسب اتفاق ایک روز دختر بادشاہ طلسم کہ نام اُسکا رضوان سبز پوش ہی برائے سیر دریا ایک کشتی پر روانہ ہوئے اور مصروف سیر ہوئے اور عارض خیر دل بھی برائے شکار قریب دریا تھا اُسکی جو نگاہ پڑی تو یہ عاشق ہوا اور ملکہ کی جانب دیکھکر اسنے کہا کہ اے گل گلزار محبوبی و اے باغ حسن خوبی تو گل کس گلستان کی او قمری کس سرو کی ہی یہ کلام سُنکر ملکہ رضوان سبز پوش نے کہا کہ تمھین میری پرسش حال سے کیا واسطہ اسنے کہا کہ ضرور ہی نام و نشان کا دریافت کرنا اسواسطے کہ سوقت تو مین آپ کو دیکھتا ہون اور جسوقت کہ یہ تصویر میرے سامنے نہ ہوگی تو کیا عجب ہی کہ سودا میرا بڑھے اور دیوانہ ہوکر شاید مر جاؤن - شعر

قیس جو دشت مین پھرتا تھا وہ دیوانہ تھا ۔ اُس سے لیلی ہی کے دروازہ پہ مر جانا تھا

یہ کلام عشق آمیز اسکا سُنکر ملکہ آنکھون مین آنسو بھر لائی اور کہا کہ اے مرد عزیز مین وہ بدنصیب ہون کہ مین بیزار ہون دنیا سے جاؤنگی کیونکہ میرے پیام شادی کے بارہا آئے لیکن میرے باپ کا یہ قول ہی کہ مین کسیکا سسرا نہ ہونگا اور نہ کسیکو پیا داماد بناؤنگا بس اُس دن سے قطعا مجھے یاس ہوئی اور مین شاہزادی ہون طلسم تحویل سلیمانی کی اور بیٹی ہون خاقان جادو کی اور یہ کہکر آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے اُسوقت اُسنے اسکی طرف دیکھکر یہ شعر پڑھا - شعر

ڈبڈبائی آنکھ آنسو تھم رہے ÷ کالنہ نرگس مین جون شبنم رہے ÷ اسنے برجستہ یہ شعر پڑھا

شعر - استخوان صدموں سے پسکر ریزہ ہو جائیں اگر * تیری نظروں میں کسی ڈھب سے سما یا
چاہیے * پس یہ کلام سنکر ملکہ نے اپنی کشتی کو وہاں سے بڑھایا یہ ادھر تڑپتا رہگیا بعد چند روز
کے کوہ آئینہ کو سر کرنے کے واسطے فاتح طلسم کے آیا اور آپ کی ساری روداد اسنے بیان کی جسکو
مین نے آپکے سامنے عرض کیا لیکن اسنے ہرگز میرے کہنے پر عمل نہ کیا حالانکہ مین نے اسکو
بہت فہمائش کی لیکن اسنے نہ مانا اور ایک روز اسی سمت کو روانہ ہوا آخر جا کر اسیر طلسم ہوا
اور دربند دودہ ماں کے ہاتھ میں گرفتار ہو گیا دودہ ماں جادو نے بخدمت بادشاہ اسکو بھجوایا —
بادشاہ نے حال اسکا دریافت کیا اسنے اپنے حسب نسب سے بادشاہ کو آگاہ کیا اور عشق
ملکہ ظاہر کیا بادشاہ نے کہا کہ تجھے اس امر سے انکار ہی اسکو جا کر قید کرو اسوقت یہ بہت اپنے
حال پر رویا اور کہا کہ میرا قید ہونا برا ہی بلکہ اس کے عوض مین قتل کرنا بہتر اور انسب ہے کہ مین جمال
ملکہ سے بھی محروم رہا اسوقت دودہ ماں جادو نے کہا کہ مہینہ بھر کے بعد میرے دربند پر ملکہ کا دیدار
ہوا کرے بادشاہ نے کہا کہ تمکو اختیار ہی غرضکہ دودہ ماں جادو نے اپنی قید مین آسے رکھا اور
مہینہ بھر کے بعد اپنے دربند پر ایک جلسہ مقرر کیا کہ وہ جلسہ لائق دید ہوتا ہے کیونکہ ملکہ [illegible]
مع اپنی کنیزوں و خواصوں کے دربند پر آتی ہی اور دودہ ماں جادو نے اپنے مقام پر کئی ستون
آہنی نصب کرائے ہیں اسمین سے دھوان نکلتا ہی اور ایک جگہ جمع ہو کر شکل ابر کے پھیل جاتا ہی
اور اسمین سے تارے اور چاند نمایاں ہوتے ہیں اور شمعیاں قسم قسم کی لگائی جاتی ہیں اور وہ سب
کے سب گل خوشرنگ کے مانند ہو جاتے ہیں اور اسمین سے مہک پیدا ہوتی ہی کہ تمام دشت
خوشبو سے مملو ہو جاتا ہی اور وہ ستارے جو ٹوٹتے ہیں تو اسمین سے ایک آواز تڑاقے کی پیدا
ہوتی ہی اور ہزارہا ستارے بن جاتے ہیں اور زمین پر گر کر وہ بہ شکل انسان ہو جاتے ہیں اور
ایک صف ہو جاتے ہیں اور پھر دوسرا ستارہ ٹوٹتا ہی اور وہ اسیطرح سے انسان بنکر دوسری صف
ہو جاتی ہی اس وقت آپس میں جنگ مغلوبہ ہوتی ہی اور سب کے سب وہ لڑ کر ختم ہو جاتے ہیں
اور وہ شمعیاں اور وہ آتشبازی جو گر دی جاتی ہی اسمین سے قسم قسم کے پھول پیدا ہوتے ہیں
اور اسمین سے پریاں پیدا ہوتی ہیں اور وہ بھی نیچے پکڑ پکڑ کر لڑتی ہیں اور مر جاتی ہیں۔ بعد
اس تماشہ کے ناچ و رنگ ہوتا ہی یہانتک کہ قریب صبح وہ محفل برخاست ہوتی ہی بس صبح کو
وہاں کچھ نہیں نظر آتا اگر کوئی شخص وہاں انکو ملنے کا قصد کرے تو وہی ابر تیرہ و تار اسکو
قید کر لیتا ہی۔ یہ اس دربند کی صفت دودہ ماں جادو نے رکھی ہی یہ سنکر صاحبقران کو نہایت
اشتیاق ہوا اور کہا کہ اب کی روز اسکے باقی ہیں اسوقت شاہ صاحب نے کہا کہ آپ کا جانا
مناسب نہیں جبتک کہ کوئی فکر نہ کی وو ہوئی کہ یہ مرحلہ بہت دشوار ہی اسوقت ستہم نے عرض کی
کہ اگر کوئی عیار جانا چاہے تو ہو سکتا ہی شاہ صاحب نے کہا کہ البتہ اس دن اگر کوئی فریب کرکے
اور صورت اپنی تبدیل کر کے جائے تو کیا عجب ہی کہ اس تماشہ کو دیکھے اگر تم جاؤ تو مین بھی ایک
تعویذ دوں کہ تم ساری حقیقت وہاں کی دیکھ لو صاحبقران سے عرض کرو اسنے قبول کیا اور شاہ صاحب
نے ایک تعویذ لکھ کر اسکے حوالے کیا۔ اب یہاں سے

دو کلمہ داستان حیرت بیان ستہم زرین کمر کے بیان کیے جاتے ہیں
یعنے جانا ستہم کا اس دربند پر بنے وربگ دودہ ماں پر اور وہاں ہو بکسلا

ساری روداد کا دیکھنا اور عاشق اور معشوقوں کی گفتگو اور لوح کا پتہ لگانا وہاں کی حالات متعلقہ داستان ہذا

راویان شیرین مقال اس داستان فرحت بیان کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ مستہم زرین کمر نے طوق کو اپنے بازو پر باندھ کر اور صاحبقران سے رخصت ہو کر ایک صحرا کی سمت چلا اور اُس مقام پر کہ جہاں پر میمون جنی نے اپنا در بند بنایا تھا پہونچا اور اُسکو ویران دیکھکر اور آگے بڑھ کر ایک مقام پر بیٹھا اور اس دن کا منتظر ہوا غرضکہ خدا خدا کرکے وہ دن آیا مستہم فکر عیاری میں متوجہ تھا کہ کیا صورت کروں اور اُس منزل سے کیونکر آگے رجوع کروں دیکھا سامنے کیا تے سے مین عورتیں نوجوان چلی آتی ہیں اسنے بھی اپنی شکل کو تبدیل کرکے صورت ایک عورت کی بنائی اور جب وہ عورتیں قریب اسکے آئیں تو اسنے جھکر سلام کیا اور پوچھا کہ آپ اسوقت جلدی جلدی کہاں جاتی ہیں ان عورتوں نے کہا کہ در بند دودھ مانیہ پر ہم لوگ جاتے ہیں اور ملکہ برق تیغ نگا ہماری مالک ہیں ہم انھیں کے ہمراہ ہیں اور کچھ یگانی ہیں اور ایک نامہ انکے پاس لیے جاتی ہیں یہ سنکر اس عورت نے کہا کہ کیا کہیں ہمکو اشتیاق تو ہمیں دہی ہے کہ برسوں سے ہم بھی اس جشن کا اشتیاق رکھتے ہیں اسنے کہا کہ اور کسی کا وہاں کام نہیں ہے یہ سنکر بیہوش ہوئی حسب اتفاق اسکو یعنی برق تیغ نگاہ کو حاجت ضروری ہوئی اسنے کہا کہ کوئی مقام یہاں پیشاب کرنے کا ہے اسنے کہا یعنی عورت نے کہا کہ میں لیچلوں یہ دونوں تو یہیں ٹھہری رہیں اور یہ اپنے ساتھ جھاڑی میں لائی یہ کچھ ایسی بولائی ہوئی تھی کہ جلدی آڑ میں جھاڑی کے بیٹھی اس عورت نے جلدی سے کمند مار کر حباب مار دیا اور بیہوش کرکے کپڑے اُتار لیے اور نامہ لیکر ویسی صورت مستہم کی بنا کر اور وہی پوشاک پہنکر اور وہی نامہ اپنے جیب میں رکھ کر اور اس عورت کو ایک غار میں ڈال کر دبا دیا اور آپ اپنے ہمراہیوں کے پاس آگئی ان دونوں نے کہا کہ بڑا عرصہ ہوا اُسنے کہا کہ جب وہ عورت پانی وغیرہ لائی تو میں فراغت کرکے آئی غرضکہ یہ دونوں ہمراہ ہوئیں اور ملکہ برق تیغ کو لیکر چل کھڑی ہوئیں یہاں تک کہ اس راہ کو طے کرکے قریب چبوترہ بلور کے پہونچیں اور دیکھا کہ ایک بنگلہ پر تکلف اُس چبوترہ پر آراستہ ہے اور باقی ہر چہار طرف سامان آتشبازی کی اور وہ ٹٹیاں لگی ہوئی ہیں کہ دیکھا سامنے سے وہ مہ پارہ یعنی رضوان سبز پوش ماہ وش تین سو ساڑھے تین سو نازنین اسکے ہمراہ چلی آتی ہیں بموجب اشعار

کمر تا ہے کوئی لچکاتی تھی

کوئی اپنی آنکھوں کو مٹکاتی تھی
کوئی ہاتھ سر پر رکھے ناز سے
کہ ٹوٹا ہی لیتی ہیں یوں تو سہی

چلی کوئی دامن جھٹکتی ہوئی
نسیں دل رواں ایسے انداز سے
غرض جلسہ ہونچی پر اک لطف

چلی کوئی کیسی مٹکتی ہوئی
کوئی ہاتھ اٹھا کر یہ کہتی چلی
عجب لطف تھا اور عجب حسن تھا

یہ سامان دیکھکر مستہم زرین کمر حیران ہو گیا اور حسن ملکہ پر جو نگاہ پڑی تو یہ کہا کہ بادشاہ طلسم کو وہ آئینہ اپنے کو اس بلا میں کیوں نہ پھنسا دے اسنے رخ کر ملکہ کو مجرا کیا اسنے اپنی خادمہ کو دیکھ لیا اپنے گلگوں جادو کا پوچھا اسنے عرض کیا کہ بخیریت ہیں اور ایک رقعہ آپکو لکھا ہے اب حضور فرمائیں تو میں پیشکش کروں غرضکہ یہ ہمراہ ہوئی اور ملکہ آکر ایک مسند زرنگار پر جلوہ افروز ہوئی اور وہ جو ہمراہ تھیں وہ اپنے اپنے مقام پر جاکر بیٹھیں اسوقت اسنے دیکھا کہ سامنے سے سوز رخسار الحسن امیر طلسم یعنی عارض رخ دل کو لیکر آیا اور ایک حلقہ آہنی اسکے گرد حلقہ کیے ہوئے اسکو بجا

لاکر اُس چبوترے پر بٹھایا اور آپ سوزجادو ہٹ گیا اس لحاظ سے کہ شاید ملکہ بے لحاظ سے کچھ بات نہ کرسکے یہ تو چلا گیا بعد اسکے جانے کے ملکہ نے پوچھا کہ اے اسیر طلسم کیا گذرتی ہے اسنے کہا کہ ہر شب میں ذائقہ موت کا حاصل ہوتا ہے شکر ہے اور بیخودی سے ہمکلام رہتا ہوں بقول شاعر ؏ کیا پوچھتے ہو ہمدم مجھ جسم ناتوان کی + رگ رگ میں نیشِ غم ہے کہیے کہاں کہاں کی + بس تیرے آپ کا دیدار نہیں بجز اسکے چلتا ہے نہیں تو ایک ہی روز میں مرجاتا یہ سنکر ملکہ چپ ہوگئی اور اسکی آنکھوں سے اسکے آنسو جاری ہوئے اور یہ فرمایا کہ اے عارف تشنہ دل ہم ابھی نہایت مجبور ہیں اور کچھ ہمارا بس نہیں چلتا مگر تم یہ جان لینا کہ جسدن تمھاری خبر مرگ ہمیں ملیگی ہم دنیا پر نہ ہونگے اسنے کہا کہ مجھے تو یہ آرزو ہے شعر - تمھیں لحد میں اُتارو تمھیں پڑھو تلقین + کبھی تو صحبت راز و نیاز ہو جاوے + اور ؏ مرنا تو مقدم ہے ارمان نکلجائے + مرزانو پہ ہو تیرے اور جان نکلجائے یہ کلمات حسرت آمیز سنکر ملکہ نے کہا کہ یہ امر تو بہت دشوار ہے نہ معلوم ہم کہاں ہوں اور تم کہاں ہو یہ کہکر ملکہ رونے لگی یہ معرکہ گستہم نے دیکھا کہ صورت برق نگاہ کی بنا ہوا تھا اور دل میں کہا کہ کیا عجب ہے کہ ملکہ سے پتہ لوح کا چلے یہ سمجھ کر وہ نامہ جو اسکی خالہ نے دیا تھا نکالکر دیا ملکہ نے اُس نامہ کو لیا مضمون اسکا یہ تھا کہ اے فرزند آجکا جلسہ دیکھکر کیا عجب ہے کہ دوسرا جلسہ دیکھو اسلیے کہ فتاح طلسم آگیا ہے اسی سال کی خبر ہے بس اب تم کو واجب ہے کہ اپنے باپ کو بھی آگاہ کرنا اور کہنا کہ بہت ہوشیار رہیے گا - یہ نامہ پڑھکر ملکہ کے ہوش اُڑ گئے اور چپکے سے کہا کہ خدا کرے یہ طلسم غارت ہو اور یہ اسیر طلسم رہائی پائے - گستہم نے یہ کلام اسکا سن لیا اور دل میں کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ طلسم سے بیزار ہے اب کوئی صورت جلد فتاحی کی نکل آویگی ادھر یہ اسی خیال پر تھا کہ دیکھا کہ دوده مان جادو مع سوزجادو کے آیا اور زمین پر اسنے پاؤں مارا اور ستون سے دھواں نکلا تمام عالم تیرہ و تار ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے چاند نکلا اور ستارے آسمان پر پیدا ہوئے اور انکا عکس جو آتشبازی پر پڑا خود بخود چھٹنے لگی اور قسم قسم کے پھول پیدا ہوئے اور زمین پر گر کر صورت پریوں کی پیدا کرتے تھے جو ہاتھوں میں لیکر اپنے گرد تیر کیا اسکے بعد ستارے ٹوٹے اور سوار پیدا ہوئے اور وہ بھی لڑکے خاک سیاہ ہوگئے ملکہ نے اُٹھکر دوده مان جادو کی بہت تعریف کی اسنے سلام کیا اور کہا کہ آپ اپنے گانے بجانے میں مشغول ہو جیے اور میں اب جاتا ہوں یہ کہکر دونوں ساحر تو روانہ ہوئے ادھر ملکہ نے ابھی گائیکوں کی جانب دیکھا اور کہا کہ طلب کرو ساقیان شوخ چشم کو اسیوقت مطربان خوش آواز صراحی مرصع نگار اور جام گلفام اپنے ہاتھوں میں لیے ہوئے حاضر ہوئے اور ملکہ کو سلام کرکے اور جام لبریز کرکے ملکہ کو دیا ملکہ نے اُس پر ہاتھ رکھدیا اور اشارہ کیا کہ پہلے میرے اسیر طلسم محبت کو پلاؤ یہ ساقی اُس طرف کو جام لیکر آیا اسنے اُس جام کو آنکھوں سے لگا اور پیا اور یہ اشعار ورد زبان لایا -

غزل

ان دنوں جوش جنوں ہے ترے دیوانے کو — لوگ ہر سے چلے آتے ہیں سمجھانے کو
منع کرتا ہے مجھے یار کے گھر جانے کو — ناصحا آگ سے لگے اس ترے سمجھانے کو
خون دل پینے کو اور لخت جگر کھانے کو — یہ غذا ملتی ہے جاناں ترے دیوانے کو
ساقیا بہر خدا از رہ الطاف و کرم — بادۂ وصل سے بھردے مرے پیمانے کو
شہر میں اپنے پریلی نے منادی کردی — کوئی پتھر سے نہ مارے مرے دیوانے کو

یہ اشعار پڑھ کر رونے لگا ادھر ملکہ بھی زار زار مثل ابر نو بہار کے روئی اُسوقت مصاحبوں سے کہا کہ صدقے جاؤں گا نا سنیے اُسوقت ملکہ برق تیز نگاہ مصنوعی نے عرض کیا کہ لونڈی کچھ عرض کریگی کہا کہ بہتر اور حکم دیا کہ اچھا تو ہی پہلے گا۔ اسنے کھڑے ہوکے مجرا کیا اور یہ غزل عاشقانہ شروع کی

غزل

غم رہا جب تک کہ دم میں دم رہا
اُسمیں مجنوں کا صدا ماتم رہا
جنمیں رونے کی حقیقت تھی لکھی
آنکھ کی پتلی کا تل واں جم رہا
دل کے جلنے کا نہایت غم رہا
روتے روتے جبکہ اُسنے ہنس دیا
ایک مدت تک وہ کاغذ نم رہا
صبح گذری شام ہونے آئی میر
سنتے ہیں لیلی کا محمل تھا سیاہ
برق چمکی ابر باراں خیمہ رہا
واہ رے دل چپکی ہم رخسار رہا
تو نہ چیتا اور بہت دن کم رہا

یہ غزل نہایت مرغوب ہوئی اور ایک زمرد کی تختی اور ایک مالا موتیوں کا انعام میں دیا اور اپنے پاس بٹھالیا کیونکہ یہ ملکہ گلگونہ جادو کی سے پالک ہی اسنے بھی اپنا دل کڑا کر کے ایک پرچہ ملکہ کو دیا اور عرض کیا کہ اسکو پڑھکر چاک کر ڈالیے گا ملکہ نے جو دیکھا اُسمیں تحریر تھا کہ اے ملکہ میں عیار ہوں سلیمان صاحبقران کا کہ جو فتاح طلسم ہی اور نام میرا ستہم زرین کمر ہی اگر آپ لوح کی فکر کیجیے تو یہ عاشق آپکا رہا ہوا اور آپ بھی بہ آرام اسکے ساتھ بسر کیجیے اور درویش زندہ دل کے یہاں وہ مقیم ہیں اور ابھی میموں جن کو آنھوں نے مارا ہی یہ میں نے بہت جرأت کر کے آپکو نامہ دیا ہی چاہے اب آپ مجھے گرفتار کرن چاہے میری وجہ سے اپنا مطلب دلی حاصل کریں شعر

اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا
سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

ملکہ نے دل میں اپنے کہا کہ اللہ رے تیرے دینے کی سطوت تھی کہ اپنی جان کو نذر کیا اور اپنے تئیں ظاہر کیا کیا عجب ہی کہ اس سے مطلب دلی حاصل ہو اور یہ کہکر علیحدہ ہاتھ پکڑ کے اٹھی اور کہا کہ اے برق تیز نگاہ کیا تو مجھے خارصاحب کی طرف سے آزماتی ہی اور ایسا فقرہ میرے ساتھ لگاتی ہی اسنے قسم کھا کر کہا کہ نہیں میرا نام ستہم زرین کمر ہی اور میں نے اُسکو دبا دیا ہی اور اُسکی صورت بنکر آپ تک آیا ہوں اگر ہیئت اصلی دکھاؤں تو صورت میری بگڑ جائیگی اور میں عاشق ہوں تصویر پر ملکہ اس اور پری کے کہ وہ زندانخانہ تحویل سلیمانی میں قید ہی ملکہ نے وعدہ کیا کہ میں کل ہی جاکر اُسے اپنے ساتھ لے آؤنگی لیکن تو میرے ساتھ رہ جیسا ہوگا ویسا میں کہونگی اسنے کہا کہ بہت مناسب ہی غرضکہ دونوں اس محفل میں زودگش ہوئے ناچ و رنگ ہونے لگا اب وہ شب تمام ہونے لگی عارض شیر دل نے فلک کی جانب دیکھکر کہا کہ ماہتاب بھی اب آنکھ چراتا ہی اور میرا معشوق بھی اب جدا ہونے کو ہی۔ شعر حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد + روی گل سیر ندیدم و بہار آخر شد

بس دیکھا کہ سامنے سے دو دمان جادو اور اسود جادو نمایاں ہوئے اور قیدی طلسم کو پہلو دو گیا اور اُسکے بعد ملکہ کو بھی رخصت کیا اور وہ تمام سامان جسقدر تھا وہ سب برطرف ہو گیا اور وہ جوان اُنھیں میلوں میں سما گیا ملکہ اپنے مکان پر آئی اور ہرا اسنے برق تیز نگاہ کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ اے ستہم کیا تدبیر کروں اُسنے کہا کہ آپ اپنے والد سے دریافت کیجیے عجب نہیں کہ وہ لوح کو آپ سے بتادیں تو ہم اُسکی فکر ہیں اور صاحبقران کو لائیں ملکہ نے یہ سنکر سواری طلب کی اور سوار ہوکر خدمت میں بادشاہ کے آئی اور بادشاہ کو مجرا کیا اسنے گلے سے لگایا اور اپنے پہلو میں مثل دل کے جگہ دی لیکن اُسوقت دیکھا تو اُسکی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اسنے

اپنے دامن قبا سے اسکے آنسوؤں کو پونچھا اور کہا کہ اے جان پدر کیا سبب تیرے رونے کا ہی اگر
کسی نے آنکھ دکھائی ہو تو آنکھ نکال لوں یا کسی قسم کی بے ادبی دودمان جادو سے ہوئی ہو تو اُسے
بیان کیجیے اسنے رقعہ گنگونہ جادو کا پیش کیا بادشاہ خاقان جادو ہنسنے لگا اور کہا کہ تو کیوں رنج کرتی ہی
مین نے بہت بڑا انتظام کیا ہی تیری خالہ کی ران مین مین نے لوح طلسمی کو رکھ دیا ہی اور اُسکو بھی
نہیں معلوم ہی کیونکہ مین نے بیہوش کر کے یہ انتظام کیا ہی اور کسی کو نہیں معلوم تو خاطر جمع رکھ
اُسوقت تو یہ بظاہر بہت خوش ہوئی اور اپنے باپ کے گلے سے لپٹ گئی اور کہا کہ جناب عالی
زندان خانہ مین اسرار پری قید ہی اگر حکم ہو تو مین اسکو اپنی مصاحب کر دون بادشاہ نے کہا کہ کیا
مضائقہ ہی۔ بادشاہ نے اُسی وقت داروغہ زندان خانہ کو حکم لکھا کہ اسرار پری کو حوالہ ملکہ کردو اسنے
زندانخانہ سے منگوا کر اسرار پری کو اپنے ہمراہ لیا اور اپنے باغ مین لا کر اسے پوشاک پہنوائی اور
برق تیز نگاہ کو بلا کر بھجوایا ملکہ برق تیز نگاہ نے دیکھکر کہا کہ اس سے گلے تو ملو غرضکہ اُسوقت عجب
طرح کی خوشی ہوئی اور اسرار پری ایک مقام پر بیٹھی اور برق تیز نگاہ ایک مقام پر بیٹھی اُس وقت
بعد صحبت طعام کے اپنے اپنے مقاموں پر یہ سو رہے صبح کو اسنے یعنی ملکہ نے اپنے باپ سے
اجازت لی کہ مین نے اسوقت تک برق تیز نگاہ کو جانے نہیں دیا ہی اگر حکم ہو تو مین خالہ کو بھی دیکھ
آؤن اُسوقت اسنے ایک انگشتری دی اور یہ کہلا بھیجا کہ بیٹا جاؤ بغیر اس انگشتری کے کوئی اسکے اندر
نہیں جا سکتا یا وہ جسکو بھیجے وہ آ سکتا ہی بابرکت سے اس انگشتری کے تم چلی جاؤ گی اور نہیں
پکارنا بھی نہ پڑیگا غرضکہ چند مصاحبین لیکر ملکہ مع اسرار پری روانہ ہوئی جب کہ وہ وہاں سے قریب رہا
اُسوقت گستہم نے عرض کیا کہ مین یہ مناسب جانتا ہوں کہ مین صاحبقران کو بھاگ لے آؤن اور وہ
آپ کے جھوٹ موٹ عاشق بنیں آنکو بھی لیتی چلیے اور آپ اپنی خالہ سے حیلے سے یہ فرمائیے
کہ یہ شخص فتاح طلسم معلوم ہوتا ہی کہ اسنے مجھ سے بیان کیا ہی تو آپ شراب پلا کر اسے بیہوش کر کے
پکڑ بھیجیے اور میرے باپ کے پاس روانہ کر دیجیے اسنے کہا کہ بہتر ہی تم جا کر فتاح طلسم کو لاؤ گستہم یہ
سنکر اسرار پری کو لیکر اُسی وقت روانہ ہوا اور بہت جلد خدمت مین فتاح طلسم کے پہونچا اور کل
سارا حال صحبت کا بیان کیا اور کہا کہ دیکھیے یہ اسرار پری ہی ہم آپ فتاحی کر کے اسکو چھڑا لائے
صاحبقران دنگ ہو گئے اور درویش صاحب ہنسے اور کہا کہ الحمد للہ کہ اب لوح کا سلسلہ لگ گیا
اُسی وقت صاحبقران نے اسرار پری کو مہتاب پری کے پاس روانہ کیا یہ اسکو دیکھ کر نہایت
خوش ہوئی اور شکریہ گستہم کا بیان کیا اور سلطان ورقہ کی قید کو بیان کیا اسوقت ملکہ مہتاب
پری اور دختر زنان شاہ رونے لگی اب انہیں تو اس مقام پر چھوڑا جاتا ہی ادھر گستہم نے
اپنی عیاری کا حال بیان کیا اور کہا کہ آپ چلیے اور جھوٹ موٹ عاشق ملکہ رضوان سبز پوش
کے بنیے فرمایا کہ مین نے قبول کیا اسی وقت انھوں نے شرکت طلب کیا اور شاہ صاحب بھی
بادشاہ سے رخصت ہو کر اسکے ساتھ رہے اور راستہ طے کر کے قریب ملکہ رضوان سبز پوش
کے پہونچے اور گستہم سے کہا کہ واقعی سردار حسینان ہی لیکن یہ جسکی معشوقہ ہی اُسے مبارک رہے
اور خدا کرے کہ وہ بھی راہ راست پر آئے اور یہ کہکر رضوان سبز پوش کی جانب دیکھا اور
کہا کہ ہم آپکے عاشق ہیں ہم بھی چلیں اسنے کہا کہ آؤ یہ ساتھ لیے ہوئے قریب اُس کے
گنگونہ کے مکان پر پہونچی اور عکس انگوٹھی کا ڈالا۔ تڑاقا ہوا اور در پیدا ہو گیا مع فتاح طلسم داخل

وہ تینوں عورتوں کے داخل ہو گئیں اُس راہ کو طے کر کے قریب باغ گلگونہ جادو کے پہونچی ملکہ مجرد
نے مرد کو جو ساتھ دیکھا گلگونہ جادو نے ساری کیفیت بیان کی یہ سنکر ملکہ گلگونہ تعجب میں
تھی کہ ملکہ رضوان سبز پوش سامنے گلگونہ کے آئی اور باادب تمام سلام کیا اور خالہ کے گلے
سے لپٹ گئی اور ساری روداد جو ستمگر نے سکھائی تھی بیان کی اور کہا کہ یہ فتاح طلسم ہے اسے حضور
کسی ترکیب سے بیہوش کر کے میرے باپ کے پاس بھیجدیجیے کہ یہ اندیشہ جاتا رہے یہ دیکھکر
یہ خوش ہوئی اور کہا کہ اچھا اُسے سامنے بلاؤ اور محفل درست کرو برق تیز نگاہ نے بھی مجرا کیا
اور کہا کہ ملکہ نے اپنے ساتھ رکھ لیا تھا جو مجھے عرصہ ہوا اسنے کہا کہ کیا مضائقہ ہے اب اس موذی
کو گرفتار کر لو کہ میں سحر نہیں کر سکتی ہوں معلوم کہ مجھے کیا ہو گیا اسنے کہا کہ بہت خوب اسنے
اُس صحبت کو آراستہ کیا اور کہا کہ اے عاشق ملکہ آؤ یہ سنکر اندر تشریف لائے اور وہ جگہ
جو انکے بیٹھنے کی تھی وہاں انکو بٹھایا اور دلہن گلگونہ جل گئی اور کہا کہ ذائقہ موت کا اسے
چکھانے دیتی ہوں یہ کہکر ملکہ کو سامنے بٹھایا اور آپ بھی آکر بیٹھی اور جھوٹ موٹ اس لگاوٹ
نے بلائیں صاحبقران کی لیں اور کہا کہ میں آپ کے آنے سے بہت محظوظ ہوئی اور آواز دی
کہ اے ساقی مہمان کی ہمارے خاطر کرو اُسوقت برق تیز نگاہ صراحی زرنگار لیکر حاضر ہوئی اور
جام فتاح طلسم کو دیا انھوں نے پی لیا باقی اسنے پلا کر ملکہ کو جام دیا اور تیسرا جام اسنے جام بیہوشی
آمیز کر کے ملکہ گلگونہ جادو کو دیا اسنے بھی بے اندیشہ اسکا جام پی لیا جانتی تھی کہ میری لے پالک کی
دوسرا جام اسنے اور بھی ملکہ گلگونہ جادو کو دیا اسنے انکار کیا لیکن اسنے قسمیں دیکر پلایا اور پھر
اسنے اور جو حاضرین دربار تھیں اُنکو بھی پلایا اور پھر صاحبقران کو ایک جام دیا اور ایک ملکہ کو
جام صاف دیا اُسوقت تیسرا جام گلگونہ کے پاس لیکر آئی اسنے کہا کہ بچی مجھے اُسوقت گرمی معلوم
ہوتی ہے اور یقین ہے کہ قفس تن سے بلبل روح پھڑک کر نکلجاوے اسنے کہا کہ حضور ہوا کھائیے
یہ سنکر گلگونہ اُٹھی دوسرے قدم پر تاثیر بیہوشی ظاہر ہوئی یہ زمین پر دھم سے گری سب کی
سب اُٹھانے کو دوڑیں جو اُٹھی وہ گری گویا جہان سے اُٹھی پس جب اسنے دیکھا کہ یہ بیہوش
ہوئی اُسوقت اسنے ملکہ سے کہا کہ آپ بھی اپنے تیئں بیہوشی میں ڈالدیجیے اور ہم ملکہ کی ران سے
لوح لیکر چلے جائینگے اور آپ اپنے باپ کے پاس جا کر یہ سب روداد بیان فرمائیے گا ملکہ نے
تصور کیا کہ عشق کیا بری شے ہے اپنے عزیزوں کا قتل کرانا اور باپ کا قتل کرانا مجھے گوارا کرنا پڑا
اسنے کہا کہ بہتر ہے اُنھیں لوگوں میں جا کر پڑ رہی ادھر صاحبقران سے اسنے کہا کہ یہی ران
میں لوح ہے اب آپ اسکو نکال لیجیے اور یہ جلادی آپکے حوالہ کی گئی ہے کیونکہ آپ فتاح طلسم
ہیں غرضکہ صاحبقران نے لوح کو اسکی ران سے نکالکر ایک ہاتھ مارا کہ سر اسکا اُڑ گیا اور زمانہ تیرہ و تار
ہوا اسی عالم میں یہ لوح لیکر درہ کے باہر ہو لیے ادھر وہ شور قیامت جو گم ہوا اور یہ عورتیں سب ہوش
میں آئیں تو ملکہ کو مردہ پایا غرضکہ یہ صلاح ہوئی کہ بادشاہ طلسم کے پاس اسکی لاش لیکر چلیں غرضکہ
سب کی سب لاش اسکی اُٹھا کر مع ملکہ کے روانہ ہوئے راہ کو طے کر کے قریب طلسم پہونچے بادشاہ نے
پوچھا کہ یہ غوغا کیسا ہے اُن لوگوں نے دریافت کر کے کہا کسی نے گلگونہ سبز پوش کو مار ڈالا ہے اور آپکی
دختر نیک اختر بھی روتی ہوئی آگے آگے نعش کے آئی ہیں پس بادشاہ گھبرا گیا اور کہا کہ جلدی بلاؤ
یہانتک کہ یہ سب کی سب مع لاش کے پہونچے پوچھا بادشاہ نے کہ ارے یہ کیا ہوا اسکی بیٹی نے

بڑھکر کہا کہ حضور مین جو صحبت مین گئی تھی اور در بند دو وہان پر پہونچی تو خالہ صاحبہ نے برق کو
مع نامے کے روانہ کیا تھا اور میرے پاس آئی اور اُسنے نامہ دیا اور نگالی اور بکالی مگر وہ کوئی عیار
تھا اُس نے برق تیز نگاہ کو راستے مین مار ڈالا تھا اور آپ اُسکی صورت بنا تھا اور مجھے ساتھ لایا۔
یہان تک کہ اسرار سے بھی واقف ہو گیا تھا اور جب مین خالہ صاحبہ کے وہان گئی تو ایک شخص
میرا عاشق تھا معلوم ہوا کہ وہ دشمن آپکا صاحبقران ہی مین اُسکو خالہ صاحبہ کے وہان لیگئی اور
ساری روداد بیان کی کہ یہ سب گواہ مین اُسوقت صلاح ہوئی کہ اسکو بیہوش کرکے مار ڈالینگے
اُسوقت عیار نے کہ جو برق تیز نگاہ بنا ہوا تھا اُسنے ہم سب کو خراب پلا کر بیہوش کیا اور خالہ جان
کو مار ڈالا یہ کہکر انگشتری بادشاہ کو دی اور رونے لگی بادشاہ نے کہا کہ کچھ اندیشہ نہیں ہی لوح اگر
لیگیا ہی تو کیا مضائقہ ہی میرا کیا کر سکتا ہی مین ابھی اور انتظام کیے دیتا ہون یہ کہکر خود بھی ملکہ
کلگونہ جادو کے مرنے کا افسوس کیا اور حکم دیا کہ اسکا جنازہ بڑی دھوم سے اُٹھایا جاوے
یہ حکم پاتے ہی جنازہ اُٹھایا گیا اور موافق رسم پھکوا دیا گیا اب انکو تو اسی مقام پر رہنے دیجیے
کہ انکا ذکر وقت پر آئیگا اب

دو کلمہ داستان شوکت بیان صاحبقران کے بیان ہوتے ہین

کہ یہ جوان کو جبر کر اور لوح نکال کر مع گستہم زرین کمر روانہ ہوئے تو تھوڑی دیر مین خدمت
درویش صاحب مین حاضر ہوئے اور سارا حال من وعن بیان کیا شاہ صاحب اور بلوشا کو
نے اور جتنے دیو و پری و جن کہ ہمراہ لشکر بادشاہ انور شاہ و درمان شاہ آئے تھے انھون نے
مع وثنا سلیمان صاحبقران کی کی اور مہتر گستہم زرین کمر کو بہت کچھ انعام واکرام دیا صاحبقران
نے وہ لوح شاہ صاحب کے آگے رکھدی شاہ صاحب نے ملاحظہ کیا اور کہا کہ ہان یہی لوح ہی اور
اُسکے خون کو پاک کرکے حوض مین غوطہ دیا کہ جو سنگ موسی کا بنا ہوا تھا اور اُس مقام پر واقع
تھا اور بسم اللہ کہکر صاحبقران کے گلے مین ڈال دیا اور فرمایا کہ اب آپ کو فتاحی طلسم مبارک ہو
اُسوقت صاحبقران نے کہا کہ اب مین طرف تحویل سلیمانی کے جاؤنگا اور اگر خداوند کریم نے
چاہا تو آپکے اقبال سے فتح کرونگا یہ کہہ ہی رہے تھے کہ انور شاہ نے آکر عرض کیا کہ حضور کو اندر محل
کے سب نے بلایا ہی اسلیے کہ معلوم ہوا ہی کہ حضور کا قصد برائے فتاحی طلسم ہی اُس وقت
صاحبقران نے سنکر اپنی پوشاک خاص منگوائی اور اُسکو زیب تن کیا اور ہتھیار وغیرہ لگاکے
اور داخل محل ہوئے اور گستہم زرین کمر بھی لیکے ہمراہ ہوا اُسوقت اختر پری کی نظر گستہم زرین
کمر پر پڑی اور اپنی گردن نیچی کرکے کہا کہ حضور صاحبقران عالیشان تشریف لاتے ہین اُس وقت
ملکہ مہتاب پری نے دیکھا اور اپنی گردن کو نیچا کر لیا صاحبقران آکر کرسی جواہر نگار پر متمکن ہوئے
اور گستہم بھی عقب صاحبقران عالیشان کھڑا ہو گیا اُسوقت مہتاب پری نے کہا کہ مین نے
سنا ہی کہ آپ برائے فتاحی طلسم تحویل سلیمانی تشریف لیجایئے گا۔ صاحبقران عالیشان نے
کہا کہ ہان میرا جانا اب ضرور ہی ایک تو مجھے رہا کرنا سلطان درقہ تمھارے بھائی کا ہی اور دوسرے
مالک طلسم کی دختر کا عقد اُسکے عاشق عارض شیر دل سے کرانا ہی یہ سنکر مہتاب پری نے کہا کہ
یہ معاملہ بھائی کا ہی مین کچھ نہین کہسکتی اور یہ کہکر آبدیدہ ہوئی اور آنسو اسکے دونون رخسارون پر

جاری ہوگئے اور ہزارہا خیال اسکے دل مین آنے لگے اُسوقت صاحقران زمان نے بہت سے کلمات تسکین آمیز فرمائے اور کہا کہ تم لوگ گھبراؤ نہین ہم انشاء اللہ بہت جلد طلسم فتح کرکے واپس آئینگے لیکن تم سب کی سب درگاہ اقدس الٰہی مین دعا کرتی رہو یہ فرما کر اُٹھے اور سب ساکنان محل سے رخصت ہوے جتنی عورتین کہ وہان تھین وہ سب کی سب رونے لگین اور ایک غل رونے کا بلند ہوا اسوقت کوئی تصدق اُتارتی تھی کوئی بلائین لیتی تھی اور کوئی کہتی تھی کہ ہمنے آپکو امام ضامن کی ضامنی مین دیا اور کوئی کہتی تھی کہ جسطرح سے پیٹھ دکھاکے جاتے ہو اسطرح سے منھ دکھانا غرضکہ صاحبقران عالیشان محل سے برآمد ہوے اور خدمت شاہ صاحب مین آئے اور اجازت براے فتح طلسم تحویل سلیمانی طلب کی شاہ صاحب نے رخصت عنایت کی اور صاحبقران سب لوگون سے ملنے لگے اور انور شاہ اور زمان شاہ اور جتنے کہ دیو اور جن تھے اُن سے بھی ملے اور سب سے رخصت ہوے اُسوقت گستہم زرین کمر نے عرض کیا کہ حضور یہ نمکخوار قدیم ہے ضرور ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہوگا صاحبقران زمان نے اُسے گلے سے لگایا اور کہا کہ دستور یہ ہے کہ تنہا براے فتح طلسم جاتے ہین تمہارا لیجانا مناسب نہین ہے تمکو مین براے حفاظت ناموس چھوڑتا ہون یقین ہے کہ جب مین فتح دربند دود مانہ کرونگا اُسوقت یا تو تمہین بلوا لونگا اور عجب نہین کہ تم خود ہی وہان آؤ گے اور اب تم میری طرف سے اطمینان رکھو جیسا کچھ کہ لوح مین نوشتہ پاؤنگا اُسی کے مطابق عمل کرونگا۔ یہ سنکر گستہم زرین کمر خاموش ہو رہا اور صاحبقران یعنی شاہزادہ سلیمان طرف تحویل سلیمانی کے براے فتح روانہ ہوے ✲

دو کلمے داستان ظفر نشان سلیمان صاحقران کے عرض کیے جاتے ہین یعنی دربند کا فتح کرنا اور وہان سے طلسم پر جاکر اُسکا فتح کرنا دباقی متعلقہ داستان ہذا۔ اشعار

لگا ساقیا دور مینا سے مل کہ سنگ الم سے دل اب ہو چکا	کہ ہو غنچہ سان دل مرا کھل گیا نئی داستان اب سناتا ہون مین
رہائی اسیرون کی منظور ہے گرفتار غم کو چھڑاتا ہون مین	
بس اعجاز خامہ دکھانے پڑے	دھوئین ساحرون کے اُڑانے پڑے

یہان سے بلبل رنگین بیان کو یون نغمہ سنج کرتے ہین کہ جسوقت کہ یہان سے فتح طلسم براے فتح طلسم روانہ ہوا اور طے مراحل کرکے اُس منزل کو قریب دربند دود مانہ کے پہونچے دیکھا کہ کچھ میل معلوم ہوتے ہین اسکی تکمیل کے واسطے اُٹھاکے لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین لکھا تھا کہ اگر تو سامنے میل کے پہونچے تو یہ اسم پڑھکر جانا اسوقت تجھے معلوم ہوگا کہ دھوان نکلتا ہے اور جسمیل سے پہلے دھوان نکلے اُسے اپنی نگاہ مین رکھنا اور جب تمام صحرا تاریک ہوجاوے اور اندھیرا ہوجاوے اُسوقت اپنی آنکھون کو بند کرلینا اور گھبرانا نہین اسکے بعد تجھے معلوم ہوگا کہ روشنی ہوگئی اور چاند نمایان ہوا اور ستارے پیدا ہوے اُسوقت جب ستارہ ٹوٹیگا تو وہ زمین پر آنے پاوے اور اگر وہ زمین پر آجاوےگا تو وہ پھٹیگا اور اُسمین سے جو فوج پیدا ہوگی وہ تجکو گھیر لیگی اور تو حشر تک اُس فوج سے سر برنہ ہوگا اس سے تجھے لائق ولازم ہے کہ اپنے تئین جب

کہ وہ ستارہ زمین پر آئے اُس میل تک پہونچادے اور اُسکو جرور صاحبقرانی کھینچ لے اُسمین سے ایک غار پیدا ہوگا تو اپنے تئین اُسمین گرا دینا کہ وہی راہ طلسم ہے پس یہ صاحبقران نے پڑھا اور اپنے مرکب کو صحرا طلسم پر لائے کہ دیکھا کہ تڑاقا ہوا اور دھواں اُس میل سے فلک پر چلا اور تمام صحرا تاریک ہوگیا اُس وقت صاحبقران بہت پریشان ہوے اور آنکھیں اپنی بند کرلین تھوڑی دیر کے بعد تاریکی دفع ہوئی اب جو اُنھون نے آنکھ کھولی تو دیکھا کہ اُس ابر سے چاند نمایان ہوا اور اُسکے بعد ستارے نمایان ہوے لیکن بوجہ لوح کے وہ تاریکی انکا کچھ نہ بنا سکی اُس وقت اُنھون نے دیکھا کہ ستارہ ایک اپنے مقام سے ٹوٹا اُسکا ٹوٹنا تھا کہ یہ مرکب کو چمکا کر اُس میل کے پہونچے کہ جسمین سے پہلے دھوان نکلا تھا یکھوڑے پر سے کود پڑے اور دامن ہمت کو گردانکر میل پر ہاتھ ڈالدیا اور اُس اسم کو پڑھا اور بزور صاحبقرانی ایک جھٹکا مارا کہ وہ میل اُکھڑ گیا اور اُسمین سے ایک غار عمیق معلوم ہوا اور ادھر وہ ستارہ بجھا اور فوج پیدا ہوئی افسر فوج جو تھا اُسنے آواز دی کہ باش او صاحبقران تو کہاں پہونچ گیا ہم آ گئے اور ہم سے جنگ کر پھر آگے بڑھنا خیال مین انکے آیا کہ یہ کہیگا کہ ہمارے ڈر سے گڑھے میں کود گئے پس یہ خیال کرکے تیغہ پر ہاتھ ڈالا اور چاہا کہ میں بھی جواب دون اور نعرہ کردون کہ ساتھ ہی آواز آئی کہ کیا کرتے ہو حکم لوح سابق پر خیال کرو پس یہ سنتے ہی صاحبقران نے اُس نقب مین اپنے تئین گرا دیا پس بعد تھوڑی دیر کے اب جو دیکھا تو ایک صحرا لق و دق مین اپنے تئین پایا اور جب چند قدم راستہ طے کیا تو دیکھا کہ ایک فوج سیاہ پوشون کی کھڑی ہوئی ہے اور آواز اُس فوج سے پیدا ہوئی کہ باش او فتاح طلسم تو یہان بھی آپہونچا اب ہم سمجھے کب زندہ چھوڑتے ہیں اور یہ کہکر اُن سب نے پودے باگ کے لیے اور تلوارین کھینچ لین ادھر فتاح طلسم نے لوح کو اُٹھا کر ملاحظہ کیا اُسمین لکھا تھا کہ اس فوج سے مقابلہ نہ کرنا جب یہ فوج تمھارے قریب آجاوے تو اُسوقت تم یہ اسم پڑھکر اپنے اوپر دم کرنا اور خیال کرنا کہ اُس فوج کے بیچ مین ایک شخص انگیٹھی آگ کی لیے ہوئے ہے اور زنجیر گلے مین ڈالے ہوے اور کچھ رائی مٹر سرسون کے دانہ پڑھ پڑھ کر اُسمین ڈال رہا ہے پس اُسکو تاکو اور اُسکی پیشانی پر تیر یہ اسم پڑھکر مارو اگر تمھارا تیر اُسکی پیشانی پر لگ گیا تو پھر قدرت خداوند عالم کا تماشا دیکھنا پس یہ ملاحظہ کرکے اُنھون نے ترکش سے تیر نکالا اور اُسکی پیشانی کو تاکا اور اسم پڑھکر اُسکی طرف پھینکا بفضلہ تعالے وہ تیر انکا جو کمان سے چھوٹا مثل کلام برجستہ کے جو پہونچا تو اُسکی پیشانی پر مثل اُس تیر کا لگنا تھا کہ اُنھون نے دیکھا کہ اُسنے چیخ ماری اور زمین پر گرا اور گرتے ہی جتنی فوج تھی وہ سب ایک دھوان ہوکر اُڑ گئی اور اندھیرا سا چھا گیا اور تمام وہ مقام تاریک ہوگیا اور بعد تھوڑی دیر کے وہ اندھیرا برطرف ہوا اور آواز آئی کہ مارا جوان کشتی نام من دود مان جادو بود افسوس کہ کمر طلسم کو اس فتاح طلسم نے توڑا اُسکے بعد جو دیکھا تو لاش دود مان جادو کی خاک پر پڑی ہوئی ہے اور صحرا اور وہ میل بھی برطرف ہو گئے یہ ایک نقب مین کھڑے ہین کہ دیکھا کہ سامنے سے رمان شاہ اور انور شاہ یہ مع فوج دربارگاہ کے مبارکباد دیتے ہوے سامنے سے نمایان ہوے اور انکے ساتھ درویش زندہ دل بھی پیدا ہوے اور آواز دی کہ شاباش و مرحبا اے صاحبقران ظفر نشان اگر مین نہ پہونچ جاتا تو یقین تھا کہ آپ اپنی جوانمردی و جوش صاحبقرانی اُس فوج کو دکھاتے پھر بہت مشکل پڑجاتی صاحبقران نے فرمایا کہ اُسمین کچھ شک نہ تھا غرضکہ

صاحبقران کو سب کے سب بارگاہ مین لیکر آئے اور انکی نہایت تعریف و مدح کی جب شب ہوئی اسوقت سب نے طعام وغیرہ سے فرصت کی اور اپنی اپنی آرام گاہ مین آکے استراحت کی وقت ناز جھم شاہزادے نے انکو رخصت کا پیام اپنی زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا اور رخصت ہوئے اب ناقلان حکایت نو و کہن طلسم بندان جادو فن اس حکایت غریب و داستان عجیب کو یون بیان کرتے ہین کہ جب شاہزادہ سلیمان صاحبقران نے فتح دربند دودمانیہ سے فراغ حاصل کیا اور آپ طرف دربند کوہ آئینہ حصار کے روانہ ہوئے بعد قطع منازل و طے مراحل ایک مقام دلستان انکو نظر آیا کہ اسکے دیکھنے سے فرحت تازہ آئی اور طبیعت لہرائی دیکھا کہ سامنے ایک بارہ دری ہے اور اسکے سامنے ایک چمن مشک بیز ہے خاک عنبر آمیز ہے ہر ہر گام پہ سبزہ گاہ ہے قدم قدم پر جلوہ مہر و ماہ ہے کہ جسکی تمنا سے دیدہ مین دل حوران خلد برین داغ داغ ہے اسکے آگے گلشن فردوس مکان بے چراغ ہے ابیات

بچھا ہے سبزہ گلشن مین فرش مخمل کا
ہر ایک گل سے ہویدا ہے رنگ ... کا
نسیم مست لگاتی ہے جو غش مستی مین
مثال صوفی سرمست وجد مین اشجار

چمن چمن ہین درختان باغ کے گنجان
کھنچا ہے روئے زمین سائبان پر بہار
محذرات چمن مین ہے دھوم شادی کی
لپٹ لپٹ کے جوان باغ سے ہین ...

قدم قدم مین صنوبر ہے جا بجا دلدار
ہر ایک غنچہ سے پیدا ہے یار کی شوخی
عروس گل نے پہنایا ہے جامہ زرتار
ہر ایک باد کشان مست ہین وحوش و طیور

صحرا صحرا جنت نظیر ہے جنگل جنگل خطہ کشمیر ہے ہر طرف قدرت خدا کا ظہور ہے سیلاب چشمہ نور ہے بقول ذوق - شعر - چمن مین ہے یہ درختان باغ پر جوبن + کہ زہر کھاتے ہین سبزان خطہ کشمیر + کوسون سبزہ نو خیز لہلہاتا ہے گویا ایک مکان میرے نظیر دلمین چھا جاتا ہے سبزی مین ایسا کہ سبوحی نے خراب انکو چھوڑ کر سبزی کا جھلا بن اڑایا ہے فلک مینا رنگ نے نیلا پیلا ہو کر زہر کھایا ہے جہانتک نظر کام کرتی تھی یہی کیفیت آنکھ سے گذرتی تھی درمیان سبزہ زار چمن زار ہے قدرت پروردگار آشکار ہے درختان میوہ دار لب چشمہ سار کھڑے کھڑے جھومتے ہین اطفال شگوفہ جھک جھک کر نونہالان باغ کے قدم چومتے ہین گلہائے رنگا رنگ قباہائے تنگ تنگ مین پھولے نہین سماتے ہین غنچہ ہائے نو شگفتہ نظر گل سے چھپ چھپ کر مسکراتے ہین بقول ذوق سے رخسار گل تر کا ہے سبز حجی سے یہ عالم + جون وقت غضب چہرۂ ترکان خطائی + سردی جو حنا ہو بچے ہے عاشق کے جگر کو + معشوق کا گر ہاتھ مین ہو دست حنائی + لطافت آب و ہوا و کثرت نشو و نما سے برسات کا موسم پایا جاتا ہے ابر نوبہار ہر چہار طرف سے جھوم جھوم کر آتا ہے ذوق سے ہوا پہ دوڑتا ہے اسطرح سحاب سیاہ + کہ جیسے جا لوئی فیل مست بے زنجیر + جھوم جھوم ایسے بادل آنے لگے + دن تو ہے کے اکھڑنے لگے چھاجھم مینہ برستا ہے رعد متوالون پر آوازے کستا ہے - شعر - کچھ دو نہین رحمت باری سے ساقی + روئے جو ذرا مست تو مینہ ابر سے برسے + رعد کی کڑک بجلی کی چمک غضب کی کیفیت دکھاتی ہے خود بخود طبیعت لہراتی ہے جو کوئی معشوقہ نازنین سامنے آتی ہے بے اختیار یہ بیت اسکو سناتی ہے + جلیت برق کو چھیڑ قدم معدن سیماب پہ رکھ + ہاتھ لیکن نہ کسی کے دل بیتاب پہ رکھ + جدھر دیکھو جھیل تالاب لبالب ہین چشمہ سار لبالب ہین چشمہ چشمہ کٹورے کی طرح چھلک رہا ہے دریا روان ہے تیر کی طرح لپکتا ہے بقول ذوق سے ہو بچا کلک ... سنگ باران سے ندی نالے بنا لے ہے دشت مین دریا پہ چڑھائی + لب آب فاز قزسے سرخاب اور لیلین مرغابیان

پانی میں ڈبکیان لگاتی ہیں عجب بہار دکھاتی ہیں گلبنون کی قطارین کی قطارین چلی جاتی ہیں عجب تماشا
زیر آسمان بندھا ہوا ہے شاہزادہ سلیمان یعنی فتاح طلسم تخیل سلیمانی نے جو دیکھا مبہوت
ہوگئے اور لوح کا بھی دیکھنا موقوف کیا اور زبان سحر بیان سے تعریف باغبان قدرت کرتے
تھے اور وجد کرتے تھے ناگاہ دیکھا کہ سامنے سے ایک نازنین ماہ جبین مہر تمکین بہار جبین
در در گوش اور مرصع پوش دریائے جواہر میں غرق از پا تا فرق - شعر - آڑی ہیکل گلے میں لٹکے
ہوئے + پیاری پیاری بھبھین نکالے ہوئے + پری پندرہ یا کہ سولہ کا سن + جوانی کی
راتیں مرادون کے دن + جمال جو کیا تو دیکھا اسے + روش باغ پہ اک تازہ پری کو دیکھا +
گل کھلاتے ہوئے باد سحری کو دیکھا + اسوقت انکے ہوش و حواس اڑ گئے اب جو نظر غائر سے
دیکھا تو لب چشمہ پر وہ پری ایک کھڑی ہے بقول ذوق - شعر - سرو قد غنچہ دہن زیب چمن شان
روش پر سیمبر گلگون قبا نور سحر رنگ شفق + شعر - انداز وہ انداز کہ آفت نگہبان + غارتگر
دین دشمن دل رہزن ایمان + گر قہر کرشمہ ہے تو غمزہ ستم جان + ہر بات پہ بس جاسے دل گبر و
مسلمان + تعریف مگر کوئی سمجھائی نہیں دیتی + ہے نام پری کا اور دکھائی نہیں دیتی + معلوم
اگر انسان اسکی چین جبین خواب میں بھی دیکھ پائے کمالات جنون میں نکلے جبھی مر جائے
کہ بالون کے دیکھنے سے آنکھون میں اندھیرا چھا جاتا ہے موتی بھری مانگ میں جادۂ کہکشان
سے سر مو فرق نہیں پایا جاتا ہے نظم - موئے سر ماران سیہ کا ایک برابر لشکر ہے + مانگ سر ہے
جو ایک مار سفید اسکے لشکر کا سرلشکر ہے + بار زلف گران کمر پہ نہ ڈال + زلف کو دیکھ ادھر کمر کو دیکھ
جوڑے کی بندش جگر کو دل بند کرتی ہے زلف کی زنجیر پاؤن میں پڑ کر نظر بند کرتی ہے - درازی گیسو سمجھ
میں نہیں آتی ہے کمند فکر و وہم کوتاہی کر جاتی ہے بقول عارف شعر - ہاتھ میں زلفیں اٹھا تب ہے
مزار رفتار کا + پاؤن میں حلقے پڑنے لگے گیسوے خمدار کا + جبین نور آگین افشان پروین اس چمک
دمک سے جمکاتی ہے جیسے تجلی کی چمک ماند ہو جاتی ہے اور اسکی بھی آنکھ جھپک جاتی ہے
بقول ذوق شعر - چنی تونے افشان جو اے مہ جبین + ستارون میں کیا کیا چنان چنین
کرتی حسن سے پیشانی پر جو گیسو سے قطرات اشک آ جاتے ہیں معلوم ہوتا ہے شب مہتاب
میں اجلی چاندنی کو کالے لوٹتے ہیں دست شانہ گویا ہمیشہ دراز دستی دراز ہے لیکن زلف کو
کب پاتا ہے آئینہ اس خورشید رو کے روبرو آکر اپنا سا منہ دکھا کر رہ جاتا ہے بقول مومن - شعر
تجھ کو جب سا دم نظارہ جلوہ جانان ہوگا + آئینہ آئینہ دیکھیگا تو حیران ہوگا + ابرو مثل تلوار شبیہ جنبش
پر برچھیان چلتی ہیں - شعر قیامت ہے سمان اس خشمگین پر + کہ تلوارین چلتین ہر دو جبین
پر + چشم شعبدہ باز پل پل میں آنکھ طوطی کی طرح بدلتی ہے نگاہ فتنہ پرداز خنجر بن بن کر جگر میں دل لیکر
چلتی ہے - شعر - نگہ وہ ترک کہ جسکی نہیں جفائی بناو + پھر اسپہ آنکھ وہ کافر کہ بس خدائی بچاؤ +
بینی خود بینی سے کسکو خاطر میں لاتی ہے کہ شمعے کی پھول جی کو بھی کاتی ہے رخسار سے خورشید کی
صفت دمکتے ہیں آتش حسن سے شعلے بھڑکتے ہیں تبسم لب سیکڑون عجب قیامت ڈھاتے ہیں
دیکھنے والون کو خون جگر پلاتے میں کہان تک سخن کو طول دیجیے اور اسکے سراپا کو باکیے غرض کہ از سر
تا پا قدرت خدا ہویدا اب جو اس نازنین کی نگاہ پڑی تو دیکھا کہ زیر سایہ درخت دل سخت کیے
ہوئے ایک شخص کھڑا ہے اس نازنین نے غور کرکے خوب دیکھا اور ایک اپنی خواص جمیلہ کو بلایا

اور کچھ اُس سے باتیں کیں اور کہا کہ جاکر اسکو لے آؤ کہ پوری سیر اس باغ کی ہم اُسے کرا دیں
یہ کہکر آپ تو اس بارہ دری کی جانب روانہ ہوئی اور ادھر اس خواص نے اس بہوت کو
دیکھکر ہوشیار کیا اور کہا کہ اے شخص تیرے حال پر ملکہ گوہر نسیم بہار کو بھی رحم آیا اور فرمایا
کہ اسکو ہماری صحبت میں لے آؤ یہ تو چاہتے ہی تھے انھون نے کہا کہ تیرا احسان ہوگا مجھے
لیچل اس خواص ہوشیار نے اپنے ہمراہ لیا اور قریب ایک حوض کے آئی اور یہ کہا کہ اسکے اندر
آپ غسل کریں تو پھر چلیں کیونکہ بغیر اسکے نہائے آپ وہان نہین جاسکتے انکو ایسی لو لگی تھی
کہ لوح کے دیکھنے کی ہرگز فکر نہ کی اور جلدی سے پوشاک اُتار کر رکھدی اور اُس حوض مین
کود پڑے ادھر اس خواص نے لوح اور گٹھری انکی اُٹھائی ادھر طرف بارہ دری سے بھاگی
ادھر شاہزادہ جو غوطہ لگا کر اُبھرا تو دیکھا نہ پوشاک ہے اور نہ لوح ہے مین ننگی باندھے کھڑا
ہون یہ حیران کھڑے سے تھے کہ نعرہ اُس باغ سے پیدا ہوا کہ منم سوز جادو۔ شاہزادہ حیران ہوا
اور خیال کیا تو لوح نہین پوشاک ہے لوح بھی نہ بس انھون نے اپنی غفلت پر نہایت افسوس
کیا اُسوقت سوز جادو نے کہا کہ آپ اپنے ہاتھون کی طرف دیکھیے کہ آپکے ہاتھون مین کیا ہے انھون
نے جو دیکھا تو ہاتھون مین ہتکڑیان اور پاؤن مین بیڑیان اور گلے مین طوق مسلسل و مطوق پڑے
ہین اور خیال کیا تو چشمہ آب بھی غائب ہوگیا اُسوقت سوز جادو نے کہا کہ اے فتاح طلسم یہ حملہ
بہت سخت تھا کیونکہ یہ مین تھے جو تمکو گلشن اور پریزاد دکھایا اگر سامری اور جمشید ہوتے تو
میرے سحر کی داد دیتے اور یہ کہکر اسنے ایک ناریل اُٹھا کر اُس بارہ دری کی جانب مارا کہ تمام
دھوان دھار ہوکر وہ پامال ہوگئی اب جو دیکھا تو سبحان خدا کی ذات نظر آئی ہر فتاح طلسم
نے ایک آہ دل پر درد سے کھینچی اور فرمایا کہ او ظالم۔

شعر

گل چمن میں ہر طرف تھا آشیان عندلیب ÷ آج جو ڈھونڈھا نہ پایا کچھ نشان عندلیب
باغبان بیرحم سے رو رو کے مین نے یہ کہا ÷ کچھ بتا گل کا پتا اور دے نشان عندلیب ÷
سنتے ہی صحن چمن سے ڈھونڈھ لایا دم کے بعد ÷ تو الماق سوکھی ہوئی اور استخوان عندلیب ÷
اشعار۔ چمن کے تخت پر جسدم شہ گل کا تجمل تھا ÷ ہزارون بلبلون کی فوج تھی اک شور
تھا غل تھا ÷ خزان کے دن جو دیکھا کچھ نہ تھا جز خار گلشن مین ÷ کہے تھا باغبان رو رو یہان
غنچہ یہان گل تھا ÷ شاہزادہ نے آہ کھینچی اُسوقت سوز جادو نے کہا کہ ایسے ایسے شعبدہ جو
جانتا ہون بناؤن آپ کیا ہین اگر سامری و جمشید ہوتے تو وہ بھی اپنا سحر بھول جاتے اور تمام عمر
سرگردان اسی باغ مین رہتے شاہزادہ نے فرمایا کہ اگر مین اسیر ہوا تو کیا لیکن اشتیاق یہ رہا کہ
اگر تو دفعتاً قبل پھر اس گلشن اور اس نازنین کو دکھادے تو مین تیرا ممنون ہون یہ سنکر یہ ہنسا اور
کہا کہ اب روز قیامت تک بھی یہ رنگ دیکھنا آپ کو نصیب نہ ہوگا یہ کہکر اسنے قصد کیا کہ مین لیجاؤن
اُسوقت شاہزادہ نے کہا کہ او ظالم اگر تو میری قید لیے جاتا ہے تو اتنا احسان کر کہ میرا لباس مجھے پہنادے
اسے بھی رحم آگیا اور اسنے کپڑے پہنا کر کوہ آئینہ پر بلور جادو کے پاس لایا بلور جادو نے اسکو
خلعت فاخرہ دیا اور نہایت تعریف اسکے سحر کی کی اور ایک نامہ خاقان جادو کو لکھا کہ دودمان جادو
کا مرحلہ توڑ کر اور دودمان جادو کو مار کر فتاح طلسم میرے بیابان کی طرف آیا سوز جادو نے سحر عجیب
دکھا کر اسکو اسیر کیا مع لوح کے میرے پاس وہ قید ہے اگر حکم ہو تو قتل کرون یا زندہ بکر خدمت حضور

مین آوٴن یہ نامہ لکھکر اسنے سوفار جادو کو دیا یہ نامہ لیکر وہان سے اڑا اور مانند تیر کے خدمت
مین بادشاہ طلسم کے پہونچا اور بعد ادائے قدمبوسی وہ نامہ پیش کیا بادشاہ نے اُس نامہ کو
پڑھکر دو دمان جادو کا افسوس کیا اور گرفتاری فتاح طلسم پر نہایت شاد و خرسند ہوا اور جواب نامہ
یہ لکھا مضمون یہ تھا کہ فتاح طلسم کو مع لوح کے تم لیکر ہمارے پاس آوٴ چاہے یہ طلسم برباد ہوجائے
مگر ہم اسے قتل اپنے رو سامنے کرینگے اور اسکو خلعت دیکر اُس وقت رخصت کیا یہ خدمت مین
بادشاہ دربند یعنی بلور جادو کے آنکر پہونچا اور جواب نامہ دیا۔ بلور جادو نے مخاطب ہوکر فتاح
طلسم سے کہا کہ اور لوگون کو جو فتاح طلسم تھے انکو چالیس دن کی مہلت ملتی تھی لیکن تمھارا جام
عمر ایسا لبریز ہوا کہ تمھین ایک دن کی بھی مہلت نہ ملی اور یہ کہکر اپنے تخت سحر کو تیار کیا اور
آب اور سوز جادو ملکہ اور قید فتاح طلسم کی لیکر خدمت مین بادشاہ خاقان جادو کے چلے لیکن
سے جا کو راکھے سائیان مار نہ ساکھے کوے ۔ بال نہ بیکا کرسکے گو دو جگ بیری ہوے ۔ شعر
اگر تیغ عالم بجنبد ز جائے ۔ نہ برد رگی تا نخواہد خدائے ۔ غرضکہ شاہزادہ کو بھی اپنی زیست
سے یاس تھی لیکن کہتا تھا کہ خداوند عالم قادر و توانا ہے اگر میری حیات باقی ہے تو یہ کیا کرسکتا ہے
اور اگر اسی بہانہ سے پیک اجل کو آنا تھا تو خیر کیا مضائقہ ہے یہ دل لگانا تھا موت کا بہانہ تھا
یہ کہہ رہے تھے کہ قید انکی قریب باغ ہمیشہ بہار کے آئی اور بلور جادو ملکہ رضوان سبز پوش کا
گو نہ عاشق بھی ہے جب وہان پہونچا تو دیکھا اسنے کہ اسکی کنیز ہمیشہ بہار باغ کے باہر ٹہل رہی
ہے بلور جادو نے پوچھا کہ تمھاری ملکہ کا مزاج اچھا ہے اسنے کہا کہ اپنی خالہ کے لیے یعنی گلگونہ جادو
کے لیے رو رہی ہین اور فتاح طلسم کو کوسا کرتی ہین۔ یہ سنکر بلور جادو نے کہا کہ وہ گرفتار یعنی قاتل
ملکہ گلگونہ جادو یہ بیٹھا ہے اب اسکو برائے قتل ہم لیے جاتے ہین کہ بادشاہ نے واسطے قتل کرنے
کے بلایا ہے اُسوقت ہمیشہ بہار نے کہا کہ ملکہ سے جا عرض کردون تاکہ وہ خوش ہون بلور جادو نے
کہا کہ جاوٴ مین ٹھہرا ہون کہدو تو ہمیشہ بہار نے آکر ساری روداد گرفتاری فتاح طلسم بیان کی ملکہ
جلدی سے اُٹھی اور دروازہ باغ پر آئی اور کہا کہ اے بلور اگر مناسب ہو تو دم بھر ہمارے یہان
ٹھہر جاوٴ کہ ہم اس قاتل کو دیکھین اور پوچھین کہ تیرا کیا قصور میری خالہ نے کیا تھا بلور جادو نے
بھی منظور کیا اور مع سوز جادو کے داخل باغ ہوا اور ملکہ نے اسکو جا صدر پر جگہ دی اور یہ کہا
کہ مین ممنون ہوئی کہ تمنے جان میرے باپ کی بچائی واقعی ہے کہ تمنے وہ کام کیا ہے کہ تمام ساکنان
طلسم پر احسان کیا ہے اور یہ کہکر فتاح طلسم کی جانب کو متوجہ ہوئی اور کہا کہ او ظالم تجھے اسدن
کی خبر نہ تھی اور یہ کہکر اور تیغ کھینچکر یہ چلی قتل کرنے کے لیے کہ بلور جادو نے ہان ہان کہکر روک لیا
اور کہا کہ ملکہ اسکا قتل سامنے تمھارے باپ کے ہوگا کہ سارا عالم جمع ہوگا اور اسکے قتل کا تماشا
دیکھے گا ملکہ اسکے قتل سے باز آئی اُسوقت اپنے دل مین فتاح طلسم نے کہا کہ اللہ اکبر۔ عورت کی
بات کا کیا یقین ہے یہ مردار کس طرح سے مجھے او ستمگر کو بیگی ہی کہ عشق مین اسنے عارض شیر دل
کے اپنی خالہ کو قتل کرایا اب دشمن جانی میری ہوئی ۔ شعر ۔ ہمر جانے کا قاتل نے ترا لاڈ عجب نگار کے
سجنون سے پوچھا ہے اسکو کسنے مار ڈالا ہے ۔ شاہزادہ نے اپنے سر کو جھکا لیا اور یہ کہا کہ اے ملکہ
جو کچھ کہ تو نے کہا وہ بجا ہے ہم اسی لائق ہین اُسوقت ملکہ نے حکم دیا کہ واسطے بلور کے جلدی لاوٴ
ساقی یہ سنتے ہی فوراً صراحی مرصع نگار اور جام گلفام لیکر حاضر ہوا بلور جادو نے عرض کیا کہ

اس بیمار محبت کی دوا یہ ہے کہ آپ اپنے دست اقدس سے ایک جام عنایت فرمایئے باعث
اس خوشی کا یہ ہے ملکہ نے کہا کہ کیا مضائقہ ہے تمنے ایسا ہی مجھے خوش کیا ہے اور آپ ساقی بنے
وہ صراحی و جام لیکر اور جام کو لبریز کرکے سامنے بلور جادو کے لائی بلور جادو نے وہ جام لیا
اور لیکے یہ پہلا جام پی گیا دوسرا جام ملکہ نے سوز جادو کو دیا یہ تسلیم کرکے پی گیا پھر دوسرا جام بلور
جادو کے آگے ملکہ لائی بلور جادو نے مسکرا کر اُس جام کو ہاتھ سے لیکے لیا اور پی گیا اور دوسرا
جام پھر سوز جادو کو ملکہ نے دیا یہ بھی پی گیا لیکن اب ان دونوں کو نشہ زیادہ ہوا باعث یہ تھا کہ
ملکہ نے بیہوشی کی ترکیب اور کچھ بوٹیاں دی تھیں اور کہا تھا کہ جسطرح سے ہمنے تمہاری خالہ کو
بیہوش کیا ہے اسی طرح سے تم بھی جسے چاہو گی بیہوش کروگی وہی بوٹیاں اسنے ڈالکر ان دونوں کو
شراب پلا دی تھی ۔ غرضکہ ان دونوں کا یہ حال ہوا کہ مارے گرمی کے بیتاب ہوگئے اور اٹھکر
چاہتا تھا کہ ہم نہائیں مگر اسنے کئی مثقال بیہوشی زیادہ دیدی تھی یہ جو اپنے مقام سے اٹھے
گویا جان سے اٹھے دو قدم چلے تھے کہ لڑکھڑا کے ادھر ادھر سے زمین پر گرے ملکہ نے خوش ہوکر کہا کہ
وہ مارا واہ استاد تیری دوا یہ کیا کام آئی ہے اور یہ کہکر شاہزادہ کے آگے دست بستہ کھڑی ہو گئی
اور عرض کیا کہ اے شہریار عالی وقار میرے اس قصور کو اور بدزبانی کو حضور معاف فرمائیں گا کچھ
عنایت اگر ہو جاوے تو کیا عجب ہے کہ جو میری وجہ سے کلمات ناسزا آپ کی خدمت میں نکلے ہیں
انکی تلافی ہو جاوے اور اس وقت موقع بھی انہیں کلمات کا تھا نہیں تو یہ ملعون ہرگز میرے
دام مکر میں نہ آتے شاہزادہ نے فرمایا کہ میں نے معاف کیے اور واہ ملکہ تمنے تو استہم عیار کے بھی
کان کاٹ لیے استاد کی بھی اُستانی ہو گئیں کیا خوب عیاری کی ملکہ نے کمر سے خنجر آبدار کھینچکر بلور جادو
کے گلو پر کھینچ لیا اسکا سر الگ ہوا تھا کہ جلدی سے سوز جادو کو بھی فنا کیا بس انکا مرنا تھا کہ ایک
شور و غل پیدا ہوا اور تاریکی چھا گئی آوازیں مہیب آنے لگیں اور انکے سر سے ایک طائر نکلا اور کہا
کہ اے ملکہ دیکھ تو دم بھر میں ایک شہر پلیے دیتا ہوں یہ کہتا ہوا یہ بادشاہ کی خدمت میں چلا
اور ادھر فتاح طلسم رہا ہوا اور وہ قید سحر سب ٹوٹ گئی ملکہ نے لوح گلے میں فتاح طلسم کے ڈالدی
اور اسکے ملازم جو بیرون باغ ٹھہرگئے تھے اس شور کو سنکر وہ بہت گھبرائے اور چاہا کہ اندر باغ کے
در آئیں کہ دیکھا تو فتاح طلسم دروازہ باغ پر خود آیا اور نعرہ کیا کہ ہاں اے فرمانا قان کہاں جاتے
ہو میرے ہاتھ سے اور تھا مددگار بفضل کردگار آگیا یہ کہکر انکی طرف جھپٹے اور وہ بھی ناریل لئے
ہوئے ہاتھ ملنے لگے ادھر بعد مرنے بلور جادو کے وہ آئینہ شق ہوا اور راستہ پیدا ہو گیا۔ درویش
زندہ دل نے شکر کیا اور کہا کہ مبارک ہو کہ صاحبقران اسیر ہو رہا ہے چلو بس یہ کہکر درویش زندہ
دل مع الوزشاہ و رومان شاہ مع دیو و جن وپری پرادروانہ ہوئے اور آکر دیکھا تو صاحبقران پر تیغ
اور ناریل پڑ رہے ہیں مگر بسبب لوح کے وہ کچھ نہیں بنا سکتے اور صاحبقران برابر قتل کر رہے ہیں
کہ اس عرصہ میں درویش زندہ دل مع بادشاہوں کے پہنچے یہ ساحر سمجھے کہ وہ آئینہ تو تمام ہوا
یہاں سے بادشاہ کے پاس چلو یہ کہکر اور سمجھ کر یہ سب کے سب بھاگے فتاح طلسم نے فتح پائی
اس وقت درویش نے فرمایا کہ آپ باغ سوز جادو پر اسیر ہوئے لیکن یہ بھی معلوم تھا کہ آپ پہنچیں
ملکہ رضوان سبزپوش رہا ہوگی اسوجہ سے میں نے کوئی کوشش نہیں کی شہزادہ نے کہا کہ آپ بجا ارشاد
فرماتے ہیں یہی ہوا جو آپ نے ارشاد فرمایا یہاں جلدی سے بارگاہ آسمان جاہ برپا ہوئی۔ اور یہ

اور یہ بادشاہون سے ہین اور ملکہ اپنی بارگاہ مین مع خواصون کے گئے اور ملازمون کے اندر لائے
اور گستہم زرین کمر نے ملکہ کی بہت تعریف کی کہ آپ تو ہم سے بھی بڑھ گئین واقعی کیا کام کیا ہے اور
بہت بڑا احسان آپ نے ہم لوگون پر کیا۔ اب خدا چاہتا ہے تو آپ کا بھی مطلب حاصل ہوگا
اب یہان یہ تو فردکش ہوتے ہین آب

دو کلمے داستان حیرت نشان اُس طائر کے بیان کیے جاتے ہین

سنئے یہ طائر جو اسکے گلوے بریدہ سے نکلکر خدمت بادشاہ مین پہونچا خاقان شاہ اُسوقت
انتظار قید فتاح طلسم مین بیٹھا تھا کہ دیکھا کہ یک بیک سامنے سے یہ طائر نمایان ہوا اور آواز دی
کہ فریاد بدست ملکہ رضوان۔ بادشاہ نے پوچھا کہ اے طائر کیا کہتا ہے اسنے عرض کیا کہ حضور کی
دختر نے قیدی کو رہا کیا اور بلور جادو و سوز جادو کو مصروف دعوت کرکے قتل کر ڈالا اور فتاح
طلسم راہی ہو گیا اور لوح بھی اُسکو ملگئی اور ملکہ نے دیدی یہ کہکر فریاد کنان وہ جانور جل گیا
خاقان نے اپنا سر پیٹ لیا وزیر نے کہ نام اسکا فیروز جادو ہے اسنے عرض کیا کہ کسی قدر بلور جادو
کی طبیعت ملکہ کی جانب راغب تھی لیکن بخوف حضور کچھ نہ کہہ سکتا تھا بس یہی باعث ہوا کہ یہ قیدہ
لیکر اُدھر سے گیا اور اُسنے فریب دیکر اس حرامزادے کو قتل کیا لیکن بڑا کیا خاقان نے کہا
کہ کچھ مین بھی سمجھتا تھا لیکن مجھے ملکہ کی ذات سے بہت بڑا اطمینان تھا افسوس کہ وہ خیال
میرا خیال بیجا تھا بس اب ہمارے لشکر کو حکم دو کہ تیار ہو کہ ہم چلکر فتاح طلسم سے مقابلہ کرینگے
اُسی وقت فیروز جادو نے آکر تمامی لشکر کو حکم دیا کہ تیار ہو کل بادشاہ برائے مقابلہ فتاح طلسم
تشریف لیجاینگے اور فتاح طلسم کو سزاے معقول دینگے یہ سنتے ہی تمام فوج مین تیاری ہوئی اور اتنی دیر
مین یعنے دن اور رات مین قریب ساٹھ ہزار فوج کے طیار ہوئی اور چالیس ہزار ساحران خداے
بلاے روزگار آفت کے پرکالے جھولیان جھولیان کاندھون پر ڈالے ہاتھ مین ترنج اور ناریل
لیے ہوے اور گلے مین کالی اور کوڑیالی اور ناگین ڈالے ہوے سیندور کے قشقہ ماتھے مین
دیے ہوے صبح کو تیار ہوکر در دولت شاہی پر حاضر ہوے ادھر بادشاہ کی آمد آمد کی خبر ہو رہی تھی
کہ دیکھا کہ پردہ چرخی پر کھنچا اور خاقان جادو ایک تخت کے اوپر سوار نمایان ہوا وزیر فیروز جادو
نے اور ملازمون نے مجرا کیا۔ یہ تمام فوج گران اور بے پایان بادشاہ لیکر واسطے مقابلہ فتاح طلسم
کے روانہ ہوا غرضکہ اُسی راہ کو طے کرکے قریب باغ ہمیشہ بہار کے صحرا مین اُترا اور فوج کو
داہنے اور بائین اُترنے کا حکم دیا اُسوقت اسکی سواری اور جلوس کا سامان دیکھنے کو فتاح
طلسم آگیا تھا اور دیکھا تو واقعی کہ بڑے جاہ و حشم و دبدبے سے اسکی سواری ہے اور بارگاہ
برپا کرائی گئی ہے اور داخل بارگاہ ہوا اُسوقت ساحرون نے ہزارہا ناریل اور ترنج تراق پڑاق طرف
آسمان کے مارے کہ تمام صحرا آتش بہار ہوگیا اس سامان سواری کو دیکھکر صاحبقران نے فرمایا
مصرع۔ بھڑا پہاڑ سے جاہل بے حوصلہ دلگا ÷ باوصفیکہ یہ جانتا ہے کہ لوح میرے پاس ہے گویا کہ
اسکی قضا میری مٹھی مین ہے لیکن حوصلہ مردی سے اپنی جان شیرین برباد و تلف کرنے کو آیا ہے
یہ کہتے ہوے کبھی بارگاہ مین داخل ہوے اور اپنے دنگل پر آکر فردکش ہوے بادشاہ اور دوسرے
اپنے اپنے اماکن پر متمکن تھے اُسوقت ساقی کو حکم ہوا اور جام بے اندیشہ انجام چلنے لگا ہر شخص کو

ایک سرور حاصل تھا اور ناچ ہونے لگا اُسوقت جو ٹریان ہرکارون کی آئین اور اگر خدمت مین فتاح
طلسم کے عرض کیا کہ طبل جنگ بیدرنگ خاقان جادو نے بجوا دیا ہی اور صبح کو مقابلہ ہوگا یہ خبر سُنکر
صاحبقران یعنی فتاح طلسم نے بھی فرمایا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ ادھر بھی نقارہ زری
پر چوب پڑی اور صاحبقران کے بھی ملازم اپنی اپنی حرب و ضرب کو درست کرنے لگے غرضکہ جبوقت
زلف لیلاے شب تا کمر کھینچی اور صداے ہوشیار باش بیدار باش کی لشکرون مین بلند ہوئی
جسوقت صاحبقران دربار کو برخاست کرکے اپنی خوابگاہ مین مع مستہم کے تشریف لائے
اُسوقت ایک خواص بدحواس دوڑی ہوئی صاحبقران یعنے فتاح طلسم کے پاس آئی اور عرض کیا کہ
ملکہ رضوان سبزپوش کو اسوقت روتے روتے غش آگیا ہی ہم سب نے پوچھا بھی کہ حضور کے رونے
کیا سبب ہی لیکن کچھ بیان نہین کیا اور روتے روتے غش کر گئین یہ سُنکر صاحبقران اُٹھ بیٹھے
اور مستہم سے فرمایا کہ تم اسے بھائی اس عورت کو پہچانتے ہو مستہم نے عرض کیا کہ حضور مین جانتا ہون
اگر آپکا قصد چلنے کا ہی تو بسم اللہ چلیے اگر کوئی عیار بھی ہی تو یہ آپکا کیا کر سکتا ہی بس یہ سُنتے ہی شہزادہ
صاحبقران اُٹھ کھڑے ہوے اور محل مین تشریف مع مستہم کے لائے تو دیکھا کہ ملکہ رضوان سبزپوش
بیہوش پڑی ہی اور مہتاب پری اور اسرار پری یہ سب کی سب اپنے اپنے دامنون کی ہوا دے رہی
ہین اور کوئی اُسکے تلوے سہلا رہی ہین اور کوئی لخلخہ سونگھا رہی ہی غرضکہ یہ حال دیکھکر شاہزادہ
صاحبقران کو صدمہ عظیم ہوا اور آپ اُسکے قریب بیٹھ گئے کہ تھوڑی دیر کے بعد رضوان سبزپوش کو
ہوش آیا اور اُسنے صاحبقران کو اپنے بالین پر پایا اُٹھ بیٹھی اور جھک کر مجرا کیا اور عرض کیا کہ حضور
نے کیون تکلیف فرمائی اسلیے کہ مجھے اختلاج قلب کا مرض ہی اکثر مین روکر غش کر جاتی ہون صاحبقران
نے اُسکے ملازمون کی جانب دیکھا اور کہا کہ ملکہ سچ کہتی ہین یا جھوٹ کہتی ہین اُن سب نے کہا کہ حضور
ہمنے یہ حالت سواے آج کے اور کبھی نہین دیکھی یہ سُنکر صاحبقران نے فرمایا کہ تمھین قسم ہی
ہمارے سر کی صاف صاف کہو کہ تم کیون روئین اور کیون غش آیا بس یہ سُنتے ہی ملکہ نے کہا کہ
اے شہریار اسوقت تصور یہ بندھا کہ بعد نصف شب کے باپ میرا بمقابلہ حضور آئیگا اور اس لوح
کی برکت سے وہ مارا جائیگا افسوس کہ اب تصور خاقان شاہ کی ہر دو ہستی سے مٹجائیگی اب ایسے
خیالات جو آئے اور یہ شعر پڑھا شعر ہواے صحرا فزاے گلشن ضیاف عمر بے بقا ہے
مسافرو دیکھو تو تماشہ سرا ہے فانی عجب سرا ہے بس یہ خیال جو اس کنیز کو آیا تو مین روتے روتے
غش کر گئی ہرچند کہ یہ امر کہنے کا حضور سے نہ تھا مگر آپکے قسم دینے سے مجبور ہوگئی اور اپنے دل کا
حال عرض کر دیا بس صاحبقران نے اُسکے کلام صاف کو سُنکر فرمایا کہ اے ملکہ یہ لوح تو اپنے باپ
کے پاس لیکر جا اور اپنے قصور کو معاف کرا اگر پروردگار نے مجھے فتحیاب کریگا تو مین فتحیاب ہونگا
نہین تو باپ تیرا زندہ رہیگا اور مین قتل ہونگا لیکن تیرا احسان جو مجھ پر ہی وہ مجھسے ادا نہین ہوسکتا
اور یہ کہکر اور لوح کو اُتار کر ملکہ کے گلے مین ڈالدیا جتنے وہان کھڑے تھے اُنکو سکوت ہوگیا اور مہتاب
پری نے عرض کیا کہ حضور یہ کیا کرتے ہین صدقے کیے ان باپ زندہ رہے ہین صاحبقران نے یہ کلام
سُنکر فرمایا کہ ہرگز آپ لوگ اسمین دخل نہ دیجیے اور یہ کہکر ملکہ کی جانب کو مخاطب ہوے کہ جان تیری قسم
کا مجھے پاس کیا تھا اب مین تمھین پھر اپنے سر کی قسم دلاتا ہون کہ تم اپنے باپ کے پاس مع اس
لوح کے جاؤ اور اگر نہ جاؤگی تو مجھکو نہایت صدمہ ہوگا ملکہ نے دیکھا کہ عجب مشکل ہی بقول شاعر

شعر۔ غم صیاد فکر باغبان ہی + دو عملہ مین ہمارا آشیان ہی + آخرش مجبور ہوگئی اور کہا کہ بہت
اچھا اگر بادشاہ نے مجھے مار ڈالا تو بھی مین اس گرفتاری کی سزا پاؤنگی اور یہ کہکر اُٹھ کھڑی ہوئی۔ کچھ
روشنی اپنے ہمراہ لی اور کچھ خواصون کو اپنے ہمراہ لیکر اور ایک تیغ اپنے گلے مین ڈالا اور رومال سے
ہاتھ اپنے باندھ کر اُسیوقت ایک تامدان پر سوار ہوکر اپنے باپ کے لشکر کی طرف روانہ ہوئی ادھر
صاحبقران اپنی خوابگاہ مین تشریف لائے انورشاہ اور رمان شاہ نے کہا کہ مصلحت صاحبقرانی مین
ہمین کیا دخل ہی جو چاہین وہ کرین اور ہم تو انکے پابند ہین اور جان دینے کو حاضر ہین۔ اب حال
ملکہ رضوان سبزپوش کا سنیے کہ یہ جب اپنے باپ کے لشکر کے قریب پہونچی تو لوگون نے اسے روکا
اور بادشاہ سے آکر بیان کیا کہ ملکہ رضوان سبزپوش تشریف لائی ہین کیا حکم ہوتا ہی اُس وقت
فیروز جادو کو بادشاہ نے یاد فرمایا اور کہا کہ اے فیروز جادو معلوم ہوتا ہی کہ ملکہ اب کوئی مکر بنا
کر کے میری گرفتاری کے لیے آئی ہی جاؤ اور دریافت کرو اسی وقت فیروز جادو ملکہ کے پاس
پس ملکہ نے فیروزہ جادو کو سلام کیا اسنے کہا کہ اے شاہزادی مین خود تمھین سلام کرونگا
تو ملکہ نے کہا کہ نہین مین اسوقت بطلعت گنہگاران آئی ہون بس اتنا تمھارا احسان ہوگا کہ مجھے
لیچلے میرے باپ کے قدمون کے نیچے ڈالدو کہ مین اپنا قصور معاف کراؤن اور یہ لوح کہ
جو میری وجہ سے چھن گئی تھی وہ بھی دیدون پس یہ سنکر فیروزہ جادو نے ملکہ کو اپنے ہمراہ لیا
اور عقب پردہ کھڑا کرکے آپ ساری روداد بیان کی خاقان شاہ کی آنکھون سے آنسو جاری
ہوگئے اور کہا بلالو ہم بھی اسکو اس آخر وقت مین دیکھ لین کیونکہ صبح ہماری صبح قتل ہی اور
اس جہان فانی سے ہمارا بھی کوچ ہی اور عالم جاودانی کے جانے کا قصد ہی۔ یہ سنکر وزیر ملکہ
کے پاس آیا اور کہا کہ چلیے غرضکہ ملکہ اسکے ہمراہ ہوئی اور سامنے اپنے باپ کے آئی اور جھک کر
سلام کیا اور قدمون کی جانب کو جھکی تھی کہ بادشاہ نے گلے سے لگالیا اور کہا کہ بیٹا ہمین بھی
وہ منزل صبح کو درپیش ہی کہ اُس سے ہم بچ نہین سکتے تمنے کیون تکلیف فرمائی قصور مان
باپون کا وہ قصور نہین ہی جو کچھ کہ تونے کیا امر شدنی تھا۔ یہ تقریر باپ کی سنکر اسنے لوح کو دونو
ہاتھون پر لیا اور عرض کیا کہ باباجان قربان جان میری ہمت صاحبقران پر کہ اس مصیبت مین
جو مین روئی اور غش آگیا تو خود میرے خیمہ مین تشریف لائے اور تسکین دیکر یہ لوح دی اور کہا کہ
ابھی تم اپنے باپ کے لشکر مین جاؤ اگر میرا پروردگار چاہیگا تو مین مستجاب ہونگا ورنہ جو مشیت
پروردگار ہوگی اسمین کیا چارہ ہی اُس وقت بادشاہ یعنے خاقان جادو نے جو یہ کلام جرأت آمیز
اُسکی زبان سے سنے اپنے دل مین خیال کیا کہ واقعی صاحبقران نہایت جری اور بہادر معلوم
ہوتا ہی کہ اسنے لوح ایسی چیز کا کچھ خیال نہ کیا اور فوراً اسکو دیدیا اور از حد مروت کی واقعی کہ
خداوند عالم نے ایسے ایسے بندے بھی پیدا کیے ہین اور انکا مذہب بھی بہت اچھا ہے
پس یہ خیال کرکے اسنے کہا کہ مین نے تیرے قصور کو بھی معاف کیا اور ساتھ ہی یہ خیال ہوا
کہ کہین شاید یہ کوئی عیارہ نہو اور یہ لوح مصنوعی ہو ملکہ سے کہا کہ لاؤ اُس لوح کو مجھے دیدو
اسنے وہ لوح دیدی بادشاہ نے وزیر فیروز سے کہا کہ سامنے آ اور یہ بھی بہت بڑا جادوگر
ہی اسوقت جب یہ سامنے آیا بادشاہ نے اس لوح کو اسکے گلے مین ڈال دیا اور کہا کہ کچھ سحر
کر اب جو اسنے دستاویز سحر پڑھنے کا ارادہ کیا تو اسکو کچھ یاد نہ آیا لاکھ لاکھ یہ چاہتا تھا کہ مین

سحر کرون اور اسمار سحر اپنی زبان پر جاری کرون مگر کچھ یاد نہ آتا تھا آخرش مجبور ہو کر اُسنے کہا کہ مین
اسوقت کچھ سحر نہین کر سکتی نہ معلوم مجھے اسوقت کیا ہو گیا ہی اسوقت بادشاہ نے اس لوح کو اُٹھا
لیا اور کہا کہ آپ تو سحر کر اب جو اُسنے سحر کرنے کا قصد کیا تو جتنے اسمار سحر تھے وہ سب اُسے
یاد آ گئے اور پورا سحر جو اُسکا تھا اُسنے کیا اُسوقت بادشاہ خاقان جادو کو ملکہ کی طرف سے اطمینان ہوا
اور لوح کو بھی لوح اصلی تصور کیا اسوقت بادشاہ نے اپنی دختر نیک اختر ملکہ رضوان سبز پوش سے کہا
کہ اچھا اے جان پدر اب تم آرام کرو صبح کو دیکھا جاویگا یہ سُنکر وہ ایک مقام پر چلی گئی اور طرح طرح
کے خیالات اسکو آنے لگے کبھی کہتی تھی کہ مین نے کیون اسکا اظہار کیا کہ اب مفت مین قتاح طلسم
کی بھی جان گئی اور عجب نہین کہ بابا تو بادشاہ صبح کو مجھے قتل کرا ڈالیگا یا قید کریگا اور اس قیدی طلسم
کی جان مفت جائیگی کیونکہ جب وہ خبر مرگ میری سُنیگا فوراً اپنے تئین ہلاک کر ڈالیگا یہ تو خیال کر کے
کرسنے سو گئی اور بادشاہ طلسم یعنے خاقان جادو جو اپنے مقام آرامگاہ پر گیا تو اسنے خیال کیا کہ
ایسے شخص کو قتل کرنا سراسر نامردی ہی کہ جسنے ایسا کام کیا اور اسکی اطاعت کرنا عین اطاعت خدا ہی
اور ان بت پرستون کے مذہب پر رہنا بہت برا ہی یہ خیال کرتے کرتے یہ بھی سو گیا اب وہ وقت آیا
کہ ستارہ صبح آسمان پر ہویدا ہوا اور زمانہ شب کا برطرف ہونے لگا جھونکے نسیم عنبر شمیم کے باغات
نعیم سے آنے لگے۔ شعر۔ موذن اذان سے ہوے بہرہ مند ✤ ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند ✤
لگے ہونے آنکھون سے تارے نہان ✤ اُٹھے لوگ لے لے کے انگڑائیان ✤ جب صبح ہوئی تو
لشکر صاحبقران مین اذان ہوئی اور سب وضو با خشوع کر کے ادائے نماز کرنے لگے اور صاحبقران بھی
سجادۂ عبادت پر آئے اور نماز صبح سے مع فوج فراغت حاصل کی اُسکے بعد سب نے دست مناجات
بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور اسطرح معروف دعا ہوے کہ اے کس بیکسان وائے فریادرس
محتاجان ہمکو تیری مدد کا بھروسا ہی تو ہماری مدد کرنا اور ہمارے گناہون کو معاف کرنا جب دعا
سے فراغ حاصل کیا اُسوقت صاحبقران محل مین داخل ہوے اور ملکہ اسرار پری اور مہتاب پری
سے رخصت ہوے اور ہتھیار لگا کر بیرون بارگاہ تشریف لائے اور مرکب اپنا طلب کیا اور جلو مین
صاحبقران کے گستہم زرین کمر ساتھ چلا یہ دیکھکر سب سردارون نے مجراگاہ پر سے مجرا کیا
صاحبقران سب کا مجرا لیتے ہوے طرف میدان کے روانہ ہوے ادھر بادشاہ خاقان جادو کے بھی
سردار آ کر میدان کارزار مین صف آرا ہوے ادھر صاحبقران نے بھی مقابل اُسکی فوج کے اپنے
لشکر کو صف آرا کیا اُسوقت دیکھا کہ بادشاہ طلسم بھی خاقان جادو مع ملکہ رضوان سبز پوش کے آیا اور
اسکے لشکر نے بھی موافق اپنے مذہب و ملت کے اُسے سلام کیا بادشاہ نے سبکا سلام لیا اور آگے
لشکر کے آیا اور صاحبقران زمان سے کہا کہ حضور مجھے آپ سے کچھ علیحدہ کہنا ہی اُسوقت صاحبقران نے
کہا کہ اچھا آئیے یہ سنکر بادشاہ خاقان جادو مع ملکہ قریب صاحبقران کے آیا اور صاحبقران نے گستہم
زرین کمر سے کہا کہ ایک خیمہ مین تخلیہ کرا دو یہ حکم سنتے ہی گستہم زرین کمر نے تخلیہ کرا دیا اور عرض کیا کہ
حضور تشریف لے چلین صاحبقران زمان گیتی ستان بادشاہ خاقان جادو کو مع ملکہ رضوان سبز پوش
کے لیکر اُس خیمہ کی طرف چلے اُسوقت گستہم زرین کمر نے عرض کیا کہ حضور اگر حکم ہو تو مین بھی چلون صاحبقران
نے کہا کہ بادشاہ کو مجھ سے کچھ علیحدہ کہنا ہی اس سے مناسب یہ ہی کہ تم یہین رہو ملکہ رضوان سبز پوش
نے کہا کہ حضور آنے دیجیے کچھ مضائقہ نہین ہی بس صاحبقران مع بادشاہ خاقان جادو و ملکہ رضوان سبز پوش

سنگ گستہم زرین کمر داخل خیمہ ہوئے اسوقت بادشاہ خاقان جادو کو صاحبقران نے کرسی جواہر نگار
پر متمکن کیا اور ملکہ بھی ایک کرسی پر فروکش ہوئی اور صاحبقران بھی اپنے دنگل پر فروکش ہوئے
اُس وقت بادشاہ خاقان جادو نے عرض کیا کہ یا صاحبقران جیسا کہ میں نے سنا تھا اس سے
بڑھکر آپکو پایا واقعی ہی کہ آپ کا مثل و نظیر دنیا میں نہیں ہی اور آپ نے وہ کام کیا اور وہ جرأت
دکھائی ہی کہ جسکی تعریف سے میری زبان قاصر ہی اور علی الخصوص جسوقت سے کہ ملکہ رضوان بنر پوش
نے مجھے جاکر لوح دی ہی اور سارا حال حضور کا بیان کیا ہی کیا کہوں کہ جو میری حالت ہوئی لیکن اب
یہ لوح بھی موجود ہی اور یہ سر بھی حاضر ہی اور میں آپکا بدل و جان تابعدار ہوں اسوقت صاحبقران
نے یہ سنکر کہا کہ واقعی مجھ سے خطا ہوئی کہ میں نے تمہارے دربند کو تباہ و برباد کیا اور دو دین
جادو کو مارا اور گلگونہ جادو کو مارا اور میری وجہ سے دو سردار تمہارے اور بھی مارے گئے انکا
عوض جسطرح سے جی تمہارا چاہے لے لو یہ سردار موجود ہی بادشاہ خاقان جادو نے یہ سنکر کہا کہ
ان جیسی اگر ہزار جانیں ہوں تو آپ پر تصدق ہیں اب اسوقت سے آپ مجھکو ادنی خادم تصور
فرمائیں یہ سنکر صاحبقران نے بادشاہ خاقان جادو کو گلے سے لگا لیا اسوقت بادشاہ خاقان جادو
نے عرض کی کہ حضور مجھے کلمہ حق تعلیم فرمائیں صاحبقران گیتی ستان یعنی سلیمان صاحبقران نے
اسکو اپنی زبان معجز بیان سے کلمہ حق تعلیم فرمایا اور یہ بصدق دل مسلمان ہوا اسکے بعد اسنے عرض
کی کہ حضور مجھے اجازت دیں کہ میں آپ جا کر اپنے لشکر کو بھی مشرف باسلام کروں صاحبقران ذیشان
نے بادشاہ خاقان جادو کو اجازت دی اور بادشاہ خاقان جادو رخصت ہوکر اپنے لشکر میں آیا
اور وزیر فیروز جادو کو طلب کیا اور سارا واقعہ جو خیمہ صاحبقران زمان میں ہوا تھا اس سے
بیان کیا اور کہا کہ میں نے دین اسلام قبول کیا ہی تم بھی اس دین کو برحق جانو اور میری فوج میں
بھی یہ سنا دو کہ میں نے اطاعت فتاح طلسم کی قبول کی اور انکا مذہب اختیار کیا پس جسکو
دین اسلام قبول کرنا ہو وہ میرے ملک میں رہے ورنہ یہاں سے چلا جاوے یہ کلام سنکر
وزیر نیک انجام بصدق دل مسلمان ہوا اور پھر فوج میں آکر اسنے حکم شاہی صادر کیا ان سبنے
عرض کیا کہ جو بادشاہ کا مذہب ہوگا وہ ہمارا بھی ہوگا اور ان سب نے بھی بصدق دل دین اسلام
قبول کیا اسوقت بادشاہ نے حکم دیا کہ سلطان ورقہ اور عارض شیر دل کو اور باقی اور جو گرفتاران
طلسم ہیں ان سب کو ہمراہ لے آؤ وزیر فیروز جادو گیا اور ان سبکو رہا کر کے پوشاکیں پنہا کر بحضور
خاقان جادو لائے وہاں سے ہمراہ اپنے لیکر اسیوقت مع وزیر کے اور فوج کے اور ایک فرد حساب
طلسم کی لیکر روانہ ہوا ادھر صاحبقران اپنی بارگاہ میں آکر فروکش ہوئے اور سجدہ شکر خدا
کا بجا لائے کہ پروردگار عالم نے بغیر لڑے بھڑے یہ جنگ جیتے اور سرکش اور یہ سب کے سب
مسلمان ہوئے یہ عرض کر ہی رہے تھے درگاہ خدا میں کہ ہرکاروں نے خبر دی کہ حضور خاقان جادو
اسیران طلسم کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے آتے ہیں صاحبقران اپنے دنگل پر آ بیٹھے اور برائے
استقبال بھیرہ پریزاد اور جنوں کو روانہ کیا ساتھ گستہم زرین کمر کے غرضکہ استقبال کر کے بادشاہ کو
بلایا اور انھیں بادشاہوں کے برابر انکا بھی تخت بچھوا دیا تھا اب جو دیکھا آذر شاہ نے اپنے
فرزند سلطان ورقہ کو بس بے اختیار آغوش تمنا پھیلائی اور گلے ملکر خوب رویا اور صاحبقران کی
خدمت میں لایا اور قدموں پر گرایا اسپر انھوں نے گلے سے لگایا اور عارض شیر دل بھی دست بستہ آکر

کھڑا ہوا اور با ادب سلام کیا صاحبقران نے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ عاشق ملکہ رضوان
سبز پوش عارض شیر دل ہی اسکو بھی بیٹھنے کی اجازت دی یہ بھی اپنے دنگلوں پر آنکر بیٹھے اسوقت
صاحبقران نے خاقان جادو سے فرمایا کہ آپ کو اس عارض شیر دل کے بارے میں کیا تامل ہی
اسنے وہی وجہ بیان کی کہ میں چاہتا ہوں کہ کسی کا سسرا نہ ہوں اور نہ کوئی میرا داماد ہو اسوقت
امیر صاحبقران نے سنکر اگلے بادشاہوں کا ذکر فرمایا اور کہا کہ یہ نہ ہوتا تو ہم آپ کیونکر دنیا میں آتے
جناب حمزہ صاحبقران کو ملاحظہ فرمائیے کہ رہنے والے خانہ کعبہ کے اور دادی صاحب ملکہ
آسمان پری اُنسے اُنکا عقد ہوا چنانچہ والد ماجد صاحبقران اعظم خدا کی عنایت سے موجود ہیں
اور میں اُنکا بیٹا ہوں پس ہمیشہ سے یہ امر ہوتا آیا ہی لہذا آپ کو لائق ہی کہ کل انکا عقد اس
ملکہ سے ہو جاوے اُسوقت بادشاہ خاقان نے عرض کی کہ حضور کو اختیار ہی اُسوقت صاحبقران
نے فرمایا کہ آپ جاکر تیاری کیجیے اور ہم عارض شیر دل کو اپنے ہمراہ لیکر آئینگے لیکن رائے بہتر یہ
ہوگی کہ ایسے میں سلطان ورقہ کا بھی عقد کر دیا جائے دختر رمان شاہ سے یہ رائے کر کے آپنے
رمان شاہ کو بھی کہا کہ آپ بھی مع اپنی دختر خاقان شاہ کے ساتھ جائیے اور میں ان دونوں
دولہاؤں کو لیکر آؤنگا اور عقد سے انکے فراغ حاصل کرونگا اُسوقت انھوں نے کہا کہ آپ
بااک ہیں لیکن رمان شاہ نے یہ عرض کیا کہ حضور نے جس دولہ سے اس طلسم تحویل سلیمانی کو
فتح کیا ہی اسیطرح آپ بھی اپنے دل کو خوش کیجیے کہ آپکا عقد بھی ساتھ ملکہ مہتاب پری کے
اور ستمبر زرین کمر کے ساتھ اختر پری کے ہو جاوے صاحبقران نے فرمایا کہ بغیر اجازت والد
ماجد میں ایسا نہیں کر سکتا ہوں اُسوقت انور شاہ نے کہا کہ یا صاحبقران میں اپنی دختر کو اب
رکھ نہیں سکتا یہ ہمراہ حضور چلی جاوین اور آپ انکو لیجے جائیے جیسا مناسب ہوگا ویسا کیا جائیگا
میں نے انکی کنیزی میں اسے دیا ہے جو مرضی حضور۔ فرمایا کہ ہاں جیسا تمنے کہا ہم ایسا ہی کرینگے
پس یہ سنکر وہ خوب ہو رہا اور خاقان شاہ نے وہ فرد طلسمی پیش کی اور عرض کی کہ بائیس گنج خزانے کے
اور بہت سا زر و جواہر وہ سب خزانوں میں ہی اور اسپر یہ لکھا ہی کہ جو طلسم تحویل سلیمانی کو
فتح کریگا اول تو ہمارا عزیز ہوگا اور وہ صاحبقران بن صاحبقران خاف ہوگا یہ مال اسی کا ہی فرمایا
کہ بعد ان عقدوں کے میں انشاء اللہ اپنے ہمراہ لیکر چلا جاؤنگا۔ آپ یہاں سے رخصت
خاقان شاہ کا بیان کیا جاتا ہے۔ جو رخصت ہوکر آیا تو اپنے ملک کو نہایت زینت
دی اور ساتھ ترکیب اہل اسلام کے مزین کیا اور شیشہ آلات اور روشنی لطافت اسنے کی
تمام شہر کو حکم دیا کہ چراغاں کرو غرضکہ نہایت سامان عمدہ طرح سے اسنے کرکے اور ان دونوں
نازنین کو حکم دیا کہ عروس بناؤ غرضکہ یہاں محل میں بھی چہل پہل اور باراتوں کے آنے کی دھوم
ہی گانیاں اکثر طوائفین تحفہ تحفہ یہ سب حاضر ہوئیں اور شب کو صحبت ناچ و رنگ کی یہاں آراستہ
ہوئی ادھر میں نے اسے طول نہیں دیا کہ شادی کا حال بیان کرتا۔ انشاء اللہ شادی
صاحبقران کی بیان کرونگا اب یہاں سے سلیمان صاحبقران نے ان دونوں کو دولہا بنایا
و باراتوں کو نہایت تکلف کے ساتھ سج کر واسطے بیاہنے کے ان دونوں دولہاؤں کو
لیچلے اگر انکا بیان کیا جائیگا تو طول ہو جاویگا اور داستان ناتمام رہجاویگی اسوجہ سے
مختصر تحریر کیا۔ غرضکہ یہ باراتیں بڑی دھوم سے آئی اور مکان خاقان جادو پر پہونچی تو عجب

طرح کی مسرت اُس مقام پر تھی اور درویش زندہ دل بھی ہمراہ آئے تھے اور اُس جلسہ میں سب اُن
دونوں دولھاؤں کے داخل ہوئے اور درویش زندہ دل نے ان دونوں کا عقد پڑھا۔ پس
یہاں تو صحبت میخواری خوب ہوئی اور گانا بجانا بھی حسب دلخواہ ہوا آتشبازی وہ کہ جو پریزادوں
کے ہاتھ کی بنی ہوئی تھی چھوٹی عجب اسنے بہار اُس صحرا میں دکھائی اور اُس صحرا کو گلزار آتش نما
بنا دیا اب وہ زمانہ شب کا موقوف ہوا دوسون کو ساتھ لیکر صاحبقران اپنی بارگاہ میں آئے اور یہ
دونوں دولھا لیکر داخل محل ہوئے اور شب باش ہوئے اُسوقت گستہم زرین کمر نے ہاتھ باندھ کر
عرض کیا کہ یا صاحبقران شعر۔ وعدہ وصل چون شود نزدیک + آتش شوق تیز تر گردد۔ صاحبقران
نے فرمایا کہ ہاں سچ ہے مصرع۔ صبر تلخ ست ولیکن بر شیرین دارد + گستہم زرین کمر نے اپنے سر کو
جھکا لیا اور پھر جواب دینا مناسب نہ جانا غرضکہ وہ رات ان دونوں نوشاہوں کی بجنسہٖ شب برات
تھی مصرع۔ سینہ بسینہ لب بلب یونہی کٹی تمام شب + غرضکہ سحر ہوگئی یہ دونوں مقام کے
خدمت صاحبقران میں آئے آپ بھی بارگاہ میں نماز پڑھکر بیٹھے تھے کہ یہ دونوں حاضر ہوئے اور
مجرا کیا اسی طرح سے رسوم جو تھی چالہ وغیرہ کرکے صاحبقران نے عارض شیر دل کو مع اسکی عروس
کے دربند آئینہ پر روانہ کیا اور آپ نے اسباب طلسم طلب کیا سب مع خوانوں کے خاقان شاہ
نے لاکر حاضر کیا اور جو اسیر طلسم تھے اُن سب کو صاحبقران نے رخصت کیا وہ بھی خوشی خوشی
اپنے اپنے مکانوں پر گئے اور آپ انور شاہ کو ہمراہ لیکر مع مال طلسم کے درویش زندہ دل کے مقام
پر آئے اور فرمایا یہ جسقدر مال ہے آپکا ہے اسنے کہا کہ فقیر کو اسکی کچھ پرواہ نہیں ہے لیکن تم اپنے
باپ کے پاس جب پہونچنا اور جب تمھاری شادی خانہ آبادی ہو تو ہمکو ضرور طلب کرنا اور ایک دانہ
دیا کہ جب تم طلب کرنے کا قصد کرنا اس دانہ کو پھانک لینا کہ یہ پہنچ جائیگا ہمیں اطلاع ہو جائیگی
ہم فوراً آپہنچینگے اُسوقت شاہ صاحب سے تو رخصت ہوکر شہر انوریہ کی جانب چلے ادھر زمان شاہ
اپنے ملک کی جانب کو چلا اور سب نے وعدہ کیا کہ خراج وہاں حضور کو پہونچیگا اور جب حضور ہمیں
یاد کرینگے اُسوقت ہم سب حاضر ہونگے اُسوقت صاحبقران مع سلطان ورقہ اور مال طلسمی کے
شہر انوریہ میں داخل ہوئے یہ تو یہاں ایک روز قیام کرتے ہیں اور ایک عرضی اپنے والد ماجد کو
لکھکر روانہ کرتے ہیں اب حال یہاں کا بیان کیا جاتا ہے کہ اخضر زرد پوش مع لشکر فراوان و
لقا بدار یاقوت پوش اور گوہر پوش کے آکر قریب گلستان ارم کے پہونچا ہے یہ صاحبقران اعظم کو
جو معلوم ہوا کہ فرزند میرا اس فوج کثیر کو لیے ہوئے آتا ہے اُسوقت اوکل بن تندک سے ارشاد
ہوا کہ ہمارے فرزند کا استقبال کرکے جلد لا اسوقت جتنے دیو کہ وہاں موجود تھے نامور و نامی
قریب چالیس ہزار کے اسکے ہمراہ چلے جب یہ قریب لشکر کے پہونچا تو اسنے اخضر زرد پوش کو
دیکھا اور سلیمان صاحبقران کو نہ دیکھا اسنے پوچھا کہ خیریت تو ہے سلیمان صاحبقران کہاں ہیں
اسنے کہا کہ فضل الٰہی ہے میں صاحبقران اعظم سے بیان کرونگا اور یہ کہکر جلدی جلدی فوج کو
اسنے بڑھایا جب یہ گلستان ارم میں داخل ہوا تو صاحبقران اعظم کو معلوم ہوا کہ میرا فرزند سلیمان
صاحبقران اس فوج میں نہیں معلوم ہوتا خداوندا یہ کیا سبب ہوا یہ کہکر اپنے گریبان کو چاک کیا
اور ڈاڑھیں مار مار کر رونے لگے پس یہ اخضر زرد پوش نے جو سنا اسنے اپنے تئیں جلدی سے خدمت
صاحبقران اعظم میں پہونچایا اور مجرا کیا اور کہا آپ نے یہ کیا اپنا حال کیا میں آپ کے سر مبارک کی

قسم کھاتا ہوں کہ سلیمان صاحبقران خیر و عافیت سے ہین مین اُنکا حال آپ سے سب بیان کرتا ہون قریب ہی کہ وہ انشاء اللہ تعالیٰ آپ سے ملتے ہین صاحبقران کو تسکین ہوئی اور فرمایا کہ جلدی بیان کرو اُسوقت صاحبقران کو لیکر بارگاہ مین آیا اور نقابداروں سے کہا کہ چلیے کہ یہ آپ کے بھتیجے ہین قمرزاد اور گوہرزاد یہ اُنکے فرزند ہین اُسوقت امیر نے گلے سے لگایا اور نقاب مین اُٹھا کر انکی صورتین دیکھیں اور فرمایا واقعی یہ دونوں میرے بھائیوں کے ہم شبیہ ہین اور اسے اختراب صاحبقران سلیمان کو تونے کہان چھوڑا ہی جلد بیان کر اسنے از ابتدا تا انتہا بیان کیا کہ دیو ہومان کے عقب مین جانا صاحبقران سلیمان کا اور مقابلہ دیو وسواس سے ہونا اور اُسکا مارا جانا اور بیابان ہمیشہ بہار مین دیو حسین کا زیر ہونا اور اُسکا مسلمان ہونا غرضکہ آنا انوار پریزاد کے ملک مین اور وہاں کا واقعہ جو گزرا تھا بیان کیا اور گلستان ارم کا حال اور رمان شاہ کا حال بیان کیا اور عاشق ہونا مہتاب پری کے اوپر بیان کیا اور شاہزادہ کا جانا طلسم تحویل سلیمانی برادہ ہم سب آپکی خدمت مین روانہ کیا ہی اور نقد مستہم اور وہ بادشاہ جاگ تنکے ساتھ گئے ہین طلسم کی جانب کو یہ سنکر صاحبقران کو تقویت ہوئی اور شکر خداوند کریم بجالائے تھے کہ آکر اول بن حارث نے عرض کیا کہ ایک نامہ دار دربارگاہ پر حاضر ہی فرمایا کہ جلد بلالو یہ آیا اور اسنے مجرا کرکے وہ نامہ بادشاہ یعنی صاحبقران اعظم کو دیا صاحبقران نے اُس نامہ پر نام سلیمان دیکھکر آنکھوں سے لگایا اور اپنے کلیجے سے لگایا اور لفافہ اُسکا برطرف کیا دیکھا کہ بعد تسلیم کے لکھا تھا کہ اے پدر عالیمقدار یہ تابعدار طلسم تحویل سلیمانی پر پہونچا اور با اقبال حضور سے اُسکو فتح کیا اور مال طلسم قریب بیس گنج خزانہ کے اور جواہر سلیمانی وہان سے مین نے پایا اور اسیران طلسم کو رہائی دی اور پدید طلسم توڑکر بادشاہ طلسم یعنی خاقان شاہ کو مع اُسکی فوج کے کہ جو قریب ڈھائی لاکھ کے تھی اُن سبکو مسلمان کیا اب یہ تابعدار شہر انور شاہ مین مقیم ہو البتہ ہی کہ مین کل یہاں سے کوچ کرکے خدمت بابرکت جناب مین حاضر ہوگیا یہ عرضی پڑھکر بڑی مسرت حاصل ہوئی اور اب آپنے حکم دیا کہ سب امیر و غریب تیاری کرین کہ میرا فرزند آتا ہی اور یا خضر زرد پوش اور جتنے ہمراہی اُسکے تھے یہ خبر فرحت اثر سنکر بہت شاد و مسرور ہوئے اور حکم دیا کہ جلد خبر کو ہرکارے اور لوگ پانچ پانچ چھ چھ کوس پر خیمے کیے جاوین اُسوقت بہت سے لوگ براے خبر مقیم ہوے اب انکو تو اسی مقام مقام پر چھوڑا جاتا اور صاحبقران چلے ہین انکو بھی راہ ہی مین چھوڑا جاتا ہی۔

چند کلمے داستان شوکت نشان بادشاہ عالیمقام اور سرداران ذی احتشام کے بیان کیے جاتے ہین نخمسہ آغاز داستان

نگاہ آنکھ سے اے یار ماہرو نکلے — کہ میرے سینے سے دل بھر جستجو نکلے
تری تلاش مین جو جانب چار سو نکلے — ہجوم شوق مین جب دل کی آرزو نکلے
کہ یہ وہ کعبہ کا الٹون دہان بھی تو نکلے

سنا ہی لوگون سے سودے کی بیری شدت کو — خود اپنی آنکھون سے دیکھینگے اسکی صورت کو
خدا ہی رکھیگا پوشیدہ راز الفت کو — وہ آتے ہین مرے گھر دیکھان وحشت کو
خدا نکردہ کہین جیب مین رفو نکلے

تجھی کو دیکھوں دم نزع آہ مرتے وقت
تو ہی ہو سامنے تربت میں بھی اترتے وقت
تو ہی ہو پیش نظر جان سے گزرتے وقت
یہی ہے خواہش دل ہر گھڑی گزرتے وقت
تڑپ تڑپ کے یہ دم تیرے روبرو نکلے

یہ آرزو ہے کہ رو رو کے ہو قرار سے رو بہ
کہاں نصیب ہو پہلو ہو تیرا پہلو بہ
جبین جبین پہ ہو اور رو ہو یار ابرو بہ
بغل سے سر کو نہ کھینچوں رکھے رہے زانو بہ
کہ جیتے جی نہ ہوس تیرے جلسہ کی آرزو نکلے

ذرا کمک مری اے خالق صمد کرنا
بچھا کے ساتھ ہی اے آہ تو بھی جو کرنا
کوئی عدو ہو اگر راہ میں تو رد کرنا
چلا ہوں اس طرف اے جذب دل مدد کرنا
کہ گھر سے وہ بھی ذرا بہر جستجو نکلے

بجا ہے غصہ مرا اپنے قلب مضطر پہ
کہیں یہ راز نہ کھل جائے میرے دلبر پہ
یہ وہ بلا ہے جتاتا ہے سخت کی بلا سب پہ
خدا سے دور کی خواہش ہے بار بار یہ
ستم ہے جو اگر اس دم وہ تند خو نکلے

جمال اپنا دکھا دیگا کون بت آ کر
اذان سے پردے میں کرتے ہیں نا جو کر
دلوں کو کر دیا بسمل سبھوں کے تڑپا کر
حرم میں کسی کے یہ آہ ہوئی کہ گھبرا کر
طواف کرنے کو زاہد بے وضو نکلے

اداق دوست میں بھی کھونے والوں کو دیکھا
ضرور اشکوں سے منہ دھونے والوں کو دیکھا
غم وصال میں خوش ہونے والوں کو دیکھا
ذرا زمانہ سا ہم رونے والوں کو دیکھا
جو میری آنکھ سے دل کا کبھی لہو نکلے

ذرا سا کہتے کہ عورت کے سب خدائی ہے
بتانے سے باز رہی طاعت ربانی ہے
غرور تھا بس اسے زہد کی کمائی پہ
نہیں تو آج تھا ثواب پارسائی پہ
تمہارے گھر سے نہ زاہد کے کبھی بو نکلے

رہ نوردان جادۂ وفا دم کنندگان منزل تسلیم و رضا اس وادی پرخار میں اس طرح قدم اٹھاتے ہیں کہ جس وقت بادشاہ اسلام نے جشن سے فراغ حاصل کیا اور جو تھے صاحبقران ملک روس بخت میں قائم ہو چکے تو ظل اللہ نے ارادہ ایران جانے کا کیا سامان سفر درست ہونے لگا چونکہ تیاری سامان سفر میں کئی روز صرف ہوتے تھے شاہزادہ ربیع البخت کو یہ بہانہ خوب ہاتھ آیا اور خدمت بادشاہ اسلام میں عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو جتنے عرصے میں سامان سفر درست ہو اتنا زمانہ میں شکار میں بسر کروں اسلئے کہ یہ وہ مقام ہے جہاں ابھی کل تک تمام اعزا جمع تھے اب چند کس باقی رہ گئے تمام بزرگوں سے اسی مقام پر فراق حاصل ہوا میرا جی نہیں چاہتا کہ یہاں ایک دم بھی قیام کروں یہ سنکر بادشاہ اسلام نے ارشاد فرمایا کہ یہ ملک غیر ہے اور مقام خوفناک ہے اسی جگہ تجھ اور چار سو آدمی ہمراہ امیر ثانی کے جیسے یہ مسکن ساحران بیابان کاج و باج کا ہے ممکن ہے کہ کوئی عزیز تکا دن ہوا اسی مقام پر سب کو یکجا رہنا چاہیے ربیع البخت نے عرض کی کہ حافظ حقیقی ہر جگہ اپنے بندہ کا محافظ ہے اگر قضا ہے تو یہاں بھی آسکتی ہے وہاں بھی بادشاہ اسلام نے ارشاد کیا کہ اگر زیادہ خوشی آپکی اسی میں ہے تو جائیے لیکن جلد واپس آئیے گا

ایسا ہو جیسا اسکے قبل ہو چکا ہے رفیع البخت نے عرض کی کہ انشاء اللہ تعالے بہت جلد حاضر خدمت ہونگا یہ عرض کرکے رخصت ہوئے اور اپنے لشکر میں آتے تیاری شکار کا حکم دیا اسی وقت قراول اور بقاول ساز و سامان شکار درست کرکے تیار ہوئے پہر بھر میں سب سامان درست ہو گیا۔ شاہزادہ رفیع البخت سوار ہو کر جانب صحرا روانہ ہوئے جاتے جاتے ایک بیابان میں پہونچے کہ وہاں شکار طیور کا زیادہ تھا خوب شکار ہوا۔ رفیع البخت نے کچھ شکار بادشاہ اسلام کے واسطے کچھ اور عزیزوں کے واسطے روانہ کیا دوسرے روز صبح کو پھر خوب شکار ہوا۔ باز جرے بہری شہباز یہ تمام شکاری جانور تھک گئے اس کثرت سے شکار ہوا رفیع البخت نے دوپہر طائروں کا شکار کھیلا بعد اسکے جی بھر گیا اور شکار طیور سے دل سیر ہو گیا اب انھوں نے پھر جانوران صید کو تو جانب لشکر روانہ کیا اور آپ تلاش آہو میں آگے روانہ ہوئے کچھ قدم آگے بڑھے تھے کہ غول آہوؤں کا نظر آیا جسوقت آہو زد پر آئے رفیع البخت نے تیر مارنے شروع کیے آہو ادہر ادہر تڑپے تھے سب صید ہوئے اچھل اچھل کے گرے کوئی یہاں گرا کوئی وہاں گرا ان سب کو ذبح کرکے آگے روانہ ہوئے چیتوں کا غول نظر آیا یہاں بھی خوب شکار ہوا بارہ سے بھی بہت سے شکار ہوئے دوپہر میں اتنا شکار دستیاب ہوا کہ مہینوں میں بھی قسمت سے مل سکتا ہے رفیع البخت نے جانور چھکڑوں پر بار کرا کے نام بنام تمام اعزا اور رفقا کو روانہ کیے اور آپ صحرا میں قیام کیا جسوقت یہ جانوران صید شدہ لشکر میں پہونچے لوگ نہایت خوش ہوئے لیکن سہراب بن رستم ثانی کو نہایت ملال ہوا کہ انھوں نے ہماری صلاح بھی نہ کی اور آپ تنہا روانہ ہو گئے اس ملال میں ■ جانور واپس کر دیے اور ایک رقعہ لکھا کہ مجھے آپ سے یہ امید نہ تھی کہ اس ہمدرد کے ساتھی کو چھوڑ کر آپ تنہا معروف صید و شکار ہونگے میں ایسا شکار نہیں لیتا خدا نے میرے بازوؤں میں بھی طاقت دی ہے میں آپ بھی شکار کر سکتا ہوں یہ شکار تو یہاں سے واپس ہوا لیکن اور لوگوں نے واپس نہیں کیا بلکہ نہایت خوش ہوئے لیکن اول حال رفیع البخت کا سنیے کہ تیسرے روز پھر انھوں نے کوچ کیا اور آگے روانہ ہوئے اب بیابان بے گیاہ ملا لشکر کو اسی جگہ چھوڑا اب تن تنہا تلاش صید میں روانہ ہوئے چلتے جاتے پہر بھر کی رہروی میں ایک اور صحرا سے پر بہار ملا کہ جا بجا چشمہائے آب بھی تھے درختان میوہ دار لگے ہوئے تھے جانوران خوش الحان معروف زمزمہ سرائی تھے تمام صحرا سبزے سے بھرا ہوا تھا غرض اس صحرا کی شاہزادہ رفیع البخت کو نہایت پسند آئی گھوڑے کو ٹہلاتے ہوئے چلے کہ ایک مقام پر پھر غول آہوؤں کا نظر آیا رفیع البخت کو خیال آیا کہ تیر سے تو بہت جانور صید کیے اب کچھ آہو زندہ اسیر کرنا چاہیے اگر اس مقام پر شکار کیا تو یہاں سے واپس لیجانا بھی دقت سے خالی نہیں ہے یہ سوچ کے ان آہوؤں کے پیچھے گھوڑا ڈالا کہ انھیں پکڑلوں آہو متفرق ہو کے بھاگے تین آہو سامنے سے گریزاں ہوئے رفیع البخت نے گھوڑا ڈالا مرکب بے نظیر تھا بہت جلد آہوؤں تک پہونچ جاتا لیکن جا بجا جھاڑیاں ایسی ایسی بلند ملیں کہ آہو نگاہوں سے پوشیدہ ہو جاتے تھے اور پھر نظر آتے تھے ایک مقام پر سر پٹ گھوڑے کو چھوڑ دیا اور میدان بھی صاف تھا مرکب سرپا جا ہو چکا اسوقت دو آہو تو دو جانب متفرق ہو گئے ایک آہو نہایت تیز رفتار تھا وہ مغرب کی طرف گیا رفیع البخت کو غصہ آیا گھوڑے کو کوڑے مارنا شروع

کیے جس مرکب سے ہمیشہ اشارہ تیر کا کام لیا مہمیز کو ڑے مارتا گھوڑا مانند برق جہندہ کے تڑپ کر
چلا کہ آہو کو پامال کر ڈالوں آگے بڑھ کر پھر کچھ جھاڑیاں جھنڈیاں نظر آئیں اور نشیب و فراز بھی بہت
تھا آہو تو کسی مقام پر دبک رہا رفیع البخت گھوڑا دوڑائے ہوئے نکل چلے گئے جب وہ نشیب و
فراز طے ہو گیا اور صاف میدان نظر آیا تو آہو کو نہ دیکھا رفیع البخت کو نہایت افسوس ہوا قصد بیکار
گیا لیکن گھوڑا ابھی پسینے میں غرق تھا اور پھر بھی تشنگی کا غلبہ تھا جس صحرا سے گئے تھے وہ
بے آب تھا پلٹنا مناسب نہ سمجھے کہ پیاس کی شدت تھی بادہ آگے بڑھے تلاش آب میں
دور تک نکل آئے ایک چشمہ نظر آیا وہاں مرکب سے اتر پڑے پانی پیا گھوڑے کو پانی پلایا
زین پوش بچھا کر بیٹھ گئے گھوڑے کو چھوڑ دیا وہ چرنے لگا ہنوز اچھی طرح آسودگی نہ ہوئی تھی کہ پھر
کچھ آہو نظر آئے رفیع البخت کو خیال ہوا کہ اگر خالی پلٹ کے جاتا ہوں تو اہل لشکر دل میں ہنسینگے کہ
جیسے گئے تھے ویسے ہی آئے لہذا ان آہوؤں میں سے کسی کو شکار کر کے لیچلنا چاہیے یہ سوچکر
پھر مرکب پر سوار ہوئے اور تعاقب میں آہوؤں کے چلے آہو بھاگے سامنے کوہ تھا تمام آہو
درہ کوہ میں غائب ہو گئے رفیع البخت قریب درہ کوہ کے پہونچکر رکے تھے لیکن درہ کو روشن
اور وسیع پا کر آگے بڑھے اور درہ کوہ میں داخل ہوئے دور تک چلے گئے درہ اس پار سے
اُس پار تھا درہ کے اس جانب بھی صحرا تھا آہو اس صحرا میں پہونچکر پھر ٹھہرے اتنے میں شاہزادہ
رفیع البخت بھی درہ کوہ سے نکلے اور آہوؤں کو یکجا جمع پایا آہو انکو دیکھکر پھر بھاگے اور شاہزادہ
رفیع البخت نے بھی تیر مارنے کی قسم کھائی گھوڑا تعاقب میں ڈال دیا آہو منتشر ہونا شروع ہوئے
اب ایک آہو باقی رہگیا آگے آگے آہو بھاگتا چلا جاتا ہے اور پیچھے پیچھے آہو کے رفیع البخت
گھوڑا ڈالے چلے جاتے ہیں اب بیابان پر خار میں پہونچے آہو تو جھاڑیوں کی آڑ میں نہیں
معلوم کس طرف نکل گیا اور رفیع البخت جھاڑیوں کو طے کرتے ہوئے اور طرف جا نکلے جیسے ہی ایک
جھاڑی کے قریب سے گذرے وہاں شیر درندہ بیٹھا تھا بس اُسنے ڈکار لی اور رفیع البخت
پر وار کیا رفیع البخت نے دونوں کلائیاں شیر کی پکڑ لیں گھوڑا تو بیٹھ گیا رفیع البخت نے جھٹکا
مارا کہ کلائیاں شیر کی ٹوٹ گئیں شیر اس شیر کے پنجہ سے چھوٹتے ہی گردن پر مرکب کے چھا گیا گھوڑے
کو بیکار کر دیا رفیع البخت نے غصہ میں شیر پر تلوار ماری اُس شیر کے دو ٹکڑے ہوئے اپنے گھوڑے
میں کچھ دم باقی تھا کہ ایک شیر اور جھاڑی سے نکلا اور اُسنے آتے ہی گھوڑے کو پھاڑ ڈالا
رفیع البخت نے دوڑ کے تلوار ماری اسکے بھی دو ٹکڑے ہو گئے لیکن اب مرکب میں بالکل دم
نہ رہا رفیع البخت نہایت پریشان ہوئے کہ اب کیا کروں اتنی دور نکل آنے میں کہ گھوڑا بھی
ہوتا تو پلٹنا ممکن تھا کیونکہ شام قریب تھی آفتاب غروب ہوا چاہتا تھا بیابان ایسا پر ہول
وہیبت خارستان کے سبب زمین پر بیٹھنے کی جگہ نہیں حیران ہوں کہ کیا کروں کیا نکروں —
جھاڑیوں کی کثرت سے راستہ سوجھتا نہیں کہ کدھر جاتے ہیں جنگل ایسا خوفناک کہ ایک ہی
مقام پر دو شیر حملہ کر چکے ہیں آخر تکیہ ذات پروردگار کر کے ایک طرف چل نکلے تلوار ہاتھ میں
کھینچے ہوئے ہیں کہ مبادا پھر کوئی درندہ گزند پہنچانے کو بڑھے لیکن کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کدھر
جاتے ہیں اب بالکل شام ہو گئی تیرگی پھیلنے لگی جانور اپنے آشیانوں میں پناہ گزیں ہوئے
قافلے منزل مقصود پر پہونچ گئے لیکن یہ اُسیطرح جھاڑیوں میں پھنسے ہوئے ہیں اب انھوں نے

خیال کیا کہ اگر کوئی درخت بلند ہو تو رات اُسی درخت پر بیٹھ کے گزار دون صبح کو دیکھا جائیگا جدھر قسمت لیجائیگی اُدھر جائینگے یا اسی صحرا کی ٹھوکرین کھا کھا کے مر جائینگے اب تشنگی بھی ہے اور دن بھر کا فاقہ بھی کانٹے پنڈلیون مین گڑ گئے ہین دونون پاؤن کٹ سا ہی گئے پاؤن معلوم ہوتے ہین اک مقام پر اک درخت معلوم ہوا رفیع البخت قریب اُس درخت کے گئے اور بہ وقت تمام درخت پر چڑھے بیٹھے بیٹھے پہر رات آگئی اب وہ عالم ہے کہ ہاتھ کو ہاتھ نہین سوجھتا جنگل سائین سائین کر رہا ہے ہو کا عالم ہے آسمان تارون کی آنکھین نکالے ہوئے دیکھ رہا ہے مگر روشنی اُسکی تاریکی مین گم غائب ہو جاتی ہے کچھ دکھائی نہین دیتا درندون کی ہیبت ناک صدا مین دل ہلائے دیتی ہین اور بعض بعض مقام پر غول بیابانی نظر آتے ہین کبھی اُس مقام پر مشعل سی روشن ہوئے گل ہو گئی کبھی اُس مقام پر چراغ سا نظر آگیا لیکن اُس شیر دل کو مطلق خوف و ہراس نہ تھا لیکن مثل مشہور ہے کہ نیند ایسی چیز ہے جو سولی پر بھی آتی ہے رفیع البخت کو خوف ہوا کہ مبادا غنودگی زیادہ ہو اور درخت سے گر جاؤن انھون نے پٹکا کمر سے کھولکر جس ٹہنے پر تکیہ کیے ہوئے تھے اُس سے کمر کو مضبوط باندھ لیا بہزار خرابی تین پہر رات گذری اب صرف پہر بھر رات باقی ہے کہ ماہتاب نمودار ہوا اور وہ تیرگی صحرا کی کم ہوئی ابھی چاند نے چارم چرخ کو طے کیا ہوگا کہ روشنی پھیکی پڑنے لگی ایک تو بسبب آخر ماہ ہونے کے چاند ہلال کے درجہ تک آچلا تھا دوسرے آثار سحر نے رہی سہی روشنی اور بھی زائل کر دی اب وہ وقت آیا کہ آفتاب نے مشرق سے سر نکالا شاہ خاور کی آمد سے فوج انجم گریزان ہو کر اس زنگاری آسمان مین پنہان ہوئے ہلال کا چہرہ فق ہوا نسیم سحری نے سبزہ خوابیدہ کو آہستہ آہستہ جگانا شروع کیا گلون کو کھلانا شروع کیا طائر اپنے آشیانون سے باہر آئے چرند چراگاہون کی طرف چلے درندے فکر شکار مین روانہ ہوئے قریب صبح رفیع البخت سو گئے تھے آنکھ جو کھلی تو روشنی دیکھی وقت نماز صبح کا گزر چکا تھا رفیع البخت کو نہایت افسوس ہوا قصد درخت سے اُترنے کا کیا ساتھ ہی یہ خیال آگیا کہ اے رفیع البخت یہ وہی صحرا ہے کل جسمین شام تک ٹھوکرین کھائین اور راستہ نہ پایا آج بھی ایسا ہی ہوا لہذا اس بلندی سے دیکھ لینا چاہیے کہ یہ خارزار کہان تک ہے اب جو چار طرف دیکھا تو جانب مغرب میدان صاف نظر آیا اور ایک چشمۂ آب بھی معلوم ہوا رفیع البخت نے اُسی رخ کو ذہن مین رکھکر درخت سے اُترنے کا قصد کیا پٹکا کھولکر پھر کمر سے باندھا اور درخت سے اُترے اور اُسی چشمہ کی طرف چلے ہر چند کہ چشمہ کچھ زیادہ دور نہ تھا مگر پہر بھر کی رہروی مین وہ خارستان طے ہوا پاؤن جا بجا سے فگار ہو گئے کانٹے ٹوٹ ٹوٹ کے پنڈلیون مین رہ گئے دامن چاک گئے رفیع البخت ہر قدم پر شکر خدا بجالاتے ہوئے اُس خارستان سے نکلکر قریب چشمۂ آب کے پہنچے اب بھوک کے مارے شکم پشت سے لگا جاتا تھا پیاس کی بھی شدت تھی اُدھر کانٹون کی کھٹک ایک وقت مین کئی طرح کی تکلیفین تھین دیکھا رفیع البخت نے کہ کنارے چشمۂ آب کے کچھ آہو بھی کھڑے ہین اور ایک جانب مرغابیان بیٹھی ہین رفیع البخت نے کمان دوش سے لی تیر ترکش سے کھینچا اور اک آہو کو تاک کے مارا آہو صید ہوا رفیع البخت نے قریب جا کے آہو کو ذبح کیا اور کچھ لکڑیان جمع کر کے چقماق سے آگ روشن کی گوشت آہو کو بھون بھلس کے کھا لیا اور شکر خدا بجالائے چشمۂ آب سے پانی پیا پنڈلیون سے کانٹے

نکالتے نکالتے پہر بہر گزر گیا بعض کانٹے جو پیوست ہوکے ٹوٹ گئے تھے اور انکی گرفت سے
وہ پھر بھی نکل نہ سکے رفیع البخت نے پاؤں طاہر کر کے وضو کیا فریضہ سحری کی قضا کو ادا کر کے
دو رکعت نماز شکر پڑھی اور اسی سلسلہ میں ظہر کو بھی ادا کر کے کمر ہمت کو چست باندھا اور ایک
جانب چل کھڑے ہوئے جاتے جاتے پھر شام ہوگئی اور کسی قصبہ قریہ دیہ شہر کا نشان بھی
نہ پایا لیکن یہ صحرا پر فضا تھا درخت بھی میوہ دار اکثر لگے ہوئے تھے چشمہائے آب بھی جا بجا
ملتے جاتے تھے آج سوا رہروی کی تھکن کے اور کوئی تکلیف نہ تھی رفیع البخت کنارے چشمہ
آب کے پہونچے وضو کر کے مغرب و عشا پڑھ کر تعقیبات میں مصروف ہوئے چاہا شب بیداری
میں بسر کریں ممکن نہوا قریب صبح غنودگی آہی گئی دن بھر کی تکان نے سُلا دیا صبح کو بیخبر
آنکھ اُسوقت کُھلی کہ نماز قضا ہوگئی تھی پھر آگے چلے جاتے جاتے سات شب و روز اسی طرح
گزرے کہ کبھی کوہستان میں رات گزاری کبھی ریگستان میں بسر ہوئی کبھی کسی گانؤں میں
پہونچے لیکن زبان ان لوگوں کی مشکل سے سمجھ میں آئی بمشکل اتنا دریافت ہوا کہ یہ مقام
بہارستان مغرب کے نام سے مشہور ہے اور لوگ یہاں کے سارق پرست ہیں اب معلوم ہوا
رفیع البخت کو کہ میں لشکر سے بہت دور نکل آیا اب ملنا غیر ممکن ہے خیر اسی مقام پر جا کر کچھ
کرنا چاہیے اس خیال سے یہ آگے بڑھے ایک ریگستان ایسا ملا کہ کوسوں سایۂ درخت نہ تھا
دھوپ سے اسلحہ اسقدر گرم ہوا کہ جسم نازک پر چرکے دینے لگا گھبرا کر اسلحہ دور کیے
زرہ یہاں پہینکے چار آئینہ وہاں پٹکا اسیطرح تمام اسلحہ دور کر دیا صرف تلوار کمر میں رکھی اور یہ
در ہا تلوار کو بحافظ جان سمجھ کے رہنے دیا غبار جسم پر پڑ کے پسینے کے سبب سے جم گیا صورت
اور ہی کچھ ہوگئی جاننے والا بھی دیکھتا تو پہچان نہ سکتا تھا یکایک ایک چار دیواری سنگ مرمر کی
دور سے نظر آئی قرینے سے معلوم ہوتا تھا کہ باغ کسیکا ہے جسوقت قریب اسکے پہونچے تو سواد
شہر بھی معلوم ہوا۔ رفیع البخت تلاش دروازہ باغ میں چلے لیکن اول کچھ

حال بہارستان مغرب کا سُنیے

راوی بیان کرتا ہے کہ عروسیہ باختر میں یہ مقام نہایت عمدہ ہے لوگ یہاں کے وجیہ اور حسین ہیں
حاکم اس سرزمین کا سنجاب شاہ مغربی اور نامبر ہے سارق بن لقا کا گیارہ لاکھ سواران زبردست
وزبردست اسکے لشکر میں داخل ہیں اور بڑے بڑے پہلوانان نامی وگرامی ملازم ہیں اسکا
دربار بارگاہ سارق بن لقا میں ایسا ہی ہے جیسا کہ سنجاب کا اعزاز دربار لقا میں تھا یہ بھی طرہ باے
پیغمبری کا ادعا کرتا ہے اور دین سارق پرستی کو اپنی قلمرو میں رواج دے رہا ہے اسکی اک دختر ہے کہ نام اسکا
ان نما سبزپوش ہے حسن اسکا چار دانگ عالم میں مشہور ہے سنجاب اسکو جان سے زیادہ
دوست رکھتا ہے اسکے لئے بڑے ذوق و شوق سے اک باغ تیار کرایا ہے باغ کی تیاری میں کئی کروڑ
روپیہ صرف ہوا ہے چار دیواری سنگ مرمر کی ہے دروازہ نہایت عالیشان ہے وسط باغ میں جو قصر
ہے وہ تمام جواہر نگار ہے لیکن درخت سرسبز نہیں رہنے پاتے کچھ ہوائے صحرا ایسی ناموافق پڑی
ہے کہ باغ سرسبز ہوتے ہوتے دفعتاً خشک ہو جاتا ہے حیران باغبان نہایت نامی شخص ہے فن باغبانی
میں اسکا مثل و نظیر نہیں ہے یہ رہنے والا ملک باختر کا ہے سنجاب نے وہاں سے اسکو بلایا ہے

اور کار باغبانی اسکے سپرد کرکے اُسکو بہت کچھ تسکین دی ہی کہ اب وہ باغبان آیا ہی کہ جسکو باغبان قدرت
کہنا چاہیے خداوند ساز لیق سے کہ باغ اسنے تیار کیے ہین اور آٹھ بہشت ملک باختر مین بنائے
ہین اب تمھارا باغ بھی مثل باغ ارم ہو جائیگا - ملکہ نہایت شاد ہی اور اس دن کی آس لگائے بیٹھی ہی
کہ خبر تیاری باغ کی معلوم ہو تو چلکے جلسہ کرون اسکو اسقدر شوق ہی کہ راتون کی نیند اڑ گئی ہی
دلفریب وزیرزادی سے اکثر کہا کرتی ہی کہ کیون اے دلفریب وہ وقت کب آئیگا جب ہم باغ
مین جلسہ کرینگے دلفریب عرض کرتی ہی کہ ملکہ نہ گھبرایئے وہ بھی زمانہ قریب ہی جبتک کسی اور شغل
مین جی کو بہلایئے آپکی تو یہ حالت ہی جیسے کوئی کسی کے عشق مین مبتلا ہوکے بیچین ہوتا ہی ملکہ نے
کہا کہ جسکو جسکا عشق ہو جائے موئی چھنالون کو مردون کا عشق ہوتا ہی نیک عورتون کو ایسی ہی
چیزون سے عشق ہوتا ہی دلفریب ہنسی اور کہا کہ ملکہ گستاخی معاف ابھی عشق ہوا نہین ہی ورنہ
ایسے کلمات نہ کہتین ملکہ نے کہا کہ مین کیا جانون تو آپ ہی کہتی ہی کہ باغ کا عشق ہی مین تو سمجھی تھی کہ
شوق ہی دلفریب نے کہا کہ شوق ہی حد سے گزر کر عشق کے درجہ تک پہونچ جاتا ہی اور اب وہ
زمانہ بھی قریب آتا جاتا ہی ابھی تو عمر شریف نام خدا تیرھوان سال ہی زیادہ نہین ایک برس اور گزرے
اور کوئی قبول صورت کہین نظر آجائے پھر مزاج پوچھینگے ملکہ کے جبین پر شرم سے عرق آگیا تیوریان
چڑھا کے فرمایا کہ کیون دلفریب اب تو بہت گستاخ ہوتی جاتی ہی دلفریب نے ہاتھ باندھ کے عرض
کی کہ ملکہ کیا مجال ہی میری کہ مین گستاخی کرون عشق تو آدمی کی فطرت مین داخل ہی کوئی اس سے
بری کب ہی کھیلنے کے مشغلے کو کھیل اور جوانی کے ولولون کو عشق کہتے ہین یہ دل بری چیز ہی اسپر
کسیکا قابو نہین ہی تم تو پڑھی لکھی ہو آخر قصے اور حکایتین دیکھی ہی ہونگی غریب امیر کسی پر موقوف
نہین ہی یہ دل امیر کو غریب کا تابع فرمان بنا دیتا ہی اور غریب تو ہر طرح امیر کا تابع رہتا ہی لیکن جب
معشوق عاشق کے عشق کو سمجھ لیتا ہی تو امیر کو غریب کی نازبرداریان کرنا پڑتی ہین ۔ کرے فرہاد
کی منت خسرو پرویز حیرت ہی + بنا دیتا ہی رتبہ حسن جانان و آب شاہی کو + ملکہ نے کہا لعنت
ہی ایسے عشق پر کہ اپنی عزت و شان و شوکت کا خیال بھی نہ رہے دل ہمارے بس مین ہی یا ہم
دل کے قابو مین - دلفریب نے کہا کہ ابھی تو دل مین وہ قوت ہی نہین پیدا ہوئی ہی جسکو غلبہ حاصل
ہو ابتدا مین سب کے بس مین دل ہوتا ہی اور جب حضرت عشق کا نزول اجلال ہوتا ہی تو دل کی حکومت
کا دور دورا ہو جاتا ہی عشق کی بادشاہی کا تخت الٹ جاتا ہی ملکہ نے کہا کہ خیر ہوگا اور باتین کرو ان
باتون سے بھی میرا جی گھبراتا ہی علاوہ اسکے مین پیغمبر قدرت کی دختر ہون نہ میرے باپ کا کوئی ہمسر
ہوگا نہ میری شادی ہوگی نہ مجھے شادی کی ہوس دلفریب نے کہا کہ یہی ناامیدی تو ستم ڈھاتی ہی
دیکھیے کیا ہوتا ہی الحاصل اس طرح کی باتین دلفریب سے ہوا کرتی تھین اگرچہ دلفریب کا سن
بھی ملکہ ہی کے برابر تھا لیکن یہ غضب کی شوخ و شنگ تھی اکثر باپ اسکا معاملات ملکی مین دختر
سے صلاح لیا کرتا تھا اور دلفریب کے باپ کو بہت کچھ مزاج مین سحاب شاہ مغرب کے دخل
پیدا ہو گیا تھا ایک روز حیران باغبان نے عرض کرا بھیجی کہ ملکہ عالم تشریف لائین اور سیر باغ فرمایئے
کیاریان لہلہا رہی ہین بارور شاخین آغوش تمنا پھیلا رہی ہین یہ مژدہ فرحت اثر سنکر ملکہ بہت خوش
ہوئی اٹھی اور دلفریب سے کہا کہ تیاری جشن کا حکم دیکر جلد میرے ساتھ چل آج ہی شام کو جشن
محفل رقص و سرود آراستہ کرونگی دلفریب نے حکم دیا سامان باغ کی طرف روانہ ہونے لگا ملکہ

ملکہ بھی سوار ہو کے روانہ ہوئی ہنوز قریب باغ نہ پہونچی تھی کہ اک ایسی ہوا سے ناساز و ناموافق
چلی کہ پھول مرجھا گئے درخت خشک ہونے لگے پتے زرد ہو گئے سبزہ جل گیا پانی نہرون کا
زمین مین جذب ہو گیا مچھلیان تڑپنے لگین طائر ان درختون سے بیزار ہو ہو کر اُڑے اور
جانب صحرا روانہ ہوئے حرّان باغبان نے سر پکڑ لیا کہ یہ کیا آفت آئی ہمین امید تھی کہ مہینون
کی ریاضت کا آج پھل ملیگا ملکہ خلعت و انعام منصب و جاگیر عنایت فرمائینگی مگر تقدیر نے جوتیان
کھانے کے سامان مہیا کر دیے یہ تو دروازۂ باغ پر بیٹھ کے سر پر ہاتھ دھر کے رونے لگا ملکہ کی
سواری جو قریب آئی لوگون نے حرّان باغبان کو بنایا یہ بسبب شرمندگی کے عرض حال سے
بھی محروم رہا ملکہ کس شوق مین محافہ سے اُتری لیکن باغ پر جو نظر پڑی ہے غنچہ دل شگفتہ
ہونے کے عوض بہ مردہ ہو گیا چہرہ فق ہو گیا دلفریب بھی انگشت بدندان ہوئی کہ یہ کیا معرکہ
ہے ملکہ نے کہا کہ بلاؤ تو اُس موے باغبان کو یہ کیا سمجھکر اُسنے مجھے بلایا لوگ حران کو پکڑ کر
سامنے لائے ملکہ نے فرمایا کہ او نمک حرام اگر تجھ سے باغ نہ درست ہو سکا تھا تو نے مجھے کیون
تکلیف دی حران گڑگڑا رہا تھا عرض کی کہ اے نور نگاہ پیغمبر جسوقت مین نے حضور مین عرض
کرایا ہے اُسوقت تک باغ آپکا رشک بہشت ہو رہا تھا لیکن بعد چند لمحے کے اک ایسی ہوا چلی جسنے
باغ کو خشک کر دیا نہین معلوم کس بات پر خداوند ناراض ہین جو اس سرزمین کو سرسبز نہین ہونے
دیتے ہین ملکہ نے کہا کہ خیر جو ہوا وہ ہوا لیکن اب مین یہین رہونگی اگر میری قسمت مین باغ نہین
تو صحرا ہی سہی لیکن معلوم ہوا کہ خداوند کے مزاج مین ظلم بہت ہے مین نے اُنکا کیا قصور کیا ہے
جو اُنھون نے میرے باغ کی یہ حالت کر دی ہے اور خداوند جھوٹے اور مکار بھی ہین جب والد ماجد
نے مجکو ملک باختر سے طلب کیا ہے تو ایک عرضی خداوند کی خدمت مین بھی بھیجی تھی جواب مین
عرضی کے خداوند نے خود لکھا تھا کہ حران باغبان کی ریاضت سے تیری قسمت اُس سرزمین کی
وابستہ کی ہے جب یہ باغ لگائیگا تو پھر باغ باد خزان سے محفوظ رہیگا لیکن وہ قول بھی خداوند کا
غلط نکلا تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات خداوند کے اختیار سے بھی باہر ہے ورنہ کوئی ادنی شخص بھی اپنے
وعدے کے خلاف نہین کرتا ہے اور پھر ایسے کے ساتھ جسکو اپنا پیغمبر بھی کہتا ہے تو معلوم ہوا کہ
خالق حقیقی کوئی اور ہی ہے یہ خداوند ویسا ہی ہے جیسا اسکا بڑا بھائی لقا بے لقا تھا وہ بھی
ہمیشہ ایسی تقدیرین بگھارا کرتا تھا اپنی بگڑی تو سنوار نہ سکا بادشاہی اور شے ہے خدائی دوسری چیز
ہے اب آج سے اس موے خداوند کو ہرگز خداوند نہ کہونگی ایسا نہو یہ بات خدائے حقیقی کو بری
معلوم ہو اور کیا عجب ہے کہ اسی سبب سے یہ بلا مجھپر نازل ہوئی ہو کہ مین اک کافر کو اپنا خدا او نہ کہتی
ہون اور حرّان کے واسطے جو خلعت تجویز ہوا تھا وہی مرحمت فرمایا کہ تو نے خاطر خواہ محنت کی
باغ کا خشک ہو جانا یہ میری قسمت کا اثر تھا اب چاہے تو یہین رہ چاہے اپنے وطن کو چلا جا اگر
یہان رہیگا تو بھی جو تیری تنخواہ مقرر ہے وہ تجھکو ملیگی حرّان باغبان خلعت لیکر اور شرمندہ ہوا
لیکن دل میں ملکہ کو ہزارون دعائین دین کہ مین تو سمجھا تھا کہ نہین معلوم ملکہ میرا کیا درگت کریگی
یہان اُسکے عوض خلعت و انعام پایا ایسا مالک کہان ملتا ہے اُسنے عرض کی کہ اے ملکۂ آفاق اب جو
حضور اسی جگہ قیام فرمائینگی مین چاہتا ہون چند سے اور اسی دامن دولت کے سایہ مین رہکر
اپنی ریاضت کا نمونہ حضور کو دکھا دون کہ مین کیسی محنت سے باغ تیار کرتا ہون اس ہوا سے

ناموافق سے مجبور ہون جو دفعتاً سارا کھیل بگاڑ دیتی ہی ملکہ نے فرمایا کہ جب تقدیر اس زمین کی جاگے
گی تو خود ہی یہ سرسبز ہو گی مین یہ نہین کہتی کہ تو جا لیکن اب باغ مین ہاتھ نہ لگانا یہ فرما کر ملکہ چبوترہ
باغ پر آکے بیٹھی دھوپ کے خیال سے خواصون نے اک نگیرہ کھڑا کر دیا لیکن ملکہ نے فرش
نہ بچھانے دیا یون ہی پاؤن پھیلائے ہوے بیٹھی رہی آنکھون سے اسکے آنسو جاری ہین بال پریشان
ہین خواصین سکوت مین کھڑی ہین دلفریب اپنے آنچل سے آنسو پونچھتی ہی اور سمجھاتی ہی کہ ملکہ
رنج آپکا حق بجانب ہی لیکن اسوقت تو خداوند کی شان مین بھی آپ نے ایسے ایسے کلمات کہے
ہین کہ مین اور ڈر رہی ہون ملکہ نے جھنکے سے جواب دیا کہ مین نے کیا جھوٹ کہا بس اب میرے
سامنے اُسے خداوند نہ کہنا آج سے مین بالکل بد اعتقاد ہو گئی اب رقت تو ملکہ کی کم ہو گئی لیکن
غصہ ہی کہ خدا کی پناہ تیوریون پر بل پڑے ہوے ہین بات بات پر جھلاتی ہی اکثر خواصین بیٹھنے
کے بہانے سامنے سے ہٹ گئی ہین جو ایسی ہی منھ لگی ہین وہ حاضر ہین مگر وہ بھی تھرتھر کانپ
رہی ہین دلفریب سوچی کہ ذرا دروازہ باغ پر جاکے بیرون باغ کی حالت تو دیکھون آیا یہ ہوا
خزان اسی احاطہ کے اندر چلتی ہے یا بیرون احاطہ بھی ہی اس خیال سے ٹہلتی ہوئی دروازہ
باغ پر آئی دیکھا کہ اک شخص گرد مین اٹا ہوا کپڑے پھٹے ہوے ہونٹھ خشک بال پریشان مگر سن و
سال کم لباس کی پوشیدگی سے کوئی وضع باقی نہین رہی ہی دلفریب متحیر ہوئی کہ یہ کس طرح کا
آدمی ہی نہ تو فقیر معلوم ہوتا ہی نہ امیر یہ اسی تحیر مین تھی کہ اُس شخص نے کہا کہ مین پیاسا بہت
ہون دلفریب کے قریب اک خواص کھڑی تھی اُسنے پانی لاکے دیا اُس مرد پریشان حال
نے پانی پیا اور دعا دی - دلفریب نے کہا کہ کیا آپ مرد درویش ہین - فرمایا نہ - نے بلبل
چمن نہ گل نو دمیدہ ہون + مین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون + اے آہ و نالہ مجھسے
نہ تھک چلو کہ مین + بچھڑا ہون کاروان سے مسافر جریدہ ہون + مین کیا کہون کہ کون ہون سچ
بقول درد دوست جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون + دلفریب نے کہا کہ اتنا تو مین
پہلے ہی سمجھے ہوے ہون کہ آپ بیابان گرد صحرا نورد ہین اسیر دام تقدیر ہین لیکن کچھ علم فقیری
بھی آپ نے حاصل کیا ہی یا نہین اور اسطرف کیونکر آنا ہوا اب کدھر جانے کا قصد ارادہ ہے
جواب دیا کہ فقیری نہایت مشکل چیز ہی فقیر وہ ہی جو صاحب کشف و کرامات ہو مین اگر ایسا ہی
ہوتا تو در در کی ٹھوکرین کیون کھاتا ہوتا مین نے خود سے دنیا کو نہین ترک کیا ہی دنیا نے مجھے خود
چھوڑا ہی شکار کو نکلا تھا راہ گم کے قافلے سے چھوٹا ٹھوکرین کھاتا ہوا ادھر بھی آ نکلا اب نہین
کہہ سکتا کہ تقدیر کدھر لیجائیگی نہ اپنے ارادہ سے اسطرف آیا نہ یہ کہسکتا ہون کہ کہان جاؤنگا
دلفریب نے کہا کہ مصیبت زدہ کی دعا مین بھی اثر ہوتا ہی آپ ہماری ملکہ کے باغ کے سرسبز ہونے
کی دعا کیجیے ہم آپ کو آپکے وطن اچھی طرح پہونچا دینگے فرمایا خدا مین سب قدرت ہی میری زبان
تو اس لائق نہین کہ میری دعا قبول ہو یہان یہ باتین ہو رہی تھین کہ ملکہ نے کہا دلفریب کہان
ہی اک خواص نے عرض کی کہ دروازہ باغ پر کوئی فقیر آیا ہی اُس سے باتین کر رہی ہین ملکہ نے فرمایا
کہ بلا لو اُس فقیر کو شاید اُسکی زبان مین تاثیر ہو مگر اتنا دریافت کر لینا کہ اُس ہوے سارے باغ کا ناس
والا ہو کنیزین چپکے چپکے منھ پر کپڑا لگاتی ہین اور کہتی ہین کہ یہ ملکہ کو کیا ہوا ہی کہ بات بات مین
خداوند کو برا کہتی ہین بے ادبی سے نام لیتی ہین اسی سے تو ایسے عذاب مین مبتلا ہین غرضکہ

اک کنیز دوڑی ہوئی گئی اور دلفریب سے کہا کہ ملکہ فرماتی ہیں کہ فقیر کو اندر باغ کے بلا لو اور بیمار کے
پاس لے آؤ دلفریب نے کہا کہ آئیے تشریف لیچلیے مگر یہ بتائیے کہ مذہب آپکا کیا ہی فرمایا کہ میں خدا
واحد دیکتا کو مانتا ہوں جسنے زمین و آسمان کوہ و دشت شجر و حجر بلکہ کل موجودات عالم کو پیدا کیا ہی
دلفریب نے کہا کہ خیر تشریف لائیے یہ اُسی لباس پوشیدہ سے سامنے ملکہ کے آئے تو دیکھا
کہ تیوری چڑھی ہوئی ہی اور اک نازنین بالتی مارے جیسے کوئی کسی سے روٹھکے بیٹھتا ہی اسطرح
بیٹھی ہوئی ہی سنہرے چہرہ پر بال بکھر بکھر کے آتے ہیں لیکن یہ بگاڑ بھی ہزار بناؤ دکھاتا ہی جبین کی
شکن خنجر کھینچے ہوے ہی فتح کرڈالنے پر آمادہ ہی صراحی گردن کی نزاکت سے بھری ہوئی ہی
پیمانۂ چشم لبریز ہیں بلکہ چھلکے رہتے ہیں ایک دو قطرۂ اشک جو مژہ سے گل رخسار پر گرکے جم
رہا ہی وہ شبنم گل کا لطف دکھاتا ہی اگرچہ چہرہ سے آثار افسردگی و پژمردگی پیدا ہیں لیکن کمسنی
کی تازگی اپنی بہار جانفزا دکھا رہی ہی صورت پر ملکہ کے دل بسمل ہوگیا دلفریب نے اشارہ سے کہا
کہ سلام کرو مرد پریشان حال نے کچھ پروا نہ کی ملکہ نے کہا کہ تو کیا اشارے کر رہی ہی دلفریب نے
عرض کی کہ میں نے سلام کرنے کو کہا تھا ملکہ نے کہا کہ شاہ صاحب یہاں تو خاک پر بسم اللہ ہی
جی چاہے تو بیٹھ جائیے اگرچہ میں اُس شخص کی دختر ہوں جو علاوہ جلیل القدر ہونے کے
ساریق بن لقا کا پیمبر کہلاتا ہی لیکن اجتو فلک کی ستائی ہوں مسند سے مجھے یہ خاک بہتر معلوم
ہوتی ہی ہاں اگر خدا مراد میری پوری کریگا تو مسند پر بیٹھوں گی بھی اور آپکو بھی بٹھاؤنگی اب آپ
میرے باغ کے سرسبز ہونے کے واسطے دعا کیجیے فرمایا کہ میں ایک شرط سے دعا کرتا ہوں وہ
یہ ہی کہ دعا میری اگر قبول ہوگئی اور باغ سرسبز ہوا تو تمکو میرا دین مبین اختیار کرنا ہوگا اور اگر باغ
ہرا نہوا تو میں تمہارا دین اختیار کرلونگا اور یہاں و زیست مجھے خواہش نہیں ہی ملکہ نے کہا کہ میں تو
ابھی بے دین ہوں جو دین تھا یعنی ساریق پرستی اُسے میں ترک ہی کرچکی جو خدا میری سنیگا
اُسے دل سے مانونگی فرمایا بہتر اور پانی طلب کیا وضو کرکے دو رکعت نماز حاجت ادا کی اور ہاتھ
اُٹھا کر جناب احدیت میں عرض کرنے لگی کہ اے خالق ارض و سماء اے واہب العطایا سوقت
بات اپنے بندۂ ناچیز کی رکھ لے اور اس باغ پژمردہ کو اسطرح سرسبز کر کہ یہ پھر پژمردہ نہونے پائے
دیکھا ملکہ نے کہ یہ ہاتھ جانب آسمان بلند کیے ہوے ہیں کہا کہ معلوم ہوتا ہی یہ خدائے آسمانی
کے ماننے والوں میں ہیں انھیں لوگوں نے لقا کی خداوندی کو بھی برباد کیا تھا بیشک دین انکا
برحق ہی ورنہ لقا کے سامان خداوندی ایسے دم تھے جنھیں کوئی مٹا سکتا ملکہ بھی رو رو کے
آمین کہتی جاتی تھی اور دل میں یہ بھی تہیہ کیے ہوے تھی کہ اگر دعا اس شخص کی قبول ہوگی تو
میں دین اسکا ضرور اختیار کرونگی اسلیے کہ خدا سے حقیقی وہی ہی جو سنے ساریق ایسا بہرہ خدا نہ
ہی کہ کسیکی نہیں سنتا ایسے خداوند سے بے بہرہ رہنا بہتر ہی ہنوز یہ مصروف دعا تھے کہ جانب شمال
سے بادل اُمنڈا تھا اور درد اس مراد کی طرح پھیلنے لگا دلفریب نے ملکہ سے کہا کہ تو مبارک ہو کہ آثار اجابت
دعا نمودار ہوے ملکہ اور بے تاب ہوکے رونے لگی اک مرتبہ وہ ابر آکر تمام باغ پر محیط ہوکر برسنے لگا
ہر قطرۂ باران میں آب حیات کی تاثیر تھی جس برگ پژمردہ پر بوند پڑگئی وہ شاداب ہوگیا مچھلیاں
جو نہر میں مردہ پڑی تھیں اُچھلنے لگیں دم بھر میں باغبان قضا و قدر نے رنگ چمن بدل دیا خزاں
میں بہار آگئی تمام درخت لہلہانے لگے نہریں لہریں مارنے لگیں بادل برس کے کھل گیا شفق پھولی

طائرون کے غول کے غول صحرا سے آکر شاخہاے نہالان باغ پر بیٹھکر بزبان بیزبانی حمد سبحانی بجالانے لگے ڈالیان مستانہ وار جھومنے لگین بلکہ قریب تھا کہ خوشی سے شادی مرگ ہو جاے کنیزین مبارکباد دینے لگین دلفریب سکتے کے عالم مین ہو گئی کہ یہ شخص تو واقعی مین بڑی کرامت رکھتا ہی بیشک اسکا دین برحق ہی مرد درویش پہلے تو گویا یہ کہہ رہے تھے کہ سب برگ درختان سبز در نظر ہوشیار * ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار * کبھی کہتے تھے کہ سب برگیا ہے کہ از زمین روید * وحدہ لاشریک گوید * ابتو ملکہ نے آراستگی قصر کا حکم دیا خود بھی حمام مین تشریف لیگئی اور کہا کہ شاہ صاحب کو بھی نہلاؤ لباس نفیس پہناؤ اسیوقت کپڑے انکے واسطے تیار ہو گئے لیکن نہا دھو کے اب جو حمام سے نکلتے ہین تو اور ہی صورت ہو گئی دلفریب نے غور سے دیکھا اور کہا کہ معلوم ہوتا ہی آپ فقیر نہین ہین اگرچہ یہ طبقہ بھی حسن خیز مشہور ہی لیکن ایسے حسین مرد تو یہان بھی نہ سنے دیکھے چہرہ آپکا شان و شوکت شاہانہ دکھا رہا ہی سچ بتایئے کہ آپ سرو گل کس چمن حسن و جمال کے ہین ثمر شیرین کس نہال کے ہین مسکرا کر فرمایا کہ مجکو رفیع البخت کہتے ہین مین پوتا جناب حمزہ صاحبقران اول کا اور بیٹا صاحبقران ثالث کا ہون ہفکار کو آیا تھا رستہ بھولا ٹھوکرین کھاتا ہوا ادھر آ نکلا - دلفریب شاہزادہ رفیع البخت کو ساتھ لیے ہوے ملکہ کے سامنے آئی ملکہ بال خشک کر رہی تھی قصر آراستہ تھا گائین عاضر تھین یہ تو پہلے ہی نشانہ تیر نگاہ ملکہ ہو چلے تھے اب ملکہ نے بھی نگھری ہوئی صورت جو دیکھی بیچین ہو گئی مگر دل کو سنبھالا کہا کہ آیئے تشریف لایئے اور اپنا دین مبین تعلیم کیجیے - رفیع البخت نے کلمہ پڑھا کر سکو مسلمان کیا اور اپنے حسب و نسب سے ملکہ کو بھی آگاہ فرمایا ملکہ نہایت خوش ہوئی پہلے دسترخوان بچھایا گیا تمام زمانے کی نعمتین مہیا ہو گئین جب خاصہ سے فراغت ہوئی تو ملکہ مسند پر بیٹھی رفیع البخت کو برابر اپنے بٹھایا طبلے پر تھاپ پڑی اور ناچ ہونے لگا اک پری پیکر نے یہ غزل شروع کی -

غزل

غضب ہین لیلی و شیرین ستم ہین ناز دونون کے
غضب وہ چشم و ابرو ہین ستم ہین ناز دونون کے
خراب کر دل بے زور کر آنکھون نے انکو لبھایا ہے
بسماتے ہین انکو جیسے قمری و بلبل کے
نگاہ لطف کرنا پوچھ لینا مہربانی سے
بلا ہی زلف کا ہلنا ستم ہی جنبش ابرو *
بہت دعوی ہے صبر اُسے دل جگر کو صبر رہنے
تڑپتا ہی دل مضطر رواں ہین آنکھ سے آنسو
نہین معلوم پنہان کون ہی اس دیدہ و دل مین
وہ گیسو مانگتا ہی دل نگہ ہے جان کی طالب
ہمارے چشم و دل کا دیکھیے انجام کیا ہوگا
خفا ہو وے انھین بیخود کرینگے وصل مین ملکر
جو دیکھین قمری و بلبل نگاہ ناز اُس گل کی
کہ آخر کو ابھی جان سے سر باز دونون کے
تلے بیٹھے ہین مرنے کے لیے جانباز دونون کے
ہوئی وہ جیسے ہین اب وہ سنو انداز دونون کے
ہین سرو و گل چمن مین گوش بر آواز دونون کے
جلا دیتے ہین عاشق کو یہ ہین اعجاز دونون کے
قیامت ہی کرینگے اک نہ اکدن ساز دونون کے
اڑا دے ہوش تو بھی اسے نگاہ ناز دونون کے
خدا حافظ رہے ہین عشق مین انداز دونون کے
نہ افشا کیجیو اے ہوش الفت راز دونون کے
نہ اٹھینگے نہ اٹھینگے کسی سے ناز دونون کے
محبت مین بہت بیرنگ ہین آغاز دونون کے
یقین ہی رنگ لائینگے کسی دن ساز دونون کے
ابھی کر جائین سر کے ہوش تک پرواز دونون کے

ہمارا اور مجنوں کا اگر ساتھی نہیں کوئی +	مگر ناسخ تو ہیں ہر وقت میں دمساز دونوں کے
کلام ناسخ و آتش سے کیوں بیرو ہوں شاعر	سخن انکے نہیں اے آپس میں اعجاز دونوں کے

دیر تک یہ جلسہ رہا جب آدھی رات سے زیادہ ہوئی اور نیند کا غلبہ ہوا تو رفیع البخت اپنی خوابگاہ
میں سو رہے ملکہ علیحدہ سوئی صبح کو سب سو کر اُٹھے ہیں ہاتھ منھ دھونے سے فراغ حاصل کیا
تھی کہ اک کنیز نے آکر عرض کی کہ اے ملکۂ عالم کو کا حضور کا سر مست فیل زور حسب معمول سلام
کے واسطے حاضر ہی ملکہ نے رفیع البخت سے کہا کہ اگر خلاف مزاج نہو تو میں اوٹ کھڑا کرا کے سر مست
کو بلا لوں وہ ابھی چلا جائیگا اسکا قاعدہ ہی کہ روز میرے سلام کو آیا کرتا ہی اگر آپ کو دیکھے گا
تو فساد برپا ہوگا میری رسوائی ہوگی رفیع البخت نے کہا کہ فساد کو تو میں ڈرتا نہیں ہاں تمھاری
رسوائی کا خیال ہے ملکہ نے کہا کہ میں تنہا تو تم ہوا در مزاج یہ ہی تم نہیں جانتے کہ میرے باپ
کے دربار میں کیسے کیسے لوگ بیٹھے ہیں ایک ایک رستم وقت اور سہراب زمانہ ہی فرمایا کہ میں سرکش
و راہ زن شکار ہوں میرے دادا صاحب نے گنجاب کا ملک تنہا جا کے فتح کیا تھا وہاں کیا
بڑے بڑے سرکش و معزز پہلوان تھے کہ مطیع ہوئے اور کچھ ہاتھ سے دادا صاحب کے مارے
گئے ایک دن یہ راز فاش ہونا ضرور ہی خدا نے چاہا تو میں بھی تمھارے باپ کی بارگاہ فوج سے
دلال کردوں تو نام اپنا رفیع البخت نہ رکھوں ملکہ گھبرا گئی اور کہا صاحب خدا کے واسطے ایسی باتیں
نکرو میرا کہنا مانو یہ باتیں شہدپن کی ہیں تمھاری شان کے خلاف ہیں یہ کہکر ہاتھ جوڑے کہ ہمکو رسوا
نکرو خاموش بیٹھے رہنا رفیع البخت نے سر جھکا لیا اور فرمایا کہ تم بلا لو سرمست کو میں دخل نہ دونگا
ملکہ نے سامنے اوٹ کھڑا کرا دیا اور سرمست کو بلا لیا سرمست فیل زور نے آتے ہی سلام کیا اور
سرسبزی باغ کی مبارکباد دی بعد اسکے ادھر اُدھر دیکھ کے عرض کی کہ ہمشیرہ صاحبہ یہ جو گوشۂ باغ
میں اک ٹنڈ درخت چنار کا ہے اسے آپ نے نکلوا ڈالا ملکہ نے کہا کہ بھیا ہاں مجھے بھی یہ اک
سوکھا ہوا درخت کانٹے کی طرح کھٹک رہا ہی دیکھو اب تبر داروں کو بلوا کے اسے کٹوا دونگی
سرمست نے کہا کہ ایک درخت کے واسطے اتنا جھگڑا کرنے کی کیا ضرورت ہی آپ کو دیر تک
پردے کی تکلیف اُٹھانا پڑیگی دیکھیے میں ابھی اسکو اکھیڑ کے پھینکے دیتا ہوں یہ کہکر آستینیں
الٹ کے قریب اس درخت چنار کے گیا اور درخت کو کوکی میں لیکر زور کیا جڑ سمیت اکھاڑ لیا
اور اسطرح زور سے پھینکا کہ دیوار باغ کے اس پار جا کے گرا اور وہاں سے آکر ملکہ کو سلام
رخصت کیا ملکہ نے حسب معمول جام اور بیڑا عنایت کیا سرمست رخصت ہو کے چلا گیا رفیع البخت
نے سرمست کو نہایت پسند کیا کہ جوان معقول ہی اگر یہ اطاعت اختیار کرے تو خوب ہی ملکہ نے
کہا کہ آپ نے دیکھا میرے اک ادنے سے کوکا نے اتنے بڑے درخت کو کسطرح اکھیڑ کے پھینک دیا
ان سے زیادہ زیادہ زبردست سردار میرے باپ کے دربار میں حاضر رہتے ہیں رفیع البخت
ہنسے اور فرمایا کہ ایک تھپڑ مار دوں تو منھ اسکا پھر جائے تم میرے زور کا تماشا دیکھو گی ملکہ نے
کہا کہ میں ایسے تماشے سے باز آئی جس میں فساد برپا ہو فرمایا کہ نہیں فساد نہیں برپا ہوگا یہ فرما کر باغ
سے باہر نکلے اور اسی درخت چنار کو لیے ہوئے اندر باغ کے داخل ہوئے اور جس جگہ سے
سرمست نے اکھیڑ کے پھینکا تھا رفیع البخت نے اسی مقام پر اس زور سے درخت کو زمین پر
مارا کہ جتنا پہلے غرق زمین تھا کچھ اس سے زیادہ دھنس گیا اور وہاں سے آکے بیٹھ رہے

ملکہ نے زور بازو کی تعریف کی اور کہا کہ واقعی میں ہیں تمکو اتنا نہ جانتی تھی لیکن پھر یہ کہونگی کہ میرے
باپ کے یہاں بڑے بڑے زبردست و سرکش لوگ ہیں علاوہ اسکے تم اس مقام پر تنہا ہو وہ بہت
ہیں فرمایا کہ مجھے کچھ خوف نہیں ہی ملکہ نے کہا کہ اسی کا خیال کرو کہ اسکی دختر تمھاری دوست ہی تم
میرے باپ سے تنے فساد نکرو فرمایا کہ مجھے کیا ضرورت ہی کہ میں کسی سے فساد مول لوں جب تم ذرا بی
ہو تو کچھ میرے منھ سے نکلجاتا ہی ملکہ نے کہا کہ چلو اب میں کچھ نہ کہونگی غرضکہ جب دوسرا دن ہوا
تو سرمست فیل زور پھر حاضر ہوا ملکہ سے اپنے حاضر ہونے کی اطلاع کرائی ملکہ نے پھر اوٹ کھڑا کرکے
سرمست کو بلالیا سرمست نے سلام کیا اور عرض کی کہ کیوں ہمشیرہ صاحبہ یہ درخت چنار تو کل میں نے
اکھیڑ کے باہر پھینکدیا تھا آج پھر اسی مقام پر کسطرح آگیا ملکہ نے فرمایا بھیا جان اور اسرار اس
باغ میں ہیں یہ بھی کوئی آسیب ہوگا میں کیا جانوں کہ یہ اس مقام پر کسطرح آگیا سرمست کچھ سوچا
اور بدگمانی اسکے دل میں پیدا ہوئی کہ معلوم ہوتا ہی کوئی جوان مرد اس مقام پر آپہونچا ہوگا
ملکہ ابھی کمسن اور نادان ہی کسی ظالم کے پھندے میں پھنس جائے اور اپنی خاندانی عزت کو
کھو بیٹھے تو غضب ہوجائیگا یہ تیری بہن کہلاتی ہی اور نامبر بارق کی دختر مشہور ہی اس بھید کو
دریافت کرنا چاہیے پس اسنے ملکہ سے کہا کہ آپ ضرور اس شخص سے واقف ہیں جسنے اس درخت
کو نصب کیا ہی بہتر ہو اگر مجھ سے بیان کردیجیے ورنہ پھر مجھسے گستاخی سرزد ہوگی میں سپاہی ہوں
اور گویا آپ میری حفاظت میں دی گئی ہیں اور مجھے خود بھی آپ سے بھائی ہونے کی خصوصیت
حاصل ہی میں ہرگز کسی خرابی کو دیکھ نہیں سکتا علاوہ اسکے بادشاہ آپکی خیر و عافیت اکثر مجھسے بھی
دریافت کرتا ہی اور یہ لفظ کہتا ہی کہ تم تو روز سلام کو ملکہ کے جاتے ہو ملکہ کا خیال رکھنا ملکہ
پریشان ہوئی کہ بتاتی ہوں تو خرابی ہی نہیں بتاتی ہوں تو خرابی ہی ملکہ کے سکوت پر سرمست فیل زور
اور مشکوک ہوا پس اسنے پردہ اوٹ پر سے کھینچ لیا اور کہا کہ بہن ہمسے پردہ کیا کوئی بھائیوں سے
بھی چھپتا ہی جب ہم تم دودھ کے شریک ہوے تو کون ملکیا پردہ ہٹتے ہی نظر جو رفیع البخت کی
پڑی اور سرمست نے رفیع البخت کو دیکھا غصہ سے سرخ ہوگیا لیکن رفیع البخت اسیطرح
مطمئن بیٹھے رہے فرمایا کہ کیا کہوں اے سرمست اگر تو ملک کا محرم ہوتا اور اسطرح پردہ کھینچتا
تو ہاتھ تیرے توڑ ڈالتا ملکہ کی تو یہ حالت ہوئی کہ تھر تھر کانپنے لگی گردن جھکالی کاٹو تو لہو نہیں
سرمست نے کمان دوش سے اتاری اور سامنے رفیع البخت کے پھینکدی اور کہا کہ یہ درخت
آپ نے اس باغ میں نہیں نصب کیا ہی بلکہ اپنے آنے کا جھنڈا گاڑا ہی اور زور کی بنیاد قائم کی
ہی اس کمان پر تو زور کیجیے رفیع البخت نے کمان اٹھالی کمان آہنی تھی سرمست کو گمان تھا کہ
کمان میری اسنے نہ کھینچ سکیگی اسلیے کہ بظاہر دست و بازو مجھسے کم ہیں رفیع البخت نے کمان اٹھائی
اور دو دو انگل کے ٹکڑے توڑ توڑ کے سرمست کی طرف پھینکنا شروع کیے سرمست کے ہوش
اڑ گئے دوڑ کے قدموں پر گر پڑا اور کہا کہ شہزادہ آپ وہی ہیں جنکو میں سمجھا تھا۔ رفیع البخت نے
فرمایا کہ تم کیا سمجھے تھے میں اسنے کچھ بھی نہ سمجھا سرمست نے عرض کی کہ بارگاہ ستجاب میں اک
منجم ہی کہ اسکو مرتبہ وزارت بھی حاصل ہی علم نجوم میں اسکا مثل و نظیر نہیں ہی ایک روز اسنے بیان
کیا تھا کہ ابھی گلستان باختر اسم بامسمی نہیں ہی ہاں اسکی سرسبزی و شادابی کا اک زمانہ آنے والا
ہی اور وہ سرسبزی بھی اس مقام سے شروع ہوگی جہاں ہمیشہ خزاں کا دور رہتا ہی اور وہ زمانہ بہت

قریب ہی یہ سنکر مجھے شوق پیدا ہوا اور مین نے نجم اختر شناس سے پوچھا کہ اس اجمال کی تفصیل بیان
کیجیے نجم اخترشناس نے اشارہ سے مجکو منع کیا مین خاموش ہو رہا جب دربار سنجاب شاہ مغربی
برخاست ہوا تو مین نجم اخترشناس کے ساتھ اسکے مکان پر گیا اور مین نے کہا کہ اگر کسی سبب سے
آپ نے دربار مین اپنے احکام مفصل نہین بیان کیے تو اسوقت تنہائی مین مجھ سے بیان کیجیے
نجم اخترشناس ہنسا اور کہا کہ اے سرمست اولاد حمزہ صاحبقران سے ایک شخص بحالت فقیری
باغ ملک مین پہونچے گا اور وہین سے بنیاد اسلام اور برکت دین مبین شروع ہوجائیگی وہی تنہا بہادر یہانکے
مغرب کو فتح کرکے اسلام آباد کریگا جو شخص اطاعت اسکی اختیار کریگا اسکی دنیا و عقبیٰ دونون بنینگے
اور جو اس سے دشمنی کریگا وہ دونون جہان مین ذلیل و خوار ہوگا یہ سنکے مین چلا آیا اور اسوقت کا
منتظر تھا پہلے مین نے خبر ملک کے باغ کی سرسبزی کی سنی میرے دل نے گواہی دی کہ وہ شخص آگیا اور
مین در اصل کل بھی آپ ہی کی تلاش مین آیا تھا مگر بلحاظ ملکہ کچھ کہہ نہ سکا یہ مین پلٹ گیا آج اس
درخت زلف کو دیکھ کر مجھے تاب نہ رہی اور مین نے یہ گستاخی کی پردہ کھینچ لیا امیدوار رعایت
ہون رفیع البخت نے سرمست فیل زور کو اپنے پاس بٹھا لیا اور ملکہ بھی خوش ہو کر قریب آکے
بیٹھی شاہزادہ نے کلمہ تلقین فرمایا سرمست مسلمان ہوا اور عرض کی کہ یاد رکھیے گا یہاں مغرب
مین جسنے پہلے حلقۂ اطاعت کان مین ڈالا ہے وہ سرمست ہے شاہزادہ نے بہت لطف و کرم فرمایا
کچھ دیر کے بعد سرمست رخصت ہوا اور آج جو یہ دربار بادشاہ مین گیا تو جوش مسرت مین سنجاب
شاہ سے بیان کیا کہ حضور کے ملک مین اک ایسا درویش آیا ہے کہ قابل دید ہے جیسی صورت
ویسا ہی حسن اخلاق ویسا ہی صاحب کمال ایسا ہے کہ ایک دم مین باغ ملکہ کا سرسبز کردیا یہ سنکے
سنجاب کو شوق ملاقات پیدا ہوا کہا کل اس درویش کو لانا جب دربار برخاست ہوا تو
نجم اخترشناس نے سرمست سے کہا کہ عجب نہین یہ وہی شخص ہو جسکا اس ملک مین آنا
میرے احکام نجوم سے ظاہر ہوا ہے اے سرمست دیکھ اسکے [illegible] نہ برائی کرنا ورنہ انجام مین
بہت پشیمان ہوگا تیری بدی اسکی قسمت کو نہین بگاڑ سکتی اسلیے کہ وہ با اقبال ہے مگر بدی کا اثر
تیری ہی ذات پر پڑیگا سرمست نے کہا کہ مین نے تو غلامی اسکی جان و دل سے قبول کی ہے مین اب سے
بدی کیا کرونگا یہ سنکر نجم اخترشناس نے سرمست کو آفرین کی اور کہا کہ مین بھی وقت کا منتظر ہون
اور یہ یاد رکھنا کہ قلب سنجاب شاہ کا سیاہ ہے تمام جبر کی ملک مغرب کی اسی کے دل پر چھائی
ہوئی ہے یہ مسلمان نہوگا اور بہت ذلتین اٹھائیگا یہ کہکر نجم اخترشناس تو اپنے مکان کیطرف
راہی ہوا اور سرمست فیل زور اپنے گھر گیا جب دوسرا دن ہوا تو خدمت مین شاہزادہ
رفیع البخت کے حاضر ہوا اب شاہزادہ سرمست سے نہایت الفت و محبت کے ساتھ
پیش آتا ہے اور سرمست بھی عاشق حسن خلق ہوگیا ہے رفیع البخت نے سرمست سے کہا کہ
یہان تو خالی بیٹھے بیٹھے دم گھبرایا کرتا ہے کوئی صورت ایسی پیدا کرو کہ سیر شہر کی کرین بہارستان
مغرب کی بہار بھی دیکھین سرمست نے عرض کی کہ کل مین نے دربار بادشاہ مین آپکے کمالات
کا ذکر کیا تھا بادشاہ مشتاق ملاقات ہوا ہے لہذا آج تشریف لیچلیے ہر چند کہ وقت مین دربار
کے ابھی عرصہ ہے لیکن مین پہلے سے چلا آیا ہون کہ سامان چلنے کا درست ہوجائے لیکن
اے شہریار بلباس فقیری چلنا ہوگا اسلیے کہ مین نے مرد درویش کہکر آپکا ذکر کیا تھا فرمایا

کہ جسطرح تمھاری خوشی ہوگی مین اُسیطرح چلونگا۔ سرمست نے اک طلائی کھڑاؤن حاضر کی و لباس تیار کرکے
فقیرانہ شان کا اپنے ہمراہ لیتا آیا تھا وہ خدمت مین شاہزادہ عالی منزلت کے پیش کیا۔ رفیع البخت نے
اُس لباس کو زیب جسم فرمایا کھڑاؤن پہنی بیراگی ہاتھ مین لیکر چلنے کو آمادہ ہوے ملکہ کنکھیون سے دیکھتی
اور دلمین کہتی ہے کہ ظالم کو ہر لباس بھلا معلوم ہوتا ہے جامہ زیبی اسیکا نام ہے دلفریب نے تصدق اُتارا شاہزادہ
ملکہ سے رخصت ہوا اور ہمراہ سرمست فیلزور کی جانب ایوان مستجاب شاہ مغربی روانہ ہوا ملکہ دروازہ باغ
تک ساتھ آئی اور جہانتک سامنا رہا دیکھتی رہی جب سواری نگاہون سے پوشیدہ ہوگئی تو ملکہ کے دلمین یہ
خیال پیدا ہوا کہ ایسا نہو سرمست نے فریب دیا ہو اور یہ بارگاہ مین والد ماجد کے برخلاف ہوکر راز افشان کردے
تو دشمنون کی جان پر آبنیگی یہ مین نے مانا کہ وہ بھی بہادر ہین سور ہین لیکن مثل مشہور ہے کہ سورمان جتا بھاگا
نہین چھوڑتا ہے یہ تو پھر اکیلے ہین اور وہان صدہا پہلوانان نامی و گرامی کا مجمع ہے خداوندا تو ہی بچانے والا
ہے یہ خیال آتے ہی اختلاج سا پیدا ہوا اور ادھر اُدھر ٹہلنے لگی رنگ رو متغیر ہوگیا یہ تمام باتین
دلفریب دیکھا کی اور مسکرایا کی جب ملکہ کا اضطراب زیادہ ہوا تو دلفریب نے سامنے آکے سلام کیا
ملکہ حیران ہوئی کہ یہ سلام کیسا دلفریب نے اور جھک کے سلام کیا اور مسکرائی ملکہ نے فرمایا کہ اے دلفریب
یہ بار بار حد سے زیادہ جھک کے سلام کرنا کچھ معنی رکھتا ہے مگر یہ بات میرے ذہن مین نہین آتی سبب بیان
کر دلفریب نے کہا کہ اب کیا سمجھ مین آئیگا سمجھ تو گئی سمجھ رکھنے ہی سے تو ناسمجھی پیدا ہوئی ہے ملکہ نے
فرمایا کہ اسوقت میری طبیعت درست نہین ہے تجھ سے معمے کی باتین مگر صاف صاف بیان کر دلفریب
نے کہا کہ کچھ باتین ہمارے آپکے جو اکثر کی ہین جسپر آپ اکثر گریہ کرتی ہین اور کہا کرتی ہین کہ دل ہمارے
کہنے مین نہین یا ہم دل کے کہنے مین ہین وہ جسکے آغوش مین ہے وہ اُسکے اختیار مین ہے تو اب بتایئے کہ
دل آپکے قابو مین ہے یا آپ دل کے قابو مین ملکہ کو شرم آگئی فرمایا کہ تیرا کہنا بجا بھی ہے اور سچا بھی افسوس
جن خیالات نے مجھے بیقابو کردیا ہے وہ یہ ہین کہ اگر کوئی افتاد اس مرد غریب پر پڑی تو گویا سبب
اُسکا مین ہوئی اور اک خدا رسیدہ کا بیجرم و گناہ قتل ہوجانا کسقدر رنج کی بات ہے اور علاوہ اسکے
میری بدنامی بھی ہے۔ دلفریب نے کہا کہ یہ سب محبت کا سبب ہے جو ایسے خیالات پیدا ہوتے ہین
ملکہ نے فرمایا کہ محبت بھی ہے لیکن وہ نہین ہے جو تیرا خیال ہے محبت اس بات کی ہے کہ اُسکی دعا سے میرا
نخل تمنا سرسبز ہوا باغ امید مین بہار آئی دلفریب نے کہا کہ ابھی تو کیا گل نہ کھلینگے اگر مجھ بار احسان
کا لحاظ ہوتا تو عقل نہ زائل ہوتی عقل کے زائل کرنے والے سے محبت ہوتی ہے ملکہ نے فرمایا کہ عقل میری
کب زائل ہوئی ہے کونسی بات مین نے خلاف عقل کہی دلفریب نے کہا کہ جسوقت سرمست نے اطاعت
شاہزادہ کی اختیار کی ہے وہ وقت ایسا نہ تھا کہ سرمست مجبور ہوتا نہ اُنسے زیر ہوا تھا نہ اُسے شاہزادہ
سے کچھ خوف تھا کہ وہ مصلحت وقت جانکر اپنی جان بچانے کو اس حیلے سے دھوکا دیتا نہ سپاہیون
کو غدر کے وقت ایسے فریب سوجھتے ہین تمکو تو تمہی وہم ہے دیکھ لینا کہ شاہزادہ خیر و عافیت سے
ساتھ واپس آئیگا اور سرمست ہرگز اُس سے دغا نکریگا بلکہ اگر کوئی آفت آئیگی تو پہلے اپنا سینہ سپر کریگا
ملکہ کو بیان سے دلفریب کے گونہ تسکین ہوئی لیکن آرام سے نہ بیٹھی ادھر اُدھر ٹہلا کی اسکی تو یہ حالت
ہے کہ آنکھین ہوے در لگی ہوئی ہین انتظار کر رہی ہے اور وہ نوبت ہے کہ ع جو کوئی بولا صدا کان
مین آئی آپکی لیکن اب کچھ حال شاہزادہ کا سنیے کہ یہ جو ہمراہ سرمست فیل زور کے دربار مین پہنچا
مین پہونچے دیکھا کہ تمام دربار سرداران نامی و پہلوانان گرامی سے بھرا ہوا ہے ایک ایک دیو قامت فیل

ہیکل شیر ہیبت اپنے اپنے دنگل پر بیٹھا اکڑ رہا ہے سنجاب شاہ تخت حکومت پر بیٹھا ہے کس صورت
سے کہ تاج بر سر جار قب شاہنشاہی در بر جسکو گردش ہے طرہ عنبری کان پر لٹک رہا ہے لوگ مودب
گردنیں جھکائے دوزانو بیٹھے ہیں چار وزیر تخت کے چاروں گوشوں پر بیٹھے ہوئے ہیں نجم اختر شناس
نے تعظیم دی اور سلام کیا۔ رفیع البخت نے جواب سلام دیا اور غور سے نجم اختر شناس کی طرف
دیکھا کہ معلوم ہوتا ہے یہ شخص کوئی مرد بیدار ہے مگر دین کو پوشیدہ کیے ہوئے ہے سنجاب نے
قریب اپنے جگہ دی رفیع البخت بیٹھ گئے نجم اختر شناس کا فرزند کوکب روشن جسیم پہلوان زبردست
ہے یہ بھی دنگل پر بیٹھا ہے اسنے جو دیکھا کہ باپ نے تعظیم دی ہے تو یہ بھی اپنے مقام سے اٹھکر قریب
آیا دست بوسی کرکے پھر دنگل پر جا بیٹھا لیکن تمام اہل دربار محو جمال جہاں آرا تھے اور غور سے شاہزادہ
رفیع البخت کی طرف دیکھ رہے تھے کہ ایسے حسین بھی دنیا میں ہوتے ہیں ؎ ترا دیدہ و یوسف
را شنیدہ + شنیدہ کے بود مانند دیدہ + سنجاب شاہ مغربی بھی دل میں کہتا ہے کہ یہ فقیر تو کا ہیکو
ہے شاہزادہ معلوم ہوتا ہے یہ لباس فقیری پھوٹا نکلتا ہے میری دختر ایسی ہی عفیفہ ہے کہ اسکی طرف
طرف توجہ نہ کی ورنہ یہ حسن مردوں کو تو بے چین کیے دیتا ہے نہ کہ عورت جس سے خاص حسن
مرد سے تعلق ہے وہ کیونکر بچی ہوگی اگرچہ مجکو دختر کی شادی سے اس بنا پر انکار تھا کہ میں کسی کا
خسر ہوں لیکن یہ شخص اگر فقیر ہوتا تو ضرور شادی ملکہ کی اسکے ساتھ کر دیتا دیر تک دربار
میں سناٹا رہا کوئی کسی سے کچھ بات نہ کرتا تھا سب کے سب رفیع البخت ہی کی جانب دیکھ
رہے تھے بعد کچھ دیر کے سنجاب شاہ مغربی رفیع البخت کی طرف مخاطب ہوا اور کہا کہ شاہ صاحب
آپ نے اس سن میں یہ بانا کیوں اختیار کیا فرمایا کہ دنیا جائے قیام نہیں ہے۔ اک سرا ہے
کوئی ایک دن یہاں ٹھہرا کوئی دو دن اور تین دن سے زیادہ کوئی بھی نہ رہیگا پھر ایسی جگہ
رہکر انجام کو نہ سوچنا بالکل خلاف عقل ہے انسان کو ہر وقت آمادہ سفر رہنا چاہیے اسلیے کہ نہیں
معلوم کس وقت کوس رحلت بج جائے سنجاب شاہ نے کہا کہ ناپائداری دنیا میں پانچ روز ہستی ہے
؎ غنیمت شمر صحبت دوستان + کہ گل پنج روز است در بوستان + تین دن زندگی آپنے
کس حساب سے کہی فرمایا کہ تین دن سے مراد تین انقلابوں سے ہیں اول بچپنا۔ دوسرے
جوانی۔ تیسرے بڑھاپا۔ اور پھر یہ تین روز بھی بے اعتبار ہیں ممکن ہے کہ ہنوز طفلی کا زمانہ ختم
نہونے پائے کہ قضا آجائے تو پورا ایک دن بھی نہوا تو انتظار عہد پیری بالکل بیکار ہے اصل
ہے ان باتوں پر حاضرین وجد کرنے لگے اور سنجاب شاہ بھی نہایت خوش ہوا پھر پوچھا کہ وطن
آپکا۔ فرمایا ملک عدم جہاں سے سب آئے ہیں وطن اصلی وہی ہے پوچھا کہ جائے قیام فرمایا
کوہ و صحرا و دشت اور کہا کہ ارادہ کہاں جانے کا ہے فرمایا کہ ؎ حب الوطن از ملک سلیمان خوشتر
عدم سے آیا ہوں اور عدم ہی میں جاؤنگا سنجاب شاہ نے نام پوچھا فرمایا کہ بندہ خدا سنجاب
نے کہا کہ کس خدا کو آپ مانتے ہیں ہنسکر فرمایا کہ جسنے مجھے اور تمھیں بلکہ تمام عالم کو پیدا کیا ہے
اور حیات و ممات ہر وقت اسکے قبضہ اقتدار میں ہے سنجاب شاہ نے کہا کہ وہ تو خداوند عالم
سارق بن لقا ہے فرمایا کہ اس سے پہلے کون تھا سنجاب نے کہا کہ خداوند کے بڑے بھائی
قمرو شاہ باختری جنکو لقا بھی کہتے ہیں رفیع البخت نے ارشاد کیا کہ جو سب سے پہلے تھا اور
اسکے پہلے کوئی نہ تھا میں اس خدا کو مانتا ہوں یہ ایسی بات تھی کہ حق تھی اور سنجاب کے خلاف بھی

گذری۔ رفیع البخت نے حق حق بیان کیا اور سمجھنے والوں نے اپنے اپنے مطلب کے موافق
سمجھ بھی لیا اور نجم اختر شناس ان باتوں پر وجد کرنے لگا کہ کس خوبصورتی سے اسلام کو بیان کیا ہے
کہ یہ کافر بھی نہ سمجھے ستجاب نے کہا کہ واقعی میں آپ اس لائق تھے کہ پیغمبر ہوتے ہاں معلوم ہوتا ہے
کہ آپ نے اس منصب کو گوارا ہی نہیں کیا جب ہی تو یکا وہ مرتبہ ہے کہ خداوند نے ہماری نہ سنی اور
آپکی سن لی ہماری التجا سے باغ ملکہ کا سرسبز ہوا اور آپکی دعا سے باغ پژمردہ میں بہار آئی لیکن
اگر اس غمکدہ کو آپ نے روشن منور کیا ہے تو ابھی چندے یہاں قیام فرمائیے اگر میرا تو یہ جی
چاہتا ہے کہ تمام عمر اسی مقام پر رہیے رفیع البخت نے کہا کہ جو منظور خدا ہوگا وہ ہوگا یہ فرما کر
رخصت ہوئے ستجاب نے سرمست کو بلا کے چپکے سے کان میں سرمست سے کہا کہ اب یہ
درویش ملکہ تک نہ پہونچنے پائے مجھے خوف ہے کہ ایسا نہو کہ نیت ملکہ کی برگشتہ ہو جائے کہ
یہ کمسن اور حسین ہے اسے تم اپنے باغ میں مہمان رکھو یہ سنکے سرمست نے دلمیں کہا ع
اے روشنی طبع تو برمن بلا شدی ۔ شاہزادہ دل میں کیا کہیگا ستجاب سے کہا کہ ایسا ہی ہوگا
اور دربار ستجاب سے نکلکر ہمراہ رفیع البخت کے چلا رستے میں کہا کہ اے شہریار بات بری
آپکے ہاتھ ہے حضور کی نسبت یہ حکم ہوا ہے کہ اب آپ باغ ملکہ میں نہ رہیئے ایسا نہو کہ
نیت ملکہ کی برگشتہ ہو جائے لہذا مناسب ہو تو ظاہرا میرے باغ میں قیام پذیر رہیے اور پوشیدہ
طور سے ملکہ کے باغ میں جایا کیجیے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے غرضکہ سرمست رفیع البخت کو لیے ہوئے
اپنے باغ میں آیا قصر رہنے کے واسطے آراستہ کرایا اور شاہزادہ سے عرض کی کہ حضور اسی مقام کو
رونق افروز رہیں میں جاتا ہوں اور ملکہ کا اطمینان کیے آتا ہوں ورنہ وہ نہایت پریشان ہونگی
فرمایا کہ بہتر ہے۔ رفیع البخت تو اس باغ میں قیام پذیر ہوئے اور سرمست فیل زور باغ ملکہ کی
جانب روانہ ہوا وہاں ملکہ انتظار میں شاہزادہ رفیع البخت کے تڑپ رہی تھی آنکھیں دروازہ
باغ کی طرف لگی ہوئی تھیں کہ اک مرتبہ سرمست فیل زور پہونچا ملکہ نے جو سرمست کو دیکھا اور شاہزادہ
رفیع البخت کو نہ دیکھا دل دھڑکا کہ کوئی افتاد پڑی سرمست نے سلام کیا ملکہ نے جواب سلام
نہ دیا چہرہ سے آثار ملال ہویدا ہوئے سرمست نے دست ادب باندھ کے عرض کی کہ آپ رنجیدہ
نہوں میں خیرخواہ ہوں نمک حرام نہیں ہوں نہ شیوہ میرا دغا ہے شاہزادہ خیر و عافیت کے ساتھ
میرے باغ میں موجود ہے اگر یقین نہو کسی کو بھیج کے دریافت کر لیجیے وجہ شاہزادہ کے نہ لانے
کی یہ ہوئی کہ آپ کے والد ماجد نے یہ حکم دیا ہے کہ اس درویش کو اپنی نگرانی میں رکھو اب ملکہ
کے باغ میں نہ جانے دینا ایسا نہو کہ نیت ملکہ کی اسکی طرف مائل ہو جائے لہذا پوشیدہ طور پر
اب وہ آپکے پاس آیا کرینگے ظاہر بظاہر اب انکا آنا نامناسب ہے میں اسی واسطے اسوقت حاضر
ہوا ہوں کہ حضور کو مطمئن کر دوں ملکہ یہ سنکے رونے لگی اور کہا کہ پہلے اطمینان دلایا پھر پریشان کیا
اور دلفریب سے کہا کہ تم جاؤ اور دیکھ آؤ کہ شاہزادہ کس طرح ہے اور ہمارا اک رقعہ لیتی جاؤ یہ
فرما کر قلم دوات طلب کیا اور رقعہ تحریر کیا مضمون یہ تھا ع خوش رہو اے مہرباں جہاں رہیو
نہ ملیو ہم سے مگر دل سے آشنا رہیو ۔ مجھے سرمست کی زبانی معلوم ہوا کہ آپ کو یہاں آنے کی
ممانعت کی گئی ہے اگر آپ چاہینگے تو پوشیدہ طور پر ہر وقت آسکینگے اور مجھے اجازت ہوتی تو مجھے
بھی وہاں حاضر ہونے میں کوئی عذر و انکار نہ ہوتا ایسا نہو کہ آنکھ اوجھل ہونے کے سبب مجھے

بھلا

دل سے بھی بھلا دیجیے باقی خیریت ہی ۔ رقعہ شوقیہ لیکر دلفریب سوار ہوکر سرمست کے ساتھ جانب
باغ روانہ ہوئی وہاں شاہزادہ بھی بے چینی کے ساتھ ٹہل رہا تھا لغو پر ملکہ کی ہر دم نظر تھی دل میں
یہ خیال کہ کیا جلدی زمانے نے انقلاب دکھایا ہی کہ با نو پرواز ملکہ کے قریب حاصل تھی یا اب
یہ نوبت ہی کہ صورت دیکھنے کو ترستے ہیں یہ بھی در حقیقت سنجاب کا ظلم ہی یا سرمست نے اپنی جانب
سے انتظام کیا ہی خیر جو کچھ ہوگا ظاہر ہو جائیگا بالفعل کرکے خاموش بیٹھے تھے کہ سرمست فیل زور بھی چلا
ساتھ ہی سرمست کے دلفریب بھی داخل باغ ہوئی آتے ہی شاہزادہ کو ادب سے سلام کیا اور
رقعہ ملکہ کا پیش کیا۔ رفیع البخت نے رقعہ کو پڑھا اور جواب تحریر کیا کہ اے ملکہ مجھے کسیکا خوف نہیں ہی
تمھارے ہی اصرار سے میں نے اس بات کو گوارا کیا ہی کہ میں یہاں ہوں تم وہاں ہو ورنہ کہو تو
اسیوقت چلا آؤں بلکہ دربار سنجاب میں اظہار کرکے آؤں کہ میں باغ ملکہ میں جاتا ہوں جسے روکنا
ہو روک لے اس خیال سے خاموش رہا کہ تم یہ الزام نہ دو کہ تمھارے سبب سے میں رسوائے
عالم ہوئی اور آج شب کو میں آؤنگا تم اطمینان رکھو دلفریب جواب لیکر جلدی سے روانہ ہوگئی
کہ ملکہ پریشان نہو ملکہ نے جواب نامہ دیکھتے ہی تیاری شب ماہ کا حکم دیا اسیوقت سے سامان
ہونے لگا تمام درخت تمامی سے منڈھے گئے اور قندیلیں درختوں میں آویزاں کی گئیں بادلہ کترن
کتر کے درختوں پر ڈالا گیا چبوترۂ باغ پر فرش بچھایا گیا نمگیرہ زرلفتی استادہ ہوا جسکی ڈوریں جواہر نگار
تھیں جھالر موتیوں کی تھی اور مسہریاں پھولوں سے سجائی گئیں ملکہ کا تو اس انتظام و اہتمام میں
دن تا ساعتی گزر گیا لیکن رفیع البخت کو وہ اتنا وقت گزارنا پہاڑ ہو گیا بار بار جانب آسمان دیکھتے تھے
اور یہ شعر پڑھتے تھے ؎ شام کیا روز جدائی کے نہیں ہوتی ہی ۔ دھوپ جب دیکھیے موجود ہی
دیواروں پر ۔ کبھی باغ میں ادھر سے اُدھر پھرتے تھے کبھی اُدھر سے ادھر آتے تھے تڑپ تڑپ
کے اشعار انتظار پڑھتے تھے ؎ جنھیں سمجھتے تھے دیوار یار کے قابل ۔ وہ آنکھیں ہوگئیں
اب انتظار کے قابل ۔ جمال تو نے دکھا کر بگاڑ دی عادت ۔ یہ آنکھیں اب نہ رہیں انتظار کے
قابل ۔ جب تھوڑا سا دن باقی رہا تو شاہزادہ نے سرمست سے فرمایا کہ ایک اسپ اور اسلحہ
منگوا دو سرمست نے عرض کی کہ حضور شام تو ہونے دیجیے سب چیزیں مہیا ہیں اتنے میں چوبدار
آیا اور عرض کی کہ ناپیمبر کا حکم ہی کہ آج بھی شاہ صاحب ضرور تشریف لائیں گے یہ سنکر سرمست
فیل زور پریشان ہوا اور آکر عرض کی کہ بادشاہ نے حضور کو بلا بھیجا ہی فرمایا کہ اے سرمست وہاں
ملکہ انتظار میں پریشان ہوگی ادھر میرا دل بھی فراق ملکہ میں بیتاب ہی سرمست نے عرض کیا کہ حضور
موقع محل دیکھکر ہر کام کو کرنا چاہیے ایسا نہو کہ اتفاق سے راز ہو جائے تو نہ فقط ملکہ کی بھی رسوائی
حضور کی بھی بدنامی ہی اور بدنامی کے ساتھ پریشانی بھی ہی اسلیے کہ ابھی آپ بے سروسامان ہیں
یہ غلام ہر وقت سرفروشی و جانبازی کے واسطے موجود ہی لیکن مثل مشہور ہی کہ سو رہان جنا کچا ٹ
نہیں چھوڑتا ہی مناسب یہی معلوم ہوتا ہی کہ چلے چلیے اتنے میں دوسرا چوبدار آیا اور سرمست کو
فرمان شاہی دیا لکھا تھا کہ اے سرمست فیل زور تمکو چاہیے کہ دیکھتے ہی اس حکمنامہ کے درویش
نووارد کو لیکر حاضر ہو وہ پرچہ کاغذ لیے ہوئے سرمست خدمت میں شاہزادہ رفیع البخت کے حاضر
ہوا اور پرچہ پیش کیا رفیع البخت مجبور ہوے اور ہمراہ سرمست کے جانب دربار سنجاب روانہ ہوے
جسوقت داخل دربار ہوے دیکھا کہ سطح دربار آراستہ ہی ارکین دولت جمع ہیں آج بہت

لوگ درویش کی تعظیم کو اُٹھے مگر اک پہلوان ہو کہ نام اُسکا صلصال ابلیس خصال ہو جیسے ہی شاہزادہ
رفیع البخت قریب سے اُسکے گزرے زبان سے اُسکے یہ کلمہ نکلا کہ اس صورت پر تو سدا سہاگن کا دھوکا
اور بھی بھلا معلوم ہوتا بس یہ سنتے ہی رفیع البخت کو نہایت غصہ آیا پلٹ کے اک تھپڑ مارا اور آواز دی
کہ کیا بکتا ہے تھپڑ کھاتے ہی صلصال تو مثل لوٹن کبوتر کے تڑپنے لگا کلا اُسکا پھٹ گیا رفیع البخت
جاکر اپنے مقام پر بیٹھ گئے دربار میں بلڑ ہوگیا کہ شاہ صاحب سے گستاخی کی تھی اُسکی سزا ملی
سرمست فیل زور کہنے لگا کہ دیکھیے اسکا نتیجہ کیا ہوتا ہے آج قوت انکی تمام اہل دربار پر ظاہر ہوگئی
کہ یہ ایسے ہیں اُدھر سنجاب نے غور سے دیکھا کہ اتنے بڑے جوان کی ایک تھپڑ میں کیا حالت ہوگئی
پھر زور بھی زور نہیں ہے بلکہ کمالات درویش کا نمونہ ہے لوگ صلصال ابلیس خصال کو اُٹھا کر شفاخانہ
لیگئے علاج اُسکا ہونے لگا یہاں چہرہ رفیع البخت کا غصہ کے سبب سرخ تھا سنجاب نے پوچھا کہ
اس سے کیا گستاخی ہوئی کہ آپ نے سزا دی فرمایا کہ سرمست سے پوچھیے سرمست نے بیان کیا
کہ اُسنے کلمات ناشائستہ شان میں کہے تھے سنجاب نے کہا کہ خوب کیا آپ نے جو اُسکو سزا دی
یہ قابل اسی کے تھا رفیع البخت نے کہا کہ آج اسوقت آپ نے مجھے کیوں یاد کیا سنجاب نے
کہا کہ میرے ملک کی مغربی سرحد پر اک درہ کوہ ہے کوہ کے اُس پار سمندر ہے اکثر درہ کوہ سے ایک
نہنگ نکلتا ہے اور لوگوں کو نگل کے پھر درہ میں چلا جاتا ہے نہ اُسپر کوئی حربہ کارگر ہوتا ہے کہ اُسے
مار ڈالیں نہ اُسکا راستہ بند کر سکتے ہیں اکثر ہمنے درہ کو بند کرادینا چاہا مگر پھر درہ کھل گیا
کوئی تدبیر ایسی بتائیے کہ یا اُس نہنگ کا نکلنا موقوف ہو یا وہ نہنگ مارا جائے شاہزادہ
رفیع البخت نے ارشاد کیا کہ آپ مجھکو وہاں بھیجدیجیے میں کچھ نہ کچھ انتظام کردونگا سنجاب نے
کہا کہ یہ نہیں ہوسکتا اگر وہ نہنگ آپکو نگل گیا تو میری بدنامی ہوگی لوگ کہینگے کہ ناپیمبر ساریق سے
اک مرد فقیر کو لقمہ دہان نہنگ کرادیا فرمایا کہ میں اک نوشتہ اس مضمون کا تحریر کیے دیتا ہوں کہ میں
اپنی خوشی سے اُس نہنگ کے مقابلہ کو جاتا ہوں سنجاب نے کہا کہ میں اسکا جواب بغیر خداوند سے
دریافت کیے ہوئے دے نہیں سکتا ہوں رفیع البخت خاموش ہو رہے لیکن دل اُلجھ رہا ہے کہ ملکہ
اپنے دلمیں کیا کہتی ہوگی اُسے کیا معلوم کہ میں کس عذاب میں گرفتار ہوگیا ہوں وہ تو جانتی ہوگی
کہ وعدہ خلاف ہیں بے پروا ہیں ہماری محبت نہیں ہے باتوں کا سلسلہ اس طرح جاری ہے کہ عذر
کرکے کسی بہانے سے چلے آنے کا موقع بھی نہیں ملتا جب نصف شب گزری تو دربار برخاست ہوا
یہ بھی گردش تقدیر کہ آج ہی دربار بھی دیر تک رہکے برخاست ہوا سنجاب شاہ مغربی محل میں گیا اراکین
دولت رخصت ہو ہوکر اپنے اپنے مکان کی طرف راہی ہوے اور شاہزادہ رفیع البخت مع سرمست
فیل زور شہر سے نکلا باغ کی طرف چلے راستے میں شاہزادہ رفیع البخت نے ارشاد کیا کہ اے سرمست
آج ملکہ سے وعدہ تھا اور یہاں نصف شب سے بھی زیادہ گزر گئی ملکہ کیا کہتی ہوگی سرمست نے
عرض کی کہ حضور یہ اتفاقی بات ہے اسمیں آپ مجبور تھے رفیع البخت نے ارشاد کیا کہ میں تو اسوقت
باغ ملکہ میں جاؤنگا سرمست نے عرض کی کہ مناسب ہے میں بھی ہمراہ ہوں لیکن حضور کو پہونچا کے
چلا آؤنگا اسلیے کہ شاید کوئی فرمان نافذ ہو اور میں نہ ہوں تو بادشاہ اور بھی بدظن ہوگا رفیع البخت
نے ارشاد کیا کہ اسکی کیا ضرورت ہے کہ تم مجھے پہونچانے جاؤ اور پھر واپس آؤ میں چلا جاؤنگا یہاں سے
کچھ زیادہ فاصلہ نہیں ہے نہ کوئی اور باغ ہے جس سے دھوکا ہو جائے سرمست نے عرض کی کہ

حضور یہ صحرا کو واسطہ ہی آپ ابھی نو وارد ہیں بھیڑیے ہیں پہلے رات تاریک ہی ہاتھ کو ہاتھ نہیں
سوجھتا ہی راز کی بات ہی ملازم کو ساتھ لیجا۔ مناسب ہی کیونکر کہوں کہ آپ تنہا تشریف لیجائیں
رفیع البخت نے فرمایا کہ میرے سر کی قسم تم جاؤ سرمست مجبور ہو کر اپنے باغ کی طرف چلا شاہزادہ
رفیع البخت اپنے ارادے سے جانب باغ ملکہ روانہ ہوئے لیکن پھرتے پھرتے پہر بھر گزر گیا اور
باغ تک نہ پہونچے جا بجا غول بیابانی شعلے چھوڑتے تھے اور غائب ہو جاتے تھے کبھی داہنی
جانب نظر آئے کبھی بائیں جانب ایسے راستہ بھولے کہ پھرتے پھرتے قریب صبح باغ
سرمست کے دروازے پر جا پہونچے پھاٹک بند تھا دربان جاگ رہے تھے آہٹ پاکر انھوں
نے آواز دی کہ کون۔ فرمایا کہ ہمیں ہیں دربانوں نے آواز پہچان کر دروازہ کھول دیا اب شاہزادہ
رفیع البخت نے پہچانا کہ یہ باغ تو سرمست کا ہی۔ رفیع البخت داخل باغ ہوئے اور خیال کیا کہ
اب تو صبح قریب ہی کس وقت میں ملکہ کے باغ تک پہونچونگا اور کب واپس آؤنگا یہ خیال کرکے
اپنی خوابگاہ میں تشریف لیگئے اور آرام فرمایا وہاں ملکہ کی یہ حالت رہی کہ تڑپ تڑپ کے رات
بسر کی جب تک عروج شب کا وقت رہا اسوقت تک امید بھی رات کے ساتھ بڑھتی رہی اور
جب رات ڈھلنے لگی تو امید کا چراغ بھی مانند چراغ صبح کے جھلملانے لگا دلفریب وزیرزادی
سے بار بار پوچھتی تھی کہ تو تو کہتی تھی انھوں نے بڑا شوق ظاہر کیا ہی دلفریب عرض کرتی تھی
کہ کیا آپ نے مضمون رقعہ شوق کا انکے ملاحظہ نہیں فرمایا میں کچھ اپنی طرف سے نہیں کہتی جو
انھوں نے ارشاد کیا بلکہ تحریر بھی کر دیا تھا وہی میں نے آپ سے عرض کر دیا جب صبح ہوئی
تو ملکہ نے فرمایا کہ اے دلفریب یا تو ابھی جا اور شاہزادے کی خیر و عافیت سے مجھے اطلاع
دے خدا جانے کیا پیچ پڑا ورنہ وہ ایسے وعدہ خلاف نہیں معلوم ہوتے یا سواری منگا میں خود
چلونگی دلفریب نے کہا کہ ہوش میں رہو ؎ ابتدائے عشق میں روتا ہی کیا • آگے آگے
دیکھیے ہوتا ہی کیا • اے ملکہ انھیں باتوں کا انجام خراب ہوتا ہی عورت مرد کی نظروں سے
گر جاتی ہی جو کام انھیں چاہیے اسکے کرنے پر آپ آمادہ ہیں ان مردوں کی ذات بے پروا
ہوتی ہی اپنے دل کا لگانا ہی نادانی ہی ملکہ نے کہا کہ او بیدرد کوئی خود بھی اپنے لیے دردسر مول
لیتا ہی تقدیر پھنسا دیتی ہی خدا کے واسطے تو ہی جا وہ یہاں نہ آئیں لیکن خیریت سے ہوں غرض ملکہ
کے اصرار سے پھر وزیرزادی روانہ ہوئی اور پہلے ایک کہاری کو سرمست کے پاس بھیجا اطلاع دی
کہ میں آتی ہوں مگر میرے آنے کا راز کسی پر فاش نہو جسوقت کہاری نے آکر سرمست قبل از وقت دلفریب
کے آنے سے مطلع کیا سرمست جلدی سے چور دروازے کی طرف آیا کہاری سے کہدیا تھا کہ
سواری فلاں دروازے کی طرف اترے کہاری نے دلفریب سے عرض کیا دلفریب آہستہ سے
آکر باغ میں داخل ہوئی شاہزادہ رفیع البخت حوائج ضروری سے فراغ حاصل کرکے بیٹھے ہی تھے
کہ دلفریب پہونچی اور سلام کیا شاہزادہ نے جواب سلام دیا دلفریب نے دوسرا سلام کیا اور
ساتھ ہی تیسری تسلیم بجا لا کے عرض کی کہ سبحان اللہ پہلے ہی بسم اللہ غلط چومتے ہی گال کاٹا
شاہزادہ اس رمز کو سمجھ گیا گردن جھکالی اور فرمایا کہ اے دلفریب یہ بھی اک تقدیر کی گردش
تھی اور کیا کہوں سرمست سے کل کا واقعہ دریافت کرو کہ کیا مصیبت پیش آئی سرمست نے
سب کیفیت بیان کی بعد اسکے وزیرزادی نے کہا کہ آج اگر چوبدار آئے تو کسی بہانے سے ٹالدیجیے گا

مگر ضرور آپ جیئےگا اسلیے کہ ملکہ نہایت پریشان ہیں رفیع البخت نے فرمایا کہ میں تو ابھی چلنے کو موجود
ہوں مجھے کسی بات کا ڈر نہیں ہی تمھاری ملکہ ہی کی بدنامی و رسوائی کا خیال ہی دلفریب نے کہا
کہ اسیطرح ملکہ کو آپکی جان عزیز ہی جسطرح آنکو آپکی عزت پیاری ہی حالانکہ ایک دن ہونا ہی ہی مگر
جبتک ٹل سکے ٹالنا چاہیے یہ کہکر دلفریب تو چلی گئی اور ملکہ سے تمام واقعہ شب کا بیان کیا
ملکہ نے اک آہ کھینچی اور کہا کہ ہماری بھی کیا بری تقدیر ہی دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی یہاں پھر سامان
ہونے لگا اور وہاں شاہزادہ رفیع البخت نے تڑپ تڑپ کے دن گزارا اب شام قریب ہے
شاہزادہ نے مرکب طلب کیا ہی لباس بدلا ہی چاہتے ہیں کہ زرا سا اور اندھیرا ہولے تو باغ کا
راستہ لوں کہ اکمرتبہ چوبدار حاضر ہوا اور فرمان شاہی سرمست کو دیا لکھا تھا کہ اسے سرمست
فیل زور جسطرح ممکن ہوسکے اپنے کو مع شاہ صاحب مجھ تک جلد پہونچا کہ اک کام ضروری ہے
سرمست وہ فرمان لیے ہوے شاہزادہ رفیع البخت کے پاس آیا اور پرچہ دکھایا شاہزادہ نے
دیکھا کہ سنجاب شاہ نے تاکید لکھی ہی اسوقت کوئی بہانہ کرنا مناسب نہیں معلوم ہوتا ایسا نہو کہ
میری وجہ سے سرمست پر عتاب نازل ہو جلدی سے پھر لباس تبدیل کیا اور اسی فقیرانہ لباس
سے سرمست کے ساتھ چلنے کو تیار ہوگئے سرمست فیل زور شاہزادہ کو ساتھ لیے ہوے دربار
سنجاب میں پہونچا لوگوں نے تعظیم دی رفیع البخت قریب سنجاب کے جاکر بیٹھے سنجاب شاہ
مسنزلی نے سرمست سے کہا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہی اسکی تعبیر لینے کے واسطے اسوقت
شاہ صاحب کو تکلیف دی ہی اور وہ خواب یہ ہی کہ میں صحرا میں واسطے شکار کے گیا ہوں کہ ایک فیل مست
نے مجھپر حملہ کیا فورا ایک شیر صحرائی جنوب کی طرف سے پیدا ہوا اور اسنے فیل کو مار ڈالا —
میری فوج کے ایک سردار نے شیر پر حملہ کیا شیر نے اسکو بھی مار ڈالا اور پلٹ کر صحرا کی طرف چلا
میں نے یہ خیال کیا کہ ایسا نہو کسی وقت یہ شیر بھی مثل فیل کے مجھپر حملہ کرے میں نے اہل فوج کو
حکم دیا کہ اسے گھیر کے مارلو لوگ اسے گھیرنے کو دوڑے اور چار جانب سے گھیر لیا اسوقت
شیر بپھرا اور اسنے بہت سے افسران فوج کو مارکر مجھپر حملہ کیا یہ خواب دیکھکر میری آنکھ کھل گئی
تو اندام میں رعشہ تھا اسکی تعبیر چاہتا ہوں - یہ سنکے رفیع البخت نے خیال کیا کہ وہ شیر میں
ہوں کہ میں اسکے ساتھ نیکی پر آمادہ ہوں اور انجام میں یہ میرے ساتھ بدی کریگا اور بدی اسکی سزا
پائیگا مگر موقع صاف صاف بیان کرنے کا نہ تھا اسوجہ سے ارشاد کیا کہ اے بادشاہ محسن کشی کا
نتیجہ خراب ہوتا ہی آپ کے خواب سے صاف صاف ظاہر ہو رہا ہی کہ کوئی شخص آپکو کسی بلاے
ناگہانی سے بچائیگا اور ثمرہ اسکا بالعکس پائیگا یہ بات خدائے عادل کے بھی خلاف ہوگی
اسکا عوض یہ ہوگا کہ وہ اسی شخص کو آپ پر غالب کردیگا مختصر اسکا یہی ہی کہ محسن کے ساتھ برائی
نہ کیجیے گا - نجم اختر شناس نے اس تعبیر کی تعریف کی اور اہل دربار اچھی طرح نہ سمجھے اتنے میں ایک
ہرکارے نے آکر عرض کی کہ وہ نہنگ جو ہمیشہ درہ کوہ سے نکل کر آتا رہا پہونچا کرتا تھا پھر نکلا
ہی تین روز تک وہ صحرا میں پھر کر اپنا پیٹ بھریگا اور تیسرے روز شام کے قریب پھر درہ میں
جاکر غائب ہو جائیگا اسکا کوئی انتظام کیجیے کہ رعایا برباد نہو یہ سنکر بادشاہ پریشان ہوا شاہزادہ
رفیع البخت نے کہا کہ میں اسکے سرکوبی کے واسطے موجود ہوں آپ مجھے بھیجدیں
سنجاب شاہ ایسا پریشان ہوا تھا کہ اسنے اجازت دی اور کہا کہ جسقدر سامان ساتھ لینا ہو

لے لیجیے فرمایا کہ ایک نہنگ کے مار ڈالنے کے واسطے سامان کی کیا ضرورت ہی یہ فرما کر اٹھ کھڑے
ہوسے سرمست بھی ساتھ ہی اُٹھا اور عرض کی کہ رہبری کے واسطے غلام حاضر ہی آپکو کیا معلوم
کہ وہ صحرا کہان ہی جہان نہنگ آتا ہی اور لوگون کو پریشان کرتا ہی سنجاب شاہ نے کہا کہ یہ وقت
شب کا ہی اور راستہ خراب ہی صبح کو تشریف لیجائیے گا فرمایا بہتر اور وہان سے نکلکر اپنے مکان
کی طرف چلے راستہ مین سرمست نے کہا کہ اے شہریار اگرچہ رات زیادہ آگئی ہی مگر ملکہ کو دیکھ
لینا مناسب ہی فرمایا مین خود بھی یہ ارادہ رکھتا یہ فرما کر مع سرمست فیل زور طرف باغ ملکہ کے روانہ
ہوسے چند قدم راہ طی کی ہوگی کہ دیکھا اُسطرف سے سواری ملکہ کی چلی آتی ہی اور اردلی مین
بہت سے سوار ہمراہ ہین سرمست نے عرض کی کہ معلوم ہوتا ہی ملکہ اپنے باپ کے پاس جا رہی ہین
جو سواری اس جادہ اعتنا سے آرہی ہی اے شہریار اب موقع نہین ہی بات ملنے رفیع البخت
کو نہایت رنج ہوا مایوس ہو کر پلٹے دلمین کہا کہ کیا تقدیر کی گردش ہی سچ لکھا ہی کہ ؎ یہ دو دل کو
آ کے بٹھاتا نہین + کسی کا اسے عیش بھاتا نہین + فلک کج رفتار کے ظلم سے کوئی صاحب دل
بری نہین ہی سواری تو ملکہ کی مثل باد بہاری کے آنکھون کے سامنے اُسطرف روانہ ہوئی اور
رفیع البخت مع سرمست فیل زور باغ مین آئے خوابگاہ مین جا کر آرام کرنے کا قصد کیا مگر نیند کہان
آتی ہی تڑپ تڑپ کے رات بسر کی لیکن اب کچھ حال ملکہ کا سنیے کہ یہ انتظار مین شاہزادہ
کے بیٹھی تھی کہ محلدار پہونچی اور عرض کی کہ آپکے والد مہربان نے یاد کیا ہی ملکہ مجبوراً سوار ہو کے
روانہ ہوگئی جسوقت داخل محل ہوئی ملکہ سلیمہ خاتون نے دختر کو گلے سے لگایا اور کہا کہ اب ایسی
باغ کی محبت ہوئی کہ ہماری محبت پر بھی فوق لیگئی تمھارے دیکھنے کو میرا دل تڑپ رہا تھا اتنے
مین سنجاب شاہ مغربی گھر مین آیا سلیمہ خاتون نے کہا کہ اے بادشاہ اب دختر جوان ہوئی اور تمکو
اسکی شادی کی کوئی فکر نہین جوان بیٹی کا بیٹھا رکھنا اچھا نہین ہوتا ہی سنجاب شاہ نے کہا
کہ اے ملکہ ناہمسر کی دختر کا شوہر کون بن سکتا ہی سلیمہ خاتون نے کہا کہ اسکا انجام خراب ہے
ناہمسر کیا خداوند کی بیٹیان بھی بے شوہر کے نہین رہ سکتی ہین کیا تمنے افسانہ گوہر ملک اور گیتی افروز
اور جہان افروز کا سنا ہوگا ایسا نہو کہ ایسا ہی کچھ انجام پیش آئے اس سے بہتر ہی کہ اپنے
سامنے دختر کا ہاتھ کسی کے ہاتھ مین دیدو سنجاب شاہ یہ سنکے خاموش ہو رہا اور ملکہ ان باتون سے
زیادہ پریشان ہوئی مگر کیا کرے کہ زبان ہلا نہین سکتی کچھ دیر مان کے پاس بیٹھی رہی آخر اپنی
خوابگاہ مین جا کر آرام کیا مگر آرام کہان تھا بظاہر تو سو رہی تھی لیکن چپکے چپکے رو رہی تھی جب صبح
ہوئی تو سنجاب شاہ دربار مین آیا نجم اختر شناس کو بلایا اور اُس سے ملکہ کی شادی کی نسبت
صلاح لی نجم اختر شناس نے زائچہ بنا کر عرض کی کہ میرے خیال مین یہ بات آتی ہی کہ وہ جو ایک
موتی آپکے یہان ہی کہ جسکا مثل و نظیر نہین ہی جسطرح آپکی دختر نیک اختر فرد ہین اسیطرح وہ موتی
بھی فرد ہی آپ اس بات کا اظہار کیجیے کہ جو شخص جفت اسکا پیدا کر دے مین اُسی کے ساتھ
شادی ملکہ کی کر دونگا اُس موتی کا جفت پیدا ہونا غیر ممکن ہی اور اگر ہوگا بھی تو ایسے ہی کسی شخص
کے پاس ہوگا جو آپکا ہمسر ہو یہ سنکر سنجاب نے آفرین کی اور خلعت دیکر نجم اختر شناس کو
رخصت کر دیا اور شہر بھر مین اعلام کر دیا کہ میری سلطنت مین ایک موتی ہی کہ تول مین ایسا اور مول
مین ایسا ہی اور تمام اوصاف اُسکے تحریر کر کے اشتہار چسپان کرا دیے کہ جو شخص داماد ہمسر ہونا

چاہیے وہ جو دُر اُس موتی کا پیدا کرے انھیں دونوں موتیوں کی نتھ ملکہ کو پہنا کر لیجائے یہ خبر مشہور
ہوئی اور دولتمندوں کو ہوس پیدا ہوئی جسکے یہاں عمدہ عمدہ موتی تھے وہ لوگ لے لیکے چلے
کہ یہ موتی دیکر عزت حاصل کرینگے نہیں تو داماد بنینگے یہاں تو یہ ہنگامے برپا ہیں لیکن آپ کچھ حال
شاہزادہ رفیع البخت کا سنیے کہ صبح کو انھوں نے تیاری کی اور سرمست فیل زور کو ساتھ لیکر
طرف بیابان مغرب کے روانہ ہوے شہر سے باہر نکل کر صحرا کی راہ لی تین روز بعد اک صحرا میں
پہونچے دیکھا کہ لوگ بھاگے چلے آتے ہیں سرمست سے کہا کہ دریافت کرو کہ یہ کہاں سے
آتے ہیں اور انکی پریشانی کا کیا سبب ہے سرمست نے جا کر اُن لوگوں سے پوچھا اُنھوں نے بیان
کیا کہ وہ نہنگ جو نکلا کرتا تھا ابکی مرتبہ اُسنے شہر کا رخ کیا اور شہر غزوبہ کو بالکل برباد کر دیا تیسرے
روز بھی وہ پلٹ کے درہ میں نہیں گیا بلکہ اسی طرف بڑھتا چلا آتا ہے ہم لوگ رہنے والے نواح شہر
غزوبہ کے ہیں یہ سُنکے سرمست کو تعجب ہوا اور آکر عرض کی کہ اے شہریار ابکی یہ نئی بات ہے کہ وہ
نہنگ درہ کی طرف نہیں پلٹا بلکہ اسیطرف چلا آتا ہے فرمایا کیا پروا ہے حافظ حقیقی نگہبان ہے اگر
تمکو خوف جان ہو تو تم اسی جگہ قیام کرو میں جاتا ہوں اور نہنگ کو مار کر آتا ہوں اگر اُسکی قضا میرے
ہاتھ سے ہے تو مارا جائیگا اور میری قضا ہے تو مثل اور لوگوں کے وہ مجکو بھی نگل جائیگا یہ فرما کر ایک ہاتھ
میں گرز لیا اور ایک میں تلوار اور چلے۔ تھوڑی ہی دور چلے ہونگے کہ سامنے سے نہنگ پیدا ہوا
دیکھا کہ جب سانس لیتا ہے زمین سے کنکر پتھر تک اُڑ کر اُسکے دہن میں چلے جاتے ہیں نہنگ کا ہیکل
مثل کوہ ہے شاہزادہ رفیع البخت نے کسکے آنے کا رخ دیکھکر اک تنہ درخت کی آڑ پکڑی کہ جسوقت
یہ قریب پہونچے تو حملہ کروں سرمست فیل زور بھی ساتھ تھا مگر رنگ رخ سرمست کا بسبب خوف کے متغیر
تھا دل میں کہتا تھا کہ جرات و بہادری میں ان لوگوں کا مثل و نظیر نہیں ہے اگر ایسے نہ ہوتے تو
خداوندی لقا کیونکر برباد کر سکتے الحاصل نہنگ بڑھتے بڑھتے اُسی درخت کے نیچے سے
گزرنے لگا جہاں کہ شاہزادہ رفیع البخت پوشیدہ کھڑے تھے جیسے ہی نہنگ قریب سے
گزرا رفیع البخت نے ڈانٹا کہ او اجل رسیدہ کہاں جاتا ہے نہنگ ٹھہرا کہ یہ آواز کہاں سے آئی
بس اُسکا ٹھہرنا تھا کہ رفیع البخت نے دہنے ہاتھ سے گردن نہنگ پر تلوار ماری اور بائیں ہاتھ
سے سر پر اُسکے گرز مارا تلوار قبضہ تک اُتر گئی اور گرز بھی دستہ تک سر میں دب گیا نہنگ تڑپا اور
چلا کہ شاہزادہ رفیع البخت بھی نہنگ کے ساتھ اُچھل گئے لیکن زمین پر گرتے ہی تلوار کو کھینچا
اور دوسرا ہاتھ نہنگ پر مارا لیکن گرز سر میں ایسا پھنسا ہوا تھا کہ چھوٹ نہ سکا رفیع البخت نے
دو تین نہنگ پر اتنی تلواریں ماریں کہ ٹکڑے ٹکڑے کر کے ڈالدیا دو پہر تک یہی حالت رہی نہنگ
ایسا سخت جان تھا کہ تین روز میں روح نے جسم کو چھوڑا اب شاہزادہ نے شہر سے لوگوں کو بلوا کر
کھال نہنگ کی کھنچوائی جس جس مقام پر کھال اُسکی کٹ گئی تھی اُسمیں ٹانکے دلوائے اور کھال
میں بھس بھروا کر زمین آراے برابر سے کھڑے کر کے اندر اُس کھال کو لا ڈالا اور پہلوؤں کیطرف
جیل لگا کر سامنے گھوڑے اور پشت پر پہیے کہ وہ سب رکھیں بعد اسکے شکم نہنگ کا چاک
کرایا تو اُسمیں سے اک ڈبیا نکلی ڈبیا کو کھولا تو اُسمیں اک پرچہ کاغذ پایا اور ایک موتی نکلا
پرچہ کاغذ پر یہ تحریر تھا کہ فلاں سنہ میں اولاد صاحبقران سے ایک لڑکا بہارستان مغرب
میں آئیگا اُنہی کے ہاتھ سے یہ نہنگ مارا جائیگا اور یہ موتی اُسکے ہاتھ آئیگا اُسکو چاہیے کہ موتی

کو اپنے پاس رکھے کہ اس موتی کی بدولت اُسکی آبرو بڑھیگی اور اک در ناسفتہ ہاتھ آئیگا چونکہ مین
حکیم تھا نام میرا حکیم سقنوط دریا نشین تھا اور مجکو اپنے علم کی بدولت یہ حالات معلوم تھے تو مین نے
یہ موتی اپنی حکمت سے شکم نہنگ تک پہونچا دیا لہذا جس وقت رفیع البخت خیر فتح ملک مغرب سے
فراغت پائے تو چاہیے کہ درہ کوہ مین میرا مرقد ہی مجکو فاتحہ سے فراموش نہ کرے بس مین اپنی
محنت کا اسیقدر معاوضہ چاہتا ہون شاہزادہ نے اُس پرچہ کاغذ اور موتی کو اپنے پاس رکھا
اور وہان سے مع سرست فیل زور نہنگ کے پوست کو آرابہ پر لادے ہوئے طرف ملک
سنجابیہ کے روانہ ہوا راستے مین جو جو شہر پڑتے تھے وہان سے اُس ارابے سمیت گزرتے تھے
اب بھی انھون نے صورت ولباس فقیرون کا اختیار کر لیا ہی لوگ دریافت کرتے ہین کہ اس
نہنگ کو کس نے مارا ہی سرست فیل زور کہتا جاتا ہی کہ یہ شاہ صاحب کی کرامت ہی لوگ یہ سمجھتے
ہین کہ خداوند خود فقیر بنکر اس بلا کے دفع کرنے کو تشریف لائے تھے ورنہ کسکی مجال تھی کہ اس
نہنگ کو مار سکتا اُدھر سنجاب شاہ مغربی کو خبر ہوگئی کہ شاہ صاحب نے جاکر نہنگ کو مارا اور
تشریف لاتے ہین سنجاب نہایت خوش ہوا اور ارکین دولت کو واسطے استقبال کے بھیجا
بلکہ آپ بھی چند قدم برائے استقبال گیا رفیع البخت اس شان وشوکت کے ساتھ داخل ملک
سنجابیہ ہوئے تمام ملک سنجابیہ مین یہ خبر عام ہوگئی کہ شاہ صاحب بڑے صاحب کمال ہین کہ
جاکر نہنگ کو مارا جسنے شہر کے شہر بہارستان مغرب کے ویران کر دیے تھے لوگ نہنگ کے
دیکھنے کو چلے آتے ہین سنجاب شاہ نے جو پوست نہنگ کو دیکھا اسقدر ہیبت طاری ہوئی کہ
کانپنے لگا لوگ کہتے تھے کہ اس مردہ کی صورت دیکھکر تو زہرہ آب ہوا جاتا ہی بڑا کلیجا ہے
رفیع البخت کا جسنے اسکو مارا پہلوانان بعض کہتے تھے کہ یہ امر جرات وبہادری کے خلاف ہے
جرات ایسے مقام پر جان لیتی ہی یہ کوئی کرامت درویش صاحب کی تھی کہ انھون نے اسکو مارا
غرضکہ جس مقام پر وہ نہنگ رکھوا دیا گیا تھا وہان ہجوم خلائق ہی سو دیکھکر چلے گئے تو دو سو
اور آئے ہر ایک دل سے شاہ صاحب کا مرید ہوتا جاتا ہی اور جا بجا یہ چرچے ہونے لگے کہ لعنت
ہی اس ناپیمبر پر کہ جسکے کیے کچھ نہین ہوسکتا اس ناپیمبر سے تو یہ فقیر اچھا جسنے اس بلا کو دور کیا
معلوم ہوتا ہی کہ یہ ناپیمبر بنا ہوا ہی، حقیقت کچھ بھی نہین ہی اُدھر سنجاب شاہ مغربی شاہ صاحب
کو لیے ہوئے ایوان شاہی مین داخل ہوا۔ یہ خبر محل کے اندر بھی پہونچی کہ وہ جو فقیر آیا ہوا ہی
جسنے ملکہ کے باغ کو سرسبز کیا ہی اُسنے عجب کرامت دکھائی کہ جاکر نہنگ کو مارا یہ بلا جو مدت سے
گلستان باختر پر نازل تھی اور جسکا مداوا آجتک نہ خداوند سے ہوسکا نہ ناپیمبر سے کوئی تدبیر بن پڑی
فقیر نے جاکے اسکو مارا کھال مین بھس بھروا کر اپنے ساتھ لایا ہی یہ سنکر سلیمہ خاتون نہایت
خوش ہوئی اور کہنے لگی کہ وہ تو لائق پرستش ہی وہ فقیر نہین ہی عجب نہین کہ خود خداوند ساریق
اپنے بندون کی مشکل آسان کرنے کو فقیر بنکر آئے ہون دلفریب پاس کھڑی تھی کہنے لگی کہ خداوند
کو فقیر بنکے آنے کی کیا ضرورت تھی سلیمہ خاتون نے کہا کہ جسطرح فقیر خداوند کے نام پر دنیا کو تج
دیتے ہین اسیطرح خداوند بھی فقیر دوست ہین انکو یہی بانا پسند آیا اور ایسی صورت سے آنے
مین کیا اجارہ ہی لیکن ملکہ یہ خبر سنکر سکتے مین آگئی دلفریب سے کہا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی سنجاب شاہ
نے انکی جان لینے مین کوئی کسر باقی نہین رکھی تھی مگر اُنکے خدا نے اُنکی جان بچائی اے دلفریب

کسی صورت سے مجکو یہان سے باغ مین لیچل کوئی ایسا بہانہ کرکے والدہ مہربان عذر و حیلہ نکرین
دلفریب نے جاکر سلیمہ خاتون سے عرض کی کہ ملکہ کو اس بلا دور ہونے کی نہایت خوشی ہے وہ
چاہتی ہین کہ مین اپنے باغ مین اس خوشی کا جلسہ کرون اور اُسی جلسہ مین فقیر صاحب کی دعوت
کرون کہ فقیر کا احسان اس ملک پر ہی اُسنے جان ہزارہا آدمیون کی بچائی ہی ملکہ نے فرمایا کہ کیا
مضائقہ ہی دلفریب نے آکر یہ حال ملکہ سے بیان کیا ملکہ نہایت خوش ہوئی اور کہا کہ اے دلفریب
تو نے تو انکے بلانے کے لیے اجازت لے لی بڑا کمال کیا اُسی وقت سواری منگا کر سوار ہوئی اور
جانب باغ روانہ ہوگئی اور سامان جشن ہونے لگا دلفریب نے کہا کہ اے ملکہ لطف یہ ہے کہ
خود نہ بلایئے بلکہ اپنے والد ماجد پاس کہلا بھیجیے کہ وہ خود ہی شاہزادہ کو بھیجدین ملکہ نے ایک
عریضہ بنام سنجاب شاہ مغربی تحریر کیا مضمون اُسکا یہ تھا کہ اس سے بڑھکر کیا خوشی ہوگی کہ ایک
خلش ہمیشہ کی رعایا سے دور ہوئی مین نے اس خوشی مین جشن کیا ہی اور درویش باکمال
کی دعوت کا ارادہ ہی اگر حضور اجازت دین تو بجاے اجازت نامہ درویش کو بھیجدین جس وقت
یہ نامہ ملکہ کا سنجاب شاہ مغربی کو پہونچا سنجاب شاہ مضمون عرضی سے آگاہ ہوا اُسی وقت
رفیع البخت کو طلب کیا شاہزادہ مع سرمست فیل زور آیا سنجاب نے کہا کہ مجھے یہ وضع فقیرانہ
آپکی بُری معلوم ہوتی ہی اب وضع کو تبدیل کیجیے آپ تو مرد بہادر ہین سپاہیون اور بہادرون
کا لباس اختیار کیجیے اور اسی وضع سے باغ مین میری نور نظر کے جایئے یہ کوکا ملکہ کا آپکے ساتھ
جائیگا ملکہ نے آپ کی دعوت کی ہی رفیع البخت دل مین نہایت خوش ہوے کہ اب وسیلہ
نکلی کہ بے محابہ ملکہ سے ملنا ہوگا سنجاب شاہ مغربی نے کہا کہ جا کر اصطبل خاص مین سے
جو مرکب پسند آئے وہ اپنی سواری کے واسطے لے لیجیے شاہزادہ نے کہا کہ بہتر ہی وہان
اُٹھکر مع سرمست فیل زور اصطبل مین آئے سرمست نے عرض کی کہ اے شہریار ایک مرکب
ہی کہ اُسکا مثل و نظیر نہین ہی لیکن وہ کسیکو سواری نہین دیتا ہی نام اُسکا شبرنگ بادپا
ہی اگر وہ مرکب آپکو سواری دیدے تو اُس سے بہتر مرکب ہاتھ نہ آئیگا فرمایا کہ وہ مرکب کہان
ہی سرمست نے کہا کہ وہ اِس اصطبل سے علیحدہ رہتا ہی بادشاہ اُس مرکب کو بہت دوست
رکھتا ہی لیکن بہت سے شہسوار آئے کسی کو اُس مرکب نے سواری نہ دی - رفیع البخت نے
کہا کہ مجھے اُسی طرف لیچلو سرمست نے عرض کی کہ اور گھوڑون کو دیکھتے چلیے تاکہ آپ کو فرق بھی
تو معلوم ہو کہ وہ کیسا ہی - رفیع البخت سرسری نظر سے گھوڑون کو دیکھتے ہوے چلے آخر مین
مرکب شبرنگ بادپا کے قریب پہونچے دیکھتے ہی گھوڑے کو پہچان گئے اور فرمایا کہ بس یہی مرکب
مین لونگا یہ فرما کر قریب اُسکے آئے سائیسون نے منع کیا کہ یہ گھوڑا خونی ہی اسنے بہت سے
شہسوارون کا خون کیا ہی فرمایا کہ تحقیق کیا جتنا تم سے کہتے ہین اُتنا کرو یہ کہکر ساز منگوایا اور اپنے
ہاتھ سے مرکب پر ساز کسا گھوڑے کی یہ حالت تھی کہ ہاتھ نہ لگانے دیتا تھا جب ساز کس چکے تو
اگاڑی پچھاڑی کھلوا دین اور رکاب مین پاؤن دیکر جست کی تو پشت پر تھے گھوڑا الف
ہوگیا - رفیع البخت نے ایسی ران جمائی کہ ہزار ہزار ترکیبین گھوڑے نے کین کہ سوار کو گرا دے
مگر ممکن نہوا - کبھی الف ہوا کبھی کاندھی ماری - رفیع البخت نے اب جو رانون مین دابا اور سیلیان
گھوڑے کی کرکین ساری شرارت بھول گیا اب انھون نے باگ کے اشارون پر دوڑانا اور

شروع کیا جب مرکب پسینے مین غرق ہوا تو اشارون پر چلنے لگا رفیع البخت نے مرکب سے اتر کر گھوڑے
کو سائیسون کے سپرد کیا اور سرمست کے ہمراہ سلح خانہ مین آئے اور اپنے لبسندکا اسلحہ تن پر آراستہ
کرکے پھر مرکب پر سوار ہوئے اور مع سرمست جانب باغ ملکہ روانہ ہوئے وہان ملکہ انتظار مین
تھی آفتاب قریب غروب تھا کہ ترک سوارنیون نے آکر عرض کی کہ شاہزادہ عالم تشریف لائے ہین
ملکہ مع دلفریب تا بہ دروازہ باغ استقبال کے واسطے آئی عاشق و معشوق مین نگاہین چار ہوئین
دونون کی یہ حالت تھی کہ خوشی سے شادی مرگ ہونے کے قریب تھے دونون آکر مسند پر جلوہ فرما
ہوئے گلے شکوون مین بہت وقت صرف ہوا سرمست نے شاہزادہ کی مجبوریان بیان کین
اور دلفریب نے ملکہ کی پریشانیون کا اظہار کیا بعد کچھ دیر کے شام ہوگئی روشنی ہونے لگی دلفریب
نے کہا کہ بس گلے ہوچکے یا ابھی اور کچھ جھگڑا باقی ہے ملکہ نے فرمایا کہ تو اپنا مطلب بیان کر دلفریب
نے کہا کہ اتنا سمجھ لیجیے کہ آپ نے خلاف طور پر دعوت کی ہے اور بادشاہ آپ کی جانب سے بدگمان
ہوچکا ہے ایسا نہو کہ خفیہ طور پر کوئی عیار یا کوئی خفیہ نویس آئے اور یہان کی بے محابہ صحبت کی
بادشاہ کو اطلاع دے تو غضب ہوجائیگا ملکہ نے کہا کہ اتنے دنون کے بعد یکجائی نصیب ہوئی ہے
تو تو اسمین بھی خلل انداز ہوتی ہے ملکہ کی طرف دیکھکر دلفریب خاموش ہورہی اور انتظام مین
معروف ہوئی اک اوٹ لاکے کھڑا کر دیا اور اوٹ پر چلمن لگادی جب سب سامان درست ہوچکا
تو ملکہ سے عرض کی کہ اگر آپ اس پردہ مین بیٹھیے اور شاہزادے اسطرف بیٹھین تو کیا قباحت ہے
یہ کوئی دوری نہین ہے سرمست نے بھی کہا کہ اے ملکہ دلفریب سچ کہتی ہے ملکہ مجبوراً اٹھ کے
پردے مین بیٹھی اور صحبت رقص و سرود آراستہ ہوئی گانیتین آآکے مجرا کرنے لگین یہان تو یہ
رنگ ہے لیکن اول کچھ حال دربار سنجاب شاہ مغربی کا سنیے کہ جب رفیع البخت سنجاب سے
رخصت ہوکے چلے آئے تو ہامان دانشور وزیر نے عرض کی کہ مجھے حضور کی عقل پر اسوقت تعجب ہے کہ
ملکہ کو اس شخص کی دعوت سے کیا بحث تھی اور پھر آپ نے بھیج بھی دیا آپ جانتے ہین کہ عورتون
مین کیسی فطرت ہوتی ہے اور یہ شخص بھی درحقیقت فقیر نہین ہے خدا جانے کون شخص ہے انسان
ہے یا کوئی ملک ہے مرد تو صورت اسکی دیکھا کرتے ہین نہ کہ عورت ایسے حسین مرد کو دیکھکر کیونکر قابو
مین رہ سکتی ہے یہ آپ نے اچھا نہ کیا۔ ہامان دانشور ملکہ دلفریب کا باپ ہے اور نہایت عقلمند ہے
سنجاب شاہ دل مین متفکر ہوا کہ واقعی مین نے برا کیا۔ ہامان سے کہا کہ مین بغیر اطلاع باغ مین
جاتا ہون اور رنگ صحبت دیکھتا ہون کہ وہان کی کیا حالت ہے یہ کہکر محل مین چلا گیا اور چور دروازے
سے نکلکر چند کس کو ہمراہ لیکر پوشیدہ راستے سے جانب باغ روانہ ہوا اب یہان وہ وقت ہے کہ
کھانے پینے سے فرصت ہوچکی ہے اور صحبت جوبن پر جمی ہے ناچ ہورہا ہے کہ سنجاب شاہ داخل
باغ ہوا جو دو چار آدمی ساتھ تھے انکو باہر ہی چھوڑا اور آپ آہستگی باغ کی سیر کرتا ہوا جلسے کے
قریب آیا دیکھا کہ ملکہ چلمن مین بیٹھی ہے اور شاہ صاحب چلمن سے علیحدہ بیٹھے ناچ دیکھ رہے ہین
پہلو مین انکے سرمست بیٹھا ہوا ہے یہ دیکھکر سنجاب کو اطمینان ہوا۔ ہامان کی صلاح اور عقل پر لعنت
کی اور دل مین کہا کہ میری دختر بڑی پارسا ہے اور یہ شخص بھی نہایت نیک طینت ہے اب اسنے اسطرح
ناگہانی چلے جانا اچھا نہ سمجھا اور چبوترے کے قریب جو پھولون کے درخت تھے انمین سے ایک
ایک پھول کو سونگھنا شروع کیا اور انکے رنگ و بو کی تعریف مین تر زبان ہوا کہ ہر پھول مین خداوند

ساریق کی قدرت کا ظہور ہی کیا بندہ نوازی کی ہی کہ اس باغ خشک کو ایسا سرسبز کر دکھایا گویا غنچۂ امید کو
کھلایا یہ باتیں جو سنی تو سب اسطرف متوجہ ہوے کہ یہ کون ہی ملکہ تو سمجھی کہ باوا جان آ گئے دیکھیے کسطرح
پیش آتے ہیں اور دلفریب نے ملکہ کو جھک کے سلام کیا کہ ہم یہ انتظام نہ کرتے اور چلمن
ڈال کے نہ بٹھاتے تو اسوقت کیسی گزرتی لیکن شاہزادہ رفیع البخت کو تعریف اسکی ناگوار گذری
بس اسنے کہا کہ اے سرمست جی چاہتا ہی اس کافر کو اٹھ کر ایک تھپڑ ماروں کہ یہ کیا بکتا ہی اور
یہ باغبان قضا و قدر کی نیرنگ سازی ہی ساریق کیا مسخرا ہی جو اس باغ میں بہار پیدا کرتا سرمست
نے کہا کہ سارا کھیل بگڑ جائیگا تامل کیجیے ابھی تک اسکے دل سے زنگ کفر دور نہیں ہوا ہی شاید یہ
کسی وقت اسلام اختیار کرے شاہزادہ خاموش ہو رہا سرمست فیل زور اٹھکر قریب سنجاب شاہ
کے آیا اور عرض کی کہ تشریف لائے ہیں تو چلکر شریک جلسہ ہو جیے کہ باعث ملکہ کی خوشنودی کا ہی
سنجاب شاہ نے فرمایا کہ میں اسی واسطے آیا ہوں جسوقت سنجاب شاہ قریب پہونچا تو شاہزادہ
رفیع البخت نے بھی استقبال کیا سنجاب شاہ مسند پر آ کے بیٹھا ملکہ نے کشتیاں شراب و کباب
کی اپنے باپ کے واسطے بھیجیں۔ لیکن اب کچھ حال عقرب کینہ پرور عیار کا سنیے کہ جانب
ساریق بن لقا سے یہ خفیہ نویسی کیا کرتا ہی اور ہر قسم کے نشیب و فراز کی اطلاع دیا رہتا ہی آجکل
کا ذکر ہی ملک سنجابیہ میں آیا ہوا تھا ایک روز اسنے رفیع البخت کو بلباس فقیری دیکھا اسکو
شک ہوا کہ ہو نہ ہو یہ شخص اولاد صاحبقران سے ہو کیونکہ تصویریں ان سب کی ملک باختر میں پہونچ
چکی ہیں اور مصوروں کی تصویریں کھنچکر تمام قلمرو میں ساریق کے تقسیم ہو چکی ہیں اس غرض سے
کہ یہ لوگ نہایت سرکش ہیں جسوقت یہ عملداری میں ہمارے داخل ہوں تو ہمکو اطلاع ہو جاسکے
کہ ہم پیشتر سے انکا سد باب کریں چنانچہ عقرب کینہ پرور کو یہ خیال پیدا ہوتے ہی یہ فکر ہو گئی کہ
کسی طرح اسکا حال دریافت ہو جائے تو خداوند کو اطلاع دوں آج جلسہ کی خبر سنکر صورت اسنے
گاموں کی بنائی اور یہ بھی آکر شریک صحبت ہوا خوب ناچا گایا انعام پایا رات بھر میں تمام حقیقت
دریافت کرکے صبح ہوتے ہی جانب ملک ساریقیہ روانہ ہوا کہ ان حالات کی اطلاع خداوند کو کروں
یہ تو اسطرف جاتا ہی اور یہاں جلسہ برخاست ہوا سنجاب کے ساتھ ہی رفیع البخت بھی ملکہ سے
رخصت ہو کر مع سرمست چلے آئے اس حرکت پر سنجاب کے دل سے تمام شکوک رفع ہو گئے اور
اسکو یقین ہو گیا کہ یہ شخص بھی نیک طینت ہی اور دختر بھی میری پارسا ہی ملکہ نے دلفریب کو گلے سے
لگا لیا اور کہا کہ آج تیری وجہ سے عزت و آبرو بچی ورنہ یہ راز فاش ہو جاتا اور نہیں معلوم سنجاب شاہ
کسطرح پیش آتا دلفریب نے کہا کہ ہو نہو یہ آتش افروزی والدہ ماجدہ کی ہی بادشاہ کے مزاج میں
اتنی دور اندیشی نہیں ہی اگر وہ بدگمان ہوتا تو آپکی خوشنودی پر عمل ہی کیوں کرتا شاہزادہ کو
اجازت دعوت ہرگز نہ دیتا ملکہ نے کہا کہ دیکھیے اب کس روز ملاقات نصیب ہوتی ہی دلفریب نے کہا
کہ اب زیادہ دقت نہیں ہی بشرطیکہ فلک کوئی تفرقہ اندازی نہ کرے سنجاب شاہ اپنے محل میں داخل
ہوا سرمست اور رفیع البخت اسکو پہونچا کے باغ میں آئے رات بھر کے جاگے ہوے تھے سو رہے
جب آرام کر کے اٹھے تو خاصہ وغیرہ تناول فرمایا۔ رفیع البخت نے باتوں باتوں میں سرمست سے
کہا کہ تمکو لوگ فیل زور کیوں کہتے ہیں عرض کی کہ حضور نے غلام کا یہ زور ابھی ملاحظہ نہیں فرمایا ہے
تماشا دیکھیے گا فرمایا کہ مجھے اشتیاق ہی بس اسنے فیلخانہ سے اپنے مست ہاتھی اپنا منگوایا

جس سے یہ زور کیا کرتا تھا دیکھا کہ چارون طرف سے اسکو برچھیت گھیرے ہوے لیے چلے آتے ہین
اور فیل زنجیرون مین جکڑا ہوا ہے جیسے ہی فیل سامنے پہونچا سرمست نے کہا کہ کھول دو زنجیرین اسکی
اسیوقت زنجیرین فیل کی کھولدی گئین بس سرمست نے ڈانٹا کہ ادھر حرام خور ادھر آ کچھ تو نے طاقت بھی
پیدا کی یا نہین بس یہ سنتے ہی فیل سرمست کی طرف چلا اور آتے ہی گھونسا سونڈ کا بنا کر سرمست کو
مارا سرمست نے سونڈ پکڑ لی ہاتھی نے چاہا کہ دانتون مین دبالون سرمست نے سونڈ چھوڑ کر دونون
دانت اسکے پکڑ لیے اور سر ابدل کے کھڑا ہوگیا اور لنگر اپنا قائم کیا اور فیل سے زور کرنے لگا پہر
کامل فیل سے زور کیا۔ کبھی یہ دس قدم ریل کر لیجاتا تھا اور کبھی فیل اسکو ریل لیجاتا تھا یہانتک
کہ فیل پسینے مین غرق ہوگیا اور تھک کے بیٹھ گیا گردن ڈالدی اسوقت سرمست فیل کو چھوڑ کر
علیحدہ ہوا یہ بھی عرق عرق تھا رفیع البخت نے بہت تعریف کی اور فرمایا کہ کیا کہون میرا بھی جی چاہتا
تھا کہ اس فیل سے زور کرتا مگر اب یہ تھک چکا ہے اور پست ہوچکا ہے سرمست نے عرض کی کہ کیا
حقیقت ہے اس فیل کی جب آپ نے کمان آہنی کے ٹکڑے کر ڈالے جسکا چلہ تک ہر کس و ناکس نہین
کھینچ سکتا تھا جسکو بڑے بڑے سردارون سے اسکا چلہ نہ کھنچا تھا یہ غلام البتہ بیشک اسکا چلہ کھینچ لیتا تھا
آپ نے اس کمان کو لکڑی کی طرح توڑ کے پھینک دیا مین خوب آپکی قوت کا اندازہ کرچکا ہون آپ
مجھسے بہتر طریقے سے فیل کو پست کر دینگے فرمایا کہ یہ کوئی بات نہین ہر امر عادت سے تعلق رکھتا ہے
تمنے برسون کی محنت و مشقت مین یہ بات پیدا کی ہوگی ہر شخص کا یہ کام نہین ہے اسوقت فیل تھک چکا ہے
اسکو فیلخانہ مین بھیجدو پھر کسی روز دیکھا جائیگا جب یہ تازہ ہوجائیگا۔ سرمست نے فیل کو فیلخانہ
بھجوا دیا اتنے مین شام ہوئی شاہزادہ نے فرمایا کہ کیا کہین بھئی کل تو پھر رخنہ اندازی ہوئی کہ ملکہ سے
اچھی طرح بات چیت نہ کرسکے آج اگر چلتے تو ملکہ سے اچھی طرح ملتے سرمست نے کہا کہ کیا مضائقہ ہے
جانا ہے تنہا تشریف لیجایئے یا مجکو بھی ساتھ لیتے چلیے فرمایا کہ مین مانع نہین ہون لیکن مصلحت
وقت یہی ہے کہ تم اس جگہ رہو شاید سنجاب بلا بھیجے تو مجکو اطلاع کر دینا مین چلا آؤنگا سرمست نے
عرض کی کہ یہی مناسب ہے غرضکہ سرمست تو اپنے باغ مین مقیم رہا اور شاہزادہ رفیع البخت سوار ہوکر
جانب باغ ملکہ سیمین اندام روانہ ہوئے ملکہ دلفریب سے کہہ رہی تھی کہ آج تو وہ کاہیکو آئینگے دلفریب
کہہ رہی تھی کہ اگر کوئی امر تازہ نہ پیش آگیا تو یقین ہے کہ شاہزادہ ضرور تشریف لائیگا یہی ذکر تھا کہ
دروازہ باغ سے رفیع البخت نمودار ہوے ملکہ نہایت خوش ہوئی آج تو تخلیہ کی صحبت تھی خوب دل کے
ارمان نکلے سوا وصل کے اور کوئی حوصلہ باقی نہ رہ گیا کہ اس سے وہ بغیر عقد کے انکو بھی انکار تھا جب
تھوڑی رات باقی رہگئی تو رفیع البخت ملکہ سے رخصت ہوکر باغ مین سرمست فیل زور کے آگئے اور
آرام فرمایا کوئی پہر بھر دن آنے کے بعد ہوشیار ہوے حاجت ضروری سے فراغ حاصل کر کے
بیٹھے کہ سرمست نے آکر سلام کیا دسترخوان بچھایا گیا شاہزادہ نے مع سرمست خاصہ تناول فرمایا ہاتھ
دھویا سرمست نے عرض کی کہ اے شہریار آج ایک عجیب خبر سنی ہے وہ یہ ہے کہ بادشاہ نے یہ اعلان
کیا تھا کہ میرے خزانے مین ایک موتی ہے جو شخص دوسرا موتی ویسا ہی لادیگا مین اسکے ساتھ
اپنی دختر کی شادی کردونگا تو دور دور سے بڑے بڑے سوداگر اور جوہری بیچے اور شاہزادے
اپنا اپنا جواہر خانہ ساتھ لیے ہوے آئے ہین اس امید پر کہ اگر ہمارا موتی اس موتی سے برابر ہوجائیگا
تو خوبی تقدیر سے تقدیر لڑ جائیگی رفیع البخت نے فرمایا کہ مین تو صحبت سنجاب مین بے بلائے جانے

پسند نہین کرتا تم ہی میرا موتی لیکر جاؤ اور بادشاہ کے موتی سے ملاؤ شاید یہ موتی میل کھاجاے
کہ بے عیب ہی اور جو اوصاف تمھاری زبانی بادشاہ کے موتی کے سُنے وہی وصف اِس موتی مین بھی
موجود ہین سرمست نے عرض کی کہ بہت خوب شاہزادے نے وہی موتی جو شکم نہنگ سے نکلا
تھا سرمست فیل زور کے سپرد کیا آج وہ دن تھا کہ بادشاہ نے طلبگاران ملکہ کو طلب کیا تھا اور اپنا موتی
بھی جواہر خانہ سے منگا بھیجا تھا لوگون کا ہجوم تھا دربار بادشاہ دُکان جوہری ہو رہا تھا ہر طرف یہی
چرچے تھے کہ آجکل موتی کی بڑی قدر ہی جو شخص بادشاہ کے سامنے موتی پیش کرتا تھا بادشاہ اپنے
موتی سے ملاتے تھا کوئی قدر مین کم ہوتا تھا کوئی ساخت مین علیحدہ ہوتا تھا کسیکا رنگ نہ ملتا لوگ
مایوس ہو ہو کے رخصت ہوتے جاتے تھے جب شاہزادے رخصت ہوگئے تو سوداگرون کی نوبت
آئی کوئی موتی شاہی موتی کے جوڑ کا نہ نکلا اُسوقت سرمست فیل زور نے یہ موتی پیش کیا اور عرض کی
کہ عدالت بادشاہ کے ہاتھ ہی یہ موتی رفیع شاہ نے بھیجا ہی بادشاہ نے موتی کو موتی کے برابر رکھا
دونون موتی ایسے سڈول تھے لنڈھک گئے اور پھر سمجھ مین نہ آیا کہ خزانے والا موتی کونسا ہی اور
جو موتی سرمست نے لاکے دیا ہی وہ کونسا ہی اُسوقت سنجاب شاہ کو حیرت ہوئی دونون موتی اُٹھا کے
رکھ لیے اور سرمست سے کہا کہ آپ کیا تدبیر کرون اگر شادی ملکہ کی اسکے ساتھ نہین کرتا ہون تو خلاف
معاہدہ ہوتا ہی اور اگر شادی کیے دیتا ہون تو میری شان و وقار کے خلاف ہی کہ ناہمسر کی دختر اور ایک
فقیر کو بیاہ جاے یہ سُنکے سرمست نے دبی زبان سے اتنا تو کہا کہ حضور فقیر کی کوئی قوم نہین ہے
حرکات و سکنات تو اس شخص کے ایسے ہی ہین جو شاہون اور شہریارون کے ہوتے ہین علاوہ اس
کے جب آپکا داماد ہوگا تو اُسے فقیر کون کہہ سکتا ہی اور کیا عجب ہی کہ تفتیش کیجاے تو یہ شخص ضرور
خاندان عالی سے نکلیگا خدا جانے کس بل مین یہ فقیر ہوا ہی سنجاب شاہ نے اس بات کا کوئی جواب
نہین دیا اور چپکا اُٹھا ہوا محل مین چلا گیا اور دونون موتی ملکہ سلیمہ خاتون کے سپرد کر کے بیان کیا
کہ مین عجب پریشانی مین ہون کہ کیا کرون اور کیا نکرون جو شرط مین نے عقد ملکہ کے بارے مین
پیش کی تھی وہ بھی اُسی درویش باکمال نے پوری کی مین اپنی دختر کا عقد فقیر کے ساتھ کیونکر کرون
ملکہ بھی سکوت مین گئی سرمست فیل زور جو یہان سے واپس ہوکے شاہزادہ کی خدمت مین گیا تو
اُسنے سارا واقعہ بیان کیا۔ رفیع البخت نے کہا کہ یہ بدعہدی ضرور کریگا خیر دیکھا جائیگا پھر ملکہ
رفیع البخت تو خاموش ہو رہے جب شام ہوئی باغ مین ملکہ کے پھر صحبت عیش برپا ہوئی وہان بھی
یہ ذکر آیا ملکہ نے کہا کہ دیکھیے تقدیر کیا دکھاتی ہی اب انکو تو مصروف عیش رکھنا ہی اور یہان سے

چند کلمے داستان ضلالت نشان خروج زلزال بن خلخال بن صلصال کے بیان کیے جاتے ہین

راوی کہتا ہی کہ غار افراسیاب مین زلزال بن خلخال پیدا ہوا اور پرورش ہوکر جوان ہوا ایسے
ہاتھ پانون اُسنے نکالے کہ لوگ کہتے تھے عجب نہین یہ صلصال سے بھی زور و طاقت مین زیادہ
ہو جو کفار بدکردار اس غار کے رہنے والے تھے اُنھون نے اسکو اپنا پشت و پناہ بنانے کے
واسطے فن سپہ گری تعلیم کرنا شروع کیا چند دن مین زلزال فرعون بے سامان ہوگیا جن لوگون سے
فنون سپہگری حاصل کرتا تھا اُنکو باندھ لیتا تھا اب اُسکی زور و جرات کا تمام عالم مین شہرہ ہوا

جو کفار خدا پرستون کے ہاتھ سے تباہ ہو کر پریشان تھے وہ سب آ آ کے جمع ہونے لگے اور حمید
جادو اک ساحرہ ہی کہ وہ زلزال پر عاشق ہوئی اور اپنے یہان لیجا کے زلزال کو رکھا۔ یہ خبر محیط
روشنضمیر کو پہونچی یہ شخص نہایت صاحب کمال اور علوم حکمت و نیرنجات سے آگاہ تھا مگر
قلب اسکا بھی سیاہ تھا مدت مدید مین اسنے اک آئینہ تیار کیا ہی صفت اُس آئینہ مین یہ ہے
کہ جب محیط روشن ضمیر کو حالات کسی مقام کے دریافت کرنا ہوتے ہین تو تصویر خیالی کی طرح وہ
سب حالات پیش نظر ہوجاتے ہین جب دریافت حال ہو چکتا ہی تو وہ تصویر دھوان بنکر
نگاہون سے پوشیدہ ہو جاتی ہی اور دوسرا وصف اس آئینہ مین یہ ہی کہ جس شخص پر محیط
روشنضمیر عکس آئینہ کا ڈالکر جس جانور کا نام لیتا ہی وہ شخص بیہوش ہو کر اُسی جانور کی صورت
بنجاتا ہی۔ جبتک محیط روشنضمیر پشت آئینہ کی نہ دکھاے اسوقت تک اپنی ہیئت اصلی پر نہین
آسکتا جب یہ آئینہ تیار ہوگیا تو محیط روشنضمیر کو یہ فکر پیدا ہوئی کہ اب خروج کرکے خدا پرستون
سے دفعۂ خون کفار کرنا چاہیے بس جیسے ہی اسنے یہ سنا کہ زلزال بن خلخال نہایت زبردست
پیدا ہوا محیط روشنضمیر نہایت خوش ہوا اور اسنے اپنے دل مین خیال کیا کہ اسکے بھی خاندان
کا خاتمہ خدا پرستون کے ہاتھ سے ہوا ہی چلکر اسکو اغوا کرنا چاہیے یہ سوچکر محیط روشنضمیر
آئینہ لیے ہوے غارا فراسیابی مین داخل ہوا اور تلاش مین زلزال بن خلخال کے چلا
جب مکان پر زلزال کے پہونچا تو دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ زلزال ہر وقت حمید جادو
کے پاس رہتا ہی محیط روشنضمیر نے مسکن حمید جادو کا دریافت کیا اور پتا پوچھتا ہوا مکان حمید
جادو کے پہونچا اور زلزال نے نام پوچھا اور دریافت کیا کہ آپ کس غرض سے میرے پاس
آئے ہین محیط روشنضمیر نے کہا کہ اے زلزال بڑے افسوس کی بات ہی کہ تم ایسے شہزورکی
موجودگی مین یہ خدا پرست عافیت سے بیٹھین یہ وہ لوگ ہین جنھون نے ترکستان تمھارے
دادا سے چھین لیا اصلی تختگاہ تمھاری ترکستان ہی جب خدا پرستون کے ہاتھ سے صلصال
نے شکست کھائی ہی اور بھاگ کے آیا ہی تو اس غار مین پناہ گزین ہوا تھا پھر یہان سے
نکل نکل کے خدا پرستون سے سیکڑون لڑائیان لڑا ہزارون فتنین کھائین مگر مقابلہ سے
نہ باز آیا اب تمھارا زمانۂ شباب ہی اور جن لوگون کے ہاتھ سے کفار تنگ آ گئے ہین اُنسے زیادہ
کالی ہی اولاد حمزہ کی برسر حکومت ہی یہ کیا ضرورت ہی کہ جیسے زبردست و بہادر وہ لوگ تھے
ویسی ہی اُنکی اولاد بھی ہوگی میری راے مین مناسب وقت یہ معلوم ہوتا ہی کہ تم خروج کرو اور
ان خدا پرستون سے بدلہ ان عزیزان کا لو۔ یہ سنکر زلزال نے کہا کہ میرے ساتھ سامان جنگ
کہان ہی مین تنہا کیا کر سکتا ہون محیط روشنضمیر نے کہا کہ اے زلزال جسوقت تم اس بات کا اعلان
کردے کہ ہم خدا پرستون سے قصاص خون عزیزان لینے کو جاتے ہین تو لاکھون آدمی تمھارے
ساتھ ہو جاوینگے اور مین بھی تمھارے ساتھ ہون میرے پاس ایسی چیز ہی کہ جسپر تم نہ غالب ہوسکو
اُسکو مین گرفتار کرونگا زلزال نے کہا کہ مین اسوقت اختیار مین حمید جادو کے ہون اُس سے
اجازت حاصل کرو اتنے مین حمید جادو بھی آ گئی محیط روشنضمیر نے حمید جادو سے بیان کیا
حمید جادو نے کہا کہ اے محیط روشنضمیر خدا پرست بہت سخت ہین اُنکو چھیڑنا اچھا نہین ہی انھون
نے ہزارون خداوندان برباد کردین سیکڑون سلطنتین مٹا دین جو اُنسے اُلجھا وہ خاک ہوا اسی کو

غنیمت جانو کہ اک گوشہ عافیت مین بیٹھے ہوے ہو محیط روشنضمیر نے کہا کہ مین نے ایسی چیز تیار کی
ہو کہ کوئی کچھ نہین کر سکتا جسکے سامنے نہ زور چل سکتا ہو نہ سحر محیط جادو نے کہا کہ وہ کیا شی ہی محیط
روشنضمیر نے کہا کہ وہ آئینہ ہی یہ کہکر آئینہ نکالا اور حمید جادو سے کہا کہ کہو تو تمکو قمری بنا دون حمید
جادو نے کہا کہ مجھے یقین نہین بس محیط روشنضمیر نے عکس اُس آئینہ کا حمید جادو پر ڈالا بس
حمید جادو مجبوری اور غشی اسپر طاری ہوئی محیط روشنضمیر نے کہا کہ کیون نہین قمری بنجائے فوراً حمید جادو
غلطک مار کر صورت قمری کی بنی اور اُڑ کر اک شاخ درخت پر جا بیٹھی اور چلانے لگی کہ میرا جی گھبراتا ہی
جلدی مجھے اپنی ہیئت اصلی پر لاؤ محیط روشنضمیر نے پشت آئینہ کی قمری کو دکھائی قمری غلطک
مار کر پھر اپنی ہیئت اصلی پر آئی کہا کہ بیشک تمنے بڑی ریاضت سے یہ چیز تیار کی ہوگی مگر مین تو
تمہاران لشکر اسلام سے بہت ذلیل ہون وقتاً فوقتاً آ کر دق کرتے ہین تم زلزال کو ساتھ لیکر خروج کرو اور
ملکون کو تسخیر کرتے ہوے چلو تا کہ فوج زیادہ ہوتی جاے غرضکہ محیط روشنضمیر نے اسی جگہ قیام
کیا اور زلزال بن طلحال نے تمام غار افراسیابی مین کہ یہ مقام مثل شہر کے نشیب مین آباد تھے
اعلان کیا کہ ہم خروج کرنے والے ہین اور اہل اسلام سے معاوضہ خون کفار لینگے جس جس کو اہل اسلام
سے قصاص لینا ہو وہ ہمارا ساتھ دے یہ خبر جو مشہور ہوئی تو لوگ جمع ہونے لگے تین چار روز
کے عرصے مین قریب دو لاکھ آدمیون کے جمع ہو گئے اسمین پہلوان بھی تھے اور اہل لشکر بھی تھے
حمید جادو نے محیط روشنضمیر سے کہا کہ صرف اس لشکر کا کیونکر برداشت ہو سکیگا محیط روشنضمیر
نے کہا کہ اسکا مین ذمہ دار ہوتی اور اسنے آئینہ کو دیکھکر یہ تصور کیا کہ کس کس مقام پر دفینے ہین
اُسی وقت رہستہ مین دو مقامات نظر آئے قریب غار افراسیاب کے اک مقام تھا کہ وہان
بھی کسی زمانے کا بہت بڑا خزانہ تھا محیط روشنضمیر ایک ہزار سوار اور بہت سے مزدور اپنے ہمراہ
لیکر اُس مقام پر گیا اور زمین کھودنا شروع کی خزانہ برآمد ہوا محیط روشن ضمیر نے زر و جواہر لعل والا
لے اور فہرست اسکی مرتب کرکے اپنے ہمراہ لیا ایک شخص کو خزانہ دار قرار دیا اور وہ مال و زر ہمراہ
لیے ہوے غار افراسیاب مین آیا اور سامان شاہی جمع کرکے سکہ اپنے نام کا جاری کیا آپ
بادشاہ لشکر بنا اور زلزال بن طلحال کو سپہ سالار و صاحبقران کافران قرار دیکر غار افراسیاب
سے خروج کیا چونکہ اس مقام سے شہر خطا و ختن قریب تھے اور طرطوس ختنی وہانکا حاکم تھا پہلے پہل
شہر خطا و ختن پر آ کر لشکر کو اُتارا اور ایک نامہ طرطوس ختنی کو لکھا مضمون اسکا یہ تھا کہ ہمین خوب
معلوم ہی کہ تم لوگون نے بخوف حمزہ و سرکشان اسلام اپنے دین قدیم کو ترک کیا لہذا اب تمکو خود
دکھا جاتا ہی کہ سکہ بیک گردش چرخ نیلوفری * نہ نادر بجا ماند و نے نادری * یا یون کہین کہ سکہ
دور مجنون گذشت نوبت ماست * بالفعل زمانہ خدا پرستون سے برخلاف ہی [illegible]
خدا پرستون پر زوال آیا صاحبقران خانہ کعبہ کیطرف گئے بڑے بڑے سرداران نامی و گرامی اُنکے
ہمراہ طرف خانہ کعبہ کے روانہ ہو گئے ہنوز صاحبقرانی بھی قائم نہین ہونے پائی ہی آپس ہی کے
جھگڑون سے کہان فرصت ہی کہ دوسرون کی خبر لینگے لہذا مناسب وقت یہ بات معلوم ہوتی ہے
کہ تم لوگ خراج ہمکو دیا کرو اور اپنے دین قدیم پر آ جاؤ جس وقت یہ نامہ طرطوس ختنی کو پہونچا اور طرطوس
ختنی مضمون نامہ سے آگاہ ہوا اُسنے اپنے مقام پر سوچا کہ کیا کرنا چاہیے یہ بات تو واقعی ہی کہ ہنوز
صاحبقران رابع کی صاحبقرانی کو خود اُنکا تخت نشین تسلیم کرتے نہین آپس کے جھگڑے چکے ہین

ہین وہی طور نہین ہوسکتے تو ہماری خبر کون لیگا لیکن یہ بھی نہین ہوسکتا کہ ہم اس کافر کی اطاعت
اختیار کرلین سوچ سمجھ کے جواب یہ تحریر کیا کہ اے خان اعظم یعنے زلزال بن خلخال بن صلصال
بن جندال بن شمامہ جادو ہمین آپکی اطاعت سے عذر و انکار نہین ہے لیکن خوف اتنا ہے کہ
جس وقت آپ یہان سے جائینگے اور خداپرست آئینگے تو پھر وہی انجام پیش آئیگا کہ ہمکو چار و
ناچار دین قدیم سے برگشتہ ہوکر دین خداپرستی اختیار کرنا ہوگا یا ملک و مال جان و آبرو
سے ہاتھ دھونا ہوگا اس سے بہتر یہ ہے کہ آپ پہلے صاحبقران وقت سے فیصلہ کرلیجیے
جب وہ آپکی اطاعت کرلینگے اسوقت ہمین کوئی عذر و انکار نہوگا جب یہ مضمون نامہ تمام ہوا تو
طرطوس ختنی نے کچھ کشتیان براے نذر اپنے ہمراہ لین اور نامہ لیکر طرف قیامگاہ زلزال
بن صلصال کے روانہ ہوا زلزال کو خبر ملی کہ طرطوس ختنی آتا ہے اسنے چند افسران فوج کو
براے استقبال روانہ کیا لوگ آئے اور استقبال کرکے طرطوس ختنی کو لیگئے دنگل اسکے واسطے
بچھوا دیا گیا تھا طرطوس ختنی دنگل پر بیٹھا اور جواب تحریری پیش کیا زلزال مضمون نامہ
سے آگاہ ہوا اور محیط روشنضمیر کو بھی آگاہ کیا محیط روشنضمیر نے کہا کہ کیا مضائقہ ہے جب
صاحبقران کو ہم مطیع کرلین یا قتل کر ڈالین اسوقت تم اطاعت ہماری اختیار کرنا طرطوس ختنی
جان بچا کے اپنے شہر مین واپس آیا اور زلزال کوچ کرکے طرف شہر خاقانیہ کے روانہ ہوا
یہ خبر ارقم بن زرہ خاقان حاکم قلعہ خاقانیہ کو ہوئی کہ صلصال کے لڑکے نے غار افراسیاب
سے سر نکالا ہے پہلے شہر خطا و ختن کی جانب گیا اور طرطوس ختنی کو اپنا مطیع کیا اب اسطرف آتا ہے
ارقم نہایت پریشان ہوا اور سوچا کہ اگر لڑتا ہون تو نہین معلوم کہ پھر کیا آفت آئے جنگ دوسر
وارد علاوہ برین یہ کہ اگر زلزال ایسا ہی زبردست ہوتا تو خروج کیون کرتا بہتر یہ ہے کہ مین بھی کسی
بہانے سے ٹالون یہ سوچکر اسنے بھی قلعہ خاقانیہ کو آراستہ کیا اور تیاری دعوت ہونے لگی جب
زلزال بن خلخال مع لشکر سامنے قلعہ خاقانیہ کے آکر اترنے لگا تو ارقم بن خاقان قلعہ سے نکلا
اور پاس زلزال کے گیا اور کہا کہ قلعہ ہوتے آپ صحرا مین کیون اترتے ہین یا مجکو غیر جانتے
ہین زلزال اس حسن اخلاق کو دیکھکر بولا کہ اے ارقم آپ اسی شخص کے بیٹے ہو جنھنے دادا صاحب
سے نمکحرامی کی وزیر صلصال ہوکر خداپرستون سے شریک ہوگیا ارقم نے کہا کہ یہ کیا ضرور
ہے کہ باپ ان خیالات کا تھا تو بیٹا بھی ویسا ہی ہو وہ اپنے بادشاہ سے پھر کر دشمن کا شریک
ہوگیا مین اپنے بادشاہ سے رجوع کرتا ہون اگر آپکا حکم ہو تو تخت و تاج و حکومت شہر
خاقانیہ ابھی چھوڑ دون زلزال اس سے نہایت خوش ہوا اور ساتھ ارقم بن خاقان کے قلعہ
خاقانیہ مین آیا لشکر کو بیرون قلعہ چھوڑ دیا محیط روشنضمیر بھی ساتھ تھا پہلے تو ارقم نے شہر
خاقانیہ کی سیر کرائی بعد ازان قلعہ مین لیگیا دعوت کا سامان مہیا کیا اور کچھ نذرانہ پیش کیا زلزال
بعد دعوت و ضیافت کے ارقم سے رخصت ہوکر اپنے لشکر مین آیا ارقم پہونچانے کو آیا
زلزال نے خلعت نہایت عمدہ ارقم کو دیا اور کہا کہ آج سے تمکو ہمنے اس قلعہ کا بادشاہ کیا
اور ہمیشہ کے واسطے خراج بھی معاف کیا یہ کہکر زلزال کوچ کرکے طرف ترکستان کے روانہ
ہوا جب زلزال جا چکا تو ارقم بن خاقان نے ایک معذرت نامہ تحریر کرکے بخدمت بادشاہ
اسلام روانہ کیا مضمون یہ تھا کہ زمانے نے پھر انقلاب کیا ہے اور کفار کا زور و شور ہے

اُدھر تو سارلیق بن لیقا اپنی خداوندی کو رواج دے رہا ہی ساحران عالم اور پہلوانان کفار جمع
ہوتے جاتے ہین یقین ہی کہ جسوقت سامان اُسکا درست ہویگا تو عجب نہین ہی کہ اسکے ہاتھ سے
اہل اسلام کو ایذا پہونچے اور زلزال بن خلخال بن صلصال نے بھی غار افراسیابی سے
نکلکر خروج کیا ہی ساتھ اُسکے ایک کافر ہی کہ نام اُسکا محیط روشن ضمیر ہے اُسنے ایک آئینہ تیار کیا ہی کہ
تاثیر اُسکی یہ ہی کہ جسپر عکس ڈالتا ہی اور نام کسی جانور کا لیتا ہی وہ انسان جانور ہو جاتا ہے پہلے
زلزال شہر خاور ختن کیطرف گیا طرطوس ختنی نے عذر کرکے جان بچائی پھر یہ آفت مجھ پر نازل
ہوئی مین نے بھی اطاعت ظاہری اختیار کر لی ہی حضور سے اطلاعاً گذارش ہی کہ جلد کسی
شاہزادہ کو اس کافر کی سرکوبی کے واسطے بھیجیے ورنہ یہ ممالک اسلام کو خراب کریگا۔ نامہ دار
ارقم بن خاقان طرف ملک روشن بخت کے روانہ ہوا اُدھر زلزال قریب ترکستان کے ہو کے
خیمہ زن ہوا اور ایک نامہ حاکم ترکستان ترک بن توس کے نام تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ
اے نبیرۂ نمکخوار قدیم یعنے ترک بن توس آگاہ ہو کہ پھر وہ زمانہ آیا کہ ترکستان مین ہماری
عملداری ہوگی خیر خواہان دولت کی ترقی کیجائیگی اور باغیون کے نخل حیات تیر انتقام سے قلم
کیے جاوینگے دیکھ تیرا دادا کیسا نمک حلال تھا کہ اُسنے مسلمانون سے لڑکر جان دی مگر اطاعت
قبول نہ کی میرے جد امجد سے ہزارہا شکستین کھائین مگر ایسے شیر دل تھے کہ مقابلے سے ہاتھ
نہ اُٹھایا لہذا تجکو بھی چاہیے کہ مصلحت جو تونے دین خدا پرستی اختیار کر لیا ہی اب اُسے ترک
کرکے اپنے دین قدیم کو اختیار کر تو جسطرح ترک توس بلطانی بارگاہ صلصال مین وزارت کے عہدہ
جلیل پر فائز تھا اسیطرح تجھے مین اپنا وزیر بناؤنگا اور اگر خلاف اسکے کریگا ذلت سے مارے
مارا جائیگا۔ یہ نامہ تحریر کرکے ترک بن توس کے پاس روانہ کیا نامہ دار سامنے قلعہ کے آیا ترک بن
توس نے نامہ دار کو بلا لیا اور نامہ لیکر پڑھا جسوقت مضمون نامہ سے آگاہ ہوا تو بسبب غصہ کے
چہرہ اسکا سرخ ہوگیا جواب مین تحریر کیا کہ اے مغرور قابو پرست جیسا تو آپ ہی ویسا ہی
دوسرے کو بھی سمجھتا ہی ع آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من ٭ آن منم کاندر میان
خاک و خون بینی سرے ٭ میرے والد ماجد میرے دادا کے زمانہ حیات ہی مین اطاعت شاہزادہ
خاور سیاہ کی اختیار کی تھی اور مین بھی دل سے تو اہل اسلام کا ماننے ہوے ہون دادا جسکا
کا قلب سیاہ تھا اور بعد مرنے کے جہنم تھا اور دنیا مین ذلت بدی تھی کہ اُنھون نے عشق ملکہ
خورشید خاوری مین ترکستان پر یورش کیا شاہزادہ ملک قاسم نے سات برس کے سن مین
ترک توسن سے شخص کو قاش زین سے اُٹھا لیا لیکن اُسوقت قضا اُنکی دامنگیر تھی کہ زنجیر توڑ کر
راہ فرار بر قرار لیا شاہزادہ خاور سیاہ سات قلعہ فتح کرتا ہوا تعاقب مین ترک توسن کے بارگاہ
نوشیروان عادل مین پہونچا اور سر بارگاہ ہاتھ تیغ آبدار کا مارا کہ ترک توس کے مع ستون بارگاہ
دو ٹکڑے ہوے ہم اُسوقت سے تو اہل اسلام کا ماننے ہوے ہین بھلا ہم تجھ ایسے کو جو اپنی
زبان سے اپنے دادا کے بھگوڑے ہونے کی تعریف کرتا ہی کیا مانینگے وہ تجھ سے ہوسکے قصور نکر
جسوقت یہ جواب زلزال کو پہونچا زلزال غصہ مین آیا اور اسنے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت
نقارہ ارزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر ترک بن توس کو ہوئی اُسنے بھی کوس حربی بجادیا
دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی ترک بن توس نے بھی لشکر کو اپنے قلعہ سے باہر نکالا بارگاہ برپا کی

اور گولہ اندازون سے کہدیا کہ شاید میں ہاتھ سے اس کافر کے مارا جاؤں تو اسکو اپنے مکان پھر
قلعہ میں نہ آنے دینا اور ایک کمک بادشاہ اسلام سے طلب کرنا۔ گولہ اندازون نے کہا کہ جب تک
ہمارے دم میں دم باقی ہی کیا مجال ہی اس کافر کی کہ قلعہ میں قدم رکھ سکے الحاصل تمام رات تیاری
جنگ ہوا کی صبح کو دونون لشکر میدان میں آئے زلزال بن طلخال اپنے لشکر سے نکلا اور میدان
میں آکر بعد سلح شوری بسیار مبارز طلب کیا لشکر ترک بن توسن سے مردان ترک نکلا اور مقابلے کو
زلزال کے گیا۔ زلزال نے نیزہ مارا مردان ترک نے خالی دیکر تلوار ماری زلزال نے وار اسکا رد کر
چوہاتھ تیغ آبدار کا مارا مردان ترک زخمی ہوا بعد اسکے ہزبر ترک نکلا یہ بھی زخمی ہوا اسکے بعد منطفر
ترک نکلا یہ مرد مسلمان ہاتھ سے اُس کافر بدکیش کے شہید ہوا شام تک میں زلزال کے ہاتھ
سے بارہ ترک زخمی اور چار شہید ہوے شام کو طبل بازگشت بجا محیط روشنضمیر زلزال پر سے نذر
نثار کرتا ہوا پلٹا اور ترک بن توسن نہایت ملول و غمگین اپنی بارگاہ میں واپس آیا لباس رزم اوتارا
پوشاک بزم پہنکر بیٹھا اور اپنے ملازمین سے کہا کہ خبردار کل کوئی اس کافر کے مقابلے کو جانے کا
قصد نکرے میں خود اس سے مقابلہ کرونگا اسے بسزا ہونچاؤنگا یا اسکے ہاتھ سے مارا جاؤنگا اتنے
میں آواز طبل جنگ گوش زد ہوئی۔ ترک نے اپنے لشکر میں بھی نقارہ رزمی بجوا دیا رات بھر تیاری جنگ
میں بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر وعدہ گاہ مصاف میں پہونچکر صف آرا ہوے بعد آراستگی صفوف
قتال و جدال نقیب منتظر بیٹھے تھے کہ زلزال نے بودا باک کا لیا اور میدان میں آکر پکارا کہ ای ترک
دیکھا تونے کہ کل سترہ سردارون کی میں نے کیا حالت کی بہتر ہی کہ اب بھی اطاعت میری اختیار کر
ورنہ یہی انجام تیرا بھی ہوگا۔ یہ سنکے ترک بن توسن نے جواب دیا کہ میں موت سے نہین ڈرتا ہون اگر
دنیا میں ہزار برس کی زندگی بھی ہوگی تو پھر ایک دن مرنا ہی اور اگر قضا میری نہین ہی تو تو کیا کر سکتا
ہی یہ کہکر مرکب کو چھیڑا اور سامنے زلزال کے آیا زلزال نے کہا لا ضرب بہادری کی ترک نے جواب
دیا کہ اہل اسلام پیشدستی کو جائز نہین رکھتے ہین پہلے تو وار کرکے حوصلہ اپنا پورا کر لے اگر خدا تیری
ضرب سے بچائیگا تو دیکھا جائیگا۔ یہ سنکر زلزال نے نیزہ کو گردش دیکر سینہ پر ترک بن توسن کے مارا
ترک بن توسن قاسم سے نیزہ باز کا شاگرد ہی بھلا زلزال کی نیزہ بازی کو کیا سمجھتا ہی نیزہ زلزال کا
اپنے نیزے پر کاٹکے جنگولا میں چار طعنون کی نوبت آئی ہوگی کہ ترک نے نیزہ ہاتھ سے زلزال
کے نکال دیا زلزال نیزہ برابر آب بحالت من عرق ہوگیا اور قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالدیا محیط روشنضمیر
نے جو دیکھا کہ نیزہ ترک نے زلزال کے ہاتھ سے نکال دیا ایسا نہو کہ جنگ میں یہ زلزال پر
غالب آئے بس اپنے وہین سے عکس آئینہ کا ترک پر ڈالا کہ ترک بیہوش ہوکر زمین پر گرا
محیط روشنضمیر نے کہا کہ خیر پہنچا اسوقت ترک شیر پنجہ کا لوگ گھیر لائے ہوے آئے اور ترک کو بند کر
زلزال کو یہ حرکت محیط روشنضمیر کی ناگوار گذری کہا کہ آپ نے آج میری بہادری کو داغ لگا دیا اور
مجکو رسواے خلائق کردیا جوقت پلٹکے اپنی بارگاہ میں آیا تو محیط سے کہا کہ ترک کیواسطے دنگل
بچھواؤ اور اسکو حالت اصلی پر لاؤ محیط روشن ضمیر نے پشت آئینہ کا عکس ڈالا ترک بن توسن پھر آدمی
کی شکل ہوا محیط روشنضمیر نے دنگل پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ ترک دنگل پر بیٹھ گیا اور زلزال کی جانب
دیکھکر کہا کہ ؎ بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا * جو چیرا تو اک قطرہ خون نہ نکلا * ای زلزال تونے
تو نام جرات و دلاوری کو صفحہ ہستی سے بالکل مٹا دیا ایسی رکیک حرکت تو کبھی تیرے باپ دادا

سے بھی سرزد ہوئی تھی زلزال نے کہا کہ ای ترک یہ فعل میرا نہ تھا بلکہ بادشاہ کا تھا اپنے
اپنے تحفہ کی آزمائش جبر کی میں تمھیں اجازت دیتا ہوں کہ تم جاؤ اور مجھ سے پھر مقابلہ کرو ترک
نے کہا کہ مجھے مقابلہ سے عذر وانکار نہیں ہی محیط روشن ضمیر نے دیکھا کہ زلزال اپنی جہالت مین
خطا پائیگا ایسا نہو یہ ترک اسپر غالب آجاے ترک سے کہا کہ اب جنگ وجدال کو موقوف کرو ہم
ممالک اسلام تسخیر کرتے ہوے جارہے ہین جب بادشاہ اسلام اور صاحبقران چہارم ہماری
اطاعت اختیار کرلین اسوقت تم بھی اطاعت قبول کرنا ابھی جنگ وجدل کرنے سے کوئی فائدہ
نہین ہی ترک بن توس نے اس بات کو قبول کیا اور پلٹ کے لشکر مین اپنے آیا یہان ترک کے
آنے سے اہل قلعہ مین جان تازہ آئی شادیانے بجنے لگے اور زلزال کوچ کرکے طرف شہر سمرقند
کے روانہ ہوا یہ خبر پہلے سے آفغان بن طول سمرقندی کو ہو گئی تھی کہ زلزال نے خروج کیا ہے
اور ترکستان پر جنگ ہو رہی ہی یقین ہی کہ بعد ترکستان کے اسطرف کا رخ کریگا تو اسنے پہلے
ہی سے ایک عرضی تحریر کرکے بخدمت بادشاہ اسلام روانہ کر دی تھی مضمون عرضی یہ تھا کہ ظل الہی
سے استدعا ہی کہ زلزال بن قلنجال بن ملصال نے خروج کیا ہی اور وہ ممالک اہل اسلام کو
خراب و برباد کرتا چلا آتا ہی حضور کسی سردار کو ہم لوگون کی مدد کے واسطے روانہ فرمائین اور جان
مسلمانون کی ہاتھ سے کافران سرکش کے بچائین اسکا سدباب ابھی سے لازم ہی ورنہ بعد خرابی
اگر خبر لیگئی تو کیا حاصل جو ملک ویران ہوگئے وہ مشکل سے آباد ہونگے ترک بن توس نے
کو مقابلہ پر کمر باندھی ہی مگر انجام اچھا نہین معلوم ہوتا بعد ترکستان کے یہ بلا سمرقند پر نازل ہوگی
یہ عیار اسوقت قریب لشکر اسلام کے پہونچا جبکہ رفیع البخت کی فوج صحرا سے پلٹی ہوئی چلی
آتی تھی ان لوگون سے دریافت کیا کہ لشکر اسلام کہان قیام پذیر ہی انھون نے بیان کیا کہ
ملک روشن بخت مین اور ہم لوگ ملازمان شاہزادہ رفیع البخت مین آقا ہمارا شکار پر سے
گم ہوا اب ہم بادشاہ اسلام سے خبر دینے کو جارہے ہین یہ سنکر عیار اس مجمع کے ساتھ ہوا
لیکن اب یہان سے

چند کلمے داستان لشکر اسلام کے روانہ ہونا سکندر و سہراب کا براے مدد افغان بن غول سمرقندی وباقی حالات متعلق داستان ہذا تحریر ہوتے ہین

راوی بیان کرتا ہی کہ بادشاہ اسلام بارگاہ مین رونق افروز ہین صاحبقران چہارم دنگل
صاحبقرانی پر متمکن ہین مظفر بن غضنفر کو دنگل کرب غازی کا عنایت ہوا ہی یہ ستون بارگاہ پر
تکیہ کیے ہوے خیبر کی طرح بیٹھا ہی داہنی جانب جوانان دست راست بیٹھے ہین طلحہ بن لندھور
اپنے دادا کے عہدے پر فائز ہی تمام فوج کا افسر ہے صاحبقران گرز کا خطاب اسکو بھی حاصل
ہی حسب سوار دست راستی اسکے ماتحت ہین لیکن دنگل جو شاہزادہ رفیع البخت کا خالی ہے
تو بار بار نظر بادشاہ کی اس دنگل پر پڑتی ہی اور ارشاد فرماتے ہین کہ شاہزادہ رفیع البخت
نے بڑی دیر کی میری راہ کھوٹی کر رکھی ہی ورنہ اب تک مین جانب ملک ایران روانہ ہو گیا ہوتا

بائیں جانب دنگلوں پر سرداران دست چپ بیٹھے ہیں سکندر بیدستم ہوکے ابرو پر بل پڑے ہیں
سلوک بن مالک بار بار بغور دیکھتا ہے اور دل میں کہتا ہے کہ دیکھئے کیا گل کھلنے والا ہے کہ آج
انکا مزاج مثل شعلہ شاہ نوجوان کے برہم ہے ادھر سہراب بن رستم فراق رفیع البخت میں پریشان
ہے کہ اک مرتبہ لوگ روتے ادھیڑتے ہوئے بادشاہ اسلام نے فرمایا کیا ہے خیر تو ہے کیا ہوا
انھوں نے عرض کی کہ شاہزادہ رفیع البخت شکار سے غائب ہوگئے اک آہو کے پیچھے
جو گھوڑا ڈالا تو یہی ضد آگئی کہ میں اسے زندہ اسیر کرونگا یہانتک کہ جاتے جاتے نظروں سے
غائب ہوگئے ہم لوگوں نے چار چار منزل تک جاکے تلاش کی مگر کہیں پتا نہ پایا آخر مجبور
ہوکر واپس آئے یہ سنکر بادشاہ اسلام نہایت پریشان ہوئے وحید الملک نے کہا کہ
بھائی صاحب نہایت نازک مزاج ہیں میں یہ کہتا ہوں کہ تنہا راہ کی سختیاں کیونکر ان سے
برداشت ہوسکینگی شہنشاہ گوہر کلاہ نے فرمایا کہ بھیا وہ جہاں نازک مزاج ہیں وہاں
سخت بھی بڑے ہیں جیسا وقت ہوتا ہے ویسے نبھاتے ہیں سکندر بیدستم ہونٹ چبا کے
سلوک بن مالک سے کہا کہ یہ لوگ بڑے غضب کے ہیں انکے سیدھے بنے رہنا جاننا اسکے
کوئی تدبیر سوچ لی ہے مجلس سے علیحدہ ہوا ہے یہ بدیع الزمان کی نقل تمھیں سنی ہی ہوگی کہ تقریر
میں سے گئے اور دربار کنجاب میں رسالۂ بیدا کی حکیم کے بیٹے بنکے یہ لوگ سب گن پورے
ہیں انکو کسی امر میں باک تھوڑی ہے سچ ہی کہنا ملوک نے کہا کہ حضور کا ارشاد فرمانا ہے ہیں
انھیں حرکتوں سے تو انکی شاہزادہ ملک قاسم مرحوم جلتے تھے اور سمجھا کہ اسنے مجھ سپاہی
کی جو شان ہے وہ اسی صف کے لوگوں میں ہے جہاں لگے تلوار ہی چمکتے تھے کوئی روبہ نہیں ملا
سہراب بن رستم رفیع البخت سے محبت رکھتا ہے اسکو مفارقت رفیع البخت کا کمال صدمہ ہوا
اور کمال تشویش ہوئی اور وہ وقت یاد آگیا جب رفیع البخت فقیر بنکر کوہ پر گئے تھے اور جشن
کو سہراب کی ضیافت سے ملا تھا وہ احسان سہراب کو یاد تھا صورت رفیع البخت کی آنکھوں
کے نیچے پھر گئی دل میں کہا کہ وہ فقیرانہ لباس کیا بھلا معلوم ہوتا تھا خدا اس صورت زیبا کو جلد
دکھلائے مگر ساتھ شان و شوکت کے ہنوز پریشانی دفع نہونے پائی تھی کہ چوبدار نے آکر
عرض کی کہ شہر سمرقند سے اک عیار آیا ہے اور کہتا ہے کہ میں حاکم شہر سمرقند کا نامہ بر ہوں بادشاہ
اسلام نے فرمایا کہ بلاؤ طوق آبلہ پا سمرقندی سامنے بادشاہ اسلام کے آیا اور سلام کرکے
نامہ پیش کیا صاحبقران زمان یعنی عادل کیوان شکوہ نے نامہ ہاتھ سے طوق آبلہ پا سے لیکر
کے لیکر خدمت میں بادشاہ اسلام کے پیش کیا بادشاہ اسلام نے نامہ کو پڑھا اور پریشان ہوکر
صاحبقران عصر کی طرف مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ ہم تو ایک ہی گل حدیقۂ اسلام کے گم ہونے
سے پریشان تھے یہانتک کہ اب اس مقام پر رہنا مجھکو شاق تھا لیکن دیکھا چاہیے کہ تقدیر کیا
دکھاتی ہے بغیر شاہزادہ رفیع البخت کے میں کیونکر چلا جاؤں اب ان کافروں نے خروج کی خبر سے
اور متوحش کر دیا اسکا کیا انتظام کیا جاوے صاحبقران حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ نے
عرض کی کہ میں ظل اللہ کے تابع فرمان ہوں اگر ارشاد ہو تو میں آپ جاؤں اور زرلادل ملعون کو جہنم
پہونچاؤں بادشاہ اسلام نے ارشاد کیا کہ آپکے جانے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ آپکا تشریف لیجانا
نامناسب ہے سرداروں میں سے جسکو حکم دیجئے وہ جاوے آپکے جانے سے بارگاہ کی رونق جاتی

رہیگی اور ابھی ابتدائی صاحبقرانی ہے جب کچھ زمانہ گذریگا تو آپکی عدم موجودگی میں بھی رعب آپکا
آپکی قائم مقامی کریگا۔ صاحبقران نے عرض کی کہ پھر جسکو مناسب جانیے بھیجیے یہ بیان
سنکر شہنشاہ گوہر کلاہ تو جدا آمادہ تھے کہ میں اپنے بھائی کی تلاش کروں وحید الملک الگ
مستعد تھے سکندر رستم خو کی یہ حالت تھی کہ پہلو بدل رہا تھا بس نہ تھا کہ خود اٹھ کھڑا ہو لیکن بادب
بادشاہ اسلام مانع تھا بادشاہ اسلام بھی تیور سرداروں کے دیکھ رہے تھے کہ سب تلے بیٹھے ہیں
اگر میں خود کسی طرف مخاطب ہو کر کہونگا تو یقین ہے کہ وہ لوگ جو اور بھی آمادہ ہیں رنجیدہ ہونگے اس
مناسب جانکر جام کلاں عقرب شراب الصالحین سے لبریز کروا کے رکھوا دیا اور شمشیر و سپر مع خلعت
جو قاعدہ صاحبقران اول کے وقت سے چلا آتا تھا اور ارشاد فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ غازیان اسلام
میں سے کوئی بہادر واسطے نصرت حاکم شہر سمرقند کے جائے اور ممالک اسلام کو ہاتھ سے کفار
کے بچائے ہنوز سخن ناتمام تھا کہ شاہزادہ سکندر نوجوان اپنے دنگل شوکت سے اٹھے کود پڑے
سرداران دست راستی بھی آمادہ بیٹھے تھے مگر جو تڑا دیکھے کر رک گئے اور سکندر قریب پہونچ گیا
جام پی کر عرض کی کہ یہ خادم اس خدمت کو بجا لائیگا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ آپ نے اسقدر
جلدی کیوں کی اسلیے کہ آپ بھی صاحبقران اوسط ہیں جو مرتبہ بارگاہ میں ثانی میں رستم داستان
علمشاہ نوجوان کا تھا وہ اسوقت آپکا ہے اور صاحبقران حق یہ ہے وہ یعنی عادل کیوان شکوہ نے بھی
فرمایا کہ یہ کام آپکے لائق نہ تھا مگر سکندر کو وہی فکر تھی کہ کسطرح رفیع البخت کا پتا لگاؤں کہ یہ
کس فکر میں گیا ہوا ہے بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ اب تو میں ارادہ کر چکا بادشاہ خاموش ہو رہے
شاہزادہ سکندر رستم خو نے خلعت پہنا سپر و شمشیر سنبھالی اور بادشاہ اسلام و امیر عالی مقام کو
سلام رخصت کرکے بارگاہ سلیمانی سے باہر آیا اور اپنے لشکر جرار سے بارہ سو سوار انتخاب
کرکے ساتھ لیے اور طرف شہر سمرقند کے روانہ ہوا یہاں بادشاہ اسلام سکندر کے جانے سے
مطمئن تھے کہ انکا جانا صاحبقران کا جانا ہے کسی اور کے بھیجنے کی ضرورت نہیں لیکن وحید الملک
کسی ضرورت سے اٹھ کر بارگاہ کے باہر چلے گئے تھے جسوقت دیکھا وحید الملک نے کہ
سکندر رستم خو صرف بارہ سو سوار ساتھ لیکر شہر سمرقند کی طرف روانہ ہوا ہے تو آکر بادشاہ اسلام
سے عرض کی کہ حضور شاہزادہ سکندر رستم کو بالکل بے سر و سامانی کے ساتھ گئے ہیں فرمایا کیا
وحید الملک نے عرض کی کہ صرف بارہ سو سوار انکے ہمراہ ہیں بس یہ سنکر بادشاہ اسلام نہایت
پریشان ہوے اور فرمایا کہ تین لاکھ کے مقابلہ میں بارہ سو سوار سے جانا سراسر خلاف عقل ہے
اور اک جام بھر کے رکھوا اسیوقت معدول بن عدیل نے اور اک جام بھر کے رکھا بادشاہ
اسلام نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ کوئی صاحب اور جانب شہر سمرقند تشریف لیجائیں
وحید الملک نے یہ انتظام اپنے جانے کے واسطے کیا تھا لیکن منتظر تھے کہ کلام بادشاہ اسلام
کا تمام ہو تو قصد کروں یہ ارادہ ہی کرتے رہ گئے اور سہراب بن رستم اپنے دنگل سے کود پڑا
اور جام پی کر بادشاہ اسلام سے رخصت ہوا اپنے لشکر میں آکر چالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ
لیکر طرف شہر سمرقند کے روانہ ہوا انکو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے دیکھیے کون کسوقت پہونچتا ہے
لیکن اب

چند کلمے داستان ضلالت نشان عقرب کینہ پرور عیار سارق بن لقا

کے پہونچنا اسکا ترکستان میں اور آگاہ ہونا حالات خروج زلزال بن خلخال سے اور جاکر تمام کیفیت شہر سنجابیہ اور حال خروج زلزال ساریق بن لقا سے بیان کرنا

راوی ناقل ہے کہ جب عقرب کینہ پرور جس وقت حالات رفیع التخت شہر سنجابیہ سے دریافت
کرنے کے چلا ہے تو اسنے راستے میں خبر خروج زلزال بن خلخال کی سنی اب یہ اسکا تلاش زلزال میں
چلا یہانتک کہ شہر خاقانیہ میں پہونچا وہاں معلوم ہوا کہ ارقم بن خاقان نے اطاعت زلزال
کی اختیار کی اس سیہ دل کو نہایت تعجب ہوا کہ جو شخص مسلمان ہوجاتا ہے وہ اپنے مذہب
سے نہیں پلٹتا اسمیں کوئی اسرار ضرور ہے کوئی ایسا ہی دباؤ تھا جس سے ارقم سے بہادر نے
اطاعت منظور کرلی خواہ وہ اطاعت ظاہری کیوں نہو بلکہ پورے حالات زلزال کے دریافت
کرنا چاہیے کہ اسنے کس شی کے بھروسے پر ملک گیری شروع کی ہے اب یہ شہر خاقانیہ سے
ترکستان میں آیا یہ وہ وقت تھا جبکہ توسن بن ترک سے اور زلزال سے مقابلہ ہو رہا تھا اور
توسن بن ترک سامنے عقرب کینہ پرور کے عکس آئینہ سے بیہوش ہوکے گر گیا تھا اور قید کیا
تھا بس یہ دیکھکر عقرب کینہ پرور وہان سے پلٹا اور خدمت میں ساریق بن لقا کے پہونچا
اب سامان خداوندی ساریق کا درست ہوچکا ہے اور قصد اسکا یہ ہے کہ میں بھی خروج کرون
تمام دربار ساریق کا ساحرون اور پہلوانون سے بھرا ہوا ہے اور اسکے دماغ میں خلل خداوندی
کامل طور سے آچکا ہے بس اسنے تقدیرین بھی مثل لقا کے بگھارنا شروع کردی ہین کہ اسی
ہنگام میں عقرب پہونچا ساریق کو سجدہ کیا ساریق نے کہا کہ راز ہاے قدرت میں سے کیا کیا
باتیں تجپہ منکشف ہوئیں عقرب کینہ پرور نے عرض کی کہ یا خداوند اصل یہ ہے کہ تیری قدرت
بہت بڑی ہے جسکو سوا تیرے کوئی نہیں جان سکتا مگر ظاہری سامان ملک سنجابیہ کے بگڑے
ہین میں اپنی آنکھ سے یہ تماشا دیکھے چلا آتا ہون کہ ہمیر قدرت کی دختر ایک شخص نووارد پر عاشق
ہے اپنے باغ میں اسنے دعوت کی جلسہ رقص و سرود آراستہ تھا میں بھی ایک گائن کی صورت
بنکر وہاں پہونچا اور دیکھا تو ناہمیر خود اس صحبت میں شریک تھے مجھے قرینے سے یہ پایا جاتا
ہے کہ اسکے ناہمیر صاحب جو مالک بہارستان مغرب ہین اور بڑے ہمیر کہلاتے ہین وہ
خدا پرستون کے حلقہ بگوش ہونیوالے ہین بلکہ تو اسلام تک اختیار کرچکی ہے اور رہا بادشاہ
وہ بھی بخوشی مطیع ہوجائیگا یا مثل گنجاب کے ملک و مال تباہ کرکے یہان بھاگ کر آئیگا اور
ایک بلا اپنے ساتھ لائیگا اس سے بہتر یہ ہے کہ وہین اسکا سدباب کردیا جاے اور وہ شخص اولاد
صاحبقران سے ضرور ہے چہرے سے اسکے علامات نسل براہیمی موجود ہین وہی خال و خط ہین
بلکہ اگر آپ تصویرین اہل اسلام کی منگوائین تو میں پہچان کے بتادون کہ وہ کون شخص ہے اور
دوسرا مژدہ یہ ہے کہ زلزال بن خلخال بن صلصال نے قارا افراسیابی سے خروج کیا ہے زلزال
تو بھی مرد سپاہی اور زبردست ہے اور ساتھ اسکے ایک شخص اور ہے کہ وہ قابل قدر ہے نام
اسکا محیط روشن ضمیر ہے اسنے ایک آئینہ تیار کیا ہے تاثیر اسکی یہ ہے کہ جہان نما بھی ہے اور جس شخص پر
عکس اسکا ڈالدیا جاے وہ بیہوش ہوجاتا ہے یہ تماشا بھی میں اپنی آنکھ سے دیکھ چکا ہون۔

اب زلزال ترکستان سے شہر سمرقند کی طرف گیا ہوگا پہلے تو مین جانتا تھا کہ خداوند ابنی تنہا
عملداری بھر مین خداوندی کرتے ہین مگر نہین اب معلوم ہو گیا کہ بڑی بڑی دور خداوند نے پنجہ
دست قدرت کو دوڑایا ہے یہ سامان بربادی خداپرستان کے واسطے اس سامان سے علاوہ
پیدا کیا ہے یہ کہکر پھر سجدہ کیا ساریق مارے خوشی کے پھول گیا پہلے تو اس کافر نے تصویرین اہل
اسلام کی منگوا کر سامنے عقرب کینہ پرور کے رکھین اور کہا کہ بتا وہ بندہ گستاخ کون ہے جسنے
بہارستان مغرب مین اپنا قدم جمایا ہے عقرب عیار نے تصویرون کو دیکھنا شروع کیا جیسے ہی
رفیع البخت کی تصویر سامنے اسکے آئی پس اسنے تصویر اٹھائی اور کہا کہ یا خداوند دیکھیے یہی شخص
ہے جو فقیر بنکر ملک مغرب مین آیا تھا اور اب پیمبر قدرت کا داماد بنا چاہتا ہے پس یہ دیکھکر
ساریق نے اک فرمان اپنے ہاتھ سے تحریر کیا مضمون اسکا یہ تھا کہ اے بندہ [illegible] ص الخاص مین
یعنے زلزال بن خلخال صف شکن آگاہ ہو کہ ہمنے تمکو نہایت زور آور پیدا کیا اور اسی لیے کہ تم
مسلمانون سے عوض اپنے باپ دادے کے خون کا لو بڑے بھائی صاحب یعنی خداوند لقاے
بے لقا عقل کے گول اور ناعاقبت اندیش تھے کہ انھون نے دشمنون کو دوستون سے زیادہ
قوی پیدا کر دیا یہ فعل نشہ کا تھا وہ ہر وقت نشہ شراب مین بیخود رہتے تھے اور نیک و بد پر نظر
نہ رکھتے تھے اسی کا انجام انکو بھگتنا پڑا کہ انھین بندگان خوابی کے ہاتھ سے ایسے پریشان
ہوے کہ عالم بالا کا رہنا اختیار کیا اور سلطنت دنیا سے دست بردار ہونا پڑا ہمین ایسا بیوقوف
نہ تھا کہ اپنے خاص بندون کو کمزور پیدا کرتا اور تجھے رستم سے بندہ باکمال کو ہمسین قرار دیا
کہ جسپر تو غالب ہوا اسے وہ آئینہ سے گرفتار کرلے تو اسمین عجز نہ کر یہ مصلحت خداوندی تھی اور
تو نے خروج کر کے ہمکو نہایت خوش کیا اب ہم پہلا کام خداوندی یہ تیرے سپرد کرتے ہین کہ تو
یہان سے بہارستان مغرب کی طرف جا اور ہمارے نام سے کہنا کہ جو شخص فقیر بنکر تیرے ملک
مین آیا ہے اسکو گرفتار کر کے ہماری خدمت مین بھیجدے اور اگر جناب شاہ مغربی اسکے خلاف کرے
تو اسکو ہمنے معزول کر کے بجاے اسکے تجکو افسر پیمبران قدرت معین کیا یہ نامہ عقرب کینہ پرور
کو دیا اور کہا کہ جلد یہ نامہ ہمارا ہمارے بندۂ خاص زلزال کو پہونچا دے عقرب کینہ پرور
نامہ ساریق بن بقا کا لیکر طرف شہر سمرقند کے روانہ ہوا۔ اول کچھ حال زلزال کا سنیے
کہ جسوقت یہ کوچ اور مقام کرتا ہوا قریب شہر سمرقند کے پہونچا تو افغان بن طبول سمرقندی
نہایت پریشان ہوا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے ابھی تک کوئی مددگار ہمارا آیا نہین اور دشمن قوی آپہونچا
چنانچہ نشان لشکر دیکھکر اندازہ کرنے کی غرض سے افغان سمرقندی فصیل قلعہ پر کرسی بچھوا کر
بیٹھا اتنے مین گرد اڑی کہ تمام صحرا کو تیرہ و تار کردیا مرکبون کی ٹاپون سے زمین ہل رہی تھی اور
تتق گرد زمین سے آسمان تک پہونچ گیا تھا جب قریب پہونچکر دامنہ گرد شگافتہ ہوا تو دل گرد
سے تین سو علم ہاے سیاہ جنکے پھریرون پر تعریف پوستے دو سو خداوندون کی تحریر تھی
نشانہ مین لاکھ سوار و پیدل کا نمودار ہوا اور فوج سامنے میدان قلعہ سمرقند کے اترنے
لگی تمام صحرا افواج کفار سے مملو ہوگیا آخر مین زلزال بن صلصال مع تجملات شہنشہی نمودار ہوا
دیکھا افغان سمرقندی نے کہ یہ تو جسامت مین صلصال کا بھی دادا معلوم ہوتا ہے خداوندا ہی
اس کافر کے ہاتھ سے بچاے اگر کوئی زبردست سردار مدد کو نہ آیا تو فتح معلوم [illegible]

بن خلخال نے بارگاہ برپا کرائی اور مرکب سے اُتر کر داخل بارگاہ ہوا رات کو سو رہا جب صبح
ہوئی تو اسنے نامہ بنام افغان سمرقندی تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے افغان بن طول
سمرقندی تجکو چاہیے کہ حاضر ہو کر فرمانبرداری مابدولت کی اختیار کر اسلیے کہ بغیر اسکے تیرے
واسطے امن نہیں ہے اور اگر خلاف اسکے کریگا تو بہت زحمت اٹھائیگا اور ہاتھ سے میرے مارا
جائیگا - جسوقت یہ نامہ دار زلزال قلعہ میں آیا اور نامہ افغان بن طول سمرقندی کو دیا تو افغان
نہایت پریشان ہوا اور روساء قلعہ کو جمع کر کے اُنسے رائے لی کہ کیا کرنا چاہیے سب نے کہا
کہ یا تو آپنے بادشاہ اسلام سے کمک طلب کی ہوتی تو اس سے خلع بھی کر لینا برا نہ تھا
جیسا اور لوگوں نے کیا جب آپ قفل اشتر کو اپنے حال سے باخبر کر چکے ہیں تو آپ اسکی اطاعت
ظاہری اختیار کرنا بھی برا ہے جو سردار مدد کے واسطے آئیگا اُسے کیا جواب دیجیے گا اور یہ ممکن نہیں
کہ بادشاہ اسلام نے کسیکو مدد کے واسطے نہ روانہ کیا ہو کوئی نہ کوئی سردار ضرور آتا ہوگا جبتک
جنگ آغاز ہونے دیجیے یقین ہے کہ ایک ہی دو میدان داریوں کی نوبت آئیگی زیادہ کی ضرورت
نہو گی اور دو اک میدان داریوں کے واسطے سرداران شہر سمرقند کافی ہیں اور فرض کیجیے کہ کوئی
مددگار نہ آیا اور قضا ہماری اسی کافر کے ہاتھ سے ہے تو بھی کیا پروا ہے اسلیے کہ ہم حق پر ہیں یہ سنکر
افغان سمرقندی نے سبکو آفرین کہا اور جواب نامہ جنگ تحریر کر دیا قاصد نامہ لیکر خدمت میں
زلزال بن خلخال کے پہونچا اور جواب نامہ سے مطلع کیا زلزال حکم دینے کو تھا کہ طبل جنگ
بجے کہ چوبدار نے آکر عرض کی کہ خداوند ساریق بن لقا کا نامہ دار آیا ہے اور امیدوار باریابی ہے اور
کہتا ہے کہ میں فرمان خداوندی لایا ہوں یہ سنکر زلزال نہایت خوش ہوا اور کہا کہ ایلچی کو
بلا لو چوبدار نے عقرب عیار کو بلا لیا عقرب نے سامنے آکر سلام کیا اور نامہ ساریق بن لقا کا
زلزال بن خلخال کو دیا زلزال نے جو نامہ پڑھا بہت خوش ہوا اور محیط روشنضمیر سے کہا کہ
خداوند ساریق نے مجھے بندہ خاص کے لقب سے یاد کیا ہے اور یہ تحریر کیا ہے کہ تم بہارستان
مغرب کی طرف جاؤ اور ہمارے ناہمچو کو سمجھاؤ اگر مانے تو قیدی کو لے آؤ اور اگر نہ مانے تو اُسے
معزول کر کے خود ہمیر بن جاؤ یہ سنکر محیط روشنضمیر نے کہا کہ اے زلزال اطاعت اس فرمان کی
ہمیر کبیر بلکہ سب پر واجب ہے اسلیے کہ اب وہی ایک ساجھی ہوت کا خداوند باقی ہے اور کون رہ گیا ہے
لات اعلی میں نہ منات صنعی ہیں نہ دم خبیثہ ہیں نہ فرعون نہ ہامان نہ شداد نہ نمرود نہ خداوند
لقا ہیں علاوہ اسکے عزت بھی بڑھتی ہے حکومت بہارستان مغرب ایسے مقام کے ہاتھ آئی ہے
اتنا بڑا شخص تمھارا شریک ہوتا ہے کہ جسے ساری خدائی خداوند کے لقب سے یاد کر رہی ہے یہ سنکر
زلزال بن خلخال اور بھی مسرور ہوا اور فوراً دوسرا نامہ افغان بن طول سمرقندی کو تحریر کیا کہ
بالفعل میں بہارستان مغرب کی طرف جاتا ہوں کہ وہاں اک خاص کام کے واسطے مجھے خداوند
ساریق نے حکم فرمایا ہے معاملہ بہارستان مغرب کو طے کرنے کے بعد پھر ادھر آؤنگا اپنے دونوں
تم اپنے نیک و بد کو اور سمجھ رکھو یہ نامہ روانہ کرنے کے بعد آپ اُسیوقت کوچ کر کے جانب
بہارستان مغرب روانہ ہوا یہاں افغان بن طول سمرقندی منتظر آواز طبل جنگ تھا کہ جانب صحرا
سے تیغ گرد بلند ہوا اور آتے آتے وہ منہ گرد کا شگافتہ ہوا اور گرد سے شاہزادہ سکندر رستم فر
بارہ سو سوار ملت شکن سے نمودار ہوا اہل قلعہ نے خوشی کے نقارے بجائے اور افغان قلعہ سے

نکلکر براے استقبال روانہ ہوا اور جاکر قدمبوسی حاصل کی سکندر رستم فر نے کہا کہ تباذ دہ کا ذکر یہان
ہی جسنے ممالک اسلام کے تباہ کرنے کا ارادہ کیا ہی افغان بن طول نے عرض کی کہ پہلے تو اُسنے
پیام جنگ بھیجا تھا پھر خود بخود کوچ کرکے چلا گیا اسکا سبب نہ معلوم ہوا ہنوز یہ کہی رہا تھا کہ اک شخص نے
آکر نامہ ہاتھ مین افغان کے دیا اور نامہ دیکر چلا گیا افغان نے نامہ کو پڑھا تحریر تھا کہ بالفعل ہم
گلستان باختر پر چلتے ہین سنا ہی کہ وہان کوئی شخص فقیر بنکر آیا تھا اسنے دین خداے آسمانی
پھیلانے کا قصد کیا ہی ہم اُسکو بسزا ہو پہونچانے کے نکلے یہ مضمون دیکھکر افغان نے نامہ سکندر رستم فر
کے ہاتھ مین دیدیا سکندر نے نامہ پڑھا اور دل مین کہا کہ ہو نہو یہ فقیر رفیع البخت ہو اللہ اکبر یہ کہان کے
کہان پہونچا ہی اب اس مقام پر ٹھیرنا بیکار ہی چلکر بہارستان مغرب ہی کی سیر کرنا چاہیے
یہ سوچکر فرمایا کہ مین بھی بہارستان مغرب کی طرف جاتا ہون۔ افغان نے عرض کی کہ حضور کو
اختیار ہی لیکن اگر غلام کو عزت بخشی ہی تو قلعہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے عزت بخشیے اور
دعوت اس خادم کی قبول فرمایے سکندر نام دعوت سُنکے مجبور ہو گیا کہ رد دعوت جائز نہین ہی
افغان بن طول سمرقندی شاہزادے کو قلعہ مین لایا سامان دعوت مہیا کیا لیکن ابھی تک افغان
آگاہ نہین کہ یہ کسکے صاحبزادے ہین اور نام کیا ہی اک مرتبہ دست ادب باندھ کر عرض کی کہ حضور نے
تو شباب رستم زمان کو رکھا دیا جن لوگون نے صاحبقران اوسط شاہزادہ طہماسپ شاہ رومی کو دیکھا ہی
وہ اگر اتفاقیہ آپکو دیکھ لینگے تو یہی کہینگے کہ یہ وہی ہین کیونکہ بسبب نظر کردہ ہونے کے انہین صفت
حاصل تھا کہ ہمیشہ نوجوان رہے ضعف کے آثار اُنکے چہرہ پر نمایان نہ تھے سکندر نے کہا کہ مین
[illegible] انکا اک غلام ہون اور آنکی روح کے طفیل سے صاحبقران اوسط کا خطاب مجھے بھی دربار
ظل اللہ بادشاہ لشکر اسلام سے مرحمت ہوا ہی نام میرا اسکندر رستم فر ہی اور مین بیٹا ہون شہریار
عالیمقدار کا یہ سنکر افغان بن طول سمرقندی نہایت خوش ہوا اور شکر خدا بجالایا کہ اب بھی گلدستہ
اسلام پر رونق زیادہ ہی جو گل باغ جنت کے لینے کو گئے وہ اپنی یادگار اور قائم مقام چھوڑ
گئے غرضکہ تین روز سکندر رستم فر کو دعوت و ضیافت مین صرف ہوے بعد اسکے سکندر یہان سے
کوچ کرکے طرف بہارستان مغرب کے روانہ ہوے اب یہان سے

چند کلمے داستان بہارستان مغرب کے پہونچنا غوب شاہ سوداگر کا دربار سنجاب شاہ مغربی مین اور دیکھنا شاہزادہ رفیع البخت کو اور پہچاننا اور تصویر لینا دربار بادشاہ کی مع تصویر شاہزادہ رفیع البخت اور یہان سے کوچ کرکے طرف ملک روشن بخت کے روانہ ہونا باقی حالات متعلق داستان ہذا

بعد داستان اس مقام پر چھوڑی تھی کہ شاہزادہ رفیع البخت جسوقت دربار سنجاب مین طلب ہوتے
ہین اُس دن تو ملکہ سے فراق رہتا ہی ورنہ باغ مین بھیجین گرم مین سواے وصال ہر طرح
کے ارمان نکلتے ہین جسقدر مین پوری ہوتی ہین اور سنجاب نہایت متردد ہی کہ کیا کرون اور کیا نہ کرون

اسلیے کہ عقد دختر کی بابت جو شرط مین نے پیش کی تھی وہ بھی اسی شخص نے پوری کی علاوہ اسکے احسانات اسکے ایسے ہین جو قابل یاد رکھنے کے ہین۔ اژدر کا مارنا باغ ملکہ کو سرسبز کرنا اور اگر اسکے ساتھ عقد کیے دیتا ہون تو میرے لیے باعث بدنامی کا ہوتا ہی تو اسی فکر و تردد مین رہتا ہی کوئی بات اسکے ذہن مین نہین آتی ہی کہ اک مرتبہ چوبدار نے آکر عرض کی کہ شوب شامی سوداگر حاضر ہی اور امیدوار باریابی ہی سنجاب نے کہا کہ بلالو اسی وقت شوب شامی حاضر ہوے اور جو مال تجارتی لائق بادشاہان لائے تھے وہ پیش کیا سنجاب شاہ نے کچھ اسباب خرید کیا۔ شوب شامی سوداگر نے عرض کی کہ کل میرا ارادہ ملک روشن بخت کی طرف جانے کا ہے سنجاب شاہ نے کہا کہ کل نہین بلکہ پرسون جانا اسلیے کہ مجھے تم سے کچھ حالات اُن مقامات کے دریافت کرنا ہین جہان سے ہو کر تم آتے ہو۔ شوب شامی نے عرض کی کہ اگر کوئی کام آپکا ہو تو مین مہینہ بھر نہ جاؤن یہ کہکر رخصت ہوے جب دوسرا دن ہوا تو سنجاب نے بلا بھیجا شوب شامی پھر آئے آج دربار سنجاب مین شاہزادہ رفیع البخت بھی اسلحہ لگائے ہوے اک دنگل پر بیٹھے تھے اور دربار سنجاب کا پہلوانان نامی و گرامی سے بھرا ہوا تھا سنجاب شاہ تخت پر بیٹھا تھا شوب شامی نے آکے سلام کیا کرسی بیٹھنے کو عنایت ہوئی شوب شامی سلام کرکے بیٹھ گئے لیکن نظر شوب شامی کی رفیع البخت پر جو پڑی غور سے دیکھنے لگے اور دل مین کہنے لگے کہ یہ تو وہ شخص معلوم ہوتا ہی جسکو مین نے تخانہ آذر مین دیکھا تھا جس نے طلسم نور آگین کو فتح کیا تھا اب نشانات اولاد صاحبقران کو غور کیا تو خال و خط ابراہیمی و رز کفین حلیہ سب چیزین موجود ہین شوب شامی مرد مسلمان ہی لیکن چونکہ ہر مقام پر بغرض تجارت جاتا ہی تو مذہب کو اپنے پوشیدہ کیے رہتا ہی اظہار مذہب کو مناسب نہین جانتا اسکو رفیع البخت کی یہ حالت دیکھکر نہایت افسوس ہوا اور دلمین کہا کہ یہ شاہزادہ کس پیچ مین آکر یہان پھنس گیا ہی اتنے مین سنجاب شاہ مغربی شوب شامی کی طرف مخاطب ہوا اور کہنے لگا کہ اس زمانے مین تمنے کس کس ملک کی سیر کی کہان کہان پہونچے کچھ حالات سفر بیان کرو کہ مجھے ان باتون سے دلچسپی زیادہ ہی شوب شامی نے حالات سفر بیان کرنا شروع کیے دیر تک یہ حالات سفر بیان کیا کیا اور اسی سلسلہ مین اسنے یہ بھی کہدیا کہ طلسم نور آگین کی طرف مین اُس زمانے مین گیا تھا جبکہ طلسم پر تباہی آئی ہوئی تھی فرزند صاحبقران شاہزادہ رفیع البخت لوح حاصل کرکے طلسم پر چڑھ گیا تھا یہ باتین سنکر رفیع البخت کے کان کھڑے ہوے اور انکو یہ خیال پیدا ہوا کہ چونکہ یہ شخص مجھکو دیکھ چکا ہی ایسا نہو پہچان لے اور راز میرا فاش ہو لیکن شوب شامی کو یہ منظور تھا کہ مین راز فاش کرون بلکہ غرض یہ تھی کہ رفیع البخت کے کان کھولون کہ اس مقام پر بھی آپکا اک جاننے والا موجود ہی الغرض جب باتین تمام ہوئین تو شوب شامی نے سنجاب سے عرض کی کہ مین چاہتا ہون ایک تصویر دربار حضور کی لون اسلیے کہ شاہ و شہریار نامبرآوردہ لوگون کے مشتاق رہتے ہین انکو اس تصویر کے ذریعہ سے نفع حاصل ہوگا اور لوگ آپ کی زیارت سے گھر بیٹھے مشرف ہونگے کہ سارے کا نامور ایسا ہی اور اسکے اہل دربار کیسے کیسے معزز اور زبردست پہلوان ہین سنجاب شاہ مغربی نے عرض شوب شامی سوداگر کی قبول کی۔ شوب شامی نے مصورون کو بلوا کر اسی وقت نقشہ کھنچوالیا صرف رنگ بھرنا باقی رہگیا تھا دوسرے روز رنگ بھی بھروا کر مرقع کو درست کیا اور

مستجاب شاہ مغربی کو سلام رخصت کر کے طرف ملک روشن بخت کے روانہ ہوا چونکہ تجارت بھی
اسکو مقصود تھی اور ملازمت بادشاہ اسلام سے بھی مشرف ہوا تھا اس بنا پر پہلے اسنے اسی طرف
کا قصد کیا اور کوچ مقام کرتا ہوا ملک روشن بخت مین پہونچا لشکر اسلام مین داخل ہوا راستون
مین سرداران اسلام سے ملاقات ہوئی شوب شامی نے ایک ایک کو پہچانا بعضے ایسے تازہ وارد
سرحامے تھے کہ انکو نہ پہچانا لیکن سلام کر لیا اسی اثنا مین طلحہ بن لندھور سے ملاقات ہوئی طلحہ نے
کہا اے شوب شامی ابکی تو بہت زمانے کے بعد تم آئے اتنے دنون کہان رہے شوب شامی
نے عرض کی کہ حضور پیشہ ہمارا ایسا ہی کہ ایک جگہ آرام ہی نہین لینے دیتا کبھی اس ملک مین کبھی
اُس شہر مین خدا جانے کن کن مقامات پر پہونچا کیا کیا تماشے آنکھون سے دیکھے طلحہ بن
لندھور نے کہا کہ تم تو اپنے پیشے کی مذمت کرتے ہو لیکن واقعہ ہی کہ اس سے بہتر کوئی پیشہ نہین
بعد بادشاہی کے اگر ہی تو تجارت ہی ہی بلکہ ایک اعتبار سے سلطنت سے بھی سوداگری بہتر ہی
کہ اسکو زوال ہی اور اسکو زوال نہین سلطنت کے ہزار عدو مین جسنے کمزور پایا چڑھ دوڑا ملک و مال
چھین لیا اور نسل تک باقی نہ رکھی کہ شاید یہ کبھی قوت پائے سر اٹھائے اور کسی نے رحم کھا کے
چھوڑ بھی دیا تو جو بادشاہ تھا وہ فقیر ہو گیا اور تجارت کو زوال ہی نہین ہی بادشاہ رعایا کا محافظ
رہتا ہی سوداگر کا مال کوئی نہین چھین سکتا ہی شوب شامی نے عرض کی کہ اے دارائے ہند
مین تو کچھ لشکر اسلام کا اور ہی رنگ پاتا ہون جن لوگون کو اس سے پیشتر دیکھا تھا وہ دکھائی
نہین دیتے چند صورتین تو میری پہچانی ہوئی ہین اور بہت سی صورتین ایسی دکھائی دیتی ہین جنکو
اس سے پہلے کہین نہ دیکھا تھا شوب شامی سے کہا کہ یہ انقلاب گردش زمانہ ہی اے شوب
شامی اب نہ تھا دور صاحبقرانی کا ہی اور ابھی ابتدائی حالت ہی ہنوز صاحبقرانی جمنے نہین پائی
ہی جو اگلے لوگ تھے انمین سے زیادہ ایسے ہین کہ جو سرزمین ہلاک مین سو رہے ہین کہ اب شور
حشر کے بیدار ہونگے ہم ایسے سخت جان بچ گئے انمین اکثر تو صاحبقران ثالث شاہزادہ
بدیع الملک کے ہمراہ جانب خانہ کعبہ روانہ ہو گئے چند کس جنکو صاحبقران نے یہان حکم
کر کے چھوڑا وہ موجود ہین باقی نئے نئے لوگ ہین تمہارے پہچاننے والے بہت کم ہین
شوب شامی نے افسوس کیا اور کہا کہ خدا اس گلدستۂ اسلام کو قائم رکھے ہمین تو کچھ نہین
باسی پھولون کی مہک اچھی معلوم ہوتی ہی یہ تازہ گل تو کچھ بیمروت سے معلوم ہوتے ہین
وہ رنگ وفا نہین نکلتا جو اگلے پھولون مین تھا طلحہ نے کہا کہ ۔ ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر
است ۔ شوب شامی نے طلحہ سے کہا کہ میرے حاضر ہونے کی اطلاع بادشاہ اسلام سے
کیونکر ہو طلحہ نے کہا کہ مین خود ذکر کر کے تمکو بلواؤنگا ۔ شوب شامی سلام کر کے دعائین دیتا ہوا
اپنے خیمہ کی جانب روانہ ہوا جو مقام اسکو خواجہ خضران کے ہاتھون نے بتا دیا تھا وہان جا کر
یہ تاجر ٹھہرا اور طلحہ بن لندھور جانب بارگاہ سلیمانی روانہ ہوے یہان بادشاہ اسلام تخت
پر جلوہ گر تھے صاحبقران حق پژوہ دنگل نادجیر پر متمکن تھے سردار آتے جاتے تھے اور
مجرا کر کے اپنے اپنے دنگل پر بیٹھتے جاتے تھے طلحہ بن لندھور بھی پہونچے مجراگاہ پر سے
مجرا کر کے اپنے دنگل پر جا بیٹھے چونکہ باتون مین شوب شامی کے طلحہ بن لندھور کو کسیقدر
حاضر ہونے مین عرصہ ہو گیا تھا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اے دارائے ہند آج کسیقدر

عرصہ ہوا مزاج تمہارا کیسا تھا طلحہ نے عرض کی کہ حضور کے اقبال سے کوئی شکایت نہیں ہے وجہ یہ
ہوئی کہ میں حاضر ہونے کو تھا کہ شوب شامی سوداگر بہارستان مغرب کی جانب سے یہاں آگئے
اُنسے باتیں ہونے میں کسیقدر عرصہ ہوا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اس نام سے تو کان آشنا
معلوم ہوتے ہیں شاید یہ سوداگر اور کبھی بھی بارگاہ اسلام میں آیا ہے طلحہ نے عرض کی کہ حضور دو
باتیں مرتبہ حاضر ہوکر شرف آستان بوسی حاصل کر چکا ہے اور اب جو آیا ہے تو اُسکی باتیں کیا ہیں کہ بڑے
کیے ہی ہیں جب وہ اُسوقت میں آیا تھا کہ باغ اسلام بہار پر تھا اب ہم انہیں گلوں کو پوچھتا ہے جس سے
گذشتگان راہ عدم کا داغ فراق تازہ ہوتا ہے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اسے ہمارے
خاندان سے محبت قلبی ہے اسے طلحہ جلد شوب شامی کو بلواؤ طلحہ نے اُسی وقت اپنے عیار کو بھیجا
کہ جاکر شوب شامی سے کہو کہ جلد حاضر ہو ظل اللہ یاد فرماتے ہیں اور اسوقت کوئی مال تجارت
اپنے ہمراہ نہ لانا کہ موقع نہیں ہے بادشاہ اسلام کو تمہارا دریافت کرنا ہے عیار روانہ ہوا شوب شامی
نہا کے اُٹھے تھے پوشاک بدل رہے تھے کہ عیار پہونچا اور حکم بادشاہ آویزہ گوش کیا اُسیوقت
شوب شامی لباس درباری پہنکر عیار کے ہمراہ ہوا عیار شوب شامی کو اپنے ساتھ لیے ہوئے
خدمت بادشاہ اسلام میں حاضر ہوا شوب شامی نے مجرا کیا اور نذر دکھائی بادشاہ نے نذر
معاف کی اور کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا شوب شامی سلام کرکے بیٹھ گیا بادشاہ اسلام نے حالات
سفر دریافت کیے شوب شامی نے اپنا سفرنامہ زبانی بیان کیا اور عرض کی کہ جسقدر میں نے
اہل اسلام کو افسردگی کی حالت میں دیکھا اُسیقدر کفار کو خوشحال پایا خصوصاً ملک باختر جہاں
علمداری ساریق بن لقا کی ہے زمانے بھر کے کافر جمع ہوتے جاتے ہیں عجب نہیں ہے کہ یہ مادہ
جمع ہوکر کچھ فساد پیدا کرے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ زلزال بن جلجال نے بھی
غار افراسیاب سے سر نکالا ہے اور ہمارے ملکوں کو خراب کرتا پھرتا ہے چنانچہ حاکم شہر سمرقند کا آدمی
برائے طلب امداد آیا تھا یہاں سے شاہزادہ سکندر رستم نوصاحبقران اوسط اور شاہزادہ سہراب ثانی
برائے مدد روانہ ہوئے ہیں کچھ حال اُنکا نہیں معلوم اور اس سے پیشتر شہزادہ رفیع البخت شکارگاہ سے
گم ہوئے ہیں اُنکی خبر وعافیت نہ معلوم ہونے سے دل پریشان ہے۔ شوب شامی نے عرض کی کہ جسقدر
مجھے معلوم ہے وہ تو عرض کیے دیتا ہوں جسوقت میں شہر سمرقند سے چلا تھا تو راستے میں مجھکو فوج زلزال ملی
تھی واقعی میں کروڑ ہا سرکش لوگ جمع ہوئے ہیں ہر ایک فرعون وقت بنا ہوا ہے بعد اسکے جب میں بہارستان
مغرب میں پہونچا تو راستے میں یہ خبر سنی کہ نہیں معلوم کس مضمون کا نامہ ساریق بن لقا کی طرف سے زلزال
کو پہونچا کہ اُسنے شہر سمرقند سے منھ موڑا اور بہارستان مغرب کا رخ کیا نہیں معلوم کس غرض سے بہارستان
مغرب کی جانب آرہا ہے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ خیر ہے رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ٭
لیکن یقین ہے کہ شاہزادہ سکندر رستم خود تعاقب میں اُسکے جائینگے اور بغیر سزائے معقول دیے ہوئے
واپس نہ آئینگے کہ بڑی ہمراہی سے تشریف لیگئے ہیں شوب شامی نے عرض کی کہ مجھے بہارستان
مغرب میں ایک شخص پر شاہزادہ رفیع البخت کا شبہہ ہوا تھا میں نے پورے دربار کی تصویر
کھنچوائی ہے اور وہ تصویریں لیتا آیا ہوں مجھے خیال پڑتا ہے کہ اس شاہزادہ کو میں نے آتشکدہ آذر
میں دیکھا تھا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ لاؤ وہ نقشہ میں بھی دیکھوں شوب شامی نے تصویر
بارگاہ سنجاب شاہ مغربی کی پیش کی بادشاہ نے نقشہ کو ملاحظہ فرمانا شروع کیا اسی سلسلہ میں

نظر تصویر رفیع البخت پر پڑی دیکھا کہ لباس سپہگری پہنے ہوئے دنگل پر بیٹھے ہیں بادشاہ اسلام
نے وہ نقشہ شہنشاہ گوہر کلاہ کو دیدیا اور فرمایا کہ مجھے تو یہ تصویر کل حدیقہ صاحبقرانی کی معلوم
ہوتی ہے شہنشاہ گوہر کلاہ نے کہا کہ بیشک انھیں کی تصویر ہے وحید الملک نے دیکھا انھوں نے
بھی کہا کہ سوا بجپا کے دوسرے کی یہ تصویر ہو ہی نہیں سکتی اب وہ نقشہ تمام بارگاہ میں پھرایا
گیا اور ہر ایک سردار نے اس نقشہ کو دیکھا کسی نے یہ نہیں کہا کہ یہ تصویر رفیع البخت کی نہیں ہے
بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اے شوب شامی یہ تمنے ایسا مژدہ خوشی سنایا ہے کہ تردد رفع
ہوگیا کچھ یہ بھی معلوم ہے کہ کسطرح وہاں پہونچے اور بادشاہ مغرب کیونکر پیش آتا ہے شوب شامی
نے عرض کی کہ حضور مفصل حال تو معلوم نہیں لیکن اتنا سنا ہے کہ فقیر بنکے اس ملک میں پہونچے
تھے پہلے کرامت یہ دکھائی کہ دختر بادشاہ کا باغ جو سرسبز ہونا تھا دعا کرکے سرسبز کیا شاہزادی تو
اسی دن سے مرید ہوگئی اسکے بعد بادشاہ کے دربار تک رسائی ہوئی بادشاہ کے خواب کی تعبیر
بتائی اک نہنگ درۂ کوہ سے نکلکر شہر غرویہ کو برباد کیا کرتا تھا اسکو مارا پھر بادشاہ نے اپنی دختر
کی شادی میں یہ شرط پیش کی تھی کہ میری سلطنت میں ایک موتی ہے جو اسکا جوڑا پیدا کردے میں
اسکے ساتھ شادی اپنی دختر کی کردونگا میں نے بالا بالا سنا ہے کہ شاہزادہ رفیع البخت نے موتی
بھی کہیں سے لاکے دیا لیکن بادشاہ کو اس بنا پر تامل ہے کہ میں نامبر سارق ہوں اپنی دختر
ایسے شخص کو کیونکر دیدوں جو بلباس فقیری یہاں آیا تھا لوگ مجھے طعنہ زن ہونگے لیکن ایک بات
کا مجھے تردد ہے کہ اگر زلزال بن قلقال بہارستان مغرب میں آگیا ہوگا تو ضرور جنگ ہوگی اسلیے
کہ حسن شاہزادی کا شہرہ آفاق ہے اور زلزال بھیجا ہوا سارق کا ہے عجب نہیں ہے کہ ہر قسم کے دباؤ
ڈالے اور سنجاب شاہ مغربی کو اٹھانا پڑیں دیکھا چاہیے کہ انجام کیا ہوتا ہے شہنشاہ گوہر کلاہ
نے فرمایا کہ زلزال ملعون انکا کیا بنا لیگا اگر لڑیگا تو مارا جائیگا شوب شامی نے عرض کی کہ اسمیں
شک نہیں کہ وہ زور بازوے صاحبقرانی میں کسکی مجال ہے کہ انسے مقابلہ کرکے سرسبز ہوسکے
لیکن مجھے خیال اسکا ہے کہ زلزال بن قلقال کے ساتھ ایک بلا اور ہے جسکا علاج کسی کے پاس نہیں
وہ یہ ہے کہ محیط روشنضمیر جسکے اغوا کرنے سے زلزال نے خروج کیا ہے محیط کے پاس اک آئینہ ہے
جسپر وہ عکس آئینہ ڈالدیتا ہے وہ بیہوش ہوکے جانور بنجاتا ہے جب زلزال مغلوب ہوگا تو
محیط روشنضمیر ضرور آئینہ سے کام لیگا یہ سنکر بادشاہ اسلام بہت پریشان ہوئے اور خواجہ
زادوں کو طلب کیا کہ بغیر انکی رائے کے اب کسیکا بھیجنا مناسب نہیں معلوم ہوتا چنانچہ حسب الحکم
بادشاہ اسلام خواجہ زادے حاضر ہوئے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ شاہزادہ رفیع البخت کا پتا
معلوم ہوگیا لیکن یہ بات اپنے علم کے ذریعہ سے بتائیے کہ کس شخص کو انکی مدد کے واسطے بھیجا جائے
خواجہ زادوں نے زائچہ کرکے استخراج احکام کیا اور عرض کی کہ سوا خواجہ خضران بن عثمانی کے
دوسرے کا یہ کام نہیں ہے اسلیے کہ محیط روشنضمیر تو ساحر ہے وہ آئینہ سحر کا ہے نہ اسکا علاج
کسی کے امکان میں ہے یہ سنتے ہی خواجہ خضران کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور بادشاہ اسلام
سے عرض کی کہ غلام ابھی جاتا ہے انشاءاللہ وہ سزا اسے معقول اس محیط روشنضمیر ملعون کو دونگا
کہ وہ بھی یاد کریگا بادشاہ اسلام نے راہ خرچ کے نام سے ایک لاکھ روپیہ خضران کو دلوادیا خضران
دعائیں دیتا ہوا اسیوقت جانب بہارستان مغرب روانہ ہوگیا اسکے بعد بادشاہ اسلام نے

خوب شامی سے جسقدر مال اُنکے ساتھ تھا خود لیا اور خلعت دیکر رخصت کیا خوب شامی دعائین دیتا ہوا اپنے وطن کو روانہ ہوا لیکن اب یہان سے

چند کلمے داستان بہارستان مغرب کے پہونچنا زلزال بن خلخال کا مع محیط روشن ضمیر اور شہرہ حسن ملکہ شنگر خواستگار ہونا بادشاہ مغرب کا انکار کرنا لیکن وزراے سلطنت کی رائے سے بکراہت منظور کرنا۔ جہتر سرخیل عیار سرمست کا زلزال کو دھوکا دینا آخر جنگ ہونا۔ باقی حالات متعلق داستان ہذا

غزل ذو قافیتین برآغاز داستان

راز الفت اُس پری سے ہو نہان دشوار ہے
جو عیان ہو پاس پھر اُسکا نہان بیکار ہے

کیا کہیں اپنی بہیچ تار رگان دشوار ہے
ناتوان ہیں ہم کو گرد کاروان دیوار ہے

میرے دل کو آجکل نالوں کی عادت ہوگئی
فرقت محبوب میں آہ و فغان ہر بار ہے

اور کوئی کام عاشق کا نہیں اسکے سوا
نام تیرا اے صنم ورد زبان ہر بار ہے

زیست کا پھر کیا مزا جب ہجر برسوں کا ہو
زندگی سے اپنی تیرا ناتوان بیزار ہے

بہکی بہکی باتیں کرتا ہے ہر اک میخوار سے
نشہ میں کچھ آج خود پیر مغان سرشار ہے

زرد ہے نرگس گل بادام کو سکتا سا ہے
چشم جانان دیکھکر سب بوستان بیمار ہے

حال عاشق کا کوئی اُس سے اگر پرسان ہوا
سر جھکا کر یار یہ بولا کہ ہان بیمار ہے

عشق تم سے کیا کیا عالم سے نفرت ہوگئی
شکل کیسی نام سے سارا جہان بیزار ہے

خوشہ چین لیجائین خرمن سے مرے مضمون
فضل خالق سے مضامین کا یہان انبار ہے

زار گو ہی بلبل اے صیاد پر اللہ رے شوق
دیکھ اُڑ جانے کو سوے بوستان تیار ہے

فتنہ محشر بپا ہونے لگا ہر گام پر + +
کیا قیامت کی تری اے نوجوان رفتار ہے

یار کیا آیا بہار آئی شگفتہ دل ہوا +
وصل کی شب ہم سرا سارا مکان گلزار ہے

سخت جان ہون تیغ ابرو مجھ پر اے قاتل لگا
گر تری تلوار کو سنگ فسان درکار ہے

الفت گیسوے جانان کا تحمل ہے محال
کون اٹھائے سر پہ یہ بار گران بیگار ہے

لوٹتے ہیں بسمل اے قاتل نہ ہو سیر وار
کیا صفائی ہاتھ کی ہے کیا روان تلوار ہے

رہرو ملک عدم بستر اُٹھائے جائے ہیں
کوس رحلت بج چکا ہے کاروان تیار ہے

وا سیہ مارا جال اُسکا دل چرا کر لے گئی
کسقدر وہ کاکل عنبر فشان طرار ہے

جانتا ہوں جاؤں چوری سے مکان یار میں
دل کو یہ دھڑکا لگا ہے پاسبان بیدار ہے

ایک ہی تلوار میں عاشق کا سر تن سے اُڑا
دست تیرا کسقدر اے نوجوان تیار ہے

قتل کا مژدہ دیا جسکو وہ بسمل ہوگیا
سچ اگر پوچھو تو قاتل کی زبان تلوار ہے

بعد مردن قبر پر تیغہ لگا ہے نغول
بے نشان خود ہوگئے جب پھر نشان بیکار ہے

بجھ عجب سامان مرے دل کی اسیری کے ہوئے
استخوان سینے کے پہونچائے ہین نالہ تالب
بیخبر دل لیگا اک یوسف لقا کو مانحن مول

عشق گیسو سلسلہ آہ و فغان جھنکار ہے
ناتوان کی آہ کو بھی ہر دہان درکار ہے
کسجگہ سودا یہ بکتا ہے کہان بازار ہے

راویان شیرین زبان و حاکیان رنگین بیان اس داستان شجاعت عنوان کو یون بیان کرتے
ہین کہ سنجاب شاہ مغربی اپنے ایوان مین بیٹھا ہی اراکین دولت جمع ہین افسران فوج حاضر ہین
شاہزادہ رفیع البخت بھی ایک دنگل پر متمکن ہین سنجاب شاہ نے بھی دل مین قصد کر لیا ہی کہ آج
اس شخص سے اسکا وطن اور خاندان دریافت کرنا چاہیے اگر یہ عالی خاندان ہو تو اسی کے ساتھ
ملکہ کا عقد کر دون گو کہ یہ بحالت خراب میرے ملک مین آیا تھا لیکن چہرہ سے اسکے آثار سرداری
و شہریاری نمودار ہو رہے ہین ضرور یہ کسی مقام کا فرمانروا یا کسی فرمانروا کا فرزند ہی اور اسوقت تو
میری سلطنت کا ایک رکن عظیم ہے کہ نہنگ کو مار کر کیسی بلاے سخت سے دونون کو نجات دی ۔
پہلوانان لشکر بھی اب برابری کے لگے ہین علاوہ اسکے مجھے وہ خواب اپنا یاد ہی اور اسکی تعبیر کو محسن سے
بہی کرانا چاہیے اسکے احسانات ایسے ہین جو اس بات سے بھی بڑھے ہوے ہین کہ مین اپنی
دختر کی شادی اسکے ساتھ کر دون اسوقت کی پریشانی اسکی اسکے خاندان پر خاک نہین ڈال سکتی
بقول شاعر ؎ جو خاص بندے ہین وہ بندہ عوام نہین ٭ ہزار بار جو یوسف بکے غلام نہین
چاند پر خاک ڈالے سے پڑ نہین جاتی ہی بلکہ اس سے قبل تنہائی مین وزرا سے جو رائے
لی تھی تو نجم اختر شناس نے عرض کی تھی کہ ایسا داماد حضور کو دوسرا ملنا غیر ممکن ہی انسان
دختر کو اپنے لیے بہتر ڈھونڈھ کے سپرد کرتا ہی اسکا مین ذمہ کرتا ہون کہ جس وقت اس شخص کا
خاندان تحقیق ہو گا یہ خاندان عالی ہے نکلیگا اگر خلاف اسکے ہو تو دن بچہ کو لہو مین پلوا دیجیے
مجھے اپنے علم سے دریافت ہوتا ہی کہ یہ شخص نہایت عالی نسب ہی اور صاحب اقبال ہی اسکی وجہ
سے آپ رتبہ اعلی کو پہونچینگے غرضکہ نجم اختر شناس نے کوئی دقیقہ سعی کا فروگذاشت نکیا تھا
لیکن ہامان دانشور وزیر دوم کی رائے اسکے خلاف تھی ہامان کہتا تھا کہ مجھے اس شخص پر فتنہ گر
ہونے کا شبہہ ہی ضرور یہ شخص خدا پرست ہی ۔ باتین سنجاب کے خیال مین تھین لیکن اب
نجم اختر شناس کی رائے کو یہ ہامان کی رائے سے بہتر سمجھنے لگا تھا کہ ایک مرتبہ جو جری ہرکارہ
کی گرد مین آلودہ پسینے مین غرق آکے حاضر ہوئی اور بعد دعا و ثنا سے سنجاب شاہ بجالانے کے
عرض کی کہ زلزال بن ضحاک بن صلصال بن دال بن شمامہ جادو تین لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت
سے اسطرف آتا ہی اور سنا گیا ہی کہ کوئی فرمان خداوندی بھی اسکے پاس ہی یہ سُنکے سنجاب شاہ
کسقدر متردد ہوا کہ یہ نئی بات کیسی جو فرمان خداوند کا آتا تھا اور راست آتا تھا اب زلزال فرمان
لیکر آتا ہی اسمین کوئی بات ضرور ہی چونکہ سنجاب تو بہر قدرت اور بہر سارق کا کہلاتا ہی پیشوائی
کے واسطے جانا اسکی شان و حکمت کے خلاف تھا لہذا یہ آپ تو نہین گیا بلکہ سرداران لشکر کو برا
استقبال روانہ کر دیا اور شاہزادہ رفیع البخت کی طرف مخاطب ہو کے کہا کہ چاہیے تم بھی جاؤ
رفیع البخت نے انکار کیا اور اپنے باغ مین چلے آئے لوگ پیشوائی کے واسطے گئے اتنے مین
صحرا سے گرد اڑی اور تین سو علم فشانہ مین لاکھ سوار کا نمودار ہوا پھریرون کے رنگ سیاہ زنگار کے
تھے تصویرین بتون کی ہر علم کے پھریرے پر بنی ہوئی تھین زلزال کرگدن مست پر سوار تھا

محیط روشن‌ضمیر تاج سر پر رکھے ہوئے تخت پر بیٹھا تھا سرداران سنجاب شاہ مغربی نے بڑھکر
ملاقات کی زلزال نے پلٹ کے افسران فوج کو حکم دیا کہ لشکر کو اتار دو خیمہ برپا کرو کہ میں بعد ملاقات
ناہمبرد واپس آؤنگا فوج نو قریب ملک سنجابیہ کے اُترنے لگی خیمے خرگاہیں راوٹیاں سراپردے
بارگاہیں برپا ہونے لگیں بازار لشکر کے کھل گئے اور زلزال ہمراہ عنطر دیوکش کے باتیں
کرتا ہوا داخل شہر سنجابیہ ہوا سرداران سنجاب شاہ مغربی سیر ملک کی کراتے ہوئے زلزال کو
قریب ایوان شاہی کے لائے زلزال کو بہارستان مغرب کی فضا بہت پسند آئی دل میں کہا
کہ اگر حکومت اس مقام کی ہاتھ آئے تو ہزار درستان سے ہزار درجہ بہتر ہے جس وقت زلزال داخل
بارگاہ سنجاب ہوا تو سنجاب شاہ نے بھی سروقد تعظیم دی اور بغلگیر ہوا سنجاب شاہ مغربی
نے بیٹھنے کا اشارہ کیا زلزال کے لیے ایک بہت بڑا دنگل جواہر نگار پہلے سے بچھوا دیا گیا تھا
زلزال اس دنگل پر تن کے بیٹھا اور محیط روشن‌ضمیر گوشۂ تخت پر متمکن ہوا سنجاب شاہ مغربی چشم و
ابرو سے ان دونوں کے سمجھ گیا کہ ارادہ انکا یہ معلوم ہوتا ہے اور کوئی علم قوی انکے پاس ہے جسکی بنا پر
یہ سرکشانہ طرز سے ملے ورنہ میں وہ شخص ہوں کہ پیغمبر قدرت کہلاتا ہوں کسکی مجال ہے جو مجھسے سر
اٹھا کر ملے یا آنکھ ملا کے بات کر سکے چونکہ یہ دونوں فرستادہ ساریق بن لقا تھے اور مہمان تھے
خاطر و مدارات انکی سنجاب شاہ مغربی پر واجب تھی سنجاب شاہ مغربی نے بڑی دھوم سے
دعوت کی جب دعوت و ضیافت سے فرصت ہو چکی تو زلزال نے فرمان خداوندی پیش کیا مضمون
یہ تھا کہ اے بندۂ خاص الخاص ہمیں یہ حرکت اپنے پیمبر کی نہایت ناگوار گذری کہ تم نے ایک فقیر
کو اسقدر عروج دیا کہ جسکی شکایت ہم تک پہونچی اور ہمیں معلوم کر سنجاب شاہ نے اس فقیر کی طرف
توجہ کی افسوس کی بات ہے کہ ہمارا پیمبر ہو کر اسکی عقل میں یہ بات نہ آئی کہ فقیر کو یہ کشف و کرامات
عنایت کیے ہمیں ہر طرح کا اختیار حاصل ہے کہ ہم چاہیں تو آدمی کو فرشتہ بنا دیں اور فرشتے کو حیوان
بنا دیں ہر چیز کو دیکھکر ہماری قدرت کی تعریف کرنا چاہیے نہ کہ اس چیز کی جسکو ہمنے بنایا ہے لہذا
ملک سنجابیہ میں جا کر ہمارے پیمبر سے ملو اور اس سے کہو کہ اگر خیریت اپنی چاہتا ہے تو اس فقیر
کو مقید کر کے ہمارے پاس بھیجدے اور اگر یہ منظور نہیں ہے تو عہدۂ پیغمبری اور سلطنت سے
دست بردار ہو جاوے ہمنے تمکو بجائے سنجاب اپنا پیغمبر معین کیا ہے فرمان دیکھتے ہی چہرہ سنجاب
کا متغیر ہو گیا دیر تک سکوت میں بیٹھا رہا کہ کیا کروں کیا نہ کروں اگر فرمان خداوندی پر عمل کرتا ہوں
تو ثواب کے خلاف ہوتا ہے اور اگر ثواب کی پابندی کرتا ہوں تو حکم خداوندی کے خلاف ہوتا ہے اور
سلطنت بھی جاتی ہے بڑی مشکل ہے اور زلزال نے بار بار جواب طلب کرنا شروع کیا سنجاب نے
کہا کہ اے زلزال کیونکر ہو سکتا ہے کہ جو شخص اپنا محسن ہو میں اسکو بیگناہ قید کروں خلقت مجھے
کیا کہیگی اور خود وہ شخص کیا کہیگا جو نیکی کے عوض بدی دیکھیگا۔ زلزال نے کہا کہ اگر یہ منظور نہیں ہے
تو عہدۂ پیغمبری سے ہاتھ اٹھائیے سنجاب شاہ مغربی نے کہا کہ یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ اپنے
ہاتھ سے اپنی سلطنت دوسرے کے اختیار میں دیدیں چونکہ عذاب خداوندی کے سبب
عقل میری چکر میں ہے اسوقت میں کوئی جواب شافی دے نہیں سکتا ہوں لہذا دوسرے وقت
جواب اسکا مجھ سے طلب کیجیے گا تو میں کہونگا زلزال نے کہا کہ اسکا مضائقہ نہیں ہے غرضکہ زلزال
اس وقت تو مع محیط روشن‌ضمیر اٹھکر وہاں سے چلا آیا سنجاب شاہ نہایت پریشان ہوا اور ایک

دولت سے راے کی کیا کرنا چاہیے نجم اختر شناس نے کہا کہ آپ گیارہ بارہ لاکھ آدمیوں کا لشکر
رکھتے ہیں کیسے کیسے پہلوانان نامی وگرامی آپ کی سلطنت میں موجود ہیں اگر ایسے ایسے جنگیوں
سے ڈر جائیگا تو سلطنت ہو چکی اُس سے کہنے کا اور اگر کوئی خواہش تمھاری ہو تو میں اُسکے پورا
کرنے کو موجود ہوں سنجاب شاہ کو یہ راے نجم اختر شناس کی پسند آئی لیکن ہامان وزیر نے
عرض کی کہ آپ دوسرے کے واسطے اپنے جان ومال کو کیوں معرض خطر میں ڈالتے ہیں یہ فقیر آپکا
کون ہے جسکی وجہ سے خداوند سے بگاڑتے ہیں باندھ کے مشکیں حوالے کر دیجیے سنجاب شاہ
مغربی نے دانتوں کے نیچے اُنگلی دبائی اور ہامان دانشور سے کہا کہ یہ فعل شان شاہی و شہریاری
عدل وانصاف کے بالکل خلاف اور سراسر ظلم ہے علاوہ اسکے مجھے اپنے خواب کی پابندی بھی لازم
ہے اور ایسے خواب اکثر صحیح ہوتے ہیں جنکا اثر بیداری کے بعد دیر باقی رہے ہامان نے کہا کہ خواب
کی پابندی فرض ہے یا حکم خداوند کی اطاعت لازم ہے سنجاب نے کہا کہ خداوند تو پاگل اور مسخرا
ہو گیا ہے جیسا وہ خداوند ہے ویسا میں پیغمبر ہوں میں اُسے خوب جانتا ہوں اور وہ مجھے خوب
پہچانتا ہے اُسکی سلطنت بڑی ہے اور فوج فراوان رکھتا ہے ساحر اُسکے فرمانبردار ہیں اس سبب سے
وہ خداوند بنا بیٹھا ہے اگر میرا سامان ویسا ہی ہوتا تو میں خداوند ہوتا اور وہ پیغمبر بن جاتا ان باتوں
کو جانے دو حقیقت حال پر نظر رکھو ہامان نے یہ سنکے گردن جھکالی یہ خبر شاہزادہ رفیع البخت
کے گوش زد ہوئی اسطرح کہ یہ دروازہ باغ پر کھڑے تھے کہ سرمست دربار سے چلا ہوا آیا شاہزادہ نے
حالات دریافت کیے سرمست نے خلاصہ بیان کیا کہ زلزال بحکم ساریق بن لقا آپکو طلب کرتا ہے
بادشاہ دینے سے انکار کرتا ہے عجب نہیں کہ نوبت جنگ کی آئے ہامان وزیر نے بہت سمجھایا
کہ فقیر کو باندھ کے دیدیجے مگر سنجاب نے اس بات کو گوارا نہیں کیا ہے دیکھیے یہ اونٹ کس کل
بیٹھتا ہے اے شہریار آجکل آپکا دربار سنجاب میں تشریف لیجانا خلاف مصلحت بھی تھا اور اب
میری یہ راے ہوئی ہے کہ آپ کہیں تشریف لیجائیے بلکہ میں بھی ہمراہ ہوں اور ملکہ کو بھی لیے آتا ہوں
رفیع البخت ہنسے اور فرمایا کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ میں کیا موم کا ہوں کہ پگھل جاونگا سنجاب شاہ
تو میرے سبب سے اپنے سر یہ آفت مول لے اور جسے اپنا خداوند جانتا ہے اس سے بگاڑے اور
میں اُسے چھوڑ کر چلا جاؤں اور مزہ آمیز یہ کہ اُسکی دختر کو بھگا لیجاؤں سے این خیال است ومحال است و
جنون + نہ کبھی میرے بزرگوں نے ایسا کیا نہ مجھ سے ہو سکیگا بلکہ میں اسیوقت سنجاب شاہ پاس
چلونگا اسی معاملے میں اب مجھے کچھ نہیں کرنا ہے سرمست پریشان ہوا کہ کاش میں یہ خبر نہ بیان کرتا
دیکھنا چاہیے کہ یہ وہاں پہونچکر کیا باتیں کرتے ہیں شاہزادہ نے مرکب طلب کیا اور سوار ہو کر جانب
مکان سنجاب کے روانہ ہوئے سرمست فیل زور بھی ساتھ ہوا جسوقت دروازہ ایوان پر پہونچے
اور سنجاب شاہ مغربی کو اطلاع دی کہ درویش رفیع تشریف لاتے ہیں اور کچھ کہنا چاہتے ہیں
سنجاب شاہ سمجھا کہ معلوم ہوتا ہے کسی کے ذریعہ سے انکو بھی اطلاع ہو گئی ہے اور یہ خیال ہوا ہے
کہ بادشاہ مجھے گرفتار کرکے دیدیگا اسی کے بابت کی استدعا کرینگے سنجاب شاہ محل سے باہر آیا
اور کہا کہ شاہ صاحب آپ اطمینان رکھیے میں ہرگز آپ کو نہ دونگا میری سلطنت رہے یا جائے
بلکہ آپ میرے محسن ہیں اور میں بھی بارہ لاکھ جوانوں پر حکمرانی کرتا ہوں اگر اشارہ کر دوں تو
گلے کاٹ کے مر جائیں کیا آپ مجھکو کوئی معمولی بادشاہ سمجھے ہیں رفیع البخت نے ارشاد فرمایا

کہ مین موت سے نہین ڈرتا ہون اور اسواسطے نہین آیا ہون کہ آپ مجھے بچائین اور اپنے کو
آفت مین پھنسائین بلکہ میری خواہش یہ ہی کہ آپ مجھے باندھ کے دشمن کے حوالے کردیجیے
اگر میری قسمت مین رہائی ہی اور موت نہین ہی تو چھوٹ جاؤنگا ورنہ مارا جاؤنگا مجھے نہ اپنے
جینے کی خوشی ہی نہ مرنے کا غم ہی اسلیے کہ ایک دن مرنا ضرور ہی اور ایک کو بچا کر سیکڑون اور
ہزارون کی جانین تلف و برباد نکر اے یہ جرأت رفیع البخت کی دیکھکر سنجاب کو سکتا سا ہوگیا
کہ ایسے بھی بر جگر ہوتے ہین جو خوشی سے دوسرون کی بہبودی کے واسطے اپنی موت کی
خواہش کرنے والے ہوا سیر جو ایسے منچلے سے برائی کرے سنجاب نے کہا کہ شاہ صاحب
مین تو کہ چکا کہ ایسا مجبور نہین ہون جو آپ کو دیدون مین ہرگز آپکو اُسکے حوالے نکرونگا - اگر
زلزال لڑیگا تو لڑونگا آپ سے دعاے فتح کا امیدوار ہون - رفیع البخت نے جوش شجاعت
مین کہا کہ اگر دو دیے گا تو یہ گبرنا ہنجار اُس نہنگ سے زیادہ نہین ہی جسکو مین نے شہر غزوہ جیہ
مین جاکر تنہا مارا خیر جو مناسب جانیے وہ اُسکو جواب دیجیے یہ فرماکر وہان سے پھرے
سر مست فیل زور بھی اس جرأت پر وجد کرتا تھا اور کہتا تھا کہ ایسے بہادر بھی پیدا ہوتے ہین
وہان دوسرے روز زلزال مع محیط روشن ضمیر پھر آیا اور سنجاب شاہ مغربی سے کہا کہ جو کچھ
جواب دینا ہو جلد دیجیے مجھے زیادہ ٹھیرنے کی فرصت نہین ہی سنجاب نے کہا کہ آج اور مین
کچھ نہین کہتا لیکن کل قطعی جواب ملجائیگا یہ سنکے زلزال پھر خاموش ہو رہا اسلیے کہ سنجاب
ایسا نہین ہی جسپر زلزال زیادہ سختی کرسکے اور پھر اُسی کی بارگاہ مین جہان کئی سو پہلوانان
نامی و گرامی بیٹھے ہوے ہین اور ہر ایک اپنے اپنے مقام پر بل کر رہا ہی اور کہتا ہی کہ پیغمبر زادہ
کو حکم خداوند کا پاس ہی ورنہ یہ ترک کیا کرسکتا ہی ہم لوگ آخر کس دن کے واسطے ہین اگر
خداوند بھی لشکر لیکر برسر مقابلہ ہون تو یہان سے لیکر سار لیقہ تک لہو کے دریا بہا دین
کچھ دیر کی صحبت کے بعد آج بھی زلزال اُٹھ کے چلا لیا اور دل مین کہتا ہی کہ خدا کرے سنجاب
فقیر کا دینا گوارا نہ کرے تو مین پیغمبر قدرت بنجاؤن اور اسے معزول کردون لیکن ہامان
سے دل کی حرکت سنیے - کہ آج بھی اُسنے سنجاب کو بہت سمجھایا کہ فقیر کو دیدیجیے خداوند
دیگا تب سنجاب نے اُسکے کہنے پر اعتنا نہ کی تو یہ ملعون پوشیدہ طور پر پاس زلزال بن
قلقال کے پہونچا اور کہا کہ مین آپکو ایسی بات بتاتا ہون اور ایسی چیز دلواتا ہون کہ جسکے
سامنے نہ سلطنت کی حقیقت ہی نہ پیغمبری کوئی شی ہی اور جس مطلب کے واسطے خداوند نے
آپکو بھیجا ہی وہ بھی ہو جائیگا اسوقت سنجاب نہین گوارا کرتا ہی اسوقت خوشی سے گوارا کریگا
زلزال نے کہا کہ وہ کیا چیز ہی بیان کرو جسکو سلطنت پر فوق ہی ہامان نے کہا کہ دختر بادشاہ
ایسی حسین ہی کہ اُسکا مثل و نظیر نہین ہے اور بادشاہ یہ قول بھی آپ سے ہار چکا ہی کہ درویش
کے بدلے جو شی طلب کروگے مجھے دینے مین عذر نہوگا پس اب ذرا آپ بادشاہ پاس جانیے گا
تو خواہش ظاہر کیجیے گا یقین ہی کہ بادشاہ بخوشی اس بات کو قبول کریگا اسلیے کہ قول دے
ہار چکا ہی اور دختر دینے سے حکومت اور عہدہ دونون بچتے ہین اور آپ کو اس ذریعہ
سلطنت کی وراثت اور پیغمبری کی وراثت دونون چیزین حاصل ہوئی جاتی ہین آج نہ سہی
کل سہی بادشاہ کبتک جیا کریگا ایک روز آپ ہی اس تاج و تخت کے مالک ہونگے اور خداوند

کا مطلب بھی نکلا آتا ہی وہ اسطرح کہ جب بادشاہ دختر کی شادی آپکے ساتھ کرنے پر تیار ہو گا تو
فقیر در اندازی کریگا اُسوقت بادشاہ فقیر سے خلاف ہو جائیگا اور ضرور باندھ کے آپکے سپرد کریگا
اور اگر در انداز نہوا تو اس صدمہ مین خود کشی کر لیگا اسلیے کہ وہ دختر بادشاہ پر عاشق ہی اور اپنی
بل مین ہیجان پڑا ہوا ہی ورنہ وہ خود شاہزادہ کسی ملک کا ہی فقیر ہرگز نہین ہی یہ سنکر زلزال نہایت
خوش ہوا رمال کو خلعت دیا اور دوسرے روز پاس سنجاب کے گیا سنجاب شاہ مغربی نے
جام شراب دیا زلزال نے جام پیا کچھ دیر صحبت رقص و سرود کی رہی آخر زلزال نے پھر یہی سوال
کیا کہ آج تیسرا روز ہی اب مین بغیر جواب لیے نہ جاؤنگا یا تو درویش کو اسیر کرکے میرے سپرد
کیجیے اور اگر یہ ممکن نہین ہی تو مجھے اجازت دیجیے مین اُسے گرفتار کرلونگا یا تخت و تاج کو ترک
کیجیے اور جہان چاہیے چلے جائیے یہ سُنکر چہرہ سنجاب شاہ مغربی کا غصہ سے سُرخ ہو گیا کہا
کہ اے زلزال تم مجھے دھمکاتے ہو مین ہرگز اک بیگناہ کو قید کرکے نہ دونگا نہ اسکی اجازت
دونگا کہ تم میری عملداری مین کسی بیجرم پر دست تعدی دراز کرو آخر کس خطا پر خداوند نے یہ حکم دیا ہی
زلزال نے کہا کہ خطا کو خداوند سے پوچھیے مین حکم خداوند کا تابع ہون اُسوقت محیط روشن ضمیر نے
کہا کہ اچھا جو وعدہ آپ نے اپنی زبان سے کیا ہے اُسے پورا کر دیجیے نہ ہم درویش کو طلب
کرتے ہین نہ آپکے تاج و تخت کے خواستگار ہین سنجاب شاہ نے کہا کہ مجھے یاد دلاؤ اگر مین نے
کوئی وعدہ کر لیا ہی تو مین ضرور وعدہ وفائی کرونگا ورنہ نہین بھی وعدہ کیا ہی تو اب کہتا ہون
کہ ان باتون کے علاوہ جو کچھ کہوگے بغیر سنے ہوئے پہلے سے منظور ہی یہ سنتے ہی زلزال نے کہا
کہ عقد اپنی دختر کا میرے ساتھ کر دیجیے مجھے نہ آپکی سلطنت و تیری سے سروکار ہی نہ فقیر سے
لیا جائے یہ مطلب ہی یہ سنتے ہی سنجاب شاہ مغربی سن سے ہو گیا کہ یہ اسنے کیا سوال کیا
جسکا وہم و گمان بھی نہ تھا لیکن چونکہ زبان ہار چکا تھا بکراہت گوارا کرنا پڑا اور کہا کہ اچھا جاؤ
مین شادی ملکہ کی تمھارے ہی ساتھ کر دونگا - زلزال یہ اقرار لیکر خوشی خوشی اپنی بارگاہ مین آیا
اور سنجاب شاہ مغربی نہایت افسردہ بکمال رنجیدہ داخل محل ہوا اور ملکہ سلیمہ خاتون سے
سارا واقعہ بیان کیا - سلیمہ خاتون نے کہا کہ اے بادشاہ اصل تو یہ ہی کہ مجھے وہ فقیر ہی اچھا
معلوم ہوتا ہی اس گبر کے لائق تو میری دختر ہرگز نہین ہی سنجاب شاہ نے کہا کہ اب میرا بھی خیال
ہو چلا تھا کہ اگر یہ آفت سر پر بلائے ناگہانی کی طرح نہ آجاتی تو مین عقد ملکہ کا اسی کے ساتھ
کر دیتا مگر اب مجبور ہون کہ زبان بھی ہار چکا ہون اور علاوہ اسکے تمام فتنے اس ایک امر کی بدولت
فرو ہوتے ہین ملکہ سلیمہ خاتون نے کہا کہ ہان مجبوری اور شے ہی لیکن خوشی کی بات تو وہی تھی جو پہلے
مین نے بیان کی اور اب بھی مین اپنے گھر سے ہرگز ملکہ کو رخصت نکرونگی اور رسوم کے وقت
تو شریک ہو جاؤنگی رخصتی سے پیشتر چلی آؤنگی وہ خود باغ مین آئے اور وہین سے اس غنچہ
ناشگفتہ کو اٹھا لیجائے یہ کہکے ملکہ رونے لگی سنجاب شاہ باہر نکل آیا اب دونون جانب
شادی کی تیاری ہونے لگی لیکن سرمست فیل زور جو یہ خبر سنکر گیا تو سارا حال شاہزادہ سے بیان
کیا - رفیع البخت نہایت پریشان ہو گئے سرمست نے کہا کہ اے شہریار اب بھی ہو سکتا ہی
کہ ملکہ کو لیکے نکل چلیے ورنہ پھر مشکل ہو گی فرمایا کہ اے سرمست ایسا تو ہمارے خاندان مین آجتک
کسی نے کیا نہین ہے کہ خوف جان کے سبب بھاگ کھڑا ہوا ہو نہ مجھسے ہو گا انشاء اللہ دیکھنا

ہرات کا کیا رنگ ہوتا ہی اُسوقت مہتر خیل عیار سرمست حاضر تھا اسنے عرض کی کہ اے
شہریار آپ کیون پریشان ہوتے ہین کیا مجال ہی جو ملکہ کو وہ لیجاسکے خدا چاہے تو اپنا
منھ آپ پیٹیگے۔ سرمست نے کہا کہ چلکر ملکہ سے مل تو لیجیے کہ آگے بڑھکر خدا نے تقدیر
کیا سامان دکھائے فرمایا کہ بھئی نہین اب ملکہ سے ایک دفعہ ملونگا مجھے ملکہ کی طبیعت
کا بھی اندازہ کرنا ہی کہ اُسے میرا کس درجہ خیال ہی یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین اور شاہزادہ
رفیع البخت آمادہ بیٹھے ہین کہ اب جاسے راز فاش ہو جاہے ملکہ کی رسوائی ہو کل اسکی
ہرات کو ایسا ہی تو تاراج کرونگا کہ زلزال ملعون بھی دونون کو یاد تو کریگا اور وہان ملکہ کا حال
سنیے۔ کہ یہ بیچاری بیخبر ہے کہ ایسا کیا ظلم ہونے کو ہی وزیرزادی سے کہہ رہی ہی کہ کیون
دلفریب وہ بھی دن زندگی مین آئیگا کہ شاہزادہ ظاہر طور پر ہمارے پاس آئیگا وزیرزادی
نے شوخی سے جواب دیا کہ ہان جو مزا چوری چھپے مین ہی وہ ظاہر مین نہین ہی اسوقت کو یاد
کروگی ادھر خوف جاتا رہا اور اطمینان حاصل ہوا اور سارا حظ تشریف لیگیا ملکہ نے کہا کہ چل
کیا کرلیا جسکی چوری ہی۔ دلفریب بولی کہ تمھین جانو اگر کچھ کیا نہین تو پردہ کاہیکا ہی یہی باتین ہو رہی
ہین دلفریب کی خوش طبعی پر کبھی ملکہ غصہ کرتی ہی کبھی مسکرا دیتی ہی کہ اتنے مین سواری ملکہ
سلیمہ خاتون کی ماہ دخل جلوس باشتہری سے دروازہ باغ پر آ پہونچی اور ملازمون کے شور کی آواز
کو سنکر زرد ہو گئی ملکہ بک بک ہو گئی کہ یہ کیا ہوا آج والدہ مہربان کہان تشریف لائین وزیرزادی
نے کہا کہ باغ دیکھنے آئی ہونگی آپ کو یاد نہین انھون نے طعنہ بھی دیا تھا کہ کیا باغ ہی جسکے
عشق نے ہماری یاد بھلا دی اتنے مین ملکہ محافہ سے اُترکر داخل باغ ہوئی ملکہ سہمی ہوئی بہر
براے استقبال جو ہی ملکہ نے شاہزادی کو گلے سے لگایا اور رونے لگی شاہزادی سمجھی کہ یہ رنج
فراق کا رنج اسنے نہین اُٹھ سکتا اور میرا باغ مین رہنا انکے خلاف ہی عرض کی کہ حضور اگر یہ بڑی بات
اگر میرا یہان رہنا حضور کے خلاف مزاج ہی تو تین دن بھر حضور کی خدمت مین حاضر رہونگی
سرشام سونے کے واسطے یہان چلی آیا کرونگی پھر ابھی دل بہلا رہیگا اور حضور بھی پریشان نہونگی
ملکہ سلیمہ خاتون نے کہا کہ بیٹا اب تم پرائی ہو جاؤگی ہمارا اختیار نہ تم پر رہیگا نہ تم اپنے اختیار مین
رہوگی بادشاہ تمھاری شادی کرنے والا ہی مگر رونا اس بات کا ہی کہ جہان جی نہین چاہتا وہان تقدیر
لڑاتی ہی یون تو ماں باپ کو اس دن کی تمنا ہوتی ہی کہ اولاد اس قابل ہو اور اسکی شادی کرین مگر یہ
تمنا نہین ہوتی ہی کہ یہ گوارا کرین جسکے ساتھ جی نہ چاہتا ہو اُسکے ہاتھ مین ہاتھ دیدین مگر تقدیر
ایسی مجبوریان پیش کردیتی ہی کہ کچھ نہین بن پڑتی اگر شادی نہین کرتے ہین تو تخت و تاج
جان و آبرو سب پر بنتی ہے اور شادی کرنا اپنے اوپر ظلم کرنا ہی جو خوشی خداوند کی اب تو ہم عتاب
خداوندی مین مبتلا ہین ملکہ تو شرم سے کچھ نہ بولی اور ان باتون سے اسکا دم گھٹنے لگا لیکن دلفریب
وزیرزادی نے عرض کی کہ حضور کچھ ارشاد تو ہو آخر کس شاہزادے کے ساتھ شادی ملکہ کی قرار
پائی ہی سلیمہ خاتون نے کہا کہ وہی موا غارتکار رہنے والا زلزال بن طمطال جو آجکل بلاے ناگہانی
کی طرح آیا ہوا ہی دلفریب نے کہا کہ کیا پھر قدرت مین اتنی بھی طاقت نہین ہی کہ اُسے غارت
کردین آخر مجبوری کاہے کی ہی سلیمہ خاتون نے فرمایا کہ اُس جرو سے کی کیا حقیقت تھی کہ جسکا دبا
ماننا پڑتا مجبوری یہ ہی کہ خداوند ہم سے برخلاف ہو گئے ہین اور زلزال حکم خداوند سے اس قدر غریب کو

بانگتا ہے جسنے باغ کو سرسبز کیا اژدہے کو مارا یہ احسان اُسکے کیونکر دل سے بھلا دیے جائیں اور
اُس بیگناہ کو باندھ کے دیدیا جاوے اگر اسکے خلاف کرینگے تو اُس کے پاس معزولی کا حکم بھی
موجود تھا آخر فیصلہ اسی بات پر قرار پایا کہ شادی ملکہ کی اُس موے کے ساتھ کردی جاوے دلفریب
نے زیادہ کچھ کہنا مناسب نہ جانا خاموش ہو رہی لیکن سخت تردد درپیش ہوا جسوقت ملکہ اپنی ماں
سے علیحدہ ہوئی تو دلفریب سے کہا کہ کسیکو جلد اُنکے پاس بھیجدو اور آپنے یہ بات کہلا بھیجو کہ خدا کو
مان کے یہان آؤ اور مجھے اس بلا سے نجات دو مین تمھارے ساتھ نکل چلنے کو موجود ہون اب
مجھے خوف رسوائی و بدنامی بھی نہیں سب گوارا ہے مگر یہ بات گوارا نہیں یہ شادی میری عین
ما شادی ہے مین ہزار طرح سے خودکشی کرونگی مر کے اس باغ سے نکلونگی زندہ تو وہ مجھکو کیا
لیجائیگا۔ دلفریب نے کہا کہ اتنی بیچین اسقدر مت ہو ایسا نہو کہ عقل پر زوال آجاوے تو پھر کوئی بات
بنائے نہ بنیگی مین ابھی شاہزادے کو خبر کرتی ہون ملکہ وہ کیا ابتک باخبر نہ ہو گئے ہونگے یہ بھی
کیا کوئی ایسی بات ہے جو چھپی رہے تمام عالم مین تو شہرہ ہو گیا ہوگا وہ خود ہی تشریف لاتے مگر
مین جانتی ہون کہ وہ کسی فکر مین ہونگے اور انتظام تمھارے نکال لیجانے کا کر رہے ہونگے ملکہ کو تو
اسطرح سمجھا بجھا کے تسلی کر دی اور آپ اُسی وقت اک رازدار کمہارنی کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ اے
شہریار آپکے تساہل کی بھی حد ہو گئی دیکھا چاہیے کہ اسکا انجام کیا ہوتا ہے ملکہ عورت ہو کر آپکے
ساتھ جان و آبرو دونون سے ہاتھ دھو بیٹھنے کو موجود ہے اور آپ ابتک خدا جانے کس خواب غفلت
مین ہین مین یہ پوچھتی ہون کہ اب کیا اُسوقت چونکیگا جب ملکہ کے دشمنون کا جنازہ باغ سے
نکلیگا یہ تو ضرور ہے کہ ملکہ زندہ اس باغ سے نہ جائیگی کمہاری یہ مضمون آمیز پیام لیکر باغ سرمست
مین پہونچی اُسوقت شاہزادہ اضطراب کی حالت مین ٹہل رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ کیا کرنا چاہیے
جو کمہاری پہونچی تسلیم بجالائی گھبراہٹ اُسکی دیکھکر شاہزادے نے پوچھا کہ کیون کیونکر مزاج
ملکہ کا کیسا ہے کمہاری نے کہا کہ مزاج کو کیا آپ پوچھتے ہین جان دینے پر آمادہ بیٹھی ہین کبھی
ہیرے کی انگوٹھی چبانے لگتی ہین کبھی چوٹی پان میں کے بچانے کا قصد کرتی ہین اب عقل
اُنکی ٹھکانے نہیں ہے ان باتون کا انجام خود ہی سمجھ لیجیے شاہزادہ ان فقرون پر اور بھی مضطر
ہوا اور سرمست سے فرمایا کہ چلو ملکہ کی تسلی کر آئین سرمست نے کہا کہ حضور وہان ملکہ سلیمہ خاتون
پہونچ گئی ہین اب آپکا ظاہر لباس ہر وہان جانا غیر ممکن ہے ہان چھپ کے جائیے اور ملکہ کو ساتھ
لے نکلیے تو یہ ممکن ہے شاہزادے نے فرمایا کہ جو بات ایکمرتبہ میری زبان سے نکلجاتی ہے مین اُسکا
پابند ہو جاتا ہون تم سے کہ چکا ہون کہ اُسیوقت ملکہ کو لیکے یہان سے نکلونگا جب ایک لڑائی
ایسی لڑونگا کہ زلزال حرامزادے کے جی چھوٹ جائین اے کمہاری جاکے ملکہ کو سمجھا دے
کہ خبردار تم خودکشی کا قصد نکرنا اور جتنے رسوم شادی کے ہین اُنکو ادا ہونے دو جسوقت وہ ملعون
زلزال تمکو لیکر جائیگا اُسوقت مین برات کو تہ و بالا کر کے تمکو نکال لیجاؤنگا کہ دیکھنے والون کو یہ تو
معلوم ہو کہ لیجانے والے اسطرح لیجاتے ہین کمہاری تو یہ سنتے ہی تھراگئی لیکن مہتر سرخیل عیار
سرمست نے عرض کی کہ حضور اگر اجازت دین تو اک ایسا تماشا دکھاؤن کہ کبھی نہ دیکھا ہو اور نہ اب
اسقدر ہنسین کہ کبھی نہ ہنسے ہون اور زلزال بن قلتبان ملعون اپنا منھ پیٹے۔ شاہزادہ نے فرمایا
وہ کیا۔ سرخیل نے عرض کی کہ ملکہ کو تو عین برات کے وقت چرالاؤن اور بجاے ملکہ اک دوسو برس کی

کی بڑھیا دولھن بنا کے زلزال کے ساتھ کر دو نہ لڑنے کی ضرورت ہی نہ ملکہ کی رسوائی ہی شاہزادہ
کو یہ سُنکے ہنسی آگئی فرمایا کر جا میں نے اجازت دی واقعی میں یہ دل لگی بھی نہ دیکھی اور نہ سُنی
کہاری تو پیام لیکر پہلے ہی روانہ ہو گئی تھی بعد اسکے سرخیل بھی کسوت عیاری بغل میں دبا کر روانہ
ہوا - کہاری نے آنکے پیام شاہزادہ کا دلفریب سے کہا دلفریب نے ملکہ سے بیان کیا ملکہ نے کہا
کہ یہ تو میں کہہ نہیں سکتی کہ وہ جھوٹ بولینگے لیکن اے دلفریب ابھی کل کی بات ہی کہ اُنکے دیو لعین
لانے میں کیا کیا رنج سہنے پڑے اگر چرخ فلک نے کوئی رخنہ اندازی کی تو میں کہیں کی نہ رہونگی
دیکھو ایک انگوٹھی ہیرے کی رہنے دینا میں اتنا کرونگی کہ جہانتک اُنکے پہونچنے کی امید ہوگی
وہاں تک تو خاموش رہونگی اور جب یہ سمجھونگی کہ اب وہ نہیں آسکتے اور میں آغوش مرگ
میں جایا چاہتی ہوں اُسوقت ہیرا چاٹ لونگی - دلفریب نے عرض کی کہ اسکا مضائقہ نہیں اول تو
خدا وہ وقت ہی نہ لائے کہ اسکی نوبت آئے اور فرض کیجیے کہ دشمنوں کو یہ مصیبت پیش آئے
تو اُس وقت اس زندگی سے موت ہی بہتر ہی - لیکن اب کچھ حال سنجاب شاہ مغربی کا سنیے
کہ جسوقت اُسنے یہ تہیہ کر لیا کہ اب شادی دختر کی زلزال کے ساتھ کرنا ضرور ہی تو اپنے چاروں
فرزندوں کے نام فرمان تحریر کرکے روانہ کیے کہ تمھارا شریک ہونا اس تقریب میں ضرور ہی
اگرچہ میں نے اور کسی عزیز و دوست کو اطلاع نہیں کی ہی اس لحاظ سے کہ اگر اپنی خوشی سے
یہ شادی کرتا تو ایسی شادی کرتا کہ صفحہ تواریخ پر یادگار رہتی گرچونکہ مجبوری اور بکراہت یہ عقد
کرتا ہوں اسوجہ سے میں نے نہ کوئی سامان اولوالعزمی کے ساتھ کیا ہی اور نہ مجھکو خوشی اس
شادی کی ہی چونکہ تمھاری بہن ہی تمکو اطلاع کرنا ضرور تھی - جسوقت نامے روانہ ہوے تو
چاروں نامے لیے ہوے قاصد ایک وقت میں اُن چاروں مقاموں پر پہونچے جہاں جہاں
فرزند سنجاب کے مقیم تھے - واضح رائے ناظرین با تمکین ہو کہ قاعدہ اس سلطنت کا یہ ہے
کہ ولیعہد تو قلعہ کوہ حدید میں تاحیات بادشاہ سکونت پذیر رہتا ہی اور اور فرزند بادشاہ کے
دوسرے شہروں میں بطور نائب بادشاہ کے فرمانروائی کرتے ہیں اور جو نام شاہزادے
کا ہوتا ہی اُسی نام سے وہ مقام بھی پکارا جاتا ہی چنانچہ نام ایک شاہزادہ کا ہشام مغربی
ہی اور جس مقام پر یہ حکمرانی کرتا ہی اُسکو ہشامیہ کہتے ہیں اور صمصام مغربی دوسرے فرزند
کا نام ہی اور اُسکا شہر صمصامیہ کے نام سے موسوم ہوا ہی اور ایک کو لقمام مغربی کہتے ہیں
اسکی تختگاہ شہر لقمامیہ ہی لیکن اسکا فرزند جو ملکہ کا برادر حقیقی ہے یہی ولیعہد بھی ہی اور نہایت
مرد معقول ہی معقول پسند اور بہادر دوست ہی حسب آئین سلطنت کے موافق قلعہ جبل الحدید میں رہتا
ہی نام اسکا نہیب مغربی ہی جسوقت نامہ اسکو پہونچا تو نہیب مغربی کو کمال صدمہ ہوا اور جواب
میں اپنے باپ کو عریضہ تحریر کیا کہ حضور کو کس بات کی مجبوری ہی جو آپ نے اس رکاکت کو گوارا فرمایا
ہی اگر آپکا جی نہیں چاہتا تو کیوں آپ شادی کرتے ہیں ملکہ کو میرے قلعہ میں بھیج دیجیے دیکھوں
تو زلزال مسخر ایسا ہی کہ یہاں سے لیجاتا ہی اور میں اس شادی میں ہرگز شریک نہ ہونگا جس بات کو
آپ بکراہت گوارا کریں وہ بات کبھی کی ہوئی یا خوشی کی اور جس بات کے سُننے سے دل کو اذیت
ہووے اسے آنکھوں سے دیکھنے کی کیا ضرورت ہی مجھے اس شرکت سے معاف رکھیے چونکہ آپ
والدین اور اطاعت باپ کی اولاد پر واجب ہوئی ہی اس سے مجبور ہوں ورنہ ہرگز یہ شادی میں

مین ہونے دیتا یہ جواب تحریر کرکے نہیب مغربی نے بھیجدیا اور خود نہین آیا لیکن وہ تینون
نامے جو ملکہ کے مختلف البطن بھائیون کو بہیجے تو وہ تینون شاہزادے جاہ و تجمل کے ساتھ
اپنے اپنے شہر سے آکر سنجابیہ مین داخل ہوے اُنکے داخلے کی سلامیان ہونے لگین سردار
اور رئیسان شہر برائے استقبال روانہ ہوے سنجاب شاہ مغربی نے اپنے فرزندون کو گلے
سے لگایا اور زلزال سے ملوایا انکو بھی زلزال خرس خصال سے نفرت ہوئی اور بکراہت دلی
دل مین افسوس کرتے تھے کہ ایک بہن خداوند نے دی اُسکا یہہ لکھا پورا ہو رہا ہی کہ وہ اُس
جنگلی کو بیاہ کے جاتی ہی لیکن نہیب مغربی کے عوض عرضی جواب مین پہونچی سنجاب شاہ
مغربی جو مضمون عرضی سے آگاہ ہوا تو خاموش ہو رہا لیکن نہیب مغربی کو انتہا کا ملال تھا
لیکن مجبور تھا کہ اگر مین اب درانداز ہوتا ہون تو باپ کے معاہدہ مین فرق آتا ہی اور اُسکے
خلاف مزاج بھی ہوگا اور خاموش بیٹھتا ہون تو نہین بن پڑتی ہی چونکہ اسکو بھی تمام حالات
کی اطلاع ہرکارون کے ذریعہ سے ہوگئی تھی کہ سنجاب شاہ مغربی باتون باتون مین دھوکا کھا
زبان ہار گیا تھا اُسی کی پابندی ہی لیکن یہ جو کچھ ہوا اُس فقیر کی وجہ سے ہوا جسنے ملکہ کے باغ کو
سرسبز کیا تھا اژدہے کو مارا تھا اگر فقیر کو زلزال کے سپرد کر دیتے تو یہ ننگ نہ گوارا کرنا پڑتا نہیب مغربی
یہ تمام باتین سن چکا تھا اور دل مین کہتا تھا کہ والد ماجد نے بڑے آن بان کی بات کی کہ فقیر کو اُس
خود غرض کے سپرد نہ کیا ورنہ وہ اُس سے بدتر تھا مگر اسکو اشتیاق رفیع البخت کے دیکھنے
کا پیدا ہوا یہانتک کہ ایک روز اسکے ذہن مین یہ آئی کہ چلکر ایک نظر بہن کو بھی دیکھ آؤن
اور اُس درویش باکمال سے بھی ملون جسنے باغ کو سرسبز کیا شاید میری کشت تمنا بھی سرسبز ہو
فقیر کی دعا سے کوئی ایسی صورت پیدا ہو کہ زلزال ملکہ کو نہ لیجا سکے یہ تصور کرکے پوشیدہ طور سے
شب کے وقت تن تنہا پشت مرکب پر بیٹھکر چلے تو جانب باغ ملکہ روانہ ہوا خبر ملکہ کو ہوئی کہ
آپکے بڑے بھائی صاحب ملنے کے واسطے تشریف لاتے ہین ملکہ مودب ہو بیٹھی اب یہان
مانجھے کی رسم بھی ادا ہو چکی ہی تمام باغ مین زرد سامان ہی ہر ایک عورت لباس زرد پہنے پھر رہی
ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ سرسون پھولی ہوئی ہی ملکہ کے جسم پر ابٹنے تک زرد پڑے ہین اور جوڑا
زرد پہنے بیٹھی ہی لیکن صدمہ سے خود بھی زرد ہوتی چلی جاتی ہی اتنے مین نہیب مغربی
پہلے ہی حجلۂ عروس مین آیا ملکہ نے تعظیم دی سلام کیا نہیب مغربی نے سر سینے سے لگایا اور
پیٹھ پر ہاتھ رکھا اور بہت رویا ملکہ بھی اسقدر روئی کہ ہچکیان بندھ گئین نہیب مغربی نے
تسلی کے کلمات کہے لیکن تسلی کی باتین تو اور ہی ہین ان باتون سے ملکہ کو تسلی کہان ہوتی
ہی بعد اسکے سلیمہ خاتون کو خبر ہوئی کہ آپکے فرزند دلبند اپنی بہن سے ملنے آئے ہین اور رو رہے
ہین معلوم ہوتا ہی کہ یہ شادی اُنکی مرضی کے بھی خلاف ہی سلیمہ خاتون جلدی سے آپ تشریف
لائین اور فرزند کو گلے لگا کر کہا کہ بیٹا تم تو اسطرح رو رہے ہو جیسے ملکہ اسی وقت رخصت ہو رہی ہین
تم مرد بچہ ہو تمھین کیا مشکل ہی جہان ملکہ ہوگی جب چاہو گے دیکھ آؤ گے نہیب مغربی نے عرض
کی کہ اماں جان نہیں یہ آج کا دیکھنا میرا آخری دیکھنا تھا نہ مین اُس شادی مین شریک ہونگا نہ
کبھی اُس کم بخت کے مکان پر جاؤنگا میرا تو جی چاہتا ہی کہ ابھی جا کے اُس ملعون کو مار ڈالون مگر اطاعت
والد ماجد سے مجبور ہون ملکہ نے کہا کہ ہان بیٹا وہ بھی مجبور ہین زبان ہار چکے ہین غرضکہ نہیب مغربی

کچھ دیر بیٹھا رہا بعد اسکے ملک سے رخصت ہوکر باغ سے نکلا چونکہ یہ معلوم ہوچکا تھا کہ شاہ صاحب
سرمست فیل زور کے باغ مین رونق افروز ہین نہیب شاہ مغربی باغ سرمست مین آیا دربان
پہچانتے تھے کہ یہ چراغ سلطنت ہے بادشاہ کا بڑا فرزند ہے سب اٹھ کھڑے ہوے سلام کیا
لیکن تنہا بے سروسامان آنے پر تعجب ہوا نہیب مغربی داخل باغ ہوے کسی خادم کی نظر پڑگئی
اور اسنے پہچان لیا جلدی سے دوڑکر سرمست فیل زور سے اطلاع کی کہ ولیعہد بہادر تشریف
لائے ہین سرمست شاہزادے کے پاس بیٹھا ہوا تھا متعجب ہوا کہ یہ تو کبھی اس باغ مین
تشریف نہ لائے تھے آج کیون مجکو سرفراز کیا اور مین اس لائق کہان تھا کہ ولیعہد میرے گھر پر
آتا جلدی سے اٹھکر پیشوائی کو چلا نہیب مغربی قریب آچکا تھا کہ سرمست نے سلام کیا نہیب
مغربی نے کہا کہ مین شاہ صاحب کا مشتاق ہوکے آیا ہون یہ آواز رفیع البخت کے بھی گوش زد
ہوئی یہ بھی بمقتضاے خلق ومروت قصر سے باہر نکل آئے اور فرمایا کہ رئیسون کو فقیرون سے
کیا کام اگر آپ آئے ہین تو ؎ رواق منظر چشم من آشیانہ تست + کرم نما و فرود آ کہ
خانہ خانہ تست + یہ اخلاق دیکھکر اور بھی نہیب مغربی خوش ہوا ہمراہ رفیع البخت کے قصر مین
داخل ہوا رفیع البخت نے نہیب مغربی کو صدر مین جگہ دی نہیب مغربی نے شاہ صاحب کو
بھی اپنے برابر ہی بٹھا لیا اور عرض کی کہ آپ درویش باکمال ہین آپکا مرتبہ شاہون کے مرتبے
سے زیادہ ہے یہ کہکر ہاتھ چومے لیکن نظر جو چہرہ رفیع البخت پر پڑی تو نہیب مغربی محو ہوگیا
کہ جمال بھی بے مثال ہے اور اظہار کمال بھی ہوچکا ہے سن وہ ہے کہ اس سن کے آدمی کو
نشہ جوانی مین خدا کا یاد بھی آنا مشکل ہے نہیب مغربی نے عرض کی کہ جب اس سن مین نفس کشی
کیجاسے تو کیونکر کمال نہ حاصل ہو لیکن رفتار وگفتار پر رفیع البخت کی نہیب مغربی حیران تھا
کہ یہ طریقے سوا شاہون اور شہزادون کے فقیر کیا جانین کہ تعظیم کیا شے ہے تواضع کسکا نام ہے کسکا
کیا ادب کرنا چاہیے سرمست فیل زور ایک جانب جھکا بیٹھا ہے کہ دیکھیے اس صحبت مین کیا
باتین ہوتی ہین اور نتیجہ کیا نکلتا ہے کہ نہیب مغربی نے کہا اسوقت مجھے زیادہ ٹھہرنے کی فرصت
نہین اسلیے کہ مین تنہا اپنے قلعہ سے آیا ہون اور اسیوقت واپس جاؤنگا رات بھی زیادہ آچلی ہے
جانا بھی دور ہے کسی روز قلعہ مین تشریف لائیے تو تفصیلی ملاقات کا لطف اٹھے اسوقت مین
اس غرض سے حاضر ہوا تھا کہ آپکا شہرہ کمال سنکر اشتیاق دیدار پیدا ہوا تھا اور علاوہ اسکے
ایک غرض بھی شامل تھی وہ یہ کہ جب آپ صاحب کشف وکرامات ہین اور زبان مین آپکے
تاثیر ہے تو دعا کیجیے کہ ملک کی شادی اس گرنا ہنجار یعنے زلزال بن خلخال کے ساتھ نہونے پاے
اسلیے کہ یہ امر مجھے منظور نہین ہے اور پاس اسکا بھی ہے کہ والد ماجد کے خلاف مزاج نہو ورنہ اسی دن
اپنی بہن کو سوار کرلیتا اور زلزال مسخرے سے لڑلیتا۔ کیا تاب وطاقت تھی اسکی کہ میرے
قلعہ سے وہ ملک کو لے آتا مگر مجبور ہون کہ والد ماجد منع فرماچکے ہین اور اس سے زبان ہارچکے ہین
مین چاہتا ہون کہ عہد بھی نہ ٹوٹے اور شادی بھی نہو رفیع البخت نے یہ سنکے ایک انگڑائی لی
اور فرمایا کہ خدا چاہیگا تو مطلب تمھارا بر آئیگا اور زلزال ملک کو دیکھنے بھی نہ پائیگا اگر زبان تاثیر
نہ دکھائیگی تو ہاتھ قوت دکھلائینگے یہ سنکر نہیب مغربی نے مسکراکے کہا کہ اتنا اثر جوش شباب
کا ہے سرمست فیل زور نے چپکے سے کہا کہ میرا فیل انھون نے مار ڈالا جس سے مین زور کیا کرتا

پہلے تو اُسے کھلایا کیے آخر نشست پر جا کے ایسا لنگر مارا کہ کمر فیل کی ٹوٹ گئی یہ سُنکے نہیب مغربی متحیر ہوا کہ ایسا فقیر تو آجتک نہ دیکھا نہ سُنا کہ سپاہی کا سپاہی فقیر کا فقیر سرمست نے کہا کہ اے شہریار اگر شاہ صاحب کو آپ فقیری لباس میں دیکھتے تو محو ہو جاتے وہ لباس ایسا بھلا معلوم ہوتا تھا کہ میں کیا عرض کروں یہ وضع تو جابجیر کی فرمایش سے اختیار کی ہے اب معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ سے یہی لباس سپہگری پہنا کیے ہیں نہیب مغربی نے کہا کہ اچھوں کو سب اچھا معلوم ہوتا ہے یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور رفیع البخت کے ہاتھ چوم کے رخصت ہوا اور اسیطرح تن تنہا پشت مرکب پر بیٹھکر جانب قلعہ جبل الحدید روانہ ہو گیا۔ بعد جانے نہیب مغربی کے شاہزادہ رفیع البخت نے سرمست سے نہیب مغربی کی بہت تعریف کی اور فرمایا کہ نہایت مرد سلیم الطبع اور معقول پسند ہے لیکن آپ کچھ حال مہتر سرخیل عیار کا سنیے۔ کہ اسنے صورت اپنی تبدیل کر کے اک محلدار کو بیہوش کیا اور آپ محلدارین کے کام کاج کرنے لگا اور وقت کا منتظر ہوا جب برات کا دن آیا اور ملکہ کے دولھن بنانے کی فکر ہوئی تو سلیمہ خاتون نے کہا کہ اے دلفریب تو ہی ملکہ کو دولھن بنا کیونکہ تجھے ان باتوں میں بہت سلیقہ ہے میں عروس کو بنانا یاد رکھونگی دلفریب نے کہا کہ بہتر ہے مگر ایک شرط ہے کہ میں ہجوم سے گھبراتی ہوں جبتک میں ملکہ کو دولھن بناؤں اُسوقت تک کوئی میرے پاس نہ آئے یہ اس خیال سے دلفریب نے کہا تھا کہ مبادا ملکہ دولھن بنتے وقت زیادہ روئے دھوئے اور راز دل فاش ہو جائے سلیمہ خاتون نے فرمایا کہ جب میں نہ آؤنگی تو کسکی مجال ہے تو حکم دیدے کہ خبردار جبتک ہم نہ بلائیں ملکہ کے حجرے میں کوئی نہ آئے کوئی عزیز برابر کا شریک نہیں ہے جو تیرا حکم نہ مانے نوکر چاکر اتنی جرأت نہیں رکھتے کہ خلاف حکم کر سکینگے دلفریب نے سلام کیا اور لباس و زیور کی کشتیاں اپنے ہمراہ لیکر حجرے میں ملکہ کے آئی مہتر سرخیل بھی محلدار بنا ہوا ایک کشتی اُٹھائے ساتھ ساتھ تھا اور دل میں خوش تھا کہ وزیر زادی نے خدا جانے کس غرض سے تنہائی میں دولھن بنانے کی ٹھہرا لی خیر دیکھو کچھ ہی سوچی ہو یہ بات ہمارے مطلب کی بھی ہے جسوقت دلفریب محل میں داخل ہوئی تو سب کہاریاں اور محلدارین کشتیاں رکھ رکھ کے چلی گئیں مگر ایک محلدار کھڑی رہی دلفریب نے کہا کہ تو یہاں کیوں کھڑی ہے اُسنے عرض کی کہ میں چاہتی ہوں ملکہ کو دولھن بنتے ہوئے دیکھوں دلفریب نے کہا کیا تو نے سنا نہیں کہ ملکہ نے کیا حکم دیا ہے محلدار نے کہا کہ میں نے سب کچھ سنا آپکو بھی عذر ہے کہ ہجوم سے میرا جی گھبراتا ہے اگر آپ کسی کے سامنے دولھن نہیں بنا سکتیں تو لائیے میں بنا دوں دلفریب کو غصہ آیا اور کہا کہ کیا شامتیں آئی ہیں محلدار ہنسی اور کہا کہ میں ایسی دولھن بنا دوں کہ آپ بھی خوش ہوں اور ملکہ کی ہمنشین وزیرزادی ان باتوں سے حیران تھی غصہ میں بکتی تھی کہ مردار تو یوں نہ مانیگی جبتک سزا نہ پائیگی یہ دیکھکر محلدار نے اپنی مصنوعی چوٹی اُتار کے رکھدی اور منھ پر ہاتھ پھیرا اور جھک کے سلام کیا۔ تو دلفریب نے پہچانا کہ یہ سرخیل عیار ہے کہا کہ ارے کیا کوئی پیام لایا ہے تو اسوقت کہاں آیا۔ سرخیل نے ملکہ کو گودیوں میں کھلایا ہے اور اسنے جنگ و لڑائی سکھائی ہے یہ ملکہ کو بیٹی سے کم نہیں سمجھتا کہا دلفریب سے کہا کہ اسوقت کسیطرح حلوا خاتون کو لاؤ تو دل لگی دیکھو۔ حلوا خاتون اک بڑھیا ہے جسکا ہونے دو سو برس کا سن ہے نہ منھ میں دانت ہے نہ پیٹ میں آنت ہے لیکن شادی کی اسکو ایسی ہے کہ

ہے کہ اگر سرخیل دولھا بنکر حلوا خاتون کو ملکہ کے ہنسانے کے لیے سنایا کرتا تھا دلفریب نے کہا کہ
اے سرخیل یہ وقت دل لگی کا ہے سرخیل نے کہا کہ تم بھی ملکہ کے ساتھ عقل کھو بیٹھیں تم اُسے لاؤ
تو سہی دیکھو تو ہوتا کیا ہے آج میں حلوا خاتون کو دولھن بنا کے اگر زلزال حرامزادے کے ساتھ
نکروں تو نام میرا سرخیل نہیں اور ملکہ کو آج ہی یہاں سے شاہزادے کے پاس لیجاؤنگا
یہ سنکے دلفریب خوش ہوگئی اور کہا کہ بیشک میری عقل بھی چکر میں آگئی ہے اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا
دلفریب تو حلوا خاتون کے لینے کو گئی اور ملکہ یہ مژدہ جان بخش سنکے پالو رو رہی تھی یا ہنس پڑی
اور سرخیل سے کہا کہ تو کیا آیا گویا تن بیجان میں جان آئی اُدھر تو تمام محل میں اک شور و غل ہے کہ
برات آئی ہے عورتیں کوٹھوں پر چڑھی ہوئی ہیں کہ تماشا برات کے آنے کا دیکھیں میدان خالی کر
حلوا خاتون چلا رہی ہے کہ ارے مجھے بھی لے چل کے برات دکھا دو کہ اتنے میں دلفریب قریب
اُسکے پہونچی اور کہا کہ چل میں تجھے برات دکھالاؤں یہ کہکے ہاتھ پکڑکے اُٹھایا اور حلوا خاتون کو
لیے ہوئے جلدی سے حجرے میں چلی آئی اول تو عورتیں برات دیکھنے میں مصروف تھیں
جو کسی کی نظر بھی پڑی اور دیکھا کہ وزیرزادی حلوا خاتون کو کھینچے لیے جاتی ہے تو یہ خیال ہوا کہ
ملکہ کے ہنسانے اور خوش کرنے کو لیے جاتی ہے جو اصل مدعا تھا وہ کسی کے وہم میں بھی نہ آتا تھا
یہاں حلوا خاتون جو آئی اور اسنے ملکہ کو بیٹھے دیکھا اک ٹھنڈی سانس بھری کہ ہمارے
نصیب کہاں کہ ہمیں کوئی دولھن بنائے آج دولھا آئیگا اور کیا مزے سے ملکہ کو گود میں
اُٹھا کے لیجائیگا دلفریب تو اسکی حرکتوں سے آگاہ ہی تھی کہا اے حلوا خاتون سچ کہہ یہ تو نے
ٹھنڈی سانس کیوں بھری کیا تیرا دولھن بننے کو جی چاہتا ہے حلوا خاتون نے کہا کہ صدقے جاؤں
جی تو بہت چاہتا ہے مگر نصیب ایسے کہاں دلفریب نے کہا کہ تجھے ہم دولھن بنائے دیتے ہیں
اور دولھا کے پاس بھی بٹھلائے دیتے ہیں مگر اپنا حال نہ بیان کرنا کہ میں کون ہوں اور
بات نکرنا جو دولھا ملکہ کو بیاہنے کے واسطے آئیگا وہ بجائے ملکہ تجکو لیجائیگا یہ سنکے حلوا خاتون
بہت ہی خوش ہوئی اور کہا کہ میں تمھارے صدقے اگر ایسا کرو تو گویا تم نے مجھے مول لے لیا
اور ملکہ کے تو خواہش کرنے والے بہتیرے ہیں اسکے ساتھ میری شادی کردو ملکہ کی شادی کسی
اور کے ساتھ ٹھہرا لینا۔ اسکی سٹھیائی ہوئی باتوں پر ملکہ بہت ہنسی آج کئی روز کے بعد ملکہ کو ہنسی
آئی ہے سرخیل نے کہا کہ اب برات قریب ہے کام میں عرصہ کرنا اچھا نہیں پہلے تو برات مکان
سنجاب پر گئی اور وہاں عقد بطور کفار کے پڑھا گیا اتنے عرصہ میں یہاں سرخیل نے حلوا خاتون
کو دولھن بنایا پہلے تو گودڑ کے گیند بنا کر سینے پر لگائے اسپر سے محرم پہنا کر بعد موم کے کھینچ کر
پھر دانت اسکے درست کیے اور رنگ و روغن عیاری لگا کر حلوا خاتون کو ملکہ کی صورت بنایا اور تمام
زیور پہنا کر آئینہ حلوا خاتون کو دکھایا اسنے جو دیکھا کہ اب تو صورت میری ملکہ سے نکھر گئی ہے اور
اسکو غرور ہو گیا سمجھی کہ میں فی الحقیقت حسن میں بے مثل اور ملکہ کے ہم پلہ ہوں بناؤ ہونے
سے صورت میری نکھری ورنہ میں خدا نے کو ایسا حسین نہ سمجھتی تھی یہ تو نہایت خوش ہے
ملکہ حیرت سے دیکھ رہی ہے دلفریب نے سرخیل کی نہایت تعریف کی کہ تو نے اسے ایسا بنا دیا
کہ جو لوگ ملکہ کو دن رات دیکھتے رہتے ہیں وہ بھی نہیں پہچان سکتے اے سرخیل سے دلفریب
نے کہا کہ ملکہ کے لیچلنے کی فکر کرو سرخیل نے کہا کہ گھبراؤ نہیں جسوقت برات دروازہ پر پہنچے

اور سواریاں اُترنے لگیں وہ وقت بڑا کا ہوگا اور میں جاتا ہوں سواری لیکر برات سے پہلے چور
دروازے کی طرف آجاؤنگا اگر کوئی یہاں آنے کا قصد کرے تو آپ کہدیجیے گا کہ ابھی ملکہ
دولھن نہیں بن چکی ہے اور ملکہ کو اک سہیلی کی صورت بناکے چھوڑ دیا یہ انتظام کرکے سرخیل پھر
محلدارین سے نکلا اور سواری ساتھ لیکر چور دروازے کی طرف آگیا ملکہ سہیلی کی صورت بنی
ہوئی دروازے پر ٹہل رہی تھی کہ سرخیل نے سیٹی بجائی ملکہ نے جلدی سے دروازہ کھولا
سرخیل نے ملکہ کو سوار کیا اور پہلے باغ پرست کی جانب روانہ ہوگیا یہاں دروازہ باغ پر
براتیوں کا ہجوم تھا برات کے اُترنے کی دھوم تھی کہاریاں اور محلدارین دوڑتی پھرتی تھیں
سواریاں اُتر رہی تھیں جب دلفریب نے سمجھ لیا کہ اب ملکہ باغ سے جا چکی ہوگی اُسوقت
اسنے کہا کہ ملکہ عالم کی والدہ سے کھو کر آکر عروس کو دیکھ لیں ملکہ سلیمہ خاتون روتی ہوئی آئی
اور دختر کو دولھن بنے ہوئے بھی نہ دیکھ سکی آنسو مہلت ہی نہ دیتے تھے اک تار بندھا ہوا تھا
کہ ٹوٹتا نہ تھا دلفریب نے کہا کہ اے ملکہ عالم اسقدر نہ روئیے کہ دولھن اور بیدل ہوتی ہے
اتنے میں دولھا کے آنے کا شور ہوا بس سلیمہ خاتون جلدی سے حجلے کے باہر آئی اور کہا اے
دلفریب اُسوقت تو میرا دل ایسا بے اختیار ہو رہا ہے کہ جی چاہتا ہے زلزال کو خاک میں ملا دوں
گر اپنے پارہ جگر کو اسکے حوالے نکروں دلفریب نے کہا کہ صبر کیجیے کہ صبر کا پھل اچھا ہوتا ہے
میں نے سُنا ہے کہ شاہ صاحب نے بد دعا کی ہے زلزال ملکہ کو گھر تک نہیں لیجا سکتا کوئی نہ کوئی
آفت راستے ہی میں اُسکی جان پر نازل ہوگی ملکہ نے کہا کہ آمین اگر شاہ صاحب نے ایسا کیا
ہے تو ضرور ایسا ہوگا اُنکی دعا کا تو تجربہ ہو چکا ہے ملکہ تو علیحدہ جا کر بیٹھ رہی اور زلزال ملعون
دولھا بنا ہوا اندر حجلہ عروسی کے آیا عورتوں نے ہجوم کیا سب رسمیں ادا ہوئیں اسکے بعد
زلزال نے عروس کی صورت دیکھی نہایت خوش ہوا اور آغوش تمنا پھیلا کر عروس کو گود میں
لیا اور روانہ ہوگیا محل میں کہرام مچا ہوا تھا سب عورتیں رو رہی تھیں ملکہ سلیمہ خاتون کی تو
ہچکیاں بندھ گئی تھیں حسرت سے دیکھ رہی تھیں کہ ہوا دیو خصال بشری پری کو لیے جاتا ہے
خدا کرے کہ اسپر کوئی آفت نازل ہو بجلی گرے یا زمین شق ہو کہ یہ اسمیں سما جائے لیکن ملکہ
مطلق نہ روئی تھی عورتیں آپس میں کہہ رہی تھیں کہ پہلے تو ملکہ کسقدر روتی تھیں اور اب کچھ بھی
نہیں سچ ہے کہ یہ رونا دھونا سب ماں باپ کے دکھانے کو ہوتا ہے ورنہ کون اپنی شادی سے
خوش نہیں ہوتا دنیا میں حاصل زندگی یہی ہے جو اس لذت سے محروم ہے وہ لذت حیات سے
محروم ہے غرضکہ ہر ایک اپنے خیال کے موافق کہہ رہا ہے۔ زلزال عروس کو سوار کرکے روانہ
ہوا برات چلی بعد برات کے روانہ ہو جانے کے ملکہ سلیمہ خاتون بھی سوار ہو کر چلی آئی کہ مجھ سے
اب یہ باغ ویران نہیں دیکھا جاتا ایک ایک گل بغیر ملکہ کے مجھکو خار سے زیادہ ہے جب ہمارے
دل کی بہار چلی گئی تو بہار باغ سے کیا غرض دلفریب فقط باغ میں موجود تھی اسنے بھی جلدی
جلدی مال و اسباب جو جہیز کے علاوہ تھا سب کوٹھریوں میں مقفل کر کے اپنی جانب
سے ایک معتبر عورت کو اُسکا نگہبان قرار دیا اور کنجیاں اپنے قبضہ میں رکھکر کہا کہ میں بھی جاتی ہوں
بغیر ملکہ کے میرا جی گھبراتا ہے بعض نے کہا کہ آپ کو تو ملکہ کے ساتھ جانا لازم تھا کہ کوئی صورت
تو اُنکی تسلی کی ہوتی دلفریب نے کہا کہ میرا باپ سنتا تو کیا کہتا میں خود بھی بن بیاہی ہوں یہی ہو

سوار ہو کر طرف باغ سرسبت فیل رود کے روانہ ہو گئی لیکن اول حال تخلیہ زلزال کا سنیے کہ پہلوان
خوشی خوشی عروس کو لیے ہوئے چلا جاتا ہے برات دیکھنے کو واسطے خلقت جمع ہوئی ہے کہ راہ نہیں
ملتی ہے لوگ آپس میں باتیں کرتے ہیں کہ کیا خوش نصیب یہ شخص تھا کہ تامیہر کی دختر کو بیاہے لیے
جاتا ہے بعضے کہتے ہیں کہ یہ تو خوش نصیب تھا ملکہ بدنصیب تھی کہ ایسے کے پالے پڑی جو عزت
میں بھی اُسکے باپ سے کم ہے اور صورت بھی اسکی بری ہے اور ملکہ کے حسن کا تو عالم میں شہرہ ہے
بعضے کہتے ہیں کہ یہ شادی جبر سے ہوئی ہے بادشاہ رضامند نہ تھا سُنا ہے کہ کسی بات کے دباو
میں یہ شادی ہو گئی ہے بعضے کہتے ہیں کہ تامیہر پر کون دباو ڈال سکتا تھا یہ انکار بادشاہ کا معمولی
ہوگا جو بیٹی والوں کا شیوہ ہوتا ہے کہ بسبب شرم کے وہ ہمیشہ انکار ہی کرتے ہیں لوگوں کی
تو کھچڑیاں پک رہی ہیں اور زلزال نہایت خوش ہے یہاں تک کہ برات گھر پر نوشاہ کے ہو گئی
جہاں رخصت ہوئے زلزال داخل خلوت ہوا جب کھانے پینے سے فراغ حاصل ہو چکا تو
پلنگ پر پہونچا عروس کو آغوش میں کھینچا اُسنے ہاتھ پاؤں ڈھیلے کر دیے گویا مشتاق ہی
تھی زلزال نے اسی بڑھیا سے منہ کالا کیا جب صبح ہوئی تو خواص طشت اور آفتابہ لیکر منھ
دھلانے کی غرض سے حاضر ہوئیں حلوا خاتون نے منہ پر چلو ڈالا تو رنگ چھوٹنے لگا اسنے
خوب رگڑ رگڑ کے منھ صاف کیا اسکے بعد کلی جو کی تو چوکا دانتوں کا منھ سے نکل پڑا چہرہ پر
جھریاں نمودار ہوئیں اتنے میں خواصیں گھبرائیں کہ یہ کیا معاملہ ہے اتنے میں زلزال بھی خواب سے
بیدار ہوا ایک آدھ خواص نے بڑھکر عرض کی کہ ذرا حضور چل کے دُلہن کی صورت تو دیکھیے یہ کیا
آفت ہوئی کہ چوکا دانتوں کا کلی کے ساتھ طشت میں گر پڑا منھ پر جھریاں نمودار ہیں یا تو چودہ
پندرہ برس کا سن معلوم ہوتا تھا اب عروس دو سو برس کی بڑھیا معلوم ہوتی ہے زلزال
گھبرا کے قریب آیا اب جو دیکھتا ہے تو واہ واہ عروس کیا ہے شعبدے کی گڑیا ہے رات کو جوان
دن کو بڑھیا اب اسے شک گذرا کہ کچھ بھید اسمیں ضرور ہے عروس نے منھ دھو کے آئینہ
کنگھی طلب کی نہ شرم تھی نہ لحاظ مشاطہ نے آکر بال سنوارنا چاہے اب جو دیکھا تو چوٹی الگ
سے لگی ہوئی ہے کنگھی کے ساتھ چوٹی چلی آئی گنجا سر بھی دکھائی دینے لگا ایک خواص نے
چاہا کہ بند محرم کے کھول کر پھر سے کس دوں بند کھلتے ہی دو گیند کپڑے کے آگے گرے سینہ
سپاٹ ہو گیا بس یہ دیکھتے ہی زلزال کو طیش آیا اور یہ سمجھ گیا کہ میرے ساتھ فریب کیا گیا یہ
ملکہ نہیں ہے زلزال نے کہا سچ بتا تو کون ہے بڑھیا ڈپٹنے سے زلزال کے تھرا گئی اور کہا کہ
تمھاری دولھن ہوں۔ زلزال نے کہا سچ بتا ورنہ ٹانگیں چیر کے پھینک دونگا اتنا سنتے
ڈر کے سارا ماجرا بیان کر دیا کہ برق عیار نے مجھے دولھن بنایا کپڑا پہنایا اور کہا کہ تم منہ سے نہ بولنا
ہم تمھاری شادی اس شخص کے ساتھ کیے دیتے ہیں جو ملکہ کو بیاہنے کے ارادہ سے آئیگا
مجھے مدت سے شادی کی تمنا تھی اور کوئی پوچھتا نہ تھا میں نے منظور کر لیا اتنا جو ہوا سو ہوا
اب تو ہاتھ پکڑے کی لاج کرنا چاہیے میں ایسی خدمت کرونگی کہ ملکہ کبھی نہ کرتی وہی اچھا چوراحت
دے آج کے نو مہینے پیچھے لڑکا بھی لینا رات کو مجھے حمل رہ گیا۔ یہ سنکر زلزال کو اور غصہ آیا
خواصیں تو ہنسی ہوئی بھاگیں اس بڑھیا کی باتوں پر زلزال اور بھی غصہ میں آیا کہا کہ نانی اماں
کے برابر تو تیرا سن ہے اور تو ایسی باتیں کرتی ہے بھلا مجھے بیٹا کیا رہیگا لے چل سنجابہ کے سامنے

اور یہ سارا واقعہ بیان کرے یہ کہکر بڑھیا کا ہاتھ کھینچا اور دروازے تک لایا عورتون نے کہا کہ اسے سوار کرکے لیجائیے ورنہ یہ زندہ نہ ہوسکیگی مر جائیگی۔ زلزال کو چونکہ اس سے گواہی لانا تھی اک ڈولی مین اسکو سوار کرکے ساتھ لیا اور دربار سنجاب شاہ مغربی مین آیا سنجاب شاہ مغربی سے آنکھ چار ہوتے ہی پکارا کہ کیون اے نابہبر یہ کیا حرکت کی کیا ہم اسی قابل تھے سنجاب حیران ہوا کہ یہ کس بات کی شکایت کر رہا ہے زلزال نے کہا کہ اسکا جواب دیجیے سنجاب شاہ نے کہا کہ خلاصہ بیان کرو اُسوقت زلزال نے ڈولی مین سے ہاتھ پکڑ کے حلوا خاتون کو کھینچکر باہر نکالا اور کہا کہ بیان کر حلوا خاتون نے سارا واقعہ سر دربار دہرایا اہل دربار کچھ تو ڈر سے کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے اس عیار نے بری حرکت کی مگر اتنی مجال عیار کی نہ تھی کہ وہ اپنی طرف سے یہ حرکت کرتا ضرور کسی بڑے شخص کے حکم کے موافق یہ کام ہوا ہے بعض بامذاق بہت جلے کہ زلزال کو خوب الو بنایا لیکن سنجاب شاہ مغربی عرق عرق ہوگیا اور زلزال سے کہا کہ مین قسم کھاتا ہون خداوند ساریق بن لقا کی کہ یہ فعل میرے حکم سے نہین ہوا ہے ہامان دانشور نے کہا ؎ کب سلیقہ ہے فلک کو یہ ستمگاری مین ٭ کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری مین مجھے ہمارا کہنا بھی یاد ہے زلزال نے سنجاب شاہ کی طرف دیکھکر کہا کہ اسیوقت اپنی دختر کو بلاکر میرے سپرد کیجیے بغیر اسکے مین بارگاہ کے باہر قدم نہ نکالونگا۔ سنجاب شاہ نے کہا کہ اے زلزال یہ وعدہ میرے تمھارے نہ تھا مین نے اپنے قول کو پورا کردیا کہ عقد ملکہ کا تمھارے ساتھ کردیا جہان ملکہ کا پتا پاؤ تم لیجاؤ مین نہ تمکو منع کرتا ہون اور نہ مدد دے سکتا ہون زلزال نے کہا کہ مین مدد کا خواستگار بھی نہین ہون اسیقدر کافی ہے کہ آپ دخل نہ دین یہ کہکے زلزال اپنے دو سردارون کی طرف مخاطب ہوا اور کہا جاکر باغ سرمست کو گھیر لو اور اُس سے ملکہ کو طلب کرو اگر دیدے تو خیر اور اگر مانع و حارج ہو تو اُس سے لڑکر ملکہ کو چھین لاؤ یہ سنکے الماس کج گردن اور قیطاس کج گردن اپنے اپنے مرکبون پر بیٹھکر جانب باغ سرمست روانہ ہوے زلزال اور محیط روشنضمیر دربار سنجاب شاہ مغربی مین موجود رہے اب لشکر سنجاب اور لشکر زلزال قریب ہے اور سردار ایک ہی جگہ بیٹھے ہوے ہین محیط روشنضمیر نے آئینہ دیکھکر پتا ملکہ کا زلزال کو بتا دیا تھا کہ ملکہ باغ مین سرمست فیل زور کے بیٹھی ہے اسی بنا پر زلزال نے اپنے سردارون کو باغ سرمست کی جانب روانہ کیا تھا جب یہ دونون دیو خصال بدمال جانب باغ روانہ ہوے تو کوکب روشن چشم نے اشارے سے نجم اختر شناس سے عرض کی کہ اب تو جنگ شروع ہوگئی مجھے کیا حکم ہوتا ہے جاکے راستے سے ان دونون کو روکون نجم اختر شناس نے فرمایا کہ ابھی موقع نہین ہے اطمینان رکھو دونون ملک عدم کے راہی ہونے والے ہین کوکب روشن چشم خاموش ہو رہا۔ لیکن اب کچھ حال نہیب مغربی کا سنیے کہ جبوقت سے یہ باغ ملکہ سے پلٹ کے اپنے قلعہ کو گیا تھا اسے چین نہ آتا تھا ہرکارون کی ڈاک بٹھادی تھی اور دمبدم کی خبر منگا رہا تھا جب یہ معلوم ہوا کہ زلزال ملکہ کو بیاہ لیگیا تو اسکو نہایت تعجب ہوا اور ایک رقعہ شاہ صاحب یعنی رفیع البخت کو لکھا مضمون یہ تھا کہ آپ کے خدا رسیدہ ہونے مین تو شک نہین لیکن یہ ہماری بدنصیبی اور ملکہ کی بدقسمتی تھی کہ دعا آپ کی قبول نہ ہوئی اور زلزال ملعون ملکہ کو لیگیا اگر مین آپکی دعا کے سہارے نہ بیٹھا رہتا

توضرور راستے سے ملکہ کو چھین لیجاتا جب یہ رقعہ رفیع شاہ کو پہونچا شاہزادہ بہت ہنسا اور سرمست کو وہ رقعہ دکھایا ملکہ نے پوچھا کیا ہی سرمست نے وہ رقعہ ملکہ کو دیا اب دلفریب بھی آگئی ہی سبنے رقعہ پڑھا اور رفیع البخت نے جواب رقعہ کا یہ تحریر کیا کہ تم اطمینان رکھو ملکہ باغ سرمست مین موجود ہی سرحیل عیار نے یہ کارگزاری کی کہ ملکہ کو یہان پہونچا دیا اور اک بڑھیا کو ملکہ کی شکل بناکر زلزال کے ساتھ کر دیا اور صداقت کے لیے اسی رقعہ پر ملکہ نے بھی اپنی خیریت تحریر کر کے دستخط کر دیے قاصد جواب لیکر باغ سے نکلا اور قلعہ جبل الحدید کیطرف چلا تھا کہ سامنے سے فوج آتے دیکھی دریافت کیا کہ یہ فوج کہان جاتی ہی معلوم ہوا کہ یہ لوگ زلزال کے بھیجے ہوے ہین اور باغ سرمست کو تاراج کرنے جاتے ہین اور ارادہ انکا یہ ہی کہ ملکہ کو سرمست سے چھین لین یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی قاصد دوڑا ہوا جبل الحدید پر پہونچا اور داخل قلعہ ہوا۔ نہیب مغربی اضطراب کی حالت مین ادھر سے ادھر ٹہل رہا تھا کہ قاصد پہونچا اور جواب نامہ دیا جسوقت نہیب مغربی مضمون نامہ سے آگاہ ہوا تو اسکو بیحد خوشی ہوئی اور کہا کہ بیشک شاہ صاحب قابل قدر ہین اسطرح تو خداوند نے جلد ہمیری دعا بھی نہین سنی کہ جو جسوقت کہا اسیوقت منظور ہو گیا۔ اب قاصد نے راستے مین لشکر کے ملنے کی حالت بیان کی کہ زلزال نے فوج بھیجی ہی کہ باغ سرمست کو تاراج کر کے ملکہ کو اس سے چھین لاؤ یہ سنتے ہی نہیب مغربی کو غصہ آیا اور اسی دقت مرکب طلب کیا اور حکم دیا کہ دس ہزار جوان مسلح ہوکر آمین مین باغ سرمست کی طرف بارادہ مدد سرمست فیل زور جاتا ہون والد ماجد کو جو کرنا تھا وہ کر چکے اب انسے کوئی غرض نہین ہی لیکن اب یہان سے

چند کلمے داستان باغ سرمست فیل زور کے مع حالات جنگ بیان کیے جاتے ہین

کہ سرمست فیل زور اور شاہزادہ رفیع البخت اور ملکہ سمن اندام سبز پوش اور دلفریب چارون آدمی ایک جا بیٹھے ہین جہت سرحیل عیار حاضر ہی اور عرض کر رہا ہی کہ جو میرا کام تھا وہ تو مین کر چکا لیکن یہ قلعی کھلی ضرور ہوگی اور بادشاہ اس معاملہ مین دخل نہ دیگا جسوقت زلزال کو خبر ملی کہ ملکہ فلان مقام پر موجود ہی اسیوقت وہ آکر باغ کو گھیر لیگا اب ملکہ کو لیکے یہان سے نکل جانا چاہیے رفیع البخت نے فرمایا کہ اگر آئیگا تو زک اٹھائیگا مجھے پروا نہین ہی بلکہ جاکے اس ملعون سے کہدو کہ اب اگر تجکو دعوے ہی تو ملکہ فلان مقام پر ہی آکے لیجا لیکن ملکہ نے کہا کہ خدا کے لیے یہ کیا غضب کرتے ہو بنا ہوا کام بگاڑو گے تھوڑا صبر کرو بھائی صاحب کا رقعہ ابھی آیا تھا جسوقت جواب انکو پہونچے گا تو یقین ہی کہ وہ خود تشریف لائینگے اور مجکو یہان سے قلعہ مین لیجائینگے وہ مقام نہایت محفوظ ہی انکو کسیطرح منظور نہ تھا کہ شادی ہو یہان یہ باتین ہو رہی تھین اور الماس کج گردن و فیطاس کج گردن آپہونچے تھے انھون نے باغ کو گھیر لیا تھا اب الماس کج گردن دروازہ باغ کی طرف بڑھا تھا کہ اک ملازم نے آکر عرض کی کہ غضب ہو گیا لشکر زلزال نے آکر باغ کو گھیر لیا ہی اور اک گبرنا ہنجار دروازہ باغ پر کھڑا کہہ رہا ہی کہ ملکہ کو ہمارے سپرد کرو ورنہ ہم اندر گھس آتے ہین یہ سنتے ہی رفیع البخت تیغہ پکڑ کے اٹھ کھڑے ہوے سرمست نے عرض کی کہ حضور دروازہ باغ پر ٹھہرین اور تماشا سیر کی لڑائی کا ملاحظہ فرمائین رفیع البخت نے ارشاد کیا کہ نہین مجھ سے زیادہ تم ملکہ کی حفاظت کر سکتے ہو اب اسوقت تم میری

جنگ کا تماشا دیکھو یہ فرماکر بجلی کی طرح جھٹ کے مرکب کے قریب پہونچے اور جھٹ سے پشت
گھوڑے پر سوار ہو ہوئے مرکب کو جھکا کر دروازۂ باغ پر پہونچ گئے دیکھا کہ الماس کج گردن دروازۂ
باغ پر کھڑا ہنکار رہا ہے کہ جلد ملکہ کو سوار کر کے میرے ساتھ کر دو ورنہ میں خود اندر باغ کے آتا ہوں
اور ملکہ کو سوار کر کے لیے جاتا ہوں بس یہ سنتا تھا کہ رفیع البخت نے نعرہ کیا کہ ابے خس او فاسق
میں آ ہو سکتا تو کیا جھک مارتا ہے دور ہو یہاں سے اگر اب قدم آگے بڑھایا تو سر قلم کر دونگا۔ یہ
سنکے الماس کج گردن پکارا کہ او فقیر کیوں تیری شامتیں آئی ہیں کہ سپاہیوں سے الجھتا ہے
یہ سب فساد تیری ہی ذات کے ہیں اگر خیریت اپنی چاہتا ہے تو ملکہ کو میرے حوالے کر اور تیرا جہاں
جی چاہے چلا جا ورنہ جان مفت میں جائیگی اور کچھ ہاتھ نہ آئیگا۔ یہ کہکر اسنے مرکب کو پیچھے ہٹایا اور
نیزہ سنبھالا۔ رفیع البخت مرکب کو چھیڑ کر سامنے آئے اور فرمایا کہ ملعون تجھے اپنی سپہ گری پہ
ناز ہے لا ضرب بہادری کی دیکھوں تو سہی کہ تو کیسا جری و بہادر ہے الماس کج گردن نے نیزہ کو
گردش دیکر سینہ بکینہ شاہزادہ پر وار کیا۔ رفیع البخت نے بغل کشادہ کر دی اور نیزے کو بغل
میں داب کر جو جھٹکا دیا توڑ کے پھینک دیا۔ الماس کج گردن نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا اور تلوار
کمر سے کھینچکر پکارا کہ معلوم ہوتا ہے تو کسی مرشد کامل کا بتایا ہوا ہے لے اسے یہ پیغام قضا ہے
یہ کہکر تلوار ماری رفیع البخت نے مرکب کو اشارہ کیا اور کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور ایسا جھٹکا مارا کہ
الماس کج گردن اور جسے مثل عیال مرکب پر آ رہا بس رفیع البخت نے دوسرا ہاتھ دراز کر کے کمر بند
کا بند پکڑا اور نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکے جو زور کیا تو مثل برگ درخت کے ہاتھ پر بلند کر لیا
قیطاس کج گردن نے دیکھا کہ فقیر نہایت شہ زور نکلا بس تلوار کھینچی جھپٹا اور پکارا کہ او فقیر تو
بڑا سرکش معلوم ہوتا ہے چونکہ کسیقدر فاصلے سے تھا اب یہ شاہزادہ کی طرف آ رہا ہے اور شاہزادہ
رفیع البخت الماس کج گردن کو ہاتھ پر بلند کیے ہوئے ہیں الماس تڑپ تڑپ کے لنگر کھا
رہا ہے رفیع البخت کہہ رہے ہیں کہ پھڑک لے اب تھوڑی دیر میں قضا نزدیک ہے کہ یکایک جانب
صحرا سے بادلا گرد کا اٹھا اور آن واحد میں قریب ہو کر شق ہوا دیکھا رفیع البخت نے کہ نہیب
مغربی گھوڑے کو دوڑائے ہوئے چلا آتا ہے نہیب نے آتے ہی نہیب دی کہ باش اے
کافران یہیں آ پہونچا خبردار باغ کی طرف بڑھنے کا قصد نکرنا میں نہیب مغربی لیکن غور سے
جو نہیب مغربی نے دیکھا تو شاہ صاحب ایک پہلوان کو ہاتھ پر بلند کیے ہوئے ہیں اور دوسرا
بارادہ پیکار شاہ صاحب کی طرف بڑھ رہا ہے ایسا نہو کہ شاہ صاحب کو گزند پہونچے بس اسنے
مرکب کو رانوں میں مسلا اور آواز دی کہ او گبر کہاں جاتا ہے اور شاہ صاحب سے کہا کہ میں آپکو
ایسا بہادر نہ جانتا تھا نہ گھبرائیے گا کہ میں آ پہونچا نہیب مغربی ابھی دو چار قدم کے فاصلے سے
تھا اور قیطاس کج گردن قریب رفیع البخت کے پہونچ چکا تھا چاہتا تھا کہ وار کروں کہ رفیع البخت
نے الماس کج گردن کو قیطاس کج گردن پر اس زور سے کھینچ مارا کہ دونوں وصل ہو گئے اور آپس میں
ٹکرا کے چکنا چور ہو گئے اور زمین پر مردہ ہو کے گرے اہل لشکر نے جو دیکھا کہ سردار ہمارے مارے
گئے شور کرتے ہوئے دوڑے کہ ارے مار لو اس فقیر کو غضب کیا اسنے کہ ایسے پہلوانان نامی
کو مارا یہ کبھی زندہ بچ کے نجانے پائے کفار یہ شور مچاتے ہوئے چلے۔ رفیع البخت نے تلوار
کھینچی اور حملہ کیا نہیب مغربی یہ شان و شوکت دیکھکر عاشق ہو گیا پکارا کہ اے رفیع شاہ کیا کہنا

اور خود بھی تلوار کھینچکر لشکر پر گرا یہ دونوں دلیر اُسی دریاے لشکر کو مثل نہنگ کے پیر رہے
تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ آفتاب و ماہتاب ابر سیہ میں کبھی ڈوبتے ہیں کبھی نکل آتے ہیں
تلواریں چمک چمک کے گر رہی ہیں جسپر ہاتھ پڑا اُسکے دو ٹکڑے ہوے کفار شور کرتے ہیں کہ
بھاگیو بغیر سرداروں کے خون کا بدلہ لیے ہوے قدم نہ ہٹانا یہ دو کس کس کو قتل کرینگے
اور کہانتک لڑینگے کہ اک مرتبہ گرد اُڑی لشکر الماس کج گردون کے سوار یہ سمجھے کہ زلزال کو خبر
پہونچ گئی ہے اُسنے کمک بھیجی ہوگی لیکن دامنہ گرد جو شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ لشکر نہیب کے
دس ہزار سوار ہیں اُنھوں نے دیکھا کہ ہمارا مالک اکیلا سرگرم پیکار ہے بس آتے ہی یہ بھی لشکر
الماس و قیطاس پر گرے۔ انکا گرنا تھا کہ فوج تہ و بالا ہوگئی اور قدم اُٹھ گئے قرار پر فرار لیا
دور تک سواران لشکر نہیب انکو پسپا کیے ہوے چلے آئے آخر نہیب مغربی نے آواز دی
کہ پلٹ آؤ بھاگتے کا پیچھا نہیں کرتے ہیں اب یہ لشکر پھرا نہیب مغربی نے شاہ صاحب
کے ہاتھ چومے اور کہا کہ آپ فقیر کاہیکو ہیں پورے سپاہی ہیں سرمست بھی دروازہ
باغ سے نعرہ تحسین کرتا ہوا آگے بڑھا نہیب مغربی نے سرمست سے کہا کہ تم ملکہ کو لیکر
قلعہ کی طرف چلو اب میں ہرگز ملکہ کو نہ دونگا جسکو دعویٰ ہو وہ آکر لیجاے سرمست نے
رفیع البخت کی طرف دیکھا رفیع البخت سمجھ گئے کہ اجازت خواہ ہے فرمایا کیا مضائقہ ہے اس سے
بڑھکر ملکہ کا محافظ کون ہوگا۔ سرمست نے تو ملکہ کو سوار کرایا اور لیکر جانب قلعہ جبل الحدید
روانہ ہوا اور نہیب مغربی نے رفیع البخت سے کہا کہ اب آپ بھی قلعہ میں تشریف لیچلیے
فرمایا کہ مجھے کوئی عذر نہیں ہے لیکن سواری ملکہ کی داخل قلعہ ہولے اُسوقت میں چلونگا
اسلیے کہ مبادا زلزال کسی اور کو بھیجے یا خود آجاے اب یہ دونوں شیر بیشہ شجاعت انتظار
میں کھڑے ہیں دس ہزار جوان پرے جمائے کھڑے ہیں لیکن اب کچھ حال اُن بھاگے
ہوے لوگوں کا سنیے کہ زلزال دربار سنجاب میں بیٹھا ہوا ہے اور کہہ رہا ہے کہ میرے سردار
ایسے نہیں ہیں جو خالی پھرنے والے ہوں اتنے سنجاب شاہ مغربی یہ آپ نے اچھا
نہ کیا اسکا انجام بہتر نہ ہوگا کہ درویش کو بھی میں گرفتار کر لیجاؤنگا یا درویش کا سر لیجاؤنگا
سنجاب شاہ مغربی نے کہا کہ درویش اگر تم سے لڑے تو تمھیں اختیار ہے اور اگر درویش
نے تعرض نکیا اور تم نے درویش پر دست اندازی کی تو پھر مجکو بھی تم سے لڑنا پڑیگا رہی
درویش کی واسطے میں نے اس بات کو گوارا کیا کہ دختر کی شادی تمھارے ساتھ کر دی اب اگر
درویش خود لڑنے پر آمادہ ہو تو مجھے بحث نہیں ہے یہ باتیں صمصام مغربی اور قمقام مغربی اور سنجاب
مغربی کے خلاف گذریں اور انھوں نے پہلو بدلے لیکن سنجاب شاہ نے چشم نمائی کرکے
انھیں روک دیا کہ یکبارگی سینہ گوش گلیم پوش عیار زلزال دوڑا ہوا آیا اور عرض کی کہ دونوں
سردار آپکے درویش رفیع کے ہاتھ سے مارے گئے فوج نے فقیر کو گھیر لیا تھا مگر نہیب شاہ
مغربی نے آکر درویش کی مدد کی اور آپکے لشکر کو شکست دی بس یہ سننا تھا کہ زلزال نے
سنجاب کی طرف دیکھ کے کہا کہ اب کہیے اتنو شرکت آپکی ہوئی سنجاب شاہ نے کہا کہ اگر فرزند
میرے حکم سے درویش کی طرفداری کرتا تو یہ کہنا تمھارا درست تھا مجھے اس معاملہ سے اب کوئی
تعلق نہیں ہے نہ مجھ سے کسی بات کی شکایت کرنا جو میرا کام تھا وہ میں کر چکا کہ عقد دختر کا تمھارے

سامنہ کر دیا اگر تمھارے بازو مین طاقت ہی تو دراندازون سے چھین لو یہ ملین ہو سکتا کہ مین
تمھاری طرف ہو کر فرزند سے لڑون زلزال نے کہا کہ مین کسی کی مدد کا خواستگار نہین ہون یہ
کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور چالیس ہزار سوار اپنے ساتھ لیکر باغ سرمست کی جانب روانہ ہوا اُدھر
فرزندان سنجاب نے عرض کی کہ حضور ہمکو روکتے ہین اور یہ ملعون زبان درازی کرتا ہی سنجاب شاہ
مغربی نے کہا کہ اگرچہ اب لڑائی میرے فرزند سے آپڑی ہی مگر مین ہرگز دخل ندونگا نہ تم اِس
باب مین بولو کہ خلاف عہد ہوتا ہی یہ دونون خاموش ہو رہے بعد اسکے سنجاب شاہ مغربی
محل مین داخل ہوا اور ملکہ جمیلہ خاتون سے اپنے فرزند کی شرکت کا حال بیان کیا ملکہ نے
کہا جانے تعجب ہی کہ وہ مُوا ہمارے پارہ جگر سے لڑنے جاے اور تم دخل نہ دو سنجاب شاہ
مغربی نے کہا کہ مین اگر شریک ہونگا تو میری بدنامی و رسوائی ہی فرزند میرا موم کا بنا ہوا نہین ہے
لیکن یہ نہین معلوم کہ ملکہ کو باغ سے کون لے آیا اور کسکے حکم سے لایا ملکہ نے کہا سرخیل عیار
میرے پاس آیا تھا اُسنے یہ بات بیان کی کہ صاحبزادے بھی اس شادی سے خلاف ہین اور
سُنکے مجھے بھی منظور نہ تھا تمنے بھی مجبور ہو کر شادی کی خوشی تمھاری بھی نہ تھی تو ملکہ بھی جان دینے پر
آمادہ تھی سرخیل از روے خیر خواہی یا بیماے سرمست ملکہ کو لے آیا اور اُسنے آکر مجھ سے
اطلاع کی اور یہ بیان کیا کہ دشمن ملکہ کی جان پر کھیل جاتے تو سوا پشیمانی کے کچھ ہاتھ نہ آتا اس
مصلحت سے مینے بجاے ملکہ اک بڑھیا عورت کو ملکہ کی صورت بناکر زلزال کے ساتھ رخصت
کر دیا لیکن اب دیکھا چاہیے کہ اس لڑائی کا کیا نتیجہ ہوتا ہی وہان زلزال بن طلخال چالیس
ہزار سوار ساتھ لیے ہوے تلاش رفیع البخت مین قریب باغ سرمست فیلزور کے پہونچا
دروازہ باغ پر رفیع البخت اور ہیبت مغربی باتین کر رہے تھے کہ گرد اُڑی بس ہیبت مغربی نے
اپنے لشکر کو آراستگی کا حکم دیا اور رفیع البخت سے کہا کہ آثار آمد لشکر کے معلوم ہوتے ہین
شاہزادہ رفیع البخت رکب کو جنبش دیکے آگے بڑھ گئے زلزال دامنہ گرد سے نمودار ہوا اور پکارا کہ او
درویش سرکش کہ اب تو شاہ ہون اور شہزادون کے معاملہ مین بھی دخل دینے لگا دریوزہ گری کا کام
بھول گیا۔ رفیع البخت نے فرمایا کہ او ملعون مین تو گدا ہی ہون تجھ ایسے نہین معلوم کتنے جن
آزاد کر دیے ہونگے اور بہت سے اب بھی وابستہ دامن دولت ہین تو نے مجھے فقیر نہ سمجھ مین
فقیر بھی ہون اپنے پیدا کرنے والے کا فقیر ہون جو کچھ طلب کرتا ہون اسی سے طلب کرتا ہون
اور جو کچھ مجھے دیتا ہی وہی دیتا ہی۔ زلزال نے کہا کہ بتا ملکہ کہان ہی رفیع البخت نے کہا کہ
ملکہ میری جیب مین ہی جو تو مجھ سے پوچھتا ہی زلزال نے کہا کہ تو نے میرے سردارونکو کیون
مارا۔ رفیع البخت بولے کہ اُن دونون نے کیون باغ کو گھیرا نہ وہ مجھ سے لڑتے نہ مارے
جاتے زلزال نے کہا کہ مجھے سنجاب شاہ کا خیال ہی کہ اُسنے اپنی دختر دینا گوارا کیا اور تجھے
دینا گوارا نہ کیا نہین معلوم تو نے سنجاب پر کیا سحر کیا ہی اگر تو میرے ہاتھ سے مارا گیا تو
سنجاب شاہ مغربی کو ملال ہوگا مگر اب جو کچھ ہو مین تیرے قتل مین دریغ نہ کرونگا اسلیے کہ تو
دراندازی ہوا اور تیرے ہی وجہ سے مین ملکہ بے قابو نہ پاسکا لہذا ہوشیار ہو جا یہ دیکھنا کہ آگاہ
نہ کیا تھا مین تیرے قتل مین دریغ نہ کرونگا۔ رفیع البخت نے فرمایا کہ جو تجھ سے ہو سکے قصور
نہ کرنا بس زلزال نے نیزہ مارا رفیع البخت نے نیزے کو تلوار سے قلم کیا زلزال نے تلوار ماری کہ

رفیع البخت نے مرکب کو دبایا کہ کلائی پکڑ لوں قضاے کار و اتفاقات روزگار کہ گھوڑے نے
سکندری کھائی جھٹکا سا رفیع البخت سنبھلیں سنبھلیں تیغہ سر پر بیٹھا اور تا دوابرو اُتر گیا رفیع البخت نے
دستانہ مارا تیغہ کھینچا کر سر سے نکلا اور چادر خون کی سر سے باہر آئی یہ حال دیکھکر نہیب مغربی
نے نہیب دی کہ او زلزال نامرد تجھے شرم نہیں آتی کہ زخمی پر ہاتھ اٹھاتا ہے یہ کہکر گھوڑا دوڑا دیا
اور سامنے زلزال کے جا پہونچا۔ رفیع البخت زخم کاری کھا چکے تھے بیہوش ہوگئے ادھر
زلزال نے نہیب مغربی کو تلوار ماری نہیب مغربی نے وار اسکا سپر پر روکا تھا تلوار کو بیچ میں
ضامن دیا تلوار سے چار انگل سپر کو کاٹا اور نکل گئی نہیب مغربی نے تلوار ماری زلزال نے
بھی سپر بلند کی لیکن تلوار نہیب مغربی کی سپر پر پڑے جو اچھلتی ہے تو سر مرکب پر پڑی گردن مرکب
زلزال کی قلم ہوئی مرکب نے چرخ مارا زلزال نے زین خالی کیا نہیب مغربی تلوار کھینچ کے
زلزال کے لشکر پر جا پڑا اور سپراہیان نہیب مغربی بھی آ پڑے جنگ مغلوبہ ہوگئی تلوار چلنے لگی
زلزال نے جلدی سے دوسرا مرکب طلب کیا اور بیٹھ کر پشت مرکب پر یہ بھی معروف پیکار ہوا چونکہ
رفیع البخت بیہوش تھے مرکب نے باگ ڈھیلی پائی چل کھڑا ہوا اور اپنی وفاداری کے موافق
سوار کو میدان جنگ سے بچا کر نکال لیگیا یہاں دونوں لشکر غٹ پٹ تھے تلوار چل رہی تھی یہ
خبر سنجاب شاہ مغربی کو پہونچی کہ شاہ بیباجب تو ہاتھ سے زلزال کے زخمی ہوئے انکا پتا نہیں
اب آپ کے فرزند سے اور زلزال سے جنگ ہو رہی ہے سنجاب اس خبر کو سنکے بیقرار ہوا مگر ضبط
سے کام لیا صمصام مغربی وغیرہ نے پھر عرض کی کہ اب ہمیں کیا حکم ہوتا ہے سنجاب شاہ مغربی
نے انکو پھر روکا وہاں لشکر زلزال اور فوج نہیب مغربی میں خوب تلوار چلی یہانتک کہ زلزال سے
اور نہیب مغربی سے پھر سامنا ہوا زلزال نے تلوار ماری نہیب مغربی نے سپر بلند کی اسکے
مرکب نے بھی مثل مرکب رفیع البخت کے سکندری کھائی جھونک میں نہیب سامنے جا رہا تیغہ
سر پر بیٹھا تا دوابرو اتر آیا نہیب مغربی نے دستانہ مارا کہ تیغہ جھٹکا کر سر سے نکلا لیکن چادر خون
کی سر سے باہر آئی لوگ نہیب مغربی کے دوڑ پڑے بیچ میں آ گئے نہیب مغربی کے زخم زیادہ
کھا بیٹھا جلدی سے زخم سر کو باندھ کر پھر معروف پیکار ہوا اب زلزال تو لڑتا ہوا باغ سرست
کی طرف بخیال ملکہ کے چلا اور نہیب مغربی نے اس ہجوم سے نکلکر قلعہ کا رخ کیا زلزال نے
بھی کہا کہ نکل جانے دو جو مطلب تھا وہ حاصل ہوا جاتا ہے غرضکہ نہیب مغربی صاف نکلا ہوا
چلا گیا اور زلزال داخل باغ ہوا دیکھا تو باغ میں سناٹا ہے قصر خالی پڑا ہے اسباب تک
نہیں ہے بس اسنے منھ پیٹ لیا کہ میں نے بڑا دھوکا کھایا معلوم ہوتا ہے کہ ملکہ کو پہلے ہی سے
قلعہ میں بھیجدیا خیر سمجھا جائیگا چونکہ دو سے لڑ چکا تھا اور زخمی کر چکا تھا نہایت خوش و خرم
پلٹ کے بارگاہ سنجاب میں آیا اور اپنی شجاعت بیان کرنے لگا کہ یوں میں نے فقیر کو زخمی کیا
اور اسطرح نہیب مغربی کو زخمی کیا آخر وہ بھاگ کر قلعہ میں چلا گیا اے سنجاب شاہ اب میں
طبل جنگ بجوا کر قلعہ پر دھاوا کرتا ہوں تمہیں جو محبت اپنے فرزند سے تمام کرنا ہے وہ تمام کر لو پھر
مجھ سے شکایت نکرنا جب وہ مجھ سے لڑیگا تو میں کوتاہی نکرونگا سنجاب شاہ مغربی نے کہا
کہ تجھے کیونکر یقین ہے کہ نہیب مغربی اپنی بہن کو قلعہ میں لیگیا ہے ذرا تامل کرو کہ میں خبر اپنی
بھیجکر اپنے فرزند سے دریافت کر لوں اگر اسنے اقبال کیا کہ ملکہ میرے قلعہ میں ہے اور یہ بھی جانتا ہوں

کیا کہ مین ملکہ کو نہ دونگا اُسوقت تم قلعہ پر دھاوا کرنا مین تعرض نکرونگا نہ اپنے فرزند پر زیادہ زور ڈال سکتا ہون اسلیے کہ اگر مین ملکہ کا باپ ہون تو وہ بھائی ہی اُسکو بھی ملکہ پر اک قسم کا اختیار حاصل ہی تم اُسنے بھی میری اطاعت کیا کم کی کہ مجھے شادی کرنے کو منع نہین کیا اب اگر زیادہ مین اُس سے کہونگا تو وہ ظاہر بظاہر مجھسے برخلاف ہو جائیگا اُسوقت کیا کرونگا زلزال نے کہا اسکا مضائقہ نہین ہی اسیوقت سنجاب نے اک نامہ اپنے فرزند نجیب مغربی کے نام تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے فرزند اگر تم ملکہ کو قلعہ مین لے گئے ہو تو مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ سوار کرکے زلزال کے یہان بھیجدو اور اگر مناسب نہ جانو تمھین اختیار ہی مین اس معاملہ مین دخل نہین دیسکتا کہ زبان ہار چکا ہون تمسے اور زلزال سے جنگ ہوگی اپنے نیک و بد کو اچھی طرح سمجھ لو یہ نامہ اپنے عیار نسیم مغربی نے ہاتھ جانب قلعہ جبل الحدید روانہ کیا اب انکو تو انتظار جواب مین چھوڑا جاتا ہی جبتک

کچھ حال زینت تاج و تخت شاہزادہ رفیع البخت کا بیان کیا جاتا ہی

کہ انکو جو گھوڑا لیکر نکل گیا تھا جاتے جاتے اک دریا کے کنارے ہو نکا پانی پیا پھُریری لی رفیع البخت پشت مرکب سے زمین پر آرہے یہ دریا باغ قیصر تیغزن کی طرف سے ہوکر ملک عروج کو چلا گیا ہی قیصر تیغزن بتیس ہزار جوانون کا افسر ہے اور سنجاب شاہ مغربی کی طرف سے اس سرحد کا نگہبان ہی قصر اسکا کنارے دریا کے ہی اُسوقت قیصر تیغزن کنارے دریا کے بیٹھا ہوا شکار ماہی مین مصروف تھا کہ دیکھا اسنے پانی جو بہکر آتا ہی اُسمین تحریر سُرخ معلوم ہوتی ہی اسکو خیال ہوا کہ شاید کسی نے شکار کرکے جانور کو کنارے دریا کے ذبح کیا ہے وہ خون دریا مین بہکے اسطرف آیا ہی اسنے اپنے ملازمین سے کہا کہ جاکر دیکھو تو کس شخص نے کنارے دریا کے شکار کیا ہی جبکہ تم لوگون سے تاکید کردی تھی کہ کوئی شکاری اس مقام پر شکار وغیرہ ذبح نہ کیا کرے کہ پانی خراب ہوتا ہی لوگ قیصر تیغزن کے باغ سے نکلے اور کنارے دریا کے آئے تو دیکھا کہ مرکب خالی کھڑا ہی اور اک آفتاب شفق مین ڈوبا ہوا کنارے دریا کے پڑا ہوا ہی یعنے اک جوان زخمی پڑا ہوا ہی اور اُسکے سر کا خون پانی مین بہکے جاتا ہی بس یہ لوگ اُلٹے پاؤن پھرے اور آکر قیصر تیغزن سے بیان کیا قیصر تیغزن نے کہا کہ اُس جوان کو اُٹھا لاؤ لوگ گئے اور شاہزادہ رفیع البخت کو اُٹھا کے لے آئے مرکب کو لیجا کے اصطبل مین باندھ دیا قیصر تیغزن چونکہ مردِ نیک پسند بادردوست ہی اور فن جراحی کو بھی جانتا ہی اسنے زخم سر دھو کر اپنے ہاتھ سے ٹانکے لگائے اور بتی مرہم کی چڑھا کر زخم سر کو باندھا اور آہستہ آہستہ سینکنا شروع کیا اُسوقت شاہزادے کو ہوش آیا فرمایا کہ اے جوان خدا تجھکو جزائے خیر دے تو کون ہی قیصر تیغزن نے کہا کہ مین لشکر سنجاب مغربی کے بتیس ہزار جوانون پر افسر ہون اور اس مقام کا نگہبان ہون اب آپ اپنے نام و نشان سے آگاہ کیجیے کہ آپ کون ہین شاہزادہ رفیع البخت نے کہا کہ مین اک مرد فقیر ہون اسی لباس فقیری سے تمھارے ملک مین آیا بادشاہ نے مجھپر عنایت کی لیکن زمانے نے یہان بھی چین سے نہ بیٹھنے دیا کہ زلزال بن جنجال آیا اور بجبر دختر بادشاہ سے عقد کیا یہ فعل اُسکا سب کے خلاف گزرا دختر بادشاہ کو سخت کیلئے

نے نہ جانے دیا آخر جنگ ہوئی اسی جنگ میں میں بھی زلزال کے ہاتھ سے زخمی ہوا یہ سنکے قیصر
تیغزن نے ہاتھ آنکھوں سے لگائے اور کہا کہ میں ایسے افسانے سن چکا ہوں کہ آپ نے
باغ ملکہ کا سر سبز کردیا نہنگ کو جا کے مارا آپ بندۂ مقبول ہیں اس خدمت کی صلہ میں چاہتا ہوں
کہ میرے واسطے بھی کچھ دعا کیجیے۔ رفیع البخت نے اسکو دعا دی کہ خدا تجھے ہدایت کرے
تاکہ انجام تیرا بخیر ہو یہ دنیا چند روزہ ہے راحت و آرام تکلیف و آسایشیں سب طرح گزر جاتی
ہے خدا ابدالاباد کی زحمت سے بچالے جو دعا اسکے وہم و گمان میں بھی نہ تھی وہ دعا دی۔
یہ کلمات سنکر قیصر تیغزن نے کہا کہ جب اسطرح یاد خدا اور فکر انجام ہو تو قبولیت کا درجہ
حاصل ہوتا ہے سوا اس دعا کے میں کسی دعا کا محتاج بھی نہ تھا خدا کا دیا سب کچھ ہے
اب رفیع البخت کا علاج ہونے لگا آٹھ روز میں زخم سر بالکل اچھا ہوگیا اور شاہزادے
نے غسل صحت کیا قیصر تیغزن نے اس غسل صحت کی خوشی میں جشن کیا بعد جشن عرض کی
کہ ایک بات ناگفتنی ہے نہ کہے بنتی ہے نہ بے کہے بنتی ہے گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل فرمایا
بیان کرو ع مشکلے نیست کہ آسان نشود + مرد باید کہ ہراسان نشود + قیصر تیغزن نے
تخلیہ کردیا اور عرض کی کہ مجھے خداوندی کے معاملے میں اُلجھن رہا کرتی ہے میں اکثر خیال کیا کرتا
ہوں کہ اصل خدا کون ہے یہ تو ہم لوگوں میں ہونے دو سو خداوند کہلاتے ہیں مگر سب ایسے
تھے کہ مثل بندوں کے چند روز ظاہر رہے اور جسطرح بندے موت کے پنجہ میں آکر دنیا کو
ترک کرتے ہیں اسی طرح وہ بھی مر گئے تو یہ کیسے خداوند تھے شائقین کو تو جانے دیجیے
ابھی کل کی بات ہے کہ خداوند لقا کا کیا جاہ و حشم تھا اٹھارہ ہزار ملک باختر زیر نگین تھے
عالم عالم مطیع تھا سیکڑوں ساحر ہزاروں پہلوان سجدہ کرتے تھے لیکن چند خدا پرستوں
نے ساری خداوندی بگاڑ دی اور بھاگتے بھاگتے پریشان ہوگئے اور خدا پرستوں کے ہاتھ سے
مفر نہ ملی آخر حمزہ عرب نے انکو دار پر کھینچوا کے تیر باران کردیا یہ کیسا خداوند تھا جسکا زور بندوں سے
نہ چل سکا اب سارق نے دعوائے خداوندی کیا ہے اور ہمارا بادشاہ اسکا پیغمبر بنا ہے مجھے
ان باتوں پر ہنسی آتی ہے میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سب گمراہ ہیں سلطنت کے زور پر خداوند بن
بیٹھے ہیں خدائے حقیقی کوئی اور ہی ہے جس سے کسی کا زور نہیں چلتا اگر آپ اس معاملہ
کو سمجھے ہوں تو مجھے بھی سمجھا دیجیے۔ رفیع البخت مسکرائے اور فرمایا کہ اے قیصر تیغزن جو
دعا میں نے تیرے واسطے کی تھی وہ قبول ہوئی یہ اسی کا اثر ہے کہ تو نے حق جوئی کرنا شروع
کی اور بیشک تو راہ راست اختیار کریگا جو کچھ تو سمجھا ہے سب صحیح ہے اگر تجھے خدا کی تلاش ہے تو
تو خدا کو پائیگا پیغمبر کی تلاش ہے تو پیغمبر بھی ملجائیگا پہلے میں تجھے ایک مثال سے سمجھاتا ہوں
یقین ہے کہ تو اسکو سنتے ہی بہت جلد سمجھ جائیگا اے قیصر تیغزن ہماری تمثال خدا کے ساتھ ایسی ہے
جیسے کمہار کے کھلونوں کے ساتھ صنعت صانع کی کنہ حقیقت کو نہیں جان سکتے اور جیسا صانع
ہوتا ہے ایسی صنعت ہوتی ہے ادنی سی بات یہ ہے کہ اگر کوئی کمہار یہ چاہے کہ میں لاکھوں تصویریں
مٹی کی بنا ڈالوں اور ایک صورت دوسری صورت سے مشابہ ہو تو غیر ممکن ہے دیکھ صنعت صانع
حقیقی کی کہ جو دو بھائی ایک وقت میں توام پیدا ہوتے ہیں گو کہ وہ ایک نطفہ سے ہوتے ہیں
ایک شکم میں پرورش پاتے ہیں لیکن پھر بھی صورتوں میں فرق ہوتا ہے ہر صورت کی یکتائی

اُسکے صانع کی وحدانیت کو بتا رہی ہی جسطرح کمہار کے کھلونے کمہار کے بگاڑ ڈالنے پر قادر
نہین ہین اسیطرح بندے خدا کو آزار نہین پہونچا سکتے کمہار جب چاہے اپنی بنائی ہوئی چیزون
کو بگاڑ ڈالے اور پھر ویسی ہی بنالے اسیطرح خدائے حقیقی جسے چاہتا ہی مار ڈالتا ہی جسے
چاہتا ہی پیدا کر دیتا ہی ساحر شمشہ نے اپنی موت کا کیا کیا تحفظ نہین کیا لیکن عمرو ایسے
لیے دست و پا نے جو سحر کا ایک لفظ بھی نہ جانتا تھا دریا سے نکالکر ساحر شمشہ کو مار ڈالا
ساحر شمشہ عمر کا کچھ نہ کر سکا پھر کہ بقا سوا ذات پروردگار عالم کے کسی کو نہین ہی اس سبب سے
نہ کوئی ہمیشہ جیا ہی اور نہ جیے گا اگر بہت سے خدا ہوتے تو آپس مین لڑائیان ہوتین اور انتظام
دنیا مین فرق آتا جو چیزین پانی سے پیدا ہوتی ہین وہ آگ سے پیدا ہوتین یا اور کوئی صورت
ہوتی ایک خدا دوسرے خدا کی خدائی مٹا دیتا اور برباد کر دیتا علاوہ اسکے انواع و اقسام کی
خرابیان پیش آتین روزمرہ دنیا پیدا ہوتی اور برباد ہوتی لہذا خوب گوش ہوش سے سن
کہ خدا وہ ہی جو مثل بندے کے نہو خدا وہ ہی جسنے سبکو پیدا کیا ہی اور وہ کسی سے پیدا نہین
ہوا ہی ہمیشہ سے ہی اور ہمیشہ رہیگا خدا نہ کبھی بچہ تھا اور نہ جوان ہوا نہ بوڑھا ہوگا نہ مریگا خدا
ہر مقام پر موجود ہی اور پھر کہین نہین ہی خدا ہمکو دیکھتا ہی ہم خدا کو نہین دیکھ سکتے یہ باتین سنکر
قیصر تیغزن کی آنکھین کھل گئین اور عرض کی کہ آپ اپنے دین و آئین سے مجھے آگاہ فرمایئے
اور طریقے عبادت خدا کے تعلیم فرمایئے بیشک آپکا دین حق ہی رفیع البخت نے کلمہ طیبہ تلقین
فرمایا قیصر تیغزن از سر صدق مسلمان ہوا اور عرض کی کہ اگر آپ خدمت رسول مقبول مین جائیگا
تو مجھے ضرور لیتے جائیے تاکہ مین خدائے حقیقی کے پیغمبر کو دیکھون اور زیارت سے مشرف ہون
فرمایا کہ انشاء اللہ جب مین خانہ کعبہ جاؤنگا تو تجھے ساتھ لیتا جاؤنگا اب چند اوصاف پیغمبر خدا
کے بھی سن لے کہ پڑھے پڑھائے ہوئے پیدا ہوئے کسی نے انکو تعلیم نہین کیا اور تمام
علوم پر وہ حاوی ہین چونکہ نور خدا سے پیدا ہوئے ہین جسم مبارک بے سایہ ہی کوئی بات
زبان سے بغیر حکم خدا نہین کرتے چاند کو ایک اشارہ انگشت سے شق کیا مین انکے غلامون
کے برابر بھی رتبہ نہین رکھتا قیصر تیغزن محو ہو گیا اور اسکو شوق لقائے پیغمبر برحق پیدا ہوا
اب اسنے عبادت کے طریقے اصول دین و فروع دین حاصل کرنا شروع کیے اور قصد مسجد
بنانے کا کیا تو یہ خیال پیدا ہوا کہ جبتک تمام ملازم و اہل لشکر راہ راست پر نہ آ جائینگے اسوقت
تک مین کچھ نہ کر سکونگا یہ سوچ کے اسنے ایک محفل وعظ منعقد کی اور سبکو جمع کر کے آپ
اک بلندی پر کھڑا ہوا اور کہا کہ اے یاران مین کوئی یہ کہہ سکتا ہی کہ ہم کبھی نہ مرینگے کسی نے جواب
نہ دیا اور دل مین کہا کہ ایسا کوئی نہین ہی جو نہ مرے پھر قیصر تیغزن نے کہا کوئی یہ بھی بتا سکتا ہی
کہ جو ہمارے دو سو خداوند زمانہ خدائی مین جسطرح سے تھے اور نظر آتے تھے وہ پھر بھی دکھائی دینگے
پھر کہا کہ اگر وہ مر نہین گئے تو کیا ہوئے اور جب وہ مر گئے تو خداوند کا ہمکو تھے ہم مین اور
انمین فرق کیا ہوا پھر کہا کہ اگر وہ خداوند نہ تھے تو جو خدائے حقیقی ہی اُسے چھوڑ کر بندے
کو خدا کہنا خدائے حقیقی کے خلاف ہوگا یا نہین تو لوگون نے کہا کہ ضرور خلاف ہوگا قیصر
تیغزن نے کہا کہ جو ناخوش ہوگا وہ کیونکر پیش آئیگا سب نے کہا کہ بُری طرح قیصر تیغزن نے
کہا کہ اگر خدائے حقیقی کی خوشنودی کیجائے تو کچھ امید منفعت ہی یا نہین سب نے کہا کہ ضرور

ضرور

اور اگر نفع بھی ہو تو یہ کیا کم ہے کہ غضب سے بچتے ہیں ایک بادشاہ کسی سے ناراض ہوتا ہے تو
کیا کچھ اذیت نہیں پہونچا سکتا ہے نہ کہ خدا اور ایک بادشاہ خوش ہوتا ہے تو کیا کیا مرتبے
عنایت کرتا ہے خدا خوش ہوگا تو کسقدر سرفراز کر سکتا ہے لہذا تم سب کو چاہیے کہ مثل میرے
حق پرستی اختیار کرو اور ساریق بن لقا پر لعنت کرو کہ وہ کافر ہے اور خدا کو بھولا ہوا ہے ایک
روز اسکو بھی مثل اسکے بھائی لقا کے بارگاہ احدیت سے سزا ملیگی اور یہ بھی ذلیل و رسوا
ہوکر در بدر کی ٹھوکریں کھاتا پھریگا اور اس تازہ مہمان کے شکرگزار ہو جسکی بدولت راہ راست پر
چلے اور کفر کے طوفان سے نجات پائی سبنے باواز بلند کہا کہ ہمنے اطاعت کا آپکی بہت اچھا
پھل پایا کہ انجام بخیر ہوا ہمیں کوئی عذر و انکار نہیں ہے اب قیصر تیغزن بیٹھ گیا اور رفیع البخت
نے لوٹتے ہوئے سبکو کلمہ تلقین فرمایا تیس ہزار آدمی ایک وقت میں مسلمان ہوا شاہزادہ
رفیع البخت نے کہا کہ ایک مسجد تعمیر کرو اور اسمیں نماز پڑھا کرو اور ایک منبر بناؤ کہ جبتک
میں اس مقام پر ہوں تم لوگوں کو آئین اسلام سے آگاہ کرتا رہونگا سبنے قبول کیا
رفیع البخت نے اپنے ہاتھ سے سنگ بنیاد کا نصب کیا اور مسجد بننے لگی ہر شخص بہ اشتیاق
جانکر شریک تعمیر تھا تیسرے روز مسجد تیار ہوگئی اب رفیع البخت روز وعظ فرماتے ہیں
قضائے کار و اتفاقات روزگار ایک ستیہ گوش کلیم پوش عیار بالادوی کرتا ہوا اسطرف
بھی آنکلا اور اسنے شاہزادہ رفیع البخت کو پہچانا یہ تو کلم زلزال سے تلاش میں انکی نکلا ہی
تھا بس اسکو فکر پیدا ہوئی کہ کسی طرح انکو گرفتار کرکے لیجانا چاہیے بس اس ملعون نے صورت
اپنی اک فقیر کی بنائی اور آکر سوال کیا کہ بابا کچھ خدا کے نام پر دے قیصر تیغزن کھٹکا کہ اس
ملک میں خدا کے نام لینے والے کہاں یہ کون شخص ہے اس سے پوچھا کہ تم کہاں کے
رہنے والے ہو اور یہاں کب آئے فقیر مکار نے کہا کہ میں ترکستان میں پیدا ہوا مجھکو
شوق فقیری میں فقرا کی خدمت کی اب یہ نوبت پہونچی کہ گرو مر گیا چیلے تباہ ہوگئے بھیک
مانگتا ہوا ادھر بھی آنکلا اس ملک میں کوئی خداپرست نہ دکھائی دیا لوگ نام خدا سنکے خون
کی آنکھوں سے دیکھتے تھے آخر میں نے نام خدا کا لینا چھوڑ دیا اس مقام پر پہونچ کے
خدا کا نام لینے والے نظر آئے اس سے میں نے خدا کے نام پر مانگا۔ رفیع البخت نہایت
خوش ہوئے کہ یہ بھی مرد مسلمان ہے فرمایا کہ تو ہمارا مہمان ہے بھائی ہم بھی فقیر ہوکر اس ملک
میں پہونچے تھے ہمارے تیرے خوب بنیگی قیصر تیغزن نے کہا کہ اے شہریار مجھکو یہ مکار
معلوم ہوتا ہے فرمایا کہ نہیں بدگمانی کیا کرتا مومن کی طرف گمان بد لیجانا چاہیے قیصر تیغزن
خاموش ہو رہا۔ رفیع البخت نے اپنے ساتھ اسکو کھانا کھلایا اور اپنے ہی خیمہ میں رہنے کو
جگہ دی اس ملعون نے رات کو اٹھکر رفیع البخت کو بیہوش کیا اور پشتارہ باندھ کے پشت پر
چالاکی کرکے لے نکلا راستے میں اسکو خیال آیا کہ قیصر تیغزن کو بھی لیجانا چاہیے ورنہ یہ مطلع
ہو چکا ہے اس فقیر کی طرف سے لڑیگا یہ سوچ کے اسنے پشتارہ تو زمین پر ایک درخت کے
نیچے رکھ دیا اور آپ وہاں سے پھر پلٹا اور نگاہوں سے نگہبانوں کے بچتا ہوا خیمہ قیصر تیغزن
میں پہونچا اور قیصر کو بھی بیہوش کرکے چادر عیاری میں باندھا اور لے نکلا اب کچھ دور ایک
پشتارے کو لیجاتا ہے اور کسی مقام پر رکھ دیتا ہے پھر دوسرے پشتارے کو لیجاتا ہے اور یہ

اور رکھ دیتا ہی اسیطرح رات بھر مین کئی کوس نکل آیا اب صبح ہوگئی قریب سنجابیہ کے پہونچ گیا کہ
اگر بالکل شل ہوگیا ہی اور دل مین خوش ہی کہ زلزال مجھ سے نہایت خوش ہوگا اور بہت کچھ خلعت
و انعام عطا کریگا کہ دیکھا اسنے ایک عورت نہایت حسین جست و چالاک وضع سے یہ معلوم ہوتا ہی
کہ کسی ساہوکار کی دختر ہی آدھی ساری باندھے اور آدھی اوڑھے ہاتھ پر تھال تھال مین کچھ
لیئے چلی جاتی ہی قدم قدم اپنے کو چھپاتی ہوئی جیب دکھاتی ہوئی سیہ پوش گلیم پوش یہ سمجھا
کہ کوئی گانون یہان سے قریب ہوگا یہ کسی شوالے مین پرستش کے واسطے جاتی ہی حسن اسکا
دیکھا سیہ گوش کی زبان سے بیساختہ نکلا کہ ہاے ظالم ذرا ادھر بھی دیکھ لے نازنین نے
تیوریان چڑھا کے دیکھا اور کہا کہ مین نے تجھپر کیا ظلم کیا جو تو مجھے ظالم کہتا ہی سیہ گوش گلیم پوش
نے کہا کہ ارے تو نے تو مار ڈالا نازنین الھڑپنے سے بولی کہ لو اور سنو مجھپر طوفان لیتا ہی تو مرگیا
تو یہ باتین کون کر رہا کیا بکتا ہو کر میرے پیچھے پڑا ہی جا اپنا کام کر میرے گانون کے لوگ اگر
دیکھ لینگے تو اتنی جوتیان لگائینگے کہ یاد کریگا اور مین مفت مین رسوا ہونگی برادری سے اٹھا
دیجاؤنگی سیہ گوش گلیم پوش نے کہا کہ اتو جو کچھ ہو سو ہو کوئی کہتا ہی دیوانہ کوئی کہتا ہے
سودائی + محبت مین سبھی یکسان ہین جسکی جس سے بن آئی + نازنین بولی کہ تو ہی سودائی
ہوگا مین تو اچھی بھلی ہون اب سیہ گوش قریب نازنین کے آگیا اور ستانے کا قصد کیا
نازنین نے تھال رکھ دیا اور پھاٹک کے الگ ہو رہی کہ بھڑوے بھوکا ہی تو لے آج تو ہی کھا
مین پوجا بھی نکرونگی یہ عذاب تیرے ہی سر رہا سیہ گوش بھوکا تو تھا ہی دو پشتارے
اتنی دور لایا تھا پیٹ مین خاک اڑ رہی تھی غنیمت جان کے بیٹھ گیا اور کھانے لگا دو چار
نوالے کھائے ہونگے کہ نازنین نے کہا تو اپنے حال سے آگاہ کر کہ کون ہی اسنے کہا کہ مین عیار ہون
ایک شخص کل جسکے سے اسوقت پیغمبر قدرت سنجاب شاہ مغربی بھی دب رہا ہی اسکے بچہ م
رفیع شاہ کو پکڑ کے لیجاتا ہون یقین ہی کہ بہت کچھ خلعت و انعام ملیگا اگر تو وصل میرا قبول کرے
تو سب تجھی کو دونگا اور اگر یون نہ مانے گی تو زبردستی تجھے لیجاونگا میرا کوئی کچھ نہین کرسکتا
ہی یہ سنکے نازنین سہمی اور کہا کہ موے مر جائیگا تجھے کھانے کو تو نصیب نہین ہی تو دیگا مجھے کیا
یہ کہکر بھاگی سیہ گوش اٹھ کے پیچھے دوڑا بس ہوا لگتے ہی بیہوشی نے طمانچہ مارا چھینک
مار کے دھم سے گرا نازنین نے نعرہ کیا کہ ہاش او فرسان منم لاہور تیز گام غلام شاہزادہ
رفیع البخت اور آکے جلدی سے پشتارے کھولے تو دیکھا کہ ایک مین شاہزادہ رفیع البخت
ہین اور ایک پشتارے مین کوئی اور سردار ہے خیال ہوا کہ کوئی رفیق شاہزادہ کا ہوگا بس جلدی
سے فتیلہ رفع بیہوشی سونگھا کر دونون کو ہوشیار کیا۔ رفیع البخت نے جو اپنے کو صحرا مین پایا
اور عیار کو اپنے سامنے دیکھا فرمایا کیا تو ہی فقیر بنکے آیا تھا عرض کی کہ اپنے شہریار مین فقیر
سے واقف نہین اک عیار دو پشتارے لیے جاتا تھا مین نے اسکو بیہوش کرکے پشتارے
کھولے تو آپ کو پایا۔ رفیع البخت نے کہا کہ تمکو میرا پتا کیونکر ملا اور کسطرح اس مقام تک پہونچے
لاہور نے منسوب شاہی کا لشکر اسلام مین پہونچنا اور حال دربار سنجاب شاہ مغربی کا بیان کرنا
اور تصویر دربار جسمین آپ کی تصویر بھی لگی تھی دکھانا اور اپنا ساتھ خواجہ خضران کے بہارستان
مغرب کی طرف چلنا سب بیان کیا۔ رفیع البخت نے کہا کہ خواجہ کہان ہین لاہور نے عرض کی کہ

ہین ملک سنجابیہ مین ہو نجکر ڈنسے علیحدہ ہوا تھا اور آپکی تلاش مین چلا تھا اب یہین مسلح زرہ و جو
کسی مقام پر مین شاہزادہ نہایت خوش ہوا اور قیصر تیغزن سے لاہور کو آگاہ کیا قیصر تو جانتا
ہونیکے آگاہ بھی ہو گیا تھا کہ یہ عیار ہی شاہزادہ کا رفیع البخت نے کہا کہ اس عیار کو ہوشیار کرو
لاہور نے کہا کہ اب حضور جہان فروکش ہین وہان تشریف لیجائین مین اسی ملعون کو اپنی
شکل بناتا ہون اور آپ اسکی شکل بنکر جاتا ہون اور بن پڑتا ہی تو وہ آئینہ لیکر آتا ہون جب
زلزال کو بھروسا ہی فرمایا بہتر رفیع البخت تو مع قیصر تیغزن جانب لشکر روانہ ہوے وہان
اہل لشکر کو جو یہ معلوم ہوا تھا کہ بستر خواب پر سے شاہ صاحب اور قیصر تیغزن گم ہو گئے سب
پریشان تھے لوگ تلاش مین چار جانب دوڑ رہے تھے کہ اک مرتبہ مع قیصر تیغزن کے پہنچے
انکے آنے کی عجیب خوشی ہوئی اب رفیع البخت نے قیصر تیغزن سے کہا کہ نہین معلوم وہان
زلزال سے اور نہیب مغربی سے کیا ٹھہری زلزال ملعون ضرور قلعہ پر فوج کشی کریگا اپنے لشکر
ہوتین ہی قیصر تیغزن نے کہا کہ مین ہرکارون کو خبر کے واسطے روانہ کرتا ہون اور اسی وقت
قیصر تیغزن نے ہرکارون کو حکم دیا کہ حالات شہر سنجابیہ سے اطلاع دین ہرکارے روانہ ہو
اور رفیع البخت انتظار مین بیٹھے لاہور تیزگام نے صورت سیہ گوش کی رفیع البخت کی بنائی
اور آپ سیہ گوش بنکر نشتار و سیہ گوش کا باندھا اور جانب دربار سنجاب شاہ مغربی روانہ
ہو گیا دیکھیے یہ کب پہونچتا ہی۔

اب حال اس نامہ کا سنیے جو سنجاب شاہ مغربی نے اپنے فرزند نہیب مغربی کو روانہ کیا تھا

راوی بیان کرتا ہی کہ نہیب مغربی بعد زخمی ہونے کے داخل قلعہ ہوا اور اہل قلعہ سے تیاری
قلعہ کا حکم دیا کہ مین تو زخمی ہون مبادا زلزال ملعون بتلاش ملکہ باغ سرمست سے پلٹ کے
ادھر آجاوے تو قلعہ کو آراستہ و مملو گولندازون نے اسیوقت توپین بھر بھر کے چڑھا دین مانے کا
متوالا کوک کا بولا بارود کی ہنڈیا تیکر کا گڑھا دسب سامان درست کرنیکے پل تختہ اٹھوالیا
خندق پر آب کر دیے یہ قلعہ بالا سے کوہ واقع ہی اور نہایت محفوظ ہی اسی اطمینان پر نہیب
مغربی ملکہ کو قلعہ مین لے آیا ہی ملکہ کو جسوقت یہ خبر ہوئی کہ بھائی زلزال کے ہاتھ سے زخمی ہو
آیا ہی اور شاہزادہ زخمی ہوے مفقود الخبر ہو گیا بسبب صدمے کے بیہوش ہو گئی دلفریب
وزیرزادی نے لخلخہ سنگھا کر ہوشیار کیا اور یہ فقرہ دیا کہ مجھے خبر ملی ہی کہ شاہزادہ خیریت سے
ہی آپ پریشان نہون اور آپکے بھائی بھی زیادہ زخمی نہین ہوے ہین ملکہ کو گونہ تسلی ہوئی
مگر قرار نہین آتا بار بار پوچھتی ہی کہ اے دلفریب آخر وہ کہان ہین یہان انکا دوست کون ہی
جو ہی وہ دشمن ہی دلفریب نے کہا کہ آپ کیونکر انکی دوست ہو مین سرمست کیونکر مطلع ہوا
وہ صاحب اقبال ہین جہان جائینگے انکے واسطے سب کچھ ہی کیا نشاد ہوگا اور مجھے انکے
بزرگون پر کیا کیا مصیبت نہین پڑی لیکن خدا نے سب وقت خیریت سے گزار دیے
یہ اس طرح ملکہ کو سمجھاتی ہی مگر دل اسکا بھی پریشان ہی اور دعا کرتی ہی کہ خداوند تو مجھے
سچا کرنا اصل یہ ہی کہ خدا جانے اس شہریار پر کیا گزری اور وہ کہان ہی ادھر سرمست بھی پریشان ہی

نجیب مغربی علاج زخم مین مصروف ہی کہ نامہ ستجاب شاہ کا پہونچا نجیب مغربی نے نامہ پڑھا اور
جواب مین تحریر کیا کہ مین بسبب آپکے لحاظ کے خاموش رہا ورنہ ہرگز یہ شادی ہونے دیتا جب
اطاعت مین نے ختم کردی جسطرح مین نے آپکی تجویز کے خلاف نہین کیا اسیطرح اب آپ
اس معاملہ مین دخل نہ دین زلزال ملعون سے کہہ دیجیے کہ ملکہ قلعہ مین موجود ہے اور بھائی اُسکا
نہین بھیجتا ہی اگر دعوی ہی تو جا کے لے آئین سمجھ لونگا یہ جواب مختصر تحریر کرکے روانہ کردیا
یہان ستجاب شاہ مغربی دربار مین بیٹھا ہی زلزال بھی موجود ہی کہ جواب نامہ کا پہونچا ستجاب شاہ
نے پڑھکر زلزال کو دیا اور کہا کہ اب تم جانو زلزال نے نامہ پڑھا اور کہا کہ ذرا عیار میرا آلے تو
طبل جنگ بجواؤن اسلیے کہ اب مجھے زیادہ فکر اُس فقیر کی ہی جسکے باعث سے یہ فسادات برپا
ہوے ہین اُسنے خرابی کی ہی اور گرفتاری درویش کی فکر مین گیا ہوا ہی یہان انتظار ہو رہا ہی
کہ تین روز سے سیہ گوش گلیم پوش پشتارہ بدوش آ کے پہونچا سلام کیا پشتارہ زمین پر
رکھدیا اور عرض کی کہ غلام اُسی فقیر کو گرفتار کرکے لایا زلزال نے کہا کہ اسے ہوشیار کرکے
ستون بارگاہ سے باندھ دے سیہ گوش نقلی نے جلدی سے سیہ گوش اصلی کو جو شاہزادہ
رفیع البخت کی صورت تھا ستون بارگاہ سے باندھکر ہوشیار کیا گینہ عیاری کا حلق مین اُسکے
ٹھونس دیا تھا جسکی وجہ سے وہ بول نہ سکتا تھا ہامان دانشور نہایت خوش ہوا اس سیہ دل کو
شاہزادۂ رفیع البخت سے بغض للّٰہ تھا اور ہمیشہ بد خواہ رہا زلزال نے کہا کہ کیون اسے
شخص تجھے اسوقت کی خبر نہ تھی شاہون اور شہریارون سے اُلجھنے کا نتیجہ دیکھا نجم اختر شناس
کا فرزند کوکب روشن چشم غصہ سے کانپ رہا تھا باپ سے اسنے کہا کہ اب بھی آپ اجازت
نہین دیتے ہین کیا کیا تو ہین شاہزادے کی ہو رہی ہی نجم اختر شناس نے فرزند کو بیٹھا لیا
اور کہا کہ مجھے اپنے علم سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ شاہزادہ کی اسیری عیار کے ہاتھ سے ممکن ہی
نہین خدا جانے کیا اسرار ہی تماشا قدرت خدا کا دیکھتے جاؤ ابھی وقت اظہار اسلام کا نہین ہی
ورنہ خرابی ہوگی کوکب روشن چشم خاموش بیٹھا ہی دلمین کہہ رہا ہی کہ شاید والد ماجد ڈرتے ہین
کہ فرزند قتل ہو جاے یہان سوا کافرون کے ہمارا طرفدار کون ہی لیکن زلزال ملعون سخت سست
کہہ رہا ہی اور ستجاب شاہ مغربی گردن جھکائے بیٹھا ہی کہ جسکے واسطے مین نے دختر سے ہاتھ اٹھایا
اس ننگ کو گوارا کیا اُسنے اپنے کو اس ذلت وخواری مین پھنسایا اور اب مین دخل نہین دیسکتا
اسلیے کہ اسنے ملکہ کے بارے مین کیون دراندازی کی اور سیہ گوش کی یہ حالت ہی کہ بسبب گینہ
کے زبان سے کچھ کہہ تو سکتا نہین منھ کھولتا ہی اور رہ جاتا ہی اشارہ سے بتانا چاہتا ہی اشارہ کوئی
سمجھتا نہین آخر زلزال خنجر بکف ہوکر اُٹھا کہ اسے قتل ہی کر ڈالون کہ سارا جھگڑا مٹجاے اُسوقت
ستجاب شاہ مغربی سے دیکھا نہ گیا کہا اے زلزال یہ نامی شخص ہی اسکا یون مار ڈالنا اچھا نہین
بلکہ تیاری میدان فوج کا حکم دو لوگ جمع ہون سامنے خلقت خدا کے قتل کرنا چاہیے زلزال
کے بھی ذہن مین یہ بات آگئی خاموش ہو رہا اور کہا کہ اسے لیجا کے قید کرو عیاران لشکر
زلزال سیہ گوش کو لے گئے اور قید کردیا سیہ گوش نقلی یعنی لاہور نے زلزال سے بہت کچھ
انعام واکرام لیا اور دیکھا کہ اب یہ راز فاش ہو جائیگا ٹھہرنا میرا اس مقام پر مناسب نہین ہی
کسی بہانے وہان سے نکل کے جانب لشکر رفیع البخت روانہ ہوا یہان حسب الحکم زلزال میدان جنگ

کی تیاری ہوئی تمام ملک سنجابیہ میں چارچی نے چارچ دیا کہ کل صبح کو درویش رفیع قتل ہوگا جسکو تماشائے
قتل درویش دیکھنا ہو وہ آئے اور جو کوئی اُسکا ہوتا سوتا ہو وہ اُسے بچا لے۔ یہ خبر وحشت اثر جو
مشہور ہوئی لوگوں میں چرچے ہونے لگے کوئی کہتا تھا کہ افسوس درویش بڑا باکمال تھا اسکا قتل ہونا
افسوس کی جا ہے کوئی کہتا تھا کہ یہ درویش بڑا بانی فساد تھا اسنے تو سنجاب شاہ کی سلطنت ہی بگاڑ دی
ہوتی ایسے کا قتل ہی ہو جانا بہتر ہے غرضکہ اسطرح کی باتیں ہو رہی تھیں اُدھر ہرکارے نہیب مغربی
کے یہ خبر لے کر قلعہ جبل الحدید کی جانب روانہ ہوئے اور جا کر نہیب مغربی سے بیان کیا کہ درویش کو
عیار زلزال کہیں سے پکڑ لایا کل درویش قتل ہونگے ہر طرف شہر میں اک شور برپا ہے جسکو دیکھنا ہو
وہ دیکھے اور جو درویش کا حمایتی ہو وہ آ کر اسکو چھڑا لیجاوے۔ یہ سنکر نہیب مغربی نے کہا کہ
کیا مجال اُس ملعون کی کہ درویش کو میری حیات میں قتل کر سکے لشکر ہمارا دو گھڑی رات رہے سے تیار ہو کر
فلاں باغ میں مقیم ہے جہاں سے میدان قتل قریب ہے اور خود بھی نہیب مغربی کھلے سے مسلح ہو کے چھپا لوگوں نے
اسقدر اس بات کا چرچا کیا کہ دلفریب کو معلوم ہوا دلفریب نے ملکہ سے تو نہیں کہا لیکن صدمہ
سے چہرہ دلفریب کا زرد ہو گیا رات کو انجم اٹھکے ادھر سے اُدھر ٹہلتی تھی ملکہ تو یہیں فراق
میں شاہزادے کے جاگا کرتی تھی اُسکو کسی پہلو قرار کہاں تھا وزیرزادی کو جو ٹہلتے ہوئے
دیکھا پوچھا کہ اے دلفریب آج شام سے کچھ تو بجھی ہوئی ہے یہ حالت میں نے تیری کبھی نہیں
دیکھی کیا کوئی خبر وحشت اثر سنی ہے دلفریب نے ضبط کر کے کہا کہ نہیں کوئی تازہ خبر نہیں سنی ہے
مگر آنکھ سے دلفریب کے آنسو ٹپک پڑے ملکہ اُسوقت بیتاب ہو گئی اور کہا کہ تو مجھ سے چھپاتی
ہے جلد بیان کر اور اپنے سر کی قسم دی بس دلفریب سے ضبط نہو سکا اور صاف صاف بیان کر دیا
کہ عیار زلزال شاہزادے کو کہیں سے گرفتار کر لایا ہے زلزال نے میدان قتل کی تیاری کی
حکم دیا ہے کل صبح کو شاہزادہ قتل ہوگا بس یہ سنتے ہی ملکہ کی آنکھوں میں اندھیرا آیا اور تیورا کے
گر کے بیہوش ہو گئی بڑی دیر میں ہوش آیا دلفریب نے سمجھایا کہ اس سے کیا حاصل خدا
کے ہزارہا کارخانے ہیں آپکے بھائی اپنے شام سے فوج کو کمربندی کا حکم دیا ہے وہ بھی ایک
رستم زمانہ ہیں پچھلے سے جا کر رہائی کرینگے اب یہ دعا کرو کہ خدا انکو فتحیاب کرے ملکہ اپنے کو
مسوس مسوس کے رکھتی ہے دل نازک ضبط کا تحمل نہیں کر سکتا سکتے کی سی حالت ہے بست فیلزاد
کو یہ حال معلوم ہوا کہ ملکہ کی حالت خراب ہے یہ بھی خیال ہے کہ یہ راز عشق نہیب مغربی پر فاش
نہو ورنہ اور بھی خرابی پیدا ہوگی اسنے آ کے ملکہ کو سمجھایا کہ بہن نگھبراؤ پریشان ہونے سے کیا
فائدہ تقدیر پر شاکر رہو خدا سے دعا کرو یہاں کا تو یہ رنگ ہے اور وہاں سیہ گوش گلیم پوش
کو عیاروں نے لیجا کر رفیع البخت کے شبہ میں قید کیا اُسوقت اک عیار سے سیہ گوش نے
اشارہ سے کہا کہ میرے گلے میں گینڈو پھنسا ہوا ہے اسے نکال دے اسکے اشارے کو وہ عیار
سمجھا منہ کھولکر جو دیکھا تو واقعی میں گیند پھنسا ہوا ہے اسنے سنسی وغیرہ سے گیند حلق سے
نکالا اُسوقت سیہ گوش نے کہا کہ میں رفیع شاہ نہیں ہوں بلکہ سیہ گوش عیار ہوں عیار نے
منہ ہاتھ دھلائے تو صورت اصلی ظاہر ہوئی عیار اسکو لیے ہوئے سامنے زلزال کے آئے
اور کہا کہ خداوند نے بڑی خیر کی اگر آپ اسے قتل کرا ڈالتے تو بہت پریشان ہوتے یہ فقیر نہیں بلکہ
آپکا عیار ہے زلزال نے کہا کہ تعجب کیا گزری واقعہ اپنا بیان کر سیہ گوش نے سارا ماجرا بیان کیا

زہین نے اسطرح رفیع شاہ کو مع اُسکے زیادہ رفیق کے گرفتار کیا مگر راستے مین دھوکا کھایا اک عیار
نے عورت بنکر مجھے فریب دیا اور بیہوش کیا اور اسی جگہ رفیع شاہ کی صورت بناکر یہان لایا اور
آپکے ہاتھ سے قتل کرانے کی فکر کی تھی مگر ہمارا خداوند تو جانتی جوت کا خداوند ہی وہ ہمارے
حال سے غافل ہوا جان بچادی زلزال نہایت شرمندہ ہوا جب صبح ہوئی تو خلقت خدا
آکے جمع ہوئی سنجاب شاہ مغربی آکر دربار مین بیٹھا تھا کہ زلزال آیا اور سارا ماجرا بیان کیا کہ
وہ درویش تھا میرا عیار تھا اور وہ جو میرے عیار کی شکل بنکر اسے لایا تھا وہ اور کوئی مکار
تھا یہ سُنکے سنجاب شاہ نے کہا کہ اگر ہم قتل سے مانع نہوتے تو تمکو کسقدر پشیمانی حاصل
ہوتی اور نجم اختر شناس شکر خدا بجالانے کوکب روشن چشم مسکرایا اور اپنے باپ کیطرف
دیکھا وہان نہیب مغربی مع لشکر کچھ رات رہے سے باغ مین موجود تھا کہ ادھر زلزال قیدی
کو لیکر میدان خونی مین آئے ادھر مین حملہ کرون لیکن گھڑی بھر دن چڑھ گیا اور کوئی دکھائی
نہ دیا اُسوقت نہیب مغربی نے ہرکارون کو روانہ کیا ہرکارون نے بعد دریافت حال جاکر
نہیب مغربی کو بھی آگاہ کیا کہ کسی عیار نے دھوکا دیا۔ زلزال کے عیار کو رفیع شاہ کی شکل
بناکر قید کرا گیا نہیب مغربی یہ سُنکے بہت ہنسا اور نقارہ شادمانی بجاتا ہوا داخل قلعہ ہوا
ملکہ یاقوت اُداس بیٹھی ہوئی تھی بال سر کے کھلے ہوئے تھے دعا مانگ رہی تھی کہ اک مرتبہ نقارہ
شادمانی کی آواز گوشزد ہوئی سرمست فیل زور نے جاکر کہا کہ اے ملکہ مبارک ہو کہ وہ قیدی
شاہزادہ نہ تھا ملکہ نے سجدہ شکر ادا کیا لیکن زلزال کو خبر پہونچی کہ نہیب مغربی مع لشکر آیا تھا
کہ اگر درویش قتل کیا جائیگا تو مین لڑونگا بس یہ سُنکے زلزال نے غصہ مین حکم دیا کہ بجے
طبل جنگ اُسی وقت نقارہ زری پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر نہیب مغربی کو ہوئی
کہ زلزال نے طبل جنگ بجوایا ہے اُسکا ارادہ قلعہ پر دھاوا کرنے کا ہی نہیب مغربی نے کہا کچھ
پروا نہین ہے لشکر ہمارا قلعہ کے باہر خیمہ زن ہو سرمست فیل زور بارگاہ لیکر قلعہ سے باہر
آیا لشکر اُترا خیمے خرگاہ بین راؤٹیان استادہ ہوگئین ادھر بھی کوس حربی نوازش مین آیا ادھر
سنجاب مغربی کو معلوم ہوا کہ زلزال کا ارادہ ہی کہ قلعہ پر دھاوا کرے پسران سنجاب نے کہا
کہ ہمین اجازت ہو تو ہم بھی تماشاے جنگ دیکھنے کو جائین سنجاب شاہ نے کہا کہ بغرض
تماشا اگر جاتے ہو تو مضائقہ نہین لیکن خبردار تم دخل نہ دینا صمصام مغربی وغیرہ نے کہا کہ
جب آپ نہین دخل دینے دیتے تو ہمین کیا کام ہی غرضکہ تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح
کو زلزال مع فوج میدان مین آیا اُدھر نہیب مغربی نے اپنے لشکر کی صفین آراستہ کین میدان
کی درستی ہونے لگی گرد اُڑی۔ صمصام مغربی ہشام مغربی قمقام مغربی دس دس ہزار سوار
اپنے ساتھ لیے ہوے میدان مین پہونچے اور دونون لشکرون سے علیحدہ صفین جاکر کھڑے
ہوے زلزال نے کہا کہ کیا تمھارا بھی کچھ ارادہ ہی انھون نے کہا کہ اگر ارادہ ہوتا تو اپنے بھائی
کے لشکر مین شامل ہوتے علیحدہ کیون کھڑے ہوتے مجبوری یہ ہی کہ والد ماجد اجازت
نہین دیتے ورنہ مردون کا کام جنگ و جدال ہی ہم صرف تماشاے جنگ دیکھنے آئے ہین
زلزال نے کہا کیا مضائقہ ہی اب زلزال ملعون مرکب کو چمکا کر میدان مین آیا اور بعد سلح شوری بسیار
نیزہ زمین پر گاڑکے پکارا کہ اے نہیب مغربی اب تمکو ملکہ پر اختیار نہین اسلیے کہ جب عقد ہوگیا

تو ملکہ ہماری ہو گئی لہذا اس لڑنے بھڑنے سے کوئی فائدہ نہیں ملکہ کو ہمارے سپرد کرو نہیب مغربی
نے کہا کہ کسی ملت و مذہب میں عقد بغیر رضامندی جائز نہیں تیرے ساتھ شادی کرنے پر کوئی
راضی نہ تھا یہ عقد ہی جائز نہوا پس اب زبان سے ایسے کلمات نہ نکالنا زلزال نے کہا کہ اگر یہ
کلمات سننا نہیں چاہتے ہو تو ملکہ کو میرے سپرد کرو پس نہیب مغربی نے لڑنے کا قصد کیا تھا کہ
سرمست فیل زور نے پودا باگ کا لیا اور نہیب مغربی سے کہا کہ ملکزادوں کے ہوتے شاہزادوں
کو لڑنے کی ضرورت نہیں یہ کہکے گھوڑا اڑا کر سامنے زلزال کے آیا زلزال نے نیزہ مارا سرمست
نے نیزہ کو نیزہ پر لگا لیا نیزہ بازی ہونے لگی مگر کام نہ نکلا آخر تلواریں کھنچ گئیں کئی ضرب کے
ردوبدل میں سرمست ہاتھ سے زلزال کے زخمی ہوا لوگ سرمست کو پھیر لے گئے اور نہیب مغربی
نے زلزال سے سامنا کیا زلزال نے نیزہ مارا نہیب مغربی نے نیزے کو نیزے پر لگا لیا اور دو
بدل ہونے لگے بند بندھنے اور کھلنے لگے دونوں مرکب اشاروں پر پھر رہے تھے سنانوں سے
سنانیں لڑ رہی تھیں چہرہ بچہرہ پڑ رہی تھی سنانوں سے چنگاریاں اڑ رہی تھیں دیکھنے والوں
کی نگاہیں لڑ رہی ہوئی تھیں کہ اک مرتبہ نہیب مغربی نے ہاتھ سے زلزال کے نیزہ نکال دیا زلزال
نیزہ برابر [illegible] خجالت میں غرق ہو گیا کفار نے گردنیں نیچی کرلیں اور صمصام مغربی نے آواز دی
کہ بھائی صاحب سبحان اللہ زلزال ملعون بہت جلا اور غصہ میں تلوار کھینچ کے نہیب مغربی پر
پڑا نہیب مغربی نے بھی وار زلزال کے رد کرکے حملے کرنا شروع کیے قضا نے کاروائی اتفاقات
روزگار کہ تلوار زلزال کی سر مرکب نہیب مغربی پر پڑی سر مرکب کا قلم ہو گیا اور مرکب ہوا سے
گرا پاؤں میں نہیب مغربی کے ضرب آئی اسکے دوسرا مرکب طلب کیا لوگ مرکب لے کے چلنے
ہنوز مرکب نہیں آنے پایا تھا کہ جانب صحرا سے تیرہ گرد بلند ہوا اور اس گرد سے اک بگولہ
علیحدہ ہو کر مثل آفت ناگہانی کے قریب پہونچ کے شق ہوا دیکھا کہ رفیع شاہ مرکب کو دوڑاتے
ہوئے چلے آتے ہیں انھوں نے آتے ہی آواز دی کہ باش او قزاق خبردار و ہوشیار
باش کہ میں آ پہونچا مجھے زخمی کے مقابلہ کا انتظار ہے زلزال نے کہا کہ مجھے تو تیری ہی تلاش
تھی اس روز میرے ہاتھ سے بچ کے نکل گیا آج زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر رفیع البخت
کی طرف چلا رفیع البخت نے تلوار ماری کہ مرکب زلزال کا پانچ قدم اڑ گیا زلزال نے تلوار
ماری رفیع البخت نے دھار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا دیا کہ تلوار چھین لوں زلزال
بھی پہلوان زبردست ہے تلوار تو نہ چھوٹی مگر اوندھے منھ خیال مرکب پر آ رہا پس رفیع البخت
نے ہاتھ دراز کرکے کمر زنجیر کا بند پکڑا اور قاش زین سے اٹھا کر بالائے ہوا پھینکا اور نہیب
مغربی سے کہا کہ آؤ ہم تم ملکے اسپر ہاتھ صاف کریں چورنگ ہوائی کا میں نہیب مغربی
بھی تلوار کھینچکر بڑھا تھا کہ کڑاکا ہوا بجلی کے کڑکتے ہی آنکھیں سب کی جھپک گئیں اور پیدا
ہوا کہ دیو زلزال کو روک لیا رفیع البخت نے جست کرکے تلوار ماری پنجہ اترا ہوا چلا گیا نہیب
مغربی کے ہوش اڑ گئے کہ انھوں نے اتنے بڑے جوان کو اسطرح اچھال دیا صمصام مغربی
اور [illegible] مغربی اور ہشام مغربی بھی قریب آ گئے ہر ایک زور بازو رفیع البخت کی تعریفیں کرتا
تھا نہیب مغربی شاہزادے کو لیکر اپنی فرودگاہ پر آیا سرمست کو شفاخانے بھیجا اسنے میں
قیصر تیغزن بھی تیس ہزار سوار سے آ پہونچا رفیع البخت نے نہیب مغربی سے کہا کہ اسی جوان

میر اعلاج کیا اور اب تک میں اسی کے گھر میں مہمان تھا نہیب مغربی نے قیصر تیغ زن کو پہچانا
اور آفرین کی۔ لشکر زلزال تو اسی وقت میدان سے پھر گیا تھا نہیب مغربی سب کو لیکر داخل
قلعہ ہوا اسکے تینوں بھائی بھی قلعہ میں اپنی بہن کو دیکھنے کی غرض سے چلے گئے ملکہ کو جوقت
آمد رفیع البخت کی خبر معلوم ہوئی قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے۔ لیکن اول کچھ حال
زلزال ملعون کا سنیے۔ کہ آنکھ جو اسکی کھلی تو اپنے کو صحرا میں پایا سامنے حمید جادو کو دیکھا
حمید جادو نے کہا کہ چار ہی دن میں ہمکو دل سے بھلا دیا اپنی خالہ سے شادی کرنے چلا تھا
اسکا نتیجہ دیکھا اگر میں علم سحر کے ذریعہ سے دریافت کر کے نہ آ جاتی تو آج ہی قتل ہو جاتا
زلزال نے کہا کہ اے حمید جادو جان جائے یا رہے میں ملکہ کو ضرور لاؤنگا اسلیے کہ اب وہ
میرا ناموس ہو چکی ہے حمید جادو نے کہا کہ اتنی جو زبان کھائیگا کہ شکل نہ پہچان پڑیگی آئینہ تجکو
اختیار ہے بعد اسکے یہ دونوں اپنی بارگاہ میں آئے یہاں محیط روشن ضمیر بیٹھا تھا اور اہل لشکر کو
سمجھا دیا تھا کہ کوئی زلزال کے چلے جانے سے بددل نہو زلزال آتا ہوگا اتنے میں حمید جادو
مع زلزال پہونچی اور محیط روشن ضمیر سے کہا کہ یہ ساری خرابیاں تمہاری ڈالی ہوئی ہیں تمکو
اپنے آئینہ پر بڑا غرور تھا اسوقت تمہارے آئینہ نے کچھ کر لیا اس آئینہ کی کوئی حقیقت نہیں ہے
جسوقت یہ چھین گیا اسوقت تم بیدست و پا ہو گئے وہ اور بات تھی کہ تم نے مجھے قمری بنا دیا میں
علم سے خبر رکھتی ہوں میرا علم کسی وقت مٹ نہیں سکتا بھلا جو آئینہ مجکو دکھاؤ جتنک آئینہ
اٹھاؤ اٹھاؤ کہو تو میں تمکو گیدھا بنا دوں اور آئینہ رکھا رہجائے محیط روشن ضمیر نے کہا کہ
آپس میں لڑنے سے تو کوئی فائدہ نہیں اس سے تو دشمن سے لڑو حمید جادو نے کہا کہ میری بلا
لڑے مجکو کیا ضرورت ہے تم جادو تمہارا کام جانے اکمرتبہ میں نے آکے اسکو بچا بھی دیا اب
مرا قتل بھی ہو گا تو میں خبر تک نہ لونگی یہ کہکر پرواز پیدا کیے اور اڑتی ہوئی چلی گئی یہاں
محیط روشن ضمیر نے زلزال بن ملخال سے کہا کہ تم طبل جنگ بجاؤ دیکھا جائیگا کل میں سبکو
جانور بنا کر قفس میں بند کر دونگا۔ زلزال نے کہا کہ بہتر اسی وقت اسنے حکم دیا نقارہ لڑی پر
چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی لیکن اول کچھ حال قلعہ کا سنیے کہ عجب گھما گھمی ہے
سب ایک جگہ بیٹھے ہیں التعریف رفیع البخت کی ہو رہی ہے کہ نہیب مغربی نے کہا کہ اے رفیع شاہ
سچ بتائیے کہ آپ نے ملکہ کے باغ کو کیونکر سرسبز کیا نہنگ کا مارنا اور اس اس طرح کے مقابلے
کرنا سپہگری کی شان ہے لیکن سرسبزی باغ کا معمہ سمجھ میں نہیں آتا اسوقت رفیع البخت
نے اک انگڑائی لی اور فرمایا کہ اے نہیب مغربی اب تک تو میں نے اظہار حسب و نسب اور اپنے
دین و آئین سے آگاہ نہ کیا تھا اسلیے کہ تمہارے ملک میں سراسر جہل سے بھرا ہوا ہر ایک کو
دیکھا لیکن اب گوش ہوش سے سنو کہ میں نے خدائے حقیقی سے سرسبزی باغ کی دعا کی
اسنے میری دعا سن لی اب تم اپنے خداوند پر نظر کرو جسے جاگتی جوت کا خداوند کہتے ہو وصفیک
تمہارے باپ کو اسنے اپنا پیغمبر قرار دیا ہے اور تمہارے باپ نے کس کس طرح سرسبزی باغ
کے واسطے ساریق پاس کہلا بھیجا وصفیک ساریق نے وعدہ بھی کیا مگر اسکے اختیار ہی میں
کب تھا کہ وہ باغ کو سرسبز کر سکتا وہ بھی مثل ہمارے تمہارے ہے میرے خدا میں سب طرح
کی قدرت ہے اگر وہ چاہے تو دن کو رات کر دے اور رات کو دن بنا دے میں نے اپنے

خداے حقیقی سے رجوع کی اُسنے دعا میری یا سن لی بلبل کو سرسبز کر دیا اور مین وہ شخص ہون جسکو
صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران کہتے ہین؛ پسر سے صاحبقران ثالث کے
نام گرامی از ربیع التخت ہے شکار پر سے راہ گم کی اور ٹھوکرین کھاتا ہوا سحار سے ملک مین آیا حالت
میری کیسی ہوگئی کہ لوگون نے فقیر کہنا شروع کر دیا ورنہ مین فقیری کو کیا جانون اور یون تو درگاہ
الٰہی کے سب فقیر ہین جسوقت شاہزادہ ربیع التخت نے کلام ختم کیا تو نہیب مغربی نے شاہزادہ
سے کہا کہ اے خیر دل مین نے تو سارق ملعون پر لعنت کرکے حلقۂ اطاعت آپکا اپنے کان مین
ڈالا مجکو اپنے آئین دین سے آگاہ کیجئے صمصام مغربی وغیرہ نے کہا کہ بیشک دین آپکا برحق
ہے غرضکہ سب از سر صدق مسلمان ہوے شاہزادہ نے سب کو کلمۂ طیبہ تلقین فرمایا
نہیب مغربی نے حکم دیا کہ جسقدر بتخانے ہمارے قلعہ مین ہین رات بھر مین سب کھود ڈالے
جائین اور جتنے پھریرے علمون کے ہین وہ بھی رات بھر مین بدل دیے جائین رنگ
پھریرون کے سبز ہون اور ہر پھریرے پر تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم ہو
نشست فیلزور نے جاکر اُسی وقت بتخانون کو کھودنا شروع کیا اور خود سنجاب مغربی کے
بھائیون نے انتظام لشکر کیا یہان یہ سب تو انتظام مین مصروف تھے کہ ہرکارون نے
خبر طبل جنگ کی پہونچائی۔ نہیب مغربی نے بھی نقارہ رزمی بجوایا دونون لشکرون مین
تیاری جنگ ہونے لگی چونکہ نصف شب باقی تھی اُسوقت خبر طبل جنگ بجنے کی پہونچی تھی
نہیب مغربی نے رات کو قلعہ مین بسر کی جب صبح ہوئی تو مع بارگاہ و لشکر قلعہ سے باہر آیا
صفین آراستہ کین بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نہیب دیگر ہٹنے لگے کہ
محیط روشن ضمیر نے تخت اپنا بڑھایا اور میدان مین پہونچکر پکارا کہ اے نہیب مغربی آج تو
کچھ رنگ اور ہی ہے یہ رنگ سبز تو علامت اسلام کی ہے اور پھریرون پر تعریف بھی خدا کی تحریر
ہے معلوم ہوا کہ اس فقیر نے تم سب کو بہکا کر اپنے رنگ پر لگا لیا بڑے افسوس کی بات ہے
کہ تم پیغمبر قدرت کے فرزند ہوکر خداے نادیدہ کی پرستش اختیار کرو نہیب مغربی نے کہا کہ
خبردار اب انکو فقیر نہ کہنا جبتک حال انکا معلوم نہ تھا ہم خود فقیر کہتے تھے وہ روح زروان
صاحبقران بخشندۂ تاج و تخت شاہزادہ ربیع التخت ہین جناب مین نے دین اسلام قبول
کیا اور ہزار ہزار لعنت کی سارق بن بقا پر وہ ملعون سلطنت کے دور پر خداوند بن بیٹھا ہے
بادشاہی اور شی خدائی اور شے ہے جبتک ملک کی بابت لڑائی تھی اب دین کی جنگ ہے محیط روشن ضمیر
نے کہا کہ مجھے بھی پہلے تو یہ لحاظ تھا کہ تو پیغمبر سارق کا فرزند ہے حتی الامکان تیرے خون سے
ہاتھ نہ بھرونگا لیکن اب ضرور قتل کرونگا اور مجھے کچھ پروا نہ ہوگی بھیج کسیکو میرے مقابلہ مین
یا آپ آ یہ کہتا تھا کہ قیصر مغزن نے پودا باگ کا لیا اور میدان مین آکر حیران تھا یہ لڑیگا کیونکر
تخت پر سوار ہے کوئی حربہ جنگ اسکے پاس نہین ہے ایک ہاتھ مین قفس آہنی ہے ایک مین آئینہ
ہے قیصر مغزن حیران ہوکر ٹھہرا ہی تھا کہ محیط روشن ضمیر نے عکس آئینہ کا ڈالا اور پکارا کہ بنجا طائر
اسی وقت قیصر مغزن گنجشک نر کی صورت بنکر اڑا اور قفس مین چلا گیا یہ دیکھکر صمصام مغربی
نے مرکب کو چمکایا اور پکارا کہ او ملعون لڑنے آیا ہے یا شعبدہ بازی کرنے آیا ہے صمصام مغربی نے
دور سے نیزہ سنبھال لیا تھا اور مرکب کو تیزی کے ساتھ لیے آتا تھا کہ اسکو آئینہ چمکانے کی

مہلت ہی نہ دون اور نیزے پر اُٹھا لون لیکن محیط روشن ضمیر پہلے سے آئینہ اسطرح لیے ہوئے تھا
کہ عکس اُسکا سامنے کے رخ پڑ رہا تھا جیسے ہی صمصام مغربی سامنے پہونچا عکس آئینہ کا پڑا
گھوڑا ٹھہرا یا صمصام پر بیہوشی طاری ہوئی محیط روشن ضمیر نے آواز دی کہ کیون نہین تو بھی طائر
بنجاتا یہ بیچارہ بھی تیہو کی صورت بن کے اُڑا اور خود قفس مین چلا آیا بعد اسکے تمقام مغربی آیا
اسکی بھی یہی حالت ہوئی ہشام مغربی بھی اسطرح اسیر ہوا جو آتا تھا سامنے سے آتا تھا پرتو سے
آئینہ کے بیہوش ہوتا تھا اور طائر کی شکل بن کے قفس مین خود ہی چلا آتا تھا حتی کہ نہیب مغربی
بھی اسطرح اسیر ہوا آخر مین شاہزادہ رفیع البخت نے کمان دوش سے لی اور ترکش سے تیر
کھینچا کہ اسے دور ہی سے نشانہ کرون چلہ کھینچا تھا تیر چٹکی سے نہ چھوٹا تھا کہ پرتو آئینہ کا پڑا
یہ بھی بیہوش ہوے عکس آئینہ کا کس قدر تک کام کرتا تھا جب غشی طاری ہوئی تو تیر چٹکی
سے نکلا ہاتھ تھرانے کے سبب نشانہ ترچھا گیا ایک سردار لشکر زلزال کا دہنی سمت کھڑا تھا
وہ تیر اُسکے سینے پر پڑا توڑ کے اُس پار نکل گیا لشکر کی کئی صفون تک توڑتا ہوا نکل گیا بارہ آدمی
مارے گئے لیکن محیط روشن ضمیر نے شاہزادہ رفیع البخت کو بھی طائر بنا کر اسیر قفس کر لیا اور نقارہ
فتح بجاتا ہوا میدان سے پھرا زلزال نے کہا کہ اب میدان خالی ہی قلعہ پر دھاوا کرنا چاہیے محیط
روشن ضمیر نے کہا کہ جلدی مین کام خراب ہوتا ہی پہلے ان کی قتل سے فرصت کر لو پھر دیکھا جائیگا
اب کون طرفدار ملکہ کا باقی ہے یقین ہی کہ ملکہ خود سوار ہو کے تمھارے پاس چلی آئیگی یہ خبر
سنجاب شاہ مغربی کو پہونچی کہ محیط روشن ضمیر نے رفیع البخت کو تمھارے چارون فرزندون سمیت
طائر بنا کر اسیر کر لیا اور معلوم ہوا کہ ان سب نے اپنے دین کو ترک کر کے خدا پرستی اختیار کی تھی
اور وہ فقیر فرزند صاحبقران سوم ہی نام اسکا رفیع البخت ہی سنجاب شاہ کو اپنے فرزندون کے
اسیر ہونے کا ملال اتنا نہین ہوا جتنا اُنکے مسلمان ہونے کا صدمہ ہوا سکوت کا عالم تھا
نجم اخترشناس قواعد نجوم کے موافق طالع رفیع البخت پر نظر ڈال رہا تھا تو اسکو یہ ثابت ہوتا
تھا کہ انکی قضا ہی نہ یہ زیادہ اسیر رہ سکتے ہین اور سامان رہائی غیب سے پیدا ہوگا کوکب
روشن چشم نے اپنے باپ سے پھر کہا کہ آپ نے مجھے کس وقت کے واسطے روک رکھا ہے
وہان تو خاتمہ ہوا چاہتا ہی شاہزادہ مع رفقا اسیر ہو گیا ظاہرا کوئی مددگار بھی باقی نہین ہی
کہ امید رہائی ہو نجم اخترشناس نے پھر منع کیا اور کہا کہ جب وقت آئیگا تو ہم خود ہی کہدینگے
اب بادشاہ سے علیحدگی اختیار کرو اور شاہزادے کے شریک ہو جاؤ اتنے مین محیط روشن ضمیر
اور زلزال وہ قفس لیے ہوے داخل دربار سنجاب شاہ مغربی ہوے دیکھا سنجاب شاہ
کہ کچھ طائر قفس مین بند ہین اور ایک بار گردن جھکائے نشست جھکا ہی اُسنے آہ سرد بھری
کہ آدمی سے جانور تو ہو گئے آگے دیکھیے انکو قسمت کیا کیا دکھاتی ہی اگر یہ خداوند سامری سے
برگشتہ نہو جاتے تو اتنی جلد گرفتار بلا نہوتے یہ انکے اعمال کی خوبی ہی محیط روشن ضمیر نے کہا کہ ای
نائب قدرت اب آپکی کیا رائے ہی ان قیدیون کو خدمت خداوند مین روانہ کر دیا جائے یا
قتل کر ڈالا جائے سنجاب شاہ مغربی نے کہا کہ بہتر تو یہی معلوم ہوتا ہی کہ خداوند خود انکی تقدیر کا فیصلہ
کرین محیط روشن ضمیر نے کہا کہ بہتر ہے ہامان دانشور نہایت خوش ہو رہا تھا کہ اکمرتبہ روشنی سی
ہوئی دیکھا کہ ایک تخت اُڑتا ہوا چلا آتا ہی اوپر تخت کے نگیرہ زربفتی کھنچا ہوا ہی جسمین جھالر

موتیون کی لگی ہوئی ہے تو مین گنگا جمنی ہین تخت پر اک بندر با جوڑا کا رہ جولی پہنے بیٹھی ہے منہ مین
دانت مانند ہیرے کی کنیون کے چمکتے ہین زر و بہنے ہوئے ہے دُم مین منقیس کا پھندنا لگا ہوا
ہے بندر پر نادین ادب سے کھڑی ہوئی ہین بندر با جھک جھک کے دیکھتی جاتی یہان جو مجمع
دیکھا تو تخت کو اشارہ کیا تخت نیچا ہوا نظران کفار کی بڑی حیران ہوکر دیکھنے لگے کہ کیا معاملہ
ہے کہ بندر با نے بطور انسانون کے آواز دی کہ کیون موکون میری تعظیم کو نہین اُٹھتے ہو منہم
خداوندم جمشید بس یہ نام سنتے ہی سنجاب شاہ مغربی اور زلزال اور محیط روشن ضمیر اسکے
تعظیم اُٹھ کھڑے ہوئے انکا اُٹھنا تھا کہ تمام اہل دربار اُٹھ کھڑے ہوئے اور نعرہ تکبر کا منہ
سے نکلے سنجاب شاہ مغربی نے کہا کہ کیا میری تقدیر جاگی کہ آپ تشریف لائین کہا کہ ہم نے دنیا کا
رہنا جو ترک کر دیا تو تم سب ہمین بھول گئے اور تکلی کے مجبور کرے ساریق بن لقا کو خداوند کہنے
لگے یہان کے بعد وہان بھی جاؤنگی اور اس بھڑوے کو اتنی دہولین لگاؤنگی کہ یاد کریگا بعد اسکے
محیط روشنضمیر کی طرف دیکھکر کہا کہ تو نے جو اک سستا سا آئینہ بنا لیا تو اسپر تجھے غرور ہوگیا
ذرا دیکھون تو وہ آئینہ تیرا کیسا ہے مجپر بھی تاثیر دکھاتا ہے یا نہین بھلا مجھے تو جانور بنا دے
محیط روشن ضمیر نے کہا کہ آپ خداوند ہین جتنی تاثیرین پیدا ہوتی ہین وہ آپ کے حکم سے
پیدا ہوتی ہین بھلا میری مجال ہے کہ مین آپکو جانور بنا سکون بندر با نے کہا کہ کیون اسکے
محیط روشن ضمیر ہم تو ان بندگان سرکش کی اسقدر خاطر کرین کہ یہان کا رہنا ترک کردین اور
تو ہمارے ان بندون پر یہ ظلم کرے کہ انکو آدمی سے جانور بنا دے تو گویا تو نے ہمسے مخالفت
کی کہ جسے ہمنے آدمی بنایا تو نے اُسکو جانور بنا دیا ہے شرط یہ کہ تجکو اُلو بنا دون محیط روشن ضمیر تھرا
گیا اور کہا کہ میری خطا کو معاف کیجیے کیا مجال میری کہ خلاف آپ کے حکم کے کرون گذشتہ را
صلوٰۃ آیندہ را احتیاط اور شاید آپ کو معلوم نہین کہ ان بندون نے کیا کیا ظلم کر رکھے
بندر با نے کہا کہ ہمین سب معلوم ہے تجھ سے زیادہ جانتے ہین جلد انکو آدمی بنا کیا ہمارے
بندون کو ہمارے سپرد کر محیط روشنضمیر نے کہا کہ اگر یہ آدمی بنے تو یہ ساری بارگاہ خون
لال ہو جائیگی یہ بڑے سرکش ہین بندر با نے کہا کہ اگر تجھے اتنے خوف ہے تو مجھے ہی دے
انکو اپنے ساتھ لیے جاؤن اور ساریق بن لقا کے سپرد کر دون وہ جیسا مناسب جانے گا
ویسا کریگا محیط روشن ضمیر نے کہا کہ بیشک یہ بات نہایت مناسب ہے بندر با تامل کر کے
کہنے پر کچھ سمجھی اور گردن ہلاکے بولی کہ تجھے اپنے آئینہ پر بہت ناز ہے ذرا اپنا آئینہ تو نکال
محیط روشنضمیر نے آئینہ نکالکر اسطرح دینے کو آگے بڑھایا کہ عکس آئینہ کا بندر با پر پڑا کوئی
تاثیر نہ کی بلکہ عکس پلٹ آیا بندر با نے کہا کہ اچھی طرح عکس ڈال بے شرط کہ ابھی تیری حرکت پہ
تیری تاثیر آئینہ کی مٹا دون پس یہ جو دیکھا کہ آئینہ نے تاثیر نہ کی اور خداوندم جمشید مگڑ گئین
ایسا نہو کہ آئینہ کو مٹا دین تو مین کہین کا نہ رہونگا گڑگڑانے لگا دم جمشید نے کہا کہ اچھی طرح آزما
کرلے محیط روشنضمیر نے کہا کہ بیشک خطا تو مجھ سے ہوئی مگر سبب اسکا یہ تھا کہ زمانہ گذشتہ
مین عمرو عیار نے خداوندون کی شکل بن بن کے اکثر دھوکے دیے تھے مجھے اسوقت بھی وہی
خیال آیا کہ ایسا نہو اسمین کوئی فریب ہو دم جمشید نے کہا کہ تو بڑا ہشیار ہے مین تیری اس
ہوشیاری سے بہت خوش ہوئی لا تیرے آئینہ مین ایک کسر ہے اسکو بھی ٹھیک کر دون

بس جلدی سے محیط روشنضمیر نے آئینہ دیدیا بندریا نے آئینہ لیکے اسے جوتے نیچے دبا لیا
اور دوسرے جوتے سے نکال کے دیدیا محیط روشنضمیر نے کہا کہ آب و تاب آئینہ کی بڑھ گئی
غرض کی کہ اب اسمین اور کیا کیا تاثیرین پیدا ہو گئین بندریا نے کہا کہ جب وقت آئیگا تو تجھے
حال معلوم ہوگا ابھی کہنا میرا بیکار ہے محیط روشنضمیر نے کہا کہ نہ مجھے معلوم ہوگا تو مین کام کیونکر
لونگا بندریا نے کہا کہ کل دن کو اسمین آفتاب کو دکھانا آفتاب عکس بن لے کے اسمین اتر آئیگا
پھر جسپر تو عکس ڈالیگا آئینہ سے شعلہ نکل کے گریگا اور جلا کے خاک کردیگا یہ سنکے محیط روشنضمیر
نہایت خوش ہوا آئینہ اپنے پاس رکھ لیا اور قفس ہاتھ بڑھا کے دیدیا بندریا نے قفس لیکے
کہا کہ دیکھو مین تیرے سامنے انکو چھپے دیتی ہون یہ کہکر قفس کو زیر بغل لیگئی اور کہا کہ اسمین
بھی لو یہ کہتے ہی قفس غائب ہوگیا اتنے عرصہ مین سنجاب شاہ مغربی نے بہت سی کشتیان
زر و جواہر کی منگا کر نذر دین کہا کہ اتنی سفارش میری بھی خداوند سے کر دیجیے گا کہ جسکو عزت
دی ہو اسے بے عزت نہ کیجیے مین نے اپنے فرزندون کو بھی اسیر کرکے آپ پاس بھیجدیا
لیکن آپ سے روگردانی نہین کی پھر مجھپر کیون عتاب آیا بندریا نے سب کشتیان لیکر کہا کہ ای
وہان جنت تو یہ تمہارا حق ہے دیکھا کہ ہر کشتی زیر بغل گئی اور غائب ہو گئی سب وجد کرنے
لگے کہ ایسی ظاہری قدرت نمائی تو آجتک کسی خداوند مین نہ دیکھی تھی بعد اسکے زلزال نے
بھی کشتیان نذر کی پیش کین جب بندریا نے سبکی نذرین لے لین تو کہا کہ اے محیط روشنضمیر
ذرا پشت آئینہ کی دیکھ محیط روشنضمیر سمجھا کہ پشت آئینہ مین بھی کوئی کرامات ہے سامنے روشنی
کے جو دیکھا تو لکھا تھا کہ باش اے قرمساق خبردار ہوشیار باش کہ منم جانشین شاہ عیاران
عیار پیک طرار ریش تراشندہ کافران و سر برندہ جادوگران بیٹا خواجہ خضران بس یہ دیکھتے ہی
محیط روشنضمیر بیتاب ہوکے پکارا کہ ارے پکڑ لو اسکو عیار ہے غضب کیا اسنے کہ
قیدیون کو بہانہ کرکے لیا اور آئینہ بھی میرا نہین معلوم بدل لیا یا وہی آئینہ ہے یہ سنکے
کئی سردار زلزال کے دوڑے کہ اسکو پکڑ لین جو تخت کے قریب گیا وہ اندھا ہو کے
ٹھٹک گیا اتنے اور لوگ جو بڑھے بھی تھے وہ رک گئے خضران نے منہ جھی کو اشارہ کیا تخت
اڑ کر بلند ہوا اور ایک سمت روانہ ہو گیا یہ کیفیت دیکھ کے نجم اختر شناس نے
دل مین شکر خدا ادا کیا اور اپنے فرزند کی طرف دیکھا کہ روشن ضمیر سمجھ گیا اسی وجہ سے
والد ماجد نے مجھکو روکا تھا بیشک اگر مین آمادہ جنگ ہوتا تو برا ہوتا مین تنہا کیا کرسکتا تھا
زلزال نے محیط روشنضمیر سے کہا کہ آئینہ کی تو آزمائش کرکے دیکھو کہ وہی آئینہ ہے یا اور کوئی
آئینہ بدل کے دیدیا محیط روشنضمیر نے ایک شخص پر عکس ڈالکر کہا کہ بندر ہو جا پھر نہ ہوا
اہل دربار ہنسنے لگے محیط روشنضمیر کو اور خفت ہوئی زلزال نے کہا کہ مین تو طبل جنگ
بجوا کے دعوا کرتا ہون یا اپنی جان دونگا یا ملکہ کو لاؤنگا کہ بغیر اسکے مجھے زندگی دشوار ہے
محیط روشنضمیر نے کہا کیون شامتین آئی ہین حمید جادو کو بھی تو نے بگاڑ دیا اور آئینہ بھی
میرا چھین گیا اگر لڑیگا تو مارا جائیگا اسی روز حمید جادو نہ آجاتا تو تیرے صاحبقران نے تجھے
چو رنگ کر ڈالا ہوتا یہ تو مین جانتا ہون کہ اور کوئی تجھ سے مقابلہ نہین کرسکتا لیکن بسر بدیع الملک
سے تو بھی نہین لڑ سکتا ہے بعد اسکے سیہ گوش گلیم پوش عیار سے کہا کہ تجھے شرم نہین آتی

سے شاہزادہ رفیع البخت اور نبیب مغزلی وغیرہ اسیر پنجۂ تقدیر ہوئے اہل کفر نے آکر
بخیال حفاظت ملک دروازہ قلعہ کا بند کرلیا پل تختہ اٹھوالیا خندق پر آب کردی کہ
مبادا زلزال ملعون دھاوا کرے تو میدان خالی پڑا رہ گئے والا کون ہے ایک مست فیل ز
باقی رہگیا ہے تو وہ بھی زخمی ہے ملک کو یہ خبر وحشت اثر سنکے جو تعجب ہوا اسکا بیان کرنا امکان سے
باہر ہے زندہ تھی مگر مردے سے بدتر تھی سکتا سا ہوگیا تھا کہ یہ کیا ہوا ابھی رات تک کیا چہل پہل
تھی اسوقت پھر سناٹا ہوگیا اگر زلزال ملعون مردانگی کی لڑائی لڑتا تو کیا کرسکتا تھا کہ میرے چاروں
بھائی عیار تھے اور شہزادہ رفیع البخت تو نور نگاہ صاحبقران تھے بھلا انکی تلوار کے سامنے کون
ٹھہر سکتا تھا ہائے یہ میری تقدیر کہ اتنی جلد ایسا انقلاب آیا کہ رات کی باتیں خواب ہوگئیں آج
دلفریب کے بھی حواس باختہ ہیں لیکن مہتر سرخیل دربار سنجاب میں موجود تھا تمام واقعات
اسکے سامنے گذرے تھے یہ ٹہلتا ہوا قلعہ کی طرف جارہا تھا کہ ملک کا اطمینان کردوں کہ آپ
پریشان ہوں اور اس طرف سے ہرکارے چلے آتے تھے راستے میں ملاقات ہوئی ہرکاروں
نے کہا کہ ہم دریافت حال کو جارہے ہیں کہ قیدی کس راستے سے سارلیقیہ کو روانہ ہوگی تاکہ ملک
سے اطلاع کریں سرخیل نے کہا کہ جاکے کہدو کہ اطمینان رکھیں خواجہ خضران عیار نے آکر
سب کو رہا کرلیا ہرکارے اسطرف روانہ ہوئے کہ اہل قلعہ کو اطمینان دلائیں اور سرخیل تلاش
میں خواجہ خضران کے روانہ ہوا جو باتیں سیہ گوش سے ہوئی تھیں وہ سرخیل کے سننے نہیں
ہوئی تھیں سرخیل تلاش میں خواجہ خضران کے جارہا تھا کہ یہ کس مقام پر قیدیوں کو لیکے چلے
گئے اور سیہ گوش بھی اس فکر میں چلا تھا کہ خضران کو پاؤں تو عیاری کرکے گرفتار کروں ورنہ
ملک کے چرانے کی کوشش کروں یہ اپنے چند شاگردوں سمیت صورت سوداگری بنا ہوا چلا
جاتا تھا سرخیل نے جو دیکھا کہ اک مرد تاجر وضع جاتا ہے اس سے بڑھکر پوچھا کہ آپ کہاں سے
آتے ہیں اور کسطرف جانے کا قصد ہے سیہ گوش نے سرخیل کو پہچانا کہا کہ میں ملک روشن بخت
سے آتا ہوں اور شہر سنجابیہ کو جارہا ہوں سرخیل نے کہا کہ سرداران اسلام کس شغل میں ہیں
سیہ گوش نے کہا کہ انکو خبر ملتی ہے کہ شاہزادہ رفیع البخت ملک سنجابیہ میں ہیں یقین ہے کہ دو اک
روز اور اسطرف کا قصد کریں سرخیل نہایت خوش ہوا اور کہا کہ خدا کرے جلد وہ لوگ بھی آجائیں
سیہ گوش نے کہا کہ ایک چیز مجکو لشکر اسلام سے بمشکل ہاتھ آئی ہے جو اس ملک میں میں نے
کبھی نہ دیکھی تھی سرخیل نے کہا کہ وہ کیا سیہ گوش نے کہا کہ عیاران اسلام اک آئینہ بناتے
ہیں تاثیر اسکی یہ ہے کہ اگر کوئی عیار صورت بدل کے آجائے تو وہ آئینہ کو مقابل کردیتے ہیں جس
میں صورت اصلی ظاہر ہوجاتی ہے یہی وجہ ہے کہ وہ کسی عیار سے کم دھوکا کھاتے ہیں یہ سنکے سرخیل
نے کہا کہ آپنے وہ آئینہ کس غرض سے مول لیا ہے سوداگر نے کہا کہ نفع کی غرض سے سرخیل نے
کہا کہ میں پیشہ عیاری کرتا ہوں اگر وہ آئینہ میرے ہاتھ فروخت کیجے تو میں لے لوں سوداگر نے کہا
کہ ہمیں تو دام سے کام ہے کوئی خرید لے یہ کہکر اک ڈبا نکال کے کھولی اک آئینہ آرسی کے برابر نکالکر
ہاتھ میں سرخیل کے دیدیا سرخیل نے کہا کہ اسکا امتحان کیونکر ہو سوداگر نے کہا کہ اپنے منھ پر رنگ و
روغن عیاری لگاکر صورت اپنی دیکھو معلوم ہوجائیگا۔ سرخیل نے اسی جگہ بیٹھ کے کسوت عیاری
کھولی اور رنگ و روغن نکالنے لگا سیہ گوش جو کہ سوداگر بنا ہوا تھا قریب آگیا اور حلقہ کمند کا مارکر

سرخیل کو پکڑ لیا اور نعرہ کیا کہ باش او نا عیار منم مہتر سیہ گوش گلیم پوش سرخیل بیچارہ گرفتار ہو گیا
سیہ گوش نے اسکو قید کر کے چند عیاروں کے سپرد کیا کہ اسے لیجا کر زلزال کے حوالے کرنا
اور کہدینا کہ وہی عیار ہے جسنے عروس نقلی کے ساتھ آپ کی شادی کر دی اور ملکہ کو لیجا کے
باغ سرمست میں پوشیدہ کیا تھا اب آپ جس طرح چاہیں اس سے پیش آئیں کہ سارا تخم فساد
اسی کا بویا ہوا ہے عیار سرخیل کو لیے ہوئے بارگاہ زلزال کی جانب روانہ ہوئے اور سیہ گوش
سرخیل کی صورت بنکر جانب قلعہ روانہ ہوا جسوقت دروازہ قلعہ پر پہونچا تو نگہبانان قلعہ نے
پہچانا کھڑکی کھولدی سیہ گوش داخل قلعہ ہوا اور کہا کہ مجکو ملکہ سے کچھ کہنا ہے اس بہانے
محل میں داخل ہوا چونکہ ملکہ سرخیل کے سامنے ہوتی تھی کوئی مانع نہوا سیہ گوش بلا د سامنے ملکہ
کے گیا سلام کیا اور عرض کی کہ حضور کے اقبال سے خیریت ہے شاہزادہ کو اُنکے باپ کے عیار
لے آئے اور رہا کیا وہ درہ کوہ میں مقیم ہیں اور اُسی عیار نے یہ کہا کہ بالفعل سرزمین قلعہ میں رہنا
تمہارے واسطے اچھا نہیں کہ وہ مشہور مقام ہے ایسا نہو زلزال عیاروں سے کام لے اور
تم گرفتار ہو جاؤ یا ملکہ پر کوئی افتاد پڑے لہذا دامنہ کوہ و بیابان میں بسر کرو اور ملکہ کو بھی
یہیں بلوالو تو شاہزادے نے مجھے آپکے لینے کو بھیجا ہے ملکہ نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے مجھے تو
اُنکی اطاعت سے کام ہے جہاں وہ بیٹھالینگے میں بیٹھونگی یہ کہکر اُٹھ کھڑی ہوئیں اور سیہ گوش
کے ساتھ ہوئیں سیہ گوش نے تنہائی کے مقام پر آکے حباب بیہوشی مارا اور ملکہ کو بیہوش
کر کے پشتارے میں باندھا اور لے نکلا لیکن اُس طرف کا حال سنیے کہ عیاران سیاہ گوش
سرخیل کو لیے ہوئے چلے جاتے تھے کہ دیکھا انھوں نے اک عورت بیٹھی رو رہی ہے۔
یہ عیار قریب اُسکے آئے پوچھا تو کون ہے اور کسواسطے روتی ہے اُسنے کہا کہ کیا کہوں اک مردوے
نے مجکو بھگا کر گھر سے نکالا اور اس صحرا میں لا کر مال و اسباب زر و زیور سب لے لیا اور چلتا
ہوا اب مجھے نہ تو رستہ معلوم ہے کہ گھر پلٹ جاؤں نہ کوئی آشنا ملتا ہے کہ اُسکے ساتھ زندگی بسر کروں
گھر اگر پلٹ کے بھی جاؤنگی تو عزیز اقارب ایسی ننگ خاندان کو زندہ کیوں رہنے دینگے جان
بھی جائیگی آبرو تو جا چکی حالانکہ جیسی میں اپنے گھر سے نکلی تھی ابھی تک ویسی ہی ہوں مگر نام
تو نکل گیا ان دونوں عیاروں نے کہا کہ تم ہمارے ساتھ چلو ہم تمھیں بی بی بنا کے رکھینگے
اُسنے کہا کہ ایک عورت کہیں دو کی بی بی بنتی ہے ایک نے کہا کہ تم ہماری بی بی ہوگی یہ تمکو
کھا وج کہیگا دوسرا بولا واہ میں بی بی بناؤنگا عورت بولی کہ کیا قسمت ہے یا تو ایک نہ جڑتا تھا
یا ملے تو دو دو آخر اُن دونوں میں فیصلہ ہوا کہ جسکو یہ عورت تجویز منظور کرے وہ اسکو بی بی
بنائے دونوں نے کہا کہ تم کسے پسند کرتی ہو عورت نے کہا کہ جو تم دونوں میں زبردست ہو
بس یہ دونوں تیغیں کھینچکر آمادہ جنگ ہوئے عورت حسین تھی اور کچھ زیور جواہر نگار پہنے بھی
تھی یہ دونوں لڑنے لگے زخموں سے چور ہو گئے آخر ایک مارا گیا جو بچا وہ بھی بہت زخمی تھا
سرخیل ہتکڑیاں بیڑیاں پہنے ہوئے یہ تماشا دیکھ رہا تھا عورت نے کہا کہ تو تو زخمی ہو کر مردے
سے بدتر ہو گیا اب تو میرے کس کام کا ہے اُسنے کہا کہ سچ کہا ہے کہ عورت کی ذات بھی بڑی
بیوفا ہوتی ہے ہمتو تیرے واسطے لڑے اپنے ساتھی کو مارا اور اب تو انکار کرتی ہے اُسنے
کہا کہ جب تو نے اپنے ساتھی کو مار ڈالا تو جس دن مجھے کوئی مجھ سے زیادہ حسین ملی اُس دن

مجھے بھی مار ڈالیگا۔ عیار بولا کہ جانمن ایسا خیال نکرو مین تمسے بہت اچھی طرح پیش آؤنگا
عورت نے کہا کہ یہ شخص کون ہی جو زنجیرون مین بندھا کھڑا ہی اُسنے کہا کہ یہ زلزال کا مجرم ہے
اسنے ملکہ کو باغ سرمست مین چھپایا اور ایک بڑھیا کو ملکہ کی صورت بنا کر زلزال کے ساتھ کر دیا
ہمارے اُستاد تمتر سیہ گوش گلیم پوش نے اسکو اسیر کیا ہی بس یہ سُنکے اُس عورت نے کہا
کہ یا خش او قرمساق منم مہتر لاہور تیز گام غلام شاہزادہ رفیع المنجت ارے میرے سامنے
تیری اتنی مجال ہے کہ تو اُنکے خیر خواہ کو گرفتار کرکے دشمن کے سامنے لیجائے یہ کہکر تیغہ عیاری
کھینچا اُس عیار نے بھی تیغہ کھینچا لڑنے لڑتے لاہور تیز گام نے ایسا ہاتھ مارا کہ سر اُسکا
بدن سے جدا ہو گیا اور قریب آکر قید سرخیل کی کاٹ دی سرخیل نے کہا کہ واہ اُستاد کیا کہنا
مگر اب ذرا قلعہ کی طرف چلئے ایسا نہو کہ سیہ گوش ملعون میری شکل بنکر قلعہ مین کوئی فتنہ برپا
کرے یہ کہکر لاہور تیز گام مع سرخیل جانب قلعہ روانہ ہوئے تھوڑی راہ طے کی ہوگی کہ دیکھا
ایک شخص پشتارہ بدوش چلا آتا ہی۔ سرخیل نے کہا کہ خدا خیر کرے مین تو یہی سمجھتا ہون کہ یہی
سیہ گوش ملعون ہی اسنے میری شکل بنکر ضرور ملکہ کو فریب دیا ہوگا اور ہزار ہا تو یہ ملکہ کو لیے
جاتا ہی چونکہ شب کا وقت تھا اسکی گرفتاری زیادہ دشوار تھی اور یہ دو تھے وہ تنہا تھا
سرخیل تیغہ کھینچکر آگے بڑھا اور آواز دی کہ تو کون ہی اور یہ کیا شے لیے جاتا ہی سیہ گوش نے
پشتارہ زمین پر رکھ دیا اور تیغہ کھینچکر آپڑا دونون مین تیغہ چلنے لگا سیہ گوش سمجھ گیا کہ اسنے
کوئی فریب دیکے میرے شاگردون کو مارا جو اُنکے ہاتھ سے رہائی پائی لیکن وہ شاگردان سیہ گوش
جنکو یہ صحرا مین چھوڑ کر گیا تھا کہ قلعہ مین اسکا تنہا جانا مناسب تھا اسنے انکو آواز دی وہ تیغہا
عیاری کھینچ کھینچ کے دوڑ پڑے لاہور تیز گام نے دیکھا کہ یہ کئی ہین اور ہم دو ہین اگر یہ آکر
شریک ہوگئے تو ملکہ کی رہائی دشوار ہو گی بس لاہور تیز گام نے درمیان راہ مین جلدی سے
تین چار تھیلیان بارود کی ڈالدین اور آپ کسیقدر فاصلہ سے ٹھہرا جب وہ عیار دوڑتے ہوئے
قریب اُس جگہ کے آئے جہان تھیلیان پھیلی ہوئی تھین تو لاہور نے حقۂ آتشبازی مارا بارود
دغ گئی تین عیار تو بالکل جل گئے اور ایک کسیقدر جلا مگر قابل لڑنے کے وہ بھی نرہا اور دھوان
پھیلا سیہ گوش اس واقعہ سے خائف ہو کے بھاگ کھڑا ہوا۔ لاہور تیز گام علیحدہ کھڑا رہا۔
سرخیل نے پشتارہ کھولا تو ملکہ کو بیہوش پایا یہ اسی طرح پھر پشتارہ لیکر قلعہ کی طرف چلا لیکن
سیہ گوش نے جاتے ہی زلزال کو خبر دی کہ مین ملکہ کو اسیر کرکے لایا تھا راستے مین دو عیارون
سے مقابلہ ہوا میرے چھ شاگرد مارے گئے اور ایک ایسا زخمی ہوا کہ وہین پڑا ایڑیان رگڑ رہا
مین اپنی جان بچاکے چلا آیا لیکن پشتارہ چھین گیا عیار پشتارہ لیے ہوئے قلعہ کی طرف جا رہے
ہین اس سے بہتر موقع نہوگا جلکر پشتارہ چھین لیجیے اور قلعہ کو بھی مین دیکھ آیا کہ قلعہ خالی ہے
قلعہ مین کوئی نہین کہیں یہ سنتے ہی زلزال جلدی سے خیمہ سے نکلا اور مرکب پر سوار ہوکے جانب
قلعہ روانہ ہوا سیہ گوش نے اور افسران فوج سے کہا کہ سردار لشکر تنہا گیا ہی مبادا کوئی افتاد پیش
آئے سردار سوار ہو ہو کے روانہ ہوگئے زلزال نے سرپٹ گھوڑا ڈالدیا تھا۔ آتیسر تجھ
خواہ خضر ان کا حال سنیئے کہ یہ منڈھی اُڑاتے ہوئے صحرا مین ہو پہنچے تھے دغون نے منڈھی
ایک گھاٹی مین جبل الحدید کے اتاری سردارون کو زنبیل سے نکالا لیپشت آئینہ کی دکھا دکھا کر

ہوش میں لائے جو ہوش میں آیا اُسنے اک نئے شخص کو دیکھا سوا رفیع البخت کے کہ انھوں نے
تو پہچان لیا اور خضران کو سلام کیا اور فرمایا کہ خواجہ تمنے ایسے وقت پر آکے مدد کی ہو کہ اب کوئی امید
رہائی باقی نہ تھی لیکن اور سرداروں نے مثل نہیب مغربی کے کبھی دیکھا ہی نہ تھا تو پہچانتے
کیونکر اتنا سمجھ لیا کہ یہ شخص دوست ہو دشمن نہیں خضران نے کہا کہ شوب شامی سوداگر نے بادشاہ
اسلام کو آپکا پتا دیا تھا اور یہ بیان کیا تھا کہ میں نے بہار مغرب میں دیکھا تھا اور وہاں سوا کفار
کے مسلمان کا نام نہیں ہو ایسا نہو شاہزادے پر کوئی پیچ پڑے تو بادشاہ اسلام نے خواجہ زادوں
کی رائے سے مجھے روانہ کیا تھا اور اگر بادشاہ حکم نہ فرماتے تو میں خود ہی اجازت حاصل کرکے
آتا اسلیے کہ صاحبقران مجھے آپ ہی لوگوں کی حفاظت کیواسطے چھوڑ گئے ہیں رفیع البخت نے
کہا کہ آپ اُنکے بچپن کے رفیق ہیں میں آپ کو عمو سمجھتا ہوں مجھے آپ سے اس سے زیادہ امید
ہو جو کچھ آپنے کیا اور خواجہ زادوں کی رائے بھی نہایت صائب تھی اسلیے کہ سوا آپ کے
دوسرے شخص کا یہ کام نہ تھا کہ آئینہ محیط روشنضمیر سے لے سکتا سنتا ہوں کہ یہ اسکا زندگی بھر کا رکھا
تھا اور اب وہ بے دست و پا ہوگیا۔ رفیع البخت کے جو خضران کو عمو کہا سب جھک جھک
کے انکو سلامیں کرنے لگے خضران نے بھی ایک ایک کا حال دریافت کیا اور کہا کہ تم تو یار و جگر ہو
تمھارے واسطے میں جو کچھ کروں کم ہو لیکن ان لوگوں کو جو میں نے قید سے چھڑایا تو کیا
حاصل رفیع البخت مسکرائے گھبراکر نہیب مغربی نے کہا کہ ہم سب شاہزادہ کے خادم ہیں
خضران نے کہا کہ زبانی خدمت کو میں نہیں سمجھتا جو شخص روپیہ سے شریک ہو وہ بیکار شریک ہو
اسلیے کہ یہی ایسی چیز ہو جو انسان کے دل سے نہیں نکلتی ہو نہیب مغربی ابھی تک اصل مطلب
کو نہ سمجھا کہا کہ روپیہ کیا چیز ہو ہماری جان کام آئے تو دریغ نکرینگے خضران نے کہا کہ جان قربان
کرنے والے تو بہت ملجاتے ہیں روپیہ دینے والا نہیں ملتا رفیع البخت نے کہا کہ میں روپیہ سے
بھی خدمت کرنے کو موجود ہوں خضران نے کہا کہ بابا تمھارے پاس جو کچھ ہو وہ تو میرا ہی ہو اُسے
اسوقت نہیب مغربی نے کہا کہ قلعہ میں تشریف لیچلیے دعوت قبول فرمایئے مجھ سے جو کچھ ہو سکیگا
روپیہ سے بھی خدمت کرونگا خضران نے کہا کہ تم شاہزادے ہو یہ میں نے تمھاری نسبت
نہیں کہا تھا دنیا کی بات کہی تھی کہ لوگ روپیہ کو بہت عزیز رکھتے ہیں اور اصل یہ ہو کہ میں شاید
کبھی نہ کہتا تمھاری رہائی میں بہت کچھ صرف ہوگیا اور میں اک غریب آدمی ایسے مصارف
کہاں برداشت کرسکتا ہوں۔ کہیں کا بادشاہ نہیں جاگیردار نہیں تین روپیہ کا پیادہ نہیب
مغربی نے کہا کہ اچھا اب قلعہ میں تشریف لیچلیے۔ رفیع البخت اور نہیب مغربی اپنے چاروں
بھائیوں اور نعیم نعیزن سمیت خضران کو لیکر کھائی سے اتر رہے ہی تھے کہ آواز سم مرکب
کان میں آئی اب صبح ہو چلی تھی اور ماہتاب کی روشنی میں زردی پیدا ہوگئی تھی کہ دیکھا شاہزادہ
رفیع البخت نے آگے آگے تو دو عیار ایک پشتارہ بدوش اور ایک خالی چلے آتے ہیں اور
پیچھے پیچھے ایک سوار مرکب کو دوڑاتے چلا آتا ہی رفیع البخت حیران ہوے کہ یہ کیا ماجرا ہی
کہ اسی سوار نے آواز دی کہ باش او سرخیل میں آپہونچا اگر خیریت اپنی چاہتا ہو تو پشتارہ
ملکہ کا میرے سپرد کر ورنہ موت کو اپنے سے دور نہ سمجھ منم زلزال بن خلخال بن صلصال
بن دال بن دیو بن شمامہ جادو بس سنتے ہی جو عیار خالی دوڑا چلا آتا تھا اسنے پلٹ کے حقہ

آخشنا زی مارا کہ مرکب زلزال کا جراغ پا ہوا اتنے عرصہ میں سرخیل پشتارہ لیے ہوئے اور قریب
آگیا زلزال نے پھر مرکب کو سنبھالا اور تعاقب کیا تو رفیع البخت سے ضبط نہ ہو سکا آواز دی کہ
اے سرخیل رکھ دے پشتارہ دیکھوں تو یہ ملعون کیسا ہے کہ ملکہ کو لیجاتا ہے یہ آواز سنکے سرخیل
کے جان میں جان آئی جب اسنے دیکھ لیا کہ اب جتنا فاصلہ مجھ سے اور زلزال سے ہے اتنا ہی
شاہزادہ رفیع البخت سے ہے تو اسنے پشتارہ زمین پر رکھ دیا اور آپ ہٹ کے الگ ہو گیا
لیکن یہ سب نہتے تھے اور پیدل تھے زلزال مسلح تھا اور سوار تھا اسنے پشتارہ کی طرف بڑھنے کا
قصد کیا تھا کہ رفیع البخت سامنے جا پہونچے زلزال نے تلوار ماری لیکن رفیع البخت زیر شکم مرکب
چلے گئے تلوار زمین پر پڑی رفیع البخت نے چاروں پاؤں پکڑ کے سر شکم مرکب سے ملا کے جو
زور کیا زلزال سے دیو خصال کو مع مرکب اٹھا لیا اور خندق کی طرف بڑھے نہیب مغربی نے
تعریف کی کہ اے شہریار سبحان اللہ اب اسے نہ چھوڑیے گا خندق سامنے موجود ہے ڈبو دیجیے
اس ملعون کو رفیع البخت پہلے سے یہی سوچے ہوئے تھے ادھر اہل قلعہ نے جو دیکھا کہ زیر
قلعہ یہ ہنگامہ برپا ہے جلدی سے دروازہ قلعہ کا کھول کر نکلے اور مرکب ان سب کے سواری
کے واسطے لے نے کے دوڑے اتنے میں گردیں اڑنا شروع ہوئیں اور سرداران لشکر زلزال
ایکے بعد دیگرے تھوڑی تھوڑی فوج سے پہونچنے لگے ادھر قلعہ سے بھی فوج نکلنے لگی اور تلوار
چلنے لگی سرخیل نے جو ہنگامہ دیکھا پشتارہ اٹھا کر جانب قلعہ راہی ہوا ملکہ کو لیجا دلفریب کے
سپرد کر کے ہوشیار کیا اور سارا ماجرا بیان کیا یہ دل گئی لیکن خبر آمد رفیع البخت سے بہت خوش
ہوئی یہاں تلوار چل رہی تھی اور رفیع البخت زلزال کو مع مرکب اٹھائے ہوئے لب خندق جا
پہونچے اور خندق میں کھینچ مارا۔ زلزال خندق میں گرا اور ایک غوطہ کھا کے جو ابھرا تو کنارے
پہ ابھرا یہاں سب کو یہ خیال ہوا تھا کہ یہ ملعون غرق ہو گیا مگر ابھی وقت اسکی قضا کا نہ تھا
جھاڑیوں کو پکڑ کے نکل آیا اور تلوار کھینچ کے لشکر پر گرا نہیب مغربی نے دیکھا کہ یہ ملعون بھیگی
مرغی بنا ہوا اڑ رہا ہے بس نعرہ کر کے آ پڑا تلوار زلزال کے ہاتھ میں کھینچی ہوئی تھی قریب پہونچتے
ہی زلزال نے تلوار ماری کہ گردن مرکب نہیب مغربی کی قلم ہو گئی مرکب نے چرخ مارا نہیب مغربی
مرکب سے کود پڑا اور دوڑ کر زلزال پر تیغہ آبدار کا وار کیا زلزال نے سپر بلند کی نہیب مغربی بھی
جوان زبردست ہے تیغہ سنگ دار باندھتا ہے سپر زلزال کی قلم ہوئی خود پر جا کے تیغہ ٹھہرا نہیب مغربی
نے جھٹکا مارا کہ زلزال کے سر میں چار انگل کا زخم آیا زلزال تیورا یا رفیع البخت نے آواز
دی کہ بس اب یہ زخمی ہے زخمی پر ہاتھ نہ اٹھانا چاہیئے زلزال نے شرمندہ ہو کر جیل امان بجا دیا
اور پلٹ گیا۔ رفیع البخت ہنستے ہوئے داخل قلعہ ہوئے جسوقت یہ خبر ملکہ کو پہونچی کہ زلزال
ملعون میرے بھائی کے ہاتھ سے زخمی ہو کر پھر گیا تو یہ نہایت خوش ہوئی رفیع البخت خواجہ
خضران کو لیے ہوئے محل میں داخل ہوئے ملکہ سے کہا کہ سلام کرو ملکہ تعظیم کو اٹھی سلام کیا
خضران نے دعا دی اور ایک ہار جواہر کا ملکہ کو پہنا کر نہیب مغربی سے کہا کہ لیجیے چڑھاوا
چڑھاوا شگون کر دیا اب ملکہ رفیع البخت کے نام کی ہو گئی تمہیں خیال رہے کہ اب شادی ملکہ
کی انھیں کے ساتھ کر دینا اب یہاں کوئی انکے بزرگوں میں نہیں ہے تو یہ فرض میرا تھا اور جسطرح
میں انکا مختار ہوں اسیطرح تمکو ملکہ پر اختیار حاصل ہے کہ اسکے بڑے بھائی ہو باپ کی جگہ ہو

نقیب مغربی نے عرض کی کہ واللہ میرا بھی یہی خیال تھا کہ ملکہ کو مین انھین کی کنیزی مین دونگا سے اور بھی اچھا ہوا کہ آپنے ابتدا کر دی ورنہ میری جانب سے اسکی ابتدا ہونا شرم کی بات تھی۔ ملکہ دل مین نہایت خوش ہوئی کہ واقعی مین انھون نے پوری بزرگی ختم کر دی جو لحاظ بھائیون کا تھا وہ بھی برطرف ہوا اور خلاصہ طور پر ملکہ رفیع البخت کے نامزد ہو گئی خضران نے پوچھا کہ بابا تمکو تو انکار نہین ہی رفیع البخت نے عرض کی کہ بھلا مین آپکی تجویز کے خلاف کر سکتا ہون خضران نے کہا کہ ہان میرے نزدیک بھی مناسب معلوم ہوا اور تمکو مین نے ایسا ہی سعادتمند سمجھ لیا تھا کہ تم انکار نکروگے جو کہا ورنہ ہرگز نہ کہتا بعد اسکے شاہزادہ نے سرخیل سے پوچھا کہ یہ کیا افتاد پیش آئی اور ملکہ کو کون لیگیا تھا جس سے تم چھین کے لائے سرخیل نے سارا واقعہ سیہ گوش گلیم پوش کا بیان کیا شاہزادہ نے سرخیل کی بہت تعریف کی خضران سے ملوایا اور کہا کہ میرے خاطر سے آپ اسکو فن عیاری مین اپنا شاگرد کر لین کہ اس سے بہارستان مغرب مین آپکا نام روشن ہوگا اصل یہ ہی کہ اسنے ابتدا سے میری خدمت کی جب یہ مسلمان بھی نہوا تھا اور شادی ملکہ کی زلزال کے ساتھ کی گئی تھی تو اسنے دو سو برس کی بڑھیا کو ملکہ بناکر زلزال کے ساتھ رخصت کر دیا تھا اور ملکہ کو باغ سے نکالکر میرے پاس پہونچا گیا تھا اور اسوقت بھی بڑا کام کیا ورنہ سیہ گوش ملعون تو لیکر گیا تھا اگر ملکہ زلزال کے قابو مین پہونچ جاتی تو خودکشی کر لیتی خضران نے سرخیل کی پیٹھ ٹھونک کر شاباشی دی اور کہا کہ طبیعت اسکی فن عیاری سے نہایت مناسب معلوم ہوتی ہی سرخیل نے لاہور تیز گام کی تعریف کی اور کہا کہ اگر یہ مجکو رہا نکرتے تو ملکہ کی رہائی ناممکن تھی مین تو سیہ گوش ملعون سے دھوکا کھا گیا تھا اب خواجہ خضران نے سرخیل کو بھی زمرۂ شاگردان مین داخل کر لیا اور فن عیاری سکھانے لگے لیکن زلزال جو زخمی ہوکے دربار سنجاب شاہ مغربی مین گیا اور سنجاب شاہ نے سنا کہ یہ میرے فرزند کے ہاتھ سے زخمی ہوکے آیا ہی تو دل مین نہایت خوش ہوا کہ ایک مرتبہ وہ اسکے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا تو خیر ایک بار یہ بھی اُسکے ہاتھ سے زخمی ہو گو کہ سنجاب شاہ کو یہ ملال ضرور تھا کہ فرزند میرے مسلمان ہو گئے لیکن پھر اولاد اولاد ہی اور غیر غیر ہی اب انکو تو اس حال مین چھوڑا جاتا ہی کہ زلزال علاج زخم سر مین مصروف ہی شاہزادہ رفیع البخت قلعہ مین آرام سے بیٹھے ہین لیکن یہان

چند کلمے داستان شوکت بیان سلطان جنگجو یعنی سکندر رستم فر کے بیان کیے جاتے ہین۔ غزل برآغاز داستان الفت بیان

طالب داد اگر بیکار رہینگے
جو سنیگا اُسنے پکارینگے
مشورت ہے بڑھیگی رنجش اور
جان جاینگے جی نہ ہارینگے
مشکل آسان ابھی ہو کہ نہو

پھر پلٹ کر وہ سیر مارینگے
کیون کیا ہمنے عہد خاموشی
وہ کہ دونون طرف ام بھارینگے
رہین زندہ بگاڑنے والے
وہ سویرے سے گھر سدھارینگے

اس سے کیا کام بت وہ ہو کہ خدا
انھین کس منھ سے اب پکارینگے
جو کشتی پر ہین عشق مین تیار
وہ کب تک انھین سنوارینگے
ترچھے جاتے ہین اُسکے تیر نظر

اسکو ناکینگے اُسکو مار رہینگے
پست ہمت ہوا دل مایوس
نام لے لے کے ہم پکار رہینگے

آج ہم پر ہے مشق تیغ ستم
دل نے کیا اسے اُبھار رہینگے
ہر تڑپنے سے جان دینا ہو

کل وہ زانو پہ ہاتھ مار رہینگے
چھپ کے بیٹھے تو ہو گئے سوار
ہوں نہ ہم زندگی گزار رہینگے

آرزو جاتے ہو جنکو ہم
غم وہ دیدہ ہمارا آتا رہینگے

چہ بزم سخن طوطی خوشنوا ✦ بدین زمزمہ سوز نغمہ سرا ✦ یہ داستان یہانتک بیان کی گئی تھی کہ شاہزادہ سکندر رستم خو تین روز قلعہ سمرقند مین مہمان رہے بعد تین روز کے افغان بن طول سمرقندی سے رخصت ہوکر بارادہ بہارستان مغرب روانہ ہوے افغان بن طول سمرقندی دور تک پہونچانے آیا شاہزادہ نے قسمین دیکر رخصت کردیا اور فرمایا کہ تم اطمینان رکھو مین راستے ہی مین زلزال ملعون کو شکار کرونگا اب اسکی نوبت بھی نہ آئیگی کہ وہ زندہ پھرے اور آکر تمکو پریشان کرے افغان بن طول سمرقندی نے عرض کی کہ برائے راہبری کسیکو ساتھ لے لیجیے فرمایا کوئی ضرورت نہین ہی تقدیر راہبر ہونا چاہیے یہ فرماکر اپنے بارہ سو سوارون کو ساتھ لیے ہوے روانہ ہوگئے جاتے جاتے اک سہ راہے پر پہونچے وہان تردد ہوا کہ کدھر جائین جو بہارستان مغرب مین پہونچین نہ کوئی آیند و روند دکھائی دیا جس سے پوچھتے آخر ایک راہ اختیار کرلی اور روانہ ہوگئے کئی روز گزر گئے کہ سوا صحرا کے کوئی قصبہ قریہ دیہہ تک نہ ملا جو رسد ساتھ تھی وہ صرف ہوگئی اب لشکریون پر فاقہ گزرا عرض کی کہ حضور اگر آج بھی کوئی سبیل نہوئی تو کل قابل سفر بھی نہ رہینگے فرمایا رزق کا خدا ضامن ہی اگر قضا ہی تو موت کے ہزار بہانے ہین لیکن بھوکون مرنا غیر ممکن ہی یہ فرماکر راہ استقلال پر قدم جمائے چلے جاتے تھے کہ اک صحرا مین پہونچکر درختان میوہ دار بکثرت ملے اور پرند بھی غول کے غول دکھائی دیے اہل لشکر نے پرندون کو شکار کرنا شروع کیا اور کباب لگا لگا کر کھانے لگے میوہ وغیرہ بھی دستیاب تھا لیکن سکندر رستم خو کو یہ دھن سمائی کہ مین تو آہو کو شکار کرکے اُسی کے کباب کھاؤنگا اور اسی فکر مین چلے چند قدم بڑھے ہونگے کہ دیکھا ایک آہو مثل دیوانون کے سامنے سے چلا آتا ہی سیارہ کو چلہ نے عرض کی کہ خدا شکر خورے کو شکر ہی دیتا ہی دیکھیے یہ آہو خود آپکی جانب آتا ہی بس سکندر رستم خو نے تیر کو چلہ کمان مین پیوستہ کرکے جو مارا پیشانی پر پڑا اور توڑ کے پار گزر گیا آہو اچھل کے گرا سیارہ سے کہا کہ ذبح کر سیارہ قریب آیا شاہزادہ سکندر رستم خو بھی نزدیک آئے دیکھا تو پہلے پر اور اک تیر ہاتھ بھر نکلا ہوا موجود ہی سکندر رستم خو انگشت بدندان ہوے اور سیارہ کو چابک سے کہا کہ بھئی اگر مین یہ جانتا کہ یہ کسیکا تیر خوردہ ہی تو ہرگز تیر نہ مارتا خیر پھر اب تو جو ہوا وہ ہوا دیکھا جائیگا یہی کہہ رہے تھے کہ پڑاق سے گرد اُڑی اور ایک نقابدار تاریخی پوش پیدا ہوا کہ مرکب کو سرپٹ دوڑائے چلا آتا تھا نقابدار کی نظر جو اپنے صید پر پڑی اسکو نہایت غصہ آیا پکار کر کہا اے قزاقو کیا تم نہین جانتے کہ یہ مقام کسکی عملداری مین ہی کہ جو یہان آکر قطع راہزنی مین کمر باندھے ہوے ہو سچ بتاؤ کہ میرے صید کو کسنے صید کیا تاکہ اُسے مین صید کرون سکندر رستم خو نقابدار کی نرم آواز پر ایسے محو ہوگئے کہ فرمایا کہ یہ غلطی مجھ سے ہوئی مین نے تمہارے صید کو صید کیا بعد کو دیکھا کہ یہ تیر کھائے ہوے ہی اپنا صید لیجاؤ نقابدار نے کہا کہ اسکی سزا یہ ہی کہ اٹھاؤ اس آہو کو اور میرے ساتھ چلو سکندر رستم خو

کچھ تو پشیمان تھے کچھ نقابدار کے دست و بازو اور اُس کی جرأت دیکھکر دل میں مسکراتے
تھے کہ بڑا منچلا معلوم ہوتا ہے کہ اپنی بساط کو نہیں دیکھتا اور اس بانکپنے سے گفتگو کرتا ہے
چونکہ انکو غصہ تھا مذاق سوجھا کہا کہ میں نے آجتک مزدوری نہیں کی ہے یہ عیار میرا ہی بیچا
نقابدار نے جھنجھلا کر کہا کہ نہیں تمھیں کو بیچتا ہوگا فرمایا کہ کسطرح لیچلوں بتادو۔ نقابدار
نے کہا کہ چاروں پاؤں اسکے باندھ کر پشت پر لادو اور لیچل سکندر کو ہنسی آئی اور دل لگی
سوجھی گھوڑے سے کودے اور پاؤں آہو کے باندھ کر فرمایا کہ اب کہو نقابدار نے
کہا کہ ایسا تھا ہی کہ اسے آہو کا لادنا نہیں آتا ہے اُٹھا جلدی ورنہ شامت میں آجائیگی سکندر
رستم خو نے فرمایا کہ پھر اپنے ہی گلے میں نہ لٹکا لو۔ نقابدار نے جھلا کر تلوار کھینچ لی اور کہا
کہ مجھ سے تمسخر کرتا ہے غضب ہے تجھے اس آہو کے بدلے صید کرونگا یہ کہکر تلوار ماری سکندر نے
تیغ نقابدار کا سپر پر روکا اور ایسی ادجھڑدی کہ تیغ ٹوٹ گیا بس کلائی پکڑ کے کھینچی نقابدار
گردن مرکب سے نیچے آرہا سکندر نے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے اُٹھا لیا دیکھا کہ زنجیر کمر طلائی ہے
لیکن اس کشاکشی میں بند نقاب ٹوٹ گئے اور چہرہ دکھائی دیا نظر جو سکندر کی چہرۂ نقابدار
پر پڑی ہاتھوں میں رعشہ پڑ گیا دیکھا کہ اک آفتاب حشر نمودار ہے ﴿ برس پندرہ یا کہ سولہ
کا سن ۔ جوانی کی راتیں مرادوں کے دن ﴾ سکندر نے کہا لاحول ولا قوۃ یہ میں نے
کیا کیا کہ اس عورت سے مقابلہ کیا یہ فرما کر پھر مرکب پر بٹھا کر چھوڑ دیا نقابدار نے تو باگ
مرکب کی پھیری اور جس طرف سے آیا تھا اسی طرف روانہ ہوگیا اور سکندر رستم خو سم مرکب
کو دیکھتے رہگئے جب نقابدار نظروں سے پنہان ہوگیا تو سیارہ کو چاک نے کہا کہ اب
آہو کو ذبح کروں فرمایا واللہ بغیر نقابدار کے میں کباب آہو کے ہرگز نہ کھاؤنگا اُٹھاؤ
اس آہو کو اور تلاش میں اسکے چلو کیوں جی تم تو ہمارے ساتھ قاف میں بھی رہ چکے ہو
ملک نو بہار خوش پرستان میں ایک عورت ہے کوئی پری ایسی حسین ہم نے تمام پرستان
میں نہیں دیکھی مگر یہ ظالم تو قیامت کا دلفریب حسن رکھتی ہے میری طبیعت آجتک ایسی کسی پر
شیفتہ نہوئی تھی اور اس قتال عالم نے تیغ بازی ایسی کی کہ مجھے اور بھی گھائل کر دیا بقول
شاعر ﴿ کام ایسا کر گئی اُسکی نزاکت وقت ذبح ۔ زخم گردن پر نہ آیا دل پہ خنجر پھر گیا ﴾ سیارہ
کو چاک نے عرض کی کہ چلیے وہ جو باغ سامنے معلوم ہوتا ہے نقابدار اُسی طرف گیا ہے یہ کہکر
آہو کو سیارہ نے لادا اور سکندر رستم خو مرکب پر سوار ہوکر نشان سم مرکب دیکھتے ہوئے
جانب باغ روانہ ہوئے راستے بھر سکندر رستم خو سیارہ سے ملکہ کے حسن کی تعریفیں
کرتے ہوئے تا بہ دروازۂ باغ پہونچے سیارہ نے کہا کہ بڑی بات تو یہ قابل تعریف
ہے کہ سپاہی ہوں اور بہادروں کا معشوق بھی سپاہی اور منچلا ہونا چاہیے آپکے واسطے
ایسا ہی معشوق زیبا تھا سکندر نے خوش ہوکے کہا کہ بھئی یہ تجھے میرے دل کی بات کہی
میں حسن سے زیادہ اُسکے بانکپنے کا شیدا ہوگیا جب اُس نازک کلائی میں تیغ چمکتا تھا
جی چاہتا تھا کہ یہ وار پھر روکوں مگر اُسوقت تک صورت نہ دیکھی تھی ورنہ میں اپنے کو
زخمی کرا دیتا کہ اُسکا کچھ حوصلہ تو نکل جاتا سیارہ کو چاک نے عرض کی کہ اتنا عشق اچھا نہیں
جو عقل کھو دے فرمایا کہ بھئی یہ تو شان عشق ہے وہ کون لوگ ہوتے ہیں جو سینے پر گل کھاتے ہیں

ہم ایک آدھ جز کا ہی کھالیتے نشانی تو ہاتھ آتی۔ سکندر نے دربانون سے کہا کہ کیا نقابدار
نارنجی پوش اسی باغ مین رہتا ہی اُنھون نے کہا کہ ادب سے نام لو نقابدار بادشاہ کی دختر
ہی فرمایا کہ بھئی ہمتو نووارد ہین خالی نقابدار جانتے ہین ہماری طرف سے نقابدار کو اطلاع دو
کہ جو آہو آپ نے صید کیا تھا وہ حاضر ہی اسے منگوا لیجیے اور کباب لگائیے آپکے حکم کے موجب
مین خود آہو کو لیکے حاضر ہوا ہون اگر یقین نہو تو اپنے سامنے بلا کے دیکھ لیجیے کہیے گردن پر
لٹکا کے لے آؤن کہیے پشت پر لاد لاؤن دربانون نے محلدار سے کہا محلدار پیام لیکر چلی
لیکن ملکہ جسوقت داخل باغ ہوئی تو گھبرائی گھبرائی پریشان سی تھی چنچل وزیرزادی نے جو
یہ حالت ملکہ کی دیکھی کہا خیر باشد آپ اسقدر پریشان اور گھبرائی ہوئی کیون ہین ملکہ تصویر
برق جمال نے کہا کہ کیا کہون آج عجیب سانحہ درپیش ہوا یہ کہکر سارا واقعہ بیان کیا اور کہا
کہ مین غصہ مین تلوار لیکر بڑھی مگر بعد کو شرمندہ ہوئی کہ اُسکا کوئی قصور بھی تھا اور علاوہ اسکے
قابل بھی اسلیے تھا کہ قتل کیا جائے چنچل سمجھ تو گئی مگر چترائی کر کے پوچھا کہ قابل قتل کیون تھا
اور قصور یہ کیا کم تھا کہ اس مقام پر آکے آہو تیر خوردہ کو صید کیا ملکہ نے کہا کہ وہ کسی دوسرے
ملک کا رہنے والا تھا اور اُسنے دیکھا نہ تھا کہ آہو تیر کھائے ہوئے ہی میرا تیر پیچھے پڑا تھا
اور مثل مشہور ہی کہ آہو کی ایک ٹانگ ٹوٹ کے پانچ ٹانگین ہو جاتی ہین آہو تیزی سے جا رہا
تھا اور اُسنے سامنے سے تیر مارا پشت کا حال چہرہ سے کیونکر ظاہر ہو سکتا ہی اور اُسنے
عذر بھی کیا مگر میرا غصہ اُسوقت فرو نہوا مین تلوار مارتی اُسنے مجھے کمر زنجیر پکڑ کے اُٹھا لیا
اور پھر چھوڑ دیا اُسوقت میرا غصہ فرو ہوا تو مین نے دیکھا کہ انسان کا ہے کو ہی ملک ہی میری نظر
سے ایسا حسین مرد نہین گزرا چنچل سمجھی کہ ملکہ کا دل بھی اُسپر مائل ہوا کہا کہ اگر اُسنے بھی آپکو
دیکھ لیا ہی تو ضرور ڈھونڈھتا ہوا آئیگا ملکہ نے کہا کہ مین نے کیا اچھا سلوک اُسکے ساتھ کیا کہ
جسکی امید پر وہ آئیگا یہی ذکر تھا کہ محلدار نے آکر عرض کی کہ قربان جاؤن دو مرد دروازہ
باغ پر ایک آہو لیے کھڑے ہین اور کہتے ہین کہ نقابدار سے کہو ہم آپکے حکم کے موافق
آہو کو خود اُٹھا کے لائے ہین چنچل کو ملکہ کا ایما تو پہلے ہی معلوم ہو چکا تھا کہا بلا لو اور کہلا دو
نقابدار فرماتی ہین کہ یہ صید شرکت کا ہی ہم منتظر اسکے کباب کھائین محلدار نے جا کے کہا
یہان تو تمنا ئے دلی یہی تھی آہو سمیت داخل باغ ہوے یہان ملکہ نے چنچل سے کہا کہ اری
اوٹ تو کھڑا کروا دے اب کیا چاہتی ہی کہ مین غیر مرد کے سامنے بے حجاب بیٹھون چنچل نے
اوٹ لا کے کھڑا کر دیا مگر ملکہ پر آوازہ کسا کہ ہمین بھی اس پردے کا خیال دیکھنا ہی کہ یہ پردہ
کبتک رہتا ہی جب دل سے پردہ اُٹھ گیا تو ظاہری پردہ سے کیا حاصل ملکہ نے کہا اب تو بہت گستاخ
ہوئی جاتی ہی اتنے مین سکندر و رستم مع سیارہ کو چک سامنے اوٹ کے پہونچے سیارہ
ہرن کو لادے ہوے تھا ملکہ نے فرمایا کہ یہ تو مین نے نہین کہا تھا کہ آدمی پر اپنے آہو لدوا
لائیے فرمایا کہ یہ آدمی میرا بھائی ہی جیسے مین آہو کو اُٹھا کے لایا ویسے یہ اور اگر تمھاری خوشی
ہو تو مین خود اُٹھا لاؤن لا نا بھی مجھے دیتا یہ کہکر سیارہ کی طرف بڑھے سکندر ملکہ نے پردہ
سے منع کیا اور کہا کہ خیر اب آپ ہمارے مہمان ہین وزیرزادی نے سامان کباب لگانے کا
مہیا کر دیا شاہزادہ نے فرمایا کہ لطف تو یہ تھا کہ جسطرح شرکت کا صید تھا اُسیطرح شرکت مین کباب

لگانے جانے ملکہ نے فرمایا کہ شرکت تو یوں بھی ہو سکتی ہے کہ تمہارا عیار میری وزیر زادی سے ملکے
کباب لگائیں فرمایا کہ بہتر لیکن یہ پردہ شاق تھا دل تو صورت دیکھنے کو تڑپ رہا تھا وزیر زادی
نے کہا کہ میں تو غیر مرد کے سامنے نہ جاؤنگی ملکہ نے اس طرح سے ڈھکیل دیا کہ چنچل پردے
کے باہر آگئی سیارہ نے ہاتھ پکڑ کے پاس بٹھا لیا اور کہا کہ آگ دھونکو چنچل جو فوراً کیلئے
ہاتھ منھ چھپانے لگی سکندر نے کہا کہ اچھو سامنا ہو گیا اگر تم ابھی سامنے نہ آؤ گی تو ہمارا بیٹھنا بیکار
ہے ہم کباب کے ایسے بھوکے نہیں ہیں چنچل نے یہ خیال کیا کہ ایسا نہو یہ خفا ہو کے چلے جائیں
تو ملکہ کو ملال ہوگا بیٹھ گئی اور آگ سلگانے لگی سیارہ کو چنک سے آہو کو صاف کر کے
کباب لگانے اور پلیٹ میں رکھکر آگے بڑھا دیے کہ دونوں صاحب نوش کریں سکندر
نے کہا کہ شرکت کا خیال رہے ملکہ نے کہا کہ میں شریک ہوں یہ کہکے پردہ سے ہاتھ نکالا سیارہ
نے اشارہ سے کہا کہ ہاتھ پکڑ کے کھینچ لو سکندر نے کہا کہ ایسا نہو بگڑ جائے بس سیارہ نے
اٹھ کے اوٹ پر سے پردہ کھینچ لیا اور کہا کہ جیسے ایک مرتبہ دیکھا ویسے ہزار مرتبہ جیسے سامنے
ہو چکیں اُس سے پردہ کیا ملکہ شرما کے رہ گئی سکندر سے شکایت کی کہ تمہارا عیار بڑا گستاخ
ہے فرمایا کہ سچ تو کہتا ہے اب شاہزادہ نے ملکہ کے ساتھ کباب نوش کیے ملکہ نے سیارہ سے کہا
کہ تم بھی کھاؤ سیارہ نے چنچل کو زبردستی اپنے ساتھ کباب کھلائے اب دسترخوان بچھا دیا
گیا سب نے کھانا بھی ساتھ کھایا جب ہاتھ منھ دھونے سے فراغت ہوئی تو ملکہ نے کہا کہ
افسوس آپ ایسے وقت ہمارے شہر میں آئے اور مہمان ہوئے کہ ہم اچھی طرح مدارات بھی
نہ کر سکے اپنا نام و نشان بتا دیجیے ورنہ بتائیے کہ پھر بھی کبھی ادھر آئیے گا فرمایا کہ ابھی تو ہمارا
ارادہ یہاں سے جانے ہی کا نہ تھا مگر معلوم ہوا کہ آپکے بار خاطر ہیں تو ضرورت ٹھہرنے کی بھی
نہیں پھر آنا کیسا ملکہ نے کہا کہ میں یہ نہیں چاہتی کہ آپ تشریف لیجائیں بلکہ میں خود مجبور ہوں
کہ اپنے والد ماجد کے ہمراہ بہارستان مغرب کی طرف جانے والی ہوں سنا ہے کہ وہاں ایسے
بدیع الملک فقیر بنکے آیا ہے اُسنے دین خدا پرستی پھیلا رکھا ہے تو خداوند ساریق نے میرے
والد ماجد کو فرمان اس مضمون کا بھیجا ہے کہ اے خیال شاہ تم جا کر اس فیروز حمزہ کو گرفتار کرکے
ہمارے پاس بھیجو ہمنے زلزال کو اُسکی گرفتاری کے واسطے بھیجا تھا اُس سے کچھ نہ ہو سکا
گو کہ تمہارا ملک اور فوج سنجاب شاہ مغربی سے کم ہے مگر جیسے پہلوانان زبردست تمہارے
ملک میں پیدا کیے ہیں ویسے سنجاب شاہ کے ملک میں نہیں ہیں ہمیں معلوم تھا کہ یہ نا ہنجار
ہمارا اک وقت میں ہم سے روگردانی کریگا تو ہمنے تمہاری قوت اُس سے زیادہ رکھی ہے اور تم اُسکو
مغلوب کرکے خود بھی نہ بیٹھو تو میرے والد ماجد کل تک کوچ کرکے بہارستان مغرب کو
جائینگے اور مجھے ساتھ لیتے جائینگے بعد بہارستان مغرب کے سار لیقہ میں جائینگے اور غضب و نظر
خداوند کرینگے میرا جی نہیں چاہتا کہ میں اُس رنگ کے ہوتے ہوئے سیارہ کی یورش ہوں وہ موحد اور خدا
نما ہے کل کی بات ہے کہ خداپرستوں سے اُسکے بھائی کو کتنی جوتیاں لگائیں اگر کوئی مرد نیک طینت
ملتا تو میں اُسکے ساتھ بھاگ جاتی اور باسی کو اپنے میں عمر بسر کر دیتی مگر اس موے خداوند کے
نہ ہو سکتی اسوجہ سے میں نے عذر کیا کہ کل کو آپ یہ نہ کہیں کہ خلاف مہمان نوازی مہمان خانہ مہمان ترک کی
اور جانا میرا ضروری ہے کیونکہ والد ماجد کا حکم ٹل نہیں سکتا خصوصاً پھر اُنکے ارشاد کی تعمیل واجب ہے

سکندر رستم خو نے کہا کہ بھاگنے کی کیا ضرورت ہی اسمین بدنامی ہوگی کہ فلان کی دختر بھاگ گئی کہو تو
جاکر ابھی شبخون مارون کہ تمھارے باپ کو یہان سے جانیکی مہلت ہی نہ ملے دون ملکہ نے
کہا خدا کے لیے ایسا نکرنا اُسکی بارگاہ مین ایسے ایسے پہلوان زبردست ہین کہ جنکا مثل و نظیر
نہین ہی عنقا سے دیو کش اک سردار ہی کہ جسنے دیوون کو مارا ہی بدمست دیوانہ بلا جیدر مان
ہی تو سو من کی زنجیر باندھتا ہی سرخاب قوی بازو اور سحر اب قوی بازو ویسے زبردست ہین کہ شیر
کی کلائی توڑ ڈالتے ہین گینڈے کو اٹھا لیتے ہین سکندر نے کہا کہ تم تو اشتیاق بڑہائے
دیتی ہو مین ضرور ان سردارون سے مقابلہ کرونگا سیارہ کوچک نے کہا کہ اسمین بھی ملکہ کی
بدنامی ہی یہ کیسا کہ خیال شاہ خود ملکہ کو آپکے حوالے کردے سکندر نے کہا کہ لطف تو لڑا کر
لینے مین تھا جنجل نے کہا کہ تو فطرتی تو بڑا معلوم ہوتا ہی اگر ایسی کوئی تدبیر نکلے تو اس سے
بہتر کیا ہی سیارہ کوچک نے کہا کہ آج ہی اسکا انتظام ہو جائیگا کل بادشاہ ملکہ کو انکے سپرد کردیگا
یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور شاہزادہ سے کہا کہ آپ نقابدار بنکر فلان مقام پر ٹھہریے اور نام اپنا
سوار قدرت ظاہر کیجیے مین پرندہ قدرت بنکر دربار بادشاہ مین جاتا ہون اور کہتا ہون کہ خداوند
نے سوار قدرت کو آپکی نصرت کے واسطے بھیجا ہی لوگ آپکو استقبال کرکے لیجائینگے سکندر
نے اس رائے کو پسند کیا اور جنجل تو پھڑک گئی ملکہ بھی اسکے فقرے پر مسکرائی سیارہ باغ
سے نکلکر شہر خیال مین آیا اور ایوان شاہی کی جانب روانہ ہوا دیکھا کہ شہر مین بلڑا ہی لشکر کے
سوار انتظام سفر مین دوڑتے پھرتے ہین اک غل ہی کہ کل صبح کو بادشاہ بہارستان مغرب
کی طرف جائیگا سیارہ کوچک دروازۂ ایوان پر پہونچا چوبدار سے کہا کہ بادشاہ سے اطلاع کر
کہ پرندہ قدرت ملک ساریقیہ سے آیا ہی چوبدار نے جاکر خیال شاہ سے کہا خیال شاہ نے بلایا
پرندہ قدرت نے جاکر فرمان خداوندی پیش کیا خیال شاہ نے اُس کاغذ کو پڑھا تحریر تھا کہ اے
خیال شاہ ہمین تمھاری پریشانی کا حال روشن ہوا ہم یہان بیٹھے بیٹھے سب کچھ دیکھتے ہین
جسوقت یہ بات تمھارے دل مین آئی کہ مین اپنی دختر کو نذر خداوند کرونگا اُسیوقت ہمکو معلوم
ہوگیا دریاے کرم جوش پر آیا ہمنے تمھاری مدد کے واسطے سوار قدرت کو روانہ کیا ہی تم پہلے
اُسکی ہر طرح آزمایش کرلینا یہ ایک سوار قدرت عالم بھر کے زیر کرلینے کو کافی ہی بہارستان مغرب
کو یہ تنہا فتح کرکے تمھین بیخبر کردیگا تمکو لازم ہی کہ ملکہ کو سوار قدرت کے حوالے کردو یہ ملکہ کو
ہم تک پہونچا دیگا اس سوار قدرت کو ہمین قدرت بھی کہتے ہین اور انکا نام رازدار قدرت بھی
ہی یہ مضمون دیکھکر شہر خیال کا بادشاہ یعنی طوس خیالی نے فرمان کو سر پر رکھا آنکھون سے
لگایا اور کہا کہ دیکھو عنایت خداوند کو کہ سوار قدرت کو میری مدد کے واسطے روانہ کیا اور میرا ارادہ
ہوا تھا کہ مین ملکہ کو نذر خداوند کرونگا اس راز سے بھی خداوند آگاہ ہوگئے تمام اہل دربار وجد کرنے
لگے طوس خیالی پرندۂ قدرت کے ساتھ برائے استقبال سوار قدرت روانہ ہوا جب شہر سے
نکل کے صحرا مین پہونچا تو دیکھا کہ سوار قدرت لباس نارنگی زیب جسم کیے ہوئے نقاب نارنجی
منھ پر ڈالے اک درخت کے نیچے کھڑا ہی طوس خیالی نے نقابدار قدرت کے ہاتھ چومے اور کہا
کہ آپ کو تو رحمت خداوند کہنا چاہیے یہ کہکر نقابدار کو اپنے ساتھ لیا اور ایوان شاہی مین آیا اپنے
تخت کے برابر اک صندلی جواہر نگار پر بٹھایا سوار قدرت تن کے بیٹھے اور سردارون پر نظر ڈالنا

شروع کی لیکن سرخاب قوی بازو اور محراب قوی بازو برابر بیٹھے ہوئے تھے اور سوار قدرت
کو دیکھکر آپس میں کہہ رہے تھے کہ دست بازو تو کچھ زیادہ قوی نہیں معلوم ہوتے دوہرے بدن کا
آدمی ہی طاقت جثہ پر موقوف ہی نہیں معلوم خداوند نے کیا سمجھ کے بھیجا ہی ہاں اگر اس نقاب
میں کوئی اسرار ہو تو وہ دوسری بات ہی جسطرح فرعون شاہ کے عہد خداوندی میں چار نقابدار فرعون
کے یہاں تھے کہ جب وہ نقاب چہرے سے اُٹھاتے تھے تو ایک کی صورت دیکھکر ہنسی آتی
تھی اور ایک کی صورت دیکھکر رونا آتا تھا اور ایک کوڑا مارکے بیہوش کرتا تھا ایک کا مقابلہ کیوقت
قد بڑھتا تھا یہ باتیں کرکے محراب قوی بازو نے کہا کہ اے سوار قدرت کیا آپکے نقاب ڈالنے کا
کوئی خاص سبب ہی یعنی اگر نقاب چہرہ پر ہو تو اثر آپکے چہرہ کا زائل ہوجائے یا یہ بات ہی کہ آپ
مقابلہ کے وقت نقاب اُٹھاتے ہیں سوار قدرت نے کہا کہ میں خاص حجابہ خداوندی کا
سینے والا ہوں اسوجہ سے نقاب چہرہ پر ڈالے رہتا ہوں کہ ہر شخص میری صورت نہ دیکھے اور کوئی
اسرار نہیں ہی طرطوس خیالی نے کہا کہ خداوند نے آپکے بارے میں تحریر فرمایا ہی کہ جیسا چاہو
امتحان سوار قدرت کا لے لو یہ شخص وہ ہی کہ عالم میں کوئی اسیر غالب نہیں آسکتا اس بنا پر
جی چاہتا ہی کہ کوئی زور آپکا دیکھیں سوار قدرت نے کہا کہ جو کہو طرطوس خیالی نے کہا کہ بس
ایسا زور دکھایئے کہ یہ سرداران جائیں آپ سوار قدرت ہیں اور یہ معمولی بندے ہیں
سوار قدرت نے دنگل سے اُٹھکے محراب قوی بازو اور سرخاب قوی بازو کے دنگلوں کے
ہاتھ پکڑے اور زور کرکے دونوں کو اُٹھا لیا۔ اہل دربار کے رنگ زرد ہوگئے اور طرطوس خیالی
نے کہا کہ کیا کہنا اگر آپ ایسے نہ ہوتے تو خداوند آپ کی تعریف کیوں تحریر کرتے سوار قدرت
نے آہستہ سے اُنکو پھر زمین پر رکھ دیا لیکن یہ دونوں جو شرمندہ ہوئے کہا کہ اے سوار قدرت
ہم بیٹھے ہوئے تھے تم نے اُٹھا لیا نہ لنگر ڈال سکے نہ زور کرسکے یوں اُٹھا لینا ایسا ہی ہی جیسے
کوئی نال اُٹھالے یا کسی بھاری پتھر پر زور کرے فرمایا کہ اگر اسے آسان سمجھے ہو تو میں
اسی طرح بیٹھا ہوں تم دونوں ہی کے مجھ کو اُٹھا لو محراب قوی بازو اور سرخاب قوی بازو
آکر پٹے دونوں نے ہر چند زور کیا کچھ نہ ہوا دنگل کو جنبش بھی نہ ہوئی بس اک مرتبہ سوار قدرت
نے بیٹھے بیٹھے دونوں کی کمر زنجیر کے بند پکڑ کے جو زور کیا سر سے اُٹھا لیا تو اہل دربار
کے رنگ زرد ہوگئے کہ اللہ ری تیری قوت طرطوس خیالی نے بہت تعریف کی سوار قدرت
نے اُن دونوں کو آہستہ سے چھوڑ دیا جب امتحان ہو چکا تو سوار قدرت نے کہا کہ کچھ لوگ
میری راحت کے واسطے اور خاص اردل کے لیے خداوند نے بھیجے ہیں تمکو نہیں معلوم ہوا
لیکن مجھے خبر لگ گئی لہذا اُنکو بلوا لو وہ فلاں صحرا میں ہیں طرطوس خیالی نے کہا کہ میں خود اُسکے
لینے کو جاؤں سوار قدرت نے کہا اسکی ضرورت نہیں ہی میں بندۂ قدرت کو بھیجکر اُنھیں بلوا
لیتا ہوں یہ فرما کے سمار دے اشارہ کیا سمار گیا اور جاکے اُن لوگوں سے بیان کیا کہ
آقا تمھارے سوار قدرت بنے ہیں تم خاموشی کے ساتھ بسر کرنا کہ راز نہ فاش ہو جو پوچھے کہنا
کہ ہم سوار قدرت کے ملازم ہیں اور خداوند کے بھیجے ہوئے آئے ہیں سب کے سب سمار کے
ساتھ آئے سمار نے آکر اطلاع دی طرطوس خیالی نے سوار قدرت کے آجانے سے آج
ارادہ سفر کو ملتوی کر دیا اور کہا کہ میں کل جاؤنگا اور سوار قدرت کے ملازمین کو قریب باغ ملک

تصویر برق جمال کے اُترنے کا حکم دیا اور رات کو بڑے دھوم سے ملک طرطوس نے سوار قدرت
کی دعوت کی بعد دعوت کے کہا کہ مجھ آپ سے زبانی بھی خداوند نے کہا ہو سوار قدرت نے فرمایا کہ
ہان ارشاد کیا تھا کہ اگر کوئی امانت ہماری تمھارے سپرد کیجائے تو اُسکو اپنی حفاظت مین رکھنا خوب
ہماری مصلحت ہوگی ہم فرشتگان قدرت کو بھیج کے بلا لینگے طرطوس خیالی نے کہا کہ آپکی وہ امانت مین
آپکے سپرد کر دون یہ کہکر سوار قدرت کو ساتھ لیے ہوے ملکہ کے باغ مین آیا سوار قدرت اور پرندہ قدرت
ساتھ ساتھ تھے ملکہ وزیرزادی سے کہہ رہی تھی کہ آج سفر تو ملتوی ہوگیا اور سنا ہو کہ بابا جان سوار قدرت
کے لینے کو دوڑ گئے تھے اُسکی دعوت ہو رہی ہو کہ اتنے مین طرطوس خیالی سوار قدرت کو لیے ہوے
پہونچا اور ملکہ کی طرف دیکھ کے کہا کہ اے نور دیدہ جسے تمکو نذر خداوند کرنے کی نیت کی تھی وہ نذر
ادا کرنے سے پہلے قبول ہوگئی خداوند نے اپنا سوار قدرت کو بھیجا ہو اور یہ فرمان آیا ہو کہ ملکہ کو
سوار قدرت کے حوالے کردو لہذا آج سے مین نے تمکو سوار قدرت کی نگہبانی مین دیا اور آج سے
سوار قدرت تمھارے ساتھ رہینگے ملکہ نے کہا کہ میری وزیرزادی اور سہیلیان کہان رہینگی طرطوس
خیالی نے کہا کہ تمھارے ساتھ رہینگی ملکہ نے سر جھکایا طرطوس خیالی پلٹ کے اپنے ایوان مین
آیا پرندہ قدرت یعنی سیارہ کو جاتے دیکھ کہ کیون ملکہ سچ کہنا کیا دھینگا دھانگی کی عیاری کی ہے
ملکہ بھی دل مین تو خوش تھی ظاہر مین کہا کہ تو نے آتے ہی تمام عزیزون سے چھڑوا دیا چنچل نے کہا کہ
تو آدمی ہو یا کوئی بلا ہو قیامت کا فقرہ دیا کہ سب کو یقین آگیا۔ غرضکہ طرطوس خیالی نے دوسرے
روز کوچ کیا اور مع سوار قدرت جانب ملک سنجابیہ روانہ ہوگیا

اب پھر چند کلمے داستان بہارستان مغرب کے بیان ہوتے ہین

شعر بیا بشنو اے ہمدم داستان + کہ باز آمدم بر سر داستان + یہ بیان ہو چکا ہو کہ شاہزادہ
رفیع البخت قلعہ جبل الحدید مین رونق افروز ہین اور زلزال علاج زخم سر مین مصروف ہو سنجاب شاہ
مغربی نے کہا کہ اے زلزال چونکہ اب یہ بات ظاہر ہوگئی کہ رفیع البخت پسر بدیع الملک ہو اور
خداپرست ہو شمار اسکا دشمنان خداوند مین ہو لہذا اب مین تیرا شریک ہون لیکن عجب پیچیدہ
معاملہ ہو کہ فرزند میرے اسکے شریک ہوگئے ہین گویا مجھے اپنے فرزندون سے لڑنا پڑا ہو مجھے
اطاعت خداوند ساریق سے مطلب ہو مین اپنے فرزندون کا ہرگز شریک نہین لیکن میرے سردار
میرے فرزندون سے دبینگے اُنکو یہ خیال ہوگا کہ ہم اسکے مطیع رہے ہین اب اُنسے مقابلہ کرنا
رفیع البخت کے مقابلے مین کسیکو عذر و انکار نہوگا مین بہت پریشان ہون کہ کیا کرون کیا کرون
محیط روشن ضمیر کو اپنے آئینہ پر بہت ناز تھا تو وہ بھی چھن گیا اب خداوند ہی مدد کرین تو کچھ ہوسکتا ہو
یہی ذکر تھا کہ چوبدار ہرکارون کی گرد آلودہ پسینے مین عرق آکر دعا و ثنا مستجاب بجالا کے عرض
کرنے لگے کہ بادشاہ ملک خیال ملک طرطوس مغربی چار لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے واسطے
گرفتاری رفیع البخت کے آتا ہو اور سوار قدرت فرستادہ خداوند ساریق اسکے ہمراہ ہو۔ یہ سنکر
سنجاب مغربی نے اپنے سردارون کو واسطے استقبال کے روانہ کیا دل مین کہتا تھا کہ خداوند کو سب
حالات کی اطلاع ہو کہ زلزال سے بھی کچھ نہوسکا جو سوار قدرت کو بھیجا ہو یقین ہو کہ یہ سوار قدرت
اسکو گرفتار کریگا اتنے مین سرداران سنجاب مغربی طرطوس خیالی کو مع تمکنت دیوانہ و عتقاد دیو کے پیش

و سوار قدرت لیکر آئے سب نے تعظیم دی اور سوار قدرت کی تعظیم کو سنجاب خود بھی اپنے مقام
سے اُٹھا طرطوس خیالی کو اپنے پہلو مین جگہ دی اور سوار قدرت کو سب سے بالا دست بیٹھنے
کو دنگل دیا تمام سردار سوار قدرت کو دیکھ رہے تھے اور پرندہ قدرت ہمراہ سوار قدرت کے
موجود تھا طرطوس خیالی نے پوچھا کہ اب حالت اس ملک کی کیا ہی سنجاب نے بیان کیا کہ ای برادر
مین عجب کشمکش مین ہون کہ کچھ بن نہین پڑتی ہی اُدھر تو خداوند کے عتاب پر عتاب نازل ہوتے
ہین اِدھر اس پسر بدیع الملک نے پریشان کر رکھا ہی کہ پہلے تو فقیر بن کے میرے ملک مین
آیا باغ ملکہ کا اُسکی دعا سے سرسبز ہوا بعد اُسکے نہنگ کو جسکے مارا جو نگر یہ احسانات اُسکے سمجھ
کے مین نے اپنے دربار مین اُسکو عزت دی یہ فعل میرا خداوند کے خلاف مزاج ہوا میرہ خان
اعظم یعنی زلزال بن خلخال کو خداوند نے اُسکی گرفتاری کے واسطے بھیجا مین نے دینے سے
انکار کیا اور اسکے عوض مین شادی اپنی دختر کی زلزال کے ساتھ کر دی لیکن یہ فعل پر امیرے
فرزندون کے خلاف ہوا۔ رفیع البخت اُنکا شریک ہوگیا اب ملکہ کو لیجا کے قلعہ مین رکھا ہی
مین لڑون تو کس سے لڑون کیا اپنی اولاد سے مقابلہ کرون رفیع البخت الیاس زبردست و
بہادر ہی کہ اب مجھے اپنے ملک کا اندیشہ ہی محیط روشن ضمیر پاس اک آئینہ تھا وہ بھی خضران
عیار نے خداوند دم خبیثہ بنکر چھین لیا سب کو محیط روشن ضمیر نے اسیر کر لیا تھا اسیرون کو بھی
خضران رہا کر لیگیا زلزال ہاتھ سے میرے فرزند کے زخمی ہوا طرطوس خیالی نے کہا کہ آپ
پریشان نہون اول تو میرے سرداری کیا کم تھے اب خداوند نے سوار قدرت کو میری حمایت کی
کے واسطے بھیج دیا ہی آپ اطمینان رکھیے مین اس جھگڑے کو آسانی سے فیصل کرا دونگا کہ سانپ
مریگا اور لاٹھی نہ ٹوٹیگی جسوقت سوار قدرت پسر بدیع الملک کو اسیر کرکے خدمت مین خداوند
کے بھیج دیگا اور تمہارے فرزندون کو سمجھایا جائیگا تو وہ خود ہی مجبور ہو کر اطاعت اختیار کرینگے
اور ملکہ کو بھی زلزال کے حوالے کر دینگے آپ طبل جنگ بجوائیے سنجاب شاہ نے حکم دیا اُسی وقت
نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی ہرکارون نے قلعہ مین جا کر شاہزادہ
رفیع البخت سے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ کوئی شخص طرطوس خیالی ملک خیال کا بادشاہ
چار لاکھ آدمیون کی جمعیت سے مدد سنجاب کو آیا ہی سنا ہی کہ ایک نقابدار زنگی پوش اُسکے
ہمراہ ہی اُسکو سب سوار قدرت کہتے ہین اُسنے یہ دعویٰ کیا ہی کہ مین بہت جلد اس جھگڑے کو
فیصل کر دونگا اور مشہور یہ ہی کہ سوار قدرت فرستادہ ساریق بن لقا ہی اب سنجاب مغربی
و زلزال اور طرطوس شاہ خیالی سب ایک ہو گئے ہین اور آپکا نام اصلی مشہور ہو گیا ہے
اور ہر شخص کو معلوم ہو گیا ہی کہ رفیع البخت فرزند صاحبقران ثالث ہین نقابدار زنگی پوش
المعروف بہ سوار قدرت نے اپنے نام پر طبل بجوا دیا ہی فرمایا کچھ پروا نہین لشکر ہمارا قلعہ سے
باہر جائے اور ہمارے لشکر مین بھی کوس حربی بجے اُسی وقت سرمست فیل روز پیش خیمہ لیکے
قلعہ سے باہر آیا بارگاہ برپا کی اور نقارہ رزمی بجوا دیا تمام رات تیاری جنگ ہوتی رہی صبح کو دروازہ
قلعہ کا کھلا اور باقی ماندہ سردار بھی قلعہ کے باہر آئے شاہزادہ رفیع البخت نے نماز صبح سے فراغت
حاصل کر کے مرکب طلب کیا اور پشت مرکب خنگ باد رفتار پر بیٹھ کے راہی میدان کارزار ہوئے
آج رفیع البخت نے اپنے لشکر مین وہ علم بلند کیا ہی جسکا نام علم نہنگ پیکر ہی یہ اسی نہنگ کی

کہاں ہو جسے رفیع البخت نے شہر غود بید کے قریب جا کے مارا تھا اور کہاں اسکی ساتھ لیتے لے
گئے اس وقت سے یہ پوست نہنگ انکھیں کے قبضہ مین تھا شب کو اسکا علم تیار کیا گیا پھر اس
کی جگہ وہ کھال لگائی گئی سر مست فیروز اس علم کو اٹھائے ہوے ہی چاروں بیٹے مستجاب
مغربی کے ہمراہ رکاب ہین اجور تیز کو زین تھامے ہوے ساتھ ساتھ ہی نہیب مغربی
بعہدہ سالاری لشکر ہی سرمست داروغہ بارگاہ اور علم بردار فوج ہی آج تو لشکر کی اور ہی رونق
ہی اسطرف زلزال بن قلقال تین لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے کھڑا ہوا ہی فوج پشت پر ہے
مستجاب شاہ مغربی مع اپنی فوج کے ایک جانب صف آرا ہی اور طرطوس خیالی اپنی فوج کے پیچھے
سب سے آگے جمائے ہوے ہی سوار قدرت سب سے آگے بڑھا ہوا کھڑا ہی پرندہ قدرت
گوشہ زین سنبھالے ہوے ہی بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جب وقت نقیب نجیب بیچ سے
ہٹ گئے تو طرطوس خیالی نے اپنے لشکر کی طرف دیکھا اور کہا کہ ہان پس ہان کا کہنا تھا کہ
الست دیوانہ نے اپنے کرگدن کو چھیڑا اور میدان مین آکر بعد سلح شوری بسیار نعرہ کیا کہ جسکو
دعوے مقابلہ ہو وہ نکلے میدان مین یہ سننا تھا کہ صمصام مغربی نے شاہزادہ رفیع البخت
سے اجازت لی اور مقابلے مین الست دیوانہ کے آیا دیوانہ نے چوبدست کا وار کیا صمصام مغربی
نے چوب اسکی سپر پر روکی مرکب صمصام مغربی کا مارا گیا اور صمصام مغربی جست کر کے گھوڑے
سے علیحدہ ہوا تلوار کھینچی چاہا مرکب کو دیوانہ کے پی کروں دیوانہ کود پڑا اور صمصام مغربی
سے لپٹ گیا کشتی ہونے لگی تھوڑی دیر کے بعد بازو دیوانہ تا بہوشی نامین جا کے ٹوٹا رنگ زرد
ہوگئی دست و پا مین رعشہ پڑ گیا پس صمصام مغربی اسے چھوڑ کے علیحدہ ہوا اور آواز دی کہ کسی
اٹھوا لو اس دیوانے کو کہ پانون اسکا ٹوٹ گیا ہی لوگ طرطوس خیالی کے آئے اور دیوانے کو
لے گئے اب بہرام خیالی لشکر طرطوس سے نکلا اور مبارز طلب ہوا اسکے مقابلے کو ہشام مغربی
آیا نیزہ بازی ہوئی ہشام نے نیزہ ہاتھ سے بہرام کے نکال دیا نوبت شمشیر زنی کی پہونچی مرکب
بہرام کا مارا گیا چاہا اسنے کود کے علیحدہ ہوں لیکن جب تک پشت مرکب سے جدا ہو مرکب
تڑپ کے گرا پانوں بہرام کا زیر مرکب دب کے ٹوٹ گیا لوگ اسنے بھی آکے لے گئے ہشام
خوشی خوشی میدان سے پھر کر لشکر مین آیا اور ارژنگ زرہ پوش لشکر طرطوس سے نکلا اسکے مقابلے
کو ضرغام مغربی آیا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی ضرغام نے نیزہ ہاتھ سے ارژنگ کے
نکال دیا نوبت شمشیر زنی کی آئی ارژنگ ہاتھ سے ضرغام کے زخمی ہوا اب جھلا کر عقاب
دوکش نے بید داماک کالیا اور میدان مین آکر نہیب دی کہ اے نہیب مغربی معلوم ہو
کہ آج ستارہ تمہارا اوج پر ہی ورنہ جو جو سردار زخمی ہوے ہین یہ ایسے نہ تھے کہ اسطرح زخمی ہوجا
تے خیر آج یونہین مرضی خداوندی ہی تو یونہین سہی بھیجو کسی کو میرے مقابلے کے واسطے نہیب مغربی
نے کہا کہ مین خود آتا ہون یہ کہکے شاہزادہ رفیع البخت سے اجازت طلب کی فرمایا کہ ای نہیب مغربی
عقاب دوکش اپنے لشکر مین ایک سردار معلوم ہوتا ہی تمنے کیون جلدی کی نہیب مغربی نے کہا کہ
اسنے بھی ٹوکا اب بھی مین نہ نکلتا تو اسلحہ جنگ باندھنا بالکل بیکار تھا اور اگر وہ زبردست ہی تو
مین بھی موم کا بنا ہوا نہین ہون آپ تماشا تو دیکھے فرمایا کہ جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہی یہ سنکے
اسنے سلام کیا اور رخصت ہوکر سامنے عقاب دوکش کے آیا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہونے لگی

عنقاے دیوکش کا نیزہ نہیب مغربی نے ہوائی کیا رفیع البخت نے تعریف کی اسنے پلٹ کے
سلام کیا سنجاب بہت جلا کہ آتو میرے فرزند اسکا ایسا ادب کر رہے ہیں کہ میرا بھی اسقدر
لحاظ نہ کرتے تھے اول تو جو نکلا وہ اجازت لیکے نکلا اور نجم اختر شناس خوش ہو رہے ہیں
سوار قدرت علی دیکھے کھڑے دیکھ رہے ہیں عنقاے دیوکش نیزہ نکلنے سے بہت شرمندہ ہوا
تو اسنے اپنا گرز سنبھالا ساڑھے گیارہ سو من کی ضرب باندھتا ہے دور دور اسکے دیوکشی کا شہرہ
ہے بس اسنے گرز کو سر پر پیچ دیکر آواز دی کہ اے نہیب مغربی یہ وہ ضرب ہے جس سے پہاڑ
تھراتے ہیں اور دیو پست ہوتے ہیں خبردار ہو جاؤ یہ نہ کہنا کہ آگاہ نہ کیا تھا نہیب مغربی نے جلدی
سے اپنے گرز کو اٹھا کے چہرہ کی پناہ کیا لیکن گرز سے سناٹے کی صدا پیدا ہوئی اور گرز پر
گرز جو پڑا تو تڑاقہ ہوا لنگر ضرب کا نہیب مغربی نے سنبھالا رفیع البخت نے دعا کی کہ
خداوندا بچانا اس ضرب سے نہیب مغربی کو لیکن کمر مرکب نہیب مغربی کی ٹوٹی حتی گرد
بلند ہوا رفیع البخت نے لاہور تیز گام کو اسکی خبر کے واسطے بھیجا اور سمجھ چکے تھے کہ اگر نہیب
مغربی اس ضرب سے بچگیا تو مرکب ضرور مارا گیا ہوگا انھوں نے دوسرا مرکب روانہ کیا لاہور
نے پانی کے چھینٹے دے کے گرد کو بٹھایا ادھر سنجاب شاہ مغربی نے دل کو ہاتھوں سے سنبھالا
کہ دیکھیے فرزند میرا اسکی ضرب سے کیونکر جانبر ہوگا لیکن جسوقت گرد بیٹھی تو دیکھا کہ نہیب مغربی
بدحواس ہو رہا ہے لاہور نے منھ پر پانی کا چھینٹا دیکے ہوشیار کیا اور دوسرا مرکب سواری کو
دیا بس نہیب مغربی نے دوسرے مرکب پر بیٹھ کے آواز دی کہ او گبر تو نے قیامت کی
ضرب لگائی ہے اسنے بھی کہ یہ پیغام قضا ہے یہ کہکے تلوار کمر سے کھینچ لی اور عنقاے دیوکش
پر وار کیا عنقاے دیوکش نے جابا بند دست پکڑ لیا تب مرکب نے سکندری کھائی تو دوسرے
گرا تیغہ سر پر بیٹھا جا رہا اور گل دستا ہا تھا کہ عنقاے دیوکش نے دستا ہٹا رہا تیغہ جھکا کر ہے
نکلا رفیع البخت نے آواز دی کہ اے نہیب مغربی بس پلٹ آؤ کہ وہ زخمی ہو گیا ہے نہیب مغربی
پلٹا سنجاب شاہ کے جان میں جان آئی رفیع البخت شکر خدا بجا لائے کہ ہاتھ سے اس کافر کے
نہیب کا بچنا دشوار تھا ادھر لوگ آکر نہیب مغربی کو لیگئے سوار قدرت نے نکلنے کا قصد کیا تھا
کہ بندہ قدرت نے منع کیا اور کہا کہ آج ساعت بد ہے سنجاب شاہ مغربی نے دیکھا کہ اب
میرے فرزند تو ادھر چلے انہیں سے کوئی مقابلہ کو نہ نکلیگا بس اسنے اپنے سردار غضنفر فیل شکم
کو حکم دیا کہ جا اور پسر صاحبقران کو لڑ کے مقابلہ کر غضنفر اسی وقت اپنے گینڈے کو بڑھا کر
میدان میں آیا اور پکارا کہ اے درویش جگر ریش تو نے اب سپہگری اختیار کی ہے نہنگ کو
مار کر جان لیکے ہم سے زیادہ زبردست کوئی نہیں ہے مجکو سنجاب شاہ مغربی نے اجازت
ہی نہ دی ورنہ میں اس نہنگ کا خاتمہ کر دیتا تیری نوبت نہ آتی لیکن یہ نہنگ نامی تو تیری
تقدیر کی تھی رفیع البخت نے فرمایا کہ اگر تجھ میں جرات و قوت تھی تو پوشیدہ طور پر چلا گیا
ہوتا بادشاہ سے پوچھنے کی کیا ضرورت تھی صورت اس نہنگ کی دیکھ کر تیرا زہرہ آب ہو جاتا
تو اسے کیا مار سکتا تھا غضنفر نے کہا کہ اب میں نہنگ کش کو مار دونگا اسوقت تک میں شہزادوں
کے ادب سے میں نے میدان کارزار کا رخ کیا تھا کہ ایسا نہو انہیں سے کوئی میرے مقابلہ
کو نکل کھڑا ہو تو بنا بنایا بگڑ جائے ہے اور اتنا بھی اب اگر سمجھ جائے جرات و بہادری سے

تو میرے مقابلے کو آ فرمایا کہ میں تیری خدمتگذاری کو موجود ہوں مجھے کوئی عذر نہیں ہے یہ فرما کے
بدوہ باگ کا لیا اور سامنے عنطر فیل پیکر کے آئے عنطر نے کہا کہ لا ضرب بہادری کی دیکھوں تو
کہ تو کیسا زبردست ہے فرمایا کہ کہاں تو کا نہیں کہ میرے تابعین تک تو پیشدستی نہیں کرتے ہیں
کیا پیشدستی کروں لگا تو اپنا تو حوصلہ دل نکال لے اگر خداوند عالم تیری ضرب سے بچا لیگا تو دیکھا
جائیگا عنطر نے کہا کہ تجھے بڑا ناز و غرور ہو گیا ہے لے ہوشیار ہو جا یہ کہکر نیزہ مارا شاہزادہ
رفیع البخت نے نیزے کو نیزے پر لگا لیا تھا طعنیں چلنے لگیں کوئی نشتر طعن کی نوبت آئی
ہو گئی کہ رفیع البخت نے آواز دی کہ ہوشیار ہو جا نیزہ جاتا ہے عنطر نے کہا کہ نیزہ میرے
ہاتھ میں ہے جائیگا کہاں بس رفیع البخت نے بند باندھ کے جو ہکا مارا اگر عنطر ہاتھ سے
نیزہ نہ چھوڑ دے تو یقین تھا ہاتھ شانے پر سے اکھڑ جائے نیزہ تو ٹوٹ ہو کر مانند تیر شہاب
کے زمین پر گرا اور سرداران رفیع البخت نے تعریف کی عنطر نیزہ برابر آب خجالت میں غرق
ہو گیا اور جھپٹ کے اسنے گرز اپنا اوپر سے اٹھایا اور سر پر چرخ دیگر سر رفیع البخت پر وار کیا
رفیع البخت نے وار عنطر کا سپر پر روکا عنطر سمجھا تھا کہ میری ضرب اس سے نہ سنبھلیگی لیکن
جب اسنے دیکھا کہ شاہزادہ نے اس ضرب کو بآسانی روک لیا تو اسنے دو دستی ضرب لگائی اور
سنبھلنے کی مہلت نہ دی رفیع البخت نے اس ضرب کو بھی روکا ہر طرف سے واہ واہ کی صدا
بلند ہوئی رفیع البخت نے اپنا گرز سنبھالا اور آواز دی سے دو ضربے زدی ضرب ما نوش کن
ہمہ شادی از دل فراموش کن ✦ یہ آواز دیکر گرز کو سر پر چرخ دیکر سر پر عنطر کے وار کیا عنطر نے
اپنے گرز کو چہرہ کی پناہ کیا لیکن گرز پر گرز جو پڑتا ہے تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا
ہاتھ دونوں عنطر کے تھرائے اسنے سر پے کھینچا دونوں گرز اڑتے ہوئے سر مرکب پر گرے
مرکب عنطر کا مارا گیا اور دونوں ہاتھ عنطر کے بیکار ہو گئے رگیں پھٹ گئیں خون جاری ہوا کہ
بیہوش ہو گیا۔ رفیع البخت نے آواز دی کہ لیجاؤ اس مردہ صد سالہ کو لوگ سنجاب کے عنطر
کو میدان سے اٹھا لائے چونکہ شام ہو چکی تھی کفار نے طبل بازگشت بجوا دیا شاہزادہ رفیع البخت
با فتح و فیروزی میدان سے پھر کر داخل بارگاہ ہوئے لباس رزم اتار ابوشاک بزم پہنی ادہر
سنجاب مغربی کے لشکر کا شفاخانہ زخمیوں سے بھر گیا اور زخمی ہونے سے عنطر فیل پیکر کے
جی چھوٹ گئے اب یہ تمام کفار پھر آکر جمع ہوئے سنجاب مغربی نے طرطوس خیالی سے کہا کہ
آج میرا وہ سردار اسکے ہاتھ سے زخمی ہوا ہے کہ جسکو میں قوت سلطنت سمجھتا تھا طرطوس خیالی نے
کہا کہ میرا سردار عقاب دیوکش جو زخمی ہوا ہے یہ بھی باعث ناز تھا لیکن نہیں معلوم کہ کیا مصلحت
خداوندی تھی جو اسکو زخمی کرا دیا شاید منظور ہو کہ شہیب مغربی آپکا فرزند ہے مہرزادہ کہلاتا ہے
دوسرے کے ہاتھ سے ذلت نہ اٹھائے سنجاب شاہ مغربی نے کہا کہ شاید سوار قدرت اس
جنگ کو سر کریں اور تو ہمیں امید نہیں یہ خدا پرست بلا ہے یہ سوار قدرت ہنسا اور کہا کہ میں
اسواسطے آیا ہی ہوں آج اسوجہ سے میں نے تامل کیا کہ مجھکو تماشا تمہارے سرداروں کی جنگ
کا دیکھنا منظور تھا کل دیکھا جائیگا طرطوس خیالی نے کہا کہ خداوند حال قسمت کا ہم لوگوں کے
جانتے تھے انکو معلوم تھا کہ انکا کوئی سردار اس جنگ کو سر کریگا اسیوجہ سے خداوند نے
سوار قدرت کو پہلے سے مدد کے واسطے بھیجا مگر زلزال بن طلخال خاموش بیٹھا تھا اور پچھ

نہ ہوتا تھا سوار قدرت نے کہا کہ یہ تو جُسنا می شخص کے پوتے ہین سنجاب مغربی نے کہا کہ
رفیع البخت نے انکو تو پہلے ہی شکار کرلیا ہوتا اتنا اچھال دیا تھا کہ کئی گز بلند ہوگئے تھے
اگر حمید جادو پنجہ بنگلے نہ لیجاتی تو اسوقت انکی صورت بھی نہ دکھائی دیتی دیکھین جو رنگ ہو
ہوتے سوار قدرت نے کہا کہ اچھا طبل جنگ بجواؤ دیکھا جائیگا اسیوقت نقارۂ رزمی بجنے
لگی اور آواز نقارہ کی گونجی یہ خبر شاہزادہ رفیع البخت کو ہوئی انھون نے بھی طبل جنگ
بجوا دیا لیکن رفیع البخت نے کہا کہ کل یقین ہے کہ نقابدار مقابلے کو نکلیگا دیکھا چاہیے کہ کیونکر
لڑتا ہے ساحر ہے یا طلسم بند ہے کیا معاملہ ہے غرضکہ رات بسر ہوگئی جب صبح ہوئی تو دونون طرف
کی فوجین وعدہ گاہ مصاف مین پہونچکر صف آرا ہوئین نقیب نقابت کرکے ہٹے ہی تھے کہ
سرہنگ دیوانہ لشکر دلزلزل سے نکلا اور پکارا کہ رات کو خداوند لقا نے مجھ سے فرمایا کہ تجھکو ہم
نظر کردہ کرتے ہین تو ان سب پر غالب آئیگا لہذا جسکو قضا سے مرگ ہو وہ میرے مقابلے
کو آئے بس یہ سننا تھا کہ سرمست فیل زور نے مرکب کو چھیڑا اور رفیع البخت سے اجازت
لیکر سامنے سرہنگ دیوانہ کے آکر آواز دی کہ دیکھون تو سہی کہ تو کیسا نظر کردہ لقا ہے
سرہنگ نے جو دست سرمست کے ولیے کی سرمست نے مرکب کو بڑھا کر قبضہ پر ہاتھ
ڈالدیا اور جھٹکا مارا کہ چوبدست ہاتھ سے سرہنگ کے نکل گئی بس سرمست نے وہی چوبدست
اٹھا کر جو دیوانہ سرہنگ پر ماری سرہنگ پراگندہ ہوکے رہگیا اہل اسلام ہنسے نظر کردہ
تھا بے لقا کہان پہونچ گئے رفیع البخت نے سرمست کی تعریف کی بس اسنے جوش
شجاعت مین آواز دی کہ اے نقابدار زنار نجی پوش دیکھتے ہو کہ نظر کردہ لقا کی کیا حالت ہوئی
تم سوار قدرت یعنی پہلوان ساریق بن لقا ہو اگر میرے مقابلے کو آؤ تو یہی حالت تمھاری
بھی ہو بس یہ سننا تھا کہ سکندر رستم خو یعنے نقابدار زنار نجی پوش نے بودا باگ کا لیا اور
آواز دی کہ دیوانے کو مارکے تو بھی لڑکی ہوگیا ہے مین وہ نہین ہون جسکو تو کیا عالم مین کبھی
کوئی زیر کرسکے یہ کہکے بہ ارادہ جنگاوری زنی بڑھے اُدھر سے سرمست نے باگ مرکب کی لی اور
چلا دلمین خوش تھا کہ مین گینڈے پر سوار ہون یہ گھوڑے پر گھوڑا گینڈے کی جنگاوری
سنبھال سکتا ہے گینڈا اسکا کوڈتا ہوا چلا آتا ہے اور ادھر سے مرکب نقابدار کا مثل بگولے
کے جارہا ہے گشت سے دونون کے تق گرد بلند ہوتا جاتا ہے کہ جیسے ہی دونون قریب پہونچے
نقابدار نے باگ کو داہنی جانب اشارہ سے پھیرا اور بایان ہاتھ دراز کرکے کمر زنجیر مین سرمست
کے ڈالدیا اور جھکا مارکے نعرہ اکھیڑتے ہوئے بغلے چلے گئے لوگون نے دیکھا کہ گینڈا خالی ادھر
بھاگا چلا جاتا ہے اور سرمست ہاتھ پر نقابدار کے بلند ہے رفیع البخت نے خفران سے کہا کہ
دیکھیے مین نہ کہتا کہ یہ ساحر ہے بھلا یہ کوئی طریقہ مقابلہ کا تھا اتنا بڑا جوان کہ کشتی ہوتی تو دو تین
جن بھی اسکا باندھ لینا ممکن نہ تھا اسکو اسطرح اٹھا لیا کہ جیسے کوئی درخت سے پھول توڑ
لیتا ہے اور لشکر طاوس خیالی سے واہ واہ کی صدا بلند ہوئی لوگ شور کرنے لگے کہ واہ رے
خداوند ساریق تیری کیا قدرت ہے تو نے سوار قدرت کو زور مجسم بنا کے بھیجا ہے اس سے
کون لڑسکتا ہے سرمست نے مارے خفت کے ہاتھ پاؤن ڈھیلے کردیے اور گردن نیچی کرلی
سوار قدرت نے آواز دی کہ اے بندۂ قدرت لیجاکے اسے قید کر بندۂ قدرت یعنی سیارہ کو حکم

قریب آیا اور سرمست کو ہاتھ پکڑے ہوئے اپنے ساتھ لیے ہوئے اک خیمہ میں گیا اور بٹھا کے کہا آیا
سرمست نے دیکھا کہ نہ جنگ ہے یہاں نہ بیڑیاں ہیں نہ طوق نہ کوئی نگہبان بیٹھا ہے یہ عجب طرح کی
قید ہے وہاں سوار قدرت نے آواز دی کہ اے رفیع البخت بس اسی سردار پر تکو ناز تھا اور تعریف
کی تھی بس یہ سنکے نجیب مغربی نے آواز دی کہ ابھی شاہزادہ کے ہیبت سے نادم موجود ہیں
وہ کیا تھا ہاتھی سے زور کیا کرتا تھا آدمی وہ ہے جو آدمی سے زور کرے سر سائی لیجائے جانور
سے لڑنا کیا دیکھو میں آتا ہوں۔ رفیع البخت نے منع کیا کہ اے نجیب مغربی میں نے اندازہ اسکی
قوت کا کر لیا یہ مجھ سے بھی قوی تر ہے نہیں معلوم ہوتا تم اس سے کیا لڑوگے کیوں اپنے کو گرفتار
بلا کرانے جاتے ہو نجیب مغربی نے عرض کی۔ پھر ہم ہیں کس دن کے واسطے۔ یہ کہکر باگ مرکب
کی لی اور سامنے آیا سوار قدرت نے پکارا کہ میں نے سنا ہے تو نے نیزہ بازی اس نیزہ تمہ زدہ
صاحبقران سے پائی ہے دیکھوں تو ہنر نیزہ میں کسقدر دستگاہ تجھے بہم پہونچی ہے نجیب مغربی
نے کہا کہ اسوقت تک تو نیزہ میرے ہاتھ سے کسی نے نہیں نکالا ہے فرمایا کہ اسی کا تو مجھکو بھی
اشتیاق ہے نجیب مغربی نے نیزہ کو گردش دیکر سینہ نقابدار پر وار کیا نقابدار نے تیزی سے
کو اسکے نیزے پر کانٹھا اور وہیں سے بند باندھا۔ رفیع البخت اچھل پڑے اور خضر ان
کی طرف دیکھ کر کہا کہ عمو جان یہ تو طریقہ سوا ہمارے خاندان کے کوئی نہیں جانتا اس کا بابا
کو یہ کہتا میں نے سنا ہے وہاں رفیع البخت اور نجیب مغربی میں رد و بدل ہوتے ہوتے کوئی
سترہ یا اٹھارہ طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ نقابدار نے اب ایسا بند باندھا جو نجیب مغربی کی سمجھ
میں نہ آیا اور یہ اُس بندش کو نہ کھول سکا نقابدار نے صاف اسکے ہاتھ سے نیزہ نکال دیا
بس دنیا نگاہوں میں نجیب مغربی کے تیرہ و تار ہو گئی آواز دی کہ او نقابدار غضب کیا تو نے
کہ نیزہ اُس شخص کے ہاتھ سے ہوائی کیا جسکو دعوے نیزہ بازی تھا اور اسوقت تک کسی نے
نیزہ میرے ہاتھ سے نہ نکالا تھا خیر کچھ پروا نہیں نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی جہال بازی
تیغ بازی راست بازی جسکو حل مشکلات جہان کہتے ہیں یہ کہکر تیغہ نیام انتقام سے کھینچکر
سر نقابدار پر وار کیا نقابدار نے دھار بچا کے ہاتھ قبضہ پر ڈالدیا اور اپنی طرف کھینچا ادھر
نجیب مغربی نے دوسرا ہاتھ گریبان میں نقابدار کے ڈالدیا زور ہونے لگے بچے چلنے لگے مرکب
لنگر دنی کی تاب نہ لا سکے بیٹھ بیٹھ گئے دونوں نے زین خالی کیے اور مصروف تلاش ہو
تمام دن کشتی رہی جب شام ہونے لگی تو نقابدار نے آواز دی کہ تو چاہتا ہے کہ وقت ٹالوں
اور پریشان کروں تو یہ غیر ممکن ہے مجھے دیکھنا تھا کہ تو کتنا ہے لے ہوشیار ہو جا کہ اب شام ہوئی
رات کو کون پریشان ہو نجیب مغربی نے کہا کہ ابھی تو میں ایسا نہیں تھکا ہوں کہ رستم بھی
مجھکو یکایک زیر کرے فرمایا ہاں دیکھیگا سنبھل جا یہ نہ کہنا کہ ہوشیار نہ کیا تھا یہ کہکے دونوں
بازو نجیب مغربی کے پکڑ کے جو زور کیا یہ دو قدم دوڑا لیگئے اور وہاں سے جو جھٹکا مارا
تو دونوں گھٹنے آشنائے زمین ہوئے ہر چند اسنے لنگر سنبھالا سنبھل نہ سکا اب جو نقابدار نے
زور کیا تو ایک ہی زور میں ہاتھ بلند کیے ہوئے اپنے لشکر میں چلا آیا شام ہو چکی تھی طبل
بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے پھر گئے نقابدار نے نجیب مغربی کو بھی پرندہ قدرت
کے سپرد کیا اور کہا کہ ہمارے قیدیوں کو ہمارے ہی سواروں کی نگہبانی میں رکھنا طرطوس خیالی

یا سنجاب شاہ کو بند دیا پرندۂ قدرت نے اسکو بھی سرمست کے پاس لا کے بٹھا دیا اور سامان
راحت مہیا کر دیا آج کفار نہایت خوش تھے اور تعریفیں سوار قدرت کی ہو رہی تھین اور رفیع البخت
نہایت افسردہ کمال پژمردہ میدان سے پھر کر اپنی بارگاہ مین آئے ادھر ملکہ کو گرفتاری برادر
کا کمال صدمہ ہوا یہان سوار قدرت نے پھر طبل جنگ بجوا دیا دوسرے دن پھر دونون لشکر میدان
کارزار مین آئے کہ لشکر رفیع البخت سے ضمصام مغربی نے نکلکر آواز دی کہ اے نقابدار
غضب کیا تو نے کہ میرے برادر کلان کو اسیر کیا اب مین انتقام کے واسطے آیا ہون نقابدار نے
جاکر اس سے بھی سامنا کیا ضمصام مغربی نے تلوار ماری نقابدار نے وار اسکا رد کر کے گردن
مرکب کی قلم کر دی ضمصام گھوڑے سے علیحدہ ہوا اور تلوار کھینچ کے مرکب نقابدار کی طرف
جھپٹا کہ اسکو بھی پیدل کر ڈالون۔ نقابدار نے زین خالی کیا ضمصام نے کھٹ کے ہاتھ تلوار کا مارا
نقابدار نے بند دست پکڑ لیا کشتی ہونے لگی پہر بھر مین نقابدار نے اسکو بھی باندھ لیا اور
پرندۂ قدرت کے سپرد کر کے پھر مبارز طلب کیا قمقام مغربی آیا یہ بھی پہر بھر کی کشتی مین زیر ہوا
ہشام مغربی آیا یہ بھی اسیر ہو گیا دیکھا رفیع البخت نے کہ نقابدار قصداً اپنے وار نہین کرتا ہے
گویا رعایت کرتا ہے سنجاب شاہ مغربی کو یہ خیال ہوا کہ میرے لحاظ سے میرے فرزندون کو سوار
قدرت نے زخمی نہین کیا اسیر کر لیا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سب قید نقابدار مین آسائش سے
ہین کسیکو کوئی تکلیف نہین ہے چونکہ دن کم رہگیا تھا اور یہ خیال تھا کہ رفیع البخت سے مقابلہ کا جلدی
فیصلہ ہونا غیر ممکن ہے اسوجہ سے نقابدار طبل بازگشت بجوا کے میدان سے پھر آیا آج رفیع البخت
نے قیصر شیر زن سے کہا کہ کل مین خود اسکے مقابلہ کو جاؤنگا تم قصد نکرنا اسنے عرض کی کہ آپ
مالک ہین المامور معذور لیکن جی تو میرا بھی چاہتا تھا فرمایا کہ نہین مین خوب سمجھ چکا ہون کہ یہ
نقابدار کسی سے زیر ہونے والا نہین ہے یہان یہی باتین ہو رہی تھین کہ آواز طبل جنگ گوش زد
ہوئی پھر نقارہ رزمی بجا۔ رفیع البخت نے بھی کوس حربی بجوا دیا تیاریان جنگ کی ہونے لگین
وہان ملکہ کو جو خبر ہوئی کہ چارون بھائی اسیر ہو گئے سب سوار قدرت کی قید مین ہین اور کل شاہزادہ
رفیع البخت سے مقابلہ ہوگا ملکہ نے کہلا بھیجا کہ تقدیر تو گردش مین ہے عجب عجب سامان ہوتے ہین
اگر مناسب ہو تو ایک نظر صورت دکھا جائیے شاہزادہ رفیع البخت محل مین گئے اور ملکہ کو سمجھایا
کہ خدا پر نظر رکھو اور نہ گھبراؤ مین نے سنا ہے کہ تمھارے بھائیون کو نقابدار نے بہت آرام سے
رکھا ہے رات کو انکے سامنے ناچ ہوتا ہے کھانے عمدہ عمدہ کھلوائے جاتے ہین ایک مرتبہ روز
خود نقابدار جا کے پوچھ لیتا ہے کہ تمکو کوئی تکلیف تو نہین ہے ان کفار مین ایسا خلیق شخص مین نے
نہین دیکھا جو دشمنون کے ساتھ یہ برتاؤ کرے ملکہ نے کہا کہ اسکا یہ سبب ہے کہ میرا باپ اسی طرف
شریک ہے اور یہ فرزند ہین گو اسوقت آپکے خلاف ہو گئے ہین تاہم کہان تک خیال نہو گا مجھے
تمھاری فکر ہے فرمایا کہ نہین یہ خیال دور رکھو اگرچہ نقابدار زبردست روزگار ہے لیکن مین بھی وہ شخص
ہون جسکے پانچ پشت سے صاحبقرانی چلی آتی ہے مجھے کیا زیر کر سکتا ہے لیکن وہ بھی مشکل سے
زیر ہوگا یہ فرما کے ملکہ سے رخصت ہوے یہان نقابدار نے ایک خیمہ متصل میدان جنگ کے
برپا کرا دیا اور اسمین سرداران معتقد کو جگہ دی اور فرمایا کہ کل صبح کو تماشا ہماری جنگ کا دیکھنا
سب رعایا اس خیمہ مین بیٹھے ہین جب صبح ہوئی اور دونون طرف کی فوجین وعدہ گاہ مصاف مین

پہونچکر صف آرا ہوئین تو سوار قدرت نے میدان مین آکر آواز دی کہ اے رفیع البخت دیکھا تمنے
کہ مین نے کسطرح تمھارے سردارون کو زیر کیا بہتر و مناسب تمھارے حق مین یہ ہی کہ اطاعت
خداوند ساربق کی اختیار کرو ورنہ یہی حال تمھارا بھی ہوگا جو ان لوگون کا ہوا ہی آج شام کو تم بھی
اسی خیمہ مین مثل ان قیدیون کے بیٹھے ہوگے فرمایا اے نقابدار مین مثل دیگران نہین ہون مین
وہ شخص ہون جسکا لقب صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران ہی
سوار قدرت ہنسا اور کہا کہ مین نہ سمجھا کہ بن صاحبقران اور بن صاحبقران کا تمنے تار باندھ دیا مفصل
بیان کرو۔ رفیع البخت نے فرمایا کہ مین صاحبقران ہون اور میرے والد ماجد صاحبقران ثالث
تھے جنکو بدیع الملک کہتے ہین اور انکے والد ماجد نورالدہر وہ بھی صاحبقران کا نعرہ کرتے تھے
اور پردادا صاحب شاہزادہ بدیع الزمان تھے صاحبقران بن صاحبقران اول تھے نقابدار نے
کہا کہ تمھارے باپ تو بیشک صاحبقران تھے اور صاحبقران اول بھی صاحبقران مشہور تھے
ان دو کے علاوہ جتنون کے نام تمنے لیے یہ اپنی زبان سے صاحبقران ہونے کا دعوی کرتے
تھے انھین مانا نہین کسی نے مین نے سنا ہی کہ لشکر امیر اول مین رستم زمان علمشاہ نوجوان
کہلانے لگے تھے خیر اس قصہ سے کچھ فائدہ نہین اگر صاحبقران ہو تو کچھ قوت صاحبقرانی دکھاؤ یہ
سنکے رفیع البخت نے نیزہ سنبھالا اور کہا کہ اے سوار نقابدار سبقت مین نکرونگا کہ صاحبقران ہون
نقابدار نے کہا کہ اگر مین بھی یہی کہون تو جنگ ہی نہوگی لہذا مجکو مقابلہ کرنا منظور ہی تو مین سبقت
کرتا ہون یہ کہکے نیزہ مارا رفیع البخت نے نیزے کو نیزہ پر لگا شعلے نکلنے لگین دونون
بجلی ہوگئے اور گردش سنانون کی سمجھ مین نہ آتی تھی دیکھنے والے محو تھے وہ وہ بند بندھے اور
جھٹکے چلے کہ سنانین جاتی رہین نیزون کی بیکار ہوگئین چھڑ پر چھڑ پڑنے لگی ڈانڈین بھی چور چور
ہوکے اڑ گئین اتو نقابدار نے آواز دی کہ اے رفیع البخت نیزے کی ابتدا مجھسے ہوئی تھی ضرب
گرز کی تم ابتدا کرو۔ رفیع البخت نے کہا کہ اسکا مضائقہ نہین اور جھپٹ کے اپنا گرز آراہ پر سے لیا
اور سر پر چرخ دیکر خبردار خبردار کہکر سر پر نقابدار کے وار کیا نقابدار نے اپنے گرز کو اٹھا کر چہرہ کی
پناہ کیا بس گرز پر گرز جو پڑا تراقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جگر زمین ہول سے
شق ہوگیا لوگ سمجھے کہ نقابدار مارا گیا۔ رفیع البخت نے آواز دی کہ زدم و بست کردم تو خبر نقابدار
کی پرندہ قدرت جھپٹ کے چلا تھا کہ نقابدار گرد سے باہر آیا اور پکار اکر آواز دی کہ [illegible] ت کردی
سے تو فریبے زدی ضرب من نوش کن + ہمہ شادی از دل فراموش کن + یہ کہکے اپنے گرز گران
سنگ الماس رنگ ہشت پہلو پرخچ کو جو ساڑھے سترہ سو من کی ضرب کو اٹھا کر سر پر چرخ دیا اور
اوپر رفیع البخت پر وار کیا۔ بس گرز پر گرز جو پڑا یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا مگر شاہزادہ
رفیع البخت کی ٹوپی تک گرد بلند ہوا۔ جو حالت نقابدار کی ہوئی تھی اس سے بدتر حالت شاہزادہ
رفیع البخت کی ہوئی۔ نقابدار نے بھی آواز دی کہ خبر لو اسکی لاہور تیز گام دوڑ کے آیا اور گرد
گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا۔ دیکھا کہ ہاتھ دونون مانند ستون فولادی کے قائم ہین لیکن
ہر بن مو سے پسینا جاری ہی زبان پر واہ واہ کی صدا بلند ہی عیار نے کہا کہ حریف لاف زنی
کر رہا ہی اور آپ تعریف کر رہے ہین جواب پیچے دیکھا تو مرکب مر گیا گلی ہو چکا ہی رفیع البخت مرکب
سے علیحدہ ہوئے اور دوسرا مرکب طلب کیا ہنوز مرکب رفیع البخت تک نہ پہنچنے پایا تھا کہ ایک نیچہ

گرا اور رفیع البخت کو لیگیا۔

خاتمۃ الطبع جلد اول

ہزاران ہزار شکر بدرگاہ خالق کائنات و تحفۂ بیشمار نعت ہدیہ جناب رسالتمآب فخر موجودات علیہ و علی آلہ افضل الصلوات و مژدۂ مسرت بخش بحضرات شائقین قصہ جات کہ کتاب لاجواب متضمن داستانہاے رنگین و حکایات دلنشین انتخاب از دفاتر داستانہاے امیر حمزہ صاحبقران عالیشان جنکی شجاعت و صولت کے تذکرون مین متعدد جلدین چھپکر ہدیہ ناظرین ہو چکی ہین اسی سلسلہ مین یہ دفتر لاجواب یعنی گلستان باختر جلد اول جسکا سلسلۂ بیان دفتر آفتاب شجاعت جلد پنجم سے مربوط ہی اور جسکی تکمیل طبع کے دریافت زمانے کی نسبت مہینون سے اکثر شائقین کی تحریرین موصول ہو چکی تھین۔ الحال حسب الحکم جناب فیضمآب مرجع ارباب علم و فن جناب منشی پراگ نراین صاحب مالک مطبع منشی نول کشور لکھنؤ و کانپور و لاہور و الہ آباد جو تصنیفات سرامد داستان گویان شیوا زبان و سردفتر قصہ خوانان فصیح البیان شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو و بہ تصحیح مولوی محمد اسمعیل صاحب ملازم قدیم مطبع فیض مرجع منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین ماہ مئی ۱۹۰۶ء زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوکر ہدیۂ ناظرین تمکین ہوا۔

اعلان

نام کتاب	قیمت
...نوخیز جمشیدی جلد اول۔	[illegible]
ایضاً جلد دوم۔	[illegible]
ایضاً جلد سوم۔	[illegible]
...سیر زعفران زار۔ جدید التصنیف ...جدید الطبع دو جلد مین بحسب تفصیل ذیل	[illegible]
جلد اول۔	[illegible]
جلد دوم۔	[illegible]
...ٹھک در سہ حصہ مطبوعہ غیر	[illegible]
ایضاً۔ حصہ چہارم۔ 〃	[illegible]
...بالغ در دو حصہ۔ 〃	[illegible]
...سوانح عمری عمرو عیار۔ 〃	[illegible]
...ج کامیابی۔ 〃	[illegible]
...سوانح عمری شیطان 〃	[illegible]
...لیلہ و دینازاد یعنی ناول۔	[illegible]
...ستان حیرت۔	[illegible]
...خوان الصفا۔ اردو چھاپہ ٹیپ مطبوعہ غیر	[illegible]
...ترجمہ اردو رابن سن کروسو۔ چھاپہ ...ٹیپ نہایت دلچسپ ناول قابل دید ...مطبوعہ غیر	[illegible]
...ترجمہ داستان امیر حمزہ باتصویر چھاپہ ...مسلسل بہ ... مترجمہ مولوی ...اللہ و نظر ثانی کردہ مولوی سید ...حسین صاحب رضوی۔	[illegible]
...داستان خیال۔ مصنفہ محمد تقی خان ...میر تقی خیال بھی کہتے ہین باشندہ ...ات یہ باکمال بعہد سلطنت محمد شاہ ...بادشاہ دہلی مین وارد ہوے ان کو ...لوگون سے بہت شوق تھا ان کے ...مسایہ مین داستان امیر حمزہ بیان ہوا ...تی تھی یہ بھی سننے جاتے تھے آخر انھون نے چند اجزا ایک قصہ تازہ کے تصنیف ...کرکے اس محفل مین سنائے لوگون نے	

نام کتاب	قیمت
بہت پسند کیے جب اس قصہ دلاویز کی شہرت ہوئی دربار شاہی مین طلب کیے گئے اور خلعت فاخرہ سے ممتاز ہوے اور بہ تعین مواجب مناسب حکم اختتام اس قصہ عجیب کے واسطے دیا گیا یہ کتاب دربار شاہی مین ہمیشہ پڑھی جاتی تھی لیکن چونکہ زبان اسکی فارسی تھی رفتہ رفتہ بوجہ ترقی اردوے معلی کے اسکا رواج جاتا رہا اس زمانہ مین کہ فارسی کا رواج کالعدم ہوگیا تو اتنی بڑی کتاب کا اردو مین شائع ہونا مناسب تھا لہذا ان جلدون کے ترجمے اور طبع مین کارخانہ نے جو صرف کثیر کیا وہ اظہر من الشمس ہے پہلے دہلی مین خواجہ امان صاحب نے اول جلد چھوڑ کر چند جلدون کے ترجمے کیے مگر ترجمہ کرتے کرتے انکا پیمانہ عمر لبریز ہوگیا اصل کتاب کی بزبان فارسی ۱۸ جلدین ہین لیکن اردو مین دو دو جلد کا ترجمہ ایک سلک یک جلد مین یکجا ہے لہذا اردو کی نو جلدین بہ تفصیل ذیل ہین	
(۱) جلد مہدی نامہ۔	[illegible]
(۲) جلد دوحۃ الابصار موسوم بہ معز الدین نامہ	[illegible]
(۳) جلد ضیاء الابصار موسوم بہ جمشید نامہ	[illegible]
(۴) جلد شمس النہار ترجمہ خورشید نامہ۔	[illegible]
(۵) جلد مطلع الانوار۔	[illegible]
(۶) جلد خزینۃ الاسرار۔	[illegible]
(۷) جلد نور الانوار ترجمہ خورشید نامہ۔	[illegible]
(۸) جلد مشرق الآثار ترجمہ خورشید نامہ۔	[illegible]
(۹) جلد تفریح الاحرار ترجمہ معز الدین نامہ۔	[illegible]
الف لیلہ باتصویر۔ دو کالم مین مشہور افسانہ ہزار و ایک رات کا عربی مین ہے اسکا ترجمہ اردو مین منجانب مطبع منشی طوطا رام شایان مرحوم نے کیا تھا بہ مزید نظر ثانی مولوی	